بیمن حمد حمید الٰہی کون و مکان کارفرمای ماشاءن کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوشربا موسوم
جادو تقریر نو عروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا ہے

جلد پنجم حصہ اول

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم دثار زبان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصاحب خوان
پسندیدہ مجالس ایران درخشان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بقمر

بمطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیہ طبع محلی ہوئی

اطلاع - اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور انکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کرسکتے مین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹائیٹل پیج کے دو صفحون مین بعض کتب قصہ جات نثر اردو کی صرح کرتے مین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

اردو قصہ جات نثر

الف لیلہ بالتصویر - مشہور افسانہ ہزار اور ایک رات کا عربی مین ہی اسکا ترجمہ اردو مین بعبارت دلچسپ مرغوب عالم سجانب مطبع اودھ اخبار منشی طوطارام متخلص شایان مرحوم نے کیا ہی اس مرتبہ اسکا اختصار بعبارت دلچسپ مولوی حامد علی خان متخلص حامد نے کیا ہی لطف یہ کہ ہر رات کا ترجمہ علحدہ علحدہ ہی جس سے اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہی و تصاویر بھی اسمین اپنے اپنے موقع کے ساتھ نہایت عمدہ کشیدہ قابل دید ہین -

الضاً - حسب مراتب بالا -

الف لیلہ بغیر التصویر - مترجمہ منشی طوطارام شایان -

مجموعہ افسانہ دلپذیر - جسمین بیس فسانہ دلچسپ ہین کہ جو کتاب انگریزی موسومہ ٹیلس فرام شیکسپیر معروف بہ ٹیلس مصنفہ شکسپیر صاحب نامی شاعر جناب مولوی محمد احسان اللہ صاحب نے بعبارت سلیس عام فہم ترجمہ کیا جنسے نتائج سود مند مثل حکایات لقمان حکیم کے جلوہ نما ہین لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہندسہ و خاتمہ بھی جداگانہ ہی -

فسانہ عجائب جلی قلم - بالتصویر عبارت رنگین و سنگین از مرزا رجب علی سرور -

فسانۂ عجائب - متوسط قلم -

الضاً - باریک قلم بالتصویر -

قصۂ سوتی و مہنوال - ذخیرہ پند خرد مندانہ -

قصۂ گل صنوبر - از منشی پیم چند -

سروش سخن - بجواب فسانۂ عجائب از سید فخرالدین حسین موردی -

الضاً - حسب مراتب بالا - غیر مطبع -

طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی متخلص شیون -

قصۂ اگر گل -

قصۂ گوپی چند بھرتری -

سنگاسن بتیسی نثر -

قصۂ گل بکاولی - از منشی نہال چند -

بیتال پچیسی - بالتصویر قصہ مشہور -

نوطرز مرصع - قصۂ مشہور از محمد بخش صاحب مہجور -

لطائف ہندی - چٹکلے اور لطیفے مصنفہ لالہ دیبی پرشاد -

قصۂ سورج پور - حصہ اول از منشی جگنجی لال -

قصۂ ماہ رمضان - از عبداللہ خان -

فسانۂ دلفریب - از منشی مرزا علی عرف اچھے صاحب

قصۂ چہار گلزار - از منشی ہر گوپال صاحب -

غ و بہار - معروف بہ قصۂ چار درویش بالتصویر -
سم فصاحت - قصۂ عجیب و غریب از سید
حسین جاہ -
رائش محفل - قصۂ حاتم طائی بالتصویر از
سید حیدر بخش -
یضاً - بغیر تصویر حسب مراتب بالا -
ستان امیر حمزہ - بالتصویر ہر چہار دفتر مسلسل
ر سہ ترجمہ مولوی عبداللہ و نظر ثانی مولوی
سید تصدق حسین -
تول جفا - معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ
وطرز مرصع - از محمد عوض -
ستان حکمت - اردو ترجمۂ انوار سہیلی -
ترجمہ فقیر محمد خان -
ام سرشار - بالتصویر مصنفہ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی
- مصنف فسانۂ آزاد و سیر کہسار جسنے ایک جو
نکا مطالعہ کیا لطف مذاق خوبی و رنگینی عبارت
مراح ہوا -
سانۂ آزاد - کامل ہر چہار جلد مصنفہ پنڈت رتن ناتھ
لکھنوی - تمام ہندوستانی ناولوں میں ایک عجیب
ور مشہور افسانہ ہے -
یضاً - جلد اول حسب مراتب بالا -
یضاً - جلد دوم حسب مراتب بالا -
یضاً - جلد سوم حسب مراتب مذکورہ بالا -
یضاً - جلد چہارم حسب مراتب بالا -
وطا کہانی - بالتصویر از سید حیدر بخش متخلص حیدری

نوشیروان نامہ جلد اول -
کوچک باختر -
بالا باختر -
ایرج نامہ جلد اول -
مہدی نامہ -
دوحۃ الابصار -
ضیاء الابصار -
شمس النہار -
مطلع الانوار -
خزینۃ الاسرار -
نور الانوار -
مشرق الآثار -
تفریح الاحرار -
قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ صاحب
متخلص قیس -
ریاض تحقیق نادر - اردو شرح سکندر نامہ
بری مصنفہ ماہر علوم جناب مولوی عبد المجید صاحب
سنوطمن میں بہت جامع و مکمل کوئی شرح ایسی
تیار نہیں ہوئی -
قصۂ زاہد شمسی مصنفہ شیخ برہان الدین احمد
جادۂ تسخیر - قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخان بہادر
نانک نل دمنتی - مولفہ منشی نانک پرشاد -
بھول بھلیاں - مشہور شاعر شکسپیر کے ڈراما
سریع الفہم اردو نثر ترجمہ ہر فیر سلیج -
قصۂ قاضی جونپور - حق و نقل کا امتحان -

اسرار الفاتحہ

یہ وہ نایاب تفسیر اس ہندوستان مین انکھون نے دیکھنے کو ملی ہو جسکی قدر علماے پشاور سے پوچھیے۔ جسکا اعزاز علماے کابل وقندھار و ماوراء النہر سے دریافت کیجیے۔ درحقیقت یہ تفسیر ان مدارک کا التقاط ہو۔ جو علامہ بحر العلوم النسفی رحمۃ اللہ علیہ کی غیر معروف تفسیر اسرار مین مکنون تھی اور ان جواہر کا انتخاب ہو جو علماے کبار و اولیاے عظام کے فیوض غیبی و حکمتہاے لاریبی کو امام النسفی نے پیرایۂ عبارت مین بیان کیا تھا کسی ذی علم نے آجتک اقرار کیا کہ ہم اس پاک وحی قرآن کے جملہ علوم سے ماہر ہو سکتے ہین۔ بلکہ بحسب بیان صاحب اتقان و دیگر ائمہ کے سب کا اعتراف ہو کہ اس بحر ناپیدا کنار کے علوم و اسرار اسیقدر زیادہ تر کھلتے جاتے مین جسقدر آدمی کو تقوی و تجربہ بڑھتا جاتا ہو اور اُسی قدر وہ زیادہ اپنی جہالت کی قدر جانتا ہو جسقدر بحر ناپیدا کنار کا جلوہ نظر آتا ہو۔ بے شک یہ عجیب تفسیر تصوف و حکمت کے ساتھ جامع ظاہر تفسیر ہو۔ مطبع کو ایک نسخہ [illegible] قریبہ تلاش سے ملا۔ یا یون کہیے کہ جناب مولانا خیر محمد پشاوری نے عمدہ نایاب ہدیہ دیا۔ یہ صرف ایک ہی نسخہ ہو بچا۔ اور سنا جاتا ہو کہ بعض کتب خانجات امرا مین دوسرا نسخہ بھی موجود ہو کیا خوب ہوتا کہ اہل ریاست بذات خود ان علوم نایاب کی اشاعت پر توجہ فرماتے خوب ہوتا کہ اہل دولت ایسے جواہر بے بہا کو خرید فرماتے تاکہ انکا نام نامی بھی تا بقاے ہستی صفحہ ہستی پر نیک یادگار قائم رہتا۔ اور آخرت کی بیشمار نعمت سے خود سرفراز ہوتے۔ الغرض یہ گوہر گرانمایہ تمام کوشش کے ساتھ کاتب جواہر رقم سے لکھا گیا اور پوری حفاظت سے بار اول پیمانہ ۱۱+۹ پر طبع ہوا۔ ۵۳۴ صفحہ یعنی [illegible]

سواطع الالہام یعنی بے نقط تفسیر قرآن

اس نادر تفسیر کا تذکرہ حلقۂ طلبہ و مجمع علما مین عجیب غرابت سے مشہور ہو رہا تھا۔ مدتون اسکی داستان سننے سے ہر شخص ہمہ تن اشتیاق ہوگیا تھا۔ اگر کسی عالم کے پاس کسی سورہ کی تفسیر لکھی ہوئی تھی تو اسکو ایک گوہر نایاب کی طرح رکھتے گویا ایک تبرک تھا کہ اسکو کبھی کبھی نکال کر زیارت کرتے۔ فی الواقع ایک [illegible] اور صنعت اعلی ہو شہنشاہ اکبر ہندوستان نے اسکے مؤلف علامہ ابوالفیض فیضی کو اگر تاج کرامت و اعزاز سے سرفراز کیا بہت بجا تھا۔ اور بقول مشہور (ولی را ولی میشناسد) ہر عالم و ادیب کا اسکے جوہر پر فریفتہ ہونا لائق تھا۔ بحمد اللہ کہ مطبع اودھ اخبار کو اسکا نہایت خوشخط و صحیح نسخہ دستیاب ہوا اور نہایت اہتمام سے جواہر رقم کتابت اور نفیس کاغذ پر طبع کیا۔ پیمانہ ۲۰+۱۲ پر (۴۰۷) صفحات یعنی [illegible] جزو کلان مین۔ اور قیمت مقررہ اسکے مقابلہ مین گویا مفت

جواہر غیبی

یہ اسم بامسمی کتاب مذاق تصوف مین نایاب مولفہ حضرت سید مظہر علی شاہ اکبر آبادی قدس سرہ ہو۔ عجیب رتبہ کی کتاب ہو جسمین ابتدا سے انتہا تک کا طریق سلوک و [illegible] تحقیقات مذکور ہین جنھون نے اسکو دیکھا وہ والہ و شیدا ہین۔ اور جو محروم ہین افسوس کرینگے۔

فہرست مضامین طلسم ہوش ربا جلد پنجم حصہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التماس بخدمت ناظرین وشائقین

یہ حقیر پر تقصیر خاکپاے صاحبان علم و کمال و سایہ بیقدر بیابان قدر شناسان فضیلت مآل
خوشہ چین خرمن ارباب سخن پیرو شاعران و نثاران و بانیان ارکین قصرہاے نو
وکہن مصائب خوان شہنشاہ مشرقین خاکسار احمد حسین متخلص بہ قمر بخدمت ناظرین
وشائقین و صاحبان فصاحت آئین شاہد رعنا طلسم ہوش ربا عرض رسا ہی کہ بموجب
ارشاد فیض بنیاد جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مالک مطبع
نامی اوودھ اخبار جو جلد پنجم و ششم و ہفتم کے ترجمہ و تصنیف مین مصروف ہوا
تو جلوۂ عروس مضامین مشغلہ ملاحظۂ اہل سخن پر موقوف ہوا روزمرہ و اصطلاحات سے
اس کتاب نایاب کو بموجب اپنی حقیقت کے مملو کیا اُس زبان مین یہ جلدین تحریر ہونگی کہ جس
رنگ کو شاہزادگان عظام والا مقام نے پسند فرمایا ہی براہ ذرہ نوازی و شرفا پروری اس
ہیچمدان کج مج زبان کی تعریف و توصیف از حد فرماتے ہین نیازمند کا مرتبہ بڑھاتے ہین
علاوہ اسکے طریقۂ داستان سرائی کی صورت یہ ہی کہ نہ ایسا طول ہو کہ سامع و خوانندہ
ملول ہون نہ بالکل مختصر ہو کہ مطالب ضروری مین فرق آئے اچھی طرح نہ سمجھا جائے انشاء اللہ
داستانہاے رنگین و فصاحت آئین اہل کمال ملاحظہ فرمائینگے یقین کامل ہی کہ لطف کلام اٹھائینگے

دیگر آنکہ محرر جلد چہارم نے ایرج و قاسم کو طلسم آئینہ مین حیران و سرگردان چھوڑا ہی لڑائیان ہوئین مگر ایرج نوجوان کو لوح طلسمی نہ ملی کلی باغ آرزو کی نہ کھلی فکر لوح مین تھے کہ مرأت جادو نے طوفان جادو کو روانہ کیا طوفان جادو کا دریاے قہر و غضب جوش مین آیا کہ ایرج و قاسم و شاپور و سیارہ و ملکہ خنظل و جملہ سرداران ہمراہی کو گرفتار کیا مرأت کو نامہ لکھا کہ مین نے طلسم کشا وغیرہ کو پکڑ لیا اُنکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہی مرأت چونکہ حیران تھی کہ کئی مرتبہ اُنکو گرفتار کیا مگر مطلب دلی حاصل ہوا جواب مین نامہ کے لکھا کہ ان سب کو بخدمت خداوند لقا لیجاؤ وہ تقریر روزکے قتل کرینگے ان سب کے خون سے ہاتھ بھرینگے طوفان بجوش و خروش قیدیون کو لیکے چلا جسدن قریب لشکر لقا پہونچا مہتر شاپور نے رات کو جمعدار مردود کو حقہ پلا کے بیہوش کیا اُسکی صورت بنکے کشتی حیات طوفان جادو کو غرق دریاے فنا کیا یعنے ساحرون کو مار اہنگامہ سنکر اہلیان لشکر لقا ایرج و قاسم پر آپڑے یہ خبر امیر کو ہوئی مع سرداران کے آکر شریک جنگ ہوے ایک جانب سے ظل اسد مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سیر شاہنشاہ با توقیر سعد بن قباد پہونچے داراے ہندلندھور بن سعدان کا بھی نعرہ ہوا مالک اژدر و بہرام گرد صفدر و فوریج بن بدیع الزمان و ہاشم تیغزن و خورشید بن ہاشم وغیرہ نعرے کرکے گرے دوسری جانب سے سلیمان عنبرین موے کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی وغیرہ کل فوج کوہستان لیکر آئے جنگ عظیم واقع ہوئی لیکن وقت شب تھا شہزادہ خاور سپاہ و ایرج نوجوان چونکہ اِسی وقت قید سے چھوٹے تھے سلاح جنگ بھی جسم انور پر نہ تھے انتہا کے زخمی ہوے آخر کار کافر بدکیش نے فرار پر قرار کیا صاحبقران ایرج و قاسم وغیرہ کو لیکر بارگاہ مین آئے ملکہ خنظل قید مین علیل ہوگئی تھی اپنے ملک کو گئی۔

واضح رہے کہ ایرج نوجوان و قاسم و شاپور بعیش و سرور لشکر ظفر اخمین مین لیکن طلسم آئینہ ابھی تک فتح نہین ہوا قید ہوکر یہان آئے رہا ہوے انشاء اللہ انکا روانہ ہونا طرف طلسم آئینہ کے ناظرین والا تمکین پر آئینہ ہوگا اور اس طلسم کی قرار واقعی قلعی کھلجائیگی۔

بیمن حمد چمن آرای کون و مکان و فرمانروای ماشان کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوشربای جادو
نقشبند بر نوعروس کلام زیبا و نو طرز نگار مرصع و نگار حیرت افزا ہے

جلد پنجم حصہ اول

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم و نثار زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصاحب خوان
پسندیدہ مجالس ایران در میان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین قمر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیہ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب طلسم ہوشربا جلد پنجم من تصنیف شاعر شیرین مقال ثنا بیثال جناب علم و ہنر جناب منشی مرزا احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر نظم مؤلف

ای بلبل خامہ ہان چہک جا | ہو باغ سخن مین نغمہ پیرا | آغاز ہو حمد کبریائی
تعریف رقم کرون خدا کی | کیا پاک ہی ذات رب عالم | کیا کیا ہین صفات رب عالم
مالک ہی زمین و آسمان کا | بانی ہی بناے دوجہان کا | کیا خاک کو اُسنے دی ہی تاثیر
مٹی ہی کہین کہین یہ اکسیر | زہے صنعت باغبان قضا و قدر کیا کیا نیرنگیان دکھائین

اللہ اکبر کہین زیبائی شاہد گل کی کہین نغمہ سرائی بلبل کی کہین قمری طوق اطاعت بگردن مصروف تسبیح حق سرو کہین فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف بہ کوکو ہر برگ و بار سے رنگ قدرت نمائی ہویدا ہی ملاحظہ چمنستان عالم سے بوے یکتائی پیدا ہی کارساز حق خالق مطلق حلیم رحیم کریم سمیع علیم بصیر جل جلالہ و عم کمالہ

نعت جناب حبیب خدا اشرف انبیا محبوب خالق ارض و سما باعث ایجاد عالم محترم و محتشم ماہ اوج رسالت آفتاب عالمتاب آسمان نبوت نظم مؤلف

لکھ ای کلک نعت رسول خدا | کہ صاحب ہی جو قاب قوسین کا | وہ بزم نبوت کا مصباح ہی

طلسمات عالم کا فتاح ہی
یہ روشن ہی ہر ایک پر سر بسر
کرون ذکر کیا اُسکے اعجاز کا
کیا ایک انگلی سے شق القمر
کہ ہی لوح فتح طلسم جہان
رہے جس سے حیرت مین ساحر سدا
یہ مُہر نبوت سے پایا نشان

منقبت جناب امیر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام قصیدہ

ای ثنا خوانت پیمبر یا امیر المومنین
عہد مین حیدر ہی اژدر یا امیر المومنین
تیرے بحر فیض کو دیکھے ای دریا فیض
رازدانش یا پیمبر یا امیر المومنین
قدر دانت رب اکبر یا امیر المومنین
عدل مین حضرت کے مجکو ایک شیلو ہر
قطرہ بنجائے سمندر یا امیر المومنین
مدح خوان ہی یہ قمر شاہا نگاہ مہر کر
بچنے سے ہو غضنفر یا امیر المومنین
قصہ باز و کبوتر یا امیر المومنین
کُنہ ذات با صفات حق نہ پیدا کسی
آفتاب ذرہ پرور یا امیر المومنین

سبب تصنیف حیرت افزا جلد پنجم کتاب طلسم ہوشربا

بخدمت دقیقہ سنجان معانی پرور و سخنوران فیض گستر و قدر دانان متاع بازار معانی و خریداران جواہر زواہر کالائے ہوشربائے دکان سخندانی ناظرین اولوالابصار و نازک خیالان عالی وقار پر واضح و لائح ہو کہ حقیر سراپا تقصیر خاک پائے رہروان جادہ منازل علم و کمال و کفش بردار سالکان مراحل قیل وقال اذل کونین منشی احمد حسین بندہ احقر خالق جن و بشر متخلص بہ قمر عرض رسا ہی کہ ایک روز غریب خانے مین حاضر تھا کہ ہمارے دوست صادق محب واثق ہو فیوض لم یزلی جناب میر معصوم علی صاحب نے سرفراز نامہ فیض شمامہ جناب مستطاب معلی القاب قدردان اہل فضل و ہنر سخن فہم والا گہر گوہر بے بہائے بحر زخار ریاست سرو خرامان بوستان امارت نیر اعظم برج سپہر جاہ و جلال و بدر درخشان آسمان دولت و اقبال مسند نشین بزم خلق و مروت زینت افزائے اریکہ شوکت جوہر شناس فلک اساس والا مرتبت عالی ہمت ادیب صاحب تہذیب نافع الخلق جامع الخلق نظم

حفظ آداب مین ہی آئنہ کسیطرح جعل
فیض تعلیم سے قالب مین گئی وہ کل
ادب آموز فلاطون ہی بیا معنا خیال
حشر تک شہرۂ اقلیم ہی مین سبب عمل
دیکھ او طبع رسا خوب سنبھل خوب سنبھل
خلق و خلق کہ انجام تصور سے زیاد
ہر کتابہ مین ارسطو کو ہی تعلیم عمل
ای خدا تا کہ رہین شمس و قمر کھیلوے
تھے جو حیوان وہ انسان بنے خدمت سے
لیئے اُسکو سبق حضرت استاد ازل
گرچہ آمیزش تدبیر سے پائین رتبے
ای خدا تا کہ رہین ثابت دن دست مر تغل

غزت و دولت و اقبال ہین سب ہمراہ | شوکت و شان و تجمل ہین ہویدا ہر خلل | خازن مخزن علم و شعور یعنے

جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع نامی اودھ اخبار دام اقبالہ کالپکر تشریف لاے نیازمند سرفراز ہوا مرحمت و عنایت پر نہایت نازہ ہوا فوراً دولت زیارت کیمیا خاصیت حاصل کی ازراہ قدردانی ارشاد فرمایا کہ براہ مہربانی جلد پنجم و ششم و ہفتم کتاب طلسم ہوشربا بعبارت لطیف و لنشین کہ پسند خاطر خاص و عام ہو تحریر فرمائیے کہ ناظرین بلند بین و شائقان خوش آئین اس سے لطف اُٹھائین مگر تعجب کا مقام ہے کہ آپ ایسا کامل و اکمل داستان گو و سید عصر شاعر و نثار ہر فن مین ذیوقار لکھنؤ مین موجود ہے افسوس ہمکو قبل خبر نہوئی اب زبانی اکثر رؤساے ذیوقار و شاہزادگان والاتبار کے ظاہر ہوا آپ کے کمال سے بخوبی ماہر ہوا اسوجہ سے اپنے دوست جناب میر صاحب موصوف مذکور کو ذریعہ کرکے آپ کو تکلیف دی اگر قبل اسکے آپ [illegible] رجلدین طبع ہوئی ہین آپ ہی سے اُنکا ترجمہ کراتے اور لکھواتے خیر اب [illegible] بسم اللہ قلم اُٹھائیے مقامات رہائی اسد و لاور و حالات طلسم باطن یہ داستانین منتخب ہین ہر کس و ناکس کا یہ کام نہین کہ تحریر کر سکے یا بیان کرے اور نہ تقریر بجز ہ ہفت بلا مین [illegible] کیا مجال اشعار سے تازہ کرنا اور چیز ہے ان داستانون مین اسرار ہین اسکا کسکو [illegible] ہے آپ کا مدح خوان ہے واضح ہوا اس شہر مین سب داستان گو آپ کے پیرو ہین [illegible] با آپ ہی کی سحر بیانی سے مشہور عالم ہوا ورنہ کوئی اسکے نام سے بھی آگاہ نہ تھا اب آپ کو انکار بیکار ہے ناظرین کو ہر سہ جلد کے طبع ہونے کا بہت بڑا اصرار ہے الاشتیاق شد الموت مشہور رہے بہر نوع ترجمہ کرنا آپ کو ضرور ہے ہر چند کہ یہ حقیر اس تحریر کی لیاقت نہ رکھتا تھا لیکن [illegible] الامر فوق الادب انکار نہ کر سکا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب ممدوح کے

تحریر و تالیف و ترجمہ ہر سہ جلد کا اقرار کیا

التماس بخدمت حضرات ناظرین و شائقین

اب خدمت ناظرین باتمکین و صاحبان بلاغت و فصاحت آئین مین یہ بے بضاعت سرگشتہ وادی حیرت مرکب بجہل و نادانی ناآشناے بحر رموز سخندانی عرض رسا ہے کہ اگر کہین اس ترجمہ مین غلطی پائین ازراہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائین ہر چند بخوف حرف گیران

واقفان کشتہ گان عیوب سخنوران سے نہایت لرزان و ترسان ہون لیکن انشاء اللہ تعالے بحول قوۃ و اعانت رب اکبر و بتائید خالق جن و بشر و بمدد ستار العیوب و غافر الذنوب السیئی داستانہاے لطیف العبارت طبیعت شائقین ملاحظہ فرمائینگے امید واثق ہے کہ حظ وافر اٹھائینگے نظم

گو مرے جنس سخن کی قدردانی کیا کم	نقد دل دیدے سخنخواہان نکتہ دان ہون تو سہی
ترجمہ اچھا نہین ہر چند مجھ نافہم کا	اہل دانش جتنے ہین سب مدح خوان ہون تو سہی
داستانین مندرج ایسی ہون حسن و عشق کی	دل ضعیفون کے بھی سن سنکے جوان ہون تو سہی
ہون رقم برق و تمرد کی اس طرح عیاریان	دنگ سب مکار و غدار جہان ہون تو سہی
اس طرح لکھون کسی موقع پہ حال انقلاب	منفعل گردش سے اپنی آسمان ہون تو سہی
نعرۂ مردان میدان وہ لکھون ہیبت فزا	آب ڈر سے زہرۂ شیر زیان ہون تو سہی
یون کرون تحریر رنگ آمد فصل بہار	بلبلین گلشن مین میری مدح خوان ہون تو سہی
داستانین سب وہ ہون دلچسپ و مضمون دلپسند	ناظرین بیحد و احصا شادمان ہون تو سہی
اے قمر رنگین عبارت وہ ہو جسکے رشک سے	روے اعدا زرد شکل زعفران ہون تو سہی

آغاز داستان شوکت بیان ارادہ کرنا افراسیاب جادو کا بہ تحریک کلاب عقاب سوار قتل شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا اور پہونچنا اس خبر وحشت اثر کا شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو اور مغموم ہونا خواجہ کا اور آنا تحریر کوہ نشین کا اور جنگ کرنا کلاب عقاب سوار کا مہرخ وغیرہ سے اور قتل کرنا ان سبکو خواجہ عمرو عیار یکتاے روزگار کا

ساقی نامہ

پلا ساقیا خون دل کی شراب	کھلا ساقیا مرغ دل کے کباب	کہان ہے تو اے ساقی گلعذار
دکھاتی ہے جوبن عروس بہار	ترے میکدے کی سدا خیر ہو	نشہ مین طلسمات کی سیر ہو
گلابی اٹھا ساقی بے نظیر	کہ پیر مغان خود ہے روشن ضمیر	ترے دور مین کیون نہ مسرور ہون
سمجھنا نہ یہ مست و مخمور ہون	مرے ساقی مہرخ و بیعدیل	نہین کوئی عالم مین تجھسا کفیل
اٹھا ابر رحمت کہ ہے وقت سعد	کرین کیون نہ چشمک زنی برق و رعد	ہوئی کیا عنایات رب صمد

صریر قلم ہی کہ گونجا اسد
اسد شیر دل ہوئینگے جب رہا
نہ مغرور ہو مثل افراسیاب
قمر طبع روشن کا جلوہ دکھا
کہ عیاری برق کی فکر ہی
عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان
شہنشاہ اقلیم افسون گری

رہائی کا اک شیر کی ذکر ہی
کھلین گے اُدھر چہرہ ہائے بلا
امید وفا ہی تری ذات سے
کہ مشتاق ہین مہروش جابجا
اشارہ ہی یہ طبع بیباک کا
تراشندہ ریش جادوگران

بلاؤن سے بچنے کی بھی فکر ہی
پلا جام صہبائے حیرت شتاب
بچانا مجھے ظلم آفات سے
تڑپتا ہی دل اور ہی ذکر ہی
بندھے رنگ محفل مین چالاک کا
زنامش بہ بزم عدو ابتری

اسیران دام حسرت انجام صعوبت وگرفتاران محبس اندوہ ومحنت محبوسان خرابۂ درد انگیز ومقیدان قیدخانۂ آفت خیز پابندان بسلسلۂ زنجیر دلبستگان پیچان پیچ وتاب تقریر حال حیرت اشتمال رہائی شمع دودمان صاحبقرانی رافع رایات کشور عالیجناب سرکوب **افراسیاب** صاحب جیغۂ افسر اسد دلاور کلک جواہر سلک سے یون زیب قرطاس فرماتے ہین اور مشتاقان گوش آواز کو داستان نو سناتے ہین اول ظاہر کرنا اس مضمون کا ضرور ہی کہ جلد چہارم مین اس مقام تک تحریر ہوا ہی کہ کلاب **عقاب سوار** عین معرکہ کارزار مین بخدمت **افراسیاب** حاضر ہوا اور **افراسیاب** کو مقابلۂ مہرخ وغیرہ سے یہ صلاح دیکر پھیرے گیا کہ ای شہنشاہ اب آپ کس لیے لڑتے ہین بیکار ہر روز یہ معرکے پڑتے ہین جنگ سے ان تیرہ بختون کی تال کیجیے چلکر شمع حیات طلسم کشا کو گل کیجیے سارا افسادفع ہو جائے دل شہنشاہ کا اس صدمۂ جانکاہ سے آرام پائے پھر باغیون کو سزائے کامل ملے ہوا خواہان سرکار کا غنچۂ آرزو کھلے یہ بات **افراسیاب** کو بہت پسند آئی اور خوش ہو کر کہا واہ بھائی خوب تم نے تدبیر بتائی غرض **افراسیاب** طبل بازگشت بجوا کر بصد کروفر مع لشکر سرداران شقاوت اخر زیر گنبد نور آگر اترا ہی اس ارادہ پر کہ صبح کو اسد کو قتل کرونگا اُسکے خون سے ہاتھ بھرونگا اور یہ خبر وحشت اثر ایک جادوگر نے ملکہ بہار شمشیر زن اور خواجہ عمرو کو سُنائی ہی اور یہ حال رنج مآل سُنکر طبیعت عمرو کی گھبرائی ہی اور خواجہ عمرو بہار سے یہ کہکر اُٹھے کہ ای ملکہ یا تو صبح کو اسد کو چھڑاتا ہون یا جان دینے جاتا ہون یہ کہکر بہ تعجیل اپنے لشکر مین آئے عیاران نامور کو ساتھ لیکر طرف گنبد نور کے روانہ ہوے ہین اور لقا پردۂ قاف سے آکر مصروف عیش ہی اور

راویانِ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران عالی شان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی بفر
فریدونی و حشمت جمشیدی داخل بارگاہ سلیمانی ہین جیت جو ہین زبدۂ زمرۂ داستان ہ
وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان ۔ شاہباز کلک کو صیدگاہ میدان صفحۂ قرطاس مین برا
شکار طائر روح کلاب عقاب سواریون بلند پرواز کرتے ہین اور شیران مضامین تعقب
غزالان سطور مین ناز کرتے ہین کہ جب کلاب عقاب سوار مکار نا فراسیاب نا ہنجار کو قتل
اسد نامدار پر زیر گنبد نور بصد سرور آمادہ کرکے داخل بارگاہ ہوا اور تحریر ہو چکا ہی کہ اس خبر
وحشت اثر کو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے سُنا سر دھنا اور مع عیاران لشکر برائے جستجوے
خبر اسد نامدار بیقرار ہو کر داخل شہر ناپرسان ہوے اور ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ افراسیاب
مین آئے دیکھا کہ افراسیاب تاج نخوت بر سر تخت نکبت پر بصد کرو فر متمکن ہی پہلو مین ملکہ
حیرت زیور و لباس سے آراستہ خلعت ناز و ادا سے پیراستہ کرسی جواہر نگار پر مثل
طاؤس طناز کلمات افراسیاب پر گوش بر آواز جلوہ فرما ہی صحبت عیش و نشاط بصد
انبساط گرم ہی یکایک کلاب عقاب سوار نے عرض کی کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ یہ
خیر خواہ عرض کرتا ہی منادی کو حکم ہو کہ مشتہر کرے کہ صبح کو طلسم کشا قتل کیا جائیگا اور اپنی سرکشی
کی سزا پائیگا یہ گفتگو درپیش تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر سیہ فام بصورت
مہیب و شکل عجیب سامنے افراسیاب کے آیا دعا و ثنائے شہنشاہی بجالایا افراسیاب
نے پوچھا ای تحریر کوہ نشین اسوقت آنے کا کیا سبب ہوا دست بستہ اُسنے عرض کی کہ
زیارت شہنشاہ کا مشتاق ہوا صرف ملازمت کو نہین آیا ہون ایک عرض بھی کرنے آیا
ہون غلام نے زبانی طائران طلسم کے مژدۂ قتل طلسم کشا سُنا ہوش اُڑ گئے برائے خیر خواہی
واجب و لازم ہوا کہ سرکار سے اسرار اس طلسم کے عرض کرون مین حضور کے بزرگون کے
وقت سے صاحب کتاب ہون میرے پاس روزنامچہ مقیمان طلسم کا حاضر ہی نگہدار ہر وقت
اس کتاب ساختۂ منجمان طلسم کا ناظر ہی شاہان طلسم اسی کی پیروی کرتے آئے ہین یہ چند اوراق
خاص برائے انتظام بنائے ہین ملاحظہ فرمانا حضور کا ضرور ہی نہ عرض کرنا خیر خواہی سے
دور ہی یہ کہکر چند اوراق پریشان اُس بے ایمان نے ہاتھ مین افراسیاب کے دیے

افراسیاب نے یا سامری کہکر وہ اوراق بصد اشتیاق آنکھون سے لگائے اور باواز
بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ ای شاہان طلسم ہوش ربا جو کچھ اسمین تحریر ہی وہ گویا حقیقت
مین طرف سے خداوند سامری و جمشید کے نوشتہ تقدیر ہی جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے
ہاتھ بھریگا زندگی پر حرف آئیگا بذلت و رسوائی مارا جائیگا طلسم درہم و برہم ہوگا ہجوم لشکر
رنج و غم ہوگا خبردار خبردار اسکا خیال رکھنا خوان طعام ذلت کی فرزانہ چکھنا اگر طلسم کشا اگر
قید ہوا اور ساحران ہوش ربا کا صید ہو جبتک میعاد قید معینہ نہ گذرے قتل نہ کرنا اسکی احتیاط
ضروری ہی بغیر سمجھے کام کرنا سراسر قصور ہی مثل سخن شنیدن گنج دولت یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے
سر جھکایا اور برائے تحقیق ایام میعاد قید اسد سرماے برف انداز کو بلایا اور فرمایا ای وزیر
اعظم دستور معظم جس کتاب مین تاریخ قید اسد مندرج ہی جلد لاؤ اور ہرگز ہرگز دیر نہ لگاؤ وزیر
بد تدبیر نے جاکر کتب خانۂ طلسمی کھولا ایک پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک وزیر صاحب
تشریف لائے ہین کتاب میعاد قید طلسم کشا کی خواہش ہی اسمین سراسر کاہش ہی اسد نامدار
فتاح طلسم ہوش ربا ہی اسکو کون قتل کرسکتا ہی یہ کلمات حیرت آیات سنکر سرماے برف انداز
کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے دانت سے دانت بجتا تھا مثل بید تھرا رہا تھا حیران ہوکر دیکھا
پہلوے قصر مین ایک سونے کی پتلی لباس نقرۂ در بر تاج مرصع بر سر تخت یاقوت پر جلوہ فرما ہی
حسین مہ جبین نازک اندام گلفام سرو قد خورشید خد ابرو خنجر چشم جادو ہیبت بہر خندہ کہ لب
بستہ غنچہ بہ نمک دل خستگان کی تھی **نظم**

سراپا کا اسکے کرون کیا بیان ❊ حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ بوٹا سا قد بات مین دلبری ❊ بھری چشم فتان مین جادوگری
دہن غنچہ گلشن حسن و ناز ❊ خبردار علم نشیب و فراز

جب سرماے برف انداز مثل آئینہ حیران و بصورت زلف
پریشان ہوکر نظارۂ جمال بیمثال کرنے لگا اور مبہوت ہوکر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا اس قاتل
عالم نے مسکرا کر کہا کہ کیون ای وزیر صاحب خیر تو ہی کچھ فرمائیے اسقدر نہ گھبرایئے جو مجھکو کہنا تھا
کہہ چکی وزیر شہنشاہ کو اختیار ہی کتاب حاضر ہی لیجائیے لیکن مناسب ہو تو شہنشاہ کو سمجھائیے
کہ میعاد معینہ ابھی ناتمام ہی ہمکو قتل طلسم کشا مین کلام ہی یہکر اس آرام جان و قاتل عاشقان
نے بصد ناز و انداز ایک کتاب اٹھا کر وزیر مذکور کو دی سرماے برف انداز نے افراسیاب

کی راہ لی اور بہ تعجیل تمام خدمت افراسیاب مین حاضر ہوا مگر رنگ رو متغیر لب پر آہ سرد چہرہ
زرد یہ حال دیکھکر افراسیاب نے پوچھا خیر تو ہی وزیر حال خیریت تال تیلی کا زبان پر لایا سارا
قصہ گفتگو کا کہہ سنایا افراسیاب ہنسا کہا اے وزیر اعظم ایسے ایسے عجائب اس طلسم ہوش ربا مین
بیشمار ہین یہ حرامزادیان کنیزان ساحری شراب نخوت سے مست و سرشار ہین مابدولت کا
عالم مین کون ہمسر ہی رنگ آفتاب روبرو میرے جاہ و جلال کے زرد ہی اگر سحر پڑھکر زبان
ہلا دون سرکشان دہر کو خاک مین ملا دون اگر تلوار کھینچون جلاد فلک لرزان ہو دنیا مین
قیامت کا سامان ہو سرہاے دشمنان مثل حباب بحر فنا مین بہتے پھرین لاشے دشمنون کے
زمین پر دھڑ دھڑ گرین دریاے خون کی روانی ہو کشتی حیات عدو طوفانی ہو اگر جوش قہر و
غضب دکھاؤن دریاے ہستی مسلمانان کو تلاطم مین لاؤن یہ باغی جو میرے گرد ہین اس
دامن دولت کی گرد ہین صرف مجکو ایام میعاد معینہ کا دیکھنا ضرور ہی اُس فاحشہ کی باتین مابدولت
سے کہنا سراسر تمہارا قصور ہی یہ کہکر کتاب کو ہاتھ سے سرما کے لیکر کھولا اور انگلیون پر
شمار کر کے سر ہلایا اور طرف کلاب عقاب سوار کے متوجہ ہوا کہ اے برادر بجان برابر تمنے
حقیقت مین از راہ خیرخواہی کہا تمکو قتل اسد کی شتابی ہی مگر مجبور ہون کہ ابھی ایک مہینہ کامل
میعاد مین باقی ہی اب تم براے چندے اپنے ملک کو جاؤ بروقت اطلاع دینگے تمھارے
ہی ہاتھ سے یہ کام لینگے علاوہ اسکے بروز قتل طلسم کشا تمام شاہان ساکنان طلسم ہوش ربا
اس جلسہ مین آئینگے اپنی شان و شوکت دکھائینگے چونکہ کلاب عقاب سوار کے
دماغ اس ملعون کا کبر و نخوت سے بھرا ہی اور اپنی سحر و ساحری پر بہت مغرور ہی دست بستہ عرض پیرا
ہوا کہ غلام بغیر کوئی کارنمایان کیے ہوے یہان سے نجائیگا اس عرصہ گذرنے میعاد قتل طلسم کشا
مین مہرخ وغیرہ کو گرفتار کر کے لائیگا یہ کہکر فوراً نفیر سحر بجائی فوج اُسکی تیار ہو کر سامنے آئی افراسیاب
نے مجبوری خلعت رخصت دیا اور سمجھا کر کہا کہ ذرا عیارون سے ہوشیار رہنا صرف لشکر اسلام
مین چھ عیار ہین مگر قیامت کے پتلے آفت روزگار ہین جب اُنسے جان بچاؤگے تب
مہرخ وغیرہ پر فتح پاؤگے اس بچیا نے ہنسکر جواب دیا جو شہنشاہ نے فرمایا بجا فرمایا مگر
عیارون کی یہ مجال ہی کہ آپکے غلام کے سامنے آئین اور پھر زندہ واپس جائین ایک

اشارۂ سحر مین جلادون خاک مین ملا دون یہ کہکر گردن سحر پر سوار ہوا تین لاکھ فوج ہمراہ لیکر
بمقابلہ لشکر مہرخ چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو بشکل خدمتگار دربار مین موجود تھے یہ سب
کیفیت دیکھکے بارگاہ افراسیاب سے باہر نکلے اس فکر مین کہ پہونچ بعجیل تمام لشکر پر ہمارے جلا
ہو دیکھیے کیا دکھاتا ہی مگر ای عمرو اگر بن پڑے اور خدا فضل شریکحال کرے تو اسکو تا بہ لشکر
نجانے دو بہ فن عیاری راہ مین روکو دل سے باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ ناگاہ شہر ناپرسان مین
پہونچا ہوا خواجہ نے سر اٹھاکر دیکھا کہ مہتر برق فرنگی ایک درویش کامل کی شکل بنا ہوا مرگچھالا بغل
مین تجرفی لباس زیب جسم یا ہادی یا مرشد کہتا ہوا چلا آتا ہی اور اہالیان شہر کا گرد جاتا ہی اگر کسی
نے پوچھا شاہ صاحب کہان سے آتے ہو کہان جاؤگے کہا آپ کا کہان ہی جواب دیا بابا
تکیہ فقیر کا پروردگار ہی بیت فقیرون کا ماوا و مسکن کہان + جہان تھک کے بیٹھے وہ گھر
ہو چکا + بابا دنیا سے ہاتھ کھینچا پانون پھیلا دیے داتا کے در کے کتے ہین عمرو خدمتگار بنا ہوا
برق کے قریب آیا ہاتھون کو لیکر بوسہ دیا اور باادب سلام کیا برق نے بھی استاد کو پہچانا
آپسمین اشارون سے باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین عمرو نے انھین اشارون مین
جانا کلاب عقاب سوار کا برق کو سمجھایا اور کہا کہ ای فرزند اسی کی فکر مین جاتا ہون اگر وہ ہمارے
لشکر تک پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا یہ کہکر برق ایک جانب اور عمرو ایک طرف روانہ ہوے
اب وہ کلمہ داستان رنگین بیان لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ سحر چشم بیان ہوتے ہین کہ بیان کل
سرداران نامی و ساحران گرامی جب میدان کارزار مقابلۂ افراسیاب جادو سے بعد
پیچ و تاب واپس آئے ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئین اور فرمایا کہ آج عجب معرکہ
تھا خدا نے ہاتھ سے افراسیاب ظالم کے بچایا اگر وہ خود میدان کارزار مین آتا کون ایسا تھا
زبردست تھا جو اسکے مقابل کو جاتا ملکہ بہار جادو رنگین بیان یون زبان سے گل فشان
ہوئین کہ حضور باغبان قضا و قدر صرصر حوادث خزان سے ہمیشہ بوستان لشکر اسلام کو
یونہین بچائیگا اور صانع گلشن عالم ہواے مدعاے دلی سے اسی طرح غنچۂ خاطر کھلائیگا اسی
گفتگو سے مسرت آگین مین چند دیرینہ مدبر کار ے لشکر اسلام کے حاضر ہوے اور دست دعا
اٹھا کے یون ثنا سے شہنشاہی بجالائے قطعہ

ای بہر کار رفیقت حق ہو الله احد

وہ نگہبان تن و جان قُل ہو اللہ الصمد	لم یلد باپ ہے وہ لم یولد ہے جا دستگیر	لم یکن ثانی ہے وہ ولم یکن لہ کفواً احد

ای شہنشاہ گیتی ستان اس باغ پر بہار دربار کو رب اکبر ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے اور تا زمان
اس چمن بے خزان کا خار ذلت و رسوائی سے دل فگار رہے جفاے ہواے مصیبت
و آلام کے صدمے سے اصل کیفیت یہ ہے کہ یہان سے افراسیاب طبل آسائش بجوا کے
شہر ناپرسان مین گیا ارادہ قتل اسد نامدار تھا ایک کتاب وہ بے کتاب دیکھا گھبرایا الحمد للہ
اُس ارادۂ فاسدہ سے باز آیا مگر اب کلاب عقاب سوار نابکار مع تین لاکھ لشکر ساحران
غدار براے مقابلہ سرکار دولتمدار آتا ہے اُسکی نہیب سحر سے پیر فلک تھرّاتا ہے ملکہ نے فرمایا
خداے ما بزرگ است بیت مرغی چہ زند ز نشتر حبیب ٭ ہرچہ آید بر سرمن با نصیب ٭ مگر
ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے پریشان ہو کر دست بستہ ملکہ مہرخ سے عرض کی کہ حقیقت
مین یہ کلاب بیدین بدبخت آئین نہایت زبردست ساحر ہے حال سے اس زبون خصال
کے یہ کنیز بخوبی ماہر ہے فن مکاری مین طاق ہے سحر و نیرنگ بازی مین شہرۂ آفاق ہے یہ ذکر
تھا کہ خواجہ عمرو اور مہتر برق فرنگی حیران و پریشان مثل بید لرزان داخل بارگاہ ہوے
تشریف آوری خواجہ سے سب سردار آگاہ ہوے ملکہ مہرخ نے پوچھا خواجہ خیر ہے اسوقت
آپ کا حال کیون غیر ہے خواجہ عمرو نے کہا ملکہ وہ تیرہ روزگار تمھارے مقابلہ کو آیا ہے جسنے
کہ فلک شعبدہ باز کو مکر و افسون سکھایا ہے جس وقت یہ ملعون شہر ناپرسان سے روانہ ہوکر یہ سفر
چلا مین نے اور برق نے تعاقب کیا قصد تھا کہ عیاری کر کے راہ مین اسکو مارون اور تا بہ
لشکر اسلام نہ جانے دین لیکن اُسنے تخت سحر تیار کیا اور مع دے ہوا اُڑ کر روانہ ہوا تمھارے
مقابلہ مین آ پہونچا وہ دیکھو سامنے بارگاہ مین استادہ ہین ہمارے تمھارے قتل پر سب ساحر
آمادہ ہین مگر پھر فکر مین جاتا ہون خدا چاہتا ہے تو سر لاتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ
ہوکر طرف لشکر کلاب عقاب سوار کے روانہ ہوے لشکر مین آکر کنارے بصورت ایک چوبدار
کے ٹھہرے اندر سے بارگاہ کلاب عقاب سوار کے آواز آئی کہ آب خاصہ لاؤ داروغہ
آبدار خانہ بے آبرو بعجلت تمام صراحی و گلاس لیکر چلا تھا کہ دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ہر چند کہ
قلب تھرّایا مگر صراحی جواہر نگار دیکھکر منہ مین پانی بھر آیا بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگاکر

ایک خدمتگار کی شکل بنے گئے دار پگڑی سر پر پیچی ہوئی چکن زیب جسم اور شروع کا پائجامہ
پاپوش زردوزی ٹھمر ٹھمر کے ہوئے دوٹے داروغہ کے قریب آئے کہا واہ صاحب
شہنشاہ گلاب پیاسے ہین ہم سب کو تشنیع دینگے تم جا کر بیٹھو گلاس و صراحی ہمکو دو داروغہ سمجھا
کہ شاہ نے جوش غضب مین اسکو بھیجا ہی اسوقت سامنے جانا بیجا ہی اشیاے مذکور دیکر
چلا گیا خواجہ حاضر حاضر کہتے ہوے اندر آئے دیکھا کہ وہ تیرہ بخت بر سر تخت مثل خوک
صحرائی جھوم رہا ہی قصد جنگ مین قبضۂ شمشیر چوم رہا ہی سات سو دنگل و کربیان گرداگرد تخت
آراستہ ہین اُسپر ساحران غدار یک ایک سامری عہد جمشید روزگار بہ کبر و نخوت تمام ذکر قتل
مہرخ و بہار وغیرہ کر رہے ہین دم محبت افراسیاب کا بھر رہے ہین ایک کہتا ہی مہرخ کو
قتل کرونگا دوسرا نیرنگ ساز کہتا ہی کہ بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگا مسلمانون نے
بڑا اسر اُٹھایا ہی قدرت سامری ہی کہ افراسیاب ایسے جلیل کو ستایا ہی اب بدلا بخوبی لین گے
سر میدان شکست دینگے عمرو یہ باتین سنتا ہوا گلاس اور صراحی ہاتھ مین لئے بات بات مین روبروے
گلاب پہونچکر گلاس پانی کا پیش کیا اُسنے ہاتھ بڑھا کر لیا مگر زبان سے یا سامری کہا فوراً پانی
شرارہ بنکر اُڑ گیا گلاب عقاب سوار نے کہا تو کون ہی عمرو مثل برق جہندہ لغزو کر کے پہلو مین
آیا تاج سر گلاب سے لیا لپٹ کر خنجر مارا گلاب عقاب سوار نے اپنے تئین تخت سے گرا دیا
خنجر تخت پر پڑا اکاٹ کر زمین کا بوسہ لیا چاہا جست کر کے نکل جائے جان بچا کر نکل جائے
فریب جادو اسکا وزیر پہلو مین تخت کے دنگل پر تمکین تھا اُسنے سحر کیا اور کلمہ گیر کہا عمرو مثل
توشن کبوتر کے زمین پر گرا فریب جادو تیغ کھینچکر جھپٹا کہ سر اس نا عیار کا کاٹ ڈالون
اس بیباکی کی سزا دون بقدرت پروردگار رعد و برق نامدار پہلے سے اس بارگاہ مین
آکر جو بدار بنے ہوئے پہلو مین فریب جادو کے کھڑے تھے ہان ہان کہکر عصا سر پر فریب
کے اس زور سے مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا دستور ہی کہ جب ساحر مارا جاتا ہی تو واسطے چند
ساعت کے اندھیرا ہو جاتا ہی مرنے سے فریب جادو کے عمرو کود کر بھاگا برق بھی پرچہ
چاک کر کے نکلا گلاب جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا غصہ مین پیچ و تاب کھا کر اُٹھا کہ ابھی جا کر
ساربان زادے کو دربار سے لیکر آتا ہون اور لاکر دار پر چڑھاتا ہون سب سردار قدمون

سے لپٹ گئے کہ حضور نہ جائین جان نثار موجود ہین اگر حکم ہو تو طبقے زمین کے آسمان پر اڑا دین کل لشکر مہرخ کو ابھی خاک مین ملا دین سب کے کہنے سے کلاب نے تامل کیا مگر غصہ مین آ کر حکم دیا کہ نقارۂ رزمی بجے صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بحکم کلاب عقاب سوار اسی دم صدائے نقارۂ جنگی پر چوب پڑی جاسوسان لشکر اسلام خبرین لیکر خدمت ملکہ مہرخ مین حاضر ہوئے تمام حال عیاری خواجہ بیان کرکے عرض کی کہ کلاب عقاب سوار نے طبل رزمی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو اور آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے باقی خیر و عافیت ہی یہ حال خواجہ سنکر ملکہ نے فرمایا خدا اُنکی جان کا نگہبان ہی ہر وقت قیامت کا سامان ہی بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل اور کاتب تقدیر نے ہماری قسمت مین تحریر کیا ہی وہی پیش آئیگی ناحق حیرانی ہی اسیوقت سات سو نقارہ پر چوب پڑی صدائے طبل جنگی بلند ہوئی شعر ز نقارہ آواز آمد عجیب ؎ کہ نصر من اللہ و فتح قریب ؎ تمام اہالیان لشکر کو معلوم ہوا کہ طبل جنگی بجا ہی کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی دیکھیے گردون دون انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کس کے سر پر رکھتا ہی اور خاک مذلت کس کے سر پہ ڈالتا ہی دیکھیے کل تختۂ تابوت پر کون سوتا ہی اس معرکہ مین کون سرخرو ہوتا ہی بھائی سے بھائی دوست سے دوست ملنے لگا جا بجا ہوم خانے درست ہوئے لڑائی پہ مردان عالم چست ہوے کہتے تھے کہ نمک شہنشاہی کھایا ہی خواجہ نے ہمکو اس مرتبہ پر پہونچایا ہی افراسیاب کے ہم جوہر دکھلاتے ہین شہرون سے افراسیاب کے خراج لاتے ہین جہان ہمارے بادشاہ کا پسینہ گرے گا وہان خون کا دریا بہا دینگے مثل نہنگان دریا جو فوج کفار مین ڈوب جائینگے وہ بیچارا ہماری تلوار کی کیا تاب لائینگے بودے ہین دامن صحرا سے منھ چھپائینگے کمانہائے کیانی جہان جہان سے خانہ کرگی تھین سینک کر تیار کیا تیر بلے سے پہلو کو زہر مین بجھا کر آبدار کیا تیغے چرخ چڑھنے لگے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین آئی دہشت سے دلیران جنگی کے زمین تھرائی ادھر مردان عالم کا تو یہ حال ہی ہر دلیر آمادۂ حرب و پیکار ہی مگر سب طرح کے لوگ لشکر مین ہوتے ہین وہ جو نامرد و بزدلے ہین بھاگنے کی تدبیر جان بچانے کی تقریر بیٹھے بیٹھے جوش آیا دل گھبرایا سائیس کو آواز دی گھوڑا حاضر ہو سائیس سامنے آیا

سائیس بھی یک چشم ہی ہر وقت مائل خشم ہی پوچھا میاں کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا ہمارا مرکب اور
پرتل کا ٹٹو ہر رات رہے سے تیار رہے سائیس گستاخ تھا عرض کی ہر رات رہے سے کیا
ضرورت ہی غلام کو کمال حیرت ہی فرمایا برائے شکار صحرائے پُربہار مین جائینگے شیران دشت
کو شکار کرکے لائینگے سائیس ہنسا ایک آنکھ چمکا کر جواب دیا کہ حضور کل شکار کا دن نہین ہی بلکہ
روز معرکہ کارزار ہی سرنگون ارشاد ہی آمادہ حرب و پیکار ہی آپ ہی دشمن کا شکار کیجیے گا داد مردی
و مردانگی دیجیے گا یہ سنکر سردار صاحب کو غصہ آیا مونچھون پر تاؤ دیکر فرمایا او بیحیا ہم تیری حرامزدگی
جانتے ہین تجھکو بخوبی پہچانتے ہین ہم میدان کارزار مین مارے جائین تمھاری تمنا مین آرزو مین
تم جان بچاؤ تمام مال و اسباب جو کوڑی کوڑی کرکے جمع کیا ہی اُسکو لیکر بھاگ جاؤ غرض بیت
کند ہم جنس با ہم جنس پرواز * مخنث با مخنث ہیز با ہیز * اس عرصہ مین پہر رات گذر چکی تھی
بادشاہ لشکر اسلام ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ہر سردار نامی و نام آور اپنے اپنے مقام پر
آیا اولان اول ملکہ بہار جادو نے کنیزون کو آواز دی گلشن و گلستان و نسرین و نسترن
و غنچہ دہن و شمشاد و سرو آزاد و گلعذار و سرشار و سیمبر و نازک اندام و شیرین ادا و مہ لقا
وغیرہ پُربہار باغ حسینون کا غنچہ مہ جبینون کا پریون کا اکھاڑا حور نژادون کا جمگھٹا سامنے آیا
ملکہ بہار نے فرمایا جلد حمام خانہ آراستہ ہو اسباب سحر و ساحری پیراستہ ہو فوراً ان گل رخسارون
نے ایک خیمہ مکلل بجواہر ستون الماس نگار جھالر مقیش کی جلد استادہ کیا اور ایک چوکی سنگ
سفید کی وسط خیمہ مین بچھادی گرداگرد گلدستہ ہائے گل خودرو کہ جسمین ہر طرح کے پھول
تھے چن دیے یکایک ملکہ بہار در خیمہ رشک باغ ارم پر تشریف لائین چوکی مذکور پر جلوہ گر
ہوئین کنیزون نے سبوئے نقرئی جسمین آب صاف و شفاف تھا حاضر کیا کہ جسکو دیکھکر
آبرو گوہر بے بہا کی آب آب ہو اور آب چشمہ حیوان کو شرم سے پیچ و تاب ہو اُس آب
نایاب سے ملکہ بہار نے غسل کیا ایک ساری آب رواں کی نفنت باندھی نصف دھڑی
موئے مشکین سے قطرے پانی کے ٹپک رہے تھے صاف ظاہر ہوتا تھا ابر تیرہ و تار سے
مروارید بے بہا برس رہے تھے اپنے دست نگارین پنجۂ خورشید نما سے زلف تابدار کو
نچوڑنا ظاہر ہوا کہ ناگن نے زہر اُگلا چہرہ رشک ماہتاب اگر قطرات آب عارض زیبا پر

تحسین تو صاف ثابت ہو کہ نارے مشاطۂ تقدیر نے تصدق اُتارے رُخ انور رشک قمر ترچھی نظر مطلع وہ مژگان جب عدو ے عاشق دلگیر ہوئی ہو چُھری خنجر کٹاری سانگ برچھی تیر ہوئی ہی ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر جوبن کا اُبھار اس آن بان کو دیکھ کر گلعذار فریب نگار نے اُٹھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی ہاتھ اُٹھا کر دعائین دین اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے

اشعار

مرحبا قتل ہمین کر کے مکرنے والے
جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے
کھولکر بال پریشان کر روح کو تو

ہین لب نازنین کو زندہ ہی کرنے والے
منھ سے کہتے نہین جسا کہ کرنے والے
یہی کرتا ہی اشارہ کوئی اُٹھتا جوبن
ادمے سوگ کے پردہ مین سنورنے والے

ڈھونڈھ لیتے ہین بہانا کوئی مرنے والے
ہر ادا کو تری سکھلا گئے انداز قضا
یون بھرتے ہین مجل یار کے بھرنے والے

ملکہ بہار نے مسکرا کر جواب دیا او گلعذار زیادہ چرب زبانی اچھی نہین ہوتی یہ کہکر اشیاے سحر ہاتھ مین اُٹھائے گلدستہ ہاے سحر تیار ہوے غنچے چٹکے گل کھلنے لگے اسی طرح اپنے اپنے خیمون مین سب شاہزادیان مصروف تیاری سحر تھین ملکہ ہلال سحر افگن ماہ رخسار و ملکہ یاقوت یاقوت پوش و شاہزادہ رعد جادو و ملکہ برق برق افگن و ملکہ برق لامع و ملکہ صبح ہوے کاکل کشا و ملکہ نازمان وغیرہ کی بارگاہون سے صدائین بلند بخورات جابجا روشن ادھر لشکر کفار مین کلاب عقاب سوار نے بعد بجوانے طبل جنگی کے اور نکل جانے خواجہ عمرو اور برق فرنگی کے ظاہر مین تو یہ کہا کہ صبح کو ایک کو زندہ نچھوڑونگا قتل دشمنان سے منھ نہ موڑونگا کاکل کو گرفتار کر کے سامنے شہنشاہ طلسم کے لیجاؤنگا خلعت انعام و جاگیر پاؤنگا لیکن باطن مین ہوش پریشان مثل زلف پریشان دل سے کہتا ہی ان عیارون سے کیونکر جان بچیگی یا سامری دیکھیے صبح ہوگی افسران فوج کو تو حکم دیا اپنے اپنے سحر آراستہ کرو حربہ ہاے سحر سے پیراستہ رہو اور خود حالت انتشار مین اُٹھا لرزان و ترسان ایک خیمہ مین آکر حصار سحر کیا در خیمہ پر ایک اژدر آتش فشان بٹھا دیا اب باطمینان تمام بچہ ہاے خوک ذبح کر کے خون سے چھڑکا دیا اگو گل وغیرہ روشن کیا کبھی خود بنا کر تیار کیا کبھی روئی کے گالون پر بصد خوبروئی پانی کا چھینٹا دیا لکہ ہاے ابر بنکر تیار ہوے کبھی جھلی سے ماش کا آٹا بدمعاش نے نکالا پتلہ بنایا سحر پڑھا وہ پتلہ زندگی پا کر دیو بنکر سامنے آیا اُس سے یہ باتین کین کہ اے خوک پیکر سالہا سال ہمنے تیرا

پوجا کیا بھینٹ سے تیرا سیٹ بھرا کل اپنا زور دکھانا دشمن کو میرے کھا جانا اور ہر سردار اسکے اپنے اپنے مقام پر سحر تیار کرتے تھے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارتے تھے کری لگتا تھا ای کالی بھوانی کلکتہ والی دشمنون پر جائیو اپنا کام کر آئیو عدو میرے سامنے مبہوت رہے جو میرا مطلب ہو وہی کے سر چڑھکر کھیلنا دریائے سحر عدو کو جھیلنا اسی شور و شر مین چار گھڑی رات باقی رہی جانبین کے نقیبون نے آوازین واسطے جگانے کے لگائین جت جوا نوجوان مرد تیار رہو بہ سلاحون سے اپنے خبردار رہو یکایک غلغلہ ہوا مصرع سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی

نتیجۂ مصنف

رنج سے ٹوٹینگے سب کوکب تابان سحر
دیکھنا ہوئیگا فق روئے درخشان سحر
نغمہ سنجی کے عوض رو دینگے مرغان سحر
جان دونگا جو شب ہجر مین خواہان سحر
چاک ہوگا مرے ماتم مین گریبان سحر

مہر گردون پہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین
روشنی شرق کی جانب مجھے دکھلاتے ہین
چھیڑنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
لو فلک پر وہ نمایان ہوئے سامان سحر

حق دکھائے نہ کسی کو بھی شب ہجر مہیب
رحم کر رحم کہ ہو مرگ کا ہنگام قریب
وصل محبوب ہمیشہ ہو نہ فرقت ہو نصیب
دیکھ اب طول شب ہجر سے جان لب پہ ہے حبیب
ای فلک جلد دکھا چہرۂ تابان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کرون
قصۂ رنج شب ہجر صنم پاک کرون
نذر سودا بخوشی مایۂ ادراک کرون
ولولہ مین اسے ای جوش جنون چاک کرون
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

مین نے تو انکا کیا تھا نہ کوئی جرم و گناہ
خون ناحق مرا کرتے ہین یہ انا للہ
بے سبب کیون یہ مرے قتل کے درپے ہوئے آہ
ای شب وصلت محبوب ذرا ہجیو گواہ
بے خطا ذبح مجھے کرتے ہین مرغان سحر

طاعت حق کو بجا لاتے تھے سب صبح و مسا
ہمین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان سحر

جھوٹ کہتا نہیں میں قول ہے یہ راست مرا | شور و غوغا ہے مجھے ذکر لب وحدت ہوا

کہ ہم ذکر خدا کرتے ہیں مرغان سحر

خون عاشق ہو سر دست لگا ئے جو حنا | لے مسی تو نہ سوسن کے رہیں ہوش بجا
عاشقوں کو تو یقین اسکا ہے بیچون وچرا | چھپے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا

شب میں دیکھے ہوں اختر تابان سحر

غافل اب دیکھ کہ مالک ہے ترا عز و جل | لیلے جا ساقی سے عمر نیک عمل
آگئی لیلی شام جوانی کی اب آئیگی اجل | چونکہ پیری میں یہ ہرگز نہیں پینے کا محل

سر پہ ہے سایہ فگن نیر تابان سحر

مجھسے جس دن سے جدا ہوگیا وہ رشک قمر | زندگی ہجر میں اے دوستو ہوتی ہے بسر
شوق نظارہ ہے اسد رجہ اسے مد نظر | صبح کا ذکر شب ہجر میں کرتا ہوں اگر

دل پہ پہلو سے صدا دیتا ہے قربان سحر

خوش بیان یار سا دنیا میں کوئی نہیں کم | اس جگہ بند میں سب چہچہے پرواز ہوں بم
راست کہتا ہوں میں ہے بلبل بستان کی قسم | اے قمر سنتے ہی تقریر دل آویز صنم

مجھے جھول لیے مرغ خوش الحان سحر

جب ساحر فلک نے اپنے شکم سے بغیظ و غضب بیضہ آفتاب بصد آب و تاب نکالا اور تار شعاع سے خوب مضبوط باندھکر جانب ساحران طلسم جہان کھینچ مارا کلاب عقاب سوا خیمہ حصار کردہ سحر سے باہر آیا افیر سحر کی قرنا پھنکی اژدر آتش فشان سحر پر سوار ہوا لشکر نصرت اثر تیار ہوا سمت میدان کارزار چلا ادھر لشکر اسلام میں جا بجا صدائے تکبیر بلند ہوئی جس آواز سے روح سامری دردمند ہوئی جلوخانہ شاہی میں ساحران نامدار بصد شوکت و وقار آکر جمع ہوئے انتظار آمد شہنشاہی میں چشم براہ موجود ہوں سے پوچھ رہے تھے کہ برآمد ہونے میں ملکہ مہرخ کے کیا عرصہ ہے لشکر ظفر اثر سمت میدان تبر دجا چکا ہے وہ عرض کرتے تھے کہ جامہ خانہ میں داخلہ ہے نزدل باجلال و ورود اقبال فرمایا چاہتی ہیں یہ ذکر تھا کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا تخت شاہنشاہی نمایان ہوا ملکہ مہرخ تخت زرین پر تاج شاہی

برسر چار قبہ شاہنشاہی در برسپر و شمشیر مثل ہلال و خورشید سامنے رکھی ہوئی ایک پہلو میں نبات
سحر آراستہ گرداگرد نازنینان ماہ طلعت بصد حشمت و شوکت نقیب خوش نصیب آگے آگے
آواز لگاتا ہوا صدا اسے دور باش سناتا ہوا شعر ترقی ہو اقبال کی دمبدم * بڑھے عمر و دولت
قدم با قدم * چپ و راست سے ملکہ بہار گلعذار کا سلام ہوا ملکہ مہرخ نے سینہ پر ہاتھ رکھ کر
اشارہ تھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دل میں ہے حقیقت میں مہر و وفا تمھارے آب و گل میں
ہے بعد ازاں ملکہ نافرمان و شکیل و رعد و برق و سرخ مو و کاکل کشا و ملکہ ہلال
سحر افگن وغیرہ نے باادب تمام سلام کیا سواری کوچہ سلامت سے نکلکر بصد کر و فر سمت
میدان کارزار روانہ ہوئی بیت سوئے دشت شہ کی سواری چلی * کہے تو کہ باد بہاری
چلی * ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا کہ سب شاہزادیاں اپنے اپنے لشکر پر بعہدۂ سپہ سالاری
قائم ہیں اس کیفیت سے لشکر مہرخ میدان جنگاہ میں آکر ٹھہرا دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی
لشکر کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے آتا ہے ہر ساحر رو سیاہ اپنی اپنی شان و
شوکت دکھاتا ہے نشان ہائے سیاہ سر کلاب عقاب سوار تیرہ بخت پر کھلے ہوئے ہوا میں
پھریرے اڑ رہے ہیں اپر تصویریں سامری و جمشید کی بنی ہوئیں صدائے نگ بجرنگ کی کہیں نعرہ
یا سامری جمشید کی بلند غرض میدان کارزار میں آکر ٹھہرے میدان آراستہ ہونے لگا ایک ساحر نے
جوش میں بڑھکر سحر کیا ابر آیا پانی برستا ہوا نکل گیا ایک نے ایسا سحر کیا کہ ہوا ئے تند چلی خس و خاشاک
کو میدان کے ہٹا دیا ایک سنگدل نے پتھر برسائے جو نخل حائل نظر تھے بلند و مرتفع نظر
تھے انکو کاٹ کر گرا دیا ایک ساحر نے بیلچہ کاری کا سامان کیا نشیب و فراز عالم کو ہموار
کر دیا غاروں کو خس و خاشاک سے بھر دیا بعد آراستگی میدان صفوف آرائی ہونے لگی
میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ طرفین سے درست ہوا نقیب ہائے بلند آواز کو
اشارہ ہوا گویوں کے لڑکے ماہ تمثال خورشید جمال بھولی بھولی صورتیں کلاہ زرین برسر
لباس نگین زیب جسم انور ایک ایک انگوٹھی کان میں مثل و یکتا آن بان میں مثل لالہ
بھیروں کے سروں میں سرود بجائے اہالیان میدان کارزار وجد میں آئے کن گن کر
آوازیں لگا میں ابیات | النفیروں نغمۂ یک یک صیر | کرد دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے

سکندر نہ باقی رہا دہر میں
یہ دنیا سرا پنج و آفت کی ہی
مکانات عالی بناتے ہیں کیون
جگہ جو کہ آخر میں راحت کی ہی
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہی

یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہی
ہوے زر کے خاطر تو منعم خراب
عبث فکر انہیں جاہ و حشمت کی ہی
شجاعو یہ میدان جنگگاہ ہی
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہی

مظفر کو ہی وہ برا فریدون کہان
پڑی فکر انہیں مال و دولت کی ہی
لحد کوئی اپنی بسنا تا نہیں
جگہ امتحان اور جرأت کی ہی
قدم مہر خالق میں کرو صرف

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر سب دلاور سست ہوگئے سر جھکا لے

شکل ناپائداری دنیا آنکھوں میں پھر گئی کلیجوں پہ چھری چل گئی ہوا و ہوس دنیا بالکل دل نکل گئی ارادہ مصمم کیا کہ لڑیں اور مرجائیں اس عالم ناپائدار میں کچھ نام کرجائیں کہ ناگاہ یک لشکر کلاب عقاب سوار سے فولاد مشت زن مرکب سحر بڑھا کر سامنے کلاب عقاب سوار کے آیا اجازت خواہ ہوا کلاب عقاب سوار نے جواب دیا کہ تمکو سامری و جمشید کے سپرد کیا جاؤ ساحران لشکر مہرخ کو للکارنا سرداران فوج کو جن جھنکے مارنا اس بیحیا نے مرکب سحر اڑایا بکبر و نخوت تمام میدان میں آیا آواز دی جسکو تمناے مرگ ہو میرے سامنے آئے کچھ نیرنگ بازی دکھائے شعر گران ہر کہ را بار سر بتن است ٭ حلیم علاجش بدست من است ٭ اس صدا کو سنکر سمت صف دست راست ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا ملکہ عالم کا نور نظر پارۂ جگر جوان سعید شاہزادہ شکیل جادو نے فوراً پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی ای شاہنشاہ گردون بارگاہ اجازت میدان دیجیے حق میں میرے دعا کیجیے آرزو ہی یا تو سر کو قدم اقدس پر نثار کرون یا اس بیحیا مغرور کو مشکین باندھکر سامنے حضور کے لاؤن یہ لفظ مہر آوری رنگ ملکہ مہرخ متغیر ہو گیا فرمایا ای جان مادر تمہاری جدائی بہت شاق ہی یہ فولاد مشت زن ملعون بہت سخت ساحر ہی عرض کی باقبال حضور کا مقابلہ کرونگا غلام کیا لڑیگا ملکہ نے مجبور ہوکے فرمایا بسم اللہ مالک حقیقی و رب تحقیقی حافظ و نگہبان ہی شکیل جادو بصد آرزو سامنے فولاد مشت زن کے آیا فولاد نے گولا آہن سحر کا جھولی سے نکالا شکیل پر بقہر و غضب تمام مارا شکیل نے ایک نشتر نکالا اور کچھ اسم پڑھکر اپنی بدن کا خون لیا جب گولا قریب آیا دونون ہاتھ پھیلا دیے کہا کہ تیرا بھوگ حاضر ہی وہ گولا گریا

موم کا ہو کر بہہ گیا تشکیل جادو نے اسی خون سے گولہ کو رنگین کیا آواز دی کہ او فولاد
بدنہاد لے تیرا تیر تجھ ہی کو کھا بیٹھا یہ کہکر وہی گولا اسی کو مارا اب وہ گولہ مثل شعلہ جوالہ بجانب
سینہ فولاد وحشت زن چلا ہر چند وہ [illegible] دروہ گرد نہ رکا سینہ پر کینہ پر پڑا مہرہ پشت
کر توڑ کر پار [illegible] گیا فولاد وحشت زن [illegible] کے جلنے لگا آندھی سیاہ اٹھی تاریکی ہوئی
بیرون نے آواز سنائی افسوس مارا گیا [illegible] نام فولاد وحشت زن تھا لشکر اسلام سے
صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے بھی فرمایا کہ ماشاء اللہ خدا نظر بد سے بچائے
فلک کج رفتار روسیاہ ہو [illegible] تشکیل جادو واسطے تسلیم کے خم ہوا پھر ولولہ شجاعت
مین نہیب دی ای فرقہ باطل پرستان جو [illegible] اپنی زندگی سے بیزار ہو آکر مصروف
کارزار ہو لیکن یہ سات ساحران زبردست [illegible] سے کالاب عقاب سوار کے نکلے
ہاتھ سے تشکیل جادو کے واصل جہنم ہوئے جس وقت کہ ساتوں ساحر تشکیل کے ہاتھ سے
مارے گئے کالاب عقاب سوار کو غصہ آیا [illegible] گردن سحر کو جانب میدان کارزار بڑھا
اور مثل دیو کے چنگھاڑتا ہوا قریب تشکیل پہونچا پہونچتے پہونچتے ایک روئی کا گالا اچھولی
سے لگا چند قطرات آب آسیر ڈال کر افسون پڑھا کہ وہ روئی کا گالا ایک لکہ ابر بلند
جون جون اونچا ہوتا تھا دیکھنے والے کہتے تھے یہ ابر ہی کہ خدا ہے بند بحر کا قہر ہی یا اژدر
زہر ہی خدا آبرو تشکیل کی بچائے اگر یہ ابر برسے گا کشت سرسبز حیات ساحران لشکر مہرخ
کو جلا کر خاک کر دیگا چشم زدن میں ایک ایک قطرہ اسکا ہلاک کریگا یکایک وہ ابر محیط عالم
ہوا ہر چند کہ تشکیل نے بہت رد کرنے ابر [illegible] جستجو کی لیکن کچھ نہوا آبرو بچانا دشوار ہوا
اسقدر ابر برسا کہ زمین پر مثل دریا [illegible] پانی کی طغیانی ہوئی کشتی حیات تشکیل طوفانی
ہوئی یعنی ایک نہنگ سیہ رنگ اس دریا سے پیدا ہوا اور طرف تشکیل کے جھپٹا
یہ شناور دریائے جرأت و آشنائے قلزم جلالت تیغہ کھینچکر مرکب سے کود پڑا چاہا کہ
تیغہ سحر کا ہاتھ لگاؤں اس نہنگ کے منہ سے ایک حباب نکلکر کلائی پر تشکیل جادو کے
پڑا تیغ ہاتھ سے چھوٹ کر دریا میں گری مثل کشتی سامنے سے بہتی ہوئی نکل گئی تشکیل
نے ہر چند کوشش کی مگر وہ نہنگ اس گوہر بحر خوبی کو نگل گیا اور غوطہ مار کر اسی دریا

تلاطم مین غائب ہوا کلاب عقاب سوار شکیل سے فرصت پاکر اور زیادہ جوش مین آیا مثل
رعد گرجا لشکر اسلام پہ برس پڑا یعنے ابر و دریاے سحر کو کل لشکر مہرخ پر اشارہ کیا ابر آسمان
سے برسنے لگا دریا سے طوفان اٹھا ملکہ مہرخ اور ملکہ بہار وغیرہ نے دیکھا ہزارہا بندگان
خدا دریاے سحر مین ڈوبے سر مثل حباب تیرتے پھرتے ہین وہ تلاطم ہی کہ ہر ایک کا ہوش
گم ہی دریا تو اس جوش پہ ہوا ابر مین یہ اثر ہی کہ جسپر قطرۂ آب گرتا ہی پانی ہوکر بہ جاتا ہی پناہ پانی
اہل لشکر مہرخ کو مشکل ہی ادہر دریا کا کنارہ نایاب ہی اُدہر سر پر بارش باران سحاب ہی
کیونکر جان بچائین آفت ہاے ارضی وسماوی نازل ہی کہان جائین ناخداے کشتی عالم
کے سوا کون بچائیگا اس طوفان موج خیز مین وہی کام آئیگا یہ ہنگامہ جو ملکہ مہرخ وغیرہ نے
ملاحظہ کیا اپنی اپنی سواری سحر سے سب سردار اُترے اور دریا اور ابر پر سحر کرنا شروع کیا
نہنگان خون آشام کو جلایا مچھلیون کو قتل کیا ملکہ مہرخ نے طرف رعد و برق کے اشارہ کیا
برق تڑپ کر ابر پر گری چمک کر ابر کے ٹکڑے اُڑا دیے پانی برسنا دم بھر مین موقوف
ہوگیا رعد نے قریب دریا کے جاکر ایک چیخ ایسی ماری کہ خوف سے دریا کا کلیجہ پھٹ گیا
ایک ہی آواز مین دریا سمٹ کر پیچھے ہٹ گیا گل گرداب چشم پُرآب بنگئے حباب نہ تھے
آنکھون پر اُس قلزم زخار کے ورم آگیا تھا مچھلیون کا کلیجہ تھرا رہا تھا ملکہ مہرخ و بہار نے
بھی کچھ پاش کے دانے پڑھ پڑھ کے دریا مین ڈالے جسکی تب سے دریا غائب ہونے لگا
کلاب عقاب سوار قہر و غضب مین آیا مثل خوک صحرائی چلایا کل لشکر کو آواز دی لینا
یہ باغی نہ جانے پائین دشمنی کا شہنشاہ کی پھل پائین یہ کہکر سحر کرتا ہوا مع فوج شقاوت موج
لشکر ملکہ مہرخ پر جا پڑا ملکہ مہرخ تخت پر سوار ہوئین نقارون پر چوب پڑی علم ہاے زرین
کے پھریرے کھل گئے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین و برنگ شب و روز آپسمین مل گئے
گرز اُچھلنے لگے ترنج چلنے لگے نخل ہاے صحرائی مثل شمع کافوری جلنے لگے ایک سمت آکر
ملکہ بہار نے گلدستہ سحر مارا پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا اُٹھا کر سونگھا رنگ رو متغیر
ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ظاہر ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھنے
طرف ملکہ بہار گلعذار کے دوڑے

ابیات

نہ کسیکی زلف سے کام تھا نہ کسیکا گیسوئے دام تھا
کھڑے پوچھتے ہو ہمیں یہ کیسے گئے سر ہے عاشقونکے تو ہین مگر

مجھے تو فراغ مدام تھا مگر ابکی پیچ مین آگیا
انھین ستی داونکے تھے جگر جو تمھارے داغ اٹھا گئے

کسی کا گریبان چاک کسی کے منھ پر خاک آثار عشق چہرہ سے ہویدا گل رخسار بہار کا شیدا
اُس بیقراری مین یہ پکارتا تھا کہ اے غنچۂ نودمیدہ باغ خوبی وای سرو رعنائے چمن محبوبی ہم
اسیر طرۂ گیسو و فریفتۂ خنجر ابرو نگاہ مہر و وفا کے طالب ہین سب عاشقون پر محبت مین غالب
ہین برائے باغبان قضا و قدر یک نظرے خوش گذرے ملکہ بہار جادو مسکرا کر انکو جواب
دیتی تھین اگر ہمارے عاشق صادق ہو تلوار کھینچو اپنے گلے پر رکھو دیکھین کیونکر مرتے ہو
دل دادہ نگاہ سحر آگین یہ کلام رنگین سنکر تیغ و خنجر کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھتے تھے موت
کے مزے چکھتے تھے چہرے زرد مثل برگ خزان دیدہ زمین پر پڑے تھے ایک طرف
رعد و برق نے لشکر کو تباہ کیا تھا یعنی رعد نے کانون پر ہاتھ رکھکے آواز لگائی منم رعد
جادو و برق جادو مادر رعد آسمان پر چمک رہی تھی بیٹے کی آواز سنی فوراً تڑپکر گری
کسی کو کاٹ کر پھر بلند ہوئی ایک سمت ملکہ سرخ موے کاکل کشا بصد ناز و ادا اسطور
سے مصروف جنگ ہے کہ پنجۂ نگارین سے کاکل مشکین کو تھام کر جنبش دی معلوم ہوا کہ ابر
سیاہ لہرایا آنکھون مین لشکر عدو کے اندھیرا چھایا اُس تاریکی مین ملازمان ملکہ سرخ مو لشکر
عدو کو پامال کر رہی ہین اسی طرح سب سرداران نامی اپنے اپنے سحر سے آفتین برپا
کر رہے ہین دم جرات کے بھر رہے ہین کلاب عقاب سوار نے جب یہ معرکہ قیامت خیز دیکھا
اپنے کرگدن سحر کو فوج سے ہٹایا ایک گوشہ مین آیا زیر سایۂ نخل ٹھہر کر جھولی مین ہاتھ ڈالا
ایک چراغدان مع چومک نکالا بجائے روغن اُس چومک مین اپنا خون ران کا کاٹ کر ڈالا
کچھ بال سر کے نوچے اُنکی بتیان بنائین پھر روئی جھولی سے نکالی بالون کو اُسمین لپیٹا آہ ماری
کہکر ایک چیخ ماری چارون بتیان مثل شمع کافوری روشن ہوئین اب چراغدان کو ہاتھ مین لیکر
بلند کیا میدان مین ایک شعلہ چمکا جب اُسکی ضو پھیلی سرداران لشکر مہرخ کے چراغ عقل
گل ہوئے شب تاریک بخت نارسا نے یہ اندھیر مچایا دن دہاڑے روز سیہ دکھایا سحر
فراموش ہونے لگے خود بخود بدحواس ہو کر امیان لشکر مہرخ پیچھے ہٹے یا تو قصد تھا کہ لشکر کفار

کو مارین اور بڑھ بڑھ کر آنکھو لگا رہین یا یکایک تاثیر روشنی چراغ سے مثل شعلہ کے تھرائے گھوڑے
سرداروں کے پھڑکنے لگے ساحر مثل ماہی بے آب زمین پر گر کے پھڑکنے لگے ابیات

عجب گردش چرخ کجباز ہی — کہین سوز ہی اور کہین ساز ہی — کہین جاہ و دولت کا سامان ہی
کوئی شل گیسو پریشان ہوا — کسی جا ہی شادی تو ماتم کہین — کہین چہچہہ چشم پرنم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ — سراسر کوئی ہو رہا ہی تباہ — کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادہ کبر و نخوت سے مست — کوئی صاحب دولت و تاج ہی — کوئی دانے دانے کو محتاج ہی
شگفتہ ہوئے غنچہ و گل کہین — تڑپتی تھی بیتاب بلبل کہین — ہوا فوج مہرخ مین یہ انقلاب
بڑھا لیکے لشکر وہ خانہ خراب — گلاب سیہ بخت تھا باغ باغ — لیے ہاتھ مین اپنے روشن چراغ
اسے فہم کامل تھی اور ہوش تھا — ادھر سحر سب کو فراموش تھا — قمر سرنگون ہون اسی غور مین
بچے جان اس چرخ کے دور مین

جبکہ ملکہ مہرخ و ملکہ بہار وغیرہ کل سرداران نامی سے جو
یہ آفت دیکھی فوراً سپرین سحر کی بنا کر اپنے اپنے چہرون کے آگے قائم کین کہ عکس چراغ ہمپر
نہ پڑ جائے چراغ سے کہین آنکھ نہ لڑ جائے مگر اس حال پرملال مین دفع سحر کرنا محال ہوا
چشم زدن مین لشکر مہرخ کا یہحال ہوا کہ پیر و جوان کی زبان سے صدائے الامان بلند ہی
ہر ایک خرد و کلان اس آفت سے دردمند ہی ضو چراغ کی پھیلی ہی دود غلیظ سے تاریکی بڑھتی
جاتی ہی ادھر لشکر گلاب عقاب سوار پامال کرتا ہوا چلا آتا ہی ایک طرف سے گلاب اپنی
سرکشی دکھاتا ہی یعنی ایک بلند ٹیکرے پر کھڑا ہی ایک ہاتھ مین چراغ لیکر بلند کرکے دکھاتا
ہی ایک ہاتھ سے گولہ سحر کا لگاتا ہی اسوقت اس بدحواسی و پریشانی مین سرداران لشکر اسلام
نے بیقرار ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای چارہ ساز بیچارگان وای دادرس
بیکسان ارحم الراحمین رب العالمین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر نظم موافق مضمون مقام ہذا

خداوندا شبم را روز گردان — چو روزم اندر جهان فیروز گردان — شبے دارم سیہ چون بخت امید
درین شب رو سفیدم کن چو خورشید — توئی یاری دہ فریاد ہر کس — بفریاد من فریاد خواہ رس

بعنایت رب اکبر تیر دعا ہدف مراد تک پہونچا یعنی سب نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک تخت
ہوا پر اڑتا ہوا آتا ہی اسپر افراسیاب سوار تاج شہریاری بر سر زیور جواہر جسم پہ آراستہ

موتیون کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو بصد آرزو آواز دیتا ہوا کہ ای قوت بازوے
مین کیا کہنا مہرخ وغیرہ یا توجان بچانے کی تدبیرین کچھ کچھ سحر پڑھ رہی تھین یا افراسیاب کو
دیکھکر خوف کا یہ جوش ہوا کہ جو سحر یاد تھا وہ بھی فراموش ہو چاہا کہ جان بچا کر نکل جائین مگر شرم
دلاوری مانع ہوئی ہر چند قلب ٹھہرایا کلیجہ منھ کو آیا مگر میدان جنگاہ کو نہ چھوڑا جان دینے سے
منھ نہ موڑا یہان تخت افراسیاب قریب کلاب عقاب سوار آ کر اترا کلاب نے جھککر
سلام کیا افراسیاب نے سر سینے سے لگا لیا اور کہا کہ ای برادر مین باغ سیب سے کتاب جاری
مین تمھاری جرأت اور شوکت دیکھ رہا تھا اول تمنے ابر و دریاے سحر بنایا ان باغیون نے
جوش مین آ کر اسکو مٹایا شکیل کا گرفتار ہونا بھی مین نے دیکھا اسکو گرفتار کر کے کیا کیا قتل کیون
نہ کر ڈالا اسنے تمھارے سردار مارے ایسے سرکش کو کیون زندہ رکھا کلاب نے عرض کی
ای شہنشاہ وہ مسحور میرے خیمہ مین بیہوش پڑا ہی مین نے خیال کیا سب کے ساتھ اسکو بھی
قتل کرونگا یہ چراغ بزرگون کے زمانہ سے ہی جب کوئی برا وقت آتا ہی تب روشن کیا جاتا ہی
بجاے روغن خون جسم کا اسمین جلتا ہی اسکے روشن کرنے مین شعلۂ آتش منھ سے نکلتا ہی مگر
ان نمکحرامون نے ایسی سرکشی دکھائی کہ تاب نہ آئی افراسیاب نے کہا تیرا مثل کمان ہی
سحر سامری کا نمونہ عیان ہی مگر وہ دیکھو سامنے بہار و مخمورہ سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہین تم بھی
آگاہ ہو جبدن سے بہار اپنی بہن سے لڑ کر نکل آئی میرے باغ مین سنا ہی مخمور کی جدائی
بادۂ رنج و غم کا خمار ہی گویا نشہ کا اتار ہی ان دونون کو جلد گرفتار کرے کلاب نے پوچھا ای
شہنشاہ کہان افراسیاب نے کہا وہ جاتی ہین جیسے ہی کلاب نے پلٹ کر اسطرف دیکھا
پہلو سے آواز آئی باش او بچا منم شہنشاہ درد عیاری نعرہ زن عمرم کہ کلہ از سر قیصر ببرم

رنگ از رخ نجنک بداختر ببرم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

یہ نعرہ کرکے خنجر لپٹ کے مارا اس پہلو پر پڑا اس پہلو کو توڑ کر نکل گیا کلاب ہاے کہکر زمین پر
گرا آسمان برابر تیرہ و تاریک پیدا ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کہ مارا مجھکو
کہ نام میرا کلاب عقاب سوار تھا عمرو نے گرتے گرتے تاج اسکے سر سے لیا لباس بھی اتارا
قصد عمرو کا تھا کہ اس چراغ کو لینگے اور اپنے خیمے مین روشن کرینگے کوئی ہمارے خیمہ مین

نہ آسکیگا اسباب ہمارا نہ اُٹھا سکیگا اندھا ہوجائیگا ٹٹولتا پھریگا مگر اُسکے مرتے ہی وہ چراغ جلکر خاک ہوگیا خواجہ ٹیکرے سے کودکر بھاگے مہرخ اور بہار نے دیکھا کہ عین وقت پر خواجہ نے اگر کلاب عقاب سوار کو مارا کیا کمال کیا یہ دیکھتے ہی دل قوی ہوا لشکر کلاب پر حملہ کیا گوبے ترنج نارنج سحر کے چلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے وہاں شاہزادہ شکیل کہ خیمہ کلاب مین بیہوش پڑا تھا سحر مین اس بچپائے جتلا تھا اسکے مرنے سے خود بخود ہوش آیا غصہ مین اُٹھا نگہبان دوڑے بچا ہا مگر شکیل نے چند سنگریزے اُٹھا کر مارے کئی سو کے سر پھٹ گئے گر کر زمین پر گرے سحر شکل سے جلکر خاک ہوئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئے اسی طرح لڑتا ہوا بیرون خیمہ آیا دیکھا ہنگامہ رزم گرم ہی فوج کلاب پر آفت برپا ہی سرداران مہرخ کے نعرے بلند مین لشکر کلاب بھاگنے پر آمادہ تھا مثل مشہور ہی لشکر بے میر فقیر بے پیر تکیہ بے فقیر ترکش بے تیر بیکار ہین آخر بلا زمان کلاب تاب مقابلہ سرداران مہرخ نہ لائے الغرض تمام لاشہ کلاب اُٹھایا اور ایک چھکڑے پر ڈال لیا روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف باغ سیب کے روانہ ہوئے یہان اہل اسلام نے خیمہ و بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضے مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا ایک ایک ساحر کو اسقدر انعام ملا کہ غنی ہوگیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے سرداران نامی مع ملکہ مہرخ سحر چشم داخل بارگاہ ہوئے کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر کمرین کھول کھولکر اُترے سجدۂ شکر پروردگار بجالائے جہت دفع شکوک سامعین تحریر کیا جاتا ہی کہ جس تخت پر خواجہ عمرو سوار ہوکے آئے تھے وہ تخت انکو ملک زبرجد نگار سے ہاتھ آیا ہی حکما نے واسطے زبرجد شاہ کے بنایا تھا واضح ہو کہ زبرجد شاہ خدائی کرتا تھا و ماسہ جادو بہت بڑی ساحرہ تھی اُسنے سامان خدائی زبرجد شاہ درست کردیے تھے ایک قصر معلق بنایا تھا اُسمین زبرجد شاہ رہتا تھا صبح کو اُس تخت پر سوار ہوکر بصد کروفر تخت کو اُڑاتا ہوا دربار مین آتا تھا سبکو جاہ و جلال دکھاتا تھا خواجہ نے بڑے زور و شور سے عیاری کرکے اپنے تئین قصر معلق پر پہونچایا تب یہ تخت ہاتھ آیا جب زبرجد شاہ کو گرفتار کرکے داخل کرلیتے ہین تو حیران ہوتے ہین کہ مین زیر قصر معلق کیونکر جاؤن اُسی حیرانی مین ملاحظہ فرماتے ہین کہ پایہ تخت مین ایک تختی نصب ہی اُسمین مرقوم ہی کہ اگر کوئی شخص اسپر سوار ہو بلندی پر جانا منظور ہو تو اکثر اسمین کلین نصب ہین گردانان

کل کے اوپر ہاتھ رکھتے ہی تخت بلند ہوتا چلا جائیگا اگر چاہے کوئی کہ اُل پیچی ہو تو اس طرح اس کل کو دبائے نیچے اُتر آئے غرضکہ سب طرح کی صورتین اسمین مرقوم تھین جیسے خواجہ نے اس تخت کو پایا ہی بوقت ضرورت اسپر سوار ہوتے ہین داستانین بالتصریح دفتر ایرج نامہ مین موجود ہین انشاء اللہ الرحیات مستعار باقی ہی تو بخاطر فیض عاطر جناب منشی نولکشور صاحب بملاحظۂ ناظرین آئمین پیشکش ہونگی اور دوسرے اگر شاید ناظرین خیال فرمائین کہ سحر چراغ کلاب عقاب سوار تخت خواجہ پر کیون نہ تاثیر کی سر پر خواجہ عمرو کے کلاہ حجاب الابصار تھی خاصیت اسمین یہ ہی کہ سحر صاحب کلاہ پر تاثیر نہین کرتا سوائے ضرورت شاقہ کے صاحبقران نے قسم لیلی ہی کہ بلاوجہ اسکو سر پہ نہ رکھنا اسوقت اُسکو پہنکر بصورت افراسیاب آئے تھے فی الجملہ یہ فتح بعیاری خواجہ عمرو بفضل رب اکبر حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہرخ سر پر جہانبانی پر آکر بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئین دربار گرم ہوا محفل عیش کی تیاری ہوئی رقاصان پریچہرہ آکر رقص کرنے لگے ساقیان حور رخسار جام بادۂ گلنار لیکر میکشون کو مسرور کرنے لگے کہ دفعتاً یکایک خواجہ عمرو بصد کر و فر مع مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار و چالاک بن عمرو داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے تمام شاہزادیان واسطے تعظیم و تکریم کے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھین خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر بیٹھے عیاران نامی اپنے اپنے عہدون پر متمکن ہوئے سردارون نے شکریہ خواجہ ادا کیا ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ کشتی مین لگا کر سامنے پیشکش کیا خواجہ عمرو شگفتہ نہوئے مُنھ پُھلائے بیٹھے رہے ملکہ مہرخ نے دستابستہ عرض کی کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے سر جھکا کر کہا کہ لشکر مین لٹ گیا ایک مہاجن نے معتبر جانکر دو صندوقچہ دیئے تھے واسطے فروخت کرنے کے وہ میری کمر سے لگے تھے اسوقت جلدی مین عیاری کرنے آیا اس بیچارے کا مال وہ دونون صندوقچے گر گئے اب اُس مہاجن سے بڑی تکرار ہوگی ملکہ مہرخ کچھ سمجھکر ہنسین عرض کی ہم سب طرح پر حاضر ہین جسقدر حکم ہو پیشکش کرین خواجہ عمرو نے سر جھکا کر فرمایا اُسکی تعداد غیر ممکن ہی آپ لوگ اپنے موافق مقدور کے جو کچھ دینگے اُسکو دیکر سمجھا دونگا آئندہ جو باقی رہیگا محنت و مزدوری کرکے ادا کرونگا اعتبار مین فرق نہ آنے دونگا غرض کل سردارون نے زر کثیر بصد توقیر منگا کر سامنے خواجہ کے حاضر کیا زر سرخ و سفید کو دیکھکر چہرہ خواجہ کا مثل کندن کے دمکنے لگا

ہنسکر فرمایا مجھے کیا تم سب صاحبون سے انکار ہی یہ کہکر وہ سب نذر کثیر نذر ذیل کیا ملکہ مہرخ نے بادب عرض کی آج خدا نے زندگی دوبارہ کی وقت عیش و سرور ہی اگر خلاف خاطر مبارک نہو سرفراز فرمایئے نے بجایئے بخدا علم موسیقی مین آپ شہرۂ آفاق ہین کان سب کے صدائے الحان داؤدی کے مشتاق ہین خواجہ کا بھی اُسوقت دماغ بادۂ ناب سے گرم تھا نازنینان پریچہرہ و شیرین ادا گلعذار ماہ رخسار صحبت مین حاضر تھین دور جام و گلفام بے دغدغہ گردش ایام چل رہا تھا بادہ کشان خمخانۂ عشرت کا حوصلہ نکل رہا تھا ایک سمت کنیزان ملکہ بہار بصد ناز و انداز مثل طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز نظم

ایک اک انمین شوخ دیدہ تھی — پردہ ناموس کا دریدہ تھی
برق و سیماب کو بھی آوے شرم — ایسی بے چین ایسی گرما گرم

خواجہ نے اس جلسہ کو دیکھکر دست دعا اُٹھائے اور یہ دعا دی کہ ای بہار پیرا ے عالم بصد لطف و کرم اس باغ پر بہار کو باد خزان سے بچانا پھر کبھی ایسا روز سیہ نہ دکھانا بعد ازان بصد خوشی جیب سے نے نکالی سازندون کی جانب متوجہ ہوئے کہ تم سبھون کی آس ہی روح تانسین کا پاس ہی جلد ساز ملاؤ ہمارے قریب آؤ لیکن خیال رکھنا ہمسے الگ نہونا فوراً کاروانان علوم موسیقی نے ساز ملائے خواجہ نے نے کو منہ لگا اول اس بند کو مصنف کے شروع کیا خمسہ

غم مطرب پسر سے قصر دل آباد کرتے ہین
ترانے مثل بلبل ہم نئے ایجاد کرتے ہین
دل نالان کے نالون سے طبیعت شاد کرتے ہین
کسی محبوب کی بزم طرب کو یاد کرتے ہین
برنگ نے ہمارے استخوان فریاد کرتے ہین

صدائے نے جو بلند ہوئی آواز تحریر سے سامعین کو غش آنے لگے دل بھر آئے قلب تھرائے آنکھون سے اشکون کا تار بندھا پھر عمرو نے جوش مین آکر یہ غزل بجائی

غزل

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین — اب تڑپتا ہون اکیلا وہ بھی پہلو مین نہین
ہجر کی شب آئی تھین کتنی بلائین کچھ نہ پوچھ — اسقدر تھین جتنے بل بھی تیرے گیسو مین نہین
داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی — رنگ کہتا ہی وفا اس پھول کی بو مین نہین
کہتے ہین وہ اپنے انداز آئنہ مین دیکھکر — آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین
بے اثر دونون ہین گو اپنے دم سرد اشک گرم — پھر بھی ہی جو آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین
تو چھپائے لاکھ جب چھپنے بھی دے دل کی تڑپ — دل ہی عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین

بیٹھتے ہی پاس مجھکو آپ سے باہر کیا | غیر کے پہلو میں ہو تم میرے پہلو میں نہیں
خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیوں کو دیکھکر | تم مجھے زخموں کی ادا وہ ہی جو ابرو میں نہیں
تم ٹپکتے دیدہ کی حسرت کو کیونکر دیکھتے | آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو میں نہیں
دلکو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے | یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہیں جو گیسو میں نہیں
وصل میں بھی ناگوار انکا نکلنا ہے جلال | کیا کہیں ارمان دل کے اپنے قابو میں نہیں

یہاں تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہے جلسہ جما ہوا ہے مگر اب دو کلمہ داستان **افراسیاب** کے بیان کیے جاتے ہیں انشاء اللہ ناظرین اس داستان حیرت بیان میں لطف تازہ پائینگے مصنف کو بدعاے خیر یاد فرمائینگے **افراسیاب جادو** باغ سیب میں آیا ہے چونکہ قتل **اسد غازی** کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے ملکہ **حیرت** بھی مع وزرا امرا و مع شاہان طلسم اس مقام پر موجود تھی **افراسیاب** حیرت جادو سے کہا ہے **کلاب** عقاب سوار مقابلہ میں باغیوں کے گیا ہے کانٹا بنکر سبکے دل میں کھٹکیگا وہ راہ افسون گری سے نہ ہٹیگا تمھاری ہمشیرہ صاحبہ بھی گرفتار ہوکے آتی ہونگی اب مجھسے اُنکی سفارش نکرنا خبردار کچھ گذارش نکرنا آتے ہی ایک ایک کو قتل کرونگا انکو نافرمانی کی سزا دونگا یہ سنکر **حیرت** کا چہرہ لال ہوا غصہ سے عجب حال ہوا فرط غیظ و غضب سے ہونٹھ کانپنے منھ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کرکے جواب دیا کہ واہ شہنشاہ بموجب مثل دھوبی سے نہ جیتے گدھے کے کان اُمیٹھے میں نے خود کیسے کیسے رنج اُٹھائے ہیں ان نمک حراموں سے کیا کیا صدمے پائے ہیں جو میں انکو قتل سے بچاؤنگی اسی اثنا میں شور گریہ و زاری بلند ہوا حیرت نے گھبراکر پوچھا دیکھو یہ کیا ماجرا ہے کون روتا پیٹتا ہے کنیزیں واسطے خبر کے اُٹھی تھیں یکایک دیکھا کہ ملازمان **کلاب** عقاب سوار نالان و زار لاشہ اپنے مالک کا لیے ہوئے سامنے **افراسیاب** کے حاضر ہوئے پکارے دہائی شاہنشاہ کی **افراسیاب** نے پوچھا ارے کیا حال عرض کی سبھوں نے حضور ہمارا مالک اس زور و شور سے لڑا کہ باغیوں پر اس جلدی میں کبھی کوئی غالب نہ آیا ہوگا اول ابر و دریاے سحر بنایا اس سحر کو جب انھوں نے باطل کیا اس وقت اسنے چراغدان سحر نکالا کہ جو کئی سال میں پوجا پاٹ کرکے بدقت تمام بنایا تھا جلایا عوض روغن کے اپنا خون صرف کیا اُسکے خوف سے سرداران لشکر **مہرخ** کو سحر فراموش ہوا اگلی لشکر نے بھاگنے

کا قصد کیا کیونکہ سحر کا ایک حرف کسی کو یاد نہ تھا ہمارے مالک ایک ٹیکرے پر کھڑے ہوئے چراغ
دکھا رہے تھے دشمنان تیرہ بخت کو جلا رہے تھے اب خطا معاف ہو تو حقیقت بھی عرض کریں
لیکن جان کی امان پائیں تو زبان پر لائیں افراسیاب نے کہا یہاں کیوں نہیں کرتے
اسمیں معافی خطا کیسی تمہاری ایسی تیسی سب تو نہ بول سکے لیکن دو چار سردار جو زیادہ گستاخ
تھے وہ دست بستہ آگے بڑھے عرض کی کہ ای شہنشاہ ہمارا مالک تو غالب آچکا تھا یکایک
حضور کا تخت نمایاں ہوا اُسی ٹیکرے پر پاس کلاب عقاب سوار کے حضور اُترے ہمنے دور
سے دیکھا کہ پہلے کچھ باتیں ہوئیں یکایک حضور نے غصہ میں آکر للکارا کلاب کی کوکھ پر خنجر مارا
وہ تڑپکر گرا آپ سحر کرکے غائب ہوگئے خداوند صاف فرمایئے غلاموں سے نہ چھپایئے وہ تو قوت
بازو تھا زینت پہلو تھا کیا کسی زمانہ میں اُس سے کچھ خلاف طبع واقع ہوا تھا جسکے عوض میں حضور نے
یہ انتقام لیا اگر ایسا ہی تھا بعد فتح جنگ سزا دی ہوتی یا قید کا حکم دیا ہوتا جرمانہ کیا ہوتا سلطنت
سے معزول کرتے شہنشاہ ایسا غصہ جان ہی سے مار ڈالا خوب گنہگاروں کو جانفشانی کا مزا ملا اب
ہم سب بہر حال اطاعت مہرخ و بہار وغیرہ بھی ظاہر ہوا کہ جان و آبرو کے خوف سے نکل گئے ایک
غریب شخص غریب الوطن کے شریک ہوئے یہ باتیں سُنکر افراسیاب مثل مار دم بریدہ کے غصہ سے
بل کھانے لگا قہر و غضب میں تھرانے لگا غیظ سے چہرہ سُرخ ہوا کف مُنھ میں بھر آیا بقہر و غضب
تمام جواب دیا کہ او بیحیاؤ نامردو بے وقوفو اندھو یہ کیا واہیات بکتے ہو ما بدولت تو سحر سے بیرون
باغ تک بھی نہیں تشریف لیگئے ہیں نے اُسکو کیونکر مارا میرا اچھا زاد بھائی تھا ہر چند نالائق تھا
مگر کور ہارو بیرخرچ کرکے سحر سکھایا علم شعبدات پڑھایا دیکھنے میں موٹا تھا لیکن مجھسے بہت چھوٹا
تھا اُسپہ میرا ہاتھ کیونکر اُٹھتا اور سردار تو خاموش ہو گئے لیکن طرار جادو کہ سپہ سالار لشکر
کلاب تھا اسکو تاب نہ آئی قبضہ پر ہاتھ ڈال کے عرض کی کہ آپکے ارشاد کو کون جھوٹ کہے
صاف تو یہ ہے کہ تین لاکھ فوج نے ہماری دیکھا اپنی خرابی اپنی زبان سے کہینگے خداوند سامری
و جمشید سے آپکے ظلم کی فریاد کرینگے یہ سُنکر افراسیاب نے للکار آواز دی ان سبکو جو بتاں مار
ان زبان درازوں کی ناکیں کاٹ لو کہ ما بدولت کو جھوٹا بناتے ہیں میرے بھائی کا مجھکو قاتل بناتے
ہیں غلامان افراسیاب اپنے مقام سے اُٹھے تلواریں پکڑکے قولیاں کمر سے نکالنے لگے

اُن سب کی ناکین کاٹ لین جب تو طرار جادو نے بھی اسباب سحر نکالا تیغہ سحر برق مثال کھینچا
ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو اب نکٹے ہو گے یا جان دو گے مین اس سے ڈُھ بھر کر مر جاؤنگا
ناک نہ کٹواؤنگا یارو کیون حیران ہو جانبازی کرو کہ اس ناک کاٹنے والے کو بھی کان ہو پھر کبھی
کسی سپاہی شریف سے ایسے کلمات نامعقول نکرے آپ ہی حرامزادے نے ہمارے مالک کو
مارا ہی ہم جو جان بچا کر آئے ہین تو ہماری ناک کاٹنے کا حکم دیتا ہی یا خداوند سامری و جمشید تم پر روشن
ہی کہ ہم لشکر مہرخ سے کیسے لڑے دشمنون سے کیسے معرکے پڑے یہ بیداد گر ہم پر ستم کرتا ہی زبردستی
ہماری آبروریزی کا درپے ہی ساتھ والون نے آواز دی ای افسر ہمارا تیرا ساتھ ہی تیرا ادا مین
دولت ہی اور ہمارا ہاتھ ہی جہان تیرا پسینہ گریگا وہان ہم سب لہو گرائینگے ہرگز ہرگز ناکین نہ کٹوائینگے
یہ کہکر حربہ سحر ہاتھ مین لیے غلامان افراسیاب پر جا پڑے آگے سکے طرار نامدار عقب مین
یہ فوج بیشمار غلامان افراسیاب سے تیغ و ناچخ گھپے پیکان کے چلنے لگے مرنے والے نوبت
بُرے ہوتے ہین ایک چشم زدن مین پانچ ہزار غلامان افراسیاب مارے گئے سو یہ بھی کام آئے
اب طرار نے چاہا کہ باغ سیب سے زخم کھا کر نکل جاؤن بس افراسیاب نے یہ کیفیت دیکھکر طرف
آسمان کے اشارہ کیا ایک لکہ ابر مختصر گھر کر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا برق چمکنے لگی رعد گرجنے
لگا جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہو کر زمین پر گرا افراسیاب کے سحر کی کون تاب لا سکتا تھا جب وہ سب
بیہوش ہو گئے ملازمون کو حکم دیا کہ ان سبکی مشکین باندھ لو طوق و زنجیر مین مسلسل کر کے ہوشیار
کر کے انکو ہمارے سامنے لاؤ اب جو اُن سبکی آنکھ کھلی سحر فراموش تھا ضعف و نقاہت کا
جوش تھا اپنے کو قید پایا افراسیاب نے آواز دی کیون نمک حرامو اب کہو تمھارا کیا حال کرون
طرار سے پھر بھی ضبط نہو سکا جواب دیا کہ نمک حرام تو ہی شہنشاہ لاجین اپنے ولی نعمت کو جسنے تجکو
خاک سے پاک کیا اُسی کو مکر گرفتار کر کے طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا اب شہنشاہ بن بیٹھا ہی ہمکو
نمک حرام کہتا ہی اب تیرے قبضے مین ہین قتل اور غیر قتل کا تجکو اختیار ہی یہ سنکر افراسیاب نے
اشارہ کیا کہ جلد بیرون باغ سیب میدان میں خلق کی تیاری کرو ان چرب زبانون کو دارون پر
کھینچو کہ سرکشان طلسم کو عبرت ہو ناظر ہماری شوکت ہو ملازم افراسیاب کشان کشان
بیرون باغ لائے دارین استادہ ہوئین جلادان مریخ خصلت تیغہا برہنہ لیے ہوئے سامنے

آئے کسی کو زیر دار لائے کسی کے واسطے چبوترے ریت کے بنائے ایک جلاد نے ہاتھ پکڑ کر طرار کا کھینچا تیغۂ زہر آلود پکڑ کر سر پر آیا اُسوقت طرار کا یہ حال تھا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس دل سے کہتا تھا کہ ای مہرخ و عمرو کے خدا اگر ہم اس قتل سے نجات پائیں سامری و جمشید پر لعنت کریں عمرو کے شریک ہو جائیں وہ بیشک جوہر شناس ہی قدردان ہی اور یقین ہی کہ خدائے نادیدہ برحق ہی طرار تو دل سے یہ باتیں کر رہا ہی کبھی آسمان کی طرف جاتا ہی کبھی شباب کی موت پر آنسو بہاتا ہی افراسیاب نے ایک حکم دیا ہی چاہتا ہی کہ حکم ثانی دے کہ بقدرت رب اکبر ملکہ صرصر سامنے نمایاں ہوئی یہ معرکہ دیکھکر بہت پریشان گھبرائی ہوئی جھپٹ کے قریب افراسیاب کے آئی عرض کی ای شہنشاہ یہ معرکہ کیا ہی ان سبھوں کی کیا خطا ہی افراسیاب نے کہا ای صرصر یہ سب مجکو قاتل کلاب عقاب سوار بناتے ہین کہتے ہین وہ لڑائی مہرخ کی فتح کر چکا تھا آپنے اُسکو خنجر سے مار ابا دولت ہر چند کہتے ہین یہ نہین مانتے ہین قسمین کھاتے ہین کہ آپنے مارا اور ای صرصر بادولت تو آج درباغ سیب سے باہر نہین نکلے علاوہ ازین مین اپنے بھائی کو کیون قتل کرتا بیخطا کے خون سے ہاتھ بھرتا یہ سنکر صرصر منہی عرض کی سرکار بجا ارشاد فرماتے ہین یہ بھی جھوٹی قسم نہین کھاتے این عمرو عیار ساربان زادہ بلائے بے درمان ہی آپکی شکل بنکر آیا ہو گا بھلا یہ بیچارے کیا پہچانتے حضور کتاب سامری ملاحظہ فرمائین کہ کلاب کیونکر مارا گیا ابھی ظاہر ہو جائیگا افراسیاب کو یہ سنکر سناٹا آگیا سر جھکا لیا دل مین اپنی حماقت پر نادم اور منفعل ہوا اسیوقت کتاب سامری کھولکر جو دیکھا صاف اُس سے ظاہر ہوا کہ عمرو نے بصورت افراسیاب عیاری کر کے کلاب عقاب سوار کو مارا یہ دیکھکر بہت شرمندہ ہوا سرما سے اشارہ کیا کہ تم ان سب کی سفارش کر و بادولت سے گذارش کرو سرما نے فوراً دست بستہ پکار کر عرض کی کہ اب سرکار انکی گستاخی غلام کی خاطر سے معاف فرمائین یہ اپنی سزا کو پہونچ چکے افراسیاب نے سر جھکا لیا الخاموشی نیم رضا کا مضمون ظاہر ہوا سرما نے بتعجیل تمام طرار کو مع دس ہزار ساحرون کے رہا کر دیا افراسیاب نے سرما کو ایک شیشہ پُر از آب دمیدہ سحر دیا کہ ان سب پر چھڑک دو کہ سحر ان سب پر سے بادولت کا اُتر جائے سرما نے یہی کیا طرار سے کہا شہنشاہ کے قدمون پر گرو خبردار پھر ایسی حرکت ناشائستہ نہ کرنا اپنے ولی نعمت پر تہمت

نہ دھرنا طرار نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے کھڑا رہا سرمات نے کہا کہ ای طرار جاؤ اس اپنی فوج
کو لیکر شریک لشکر ملکہ حیرت ہو طرار مع اُن دس ہزار جادوگرون کے باغ سیب سے نکل کر
طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا شام کو اک دشت پُر فضا مین آکر ٹھہرا رنج مین کھانا بھی کھایا
کمیدان و جمعدارون کو بلاکر اپنے خیمہ مین جمع کیا طرار سب کے سامنے روتا ہوا اپنے مقام
سے اُٹھا آواز دی بھائیو تمنے ظلم و جبر افراسیاب کا دیکھا کہ ہمکو تمکو بلاوجہ ذلیل کیا اب کہو
کیا ارادہ ہے سب نے جواب دیا اب بجائے شہنشاہ کلاب عتاب سو آپ ہمارے سرپرست
اور مالک ہین بموجب مصرع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست یہ سُنکر طرار جادو نے
کہا کہ بھائیو اس بات کو گوش ہوش سے سنو جس وقت ہمکو اور تمکو زیردار بٹھایا تھا ہمنے اسوقت
خداے مہرخ اور عمرو سے رجوع کی تھی اور دل سے عہد کیا تھا کہ اگر اس بلا سے نجات پائینگے
مطیع اسلام ہوکر خدمت عمرو مین جائینگے فوراً اس مذہب کی برکت ظاہر ہوئی دیکھو خودبخود
افراسیاب ہمارے اور تمھارے قتل سے باز آیا ظہور قدرت خداے عمرو ہوا علاوہ اسکے
خیال کرو عقل کو دخل دو اہل اسلام کہتے ہین کہ ہمارا ایک خدا ہے کوئی اُسکا شریک نہین ہے
جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے بیان پونے دو سو خداوند مشہور ہین کیونکر ہوسکتا ہے دو بادشاہ سلطنت
باہم کر نہین سکتے کہ حکم مین خلل آئیگا ایک کی راے کچھ ہوگی ایک کچھ کہیگا نہ کہ مقدمہ خدائی
اب خیال کرو کہ پونے دو سو خداوند ہین کیونکر احکام ترتیب عالم جاری ہوتے ہین سچ تو یہ ہے
کہ عقل نہین قبول کرتی یہ سُنکر سب نے عرض کی کہ ای سردار نامدار بہت درست ارشاد
فرمایا ہماری بھی عقل باریک بین مین آیا طرار نے کہا شکر ہے خداے نادیدہ کا کہ مقدمہ مذہب
درست ہوا اب بتاؤ کہ خدمت ملکہ مہرخ و عمرو مین کیونکر چلین بلاوجہ کیا ہماری قدر ہوگی کہو
ہمارے کون استقبال کو آئیگا سب نے عرض کی جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم سب مطیع اسلام
ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر آیا عرض کی کہ ای سردار عالی وقار ابھی مین نے سنا ہے کہ عقب
اس کوہ کے لشکر ابرق کوہ شگاف کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہوا ہے یہ مژدہ جانبخش
سُنکر طرار نے کہا کہ چلو آج اس بیچارہ پر شبخون مارین لوٹتے بھڑتے اپنے تئین خدمت عمرو مین
پہونچائین بہادرون کے قدردان ہین ضرور عنایت فرمائینگے اُنکی غلامی جوان کی سرداری

سے بہتر ہی یہ مشورہ کرکے دو پہر رات گئے لشکر کو آراستہ کیا اور لشکر ابریق کوہ شگاف پر آکر گرا
سب کو سکھا دیا تھا کہ یارو تمام مرد بہ از مرد ہوتا ہی لشکر ابریق کوہ شگاف پر گرنا تو تمام سرداران
ملکہ مہرخ سحر چشم کے لینا اس طور سے ان بھیاؤن کو شکست دینا خدائے نادیدہ انجام بخیر کرے
غرضکہ سب نے یہی کیا کسی نے نعرہ کیا کہ منم رعد جادو کسی نے نام شکیل جادو فرزند مہرخ کا لیا
کسی نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادہ خورشید زرین سحر فرزند دلبند ملکہ سرخ موے کاکل کشا گر طرار نامدار
نے آواز دی کہ منم معمار قدرت صاحب شوکت فوج ابریق کی مع ابریق سب شراب پی پی
خواب خرگوش مین مبتلا تھے اس آفت ناگہانی کی خبر نہ تھی جو گھبرا کر اٹھا ہاتھ سے سرداران
طرار کے واصل جہنم ہوا ایک چشم زدن مین پانچ ہزار بھیاؤن کو مارا اب تو فوج ابریق مین
تلاطم ہی حواس ہر ایک کا گم ہی بعضے غافل پڑے سو رہے تھے گھبرا کر آنکھ کھلی خدمتگار سے پوچھا
یہ کیا ہنگامہ ہی اُسنے عرض کی ملازمان مہرخ شبخون آئے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی یہ سنکر
آواز دی او سائیس جلد مرکب ہمارا تیار کر سائیس نے ساز و یراق مرکب پر آراستہ کیا اگاڑی
کھولی جلدی مین پچھاڑی کھولنا بھول گیا میان ساحر صاحب خیمہ کے باہر آئے دل مین ارادہ یہ
تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ جائین اپنی جان بچائین بتعجیل مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو ایڑ کی
وہ آگے نہ بڑھا چلا کر کوڑا مارا گھوڑے نے جست جو کی میخ اکھڑ کر سر پر پڑی گھوڑے سے خود بھی زمین
پر گر پڑے پیچھے کسی نے گرز مارا اُدھر سے ہمزبان طرار آکر پہونچے تحرکے میان ساحر صاحب کے
ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے جب یہ قیامت برپا ہوئی خادم نے جا کر ابریق کو جگایا گھبرا کر اُٹھا پوچھا
کیا ہنگامہ ہی خادم نے عرض کیا چند سرداران ملکہ مہرخ شاید واسطے شکار کے صحرا مین آئے تھے
آپکے لشکر کو دیکھکر آگئے ہین ہزاروں آپکے لشکر کے مارے گئے ابریق عالم نشہ شراب مین
جھومتا ہوا اُٹھا کہتا کچھ تھا منہ سے نکلتا کچھ تھا جھولی سحر کی لیتا جھولا باہر نکل آیا نشہ مین لینا لینا
کہنے لگا ہر مرتبہ اسباب سحر جسم پر ہاتھ پھیر پھیر کے ڈھونڈھتا ہی کچھ ہاتھ نہین آتا ہی اس اثنا مین
اُدھر سے طرار لڑتا ہوا آتا تھا ابریق کو دیکھکر ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اُسنے سپر سحر کے لیے ہاتھ اُٹھایا
سپر کو بھی پشت پر نہ پایا اتنے عرصہ مین تیغہ سحر طرار اسکے سر پر پڑا تا دو ابرو پہونچا تھا کہ ابریق نے
یا سامری کہکر کچھ افسون پڑھا تیغہ تو سر سے نکل گیا ابریق غش کھا کر زمین پر گرا طرار نے

چاہا سر کاٹ لون بہر نذر خواجہ عمرو یہ تحفہ مہیا کرون لشکریان ابریق نے ابریق پر اپنے تئین گرادیا صد ہا نے اپنے کو قتل کرایا مگر ابریق کو بمشکل اُٹھایا ہوادار پر ڈالکر لیکر بھاگے طرار نے خیمہ خرگاہین بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضہ مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو پڑا ور پھر کر رہگئے تھے انکو صبح تک قتل کیا بوقت سحر بفتح و فیروزی طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلے مگر محجوب تھا کہ افسوس برائے نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سر ابریق نیا یا اس خیال مین ٹھہرتا ہوا آتا ہی یہان ملکہ مہرخ نے ساری رات عیش و راحت مین بسر کی ہو کہ یکایک جوڑیان ہرکارون کی سامنے سے آئین دعاے ترقی دولت واقبال زبان پر لائین اشعار

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بکام تو باد

ای شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا معرکہ ہوا ہی کہ کلاب عقاب سوار جو مارا گیا تھا اُسکا سردار طرار جادو کسی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شبخون لشکر ابریق کوہ شگاف پر مارا لاکھون ساحر قتل کر کے آتا ہی اور ابریق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لے گئے مگر بطریقہ طرار نامدار سے ظاہر ہو کہ بے وجہ خدمت مین آتے ہوے شرماتا ہی جابجا ٹھہرتا ہوا آتا ہی یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اور خواجہ عمرو نے خوش ہو کر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائین اور طرار نامدار کو استقبال کر کے با آبرو لائین اُسی وقت ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ بلال و ملکہ نافرمان والاشان وغیرہ مع فوج دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار روانہ ہوئین یہان طرار جادو مع اپنی فوج کے ایک صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی پہونچے طرار جادو سے بغلگیر ہوے اور کہا ملکہ مہرخ آپکی نہایت مشتاق ہین اگر عرصہ فرمائیے گا تو کیا عجب ہی کہ خود تشریف لائین ہمکو برا استقبال آپکے بھیجا ہی طرار جادو نے طرف اپنے اہالیان لشکر کے دیکھکر کہا دیکھو جوہر شناس ایسے ہوتے ہین کہ مجھ ذلیل کے استقبال کو ان سرداران جلیل کو بھیجا ہی کیونکہ ایسون کے نام پر جان نثار ہو غرضکہ ساتھ ان سردارون کے قطع راہ کر کے قریب بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا ملکہ مہرخ بدولت واقبال مع چار سو سرداران ذیوقار کے بارگاہ سے برآمد ہوئین اور فرمایا کہ ای طرار جادو ہم عرصہ سے تمھارے مشتاق تھے دیر ہونے کا کیا سبب ہوا طرار یہ پرورش خاوندانہ دیکھکر دوڑا چاہا قدمون سے لپٹ جائے ملکہ مہرخ نے

سر اُسکا سینے سے لگا لیا اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بعزت وابروے تمام لا کے
داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب شاہزادہ خورشید زرین سحر دنگل بیٹھنے کو لائے اُسکے ساتھ والونکے
واسطے حکم ہوا کہ بارگاہین خیمہ سراپردہ استادہ کر کے ان سبکو بآرام تمام اُس بارگاہ مین داخل کرو
اس پرورش خاوندانہ اور مرحمت خسروانہ پر طرار نے فخر کیا ابھی چند ساعت بیٹھنے نپایا تھا کہ
ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ اے طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیون کے ہماری دعوت قبول کرو جو
کچھ ماحضر آتش میسر ہی تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح
فردًا فردًا وعدہ لیا طرار بفرحت تمام و بہ کیفیت مالاکلام مصروف دعوت ہاے سرداران نامی ہی
لیکن افراسیاب جادو باغ سیب مین ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہی کہ شور گریہ وزاری
در باغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ نو مبارک باشد کل دن بھر آفت مین طرار کی
گذرا ابھی منھ ہاتھ بھی دھونے نہین پائے کہ رونے کی صدا کان مین آئی سامری و جمشید خیر کرین
معلوم ہوتا ہی باغیون نے کسی کا گل امید توڑا کسیکی گلشن حیات کو پامال کیا ارے دیکھو تو یہ
کیا معرکہ ہی کون روتا ہی افراسیاب نے کہا ملکہ تمکو آٹھ پہر باغیون ہی کا خیال ہی بہار سے ناحق رنج
وملال ہی تمھارے طعن و تشنیع سے وہ نکل گئی یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ دیکھا وزیر اعظم ابریق
سر مین زخم کاری ہوا اور پر پڑے ہوئے آہ آہ کرتے مین ساتھ والے زخمی اشکبار بیقرار گریان و نالان
خاک بر سر کنان ابریق کو دوش کاندھو ن کو ہوا دار پر لیے ہوئے نمایان ہوئے افراسیاب نے
پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ شب کو شکارگاہ میں گئے ہوے تھے
کہ سرداران مہرخ فوج بیحساب لیکر شبخون آگرے ایسے ایسے آپکے غلام لڑے وہ ہو کر پڑے ایک
ایک نے دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھون تھے کہانتک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑون
باغیون کا ہجوم تھا وزیر اعظم غفلت مین زخمی ہو گئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہانتک آئے
حیرت نے کہا عجب کی بات ہی یہ تو اُن لوگون کا شیوہ نہین ہی شاید کسی اور نے یہ کام کیا اُن
دشمنونکا نام لیا یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ صبا رفتار و شمیمہ نقب زن عیار بچیان پُرفن سامنے آ مین
واسطے تسلیم کے خم ہوئین افراسیاب نے پوچھا تمنے کچھ دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسنے شبخون مارا
عرض کیا لونڈیون کو خوب معلوم ہی خاص یہی خبر لیکر لونڈیان حاضر ہوئی ہین سامری و جمشید

کی نگراموں پر مار پڑے کل حضور سے جو طرار جادو سردار گلاب عقاب سوار کو کچھ چشم نمائی کی
تھی اور پھر بنظر پرورش فوراً انکی خطا معاف بھی ہوئی اسکا یہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جا کر نام
سرداران مہرخ لیا دس ہزار سے دو لاکھ پر شبخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کر کے چلتا دھندھا
کیا لشکر عمرو میں پہونچے مہرخ نے انکی بڑی خاطر مدارات کی ہے ہر سردار نگرام سنطرار کی دعوت
کا سامان مہیا کیا ہے طرار جادو ہر ایک کے یہاں دعوت کھاتا پھرتا ہے چہچے قہقہے ہو رہے ہین
افراسیاب نے اُن ساحرون سے کہا کہ کیون نالائقو تم ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغا باز مکار
جلسا نا اپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سو سو سے لڑکر آئے ہین خوب بدولت کو
ثابت ہوا ہے کہ پتا کھڑکا بندہ سرکا مسلمانون کو جو اسمجھ لیا ہے یہ سنکر اُن سبھون نے سر جھکا لیے
افراسیاب نے ابریق کو ہوادار سے اُتروایا مرہم جمشیدی کی سر پر پٹی چڑھائی تب ابریق کو
ہوش آیا افراسیاب نے کہا اے وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا مین مبتلا ہین تمکو شکار سوجھا
اور ایک ادنی غلام نگرام کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آپ تشریف لائے ہین نہ خیال انتظام نہ خوف
ننگ و نام تم صاحبون نے بہت پریشان کیا ہے اگر بدولت ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم ہوشربا کا
قائم رہنا محال تھا ابھی جاتا ہون بارگاہ مہرخ سے اُس نگرام کا سر کاٹ کے لاتا ہون کل کو
سزا دونگا آتش قہر مین پھونکونگا لونڈیان غلام بہت سر چڑھ گئے ہین یہ کہکر افراسیاب نے
تاج سر پر رکھا زیور جواہر زیب جسم کیا تیغ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ایک دستک دی سامنے سے
مرکب پرند شکین ساز و یراق سے آراستہ زمین پر آ کر اُترا شوخیان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا
عجب مرکب باد رفتار تھا اشہب فلک نے بھی نہ دیکھا تھا ایک کاوے مین دورہ عالم تمام تھا
اشہب تیز گام طلسمی نام تھا شعر عجب مرکب باد رفتار تھا ٭ کہ طرار تھا اور طرار تھا ٭ قصد ہوا
افراسیاب کا کہ اُسپر سوار ہو ملکہ حیرت ہان ہان کہکر دامن سے لپٹ گئی شاہزادیان ملکہ یاسمن
یاسمن پیکر و ملکہ قمر اندام گلابی پوش و ملکہ حور پیکر سحر خیز و ملکہ شمیمہ ماہ لقا و ملکہ نازک اندام
جہان پیا و ملکہ شعلہ جوالہ زن و ملکہ آتش خوار طاؤس سوار و ناظمان دربندہائے طلسم مقہور
بن قہار و ماران اژدر سوار و اژدران فیل گوش و شاہباز تیز پرواز و خاقان تاجدار
و قیصر تاجدار وغیرہ اپنے اپنے مقام سے مثل بلائے ناگہانی کے اُٹھے حقیقت مین ہر ایک انمین

سامری عہد جمشید زمانہ ہی دست بستہ ہوکر ہر ایک نے قدمون کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ ای
شہنشاہ یہ تو کبھی نہوگا کہ سرکار والا تبار کو مجمع باغیان مین جانے دین عمرو ایسا مکار و غدار
وہان موجود ہی نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلائیگا علاوہ اسکے سب سردار چنے ہوے طلسم کے
وہان موجود ہین جنکو سرکار نے کل علوم سحر تعلیم کردیے ہین دل اُنکے افسون عجائب وغرائب سے
بھر دیے ہین حضور اگر آپ ایسے کامل و اکمل اور صاحب اختیار ہوتے تو وہ طلسم کشا کو اب تک
چھوڑ ایجاتے لوح طلسم کو بھی کوشش کرکے لاتے طلسم فتح ہو جاتا ہر حاکم در بند شکست کھاتا سامری
و جمشید آپکو سلامت رکھین کہ آپکے سحر کے آگے اُنکی کیا حقیقت ہے لونڈیون غلامون کی کیا لیاقت
ہے سرکار خیر خواہون کو صرف ایک روز کی مہلت دین ہمسے اُن خود سرون کے سر لین ایسے
ایسے کلمات نصیحت آمیز و حیرت خیز کہکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا حیرت نے تعجیل تمام رقاصون
کو حکم دیا رقص شروع ہوگیا نازنینان مہ جبین الاپنے لگین کوئی غزل گاتی تھی کوئی دھن
تھام کر افراسیاب کا بھاو بتاتی تھی کسی نے چنگ مرصع اُٹھایا دل توڑ کر بجایا زہرۂ فلک
کو وجد مین لائی کسی نے ٹھمری گائی ہر چند کہ ہنگامہ عیش و نشاط از حد گرم ہوا مگر افراسیاب
کا غصہ نہ اُترا ہر مرتبہ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا قصد کرتا تھا سحر پڑھون لشکر مسلمانان پر
جا پڑون ہاتھ اُٹھاکر ارباب نشاط کو منع کیا کہ اسوقت ہم اپنی سلطنت کی فکر مین ہین قتل مسلمانان
کے ذکر مین ہین ناچ راگ رنگ سب بیکار ہے افراسیاب اسی گفتگو مین تھا کہ آسمان پر ابر
چھایا مینہ برستا ہوا نظر آیا کبھی بر برسے ہوا دریا جوش مارتا معلوم ہوتا تھا کبھی خود بخود معدوم
ہوتا تھا یکایک وہ ابر شق ہوا بجلیان ٹوٹ کر زمین پر گرین آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو
بغور دیکھا تو ایک بادشاہ جلیل تخت زرین پر سوار یکہ و تنہا ہاتھ چمکاتا ہوا عجائب وغرائب
سحر کے دکھاتا ہوا ظاہر ہوا تخت زمین پر اُترا ساحر مذکور تخت سے کود اسکے سامنے افراسیاب
کے آیا جھک کے سلام کیا یا تو افراسیاب غصہ مین بیٹھا تھا یا بے اختیار ہنس پڑا بہ شگفتگی و
محبت پوچھا ای غواص دریا نشین اسوقت کس موج مین تھے کیونکر آئے کیا کبھی دریا اُدھر
بھی بہتا ہے ہماری ملاقات سے کنارہ کیا اُسنے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا سرکار کی
دریا دلی کا باعث ہے کہ اس ادنی کو اسقدر کوہ و دشت و دریا برائے انتظام سپرد ہوے ہین کہ ایک

فرصت نہین ہوئی مگر اب غلام نے مفصل سنا کہ گرداب بحر پیچ والم نے سرکار فیض آثار کو گھیرا
اہالیان طلسم ہوشربا قلزم زخار مصیبت مین غوطہ زن ہین بحر افواج دشمن سرکار کی
طغیانی ہو گئی کشتی حیات دوستان طوفانی ہو گئی آشنایان دریاے تجربہ کاری و غواصان
لجۂ بے انتظامی سرکار دولت مدار کے ساتھ ہین ایسی کوئی نہین تدبیر بتاتے کہ دشمنان تبکا
ونگراہان غدار خود بخود گلے کاٹ کر مر جائین غرق دریاے مصیبت ہوں تڑپ تڑپ کر مرین اُدھر
دلسکین یہ کلمات حیرت آیات سنکر افراسیاب نے غواص دریانشین کو گلے لگا لیا پہلوے
تخت مین ذرا تنگل تھا اُسپر بٹھا لیا اور کہا ای خیرخواہ بلا اشتباہ مین کیا کسی سے پایکی کا رکھتا ہون
یہ چند لونڈیان غلام بد انجام بگڑ گئے ہین میرا کیا کر سکتے ہین بیہودہ بکتے ہین مگر البتہ جس دن سے
کہ کوکب انکا شریک ہوا ہی غرور سبکا بڑھ گیا ہی دختر بلند اختر اُسکی نام کو بنت ہی اسم با مسمی
شمشیر زن ہی اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے ریخ اُٹھائے اُسی نے مدریاے خون بعان خشک
کیا پل پر بنا دان تو ڑا عمر و کو مین نے بیچ غضب مین قید کیا تھا اُسی ظالم نے اُسکو بھی چھڑایا
کوکب تو مصروف عیش رہتا ہی تمام انتظام طلسم نور افشان اُسی چھوکری کے سپرد لیا ہی
مدد مسلمانان کو دمبدم وہی آتی ہی عجائب و غرائب دکھاتی ہی ابھی چند روز ہوے کہ مین نے
قید کر کے پردۂ ظلمات مین بھیجدیا تھا اختر مرواریدکہ تحفۂ نایاب اُسکے پاس ہی چھین لیا تھا
قصد تھا کہ قتل نامہ روانہ کرون تیر قضا کا نشانہ کرون مگر برق فرنگی شاگرد عمر و بصد گرد و فریب
ظلمات مین پہونچا اور اُس گیسو بریدہ کو رہا کیا صرف مین نے نام لیا تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرونگا
طلسم نور افشان مین لشکر گران تیار ہو گیا یہ قصد ہوا کہ لڑین مرین اسد کو رہا کرین اب جو
مشتہر ہوا کہ میعاد قتل اسد مین ایک مہینہ باقی ہی سنا ہی کہ راہ مین لشکر گران لیے ہوے اُترے
ہین مین نے کئی مرتبہ اُسکے قتل کا سامان کیا مگر ہر مرتبہ بچ گئی اگر یہ ان قتل ہو جائے کوکب
اس صدمہ سے گلا کاٹ کر فوراً جان دے پھر لونڈیان غلام نہ ٹھہر سکینگے یہ حالات سنکر غواص
جوش مین آیا عرض کی ای شہنشاہ آپ فکر کامل نہین کر سکتے ہین یہ بران شمشیر زن طرف سے
اپنی مان کے ور شدار ساحری ہی آپ کو بخوبی حال معلوم نہین ہی مان اُسکی ملکہ ناہید حاکم قلعہ
مرصع نگار ہی بڑی صاحب جاہ و وقار ہی فی الحال اپنے شوہر کوکب سے رنجیدہ ہی بحران ہیدہ

آفت کشیدہ ہی باعث ملال یہ ہو کہ عرصہ دراز ہوا کہ کوکب ملکہ حنائے گلگون پوش شاہزادی
قلعۂ رنگین حصار پر مائل ہوا اُس قتال عالم کی تیغ ابرو کا گھائل ہوا حقیقت مین حسن اسکا پامال
کنندۂ جہان آفت جان عاشقان ہی عاشق ہو کر کوکب نے اُسکو پیغام بھیجا اُسکی مان نے جواب
لکھا آپ بادشاہ طلسم نور افشان ہین آپکے جاہ و حشم عالم پر عیان ہین ہم ایک ذرۂ بیمقدار تابعدار
حضور کے خراج گذار ہین بموجب مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✦ بس یہ شادی غیر ممکن ہی اور
اگر خطا سرفرازی منظور ہی تو عالی ہمتی سے کیا دور ہی برات لیکر سہرہ باندھکر اس سیہ خانے کو قدوم
میمنت لزوم سے روشن فرمایئے کنیز حاضر ہی بیاہ کے لیجایئے موافق مصرع شاہان چہ عجب گر
بنوازند گدا را ✦ اگر اسکے خلاف ہوگا ہمارے عزیز و اقارب طعن کرینگے زبان ملامت کھولینگے
مشہور ہوگا کہ خواہش ملک و مال مین بیٹی کا ڈولا دیدیا کوکب نے اس تحریر کو جوش عشق مین
قبول کیا یہ خبر وحشت اثر مفصلاً دشمن رُخا ملکہ ناہید مرصع پوش کو ہوئی شب کو جب کوکب
محل مین آئے گھبرائے ہوئے ملال چہرہ سے پیدا آثار عشق چہرہ سے ہویدا رنگ زرد لب پر آہ سرد
ملکہ ناہید نے پوچھا کیون شہنشاہ مزاج کیسا ہی کوکب نے کہا صاحب خیر ہی کچھ خراج شہرون
سے نہین آیا ہی مجھے تردد و انتشار ہی اسی وجہ سے دل بیقرار ہی ملکہ ناہید نے کہا آپ مجھسے
کیون چھپاتے ہین آثار حزن و ملال چہرہ سے پائے جاتے ہین مین نے سُنا کہ عشق حنا کا رنگ
قلب حضور پر چڑھا ہی ناحق آپ کف افسوس ملتے ہین اس مقدمہ کو میرے سپرد کیجیے حنا کو مجھسے
لیجیے قسم ہی جد نامدار خداوند جمشید عالی وقار کی کہ مجکو اسکا ملال نہین ہی یہ مضمون سُنکر البتہ غصہ
آیا ہی دل بھر آیا ہی کہ ایک شخص کے مکان پر آپ سہرا باندھکر جائینگے اگر ایسا ہوگا تو ہم اپنے
عزیزون مین شرمائینگے آپ مطمئن ہون اگر کل ہی جا کر اُسکے جھونٹے پکڑ کر نہ گھسیٹ لائی تو مجکو
نواسی جمشید کی نہ کہیے گا اب اُسکی یہ حقیقت ہوئی کہ اپنا عاشق آپکو سمجھکر ناز معشوقانہ دکھاتی
ہی آپ ایسے شہنشاہ طلسم نور افشان کو اپنے گھر پہ سہرا بندھوا کر بُلاتی ہی چوٹی کی خوبی مین کل
لا کر ضرور اُسکو آپکے پہلو مین بٹھاؤنگی اپنے ہاتھ سے دولھن بناؤنگی یہ کلمات ملکہ ناہید کے
سُنکر کوکب روشن ضمیر کو غصہ آیا مگر ضبط کرکے جواب دیا کہ صاحب ان مقدمات مین تمکو کیا
دخل ہی وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی خراج گذار ہونے سے کیا آبرو جاتی رہتی ہی اسی

شہنشاہ زن وشوہر مین ایسی باتین ملال آگین ہو رہی تھین کہ اسی وقت ملکہ ناہید بصد جوش و
خروش قصر جمشیدی سے نکلکر تخت زرین پر سوار ہوئی اپنے ملازمان خاص بندگان باختصاص
کو ہمراہ لیکر قلعۂ مرصع حصار مین چلی گئی کوکب نے جوش حنا مین کچھ خیال نہ کیا سامان شادی
مین مصروف ہوا حنا سے گلگون پوش کو سہرہ باندھکر بڑے عظم وشان سے بیاہ لایا اُسی دن
سے زن وشوہر مین بگاڑ ہی مگر ملکہ ناہید مالک تحفہ جات جمشیدی ہی سحر مین طاق علم نیرنجات
مین شہرۂ آفاق ہی ایک ادنی تحفہ اُنھین اشیاے نادرہ سے اختر مروارید ہی کہ جو مان نے
اپنی دختر بلند اختر برہان شمشیر زن کو دیا ہی اور ایک شرف اور بھی واسطے ملکہ ناہید کے ہی
کہ شاید سرکار بھی اُس سے آگاہ ہون یعنی حجرۂ پنجم بلاد حضور کے طلسم مین واقع ہی مالک اُسکا
ملک اخضر گوہر پوش اُسکی دو صاحبزادیان ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان منظور
نظر سامری و جمشید ہین عالم مین اُنکے حُسن کا کوئی عدیل نہین ہی سحر مین بھی بے نظیر صورت
مین رشک ماہ منیر ملکہ ناہید کی یہ دونون بھانجیان ہین جمشید بن کوکب کا پیام شادی
ملکہ ناہید نے پاس ملک اخضر اپنے بہنوئی کو بھیجا تھا ملک اخضر شادی ساتھہ ملکہ
لعل سخندان کے قبول کرتا تھا کہ وہ چھوٹی بہن ہی ملکہ ناہید دختر کلان ملکہ یاقوت کی
خواہان تھین کہ حکومت حجرۂ بلا پنجم بنام ملکہ یاقوت سخندان ہی اُسی کے خواب مین روز
بلاناغہ سامری و جمشید آتے ہین علوم سحر و نیرنجات تعلیم فرماتے ہین بس ای شہنشاہ اس
سمع خراشی سے یہ مراد ہی کہ قتل برہان ایک شمشیر بے نظیر پر موقوف ہی تا زمانیکہ وہ تلوار
ممکن ہوگی برہان پر کوئی ہاتھہ اُٹھا نہین سکتا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا کہ ای خیرخواہ
بادولت وہ تلوار کہان ہی کس مقام پہ نہان ہی غواص دریا نشین نے جواب دیا کہ
ایسی چیزین معتبرین کے پاس ہوتی ہین اب گوش ہوش سے سماعت فرمایئے مین عرض
کرتا ہون دامن آرزو کو گل مراد سے بھرتا ہون صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش
بادشاہ قلعۂ جوہر نگار پیر بھائی کوکب روشن ضمیر کا قیامت کا ساحر زبردست ہی بادۂ سحر
عجائب سے مست ہی اُسکے پاس تیغہ قتل ملکہ برہان شمشیر زن ہی طلسم جہان بن بڑا سحر ساز
دیرفن ہی کبھی کسی جنگ مین کوکب اُسکو نہین بلاتا ہی وہ ابھی تک سوتا ہین شب و روز مے

اُڑ رہا ہی نہایت مغرور خود سری کوکب کا وہ بڑا معتبر ہی اسی وجہ سے وہ نیچہ اُسکے سپرد ہی کوکب
کو یقین کامل ہی کہ یہ کسی سے سازگار نہ ہوگا اسے حتی الامکان نیچہ بہرام فلک کو بھی نہ دیگا افراسیاب
نے پوچھا کہ پھر وہ نیچہ کیونکر قبضہ مین آئے کہ مدعاے دلی بر آئے غواص نے غواص عقل
کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی کہ ای شہنشاہ مبارک
ہو گوہر مراد ہاتھ آیا وہ یہ صورت ہی کہ ایک شہزادی ہی کہ نام اُسکا ملکہ لالہ زار نرگسی چشم ہی
حقیقت مین سرو خرامان باغ خوبی و گل رعناے حدیقہ محبوبی کبک رفتار شیرین گفتار
چشم جادو خال ہندو شعر خنجر ابروے قاتل قتل پر مستعد زلفین بل کرتی ہین دونون
دل پھنسانے کے لیے سرکار والا کے خراج گذارون مین ہی قلعہ بہار خیز کی حاکم ہی اسپر
صمصام بادشاہ قلعہ جوہر نگار مدت سے مائل ہی خنجر ابرو کا اُس قتال عالم کے گھائل
ہی عرصہ ہوا اُسکو پیغام وصل دیا تھا اُس مغرور حسن و جمال نے صاف انکار کیا تھا اور
کہلا بھیجا تھا کہ منھ دھو رکھو مثل حلوا خوردن را روے باید ہی تمسے چودہ ہزار مرتبے مین
کمین ہم لوگ رحم کرتے ہین ٭ وہ مایوس ہوا عالم اضطراب مین واسطے شکار کے صحرا مین آیا
مین نے خبر سُنی استقبال کرکے بوجہ دوستی اپنے قلعہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا لیکن
وہ کسی شی پر متوجہ ہوا ایسا بدمزاج تھا کہ کھانا بھی نہ کھایا مین نے دلدہی کر کے سبب پوچھا
تب اُسنے رو رو کر مجھسے یہ حال بیان کیا مین نے کہا تھا بعنایت سامری و جمشید اس مقدمہ
خاص مین مین کوشش کرونگا وہ شکار کھیل کر رنجیدہ اپنے ملک کو گیا مجکو یہ خیال رہا کہ اُسکی
تدبیر کرتا اب اسوقت فرمانے سے حضور کے خیال آیا ہی کہ اگر حضور بھی غلام کے ساتھ تشریف
لیچلین پہلے اُسکو مژدہ وصل معشوق دین پھر اس مقدمہ خاص مین اُسکا استمزاج لین کیا
عجب ہی کہ اس دام تزویر مین پھنسے ساری دانائی بھول جائے یہ تقریر دلپذیر افراسیاب
سُنکر مثل گل شگفتہ ہوا کہا ای برادر جس معشوقہ کا تمنے نام لیا وہ مصاحبان ملکہ حیرت مین
سرفراز ہی ہمکو اُسکی راسخ الاعتقادی پر ناز ہی جو ہم کہینگے وہ وہی کریگی ہمین اُسپر سب طرح کا
اختیار ہی غواص نے کہا کہ بس اب حضور تیار ہی کرین اُسکی ملاقات کو تشریف لیچلین مگر اس
مقدمہ کی کسیکو خبر نہ کرین ورنہ غضب ہوگا ذرا بھی کوکب کو معلوم ہوگا نیچہ مذکور اُس سے لیجائیگا

پھر سوائے افسوس کے کیا ہاتھ آئیگا افراسیاب نے فوراً صرف ایک تخت سحر تیار کیا غواص کو اپنے پاس بٹھا لیا اور سحر غائب کرکے تا مجکو راہ میں کوئی نہ دیکھے طرف قلعہ جواہر نگار کے روانہ ہوا

داستان حیرت بیان جانا افراسیاب کا مع غواص دریا نشین کے پاس صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش حاکم قلعہ جواہر نگار کے برائے حصول نتیجہ قتل ملکہ بران شمشیرزن اور باغی ہوکر کوکب سے شریک ہونا صمصام بدنہاد کا افراسیاب کے اور خود آنا آمادہ قتل بران ہوکر مقابلہ لشکر ملکہ مہرخ اور عیاران خواجہ عمرو کی اور قتل ہونا اُس مردود کا ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی مہروش مہ لقا
ترے دور میں غدر ہی صبح و شام
یہی میکدے میں ہوئی قیل و قال
عبث رند مشرب کو یہ تاب ہی
نہیں آج مستوں میں بالکل تپاک
ہر اک بادہ خوار آج دلتنگ ہی
خبر سنکے بے لطف ہیں بادہ نوش
کیا جسنے ہر ایک کو دردمند
زمانے کی آب و ہوا ہی خراب
مرے ہوگئے ہائے کیسے نصیب
نگارندۂ داستان عجیب

کہ وقت سحر ہی صبوحی اٹھا
ہوا صاف مستی میں یہ امتحان
کہ ہی دختر رز نو کی چھنال
سبب کیا کہ ساقی کو کچھ غم ہی آج
اڑاتا ہی پیر مغان سر پہ خاک
قمر جسپہ روشن ہوا سربسر
تردد میں ہی شیشۂ می پُرخروش
نئی ہی یہ ساقی عجب طور سی
ہر اک شے میں پاتا ہوں میں انقلاب
کہ دشمن ہی ساقی کا اک حیلہ ساز
یہ لکھتے ہیں اب ماجرائے غریب

پلا بادۂ ارغوانی کا جام
کہ دشمن ہی ساقی کا پیر مغان
حقیقت میں طرار و بیباک ہی
ہر اک جام کی چشم پُرنم ہی آج
بہت میکدہ اب تو بے رنگ ہی
کہ افشا ہوئی کوئی غم کی خبر
وہ اخبار حیرت ہیں عبرت پسند
حقیقت میں اب اور ہی دور ہی
مرے دشمن جان ستان ہیں حبیب
بچالے اُسے خالق بے نیاز
صاحبان شمشیر برق نظیر

سخنوری زرہ پوشان جلالت آثار مضامین جادوگری تیغۂ آبدار سخن کو نیام دہن سے کھینچکر میدان قرطاس میں یوں مصروف جنگ تحریر و تقریر ہیں کہ جب غواص دریا نشین افراسیاب کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ جواہر نگار کے چلا بعد قطع راہ اول افراسیاب کو لاکر ایک کوہ فلک شکوہ پر زرغۂ نخلستان میں ٹھہرایا اور آپ ایک مرکب پر سوار ہوکر طرف قلعۂ جواہر نگار کے چلا یہاں صمصام اپنے قلعہ میں تخت پر بیٹھا ہوا ہی گرداگرد ساحران غدار

امیران سلطنت و مشیران اُبہت اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین غواصان قلزم اخبار عشرت خیز
و شناوران دریاے فرحت انگیز گوہر مصفاے خبر و جواہر آیندہ کو بصد جستجو اس طرح پیش صمصام
لاتے ہین یعنی ہرکارون نے عرض کی کہ آپکے دوست صادق محب واثق شناور دریاے محبت
و غریق لجۂ الفت یعنی غواص دریانشین تشریف لاتے ہین صمصام ہرچند کہ مفارقت مین
اُس محبوب طرار یعنی ملکہ لالہ عذار نرگسی چشم کی مثل چشم نرگس حیران اور مثل لالہ داغ مفارقت
بر دل مانند مرغ بسمل بیقرار رہتا ہے ناتوانی کا زور ہے لب گور ہے لیکن نام اپنے دوست کا سُنکر
بمشکل اُٹھا اور مع امرا و زُعما کے باہر آکر غواص کا استقبال کیا اور بہ تعظیم و تکریم لاکر مقام صدر
پر جگہ دی بیٹھتے ہی غواص نے صمصام کا رنگ رو متغیر دیکھکر پوچھا کیون برادر خیر تو ہے
مین تمکو بہت نحیف و ضعیف پاتا ہون صمصام نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر
کہا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد * وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد نظم

حال دل آہ کہہ نہین سکتا	چپ بھی افسوس رہ نہین سکتا	ہجر جانان سے بیقراری ہے
چشم سے نہر اشک جاری ہے	یاد مین صبح و شام روتا ہون	عقل و ہوش و حواس کھوتا ہون
جان تن زار سے نکل جائے	تیغ موت اب گلے پہ چل جائے	ہوس زیست اب نہین بالکل
ہو چراغ حیات کا گُل گُل	وصل دلبر کی تو امید نہین	جامۂ زندگی ہو قطع کہین

یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا غواص بیچارہ دلمین بہت خوش ہوا مگر بظاہر خود بھی
ملول ہوکر دامن سے بصد محبت اشک حسرت پاک کیے اور کہا ہان ہان اے بھائی گھبراؤ ہوش
مین آؤ یہ کہکر چپکے سے کان مین کہا جلد تخلیہ کرو مین مژدۂ وصل دلبر لایا ہون خاص اسی
واسطے آیا ہون قریب تھا کہ صمصام کو شادی مرگ ہو جائے فوراً حکم تخلیہ دیا جب صمصام
اکیلا رہگیا اُسوقت غواص نے کہا اے برادر شہنشاہ افراسیاب کو مین تمھاری ملاقات
کو لایا ہون سامنے جو قلعہ ہے کوہ فلک شکوہ ہے اُسپر چھوڑ آیا ہون واضح ہو کہ ملکہ لالہ عذار
نرگسی چشم معشوقہ تمھاری ملکہ حیرت کی مصاحب خاص ہے اگر شہنشاہ کو راضی کروگے
فوراً شادی خانہ آبادی ممکن ہے بدون رضامندی افراسیاب دامن عصمت تک
اُسکے ہاتھ پہونچنا دشوار ہے اُسکو تمسے ملنے مین ننگ و عار ہے صمصام نے کہا کہ مین بھی

جان نثار کرنے کو شہنشاہ پر تیار ہون جو ارشاد کرین آنکھون سے بجا لاؤن غواص نے کہا
مخفی میرے ساتھ چلو شہنشاہ افراسیاب کو استقبال کرکے لاؤ خبردار دیکھتے ہی قدمون پر گرنا
بے تامل گردپھرنا اسی طرح غواص آمادہ کرکے صمصام کو بالاے کوہ لایا صمصام دوڑکر
افراسیاب کے قدمون کی طرف بوسہ دینے کو جھکا افراسیاب نے جلدی سے بہ شفقت گلے سے
لگالیا غواص نے طرف سے افراسیاب کے کہا اے صمصام تمنے قدردانی کو شہنشاہ کی
ملاحظہ کیا ایک ایک ملازم کو بمرحمت خسروانہ سرفراز کرتے ہین تنخواہ اس ذرہ نوازی پر ناز
کرتے ہین دیکھو ایک بادشاہ تمھارا کوکب بھی ہی نہ مردون کی قدر جانتا ہی نہ کسی شریف ولئیق
کو پہچانتا ہی دوسرے اور ستم اُسنے برپا کیا ہی کہ دین جد و آبا کو ترک کرکے ملحد ہوگیا ہی خداے نادیدہ
جسکو نہ دیکھا نہ بھالا اُسکی توصیفین تعریفین اور پوجنے دو سو خداوندون کی بُرائیان آٹھ پہر
اُسکی زبان پر ہین سامری پرستون سے دشمنی ایک ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اُس سے
بڑی دوستی ہی بھلا عمرو کہین کا بادشاہ یا وزیر یا کوئی تاجر جلیل ہی وہ ایک مکار غدار چوٹٹا
ذلیل ہی اُسکے شریک ہوکر سامری پرستون کو قتل کیا ہی فقط ہمارے شہنشاہ نے اتنا سُنا تھا کہ
تم لالہ زار نرگسی چشم پر مائل ہو رحم دلی دیکھو کہ لالہ زار کو گھر کا اور تمھارے وصل پر راضی
کیا ہی مگر ایک شرط ضرور ہی اب تمکو بھی مناسب ہی کہ جان و مال اپنا نثار کرو اور خنجہ قتل ملکہ بران
لاکر جلد نذر دو شہنشاہ تمکو خود اپنے ہاتھ سے دولھا بنا وینگے ہماری سہرو سر پر باندھکر تخت
پر سوار کرکے لالہ زار کو بیاہ لاوینگے اور تو کیا کہون نہال ہو جاؤگے شہنشاہ کے داماد کہلاؤگے
ملکہ حیرت تمھاری معشوقہ کی اسقدر آبرو بڑھاتی ہین کہ اپنی زبان سے اُسکو دختر فرماتی
ہین یہ مژدۂ جانبخش سُنکر صمصام پھول گیا اپنے کو بھول گیا مگر بخوف خیال انجام کھبرا یا عرض
پیرا ہوا کہ میرا جان و مال سرکار کے قدمون پر نثار ہی لیکن خنجہ حاضر کرنا دشوار ہی کوکب مجکو
زندہ نہ چھوڑیگا غواص یہ سُنکر ہنسنے لگا اور کہا واہ بھائی یہ کیا خیال ہی کوکب کی کیا مجال
ہی کہ جسکو ہمارے حضور سرفراز کرین اپنا تنخواہ دار بنائین اُسکو اگر کوکب بہ نگاہ قہر دیکھے ہمارے
شہنشاہ آنکھین نکال لین وہ سزا دین کہ عمر بھر یاد کرے تم کچھ اس امر مین خیال نہ کرو فورًا
خنجہ لے آؤ شہنشاہ تمھاری شادی کرکے طلسم باطن مین کہ جہان کوئی جا نہین سکتا وہان

تمکو بھیجدینگے یہ مرتبہ پاؤگے کہ بادشاہ دربند طلسم ہوشربا کہلاؤگے غرض اسنے اس طرح سمجھایا
اور بہت مال و زر کا لالچ دیا کہ صمصام راضی ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ
اب مجکو آپ سے راز کا چھپانا مناسب نہین ہے گذارش کرتا ہون گوش ہوش سے سماعت فرمایئے
جبکہ ملکہ بران شمشیر زن بطن سے ملکہ ناہید مرصع پوش کے پیدا ہوئین اور ان کا سات
برس کا ہوا اور سحر مین کچھ دخل ہونے لگا ملکہ ناہید اور کوکب ایک دم آنکھون سے
اوجھل نکرتے تھے اسی جوش محبت مین یہ صلاح ہوئی کہ کوئی تدبیر حفاظت جان بران
کرنا واجب و لازم ہے طلسم وسیع ہے حکومت زیادہ ہے جب اسکو سامری و جمشید پروان چڑھائینگے
ہم دونون [illegible] سلطنت کرینگے تاج و تخت کی یہ مالک ہوگی مقابلے بھی اسکو ساحر
عالم [illegible] در پیش ہونگے ہر طرح کے پس و پیش ہونگے کوئی دشمن سحر و ساحری سے قتل نکر سکے
اور جسکا چارہ دشوار ہو پس کل کاہنان طلسم حکیم ندیم ستارہ شناس منجم کوکب جمع ہوئے
غرضکہ سب نے ملکر یہ پنجہ بنایا اور حکم لگایا کہ جبتک دشمن اس پنجہ سے نہ قتل کریگا ملکہ بران
کی در اصل جان نہ جائیگی اور یہ پنجہ مثل سند جو آپکے سامنے حاضر ہے بہت بڑا جان نثار سمجھ کر
بلاکر وہ پنجہ میرے سپرد ہوا یہ بھی اُسمین قید ہے کہ سواے میرے ہاتھ کے اور کسیکے ہاتھ سے
جوہر ذاتی نہ دکھائیگا کند ہو جائیگا کیفیت تمام و کمال عرض کر چکا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن
حقیقت مین کوکب کا دین جد و آبا ترک کرنا مجکو بھی بہت ناگوار ہوا غواص نے کہا
اچھا تمہین خود چلو آج اگر بران قتل ہو تمہارے ہاتھ سے کل سامان شادی تمہارا ہوگیا
الغرض صمصام نے کہا حضور جاتین غلام مع فوج و لشکر پنجہ قتل بران لیکر حاضر ہوتا ہے غواص
اور افراسیاب پختہ وعدہ کرکے طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوے الصمصام بد انجام
قلعہ مین آیا تمام افسران فوج کو اپنے پاس بلایا بزبان کوکب کی اولوالعزمی افراسیاب
کی ظاہر کرکے کہا کہ ہم تو بخدمت افراسیاب جاتے ہین جسکو منظور ہو وہ ہمارے ساتھ
چلے ورنہ خدمت کوکب ناقدردان مین جائے غضب کیا پونے دوسو خداوندون کو
چھوڑا ایک خداے نادیدہ کا اعتقاد کیا نام سامری پر جان دینگے کیا ہمارے دادا
پردادا بیوقوف تھے کہ دین سامری و جمشید پر قائم رہے سب سردارون نے عرض کی کہ ہم

حضور کے ملازم ہین فی الحقیقت یہ کوکب نے بڑا غضب کیا کہ دین بزرگون کا چھوڑا
قتل کرنا اُسکا واجب ہی بس صمصام تخت پر سوار ہوا چار لاکھ فوج کو ساتھ لیا خزانہ چھوڑ دیا
بانکرا یا وہ نیچہ ایک صندوق مین بند کرکے پاس اپنے رکھا نوبت و نقارہ بجاتا ہوا قلعۂ
جوہر نگار سے باہر نکلا مگر بقدرت پروردگار ایک اسکا سردار ہی کہ نام اُسکا سعید جادو ہی
نہایت خوشرو ہی صاحب اقبال نمک حلال مالک کی آبرو کا ہر وقت خیال یہ حال بدعت
مآل دیکھکر بہت رویا دل سے کہا کہ یہ بیچارا افسوس شریک افراسیاب کا ہو گیا نمک حلالی کا
خیال نہ آیا مگر ای سعید جلد چلکر شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے اطلاع کر کہ یہ نمک حرام تا بہ
ملک افراسیاب نہ جانے پائے یہ سوچکر اُسی وقت کنارہ کیا اور ایک عقاب عکس
تیز پرواز تیار کرکے طرف قصر جمشیدی کے چلا یہان شہنشاہ کوکب مع مشیران سلطنت
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین پہلو مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ حنا بصد ناز و ادا متمکن ہی
اسوقت بلور چہاردست سپہ سالار لشکر نے خبر دی ہی کہ ملکہ بران دشت عجائب تک
پہونچ گئین چونکہ خبر قتل اسد مشہور تھی برائے جانبازی جاتی ہین نامہ اُنکے پاس شہنشاہ
اوج عیاری کا پہونچا کہ واسطے ایک مہینہ کے قتل طلسم کشا موقوف رہا مگر سردار افراسیاب
کا کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے چڑھ گیا تھا خواجہ عمرو نے بصورت افراسیاب
اُسکو مار اشکر ہی اب لشکر ظفر اثر مین سامان عیش مہیا ہی بڑا فضل پروردگار ہوا کہ لشکر مع خیر
اُسکی بدعت سے بچا اور ملکہ بران کی یہ عرضی آئی ہی کہ کنیز کو کیا حکم ہوتا ہی پلٹ آؤن یا طرف
لشکر خواجہ عمرو کے جاؤن کوکب نے حکم دیا کہ ساحر تیز رو کو روانہ کرو کہ ای نور نظر لشکر خواجہ
عمرو سے ملحق ہو ایک طرف سے ہم جمشید تمھارے بھائی کو بھی روانہ کرتے ہین اور بحول
قوت الہی ہم بھی سامان جنگ مین مصروف ہین بلور چہاردست نے فوراً فرمان شاہی
لکھکر اسی مضمون کا خدمت ملکہ بران مین روانہ کیا کہ یکایک دیکھا چوبدار نے بڑھکر عرض کی
در دولت شاہنشاہی پر ایک ساحر باشندۂ قلعہ جوہر نگار موسوم بہ سعید نامدار حاضر ہی امیدوار
باریابی ہی کوکب نے جو نام قلعۂ جوہر نگار سُنا نہایت تردد ہوا حکم ہوا کہ جلد اُسکو ہمارے سامنے
لاؤ خدا خیر کرے خیرخواہان دولت گئے اور سعید کو سامنے لائے سعید نے آتے کے ساتھ ہی

ہاتھ اٹھا کے دعا سے ترقی عمر و دولت و اقبال دی قطعہ
ترا دولت ہمیشہ یار بادا | گل اقبال تو دائم شگفتہ
الٰہی بخت تو بیدار بادا | بچشم دشمنانت خار بادا

کوکب نے دیکھا کہ سعید جادو گھبرایا ہوا رنگ روئے متغیر لرزاں و ترساں حیران و پریشان
آنکھوں سے اشک حسرت جاری عالم بیقراری منھ سے اچھی طرح کلام نہیں نکلتا ہی اسطرح
گھبرایا ہوا ہی کوکب نے دنگل پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب یہ بیٹھا تو پوچھا کہ کیوں ای خیر خواہ دولت
یہ تمھارا کیا حال ہی سراسر تمھارے چہرے سے ظاہر حزن و ملال ہی سعید سجدہ کرکے عرض پیرا
ہوا کہ خداوند نعمت کیا گذارش کروں وہ معاملہ حیرت خیز دیکھا کہ ہوش میرے بجا نہیں ہیں
عجب طرح کا انقلاب ہوا بادشاہ ہمارے صمصام جنگ آشنائے خونریز زرد پوش خود بخود
شریک افراسیاب ہوگئے اتنا تو صرف غلام نے دیکھا تھا کہ غواص دریا نشین ملازم
افراسیاب آیا کچھ آپس میں سرگوشی ہوئی دونوں نکلکر بیرون قلعہ گئے وہاں سے جو آئے
تو انکی دشمنی کا جوش تھا وہ جیسا بادہ کبر و نخوت سے مدہوش تھا سب سرداروں سے کہا کہ
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے غضب کیا دین جدود آبا چھوڑا سامری پرستی سے منھ موڑا اور
افراسیاب کے دشمن ہوئے ہیں واسطے جمشید پرستوں کے رہزن ہوئے ہیں دیر کھدوائے
ہیں اس مقام پر مسجدیں بنواتے ہیں ہمیں یہ خود دیکھا جائیگا جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ ہمارے
ساتھ خدمت افراسیاب میں چلے ورنہ ہم سے کنارہ کرے سب سرداروں نے قبول کیا
اس نامرد کا ساتھ دیا اسی وقت فوج تیار کرکے بیرون قلعہ گیا ہی بارہ کوس پہ جاکر مقام کیا ہی
غلام کو خیال نمک سرکاری آیا خبر لیکر حاضر ہوا اس کمترین کو اتنی جرات نہوئی کہ اسکو
روک سکتا اور سحر سے اسکو ٹوک سکتا اس لائق نہ تھا سحر میں بھی اس نالائق پر فائق نہ تھا
یہ خبر وحشت اثر سنکر کوکب مثل بید تھرّایا اور خیال انجام سے گھبرا گیا سعید کو تو خلعت
فاخرہ مرحمت فرمایا اور خود تاج اٹھا کر سر پر رکھا قبضے پر ہاتھ ڈالا دستک دی فوراً مرکب
پری شکلین سامنے حاضر ہوا باساز و یراق مرصع کار تیز پر کوہ پیکر خوش گام نازک اندام
مرکب باد رفتار کو کوکب دیکھکر بقہر و غضب تمام تیغ بکف تھام کر اٹھا قصد ہوا کہ سوار ہو خورشید
روشن رائے وزیر اعظم دستور معظم گھبراتا ہوا کانپتا ہوا اپنے مقام سے اٹھا دوڑ کر قدم اندر

کر بوسہ دیا عرض کی خداوند خیر تو ہی ملازمان جانباز کس دن کے لیے ہین کیا منظور ہی ارشاد تو ہو
ابھی جائین اُس باغی کا سر لائین قلعہ مثل برگ خزان دیدہ باد قہر و غضب سے اُڑا دین اور
اُس باغی بوستان نمک بیزاران شاہی کو خاک مین ملا دین یہ سُنکر کوکب کی آنکھون سے اشک حسرت
بصد حیرت جاری ہوئے فرمایا کہ ای خورشید وہ بچہ گیا ہی جسکے واسطے مین اسقدر گھبراتا خود اُسکے
مقابلہ کو جاتا مگر تمکو معلوم ہی کہ اسمین کیا راز ہی وہ ملعون کس عہدۂ جلیل سے سرفراز ہی پاس اُسکے
نیچہ قتل ملکہ بران رکھا گیا تھا اُسکو وفادار اور صاحب جوہر سمجھا تھا معلوم ہوتا ہی اسی وجہ سے
افراسیاب نے اُسکو بلایا ہوگا لالچ ملک و مال کا دیکر سعید سے جس سردار غواص کا نام
لیا وہ از حد مکار و غدار ہی شاید یہ دام تزویر اُسی نے پھیلایا ہی اور اُس دانہ زر و زر نگار کو
جال مین پھنسایا ہی بدون میرے جائے اُسکو کون روک سکیگا وہ سحر مین مثیل ہی ہر کس و ناکس روک
سکیگا اب تو خورشید نے بھی سر جھکا لیا حال پُر ملال نیچہ قتل ملکہ بران مین بیسنہ آگے عرض
کی جو ارشاد ہوا بجا ہی غلامون کو اسمین دخل کیا ہی مگر تنخواہ داران شاہی موم کے نہین ہین کہ
اُنکی آتش سحر سے پگھل جائینگے ایسے وقت مین جان بچا کر نکل جائینگے حضور کا جانا مناسب
نہین ہی خورشید نے جو یہ کلمہ کہا سب سردارون نے عرض کرنیکا موقع پایا اور جہاندار دست
بستہ سامنے آیا اور عرض کی کہ ابھی غلام جاتا ہی اور اقبال شاہنشاہی سے اُس نمک حرام
کی مشکین باندھ لاتا ہی ایکطرف سے آفتاب جادو و ماہتاب جادو دونون وزیر
شہنشاہ تدبیر بھی یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ حضور ہم ہرگز آپ کو نجانے دینگے جاتے ہین اُس خیرہ سر کا
ابھی سر کاٹ لاتے ہین اس گفتگو سے قصر جمشیدی مین ہنگامہ ہوا ہر سردار غصہ مین اُٹھا ہر ایک کا
یہی ارادہ ہی کہ اگر شہنشاہ حکم فرمائین ہم ابھی جائین اُس نمک حرام کو جوہر جرأت دکھائین نیچہ چھین لائین
مگر کوکب نہین مانتا فرماتا ہی کہ ای خیرخواہان دولت مین تمکو بخوبی پہچانتا ہون اچھی طرح جانتا ہون
بخدا جہان میرا پسینہ گریگا تم سب صاحب اپنا خون گرا دوگے مجکو دشمن کے ہاتھ سے بچاؤگے
مگر یہ موقع ایسا ہی کہ آپ لوگ صبر کرین جیسے نیچہ کا خیال آیا ہی خنجر الم دل پر چل رہا ہی سنان الم
دل کے پار ہی تیر غم سے کلیجہ دو پارہ ہی میرا ہی جانا مناسب ہی آپ سب صاحب تامل فرمائین
میرے عقب مین کبھی نہ آئین یہ کہکر خانۂ زین کو مثل آفتاب روشن کیا کوکب سوار ہو قصد کیا

مرکب کو اڑائے مثل باد صرصر نکل جائے کہ یکایک ایک طائر ہفت رنگ بعید رنگ چہچہاتا زمین
اترتا ہوا آسمان سے نمایان ہوا کاندھے پر کوکب کے آکر بیٹھا منقار سے نامہ محبت شمامہ
گود مین کوکب کی ڈالدیا اور ہوا پر اڑ گیا کوکب نے نامہ کو اٹھایا مُہر برہمن روئین تن
کو سرنامہ پر پایا لفافہ چاک کیا دیکھا گویا کہ نوشتہ تقدیر ہی عجب مضمون جانگزا تحریر ہی بعد القاب
شاہی برہمن نے بصد شد و مد لکھا ہی کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ جو کاتب قدرت نے کلک
قدرت سے صفحہ پیشانی پر لکھا ہی وہی پیش آتا ہی اسوقت جو خیر خواہ نے نقشہ کہانت کو دیکھا
یہ فقرہ نکلا ہی کہ چند ساعتین حضور پر نہایت سخت مین سرکار کے دشمن لاکھون بدبخت ہین
خبردار خبردار قصر جمشیدی سے قدم باہر نہ رکھیے گا ورنہ ذلت و رسوائی کا سامنا ہی گردش
سیارگان سے صناع ماہ و مہر بچائے خدا نہ کرے کہ ساخت تخت آجائے ایک روباہ شیر پر
غالب آجاتا ہی ستارہ بد اپنا اثر دکھاتا ہی آپ کا ضرور نام نامی و اسم گرامی شاہنشاہ روئے زمین
ہی زیادہ عرض کرنا گستاخی ہی زیادہ حد ادب کوکب مضمون کو پڑھکر مایوس ہوگئے کہ فور
سے اترا گیا حیران تھا کہ کیا کرون کسکو بھیجون وہ نہایت زبردست ہی کہ آسمان سے ابر سیہ
نمایان ہوا ملا نسان کوکب حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تاریک عجب رنگ کھاتا
ہی یکایک وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تاجدار بفر و شوکت و بہ رعب و جلالت
چار عقاب تیز پرواز تخت اٹھائے ہوئے اُسپر سوار پشت پر لاکھ ساحران نامدار ہر ایک چیدۂ
روزگار نمایان ہو تخت سے زمین پر اُترا وہ تاجدار تخت سے اُتر کر واسطے تسلیم شہنشاہ کوکب
کے خم ہوا کوکب نے جواب سلام دیا ذکل زرین پر بیٹھنے کا حکم ہوا کوکب نے پوچھا اسوقت
شاہزادہ بہزر پلنتن یہان کیونکر آپکا اتفاق ہوا عرض کی اول تو غلام زیارت حضور کا مشتاق
تھا علاوہ اسکے طائران سحر جو واسطے خبر کے مقرر ہین اُنسے سنا کہ افراسیاب خانہ خراب
طلسم کشا کو قتل کرنا چاہتا ہی اور حضور نے قصد لشکر کشی کا کیا ہی پھر یہ جان نثار ایسے وقت
کیون نہ حاضر ہوتا اسوقت جمال بیمثال حضور کا دیکھکر نہایت ہی تردد ہوا ہی کہ آئینہ رخسار
صاف گرد ملال ہی اس جان نثار پر آئینہ فرمائیے کہ کیا صورت ہی سب طرح خیریت تو ہی دربار
کو مثل تصویر تصور پاتا ہون سب خاموش ہین ظاہر رنج و ملال کے جوش ہین کیا خدا نخواستہ

کوئی حادثہ نو پیش آیا ہی گردش فلک نے کیا انقلاب دکھایا ہی ہنر بر پلیتن نے جو براہ خیر خواہی
اسطرح پوچھا کوکب کا دل بھر آیا بے اختیاری مین آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا کہ
ای برادر وای جان نثار خوش سیر موجب شعر ہر دم ازین باغ برے میرسد * تازہ تر از تازہ تری
میرسد * فلک کج رفتار گردون غدار ہر دم درپی آزار ہی نظم

ہان دلا کر نظر بدیدۂ خود

دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور | بھول مت دیکھ دیکھ آسائش | نہین دنیا مقام آسائش
کوئی بزم طرب کا بانی ہی | کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی | کہین چوتھی ہی اور چالا ہی
کہین افضال حق تعالے ہی | ہی کہین شادی حنابندان | اور کہین شور مرگ فرزندان
ہی یہ دنیائے دون کا سرشتہ | نوش اسکا ہی نیش آغشتہ | آسیائے چرخ ہر وقت چرخ مین

ہی پیسے گیے دانۂ روزگار پس گئے شجر باغ عالم سے کسی کو ثمر مراد حاصل نہوا ہر سرو قد جفائے
فلک سے کہین سپہر سے پامال ہوا گل شگفتہ و خندان بلبل گریان و نالان ایسے کلمات عبرت خیز
ملال و رنج انگیز زبان سے فرمائے کہ سب اہالیان دربار کے آنکھون مین آنسو بھر آئے
اسوقت ہنر بر پلیتن بیقرار ہو کر قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ ای شاہنشاہ ان باتون
کے سننے کی قلب ناصبور مین طاقت نہین ہی مفصل ارشاد فرمائیے یہ جان نثار موافق اپنی
حقیقت کے فوراً اسکی تدبیر کرے بہ تصدق فرق مبارک حضور سب کچھ ہو سکتا ہی خدا نے
سب طرح کا اختیار دیا ہی بالکل مجبور و ناچار نہین کیا ہی کوکب نے تو جوش رنج و ملال مین
کچھ جواب نہ دیا مگر خورشید وزیر اعظم نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک صمصام کا شہزادہ
ہنر بر پلیتن سے تفصیلاً ظاہر کیا اور رنجہ کی کیفیت سے بخوبی ماہر کیا یہ سنتے ہی ہنر بر پلیتن
مثل شیر غضبناک کے ڈکارا اور غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کی اُس روباہ صفت
کی کیا مجال ہی کہ میدان اطاعت شاہنشاہ سے قدم باہر رکھکر زندہ نکل جائے غلام ابھی
جاتا ہی مع رنجہ اُس بیحیا کو گرفتار کر کے لاتا ہی غلام اُسی جانب سے ابھی آیا ہی خود مین نے
اپنی آنکھ سے دیکھا ہی کہ خاص دشت لالہ زار بہ بہار مین بارگاہین استادہ ہو رہی ہین خود
اُس مردود کو بھی انتظام کرتے دیکھا ہی مین سمجھا تھا کہ بحکم شاہنشاہی براے لشکر کشی خراج گذار
ناقد ہوا ہی یہ بھی بموجب ارشاد فیض بنیاد تیاری لشکر مین مصروف ہی اگر اس حال سے واقف

ہوتا تو ابتک اُسکو گرفتار کر لیا ہوتا مین جوبی اُس ملعون کی لیاقت و حقیقت سحر سے واقف ہون
میرا ہم مکتب ہی ابھی طفل ابجد خوان مکتب افسون ہی یہ کہکر اصیلا زرد فرا اُٹھا کوکب نے کہا مین
اور تدبیر کرتا ہون مگر اس شیر بیشۂ جرأت نے نمانا تیغہ کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لیا اور عرض کیا کہ اگر
حضور روکینگے تو یہ غلام ابھی گلا کاٹ کر مرجائیگا جان نثارون مین نام کر جائیگا جس وقت سے
غلام نے حال سحر کا سنا ہی کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی یہ بیچارہ تیرہ بخت شمع بزم سلطانی و چراغ دودمان خاقانی
یعنی ملکہ بران شمشیرزن کے شعلۂ حیات گل کرنیکا قصد کرے بڑا اندھیر ہی اُسکی موت آئی ہی
تقدیر کا پھیر ہی ایسے ایسے کلمات غصے مین کہتا ہوا قدمون سے لپٹ کے خوب رویا اشکون سے
منھ دھویا آخر کوکب نے فرمایا بسم اللہ خدائے کریم کے سپرد کیا لیکن اسکا خیال رہے کہ
اگر کوئی خرابی واقع ہو ہر چند میرا ستارہ گردش مین ہی فوراً آؤنگا اپنے کوم تک پہونچاؤنگا ضرب
پیلتن تخت فلک سیر پر سوار ہوا فوج دریا موج عازم کارزار ہوا مثل شعلۂ جوالہ تخت اُڑاتا
ہوا شان و شوکت دکھاتا ہوا بیجا نازو سرفروش بصد جوش و خروش برائے مقابلۂ صمصام
خرام جاتا ہی مگر حال اس بدمآل کا سنیے یعنی صمصام نگرامی پیکر باندھکر دشت لالہ زار مین
کہ اسکے قلعۂ جوہر نگار سے بارہ کوس پر ہی وہانتک آکے شام ہوگئی فوراً مرکب سے اُترا
حکم دیا بارگاہ استادہ ہو بار و ارادہ تو میرا یہ تھا کہ آج ہی اپنے تیغ تا بہ لشکر دشمنان شہنشاہ
افراسیاب پہونچاؤن جاتے ہی مزا دون ملکہ بران کو قتل کرون کہ جلدی سامان شادی
ہو خانہ آبادی ہو سالہا سال گذرے فراق محبوب مین تڑپتے اب صبح امید نے چہرہ اپنا دکھایا
وقت وصل محبوب مطلوب قریب آیا تم سب صاحبون کو وہ عہدے ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے
کہ ایک ایک نہال ہوگا افراسیاب بڑا قدردان ہی نیک اساس قدرشناس صاحب
شرم و حیا بادشاہ طلسم ہوشربا ایسی ایسی باتین واہیات مزخرفات کہتا ہوا تخت پر بصد
نخوت بیٹھا سارا لشکر اُتر پڑا جو کہ صاحب دل ہین عاقل ہین اپنے فعل ناشایستہ پر خجل
ہین آپسمین کہتے ہین یار و دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آج تو صمصام صاحب کا بڑا غرور بڑھ گیا
ہی نشۂ شراب کبر و غرور چڑھ گیا ہی اپنے ہوش مین نہین ہین جس بادشاہ نے خاک سے پاک
کیا برسے حکومت قلعہ جوہر نگار ایسا ملک و بازر پر حسن خیز آباد رعایا دل شاد ہی مالک

مقدمہ مین یہ فرماتے ہین اُسکی دختر کو قتل کرینگے یہ بیڑا پار ہوتا معلوم نہین ہوتا بیچ دریا مین ڈوبے گا گرداب محیط بلا مین گرفتار ہونگے بہت شرمسار ہونگے افسوس ہی کہ ہم بھی انکے ساتھ ڈوبے اب کچھ بن نہین پڑتا ایک شفیق کے واسطے افسوس ہی یہ انتظام ہین فوج مین تو یہ چرچا ہی بعضے ہنستے ہین بعضے روتے ہین کچھ لوگ رنج و ملال مین کچھ خوش ہوتے ہین لیکن یہ بحیا کھانا زہر مار کرکے ناچ راگ رنگ مین مصروف ہوا سامان عیش و نشاط مہیا ہی شراب پی رہا ہی کف منھ مین بھرا ہی نشہ مین بلبلا رہا ہی کہ یا سامری جمشید جلدی سحر ہو جا کر اپنی معشوقہ سے ہمکنار ہون گوہر مراد حاصل ہو تسکین دل ہو کبھی یاد محبوب مین تڑپتا ہی کھڑ کھڑاتا ہی لیکن جب ساقی قدرت نے مینائے چرخ سے جام آفتاب مین صبوحی ضیا بصد صفا لبالب بھری اور کشتی گلگونۂ شفق مشرقین بصد زیب و زینت رکھکر پیش رندان خمخانہ جہان دھری

نظم

علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاجورد ہوا
مہ انجم سپاہ رو بفرار
ہوا امید ان چرخ سے اکبار

صمصام اپنے چھپر کھٹ سے اٹھا پوجے پاٹ کا سامان کیا کنوین پیجا کر دو لٹیون سے اشنان کیا دھوتی بھی اچھی طرح نہ بھیگی ساری منگوا کر باندھی بر نجی لٹیا ہاتھ مین سامری و جمشید کی سامنے تصویرین رکھین کچھ منتر جنتر پڑھنے لگا لشکر اسکا کمر باندھ رہا ہی کہ یہ بحیا حکم دے چکا ہی ابھی پوجے سے فراغت نہین پائی کہ تیرہ بختی کی بلا سر پر آئی یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی آواز شیر کے نعرے کی پیدا ہوئی یا شنید ہی کفار ان بحیا دای نابکار ان پُر دغا صمصام بگھر ام کہان جاتا ہی منم شاہزادہ ہزبر بیلتن صف شکن تیغ زن صاحب تدبیر ملازم شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر اب سب نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک جوان خوش رو بالج شاہنشاہی شیر پر سوار پشت پر فوج جلالت آثار قریب لشکر اس نوجوان نے ہونکار آواز دی ای ضرغام صحرا نشین تمہاری خوراک حاضر ہی آؤ ان روبہ صفتون کو کھا جاؤ یہ کہکر دستک دی برق چمکی ہر ایک کی آنکھ جھپک گئی بعد چشم زدن دیکھا صحرا سے ہزار ہا شیر منھ کھولے ہوے دم علم کیے ہوے ڈکارین مارتے ہوے اس زور و شور سے لشکر شیران صحرائی آیا کہ شیر فلک کا کلیجہ تھرا گیا یہ شیر سب آ کر سے چیر چیر کے ہر ایک کو پھینکنے لگے کسی شیر نے کسی کو تھپڑ مارا وہ زمین پر گرا شیر نے گلے پر منھ لگا کر خون پیا خون جگر اوچھالا کے

ہو از یادہ بیباک ہوا دو دو کو چار چار کو پامال کرنے لگا ایک حملے مین پچاس ہزار ہمراہیان صمصام
رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوے پرے کے پرے درہم و برہم ہوے صدائے الامان
الامان بلند ہے ہر ایک محزون و درد مند بہ حواس عالم یاس ہر چند چاہتے ہین کہ بھاگ کر
نکل جائین شیرون سے جان بچائین ممکن نہین صمصام نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرایا بعجلت
تمام لباس پہنا جھولی کو سحر کی باہین ہاتھ پر ڈالا ایک سیہ کاغذ بڑا سا ہاتھ مین لیا مقراض
سے صد ہا گینڈے کاٹے زمین پر پھینکا دیے نشتر سے پیشانی کا خون لیا ان سب پر چھڑکا
آواز دی ای کرگدن خوک پیکر جلد آ بعجلت ببران صحرا نشین سے بچا یہ کلمہ اس بد انجام کی
زبان سے تمام نہوا تھا وہ پرچے تمام اڑ گئے بعد دم بھر کے درہ کوہ سے بڑے بڑے گینڈے ہمسر
فیل مست کے قوی تن قوی ہیکل چست و چالاک پیدا ہوے شیرون سے لڑنے لگے اب
ہزبر یلتن نے دیکھا کہ یا تو میرے شیر لشکر صمصام کو تباہ کر رہے تھے چیر پھاڑ کر کھا جاتے تھے
مگر اب گینڈون کی جانب متوجہ ہو گئے اہالیان فوج نے مہلت پائی ہزبر یلتن فوج دریا
موج لیکر اسکے لشکر پر جا پڑا گوے تیغ تاریخ چلنے لگے دریاے خون جاری ہوا جانبین کے
ہزارون مارے گئے ادھر شیر اور کرگدن آپسمین لڑکر مرے دو پہر ڈھلے شیر اور کرگدن
سے میدان پاک اور صاف ہوا لیکن شیران میدان کارزار داد مردی و مردانگی دیتے
تھے جان دینے پر آمادہ تھے سپر سحر تک ہاتھ مین نہ لیتے تھے اول غفلت مین صمصام ناکام
کا لشکر شکست اثر سب قتل ہوا لاکھون کی نوبت پہونچی مگر جب صمصام نے سنبھل کر اشیاے
سحر ہاتھ مین لیے اکڑتا ہوا میدان مین آیا اور ہزبر یلاور نے جو سحر سے شیر پیدا کیے تھے انکو
کرگدن ہاے سحر سے مٹایا ہزبر یلاور نے اپنی فوج ظفر موج کو آواز دی ای مردان کوشش
تا جامۂ زنان نپوشید بیت روز جنگ است جنگ باید کرد ۵ کوشش نام و ننگ باید کرد ۵
یارو ہم سب مرنے کو آئے ہین نام کرنے کو آئے ہین جہانتک ہو سکیگا انکو زندہ نہ چھوڑینگے
نمکحرامون کے قتل سے منہ نہ موڑینگے اب دونون لشکر آپسمین مل گئے حربہاے سحر چلنے لگے

شعلہ ہاے آتش سحر سے مثل صحرا تیغ و ...ری جلنے لگے نظم

ہوا فوج صمصام پر حملہ ور | وہ تھا حاکم تیغۂ برق تاب
ہزبر یلاور بصد کر و فر | کرے کشت امید دشمن خراب

یہی دل مین ٹھانی اس شریر کے تھی جنگ
کرون بڑھکے صمصام سے خون جنگ
ہوئی آتش سحر اس درجہ تیز
فلک شعلہ بار و زمین شعلہ خیز
بھڑکنے سے آتش کے یہ ڈول تھا
دھوان دھار سحر آپہ ہول تھا
ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر
لرزنے لگا خوف سے چرخ پیر
کہین خون کی ندی زمین پر بہی
کہین بارش آتش سحر تھی
ہوا بحر خون اسقدر موج زن
بنے سنگریزے عقیق یمن
گرج رعد کی اور چمک برق کی
برستے تھے سر صاف برسات کی
وہ سر تھے زمین پر کہ اولے پڑے
دل دشت مین تھے پھپھولے پڑے
ہزیمت ملا ورنہ با شد و مد
کیے قتل جن جن نے اہل حسد

مگر صمصام بھی بلائے روزگار ہے جب اتنے بڑے کام پر ملعون نے کمر باندھی ہو ایسے بادشاہ عالیجاہ سے بغاوت کی ہو ہمارے قیامت اثر کر رہا ہو اگر ہنر پر نے تلوارین برسائین تو اس سنگدل نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا پتھر پہاڑ سے جدا ہوئے تلواروں کو توڑا ہنر پر چلتین نے جسوقت جھولی سے کاغذ نکالکر چھوٹے چھوٹے جانور اور سحر پڑھکر ہوا پر اڑا دیے اور آوازدی کہ اے پرندو وقت بلند پروازی ہے یہ کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ صمصام نے دیکھا ہزار ہا طائران خوشرنگ ہوا پر اڑتے ہوئے نظر آئے اہالیان فوج صمصام کے ہوش اڑے جبتک صمصام بد سحر کرے وہ طائر سرون پر اسکے ملازمون کے بیٹھنے لگے جو طائر جسکے سر پر بیٹھ گیا وہ پتھر کا پتلا تھا ہاتھ پاؤن بے حس و حرکت نہ آنکھ مین بصارت نہ قلب مین قوت اسی طرح قریب پچاس ہزار کے تصویر سنگین بنکر رہگئے اور ملازمان ہنر پر نے بھی صدہا ساحر قتل کیے یہ دیکھکر صمصام نے فوراً ایسا سحر کیا کہ دو پر شاہین پیدا ہوئے اڑا بعجلت ایک سمت غائب ہوا ایک چشم زدن مین پھر آیا آواز دی ہی مرغان کوہی بحق سامری جلد آؤ خوراک تمھاری حاضر ہے دیکھا آسمان پر تڑاقا ہوا کئی سو عقاب تاباب منقارین کھولے ہوئے پنجہ مثل آہن کے ان طائران خوشرنگ پر آگرے پنجہ سے آکر پکڑا چیرکر پھینکدیا دوسرا غضب یہ ہوا کہ خون اُس طائر کا جس پر پڑا جلکر خاک ہوا اور اگر یہی خون سر پر ان تصویر ہائے سنگین کے گرا فوراً ہوش آگیا سحر برطرف ہوا جسم اصلی پھر پایا یہ رنگ جو ہنر پر نے مارنے دیکھا مجبور ہوکر ایک نعرہ کیا سحر پڑھا منھ سے شعلہ نکلا طائران سحر اور عقاب دونون جلکر خاک ہوے ایسے ایسے آپس مین بہت سے

سحر ہوئے کبھی غالب اور کبھی مغلوب لڑتے لڑتے ہزبر تیلیتن اور صمصام ناکام کا سامنا ہوا
آپس مین دونون افسرون مین سحر ہونے لگے صمصام نے ہاتھ تلوار کا مارا ہزبر نے سپر سحر پر
روکا کئی سو شعلہ سپر سے نکلا ہمراہیان صمصام کو جلایا اور ہزبر تیلیتن نے گولہ نکالکر مارا
صمصام کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار پھینک کر صمصام نے انگلی سے اشارہ کیا
گولہ دو ٹکڑے ہوا صمصام نے اپنی جھولی سے ایک ترنج شیرین نکالا دل میٹھا جاتا ہی ترنج
پر چھو چھو کر ہا ہی دیکھا ہزبر نے اور اہالیان فوج نے کہ وہ ترنج نہین ہی بلکہ ایک [illegible] ہی اسکو
کھولکر ہزبر پر کھینچ مارا غبار بلند ہوا گرد ہزبر کے حصار غبار کھنچ گیا ہزبر ہر چند چاہتا
ہی اسکو دفع کردن غبار الم دل پر چھا گیا معلوم ہوا کہ اس بہانے مجھکو خاک مین ملایا زبان مین
بھی لکنت آئی سحر فراموش ہوا عاجزی کا جوش ہوا صمصام بد انجام نے نعرہ کیا فوج کو اسکی
گھیر لو اور قتل کرو صاحب مین نے اس شیر دلاور کو دام غبار مین پھنسایا بعد چند عرصہ کے تلوار
کھینچکر خود اپنے گلے پر پھیرے گا گر زمین پر لٹکا گا جیسے مقابلہ کا مزا پایگا اب ہزبر تیلیتن اس
قلعہ خاکی مین بند دل دردمند تمام جسم غبار آلود ملک الموت سامنے موجود ایسا ہی ساحر
زبردست ہی کہ کچھ جھولی سے نکالکر پھینکتا جاتا ہی صمصام کو بھی خوف ہی قریب نہین آتا
دور سے یا سامری و جمشید کرتا ہی غبار سحر کی دیوار بناتا جاتا ہی اور فوج ہزبر پر زیادہ دباو ڈال
رہا ہی مگر وہ سب مردان عالم جانباز سر فروش اپنے مالک کی محبت کا جوش گرد اس غبار کے
مصروف جنگ ہین ہر چند قصد کرتے ہین خاک ہو جائین اپنے مالک تک جائین جب غبار
کے قریب جاتے ہین بینائی مین فرق آتا ہی گھبرا کر الٹے آتے ہین یہان تو ان دلاورون کا یہ
رنگ ہی ادھر ہزبر تیلیتن اپنی جان سے تنگ ہی مگر اب حال شہنشاہ کوکب کا تحریر ہوتا
ہی کہ نہایت عدالت گستر رعیت پرور صاحب جاہ و جلال اپنے لشکرون کا خیال اسنے
سال کا زمانہ اس لڑائی کو گذرا اگر کوئی ملازم کوکب کا شریک افراسیاب ہوا مگر اس بیچارے
کا جسوقت سے یہ حال سنا ہی سر دھنتا ہی ہزبر جو ضد کرکے چلا آیا ہی کوکب پر بہت شاق ہی
ناظرین ہوش ربا پر واضح ہو کہ پاس شہنشاہ کوکب کے ایک آئینہ ہی کہ اسکو مرآت
واقعہ کہتے ہین خاصیت مین جام جہان نما ہی جب اسکو سامنے رکھکر معائنہ فرماتے ہین جب

امر کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہی وہ حالات آئینہ ہو جاتے ہین جس وقت سے ہزبر بلیتن
واسطے جنگ صمصام کے گیا ہی کوکب تنہائی مین اُس مرأت واقعہ کو ملاحظہ فرما رہا ہی
جو کہ یہان حالات گذرے وہ سب دیکھے یہانتک کہ ہزبر بلیتن کو حصار غبار مین مبتلا دیکھا
گھبرایا چونکہ برہمن رو مین تن نے منع کیا ہی کہ قصر جمشیدی سے قدم نہ نکالنا اپنا جانا تو ممکن
نہ تھا ورنہ فوراً جاتا حصار غبار سحر کو مٹاتا آواز دی ای سیار تیز رو جلد حاضر ہو یکایک
چھت شق ہوئی ایک ساحر نوجوان چہرہ مثل ماہتابان پیشانی پر تابت ہوتا ہی کہ ستارہ
اقبال کا چمکتا ہی اُترتے ہی عرض کی حاضر کوکب نے جلد ایک صندوق کھولا اسمین
سے ایک شیشہ پُر از آب نایاب نکالا اور ہاتھ مین سیار تیز رو کے دیا فرمایا ای سیار تیز رو
جلد اپنے تئین صحرائے لالہ زار مین پہونچا ہزبر بلیتن صمصام ناکام سے مصروف
جنگ ہی اُسنے سحر غبار سامری کیا ہی وہ صاف باطن اُسمین پھنس گیا ہی غرق زمین ہو کر
اپنے تئین پہونچانا اس شیشہ سے پانی لیکر پہلے اُسکے مُنھ پر چھینٹا دینا ہوش مین آجائیگا اور
یہ شیشہ ہاتھ مین اُسکے دیکر کہنا کہ اس شیشہ کو اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینک دے شیشہ شکست
ہو کر اسکا آب نایاب جسپر پڑیگا اُسکو پناہ پانی مشکل ہوگی حصار غبار سحر بھی باطل ہوگا چند ساعت
کے واسطے سب بیہوش ہو جائینگے اُتنے عرصے مین کہدینا کہ صمصام کو گرفتار کر لینا اُسکے
تخت پر صندوق رکھا ہی اُسمین بچہ ہی وہ بھی اپنے قبضے مین کرنا یہ فرما کر سیار کو حکم دیا کہ جلد
جا خبردار کوئی لفظ فراموش نہ کرنا سیار تیز رو قصر جمشیدی سے باہر نکلا دونون پاؤن
زمین پر مارے غرق زمین ہوا اور زمین کو کاٹتا ہوا چلا یہان صمصام نے ہزبر کو
حصار غبار سحر مین پھنسایا ہی جانتا ہی کہ چند ساعت مین تلوار سے خود اپنا گلا مبہوت
ہو کر کاٹ ڈالیگا اس خیال سے طرف فوج ہزبر بلیتن کے پلٹا ہی اپنے دست تجس سے
گولے ترنج نارنج مار رہا ہی ہزبر نے اب بدحواس ہو کر قبضے پر ہاتھ ڈالا ہی کہ تلوار کھینچون
کشاکش سحر نہین اُٹھ سکتی خود اپنا گلا کاٹ ڈالون کہ یکایک زمین شق ہوئی سیار تیز رو
مثل برق جہندہ زمین سے پیدا ہوا مُنھ پر ہزبر کے پانی کا چھینٹا دیا فوراً ہزبر کو ہوش
آیا اپنے شاہنشاہ کی پرورش دیکھکر چہرہ خوشی سے مثل گل سُرخ ہوا سیار نے شیشہ ہاتھ مین دیا

پیام کوکب لفظ بلفظ سُنایا خود غرق زمین ہو کر غائب ہوا ہبزبر چلیتن نے فوراً اپنے شیشے
سے تھوڑا پانی چلو مین لیا غبار سحر پر کھینچ مارا غبار سحر برطرف ہوا ہبزبر چلیتن مثل
شیر غضبناک نعرہ کرتا ہوا جھپٹا اور شیشہ اُٹھا کر جانب آسمان کے پھینکا صمصام نے
جو نعرہ ہبزبر چلیتن کی صدا سُنی سنتے ہی پلٹ کے دیکھا جھومتا ہوا آتا ہی گھبرایا یہ غبار
سحر سے کیونکر نکلا جبتک کچھ فکر کرے یکایک لکۂ ابر سیاہ آسمان پر آیا بوندیان پڑنے
لگین جسپر پانی کی بوندیان پڑین ہائے کہکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا صمصام نے
قصد کیا کہ میدان رزم سے نکل جاؤن یہ ابر کس غضب کا ہی اس سے بچنا دشوار ہی
کدو کاوش بیکار ہی چاہا تھا زمین پر پاؤن مارون غرق زمین ہو کر نکل جاؤن جان بچاؤن
یکایک چند بوندین پانی کی اُسپر گرین یہ معلوم ہوا کہ شعلہ ہائے آتش جسم سے نکلنے لگے استخوان
جلنے لگے ہائے کرکے زمین پر بیہوش ہوا ہبزبر چلیتن مثل قضائے ناگہانی اسکے قریب آیا گردن
پکڑ کر دبائی زبان صمصام کی مُنھ سے ایک وجب باہر نکل آئی ہبزبر نے سوزن و ریشم سے
باندھین جست کرکے قریب تخت آیا صندوق تیغ کا اپنے قبضے مین کیا تیغہ پکڑ کر فوج پر جا پڑا
وہ سب بیچارہ حال اُس بد اقبال کا دیکھکر بھاگے چشم زدن مین میدان صاف ہو گیا ہبزبر
بفتح و فیروزی پلٹا خیمے خرگاہ صمصام کے اپنے قبضے مین کیے خزانے اُس ملعون کے فوج
نے لوٹ لیے اب صمصام بد انجام کو ہوش آیا اپنے تئین گرفتار طوق و زنجیر سحر پایا اب
ہبزبر بفتح و ظفر بصد کر و فر نوبت نقارہ بجاتا ہوا اپنی فوج باقی ماندہ کو لیکر طرف کوکب کے
چلا یہان کوکب نے یہ سب معرکہ مرأت واقعہ مین دیکھا صورت فتح و ظفر نظر آئی سجدہ شکر
پروردگار کیا قصر مرأت سے باہر آیا تمام حال خورشید روشن رائے وزیر اعظم سے بیان
کیا سنتے مبارکبادی نذرین خوشی کی گذرنے لگین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش
آواز بصد ناز و انداز حاضر ہوئے ملکہ حنائے گلگون پوش نے حکم دیا کہ سب نازنینان زہرہ
وش مہ جبینان مہر تمکین حاضر ہون آج ہمکو انتہائی خوشی ہی ہماری دختر نیک اختر کی خدا نے
جان بچائی ایسی خوشی سُنائی ملکہ بران شمشیر زن کو خدا سلامت رکھے وہ آفتاب عالمتاب
آسمان طلسم نور افشان ہی اسکی صولت و شوکت سے بہرام فلک لرزان ہی کوکب نے فرمایا

کر اے ملکہ بخدا جس وقت سے حال تجھے کا سنا تھا خنجر غم دل پر چل رہا تھا اگر میرے قتل کا سامان ہوتا کبھی نہ اسقدر پریشان ہوتا مختصر جام مے ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشا نوش

دو نشانوش بلند ہوئی ایک رقاصہ نے یہ اشعار گائے نظم

لاتا ہی بار بار نوید وصال عید
ابرو ہے مہوشان کی طرح اہل دید کو
مینا ہے آسمان میں گو کہنہ سال عید
ذکر سرور شیخ کو لاتا ہی وجد میں
سینوں میں اہل شوق کے ہی اپنا ہلال عید
آر شور غم بجملہ نشینوں کی ...
آ آ کے نذر دیتے ہیں جاہ و جلال عید
شان و شکوہ تیری سواری کی دیکھکر
خود آب پاش ہو عرق انفعال میں
احباب شاد ہوکے فراگیر ہوں بہم

معشوقہ طرب کا مبارک معانقہ
کرتا ہی کچھ فلک پہ اشارہ ہلال عید
چرچے ہیں بزم عیش میں نشاط و طرب کے
صوفی کو حال آتے ہیں سنکے حال عید
زیبا سا ہی بزم حسینان کو آشنا
مشاطۂ فردوس بدیع الجمال عید
ہر شادی شبانہ ہی نوروز کا جواب
کچھ منفعل ہوئے ہیں جاہ و جلال عید
عیش و نشاط حاشیہ بوس بساط میں
اعدا کے ہوں گلے پہ تیغ ہلال عید

آتا ہی دور دور سے پیک خیال عید
دیتا ہی مژدہ قاصد فرخندہ فال عید
کیا رنگ ڈھنگ بدلتی ہی مستوں کو دیکھکر
ہر بزم میں ہی غلغلۂ قیل و قال عید
طرز خرام دیکھے ہوے قمرین ہر قدم
آئینہ دار حسن رخ بے مثال عید
خدام بارگاہ کو اک شہریار کی
ہر روز جشن رہتا ہی دن بھر مثال عید
جاری اگر ہو حکم معلے تو راہ میں
خدام بارگاہ میں جاہ و جلال عید
دربار میں کوکب سے کے وہ

جشن و عیش ہی کہ ہر خرد و کلان ادنی و اعلی پیر و جوان خوشی سے اپنے جامے میں پھولے نہیں سماتے ہیں در خزانہ وا ہی زر سرخ و سفید تقسیم ہو رہا ہی فلک کج رفتار گردون غدار ہمیشہ زمانے میں عیش و سرور کو مبدل بغم و رنج کرتا ہی محفل خوشی کو دم بھر میں درہم و برہم کرتا ہی کہیں شادی کہیں ماتم کہیں عیش کہیں غم کہیں سوز کہیں ساز بموجب بند مسدس

ہی عجب حال جہان بے ثبات و بے مدار
آج تو تخت طلا ہی کل ہی مرقد کا کنار
ہتا کہاں جمشید کس جا تھا فریدون کو قرار
قصر و ایوان تو کہاں ملتے نہیں انکے مزار

ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانہ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانہ

جس وقت کہ ہزبر پاتن نے صمصام کو گرفتار کر لیا تجھے بھی قبضے میں کیا وہاں افراسیاب خوشی خوشی بارگاہ حیرت میں آیا ہی خوشی میں حال صمصام ملکہ حیرت کو سنایا ہی اور

عالم خوشی مین کہتا ہی کہ ای خاتون محل مین آپ کے خداوند لقا نے تدبیر معقول کی صمصام
نے مجھے قتل بران آمادہ ہی مگر بری مشکل مین مین نے اُسکو راضی کیا ہی تمھاری مصاحب
ہی لالہ زار نرگسی چشم اب تم اُسکو راضی کرو کہ جب وہ یہان آئے ایک لمحہ اُسکے سامنے
جائے پھر مین وعدہ شادی کا کر کے تمھاری خدمت مین بھیجدونگا جب بران قتل ہوجائیگی
خواہ شادی کرے یا نہ کرے اُسکو اختیار ہی مگر اسوقت دام تزویر ضرور بچھانا چاہیے اس مرغ
زیرک کو پھنسانا چاہیے حیرت نے کہا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر قصد ہوا کہ لالہ زار کو
بلاؤن یا خود جاؤن مگر افراسیاب سے کہا کہ ای شہنشاہ کتاب سامری مین ملاحظہ فرمائیے
کہ آج صمصام کس منزل پر آتا ہی کیا کر رہا ہی برائے خوشامد اُس حوالی کے تاجدارون
کو فرمان لکھکر روانہ کردون کہ جسکی سرحد مین صمصام پہونچے وہ واسطے اُسکے سامان دعوت
مہیا کرے اور باعزاز و اکرام منزل بمنزل یہان تک پہونچائین پس افراسیاب اس صلاح
حیرت کی نہایت خوش ہوا کتاب اُٹھا کر دیکھنے لگا حیرت نے دیکھا کہ جون جون شہنشاہ
کتاب ملاحظہ کرنے مین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہی یکایک فرش پر پڑا ہی نوچنے کا ارادہ
ہی غصے مین زانو پر ہاتھ مارا حیرت نے گھبرا کر پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہی اتنا کہنا تھا افراسیاب
نے کہا کہ ملکہ غضب ہوا صمصام گرفتار ہوگیا ابھی جاتا ہون زمین کے طبقے ہلاتا ہون
یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالکر مثل فتنہ خوابیدہ کے اُٹھا اور ایک جست کرکے مثل شعلہ آتش
سرکش بلند ہوا اشارہ تھا کہ آسمان مین ڈوب گیا یہان ہزبر پر تعین ہوئے دشت لالہ زار
سے نکلنے کا قصد کیا ہی تھوڑا راستہ طی ہوا ہی کہ آسمان پر سے آواز آئی او ہزبر کہان جاتا
ہی مین آ پہونچا ہزبر نے سر اُٹھا کر جانب آسمان دیکھا قیامت کا سامان نظر آیا کہ خود افراسیاب
نمایان ہوا کف منھ مین غصے سے چہرہ سرخ کچھ اشارہ کرتا ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پر آیا اور
چند سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے لشکر ہزبر پر پتھر برسنے لگے ہزبر کہ ابھی اسکے
اچھی طرح ہوش و حواس بھی درست نہ ہوئے تھے لشکر بھی بار سحر صمصام اٹھا چکا تھا
گھبرا گیا سحر تو بھلا دیا کرکے افراسیاب پر کیا گولا مارا مگر قصد ہوا کہ نکل جاؤن بچہ تو میرے
قبضے مین آچکا ہی تیرے جنگ کی ضرورت کیا ہی پلٹ کے جاتا صندوق اُٹھاؤن دیکھا چند بچے

سنہرے صندوق کو پکڑے ہین ہرچند زور کیا مگر صندوق اپنے مقام سے نہ ہلا گھبرا کر اپنے تخت
سے کود پڑا افراسیاب نے آواز دی ہمارے خیرخواہ صمصام کی زبان سے جلد سوزن
نکالو قید سحر سے جلد رہا کرو یہ کہتے ہی ایک پتلہ فولاد کا زمین سے نکلا افراسیاب کو سلام کیا
عرض کی غلام حاضر ہی حکم شاہنشاہی بجا لاتا ہون یہ کہتا ہوا طرف صمصام کے چلا ہزبر نے
دیکھا کہ پتلہ طرف صمصام کے جاتا ہی گولے ترنج نارنج اُسکو مارے بشت وپہلو پر پتلے کے
پڑے کچھ تاثیر نہوئی پتلہ گولے کھاتا ہوا حربے سحر کے اُٹھاتا ہوا قریب صمصام پہونچا جاتے
ہی سوزن زبان سے نکال لیا قید سحر کو توڑ کر پھینک دیا پتلہ خود تو یہ کام کر کے غرق زمین
ہوکر غائب ہوا صمصام کو ہوش آیا قید سحر سے چھوٹا افراسیاب کو دیکھا کہ میرے دشمنون کو
قتل کر رہا ہی ہزبر بھاگا بھاگا پھر رہا ہی افراسیاب کو دیکھکر صمصام دلیر ہوا ہزبر نے جا کر
ہاتھ شمشیر سحر کا مارا ہزبر نے سپر سحر پر روکا آواز دی او نامرد حمایتی کو دیکھکر بہت بلبلایا یہ کہکر
خبردار خبردار کے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اُسنے چاہا روکون مگر تلوار مثل برق گری سپر کے دو ٹکڑے
ہوئے جیسے ابر تیرہ سے بجلی کڑکڑا کر گذرتی ہی خود کو بھی کاٹ کر تا دو ابرو تیغہ پہونچا ہائے کہکر
صمصام زمین پر گرا آواز دی ای شہنشاہ دہائی ہی بچائیے ہزبر نے چاہا کہ اسکی چھاتی پر چڑھکر
سر کاٹ لون افراسیاب جست کر کے بیچ مین آیا اپنا سینہ سپر کر دیا دوسری تلوار افراسیاب
پر پڑی مگر تاثیر نہوئی ہزبر بلیلن مثل ابر افراسیاب پر برس پڑا اسباب سحر صرف کیا
یعنی گولے ترنج نارنج مجھے پیکان کے دانے ماش کے مارے افراسیاب زخمی نہوا یہ حیرت ہی
کیونکہ سب حربے خالی گئے افراسیاب نے اپنا تیغہ سحر اُٹھایا سر پر ہزبر بلیلن کے لگایا وہ تیغہ
قضا تھا کیونکر لگتا ہزبر بلیلن ہاتھ سے افراسیاب کے سیار گلشن جنان ہوا افراسیاب
اسکو مار کر طرف فوج کے متوجہ ہوا صمصام کو آکر زمین سے اُٹھایا گلے سے لگایا زخم باندھا تخت
سوار کیا جس تخت پر صندوق پنجہ قتل بران رکھا تھا اُسی پر جست کر کے آپ بھی بیٹھا اور
صمصام بد انجام کو ہمراہ لیکر طرف لشکر حیرت کے چلا راہ مین لشکر صمصام جو درہ ہائے
کوہ مین آکر چھپا تھا اپنے مالک کو دیکھکر دہائی دیتا ہوا نکلا صمصام نے عرض کی ای شہنشاہ
ہر جانب دیکھیے تین لاکھ مین صرف پچاس ہزار بچے آپکی محبت مین سب مارے گئے

افراسیاب نے تخت روک لیا وہ سب رونے پیٹنے قریب آئے کل لشکر کو ساتھ لیلیا افراسیاب
تا بہ حد طلسم ہوش ربا ساتھ آیا کہا اے صمصام اب کچھ مقام خوف نہین ہی یہ سرحد طلسم ہوشربا ہی
ما بدولت سبکو خبر کرتے ہوئے جاتے ہین ایک تاجدار جلیل آئیگا بارگاہ و خزانہ وغیرہ سب ساتھ
لائیگا تمکو باحتیاط لشکر حیرت مین پہونچائیگا ما بدولت نے تمھاری معشوقہ کو بھی براضی کیا سب
سامان وہان مہیا ہی اتنا تامل اسواسطے ہی کہ بذلت تمھارا گذر ہو بروے لشکر مع نمود شان
وشوکت تمام آؤ وزرا امرا واسطے استقبال کے آئینگے ہم تمھارا مرتبہ بڑھائینگے یہ کہکر افراسیاب
مثل تیر شہاب نکل گیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ صمصام بدانجام نے دیکھا ایک تاجدار مع
ساٹھ ہزار فوج آکر پہونچا صمصام سے بغلگیر ہوا صمصام نے نام پوچھا کہا مجکو مفتوح بیشہ نشین
کہتے ہین بحکم شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپ کے لینے کو آیا ہون کل سامان عیش و نشاط ساتھ ہی
صمصام خوشی خوشی عیش عیش کرتا ہوا ہمراہ مفتوح بیشہ نشین کے منزل بمنزل طرف لشکر ملکہ
حیرت جادو کے روانہ ہوتا ہی یہان لشکر ہزبر بلیتن آفت سنگباری مین مبتلا تھا بعد جانے
افراسیاب کے وہ آفت سماوی برطرف ہوئی جھونکے ہوائے گرم کے چلے سنگباری بعد باری
موقوف ہوئی کان مین آواز آئی مارا مجکو کہ نام میرا ہزبر بلیتن تھا یہ سانحہ مصیبت خیز ماتم انگیز
جو سرداران ہزبر نے دیکھا گریبان چاک کیے منہ پر خاک ملی لاشہ ہزبر بلیتن کا اٹھا لیا روتے
پیٹتے طرف قصر جمشیدی کے چلے یہان کوکب روشن ضمیر غافل از شعبدہ بازی فلک بزم عیش
آراستہ وزیر سے باتین کرتا تھا کہ ماشاء اللہ ہزبر بلیتن فوج صمصام سے کیا خوب لڑا بڑے
غضب کا معرکہ پڑا مگر شیر بیشہ جرات نے اُس صمصام روبہ خصال کو گرفتار کرلیا انشاءاللہ
پہونچا چاہتا ہی ایسا سرفراز کرونگا کہ اُسکو بھی ہماری عنایت پر ناز ہو مگر اے وزیر اعظم صمصام
کو بھی سمجھا تا ہمارے قدمون پر گروانا فقط براہ چشم نمائی دو چار روز نظر بند رہیگا یقین ہی کہ پھر
ایسی خطا اُس سے سرزد نہو مگر بچہ اُسکے قبضے سے لینا ضرور ہی اب مجکو اُسکا اعتبار نہ رہا مقدمہ
جان کا ہی حفاظت ملکہ بہار شمشیر زن کی لازم ہی اب یہ دل مین ارادہ ہی کہ اس بچہ کو خدمت
مین ملکہ مشتری خستارہ طلعت ماہ لک چہرہ بلائے طلسم نور افشان کے بھیجدین کہ وہ پاس ملکہ
جیحون سبزپوش زبان دراز کے بھیجدیگی وہان کسی کا گذر ممکن نہین ہی خورشید نے عرض کی

بہت معقول تجویز فرمائی کیونکہ ہم لوگ جانبازی نہ کرین کہ ایسے دشمن کو حضور فرماتے ہین کہ قتل
نہ کرونگا ہر چند کہ حضور نے ایسی خبر خوشی کی سنائی گویا زبان تازہ جسم مین آئی مگر دل خود بخود
گھبراتا ہی کوکب نے کہا ای وزیر اعظم سچ ہی میرا بھی یہی حال ہی خود بخود دل پر ہجوم غم و ملال ہی
شاید کچھ ہزبر بلیتن پر افتاد پڑی آنے مین یہان بڑی دیر ہوئی جلد مرات واقعہ لاؤ ابھی حال
اُس جوانمرد کا آئینہ ہوگا یہ ذکر تھا اور خورشید اپنے مقام سے اُٹھا ہی کہ مرات واقعہ لاؤن اور
شہنشاہ کو دکھاؤن کہ یکایک شور گریہ وزاری در قصر جمشیدی بلند ہوا کوکب نے گھبرا کر کہا کہ
ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہی یہ کلام تمام نہوا تھا کہ بہت سے سردار دریاے خون مین نہائے ہوئے
لاش ہزبر بلیتن اُٹھائے ہوئے سامنے کوکب روشن ضمیر کے لائے چلائے دُہائی ہی سرکار کی کوکب
گھبرا کر تخت سے اُٹھا سرداروں سے پوچھا یارو یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی تم سب تو صمصام
کو گرفتار کر چلے تھے فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگ گئی تھی یہانتک تو خبر مجکو معلوم ہو چکی تھی کہ صحرا
لالہ زار سے بفتح و ظفر آپ لوگ چل چکے تھے اُن سب نے سر اپنے زمین پر دے مارے عرض کیا
ای شہنشاہ گردون بارگاہ ہزبر بلیتن جوان شیر دل تھا حقیقت مین آپکے اقبال سے کس زور
شور سے لڑائی فتح کی تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ خود افراسیاب آیا اُس سے بھی یہ شیر ایسا لڑا
کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے حلقۂ غلامی ہزبر بلیتن اپنے کان مین ڈالتے مگر اُس ظالم سے
کیا زور چلے جسپر نیزہ تیر تیغ ناوک تاثیر نہ کرے اُس جری نے جانبازی سے گھوڑا پھیرا افراسیاب
پر تلوار کھینچ کے جا پڑا جرأت سے اُس نوجوان کی چرخ پیر لرزان ہوا آخر افراسیاب جبنی
کے ہاتھ سے راہی گلشن جنان ہوا یہ سنکر قصر جمشیدی مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کوکب
روشن ضمیر انتہا کا دردمند ہوا آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون افسوس
موت سے کسی کا زور نہین چلتا وقت قضا کسی طرح نہین ٹلتا کیا کیا تدبیر کی مگر کچھ نہو سکا جو
مرضی پروردگار کی اگر موت بر ان کی قریب ہی تو ہمارا کیا اختیار ہی ہر طرح بندہ مجبور و ناچار
ہی وہ مالک و مختار ہی دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی کون ہنستا ہی اور کون روتا ہی
ای خورشید روشن راے یہ تو دریافت کرو کہ وہ بچا کہان گیا یہ زبان سے کوکب کی نکلا تھا
کہ طائر سحر نے آکر خبر دی کہ ای شہنشاہ صمصام بد انجام کو افراسیاب اپنے ساتھ لے گیا

خراج گذاران افراسیاب راہ میں اگر اس سے بغلگیر ہو سے طرف لشکر حیرت کے رخصت ہوئے
یقین ہی کہ نگھرام پہونچ گیا ہوگا یہ سنکر کوکب روشنضمیر نے فرمایا خواجہ عمرو کو اس امر کی اطلاع کرنا
ضروری ہی وہ انشاء اللہ کچھ نہ کچھ اسکی تدبیر کرینگے گر یار وصاف تو یہ ہی کہ عمرو کیا کیا کام کرے
مقابلہ ساحران غدار کا وہ سحر سے ایک حرف نہین جانتے گر جرأت عمرو پر ختم ہی مین عمرو کا
بندۂ احسان ہون لیکن اس مقدمہ مین نہایت حیران و پریشان ہون خورشید روشن رائے نے
دست بستہ عرض کی ایک کام تو آپ جلد کیجیے ملکہ بران شمشیرزن ابھی راہ مین ہونگی نامہ بھیجکر
روک لیجیے طرف ملکہ مہرخ کے نجائین یہان چلی آئین اپنی جان بچائین جب یہان پہونچین
تو حکم فرمایئے کہ ای نور نظر چندے باغ نگارین مین سیر کرو گھر سے نکلنا مناسب نہین ہی بعد اسکے
جیسا کہ عقل مین آیگا سامان کیا جائیگا کوکب نے فرمایا ای وزیر اعظم تنے بارہ خیر خواہی تدبیر
معقول بتائی یہ ہماری بھی عقل مین آئی مگر شیوۂ جرأت سے بعید ہی تمام طلسم نور افشان و طلسم ہوشربا
مین مشہور ہو جائیگا ہر خورد و کلان اطلاع پائیگا کہ صمصام نگھرام کے خوف سے کوکب ایسا
لرزان و ترسان ہوا کہ ملکہ بران شمشیرزن کو باغ نگارین مین پنہان کیا اس ذلت سے مرجانا
بہتر ہی مگر خواجہ کو اطلاع دینا ضرور ہی کہ وہ انکی کنیز ہی یہ بھی خوب جانتا ہون کہ انکو بران
دل و جان سے عزیز ہی مجھسے زیادہ محبت کرتے ہین جب ہاتھ سے عشاق سبزہ رنگ کے گرفتہ
ہوئی تھی انھین کا کام تھا کہ اس ایسے ساحر زبردست کو مارا اب بھی جو کچھ ہوگا انھین کی کارگذاری سے
پروردگار فضل کریگا سنتے ہی عمرو اپنی جان لڑادیگا یہ کہکر قلمدان طلب فرمایا قلم اوٹھایا کوکب
روشنضمیر نے اس طور سے خواجہ کو نامہ لکھا

نامہ لکھنا کوکب روشنضمیر کا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو مشتمل یہ نگھرامی صمصام
آنا نامے کا اور پہونچنا ملکہ بران شمشیرزن کا لشکر مہرخ مین اور در آخلہ صمصام
کا لشکر حیرت مین اور برق کلجا کر ایک جادوگر کو مارنا اور خواب دیکھنا ملکہ مخمور
سرخ چشم کا نور الدہر کو اور روانہ ہونا واسطے دیکھنے نور الدہر کے طرف کوہ عقیق کے
اور آنا نامہ لقا کا پاس افراسیاب کے اور روانہ کرنا افراسیاب جادو کا
عقرب نیشزن جادو کو برائے مدد لقا نامہ

ای شہنشاہ اوج عیاری
تاجدار ممالک فطرت
ذہن کیا کر سکے بیان حضور
ہی بھری دل مین حسرت دیدار
دمبدم رنگ یہ بدلتا ہی
آفت تازہ سر پہ آئی ہی
وہ جو صمصام ہی خراج گذار
جاملا دشمنون سے بدگوہر
اُسکے جوہر سے ہو جیسے ماہر
سپر بران وہی ہی تیغ قضا
دیکھیے رنج کیا دکھاتا ہی
نیچہ بچیا سے لیجیے گا

دی منہ آسمان طراری
رہبر جادۂ اولوالعزمی
عقل و دانش ہین چاکران حضور
فلک سفلہ پرور ہی درپئے جنگ
خنجر ظلم دل پہ چلتا ہی
ہو گیا دوست جان کا دشمن
ہی عدو جان کا وہی غدار
نیچہ اک جو تحفہ جات سے تھا
صاف کرتا ہون آپ پر ظاہر
جوہر خنجر ممات ہی وہ
سمت افراسیاب جاتا ہی
حال رنج و غم و ملال تمام

مصدر فیض صاحب ہمت
طی کن منزل پیادہ روی
عرض پیرا ہی کوکب دیندار
کردیا اُسکی بدعتون نے تنگ
بخت بد کی یہ نارسائی ہی
خضر راہبر ہوا دشمن
قتل بران پہ چست کرکے کمر
پاس اُس بچیلکے تھا رکھا
ای شہنشاہ ہی یہ جائے نگاہ
قاطع رشتۂ حیات ہی وہ
دسترس ہو تو قتل کیجیے گا
لکھدیا والسلام والاکرام

یہ لکھکر طیران سریع السیر جادو کو طلب فرمایا یہ نامہ سربمہر کرکے دیا اور ارشاد فرمایا کہ جلد بخدمت خواجہ عمرو یہ نامہ پہنچانا اور زبانی یہ بھی ہماری طرف سے ظاہر کرنا اور تمام کیفیت شاہزادہ ہزبر بہلیتن سے بھی ماہر کرنا کہ مین نے قصد اُسکے روکنے کا کیا تھا یہ شیر دل بصد صولت و شوکت جاکر خوب لڑا صمصام کو گرفتار بھی کرلیا تھا مگر جو نوشتۂ تقدیر ہوتا ہی اُس سے انسان ناچار ہی وہ پیدا کرنے والا مالک ومختار ہی اور ہزبر بہلیتن کی قضا آچکی تھی مین یہان غافل ہوا وہان افراسیاب نے آکر اُس شیر دل کو مارا اور صمصام کو رہا کرکے اپنے ساتھ لے گیا اب جو آپ مناسب وقت دیکھیے وہ کیجیے طیران سریع السیر جادو اک عقاب سحر پر سوار ہوکر بعجلت تمام وہ نیک انجام طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا لشکر ملکہ مہرخ مین تمام سردار اور عیار مصروف عیش ونشاط ہین طراد جادو کی دعوتین ہورہی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین اور مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران والا گہر مہتر قران بصد عظم وشان اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین اور حال خیریت مآل طرار نامدار کے

ناظر ہین کہ یکایک سامنے سے چرند و پرند جو اسیسان لشکر اسلام حاضر ہوئے عرض کی اس وقت ایک جادوگر صمصام جنگ آزما اے خونریز زرہ پوش بصد جوش و خروش داخل ہوا چاہتا ہی وزیر و امیر واسطے استقبال کے گئے ہین شاید کوئی خراج گزار افراسیاب کا ہو گا غلامون نے صرف نام دریافت کیا یہ تحقیق ہوا کس ملک سے آیا ہی کہان کا رہنے والا ہی اتنا البتہ جان نثارون نے دیکھا کہ سر پر اُس خیرہ سر کے پٹیان مرہم کی چڑھی ہین کہین سے جنگ کر کے آیا ہی اُسکے ساتھ والے بھی زخمدار بیقرار خستہ شکستہ دیکھے ملکہ مہرخ نے فرمایا انشاء اللہ دریافت ہو جائیگا اگر ہمارے مقابلہ کو آیا ہی طبل جنگی بجوائیگا ہمارا تکیہ پروردگار پر ہی خدا وہ دن دکھائے کہ اسد غازی رہا ہو کر اس لشکر مین تشریف لائین یہ ذکر تھا کہ طیران اگر عقاب سحر سے اترا واسطے تسلیم ملکہ مہرخ کے خم ہوا ہاتھ پر نامہ رکھکر خواجہ عمرو کو دیا عرض کی بغور ملاحظہ فرمائیے عمرو نے فورًا نامہ کو کھولا مضمون جانگزا سے آگاہ ہوا رنگ رو متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب ہل گیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ای خواجہ خیر تو ہی عمرو نے کہا ای ملکہ غضب ہوا تقدیر نے آفت تازہ دکھائی ایک بلائے آسمانی آئی خدا بچائے اور تمام کیفیت خواجہ نے مضمون نامہ کی ملکہ مہرخ سحر چشم وغیرہ سے بیان کی یہ سنکر ہر سردار کے ہوش و حواس باختہ ہوئے طیران سریع السیر جادو سامنے خواجہ کے کھڑا ہی اور رو رو کے حال مصیبت ہزبر پلیتن کا جانبازی کرنا اور قتل ہونا بیان کر رہا ہی یا لیا دربار مع ملکہ مہرخ و ملکہ بہار اس حال مصیبت خیز کو سنکے اشک حسرت بہا رہے ہین ہر ایک کا یہی کلام ہی کہ افسوس ہزار افسوس ایسے وقت مین ہم لوگون کو خبر نہوئی ورنہ جا کر جانبازی کرتے اور اس مرد میدان شجاعت کو ہاتھ سے افراسیاب جادو بدخو کے جس طرح ہوسکتا بچاتے اور صمصام ناکام پر وہ آفت لاتے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اُس بدانجام کے حال پر روتے ہمکو ایسے ہمراہ کے اوپر ذرا ترس نہ آتا مصرع خیر زندہ ہی اگر یار تو صحبت باقی ✤ دیکھا جائیگا وہ ملعون جب ہمارے مقابلے پر آئیگا اپنی سرکشی کی انشاء اللہ سزا پائیگا مگر افسوس ہی اس زمانہ مین ہم لوگون پر ایسا وقت تنگ ہی ہر سردار اپنی جان سے بتنگ ہی زمانہ گذرنے میعاد قید اسد کا قریب آیا ہی اپنی اپنی فکر مین ہین اٹھ پہر

اسی فکر میں ہیں کہ پروردگار افراسیاب غدار کے ہاتھ سے اُس نابکار کو بچائے اور
وہ جامع المتفرقین بخیر و خوبی رہا کر کے ہم سے ملائے اچھا جو مرضی پروردگار ایسی بلا سے

قطعہ
ناگہانی کو بھی جھیلینگے اپنی جان پر کھیلینگے ہماری تو یہ مثل ہے
ہر بلائے کز آسمان آید
گرچہ باد دیگرے قضا باشد
بر زمین نارسیدہ میگوید
خانۂ انوری کجا باشد

یہ تقریر ملکہ مہرخ نے طیران سریع السیر کی سُنکر فرمایا صاحبو صبر کرو اپنے دلپر جبر کرو اب اس
مقدمہ میں تدبیر معقول بتاؤ مشیران خوش تدبیر نے دست بستہ عرض کی جواب میں اس نامہ کے
شہنشاہ کوکب کو تحریر فرمایئے کہ فی الحال واسطے چندے ملکہ بران کو یہان نہ آنے دیں اثنائے
راہ سے اپنے پاس بُلالین طیران نے عرض کی کہ یہ صلاح قبل وزیرون نے شہنشاہ کو دی
تھی اُس شیر بیشۂ جرات صاحب شوکت و لیاقت نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں ایک
نمک حرام کے خوف سے بُران شمشیر زن صف شکن کو چھپاؤن کبھی ایسا ہوگا عمرو نے کہا اسمین ہمکو
کیا دخل ہے شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اس حقیر کے کہنے پر ضرور عمل فرمائنگے بُران کو باغ نگارین مین
چھپا دینگے یہ ذکر ابھی درپیش تھا عمرو نے قلم اُٹھایا مگر کچھ بات درپیش تھی کہ یکایک آسمان پر لکہ ابر گلنار
نمایان ہوا اس زور و شور سے ابر اُٹھا ہی کہ تمام صحرا سرخ ہوگیا ہی کوئی کہتا ہی آج آسمان سے خون برسیگا
کوئی کہتا ہی شفق پھولی ہی شام اودھر کی کیفیت بھولی ہی یا کوئی ساحر گلگون پوش آتا ہی حقیقت
مین قلب تھراتا ہی وہ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا رعد کی گرج چشمک زنی برق کی دل ہلاتی تھی
بلبلان خوش رنگ کی زمزمہ سرائی عجیب کیفیت دکھاتی تھی دیکھا تو وہ ابر اسی جانب آتا ہی خاص
لشکر اسلام پر محیط ہو رہا ہی خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل
و رعد و برق جملہ سرداران نامی تیغ و تاریخ ہاتھ مین لیکر خائف و ترسان بیرون بارگاہ آئے
یقین کامل ہوا کہ افراسیاب نے کسی ساحر زبردست کو بھیجا ہی قصد ہوا کہ قبل از اُترنے
ساحر کے سحر سے رد کرین خواجہ عمرو گلیم کاندھے پر ڈالے کھڑے ہین اس ارادہ پر کہ ابر شق ہو
ساحر نمایان ہو مین لشکر سے نکل جاؤن جاکر عیاری کی تدبیر کرون مہتر برق حباب ہائے
بیہوشی ہاتھ مین لیے ہوئے تڑپ رہا ہی کہ یہ جو کوئی ساحر ہی جلد اُترے آتے آتے
حباب مارون قریب جاکے للکارون مہتر چالاک بن عمرو بتعجیل گوشے مین آیا

بعجلت تمام رنگ روغن نکالکر ایک کنیز حسین مہ جبین خوشرو پری تمثال کی شکل بننے لگا
جانسوز بن قران نے ایک ساحر کی شکل بنائی یہ ضرغام شیر دل ایک جبہ ادہنکر تیار ہو گیا
عصائے نقرئی ہاتھ مین لوٹے دار پگڑی سر پر چنی ہوئی چکن زیب جسم ململ چشم کا پٹکا کمر مین
چستی و چالاکی بیتوں مین مہتر قران بعد اتمام کر ایک کرہ مین آکر ٹھہرے ہین ساحرون نے
جو اپنے سردارون کو دیکھا کہ آمادہ حرب و پیکار ہین لڑنے پر تیار ہین کمر بندی کرنے لگے تسبیح
تاریخ ناش کے دانے ہاتھ مین لیے بعضون نے جھولیان اسباب سحر کی جلد جلد اٹھا کر زیب
دوش کین کسی ساحر نے نفیر سحر بجائی فوج ساحران تیار ہوکے آئی کہ یکایک دہ ابر گلنار شق
ہوا بجلی چمکی آنکھین سب کی جھپک گئین بعد چشم زدن دیکھا کہ تخت زرین پر ملکہ بحران شمشیر زن
بصد صولت و شوکت سوار ساحران نامدار کے ہاتھ مین علمہائے زرنگار پھریرے کھلے ہوئے
ہوا مین اڑتے ہوئے اس پر تعریف الٰہی و نعت پیغمبر برحق بخط جلی مرقوم تین لاکھ ساحران نامی کی
آمد کی دھوم جلو مین ایک تخت مختصر اس پر ملکہ مجلس جادو گر کنیزان خوشرو بارہ سو لڑکیان
ہمسن شوخ و شنگ طائران زرین بال پر سوار کرتے جسم مین کلاہ ہائے زرین سرون پر
چھوٹے چھوٹے خنجر زیب کمر جھولیان بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالے مینڈھیان گندھی ہوئین نگین
تارے سرخ عجب کیفیت دکھاتے تھے ابر سیاہ مین یاقوت احمر کے ٹکڑے نظر آتے تھے
خود ملکہ مجلس جادو جس تخت پر ہے ایک گھروندا آراستہ گڑیان مٹی کے کھلونے رکھے
ہوئے ایک گویا دلہن بنی بیٹھی ہے گھونگٹ نکالے ہوئے دو منیان بھی وہی مٹی کی چڑیان کسی کی
کمر مین طبلہ بندھا ہے چھوٹے چھوٹے ہاتھون سے ٹکڑے باندھ رہی ہین سر ہلاتی جاتی ہین
ایک گڑی سارنگی بجا رہی ہے ایک بچہ آگے بڑھی ہوئی گا رہی ہے بھاؤ بتا رہی ہے بیت
دو طبلون کی آواز انکی صدا وہ گانا کہ اچھا بنا لاؤ لاہ ایک سمت ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی بصد ناز طاؤس سحر پر سوار پایۂ تخت ملکہ بحران شمشیر زن پر ہاتھ رکھے ہوئے
جب مسکراتی ہے گویا بجلی چمک جاتی ہے ایک طرف ملکہ عمران جادو اور ملکہ مجلس جادو
بعہدۂ سپہ سالاری لشکر و فوج کو جمائی ہوئی شوکت فوج کو بڑھاتی ہوئی ایک جانب ملک
شعلہ برق انداز حاکم قلعۂ آتشبار گرمی حسن بازار خوبی مہر شان کو سرد کرتی تھی

جدھر نگاہ اُٹھاتی تھی برق چمک جاتی تھی ایک سمت ملکہ گلابی چشم نارنجی پوش بصد جوش و خروش
ایک طرف ملکہ چشمک زن جادو نگاہ طالب دیدار کی دشمن غرض اسی طرح چار سُو
شاہزادیان ماہ رخسار طرحدار بصد زیب و زینت گرد تخت ملکہ برّان شمشیر زن زیر بارگاہ
بلور چار دست مرکب باد رفتار پر سوار ایک ہاتھ مین تلوار ایک ہاتھ مین سپر صاحب
فتح و ظفر دونون ہاتھون کی مٹھیان بندھی ہوئین اگر وہ مٹھیان کھل جائین لشکر عدو پر آفت
لائین مٹھی کا بندھنا ہی بہتر و مٹھی کے کھلنے مین خرابی سراسری یہ بھی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے
اجازت لیکر شریک لشکر ملکہ برّان شمشیر زن ہوا ہی تمام فوج و لشکر کو ساتھ لیے ہوئے نمایان
ہوا تمام سرداران لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ برّان شمشیر زن کو دیکھکر خوشی سے باغ باغ
ہوگئے واسطے استقبال کے بڑھے اور بصد شوکت و حشمت ملکہ بران کو ہمراہ لیکر داخل بارگاہ
آسمان جاہ ہوئے پہلوے تخت ملکہ مہرخ مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ گر
ہوئین شاہزادیان بھی اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر بیٹھین خواجہ عمرو عیار توکلیم کاندھے پر لیکر
کھڑے ہوئے ہنستے مسکراتے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ بران واسطے تسلیم کے جھکین
خواجہ عمرو نے بمحبت سر سینے سے لگالیا دعاے جان درازی دی مگر بران شمشیر زن نے دیکھا
کہ رنگ روے خواجہ عمرو متغیر ہی آنسو آنکھون مین بھرے ہوئے ہین رومال سے پاک کر رہے
ہین ملکہ بران شمشیر زن نے بیقرار ہوکر پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہی کیون آئینۂ رخسار پر گرد ملال
ہی کیا اسوقت اسد دلاور کا کچھ خیال ہی خواجہ عمرو نے کہا نہین ای نور نظر اپنے آقاے
نامدار کے فراق مین مبتلا ہون آٹھ پہر تڑپتا ہون وہ آقا زادہ جسکے ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے
کبھی ایک لمحہ کی جدائی نہوئی تھی یا محبت مین اسد غازی سے سالہا سال کی جدائی ہوئی
دیکھیے کس دن جامع المتفرقین صاحبقران سے ملائیگا کس دن وہ گلشن بیخزان نبی دربا خرد
نظر آئیگا ملکہ بران خواجہ عمرو سے یہ باتین کرہی تھین دیکھا ایک گوشہ مین طیران خاموش کھڑا
ہی مثل برگ بید کانپ رہا ہی روے زیبا ملکہ بران کو دیکھکر روتا ہی ملکہ بران نے
فرمایا ای طیران تم اسوقت یہان کہان آئے ہو اسقدر کیون گھبرائے ہو اُسنے چاہا کہ مثل
خواجہ کے حال مصیبت مآل کو چھپاؤن دست بستہ عرض کی فقط زیارت خواجہ کو حاضر ہوا

تھا اور سب طرح خیریت ہی ملکہ برّان نے فرمایا اسقدر بیقراری کا کیا باعث ہی قسم ہی تمکو ہمارے
سر عزیز کی صاف صاف بیان کرو اسوقت تو مین بھی اہالیان دربار کو پریشان پاتی ہون برائے
خدا جلد بتلاؤ مین ہول کھاتی ہون طیران سریع السیر جادو سے آخر ضبط نہو سکا چیخ مار کر رونے لگا
خواجہ عمرو نے بھی رومال آنکھون پہ رکھ لیا اور سب سردارون مین بھی شور گریہ وزاری بلند ہوا
ہر خورد و کلان درد مند ہوا عمرو نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر بخدا مین فرزندان صاحبقران سے
زیادہ تمسے محبت کرتا ہون آٹھ پہر تمھارا ہی خیال ہی یہ بھی تم بخوبی جانتی ہو کہ تمھارا رازدار
بھی ہون پروردگار وہ دن دکھائے کہ اُس راز کا انجام بخیر ہو خوب تمکو یاد ہوگا کہ جب عشاق
سبزہ رنگ نے بعد شکست ہونے دریا کے اور ٹوٹنے پل پر یزاد ان کے بچہ سحر تیر مارا اور اٹھا
لیا اگر کوکب نے طلسم نور افشان مین رکھا مین آٹھ پہر بیقرار تھا مگر عنایت سے پروردگار کی
جاکر اُس بچہ کو مار ڈالا دونو لشکر ویسا ہی معرکہ اب بھی درپیش ہوا ہی اسوجہ سے زیادہ پس و پیش ہوا
ہی ابھی ابھی طیران سریع السیر جادو نامہ تمھارے والد نامدار کا لیکر آیا ہی اُس سے واضح ہوا کہ
صمصام جنگ آزمانے خونریز زرہ پوش خود بخود باغی ہوا ہی اور بچہ تمھارے دشمنون کے
قتل کا جو اُس نگھرام کے پاس تھا لیکر بخدمت حیرت آتا ہی شہنشاہ نے کوکب سے خبر پاکر اُسکو روکا
تھا تمھارے ملازم ہنر برپلیتن نے اُسکو آڑے آیا تھا لکھا ہی کہ اُسے گرفتار بھی کرلیا تھا اُسکے گرفتار ہونے
پر شہنشاہ مصروف عیش ہوئے اس خیال سے کہ اب ہمارا بچہ خواہ نگھرام کو گرفتار کرکے بلواتا ہوگا
یہان فلک کج رفتار نے کجروی دکھائی افراسیاب خود وہان جا پہونچا اُس روباہ صفت نے
ہنر برپلیتن کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا صمصام تو چھٹ الباب وہ داخل لشکر حیرت ہوا چاہتا ہی
لہذا میری خوشی یہ ہی کہ تم ابھی جانب طلسم نور افشان چلی جاؤ بعیش وراحت باغ نگارین مین
بسر کرو انشاء اللہ مثل عشاق سبزہ رنگ اس بچہ کو بھی مارا اور بچہ اُس سے لے لیا تو تمام
اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا یا میری بھی قضا اُسکے ہاتھ سے ہی اب تو مین انتظام رہائی اسد کا بھی
بھولا برّان نے بمحبت ہاتھ گلے مین خواجہ عمرو کے ڈال دیے عرض کی مین آپ کو مثل والد
نامدار کے جانتی ہون محبت قلبی سے آگاہ ہون آپکا فرمانا آنکھون سے بجالاتی مگر مقام غیرت
ہی کہ ایک نگھرام ذلیل ہمارے گھر کا غلام اُسنے تو یہ کام کیا افراسیاب خانہ خراب کا شریک ہو

اور ہر سر مقابلہ آتا ہی شجاعت اپنی دکھاتا ہی یہ کنیز آپکی جسدن سے حاضر ہوئی مقابلۂ حیرت جادو
اور افراسیاب جادو سے بھی نہین ہٹی اسکے خوف سے چلی جاؤن باغی کے خوف سے اپنے
تئین باغ مین چھپاؤن یہ کبھی نہوگا بلکہ واضح رہے جب وہ بجایا طبل جنگی بجوا کر میدان مین نکلیگا
کسی سردار کو نہ جانے دونگی خود مقابلہ کرونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی یہ باتین یہان
ہو رہی ہین کہ لشکر حیرت سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی عمرو نے کہا شیا برق
دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہی برق تڑپ کر جھپٹا صورت بدل کے لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ
ایک ساحر سیہ فام کو ملازمان حیرت استقبال کرکے لائے ہین وہ مغرور اکڑتا ہوا ابل کرتا ہوا
چلا آتا ہی ملکہ حیرت بارگاہ مین آکر ٹھہری ہین حکم دیا ہی کہ شہنشاہ صمصام جنگ آزمائے
خونریز زرہ پوش خیرخواہ دولت طلسم ہوش ربا کو جلد ہمارے سامنے باعزاز و اکرام تمام لاؤ
کہ ہم بہت مشتاق ہین یہ حکم سنکر وزیر و امیر دوڑے اور صمصام کو سامنے ملکہ حیرت کے لائے
پہلوان واسطے تسلیم کے خم ہوا پایۂ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا حیرت جادو نے سر اسکا بعنایت
اٹھایا بارگاہ مین لاکر داخل کیا آپ تخت پر جلوہ فرما ہوئین پایۂ چہارم تخت پر دنگل خاص جو واسطے
وزیر اعظم کے مقرر تھا اُسپر بیٹھنے کا اشارہ ہوا صمصام اس عنایت پر اور بھی زیادہ پھول گیا
اپنی لیاقت کو بھول گیا ملکہ نے اشارہ کیا جلد سامان عیش و نشاط لاؤ ساقیان مہوشان کو سامنے بلاؤ دیر
نہ لگاؤ بموجب حکم ساقیان سیمین ساق غنچہ دہن گلابیان بادۂ ارغوانی کی لیکر حاضر دربار ہوئے جام صہبائے
لالہ فام بے اندیشہ دورۂ انجام سامنے صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش ناکام کے
گردش مین آیا رقاصان پریچہرہ بصد ناز و ادا رقص مین مشغول ہوئین اور یہ غزل شروع کی

شب وصلت نہ وہ گر پردغل جاتا تو کیا ہوتا — مرے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا — کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا
دیا بوسہ نہ کیون مجھے متاع حسن عارض کا — درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت یہ مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے — بتا دو وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے — اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پایا اُس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق — طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا

شکایت کی تو بولے وہ بہت سے چاہنے والے | شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا
مری میت پہ گر میرے دل پامال کی حسرت | کف افسوس اگر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا
سوال وصل پر اب تو نہیں کی بات نے لیکن | دلا گر اُسکے منھ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا
پہونچ جاتے رواق شاہدین پر ای قمر ہم بھی | یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

یہ غزل جو ایک نازنین پریچہرہ نے مخاطب ہو کر صمصام سے بصد ناز و ادا گائی مدت کا فراق دیدہ
ہجران کشیدہ تھا طبیعت بھر آئی تصویر لالہ زار نرگسی چشم میں نظر پھر گئی زیبائی محفل مثل اشک
آنکھ سے گر گئی دماغ بھی بادۂ ناب سے گرم تھا بے اختیار رونے لگا اشکون سے منھ دھونے لگا
مبہوت ہو کر سر سے اپنے خود اُتارا رقاصہ کو دیدیا وہ مسکرائی یہ کیسا سپاہی ہے پہلو میں ایک
کٹڑا اچیرہ بچار ہا تھا کمالوبی ہوا سے عیش چلنے لگی تم ایسی گاتی ہو کہ محفل میں بیخودی سے
بگڑی اُچھلنے لگی اس فقرہ گرم پر تمام اہالیان بزم ہنسے اسکو سر برہنہ دیکھکر لوگ پھبتیان کہنے
لگے ایک بولا تنگ خانمان ہے ایک بولا نہین بھئی یہ محتاج و پریشان ہے سر کھولکر ملکہ حیرت سے
فریاد کرتا ہے کسی نے کہا حال آیا چاہتا ہے دل کا رنگ دگرگون ہے کوئی بولا کسی لیلی وش کا مجنون
ہے ملکہ حیرت نے رومال منھ پر رکھکر مسکرائی حکم دیا کہ ایک کلاہ زرنگار لاؤ میان صمصام کے
سر پر پہناؤ ملازمون نے حکم سے کلاہ پہنائی رقاصہ بھی اپنے خود کے واسطے بیچارہ مصیبت
کا مارا روتا ہے مسکرائی ہوئی خود لیکر سامنے آئی عرض کی یہ خود حاضر ہے لونڈی کیا کرے گی
صمصام نے جھینپ کر جواب دیا کہ مین اپنی معشوقہ کے فراق مین روتا ہون کیا مین خود کے
لیے ملول ہوتا ہون مین سمجھا تھا جسوقت دربار مین ملکۂ عالم کے جاؤنگا معشوقہ میری ملکۂ عالم کے
ساتھ آئیگی میرے پہلو مین بیٹھے گی ہائے محروم بھی رہا اور لذت دیدار معشوق نہ حاصل ہوئی تھی
بیقراری نہ زائل ہوئی اُسوقت ملکہ حیرت نے ہنسی کو ضبط کر کے فرمایا اے صمصام شہنشاہ
افراسیاب تمھارے مقدمے مین ہمسے سب کچھ فرماچکے ہین ہمنے اُسکا سامان کیا ہے لیکن وہ
بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہے کوئی زن بازاری نہین ہے کہ فوراً آکر تمھارے پہلو مین بیٹھ جائے
یہان سے قریب دو کوس کے ایک باغ ہے اُس سرو خرامان گلشن حسن کو ہمنے وہان بلایا ہے
برہمنون کو طلب کیا ہے اُسی باغ مین تمھاری گٹ بندھن ہو کر بھونری پھر جائیگی شہنشاہ کو دولہا

بناکر لیجاینگے تنجل ہاتھی پہ بھاری سہرہ بڑی تیاری کا سر پہ سوار کرینگے جوڑے بانٹے جاینگے ایک
خواص حسین مہ جبین طرار فرار ملکہ کے سر پہ رومال ہلا رہی تھی اُسنے مسکرا کر کہا میاں صمصام
صاحب ذرا ریش مقدس مین خضاب لگاؤ معشوق کمسن کا سامنا ہوگا تم بھی نوجوان بنجاؤ
صمصام نے کہا خداوند بہت اچھا شب کو نائی کو بلاؤنگا وسمہ لگواؤنگا اُس طرارہ نے منھ
پھیر کر کہا بھڑوا جھڑوس دیوث خاک مین ملے سامری جمشید ایسا کرین کہ عوض وسمے کے نائی
اسکے نورہ لگادے ڈاڑھی مونچھین بھوین گرجائین ہم پھبتی کہین قلندر بوڑھا بندر بنا ہین یہان
تو سب دربار مین اسکی باتون پر مضحکہ کر رہے ہین مگر قدمون سے حیرت جادو کے لپٹا ہوا کہتا ہی
کہ حضور کی باتون مین بڑھیامان کا خاص فرمایا ہی جو حضور فرمائینگی آنکھون سے بجالاؤنگا کیا
غلام کو سہرہ باندھنے مین انکار ہی حضور کی پرورش اور خداوندی تو مجھپر بخوبی ظاہر ہوئی مگر اب
امیدوار ہون کہ مین حق خدمت بجالاؤن بی بران کا سر کاٹون لاکر قدمون پر ڈالدون مگر
غلام لڑائی مین ہنر برکلیتن کے ہاتھ سے نہایت زخمی ہوا ہی دو تین روز علاج کرکے طبل جنگی اپنے
نام پر بجواؤنگا عجائبات سحر دکھاؤنگا ملکہ حیرت نے فرمایا اچھا سامری جمشید کے سپرد کیا بارگاہ تو
تمھارے واسطے استادہ ہو چکی تھی اُسمین جاکر بیٹھو مصروف عیش و نشاط ہو لیکن ایک بات کا
خیال ضرور ہی کسی غیر کو بارگاہ مین نہ آنے دینا انتظام سحر سے کر لینا عیاران لشکر اسلام قیامت کے
پرکالے ہین ہمارے بخوبی دیکھے بھالے ہین اُنسے ذرا بچنا وہ دم بھر مین آکر ساحر کو مار ڈالتے ہین
صمصام نے کہا کہ حضور عیارون کی میرے سامنے کیا مجال ہی کہ زبان ہلائین مجھ تک عیاری
کرنے کو آئین سامری و جمشید کرین کہ وہ مجھ تک آئین کا قصد خود اپنے خون سے اپنے ہاتھ بھرین
بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جاؤن یہ کہکر تسلیم کرتا ہوا اُٹھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق فرنگی
کھڑا ہوا بصورت خدمتگار یہ سب باتین سُن رہا تھا اسکی بات و گفتگو پر سر دھن رہا تھا دل مین
اپنے کہ رہا تھا کہ اس حرامزادے پر رات گذرنا دشوار کردونگا اب جو یہ چلا برق نے سمجھا کہ یہ
سوچتا ہوا جاتا ہی کہ کیا تدبیر کرون یکایک دیکھا سامنے سے صرصر شمشیرزن آتی ہین گھبرا کے
پیچھے ہٹا صرصر نے نگاہ ملتے ہی پہچانا کہ بھوریا جاتا ہی برق بھی سمجھ گیا کہ اُستانی نے پہچانا برق
ایک موٹے جھاڑ کے پیچھے چھپ گیا صرصر حیران ہوئی کہ گھوڑا بھوریا چھلاوہ تھا کہان چھپ گیا

نگاہ ہر سمت دوڑانے لگی دیکھا ایک جادوگر کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اُس جادوگر کو آواز دی کہ ای میان
جادوگر تمھارے پہلو مین جو خدمتگار کھڑا ہی یہ برق عیار ہی اسکو پکڑ لو وہ جادوگر لپٹا برق نے
لپٹ کر پہلو مین اُسکے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی منم برق رفتار و خنجر گذار و ستم پیشہ
لیکن گران بر ہزار ہا مشہور ہی کہ جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہی گیرودار کی صدا بلند
ہوتی ہی آندھی سیاہ اُٹھتی ہی موافق حقیقت ساحر سنگ باری اور برف باری بھی ضرور ہی
جب قتل سے اُس جادوگر کے یہ سامان برپا ہوئے برق تڑپ کر نکل گیا پکارتا ہوا چلا [illegible]
نے سمجھا کہ یہ ہنگامہ سنکر صمصام لپکا دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی ملکہ حیرت
بھی شور و غوغا سنکر بارگاہ سے نکل آئی صرصر نے سلام کیا پوچھا ای صرصر یہ کیا ہنگامہ ہی
عرض کیا ابھی حضور نگوڑے برق نے میان صمصام کو مارا ہوتا ساتھ ساتھ آپ کے
خدمتگار بنا ہوا جاتا تھا لونڈی نے آکر پہچانا اور ٹوکا وہ مکار بلاے روزگار اس جادوگر کو خنجر مار کر نکل گیا
یہ بھی خیر ہوئی اس غریب کی جان گئی میان صمصام صاحب کے سر سے بلا اسوقت ٹل گئی لیکن
انسے رات گذرنا ساتھ سلامتی کے سخت دشوار ہی اور حضور نے بھی غضب کیا کہ یہ جس کام کے واسطے
یہان آئے ہین وہ بیان مفصل کہا اب اُس نگوڑے نے سب حال سُن لیا اب جاکر اپنے بڈھے اُستاد
سے کہیگا سارباں زادہ تین روپیہ کا پیادہ دوڑیگا علاوہ اُسکے میان چالاک و ضرغام و جانسوز
اور کالیا مہتر قران انکی فکر مین آئینگے ضرور انکو راہ عدم دکھائینگے اگر پیشتر سے لونڈی کو اسقدر
کی خبر ہوتی عرض کر دیتی کہ صمصام کو بطور مخفی بلائیے بلکہ کسی تہ خانے مین چھپائیے مگر اب کیا ہوتا ہی
حیرت نے جواب دیا کہ ای صرصر درحقیقت تو نے سچ کہا مجکو بھی مطلق اس امر کا خیال نہ رہا صمصام
بدانجام یہ باتین سُن سُنکر مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہر طرف نگران ہوا کلیجہ دھڑکنے لگا دل
جان کے خوف سے پھڑکنے لگا ملکہ حیرت نے کہا ای صمصام تم نہ گھبراؤ ہم عیارچیون کو تمھارے
دربارگاہ پر مقرر کرینگے مگر مناسب یہ ہی کہ گرد اپنی بارگاہ کے حصار سحر کرو کہ کسی غیر کو نہ آنے دو عرض کیا
بہت خوب یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا گرد بارگاہ کے اک حصار سحر آتش کر دیا کہ شعلے آتش کے بھڑک کے
تا بہ آسمان پہونچے اور لاش کے آنے کے دو تین ہاتھ در بند سحر بنا کر بٹھا دیے برق فرنگی دور سے یہ
سحر دیکھا کیا آخر کار بڑا بارگاہ مہرخ مین آیا خواجہ عمرو نے پوچھا کیون بیٹا برق خیر تو ہی کہا استاد

غضب ہوا صمصام بدانجام آگیا حیرت جادو نے اُسکی بڑی خاطر کی شادی کے سامان ہین خلعت
دیا جب وہ اپنی بارگاہ کو چلا مین نے خدمتگار بنکے تعاقب کیا فکر مین اُسکی قتل کے تھا کہ سامنے سے
اُستانی آگئین بصورت بھوریا کستی ہوئی دوڑین مین ایک جادوگر کو مار کر تاریکی مین بھاگا اب لشکر مین
تلاطم ہوا صمصام اپنی بارگاہ مین گیا لیکن حرامزادے نے حصار سحر کر لیا ہی اب اُس تک جانا بہت
مشکل ہی عمرو نے جب یہ سنا غصہ آیا آنکھین زہرہ سی جوش و خروش مین آئین تاب نہ رہی کوڑا لیکر
اُٹھے اور دو کوڑے سڑاک سڑاک برق کے چوتڑون پر لگائے برق تڑپ گیا اور کہا ہان ہان
اُستاد مین نے کیا کیا اُستانی کی شوخی و شرارت کا غصہ آپ مجھپر اُتارتے ہین مجکو بلاوجہ مارتے ہین
عمرو نے کہا اے بیہودہ پاجی تجھے بھی غرہ عیاری نہ آگئی ہے تجکو واسطے خبر کے بھیجا تھا یا کہا تھا کہ جادو
کو بتانا اور ناکام صمصام کو ہوشیار کر آنا اب وہ ملعون ہوشیار ہو گیا سب عیارون کے واسطے سد باب
عیاری کیا برق نے کہا اُستاد آپ ناحق خفا ہوتے ہین آپ جا کر مسافرون کو لوٹیے یہ مقدمہ
ہمارے سپرد کیجیے ہم سمجھ لینگے عمرو نے کہا او نالائق کیا مین قزاق ہون مین تو صبح کو اُٹھکر ہر ایک سخی
کے گھر پر جاتا ہون جو جو مین نے جسکے واسطے مقرر کیا ہی وہ دے آتا ہون تم ایسے پاجیون نے
ملعون و بدنام کیا ہی مین بیچارہ دُبلا پتلا کوئی بھوک مارے تو گرپڑون قزاقی کے لائق ہون اگر
پھر کبھی ایسی لفظ ناشایستہ میرے بارے مین زبان سے نکالیگا تو زبان کاٹ لونگا جادو وہ ہو سامنے
سے برق تڑپکر بھاگا عمرو نے پکارا ارے کہان جاتا ہی خبردار اب عیاری کرنے نجانا جیسا
ہمکو مناسب ہوگا سمجھ لینگے اس تقریر پر اُستاد و شاگرد کی ملکہ مہرخ اور بہار اور بُران وغیرہ
ہنسنے لگین وقت شب ہو چکا تھا دربار برخاست ہوا خواجہ عمرو بیرون بارگاہ آئے مہتر قران
اور چالاک کو بُلایا برق بھی سامنے آیا کہا اُستاد کیا حکم ہوتا ہی عمرو نے کہا کیون نالائق پھر تو نے
ہماری بات مین دخل دیا مگر خیر اب مناسب ہی کہ اس بھیا کی فکر کرو مین تدبیر مین جاتا ہون غرض
پانچون عیار اور خواجہ عمرو الگ الگ تدبیر مین صمصام ناکام کے روانہ ہوتے ہین انکو تو راہ
مین چھوڑیے بروقت انکا ذکر ہوگا لیکن حال ملکہ مخمور سرخ چشم کا تحریر کیا جاتا ہی کہ آج دربار سے
جا کہ خود بخود دل کو پریشانی سی ہوئی مست مے محبت آشفتہ وادی مودت حریق آتش اشتیاق
وغریق بحر فراق اسیر دام گیسو ذبیح خنجر ابرو گرفتار دام حسرت انجام الفت و پابند سلسلۂ مسلسل فرقت

شیفتۂ جمال ماہ مثال گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم کنندۂ زمرد بے ایمان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان شعر نظیر حمزۂ صاحبقران کجکلاہ و بقہرہ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر پر عرصۂ دراز سے مائل ہی جلدہاے مطبوعہ مین تحریر ہو چکا ہی کہ اسی عشق مین اُدھر سنا سے بگڑ کر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے شریک ہوئی جیسے کئی مرتبہ ملکہ مذکور کا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جانا ہوا اور یہ عشق طشت از بام افتادہ ہو چکا ہی ہر کہ و مہ ماہر ہوے صاحبقران پر بھی یہ حال بخوبی تھا ہر روز آج دربار سے اُٹھی اپنی بارگاہ مین آئی کنیزون نے عرض کیا حضور خاصہ حاضر ہی جواب دیا اسوقت دل نہین چاہتا کھانے سے دل بھرا ہی پانی نہین پیا ہی مگر سیراب ہون آج مثل ماہی بے آب بیتاب ہون دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار کیا دکھاتا ہی جنگ طلسم کو روز بروز طول ہوتا جاتا ہی اب یہ بیچیا کم ام صمصام ناکام ارادۂ قتل بر ان پر آمادہ ہو کے آیا ہی مقابلۂ عظیم پڑیگا یہ ملعون عرصے تک لڑیگا دلکو یہ خیال تھا کہ اب اسد غازی چھوٹینگے دربندہاے طلسم ٹوٹینگے زمرد شاہ باختری بھی اس ملک مین ضرور آئیگا اُسکے تعاقب مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع سواران تہمتن و فرزندان صف شکن تشریف لاوینگے یہ دونون لشکر آپسمین مل جاوینگے گردش فلک نے یہ سامان نہ دکھایا یہ روز سیہ پیش آیا

خیر جو نوشتۂ تقدیر ہو جب غزل

شب گذری یار جاتا ہی ہوتے ٹکے دن
تیر نگاہ ایک ادھر اور بھی سہی
تم سب جگہ تو ہو مرے دلمین بھی آ بسو
گھر رات دن ہی اُسمین گھر اور بھی سہی
ساقی بھرا ورجام مئے ناب تو ہو ن
تائید اشک دیدۂ تر اور بھی سہی
اک آن بتا فساد کی ہی دوسری نظر
ہی دوسرا رقیب اگر اور بھی سہی
جب رنج اُٹھائے غیر کے ستم تو

دل ہجر مین لو ہی جگر اور بھی سہی
گستاخی ایک وقت سحر اور بھی سہی
بیٹھے اگر کنار گل تو خفا نہو
ای یار مختصر سا یہ گھر اور بھی سہی
اک اور گالی بوسۂ لب دیجے دو مجھے
مین چور نشہ مین ہون مگر اور بھی سہی
اس چرخ روش سا ایک نہین ہی جہان
زیر سپہر اگر ہی تو رشا اور بھی سہی
گھر سے کبھی کبھی آئے برا ب ہی نہین جگر
ابدلے خار سا کی گل تر اور بھی سہی

جان اپنی جائے ایک ضرر اور بھی سہی
مین سمجھا تھا کہ بھی صف عاشق نہین ہو ن
نازک تمھاری اُس سے کمر اور بھی سہی
آخر تو لڑتے رہتے ہو روز نصیحت کی ایک بو
لیجی قند بار دگر اور بھی سہی
وہ دگناہ گو عرق شرم سے سے بٹے
یون سیکڑون حسین ہین بشر اور بھی سہی
سایہ مرے جلانے کو کیا کم ہی انکے ساتھ
ہی آہ اک ذرا سا اثر اور بھی سہی
صبح شب فراق تو ہوگی نہ تا ابد

محشر تک انتظار سحر اور بھی سہی | یہ غزل پڑھکر چھپرکھٹ پر جا کے لیٹی مگر نیند نہین آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی

کبھی اٹھ بیٹھتی ہی صحن بارگاہ مین آکر تارے گنتی ہی ماہتابان کو دیکھکر عارض معشوق یاد آتا ہی پھر ستارون کی کھلی اور چھری کی تاشہ دکھاتا ہی کبھی پھر آکر بیٹھی شمع انجمن پر نگاہ پڑی دیکھا ہزارہا پروانے آئے ہین گرد شمع کے پھرکر جل جاتے ہین دلمین کہتی ہی اے محمور یہ محبت جانسوزی اس جلنے مین کیا لطف اٹھاتے ہین مگر ثابت ہوا عاشق و معشوق دونون خراب ہر وقت بیتاب کشش عشق پر دا نشفا ہی شمع بھی گھل گھل کر حال پر پروانے کے اشک حسرت بہاتی ہی صبح تک جلکر رہجاتی

ہی جو سنا تھا وہ دیکھا بند مسدس

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار	عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ نخل ہی جسمین نہ لگا پھل اکبار	عشق وہ باغ ہی جسمین نہ کبھی آئی بہار

عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتا دیکھا

دیگر غزل مصنف

مجھ پہ آئی مصیبت دل زار ایک نہ ایک	رنج دیوینگی شب فرقت یار ایک نہ ایک
داغ بیکار اٹھائین ترا ای رشک چمن	دل ہی جائیگا ہمین لالہ عذار ایک نہ ایک
بچ گیا چرخ سے جو قبر نے میا اسکو	ہی بشر کے لیے ہر طرح فشار ایک نہ ایک
مدح گیسو جو کرونگا تو سیاہی کے لیے	نافہ لے آئیگا آہوے تتار ایک نہ ایک
کبھی سبزہ ہی کبھی پھول ہین تربت پہ مری	کیفیت رہتی ہی بالین مزار ایک نہ ایک
یار کا ساتھ نہ پھولون نے چمن مین چھوڑا	آخر اس گل کی کلی کا ہو ا ہار ایک نہ ایک
ای قمر دشت نوردی مین قلق بھی ہی ضرور	پار تلوون سے ترے ہوئیگا خار ایک نہ ایک

کبھی گھبرا کر کہتی کہ ای محمور تعلقات احباب سے دامن کھینچو گریبان چاک کرو طرف دشت ویران کے چلین بادہ روی کے مزے دیکھین خارہاے صحراے بکنار ہون آمینہ ہاے پاے تو کہاے خار ہار ہون یقین تو ہی کہ ہماری غربت پر آبلے بھی پھوٹ پھوٹ کر روئین ہم خود اپنے حق مین کانٹے بوئین دشت بغداد بھی ضرور ملیگا حضرت مجنون کی قبر کی زیارت ہوگی یاد چشم محبوب مین آہوان صحرا سے

محبت ہوگی وہ بھی ہماری رمیدگی دیکھکر چوکڑی بھولینگے ہم آنکھون سے محبوب کی گرے ہین وہ بھی
آنکھین دکھائینگے ہمارے قریب نہ آئینگے تصویر قد محبوب وہان بھی پیش ہوگی کیا مجبورون کو اس حال
خبر نہوگی اس دور وحشت مین آنکھ اُس شوریدہ دشت محبت و آشفتۂ وادی مودت کی تڑپتے
تڑپتے بند ہوگئی دیدۂ ظاہری بند مگر دیدۂ دل نرگس وار خیال جمال یار مین کھلے ہوئے تھے بخت خوابیدہ
بیدار ہوا یعنی خواب مین دیکھا کہ میرا گذر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا ایک مقام پر ایک بارگاہ استادہ
ہے وہین اُسمین پہونچی کہ سلطنت سے گل گلزار صاحبقرانی روح روان نخل سبحانی شیر بیشۂ جرأت صاحب
سعادت وصولت چشم و چراغ صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان خلعان خرامان
نمایان ہوئے آنکھین چار ہوئین عشق و محبت کا جانبین سے جوش ادھر ناز ادھر نیاز ادھر خواہش
اُدھر طپش یہ بیقرار ہنوز اشکبار مجکو نہ نیند ہوئی مانند زلف پریشانی اس جوش و خروش مین
چاہا کہ اس مقام تک پہونچے ایام ہجر کی حکایت کرے کہ شاہزادہ منہ پھیر کر یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم بے مروت
سے بات نہین کرتے فراق مین تمہارے ہم پر کیا گذری تمنے ہماری خبر نہ لی تم صاحب اختیار ہم
مجبور تھا ہمارا مقام افسوس ہے لیکن یہان چاہیئے کیا خیال ہو یہان رمیدہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہے کوئی
ساعت بھی تمہارے یہان جو ہم آئے گھائل ہوئے تیغۂ ابرو سے گھائل ہوئے دل دیا فراق و بلا
لیا شعر نہ مجھ مین ہے نہ بتاتا ہے یار دل ہے راہ پر کیا ہوا مرے پروردگار دل میرا ✽ اشعار

بلکو چیر قاتل دیکھتا ہے دل
درد سے بھی نہین ہوسکتی غمخواری دل
دل سے مروہ کے لیے کوئی نہین تیار ہے
اسد اسد رسد گر بمددگاری دل

جو پوچھا مین کہا دل دیکھتا تھا
ترے قاتل نے تکفین تو سکے مارا اسکو
صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل

لیا ہون آپکے کیسی ہے بیماری دل
پسلیون کے نہوئی آہ سپرداری دل
ای قمر شبابؔ اپنی خدمت آ بیٹھے

نور الدہر بن بدیع الزمان ایسے کلمات جولتے ہوئے چلے حضور
اُسی خواب مین بیقرار و بیتاب یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ ای شہریار سنیئے تو مین بچھتا ہون شاد و دریا سے
عشق سے ناآشنا ہون آنکھ پھر ہو شہر یا مین لڑائی کا سامنا ہے افراسیاب آمادۂ ظلم و بدعت ہمارا
آقا اسد غازی مقید زندان مصیبت کس طرح فرصت پائین اپنے تئین کیونکر آپ تک پہونچائین
موجب شعر نہ قاصد نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے ✽ کیسے زلیخے مانی بر و خبر ہے ✽ ای شہریار
یہ کنیز بیکس و بیبس ہے موجب بیت نہ مونسے نہ شفیقے نہ ہمدمے دارم ✽ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم

یہ کہتی ہوئی جو ملکہ جھپٹ کر چلی بسر فرش کی پائے ناز کہیں ٹھوکر لگی آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا نہ وہ مقام ہو نہ سامنے شاہزادہ عالی مقام ہے اشعار مصنف

آنکھ کھلتے ہی ہو گیا سکتا

ہو کے حیران ہر طرف دیکھا | اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا
کور ہو جائیں یہ تو صبر آتا | پھر نہ ہوتیں یہ آفتیں برپا
خواب غفلت نے یہ کیا ہے ستم | نہ کہیں کا رکھا فلک نے آہ
آفت تازہ سر پہ آن پڑی | کس بلا میں ہماری جان پڑی
کون کچھ منہ سے کچھ نکلتا ہے | پڑ گئی سر پہ اب بلائے فراق

ستیاناس ہوئے آنکھوں کا
ہائے کیوں سو گئی تھی میں بیدم
زندگی اب محال ہے واحسرت
دل سنبھالے نہیں سنبھلتا ہے
ہو گئی آہ مبتلائے فراق

کبھی گھبرا کر روتی تھی اشکوں سے منہ دھوتی تھی آواز گریہ و زاری ملکہ محمودہ سرخ چشم سنگ گلعذار و نرگس زرنگار کی بیدار ہوئی بارگاہ ملکہ میں دوڑی ہوئی آئی دیکھا ملکہ محمودہ سرخ چشم فرش خاک پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن آنکھوں سے اشکوں کا دریا بہ رہا ہے بال چہرے پر پریشان گریبان کی دھجیاں سینے پر پڑی ہیں مغموم مہموم بیتاب یہ اشعار مخمس زبان پر جاری ہیں مخمسہ

گرفتار رنج و بلا ہو گیا
بڑا دوست دشمن مرا ہو گیا
یہ کیا ستم اے خدا ہو گیا
وہ اہل وفا بیوفا ہو گیا
بھلا ہو کے وہ بت برا ہو گیا

مصیبت میں میں مبتلا ہو گیا
غم و رنج کا سامنا ہو گیا
جدا اب مجھ سے وہ مہ لقا ہو گیا
مقدر کی خوبی یہ کیا ہو گیا
غضب ہو گیا وہ خفا ہو گیا

ہوا بعد مدت وہ خلوت نشین
بڑے لطف کی پہلے باتیں ہوئیں
خوشی میں ہوا دل ملول و حزین
مکدر ہوا مجھ سے وہ نازنین
ابھی بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہو گیا

اکیلے میں مجھ سے جو صحبت ہوئی
عجب رنج حاصل نہ راحت ہوئی
جہالت سے باعث ندامت ہوئی
شب وصل اب سے یہ حجت ہوئی
خفا مجھ پر وہ بیوفا ہو گیا

رہونگا نہ اب رنج میں مبتلا / بر آئیگا دل کا مرے مدعا
مقدر ہوا ان روزون سپید جامرا / ابھی سے زمانے کی اب خوف کیا
مددگار مشکل کشا ہوگیا

اکیلا جو گھر میں پایا اسے / طریق عداوت سکھایا اسے
سبق یاد اکثر دلایا اسے / رقیبون نے ایسا پڑھایا اسے
وہ خوش ہو کے مجھ سے خفا ہو گیا

اجل میری فرقت میں حافظ ہوئی / میں مر مر کے زندہ ہوا ہون ابھی
مسیحا کی اس بت نے تقلید کی / جلایا کبھی مار ڈالا کبھی
مرا یار معجز نما ہوگیا

یہ حال پر ملال دیکھ کر گلعذار قریب آئی دونون ہاتھون سے چہرے کی بلائین لین تتی عمر و دولت حسن کی دعائین دین اپنے دوپٹے سے اشک چشم تر پاک کیے عرض کی واری خیر تو ہی اس وقت کس ملال مین حضور کو پاتی ہون ہی ہی مین صدقے ہو جاؤن بہت گھبرائی ہون کچھ فرمائیے حال تو کہیے کنیزین خیر خواہ کس دن کے واسطے ہوتی ہین اپنے مالک کی مصیبت و رنج مین کام آتی ہین اگر محبت کا امتحان منظور ہو ابھی جان و دین سرکاٹ کر قدم اقدس پر نثار کرین ملکہ محمودہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر کہا اے گلعذار کیا حال دل زار سناؤن اپنے قابو مین نہین ہی اس خانہ خراب نے ایسا بیتاب کیا صبر و طاقت نے جواب دیا آج شام سے دل پریشان تھا ابھی ابھی مین خفتہ بخت سو گئی تھی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی بخت سیاہ کا سامنا ہوا وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا کسی دشمن کو نہ دکھائے ایسا سانحہ درپیش آئے خلاصہ یہ ہی کہ عین خواب مین جانا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا چمن کوے محبوب مین جا کر مثل گل شگفتہ خاطر ہوئی خرامان خرامان بارگاہ فلک اشتباہ شاہزادہ نور الدہر مین پہونچی اے گلعذار شاہزادے کو دیکھا اول تو بیقرار ہو کے میری جانب بڑھے مین نے چاہا دامن تھام کر کچھ شکایت کرون فلک نے تفرقہ پردازی حیلہ سازی دکھائی خود بخود اس شہریار کو غصہ آیا ابروے خمدار پر بل پڑ گیا یہ کہتے ہوئے منہ پھیر کر چلے کہ ہم اب تم سے بات نہ کرینگے ہمنے تمہارے فراق مین بڑی مصیبتین اٹھائین اور افسوس تمنے خبر نہ لی ہاے نہین معلوم کہ اس شاہزادہ والا قدر نے کیا

صدمے سہے جوایسے کلمات اُس شیر نے اپنی زبان سے فرمائے او گلعذار وہ صاحبقران کے
بیشے کے شیر ہیں بڑے دلیر ہیں اگر دشمنوں کے گلے پر چھری بھی پھر جاے تو اُف نہ کریں برق قہر و غضب
اگر چمکے تو آنکھیں نہ جھپکائیں ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس
بن عنقویل دیو پرور حقیقت میں اپنے زمانے کا رستم ہے بلکہ اگر رستم بھی ہوتا تو اس نوجوان بہادر
کے زور کے آگے ایک پیر زال تھا جب یہ جوان طہماس بن عنقویل دیو پرور بصد کر و فر ملک
زنائل پیطرف سے لقائے آیا کل صاحبقران کے سرداروں کو زخمی کیا اور صاحبقران بھی
اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے از رنائل تا آزر کوہ دو بیٹے صاحبقران کے یعنی شیر وبیبہ صاحبقران
و فرخ شہوار قلندر اسی جوان کے ہاتھ سے سیار گلشن جنان ہوئے اُس شیر سے مقابلہ کرنے والا
ہمیشہ پشیمان ہوئے مگر اس شیر بیشۂ شجاعت نے ماشاء اللہ قریب کوہ آزر مشہور ہے کہ اس طہماس
کا گیند دھڑ کا کر دیا یعنی بسر کوہ آزر جا کر اپنے دست حق پرست پر اُٹھا لیا چشم بد دور واسطے
بڑے جوان کو سنبھلنے نہ دیا بعضی بات ایسی ہے کہ چھوٹا منھ بڑی بات صاحبقران کے ہاتھ
مسلمان نہ ہوا انکی غلامی اختیار کی ہے بوا گلعذار میرے سر کی قسم سچ کہو میری خاطر نہ کرو اب بڑا اندر
صاحبقران میں ہے کہ شاہزادہ نور الدہر ہیں اور بعض کوتاہ بینان تنگ چشم نے میان ایرج
صاحب فرزند قاسم نوجوان کو انکا ہم چشم قرار دیا ہے کیا انصاف کیا ہے ایرج بیچارہ بازار کا بیٹھنے والا
جواہر فروش کس شمار میں کس قطار میں خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ صاحبقران سے لگا کر
بھاگی گلی پہلوانوں کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اس خیال میں کہ کہاں سے ایسے زبردست پہلوان
کو لاؤں کہ صاحبقران سے لڑواؤں میان ایرج شہر فرنگوشیہ کی بازار میں بیٹھے تھے دوکان
تجارت فرخ بازرگان آراستہ تھی اسی کے فرزند مشہور تھے خواجہ عمرو جا کر انکو لائے پہلوانی کے
ہنر سکھائے خروج کرایا انکا صاحبقران نے آفتاب پرستان نام رکھا مدتوں عالم کفر میں
رہے ملک گیری کی آخر میں صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہوئے یہ بات بنائی گئی کہ امیر
پروتے ہیں ایسے صاحب کو ایسے جری و بہادر کا ہم پلہ گردانا واہ واہ کیا منصفی ہے سچ تو یہ
ہے کہ انصاف دنیا سے اُٹھ گیا ہے گلعذار نے عرض کیا واری بموجب مصرع چہ نسبت خاک را
با عالم پاک درحقیقت میں آپ سے بندگی اور عقیدہ دانی صاحبقران کی میرے دل سے جاتی

رہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے فرمایا کہ ای گلعذار ایک بات مختصر سی اور سناؤن کہ میان ایرج صاحب
کا نام لینے کو تیرا دل نہ چاہے ملکہ گیتی افروز اپنی مان پر عالم کفر مین عاشق ہوے گلی گلی پکارتے
پھرتے تھے کہ عاشق زار ملکہ گیتی افروز کا ہون اُسی جوش محبت مین ہزارون مسلمانون کو قتل
کیا قلعہ ذوالامان حصار پر چڑھ گئے سیکڑون حملے کیے مگر اُس بی بی کی آبرو کو خدا نے بچایا یہی شہزادہ
میان ایرج کی سرکوبی کو آیا تب قلعہ بچا ہائے نہین معلوم کیا صدمہ گذرا ہی کہ جو اُس شیر نے عالم
خواب مین ایسا کلمہ کہا ہی نہین معلوم مزاج اقدس کیسا ہی گلعذار نے عرض کیا کہ ای ملکہ عالم
خواب کا آپکو ناحق خیال ہی بیکار رنج وملال ہی سُنا ہی کہ خواب کی تعبیر اُلٹی ہوتی ہی وہ آرام و
چین سے ہونگے ہان البتہ آپکو یاد کرتے ہونگے ماشاء اللہ حُسن آپکا عابد کش زاہد فریب ہی آپ ہی کے
تصور مین فی الحقیقت آرام وچین ہوگا مصاحب بہلاتے ہونگے میرے نزدیک سب طرح خیر ہی آپ
اپنے تئین ناحق ہلاک کرتی ہین یہ باتین تھین کہ یکایک ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
لحاف غنچہ از رو در کشیدند

خروس صبحدم آواز برداشت
سمن از آب شبنم روے خود شست

عنادل لحن دلکش بر کشیدند
بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

صداے مرغ سحر سے رنگ روے ملکہ مخمور اور متغیر ہوا کہا کہ گلعذار سحر ہو گئی ایک مختار ہر حساب
ہوگا تھے ہر چند کہ بہت سمجھایا مگر دل خانہ خراب نہین مانتا مین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کیجاتی
ہون ایک نظر دیکھ کر اگر حیات مستعار باقی ہی تو چشم زدن مین واپس آتی ہون شاید ایک شب
اُنکے اصرار سے گذرے ہر چند کہ وہ بہت کھینچینگے ابھی نہ جاؤ مین یہان کی کل کیفیت ظاہر کرکے
چلی آؤنگی تو تمنا کرنا اگر ملکہ مہرخ وغیرہ پوچھین تو کہدینا کہ واسطے ایک شب کے سحر تیار کرنے کو کوہ برقلعت
گئی ہین صمصام سے مقابلہ منظور ہی گلعذار نے دیکھا کہ اگر منع کرونگی تو روح قالب سے اس
مشتاق جمال محبوب کے پھڑک کر نکل جائیگی اس خیال سے عرض کی بسم اللہ تشریف لیجائیے خادمہ
اس راز کو چھپائیگی پس فوراً ملکہ مخمور سرخ چشم کہ نشۂ بادۂ محبت شاہزادہ نور الدہر مین چور رہتی
لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی اسباب سحر نکالا جھولی مین رکھا لباس فاخرہ جسم نور پر آراستہ کیا دریاے جواہر
مین غوطہ مارا تمام زیور یاقوت احمر کا پہنا سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا دیکھنے والون کی نظر مین وہ
سرمہ دنبالہ دار چشمان مست ملکہ مخمور سرخ چشم مین یون دکھائی دیتا تھا کہ آہوے شوخ چشم صحرا سے

ختن مین جلوہ نما ہی یاست ہاتھی کے بانہ مین تلوار اٹھا رکھی ہی مطلع آتش سرمہ منظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو
نیلگون گنبد پہنایا مردم بیمار کو ۔ مطلع مصنف اسعد رگردش نہین لازم ہی چشم یار کو ۔ ہی سفر موجب
ضرر کا مردم بیمار کو ۔ پیشانی پر افشان چنی بقول مصنف چنے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا حیرت
افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہین ۔ اور سا گر کچھ ستارے افشان کے ابروے خمدار پر آگئے تو صاف ثابت
ہوا مصرع آب زر نجوم ہی برج ہلال پر ۔ اشعار مصنف ابروؤن کو تری کیا ادبت ہے پیر کہین ۔
مہ نو یا کسی سفاک کی شمشیر کہین ۔ چنٹ کے ماتھے سے جو ابروے خمیدہ پہ گرے ۔ تیری افشان کو
بھی ہم جوہر شمشیر کہین ۔ سینے پر جوبن کا اُبھار محرم سے نامحرم کری آب رواں کی آستینون وار چست جبکہ
سب لباس درست کرکے شعلۂ جوالہ بنکے طاؤس واسطے سواری کے سحر کا بنایا گلعذار اپنے سراپا ے
مخمور پر بخیال نظر بد نظر نہین کی ملکہ کا گذر بلکہ خیال یہ کہ تصدق اپنی نظر کا اتارا اور تاکید کی داری جلد
نہ جائیگا جلد تشریف لائیے گا آج کل صمصام کا معرکہ درپیش ہی عمر دو مہرخ کو بہت پس و پیش ہی
حضور کے ہونے سے در انداز طرح طرح کے فتور برپا کرینگے خواجہ عمر دست کہینگے کہ دیکھو بی مخمور جان
کے خوف سے کہین جاکر چھپ رہین کنیز جواب نہ دے سکیگی دل ہی مین تاؤ پیچ کھائیگی غرض وعدہ
جلد آنیکا کرکے مخمور بارگاہ سے نکلی طاؤس پشت پر کوتل زیر نخل ہوئی نگاہ اٹھائی کہا ای مخمور کسطرف
سے جاؤن ایسا نہو افراسیاب کو خبر ہوجائے تو جانا کیسا جان بچانا مشکل ہوگا فکر کرتے کرتے
سوچی آبادی کا راستہ چھوڑ دو کوہستان و خارستان کا راستہ لو اسباب کو معمم دل مین ٹھہرا کر طاؤس
زرین سحر پر سوار ہوئی طاؤس کو اشارہ کیا وہ مثل ستارہ سحری بلند ہوا اس جوش و خروش مین ملکہ
مخمور برائے ملاقات شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان طرف کوہ عقیق کے جاتی ہین انکو
بھی ابھی یہین چھوڑتے وقت پر ذکر کیا جائیگا لیکن یہان یہ داستان حیرت بیان تمام ہوتی ہے کہ
چند فقرات مین حال افراسیاب سناؤن پھر ناظرین کو نقشہ لشکر اسلام و فوج لقا کا دکھاؤن
افراسیاب خانہ خراب صمصام کو طرف لشکر حیرت کے روانہ کرکے باغ سیب مین آیا نازنینان
مہجبین نے آکر گھیر لیا تخت پر آکر بیٹھا اسباب عیش مہیا ہوا دفعتہ آسمان پر ایک برق سی چمکی
ایک ساحرہ سیہ فام نامہ لیے ہوئے آسمان سے اُترا افراسیاب کو سلام کرکے نامۂ لقا ہاتھ مین
دیا ناظرین پر واضح ہو جلد ہائے مطبوعہ مین مذکور ہی کہ جب نمرود شاہ باختری کو نامہ روانہ کرتا تھا

افراسیاب کے منظور ہوتا ہی نامہ کو لکھکر ملازم اُسکے بالاے کوہ عقیق لیجاتے ہین وہان زیر نخل اک
نقارہ رکھا ہی نامہ اُس نقارہ پر رکھکر چوب لگاتے ہین ایک پنجہ سنہرہ پیدا ہوتا ہی وہ نامہ کو اُٹھا کے
غائب ہو جاتا ہی اور دربند اول کہ جسکا در بند جالندہ یہ نام ہی وہان کے حاکم کی گود مین لیجا کے وہ پنجہ
والہ دیتا ہی وہ حاکم اپنے کسی ملازم کے ہاتھ حاکم دربند دویم کے پاس بھیجدیتا ہی اسی طرح وہ نامہ تا دربند ششم
پہونچتا ہی وہ بادشاہ دربند ہفتم کے پاس روانہ کرتا ہی حاکم دربند ہفتم اس نامے کو باحتیاط اپنے ملازم
تیز رو کو دیکر پاس افراسیاب کے بھیجدیتا ہی نام ان دربندون کے انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات بروقت
پہونچنے اسد غازی کے اپنے مقامات پر بیان کیے جائینگے مگر نام بادشاہ دربند ہفتم کا اس مقام پر
لکھنا ضرور ہی واضح ہو کہ بادشاہ دربند ہفتم کو شہنشاہ توسن کہتے ہین نہایت افراسیاب کا معتمد
ہی طرف سے افراسیاب کے سو ملک اسکے قبضے مین ہین شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم ہوش ربا
کا یہ وزیر اعظم تھا یہ بھی شریک افراسیاب ہوا اور اپنے ولی نعمت کو گرفتار کرا دیا اور ریگ بھی وسیع
ہے کہ زندان طلسمی بھی اسی کے قبضے مین ہی پس ملازم شہنشاہ توسن نے نامہ زمرد شاہ باختری
کا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پہلے اسکو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر سونگھا
بعد مہر ہٹا کر ایک مشیر دیدہ ور کو حکم دیا کہ نامہ کو خداوند کے باواز بلند پڑھو اُسنے بر سر منبر آکے نامہ کھولا
پہلے القاب بہ کبر و نخوت اپنی تعریف لکھی تھی بعد اسکے مرقوم تھا کہ ای بندۂ خالق قدرت کو عرصہ دراز
گذرا نزول اجلال ورود اقبال فرماے ہوئے آجتک تو قدمبوسی کو قدرت کی نہ آیا ساحران مغرور
کو بھیجا قدرت کو کبر و نخوت اُنکا پسند نہ آیا ہاتھ سے عیاران لشکر اسلام کے قتل کروا ڈالا اور حمزہ
سپہ سالار قدرت ہی صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ سب جاہ و حشم اسکو قدرت ہی نے دیا ہی
ظاہر مین دن کو برا کہتا ہی لیکن رات کو اُٹھا ہوکر لکھتا ہو جسے دیکھتا ہی ہماری محبت کا دم بھرتا
ہی قدرت تو رحم دل ہین خطا اُسکی معاف کر دیتے ہین مگر اب اُسنے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہی قدرت
چاہتے ہین کہ تیرے یا تیرے کسی ساحر کے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائین مرتبہ تیرا بڑھائین اور اگر تامل
کریگا تو قدرت طرف کوہ زلازل کے چلے جائینگے تجھکو عمرو کے ہاتھ سے قتل کرائینگے عمرو کو قدرت نے
جلاد ساحران بنایا ہی اُسکی موت کسی کے ہاتھ سے قدرت نے مقرر نہین کی جلد کسی کو روانہ کیجیو مضمون
نامہ سنکر افراسیاب خوف سے کانپنے لگا رنگ دگرگون ہو گیا کہا صاحبو سنتے ہو جو صاحب بیان ہی

جاتے ہین جہان دو چار مسلمانون کو گرفتار کیا غرور سا گیا قدرت نے قتل کر ڈالا مجکو بڑا تردد ہی کہ مین کیا کرون اگر مین خود مع خدم و حشم جاؤن تو دریا رہ مین خشک ہو جائین غلہ رسانی کا انتظام ملازم نہ کر سکین گا وزمین بار ہماری فوج کا نہ اٹھا سکے صحرائے عالم مین لشکر میرا نہ سما سکے اکیلا کیونکر جاؤن مناسب وقت نہین ہی یہ کہکر افراسیاب خاموش ہو رہا تھا کہ ایک جادوگر مصاحبان افراسیاب سے تھا اٹھا نہایت ہنرمند نام اسکا عقرب نشترزن جادو سحر مین طاق یگانۂ آفاق عرض کی اے شہنشاہ بڑے وہ بیوقوف ہین کہ دربار خداوندی مین غرور کرتے ہین آخر اسکا بدلا یہ ہی کہ بے موت مرتے ہین مناسب ہی کہ وہان جائین بانکساری قدرت کی خدمت کرین دم محبت کا بھرین جب قدرت خوش ہونگے عمر بڑھا دینگے اور اولاد عطا فرمائینگے ایسی جاگتی جوت کا خداوند انکے سامنے کبر و نخوت سراسر حماقت ہی غلام کو حکم ہو کہ مع فوج جائے مسلمانون کو خاک مین ملائے قدرت کو ملک موروثی مین یعنی بالائے قیطول پہونچادون افراسیاب نے کہا اے عقرب نشترزن قدرت نے یہی وعدہ فرمایا ہی کہ جب قدرت بالائے قیطول پہونچینگے دریچۂ قدرت مین بیٹھکر تقدیرات رنگارنگ کرینگے دریائے رحمت قدرت جوش ماریگا جتنے بندے انکی محبت مین کام آئے ہین سبکو زندہ کرینگے اور یہی وجہ ہی کہ جو ساحر اور غیر ساحر از ابتدا تا آخر تا بکوہ عقیق ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے ہین ان سبکے نام بقید ولدیت قدرت نے کتابون مین درج کیے ہین سنتا ہون کہ بڑا مکان ان کتابون سے بھرا ہی شیطان درگاہ قدرت ملک بختیارک کہتا تھا کہ قدرت کو اس زمانے مین بڑی مشقت ہوگی از سر نو سب کے پتلے بنائینگے روحین پھونکینگے اگر تمنے جا کر یہ کارنمایان کیا گویا تمام عالم پر احسان کیا عقرب نشترزن یہ سنکر مارے خوشی کے پھول گیا اسی وقت نفیر سحر بجائی ساٹھ ہزار ساحران غدار فوراً آراستہ ہو کر سامنے اس بیحیا کے آئے اسوقت سرکار افراسیاب سے عقرب کو خلعت رخصتی ملا تخت پر سوار ہو کر فوج ہمراہ لیکر نوبت و نقارہ بجتا ہوا اس شان و شکوہ سے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑیے بر وقت ذکر اسکا کیا جائیگا

داستان جلالت نشان لشکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و کیفیت زمرد شاہ بے ایمان آنا فولاد و فولاد شکن کا واسطے مدد لقا کے اور عاشق ہونا اسکی دختر پر ایرج نوجوان نبیرۂ حمزۂ صاحبقران کا اور جانا فولاد کا بارگاہ ایرج نوجوان مین

اور زخمی کرنا ایرج کو اور پکڑ لانا اپنی دختر کو اور ہونا جنگ مغلوبہ کا اور پہونچنا عقرب نیشزن جادو کا عین کارزار مین اور آنا مخمور سرخ چشم کا اور لیجانا شاہزادہ نورالدہر کو طرف صحرا کے اور سلسلۂ طلسم جمشید یعنی قید ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا طلسم جمشید مین اور توڑنا طلسم کو شاہزادہ نورالدہر کمسن بدیع الزمان کا کہ جہان سے سبب رہائی اسد نوجوان ظاہر ہوتا ہی معرفت حکیم بقراط ثانی عجب داستان ہی ساقی نامہ

کدھر ہی تو اے ساقی بےخبر
تجھے اپنے پہلو مین پاتا نہین
قسم تجھکو اس چشم خونبار کی
تجھے کن میرے لہو کی قسم
قسم ہی تجھے اپنے ایمان کی
قسم تجھکو اپنے دل سرد کی
قسم ہی تجھے میری فریاد کی
قسم ہی تجھے لذت عشق کی
تجھے اپنے مینائے گل کی قسم
تجھے فرق پیر مغان کی قسم
قسم ہی تجھے میرے آلام کی
مری اس تباہی کی تجھکو قسم
قسم ہی تجھے اپنے میخانے کی
قسم تجھکو صہبائے گلفام کی
نہ کر دیر بر لا مری آرزو
وہ مے ہو کہ زاہد نے بھی پی نہو
سرور ایسا ہو اس مے ناب مین
تجھے روبرو محبوب آئے نظر

نظر کر محبت سے مجھ رند پر
تجھے میرے صبر و وفا کی قسم
قسم تجھکو میرے دل زار کی
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
قسم تجھکو میرے دل و جان کی
تجھے میرے داغ جگر کی قسم
قسم تجھکو اپنے دل شاد کی
تجھے میرے سوکھے لبون کی قسم
تجھے اپنے زیبائے گل کی قسم
قسم ہی تجھے ساغر صاف کی
قسم ہی تجھے اپنے آرام کی
قسم تجھکو رندان میخوار کی
قسم ہی تجھے اپنے پیمانے کی
قسم ہی تجھے جام بلور کی
پلا دے وہ صہبا مجھے تا گلو
کرے نشہ ایسا وہ مے جلد تر
کرون مین سفر عالم خواب مین
وہین دفع اندوہ کلفت ہو کل

تڑپتا ہی دل چین آتا نہین
تجھے اپنے ظلم و جفا کی قسم
تجھے بس مری آرزو کی قسم
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم تجھکو میرے رخ زرد کی
تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم
قسم ہی تجھے حضرت عشق کی
تجھے اپنی ہی شوخیون کی قسم
تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
قسم ہی تجھے مے کے اوصاف کی
سبو و صراحی کی تجھکو قسم
قسم تجھکو صہبائے گلنار کی
قسم ہی تجھے شیشہ و جام کی
قسم تجھکو مجھ رند مخمور کی
بڑی بھی ذرا اور تگ و دو کی ہو
گرائے مجھے بستر خواب پر
یکایک ہو ایسی جگہ پر گذر
کھلے غنچۂ دل مرا مثل گل

پڑھون اُسکی جانب بصد آرزو — نہایت خوشی سے کرون گفتگو
وہ معشوق سبکے بناز و ادا — کبھی مجھسے خوش ہو کبھی ہو خفا
کھلے آنکھ جب اشکباری کرون — بیانتک تو مین آہ و زاری کرون
جگادون ہر اک شخص کو خواب سے — کہون خواب مین اپنا احباب سے
اُسی نشۂ مے مین پھر یک بیک — چلا جاؤن ساقی مین تا فلک
کہین ٹھہراؤن نہ مین راہ مین — چلا جاؤن یوسف کی مین چاہ مین
بٹھادین اسے گر کہین بخت بد — قمر صاف کہدون کرون مین مدد
جو ہین کاتبان جلالت نصیب — وہ لکھتے ہین یہ داستان عجیب

شہسواران اشہب تیزگام عرصۂ جانبازی و مہمیز کنندگان سمند بادرفتار میدان سرفرازی نوجوانان تہور شعار و تہور شعاران جلالت آثار کمیت قلم کو میدان قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ نزلۂ آفات ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی مین زنگل آصفی پر جلوہ فرما ہین اور ظل ہما مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ با توقیر شاہزادہ سعد بن قباد والاتبار و تخت سلیمانی پر بصورت نورانی متمکن ہین اور اسوقت دربار مین پانچ ہزار پانچ سو کمین سردار سات سو ناجدار بارہ سو جوانان فرنگی اٹھارہ سو جوانان ترکی و مغربی اپنے اپنے زنگل پر بصد کر و فر رونق بخش بارگاہ فلک اشتباہ ہین یہ امر بھی راے بیضا ضیاے ناظرین باتمکین و مشتاقان طلسم فصاحت آگین پر واضح ہو کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری طرف طلسم ہوشربا کے تشریف لیچلے تو چالاک اپنے فرزند نامدار کو اپنے مقام پر مقرر فرما گئے تھے جب چالاک بھی طرف ہوشربا کے گیا تو عیاران لشکر اسلام خود رو ہوے ایک کا حکم ایک نہ مانتا تھا ہر ایک اپنے تئین ثانی عمرو جانتا تھا فرزندان عمرو یعنی جواہر بن عمرو و شعبان خنجرگذار و سیلہ و امیہ و مہتر سمک بلتانی و نسیم بن عمرو و قسیم بن عمرو وغیرہ سبکو خواہش ہے کہ بعد چالاک کے مقام ہمارے والد کا ہمکو ملے غنچہ آرزو کھلے ابو الفتح اصفہانی و عمران خطائی بھانجے خواجہ عمرو کے یہی دونون بلاے روزگار مکار و غدار اسطرار فن عیاری مین طاق شہرۂ آفاق یہ چاہتے ہین کہ ہمارے ماموں کا عہدہ ہمین دستیاب ہو شاگردان خواجہ کلباد عراقی و مہتر برزک خطائی و مہتر سحر بلخی وغیرہ یہ سب بھی بے مثل و بے نظیر صاحب تدبیر خواہش رکھتے ہین کہ اُستاد والا مقام کے جانشین ہون عہدۂ سرہنگی لشکر اسلام حاصل ہو تب البتہ تسکین دل ہو یہ تو سب اس خیال مین ہین امیر با توقیر کو یہ تردد ہے کہ اگر کوئی ضرورت ہوتی ہے تو فرداً فرداً کو حکم دینا پڑتا ہے ایک دن زبان معجز بیان سے

ارشاد فرمایا منظور یہ ہی کہ ایک عیار طرار کو جانشین عمرو قرار دین حضرت استاد فرمایا تھا آپسمین عیارون مین کچ بحثیان ہونے لگین ہر کس کہتا ہی کہ مین لائق ہون دوسرے کا قول ہی مین فائق ہون جب یہ خبر امیر کو معلوم ہوئی سوچے کہ اگر ایک فرزند عمرو کو جانشین عمرو کرون دوسرے فرزند کو اُسکے رنج دون شکر بھی سب صاحب لیاقت ہین شیر بیشہ شجاعت ہین آپسمین لڑ لڑ کر مر جائینگے بس سر دربار ارشاد فرمایا کہ سب عیاران لشکر اسلام کا ہمارے نزدیک مرتبہ برابر ہی کون انمین کمتر ہی سب صاحبون کو مناسب ہی اپنی اپنی عرضی دین اپنے اپنے حقوق سرکار پر ثابت کرین جو ذی حق ہوگا وہی جانشین مطلق ہوگا یہ فرمان سنکر عیارون نے اپنی اپنی عرضیان لکھین مضامین طولانی ابوالفتح نے لکھا کہ مین وہ عیار ہون کہ مین نے ناموسجان سے شرط بد کر بہتر گلیم گوش کے کان کاٹے برق خطائی نے لکھا جب مین عالم کفر مین تھا مین نے اُستاد کو دھوکا دیا گرفتار کر لیا فرزندون نے عمرو کے بھی تعریف اپنی اپنی عرضیون مین لکھی اسی طرح ایک لاکھ چراسی ہزار بیک بچون نے اپنے اپنے حالات لکھے گر فیض یاب نہوئے صاحبقران جسکی عرضی دیکھتے ہین عرضی نامنظور کر کے فرما دیتے ہین کہ یہ تو آپ لوگون نے اپنی اپنی عرضیون مین شوکت و لیاقت کا ذکر لکھا ہی کوئی حق سرکار پر نہین ثابت کیا ہی عیاران لشکر اسلام حیران ہین کہ حق کیا ثابت کرین آخر کیا لکھین جواہر بن عمرو وطن سے ملکہ سرو سیمین تن کے ہی کہ یہ شاہزادی ہی ملک بیران کوہ کی صاحبقران وہان قید ہو کے جاتے ہین کفار پنجرے مین بند کر کے چوب عقابین پر لٹکاتے ہین خواجہ عمرو اُس ملک مین جا کر بڑی بڑی عیاریان کرتے ہین آخرین ملکہ سرو سیمین تن پر عاشق ہوتے ہین بعد کشمکش و کوشش بسیار صاحبقران کو خواجہ عمرو رہا کرتے ہین ملک اسلام آباد ہوتا ہی ملکہ سرو سیمین تن کا داخلہ اسلام مین ہوا صاحبقران نے ساتھ خواجہ عمرو کے اُس شاہزادی کا عقد کیا اسی کے بطن سے سکندر عیار انگیز پیدا ہوا تھا کہ جو ایرج نامہ مین ہاتھ سے آس بن الوس کے عین شباب مین مارا گیا بلکہ قتل ہونے سے اسی فرزند کے خواجہ عمرو اور صاحبقران سے بگاڑ ہوتا ہی کیونکہ عمرو غصے مین ہم فرزند نوجوان کے آس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالتا ہی امیر کے خلاف ہوتا ہی عمرو مع لشکر عیاران فوج صاحبقران سے الگ ہو کر شہر کرو فرح مقابلہ کرتا ہی سالہا سال فساد رہتے ہین اسی فساد مین خواجہ عمرو ایرج نوجوان دودار اب کشور کشا کہ یہ دونون اولاد صاحبقران سے ہین مگر اپنے مولود مسعود سے آگاہ و نہ تھے اور عالم کفر مین تھے عمرو انکو فنون سپہ گری

تعلیم کرکے آپ انکا افسر اور انکو پہلوان پایہ تخت بنا کے صاحبقران سے سالہا سال لڑوتا ہی کہ ان
داستانون کا حال مفصل دفتر ایرج نامے مین درج ہی مراد اس ذکر مجمل سے یہ ہی کہ خواجہ غم مین سکندر
کے زوجات سے ترک وصل کرتے ہین اور ملکہ سرو سیمین تن اسکندر غبار انگیز کے غم مین مصروف
گریہ و زاری رہتی ہی جب بزرگون کی جانب سے عمرو کو یہ خواب ہوتا ہی کہ ای خواجہ عمرو سرو سیمین تن
سے مصول ہو پروردگار فرزند نرینہ بہتر از سکندر مرحمت فرمائیگا غم و الم فراموش ہو جائیگا تب خواجہ
حکم بزرگون کا بجا لاتے ہین تخلیے مین پاس سرو سیمین تن کے جاتے ہین بخوبی اُس مغموم کو سمجھاتے ہین
اُسی شب کو مراد حاصل کرتے ہین یعنی جواہر بن عمرو پیدا ہوتا ہی بڑا عیار زبردست ہوتا ہی خواجہ بھی
بہت عزیز رکھتے ہین جب دربار امیر مین جانشین خواجہ ہوئیگا غلغلہ ہوگا اور مطلب دلی صاحبقران
کو کوئی عیار نہ پہونچا جواہر اپنی مان ملکہ سرو سیمین تن کی خدمت مین آیا تمام حال صاحبقران
کے ارشاد کا بیان کیا ملکہ سرو سیمین تن نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر مین مطلب کو صاحبقران کے
سمجھی تم دو فقرے عرضی مین لکھ کر مشق کرو عہدہ اپنے باپ کا ابھی جا کر لو وہ یہ مضمون ہی بعد القاب
صاحبقرانی تحریر ہو کہ مین وہ عیار ہون قدیم خدمتگزار ہون کہ مین نے اپنے نوجوان بھائی سکندر
غبار انگیز کو قدم اقدس شاہنشاہی پر نثار کیا مجھسے زیادہ کون ذی حق ہوگا بموجب ارشاد ملکہ سرو
سیمین تن جواہر بن عمرو نے اسی مضمون کی عرضی درست کر کے پیشگاہ صاحبقران زمان لایا
صاحبقران نے باواز بلند فرمایا ای فرزندان عمرو وای شاگردان مہتر والا گہر آگاہ ہو جاؤ کہ جواہر بن عمرو
نے حق اپنا سرکار پر ثابت کیا یعنی سکندر سا بھائی عالم شباب مین مارا گیا پس تم مین کوئی ایسا
ہی کہ سرکار پر ایسا ہی حق اُسکا بھی ہو کل عیارون نے سر اپنے اپنے جھکائے اس مقدمے مین کچھ نہ
کہہ سکے صاحبقران نے فوراً جواہر بن عمرو کو خلعت جانشینی عمرو مرحمت فرمایا مقام پر خواجہ عمرو کے
بٹھایا حقیقت مین جواہر نے اس عہدے مین وہی برتاؤ کیا ہی کہ جسطرح خواجہ عمرو بخلق و محبت
ہر کسی سے پیش آتے تھے سب جواہر کے جانشین ہونے سے خرم و خرسند ہین غرض دربار امیر
باتوقیر مین مہتر و سرہنگ خشت ہای زرین پر دست بستہ حاضر ہین سامان عیش و نشاط مہیا ہی ذکر
خواجہ عمرو اور اسد کا ہو رہا ہی امیر فرماتے ہین نہین معلوم میرے برادر خواجہ عمرو پر طلسم ہوشربا
مین کیا گذری عرصے سے کچھ خبر نہین معلوم ہوئی اتنا خوب دل کو یقین ہی کہ نہین معلوم عمرو پر کیا

ہجوم ہر بخ والم ہی کہ ہمین فراموش کیا فراق اُس عاشق صادق کو بہت ناگوار ہی سب سردار تائید کلام صاحبقران کر رہے ہین کہ ای شہریار حقیقت مین عمرو آپ کا عاشق صادق ہی لشکر مین کون ایسا ہی جسپر عمرو نے احسان نہین کیا ہی ہرایک کے واسطے جان لڑائی اب بخت بد نے ہمکو یہ کیفیت دکھائی کہ ایسے شخص سے دور ہین خواجہ عمرو سے مہجور ہین ای پروردگار جلد خواجہ عمرو کو لا کہ ہم سب سے ملاپہ ذکر تھا کہ لشکر کفار سے صدا نوبت نقارے کی آئی زمین تھرائی صاحبقران نے فرمایا ای جواہر جلد خبر منگاؤ کہ یہ کیا ہنگامہ ہی جواہر نے عرض کی ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ نامیان خیبری و تمیان خیبری و سرہنگ ملی و ابو طاہر خونریز چارون ہرکارے مثل اربع عناصر حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا وثنائے بادشاہی بجا لائے قطعہ

خدایا مرے شاہ پر ہمدم	ترقی پہ یہ جاہ و اقبال ہو
رہے سر پر سر پہ ظل حشم	عدو مثل سبزے کے پامال ہو

شہریار گیتی ستان کی عمر دراز ہو کہ اسوقت زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ وسواس وخناس وخوش آمد و برآمد نے خبر دی ہی کہ فولاد فولاد شکن بھائی سلیمان عنبرین موے کو ہی کاسات لاکھ فوج سے براے مدد لقا آتا ہی یہان سے تین کوس کے فاصلے پر لشکر اُسکا ٹھہرا ہی لقا نے فرامرز تاجدار فرزند نوشیروان نامدار و ملک یاقوت شاہ اپنے جبرئیل قدرت کو مع بختیارک کے براے استقبال فولاد فولاد شکن روانہ کیا ہی سنتے ہین نہایت زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی حضور سلیمان عنبرین موے کو ہی لقا سے کہتا تھا کہ یا خداوند اب ایک پہلوان نامی آیا ہی دیکھیے گا مسلمانون پر کیا گذرتی ہی صاحبقران نے فرمایا خدا سے مابزرگ ست مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست ؏ مگر اب حال سنیے بختیارک کا جب اسکو لقا سے حکم استقبال فولاد فولاد شکن کا ملا مع یاقوت شاہ و فرامرز تاجدار با فوج بیشمار اپنے تخچر پر سوار ہو کر طرف صحرا کے چلا و سواس ہرکارے سے پوچھتا ہوا چلا جاتا ہی کہ تمھاری نگاہ مین یہ کیسا پہلوان ہی وسواس بلا دسواس عرض کرتا جاتا ہی کہ ای شیطان درگاہ خداوندا گر آپ ہمسے پوچھتے ہین تو صاف یہ ہی کہ از باختر تا اینجا ایسا پہلوان زبردست غلام کی نگاہ سے نہین گذرا طہماس بن عنقوبل دیو پرور سے بھی قد و قامت مین پانچ گز زیادہ ہی بہرام فلک بھی اُسکے خوف سے لرزان ہی مریخ فلک کا اُسکی صورت مہیب دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہی چلنے سے اُسکے زمین تھراتی ہی

گاؤزمین کانپ جاتی ہی دوسرا مقدمہ اور یہ بھی ہی غلام عرض کرے وہ یہ ہی کہ ناموس بھی اسلئے ہمراہ دیتا ہون
اس خیال سے شاید سُن چکا ہی کہ ملکہ مہرنگار و ملکہ مہر گہر تاجدار دختران نوشیروان عادل موقع محبت
مین صاحبقران زمان کی نکل گئین اور شاہ سے کچھ ہو سکا یہی باعث زوال دولت و سلطنت کیانی
ہوا گنجاب کی دختر ملکہ گوہر ملک شاہزادۂ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی باغ چار ملک حیران مین
بدیع الزمان کو چھپا رکھا ایسی ایسی صورت مین گنجاب نے شکست کھائی ملک ہاتھ سے گیا دیبا کے
بخدمت لقا پہونچا بس اسی خیال سے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی بختیارک ہنستا ہوا چلا جاتا ہی
اور کہتا ہی اب مسلمانون کے مقابلے مین آئے ہین ساری شیخی کرکری ہو جائیگی بیٹی یا بہن اگر نوجوان
ہوگی کسی فرزند حمزہ کو دیکھ پائیگی پیڑو کی آنچ سے نکل جائیگی دیکھینگے کیا کرتے ہین کیسے بہادر ہین راہ
مین اسطرح ذکر ہوتے ہوئے جاتے ہین وہان فولاد فولاد شکن قریب ایک کوہ کے ٹھہرا ہی چاہتا ہی
کہ اترے اسی جگہ پر قیام کرے کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران دارای اسفندیار جہان
آپکی تشریف آوری کی خبر خداوند کو پہونچی جبرئیل قدرت کو واسطے استقبال کے بھیجا ہی قریب آ چکے ہین
یہ سنتے ہی فولاد فولاد شکن اور زیادہ پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا معلوم ہوا رعدِ گرجا صدا سے مہیب سے
پہاڑ تھرائے بیشون مین شیرون کو بخار چڑھ آئے اپنے ساتھ والون سے کہنے لگا کیونکر قدرت خاطر
نہ کرینگے کہ انکو اپنے ملک موروثی لینے کی خواہش ہی اب مجھکو بھی کاہش ہی کہ اسی ہفتے مین سب
مسلمانون کو پامال کرون قدرت کو بالائے قیطول پہونچا کے خوشی خوشی جلد اپنے وطن کو پلٹ جاؤن
یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا مغرور و متکبر خرامان خرامان چلا ادھر تخت ملک یاقوت شاہ قریب صحرائے
سبزہ زار کے پہونچا ہی کہ یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آنے لگی زمین
تھرانے لگی طائر آشیانون سے گھبرا کر اٹھے درندون نے اپنے مسکن چھوڑ دیے ناگاہ دامن گرد
شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے شتر سوار اہتمام کرتے ہوئے نکل گئے انکے بعد سات سو علم نشان سات
لاکھ فوج کا نمایان ہوئے بعد گذر جانے انکے دیکھا کہ ایک دیو قالب انسان مین سمایا ہوا گینڈے
سوار پہلو مین ارابہ گرز کا گڑگڑاتا ہوا چالیس جوڑیان نرگاو کی اس ارابہ کو کھینچتی ہوئی لاتی ہین
مگر بسبب بار گران کے ہر مرتبہ بیلون کے گھٹنے زمین سے آشنا ہو جاتے ہین دیون کے ٹڑاکے پڑ رہے
ہین تنک تنک کی صدائین بلند ہیل گردون در دمند فولاد انتہا کا مغرور نشہ شراب مین چور ابرودن پر

بل پڑے ہوئے ہین یا دریاے رود نیل کی موجین ہین تنگ چشم تنگ پیشانی عوج بن عوق کا ثانی سینہ پر کینہ قلعۂ ویران کا در سر بسر سرکش بد سیر کالی کالی صورت یا کالی جی کی مورت یا خال چہرۂ شب چتون مین قہر و غضب دو ساقی بچے جام شراب کے دیتے ہین پی جاتا ہی ہاتھ مین اسنے بھیڑیے کی ران ہی بجاے کباب کھاتا ہی باچھون سے خون بہتا ہی نقیب نے آواز دی شیطان درگاہ خداوندی پیش نگاہ بہ نخوت آنکھون کو کھولا بختیارک نے سلام کیا فولاد نے اک مکھی سی اڑا دی توجہ بھی نکی بختیارک دلمین کہنے لگا آت و منات اسکی بدعت سے بچائین جلد اسکو جہنم مین پہونچائین سلام بھی لینا حرامزادے کو ناگوار ہی اسقدر بادۂ خودسری سے مست و سرشار ہی اسوقت پکارکر آواز دی ای ستم خصال جبرئیل قدرت کا تخت قریب آپہونچا آپکے استقبال کو قدرت نے بھیجا ہی یہ سنکر فیل گینڈے سے اترا یاقوت شاہ کو دیکھکر سر پر ہاتھ رکھا پایۂ تخت یاقوت شاہ پہ ہاتھ ڈالدیا یاقوت شاہ بھی تخت سے اترا کارگزاردن نے اسی وقت بارگاہ لاکر استادہ کردی خیمے جابجا نصب ہونے یاقوت شاہ اسکو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا پہلو مین اپنے تخت کے بیٹھنے کو جگہ دی سرداران کے تمام بارگاہ مین ذنگلون پہ قائم ہوئے تخت یاقوت شاہ اور ہر مرز تاجدار ایک طرف بختیارک نے فولاد کو دیکھا کہ چپ بیٹھا ہی کسی سے کلام نہین کرتا بختیارک نے ایک حرامزادہ ہی پوچھا ای پہلوان تیغزن وای فولاد فولاد شکن جبرئیل قدرت پوچھتے ہین کہ تمھارا مزاج کیسا ہی وہان خداوند تاق مین قبل تمھارے آنے کے تقدیر فرما چکے ہین کہ کل مسلمانون کا خون سپرد تیغۂ فولاد کیا ہی مگر مسلمان بھی بلاے روزگار ہین قدرت کی تقدیر کو تدبیر سے پلٹ دیتے ہین ایسے کلمات سنکے فولاد نے آنکھین کھولین کہ یہ کون مجھسے باتین کر رہا ہی اب جو دیکھا تو ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن تنگ پیشانی چہرے پر حرامزدگی کی نشانی ایک سو ایک گلی کا جامہ پہنے چھاتی پر بند بندھے رفیدہ سر پر بوڑھا بندر معلوم ہوتا ہی صورت بختیارک کی دیکھکر بہت ہنسا پوچھا صاحب آپ کا نام کیا ہی بختیارک نے کہا نام نہ پوچھیے وہ شخص شیطان درگاہ خداوندی ہی یہی پتہ کافی ہی فولاد نے کہا نام کے بتانے مین کیا نقصان ہی بختیارک نے کہا بزرگون کے نام ایسے ہین جو بیوقوف ہین ان نامون پر ہنستے ہین فولاد فولاد شکن نے کہا نہین صاحب نام پر ہنسنا کیا بختیارک نے کہا تو سنیے نام اس شخص کا بختیارک بن بختک بن القش بن بادہ کش بن سگ سعید ہی

فولاد بے اختیار ہنس پڑا گویا سیاہ کو لاجسکا کہا ای ملک تو سنگ سفید بھی آپکے بزرگون مین تھے
بختیارک نے کہا اور لا ولد نہ زندہ رہتی تھی اسوجہ سے یہ نام رکھ دیا تھا فولاد نے کہا لعنت ہی آپکے
بزرگون پر سواے سنگ سفید کے اور کوئی نام نہ ملتا تھا بختیارک نے کہا مین نے پہلے ہی
عرض کیا تھا کہ جو بیوقوف ہین وہ ہنستے ہین فولاد نے کہا تو مجھے بے وقوف بناتا ہی پورا مسخرہ ہی یکلکر
جانب یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے متوجہ ہوا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی کل خبر و حاضر
ہوتا یاقوت شاہ نے جواب دیا کہ قدرت تمھارے بہت مشتاق ہین جلد سوار ہو فولاد فولاد شکن
نے عرض کیا امیدوار ہون کہ ایک قصر عالی یا کوئی باغ مرحمت ہو کہ غلام کے ناموس کے واسطے
جاے سکونت ہو یاقوت شاہ جواب نہ دینے پایا تھا کہ بختیارک پھر ہنسا پوچھا ای پہلوان زمان
وای گرسا شب جہان کیا جو ہوشیار جی ساتھ ہین اسکا کیا سبب ہی نشۂ جرأت مین مدہوش ہو
گیا خانہ بدوش ہو فولاد نے کہا ملک جی مین نے ایسے معاملات واہیات سُنے ہین کہ جنکا زبان پر
لانا مناسب نہین ہی بختیارک نے کہا وہ معاملہ مجھسے سینئے اول ہمارے شاہزادہ فرامرز صاحب
فرزند لبند شاہ ہفت اقلیم سامنے حضور کے تخت نشین ہین پہلا سانحہ انہین کے گھر سے شروع ہوا
آفتاب عشق طلوع ہوا یعنی صاحبقران انکی ہمشیرہ ملکہ مہر نگار پر مائل ہوئے وہ بھی محبت مین
حمزہ کی سلطنت ہفت اقلیم چھوڑ اُنکے گھر جا بیٹھین دوسری صاحب ملکہ مہر گہر تاجدار جان ہوئین
اُنکو بھی دیدار حمزہ کا اشتیاق ہوا پاس اُس عرب کے جا پہنچین اور ون کا ذکر تو کیا اردن خلف
زمرد شاہ باختری جو سب کے پیدا کرنے والے ہین نور چلیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز جنکا شعلۂ
حُسن جہان سوز و دیگر ملکہ جہان افروز ایک صاحب نبیرہ حمزۂ صاحبقران پر مائل ہوئین
نور چلیدۂ قدرت دوسری تیغ ابروے بدیع الزمان گرد لشکر شکن کی گھائل ہوئین آخر ضبط نہو
راز عشق نہ چھپا کچھ باپ کی خدائی کا پاس نہ کیا فوراً نکل گئین قدرت نے بھی تامل فرمایا ایسے
سنگدلون کو سنگ سیاہ نہ بنایا ہمارے جبرئیل قدرت آپکی صاحبزادی مہر افروز شہسوار عرصۂ
یکہ تازی اسد بن کرب غازی جو طلسم ہوشربا کے فتح کرنے کو تشریف لے گئے ہین اُسی خیر دلیر
پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئین قدرت نے ایسی تقدیر برجستہ کی کہ تینون صاحبزادیان صاحب اولاد ہوئین
کیسے صف شکن تیغزن فرزند ہوے کہ جنکی جرأت کے تمام عالم مین شہرے ہین شاہزادہ خاور سیاہ

کے نور نظر پارۂ جگر قدرت کے نواسے حمزہ کے پوتے شاہزادۂ ایرج نوجوان صاحب شوکت و مالک چتر و علم و نشان اُنکی ہیبت شمشیر سے بڑے بڑے پہلوان کھبراتے ہین شیران دشت اُنکے خوف سے دامن صحرا سے مُنھ چھپاتے ہین نہنگان دریائی نے چادر آب کو چہرے پر لیا ہی مریخ فلک کا نیا جگر قدرت کے بھی پیارے ہین اگر قدرت پر دست انداز ہوئے اُنکی جرأت پر قدرت کو بھی ناز ہوئے غارت نہین کرتے دوسرے صاحبزادے بطن ملکہ گوہر ملک صاحب شاہزادۂ بدیع الزمان سے گل گلزار خلیل الرحمن نور الدہر والا شان پیدا ہوئے اُنکو تو اسقدر قدرت پر ناز ہی کہ قلعۂ مشتری حصار پیکر زنجیر قدرت مین ہاتھ ڈالدیا تخت خدائی سے اُٹھالیا سات کوس تک چرخ دیتے ہوئے لیگئے یہ قدرت مین ہتھکڑیان پاے قدرت مین بیڑیان پہنائیں قدرت کے صبر و جبر کو ملاحظہ فرمائیے کہ کچھہ نہ کہا قید خانے مین سر جھکائے بیٹھے رہے پھر آخر قدرت ہین جب مزاج مین آیا تقدیر کرکے رہا ہوئے پھر لڑنے لگے ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان نور نگاہ صاحبقران آپسمین ہم چشم ہین صاحب قہر و خشم ہین خداوند انکی ہیبت شمشیر سے بندگان قدرت کو بچائیں جنہین قدرت کی صاحبزادیون کی شیر کی تاثیر مالک سپر و شمشیر پس آپنے بہت مناسب کیا ہی کہ ایسے ایسے حالات سنکر اپنے ناموس کو اپنے ساتھہ رکھا ہی اب یہ فرمائیے کہ آپ کی کوئی صاحبزادی یا ہمشیرہ شکیل و نوجوان تو نہین ہی فولاد نے غصے مین آکر ایک دھول ہلکی سی لگائی ملک جی کی پگڑی سر سے زمین پر گر پڑی اور کہا او بیحیا خاموش یہ کیا بکتا ہی تجبتارک نے رفیدہ اُٹھاکر سر پر رکھا اور کہا دھول دھپے کا تو یہ غلام عادی ہی قدرت نے اُس شخص کو عہدۂ شیطنت دیا ہی اسقدر گستاخ کیا ہی قدرت کے سامنے بھی ایسی باتین کہتا ہون جوتی پیزار کی بلا سہتا ہون اور یہ بھی واضح رہے کہ میرا علم لگاتا کبھی خلاف نہین ہوتا ہی جو مجکو دھول لگاتا ہی وہ آخر اپنے سر پر ہاتھہ رکھکر روتا ہی حضور نے کچھہ میری بات کا جواب نہ دیا کوئی صاحبزادی جوان ہمراہ ہین یا نہین فولاد نے کہا ہان ایک دختر بلند اختر ہی اُسکو اسی واسطے ساتھہ رکھا ہی کہ حفاظت کرون اور وہ خود صاحب شوکت ہی مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہی فن سپاہگری مین طاق ہی حسن مین شہرۂ آفاق ہی کیا مجال اُسپر کوئی نگاہ بد ڈالے وہ خود شیر کی آنکھین نکال لے اور علاوہ اسکے اے ملک جی جو مقدمات کہ آپ بیان کر گئے اگر میری کنیز پر بھی ایسا سحر کرگذرتا تو دریاے خون بہا دیتا لشکر

طالب و مطلوب کے سرکاٹ لاتا نوشیروان بادشاہ ہفت کشور تھے بموجب مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند ٭ اور خداوند جو مناسب جانتے ہین وہ تقدیر کرتے ہین ہمین کیا دخل ہی لیکن اب بھی اگر قدرت ارشاد فرمائین تو گیتی افروز اور مہر افروز و جہان افروز کو محلات حمزہ سے ابھی چوٹی پکڑکر گھسیٹ لاؤن اُنکے چاہنے والون کو خاک مین ملاؤن بلکہ بروقت ملازمت قدرت سے اسی بات کو عرض کرونگا کہ مجکو حکم ہو کہ دختران قدرت کو جاکر قتل کردن یا لے آؤن بختیارک نے جواب دیا کہ ذرا میان فولاد صاحب ہوش مین آؤ زیادہ نہ بلبلاؤ مسلمانون کا خداے نادیدہ بقول اُنکے حاضر و ناظر ہی دلون کے حال سے ماہر ہی مسلمان کہتے ہین کہ ہمارے خدا کو غرور کسی کا پسند نہین آتا اپنے خدا کی صفت مین کہتے ہین بیت مراور اسد کبریا و منی ٭ کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی ٭ اور قدرت کو بھی غرور کسی کا نہین پسند ہی آپ نے اسوقت غرور کیا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی علاوہ اسکے ایک اور بڑا غضب ہی کہ شاہزادیان حسین و جمیل مرد اُنکے آپ ایسے اُلو کے پٹھے قد و قامت سا کھو کے لٹھے بد صورت کالے دنیا سے نرالے ہین اور فرزندان حمزہ حسین و ماہوش طرحدار صف شکن تیغ زن سرو قد خورشید خد صاحب فصاحت حُسن مین ملاحت گفتگو مین بے نظیر خوش مزاج صاحب توقیر پس ایسے جوانون کو جب شاہزادیان دیکھین تو کیون نہ فریفتہ ہوجائین فولاد ان باتون پر بہت بگڑا خنجر پر ہاتھ ڈالا بختیارک گڑگڑانے لگا اور کہنے لگا کہ مین تو آپ کا غلام بلکہ غلام کا غلام تلام کا احتلام ہون مجھ پر غصہ بیکار ہی نمک صحبت ہون رونے کو ہنستا ہون جو بات ہونے کو ہوتی ہی وہ سُناتا ہون یاقوت شاہ نے فولاد کو منع کیا کہ جانے دو اسکی بات کا خیال نہ کرو یہ درگاہ قدرت کا شیطان ہی دیکھو یہی ہمکو کیا کیا کہتا ہی ابھی تمھارے سامنے کہ چکا ہی اسکا یہی شیوہ ہی یہ کہکر ضیغم خون آشام کو حکم دیا کہ یہان سے قریب باغ ہی سلیمان عنبرین موے کوہی کا پُر فضا خوش ہوا رفیع و وسیع جلد اسکو جاکر خالی کراؤ آپ کے ناموس کو بعزت و حرمت محافون سے اُترواؤ بیبیان محافون مین گھٹی جاتی ہونگی گھبراتی ہونگی ضیغم یہ حکم سُنکر فوراً اُٹھا بعد تھوڑے عرصے کے واپس آیا عرض کی سب سامان تیار ہی فولاد خود تیغہ پکڑ کر اٹھا مع فوج اور مع محافون قریب باغ سلیمان عنبرین موے کوہی کے آیا قناتین اپنے سامنے گڑوائین جابجا سوار اور پیدلون کی چوکیان بٹھائین جبتک ناموس اُترنے

تیغہ بلڑے خود کھڑا ٹہلا کیا فوج کو گرد باغ کے اُتارا حکم دیا خبردار غیر عورت بھی نہ آنے پائے بختیارک
یہ انتظام دیکھ دیکھکر مسکراتا ہی یاقوت شاہ سے کہتا ہی کہ اس شخص پر دیکھ لیجیے گا ضرور افتاد پڑے گی
صاجزادی جوان ہین کسی فرزند حمزہ سے ضرور اسکی آنکھ لڑ گی یاقوت شاہ کہتا ہی کہ ابے چپ رہ
فولاد بڑا بدمزاج ہی کہین تلوار کا ہاتھ نہ مار دے اسوقت بچہ تمکو بچایا نہین وہ ایک خنجر مارتا تمھارا
بھنڈارا کھل جاتا بختیارک نے کہا بہتون نے مجکو مارا ہی ایسے ایسون کو نگاہ مین کھاجاتا ہون
گمراہون کو سیدھا راستہ جہنم کا بتاتا ہون یہ بھی دو چار روز کے مہمان ہین بہت بلبلاتے ہین نادان
ہین اس اثنا مین فولاد انتظام کرکے آپ براے ملاقات تو یاقوت شاہ اسکو لیچلا بعد قطع راہ
فولاد فولاد شکن لشکر سلیمان عنبرین موے کوہی کے گذرا دیکھا لشکر بے انتہا اُترا ہوا ہی دیکھتا بھالتا
تا بدرگاہ زمرد شاہ باختری پہونچا پردہ اُٹھا اندر آیا دیکھا لقا کو کہ بچاسی ارج کا قد و قامت سر مثل
گنبد قصر کشتہ ہاتھ پاؤن بڑے بڑے گویا نخل کلان کے ٹھنے سیاہرو بدخو تیرہ درون آنکھین گرداب
جیحون نشے مین بدمست وہ خود پرست بصد نخوت تخت نکبت پر بیٹھا ہی ہر چند کہ فولاد فولاد شکن
خود کرہ منظر ہی مگر صورت نحس لقا دیکھکر تھرا گیا پسینہ آگیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے آواز دی
ای بندۂ خاص من سر از سجدہ بردار کہ لعنت مدام بر تو نصیب کردم فولاد نے سر سجدے سے
اُٹھایا قریب تخت لقا ذنگل میٹھنے کو ملا ساقی بچے حاضر ہوئے دور جام چلنے لگا جب فولاد کو نشہ ہوا تو
بختیارک کی باتین یاد آئین لقا سے ہاتھ باندھکر پوچھا کیون خداوند تو رچلید گلن قدرت ہمراہ فرزندا
حمزہ نکل گئین قدرت نے تامل فرمایا ابھی غلام کو حکم ہو کہ مین جاکر بدیع الزمان اور قاسم کو
قتل کرون صاجزادیون کو محلے مین سوار کرکے لے آؤن دیکھون تو کون مجکو روکتا ہی آپ کے
ہنر بر صحرا لے جات کو کون روکتا ہی یہ سنکر لقا قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای بندۂ خاص الخاص ورای طاعت
گزار با اخلاص انتظام کارخانۂ قدرت ذات خاص قدرت ہی پر موقوف ہی دخل دینے والا سرا
بے وقوف ہی تم ان باتون مین دخل نہ دو ورنہ تمکو قدرت سنگ سیاہ کردیگی فولاد یہ سنکر خاموش ہوا
اور سلیمان عنبرین موے کوہی نے بھی اشارہ کیا کہ ای فرزند چپ رہو کچھ نہ کہو مشیت قدرت مین
ہمکو کیا دخل ہی فولاد نے سلیمان سے کہا ماموجان اب آپ قدرت سے میری سفارش کیجیے میرے
نام پر طبل جنگی بجوا دیجیے سلیمان نے کہا کہ قدرت پہلے ہی فرما چکے ہین ایک ہفتہ جبرئیل قدرت

دکھاوے قدرت و ضیغم خون آشام و سرداران خداوند تمھاری دعوت کرینگے بعد گذرنے ہفتے کے جنگ کا سامان ہوگا ہم خوب جانتے ہین کہ تمھارے خوف سے لشکر حمزہ لرزان و ترسان ہوگا کون تمھارے مقابلے مین آئیگا حال جرأت و شوکت سبکا کھل جائیگا یہ کہکر سلیمان عنبرین موے کوہی نے ہاتھ فولاد فولاد شکن کا تھام لیا دربار سے اُٹھاکر اپنے عیش خانے مین لایا سامان دعوت کا حکم دیا انکو تو دعوت کھانے مین مصروف رکھیے

اب دو کلمے لشکر صاحبقران جانا ایرج کا واسطے شکار کے اور عاشق ہونا او پر دختر فولاد فولاد شکن موسوم بہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اور لے آنا اپنی بارگاہ مین ملکہ مذکور کو اُسی شکارگاہ مین اور خبر ہونا فولاد کو اور جاکر زخمی کرنا ایرج نوجوان کو اور لے آنا اپنی دختر کو باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اور فرداً فرداً جانا فرزندان صاحبقران کا اور ذکر جنگ مغلوبہ بیان کیے جاتے ہین اشعار آبدار

کہان ہی تو ای عشق کاشانہ سوز
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو
بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
تجھے بھیجتے ای عشق دیکھا وہ برق

کہان ہی تو ای شمع پروانہ سوز
جو ای عشق دریا سے ہو تجھکو لاگ
لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
کسی کو کوئی شی دکھاتا ہی تو
کیا بجز آفت مین عاشق کو غرق

جلا دینے مین تو وہ بیباک ہی
نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
اُسے اُسکا شیدا بناتا ہی تو
مشاطگان عرائس سخنوری و تجلی

پروازان شاہدان مضامین گستری کلک جواہر سلک سے بدعت عشق خانہ خراب عاشقان دیرباز ننگ و ناموس معشوقان یون تحریر فرماتے ہین کہ یہان صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما تھے کہ ہر کارے حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک گردون	داد عدلت در سرا آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت رستم دل جمشید فر	تیغ تیز فرق دشمن ناصر و منصور باد

آفتاب دولت و اقبال شہنشاہ گیتی ستان کا ہمیشہ تابان و درخشان رہے فولاد فولاد شکن بھانجہ سلیمان عنبرین موے کوہی کا بڑے علم و شان سے داخل بارگاہ لقا ہوا ہی کبر و غرور اُسکا لائق گذارش نہین ہی نہایت بدزبان بد آئین ہی اُسنے قصد کیا تھا کہ طبل جنگی بجوائے سلیمان عنبرین موے کوہی مانع ہوا واسطے دعوت کے بدلے عرصہ ہفتہ

اپنے قصر مین لے گیا تھا یہ معلوم ہوا کہ ایک ہفتے تک طبل جنگی نہ بجے گا صاحبقران زمان نے فرمایا
ای وارث ہند اس عرصے مین وردیان وغیرہ واسطے اہالیان لشکر کے تیار کرو دربار بھی وقتاً فوقتاً
ہوگا اسوقت سب فرزندان نامی وپہلوانان گرامی بارگاہ مین موجود ہین سمت دست چپ نقد
روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان وتگل نیلم نگار پر جلوہ فرما ہین قریب انکے
نیلم زنگی وفیلم زنگی وعنتر صباد غوجان صبا باری وسام بن غوجان دریا باری ومیعاد
عادر شک در انگردون حاضر ہین سب نے دست بستہ عرض کی ای شہریار بعد مدت مدید وعہد بعید
ایک ہفتے کی مہلت ملی ہی سنتے ہین کہ پہلوے کوہ عقیق مین شکار متعدد ہی واسطے شکار کے ہمیں
اجازت دیجیے ایرج حسب فرمائش سرداران سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران
نے فرمایا یون ای فرزند کیا چاہتے ہو عرض کی حکم ہو تو اندر اس ہفتے کے غلام شکار کے لیے جائے امیر نے
فرمایا کہ بابا یہ ملک پر آشوب ہی تمھارے نام کے سب دشمن ہین کوہی جا بجا رہزن ہین شکار کو
جانا بہتر نہین دست راست مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جلوہ فرما ہین ہنسکر کہا
لندھور بن سعدان سے کہا کہ چھوٹے دادا جان حقیقت مین جد عالی تبار بجا فرماتے ہین کیونکہ
بھائی ایرج کو واسطے شکار کے جانے دین صحرا مین سو طرح کی خرابیان ہین سو طرح کی آفتین ہین
اکثر شیر بھیڑیے نکل آتے ہین آزار پہونچاتے ہین شکار کو جانے والے گھبرا جاتے ہین چاہیے کہ
شکار کے واسطے دیکھ بھال کے جائیے اپنی حقیقت کو سمجھیے یہ کلمات طعن آمیز ایرج نوجوان کو
بہت ناگوار ہوئے بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ شیران بیشۂ جرات شیر دشتی کو سگ صحرائی سمجھتے
ہین یہ کہکر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ غلام کو اجازت شکار ملے
تا نخچیر آرزو کیجیے انشاء اللہ بعد ایک شب کے صبح ضرور آستان بوسی کو حاضر ہونگا زیادہ
دیر نہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا ای فرزند ارجمند جسوقت سے تمنے نام شکار کا لیا ہی تو دود الم
تیر الم پڑا ہی خطا کاران تیرہ بخت کا خیال آتا ہی شاید چھپ کر گوشۂ صحرا مین ٹھہرین اور تعاقب پاکر
کچھ فکر کرین لہذا اگر قصد مصمم ہی تو آج ہی دن کو چلے آنا شام کا خاصہ ہمارے ساتھ کھانا ایرج
نوجوان نے عرض کیا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا قاسم بھی کھڑے ہوگئے فرط محبت پر صاحبقران
کی خوش ہوئے ایرج سے فرمایا اجازت ملی تسلیم کرو تم روح روان لشکر اسلام ہو تمھاری بیخبری کی

کے سبب سے مین مانع نہین ہوتا میرے بھی قلب کا عجب حال ہی خود بخود ہجوم غم و ملال ہی ایرج نے
عرض کیا کہ آج تو غلام ضرور جائیگا شام تک ضرور واپس آئیگا آپ صاحبون کی باتین سنتے ہین
شیر بھیڑیے کا ہمکو ڈر ہی قاسم نے کہا ای نور نظر ایسی باتون کا تیر کون گمان کریگا شیر صحرائی تمھارے سامنے
سے بھاگ نکلیگا ایرج نے عرض کیا کہ حضور رتبہ بڑھاتے ہین آبرو دیتے ہین حضور نے کیا کیا کام کیسے
کیسے نام کیے ملک شمالیہ باختر کتنا بڑا ملک ہی دربار سیف الملک مین جانا برق شمشیر چمکانا
آپ ہی کا دل تھا یہ مرتبہ کسکو حاصل تھا انشاء اللہ ذرا جنگ سلیمان عنبرین ہولے کوہی سے چھٹتے
ہو ذنگل زرین رستم کے بھی لینے کی تدبیر کیجائیگی اب تامل نہوگا قاسم نے کہا بیٹا یہ تمھارا اقبال ہی کیا
کسی کی مجال ہی جو سامنے آنکھ ملائے یا ذنگل رستم کا نام کسی کی زبان پر آئے خون کے دریا بہ جائین
بڑے لوگ بھاگ گئے نظر آئین باپ بیٹون مین یہ چپکے چپکے باتین ہوئین جرات کی گھاتین ہوئین
دست راستی اپنے مقام پر سنا کیے نور الدہر موچھون پر تاؤ پھیرا کیے غرض ایرج نوجوان
صاحبقران سے اجازت لیکر بیرون بارگاہ سلیمانی آئے شاپور شیر دل عیار کو بلا کر حکم دیا کہ
سامان شکار تیار ہو اسی وقت فوراً چلیے قراول میر شکار یوزباش حاضر ہوے جانوران شکاری
مثل باز بحری جرہ زرتی کہی کھیلا لگڑ جھگڑ چرخ ہاتھون پر چڑھے ہوے وہ باز بلند پرواز کہ
طائر خیال کو شکار کرین مرغ عنقا کو بصد جستجو لائین چیتون کی چار پائیان سگ تازی شیر

نظم

شکار چست و چالاک میان
جو شیرون کو وہ دشت مین گھیر لین

وہ کتون کی تھین جوڑیان لاجواب
یہ بزدل نہین وہ کہ منہ پھیر لین

دل شیر ہو جنگلی دہشت سے آب
الغرض جب یہ سامان شکار

مہیا ہو چکا شاہزادہ پشت گون بن اشتر پر سوار ہو سمت صحرا عازم شکار ہوا صحرا مین آکر پہلے
قراولون کو حکم دیا کہ شکار کی جستجو کرو انھون نے فوراً جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوا اڑے
یہان سے بازدارون نے باز چھوڑے باز بلند پروا نے جا کر تیہو کو گھیرا پرون سے طمانچے
مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا ایرج نے گھوڑا بڑھایا تماشا دیکھتا ہوا چلا باز نے تیہو کو زمین پر
گرایا پنجہ فولادی بہت اُسکے سینے پر رکھا چاہا سینہ اُسکا چیر ڈالے ایرج گھوڑے سے خوشی خوشی
کود پڑے چمکار کر باز کو ہاتھ پر لیا اُس جانور کا قرولی سے سینہ چاک کیا جگر نکالکر باز کو دیا اُسنے
پنجے مین دبایا نوچ نوچ کر کھانے لگا اسی طرح جرہ وغیرہ چھوٹے اپنے اپنے شکار کرکے نوچے

طائران ہوا سے ارا بے بھر لیے کسی قدر دن چڑھا تھا نیر اعظم بلند ہو چکا تھا ایرج نوجوان نے ایک مقام پر گھوڑا روکا فرمانا صاحبقران کا یاد آیا شاپور شیر دل سے فرمایا ای برادر ہمارے جد عالی تبار انتظار مین ہونگے ہم چاہتے ہین دوپہر سے قبل واپس ہون مگر مقام تعجب ہی کہ ابتک کوئی آہو اس صحرا مین نہ دیکھا کہ اُسکے شکار سے لطف حاصل ہوتا شاپور نے عرض کیا کہ قبل ارشاد غلام نے ہرکارے روانہ کیے ہین خبر آیا چاہتی ہی ہنوز یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ایک گنوار سامنے سے دوڑا ہوا آیا عرض کی گسنیان یہان سے تین کوس پر ایک کھیت دھانون کا نہایت سرسبز و شاداب ہی وہان شکار نایاب ہی کئی سو آہو اُس کھیت مین چر رہے ہین جلد چلیے شکار کیجیے ایرج نوجوان نے گرہ بن اشقر کو بڑھایا سردار مرکب چمکا چمکا کر ہمراہ رکاب ہوے شکار آہو کا ذکر سنکر دل بیتاب ہوے اگر دور سے دیکھا حقیقت مین گرد صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ایک سمت دھانون کا کھیت اُسمین کئیں تیس ہرن مثل طاؤسان خرامان بیچ مین ایک آہوے کلان سنگوٹیان مثل محبوبان اُسمین بڑی بڑی شعر بھی اشارہ ہی اُن کالی کالی آنکھون کا شکار تیر پھیلیں تو ہم غزال زمین و از پشت تا بہ دُم ایک لکیر سفید شاید اسمین بھی کچھ بھید اسکو کہکشان فلک کہیے یا جادۂ راہ عاشقان چشم محبوب نہایت حسین و مرغوب بیچ مین مادہ ہاے آہوان کے وہ خوشخو مستی کر رہا ہی اپنے معشوقون سے دم محبت کا بھر رہا ہی ایرج نوجوان نے فرمایا اور سب آہوون کے شکار کا سب صاحبون کو اختیار ہی لیکن یہ نر آہو بصد آرزو ہم شکار کرینگے یہ فرما کر چار جانب سے اُس کھیت کو گھیرا نیزون کے لٹو بغلون مین دبائے سنان ہاے نیزہ کو بڑھا دیا اب گھوڑون کو مہمیز کیا اُن آہوان صحرا نے جو صیادون کو گھیر مین دیکھا کنوتیان بدلیں چوکڑیان بھرین جست و خیز کرکے بھاگے ایک دم مین ہوا ہو گئے سردارون نے بھی اُنکے تعاقب مین گھوڑے ڈال دیے مگر وہ آہوے کلان ایرج نوجوان سے آنکھ ملا کر جست جو کرتا ہی مرکب وسا کب کو فراکرین نکل گیا کہ جیسے باد تند کا جھونکا اُسکے گھر خود سے شاہزادے کے مس ہوئے ایرج نوجوان کو نہایت غصہ آیا کہ اس آہوے وحشی نے مجھی کو گنہگار بنایا اگر اور کسی سوار کی جانب سے چوکڑی بھرتا مین اُسکو متہم کرتا اب یہ زندہ نہ بچے فوراً گھوڑے کو پھیرا گرہ بن اشقر وہ بھی اُدھر ہی کو چلا نظم

بیان اسپ سبک رو کی کیا ہو تیز روی
نہ پہونچے گرد کو جسکی ہوے کے گھوڑون کی ڈاک

خود اپنے سایے سے کرتا ہی رم غزال کی طرح
کمین نگاہ سے بھی چشم شوخ کی چالاک

غرض سمند کے کاوون کا ہی عجب انداز
کہ جسکو دیکھکے ہی دنگ گردش افلاک

آگے آگے آہو جان بچائے ہوئے چوکڑیان بھرتا ہوا جاتا ہی مرکب بھی ایرج نوجوان کا
تعاقب آہو کا نہین چھوڑتا ہی اکثر پٹھہ آہو کا اور تھوتھنی مرکب کی مل جاتی ہی ایرج نوجوان
چاہتے ہین کہ نیزہ اسکی پشت پر رکھدون اسی مقام پہ شکار کرون لیکن وہ طرارہ بھر کے
نکل جاتا ہی شاہزادے کو اور زیادہ غصہ آتا ہی اور سب بیلیے وغیرہ پیچھے رہ گئے مگر شاپور
شیردل دور سے دیکھتا چلا آتا ہی کہ شاہزادے کا مرکب وہ جاتا ہی چشم زدن مین مرکب
شاہزادے کا آنکھون سے شاپور کے مخفی ہوا صرف گرد کو دیکھتا ہوا جاتا ہی مگر شہزادہ ایرج
نوجوان بصد کر و فر و شوکت و شان تین کوس تک تعاقب مین آہو کے آیا ایک جھیل پر
آکر آہو چوکڑی بھولا ذرا رکا تھا کہ شاہزادے نے قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی
نکالا پلک جھپکتے جھپکتے بہر کمان مین پیوست کیا ادھر سوفار کمان کا کڑکا تیر پہلو کو آہو کے توڑ کر
باہر نکلا آہو تلملا کر گرا ایرج نوجوان پسینے پسینے ہو گیا تھا مرکب بھی ہانپ رہا تھا ایرج نوجوان
ٹہلنے لگا بند قبا کھلے ہوئے خود زرین کج اس شان سے زیر نخل ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے بونڈلا
گرد کا اٹھا نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک آہو بھاگا ہوا چلا آتا ہی مگر سینے پر تیر لگا ہوا ہی عقل سے
دریافت ہوتا ہی کہ تیر اوچھا پڑا سامنے سے کسی شکاری کے بھاگ نکلا ہی ناگاہ سامنے
سے ایرج نوجوان کے گذرا شاہزادے نے اٹھا کر کمان تیر اسکو بھی لگایا آہو گر پڑا ایرج
نوجوان نے اسکو بھی خوشی سے ذبح کیا تیر سینے سے نکالا دیکھا عجب پیکان آبدار ہی دل کو
لبھاتا ہی مثل تیر مژگان محبوب دل کو برماتا ہی نگینے جواہر اعلی کے پیکان پر نصب ہین نام بھی
کسی کا کندہ ہی رومال سے خون کو پاک کیا قصد کیا نام پڑھون ترکش سینے مین چھپا لون کہ
ناگاہ اسکے کسی ہم مرکب کی صدا بلند ہوئی سر اٹھا کر دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش
برچھا تھامے کنوتی پر مرکب کے گھونسے کو اڑاتے ہوئے مگر چوکنا چار جانب دیکھتا ہوا جیسے
کوئی کسی کی تلاش مین ہوتا ہی تھا بدور سے نگاہ اٹھا کر اس جانب دیکھا تیر اپنا ہاتھ مین اسی

شہریار کے پاس آیا ہوا اپنا پڑا ہوا دیکھا نہایت غصہ آیا غصے مین گھوڑے سے کود پڑا کہا او شخص
تو نے کچھ بادولت کا خوف نہ کیا ہمارے شکار پر ہاتھ ڈالدیا ایرج نوجوان نے مسکرا کے
جواب دیا آپ اسقدر غصہ کیون کرتے ہین تشریف لائیے اپنا آہو اُٹھا لیجائیے نقابدار غصے
مین کانپنے لگا کہا کیا مین پارچہ گوشت کا محتاج ہون صاحب تخت و تاج ہون میرا فرزہ کھودیا
پھر کھبرے مین اسکے تعاقب مین تھا اتفاق سے تیرا اُوچھا پڑا تو نے کیون شکار کرلیا ایرج نوجوان
نے جواب دیا کہ اب تو تیرا یہ خطا ہوئی کچھ سزا دیجیے بس اب بہتر یہ ہی کہ اپنی راہ لیجیے
یہ کلمہ سنکر نقابدار مثل شعلہ جوالہ غصے سے کانپنے لگا تیغ بیمثال کمر سے کھینچا نیزہ بدل کے
ایرج نوجوان پر ہاتھ لگایا ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر فنون سپہ گری تھپکی دی تلوار
ہٹ پڑی ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ذرا جو فشردہ کیا تیغ ہاتھ سے نقابدار کے نکل گیا شہزور
ایرج نے دست حق پرست بڑھا کر کمر میں ڈالا ہاتھ شکم پر ہو گیا گرمی جسم کی نرمی ہاتھ کو بھلی لگی
مگر ایرج نوجوان کو غصہ زندہ تھا کچھ خیال نہ کیا نعرہ تکبیر بلند کرکے اُٹھا یا کہ چہرے کا بند نقاب
ٹوٹ گیا معلوم ہوا کہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا زمین پر روشنی ہوئی بادل پڑ گیا شعر
اُٹھا اسکے چہرے سے جسدم نقاب • گرا چرخ سے چیخ کہا آفتاب • ایرج نے گھبرا کر سر اُٹھا کر
دیکھا دل مین خیال آیا کہ کیا یہ شجر نخل وادی ایمن ہے زمین مثل طور روشن ہے نگاہ جو چہرے پر پڑی
دیکھا ایک حور مثال پری تمثال خورشید جمال عارض انور رشک قمر چشم جادو خال ہندو چند چہرے پر عالمگیر

خال خال خال ہین اگر چند ہین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین سراپا

ابرو جسطرح سے گرد چشم
چشم مستانہ وار حد سے سوا
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن
ایسے خنجر تھے ابروے کافر
ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
گورے گورے وہ عارض رنگین
صاف منھ پر طمانچہ تھا مے

ہوے خوش رنگ پیچ کھاتے تھے
لال ڈورے کھنچے کھنچا نقشا
طاق ابرو کا مرتبہ ہے سوا
زخم جنکے کبھی نہون ظاہر
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین
رنگ گل جنکے آگے ہو کافور
رنگ گل گر مقابلے کر آے

بال بکھرے ہوے وہ چہرے پر
سانپ جسطرح غصے مین ہووے
قاتل خلق و کافر پُرفن
جنکی مشتاق ہووے خلق خدا
یہ بھی کہتے ہین بعض نکتہ ہین
یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
یہ کاکل جو اُسنے لٹکا دے
ہے یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھاے

پتلے پتلے وہ ہونٹھ پان سے لال
یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر
لوح سیمین وہ سینۂ پُرنور
قبۂ نور جسکو سمجھے بشر
وصف موے کمر کی حد سے فزون
تار خط شعاع مہر کہا
ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور
شمع فانوس جیسے ہو روشن
قد تعریف مین ہی حیرانی
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

زرد ہو جائے جسکو دیکھ کے لعل
وہ گلا یار کا صراحی دار
ساعد و شان مثل شیشۂ نور
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے
درد سر ہو جو موشگافی کرون
طبع نازک نے بھید یہ پایا
یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور
لال مہندی سے دونون تھے کف پا
کلک قدرت کہون کہ سرو سہی

دہن تنگ حقۂ گوہر
پتلی پتلی رگون کا جس سے اُبھار
اُبھری اُبھری وہ چھاتیان کہ سیب
تو لگائے دوا اپنے سینے سے
وہم روشن نے کچھ لگا کے بنا
آئنے مین شکم کے بال آیا
پائجامے مین یون ہین جلوہ فگن
ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا
سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا

اس حسن دلفریب پر جو نگاہ ایرج نوجوان کی پڑی کمان خانۂ ابرو مین تیر دلدوز مژگان آمادہ خونریزی عاشقان سینے پر ایرج کے پڑے تا بہ سوفار غرق ہوئے ایرج نوجوان کا جسم تھرتھرانے لگا رعب حسن و جمال سے غش آنے لگا ہر چند چاہا ضبط کرون سمجھے آرزو سے اپنے قاتل کو نہ چھوڑون لیکن نہوسکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹ گیا یارائے ضبط نہ رہا اتنا صرف مونھ سے نکلا بیت مرا کشتی و تکبیر گفتی * عجب سنگین دلی الله اکبر * اسی جوش و خروش سے صرف اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بخت سیہ کا سامنا ہوا تڑپ کر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا یہ عاشق کُش ہاتھ سے ایرج نوجوان کے چھوٹ کر زمین پر گری یا خدا ڈھونڈتا تھا مگر سنبھلی نگاہ جمال بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی دیکھا ایک جوان شیر دل سلاح جنگی سے آراستہ جوان نوخاستہ فر و شوکت چہرے سے ہویدا آثار جلالت ناصیہ سے پیدا چہرہ آفتاب عالمتاب دونون عارض پھول سے زلفون مین پیچ و تاب پریشانی نمایان فن جرأت سے ماہر اس محبوب یکتا کے بھی مونھ سے بے اختیار آہ نکل گئی قصد ہوا سر اٹھا کر زانو پر رکھون حیا مانع ہوئی نقیب غرور نے آواز دور باش دی آنکھون نے چشمک کی ٹھہر گئی کبھی ہٹتی تھی کبھی قریب آتی تھی گھبرائی تھی دلمین کہتی تھی کیونکر اسکو ہوش مین لاؤن اپنا حال دل سناؤن اسی خیال پر ملال مین مثل آئینہ حیران

فبحکم زلف پریشان عشق کی نیرنگیان آہ شرر افشان زبان پر طیش قلب سے کہتی ہی الامان الامان آخر ضبط نہو سکا اُسی فرش خاک پر بیٹھ گئی اچھی طرح نگاہ غور سے صورت دیکھی اور زیادہ تڑپی پھر کی سر زمین سے اُٹھایا ہی اس ارادے پر کہ زانو پر رکھون اس بیمار چشم کی مسیحائی کرون کہ سامنے سے بونڈا گرد کا اُڑا دیکھا دور سے ایک عیار طرار خنجر گذار جھپٹا ہوا اسی جانب آتا ہی حقیقت مین شاپور شیر دل تعاقب مین اپنے آقا کے جستجو کنان مثل باد صرصر پھر رہا ہی اُسوقت یہ نازنین گھبرا گئی نقاب چہرے پر آراستہ کی بتعجیل گھوڑے پر سوار ہوئی ایک جانب چلی مگر پھر پھر کے دیکھتی ہوئی گھوڑا اُڑا کے نکل گئی اس نوگرفتار کا ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر شاپور شیر دل نے دور سے مرکب اُپنے آقا کا دیکھا کہ کوتل چرا مین مصروف ہی کلیجہ غم سے پھٹ گیا دل سے کہنے لگا خداوندا یہ کیا ہوا میرے شہریار پر یہ کیا معرکہ گذرا مثل ہوا کے دوڑا ہوا آیا اب جو قریب پہونچا دیکھا ایرج نوجوان دھوپ مین ریتی پر پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہی یا آقا کہکر زمین پر گر پڑا اور پھر اُٹھکر چھاگل مین پانی لایا مُنھ پر چھینٹا دیا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی شاپور شیر دل نے گھبرا کر پوچھا اے شہریار خیر تو ہی ایرج نوجوان نے جواب دیا نظم

دہائی زخم کی لذت ہوس دلمین ہی دل کی ۔ پڑی میرے بدن پر بنکے بجلی تیغ قاتل کی
کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رک رک کر ۔ صراحی تھی سر وہی بہر حلق خشک قاتل کی
چھری پھرتی ہی ذوق قتل مین مانع ہی کیون ناصح ۔ غضب ہوگی مرے حق مین عدالت شاہ عادل کی
کرے شمع جمال یار روشن شاید اسکو بھی ۔ کبھی تو کام آئیگی اندھیری خانۂ دل کی
شب مرقد ہی شب فرقت مین دن روز قیامت کا ۔ ہر اک ساعت ہی آفت کی گھڑی ہر ایک مشکل کی

کمال شوق ہی دیدار یار تھوڑا ہی ۔ اب از یادہ صبر ہی اور اختیار تھوڑا ہی ۔ سحر کو غنچہ کھلا دو پہر ڈھلے سوکھا
ابھی ہی وقفۂ جوش بہار تھوڑا ہی ۔ ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھون کو ۔ بہت یہ گھٹتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہی
شب وصال بہت کم ہی پوچھتے کیا ہو ۔ اسیر سینے مین دم ہی نگار تھوڑا ہی ۔ نگاہ کم سے جو دیکھا ہوا مرکش سنے
مری نظر مین بھی دلکا وقار تھوڑا ہی

شاپور حیران ہوا کہ مین نے کیا پوچھا یہ کیا ارشاد ہوا مین کچھ نہ سمجھا دوبارہ پوچھا کیون اے شہریار کیا کسی دشمن سے مقابلہ ہوا دشمنون کے کیا کوئی زخم آگیا جب مین یہان آیا تھا حضور بیہوش پڑے ہوئے تھے ظاہر مین تو کوئی زخم نہین معلوم ہوتا ہی ایرج نوجوان ایسا بہوت ہی

شاپور تشیر دل کو کچھ جواب نہ دیا اک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی آپ ہی آپ پکار اُٹھا اشعار

کچھ تمنا مین جو تھین دل سے نکلنے کے لیے ‏— اشک حسرت وہ بنین آنکھ سے ڈھلنے کے لیے

شغل اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے — دل مین آ بیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے

رہبر جلوہ گہ یار جو تھا ہوای شوق — ابھی موجود ہون آنکھین مری چلنے کے لیے

شکوہ ہی برق تجلی سے کہ اوی انصاف — ہم ہون مستعد دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے

نازکی دیکھون بچا لیتی ہی کیونکر مسکو — دے تو دو ہاتھ مین ہاتھ انکے سنبھلنے کے لیے

پاس آ بیٹھے تھے یا کھینچنے لگے مجھسے وہ دور — اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے

ہم ازل ہی مین پکارے جو ملا بخت سیاہ — یہ بلا آئی ہی سر پہ سے نہ ٹلنے کے لیے

دل مین آتا ہی جگر سے تو جگر مین دل سے — درد اُٹھتا ہی ذرا آج ٹہلنے کے لیے

کر چکی خنجری یار کی گو کام تمام — جان باقی ہی کچھ آنکھون سے نکلنے کے لیے

دست دلبر مرے سینے سے ہین وصل مین دو — دل تو موجود ہی دو ہاتھ اُچھلنے کے لیے

داغ کہتا ہی چراغ شب فرقت سے مرا — ٹھنڈے ہونے کے لیے تو ہی مین جلنے کے لیے

کس فسون ساز سے جاتے ہو لڑانے آنکھین — جتنے جادو ہین وہ سب ساتھ ہین چلنے کے لیے

دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہین — کبھی اُٹھتا ہی تو ان تلوون سے ملنے کے لیے

اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لاتے نہین ساتھ — دھوپ مین کوچہ محبوب مین جلنے کے لیے

بن پڑے اُسکی دم نزع جو تم آنکلو — موت سے بگڑی ہی جس دم کے نکلنے کے لیے

پیارے جسکو وہ بدبخت کہا کرتے ہین — اُس سے گرویدہ ہون تقدیر بدلنے کے لیے

شاپور بدحواس پریشان ہو کر قدمون سے لپٹ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ آقا برای خدا ہوش مین آیئے کچھ حال دل فرمایئے یہ کیا معرکہ ہی دشمنون کو جنون ہوا ہی ایک ایک کلمہ تیر دلدوز ہی غلام کو سننے کی طاقت نہین باقی ہی مین اپنے کو ہلاک کر دونگا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا کونسا امر ایسا ہی کہ جس سے غلام سے پردہ ہی مین قدیم تابعدار ہون عاشق زار ہون ایک سانحہ پیدا ہوے کیا حضور کی کہین طبیعت مائل ہوئی اگر یہ راز ہو تو بھی غلام سے فرمایئے جیسا کچھ کہ فنون عیاری مین قبلہ وکعبہ نے تعلیم فرمایا ہی عیاری مین کسی صاحب نے یہ کمال نہین پایا ہی

اگر معشوق حضور کا آسمان پر ہوگا تو مین ابھی اپنے کو مثل دعا پہونچاؤنگا اگر تحت ثری میں ہوگا
تو مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا مگر آپ کے معشوق کو آپ سے لا ملاؤنگا یا کوئی مقدمہ جانبازی
وسرفروشی ہو ابھی جرأت اپنی دکھائین قدمون پر تصدق ہو جائین جب اسطرح محبت وشفقت
شاپور شیردل پیش آیا مژدۂ وصل محبوب بھی سنایا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی کہا ای یار
وفادار مونس وغمگسار کیا حال بتاؤن واسطے شکار کے آیا خود شکار ہوا تیر عشق کلیجے کے پار ہوا
ابھی ایک غارتگر دین وایمان کا سامنا ہوا متاع صبر وقرار لوٹ لے گیا بخت رسا کی نارسائی ہوئی
سلطان عشق کی اقلیم دل پر چڑھائی ہوئی اگر جانتا کہ ایسا قاتل عالم ہی جب اُسنے تیغ کا ہاتھ لگایا
تھا مین نہ روکتا سر جھکا دیتا عرض کرتا مطلع ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا بوجھ
سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہمسے اپنی گردن کا یکھون خطادار ہون مجبور وناچار ہون ایک جلوۂ
نور عارض انور سے مثل حضرت موسی بیہوش ہوا وہ اس عرصے مین دل لیکر روپوش ہوا اگر وہ صورت
زیبا طلعت جہان آرا نہ دیکھونگا سر ٹپک ٹپک کے مرجاؤنگا ای برادر جانے رحم ہی اُس محبوب بانی
یار جاودانی کا پتا لگا دو یا مین اُس تک پہونچاؤ شاپور شیردل نے عرض کی مین جان ودل سے
حاضر ہون ضرور جستجو کرونگا چلیے بارگاہ مین تشریف لیچلیے آپکے والد نامدار جد عالیوقار وسرداران
جان نثار بیقرار ہونگے حضور نے صاحبقران سے جلد واپس ہونے کا وعدہ کیا تھا دن اب
قلیل ہی اس مقام پر بیٹھنا بیکار ہی ایرج نوجوان نے کہا ای بھائی اس مقام پر اُس ماہتابان
کو دیکھا ہی اس آرزو پر زندہ ہون کہ شاید وہ مسیحا ے زمان پھر تشریف لائے اپنے بیمار کی عیادت
کرے یہان سے دو قدم جاؤنگا روح قالب سے پھڑک کر نکل جائیگی طبیعت اپنی بھی تسکین نپائیگی
یہان بیقراری کو قرار ہی معشوق خوبرو کا انتظار ہی یہ باتین بھین کہ سامنے سے بیلچے قراول ہو سوار
کچھ پیدل سامنے سے نمایان ہوئے شاپور شیردل نے آگے بڑھکے اُن لوگون سے کہا جلد جاؤ بارگاہ
جو شکارگاہ مین ساتھ آئی تھی اُسکو لاؤ اسی مقام پر استادہ کرو آج شاہزادۂ عالم اسی مقام پر قیام
فرمائینگے کارگزار گئے فوراً بارگاہ لائے مگر حیران تھے کہ اس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین کیون
شب کو اشغام کرتے ہین بعض نے بڑھکے عرض بھی کیا ایرج نوجوان یاد محبوب مین مبہوت بیٹھا تھا
کچھ جواب نہ دیا مگر شاپور شیردل نے بعجلت تمام بارگاہ فلک اشتباہ اُسی خارستان مین نصب

گرائی شاہزادہ فرش خاک سے نہ اُٹھتا تھا لیکن شاپور بمنت بارگاہ مین لایا ایرج نوجوان نے شاپور شیر دل کے گلے مین ہاتھ ڈالکر محبت کہا کر بھائی جلد جاؤ جسطرح ہو سکے اُس محبوب جانی یار جادو ادائی کو ہم تک لاؤ اگر ہماری زندگی منظور ہی تو عرصہ نہ کرو شاپور شیر دل اس جوش و خروش کو دیکھکر گھبرایا دست بستہ عرض کیا ای شاہزادہ والا قدر بے پتہ بے نشان کہان جاؤن دو چار روز صبر فرمائیے انشاء اللہ غلام ضرور تدبیر کریگا نام دو چار روز کا سنکر ایرج نوجوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی گریبان پر ہاتھ ڈالا بیقراری مین چلایا مسدس

فراق مین یہ غم بیحساب ہی دل کو — کہ زندگی کی طرف سے جواب ہی دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہی دلکو — خیال یار مین کیا اضطراب ہی دل کو
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی تپش سے گھبراؤن — خلاف وضع ہی گر کچھ زبان پر لاؤن
خیال یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن — غضب مین جان ہی کس سے کہون کہان جاؤن
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

وصال یار کی کرتا ہون سیکڑون گھاتین — نصیب ہوتی نہین لطف کی ملاقاتین
بنایا کرتا ہون بیٹھا سحر تلک باتین — تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین ہجر کی راتین
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہی حال تباہ — کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا آہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کی طرح شام و پگاہ — پڑی ہی جان حزین کس بلا مین یا اللہ
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق مین مری کیسی اُلٹ گئی تقدیر — اثر ہی نالے مین بالکل نہ آہ مین تاثیر

کسی طرح سے نہین رام ہوتا وہ بے پیر
لبون پہ دم ہی خدایا کرون مین کیا تدبیر
نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی
سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
جو اس سے کہیے تو وہ کب بیان سنتا ہی
خموش رہیے تو منھ کو کلیجہ آتا ہی
نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

وصال یار میسر کہان امانت کو
سدا فراق مین دیکھا طپان امانت کو
ستایا کرتا ہی درد نہان امانت کو
ہمیشہ ہی یہی درد زبان امانت کو
نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

یہ اشعار مسدس پڑھکر ایرج نوجوان روتا ہوا اُٹھا اور کہا ای بہادر مصیبت مین کون کسی کا شریک ہوتا ہی ہم خود جاکر اپنے معشوق کو تلاش کرینگے کوہ و دشت مین دیوانہ وار پھرینگے آخر رہبری حضرت عشق سے کوے محبوب کا راستہ ملیگا کبھی تو غنچہ پژمردۂ خاطر کھلیگا بموجب
شعر کار خود را خود کنم تا خوب آید گشت من ✦ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ✦
شاپور شیر دل یہ ولولۂ ایرج نوجوان دیکھکر خود بھی رونے لگا قدمون پر سر رکھدیا عرض کی اگر لاکھ جانین غلام کی ایک ناخن پاے حضور پر نثار ہین مین بھلا حضور کو یکہ و تنہا جانے دونگا حضور تشریف رکھیں مین تدبیر کرتا ہون غرض منت و سماجت ایرج کو بٹھایا اس عرصے مین شام محنت انجام نے منھ دکھایا آفتاب عالمتاب غم مین اُس عاشق بیتاب کے بارنگ زرد چادر نورانی شب کو چہرے پر کھینچکر داخل سیاہ خانۂ مغرب ہوا ✦ بیت ✦ چو زرین علم شد ز عالم نہان ✦ شب قیرگون سر زد از قیروان ✦ ملازمون نے بتعجیل تمام شمع ہاے مومی و کافوری روشن کین مگر ایرج نوجوان کو بخت سیاہ کا سا سماں تھا اور زیادہ اندھیرا آنکھون مین چھا گیا کہا بھائی شاپور اس برخوردار کے درد دل کا علاج کرو تمنے اقرار کیا ہی براے جستجوے یار متوجہ ہو شاپور نے عرض کی

حضور اس پردۂ شب تاریک مین کہان جاؤن شب بھر کی مہلت دیجیے صبح کو انشاء اللہ نشان معشوق مطلوب غلام سے لیجیے ایک امر کا عرض کرنا واجب و لازم ہی کہ آپ صاحبقران زمان سے دن بھر کا وعدہ کر کے تشریف لائے تھے ایک عرضی عذر غیر حاضری مین لکھکر روانہ فرمایئے آپ سے صاحبقران و شاہزادۂ خاور سیاہ و رستم پیلتن نہایت محبت قلبی رکھتے ہین ایسا نہو کہ سب صاحب جوش الفت مین اسی مقام پر چلے آئین پھر آپ کو کچھ نہ بن پڑیگا ہمراہ اُنکے جانا ہوگا اور بہاں غلام خوب سمجھ چکا ہی کہ طاقت صبر آپ مین نہین ہی بیشک اگر وہان جائیگے باعث ہلاکت ہوگا ایرج نوجوان نے کہا بھائی تمکو اختیار ہی جو چاہے لکھکر خدمت صاحبقران مین بھیجو لیکن جسطرح ہو سکے میری معشوقہ سے مجکو ملا دو شاپور نے ایک عرضی کچھ عذرات عدم حاضری کی لکھکر ایک سوار کو دی کہ جلد جا کر ہاتھ مین ہمارے افسر جیدا ہیرن عمرو کے دیدبان و جانشین خواجہ عمرو عیار کے موقع اور محل دیکھکر بخدمت صاحبقران پیش کرینگے سوار یہ سُنکے اور عرضی لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاپور شیر دل ایرج نوجوان کو سمجھانے لگا کہ ای آقائے نامدار نہایت مشکل ہی ہر چند کہ حضور نے تقریر مین تصویر حسن و لفریب ملکۂ عالم دکھائی ہی لیکن صاحبان عصمت و عفت شاہزادیان وزیرزادیان تاجربچیان بازار مین نہین بیٹھتی ہین کہ اسوقت غلام دیکھے اور عقل سے پہچانے تدبیر کر کے فکر وصال کرے اور حضور کے دل کا رنج و ملال دور کرے مگر البتہ کسی محل مین کنیز بنکر جاؤنگا کہین اپنے تئین دلالہ بناؤنگا جب یون خانہ بخانہ پھرونگا تب وہ گوہر دریائے خوبی بصد جستجو ہاتھ آئیگا مگر یہ غلام ضرور عرض کرتا ہی کہ جان اپنی مٹاؤنگا اُس طائر عنقائے معدوم کو دام تزویر مین پھنساؤنگا اور انشاء اللہ عنایت سے جامع المتفرقین کی ایک مسند پر آپ کو اور اُس شاہزادی کو بٹھاؤنگا بعنایت صناع ماہ و مہر برج خیمے مین قران السعدین ہوگا روح کو راحت دل کو حضور کے چین ہوگا یہ مژدۂ جان بخش جو شاپور شیر دل نے سُنایا تو ایرج نوجوان پژمردہ خاطر تھا مثل گل شگفتہ ہو گیا بے اختیار فرمایا نظم

تو نے ایسی خبر سنائی ہی	اى مسیحا مین تیرے مُنھ کے نثار	ہی یہ تدبیر خوش پیے بیمار
تن بیجان مین جان آئی ہی		مگر ای بھائی یہ کالی رات کیونکر

کٹے گی دیو شب غم کا سامنا ہی یقین ہی کہ مجکو ہلاک کریگا قصہ پاک کریگا اشعار مصنف

سیاہی شب فرقت کوئی بدل نہ سکا | چراغ بھی مرے تاریک گھر میں جل نہ سکا
ملی کلام کی طاقت نہ خونفشانوں کو | دہان زخم سے کوئی سخن نکل نہ سکا

دیگر بلا ہو مری شام فرقت نہیں | پری ہو تو کیا آدمیت نہیں
کہا اُسنے جب سُن لو دل کی لگی | نہیں اپنے مرنے کی فرصت نہیں
تڑپتے کبھی آکے دیکھو ہمیں | کہ جسکی سحر تا قیامت نہیں
لحاظ و وفا پاس الفت نہیں | کہا پھر کبھی آج فرصت نہیں
نکلتی نہیں جان کیوں ہجر میں | اُن آنکھوں سے جنمیں مروت نہیں
تجھ ایسے بشر سے محبت نہیں | بتو تم میں ذرا آدمیت نہیں
کسی کی عیادت کریں خاک ہم | کبھی میرے دل کی یہ حسرت نہیں
شاپور شیر دل نے دیکھا جنون

ترقی پر ہی آتش عشق شعلہ دری اب نصیحت سے بجھا دشوار ہی ایسے دیوانے کو سمجھانا بیکار ہی بقول شاعر شعر مصحفی سود نصیحت کا نہیں عاشق کو میں نہ مجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھانے مجھے ۔ یہ خیال کرکے شاپور نے عرض کیا غلام ابھی جاتا ہی پتا لگاتا ہی مگر حضور اپنے دلکو سنبھالیں خاصہ تیار ہی نوش کریں غلام کو خوف ہی افشاے راز کا یہ سو دو سو ملازم جو ساتھ میں اگر سرکار کو بیقرار پائینگے فوراً جاکر امیر بادشاہ کو خبر پہونچائینگے وہ متردد و متوحش ہوکر دوڑے آئینگے ایرج نوجوان نے کہا اے یار وفادار و اے مونس و غمگسار جو تیری خوشی میں خاموش بیٹھا رہونگا کچھ مُنھ سے نکہونگا مگر کھانے سے معاف رکھو لذت طعام خوان پر الوان حضرت عشق سے سیر ہوں پانی کی خواہش نہیں کھانے کی کاہش نہیں یہ کہکر جلدی سے آنسو پونچھ ڈالے اور کہا بسم اللہ جاؤ جستجو کرو شاپور شیر دل نے اُسی وقت لباس عیاری جسم پر آراستہ کیا سمت کا پتا پوچھا کہ وہ قاتل عالم کس طرف سے آیا تھا ایرج نے کلام کمال کو سُنایا شاپور نے تقریر ایرج نوجوان سے تصویر اُس معشوقہ کی صفحۂ دل پر کھینچلی اور اُسی شب تیرہ و تار میں جستجو کرتا ہوا چلا اسکا حال آئندہ تحریر کیا جائیگا اب دو کلمہ اُس تو گرفتار زندان محبت و آشفتہ وادی اُلفت یعنی حال اُس مہ جبین مہر تمکین کا بیان کیا جاتا ہی اول تحریر کیا گیا ہی کہ فولاد فولاد شکن کوہی جو برائے مدد لقا آیا ہی اور باغ سلیمان عنبرین موے کوہی میں اپنے ناموس کو اُتارا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اسکی دختر ہمیشہ سے شکار کی عادی ہی حصول فنون سپہ گری کی پیروی ہی اس کیفیت سے باپ اسکا ماہر ہی اسکی جرأت اور مرد کے نام سے نفرت بخوبی ظاہر ہی اُسی دن باپ سے

پوچھکر مع چند کنیزان خوش سیر برائے شکار صحرا مین آئی خود شکار ہوئی یعنی واسطے آہو کے جاکر ایرج نوجوان سے بگڑنا اور ایرج کا اُسکو اُٹھا کر فرط محبت سے بیہوش ہو جانا اور اُسکا قصد کرنا کہ اپنے کشتۂ تیغ ابرو کا علاج کرون سر اُٹھا کر زانون پر دھرون مگر آمد شاپور شیر دل دیکھکر محجوب و شرمسار ہنا ملکہ کا ویبقرار و اشکبار حیران و مضطر اپنی کنیزون مین آکر پہونچی سب نے پوچھا سواری شکار کیا ہوا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش دل مین محبت کا جوش تصور خیالی ایرج نوجوان آنکھون کے سامنے پھر رہی دل سے کہتی ہی ہاے نہین معلوم اُس جوان رعنا پر اس صحرائے ہول خیز وحشت انگیز مین کیا گذری ہوگی نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس نہ غمگسار ہے یکہ و تنہا خدانخواستہ دشمنون کے کان بہرے خاک تیرے مُنھ مین اگر کسی درندے کا گذر ہوا ہوگا اُسکے دشمنون کو کھا گیا ہوگا وہ عیار نہین معلوم کون تھا اور راہ جاتا تھا ہائے تو کیون گھبرا گئی بدحواس ہو کر چلی آئی کاش ایک چھینٹا پانی کا دیکر ہوش مین لاتی یا گل عارض پر اشک حسرت ٹپکاتی دل مین پیچ و تاب اپنے اوپر عتاب کبھی گھوڑے کو روک لیتی تھی اور چاہتی تھی کہ اسی طرف جاؤن دور سے دیکھ تو آؤن ہوشیار ہوا یا بیہوش پڑا ہی اگر ہوشیار ہوا ہوگا مجکو بے پردہ دیکھ چکا ہی یقین تو ہی کہ وہ بھی میرے عشق مین بیقرار ہوگا مگر وہ تو خود معشوق طرحدار ہی خود سیکڑون اُسپر مرتے ہونگے خدا معلوم کہان کہان پیغام و سلام ہوگا ای سیمین عذار صنوبر قد ایسے ہرجائی کا خیال بیکار ہی نہین معلوم کس خاندان کا وہ عالیوقار ہی اسی پریشانی مین تا بہ در باغ پہونچی گھوڑے سے اُتری اندر باغ کے آئی مگر طپش دل تھی پر حیران و پریشان حزین و مضطر بارہ دری مین آکر سلاح جسم سے دور کیے تلوار کہین سپر کہین پھینکی لباس مردانہ دور کیا پوشاک زنانی زیب جسم کر کے مسند پر سر جھکا کر بیٹھی دن تو طلیل تھا بشکل کٹا اب شام فراق کا سامنا ہوا جب صیاد آفتاب نے صیدگاہ صحرائے سبزہ زار جہان سے دام تار شعاع کو بہزار آب و تاب کھینچکر لپیٹا اور طائر دل ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو گرفتار پنجۂ شہباز عشق دیکھکر دانۂ ضیا بصد صفا اس نخچیر عالم سے سراسر سمیٹا اور بوجہ کسل راہ راحت کا مائل ہوا محل مغرب مین جلد داخل ہوا اور فراش پیر فلک نے روائے ظلمت شکارگاہ میدان بیابان دنیا مین بتعجیل تمام پھیلائی برطرف مانند ابر تیرہ و تاریک تاریکی چھائی بموجب مصرع وہ تاریکی کہ ڈر جائے شب دیجور بھی

محیط عالم جہان ہوئی یکایک وہ حریق آتش فراق غریق لجۂ اشتیاق ایسی تاریکی کو دیکھکر گھبرائی
چہار جانب اندھیرا تھا ضیاے مہر بے مہر نے دنیا سے منھ پھیرا تھا وہ شب مثل دل کافر تیرہ
و تاریک تھی ظلمت پردۂ ظلمات مثال اس شب کی ٹھیک تھی فلک پر ماہ تاباں نہ تھا ال
کا گولا عیاں تھا ستاروں کو چھپے یا گولیاں کہوں یا خال چہرۂ زنگی سے مثال دوں چہار سمت
سناٹا ہو کا عالم دل پر ہجوم غم و الم بخت سیاہ کا سامنا آنکھوں کے نیچے یاد زلف جاناں میں اندھیرا
دل بیتاب مثل ماہی بے آب روح کو شکل گیسوے یار پیچ و تاب کنیزوں نے شمع ہاے مومی و
کافوری روشن کیں مگر شعلہ انکا خوف تاریکی شب سے بلند ہوتا تھا چراغ کے پھول نہ گرتے تھے
گویا اشک چشم سرمہ آگیں تھے ملکہ نے گھبرا کر کنیزوں سے کہا کہ باہر جاؤ کیا مجکو قیدی بنایا ہی
کیوں گھیرا ہی کنیزیں بھیانک ہو کر باہر گئیں آپس میں کہتی تھیں آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہی ایک
کہتی تھی بوا کسی کے یاد گیسو میں سودا ہو گیا ہی میں پہلے ہی شکار گاہ میں تاڑ گئی تھی کہ
کسی کے تیر مژگان سے زخمی ہو کر آئی ہیں مثل صید خائف بدحواس ہیں ہوش اُڑے
ہوئے مضطر و پریشان ہو منھ پڑا سے تھے چشم نرگسی میں آنسو بھرے تھے پھر پھر کر کسی کو
دیکھتی تھیں ملکہ آج کسی پر ضرور مائل ہوئی کسی قاتل کے تیغ ابرو کی گھائل ہوئی دوسری کنیز
بولی اری چپ رہ ملکہ سن لیگی تو ناک چوٹی کاٹی جائیگی تو بدزبانی کی سزا پائیگی ہماری ملکہ بیچاری
بھولی بھالی عشق و محبت کی باتوں کو کیا جانے اسکو مرد کے نام سے نفرت ہی آٹھ پہر فنون
سپہ گری میں بصد شوکت ہی سوسن تجکو بدزبانی کی بہت عادت ہی یہ سنکے سوسن قہقہہ
مار کر ہنسی کہا نگوڑی تو کیا جانے ہم جھیلے کھائے ہیں عشق کے مزے اُٹھائے ہیں اگر ملکہ کسی پر
عاشق ہوئی ہوں تو دولی لکھتی ہوں دیکھو دو چار روز میں یہ حال کھل جائیگا ہمارا کہنا
پیش آئیگا پردے سے جھانک کے او نرگس دیکھ یہ مثنوی پڑھ رہی ہیں لیلی مجنوں کا قصہ
اٹھایا ہی شیریں فرہاد کی تلاش ہی کنیزیں تو اسی طرح بڑبڑا کر اپنی اپنی صحنچی میں جا بیٹھیں مگر ملکہ
سیمیں عذار صنوبر قد نے جو تنہائی پائی دل کو غم و الم سے خالی کرنے لگی ٹھنڈی سانسیں بھرنے
لگی بے اختیار ہو کر پکاری نظم

جسدن سے ہوئی تری جدائی	ای باد صبا سوے دلارام	لیجا تو یہ غمزدوں کے پیغام
	دیوانے پہ تیرے آفت آئی	آوارہ ہوں تیری جستجو میں

سرگشتہ ہون تیری آرزو مین | گھربار تمام مجھسے چھوٹا | اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا

کبھی گھبرا کر کہتی ہی ای فلک کج رفتار و گردون غدار یہ کیا کجروی ہی ستارون سے مجھپر آنکھین نکالتا ہی ماہ تابان بھی مجکو آنکھہ دکھاتا ہی

ابیات

جی مین ہی جا مین نجد کے بن مین

قبر مجنون پہ جا کے بیٹھ رہین | اور کبھی دیکھکر سوے افلاک | کہتی ہی سر پہ اپنے ڈالکے خاک

ای فلک تو نے کیا کیا مجھسے | میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے | کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی

ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہی | چارپائے پلنگ کے مجکو | چارپائے درندہ ہین ابتو

ہم ہین اور غم ترا ہی کیا کیجیے | کون ہی کس سے حال دل کہیے | غرض یہ اشعار آبدار پڑھکر

بستر خواب پر تڑپ اور پھڑک رہی تھی کہ غنچہ دہن وزیرزادی باغ مین پھرتے پھرتے قریب بارہ دری کے آئی ہچکیان لینے کی صدا سُنی دوڑکر اندر بارہ دری کے پہونچی دیکھا کہ ملکہ زار مثل ابر نوبہار رو رہی ہی جان اپنی کھو رہی ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی وزیرزادی کو جو آتے دیکھا ڈلائی منھ سے لپیٹ کر اپنے تئین پلنگ پر گرا دیا غنچہ دہن منھ پیٹنے لگی اور کہنے لگی کہ ہی ہی داری یہ حضور کا کیا حال ہی آئینہ دل پر کیون گرد ملال ہی ای ملکہ کدھر خیال ہی لونڈی کو تو ذرا آگاہ کیجیے سر کے نیچے ملکہ کے ہاتھ دیکر بہ شفقت اُٹھایا قدمون سے لپٹ کر رونے لگی اور عرض کرنے لگی داری نہ بولیے زبان کھولیے جب غنچہ دہن نے بہت اصرار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر جھکا کر کہا غنچہ دہن جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو ہمکو نہ ستاؤ ہمارے کلیجے مین درد ہی ٹھنڈا پسینا ہی بدن سن سنا تا ہی غش چلا آتا ہی غنچہ دہن نے عرض کیا داری اس بہانے کو مین نہ مانونگی مجھسے مفصل فرمائیے دل کی کلیہ حقیقت بتائیے ملکہ نے کہا تو ناحق اُلجھتی ہی بیمار ہونے مین کسی کا اختیار ہی اور دل کی یہ حقیقت ہی تنہا بیٹھنے سے رغبت ہی صحبت سے ہم جنسون مین نفرت ہی لو یہ کیفیت ہی سُن چکین جاؤ ہر چند غنچہ دہن نے کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے راز دل نہ بتایا آخر غنچہ دہن ناچار ہو کر ایک صحنچی مین جا بیٹھی ملکہ پھر تڑپنے لگی اور یہ غزل قمری کی زبان پر لائی

غزل

حسرتمین مین شب تاریک ہی تنہائی کی

عاشق زلف پہ پھر تیرے یہ بلا آئی ہی | کوئی مونس ہی نہ ہمدم ہی یہ تنہائی کی | شب فرقت کی بلا سر پہ مرے آئی ہی

ضبط کرتا ہون تو دل سینے مین خون ہو ہو کر | جان دیتا ہون جو اُس شوخ کی رسوائی کی | صورت نقش قدم ہو گیا آخر پامال

چھوٹ کر تیرے قدم سے یہ سزا پائی ہی
وصل سے گر ہمیں انکار ہی اچھا نہ سہی
آجکل خوب ہی اغیار کی بن آئی ہی
اہل اسلام سمجھتے ہیں مجھے کافر کیش
گل شگفتہ ہیں گلستان میں بہار آئی ہی
تیر دلدوز میں جو داغ ہیں یہ قطرے تجھ بن
آیا سحر نے منھ اپنا دکھایا نظم
سحر ترکانہ قصد این چشم کرد

ہم اسیرون کو غم کیا جو کھلے باغ میں گل
بوسہ دینے کی بھی کیا تونے قسم کھائی ہی
بوسہ زلف دوتا مانگتا ہوں میں جسیم
دل لگانے کی بتون سے یہ سزا پائی ہی
ہے اُس گل نے وہ سیب زنخ ہی دل
ابر غم ہو کر فلک پر یہ گھٹا چھائی ہی
دم صبح کہ فرزندان انجم
دم گرگ مئو دو گلہ رم کرد

دل پہ مردہ کے نزدیک جنون آئی ہی
یار سے پھیرے بگڑ کر جو گیا ہی وہ گل
ہنسکے فرماتے ہیں دیوانہ ہی سودائی ہی
چھوڑ دے بلبل نالان کو خدارا صیاد
مدت مری امید بر آئی ہی
تڑپتے تڑپتے جب دم لبون پر
شدند از چشم یعقوب فلک گم
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اُٹھی

مگر رنگ چہرے کا فق دل میں قلق اول غنچہ دہن وزیرزادی نے آکر سلام کیا چہرہ متغیر پایا تو
بھی بہت حال دل کی جستجو کی بہت دسماجت پوچھا مگر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا
کنیزان ماہ رخسار و انیسین وجلیسین مصاحبین ہمراز ودمساز بھی گرداگرد حاضر ہیں کوئی آفتابہ لیکر
دوڑی کسی نے سنگاردان لاکر حاضر کیا لیکن ملکہ مثل تصویر خاموش کسی سے کلام نہیں کرتی ابیات

ہوں تصور میں ترے صورت تصویر لگی
جسم بے حس ہی مرا اسیر بیجان کی طرح
لب پہ پروانے جتانے کو دیا ہی کاندھا
میرا تابوت چلا تخت سلیمان کی طرح
دل ہی دلمیں سوز محبت سے شمع سان پگھلتی ہی بڑی آتش

عشق سے جلتی ہی یکایک غلغلہ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہ آپ کے والد نامدار تشریف لاتے ہیں
اسقدر فولاد فولاد شکن کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے محبت ہی کہ بے دیکھے اُسکو چین نہیں
پڑتا ہی صبح کو خواب سے بیدار ہو کر پہلے بیٹی کو دیکھنے آتا ہی بعد اسکے دربار اپنا میں جاتا ہی ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد نے جو اپنے باپ کی آمد سُنی ناچار کلی کر کے ایک چھینٹا پانی کا منھ پر ڈال لیا
ہر چند کہ بخوف افشائے راز عشق بہت اپنے کو آراستہ کیا مگر رنگ زرد کو کیا کرے رات بھر میں
چہرہ غم سے ستّ گیا ہی یا تو چہرہ سُرخ و سفید تھا یا ظاہر ہوتا ہی کہ خون باقی جسم میں نہیں ملکہ نے
جلدی سے آب روان کے دوپٹے پر سفیدہ لائی اوڑھی چوتہ کٹ سینے پر ڈال لی یا تو دربار کی
پیشوائی کو باپ کی جاتی تھی آج بارہ دری سے اُترنے نہ پائی تھی کہ فولاد فولاد شکن آپہونچی
واسطے سلام کے مثل بلبل شب اول خم ہوئی فولاد فولاد شکن مست محبت سر سینے سے لگا یا بارہ دری

کی طرف چلا ملکہ جانتی ہی باپ میرے چہرے پر نظر نہ کرے کبھی کنیزون کے آگے کبھی پیچھے اسطور
سے چلی مگر فولاد فولادشکن نے مسند پر بیٹھکر آواز دی بیٹیا سیمین عذار صنوبر قد ہمارے سامنے
آؤ ہم مشتاق ہین شکل دکھلاؤ اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد ناچار سامنے آئی سر جھکا کے بیٹھی
ناگاہ نگاہ جو فولاد فولادشکن کی چہرۂ بے نظیر دختر پر پڑی عجب کیفیت دیکھی جیسے وقت سحر چاند
کا چہرہ فق ہوتا ہی یا رخ شمع مائل بزردی یا جیسے پھول گلاب کا حرارت آفتاب سے کملا جاتا ہی
فولاد فولادشکن نے بے اختیار ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگا لیا اور گھبرا کر پوچھا ای نور نظر پارۂ جگر راحت
جان باعث تسکین دل و جان آج تمھارا مزاج کیسا ہی ملکہ باپ سے لپٹ کر رونے لگی کہ سینہ تمام
فولاد فولادشکن کا اُسکے آنسوون سے تر ہو گیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا فولاد فولادشکن طرف غنچہ دہن
کے متوجہ ہو کر پریشان ہوا کہ اے وزیرزادی یہ کیا معرکہ ہی غنچہ دہن نے عرض کی حضور
لونڈی اسقدر آگاہ ہی کہ شب سے صاحبزادی کے سر مین درد ہی صندل مین نے ملکر لگایا مگر یہ
درد سر نہ گیا حرارت بھی باطن مین ہوگی خاصہ بھی رات کو نوش نہین فرمایا کنیز رات بھر جاگی
ہی اب اسوقت اُٹھکر بیٹھی ہین بتردد تیار ہوتی ہی پلاؤ گی فولاد فولادشکن نے پوچھا آخر سبب کیا ہوا
غنچہ دہن نے عرض کیا کل شکار کرنے سے تغیر مزاج کا ظاہر ہوا ہی اس طرف کا صحرا نہایت
خوفناک ہی پُر از خس و خاشاک ہی آہو وغیرہ پر گھوڑا ڈالا پسینہ بھی آیا ہوا گرم بگولے پر ملی
نے جسم نازک پر تاثیر کی ہی ظاہرا یہی باعث ناسازی مزاج معلوم ہوتا ہی فولاد فولادشکن نے
یہ سُنکر کہا بیٹیا سیمین عذار صنوبر قد تمنے اس زمانے مین ورزش وغیرہ کم کردی ہی یہی باعث ہی
نقاہت کا ابھی اُٹھکے اکھاڑے پر جاؤ ڈنڑ پیلو مگدر ہلاؤ دو چار جشنون کر زور دلاؤ ابھی بخار اُتر جائگا
درد سر بھی جاتا رہیگا ملکہ ان باتون پر بھی سر جھکائے رہی کچھ جواب نہ دیا فولاد فولادشکن جانتا ہی
کہ بیٹی صاحب شرم و حیا ہی پھر غنچہ دہن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای غنچہ دہن تو تو خود صاحب
سلیقہ ہی صحبت عیش و طیش آراستہ کر و سامان ناچ راگ رنگ مرتب ہو شعلہ رخسار ڈومنی
کو بلا بھیجو وہ بہت گرما گرم ہی خوب نقلین کرتی ہی رونے کو ہنساتی ہی ایسا گاتی ہی کہ مطربۂ فلک کو
شرماتی ہی غنچہ دہن نے عرض کیا بہت خوب اُسی وقت غنچہ دہن نے ایک حبشن کو حکم دیا
کہ شعلہ رخسار مع اُسکی مادر لالہ عذار کو مع سازو سامان جلد لاؤ حبشن بموجب حکم گھوڑے پر

سوار ہوکے اسطرف روانہ ہوئی فولاد فولاد شکن نے کہا ای سوسن پکار کر حبشن سے کہدے آموں کے باغ کے پہلو مین شعلہ رخسار کا خیمہ ہی جب قریب پہونچ گی طبلے سارنگی کی آواز سے گی پتا خبردار فراموش نہ کرنا وہین جانا کنیز نے بڑھکر حبشن کو بخوبی پتا بھی سمجھا دیا فولاد فولاد شکن بعد تھوڑی دیر کے یہ کہکر اُٹھا کہ لو نور نظر اب ہم دربار خداوندی مین جاتے ہین پانچ چھ روز دعوت کے اور باقی ہین اس سے فراغت پاکے طبل جنگی بجواونگا ایک ہی دن مین خاتمہ کر دونگا زبانی شیطان درگاہ خداوند لقا کے سُنا ہی کہ حمزہ تو بڈھا ہوگیا ہی مگر دو جوان آج کل صاحب شوکت ولیاقت لشکر حمزہ مین ہین نور الدہر بن بدیع الزمان و نور نگاہ قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان معلوم ہوا کہ دونون کی تلوار کی دھاک ہی اگر ان دونون کو مارا تو لشکر حمزہ کا قصہ پاک ہی اور ایرج نوجوان کا نام اس وجہ سے زیادہ روشن ہوا ہی کوئی طلسم تھا موسوم بطلسم آئینہ اُسکو اسنے جاکر بڑی صفائی سے توڑ فتح کرکے آیا اُس روز شاید جنگ مغلوبہ تھی چند کوہی ذلیل حقیر لشکر صاحبقران سے لڑ رہے تھے اور کوئی جادوگر بھی طرف سے شہنشاہ افراسیاب جادو کے آیا تھا ساحر نے سحر کیا تھا مسلمان تباہی مین تھے اُسوقت یہ جوان بصد شوکت وشان مع ساحران طلسم کے آیا یہ بھی مشہور ہی کہ بادشاہ طلسم آئینے کی دختر اسپر عاشق ہوگئی تھی اُسنے ساحر بھی کچھ ساتھ کر دیے تھے اور کوئی تیغ طلسمی بھی پاس تھا اسوجہ سے وہ ساحر بھی مارا گیا شاید کوئی کوہی بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوا اُسدن سے ملک جی نے ایرج نوجوان کی جراُت کی بڑی دھوم مچائی ہی اور زیادہ باعث ایرج نوجوان کی تعریف کا یہ ہی کہ قدرت کا نواسا ہی نام ایرج نوجوان کا جو فولاد فولاد شکن کی زبان سے نکلا بے اختیار ملکہ کے قلب کو تازگی حاصل ہوئی آنکھون مین روشنی آگئی حقیقت مین ولکہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہی نام معشوق کا طپش قلب عاشق کو کھوتا ہی بقول شاعر سے دل را

بدل رہیست درین گنبد سپہر ✦ از سوے کینہ کینہ و واز سوے مہر مہر ✦ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے خوش ہوکر باپ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا میرے اچھے ابا یہ کیسی بات ہی مفصل فرمائیے یہ قصہ ضرور مجکو سنائیے کہ ایرج نوجوان قدرت کا نواسا ہی اور طرف سے مسلمانون کے لڑتا ہی کیا خداوند نے اُسکو نکال دیا ہی مسلمان ہوگیا ہی فولاد فولاد شکن

نے تیور پر بل ڈال کے کہا بعض بات ایسی ہی کہ زبان سے کہنا مناسب نہین ہی مشیت قدرت
مین کسی کو کیا دخل ہی نہین معلوم کیا کھیل کھیلتے ہین ہم لوگ ناحق مصیبت جھیلتے ہین بی بی
طولانی یہ حال ہی دفتر بالا باختر مین وقایع نگار نے تحریر کیا ہی کہ صاحبقران زمان ملک
عجم پر کتے کو جاک باختر فتح کر چکے تھے کسی وجہ سے قاسم نوجوان اُنکا پوتا دربند جالندر پر قید
ہوا الوان جالندری نے قید قاسم کی بخدمت خداوند زمرد شاہ باختری روانہ کی ہفت
دربند طی کر کے قید قاسم کی شہر باختر مین آئی سنتے ہین قدرت نے بڑا احترام کیا تاجدار ان
جلیل کو واسطے استقبال کے بھیجا اور فرمایا کہ ہمارے سپہ سالار کا پوتا قید ہو کے آیا ہی ظاہر مین
حمزہ ہمکو برا کہتا ہی دل سے مطیع ہی ہمارے آگے اُسکا مرتبہ رفیع ہی آخر قاسم نوجوان کو بارگاہ
قبطول بلایا اُس سرکش نے جمال خداوندی دیکھا مگر سجدہ نہ کیا قدرت نے حکم قتل دیا قدرت نے
ان لوگون کو طاقت بھی ایسی دی ہی کہ اُسنے قید آہن کو توڑ ڈالا گنبد گیتی نما مین لڑا آخر پھر گرفتار
ہوا قفس آہن مین بند کیا گیا قدرت نے بغیظ و غضب فرمایا اسکو لیجا کر چاہ ماران مین پھینکدو
ای خداوند تیری قدرت کے صدقے کبھی بندون پر تیرا غضب ہی کبھی رحم شریک حال ہوتا
ہی چاہ ماران مین پھکوایا آپ ہی نجات دی کسی فرشتے کو حکم دیدیا اُسنے پنجرہ اُٹھا کر بالائے
کوہ دود شاخ پہونچایا قفس توڑ کر وہ نکلا نور چکیدہ خالص قدرت ملکہ گیتی افروز دختر خداوند
مدت سے اُسپر مائل تھین تصویر اُسکے پاس تھی اُنکے باغ شبستان مین یہ باغی پہونچا اُنھون نے
باعزاز تمام قاسم کو باغ مین رکھا باغ شبستان سے شب کو یہ جوان آتا تھا لشکر خداوند پر
شبخون مار کر نکل جاتا تھا وجہ یہ ہی کہ قدرت کے بندے غافل بہت ہو گئے تھے اُنکی سرکوبی کے
واسطے قدرت نے اسکو مقرر کیا تھا جب تو لاکھون سے اُبھر کر نکل جاتا تھا ورنہ لاکھون سے
کوئی اکیلا سوائے مابدولت کے لڑسکتا ہی قدرت تو تقدیر کر چکے تھے آخر ملکہ گیتی افروز
ساتھ قاسم کے نکل گئین اُنکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوا ہی بس قدرت کا نواسا ہی
یہ ہم کیونکر کہین کہ وہ خدائے نادیدہ کی پرستش کرتا ہوگا اس پردے مین کچھ اسرار ہی
ہمارا مشیت خداوند مین دخل دینا بیکار ہی یہ تقریر دلپذیر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
خوب متوجہ ہو کر سنی ہنستی جاتی ہین جہان کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا پوچھتی جاتی تھی فولاد شکن

کہتا جاتا تھا کہ بی بی جسقدر مین نے سُناتے تھے کہدیا مفصل تو شیطان درگاہ خداوند کو خوب یاد ہے
مسلمانون کی ایسی کہانی بیان کرتا ہی جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر سنا کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
عرض کیا ای بابا جان یہ کتابین کہان ہین جسمین مسلمانون کے حالات لکھے ہین فولاد شکن نے کہا
بیٹا مین کیا جانون مین مرد سپاہی کہان وہ ہی کتابین پڑھنے کی فرصت کہان اتنی دیر کے واسطے
تمھارے پاس آیا کشتی لڑنا موقوف رہا ہان مقدمہ کتب بین بختیارک سے دریافت کرونگا
تمھارا کیا مطلب ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کی یہ دلچسپ ہی راتون کو پڑھوائینگے
سب ملکر سنینگے ہزار باتین جھوٹ ہونگی ایک تو سچ ہوگی اور علاوہ جھوٹ سچ کے ذکر جرات تو
بہادرون کو سننا ضرور ہی کئی برس کا عرصہ گذرا کہ جب حضور نے شاہنامہ پڑھوایا تھا آپ کی کنیز
کو سب داستانیان رستم کی یاد ہین یہ بھی کتابین تلاش کرکے ضرور لیتے آئیے گا فولاد شکن
وعدہ کرکے اٹھا اور بیرون باغ آکر گینڈے پر سوار ہوا برائے ملاقات سلیمان عنبرین موے کو
چلا غنچہ دہن نے دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو باپ سے باتین کین چہرہ سرخ ہوگیا ہی
کسی قدر تغیر رفع ہوگیا ہی غنچہ دہن نے کسی قدر جو ملکہ کو شگفتہ پایا دسترخوان بچھوایا کھانا منگوایا
قسمین دیکر منت و سماجت دو ایک نوالے کھلائے جب زیادہ کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
جواب دیا غنچہ دہن تیرے سر کی قسم اُبکائی چلی آتی ہی بس دسترخوان اُٹھاؤ زیادہ نہ پریشان کرو
بموجب ارشاد ملکہ دسترخوان اُٹھ گیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ہاتھ دھوئے گلوری تک
نہ کھائی مسند زرین پر خاموش آکر بیٹھی غنچہ دہن شعلہ رخسار و لالہ عذار کے انتظار مین
ہی کہ کاش یہ جلد آئین کچھ گائین بجائین ملکہ کے سب ملال رفع ہون یکایک حبشن نے آکر خبر دی
کہ لونڈی شعلہ رخسار و لالہ عذار سے خبر کرآئی ساتھ بھی منگائی تھی لباس وغیرہ تبدیل کررہی
تھین حاضر ہوا چاہتی ہین غنچہ دہن نے چپکے سے کہا کہ حرامزادی اپنے ساتھ نہ لائی اُسنے عرض
کی حضور پہر پہر مین وہ لباس بدلتی ہین زیور پہنکر تو عرصہ چاہیے اُسکے ٹھٹے سے آپ آگاہ نہین
ہین قوم کی ڈومنیان ہزارون روپیہ پیدا کرتی ہین بڑے بڑے سردار زادے بلاتے ہین انکو
فرصت کہان ملتی ہی بیان کے نام پر بڑبڑاتی ہین حضور کے بیان سے تو تنخواہ مقرر ہی بیٹھے کھڑے
چڑھتی ہی مستی انکی دن بدن بڑھتی ہی بی شعلہ رخسارہ تو آج کل بازار حسن گرم ہی نہ حیا ہی نہ

شرم ہی مردانی صحبتون مین جاتی ہین سات سات پھر وہان سے نہین آتی ہین مین نے ابھی جاکر
جگایا مان بیٹی پڑی ہوئی سو رہی تھین اُنھین تو مین نے دکھایا کہ دل کری جا بجا سے سلگی ہوئی ہی
اُٹھی ہین سامان کر رہی ہین غنچہ دہن یہ سُنکے خاموش ہوئی خدمت مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
کے آئی عرض کی کہ آئین حاضر ہوا چاہتی ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ٹھنڈی سانس بھر کے
کہا غنچہ دہن تجھے سودا ہوا ہی والد کے سامنے مین منع نہ کر سکی تو نا نہین سنونگی میرا دل نہین چاہتا
ہی بموجب شعر کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے ۔ جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے ۔ غنچہ دہن
نے عرض کیا واری ابتک آپ نے مجھسے حال دل کا مفصل نہ کہا کیا سبب ہی جو جی ٹھکانے
نہین ہی ملکہ نے کہا ای غنچہ دہن یہ حال مجسے نہ پوچھو خیر تمھاری خوشی کا سُنون حرامزادیون کو
آنے دو تم سب بیٹھکر سُننا یہان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو اس گفتگو مین چھوڑیے لیکن وہ کلمہ
بہترین مہتران عالم عیار کامل ہنر شاپور شیردل تحریر ہوتے ہین کہ یہ جا ایرج نوجوان کو تسکین
دے کے ہمراہ جستجوے مطلوب ایرج نوجوان روانہ ہوا تھا حیران و پریشان کہ ای شاپور مین
کہان جاؤن کیونکر اُس طائر عنقا کا پتا لگاؤن یہ بھی ضرور خیال ہی کہ اگر خالی پلٹ کر جاؤنگا نشان
محبوب بھی نہ پاؤنگا تو وہ سوختۂ آتش دوری و افروختۂ شعلۂ مہجوری اپنے تئین ہلاک کریگا جب
والد نامدار تشریف لائینگے غصے مین فرمائینگے ہمنے حمزہ کے ساتھ کیا کیا کام کیے جہان کہین ہمارا آقا عاشق
ہوا ایک دن بھی بیقرار رہنے نہ دیا فوراً تلاش کیا تجھسے اتنا نہو سکا کہ اپنے آقا کی معشوقہ کا پتا لگاتا
اپنی جان مٹاتا عمر بھر ایسے ایسے طعن و تشنیع سُننا پڑینگے ہمچشمون مین ذلیل رہینگے علاوہ ذلت
و رسوائی کے خدا نخواستہ اگر آقاے نامدار مولاے قدرشناس پر کوئی اُفتاد پڑی زندگی بیکار ہی
پھر کسکو روے سیہ دکھائینگے اُنکے فراق مین تڑپ تڑپ کے مر جائینگے وہ تو یہ پرورش فرمائین کہ
غلام کو اپنا بھائی بنائین اور اُنکی ایسی مشکل مین کام نہ آئین دل سے یہ باتین کرتا ہوا پھرتے پھرتے
سحر ہو گئی وہ شب تیرہ و تاریک بسر ہوئی آخر ناچار ایک مقام پر آیا جھیل سامنے تھی منھ ہاتھ دھو کے
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا خدا سے دعا کر رہا ہی کہ ای رہبر کامل پردۂ غیب سے کوئی سامان ایسا
مہیا کر کہ نشان محبوب آقاے نامدار حاصل ہو اسی فکر مین مصروف دعا تھا کہ یکایک تیر دعا ہدف
مراد پر پہونچا یعنے جانب دست گردانی دیکھا اک بیلی جوڑی نرگاؤ کی نہایت معقول جھگون پر بیلون

کے غول چاندیکے چڑھے ہوئے جھولین زربفت کی پشت پرگھوڑون سے راہ روی مین تیز تر آرہے
ہوئے چلے آتے ہین اور اُس بہلی مین ایک نازنین پری تمثال جوان خوشرو اُسکی پشت پر
دوسری کہ سن اُسکا قریب چالیس برس کے ہوگا مگر گوری رنگت دونون لباس عمدہ پہنے ہوئے
زیور معقول جسم پر آراستہ طبلہ سارنگی ایک سمت رکھے ہوئے جسکا سن زیادہ ہے وہ کہتی ہوئی
آتی ہے کہ اے بیبی شعلہ رخسار یہ تیرے ناز اور نسابل ایک دن ذلیل کرا ئینگے غضب ہوا دن
چڑھ گیا ملکہ خفا ہوتی ہونگی کئی دن کے بعد تو آج یاد فرمایا تو نے بناؤ سنگار مین اتنا عرصہ لگا یاد یکھیے
آج کیا ہوتا ہے وہ جوان عورت ساتھ والیون سے کہتی ہے امی جان کو سودا ہوا ہے آٹھ پہر یونہین
بڑبڑایا کرتی ہین کیا مین کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی لونڈی ہون خفا ہونگی تو کیا ہوگا
نوکری نہ کر رکھین مجھے پروا نہین ہے میرے بہت قدردان ہین جب جاؤ دو دن آئے نہ پاؤ
فقط امی جان کے ڈر سے جاتی ہون ورنہ میری پاپوش بھی نہ جاتی اگر کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
مجھسے کہینگی تو جواب دونگی کہ بی بی اپنی زبان سنبھالو کلمہ سخت و سست مجکو نہ کہو مین ایسی نوکری سے
باز آئی یہ جو باتین جسکا سن زیادہ ہے اُسکے کان مین پڑین اپنا منھ پیٹنے لگی کہ اری شعلہ رخسار
دیکھون تیری آشفتگی کیا رنگ دکھاتی ہے یہ ہماری پرانی سرکار ہے اسی در دولت سے ہمارا عزو
وقار ہے اری ان مردودون کی چاہتین دو دن کی ہین جب جوبن ڈھلیگا باغ حسن مین خزان
آئیگی پستی دماغ سے آتیجائیگی کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا یہ چونڈا پنے دھوپ مین سفید کیا ہے بڑے
بڑے چاہنے والون کو دیکھ لیا ہے کبھی ہم بھی جوان تھے حُسن کی بہار تھی گل رخسار کے سیکڑون بلبل
تھے شمع جمال کے ہزارون پروانے تھے کوئی اپنا گلا کاٹتا تھا کوئی سنکھیا کھاتا تھا کوئی اپنی چاہت
دکھاتا تھا کوئی صاحب کہتے تھے بی لالہ عذار تمھاری محبت مین ہمارا دل داغدار ہے ہم اسی
طرح ہمیشہ چاہینگے عمر بھر نباہینگے اودستانی بتلا تو اب اُنمین سے کوئی بھی آتا ہے بلکہ دور سے
دیکھکر منھ پھیر لیتے ہین بات کرو تو جواب نہین دیتے ہین یہ مردوے عاشق ہین اپنی غرض
کے بندے ہین جب اپنی غرض نکل گئی نشہ اُتر لیا ہوشیار ہوئے بس چل دیے اری جہانتک
ہوسکے ان لوگون کو اشتیاق مین رکھے ہاتھ نہ لگانے دے ورنہ لپٹ ہے ازار بند کی ڈھیلی ہمیشہ
ذلیل رہیگی دیکھ یہ ہماری نصیحت گوش ہوش سے سُنو اسوقت مین جہانتک ہوسکے چار

پیسے پیدا کرلو یہ جوانی چلتی پھرتی چھاؤن ہی جو اسوقت پیدا کرلوگی بڑھاپے مین کام آئیگا پیسا اپنی
گانٹھ کا یاسا اپنے ساتھ کا مثل مشہور ہی ابھی ہماری باتین بُری معلوم ہوتی ہونگی مرچین لگتی
ہونگی مین دیوانون کی طرح بک رہی ہون نگوڑی ٹکرٹکر مُنھ دیکھتی ہی بات کا جواب نہین دیتی
اتنا مُنھ سے نہین نکلتا کہ امی جان اب ایسا ہی کرونگی مردون کو لوٹونگی ہماری پاپوش سے ہماری
تو یہی مثل ہی بقول شخصے گذر گئی گذران کیا جھوپڑی کیا میدان میرا اپڑانا چاہنے والا تیرا باپ
بیچارہ اُسی طرح خدمت مین حاضر ہی پانی بھرتا ہی اپنا گھر بار چھوڑ کے بال بچون سے مُنھ موڑ کے
میرے یہان پڑا رہتا ہی کیسے کیسے ظلم سہتا ہی اُسکی جورو جور کی صورت ہی میری خاطر سے اُسے
آنکھ بھر کے نہین دیکھتا ہی یہ باتین شاپور شیر دل نے سُنی دلمین خیال کیا کہ بیشک کہین کانے
جاتی ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ قوم کی ڈومنیان ہین گھر گھر جاتیان ہین ای شاپور کیا تعجب ہی کہ اسی ذریعہ
سے فضل الٰہی شامل حال ہو دور دل کا رنج و ملال ہو مگر رہروی مین کیا تدبیر کرون دونون
مین ایک کو کسطرح لون اس سوچ مین تھا کہ بقدرت پروردگار وہ ہلی اُسی نخل کے سایے مین
آکر ٹھہری شعلہ رخسار نے کہا امی جان ذرا پیشاب کر لون لالہ عذار نے کہا ری ستانی یہ
مثل بیشک ہی کہ شکار کے وقت کتیا ہگاسی دیکھو صاحبو ابھی ہنے پھر پھر پھرا یا ہی اُسکا یہ ظہور ہی
گھر سے یا تو نکلنا دشوار تھا اب چلی ہین تو راہ مین ہگنا موتنا یاد آیا ہی شعلہ رخسار نے کہا امی جان
میرا پیشاب نکلا جاتا ہی تم تو ہر بات مین جھگڑتی ہو مہوا سے لڑتی ہو تمھاری کامین نے میرا
سر پھرا دیا انکے مارے بلبنی موتنی بند ہوئی ہی یہ کہکر لٹیا ہاتھ مین لیکر پائنچے سنبھالکر ہلی سے کود پڑی
ایک زرندہ نخل کی جانب چلی لالہ عذار نے کہا ہی مین اپنا سر پیٹ لونگی اس چھوکری کے
واسطے جیان دونگی یہ جنگل کا سناٹا ابھی کچھ ہو جائے تو مین کیا کرون بات نہین مانتی بڑی ضدن ہی
لالہ عذار بکا کی لیکن شعلہ رخسار جنگل مین گھس گئی شاپور نے اپنے دلمین کہا خدا نے اپنا
فضل کیا اب اسکو بیہوش کرو ذرا اسکی شکل بنو دیکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ سوچتا ہوا آگے
بڑھا شعلہ رخسار کی پشت پر آیا جیسے ہی وہ پیشاب کر کے اُٹھی ازار بند باندھنے لگی
شاپور شیر دل نے کمند ماری گرتے گرتے حباب بیہوشی مارا وہ بیہوش ہوئی شاپور شیر دل
نے بتعجیل تمام لباس اور زیور اُسکا اُتار لیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈال دیا اور خس سے

مخفی کر دیا اور رنگ روغن عیاری کا لگا کے جلد تر شعلہ رخسار کی شکل بنکر تیار ہوا اور اس عرصہ جو بہو
لالہ عذار بہلی سے پیٹتی ہوئی کود پڑی اور کہتی ہوئی چلی آرہی ہی مر گئی ہی ہی کچھ سایہ سک ہو جائے
بہوت پریت نہ لپٹ جائے شاپور کی جو شکل شعلہ رخسار بن چکا تھا فوراً آواز دی امی جان
تم بھی یہان آؤ ایک تماشا دیکھو سانپ اور نیولا لڑ رہا ہی اے لو سانپ نے نیولے کو کاٹا نیولا لڑکھڑاتا
ہوا بہاگا ہی ایک پٹی کہا کر پلٹا سانپ کو مار ڈالا لالہ عذار پیٹتی ہوئی قریب پہونچی ایک دوہتڑ مارا
کہا اری آگ لگے سانپ اور نیولے کو چل بہلی پر سوار ہو گی کہ نہین شاپور نے ایک قہقہہ مارا اور
کہا تم اس جنگل مین آج گاؤ ہم جنات کے بادشاہ ہین بہت روپیہ دینگے جانی تمسے آشنائی کرینگے یہ کہکر
آپ ہی چٹکیان بجا کر گنگنایا پہر چپ ہو گیا لالہ عذار پیٹنے لگی اری ساتھ والیو دوڑو میری بچی کو
کیا ہو گیا اور سب بدحواس ہو کر دوڑین آ کے دیکھا شعلہ رخسار چپ کھڑی ہی ہان پیٹتی ہی وہ کچھ
جواب نہین دیتی ہی ساتھ والیون نے کہا بی لالہ عذار تمکو تو سودا ہی خاصی اچھی چنگی ہین ناحق
گھبراتی ہو فال بد منہ سے نکالتی ہو کیسا نگوڑا بہوت پریت لالہ عذار نے کہا تمنے نہین سنا ابہی
کہتی تہی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون اس جنگل مین گاؤ روپیہ بہت سا دینگے یہ سنکے وہ بہی سب
گہبرائین قریب آ کر پوچھنے لگین کیون بی بی کیسا مزاج ہی بادشاہ جنات کا کہان ہی ہم گانے
مین لاؤ روپیہ دو لاکھ لاکھ سب پوچھتی ہین مگر وہ مثل تصویر خاموش ہی نہ منہ سے بولتی ہی نہ سر سے
کھیلتی ہی کوئی بلا مین لیتی ہی کوئی صدقے ہو کر جان دیتی ہی اور کہتی ہی ارے بی بی ابہی کیا تہا کیا
ہو گیا ہی بزرگون کا قول ہی گہڑی مین گہڑیال ایک دم مین پہر نکال ہی ہی اب کسکے ساتھ گانیگے
مشتاق تڑپ تڑپ کے مر جاینگے شاپور یون چپ ہی گویا منہ مین زبان نہین دلمین کہتا ہی حرامزادیو
بدنفا کرو پیا کرو ہم پڑھے ہوئے ہین اپنی عیاری سے خوب مطلع ہین مر بہی جاؤ گی تو منہ سے
نہ بولینگے جہان موقع ہو گا وہان زبان کہولینگے آخر سبہون نے گود مین اٹہا لیا بہلی پر لا کے بٹہایا
یہ صلاح ہوئی کہ ملکہ کے پاس لیچلو وہ پڑھی لکھی ہین فال تعویذ بہی نہین ہو کہ جانتی ہونگی یہ سوچکر
گاڑی بان سے کہا ارے بڈھے بہلی جلد بڑھا دیر نہ کر تا بہ در باغ جلدی پہونچا میری چودہ
برس کی کمائی برباد ہوتی ہی یہ جب چمک کر میرے سامنے آئی تو بے اختیار زبان پر یہ شعر قمر
کا آتا تہا شعر چودہوان سال خدا خیر سے کاٹے تیرا گھٹنے لگتا ہی مہ چاردہ پورا ہو کر ہائے

مین تو تصدق بھی اُتار چکی اُنکی سلامتی کی روز نذر و نیاز کرتی تھی آج کس ساعت نحس مین گھر سے
نکلی یہ آفت سامنے آئی اے خداوند لقا میری بچی کو صحت دے تیرا رتجگا کرونگی سلامتی گاؤنگی
شہر کی سب ڈومنیان بلاؤنگی لالہ عذار یہ کہتی ہوئی روتی پیٹتی بہلی پر چلی جاتی ہے کہ سامنے سے لشکر
فولاد و فولاد شکن معلوم ہوا دیوار باغ سلیمان عنبرین موے کو ہی نظر آئی دیکھا کہ گرد باغ کے فوجین
اُتری ہوئی ہین کہین قواعد ہو رہی ہے کہین اکھاڑا گرم ہے کوئی کشتی مین مصروف ہے انکی بہلی
بیچ مین سے جو نکلی کہ میدان رسالدار کھنکھارنے آوازہ کسنے لگے کوئی پکارا میان جانے والے
ذرا جوانون کی سمت بھی آنکھ اُٹھاؤ ایک پکارا ہاے کیا انکھڑیان ہین ایک بولا قیامت کی
چتون ہے ہاے تیر نظرون کلیجے پر پڑا ارے بھائی دوڑنا مین تو زخمی ہو گیا یہ باتین جو لالہ عذار نے
سُنین گالیان دینے لگی اے مشٹنڈو میری بچی کو تم لوگون کی نظر کھا گئی جن کا سایہ ہو گیا بہت جوان
یہ سُنکے قریب بہلی کے آ گئے اور پوچھنے لگے کہ کیون بی لالہ عذار خیر تو ہے ہم تو تمھاری صاحبزادی کے
دعاگو ہین مفصل کہو کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لین لالہ عذار نے رو کر کہا کسکو بتاؤن
آفت آسمانی آئی ہے یون پانی کا سا سنہ ہے سب جوان تسکین دینے لگے بی لالہ عذار نہ گھبراؤ خداوند
لقا موجود ہین اُنسے جا کر کہین گے وہ بھوت پریت دیو جن کو ایک اشارے مین قید کر لینگے بلکہ ایسی
باتون کے واسطے تو خداوند زمرد شاہ باختری کافی ہوگا اُسی کا کوئی بھائی بھتیجا ہوگا لالہ عذار نے
کسی کی بات کا جواب نہ دیا در باغ پہ اُتری محلدار بی لذت کری پر بیٹھی تھی لالہ عذار سے بہناپا
بھی ہے دودھ چاول ساتھ کھائے ہین دیکھتے ہی پکاری اخیلا کہان تھی جب دس پیغام جائین تب
تو گھر سے نکلتی ہے بڑی مغرور ہو گئی ہے بھلا اب ہم سے کاہیکو آنکھ ملاؤگی یہان کیون آ گئی دھگڑون
سے فرصت کہان لالہ عذار دوڑ کر لپٹ گئی اور رو رو کر کہنے لگی کہ بوا لذت مین لٹ گئی اپنی بھانجی
کا تو حال دیکھو کہ کیا ہو گیا گھر سے اچھی خاصی چلی تھی راہ مین فقط پیشاب کو اُتری تھی نہین معلوم
وہان کونسی بلا نازل ہوئی میری بچی جب ہو گئی ہے بی لذت محلدار نے تو لالہ عذار کو چھوڑا
جھپٹ کر قریب شعلہ رخسار کے آئی پوچھا کیون چھوکری کیسی ہے بات کیون نہین کرتی ہے شعلہ رخسار
نے کہا کہ ہم اب جائینگے ہماری شادی ہے اب تو بی لذت یہ سُنکے در بھاگین بہت سی کنیزین
یہ غل و شور سنکر باہر آ گئین پوچھنے لگین کہ کیا ہو گیا ہوا لذت نے کہا ارے شعلہ رخسار پر

جن چڑھ بیٹھا ہو عجب عجب باتین کرتی ہو کنیزین بعد ربعدر دوڑین باغ مین سامنے ملکہ کے آئین یہان
ملکہ سیمین عذار خاموش سر جھکائے یاد محبوب مین بیٹھی تھی کہ ایک کنیز دوڑتی ہوئی آئی اور کہا
حضور شعلہ رخسار کو کچھ ہو گیا دروازے پر چپکی کھڑی ہی کسی سے بات نہین کرتی لذت مخلدار
نے جو بہت پوچھا کہا کہ ہم جائینگے ہماری شادی ہو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا جاؤ ہمارے
سامنے لاؤ بھوت پریت جن دیو کیا کسی رنج و ملال مین ہو گی ہم پوچھ لینگے کنیزین چلین یہان
دروازے پر عورتون کا ہجوم ہو گیا ہی چاؤن چاؤن کر رہی ہین جیسے بروقت بسیرے کے چڑیان بولتی
ہین ان کنیزون نے آکر سب کو ہٹایا پکار کے کہا بی لالہ عذار چلو تمھاری بیٹی کو ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد بلاتی ہین لالہ عذار نے ہاتھ پکڑ کر کہا بی بی چلو ملکہ یاد فرماتی ہین شعلہ رخسار چل نکلی گرد خواتین
کا ہجوم جدھر شعلہ رخسار نگاہ اٹھا دیتی ہی سیکڑون عورتین بعد ربعدر بھاگتی ہین کوئی چمن مین گری
کوئی پرکھتی ہوئی بھاگی ای لو ادکھیو مجکو کس نگاہ سے گھورا ہی شیر کے تیور ہین بیشک جن کا سایہ ہوا
مجکو یقین آگیا ہماری پڑوسن کے بھی سر پر ایک جن آتا تھا غضب کی باتین بتاتا تھا ہری ہری لونگین
بھری الائچیان جو مانگو دیتا تھا آخر چند دن مین مر گئی کسی ملا سیانے سے کچھ نہو سکا ویسی ہی آنکھ اسکی بھی
چہرہ سرخ ہی بس یوا چند دن مین شعلہ رخسار کو یہ جن لیجائیگا ایک نے کہا چپ رہ خیلا دیوانی
ہواری ہے پوچھ کہ جنگل جنگل پھرتے ہین نہ کسی دیو کو نہ کسی جن کو نہ بھوت پریت کو دیکھا یہ سب ڈھکوسلے
ہین شعلہ رخسار فیلہائی ہی یہ بھی ایک بات مان کے ڈرانے کے واسطے بنائی ہی کہ ہائے دلے
ہو صدقے چلے اترین مین خود ایسے فریب کر چکی ہون میرا میان بڑا بد مزاج تھا کہین نکلنے نہ دیتا تھا
اور نہ مانا میرا جوانی کا تھا جیوڑا مرے وہ بھی چاہتا تھا چار گلیین مین پھرین چار مردون کو دیکھین تا
اپنے تئین دکھائین جوانی کے مزے اڑائین وہ نگوڑا آٹھ پہر دروازے مین قفل لگا کے جاتا تھا
ہوا کا بھی گذر نہ تھا بس مین نے ایک دن سر کھول کے کھیلنا شروع کیا دیوار و در مین ٹکرین لین
دیوانیان جھانانان ساس بیلکے پیٹنے لگین کہ ہی ہی میری بہو پر کوئی چڑھ بیٹھا محلے والو دوڑو میری
داد کو پہونچو اسے کسی ملا سیانے کو بلاؤ تمام گھر عورتون سے بھر گیا مین دو تین ٹکرین مار کر چپکی
ہو کے بیٹھ رہی سب نے پوچھنا شروع کیا میان کون صاحب ہو مین نے کہدیا شیخ سدو ہون یہ
تو میری معشوقہ ہی لیکن اسکے میان کو مار ڈالونگا کیونکہ ہمارے قالب پر زد و ظلم کرتا ہی اس سے

مین ہمارے میان مورکھ بھی آگئے اُنھون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گئے مان اُنکی دوڑکر ان سے
لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بیٹا اب جورو پر ہاتھ نہ اٹھانا وہ حضرت شیخ سدو کا قالب ہی ہمارے بزرگوں کا
گھر یہ ناس کر چکے ہین بس پھر تو ساس صاحب نے بگڑ دیا کڑہائی کی اس دن سے میان میرے کوڑیہ
غلام ہو گئے جان ذرا شرمائے مین نے کہا شیخ جی سے کہدونگی بس وہ ہاتھ جوڑنے لگتے ہین بس بوا
اُسدن سے گھر مین دھاک بندھ گئی ویسا ہی اس شعلہ رخسار نے بھی فقرہ بنایا ہوگا مان پہ دلیو
ڈالنا منظور ہی کنیزون مین تو یہ باتین ہوتی تھین مگر شاپور شیردل آکر سامنے ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد کے ہو بیچا چپکا کھڑا رہا سلام بھی نہ کیا مگر بخوبی بنگاہ غور دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی کیا عجب
ہی کہ جسنے متاع صبر وقرار میرے آقا کا لوٹا ہی دل لے لیا ہی وہ یہی ہو تو کیا دور ہی مگر حقیقت
مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد شعلہ رخسار حسن وجمال مین بیمثال ہی آقاے نامدار کا تڑپنا بیکار
نہین ہی شعر جسپہ بیتی ہو یہ وہی جانے ؎ جو کہ بے درد ہو وہ کیا جانے ٭ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے جب دیکھا کہ شعلہ رخسار سامنے کھڑی ہی قبضے پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ کیون شعلہ رخسار
کیا معرکہ ہی بڑھیا ماں کو کیون رُلاتی ہی بڑھاپے مین ماں کو ستاتی ہی اور آج ہمارا ابھی ادب اور
قاعدہ بھولی سلام تک نہین کرتی ہم کیا تیرے سلام کے محتاج ہین عنایت لقا سے خود صاحب
تخت وتاج ہین خیر اسی مین ہی کہ بیٹھ جا ورنہ ایک تھپڑ ماروں گی کہ سرگھوم جاتا پھر گیا تو نے مجکو بھی
اور کوئی بنایا ہی مین دم بھر مین بھُرت دیدا اسے کہ ہوشیار بنا دیتی ہون ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے جو اس طرح غصے سے کہا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا شاپور خوف سے تھرتھر کانپنے لگا جلدی
سے بیٹھ گیا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے لیکن چپ بیٹھ رہا اور بجور جو ملکہ کو دیکھتا ہی تو چہرے
پر آثار حضرت عشق کے ہویدا اور بظاہر مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہی بات بات مین
ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی مگر اسوقت آپے مین معلوم ہوتی ہو کہ بہل گئی ہی باتین کرتی ہی مگر چوکنا کبھی
ادھر دیکھتی ہی کبھی اُدھر دیکھتی ہی ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری شعلہ رخسار
تو بنظر غور دیکھ رہی ہی مگر ملکہ نے پھر کہا کیون شعلہ رخسار ہماری بات کا کچھ جواب نہ دیا کیا ہمین بھی
دیوانہ بنایا ہی باتین کرو اپنے دل کا حال بیان کرو جب شعلہ رخسار اس تاکید پر بھی نہ بولی تب
لالہ عذار نے کہا واری آپ الگ رہین یہ مردانی باتین کرتی ہی جنگل مین پیشاب کو گئی تھی دن سے

یہ خرابی ہوئی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا دیکھو ہم بتائے دیتے ہین چونکہ عشق مین خود مبتلی
دل مین اپنے کہتی تھی کہ ای سیمین عذار صنوبر قد مثل تیرے شاید یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی میری
طرح کشتہ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہوگئی ہی معشوق تک رسائی غیر ممکن ہی اور تو کچھ بن نہیں پڑتا چپ
ہوگئی ہی حضرت عشق کے تو نرالے کارخانے ہین بموجب **نظم**

عشق ہی تازہ کار تازہ خیال
ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
گہہ نشان اسکو داغ کا پایا
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی
گہہ پتنگا چراغ کا پایا
کہین یہ خونچکاں حکایت ہی
کہین ملال ہوا کہین مطلوب
دونون باتین غرض ہین اسکی خوب

اس آتش ہجر مین کیا کیا مزے اٹھائے جا رہے یوسف کی زلیخا کو کنوین
جھنکائے نہین معلوم لیلی نے اپنی عمر کیونکر کاٹی شیرین کی جان شیرین پر غم فرہاد مین کیا گذری فرہاد سے
آخر ضبط نہو سکا تیشہ سر پر مار لیا شعر فرہاد چون تیشہ بر سنگ برد تیشہ بگفت باندیشہ سنگ
آمد سخت آمد ✦ آخر سر پھوڑ کے مر گیا جب جان گئی تو یہ سعادت مندی حاصل ہوئی کہ فن
عشق مین کامل کہلائے عشق خانہ خراب کو آگ لگے محبت کرنے والا بھاڑ مین پڑے مگر ہائے
کیا لذت ہی کہ دل ہی دل مین شعلہ رخسار مزے اٹھاتی ہی زبان پر نہین لاتی ہی یہ سوچکر کہا لالہ عذار
تم گھر جاؤ شعلہ رخسار کو یہین چھوڑ دو ہم انکا علاج کر دینگے اطبا نامی طبیب حکیم جو مناسب ہوگا
بلائینگے یا نہ بلائینگے اسکو صحیح و سالم تمھارے حوالے کر دینگے دو ایک دن یہان رہیگی اچھی ہو جائیگی
لالہ عذار نے کہا واری ایسا نہو کچھ حضور کو خلل ہو جائے تو آپکے والد نامدار میری ناک چوٹی
کاٹینگے سب صاحب کہینگے آسیب زدہ کو ملکہ کے پاس کیون چھوڑا ابھی آپ کا بھی نام خدا کنوارا
پنتا ہی ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہی ہان اتنا ہی کہ آپ پڑھی لکھی ہین آپکی چار آنکھین ہین ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد نے جواب دیا کہ تجھے ان باتون سے کیا مطلب ہی ہم اسے سمجھ گئے ہین دوا ے صحت
کھلا دینگے جلد اچھی ہو جائیگی تشخیص عارضہ کی ہو گئی ہی اب اچھا ہونا اسکا کیا مشکل ہی کل تجھے
خبر شہر باتین نکرے تو ہمکو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نہ کہنا شاپور شیر دل یہ باتین سنکر اپنے دل مین
حیران ہو رہا ہی کہ خداوند خیر کرنا دیکھیے کیا علاج کرتی ہی قتال عالم ہی کہین ایک ہاتھ تلوار کا نہ مارا
اس ظالم کا کوئی کیا کرے گا اپنا ایک ہاتھ مین خاتمہ ہو جائے گا آقا اپنے خیمے مین بیٹھے ہین ہم
یہان اس آفت مین پھنسے ہین غرض لالہ عذار کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے

کنیزون سے کہا جاؤ اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو ہمکو گھیر کے نہ بیٹھو میرا دل گھبراتا ہی شعلہ رخسار
کو کانیا مین کر کے دیوانہ بنا دیا کس کس سے وہ بولے کس کس کی باتون کا جواب دے ہم ہی شعلہ رخسار
سے کوٹھے پر جا کے باتین کرینگے یہ کہکر شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر لیکر چلی مگر پنجہ ایک ہاتھ مین اٹھا لیا
شعلہ رخسار متحیر ہوئی مگر دل اندر سے تھرا رہا ہی کہ کوٹھے پر جا کر مجکو مار ڈالیگی ایسا نہو کہ جان جائے مگر مجبور
و ناچار ملکہ کے کوٹھے پر آئی وہان دو کرسیان بچھی تھین ایک پر ملکہ بیٹھی ایک کرسی پر شعلہ رخسار کو
بٹھایا اور مسکرا کر کہا ای شعلہ رخسار سچ بتاؤ یہ کیا معرکہ ہی ہم تاڑ گئے ہین مگر اصل یہ ہی کہ ملکہ جو کسی کا
عاشق اسکو بھی کبھی خوف سے رنگ روے شاپور شیر دل اڑ گیا ہی مثل بید کانپ رہا ہی جانکے خوف سے
ہونٹھ خشک ہین ملکہ نے جو یہ کہا کہ ہم تاڑ گئے شاپور شیر دل سمجھا کہ اسے پہچانا اور زیادہ گھبرایا ہاتھ باندھ
عرض کیا کہ ملکہ کچھ بھی نہیں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا کیون چھپاتی ہی سچ کہ کس پہ عاشق ہوئی
ہم خوب پہچانتے ہین حضر عشق کے آثار تیرے چہرے سے ہویدا ہین اچھا خوف کیا ہی بتا دے
ہین اسکے وصل کی تدبیر کالی تیری مان سے نہ کہونگی تیرے معشوق تک پہونچا دونگی اری کمبخت
جلد زبان کھول کچھ منھ سے بول ہاے ارے کیا کہون مین بھی اسی آفت ناگہانی مین مبتلا ہون اللہ یہی
مجھپر بھی تڑپتے تڑپتے گذرے ہین نہ کھانے کی خواہش ہی نہ پانی کی ہوس ہی جی چاہتا ہی چیخین مار کے
روؤن کسی صحراے ویران مین نکل جاؤن پہاڑون سے سر ٹکراؤن دل وا غدار سینہ فگار ہی
شب ہجر کا کٹنا دشوار ہی جب دم لبون پر آیا تو روے سیاہ سحر نے دکھایا والد نامدار آئے وہ کچھ بکا کیے
مین نہین سمجھی کہ کیا کیا کہے کبھی نور الدہر کا ذکر کیا کبھی شاہزادہ ایرج نوجوان نبیرۂ حمزہ صاحبقران
قاتل کفاران کی شجاعت کا حال بیان کیا کچھ تجکو بھی معلوم ہی ایرج نوجوان کون صاحب ہین اتنا
تو سُنا کہ صاحب جاہ و لشکر ہین بڑے بہادر ہین ہر چند کہ مین بخوبی واقف نہین ہون مگر اتنا تو ہوا کہ
والد نے نام نامی اُس شہریار کا جو لیا دل تڑپنے سے ٹھہرا اُسوقت سے جی چاہتا ہی کوئی اسی شخص
کا ذکر کیے جائے اُسی کی شوکت و جرأت کا حال سنائے یہ سُنکر شاپور شیر دل کے دل کو تسکین ہوئی
دل مین کہنے لگا کہ کیا عجب ہی کہ یہ وہی شمع شب افروز انجمن محبوبی ہو کہ جسکے شعلہ خسار کا میرا آقا
پروانہ ہوا ہی یہ وہی گل ہو کہ جسکا میرا آقا بلبل ہوا ہی ایسی ایسی باتین سنکر غنچہ دہان کو دیا کیا
کہا اور اری کیا کہون عجب مصیبت مین ہون ہر چند کہ مین گھر گھر جاتی ہون سیکڑون مرتے ہین کبھی

خیال بھی نہ کیا مگر آج دوسرا دن ہی کہ صحرا سے میری ڈولی آتی تھی ایک جوان کو مرکب سہ چشمی پر سوار
خود زرین بر سر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم انور عارض پھول سے دہن غنچہ چمن باغ دلکشائی
قد سرو خرامان حدیقہ رعنائی بھولی بھولی صورت صاحب شوکت وجلالت کمان کیانی ہاتھ مین
دلربائی بات بات مین ایک ہرن کے تعاقب مین تھا وہ ہرن بھاگا ہوا میری ڈولی کے سامنے سے
گزرا اُس قدر انداز کامل نے تیر مارا آہو زخمی ہوا وہ تیر دلدوز میرے بھی کلیجے کو توڑ کے پار نکل گیا
وہ گھوڑے سے کودا آہو کو ذبح کرنے لگا وہ چھری گویا میرے کلیجے پر پھر رہی تھی جب اُسنے اُسے
ذبح کر کے سر اُٹھایا مجھے چار آنکھین ہو گئین مین ذبح ہو چکی تھی وہ بھی بسمل ہوا ہاے جان جہان
کہکر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا مثل مرغ نیم بسمل پھڑکنے لگا کبھی آنکھین کھولتا تھا کبھی بند کرتا تھا لیکن میرے
رعب حسن سے بول نہ سکتا تھا اِس حال پر اُسکے واری جاؤن مجکو بھی سکتہ تھا اُسوقت دائی مجکو
رحم آگیا قصد کیا ڈولی سے اُترون سر اُسکا اُٹھا کر زانو پر رکھون لذت ہمکناری محبوب اُٹھاؤن اُتر کے
ڈولی سے اُس سے لپٹ جاؤن مہرا سے کہ رہی تھی کہ ذرا ٹھہر جا کہ ناگاہ بھلی اماجان کی سامنے سے نمایان
ہوئی آپ تو جانتی ہین ہر وقت کائین کائین کرتی ہین نہ نیک سے مطلب نہ بد سے غرض دہین سے
چیخنے لگین ارے مہرا ڈولی کیون روکی ہی جلد بڑھا میرے کھانا کھانے کا وقت جاتا ہی جلد گھر پہونچا انکی
بھیانک آواز سنکر کہار ڈرے بس واری ڈولی لیکر ہوا ہو گئے مین پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی مگر مجبور
ناچار بیقرار و اشکبار گھر پر پہونچی لوگون سے مخفی مخفی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جوان صاحب
عظم وشان نبیرہ صاحبقران تھا پیاری ملکہ عالم نہین معلوم اُس بدنصیب پر کیا گذری جیتا ہے یا ری
محبت مین مر گیا یہ سنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے غصے سے کہا کہ بی شعلہ رخسار ذرا چونچ اپنی بندکرو
کسی رئیس جلیل کے مرنے کا اس طرح ذکر نہ کرو آخر قوم کی ڈومنی ہو نا ہر چند کہ تمھارے معشوق ہین مجھے
کیا کام خدا کی قدرت کہ وہ بھی تجپر مرتے ہین برا وہ جو تجپر مرتے ہونگے وہ نبیرہ صاحبقران ہونگے
کوئی گنوار سوار ہو گا کسی ٹٹوے پر سوار ہو گا بھاڑ سا مُنھ کھول دیا جو چاہا بکنا شروع کیا تو کیا جانے
باباجان میرے اُنکی تعریف کرتے تھے وہ خداوند زمرد شاہ باختری کے نواسے ہین صاحبقران
کے ہوتے کیا فقرہ گریا گرم ہی وہ بی شعلہ رخسار پر عاشق ہوئے ہین سچ کون تونے جو یہ کہا کہ نہین معلوم
مر گئے یا جیتے ہین مجکو بہت ناگوار ہوا مین نے بڑا تیرا پاس کیا ورنہ اس زبان درازی پر تیری زبان

کاٹ لیتی ایسی سزا دیتی کہ تم عمر بھر یاد کرتین یہ بات سنکر شاپور شیر دل باغ باغ ہوگیا کھلکھلا کے ہنسا یہ
تو خوب اسکے دلکو یقین ہوگیا کہ یہی میرے آقا کی معشوقہ ہی اب تو گستاخ ہوا تیوریون کو بدلکے کہا کہ حضور
کا ہمکو خفا ہونا بجا ہین ہم وہ آپس مین طالب و مطلوب ہین وہ ہمارے محبوب ہین ابھی مین نے
آپسے صاف صاف نہین کہا انکا پیغام وصل بھی میرے پاس آچکا ایک کٹنی عورت آئی تھی مجھے سمجھاتی
تھی کہ میان امیر چ تم پر مرتے ہین چل کے اپنے بیمار کا علاج کرو رحم کرنا بہتر ہی اسقدر تغافل مناسب نہین
ہی مین نے جواب صاف ازراہ ناز دیدیا کہ ابھی مجھے فرصت نہین ہی بی بی ہرچند کہ حال میرا بھی ابتر ہی
جان میری جاتی ہی مگر امی جان کا قول ہی کہ مردوے کو خوب دوڑائے رنڈی اپنی چاہت کو چھپائے
اسکے فقرے مین نہ آئے جب مردوے ہاتھ جوڑین پاؤن پڑین تب کہین راضی ہو یکایک ہاتھ نہ لگانے دے
فرنشین کرے زر و جواہر جہانتک ہوسکے کھینچے اور ضبط کرے یہ انجام ہوا ہی کہ اسی مین آنکھ کے گھوڑے
پر سوار ہوکے میرے خیمے کے دن رات مین سو سو پھیرے کرتے ہین مین در خیمہ پر کھڑی رہتی ہون
کبھی آنکھ دکھائی پردہ چھوڑ لیا کبھی غصے سے منھ کو موڑ لیا کبھی منھ چڑھایا انگوٹھا دکھایا کبھی ناز معشوقانہ
کیا کہدیا ہٹ جاؤ امی جان آتی ہین بیچارہ ڈر کے مارے بھاگ جاتا ہی گھڑی بھر مین دیکھا پھر موجود
دھوپ مین کھڑا جل رہا ہی ان باتون کو سنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو غصہ آیا چہرہ سرخ ہوگیا تاب
صبر نہ باقی رہی تیوری بلالی کھینچا یہ معلوم ہوا کہ بجلی جھاڑ کر ناگن نکل آئی یا ابر سے بجلی چمکی آواز دی او
شعلہ رخسار تیری قضا آئی ہی ایسے بیہودہ کلام ہمارے سامنے یہ کہکر چاہا کہ طمانچہ مارے شاپور
شیر دل گھبرا کے قدمون پر گر پڑا ہان ہان حضور تامل فرمائیے کیا مجال میری کہ ایسے کلمات زبان
سے نکالون اصل مطلب سے تو آگاہ ہو لیجیے پھر قتل کا اختیار ہی یہ گنہگار مجبور و ناچار ہی ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد کو اسوقت غصہ تھا طمانچہ کھینچے نہ ہٹایا کہا بتلا کیا کہتی ہی اب کوئی عذر تیرا ہرگز قبول نہ ہوگا
اب شاپور شیر دل کو سوا سچ کہنے کے کوئی چارہ نہ ہوا عرض کیا غلام اسی شیر نیستان صاحبقرانی
کا عیار ہی میرا آقا حضور کے عشق مین بہت بیقرار ہی غلام کو تلاش کرتے ہوئے آٹھ پہر گذرے
اس شکل یہان تک پہونچا اسوقت ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے شرما کر طمانچہ ہٹایا شاپور شیر دل جھاڑ پونچھ
کے اٹھا میٹھا رنگ روغن چہرے سے چھڑایا صورت اصلی دکھائی عرصہ دراز تک ملکہ شرم سے
کچھ نہ بولی سر جھکائے ہوئے بیٹھی رہی دل سے کہتی تھی حضرت عشق نے کشش دکھائی آئینہ فراق

مین صورت وصل نظر آئی مگر اس ظالم نے غضب کیا کس صورت سے یہان پہونچا حقیقت مین ای
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد یہ عجب مژدۂ روح افزا ہی بموجب شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید
در حیرتم کہ جان بکدام کنم نثار بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ یکایک شاہد تمنا
نے پردۂ حجاب فراق سے چہرۂ زیبا دکھایا مژدۂ وصل سنایا مگر بسبب شرم و حیا کے منھ سے بات
نہین نکلتی شادی سے پیراہن مین نہ سمائی آنکھون سے اشک مسلسل جاری ہوئے ہچکی لگ گئی
شاپور شیر دل پھر دوڑ کر قدمون پر گرا کہ لاکھ جانین میری ایک ناخن پاے حضور پر تصدق ہون
مجکو غیر نہ سمجھیے گا مین خواجہ کا فرزند دلبند ہون شاہزادے کا غلام قدیم بلکہ ندیم ہون ایک ساتھ
پیدا ہوئے ہر وقت کا ساتھ ہی جملہ راز و نیاز کا محرم ہون اُس شہریار کا ہمدم ہون اُنکو بھی اسقدر
حجاب تھا کہ دوپہر تک اس غلام سے بھی آپکی محبت کا راز نہین کہا آخر جب مین نے قدمون پر سر
رکھا کہ حضور کا یہ حال پر ملال ہی کہ آب و دانہ تک ترک ہو گیا ہی چہرہ گل سا کمھلا گیا ہی ابھی اپنی
جان کو نثار کرونگا سر کاٹ کر قدمون پر رکھ دونگا تب اُس صاحب ربط و ضبط نے کیفیت بتلائی
آپ کی تصویر دلپذیر تقریر مین دکھلائی شکر ہی کہ غلام قبل شعلہ رخسار یہانتک پہونچا اب حضور
بھی مجکو ارکو سرفراز فرمائین حال نہ چھپائین دیکھیے تو حضور کی صورت کیا ہو گئی ہی ایسا نہو کہ گھٹکر
دم نکل جائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا پھر مین کیا کرون مین تو اس کوچے سے نابلد ہون شاپور
شیر دل نے کہا وقت شب ہی رات پردہ دار عاشقان ہی حضور غلام کے ساتھ چلین دو باتین کرکے
چلی آئین دم بھر کے واسطے تکلیف فرمائین آپ کا احسان ہوگا انکی جان بچ جائیگی اور اگر غلام اسوقت
حضور کو ہمراہ لیکر نہ پہونچا طائر روح پھڑک کر قفس جسم سے نکل جائیگا آپ کے کیا ہاتھ آئیگا دیکھیے حضور
میرا کہنا مانیے ورنہ پچھتائیے گا پھر ایسا چاہنے والا صاحب شوکت نہ پائیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کوئی
درانداز دیکھے خدانخواستہ باپ کو خبر ہو جائے تو قیامت آئے نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا مگر
دشمنون کو شاہزادے کے جا کر مار ڈالیگا بلاے روزگار ہی دعوی قتل مسلمانان کر چکا ہی صرف دعوت
مین چند دن باقی ہین مین تو تمھارے ساتھ کسی طرح نہ جاتی کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مگر انکو
اتنا سمجھانا ضرور ہی کہ صاحب سنو اپنی جان ہی تو جہان ہی میرا باپ بڑا پہلوان ہی اگر وہ طبل جنگی بجوا دے
تمھارا نام بھی لیکر پکارے کچھ حیلہ کر کے باہر نہ نکلنا اُس دیو خصال کے مقابلے مین نہ جانا بڑا خونخوار ہی

انسانکا قتل کرنا اُسکے نزدیک کھیل ہی لاکھون جوان بڑے بڑے زبردست اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار اس ظالم کے ہاتھ سے حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے گئے تمام ملکون کے پہلوان اسکے نام سے تھراتے ہین شیران دشت نبرد کو اسکی صورت مہیب دیکھکر غش آتے ہین بھیا مین کم باتین کرونگی مگر تم اُنکے رازدان اور خیرخواہ ہو بخوبی سمجھانا میری بات کی اعانت کرنا کہ ملکہ عالم سچ کہتی ہین شاپور شیردل نے کہا حضور نے کیا خوب بات تجویز کی آپ جو اس طرح سمجھائینگی بیشک آپ کی بات سے مقابلہ نہ کرینگے اور اُنکے ہزارون نوکر ہین اُنکو بھیجدینگے صرف میرے کہنے کا اعتبار نہوگا جلد چلیے مین تھوڑی دیر مین حضور کو وہان پہونچا دونگا ہمراہ رکاب آؤنگا ملکہ نے کہا مجھے کچھ اُنکی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر تیری خاطر سے اور اُنکی جان بچانے کے واسطے خیر چلتی ہون شاپور نے کہا بندہ نوازی سرفرازی یہ سنکے ملکہ گوشے مین آئی خوشی خوشی لباس تبدیل کیا مگر خوف و حجاب سے کلیجہ کانپ رہا ہی دل سے کہتی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام کا خیال ہی مگر کشش عشق کشان ہی کاہ و کہربا کا عالم ہی لبون پر دم ہی شاپور شیردل نے عرض کی حضور چند ساعت کے واسطے تشریف لیچلیے ابھی واپس آئیے گا وہ بھی یہان خیمے مین تنہا ہین کسی اور انداز کا گذر نہین ہی حضور اس معاملے کی ہوا کو بھی خبر نہین ہی شاپور نے آخر ایسا سمجھایا باتون مین دام تزویر بچھایا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دبے پاؤن کوٹھے سے اُتری باغ مین دیکھا سناٹا ہی دیدۂ نرگس بھی خواب مین ہی سبزۂ خوابیدہ بھی ہوش مین نہین ہی سوسن کی زبان بند سنبل پیچ و تاب سے دردمند اسوقت باغ مین ہو کا عالم ہی ملکہ نے اشارہ کیا شاپور شیردل نے ایک بادپائے تن شکی کو جھٹ پٹ تیار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سوار ہوئی شاپور شیردل نے رکاب پر ہاتھ رکھا شب تیرہ و تاریک مین اُس ماہ وش کو لیکر چلا ساقی نامہ

کدھر ہی تو ای ساقی رحم دل
بغلگیر جلدی ہو بہر خدا
تڑپتا ہی پہلو مین سیماب سان
محبت کی تیری ہی فردسند
مرا رنگ رخ دیکھلے زرد ہی
کوئی میری دنیا مین آب و غذا

تڑپتا ہون مین تا گلیسے دل
ترے ہجر مین چین آتا نہین
قرار اسکو آتا نہین اک زمان
بھرے اشک آنکھون مین مین لالہ گون
جگر مین ترے ہجر سے درد ہی
مرے دل مین ہی کج یہ آرزو

تو ہی ہی مرے زخم دل کی دوا
دل زار تسکین پاتا نہین
جگر پر نہین داغ ہین لاتعد
کہ دو جام ہی ہین یہ لبریز خون
نہین اشک و خون جگر کے سوا
کرون تجھسے جس ہنسکے مین گفتگو

کرے مجھسے تو بھی بہ شرم و حیا
محبت کی باتین بہ ناز و ادا
کوئی دم جو تو ہو مرا ہم نشین
مددگار خالق ہو تیرا خدا
تساہل نہ کر اب تو بہر خدا
پلا جلد صہبائے عشرت فزا
نہ دیکھے کوئی رند لیکن ذرا
کسی رند پر گرچہ ظاہر ہوا
اُسے آئیگا مجھپہ غصہ سوا
ابھی ہوگا دشمن مری جان کا
یہ میخانہ ہو جائیگا خون سے تر
نہین آج موقع ہی انکار کا

ذرا خوش ہو اسوقت قلب حزین
رہے تیرا آباد یہ میکدا
مئے مدعا اس طرح سے پلا
لگائیگا وہ زخم تیغ جفا
بڑی جنگ پھر ہوگی باہم دگر
قمر ہی ترا عاشق باوفا

یہان سے اب دو کلمہ اُس عاشق مہجور معشوق سے دور اسیر دام زلف پیچان یعنی شاہزادہ ایرج نوجوان کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد جانے شاپور شیر دل کے اب جو خیمہ اکیلا پایا دل غم سے خالی کرنے لگا کبھی دل مین ہوک اُٹھتی ہی کبھی قلب تھراتا ہی ضعف سے بات نکلنا مشکل ہو غرض بیتابی دل جان لبون پر آگئی وہ باقی رات اور سارا دن پہاڑ ہو گیا کہتا ہی کہ ای ایرج شعر شب فراق تو جو تو نے کٹی بنالہ و آہ • یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ آفتاب اپنے مقام پر جم گیا ہی کیا غروب نہوگا کیا یہ دن آخر روز حیات ہی دم نکل جائے تو کیا اچھی بات ہی اور یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری کیے نظم

جسم آپ ہی آپ جل رہا ہی
شعلہ دل سے نکل رہا ہی
اُلجھن رہ رہکے ہو رہی ہی
دل ہاتھون سے کوئی مل رہا ہی
چنگاریان اُٹھتی ہین بدن سے
نکلا نہین پر دھوان دہن سے
نشتر کچھ دل مین گڑ گئے ہین
اک تیغ جگر پہ چل رہی ہی
یکسان ہی دل و جگر کا عالم
ہی ایک ادھر اُدھر کا عالم
دل رو رہا ہی آنکھ رو رہی ہی
درد دل زار لا دوا ہی
ہر بال ہی اک وبال سر کا
ابتر ہی دھمک سے حال سر کا
لرزے کی سی کپکپی ہی تن مین
اُٹھتی ہی سن سنی جو ہر بار
ہی جی مین کہ کپڑے پھاڑ ڈالون
جنگل کی طرف کا راستہ لون
مجنون کی لحد پہ گل چڑھاؤن
عہدہ جو ملے مجاوری کا

دھڑکن رہ رہکے ہو رہی ہی
سینے مین کچھ اُچھل رہا ہی
کچھ حلق مین کانٹے پڑ گئے ہین
اب جسم سے جان نکل رہی ہی
ہر عضو مین ٹیس ہو رہی ہی
کچھ ہڈیون مین بخار سا ہی
رعشہ ہی تمام تن بدن مین
بیٹھا جاتا ہی یہ دل زار
فرہاد کی گور کو بساؤن
باعث ہو یہ نام آوری کا

جب حال بہت ابتر ہوا شام غم نے منھ دکھایا تاریکی اُس شام حسرت انجام کو دیکھکر سیاہی گیسو—

محبوب یاد آئی حواس منتشر قلب بیتاب خورد و خواب سے نفرت روتا ہوا باہر نکل آیا کہتا تھا کہ افسوس
یار قدیم نے ایسے وقت مین ہمکو چھوڑا یعنے بھائی شاپور نے ہماری محبت سے منھ موڑا کہین جاکر
بیٹھ رہے تمکو دیوانہ سمجھے کہتے ہونگے کہ اگر جاؤنگا آوارہ وحشی بن کی باتین کرینگے ای ایرج اب خود
اپنا گریبان چاک کرکے نکلو دل عشق منزل کی خود رہبری کرے گا محبوب تک پہونچاوے گا یہ خیال
کرکے چاہا گریبان چاک کرے طرف صحرا کے چلے کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا کہ شاپور شیر دل دوڑا ہوا
آتا ہی گر پسینے پسینے ایرج نوجوان یہ کہتا ہوا دوڑا کہ واہ بھائی خوب رفاقت صرف کی ہماری خبر بھی
نلی یہ رات دن ہم تڑپ تڑپ کے کٹا ہی پاس کوئی مونس ہی نہ آشنا ہی تم تھے تو تمسے حال دل کہتے
تھے جب سے تم گئے ہو صورت تصویر خاموش ہین دل مین اُسی طرح محبت کے جوش ہین شاپور نے
کہا ای شہنشاہ مبارک ہو لیجیے آپکی معشوقہ کو لایا آپ کی کشش محبت نے تاثیر دکھائی ہی آپکی معشوقہ
خود تڑپ کے آئی ہی غلام عجب طور سے وہان پہونچا اُسکا حال پھر عرض کرونگا خیمے مین چلیے لباس
بدلیے فرش وغیرہ آراستہ کرین بزم عشرت پیراستہ کرین قریب تھا کہ ایرج نوجوان شادی مرگ
ہو جائے ہاتھ پاؤن سنسنانے لگے فرط خوشی سے غش پہ غش آنے لگے بقول شاعر شعر دو گونہ
رنج و عذابست جان مجنون را ۔ وصال صحبت لیلی و فرقت لیلے ۔ جوتون اپنے تئین سنبھالا خیمے
مین بتعجیل لباس تبدیل کیا مسند اپنے ہاتھ سے بچھائی شاپور شیر دل عرض کرتا ہی کہ آقا مجھے حکم
دیجیے مین فرش کرون ایرج کہتے ہین بھائی دل چاہتا ہی کہ آنکھین بچھاؤن یہ بتلاؤ کہ ملکۂ عالم
کہان ہین شاپور نے عرض کیا سامنے زیر نخل ٹھہرا کے آیا ہون کہ پہلے آپ کو اطلاع کر دون پھر
یہان لاؤن یہ کہکر بھاگا ایرج نوجوان قریب پردے کے خاموش مگر آمد معشوق سے کلیجہ اُچھل رہا ہی
بند قبا خوشی سے ٹوٹے جاتے ہین کچھ خوشی کچھ ملال ہی اسوقت شاہزادے کا عجب حال ہی کہ ناگاہ
شاپور نے پردہ اُٹھایا ایرج نوجوان نے ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا مگر شرمائے ہوئے سر جھکائے
ہوئے شرم سے قدم نہین اُٹھتا ہاتھ پاؤن مین رعشہ اس طرح غیر مقام پر کبھی جانے کا اتفاق کاہکو
ہوا ہی ایرج نوجوان نے بے اختیار بڑھکر چاہا کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے اور منھ سے نکل گیا شعر
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ۔ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے کچھ جواب نہ دیا شعر بہت حیرت مین آکے رہ گئی وہ ۔ سر اپنا بس جھکا کر رہ گئی وہ ۔ شاہزادہ

ایرج نوجوان نے جب زیادہ اصرار کیا شرما کے گھوڑے سے اُتری جا کر مسند پر بیٹھی ایرج مش چاکر
کمترین رعب حسن و جمال ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے چپ بیٹھا ہی سراپا کو بدزدیدہ نگاہ بغور دیکھ
رہا ہی پہچانا کر وہی قاتل ہی اسی کے پاس ہمارا دل ہی ملکہ بھی سر جھکائے خاموش ایرج نوجوان کی
حیرت کا جوش شاپور شیر دل نے دیکھا کہ یہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ آپس مین کلام سے بھی
محروم رہا چاہتے ہین زمانہ بہت قلیل ہی خاموش رہنے کی کیا سبیل ہی جلدی سے جام شراب لبریز
کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہ حضور مہمان کی خاطر کیجیے ایرج نے شراب کا جام جانب ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد بڑھایا ملکہ نے شرما کے کہا بھیا شاپور ہم تو تم سے وعدہ کر کے آئے ہین
زیادہ نہین ٹھہر سکتے ہین وہ باتین تم اونسے کہدو ہمکو جلد رخصت کرو یہ وقت شراب و کباب نہین
ہی فقط وہ جملہ سُنانا ہی شاپور شیر دل نے کہا حضور کا فرمانا پُر تاثیر ہی میری اُلجھی ہوئی تقریر ہی
ایک جام بھی نوش فرمایئے دو باتین سمجھا کے چلی جایئے ملکہ نے کہا کہ شاپور تم بڑے متفنی ہو اپنے
ہی مطلب کی کہتے ہو ہم تمھاری خاطر سے یہانتک چلے آئے تمھارا کیا کہنا ایسی خدمتگاری تمنے
کی تم تو آتش کا پرکالہ ہو بیا شعلہ رخسار خوب بنتے ہو یہ کہکر نیچی نیک کے اُٹھنے لگی ایرج نوجوان نے
دامن تھام لیا اتنا بڑھ بہادر کچھ خیال جرأت نہ تھا ہاتھ باندھکر بے اختیار رونے لگا کہا یہ سر حاضر ہی
کاٹ لیجیے ہمارا جھگڑا چکا کر جایئے اب ہمسے صبر نہو گا دلپر جبر نہو گا آپ باہر نکلین روح میری قالب
سے تڑپ کر باہر آ نکلیگی اُسوقت شاید آپ کو بھی افسوس ہو ہمسے اب صدمۂ فراق نہ اُٹھے گا دل
قابو مین نہین ہی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ چکا آپکے نزدیک کیا مشکل ہی ناحق تکلیف
نہ دیجیے اشارۂ ابرو کافی ہی ہمارا کیا اختیار ہی ترحم کرنا تمکو واجب و لازم ہی تڑپ کر اور رو کے جو
ایرج نوجوان نے ایسے کلمے کہے یہی تو دل دادہ و فریفتہ ہی جمال ماہ تمثال شاہزادۂ ایرج نوجوان
کی شیفتہ ہی بس تاب صبر نہ باقی رہی رونے لگی سر جھکا یا ایرج نوجوان نے دونون ہاتھ بڑھا کے
اُسے بھی جوش محبت مین مبہوت ہو کر آغوش تمنا کو وا کیا دونون کے ہاتھ گلے مین پڑ گئے شعر
وہ یون روکے دو ابر غم یون ملے ہ کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے ہ روتے روتے دونون کو
غش آگیا شاپور منہ پھیرے ہوئے کھڑا ہی دل سے کہتا ہی او عشق خانہ خراب الامان الامان
اگر اسوقت خالی آتا شاہزادے کو مردہ پاتا معشوق ملے پر یہ کیفیت ہی حقیقت مین دونون کا

عشق صادق ہی جلدی سے قرابۂ کیوڑے کا اُٹھایا پہلے منھ پر ایرج نوجوان کے چھینٹا دیا ایرج
نے گھبرا کر آنکھ کھولی شاپور شیر دل نے کہا ای شہریار ہوش مین آئیے دل کو سنبھالیے اب غم والم
کیا جامع المتفرقین نے بچھڑون کو ملایا یہ دن دکھایا ایرج جلد اُٹھ بیٹھا ملکہ کا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر
رکھ لیا بوے زلف معنبر ایرج جو دماغ ملکہ مین پہونچی اور اشک گرم عارض پر ٹپکے اُسنے کام نخلخے
کا کیا اسنے تاثیر خواب کی دکھائی ملکہ نے بھی آنکھ کھولی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ فخر سے عرش
اعلی پر پہونچایا فوراً اُٹھ بیٹھی اور کہا آپ الگ رہیے مجکو ہاتھ نہ لگائیے مین اپنے بھیا شاپور سے
وعدہ کر کے آئی ہون زیادہ نہ ٹھہرونگی لاؤ تمھاری بھی خوشی کرون جام پی لون ایرج نوجوان نے
جام شراب دیا لبون سے لگا کر پی گئی مسکرا کر کہا کہ آپکی مراد یہ تھی کہ مین بھی انجام سوچون احسان آپکا
اُٹھا سودون یہ کہکر جام کو لبریز کیا کہا لیجیے نوش فرمایئے ایرج نوجوان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمارے
آپکے مذہب مین فرق ہی ذرا انصاف کرو پیدا کرنیوالے سے ڈرو لقا بیچارا سجدہ کرنے کے لائق نہین
مکار و غدار اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا بندگان خدا کو ملعون نے برگشتہ کیا ہی مثل ہمارے تمھارے
لقا تاپیتا ہی تمنے یہ بھی سنا ہوگا کہ والدہ ماجدہ میری ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری ہین ہمکو
قبلہ و کعبہ لڑکپن گزا کال اپنے حرا فراد سے کچھ بھی نہو سکا برسون یہی تکرار کیا کہ قاسم نوجوان
واسطے زیارت کرنے کے نور چکیدۂ قدرت کو لیگئے ہین ایسے ایسے معاملات بکا کرتا ہی کیسا خداوند
ہی پروردگار وہ ہی جسنے زمین و آسمان کل اشیاے موجودہ کو بیک کلمۂ کن خلق فرمایا وحدہٗ
لاشریک ہی وہ لائق سجدہ کرنے کے ہی اُسکو وحدہٗ لاشریک جانو پیدا کرنے والے کو پہچانو تو ہم
تمھارے ہاتھ سے شراب پئین پردۂ دوئی درمیان سے اُٹھ جائے قلب کو سرور آنکھون مین نور
ہو رنج و ملال دور ہو اس فصاحت و بلاغت پر ایرج نوجوان کی ملکہ کو عالم وجد تھا دل سے کہتی
تھی کہ باتین کرتے ہین یا منھ سے پھول جھڑتے ہین عشق دمبدم ترقی پر ہوتا جاتا ہی اُسوقت ملکہ نے
سر جھکا کر کہا کہ بھیا شاپور کی خاطر مد نظر ہی اور کچھ کچھ تمھارے کلام مین اثر ہی جو کچھ کہو وہ ہم کہدین اس
بحر طویل پڑھنے سے کیا فائدہ لو دو اسی بات کو کسقدر بڑھایا ہی میرا سر پھرنے لگا بناز و کرشمہ جو ملکہ نے
یہ کہا دل ایرج نوجوان کا مثل گل شگفتہ ہوگیا کلمۂ تلقین کیا ملکہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی مگر یہ تقاضا
ہر بات مین چلا جاتا ہی کہ بھیا شاپور بہادر مرکب تیار کروا دو میری سات ہی پشت باغ تک ہین

پہونچا دو شاپور شیر دل نے عرض کیا کہ حضور اور ایک جام نوش فرما لیجیے اور وہ جو ہمارے آگے صلاح ہوئی ہی سمجھا تو دیجیے اسقدر جلدی نہ کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جام شراب ملکر کے طرف ایرج نوجوان کے بڑھایا ایرج نوجوان نے بخوشی لیکر پیا پھر تو دور جام بے دغدغہ گردش یام چلنے لگا شاپور شیر دل نے باشارۂ ایرج نوجوان چنگ مرصعی اٹھایا بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا

غزل نہین تھکے جاناں تو وار اتمھارا
جو غیرون نے گیسو سنوارا تمھارا
نہین منھ پہ ہی چاند نکلی
مری آنکھ پر کیا اجارا تمھارا
کہا جب پئے وصل برسے بگڑ کر
جو باہم ملے دل ہمارا تمھارا
کہ مد نظر ہی نظارا تمھارا
بگڑ کر وہ کہتے ہین دامن کو چھوڑو
کہ جھکا ہوا ہی ستارا تمھارا
محبت مین مین آنکھو دل دیکے بولا
نہین ہوتے راضی اجارا تمھارا
لب بام اُس ماہ انور کو دیکھا
پریشان نہ ہو وقت زلف ہنوز کا
نہین بیٹھتے ہم اجارا تمھارا
مجھے منع رونے کو کرتے ہو ناحق
ہوا آج سے دل ہمارا تمھارا
خوشی ہو نہایت عجب عید ہوگی
قمر آج چمکا ستارا تمھارا

شاپور شیر دل نے جو یہ غزل حسب حال با اثر پر مضمون گائی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ایرج نوجوان نے دامن سے اشک پاک کیے کہا محبوب جانی رونے کا کیا باعث ہی نشہ تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو بخوبی ہو چکا ہی خیال خیر و شر دل سے دور ہو گیا ہی مطلوب پہلو مین ایرج نوجوان نے دامن سے بہ محبت اشک پاک کیے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا جواب دیا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی مجھے ہزار طرح کے خیال ہین کیونکر نہ روؤن رونا تقدیر مین لکھا ہی حقیقت مین نوشتۂ تقدیر نہین مٹتا اسوقت ایک بہت بڑا خیال آیا ہی آج صبح کا ذکر ہی کہ باپ میرا افولاد فولاد شکن میرے دیکھنے کو آیا مین جو شکار سے آپ کو دیکھکر گئی تھی کسی قدر چہرہ اداس تھا وہ سمجھے کہ خلاف آب و ہوا سے مزاج ناساز ہی کہا کہ اے نور نظر اور ایک ہفتہ تمکو تکلیف ہی بعد اسکے بفتح و فیروزی وطن چلینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران جو کہ کل لشکر اسلام کا افسر ہی وہ تو میرے زمین گیر ہی مگر دو شخصون کو البتہ قتل کرنا ہی ایک نور الدہر ن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران درمیان مین آپ کا نام لیا اور یہ بھی کہا کہ وہ خداوند کے نواسے ہین اُنکو قتل تو نہ کرونگا مگر گرفتار کرکے خداوند کے قدمون پر گرا دونگا اُسوقت سے میرا دل لو ترددا تھا کار ہتا تھا اتفاق قضا و قدر سے یہانتک آنا بھی ہوا لیں برا ئے خدا پھر تو مصیبت ہجر کی

جھیلینگے اپنی جان پر کھیلیں گے لیکن آپ تھوڑے دنوں کے واسطے اپنے وطن قدیم کو چلے جائیے اس
عفریت خونخوار جلاد سفاک بیرحم بے حیا سرکش ستمگر کے ہاتھ سے اپنی جان بچائیے بیوجہ آپکے نام کا
دشمن ہی اور کل مسلمانون کے واسطے رہزن ہی ایرج نوجوان نے مسکرا کے کہا ای ملکۂ عالم تمھاری مہربانی
اب تو اُس بیحیا کا قتل کرنا واجب و لازم ہوا اول تو تمسے محبت ہو گئی اگر مسلمان ہوا تو ہمارا بزرگ ہی
دوسرے یہ کہ اگر ہمسے جنگ کا خواہان ہی بحول قوۃ الٰہی اگر سر میدان چیر کر نہ پھینک دیا تو نام اپنا نقش
روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نہ رکھا اور جو نام اُسنے نور الدہر بن بدیع الزمان
لیا اُس شیر دلیر کا تو مثل نہین ہی اول تو اب اُنکو مین نکلنے کا ہیکو دونگا مجکو واجب و لازم ہوا کہ خود
اُس سے مقابلہ کرونگا اور جانب خدا پرستی رغبت دلاؤنگا اگر نہ مانینگے تو وہ روز سیہ دیکھین گے انشاءاللہ
عمر بھر یاد کرینگے اور خدا کی قدرت کہ ہمارے جد عالی تبار کہ پیر زمین گیر کہتا ہی ای ملکۂ عالم اُنکا لقب ہی
شکار کنندۂ ہفت قلۂ قاف کشندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن
عبد مناف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کشندۂ دیو عفریت و قاتل سمندون ہزار دست ہم سب اُنکے
زیر کردہ ہین ماشاء اللہ اس بڑھاپے مین جسدن میدان مین نکلتے ہین پہلوانان عالم کے جسم مین
تھرتھری ہوتی ہی بارہ کوس تک نعرے کی آواز جاتی ہی زمین تھراتی ہی شیران دشت کو اُنکے نام سے
تپ چڑھ آتی ہی ہم سبھون کا شباب اُنکا بڑھاپا ہماری زبان کیا ہی جو صفت اُنکی زبان پر لائین سات
برس کے سن مین دو پہلوانان لشکر نوشیروان طاہر و مطاہر عادی برابر کوہ بو قبیس ہمارے قتل
ہمارے جد عالی تبار کے آگے بچے اُنکو مثل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینک دیا نو برس کے سن مین
حشام بن علقمۂ خیبری کہ جسکا نوسے گز کا قد و قامت تھا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے بارہ برس
کے سن مین دارائے ہند لندھور بن سعدان خسرو بلاد ہندوستان کو جا کر زیر و زبر کیا اپنا
جانشین بنایا اٹھارہ برس کی عمر مین بر کوہ قاف تشریف لے گئے تمام سرکشان قاف کو اٹھارہ برس
کے سن مین تہ تیغ بیدریغ کیا شیاطین پرستون کا مذہب مٹایا جھنڈا دین اسلام ملت بیضا کا اُس
کفر آباد مین گاڑا چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا پر آئے نوشیروان بادشاہ ہفت کشور مالک
بحر و بر کو رسوا بیدل ہشیار ہمراہ رکاب رکھتا تھا اُسکو شکست دی دختر بلند اختر اُسکی ملکہ مہر نگار
اپنے قبضے مین کی ترکستان و فرنگستان وغیرہ فتح کرتے ہوئے بر سر بالا باختر تشریف لائے زمرد شاہ

باختری ملک باختر مین دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا تھا بہشت و دوزخ بنائی گم گشتگان کوے ضلالت کو عجائب و غرائب دکھائے ہفت طبقات قیطول اس طرح کے بلند و مرتفع بنائے تھے کہ جسپر کسند وہم وخیال نہ پہونچتی تھی زیر قیطول ایک کرور چراسی لاکھ سوار اور پیدل کی چھاونی تھی پیغمبران مرسل ونامرسل صاحبان کتاب وصاحبان صحیفہ بے حیا نے مقرر کیے تھے اسقدر مغرور تھا کہ سال بھر کے بعد قیطول سے اُترکر اپنے بندون کو اپنا جمال دکھاتا تھا بہرام فلک اُسکی جلالت دیکھکر تھراتا تھا بڑے لطف سے بیٹھا ہوا خدائی کرتا تھا دم یکتائی کا بھرتا تھا ہمارے جد عالی تبار چالیس برس تک ملک باختر پر لقا نا ہنجار سے لڑے وہ معرکے پڑے کہ اگر رستم و اسفندیار دیکھتے زہرے آب ہوتے آخر قیطول چھین لیے پھونک دیے بھگا یا شہر باختر پر اپنا قبضہ کیا اُس دن سے لقا شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہی حالات مین ہمارے جد عالی تبار کے دفتر اول نوشیروان نامہ و دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم موسوم بہ ایرج نامہ کہ نام پر اس حقیر کے قرار پایا اگر ناظرین و مشتاقین ان دفترون کو ملاحظہ فرمائین تب مفصل حالات جلالت آیات صاحبقران و فرزندان عالیشان سے بالتفصیل ماہر ہون ای ملکہ عالم یہ بے حیا کیا بکتا ہی معلوم ہوا کہ موت اسکی دامنگیر ہی اور جو بڑے بڑے کوہی آئے اُنسے بھی تو حقیر ہی لڑا کئی پہلوان رہنے والے کوہستان کے ایسے ایسے زبردست آئے کہ جکا نظیر ممکن نہین کچھ مسلمان ہوئے کچھ لقمہ لب جوہر شمشیر آبدار مسلمانان ہوئے ملکہ یہ باتین سنکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا بھیا شاہور شیر دل سنتے ہو بہنے تو کس محبت سے اُسکی جرأت کا حال بیان کیا نام خدا وہ جواب دیا کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ای شہریار اب ہمکو جانے دیجیے نہ روکیے اگر خدا نے چاہا تو اسی طرح آٹھوین ساتوین ملاقات ہو جایا کرے گی ایرج نوجوان نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا ای معشوق عاشق خصال وای بدر کامل آسمان حسن وجمال جانے کا نام نہ لو روح جسم سے نکل جائیگی آٹھ پہر مین وہ صدمات اُٹھائے ہین کہ مر مر کے بچے اب قلب مین قوت صبر نہین باقی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا ای شہریار رہجانا تو میرا کسی طرح بہتر نہین ہی جسکو قیامت برپا ہو گی جسوقت بوقت سحر باپ میرا مجکو باغ مین نپائے گا زمین کے طبقے ہلائے گا مین نے تو آپکی محبت مین سر کو ہتیلی پر رکھا مگر اسمین آپ کے دشمنون کی بھی خرابی ہی اگر کسی نے خبر دیدی جہان بیٹھی ہونگی اگر لاکھ سوار پیدل گرد ہونگے تو وہ بلا تکلف آئیگا لاکھ مین اور کرور مین خوف نہ کریگا

میرا اور آپ کا دونون کا سر کاٹ کر لیجائیگا مین آپکی بات کو رد نہین کرتی آپکے دادا جان اور باپ بڑے
بہادر ہین صدف دریاے جرأت کے بے بہا در ہین مگر وہ دیو انسان سے آدمی لڑتا ہی پہاڑ کو کون
ٹال سکتا ہی ایک ادنی سی جرأت اُنکی یہ ہی کہ قلعہ فولاد حصار اپنے نام پر آباد کیا ہی اُس جوار مین
ایک صحراے پرہول تھا مدت مدید و عہد بعید سے وہان آدم خوار رہتے تھے وہ راستہ آمد و شد سے
بند تھا اگر کوئی بھولے سے جا نکلا اُسکو آدم خوار پکڑ کر لیجاتے تھے چیر پھاڑ کر کھا لیتے تھے جب ہمارے باپ
نے قلعہ آباد کیا اور رعایا بسی اُن آدم خوارون کو نعمت ملی دیہات اور قریات پر آ کر گرنے لگے
سیکڑون ہزارون آدمیون کو پکڑ لیجاتے تھے بڑے بڑے ناظم ہمارے باپ کی طرف سے گئے یا
طعمۂ آدم خواران ہوئے یا بھاگ کے چلے آئے آخر تنگ ہو کر ہمارے باپ نے کہا ای افسران
فوج لشکر تیار کرو ہم دشت آدم خواران پر چڑھائی کرینگے بڑے بڑے کہ جو موجود تھے سبنے سر جھکائے اور
کہا ہم نوکری سے باز آئے کیا کہون کہین آپکے خلاف سنو کہ وہ تنہا گینڈے پر سوار ہوئے تیغہ پکڑ کر اس دشت
مین گئے سو آدمخوار مارے جو باقی رہے وہ بھاگ گئے مبہوت آدمخوار اُن سبکا افسر تھا وہ آ کر ہمارے والد سے
اُلجھا گینڈے کا سر کھینچ لیا والد ہمارے پیدل ہوئے مبہوت سے کشتی لڑے مبہوت نے زندہ
والد کی نو جگہ پھینک دی تمام جسم کو ناخنون سے زخمی کیا تین پہر کامل اُس زخمداری مین اُس سے لڑے
اسقدر گھونسے مارے کہ وہ مارے صدمے کے بیہوش ہو گیا کمر سے زنجیر کھولی اُسکی مشکین باندھین
کشان کشان لیکر شہر مین آئے اُس دن حضور فولاد حصار مین عجب طرح کا ہنگامہ تھا لاکھون
آدمی تماشہ دیکھنے آئے تھے آخر اسکو قید کیا اُس آدم خوار کو ایسا آدمی بنایا ہی کہ لشکر کا سپہ سالار
ہی یہ جملہ اسواسطے بیان کیا گیا کہ مہربانی فرمائیے اُس ظالم کے مقابلہ کا نام نہ لیجیے ایرج نوجوان
نے کہا ای ملکۂ عالم مصرع خیر زندہ ہی اگر یار تو صحبت باقی ٭ انشاء اللہ اب وہ تشریف لائے ہین
ضرور مقابلہ ہوگا تمکو تو مین بچانے دونگا یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجانے کا ذکر نہ کرو نام فراق سے کلیجہ
اُچھلتا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش محبت سے گلے مین ہاتھ شاہزادے کے ڈالدیے
اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی ہرچند شاہزادہ سمجھاتا ہی رقت ملکہ کی بڑھتی جاتی ہی ایرج نوجوان
کی بھی آنکھون سے اشک حسرت جاری خوف ہی کہین ملکہ کا دم نہ نکل جائے عارض پر عارض
رکھدیا آنسو دامن سے پاک کیے کہ برائے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو آخر اسقدر رونے کا کیا باعث

ہو ملکہ نے کہا ای شہریار آپ مجھکو جانے کو منع کرتے ہین مجھکو بہت بڑا خوف ہی کہ خدا معلوم وہ ظالم
کیا قیامت برپا کریگا میرا کب دل چاہتا ہی کہ آپ کو چھوڑ کر جاؤن مگر بہ طرح مجبور و ناچار ہون
جانے مین صرف میری جان کا ضرر ہی فراق مین آپکے تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی اور نہ جانے مین
میری اور آپکی دونون کی جان جائیگی ایرج نوجوان نے کہا ای ملکۂ عالم یہ خیال خام و تصور تمام
دل سے دور کرو جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا اول تو خبر ہی نہ پہونچے گی اور اگر آئی وہ ہو جائیگا تو کیا اُن کا
کیا ہمارے ہاتھ مین مہندی لگی ہی یہ چند باتین ابھی عاشق و معشوق مین ہونے پائین تھین مشہور ہی
کہ شب وصل باتون مین گذر جاتی ہی یکایک رخ شمع پر زردی آئی آثار سحر نمود ہوئے جانوران سحر ای
زمزمہ سرائی کی آواز آئی اپنی اپنی زبانون مین حمد خدا کرنے لگے یکایک آفتاب عالمتاب برائے
مبارکبادی شب وصال طالب و مطلوب کاشانۂ مطلع مشرق سے برآمد ہو کر پشت اشہب تیز گام
فلک پر سوار ہوا اور قطع راہ منازل مین سرگرم رفتار ہوا رخ پُر نور مہر سے روشن جہان ہوا اور دود
سیاہ شب آنکھون سے نہان ہوا ابلائے تیرگی شب رخ خورشید سے بالکل دور ہوئی تاریکی شب
روشنی مہر سے بالکل کافور ہوئی ہر عاشق مہجور کی امید برآئی صبح ہوئی صورت خورشید نظر آئی شعر
موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند مرغان خوش الحان حمد و ثنائے
سبحان بجالانے لگے جھونکے نسیم سحر کے مثل گلہائے گلشن غنچہ ہائے دل کھلانے لگے اشعار

صبح در آمد ز دو یوسف زرین رسن
روی افق شد از آن چو عقیق یمن
گرد چو یونس بلب درد دل ماہی وطن
چشمۂ خورشید شد چشمۂ آب حیات
خنجر زرین مہر پہلوے شب را شگافت
ساقی دوران از و داد بہر انجمن

وہ صدائے مرغ سحر کا بلند ہونا ستارہ ہائے سحری کا جھلملانا بارگاہ ایرج نوجوان مین عجب شان ہی
رخ شمع پر زردی پروانے لگن مین جلے ہوئے پڑے ہین فرش مین جابجا شکن شاپور شیر دل کا
بھیرون گانا عاشق و معشوق کا دل لبھانا لباس دونون کے مسکے ہوئے ملکۂ عالم کے چہرے پر
بوسون کے نشان شعر وہ رخسارے نازک کہ ہوجائین لال + اگر اُن پہ بوسون پہ گذرے خیال +
نہ کہ پہلوے عاشق مین شب بسر کرنا جوش محبت مین بوسے بازی ہونا ہوئے شکنین چہرے پہ کھلے ہوئے
باسی ہارون کو گلے سے توڑ کر پھینکا انہین بھینی بھینی خوشبو ملکہ یمین عذار صنوبر قد نے جو صدائے مرغ سحر
سُنی مثل ماہ تابان رنگ چہرے کا فق ہوگیا گھبرا کر کہا ای شہریار غضب ہوگیا آپکی باتون مین سحر ہوئی

عجب صورت سے یہ رات بسر ہوئی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم خیر تو ہی اسقدر کیوں گھبرائی ہو ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد نے کہا ای شہریار جسکا مجکو خوف تھا اُسی کا سامنا ہوا آپنے میرا کہنا نہ مانا صبح
ہو گئی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی اب میرا جانا ناممکن ہی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم ناحق کا تمکو خیال ہی
بس اب بیٹھو عیش کرو خیالات شر و فساد کو دل میں نہ جگہ دو تمنے فولاد فولاد شکن کو ہوا بنایا ہی کیا آگے
سب کو کھا جائیگا ملکہ تمکو ہمارے سر کی قسم اب نام فولاد فولاد شکن کا ہمارے سامنے نہ لینا ورنہ میں
ابھی ایک نامہ لکھکر پاس فولاد فولاد شکن کے اس مضمون کا بھیجدونگا کہ او بیحیا تیری دختر ہمارے
پاس موجود ہی اگر کچھ دعوی جرأت ہی تو آ کر لیجا یہ سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد تھر تھر کانپنے لگی شاپور
شیر دل نے اشارہ کیا ملکہ برائے خدا اب ذکر فولاد فولاد شکن نہ کرو اُسکی جرأت کا نام نہ لو یہ خاندان
کا خاندان آتش خو شعلہ مزاج مشہور ہی دادا انکے رستم پیلتن علمشاہ نوجوان ایسے جاہل اجہل تھے
کہ بات بات پر ہوا سے لڑتے تھے اب چندے سے حلیم ہو گئے ہیں مگر مقام جرأت پر آپ ہی آپ سے
اپنے باہر ہو جاتے ہیں اور باپ انکے شاہزادہ قادر سپاہ معاذاللہ صاحبقران زمان تک انکی
بدمزاجی ہر طرح دبتے ہیں اور یہ تو ابھی نوجوان آگ کے پتلے بنے ہوئے ہیں جرأت میں جیتے جی مرجانے
کو اپنا فخر سمجھتے ہیں پس ایسے مرنے والے سے ڈرنا چاہیے موافق اُسکی طبیعت کے کام کرنا چاہیے اگر
ابکی مرتبہ ذکر جرأت فولاد فولاد شکن کروگی ایسا نہو تلوار پکڑ کے خود اُسکے لشکر میں آپ ہی گھس جائیں
روبرو اُسکے جا کر کہیں کہ بیٹی تیری ہمارے پاس موجود ہی انسے ان باتوں کا کچھ عجب نہیں ہی ملکہ یہ
سُنکے رونے لگی اور کہا کہ ای شہریار آپکو اختیار ہی اب ہم کچھ نہ کہیں گے شاپور نے واسطے بہلانے
شاہزادے اور ملکہ کے سامان شراب و کباب مہیا کیا ملکہ کے دل کو چین نہیں آتا وہ گل باغ محبوبی
خاموش ہی کسی جانب متوجہ نہیں ہوتی یہاں کی تو یہ کیفیت ہی مگر اب وہ کلمہ فولاد فولاد شکن کے تحریر
ہوتے ہیں اول صبحکو خواصیں جو سو کر اُٹھیں دیکھا ملکہ اور شعلہ رخسار کے خیمے پر گئیں نہیں جا بجا
تلاش کرنے لگیں سارے باغ کو چھان ڈالا اُس گل حدیقۂ رعنائی کی کہیں بو نہ پائی اب کنیزیں باغ
سے سب ایک مقام پر جمع ہیں اور متردد و متفکر ہیں اور آپس میں کہہ رہی ہیں کہ صاحبو یہ کیا غضب ہو
ہماری ملکہ کو کون لے گیا ہمکو مثل لالہ داغ دے گیا کہاں جائیں کہاں ڈھونڈھیں کیا کریں کچھ
نہیں پڑتا ایک کہتی ہی ہوا انکے باپ سے جلدی خبر کرو کہ آپکی صاحبزادی کا پتا [illegible] ایک

کہا وہ اگر ہماری تمھاری ناک چوٹی کاٹینگے ہمین سے پوچھین گے ہم اُنسے کیا بتائینگے یہ تقریر خواصون کی سُنکر
غنچہ دہن وزیرزادی ملکہ کی تو خاموش ہی اسکو تو اک حیرت کا جوش ہی سب نے کہا بی وزیرزادی
صاحبہ آپ ہم سبھون کی افسر ہین ہم سب سے عقل و فطرت مین بہتر ہین آخر کیا کرین غنچہ دہن نے
کہا صاحبو مین کیا بتاؤن ہی ہی سر پیٹ کر کہان نکل جاؤن جان و آبرو کا ڈر ہی شعلہ رخسار ہمارے
واسطے آگ لگا گئی سُرن ہوکر ہمکو دیوانہ بنا گئی نہین معلوم ہماری مالک کو کہان لیگئی صاحبو مین
خاک بولون کیا زبان کھولون بی بی مین تو بالکل لٹ گئی اپنی شاہزادی حور خصال سے چھُٹ گئی
جان کا کس حرامزادی کو ڈر ہی اُنکی یاد زلف مین حال دل ابتر ہی ہائے اُنکی بھولی صورت یاد آتی
ہی میری آبرو بڑھانے والی دو دن سے بےچین تھین مین نے ہر چند پوچھا کون سی ایسی مخفی بات ہی
جو مجھ ایسی رازدار سے نہ کہی نہین معلوم ہمین کیا بھید ہی کسی کی دام زلف مین پھنسین یا کسی مکار
نے یہ جال پھیلایا اُس بلبل نغمہ سنج باغ حُسن کو ہمسے چھڑایا یہان آپسمین یہ باتین ہو رہی تھین بعض
ہنستی تھین بعض رو رہی تھین کہ یکایک بی لذت مخلدار تھر تھر کانپتی ہوئی بدحواس آئی کہا او مستانو
یہ کیا اُدھم مچایا ہی اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ موا جلاد فولاد فولادشکن آتا ہی مین نے سلام کیا پہلے مجھسے
یہی پوچھا کہ سیمین عذار صنوبر قد اُٹھی یا سوتی ہی چھوکری کا مزاج کیسا ہی مین نے کچھ جواب نہین دیا
بھاگی یہان آئی ہون ہوشیار ہو جاؤ استقبال کو چلو مین تو باغ کی کھڑکی کھولکر بھاگی جاتی ہون یا جاتی
ہون کسی کنوین مین گر پڑتی ہون ہی کیونکر اپنی جان دون زمین سخت آسمان دور ای خداوند لقا خیر
کیجیو سب کی جان بچائیو مثل صبا کے ابھی ابھی ہماری ملکہ باغ مین آجائے دل شگفتہ ہو جائے لقا
کے نام پر غریبون کو شراب پلاؤنگی لات و منات کا پوجا کرونگی ہنوز یہ باتین تمام نہونے پائی تھین
سب خواصین لذت کی باتین سُنکر مثل تصویر خاموش کھڑی تھین کہ فولاد فولادشکن سامنے سے
نمایان ہوا نشۂ شراب مین مست سر ڈالتا کہین پڑتا کہین لڑکھڑاتا ہوا آتا ہی سب خواصین واسطے
تسلیم کے جھکین فولاد فولادشکن آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا میری نور عین کہان ہی سب نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر مثل بید لرزان بصورت آئینہ حیران و مثل گیسو پریشان زبانین بند
داب در دمند سب کے آگے بڑھی ہوئی بی لذت کھڑی ہین بھاگنے کا قصد تھا مگر اب تو پاؤن مین
زنجیر پڑ گئی گویا زمین مین گڑ گئی فولاد فولادشکن نے کہا اری حرامزادو کچھ جواب نہین دیتین کیا چھوکری

ابھی سو کر نہین اُٹھی سوتی ہو تو خبردار نہ جگاؤ دن بھر بدمزاج رہیگی جب اس تقریر کا بھی جواب نہین
ملا فولاد فولاد شکن نے سر پیبی لذت کے ایک گھونسا مارا اُسکا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر گری زمین
پر ایڑیان رگڑنے لگی اور کسیکو خنجر کسیکو قبضہ تلوار کا کسیکو ٹھوکر لگائی جب دس پانچ کا اسی طرح خاتمہ
ہوا غنچہ دہن ہاتھ باندھکر آگے بڑھی عرض کی لونڈی کا بھی سر کاٹ لیجیے جلد سزا دیجیے فولاد نے
کہا اری غنچہ دہن آخر معرکہ کیا ہی سو کے نہین اُٹھی یا جاگتی ہی یا مر گئی آخر کیا اُفتاد ہوئی غنچہ دہن
نے کہا اصل حال یہ ہی کہ جسوقت ملکہ واسطے شکار کے گئی تھین خیر وہان سے واپس آئین عجیب
کیفیت تھی چہرہ زرد ہونٹھ خشک خاموش نہ کسی سے کلام نہ کھانے پینے پر توجہ آکر مُنھ لپیٹ کے
پڑ رہین خواصون پر غصہ فرمایا کہ تمنے ہمکو قیدی بنایا ہی ہمارے پاس سے جاؤ تنہا ہمین رہنے دو
مین جوش محبت مین شب کو جاکر حاضر ہوئی دیکھا تو روتے روتے آنکھین سوج گئی تھین مین نے
حال پوچھا تصدق ہوئی نثار ہوئی تبھی فرمایا کہ طبیعت میری علیل ہی میرا بات کرنے کو جی نہین چاہتا
غنچہ دہن میرے پاس سے جاؤ کنارے جاکر بیٹھو اسی پریشانی مین رات کٹی صبح کو حضور تشریف
لائے تو آپنے حکم دیا شعلہ رخسار اور لالہ عذار کو لاؤ گانا سُنو بعد حضور کے جانے کے بی شعلہ رخسار
کربا گری کرتی ہوئی آئین گرمثل دیوانون کے کہتی ہوئی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون بی لالہ عذار
پیٹتی تھین ہی ہی میری بچی کو کیا ہو گیا حضور ملکہ سر شام بی شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر گئین یہ کہکر کہ
ہم اسکا علاج کرینگے ملکہ عالم نے لالہ عذار شعلہ رخسار کی ماں کو رخصت کر دیا ہم لوگون کو حکم دیا کہ
ہمارے پاس نہ آؤ ہم کوٹھے پر اکیلے بیٹھین گے اب جو لونڈیون نے صبح کو جاکر دیکھا نہ بی شعلہ رخسار
کو پایا نہ ہماری ملکہ کا پتا ملتا ہی سارا باغ چھان چکے آپکے خوف سے کھڑے کانپ رہے تھے یہی آپس مین
چرچے تھے کہ اب کیا کرین کہان جائین اصل کیفیت تو یہ تھی اب حضور کو اختیار ہی چاہے لونڈیون
کی جان بخشی ہو چاہے قتل کرین ہم بالکل راز دل سے ملکہ کے ناواقف ہین خداوند لقا تو ہمکو غارت
کرے جو ہم اور کچھ جانتے ہون قریب تھا کہ یہ باتین سُنکر فولاد کا کلیجہ پھٹ جائے یون کانپتا تھا جیسے کسیکو
بخار چڑھتا ہی فولاد تو اس غصے مین کھڑا ہوا ہی گر حال سُنیے لالہ عذار مادر شعلہ رخسار کا کہ یہ
بموجب حکم ملکہ بیٹی کو چھوڑ کر چلی تو گئی تھی گر رات بھر یاد مین مثل ماہی بے آب تڑپا کی اور بیقراری
مین صبح ہوئی بہلی پر سوار ہو کے چلی قضائے کار اُسی نخل کے قریب پہونچی جہان شاپور شیر دل نے

شعلہ رخسار کو بیہوش کرکے ڈال دیا تھا اب اُسکی بیہوشی دور ہوئی اپنے کو ننگا ننگا صحرا مین پایا ایک
ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے چخین مار کر رونے لگی لالہ عذار کے کان مین یہ آواز آئی گاڑی بان سے کہا
ہی ہی میری بچی کے رونے کی آواز آئی ہی ارے جلد بہلی روک وہ جبتک روکے روکے لالہ عذار نے
اپنے تئین بہلی سے گرا دیا اُفتان خیزان دوڑی شعلہ رخسار نے جو مان کو آتے دیکھا چلائی ای امی جان
ادھر آئیے ہی ہی تم سے ایسی بیزار ہوئین کہ ہمکو ننگا کرکے جنگل مین ڈال دیا اب توبہ کرتی ہون کسی غیر کے
ساتھ نہ جاؤنگی مین تو اُن لوگون سے کہا کرتی تھی کہ میری مان جلادنی ہی خطا پر مار ڈالنے گی آخر آپ نے
ایسا کلیجہ پتھر کا کیا کہ ہمکو صحرا مین ڈالدیا اگر کوئی شیر بھیڑیا آ کھا جاتا تو اچھا ہوتا تمھاری امید برآتی یہ
سنکر لالہ عذار متحیر ہو کر دوڑ کے لپٹ گئی اور رو کر کہنے لگی ای جان مادر یہ کیا کہتی ہو تم یہان کیونکر آئین
مین تو تمکو دیوانے پن مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے پاس چھوڑ آئی تھی ایسی ایسی باتین جو آپس مین
ہوئین لالہ عذار بھی حیران شعلہ رخسار بھی پریشان طول بیجا کا اس راقم کو بڑا خیال ہی آمدم
بر سر مطلب لالہ عذار نے اپنی دولائی شعلہ رخسار کو اُڑھائی ساری باندھنے کو دی اور کہا بیٹا
بڑی حیرت کی بات ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا چلو باغ مین ملکہ عالم کے چلکر دیکھین وہان کیا گل پھولا ہی
الغرض اُسوقت دونون باغ مین آکر پہونچین کہ فولاد فولاد شکن غنچہ دہن سے حال سنکر جو اول مین
لکھا گیا ہی خاموش کھڑا ہی کہ خبر ہوا کہ بی لالہ عذار اور شعلہ رخسار باہر سے باغ کے آئی ہین دیکھین
یہ دونون کیا فرماتی ہین جیسے ہی فولاد کے قریب آئین فولاد نے کوڑا اُٹھایا اور کہا کہ سچ بتاؤ کمبختو کیا
معرکہ ہی میری بیٹی کا پتا نہین ملتا لالہ عذار خود پیٹنے لگی کہ حضور میری داد دیجیے مین ابھی بیٹی کو
خدمت ملکہ عالم مین چھوڑ گئی تھی اسوقت صحرا مین ننگا برہنہ پڑا پایا جو میری بچی کو شیر بھیڑیا کھا جاتا
تو کسی طرف کی نہ رہی تھی لونڈیون سے ایسا غصہ مناسب نہین ہی سب نے اُسکو سڑن بنایا تھا وہ
بیچاری قسمین کھاتی ہی کہ نہ مین دیوانی ہوئی نہ سڑن ہوئی ایسی دل لگی نکرنا تھا کہ ننگا کرکے جنگل مین پھکوا دیا
کیا خوب ملکہ نے علاج کیا میری سڑن دیوانی کو میرے گھر بھجوا دیا ہوتا ذرا ملکہ کو تو سامنے بلائیے مین اُنسے
شکایت کرونگی جھاڑ کا کانٹا بنکے پیچھے پڑونگی اور کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگی وہ تو خداوند لقا نے بڑی
خیر کی کہ مین روتی پیٹتی اپنی بچی تک پہونچ گئی جب وہ خونخوار جنگل یاد آتا ہی تو میرا کلیجہ تھر تھر کانپنے
لگتا ہی اگر مین نہ جاتی تو میری بچی مجکو زندہ نہ ملتی ذرا ملکہ آئین تو سہی دیکھو مین کیسا اُنکو آڑے

نا عقون لیتی ہون فولاد نے یا تو کوڑا اٹھایا تھا یہ تقریر حیرت افزا سنکر ہاتھ روک لیا کہا اری ملکہ کہان
ہی جسکو بلاؤن میری بیٹی خود غائب ہی کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مین کیا کرون کہان اپنی دختر کو
ڈھونڈھون لالہ عذار نے عرض کیا واری میرے خیال مین تو یہ آیا ہی کہ اسی جنگل مین چل کے
تلاش کیجیے آپکا پھول بھی اسی خارستان مین ملیگا جیسے مین جنگل مین جاکر شگفتہ ہوئی ویسے ہی آپ کا
بھی غنچۂ آرزو کھلے گا فولاد ساری جرأت بھولا کہا اچھا چلو فقط ان دونون کو ساتھ لے کر اسی جنگل مین
مثل غول بیابانی چارطرف دوڑنے لگا کبھی نام لیکر ملکہ کا پکارتا تھا کہ ای سیمین عذار صنوبر قبا بی بی
کہان ہو مثل طائر عنقا میری نظرون سے کیون نہان ہو آکر کلیجے سے لپٹ جاؤ چاند سی صورت
دکھاؤ فولاد تو دیوانہ وار صحرا مین یہ کہتا مارا مارا پھرتا تھا اور دونون ڈھونڈھیان بھی تلاش کرتی پھرتی
ہین مگر خواجہ کراز الدین ملک بختیارک شوم کا فریبدین صبح کو جو اٹھا چلے پاس سلیمان کے آیا
کہا کیون پہلوان دوران و گرشاسپ جہان میان فولاد فولاد شکن منھ ہی کے کڑے ہین
کئی دن ہوچکے تشریف لائے ہوئے طبل جنگی کیون نہین بجواتے وہ تو فرماتے تھے کہ اسی ہفتے کے
اندر قدرت کو بالائے قیطول پہونچا دینگے مسلمانون کو بھگادینگے اب تامل کا کیا باعث ہی سلیمان نے
کہا ملک جی کل فولاد فولاد شکن شب کو خود کہتا تھا کہ ماموں جان جا طبل جنگی بجوائیے مین قدرت سے
شرمندہ ہوتا ہون مین نے روکا آج کی شب کا وعدہ کرلیا ہی مگر نہین معلوم کیا سبب ہی کہ آفتاب دن
چڑھ آیا اور فولاد ابھی تک یہان نہین پہونچا بختیارک نے کہا آج مین خود انکی ملاقات کو جاتا ہون
ابھی ساتھ لیکر دربار خداوندی مین آتا ہون سلیمان عنبرین موے کوہی نے کہا بہرحال مین دربار
لقا مین چلتا ہون اب وہین ملاقات ہوگی سلیمان گینڈے پر سوار ہو کے ادھر چلا بختیارک
نے خچر اپنا طرف باغ سلیمان کے بڑھایا رواروی کرتا ہوا آتا ہی چند غلام ساتھ ہین انسے کہتا ہوا
آتا ہی آج تا لاکھون کو لڑوادونگا اتنے دنون کوئی آکر نہین ٹھہرا اب مین انکو جہنم مین پہونچاتا ہون
مسلمانون سے لڑواتا ہون یہ کہتا ہوا در باغ پر آیا دیکھا رنگ باغ دگرگون ہی ہزارون خواصین ملکہ کی
دروازے پر کھڑی پیٹ رہی ہین بعض لقا سے فریاد کررہی ہین یا خداوند ہماری ملکہ کو ہمسے ملادے
فولاد فولاد شکن بامراد آئین ملکہ کو بصحت و عافیت صحرا سے پاجائین جس طرح لالہ عذار کی مراد
ملی ننگی ہو گئی بلا سے لباس گیا پاپوش سے اسکی جان کی تو خیر ہوگئی زندہ تو ملی اسی طرح یالقا ہماری

بھی مراد حاصل ہو ملکہ کو یہان کھیلتا پائین ایک کہہ رہی تھی کہ بوا میرے ہوش و حواس باختہ ہین ہم تو بائین
طلسمات کی سی ہین بیت چمن مین دفن ہوا کوے یار مین نکلا پر زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہون مین
شعلہ رخسار ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے ساتھ کوٹھے پر گئی اور جنگل مین ننگی ملی دیکھیے تیرہ صدی
کے زمانے مین کیا کیا ہوگا بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا خچر سے کودا قریب کنیزون کے آیا پوچھا
خیر تو ہی میان فولاد فولاد شکن کہان ہین تم سب کیون اسقدر فریاد و زاری نالہ و بیقراری کر رہی ہو
کس ملکہ کے لیے دعا مانگتی ہو سب کنیزون مین غل ہوا میان شیطان آئے میان شیطان آئے یہ
خداوند سے بہت گستاخ ہین انکے سامنے بیان کرو یہ قدرت سے ہمکو مراد ملی دلوا دینگے بچھڑی ملکہ سے
ملا دینگے اگر کچھ بھوت پریت کا خلل ہوا ہی دیو جن خبیث لے گیا ہی تو یہ کل خبیثات کے باپ ہین
بڑے پریت آپ ہین انسے ضرور کچھ مطلب حاصل ہوگا رنج و ملال زائل ہوگا یہ کہین مشورے
کر کے سب کی سب دوڑین قدمون سے بختیارک کے لپٹ گئین کہا میان شیطان صاحب دہائی
ہی ہماری ملکہ خود بخود غائب ہو گئین بختیارک نے کہا کون ملکہ ایک کنیز نے کہا کہ پہلوان صاحب
کی دختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد خود بخود باغ سے غائب ہو گئی ہین پہلوان صاحب جنگل مین برائے
تلاش تشریف لیگئے ہین بختیارک نے کہا ہین یہ کیا کہ غائب باغ مین ملکہ ہوئین فولاد جنگل مین
ڈھونڈھنے کو گئے اُسنے عرض کیا کہ میان بختیارک تمسے مین بیان بھی کرتے ڈرتی ہون ذرا
کوئی وسوسہ نہ دلوائیے گا میری امان سے مجکو نہ اڑوائیے گا شوہر سے نہ جدا کیجیے گا یہ سب جھگڑے
آپ ہی کی ذات سے ہوتے ہین یہ سنکے بختیارک گالیان دینے لگا کمبخت کمین تمھاری قضا تو نہیں
آئی ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا جلد مفصل بتاؤ مطلب تو سمجھ گیا ہون لیکن اشارہ کافی نہوگا سوسن
نے کہا ملک جی مجھ سے حال سنیے اور تو جھگڑا طول طویل ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ شعلہ رخسار کے
ساتھ ملکہ کوٹھے پر گئین وہان سے غائب ہوئین شعلہ رخسار جنگل مین ملی وہان ننگی پڑی تھی
اسوجہ سے فولاد بھی اُسی جنگل مین تلاش کرنے گئے ہین بختیارک خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا
وہ مارا جو ہم نے کہا تھا وہی ہوا اچھے اُلو کے پٹھون کا ڈربا الہی جنگل مین مثل غول بیابانی کے گیا ہی
وہ پریوش کسی محبوب خوش رو کے پہلو مین بیٹھی ہوگی مزے اُڑا رہی ہوگی یہ کہکر خچر پر سوار ہوا اور
بہ تعجیل جنگل مین آیا دیکھا میان فولاد ہر طرف مثل لنگور کے اُچکتے پھرتے ہین ایکطرف دو لونڈیان

گویا جنگل کی بلائیں پکار رہی ہیں کہ ملکہ آؤ فولاد فولاد شکن نے جو بختیارک کو آتے دیکھا قریب
آیا کہا ملک جی عجب طرح کا معرکہ ہوا باغ سے ملکہ اور شعلہ رخسار غائب ہوئیں شعلہ رخسار کو اسکی
ماں نے اس جنگل سے پایا مگر ملکہ آرزو کہیں کانٹوں میں چھپ گیا ہو نہیں ملتا ہے ڈھونڈتے
ڈھونڈتے پاؤں میں آبلے پڑ گئے ہیں بختیارک نے کہا آپ میرے ساتھ چلیے میں آپ سے
مفصل بتلا دوں فولاد خوشی خوشی ساتھ ہوا لالہ عذار و شعلہ رخسار اپنے خیمے کی طرف گئیں
فولاد جب آکر دربار میں بیٹھا بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران یہاں ایسے معاملے بہت
گذر چکے ہیں آپ اُس عورت کے کہنے سے ناحق دوڑے گئے عقل سے ظاہر ہوتا ہے کوئی عیار
بشکل شعلہ رخسار بنکر آیا شعلہ رخسار کو وہاں ڈال دیا آپ یہاں پہونچا رات کو قابو پاکر ملکہ کو
لے گیا جو میں نے حکم لگایا تھا آپ کو یاد ہوگا وہ کرسی نشین ہوا ہیں ملکہ کسی سے پہلے ہی ہو چکا ہوگا
فولاد فولاد شکن کو اس تقریر بختیارک سے نہایت غصہ آیا ایک دھول ماری رفیدہ ملک جی
کا زمین پر گرا اور کہا او [illegible] تو نے یہ کلمہ منھ میرے سامنے کہا میری لونڈی بھی کبھی ایسا کام
نہ کرے گی [illegible] خود مرد [illegible] سے نفرت ہے کس مرد کی مجال ہے کہ اُسپر آنکھ ڈالے نہیں معلوم یہ کیا
اسرار ہے چلو خداوند سے پوچھیں وہ صاف صاف اس راز کو بتا دینگے بختیارک نے جھاڑ پونچھ
رفیدہ تو سر پر رکھ لیا اور حضور غصہ نہ فرمائیں اگر دل چاہتا ہے تو اور دو چار دھولیں لگائیں مگر
بگوش ہوش سماعت فرمائیے مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ٭ اے پہلوان
دوران علامت اول تو یہ ہے کہ دو چار روز پیشتر سے ضرور بیقرار ہونگی ہاں یہ تو فرمائیے کہیں شیروں
کے شکار کو تو جانے کا اتفاق نہیں ہوا فولاد نے کہا وہ ہمیشہ سے شکار دوست ہے ہرن کیسے شیر کا
بھی شکار کھیلا پلنگ خونخوار کو تلوار سے مارا مگر البتہ کل جو میں صبح کو آیا تو اُسکا عجب حال تھا۔ جب
دریافت کیا تو کنیزوں سے معلوم ہوا کہ جب سے شکار سے آئی ہیں طبیعت بہت بے لطف ہے
بعد اُسکے سُنا کہ رات بھر منھ لپیٹے پڑی رہیں جب میں آیا اُس وقت حقیقت میں اُسکا حال ابتر تھا
میں نے بیمار جانکر کہا کہ بیٹا ڈنڑ پیلو مگدر ہلاؤ گائن کو بلا بھیجو یہ میرے ہی حکم سے ڈومنیاں آئی ہیں اُسنے
کچھ فرمائش نہیں کی ملک جی یہ معرکہ گذرا بختیارک نے کہا ناک ناک بدتا ہوں جو میرے کہنے
کے خلاف ہو جو اوپر گذرا وہ مجھسے سُن لیجیے اور میری ذہانت کی داد دیجیے یہ معاملہ گذرا ہوگا شکار گاہ

مین گئی ہونگی کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا بھی براے شکار آیا ہوگا اُس سے آنکھین چار ہوئی ہونگی کچھ لوگ
اُسوقت وہان ہونگے اسوجہ سے ناچار ہوئی ہونگی یہ جوان حسین کم سن فرزندان حمزہ بھی دریاے
حسن وجمال کے گوہر بے بہا ہین صورت وشوکت وجلالت مین یکتا ہین چوٹ کھا کر عشق کی آئی ہونگی
اُدھر اُسنے عیار کو اپنے بیقرار ہو کر براے جستجو بھیجا ہوگا وہ اس صورت سے آکر لے گیا حضور کو داغ دے گیا
اگر اسمین فرق ہو سر کاٹ لیجیے ان باتون مین چند سرداران لشکر فولاد بھی آگئے ہین بختیارک مسخراپن
بھی کرتا جاتا تھا اور جلا جلا کے کہتا جاتا تھا اور ٹھنڈی سانسین بھرتا جاتا تھا کہ ہاے غضب آپ نے
کس نازونعم سے پالا ہوگا اُس نابکار بے دردنے خون کا دریا بہایا ہوگا اب مزے اُڑا رہے ہونگے عاشق
ومعشوق گلے مین ہاتھ ڈالے بیٹھے ہونگے فولاد فولاد شکن غیرت کے مارے غرق عرق شرم ہو گیا قریب
تھا کہ خنجر مارے لیکن ضبط کر کے کہا ملک جی آپ کی پیشگوئیان درست ہین لیکن سب آپکا خیال خام ہے
ہرگز میری بیٹی ایسی نہین اور اگر تمکو اس امر مین یقین کامل ہے تو اب مین تمھاری جان اور اپنی جان
ایک کرونگا ورنہ مفصل بتاؤ کہ کس برج مین وہ آفتاب آسمان خوبی ہے کس دراندازنے یہ کام کیا ہے
تو ابھی جا کر دریاے خون بہاؤن دونون کے سر کاٹ لاؤن اگر اسمین فرق ہو تو مجکو فولاد فولاد شکن
نہ کہنا بختیارک نے یہ سنکر تیوری پر بل ڈالکر کہا بس اب خاموش رہیے حقیقت مین اُس شخص نے
برا کیا آپ کی جوان بیٹی کو نکال لے گیا لیکن اب اس مقدمے پر خاک ڈالیے معاف فرمائیے اگر سچ پوچھیے
تو اُسنے آپ پر احسان کیا کیونکہ آخر آپ کہین شادی کرتے اسمین ہزار روپیہ صرف ہوتا اہالیان
برادری کو بھی تکلیف ہوتی یہ بے تکلف چھنگلی لگائے ہوئے مطلب حاصل ہوا اور آپنے جو فرمایا کہ اگر
پتا ملے تو جا کر دونون کے سر کاٹ لاؤن یہ امر بھی دشوار ہے ہر مسلمان بلاے روزگار ہے اگر مین بتا دون
آپ کو تکلیف دون آپ وہان جائین ایسا نہو دشمن مارے جائین پھر آنا دشوار ہوگا پس یہ جستجو
کرنا بیکار ہوگا چلیے ناچ راگ ورنگ مین مصروف ہوجیے غصے کو تھوک دیجیے جو ہونا تھا وہ ہوا اُسکا
ذکر کیا ہے ایسے معاملے تو اکثر گذرتے ہین بموجب شعر بلبل برداشت آشیان را + گل گفت کہ خس
کم و جہان پاک + ان کلمات مہملات کو سنکر فولاد شکن بعد آزردگی یا غصے سے مانند بید تھرایا کف منھ
مین بھر آیا مثل مار دُم بریدہ پیچ وتاب مین آیا کہا ملک جی بس بس زبان سنبھالو ایسی واہیات باتین
منھ سے نہ نکالو اگر بے قتل کیے ان دونون نالائقون کو چھوڑ دون تو آج سے تلوار باندھنا ترک

کردون فقط آپ کا اتنا احسان ہوگا کہ مفصل مجکو تبلادیجیے کہ وہان وہ دونون نالائق موجود ہین اُسوقت آپ پر حال ظاہر ہوگا قسم ہی جاہ وجلال خداوندی کی اب کہانا جب کہاؤنگا جب اُس درانداز کو سزائے معقول دے لونگا اب آپ نشان بتانے مین جستجو کیجیے زبان سے کچھ نہ فرمائیے ورنہ مین اپنے تیرو ہلاک کرڈالونگا آپ شیطان درگاہ خداوندی مین آپ کو کچھ نہین کہہ سکتا اگر اور کوئی ایسے کلمات منہ سے نکالتا تو سر اُسکا کھینچ کر پھینک دیتا بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولادشکن حقیقت مین آپ سے باہر ہی نشہ جرأت مین بیہوش ہی از خود فراموش ہی گھبرا گیا کہا مین ابھی فکر کرتا ہون خیرتک اپنے عیار کو بلاکر کہا جلد جاکر مہتر وسواس کو بلالا خیرتک فورًا روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے مہتر وسواس کو اپنے ہمراہ لایا بختیارک نے کل کیفیت وسواس سے بیان کی اور کہا کہ اگر اس بات کا پتا لگاؤ گے تو اسقدر نقد وجنس پاؤگے کہ نہال ہوجاؤگے وسواس فورًا قنطورہ زرنفتی وپتادہ سقرلاطی وگون عیاری سے آراستہ ہوکر واسطے تلاش ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے روانہ ہوتا ہی ان سب کو اس جستجو مین چھوڑیے لیکن اب یہان سے دوکلمہ داستان حیرت بیان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم وصمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کہ نتیجہ قتل ملکہ بہاران شمشیرزن لیکر آیا ہما ہی بیان کیے جاتے ہین

ساقی نامہ مصنف

دولتمندون مین ہو تیرا نام
اُس خم کی زکوۃ اک پیالہ
اس آگ سے جب گلاس دہکا
دل مین نئی اک ترنگ آئے
گلدستہ جو ذہن نے بنایا

ساقی اک جام ہو عنایت
پائے جو زلال درد آشام
دھوئے دھائے دھرے مین ساغر
خمخانے کا تیرا پھول مہکے
ساقی نے شراب دی یہ سنکر
بندش نے عجیب گل کھلایا

باقی رہے دور تا قیامت
جسمین ہو شراب دیر سالہ
بھٹی سے نکال آتش تر
لب سے وہ پری جو لب ملائے
حاضر ہوئی فکر پھول چن کر

مہمیز کنندگان سمند تیزگام عیاری ن وشہسواران میدان طراری توسن کلک کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین اور غزالان مضامین داستان صحرائے فرحت افزائے خوش بیانی مین یون طرارے بھرتے ہین سابق مین تحریر ہوا ہی کہ صمصام نامور شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے پھر گیا اور آکر افراسیاب کے شریک ہوا مع فوج ولشکر بارگاہ حیرت جادو مین آگیا ہی قصہ ہی کہ طبل جنگی بجوائے ملکہ بہاران سے مقابلہ کرکے مگر چونکہ زخمی ہوکر آیا ہی اسوجہ سے تامل ہوا ہی یہ بھی عرض کرچکا ہون کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مع

مہتر ئ مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل بفکر قتل
صمصام بد انجام مین روانہ ہو چکے ہین جب صمصام ناکام خدمت ملکہ حیرت مین حاضر ہوا
اور مقدمے مین اپنی معشوقہ لالہ رخسار نرگسی چشم کے بخوبی عہد و پیمان لے چکا اور ملکہ نے بھی اقرار
کیا کہ تیری دھوم سے شادی کرینگے خانہ آبادی کا سامان ہوگا عرصہ دراز تک بارگاہ حیرت مین
حاضر رہا اور یہ کہکر اُٹھا کہ کل غلام طبل جنگی بجوائے گا اور لطف بربادی خانہ کو کب روشن ضمیر
دکھلائے گا ملکہ نے کہا جاؤ سپرد خداوند سامری کیا مگر عیارون سے ہوشیار رہنا عرض کیا چالیس
سرداران نامی غلام کے ساتھ ہین کیا مجال ہو کہ میری بارگاہ مین کوئی آسکے یہ کہکر طرف اپنی بارگاہ
کے چلا ساحران غدار و سرداران نابکار خلعت ہاے فاخرہ پہنے ہوے گرد اس بے حیا کے مرغ زرین
بنے ہوئے چلے آتے ہین عقب مین خدمتگار یہ تو اپنی بارگاہ کی جانب اسطور سے جاتا ہی مگر واضح رای
ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو ایک تدبیر کر کے ایک مقام پر ٹھہرے ہین اور چالاک کو کچھ سمجھا کر روانہ کر دیا
چالاک صورت بدلے ہوئے در بارگاہ حیرت پر کھڑا ہی کہ صمصام طرف اپنی بارگاہ کے جاتا
ہی چالاک نے پیچھا کیا دیکھا ایک خدمتگار صمصام کا ظاہر امقرب معلوم ہوتا ہی کہ لباس معقول
پہنے ہوئے گوٹے دار پگڑی سر پر بنی چپکن زیب جسم مشروع کا پائجامہ یہ کہتا ہوا عقب صمصام جاتا
ہی کہ آج انعام و اکرام مین کئی ہزار روپیہ میری تحویل سے خرچ ہوا ہی اُسکا حساب لکھنا ہی یہ چالاک
نے سُنا تدبیر تو کر ہی چکا تھا ایک عورت کی شکل بنکر چہرے کو چادر سے چھپایا قریب اُس خدمتگار کے آیا
کہا میان خدمتگار صاحب ذرا ادھر دیکھو وہ پلٹا دیکھا کہ ایک نازنین بڑی بڑی انکھڑیان مگر حجاب سے
ہاتھ پاؤن مین رعشہ کر کے ایک کاغذ نکال کر ہاتھ مین اُس خدمتگار کے دیا کہا او صاحب جلدی
کوئی مجھ بد نصیب کو دیکھ نہ لے مان باپ کی آبرو جائے ہماری عصمت مین فرق آئے مگر نوکری ایسی بری
چیز ہی کہ کچھ بن نہین پڑتا خدمتگار نے یہ سنکے کاغذ ملفوف ہاتھ مین لیا پوچھا یہ کاغذ کیسا ہی اُسنے آنکھین مٹکا
کے کہا میان صمصام کی خاطر سے لکھا ہی جب مالک تمھارے بارگاہ مین بیٹھ لین یہ کاغذ چپکے سے انکے
ہاتھ مین دینا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے ورنہ مجھ بیگناہ کی جان جائیگی اتنا زبانی بھی کہدینا اسکو تنہائی
مین پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند ہو جیے ورنہ معشوق سے ہاتھ دھو کر عمر بھر سر پہ ہاتھ دھر کر روؤ گے
یہ کہکر وہ عورت تو مٹکتی چلی گئی خدمتگار نے کاغذ جیب مین رکھا جب صمصام بارگاہ مین آکر تخت پر

بیٹھا خدمتگار نے پوشیدہ نامہ ہاتھ مین دیا اور زبانی بھی وہی کلمہ کہدیا کہ حضور تخلیے مین چلکر اسکو پڑھین یہان سر دربار نہ کھولین حضور دینے والا یہ کہ گیا ہی کہ اگر ظاہر ہوگا معشوقہ کی جان جائیگی فقط کہنے کو کہانی رہجائیگی نام معشوق سُنکے صمصام گھبرایا کاغذ ہاتھ مین لیکر تخلیے مین آیا اب جو دیکھا سرنامہ پر مُہر ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کی پائی مگر معلوم ہوتا ہی جلدی مین مُہر کی ہی کوئی حرف ظاہر کوئی مخفی بہ تعجیل نامہ کھولا اول القاب یہ لکھا ای شوریدہ دست محبت و ای آشفتہ وادی مودت زار عشقہ جدہ بہ اشعار نظم تحریر کیے تھے اشعار

جس روز سے روئے ہجر دیکھا
شب ہجر کی اک سیہ بلا ہی
جان خواہش وصل پر ہی مائل
سمجھاتی ہون گو ہزار دل کو
ہردم جو خیال موے سر ہی
واقف ہین تمھارے موے پیچان
ابرو کو نہین جو بھولتا دل
ہی مثل کمان قد خمیدہ
جب یاد ہی انکھڑیون کی آتی
کیا غم سے ہوا فراغ دل کو
اک آگ سی لگ رہی ہی تن مین
دل کو کئی مرتبہ جلایا
ای نبض شناس حال دیکھو
قرطاس و قلم ہون خاک جلکر

کیا تم سے کہون مین حال اپنا
اک لمحہ نہین قرار آتا
ہر ایک نفس لتا ہی آگاہ
دل تیغ فراق سے ہی گھائل
ہی پیش نظر تری ہی تصویر
ابتر مرا حال سر بسر ہی
اور یاد جبین مین ای ستمگر
ہی تیغ الم سے شکل بسمل
آنکھون مین کھٹکتے ہین تیر مژگان
ہی آنکھ اجل مجھے دکھاتی
یہ شعلۂ غم نے سر اُٹھایا
شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین
پاس آتے نہین طبیب میرے
ای عیسی درد جان مہجور

کیا تم کو لکھون ملال جینا
دن آنکھون مین رات ہو گیا ہی
بستہ ہی ہمیشہ نالہ و آہ
پہلو مین نہین قرار دل کو
دن رات یہی ہی اس سے تقریر
جیسا مرا حال ہی پریشان
برگشتہ ہی اختر مقدر
اندوہ ہی یہ ستم کشیدہ
ہین پار جگر کے غم کے پیکان
فرقت نے دیا ہی داغ دل کو
جلتی ہون مین شمع سان سراپا
اس آگ نے خاک مین ملایا
بیٹھے ہین دور دور ڈر سے
گر لکھون مین سوز قلب مضطر

ای شہنشاہ صمصام وای عاشق ناکام یہ ہجران دیدہ آفت عشق کشیدہ عجب مصیبت مین ہی جب اول مین تمھارا نامہ محبت شمامہ آیا ہم اُسکو پڑھکر آمادہ ہوے کہ جواب حسب مراد تمھارے تحریر کرین ملکہ حیرت جادو کو خبر ہو گئی کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے پاس کسی کا نامہ آیا ہی مجکو بُلوایا تمھارا نامہ مجھسے لے لیا اور پوچھا تیری کیا مرضی ہی مین ہوش

ہوئی کہ یہ سمجھ جائینگی الخاموشی نیم رضا حیرت جادو نے کہا ہم مطلب تیرا سمجھے ہم جواب بھی لکھیں گے اور شادی تیری ایسے صاحب لیاقت کے ساتھ کرینگے پھر مجکو نہیں معلوم کہ اُس نامے کو کیا کیا حکم کچھ لکھا یا نہیں لکھا مجھکو فقرے بازی مین رکھا اگر کل حالات لکھون ایک دفتر ہو جائے اب اصل مراد یہ ہی کہ جن تم لشکر لیکر یہان آئے کنیزون سے مجکو بھی خبر ہوئی کہ جو دربار سے پلٹ کر آئی اپنی وزیر زادی سے کہا صمصام میری مصاحب لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین یہ امر غیر ممکن ہی مرت ہوئی میرا وزیر اعظم سرما اُسکا طلبگار ہی مین اُس سے نسبت پختہ کر چکی ہون اپنے وزیر کو عزیر جانون یا اُس غیر کے ساتھ شادی کردون جب وہ ہمراہان کو قتل کر چلینگے کسی لونڈی کے ساتھ شادی کردونگی ای عاشق زار وای غمگسار یہ حال مصیبت سُنکر مین ملکہ حیرت کو فقرہ دے کر فلان باغ مین آئی ہون صرف چار کنیزین جو میری ہمراز ہین اور آٹھ پہر کی دمساز ہین اُنکو ساتھ لائی ہون بس لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے نامے کے تنہا اُسوقت میرے پاس چلے آؤ جو مناسب وقت ہو صلاح کرکے ہم تم اُسکی تدبیر کرینگے اور تدبیر و تقریر کیا تمھارے ساتھ نکل چلینگے بموجب مثل دودل راضی تو کیا کریگا نگوڑا قاضی کسی کی لونڈی نہین ہون مجھپر کسیکا زور نہین ہی اور اگر اسوقت تم میرے پاس نہ آئے تو پھر حیرت جادو کے دام تزویر مین پھنس جاونگی دم بھر پھر محل سے نہ نکل سکونگی صمصام اِس مضمون کو پڑھکر تھر تھر مثل بید کانپا ابرو پر بل پڑگیا کئی مرتبہ سر ہلا کر کہا کیا خوب کیا خوب خدمتگار نے پوچھا حضور خیر تو ہی ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ای برادر کیا کہون راز کی بات ہی مگر تو میرا معتبر قدیم ہی خدمتگار نہین ہی بلکہ ندیم ہی کسی سے ذکر نہ کرنا مین نے اپنی دنیا و عقبیٰ دونون خراب کین میان افراسیاب بڑے جعلساز مین بڑے شعبدہ باز ہین بارے مجکو میرے مالک اور آقا شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے لالچ وصل محبوب کا دے کر چھڑایا افسوس کچھ ہاتھ نہ آیا اب اِس فکر مین ہین کہ ملکہ بہاران کو میرے ہاتھ سے قتل کرائین آخر مین دھتا بتائین مگر ای خداوند سامری جمشید تمھارے صدقے ہو جاؤن کیا سبب نکالا ہی کہ معشوق وفادار ہاتھ آئے کیا عجب ہی کہ کوکب سے بھی صفائی ہو جائے ای خیرخواہ یہ نامہ میری معشوقہ کا آیا ہی تمنے کہان سے پایا ہو اُسنے کہا حضور ایک عورت کانپتی ہوئی آئی میرے ہاتھ مین دیکر چلی گئی صمصام نے کہا تمنے بڑا کام کیا اب مین تمکو مصاحب اپنا بناونگا اچھا یا کہا کرونگا اب ای نکلالی وفا شعار مین پاس اپنی معشوقہ کے جاتا ہون اُسکو لیکر طرف اپنے ملک کے چلا جاونگا اور میان افراسیاب

کو دغا بتاؤنگا اور تمھارے نام بھی نامہ روانہ کرونگا تم کسی حیلے سے کل فوج کو لیکر چلے آنا یہ کہکر کہا بھائی میرے خضاب جلدی سے لگا دے دس پانچ موے سفید ظاہر ہین مثل کافور مین شکل مشک ہو جائین علاوہ اسکے ذرا سی مہندی ہاتھ پاؤن مین مل لون سرمہ کاجل لگاؤن عمدہ بناؤ کرکے اُسکے پاس جاؤن خدمتگار نے جلدی جلدی صمصام کے وسمہ لگایا مہندی جلدی جلدی ہاتھ پاؤن مین ملدی صمصام نے کلاہ وہ نکالی جسمین گوٹا ٹھپا ٹانکا تھا قبا زربفت کی نکالکر زیب جسم کی عطر سہاگ جسم مین ملا کاجل خوب گہرا گہرا آنکھون مین لگایا آئینہ لیکر اپنے روے نحس کو بغور دیکھا اپنا ہاتھ موچھون پر پھیرا جھولی سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی اُسمین اسباب سحر رکھا خدمتگار نے عرض کیا حضور جھولی کیا ہوگی آپ معشوقہ کی ملاقات کو جاتے ہین یا کسی سے لڑنا منظور ہی صمصام نے کہا شاید بی حیرت نے کسی ساحر کو لگا رکھا ہو کہ لالہ زار کہین جانے نہ پائے اور وہ ساحر بر وقت سامنے آئے روکنے کا ارادہ کرے اُسوقت کیا مین ڈھونڈتے بجاؤنگا جھولی اسواسطے رکھی ہی کہ ایک دانہ ماش کا مار کر اُسے جلادونگا اگر دو ہزار ہونگے تو خاک مین ملادونگا معشوقہ کو لیکر فوراً نکل جاؤنگا یہان کھڑے پانی نہ پیونگا تم سامان تیاری لشکر مین مصروف رہو یہ کہکر دونون پیر مارے غرق زمین ہوکر اسواسطے آیا کہ کوئی ملازم افراسیاب مجکو جاتے وقت نہ دیکھے اب حالت صحرا کے تلاش مین اُس باغ کے جسکا پتا نامے مین لکھا ہی چلا رات کا وقت صحرا مین سناٹا فرش ماہتاب نے برابر فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہی صبح کا گمان کرکے اکثر جانور آشیانون مین چہک اُٹھتے ہین شعر رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ✤ زاغ پر تھا گمان بوتیمار ✤ صمصام تمام جوش محبت مین چھپتا ہوا جاتا ہی جیا سعلت نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہا ہی کوئی کوس بھر راستہ طے کیا ہوگا ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا دل سے کہتا ہی اُس باغ کا کیونکر پتا لے کیونکر اُس سرو خرامان بوستان حسن کو پاؤن یا سامری جمشید جلد پہونچون جسوقت سامنا ہوگا کیا کیا حکایتین شکایتین ہونگی مین اُنکی بات کا کیا جواب دے سکونگا ہاے اُس جان جہان نے کیا کام کیا اپنے کو واسطے میرے بدنام کیا معشوقہ گوشہ نشین کی یہ مہربانی اکیلے باغ مین مع چند کنیزون کے آنا صرف تقاضاے محبت کے سوا اور کیا ہی مجکو اپنا غلام بے دام بنالیا صمصام دل سے یہ باتین کر رہا تھا کہ سامنے سے ایک نازنین کو دیکھا بھولی بھولی صورت دوپٹہ آب رواں کا اوڑھے ہوئے اطلس کا پاجامہ پائچون مین گرہ دی ہوئی دوڑی ہوئی چلی آتی ہی ذرا پتا لگھر کہتا ہی تو

ڈر جاتی ہی یا خداوند لقا کمر پھر قدم بڑھاتی ہی کبھی کہتی ہی کیا اُلٹا زمانہ ہی نامہ پہونچائے ہوئے پہر بھر گذرا
اُس نگوڑے ننگ عشق نے خبر تک بھی نہ لی بی لالہ زار نرگسی چشم ناحق جان دیے دیتی ہین شاید
میری موت قریب ہی جنگل سے کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے گا مجھ مردار کو کھا جائے گا واہ رفاقت کا کیا مزا
ملا ہی دوڑتے دوڑتے پھیپھڑی پھول گئی نگوڑا صمصام ملتا تو دانتون سے بوٹیان کاٹتی یہ تقریر جو اُس
خواص کی صمصام نے سنی سمجھا ملکہ کی خواص ہی مجکو ڈھونڈھتی پھرتی ہی حقیقت مین مین نے بڑی
دیر لگائی پکارا اے بی بی یہ گنہگار یہان حاضر ہی دیکھتے ہی وہ عورت اُدھر لپٹی قریب آکر ایک دوہتڑ
مار کر کہا ارے تلوار تیرا ہی نام ہی صمصام ہنسنے لگا کہا بی بی کسی کا تلوار بھی نام ہوتا ہی اُسنے کہا میان
چبا چبا کے باتین نکرو مین کچھ جاہل نہین عنایت سے سامری کی کچھ تھوڑا بہت پڑھی لکھی بھی ہون
ملکہ تلوار ہی تلوار کر رہی ہین اسنے خوش ہو کے کہا نہین بڑا صمصام جنگ آزما ہے خونریز و پوش
کہا ہوگا اُسنے کہا نگوڑا بڑا لکھو جتا ہی بوا ماما اصیل کو کہتے ہین ارے یہی کہا ہوگا میری جوتی جانے کہین
جلدی چلو اب دیر نہ کرو شام سے تڑپ رہی ہین اکیلی باغ مین صرف چار کنیزین وہ تینون تو گوری
پیروے کی بوبین مین کمبخت بازار کی پھرنے والی شام سے دوڑتے دوڑتے پانون ٹوٹ گئے کبھی حکم
ہوتا ہی چھوٹی چاندنی اُٹھا لاؤ کبھی گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا بوا چھمو چھمو ایک گلابی بھی لیتی آنا بیچارہ تھکا ماندہ
آئیگا ایک جام پیے گا تمکو دعائین دیگا جب یہ سب سامان جمع کر دیا رونے لگی کہ یہ کاغذ بھی اُن تک پہونچا دو
مگر خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے مین بدنصیب وہان دوڑی گئی تمھارے خدمتگار کو نامہ دیا وہی پلٹ کر
پہونچی تھی کہا پھر جا شاید نامہ اُن تک نہین پہونچا مین اسوقت چھل پائیون کی طرح جنگل مین دوڑی دوڑی
پھر رہی تھی اب چلو گے کہ یہین مر رہو گے صمصام نے کہا ملکہ جلد جلد مجکو اُس یار جادو والی محبوب
جانی تک پہونچا دو آج کے احسان کا جو زندہ ہون تو معاوضہ کرونگا چھمو چھمو ہنسنے لگی اور کہا اب
تمھاری زندگی کہان موت کا سامنا ہی کاغذ تمھاری زندگی کا پھاڑ ڈالا گیا بچے اِن سے جیتے ہو لو
صاحب یہ ہمکو کچھ دینگے ہماری بی بی کی روٹیون پر پڑے رہین گے ارے تو بڑا خوش نصیب ہی بی
لالہ زار نرگسی چشم نے صندوقچے کے صندوقچے سرکار سے ملکہ حیرت جادو کے اُڑا دیے ہین وہ
سب تمھارے واسطے ہین خود ملکہ ہمکو دینے والی کیا کم ہی بس تمھارا بڑا احسان یہ ہی کہ میری چھوکری کو
رنج و ملال نہ دینا کوئی رنڈی لونڈا کر نا مین نے گودیون مین پالا ہی بڑی ضدن ہی ذرا ذرا سی بات

دن بھر کھانا نہین کھاتی صمصام نے کہا نہین خدمتگذاری مین فرق نہو گا غرض ایسی باتین باہم کرتے ہوئے دونون چلے آتے ہین بعد قطع راہ کے دروازہ باغ کا نمایان ہوا وہ عورت دوڑی کہ مین ملکہ کو خبر کردون تم بعد ایک لمحہ کے آنا یہ کہکر وہ تو باغ مین جاکر غائب ہوئی صمصام بعد تھوڑی دیر کے جو باغ مین آیا دیکھا کہ باغ کا یہ حال ہے کہ کچھ نخل گر پڑے ہین کچھ سر بزمین روش جا بجا سے شکستہ بعض نخل مرجھائے ہوئے روش پٹری کو ٹی کرتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا اُسپر فرش مختصر سا بچھا ہوا مسند ناز پر یک طاؤس طناز قریب تین کنیزین جو پاس کھڑی ہین وہ جھکی ہوئی ملکہ سے کچھ کہ رہی ہین صمصام جھپٹ کر چبوترے پر آیا اب قریب سے اُس ماہ تابان کو دیکھا نازنین خونخوار پری رو ابرو رشک ہلال چہرہ بدر آسمان کمال

نظم

گوہر بحر عالم آرائی
شہر یار دیار حسن ہے وہ
دُر یکتائے بحر رعنائی
گل شاداب باغ حسن ہے وہ
گلشن حُسن کا گل تر ہے
زلف پُرپیچ کا یہ ہے عالم
مانگ عاشق کی جان ہے لیتی
پُرشکن ہین وہ گیسوے مشکین
مانگ پر کہکشان کا دھوکا ہے
اُس شاخ نہال گلشن حسن
گلعذار بہار حُسن ہے وہ
غنچہ شاخ نونہال چمن
آفتاب ایاغ حسن ہے وہ
گورا گورا ہے جسم پُر تنویر
ڈھل دیا تھا جب ہوئے برہم
یون خمیدہ ہین بال کاکل کے
ابرو ون کی طرح ہین چین بچین
کوکب حُسن چرخ زیبائی
ہے گریبان حُسن دامن حسن
نونہال بہار یکتائی
آب و تاب جمال دُر عدن
بدر سیمائے مہر سیکر ہے
سر سے پا تک ہے نور کی تصویر
قہر جوڑا ہے تو بلا چوٹی
جس طرح تار زلف سنبل کے
ہر بن موسے نور پیدا ہے

قریب تھا کہ صمصام غش کھا کر گرے لیکن بمشکل ضبط کیا اپنے تئین سنبھالا مگر آفت لیکے ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا وہ قاتل عالم اپنے مقام سے اُٹھی کہا صاحب آیئے تشریف لایئے واہ واہ واہ خوب راہ دکھائی اگر ایسی جستجو نہ کرتے تو آپ اپنی صورت کاہے کو دکھاتے اب بھی ناحق آئے جب ہم دوسرے گھر جا لیتے آبرو گنوا لیتے تب آپ کو شاید افسوس ہوتا یا نہ ہوتا صمصام یہ باتین سُنکر مثل گدھے کے پھول گیا اپنے تئین بھول گیا ہین ہین کرکے دانت نکالکے ہاتھ جوڑنے لگا ملکہ عالم مجکو یہ حال معلوم نہ تھا افراسیاب مجاز فقرہ دیکر لایا ابھی شام تک تو بی حیرت نے اقرار کیا ہے کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ تمھاری شادی کرینگے ملکہ نے ہنسکر

کہا کیا آپ مجھے نادان ہین دودھ پیتے اینڈ اجر جسنے کہا وہ مان لیا صمصام نے کہا ای ملکہ مین نے
اسوجہ سے دھوکا کھایا کہ اول تمھارے انکار کا نامہ میرے پاس جاچکا تھا مین تمھارے وصل
سے مایوس تھا فراق مین رویا کرتا تھا آخر بیمار پڑگیا اس بیتابی مین جو افراسیاب نے مژدہ وصل
سنایا یقین کامل ہوا کہ سچ فرماتے ہین یہ بھی تو مین نہین آگاہ تھا کہ آپ کو ملکہ حیرت جادو سے تو دل
ہی دوسرے اتنے بڑے کام کا مجھسے طالب ہوا خیر بہرنوع خداوند سامری نے اپنا فضل کیا مگر
کیون ملکہ عالم ستے آخر ملکہ حیرت سے کیا حیلہ کیا یہان تک کیونکر پہونچین لالہ نثار نے کہا جسوقت
شام کو ملکہ حیرت نے اس بات کا چرچہ کیا کہ اب ہم صمصام کے ہاتھ سے دختر کوکب کو قتل کرا کر
تمام طلسم نور افشان کو درہم و برہم کرینگے اور میعاد طلسم کشا بھی ختم ہوا چاہتی ہی اب یہ سب فساد دفع
ہوجائینگے سب اہالیان طلسم ہوش ربا آرام پائینگے کہ دو غور دیکھو صمصام بد انجام کا کہ ہماری
مصاحب قدیم لالہ نثار نرگس بیتم کو طلب کرتا ہی نگوڑا عشق کا دم بھرتا ہی اب تو وعدہ کر لیا ہی آگے
شتان کر دیا ہی آیندہ سمجھا جائے گا بعد قتل ہر ان ایسے کلمات ناشایستہ کی سزا پائے گا صاحب سامری
و جمشید بی چھو چھو کو سلامت رکھین مان بھی ایسی محبت نہ کرتی جیسا انکو خیال ہی میری خوشی سے شاد
ہین میرے رنج کا ملال ہی ای صاحب کیون نہو مین چھ مہینے کی تھی جب سے انھون نے گودیون
مین پالا ہی انا نے صرف دودھ پلایا آٹھ پہر انھین کی گود مین رہتی تھی ایسی باتین سنکر انکے دل کو کیونکر
چین ہو تا ذرا البیلی بی بین روتی ہوئی میرے پاس آئین اور کہا ای بی بی غضب ہوا کاشکے مین مرگئی ہوتی
ایسی باتین نہ سنتی بی حیرت تمھارا ذکر کر رہی ہین مجکو تو یہ آرزو ہی کہ گل سے چہرے پر بھاری سہرا
دیکھون وہان بجھڑے سرمائے برف انداز کلموہا قوم کا رذیل اسکے ساتھ بی حیرت تمھاری شادی
کرینگی صمصام جو اپنے ملک کا بادشاہ ہی اسکے لیے شبو خواص تجویز ہوئی ہی جب اس بیچارے صاحب
حسب و صاحب نسب سے اتنا بڑا کام لینگی پھر ان کو ترجیح کرینگی فقرے دیکر شبو خواص کے ساتھ
شادی ہوگی صاحب اصل تو یہ ہی کہ مین کو ملنے کی میٹھے والی یہ سنکے گھبرا گئی انگوٹھی الماس کی اتاری
کہ جہالون جان دے دون بی بی چھو چھو تو بیچارے مان کے مین لپٹ گئین انگوٹھی چھین لی اور کہا
کیون بچی ہم نے رات کو رات دن کو دن نجانا تمھارے واسطے سارے کنبے کو چھوڑا مردوا ہمارا
رات بھر تڑپا کرتا ہی ایک رات گھر جانا نصیب نہوا آز میری بچی کی کون دلدہی کرے گا اسلیے ہماری

مصیبتین اُٹھائین کہ تم جان دو چلو مین تمکو لیچلون تمھارے عاشق صادق صمصام سے ملادون ان
قریب کرنے والون کے منھ مین لوکا لگاؤن صاحب مین تو ان باتون سے بالکل آگاہ نہتی مین نے کہا
چھو چھو بھلا وہان تک مین کیونکر چلون کبھی بازار مین نکلی ہون ڈیوڑھی تک جاتی ہون تو میرے
پانوون کانپتے ہین انھون نے کہا نہین بی بی کیا مین تمکو لشکر صمصام تک لیجاؤنگی میرے گھر کے پچھواڑے
ایک باغ ہی کہ اُسکو محبوب باغ کہتے ہین مدت سے خالی پڑا ہی تم چلکر وہان بیٹھو مین مردودون کے کان
کاٹونگی تمھارے واسطے خاک چھانونگی ایک اشتیاق نامہ لکھو مجکو دو اپنے چاہنے والے سے کیا شرم ہی
وہ شاہزادہ خود مزاج کا گرم ہی ذرا سی سُن گن پائے گا آپ دوڑا آئے گا صاحب جو کچھ کیا چھو چھو نے
کیا مجکو یہان بٹھایا تمکو بھی بلا لائین ہمنے تو اپنے دل کی کہہ سنائی اب تم اپنے دل کا حال بتاؤ تمھین کیا
منظور ہی میرے سر پر نہ مان ہین نہ باپ ہین اب جو کچھ ہین وہ آپ ہین مین اپنی جان دونگی مگر سسرال
کے گھر نہ جاؤنگی صمصام ان باتون کو سُنکر پھول گیا کہا ملکہ اب کیون جان دو گی جبتک مین نہ آیا
تھا مقام تردد تھا ابھی تخت پر سوار ہو میرے ساتھ چلو مین لشکر کا بھی بندوبست کر آیا ہون نیچہ قتل
ملکہ بہار ان یہ دیکھو میرے پاس ہی اب کیا وسواس ہی میری تو یہ راے ہی کہ تمکو ساتھ لیکر در براہ
خدمت مین کوکب کے چلون وہ میرا بادشاہ قدیم ہی اُسکے قدمون پر گر پڑون وہ رحم دل ہی فوراً خطا
معاف کر دے گا دو باتون مین مقدمہ صاف کر دے گا یہ سُنکر چھو چھو تڑپ کر سامنے آئی کہا ہی بچی تو
ابھی بیوقوف ہی لونڈیان بھی احمق صمصام بھی گدھا ہی مجھے کیسے بیوقوفون سے پالا پڑا ہی نابہ کوکب
اپنی چھوکری کو نہ جانے دونگی ایک تو وہ بد نظرہ ہی دوسرے تمنے کیا خوب اُسکے ساتھ سلوک کیا ہی
اُسکی بیٹی کے قتل پر آمادہ ہو کر آئے ہو اُسکے سردار ہزبر پیلتن کو مارا اور شاید اُسنے خطا بھی معاف
کر دی تو اس ماہ رخسار کو چھوڑے گا فوراً جورو بنا کر گھر مین ڈال لے گا مین دیکھا کرتی ہون جب بڈھا
افراسیاب گھر مین آتا ہی میری بچی کو آنکھون مین کھائے جاتا ہی کئی مرتبہ مجھسے پیغام کر چکا ہی کہ اپنی
صاحبزادی کو ہم سے راضی کر دو ایک ملک تمکو انعام مین دینگے بیٹا خوبصورت سب کے سب طالب
ہوتے ہین مثل افراسیاب کے کوکب بھی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو جائے گا مگر حد
کوہ ہفت نزلازل جہانکا بادشاہ تنزلزل بن ازلال جادو ہی نہایت صاحب آبرو ہی ہر چند کہ
اقلیم اُسکی کوکب اور افراسیاب کے ملک سے قلیل ہی مگر ساحر اولو العزم بادشاہ جلیل ہی

افراسیاب بادشاہ ہوشربا کوکب بالک طلسم نورافشان جماندارشاہ بیابان گلریز سب
اُسکا ادب کرتے ہین شاہی سامری و جمشید کے ایسے تحفے اُسکے پاس رکھے گئے ہین کہ سب اُس سے
خائف و ترسان رہتے ہین وہان میری حجانی کا میثار سالار اُنکی فوج مین بڑا بہادر اور جرار ہی
میان بیوی چلے جاؤ تمھاری بھی وہان کا بادشاہ قدر کرے گا کوکب و افراسیاب وہان سے
نہ لا سکینگے اگر قصد کرینگے تو ذلیل ہونگے صمصام نے کہا بی چھوچھو جو تمھاری خوشی مین تو تمھارا
غلام ہون ملکۂ عالم کا عاشق ناکام ہون ان باتون مین ملکہ نے کچھ چھوچھو سے اشارہ کیا چھوچھو نے
اپنا مُنھ پیٹ لیا کہ بی دیکھیے تیرا کہان گذارا ہو گا اس بھولے بھالے شوہر کی جان لیگی کیونکر عمر کاٹیگی
ملکہ سر جھکا کر رونے لگی صمصام نے کہا بی چھوچھو خیر تو ہی چھوچھو نے کہا کیا بتاؤن یہان تو یہ آفت
درپیش ہی جان بچے کا پس و پیش ہی صاحبزادی کو عیش سوجھا ہی فرماتی ہین ایک جام شراب پلاؤ
صحبت مین ملکہ حیرت کی آٹھ پہر یہی چرچا ہی وہ صاحب افراسیاب کی جورو ہین جو طلسم ہوشربا
کا مالک ہی انکو یہ باتین نہین چاہین اگر نشے پانی کا وقت آئے صبر کرین وقت کو ٹالین پرائے ملک
مین جا کے رہنا ہو گا ہر طرح کی جفائین سہنا ہو گا صمصام نے کہا بی چھوچھو تم ناحق خفا ہوتی ہو مین
ابھی جا کر شراب لاؤن ملکہ کو پلاؤن چھوچھو نے کہا نہین میثا تمھارے جانیکی کیا احتیاج ہی مین آٹھ
پہر انکے آرام کی فکر مین مبتلا رہتی ہون مثل دل کے ایک گلابی بغل مین دبائے لائی ہون جانتی تھی
یہ ضد ہی دم بھر مین اُدھم مچائیگی شراب کے واسطے بیقرار ہو جائیگی صمصام نے کہا لائیے نکالیے
غصہ نہ کیجیے چھوچھو نے بغل سے گلابی نکالکر سامنے رکھی کہا میان بیوی کو اختیار ہی یہ تو مین خوب
جانتی تھی کہ میان بیوی ایک ہو جائینگے ہم غیر کے غیر رہجائینگے لالہ زار نرگسی چشم نے اشارہ کیا انکو بھی
ابھی دو یہ کہکے کہا بی چھوچھو گلاس بھی لائین یا نہین چھوچھو نے کہا کہ بی سب کچھ حاضر ہی جھولی سے
گلاس بھی نکالکر رکھدیا صمصام خوشی سے پھول گیا سمجھا کہ اب پھول کا سامنا ہی بیشک یہ وصل
کی طالب ہی طالع نارسا نے رسائی کی معشوقہ عاشق خصال ہاتھ آئی جلدی ہاتھ بڑھا کے گلاس
مے گلگون سے لبریز کیا جوش محبت مین پکار اُٹھا شعر ہوش بادہ کہ یا مام غم نخواہد ماند ہ چنان
نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ملکہ نے اشارہ کیا پہلے صاحب تم پیو صمصام نے کہا ذرا مُنھ تو
لگا دو جھوٹی شراب کا طالب ہون ملکہ نے بناز و کرشمہ گلاس ہاتھ سے صمصام کے لے لیا مسکرا کر

ہونٹھوں سے لگایا شاید کوئی قطرہ مُنھ مین گیا یا نہین مُنھ بناکر گلاس رکھدیا اور کہا واہ بی چھوچھو کہاں سے
گلابی اُٹھا لائین میری الماری نہ کھولی یہ تو زہر قاتل ہے چھوچھو نے گلاس اُٹھاکر کہا بیٹا صمصام
تم بیوانگے یونہین نخرے تلے رہتے ہین بی حیرت کی بڑی مصاحب ہین اُسی براندی کی طالب
ہین جو بی حیرت پیتی ہین نہین معلوم یہ گلابی مین کیونکر لائی شہر سے نکل جانے کی تدبیری یہان ذرا
ذرا سی بات مین یہ تقریریں یہ کہکر گلاس اُٹھاکر صمصام کے مُنھ سے لگادیا صمصام خوشی مین
آکر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری اُف اُف کرنے لگا کہا بی چھوچھو اس شراب مین کیا ملا
تھا شعلۂ آتش تھا کہ جسنے دل وجگر کو جلادیا چھوچھو نے چادر اسر سے پھینکا آواز دی منم مہتر بن مہتر

چالاک بن عمرو نعرۂ چالاک
نہ آید باد گرد تیز گامم
بعیاری منم چست و چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
بچشم دشمن اندازم کف خاک
اگرچہ بصورت لالہ زار نرگسی چشم

تھی اُسنے تیغچہ سنبھالا یا تو تیغچہ زنگار بن تھا یا تیغچۂ جلاد معلوم ہوا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

کزان اُستاد عیاران عیار
جہان سرہنگ در خنجر گذاری
سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار
ببلاغ درین نکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

تیسری نے نعرہ کیا منم جانسوز بن قران چوتھی نے آواز دی منم ضرغام شیردل صمصام تیغے
مین اُٹھا مگر بیہوشی کام کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوگیا چالاک تو بڑھا کہ تیغچہ اُسکی کمر سے یون سر
صمصام تن سے جدا کردون عمرو نے ہاتھ پکڑلیا اور کہا تالائق یہ کیا کرتا ہے کئی ہزار روپیہ کا یہ لباس
سب خون میں ترہتر ہوجائے گا قیمت گھٹ جائیگی پھر یہ پوشاک کسکے پسند آئیگی یہ تینون عیار تو
الگ کھڑے ہین عمرو اُسکا زیور اُتارنے لگا پہلے موتیون کے مالے اُسکے گلے سے اُتارے موتی ہاتھ پر
رکھکے پرکھنے لگے ہر چند چالاک چیختا ہے کہ حضور تیغچہ تو کمر سے نکال لیجیے یہی بڑی چیز ہے کوکب کو
بہت عزیز ہے عمرو نے کچھ بھی بطمع جواہر وغیرہ نہ سُنا جواب بھی نہ دیا خواجہ تو جواہر جسم سے صمصام
ناکام کے اُتارنے جاتے ہین مگر قضاے کار ملکہ حیرت جادو نے بروقت برخاست حصر
کو بلاکر یہ کہا تھا کہ صمصام سے ہوشیار رہنا صرصر کنارے پر لشکر صمصام کے ٹھہری ہوئی تھی
کر دور سے دیکھا ایک خدمتگار چست و چالاک آیا سرداران لشکر صمصام کو جگانے لگا نہیں معلوم
اُسنے چپکے سے کیا کہا کہ وہ سب اُٹھتے ہی اسباب سفر آراستہ کرنے لگے دس میں ایک مقام پر جمع

ہوئے کسی نے اپنا مرکب کھولا کسی نے ہزبر آتشین بنایا صرصر یہ معاملہ دیکھکر گھبرائی دوڑی ہوئی
قریب اُن سرداروں کے آئی کہا کیون صاحبو یہ کیا ارادہ ہی خدمتگار نے کہا آپ سے کیا بتائیں اسیلیئے
کہ ہر وقت تیار رہنا چاہیے صرصر نے کہا صاحبو مجکو طور بے طور معلوم ہوتا ہی سچ بتلاؤ تمھارے آقا
کہان ہین ایک سردار بول اُٹھا بی صرصر صاحب وہ ایک کام کو گئے ہین صرصر نے پوچھا کوئی
بلانے کو تو نہین آیا تھا کوئی عیار نہ لگا رہے گیا ہو دم بھر مین سر پر ہاتھ رکھکے روؤگے مالک کو اپنے
مردہ پاؤگے مجھسے مفصل بیان کرو واسطہ سامری کا حال نہ چھپاؤ جب تو خدمتگار گھبرایا کہا ہان ملکہ
صرصر ایک عورت نامہ لیکر مشک آئی تھی اُس نامے کے دیکھتے ہی زیور ولباس سے آراستہ ہوکے
نہین معلوم کہان تشریف لیگئے ہین ہم سے فرما گئے تھے کہ تیار رہنا صرصر نے یہ سنکر منھ پیٹ لیا کہا لو
غضب ہوا عیار لگا کے لے گیا مار بھی ڈالا ہوگا ایک سردار نے کہا اگر دشمن اُنکے مارے جاتے
تو اشیاے سحر اُنکے تباہ ہوتے مٹ جاتے صرصر نے کہا دیکھو تلاش مین جاتی ہون یہ کہکر جا با تھا
کہ چلے دیکھا صبار رفتار آتی ہی صرصر نے پکار کر کہا کہ اری جلد جا کر ملکہ حیرت کو جگا دے میری جانب
سے عرض کرنا کہ میان صمصام کو کوئی عیار فقرہ دے کر لشکر سے لے گیا مین جنگل کی طرف جاتی ہون
حضور تلاش کرتی ہوئی آئین شاید کہین زندہ پاجائین یہ کہکر صرصر بھاگی صبار رفتار نے جا کر ملکہ
حیرت جادو کو جگایا سارا حال سُنایا حیرت بدحواس ہوگئی فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوکر برابر
ہوا چلی چار جانب دیکھتی جاتی تھی مگر افراسیاب جادو عیش و عشرت کا بہت پابند ملکہ حیرت
سے چھپ کر اکثر پاس معشوقون کے جاتا ہی آج کو وہ نیرنگ پر پاس ملکہ نیرنگ جادو کے گیا اُسنے
سامان عیش وطیش مہیا کیا پہر رات رہے تک افراسیاب منھ کالا کرکے طرف باغ سیب کے چلا
اس خیال سے کہ شاید صبح کو ملکہ حیرت جادو باغ سیب مین آئے اور مجکو نہ پائے فساد برپا کرے گی
یہ سوچتا ہوا برروے ہوا اُڑتا ہوا چلا آتا ہی سحر قریب ہی ستارہ سحری چمک چکا ہی افراسیاب
جلدی مین چلا آتا ہی کہ عمرو کے نعرے کی آواز کان مین آئی گھبرا کر سر جھکا کے دیکھا وہ معرکہ نظر آیا کہ
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دیکھا کہ صمصام جنگ آزماے خونریز سر بپوش بیہوش ایک باغ
ویران کے چبوترے پر پڑا ہی عمرو اُسکا زیور اُتار رہا ہی تین عیار نیچے کھینچے کھڑے ہین عمرو اُنکو منع
کر رہا ہی کہ خبردار قریب نہ آنا صمصام پر ہاتھ تلوار کا نہ لگانا ورنہ مارے کوڑون کے کھال

گرا دونگا افراسیاب نے دہن سے غصے مین نعرہ کیا باش او ساربان زادے کیا کرتا ہی تمم افراسیاب جادو چالاک وجانسوز وضرغام تھرا گئے نیچے ہاتھ سے چھوٹ پڑے مگر عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا کہ افراسیاب قریب آچکا ہی سحر کیا چاہتا ہی بس عمرو نے بہ تعجیل تمام کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک سبز ترنج نکالا اور آواز دی کہ اے افراسیاب آج مین بھی سحر کرتا ہون ملکہ دامہ جادو و ساحرہ شمش اس ترنج کے بیرین بھلا اسکو تو روک یہ کہکر کھینچ مارا افراسیاب اپنے سامنے کسی کو موجود کب جانتا ہی جب ترنج قریب پہونچا یا سامری کہکر ایک تھپکی ماری ترنج کے ہزار ٹکڑے ہوگئے اسمین سے قطرے پانی کے اُڑے منھ پر افراسیاب کے پڑے عمرو نے سارا ترنج بیہوشی کا بنایا تھا ایک ہی قطرہ کافی ہوا افراسیاب دھم سے اٹھڑا کر گرا عمرو نعرہ کرکے چلا تینون عیار تو مارے خوف کے بھاگے دیوارین کود کود کر نکل گئے عمرو سمجھا کہ افراسیاب تو مر نہین سکتا جب وہ دن خدا دکھائیگا کہ اسد غازی لوح طلسم پائیگا تب یہ بیچارا مارا جائیگا اور حقیقت مین جس مقام پر افراسیاب جادو بیہوش ہوتا ہی زمین تھراتی ہی یا ہو کی آواز آتی ہی پتلے فولادی زمین سے پیدا ہوتے ہین کبھی شیر آجاتے ہین بہر نوع اُسکے بیر اسکو قتل سے بچاتے ہین بعض پتلے اگر ہوشیار بھی کردیتے ہین ان خیالات سے عمرو نے افراسیاب کی طرف سے منھ پھیرا چاہا صمصام کو قتل کرے مگر صرصر شمشیر زن جو جنگل مین دوڑی دوڑی پھر رہی تھی اسکے کان مین نعرۂ افراسیاب کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا افراسیاب ایک باغ مین نعرہ کرکے گرا اس نشان سے صرصر باغ کے اندر گھس آئی دیکھا سامنے شہنشاہ افراسیاب اوندھے بیہوش پڑے ہین ایک سمت صمصام ناکام شل مردے کے بیحس و حرکت خواجہ عمرو خنجر برہنہ ہاتھ مین صمصام کا سر کاٹنے چلا ہی صرصر یہ دیکھکر بیقرار ہو گئی دہن سے نعرہ کیا او ساربان زادے خبردار ہاتھ کو اپنے روک کہ مین آپہونچی عمرو نے پلٹ کر اپنی محبوبہ مطلوبہ کو دیکھا زلفین چہرے پر آراستہ چست و چالاک عاشق کشی مین بیباک آنکھین رشک چشم غزالان عارض بدر آسمان حسن و جمال قد سرو باغ دلربائی گل حدیقۂ رعنائی ترچھی نگاہ تیغ ابرو بے پناہ خوبصورت نیک سیرت

ابیات

جبین مطلع صبح ایجاد حسن	بھوین دست و بازو سے جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین	قیامت نہان گوشۂ چشم مین
پا انکھون مین گرہ دیے ہوے گالی	

باندھے ہوے سینے پر ابھار حباب دریا نے نور کے یا دو گنبد بلور کے بموجب ابیات

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا
ہر چین تھی موجۂ لطافت
دنبالۂ کب انھین سرے کا تھا
شہباز نے وا کیے تھے بازو

ایسا نہین حور کا سراپا
آنکھین اُستاد سامری تھین
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا

وہ صبح جبین تھی صبح جنت
نقشے مین شباب کے بھری تھین
بینی کے قریب کب سے تھے ابرو

عمرو نے پکار کے آواز دی ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان

اسوقت الگ رہنا میرے قریب نہ آنا ورنہ مین بُری طرح پیش آؤنگا اسوقت مجھے اور ہی فکر ہی آج مین تمھاری ایک بھی نہ سنونگا ابھی مین اور رنگ مین ہون صرصر یہ سُنکے لگی گالیان دینے بھڑوے تو اپنے تئین سمجھا کیا ہی آئینہ تو کبھی میسر نہوا ہوگا چپنی مین پیشاب کر کے تو نے اپنی صورت دیکھی ہوگی لنگور معلوم ہوتا ہی مین ایسی صورت پر نہ تھوکون لوٹا پاخانہ کا بھی نہ اٹھواؤن اور تو کیا نصیب ہوگا منہ تو گھوڑے پیٹے نے سوندھا کر لیا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دے کر مارا اگر عمرو جست نہ کرے تو سر اُڑ جائے بعد اُسکے تیغچہ پکڑ کے عمرو پر جا پڑی عمرو ہر چند ہان ہان کرتا ہی بیوی یہ کیا بیوی یہ کیا اپنے شوہر پر یہ غصہ یہ ساری مشقت تمھارے ہی واسطے کرتا ہون گھر چل کے زُلیخا کوئی دیکھے گا تو ہنسے گا بدزبان مشہور ہو جائیگی گر ستون مین بیٹھنے نہ پاؤگی ہمسایان کی گالیان کھاؤگی عمرو ڈھٹائی کئے جاتا ہی لیکن صرصر تیغچہ پکڑ کے برس پڑی چھوٹ کے ہاتھ کی صفائیان بندھی ہوئی گھاتیان سر تا پا کمر پر ہاتھ مارا کبھی پالٹ کبھی پھندا ابیاکی سے لڑ رہی ہی عمرو کبھی خالی دیتا ہی کبھی تیغچہ اُٹھا کر ڈراتا ہی کہ دیکھ میرا بھی ہاتھ چلا چاہتا ہی عمرو ظاہر مین تو ایسی ایسی باتین کر رہا ہی لیکن دل بیقرار کہ ای عمرو ساری مشقت ضائع ہوئی اب صمصام کو نہ قتل کرنے دیگی اس فکر مین ہی کہ اگر مین بڑھے تو صرصر کو بھی بیہوش کرون حباب بیہوشی کھائیون مین دبے ہوئے ہین چاہتا ہی ذرا بھی ہٹے تو حباب مارون مگر صرصر تو اندھی ہی تمام ہوش ربا مین اُسکی ہوا بندھی ہوئی ہی ایک برق جہندہ ہی کہ کوند رہی ہی مانند سبزہ دل عمرو کو روند رہی ہی صرصر کی فکر مین تو عمرو تھا ہی جو یہین روکتا جاتا تھا اب جو پلٹ کر دیکھا زمین شق ہوئی ایک پریزاد و دُرہ گوش مرصع پوش پچکاری ہاتھ مین پیدا ہوئی غل مچاتی ہوئی کہ ہو شہنشاہ زمین پر اوندھے پڑے ہین یہ کس نے بے ادبی کی یہ کہکر اُس پریزاد نے پچکاری مُنھ پر افراسیاب کے ماری فوراً افراسیاب نے کروٹ لی اب عمرو بھاگا صرصر نے چاہا روکون عمرو ٹھیک سے نیچے کو دیوار باغ فرمایا گرتے گرتے زمین پر گلیم اوڑھ کر غائب

ہوا پر پڑا اور تو افراسیاب کو ہوشیار کر کے غرق زمین ہوئی افراسیاب اُٹھا صرصر کو دیکھا نیچہ پکڑے
دوڑی دوڑی پھر رہی ہی افراسیاب سمجھا کہ عمرو نے صورت تبدیل کی صرصر بنکر مجکو دھوکا دیا چاہتا
ہی اُٹھتے اُٹھتے ڈانٹا باش او ساربان زادے اب تا بابدولت کے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا کیونکر
جان بچائیگا او مکار غدار غضب کیا تھا میرے دوست صادق کو مارا ہوتا جبتک صرصر کی زبان
سے کچھ نکلے افراسیاب نے یا سامری کہکے ایک دوہتڑ زمین پر مارا صرصر شل لوٹن کبوتر کے
زمین پر گری ساری ہوا بی صرصر کی گر گئی جوڑون مین چوٹ آئی پکاری ای شہنشاہ مین ہون
واہ سبحان اللہ کیا خوب بیت سعدی نکوئی با بدان کردن چنانست * کہ بد کردن بجاے نیک مردان
دشمن کا کچھ نہ کر سکے وہ تو نکل گیا مجھپر زور آزماتے ہین اگر مین نہ پہونچتی تو میان صمصام جہنم داخل
ہو گئے ہوتے افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا کہ مین تیری مکاریان خوب جانتا ہون دم بھر مین سو
صورتین تبدیل کرتا ہی چاہتا تھا افراسیاب کہ صرصر کو ایک ہاتھ تلوار کا لگائے کہ آسمان پر برق چمکی
حیرت جادو نمایان ہوئی حیرت نے دیکھا عجب طرح کا معاملہ ہی ایک طرف صمصام بیہوش پڑا ہی
صرصر کے پاؤن زمین پر گڑے ہین شہنشاہ تلوار کھینچے ہوئے کہتے ہوئے کہ او عمرو آج زندہ نچھوڑونگا صرصر
پکارتی ہی حضور ٹھہرئیے دیکھیے پچھتائیے گا تلوار نہ لگائیے گا گھبرا گئی تڑپ کر زمین پر گری ہاتھ شہنشاہ
جادوان افراسیاب بے ایمان کا تھامنے کا قصد کیا افراسیاب سمجھا کہ برق فرنگی حیرت بنکے
آیا گھبرایا تو ہوا تھا ہی ایک سنگریزہ زمین سے اُٹھا کر مارا کہ او بہروپیے مین نے تجکو بھی پہچانا آج
دونون کی قضا آئی ہی سنگریزہ حیرت کے سینے پر پڑا اگر ساحرہ زبردست نہوتی تو پسلیان ٹوٹ
جاتین حیرت نے فوراً رد سحر کیا کہ سنگریزہ زمین پر گرا حیرت نے کہا ای شہنشاہ ہوشیار ہو جیسے
کیسی بدحواسی ہی مین ملکہ حیرت جادو اپنے بیگانے کو پہچانیے جب حیرت نے سحر کو رد کیا تب
افراسیاب کو یقین ہوا کہ میری زوجہ ہی برق فرنگی نہین ہی اگر عیار ہوتا تو رد سحر نہ کرتا اسوقت
افراسیاب نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا ملکہ عجب مصیبت مین ہون اسکو تو پہچانو کہ صرصر ہی
یا عمرو ہی ملکہ حیرت جادو نے نہر سے پانی لیکر صرصر کے منہ پر چھینٹا دیا اگر رنگ و روغن ہوتا
تو تبدیل ہو جاتا یہ تو صورت اصلی ہی جیسی شکل تھی وہی صورت رہی حیرت جادو نے شہنشاہ
کا سحر اُتارا صرصر ملکہ حیرت کے قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہا جب مین آئی تھی شہنشاہ

بیہوش پڑے تھے عمرو صمصام کو ذبح کیا چاہتا تھا مین نے آکر بچا لیا اُسکا یہ انعام پایا دیکھیے کیسی
چوٹ لگی جس جس مقام پر صدمہ پہونچا اُسکا بیان شرم سے نہین کر سکتی حیرت جادو نے پیار سے
گلے لگا لیا اور کہا سامری اس ساربان زادے کو غارت کرے ایسی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہی کہ
عقل دنگ ہی تو بڑی عیارہ ہی مگر اُسکے ہاتھ سے تنگ ہی اب افراسیاب و حیرت و جمہر
قریب صمصام آئے دیکھا کہ زمین پر صمصام بیہوش پڑا ہی مگر بڑے ٹھاٹھ سے دولہا بنے ہوئے
مہندی ہاتھ پانون مین لگی ہوئی گھرا گھرا کاجل آنکھون مین وسمہ ریش فش مین عطر سہاگ کی باس
بسے ہوائی ہی صرصر قہقہہ مار کر ہنسی کہا ذرا انکو ہوشیار کرکے حال پوچھیے یہ تو آج خوب بنے ہین شاید
تھوڑے پر شادی کے یہان آئے ہین مگر عمرو لنگوڑے کی چالاکی دیکھیے کہ مجھے اُڑاتا جاتا تھا اُسی خوف
سے بیم مین چاندنی اور بوتل شراب کی اُٹھائی اور صندوق زنبیل کرکے نکل گیا یہ کہکر صمصام کے منھ پر چھینٹا
مارا صمصام نے گھبرا کر آنکھ کھولی پہلے نگاہ ملکہ حیرت پر پڑی چونکہ نشہ بیہوشی کا باقی ہی مبہوت
ہو رہا ہی لالہ زار نرگسی چشم کا تصور کرکے ملکہ حیرت سے کہا اُف کلیجے مین ہاتھ ڈالا دو گھڑی کیون
میرے سو جانے سے خفا ہو گئین دراصل شراب بُری چیز ہی تمھین نے کہکر پلائی ملکہ حیرت نے
مسکرا کر منھ پھیر لیا افراسیاب نے کہا ای بہادر اُٹھو کیا بیہودہ بکتے ہو صمصام طرف افراسیاب
کے متوجہ ہوا کہنے لگا بس آپکے وعدے کو بھی دیکھ لیا ہمکو دم دیکے ہمارے ملک سے بلایا کہ کب سے
باغی کرایا بر ان کو قتل کروا کیا چاہتے ہو کہ شبو خواص حرامزادی جو بی بی حیرت کی لونڈی ہی مجھ ایسے
جلیل کی اُسکے ساتھ شادی کرو دین کبھی اُسپر تھوکونگا بھی نہین میری معشوقہ میرے پاس خود چلی آئی
دیکھو وہ گھڑی ہنس رہی ہی اور مین آپ سے کچھ پروا کسی کا نہین رکھتا ہون مین اپنے ملک کا بادشاہ
ہون وہ گرز مارونگا کہ زمین کے طبقے آسمان پر مثل غبار اُڑ جاوینگے یہ کہکر لڑکھڑاتا ہوا اُٹھا اور
جھولی سے گرز نکالنے لگا افراسیاب نے ہان ہان کہکے ہاتھ تھام لیا صرصر سمجھی کہ ابھی نشہ بیہوشی
کا اسکو ہی حوض سے پانی لیکر جلد منھ دُھلایا اب اتنی دیر کے بعد صمصام کو بخوبی ہوش آیا تخیل
تصویر سے خاموش دل مین محبوب مطلوب کی محبت کا جوش چوکنا ہو کر چارجانب دیکھنے لگا
افراسیاب نے کہا ای صمصام خیر تو ہی یہان کہان آئے کون لایا کسنے تمکو اس باغ ویران
کا راستہ بتایا شبو لونڈی کیسی معشوقہ یہان کہان اب تو صمصام رونے لگا کہا حضور مین تو

ابھی اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا شراب پی رہا تھا کہ یکایک یہ کیا ہو گیا اور یہ شعر پڑھا شعر صبح دمیدہ شب گذشت ما دشمین بخانہ رفت * روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت * وہ خواب تھا یا بیداری تھی اُس معشوقہ وفادار کو کیونکر پاؤن سامان وصل مہیا تھا پھر فراق کا سامنا ہے آپ یہان کیونکر آئے آپ کو جشن کی کسنے خبر دی آتے ہی صحبت عیش برہم کر دی افراسیاب نے کہا اے صمصام عیاران لشکر اسلام تمکو دھوکا دیکر یہان لائے عمرو تمھاری معشوقہ کی صورت بنا تھا تمکو شراب پلا کر بیہوش کیا تھا قتل کیا چاہتا تھا کہ اتفاق سے میرا ادھر گذر ہوا صرصر بھی پہونچی ملکہ عالم بھی آگئین تمکو بچایا ورنہ اُسنے مار ڈالا ہوتا اب تو صمصام نے شرما کر سر جھکایا کہا حضور نے جان بخشی کی حضور اس جان نثار کی جانبازی کو ملاحظہ فرمائینگے دیکھیے گا کیسا انتقام مسلمانون سے لیتا ہون کہ وہ بھی یاد کرین اور بران کا تو وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکی جدائی پر رودین اور مجکو ذرا رحم نہ آوے اور عیار کی تو بوٹیان کاٹ کاٹ کر کباب لگاؤنگا ایک ایک تکہ کل اپنی فوج کو کھلاؤنگا افراسیاب نے کہا تمکو اختیار ہے جو مناسب جاننا وہ کرنا مگر اب عیارون سے بچے رہنا یہکر افراسیاب نے سحر سے وہ تخت تیار کیے افراسیاب اور حیرت جادو اور صرصر شمشیر زن ایک تخت پر اور ایک پر صمصام سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئے تمام سرداران افراسیاب چار جانب سے دوڑے افراسیاب تخت پر ملکہ حیرت جادو کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئے اور صمصام کو ایک ڈنگل زمین بیٹھنے کو ملا اُسکے سردار بھی سب آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے صمصام حجاب سے سر نہین اُٹھاتا غصے مین کانپ رہا ہے افراسیاب نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب اول افراسیاب اور ملکہ حیرت کو دیا بعدہ ساقی جام مے لیکر صمصام کے سامنے آیا کہا مین نہ پیونگا جو شخص ایسی ذلت اُٹھائے وہ شراب و کباب کا شغل کرے مقام حیف ہے شعر پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی * دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے کباب کی * اے شہنشاہ غلام کی کیفیت رنج و ملال سے

[illegible] خوف ہی بیقرار ایسے اشعار پڑھنے لگا اشعار

ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا

کبھی چمن در رہا مین کبھی شرر در رہا
شب ذوق مین مجھکو شب وصال نہین
گناہ بخشے ہے پھر گنہگار رہا

اکیلے ہم نہ رہے ایک عمر سا رہا
اس ایک صبح کا دونو نکو انتظار رہا
چشم دوشت بھی منھ پھیر کر نگاہ نہ کی

جو اضطراب سدا یار تو اضطرار رہا
نگاہ لطف نہ کرتے وہ قتل ہی کرتے
قلق رہا کہ نہ قاتل سے مین دوچار رہا

دو رنگیان نہ گئین نشۂ محبت کی
تمھارے مستو نہین ایک آن بھی ہشیار رہا

سرور دلبری با آنکھون مین خمار رہا
سلوک خوب کیا اسنے دیکے دل دم مرگ

اس انجمن مین گلند ہوش کا ہوا نہ کبھی
کبھی چمن سے عاشق تو مزار رہا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر رونے لگا افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ مابدولت اگر تمکو لالہ زار نرگسی چشم
کی جدائی کا ملال ہی تو مین ابھی بھونری پھروا دون مگر چاہتا ہون تمھاری شادی مین عالم عالم دنیا
دنیا جمع ہو اس دھوم سے شادی کرون کہ شاہان اولوالعزم رشک کرین تمام تمھاری شوکت دیکھکر
ٹھنڈھی سانسین بھرین اور اگر تمکو ذلت کا خیال ہی تو یہ بالکل بیکار ہی یہ شرف ہاتھ سے عیارون کے
سب کو حاصل ہوا ہی ہمارے مرشدزادے مصور جادو تشریف رکھتے ہین اکثر عیارون نے انکو
گرفتار کرلیا قدرت کی بہو ملکہ صورت نگار کا کیا نقشہ کیا برہنہ کرکے اکثر چھوڑدیا یہ ذلت نہین ہی
ایک تین روپیہ کا پیادہ کوئی حرکت ناشایستہ کرے اُسکا ملال کیا کوئی اپنا ہمسر ہوتا تو اُسکو جاکر ابھی
ذلیل کرتے سوم رتبہ گرفتار ہوکر آئے ہین سوم رتبہ گرفتار کرلیا مشکین باندھین سزائین دین وہ بےحیا
خوش ہوتے ہین عمرو کا تو یہ قول ہی کہ مین گرفتار ہوا اور حریف کو مارا پس ایسون کی بات کا خیال رکھنا
دانائی سے بعید ہی اگر تم کہو تو ابھی سب کو پکڑوا بلواؤن صمصام نے عرض کیا حضور کی پرورش کی
انتہا نہین ہی اسوقت کے حضور کے فرمانے سے یہ غلام سمجھ گیا کہ شادی تو ضرور ہوگی اور عیار جب
ایسے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کرچکے ہون تو میری کیا حقیقت ہی مگر کیا کرون دل نہین مانتا کبھی
اس غلام پر ایسا سانحہ نہین گذرا اب دفعیہ اس رنج و ملال کا یہی ہی کہ حضور جلد طبل جنگی میرے
نام پر بجوائین صبح کو ملکہ بہار کو تہ تیغ کرون خاک و خون مین تڑپتا دیکھون علاوہ قتل بہاران کے
کل مسلمانون کو قتل کرونگا کوہ عقیق کلزار سلیمانی پر بھی جاؤنگا حمزہ کی بھی مشکین باندھکر لاؤنگا اور
عیارون کا تو نام پردۂ دنیا سے مٹا دونگا لوگ چرچے کرینگے کہ فرقہ عیاران اور مکاران کبھی پردۂ دنیا مین
تھا اور یہ چارون پانچون جو عیاری کرنے آئے تھے انکے تو کباب لگا کر کھاؤنگا افراسیاب نے جواب
دیا جو چاہنا وہ کرنا تمکو اختیار ہی مگر سردربار اسطرح کے ذکر نہ کرو عیارون کا دو سہ دم نام نہ لو وہ ہر وقت
موجود رہتے ہین کیا عجب ہی کہ بھور یا پاکالیا یا تاتنبا اسی جلسے مین کھڑے ہون باتین سُن رہے ہون
صمصام نے کہا ای شہنشاہ ان کلمات سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حضور بھی عیارون سے ڈرتے ہین پہلے
مین کی فکر کرون ابھی جاکر انکو مٹا دون افراسیاب نے کہا خیر مین ڈرتا ہون یا نہین ڈرتا ہون

جو مناسب جانتا ہون وہ کرتا ہون تمکو کیا غرض ہی تم جس واسطے آئے ہو اُس فکر مین مصروف رہو ان
جھگڑون مین نہ پڑو یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی نام پر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے بجے
بموجب حکم افراسیاب چار سو نقارہ رزمی پر چوب پڑی زمین لرز گئی آسمان کا کلیجہ کانپ گیا
مریخ فلک تھرایا شیران صحرا کو صدائے ہولخیز طبل جنگی سے غش آیا افراسیاب صمصام سے یہ
کہکر اُٹھا کہ ما بدولت پردہ ظلمات مین جاتے ہین تم باطمینان مصروف جنگ ہو نا کسی رنج و ملال کو
دل مین جگہ نہ دینا ملکہ صرصر شمشیر زن و ملکہ صبا رفتار کمند انداز و عیار بچیون کو بلا کر حکم دیا کہ خبردار
خبردار آج صمصام کی دربارگاہ پر حاضر رہنا اگر عیارون کا گذر ہو جائیگا تو تمکو سزائے کامل دیجائیگی
یا بخوان عیار بچیون نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہی عیاران اسلام کی کہ صمصام کے خیمے کے
قریب آسکین یا گوہر مدعا پاسکین مگر ایک تاکید صمصام صاحب سے بھی کر دیجیے کہ اپنی بارگاہ مین
تشریف رکھین اسوقت سے سحر تک کسی کو اپنے پاس نہ آنے دین خاصہ وغیرہ ہماری صلاح سے نوش
کرین شراب و کباب کا شغل معطل رہے کنیزین گرد بارگاہ کے رات بھر پھرا کرینگی کیا مجال ہی بندہ پر
مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہی کہ طرف سے انکی بارگاہ کے گذرے افراسیاب جادو نے
کہا ای صمصام تیغ زن صف شکن جو کچھ صرصر نے کہا ہی اُسکو بگوش ہوش سُن لو اسی طرح جا کر انتظام
کرو آج رات کو قیامت برپا ہوگی شب بھر عیار تمھارے قتل کی فکر مین رہینگے ذرا بھی غافل ہو جاؤ گے
دیکھو کھیناؤ گے صمصام چونکہ چوتیان عیارونکے ہاتھ سے کھا چکا ہی صدمہ عظیم اُٹھا چکا ہی بہت خوب
بہت خوب کہہ رہا ہی افراسیاب بخوبی بجا کر تخت زرین پر سوار ہوا بشوکت و شان طرف پردہ ظلمات
کے روانہ ہوا صمصام کو عیار بچیون نے لا کر بارگاہ مین پہونچایا آپ واسطے حفاظت کے دربارگاہ پر
بیٹھین اور چند ساحران غدار کو قریب اپنے بٹھالیا اس طرح حفاظت مین صمصام کے مصروف ہوئین
جواسیسان لشکر اسلام یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوئے ساقی نامہ مصنف

ادھر ہو تو ای ساقی جنگ جو	نہ تو تجھ سے میکش کا ناحق عدو	نہ ہو مستعد تو مرے قتل پہ
کمر تیغ پہ تو تو زیب کمر	ارادہ نہ کر مجھ سے پیکار کا	ذرا دل مین کر خوف قہار کا
خطا مین نے کیا کی ہی تیری بتا	روا رکھ نہ مجھ بیخطا پر جفا	بس اب دور غصے کو کر رام ہو
تو اس میکدے مین نہ بدنام ہو	پلا جام صہبائے تسکین دل	کہ یہ رند ہی اب بہت مضمحل

مرے ساقی مہروش مہ لقا	بس اب رحم کر مجھ پہ بہر خدا	نہ کیا مے سے مجکو چھکائیگا تو
مرا خون ناحق بہائیگا تو	یہ روشن ہوا تو کرے گا جفا	قمر کی بھی جان کا ہی حافظ خدا

یہان دربار ملکہ مہرخ سحر چشم کا آراستہ ہی تمام ساحران نامی و افسونگران گرامی دربار مین جمع ہین سریر جہانبانی پر ملکہ مہرخ سحر چشم بعہدۂ وزارت ملکہ بہار جادو طرف دست راست کے دست چپ پر بعہدۂ وزارت ملکہ شرخ گموے کاکل کشا ایک جانب ملکہ ہلال سحر افگن ایک جانب شاہزادہ خورشید زرین مو یہ چارون وزیر خوش تدبیر سحر مین طاق علم نیرنجات مین شہرۂ آفاق اور دیگر سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملکہ بران شمشیرزن دختر نیک اختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر حسن مین بے تمثیل سحر مین بے نظیر خیال نگرام صمصام بن سنگون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے آکر حال اپنی عیاری کا بیان کیا ہی اور فرمایا اے نور نظر پارۂ جگر اُس ملعون کو مار لیا ہوتا مگر نہایت سخت جان ہی انشاء اللہ تعالے اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا نگرام کی سزا پائیگا اور چھ عیار اسوقت داخل بارگاہ آسمان جاہ ہین کر سامنے چرند اور پرند سرکار سے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق اُفتان وخیزان حیران و پریشان چہرہ متغیر مضطر و شمسد (؟)
آکر دعا و ثنائے بادشاہی اس طرح بجالائے نظم مصنف

بڑھے دمبدم دولت و عز و جاہ	کہان ہی ہمارے سعادت نشان	خدا یار ہے شاد و خرم یہ شاہ
الٰہی یہ جبتک ہین برق و سحاب	ہین جبتک فروزان مہ و آفتاب	پھرے گرد سر صورت آسمان
عدو مثل سبزے کے پامال ہو	شہریار کی عز و دولت کو پروردگار دراز کرے اقبال ترقی پذیر ہو	فزون دمبدم شہ کا اقبال ہو

دشمن سرکار دولتمدار کا ذلیل و حقیر ہو اس باغ بخزان مین ہمیشہ بہار رہے باغی اس بوستان جنت نشان کا صد اخار حوادث روزگار سے سینہ فگار رہے اوج پر آفتاب عالمتاب اقبال ہو کوکب دشمن تیرہ بخت کو زوال ہو اسوقت صمصام بد انجام نے بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہی اُس نگرام کا ارادہ ہی کہ ملکہ بران شمشیرزن سے معرکہ آرائے نبرد ہو افراسیاب خانہ خراب نے اُسکی حفاظت کے بڑے بڑے سامان کیے ہین پانچون عیار بچیان در نکبت اثر پر اُس روسیاہ کے مثل اعمال بد حاضر اور بہت سے ساحران غدار بھی ناظر ہین اس قدر بچیا کو غرور ہوا ہی کہ زمین پر اچھی طرح پانون نہین رکھتا بجون کے بل چلتا ہی مثل آب چاہ جانستان نخوت سے اُبلتا ہی نگرام

شہنشاہ اوج عیاری اپنے ذلیل ہونے کا اُسکو بڑا غم ہی مثل گیسو وہ سیہ رو برہم ہوا افراسیاب نے تسکین بہت دی ہی اور منع کیا کہ کسی دام تزویر مین جاکر پھنس جاؤگے ورنہ آپ سب صاحبون کے گرفتار کرنے کو آتا تھا اور جو جو کلمات سخت نسبت حضور کے کہے ہین لائق گذارش نہین ہین اور افراسیاب طرف پردۂ ظلمات کے گیا خواجہ عمرو نے فرمایا بی بی بران تمنے سُنا اب ہماری راے کی پابند ہو تا ہمارا دل زار خرسند ہو وہ راے یہ ہی کہ صبحکو تم میدان کارزار مین بجانا بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط رہنا انشاء اللہ عین معرکۂ کارزار مین اگر اُس بجیا سے انتقام نہ لیا تو نام اپنا خواجہ عمرو نرکھا مگر تمھارا میدان کارزار مین آنا اور ایک ذلیل کے مقابلے مین جانا میری راے کے سراسر خلاف ہی ملکہ بران شمشیرزن نے بسبب سعادتمندی سر جھکا لیا عرض کی اگرچہ راے مولی از ہمہ اولی ہماری کیا مجال کہ آپکے ارشاد فیض بنیاد سے سرتابی کرین مگر جو میری راے مین ہی اُسکو سماعت فرمایئے آیندہ جیسا حکم ہوگا بجالاؤنگی وہ یہ ہی کہ آپ نے اکثر زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ہی کہ زرد لہ قاف ثانی سلیمان کا یہ طریقہ ہی کہ میدان کارزار مین جو جسکو پکارتا ہی نام لیکر للکارتا ہی وہ اُسکے مقابلے مین جاتا ہی انتہا یہ کہ ایکدن آپ نے ذکر کیا تھا کہ قباد شہریار نوزنگاہ لکہ مہر نگار بارہ برس کے تھے فیروز نادمغربی بیٹا سکندر بن ہیکلان مغربی کا بڑے زور و شور سے برائے مرد نوشیروان آیا بختک نے اُسکو سمجھایا اُس بجیانے یہ کوکبل جنگی بجوایا کہ مین قباد شہریار سے مقابلہ کرونگا صاحبقران زمان کو کچھ چارہ نہوا ہر چند کہ شب بھر بیقرار رہے تمام سردار بھی اشکبار رہے علی الصبح کو قباد شہریار نے جاکر فیروز نادایسے دیو خصال سے مقابلہ کیا آخر اُسکو عنایت سے پروردگار کی بعد کرو فر واصل جہنم کیا بس حضور تصور فرمائین جب صمصام بجیا آپکی کنیز کا نام لیکر میدان مین للکارے گا یقین تو یہ ہی کہ حضور کو سب سے زیادہ خلاف ہوگا اگر آپ کو یہ منظور تھا تو نامہ لکھکر مجھکو اثناے راہ مین روکا ہوتا یہان آنے نہ دیا ہوتا اب سب پر بخوبی ظاہر ہی ہر ایک اس حال سے بخوبی ماہر ہی کہ مین اس مقام پر موجود ہون کیسے کلمات سخت و سُست یہ نگوڑا بکیگا بھلا میرا قلب تیغ زبان صمصام کا زخم سہیگا یہ تقریر دلپذیر ملکہ بران شمشیرزن کی سُنکر خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا دل مین خیال کیا کہ سچ کہتی ہی مگر مصلحۃً جواب دیا کہ بیٹا وہ مقام اور ہی یہان ساحران مکار کا دور ہی سحر کرنے والے بھاگ کر غرق زمین ہو جاتے ہین پھر حریف کے پشت پر آتے ہین کبھی دام سحر کبھی کمند سحر مار کر گرفتار کرلیجاتے ہین

اسیر یہان تعریفین ہوتی ہین کہ اچھا ساحر تھا کس نطف سے حریف کو پکڑ لے گیا اور ہمارے آقاے
نامدار کے لشکر مین غازیان ویند ارد و مجاہدان متورشعار پہلوانان عالیوقار اگر ایک قدم پیچھے ہٹائین زمرۂ
پہلوانان سے باہر نکل جائین اور حمزہ تو وہ شیر دل ہین کہ پردۂ قاف مین دیو عفریت ایسے زبردست کو
سوتے مین مارا جگا کر لاکا مارا وہ سخت قوانین قرار دیے ہین کہ سواے فرزندان حمزہ کے غیر انکی
پابندی نہین کر سکتے ہین بس بی بی تم یہان کے قواعد پر عمل کرو صرف ایک دن بارگاہ مین رہو ابھی
لڑائی مین اگر خدا چاہیگا اس بہیاے فیصلہ ہو جائیگا کسی نہ کسی عیار کے فریب مین ضرور آتا نے کا
ملکہ بُرّان نے کہا اے عمر نامدار صاحبقران عالیوقار کا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف
سرفراز ہے مردان عالم کو انکی جرأت پر ناز ہے اُنسے مثال دون کیا مجال ہے مگر میرا باپ بھی شہنشاہ کوکب
روشنضمیر مردان عالم سے ہے نامی و نام آور ہے آپ نے اکثر ملاحظہ کیا ہوگا کہ افراسیاب ایسے بادشاہ
طلسم ہوشربا پر جا پڑتا ہے کس کس جرأت سے لڑتا ہے حقیقت مین افراسیاب بلاے روزگار ہے ان
چارون اقلیمون مین کوئی افراسیاب کا ہمسر نہین ہے اگر مین نے اُسکے پکارنے پر مقابلہ نہ کیا والدنامدار
پھر میری صورت نہ دیکھینگے اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا تو باطن مین نگاہ سے گر جاؤنگی اب اگر حضور زیادہ تاکید
فرمائینگے یہ کنیز اپنے تئین ہلاک کریگی عمرو کو یہ سنکر سناٹا آگیا قلب بھر آگیا ضبط کر کے فرمایا اے نور نظر مرحبا
جزاک اللہ مردان عالم ایسے ہی جری ہوتے ہین خیر جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرنا ملکہ بہار وغیرہ نے
کہا خواجہ سلامت آپ کیون تردد فرماتے ہین ہم سب واسطے جانبازی کے موجود ہین انشاء اللہ سحر تو ہونے
دیجیے اس نمک حرام کو اگر تنگ جیتا اکر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ کہا برق لامع نے بڑھکر جواب دیا
یون نہ کہیے کہ اس ملعون کے سر پر گرون کہ خرمن ہستی کو جلا کر خاک کردون دو ٹکڑے برابر ہون گے رعد نے
کہا وہ چیخ مارون کہ حرامزادے کے کان کے پردے پھٹ جائین برق مادر رعد نے بیقرار ہو کر جواب دیا
میرے بھی وار سے نہ بچیگا ہم مان بیٹے ملکے مار لینگے آپ بسم اللہ طبل بجنے کو حکم دین اسی وقت جو جب
حکم ملکہ مہرخ سحر چشم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی **اشعار**

بزد طبل را آن چنان طبل زن
کہ در دہ میت ز ہیبت کفن

دہل زد دہل زن بہ تحسین او
ببین دین او و بن او دین او

صداے طبل جنگ بیدر رنگ اس رنگ سے بلند ہوئی کہ روح سامری و جمشید دردمند ہوئی مہرخ
نے چاہا کہ اب دربار برخاست کرین کہ طیران سریع السیر جادو نے جو نامہ لیکر شہنشاہ کوکب کا آیا تھا

یہ سب معرکے اپنی آنکھ سے دیکھے اور حالات عیاری خواجہ عمرو سے خبر خواہ قدیم ہو بہت بیقرار تھی لیکن باتون سے خواجہ عمرو کی بہت تسکین حاصل ہوئی اپنی جگہ سے اٹھا خواجہ عمرو کے سامنے دست بستہ حاضر ہوا عرض کی ای آفتاب عالمتاب آسمان عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خدا آپ کو سلامت رکھے سب تردد غلام کے دفع ہو گئے مگر جواب نامہ شہنشاہ چند فقرات مین تحریر فرمائیے تامین جا کے شہنشاہ کو بھی مطمئن کرون قصر جمشیدی ماتم سرا ہو رہا ہوگا ہر ایک نگخوار رو رہا ہوگا خواجہ عمرو نے فوراً قلم و قرطاس طلب فرمایا اور جواب باصواب نامہ کوکب روشنضمیر تحریر کیا

نامہ از طرف خواجہ عمرو بخدمت کوکب روشنضمیر

ای شہنشاہ خسروان جہان
نیر اعظم سپہر حشمت
آپکے مضمون سے ہم ہوے آگاہ
مین بنے مارے ہین ساحران جلیل
خون سے اُنکے ہاتھ بھرتا ہون
سر صمصام مجھسے لیجیے گا

تاجدار طلسم نور افشان
بعد آداب مارجبہ ہو عیان
سچ ہے از حد ہوا ہرا ہے ذیجاہ
کمترکرا سکو لاؤ ہے بتقدیر
جلد طغون کو قتل کرتا ہون

کوکب سعد چرخ جود و کرم
آیا پاس اپنے آپ کا فرمان
کیا ہے صمصام کند ذہن و ذلیل
ہے کند اجل مین خود وہ اسیر
جمع نرد و دنہ آپ سیجیے گا

یہ چند اشعار آبدار خواجہ عمرو نے تحریر فرمائے اور نامے کو ملفوف کیا اور طیران سریع السیر جادو کو دیا اور زبانی بھی یہ کہہ کر شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے بعد سلام محبت التیام کہنا کہ ای برادر واقف ہے ملکہ بُران کے معنی ریس جبتک یہ نیاز مند آپکا زندہ ہے کوئی بُران سے آنکھ ملا سکتا ہے اگر میری اجل قریب ہے تو مجبور ہون دعاے خیر سے یاد فرمانا مگر اس معرکے مین برا سے خدا تم نہ آنا اگر کسی طرح کی خبر وحشت اثر آپ کو پہونچے تو اُسکا بھی اعتبار نہ فرمائیے گا کسی کے کہنے سننے مین نہ آجائیے گا یہ کہکر طیران کو خلعت رخصت مرحمت ہوا طیران آداب و تسلیم بجالا کے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہو کے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا یہان ملکہ مہرخ نے بعد جانے طیران سریع السیر جادو کے دربار برخاست کیا خواجہ عمرو بُران کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ بُران کے چلے جب دربارگاہ بُران پر آئے عمرو نے سرداران بُران سے کہا تم لوگ اسی مقام پر ٹھہر جاؤ جب ہم طلب کرین تو آنا ہمکو ملکہ سے کچھ تخلیے مین امورات جنگ مین باتین کرنا منظور ہین سب سردار در دولت پر ٹھہرے خواجہ ملکہ بران کو لیکر اندر بارگاہ کے تشریف لائے بعد تھوڑے عرصے کے

خواجہ نے آواز دی ملکہ مجلس جادو و عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز و دیر زادی و ملکہ شعلہ تیغ
و ملکہ نگین خوشخو و ملکہ اورنگ تمن بو و ملکہ نارنج گلگون پوش وغیرہ اندر بارگاہ کے آئیں بیٹھے
دیکھا کہ خواجہ عمرو مسند پر اور ملکہ بران پہلو میں خاموش بیٹھے ہیں عمرو نے بکاول کو حکم دیا اُسنے آکر
دسترخوان بچھایا خاصہ حاضر کیا خواجہ عمرو نے سب شہزادیوں کو دسترخوان پر طلب کیا سلفچی آفتابہ
سامنے آیا ہر ایک نے ہاتھ دھوئے ہمراہ خواجہ و ملکہ بران کھانا کھانا شروع کیا مگر ملکہ مجلس نے
دیکھا ملکہ بران خاموش ہیں جوڑے میں اختر مروارید چپ رہا ہے کلام بہت کم کرتی ہیں اگر کوئی شہزادی
ملکہ بران سے کلام کرتی ہے تو طرف سے ملکہ بران کے خواجہ عمرو جواب دیتے ہیں فرماتے ہیں صاحبو دل
برحال ملکہ بران جسکو اس رنج و الم کا سامنا ہو وہ کیا کلام کرے اب سب صاحب یہ مجھپر احسان کریں
کہ بعد خاصہ نوش فرمانے کے حفاظت میں ملکہ بران کی بیرون بارگاہ جا کر مصروف ہوں ملکہ مجھسے
فرما چکی ہیں اب آرام فرماینگی آپ لوگ کچھ ملکہ سے کلام نہ کیجیے گا نہ کچھ پوچھیے گا اسمیں بھی اک
راز ہے موقع کہنے کا نہیں ہے بموجب مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند ملکہ مجلس جادو نے ہرچند
خواجہ سے پوچھا کہ نانا جان مادر مہربان کا مزاج کیسا ہے خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا کسی قدر طبیعت
ہے اسوقت انکو تنہائی پسند ہے تفتیش حال میں دخل نہ دو میرا کہنا مانو جاؤ دوسری بارگاہ میں آرام کرو جب
مجلس کو خواجہ نے جھڑک دیا پھر کسی کو دریافت کرنے احوال کا حوصلہ نہ ہوا خواجہ نے ہاتھ تھام کر بران
کا فرمایا جاؤ بی بی آرام کرو ملکہ بران نے دوشالہ منہ پر کھینچا چھپر کھٹ پر آرام فرمایا خواجہ عمرو باہر آئے
گرد بارگاہ ساحروں کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا اور خود باتمامے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر صمصام
بدانجام کے روانہ ہوئے برق فرنگی نے سنا کہ اُستاد جانب لشکر صمصام گئے ہیں یہ بھی تڑپ کر چلا
لشکر اسلام میں تمام ساحر مصروف سحر خوانی گرد قدمہ بران میں ہر ایک کو پریشانی وہ شب ہولناک مانند
کوکب کو خوف ہلاک ہر ایک کو تردد ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے خدا اس اختر تابندہ برج آسمان شہنشاہی
کوکب روشن ضمیر کو گردش چرخ کج رفتار سے بچائے خورشید حسن و جمال طالع رہے بدولت ظلمت شام
صمصام بدانجام سے غروب نہ ہو جائے ہر فرد بشر اس فکر میں بیقرار ہے ہر ایک سردار کو انتشار ہے ابیات

غرض شب کی وحشت کروں کیا رقم
کہ تھے رنج کے دل پہ ہجوم الم
وہ تاریک شب دل کا فران
ستاروں پہ خال سیہ کا گماں
وہ لشکر میں ہر سمت تھا شور و شر
تردد میں بیتاب خواجہ عمرو

اندھیرا وہ پرہول حیرت فزا ۔۔۔ شب فرقت عاشقان سے سوا ۔۔۔ صدائیں وہ باہو کی ہر سو بلند
کوئی بیقرار اور کوئی دردمند ۔۔۔ کہیں خیمے سے اٹھ رہا تھا دھوان ۔۔۔ فسون سازیون کا ہر اک جا نشان
کہیں شیر کے گرجنے کی صدا ۔۔۔ کہیں لوٹتا تھا پڑا اژدہا ۔۔۔ کسی کو تردد کہیں بے شمار
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار ۔۔۔ کوئی شیر دل صرف ذکر ستیز ۔۔۔ کسی بزدلے کو تھی فکر گریز

اہالیان طلایا حاضرباش و ناظرباش کی صدائیں بلند کر رہے ہیں ترانہ ہنک رہی ہے مگر بارگاہ بران کو اسطرح بیچ میں لیا ہے جیسے سینے میں دل یا انگشتری میں نگینہ ہوتا ہے خود ملکہ شگوفہ سحر ساز و زیرزادی دربارگاہ پر کرسی بچھائے بیٹھی ہے تاکید کر رہی ہے کہ خبردار کوئی غافل نہو ہوشیار رہو اگر پتا کھڑکا بچہ ٹک کر اٹھ کھڑی ہوئی فوراً سحر پڑھکر باش کا دانہ مارا کیا مجال کہ طائر وہم و خیال قریب آنے پائے یا کوئی نگاہ کج سے جانب بارگاہ

ملکہ بران دیکھے نظم مصنف ۔۔۔ اُدھر فوج صمصام میں اک غریو ۔۔۔ ہر اک ساحر بدسیر مثل دیو
کہیں گھنٹے بجتے تھے باصد خوشی ۔۔۔ صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی ۔۔۔ کہیں جھانجھ بجتے بجے ڈھولک کہیں
کہیں سحر سے ہل رہی تھی زمین ۔۔۔ کہیں شور با سامری کا بلند ۔۔۔ جلاتا تھا مرچیں کوئی خود پسند
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو ۔۔۔ اندھیرا دھوان دھار تھا چار سمت ۔۔۔ کوئی بچہ خوک کو ذبح کر
نہاتا تھا اُس خون سے بیخطر ۔۔۔ کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہیں ۔۔۔ بھوانی کا ہوتا تھا پوجا کہیں
کسی خیمہ نخس میں غل تھا ہی ۔۔۔ او دہائی ہے کلوا کی کالی کی جی ۔۔۔ صمصام تجمل اپنی بارگاہ میں

بلکہ وُہ تنہا بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہے مگر پریشان خاطر ہر مرتبہ عیارپیون کو پکارتا ہے ملکہ صرصر شمشیرزن و دای صبا رفتار کمند انداز بیدار رہو بخوبی ہوشیار رہو صرصر آواز دیتی ہے کنیزیں حاضر ہیں آپکی حفاظت میں لب قاصر ہیں ابھی بھٹو دا بھوریا آیا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا پھر رہا تھا میں نے للکارا بھاگ گیا یہ کہکر صرصر اور صبا رفتار ٹہلنے لگیں ایک ساحر ملازم صمصام موسوم بہ کلنگ جادو نہایت بدذات گرد بارگاہ کے پھر رہا ہے لیکن نشے باز ہے از حد جعلساز ہے جو جادوگر سامنے سے نکلتا ہے اُسکو پکارتا ہے بھائی کہاں جاتے ہو ہمارا نشہ اُتر گیا ہے تمہارے پاس کوئی گانجے کی کلی ہے یہاں نشے کا اُتار ہے نہایت بیکلی ہے جماہی آیا چاہتی ہے اب طبیعت بہت گھبراتی ہے جو ساحر اسکی ایسی باتیں سنتا تھا مسکرا کر جواب دیتا تھا نہیں بھائی ہمارے پاس نہیں ہے دوکان بھی بند ہوگئی یہ مایوس ہوکر رہ جاتا تھا ناگاہ ایک ساحر کو دیکھا ایک نخل کے سائے میں بیٹھا ہوا اگا سنبھال رہا ہے کلنگ نظر سب کی بچا کر اُسکے قریب آیا کہا بھائی جلد جادم بھی

ایک دم بارہ دری سامنے ہمارا خیمہ ہے دروازے پر میاں کے ہمارا پہرا ہے دن صبح کو آیا کرو دم لگا کر جایا کرو
سب لشکر کے کہار اور مہتر ہمارے پاس رہتے ہیں سو سو چلم روز اڑتی ہے اس ساحر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ
دم لگاؤ لالچ کا ہیکو دیتے ہو ہم تو میاں سرباز ارسا لجہان کے جینے والے ہیں اسوقت بمجبوری ایک
گنڈے کا گانجا ہم نے لیا ہے جو اون کو سب مبارک ہو بموجب مثل جینے پی گا بچے کی کلی اس بیٹھے سے میٹی
ٹہلی پہ لگا کر جھٹ پٹ چلم جاتی گنڈا جھاڑ کر آگ رکھی اور کہا لو بھائی تمہیں مبارک ہو کل صبح سے تمہارے پاس
یاروں کا بھی جلسہ رہے گا بھائی ہم سے تو درگاہی غلام حسین کے تکیہ والے فقیروں سے آشنائی ہے وقت بیتا
اون بدھ جب رہتے ہیں ہم کبھی بھی بلاتی ہے آج کچھ نشے میں کھٹ پٹ ہوئی نہیں تو اسوقت اُسکے ساتھ سوتے
ہوتے وہ ساحر تو باتیں کرتا رہا لیکن میاں کلنگ جادو نے چلم اٹھا کر کش لگا کر دم مارا ڈیڑھ بالشت
لو بلند ہوئی آنکھیں غلہ سی مل آئیں چوتڑ ٹکتے نہیں پڑے ہیں اور کہا بھئی جوان عجب سرور ہوا بڑا نشہ
ہو گیا اس جوان نے کہا اسمیں دس میں بیچ دستور سے نہیں ہے اب تم مرے کلنگ جادو نے سر اُٹھا کے
اٹھانا تو بولا بھائی جوان پانی پلاؤ دم نکلتا ہے اس جوان نے کہا واہ بے بچے ایک دم میں یہ حال ہوا کہ
سر پی گیا پسینا معلوم ہوتا ہے دس مٹھو پر جوانوں کو دھان پان بنا دیگا بے ضبط کر رہا تھا آنکھوں کے نیچے
اندھیرا آ چکا تھا دم سے ڈگمگا کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا جوان نے آواز دی سن مہتر برق فرنگی
سوچا اگر قتل کرونگا صدائے گیرودار بلند ہوگی ٹانگ پکڑی اُٹھایا قریب ایک غار کے لایا اسکو تو
وہیں ڈالدیا آپ جھٹ پٹ رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت کلنگ جادو تیار ہوا دوڑا
ہوا قریب خیمے کے آیا کالے ماش کے دانے ہاتھ میں سر جھکائے ہوئے صرصر صبا رفتار نے
کہا اون کہا حضور ابھی تو آپ کے پاس بیٹھا تھا سرکار نے کالے ماش کے دانے منگائے تھے لینے گیا تھا
بنیے کی دوکان کھلوا کر لایا صرصر بھی حقیقت میں ابھی بیٹھا تھا شاید صمصام نے بضرورت سحر ماش
اس سے منگائے ہونگے کہا جاؤ یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ صمصام کے آیا
دیکھا صمصام بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہے برق نے جھک کر سلام کیا صمصام نے کہا خیر تو ہے گھبرائے
ہوئے کیوں ہو کہا حضور ابھی سنا ہے کہ کوکب روشن ضمیر مجھکو آئیگا آپ سے ضرور شکایت کرے گا
ایک ساحر ملازم ملکہ مہرخ کا مجھسے کہتا تھا کہ کوکب کا قول ہے میں اپنے بھائی صمصام کے قدموں
گرونگا اپنے قوت بازو کو ہوشربا میں نہ رہنے دونگا میرے طلسم نور افشاں میں رہنا پڑ گیا ہے مجھے خفا

ہوئی کہ مین نے اسکی خبر نہ لی اسکی معشوقہ کو بھی راضی کر کے لاؤنگا قصر جمشیدی مین بڑے دھوم سے شادی کرونگا
یہ فقرے جو برق نے چرب زبانی کے صمصام میان نخوت سے پھول گئے کہا بھائی کیا یہ خبر مفصل پائی ہے
سچ کہو ہمارے سر کی قسم برق نے کہا کتاب سامری اٹھا کر کہہ دون مین کبھی جھوٹ بولتا ہون سال بھر
سے منتظی بیٹھی ہے مین نے مکر جادوگرون سے یہ حال سنا ہے اب اسمین شک لانا بیجا ہے صمصام نے منھ
پھلا کر کہا مین تو اب نہ جاؤنگا برق نے کہا ایک بات اور کان مین حضور کے کہونگا صمصام نے سر جھکایا
برق نے کہا حضور مبارک ہو کوکب کہتا ہے مین بیٹی ان کی شادی صمصام کے ساتھ کرونگا اپنی معشوقہ
کو بھی چاہے بخشے یا قتل کرے صمصام یہ سنکے گا موچھون پر تاؤ پھیر نے کہا ہان بھائی کلنگ بیشک
اگر وہ ایسا کرینگے تو مین انکا غلام ہون فوراً افراسیاب سے بگڑ جاؤنگا کیا مین افراسیاب کے باپ کا
غلام ہون اپنے مزاج کا مجکو اختیار ہے میان افراسیاب کی کوشش بیکار ہے اسمین کلنگ ادھر ادھر
دیکھنے لگا صمصام نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کہا حضور اس مین جو بھرے نشہ اتر گیا ایک جام شراب
اس خبر فرحت اثر کے انعام مین دلوایئے خوب جی بھر کے پلوایئے کل سے ہمارے اور آپ کے بیتکلفی
کاہے کو ہوگی آنکھ بھی یاران قدیم سے نہ ملایئے گا کوکب کے داماد کہلایئے گا صمصام نے کہا مین ایسا
نہین ہون تم شراب پیو گلابی موجود ہے کلنگ علی نے بڑھکر گلابی اٹھائی یا سامری تیرے صدقے کہکر
جام بھر اچاہا منھ سے لگائے جلکر ہاتھ روک لیا کہا حضور توبہ کرتا ہون خطا ہوئی معاف فرمایئے گا مالک
کے سامنے یہ بے ادبی مجکو مناسب نہین ہے اور مالک بھی کون کہ داماد کوکب روشنضمیر خوش تقدیر صاحب
اقبال کا لیجیے ذرا منھ لگا دیجیے یہ شراب اپنا نوش کیجیے اس خوشامد کی باتون سے صمصام نے ہاتھ بڑھایا
جام لیکر لبون سے لگایا غٹ غٹ نصف جام پی گیا کلنگ نے کہا واہ حضور غلام کا چلو بھر مین کیا ہوگا
ناگاہ صمصام کے ہاتھ سے جام چھوٹ پڑا اف اف کہکے اٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا چوکی پر سے گرا
گرتے ہی بیہوش ہو گیا برق خنجر کھینچ کے دوڑا کہ سر اسکا کاٹون نیچہ اٹھا لون کہ ناگاہ پایہ چوکی کا شق ہوا
ایک پتلی بالشت بھر کی نکلی سر پیٹتی ہوئی پکارتی ہوئی او جلاد کیا کرتا ہے صمصام کے گلے سے خنجر ملا تا ہی
ہے یار دوڑ دو اس زور سے اسنے آواز دی کہ صرصر نے سنی جھپٹ کر دوڑی اس پتلی کے نکلنے پر
بھی برق نے چاہا خنجر مار ہی دون وہ پتلی برق کے کپڑے کو چلی یہ کہتی ہوئی کہ بھڑوے ہڈیان توڑ دونگی
برق نے دیکھا یا تو بالشت بھر کی تھی یا قد بڑھ گیا چار ہاتھ کی ہو گئی اب تو ایک جوان سیہ فام معلوم ہوتا ہے

برق نے جست کی کود کر الگ ہوا صرصر اور صبا رفتار بھی اندر بارگاہ کے آئیں دیکھا ایک جوان
سیہ فام سر بیٹھا رہا ہی برق فرنگی قریب سراچے کے پہونچ چکا ہی جبتک یہ دونوں قریب جائیں برق
سراچہ چاک کرکے باہر نکلا صرصر اور صبا رفتار نے آواز دی کہ یار دلینا برق فرنگی بھاگا جاتا ہی برق
یہ کہتا ہوا بھاگا اے جادوگرو دوڑو صمصام کو عیار مارے ڈالتے ہیں جادوگر طرف بارگاہ کے چلے
برق بھاگ کر نکل گیا اُدھر تلی پائے میں چوکی کے غائب ہوئی صرصر نے صمصام کو ہوشیار کیا اتنے
صمصام بھی خیمے میں آگئے تھے صمصام گھبرایا ہوا اُٹھا صرصر نے کہا ای شہریار کیا غضب ہوا آپ تو
اپنا سحر تیار کر رہے تھے شراب وکباب کی نوبت کیونکر آئی سامری وجمشید نے بڑی قدرت نمائی کی جو
آپ ہاتھ سے اُس بھوریے کے بچ گئے ورنہ اُسنے اپنا کام کیا تھا صمصام نے جواب دیا کہ واہ واہ بی
ملکہ صرصر تمنے آپ کو پہرے پر اسی واسطے مقرر کیا تھا خوب حفاظت کی اُلٹے مجکو الزام دیتی ہو اگر میں
ایسا ساحر زبردست نہوتا اور پیشتر سے انتظام نہ رکھتا تو جان بچنا دشوار تھی آپ کا پہرا دینا بیکار تھا
صرصر نے کہا آپ نے اپنے ملازم قدیم کو نہ پہچانا آپ ہی اُس سے ماش منگوائیں مجکو بد معاش بنائیں
واہ کیا کہنا خوب آپ نے خلعت شکایت سے سرفراز کیا اچھا ہمارا اعزاز کیا گئے دن کے کان ان باتوں
کے آشنا نہیں ہیں ہماری دانائی اور نادانی کا حال ملکہ حیرت اور شہنشاہ افراسیاب سے دریافت
فرمائیے تب آپ کو کیفیت ہماری جانبازی کی علوم ہوگی یہ نگوڑا بھوریا تو کیا ہو ان سب کا اُستاد وہ
نامتیا مولا عمرو ہے جسنے ملکہ دمامہ جادو کو مارا ساحر شمشیر کو دریائے قلزم میں گھسکر للکارا عنظلی آباد میں
سترہ لاکھ جادوگر رہتے تھے مالک اُنکا مالک بن دروشت بالا ہے روزگار سفاک غدار مستقر عاقل
علم دہر کا فاضل ایک سال میں عمرو نے کل ساحران شہر کا خاتمہ کردیا صحرائے عنظلی آباد لاشہ ہائے
ساحران سے بھردیا جس ملک میں سترہ لاکھ جادوگر تھا اب اُسمیں جادوگر کا نام باقی نہ رہا جو ایسا عیار طرار
آفت کا پرکالہ ہو وہ میرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی اپنے خدا سے اپنی موت میرے خوف سے مانگتا ہی
اگر میرا قدم اس طلسم ہوشربا میں نہوتا تو وہ نگوڑا اس اقلیم میں بھی غدر ڈالدیتا مگر میرے ہاتھ سے جو بیان
کھاتا ہی ہزار جگہ میں نے اُسکی مشکیں باندھی ہیں آخر ترس کھا کر تیں سدیہ کا پیادہ بیچارہ آفت کا مارا ابتک
چھوڑ دیتی ہوں جسدن غصہ آجائیگا مارے کوڑوں کے کھال گرادونگی ساری عیاری بھلا دونگی
صمصام نے ایسی باتیں بلند آوازی صرصر کی اور احوال عیاریہائے عمرو سنکر نگاہ حیرت سے طرف صرصر

سکتہ دیکھ رہی تھی ناگاہ ایک جادوگر بڈھا سا بڈھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ایک لٹھیا ہاتھ مین اُنھین بسر و دان خیمہ صمصام پہنچا جو خیمے مین آ گئے ہین انھین ملا ہوا کھڑا تھا یہ باتین صرصر کی سُنکر آگے بڑھا کہا بی بی صرصر ادا دیکھ لینا عمرو تم سے کیونکر نہ ڈرے جو روے سبھی ڈرتے ہین مگر غیبت مین ایسے کلمات مہملات کہنا مناسب نہین وہ تمھین گھونگرون کا دانہ دیوا کے دلواتے ہلاک کر ڈالیگا جبھی تک یہ چاہ پیار ہی جب دن ہمک [illegible] اُسکی سیکڑون بیبیان ہین چرخا کات کر بسر کرتی ہین دیکھو ملکہ صرصر عمرو کیسا خوبصورت جوان [illegible] ہی اور تم بھی تو مال کھلاتی ہو امرتیان اور دودھ لیکر اُسکے پاس جاتی ہو ادا اسکی خاطر مدارات کرتی ہو دیکھو سب کے سامنے اُسکی محبت کا اُلہا گاتی ہو صمصام نے کہا بی بی ملکہ صرصر ذرا سینے زیادہ میاری نہ بگھاریے یہ صاحب آپکے واقف کار کیا فرماتے ہین صرصر یہ سنکے غصے مین بھری اور کہا او بڈھے جعلساز مین کب عمرو کے خیمے مین جاتی ہون کب اُسکو زہر کھلاتی ہون بڈھے جادوگر نے کہا کہ اے [illegible] مجھپر کیون خفا ہوتی ہین آپ دونون کی محبت و عشق کا ذکر دفترون مین موجود ہے یہ سنکے صرصر نے آنکھ ملائی دیکھا تو خود خواجہ عمرو کھڑے ہین مسکرا کر باتین بنا رہے ہین صرصر کے ہوش اُڑ گئے اتنا منھ سے نکلا ہائے ارے یہ ساربان زادہ سرِ بارگاہ کھڑا ہی لینا جانے نہ دینا عمرو نے کہا واہ جان جان [illegible] کو [illegible] ہو دم بھر مین بیوفا ہو جاتی ہو جو تیری یہی خوشی ہی تو جاتے ہین عمرو نے پہلے ہی تدبیر کر رکھی تھی ایک [illegible] سے جادوگر کو تاک کر اُسکے پہلو مین کھڑے تھے خنجر دامن کے نیچے چھپائے ہوئے تھے لپٹ کر [illegible] اُسی جادوگر کے خنجر مارا اور دوسرے پہلو کو توڑ کر نکل گیا وہ جادوگر مر کر زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا اور آوازِ [illegible] کشتی مرا نام [illegible] جوہر جادو [illegible] لینا لینا کرتے رہے اُسی تاریکی مین جست و خیز کرکے نکل گیا مگر یہ کہتا ہوا اے جان جہان پھر کبھی تم سے سمجھونگا غیرون کے سامنے اپنے چاہنے والے کو ایسی [illegible] کہتی ہو یہ معرکہ حیرت افزا دیکھکر صمصام کے تو ہوش اُڑ گئے صرصر نے شرما کر سر جھکا لیا تمام ساحرانِ [illegible] صمصام کے ضحک کرنے لگے کہ واہ بی بی صرصر عمرو یہ کیا کہ گیا صرصر نے کہا وہ نگوڑا مکار غدار جعلساز فیلیا یونہین بکا کرتا ہی اُسکے کہنے کا کیا اعتبار ہی اور تو سب خاموش ہو گئے مگر صمصام نے کہا بی بی صرصر تمھاری حفاظت کا کیا اعتبار کرین عمرو تمھارے روبرو جادوگر کو مار کے نکل گیا اور تم سے کچھ نہو سکا صرصر جھلا کر بارگاہ صمصام سے باہر نکلی یہ کہتی ہوئی کہ اب اپنی حفاظت کر لیجے گا میرے بھروسے پر نہ رہیے گا مین بھلا ہوا کو کیا روکون وہ شہنشاہ کے سامنے عیاری کرتا ہی تم بچارے کیا ہو کیفیت صبح

جب مبارز صمصام زور آزمائے فلک نے بادشاہ افراسیاب بعد گردِ فرنچہ دود منہ ضیائے سحر کو
نیام مشرق سے نکالا اور گروہ سپر زرین آفتاب عالمتاب کو بصد آب و تاب اپنے پنجۂ قوی و پر زور مین
سنبھالا اور ملکہ جہان شمشیر زن ظلمت پر حملہ آور ہوا بہ ہنگام مقابلہ ایک ضرب مین طلسم جہان سے نیست
و نابود کیا تمام لشکر تاریکی شب فرار ہوا یعنی صبح ہوئی آفتاب نمودار ہوا معبدان معبود نے وظیفۂ نماز سحری
سے فرصت پائی ہر ساحر غدار نے سجدۂ تصویرات سامری و جمشید سے جبین اٹھائی۔ نظم
علی الصباح کہ سلطان صبح آئینہ فام + زدود آئینۂ آسمان ز زنگ ظلام + بدست خسرو خاور فتاد
شاہ حبش + ز شاہ روم ہزیمت گرفت لشکر شام + اسوقت شمعہائے ہوئی دکافوری بہرائین
طائرانِ نغمہ سرا کی کانون مین آوازین آئین صمصام ناکام بقہر و غضب تمام سجیح قتل لشکریان
بصد شوکت و شان زیب کمر شقاوت اثر کیے ہوے بیرون بارگاہ آیا سرداران لشکر کو حکم کمر بندی کا
دیا اور آپ جانب بارگاہ ملکہ حیرت جادو چلا یہان ملکہ حیرت جادو خواب ناز سے بیدار ہوئی ہے
وزیر زادیان شاہزادیان حاضر ہو کر واسطے تسلیم کے خم ہوئین اپنے اپنے مقام پہ بیٹھین یکایک سامنے
سے صرصر نمایان ہوئی آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری تصدق ہوئی دعائے ترقی حسن و
جمال بجالائی ملکہ حیرت نے مسکرا کر پوچھا خیر تو ہے شب کو بارگاہ صمصام مین ہنگامہ تھا صرصر نے
عرض کی عیارون نے میان صمصام کو دیوانہ کر دیا رات کو بہورینہ نے عیاری کی میان صمصام کو
مار لیا ہوتا مگر حضور وہ نہایت ساحر زبردست ہے جام بادۂ نخوت سے مست ہے اپنی نگہبانی کی تدبیر کر چکا
تھا بچ گیا غصہ مجھپہ اتارا ایک جادوگر کو مار کر عمرو قریب صبح نکل گیا صمصام بدحواس ہو رہا ہے دیکھیے
میدان کارزار مین کیا ہوتا ہے حضور الگ سے چلکر تماشائے جنگ ملاحظہ کرین مگر میری رائے یہ ہے
کہ حضور دخل نہ دین حیرت نے کہا پہلو سے بارگاہ مین لیکر اپنی تخت بچھانے کا اسی جگہ حکم دیا ہے اگر
بران کو اسنے مارا تو مہرخ و بہار وغیرہ جان دینے کا قصد کرینگی مجھکو واجب ہوگا کہ صمصام کو بچاؤن
اور اگر کوئی اور صورت ہوئی تو مین سیر دیکھکر پلٹ آؤنگی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کیا کہ صمصام
در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ بلاؤ پردہ بارگاہ کا اٹھا صمصام سامنے
آیا چوبدار نے مجرا کرایا ملکہ نے دنگل کی جانب اشارہ کیا صمصام دنگل پر بیٹھا ملکہ حیرت کچھ پوچھنے نپائین
خود ہی صمصام نے عرض کیا حضور نے شب کا حال سنا ملکہ حیرت نے کہا ہان ایسے واقعات تو اکثر

گذرتے رہتے ہین مرنیوالے مرتے رہتے ہین خداوند سامری نے عیارون کو خون ساحران معاف کردیا
ہی خداوند لقا نے عمرو کو جلاد ساحران بنایا ہی بھلا پھر کون اُسکو مار سکتا ہی صمصام نے عرض کی کہ لشکر غلام کا
میدان کارزار مین جاچکا ہی مین واسطے تسلیم کے حاضر ہوا تھا سرفراز ہوچکا اب رخصت ہوتا ہون مگر اُمیدوار
ہون کہ جان نثار کی سرفروشی کو آپ بھی ملاحظہ فرمائین کہ زیادہ تقویت ہوگی ملکہ نے جواب دیا کہ تمکو سامری
جمشید کے سپرد کیا ملاحظہ کرنا کیسا مین آکر شریک جنگ ہوتی ہون صمصام نے عرض کیا نہین حضور
دور ہی سے جرات وجانبازی اس نیازمند کی دیکھیے مین سب کے سحر کے جواب دونگا کسی سے نہ
رکونگا حیرت تو جاکر اُسی ٹیکرے پر سنہری تخت بچھا اُسپر جلوہ فرما ہوئی گرد ونگل میز و کرسیان
آراستہ ہوئین اُسپر شاہان دربند طلسم اور شاہزادیان اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئین ہرچند کہ حیرت جادو
نے حکم دیا تھا کہ ہمارا لشکر تیار نہو اُسپر بھی ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ٹیکرے کے نیچے صف باندھکر
ٹھہرے ہوے ہین ملکہ حیرت نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ صمصام مع لاکھ ساحران غدار لیکر میدان
کارزار مین ٹھہرا ہی آمد لشکر مسلمانان کا انتظار کر رہا ہی اُدھر لشکر اسلام مین سویرے سے ملکہ
مہرخ سحر چشم تخت زرین پر سوار ہوکر برآمد ہوئین اول ملکہ بہار جادو نے آکر سلام کیا بعد اُنکے
ملکہ نافرمان جادو و ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ہلال سحر افگن و رعد و برق و ملکہ برق لامع
و شکیل جادو و خورشید زرین سحر و ملکہ گلزار چشم وغیرہ نے آکر سلام کیا چہار طرف سے تخت کو
گھیر لیا ملکہ مہرخ سحر چشم کا لشکر جاودانہ سے چند قدم آگے بڑھا ہی کہ دیکھا آمد آمد لشکر ملکہ بران
شمشیرزن کی ہوئی ایک ہنس پر ملکہ بران شمشیرزن سوار ایک سمت تمام سرداران لشکر شاہ
شہریار زادیان طاؤس ہاے زرین بال پر بصد شوکت باقی تمام لشکر پشت پر علمہاے زرنگاری
کے پھریرے کھلے ہوے ملکہ مہرخ نے آمد بران دیکھکر تخت بڑھایا ملکہ بران نے فقط ملکہ مہرخ کو
سلام کیا اور کسی کی جانب متوجہ نہوئین ملکہ بہار وغیرہ کو اسکا ملال ہوا آپسمین ایک نے دوسری
سے کہا کہ صاحبزادی کو بڑا غرور ہوگیا ہی ایک نے کہا آج اور ہی خیال ہی اُنکے قلب پر ہجوم غم وملال ہی
پرسش اور غیر پرسش کی شکایت کیا خدا اُنکی جان بچائے گلہ شکوہ کر لینگے غرض اس کروفر سے
لشکر اسلام جانب میدان کارزار بصد شوکت وحشمت چلا یہان صمصام میدان کارزار مین
مع لشکر آچکا ہی اپنے لشکر کے بعہدہ سپہ سالاری آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی دیکھ رہا ہی کہ ملکہ بہار سرخ

و سبز و زرد ظاہر ہوئے زیر ابر قلب فوج مین تخت ملکہ مہرخ کا مثل دل کے اور پہلوے تخت سے
لپٹین پھولون کی آرہی ہین ملکہ بہار جادو طاؤس زرین بال پر سوار بدعیان پھولون کی گلے مین
آڑی ترچھی پڑی ہین چھپکا موتیون کا سر پر آراستہ صاف ثابت ہوتا ہی شب تیرہ و تار مین عقد ثریا
کا ظہور ہی زلف شب دیجور چہرہ نور اعلی نور قامت سرو باغ خوبی دہن تنگ غنچہ گلشن محبوبی پشت پر
ساٹھ ہزار کنیزان دُر در گوش مرصع پوش دف و دائرہ ہاتھ مین سحریات بات مین پچکاریان لیے ہوے
مست مے حسن و جمال اٹھکیلیون کی چال کبک خوش رفتار اگر سامنے آئے رفتار دیکھکر ٹھوکرین
کھائے اس شوکت و شان سے آمد ملکہ بہار جادو ہوئی کہ صحرا سخارستان پر بہار ہوگیا درختون مین
جو پتے زرد تھے انپر زمرد کا دھوکا تھا جس راہ سے سواری ملکہ بہار کی نکلتی تھی شاخین نخل کی ہاتھ
بڑھاتی تھین کہ دم بھر یہ گل رعنا ہمارے سایہ مین ٹھہرے ہمکو بھی شرف حاصل ہو درخت چاہتا ہی کہ مین
بھی ساتھ ساتھ سوار کے نہال ہون بیت سرو در باغ بہ یکپاے ستادست نگر بہ برکاب تو دود گر
بودش پاے دگر ؎ آور جملہ سردار اسی آن بان سے شوکت و شان سے اپنے اپنے لشکر کو ساتھ لیے ہوے
پرے جمے ہوے سواری مثل باد بہاری کے آتی ہی ایک سمت سے لشکر ملکہ بران بڑے زور و شور سے نمایان
ہوا ہی مگر صرصر شمشیر زن ایک نخل کی آڑ کڑے ہوے خاص چہرہ ملکہ بران پر نگاہ ڈالے ہوئی ہی چوٹی دیکھ
بھال کر خدمت ملکہ حیرت جادو مین دوڑی ہوئی آئی گر پسینے پسینے لکہ حیرت سے عرض کیا مین کچھ عرض
کیا چاہتی ہون حیرت نے کہا صرصر کہہ تو کیا ہنستی ہوئی آئی کیا دیکھا کیا سنا صرصر نے کہا واری اس
وقت مین نے بہ نگاہ غور ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا کیا عرض کرون منھ سے نہین نکلتا ہی چہرہ اتنا
متغیر ہی رخ آفتاب مثال پر زردی سراسر ہی ایک شب مین یہ کیفیت ہوگئی کیسی صورت ہوگئی دوسرا
یہ احتمال ہی بڑا کنیز کو اس امر کا خیال ہی اسقدر آج بران شرمائی ہوئی ہی کہ سر نہین اٹھاتی اپنے ساتھ
والون سے آنکھ نہین ملاتی مجھکو تو صاف معلوم ہوتا ہی کہ عمرو نے کچھ عیاری کر کے بران کو میدان مین
بھیجا ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی تغیر کا تو یہ جواب ہی کہ اپنی جان کے ڈر سے بیتاب ہی دم
بھر کے رنج و ملال مین جسم کا خون خشک ہوتا ہی جان کے واسطے آدمی سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہی دیکھ جب سے
یہ لڑائی شروع ہوئی میرا کیا حال ہوگیا ہماری یہی صورت تھی دست و پا کی یہی کیفیت تھی واے برحال
بران خوف جان دوسری بات کا جواب یہ ہی کہ عمرو کو ایسی عیاری کی کیا ضرورت تھی وہ تو خود عیار ہی آنکھ ہم

عیاری کی فکر ہی تیرے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ عمرو نے بران کو بدل لیا ہی تو ہی رات کو خبر لائی
تھی کہ بران سے عمرو نے اتنا کہا تھا کہ چلی جاؤ میدان کارزار مین نہ آؤ بران اپنا گلا کاٹے ڈالتی تھی اور
نہ کہ بران یہ قبول کرتی کہ میرے بدلے میدان مین اور کوئی جائے یہ صرصر تمھاری عقل کی حماقت ہی صرصر یہ
سنکے خاموش ہوگئی مگر دونون لشکر بصد کروفر اس زور وشور سے میدان مین آئے کہ طبقے زمین کے تھرائے دونون
دریائے لشکر موج مارتے ہوئے میدان رزم مین پہونچے شورش بحر زخار سپاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینۂ حیات
سبکا گرداب فنا مین مبتلا ہوا جابجا باجے بج رہے ہین صفوف میدان قتال و جدال مین آراستہ ہونے لگین

میسرہ میمنہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ جانبین سے درست ہوئین دونون سمت ساحران غدار کاروبار میدان
کارزار مین مصروف ہین ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا کہ آسمان سے تیر برسنے لگے جو کہ نخل حائل نظر تھے کاٹ کر
گرا دیے دوسرے نے سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو ہوا اڑا کر لیگئی ایک دریادل
نے بڑھکر روئی کے گالے ہاتھ پر رکھکر اڑائے لکہ ابر سپید ہوا برستا ہوا نکل گیا اسلح میدان چشم زدن مین آراستہ
ہوا نقیبان بلند آواز نے آکر آوازین لگائین کہان ہی دمامہ جادو کہان ہی ساحر مشمش بدخو سامری و جمشید
کیا ہوئے ایک چشم زدن مین بڑے بڑے سرکش فنا ہوئے دنیا مقام عبرت ہی شش طائر عنقا معدوم عشرت ہی
شعر- اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہی + بہوش باش کہ عالم روا روی پر ہی ‖ نظم

ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور	دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور	بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
نہین دنیا مقام آسایش	کوئی بزم طرب کا بانی ہی	کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی
کہین چوتھی ہی اور چالا ہی	کہین افضال حق تعالی ہی	ہی کہین شادی حنا بندان
اور کہین شور مرگ فرزندان	ہی یہ دنیائے دون کا سر رشتہ	نوش اسکا ہی نیش آغشتہ

بیت- رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا + بڑے بڑے نامی و گرامی قبر تاریک
و تنگ مین سوتے ہین انکے حالات نیک و بد نہین معلوم ہوتے ہین تخت شاہی بوریائے فقر بعد مرگ کسی کے
ساتھ نجائیگا الا نام مردان عالم صفحۂ میدان جہان مین ہمیشہ باقی رہیگا اے مردان شیردل اے رستمان تہور شعار
اے دلیران میدان کارزار عرصۂ زیست کا بہت تنگ ہی یہ وقت نام و ننگ ہی ایسے کلمات عبرت خیز و اشعار حیرت انگیز
زبانپر جاری کیے سرداران ملکہ بران شمشیر زن کے دل غم سے بھرے ہوئے ہین آنکھون سے اشک حسرت
جاری ہین نمونہ پایمردی عالم آنکھون کے نیچے پھر گیا ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ میدان کارزار مین جائیے لڑ بھڑ کر مر جائیے

لشکر دشمن کو جرأت دکھائیے زندگی چند نفس ہی طائر روح کو یہ جسم خاکی مثل قفس ہے مگر اول صمصام
تکبر ام نے کرگدن سحر اپنا صف لشکر سے نکالا سامنے تخت حیرت جادو کے آیا کرگدن سے کود پڑا پایۂ تخت
کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا ای صمصام کیا جلدی ہی ہمارے سب سردار
آمادہ حرب ہین سالہا سال سے ان لوگون سے لڑ رہے ہین معرکے پڑ رہے ہین تم تو ہمارے مہمان ہو
تامل کرو اول طریقۂ جنگ دیکھو صمصام نے عرض کیا کہ غلام ہی کی بگڑی ابھی ہی اب تاب صبر و ضبط
باقی نہین ہی غلام بیقرار ہی بس آج ہی خاتمہ کرتا ہون ملکہ حیرت نے اشارہ کیا ایک جادوگر نے لاکر
جام شراب صمصام کو دیا کہا ای سامری وقت جمشید عہد یہ جام شراب جرأت ہی پیکر پینا صمصام
نے اُسکے ہاتھ سے ہنسکر لے لیا ملکہ حیرت جادو نے کہا جاؤ خداوند لقا کے سپرد کیا صمصام بد انجام
مثل غول صحرائی کرگدن کو اڑاتا ہوا نیرنگ سحر دکھاتا ہوا میدان کارزار مین آیا وضیح راے ناظرین
ہو کہ خنجر بار جادو صمصام کا چچا کا رفیق قدیم ہی صلاح کار وندیم ہو ساحر بڑی زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت
سے مست ہی انتہا کا مکار و غدار ہی صمصام کو اسپر بڑا اعتبار ہی اسکو بعہدۂ سپہ سالاری لشکر مین چھوڑ
آیا ہی سمجھا دیا ہی کہ جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اُسوقت تم میرے قریب رہنا جن اشیاے سحر کی ضرورت ہو
تمھین ہم تک پہونچانا دیکھو رہ نہ جانا خنجر بار جادو نے اس سے کہدیا ہی کہ اس خیر خواہ کو ہر وقت اپنی
پشت پر پائیے گا لڑائی مین نہ گھبرائیے گا الغرض صمصام میدان کارزار مین پہونچا نعرہ کیا کہ جسکو تمنا
مرگ کی ہو نکلے اور مین تو ملکہ بران صاحبہ سے جنگ کا طالب ہون ملکہ بران شمشیر زن نے یہ سنتے
ہی تخت سے اُترنے کا ارادہ کیا تھا ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ دیکھا پکار کر آواز دی صاحبو غضب ہوا
آپ صاحبون مین سے کوئی صاحب جلد جائین اس بیہودہ کو جواب دین مقابلہ کرین ملکہ مہرخ کے
منھ سے یہ پورا کلمہ نہ نکلا تھا کہ شکیل جادو فرزند ارجمند ملکہ مہرخ سحر چشم کا پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے
استادہ تھا فوراً پایۂ تخت کو بوسہ دیکر سامنے آیا عرض کی ای مادر مہربان اجازت میدان ملکہ نے بہ تعجیل
فرمایا بسم اللہ شکیل نے فوراً مرکب اٹھا دیا وہان ملکہ ہمارے تاجدار وغیرہ نے ملکہ بران کو روکا اور
کہا حضور تامل فرمائین وہ دیکھیے شکیل جادو مقابلے مین صمصام کے جا پہونچا ایک سے دو نہین مقابلہ
کرتے ہین ملکہ خاموش ہو کر ٹھہر گئین یہان صرصر نے ملکہ حیرت جادو سے کہا واری یہ معاملہ بھی حضور نے
ملاحظہ فرمایا اُسنے نام بران شمشیر زن کا لیکر پکارا عوض مین اُسکے شکیل جادو مقابلے پر آیا اب تو لونڈا کا

قوی کرسی نشین ہو املکہ برّان شمشیر زن شعلہ جوالہ ہو وہ اس امر کو کب جائز رکھتی ہرگز شکیل جادو کو مقابلہ
صمصام میں نہ جانے دیتی ملکہ حیرت جادو نے کہا آج تجھے صبح سے یہی خیال ہے تیرے دماغ میں
خلل ہو گیا ہی آج قانون اور قاعدے کا کیا ذکر ہی سب کو ملکہ برّان کے جان بچانے کی فکر ہی حیرت خاموش
ہو گئی یہاں شکیل جادو قریب صمصام پہونچا تھا کہ اُس ملعون نے اپنے گرگدن سحر کے سر پر ایک سونٹا
یا سامری کہکے مارا گرگدن کے منہ سے ایک شعلہ کلان نکلا شکیل کے سر پر آ کر جھکا قریب تھا کہ خرمن
ہستی شکیل جادو کو جلائے شکیل نے کچھ پڑھ کے دستک دی شعلہ سر سے ہٹا مگر سر پر مرکب کے گرا
مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا ہر عضو تن سے شعلہ نکلنے لگا شکیل جادو کود پڑا کچھ پڑھکر ہاتھ ملا یا برق
چمکی صمصام کے گرگدن کا سر اُڑ گیا بقہر و غضب صمصام زمین پر آیا کارد سحر جیبوں سے نکال کے
پھینک ماری ہر چند شکیل نے روکا نہ رکی شانے کو توڑ کر پار نکل گئی شکیل غش کھا کر زمین پر گرا صمصام
نے چاہا سر کاٹ لوں خورشید زرین سحر کو تاب نہ آئی چمک کر صمصام پر جا پڑا الامان شکیل جادو
بہ اشارہ ملکہ مہرخ سحر چشم شکیل کو اٹھا لائے خورشید زرین سحر سے مقابلہ ہونے لگا دونوں کے سحر سے
شعلے بھڑکے آگ برسی زمین تپنے لگی عرصۂ دراز تک اسی طرح آپس میں سحر ہوتے رہے واضح رہے کہ
صمصام کے پہلو میں دو تیغے حمائل ہیں ایک خاص قتل برّان کا اور دوسرا واسطے ہر ساحر کے آخر
غصے میں آ کر صمصام نے تیغہ کمر سے کھینچا خورشید پر مارا ہر چند کہ خورشید نے سپر سحر کو سر پر روکا مگر سپر
کٹی خود کو کاٹ کر تیغہ تا ابرو پہونچا خورشید نے رد سحر کر کے تیغہ تو سر سے نکالا مگر صدمۂ زخم سے غش کھا کر
زمین پر گرا صمصام نے قصد کیا قتل کروں ملکہ بہار جادو کو تاب نہ آئی وہیں سے نعرہ کیا کہ او
خار صحرائے ذلت ہاتھ نہ اٹھانا اپنی بغاوت نہ دکھانا تمنا ملکہ بہار جادو یوں تڑپ کر میدان میں آئی کہ
برق جہندہ شرمائی نور جمال ملکہ بہار جادو سے آنکھوں میں صمصام کے چکا چوند آئی جب تک یہ بچیا
سنبھلے ملکہ بہار گلعذار نے گلدستۂ سحر مارا بلند ہو کر گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوائے سرد آئی
غنچے چٹک کر گل ہونے لگے درختوں میں جو زرد زرد پتے تھے سرسبز و شاداب ہوئے عندلیبان خوش نوا
گل عارض ملکہ بہار جادو دیکھ کر بیتاب ہو ہو زمزمہ سرائی کرنے لگیں دم محبت کا بھرنے لگیں آوازیں
دینے لگیں شعرائی جنون دیکھیو بیابان میں سواری تیار ہو اندنوں چلنے کو ہی باد بہاری تیار ہ ایک بلبل
خوش نغمہ نے پھول پر بیٹھ کے یہ اشعار آبدار مصنف پڑھنا شروع کیے

غزل

ہو شوق ماہرو کو ہمارے شکار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
صیاد اب تو چھوڑ دے بلبل کو قید سے
کھاتا ہے پیچ و تاب بگولا غبار کا
دل کی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر

تار شعاع مہر نمونہ ہے تار کا
زاہد سنا حساب نہ روز شمار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
دل سے حضور کے نہیں جاتا کبھی یقین
ادنیٰ نمونہ ہے یہ مرے اضطرار کا

ساقی پلا دے جام مئے خوشگوار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
برگشتہ قسمتوں کی نہیں خاک کو بھی چین
اس آئینہ میں زنگ ہے میرے غبار کا

سب نے دیکھا کہ چار جانب سے ابر تنک اٹھے موسم بہار کی کیفیت نمایاں ہوئی بوندیاں ہلکی ہلکی پڑنے لگیں گویا عطر بہار کا زمین پر چھڑکاؤ ہوا ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور تھا کیفیت موسم بہار میں نوجوانان چمن کو سرور تھا صبا نشۂ بادۂ خوشگوار مسرت سے اٹکھلاتی تھی ہر مینا شجر سے سرنگراں تھی دیدۂ نرگس شوق جمال بہار میں وا کثرت گلہائے رنگا رنگ سے دامن صحرا پر بہار ہوا عطر بار محبت بہار میں دل لالہ داغدار سوسن صد زبان اس گلشن بے خزاں کی ثناخوان صمصام جنگ آزما نے خونریز زرہ پوش اس جوش بہار کو دیکھ کر حیران و پریشان چاہتا ہے کہ پھول اٹھا کر سونگھے بازو پر سہرہ تیلا بندھا تھا وہ بڑھ کر پکارا اٹھا ای شہنشاہ ہوشیار رہنا پھول نہ سونگھنا یہ تمہارے واسطے خار ذلت ہے دیکھو پچھتاؤ گے دھوکا اٹھاؤ گے دام موج بوئے گل میں پھنس جاؤ گے صیاد در پے دل آزاری ہے سونگھنے میں موجب ذلت و خواری ہے یہ جو بیٹے نے پکار کر کہا صمصام نے پھول ہاتھ سے پھینکے ہوش آیا قلب ٹھہرایا جلد جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ترنج سبز نکالا کچھ اسمائے سحر پڑھ کر اچھالا زمین پر ایک دو ہتڑ مارا ترنج آسمان پر جا کے غائب ہوا یکایک ایک ہوائے گرم چلی دھوپ نے وہ تیزی دکھائی ہر شخص کی گرمی سے جان لبوں پر آئی وہ دشت کرۂ آتش معلوم ہوتا تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب آیا ہے چشموں کا پانی کھولنے لگا مچھلیاں بیتاب تھیں سیخ موج پر کباب تھیں خشکی لب ساحل پر موجیں بیقرار و مضطر خیمۂ حباب جلنے لگا ہر گرداب تنور شعلہ فشاں بن گیا پھول کمھلانے لگے طفل غنچے کو حرارت سے غش آنے لگے نخل چون سے کف افسوس ملنے لگے پھل تلواروں کے مثل شمع کافوری جلنے لگے بلبلوں نے نغمہ سرائی موقوف کی سکوت کا جوش مثل تصویر خاموش ابھی موسم بہار تھا چشم زدن میں باغ سحر بہار پر خزاں آئی سرسبز و شاداب درختوں پر زردی چھائی باغبان بدعت فلک کو اس باغ بہار کو مٹاتے شرم نہ آئی ہمیشہ سے یہی گردش لیل و نہار ہے کبھی خزاں اور کبھی بہار ہے ملکہ بہار جادو نے جو اس تابش اور حرارت

کو دیکھا جو وہ گل سا مجھلا گیا چاہا دوسرا سحر کرے صمصام نے نعرہ کیا ای بہار ہوشیار ہو میں تیرے سحر کو مٹا چکا اب کب زندہ چھوڑتا ہوں یہ کہکر ایک گرز طرف آسمان کے پھینکا ملکہ بہار جادو پر آگ برسنے لگی ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ آفت دیکھی سمجھیں شاید ملکہ بہار جادو سحر صمصام میں مبتلا ہوئیں فوراً یہ کہکے تخت بڑھایا کہ میں جاکر باران سحر برساؤں ملکہ بہار گلعذار کو بچاؤں ملکہ مہرخ سحر چشم کے تخت بڑھاتے ہی ہمراہ رکاب ملکہ مہرخ بہت سے ساحر بڑھے یہ کہتے ہوئے کہ اپنے مالک کو تنہا نہ جانے دینگے صمصام نگہ ام کو گھیر کے مار لینگے ابیات مصنف

یہ دیکھا جو صمصام نے شور و شر
کرو حملہ دشمن کے لشکر پہ اب
یہ سنتے ہی لشکر بصد کر و فر
بڑھی بہر پیکار با عز و شان
ملے صورت ابر باہم گر
کسی نے کسی کو کیا بے نشان
کسی نے کسی پر کیا یہ فسون
کوئی زخمی ناوک سحر تھا
لگا یا کسی نے کسی پر تبر
کوئی سحر پہ اپنے مغرور تھا
وہ غوغا پس مرگ جادوگران
وہ ہونا فزون صدمہ و رنج کا
کوئی کہ رہا تھا کہ آؤ لقا
کوئی بھاگ جانے پہ آمادہ تھا

ہوئی جنگ مغلوبہ مد نظر
نہ دیکھو ذرا ابھی بد و نیک کو
سوے فوج مہرخ ہوا حملہ ور
وہ دریاے لشکر ہوئے موجزن
ہوئی بارش سحر پھر سر بسر
کوئی خون منھ سے اُگلنے لگا
لگا تنکے چننے ہوا یہ جنون
کسی نے کسی کا کیا سر جدا
گرا ہوکے زخمی کوئی خاک پر
ہزاروں تڑپنے سر خاک پر
وہ بیرون کی قتل بن آہ و فغاں
کوئی کہ رہا تھا کہ یا سامری
مجھے دشمنوں سے بچا لو لقا
ہوا ایسا میدان میں کشت و خون

دیا فوج کو حکم با صد غضب
کرو قتل میدان میں ایک ایک کو
اُدھر سے بھی فوراً سپاہ گران
چھپا گرد سے روے چرخ کہن
دکھانے لگا کوئی بزنگیان
کوئی صورت شمع جلنے لگا
کوئی بزدلا تھا کوئی منچلا
ہوا قید ہستی سے کوئی رہا
کوئی سحر آتش میں مسحور تھا
پدر کو نہ بیٹے کی تھی کچھ خبر
وہ چلنا ترنج اور نارنج کا
کرو گے اسد مری یاوری
کوئی بہر پیکار استادہ تھا
مفصل بیان ای قمر کیا کروں

یہ دونوں لشکر مثل آب و شور شیرین و مانند نور و ظلمت آپس میں مل گئے ہنگامہ سحر برپا ہوا اگر بہار گلعذار نے اپنے تئیں ایک چشم زدن میں سحر آتش سے رہا کیا اسقدر باران سحر برسایا کہ کئی ہزار ملازمان صمصام جوش میں آب نایاب سحر کے ڈوب گئے راہ سے تری کے نار سقر میں پہونچے

ملکہ ہمائے تاجدار افسر لشکر بُرّان نامدار مع فوج ظفر موج لشکر صمصام جنگ آزمائے خونریز
زرہ پوش پر جا پڑین ایک جانب سے ملکہ مجلس جادو ایک جانب سے ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی ملکہ بُرّان نے بھی اپنا سمند سب کے عقب مین بڑھایا کسی نے تیغ کسی نے [illegible]
کسی نے گُچھا پیکان کا کسی نے گرز آہن کا سحر پڑھکر پھینکا تب ملکہ بُرّان شمشیر زن نے بھی سیلے
آخر مین کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر لشکر صمصام پر پھینکے ملکہ حیرت جادو نے اُدھر اپنے
افسران فوج کو حکم دیا ہی کہ صمصام کی جاکر مدد کرو لشکر مہرخ کو گھیر لو مین بھی آئی ہون یہ کہکر اشیائے سحر
ذات پر آراستہ کرنے لگی اُسوقت تک صرصر شمشیر زن قریب ملکہ حیرت جادو کے حاضر ہی چونکہ بلندی کی
پر یہی صرصر لڑائی کو نظر غور سے دیکھ رہی ہی جب ملکہ بُرّان شمشیر زن کو اس طرح لڑتے دیکھا ملکہ حیرت
سے کہا اب حضور نے ملاحظہ کیا مجکو تو بخوبی یقین ہو گیا کہ یہ ملکہ بُرّان شمشیر زن نہین ہی ساربان زادہ
نے کسی اور کو بُرّان بنا کر بھیجا ہی بُرّان کی لڑائی کا یہی طور ہی آپکے لشکر سے ایسا کب لڑی ہی اگر شہنشاہ
افراسیاب پر جا پڑی ہی آج تو مردے کی شکل ہی کسی ایسے ویسے پر اُسکا سحر کام کرتا ہی ملکہ حیرت نے
جواب دیا مجکو بھی پڑی ہی بخوف جان یہ حال ہی اُسکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اُسکے سردار اُسکو بڑھنے
نہین دیتے منھ پر کسی ساحر زبردست کے چڑھنے نہین دیتے صرصر تو چپ ہوئی ملکہ حیرت جادو
طاؤس زرین بال پر سوار ہوکے جا پڑی جاتے ہی ایک گولا اُٹھایا سحر پڑھکر فوج ملکہ مہرخ سحر چشم
پر مارا کئی سو کے سر پھٹ گئے پلٹ کر ملکہ بہار جادو نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت آئی یہ کیسا سناٹا ہوا کہ
دل ساحرون کا کانپ گیا بغور جو دیکھا تو حیرت جادو کے سحر نے تہلکہ ڈالدیا ہی جس غول پر گری ہی آگ
کے ہٹتی ہی بس بہار جادو نے بڑھکر آواز دی دیکھو بہاٹ جاؤ شامت نہ آجائے یہ تو ہم جانتے ہین
کہ تو بادشاہ کی جورو ہی خصم نے تیرے سب کچھ سکھا دیا ہی یہان بھی کوئی موم کا نہین ہی ملکہ حیرت نے
جواب دیا ای بہار تیری قضا میرے ہی ہاتھ سے ہی اتنا فقط پاس ہی کہ برادری والے کہینگے بہن
کو بہن نے مار ڈالا اور خیال اسکا بھی آجاتا ہی کہ ہم نے اور تو نے ایک پیٹ مین پانون پھیلائے ہین
ایک مان کا دودھ پیا ہی کیا دنیا کا خون سفید ہوا ہی کہ چھوٹی ہو کر بڑون سے منھ چڑھتی ہی چل ہٹ سامنے
سے آج مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ملکہ حیرت نے ایک نارنج سحر اُٹھا کر مارا کہ دس بارہ ہزار
بہار کے سر پھٹ گئے ڈھیر ہو گئے سیاہ گلشن جہان ہوئین غصے سے رنگ زرد ہوے ملکہ بہار نے

چہرہ مثل گلاب کے پھول کے سرخ ہو گیا فوراً گلدستہ اٹھا کر مارا اور کہا ای ہمشیرہ صاحبہ بجا الامر فوق الادب جب تک ملکہ حیرت جادو سنبھلے گلدستہ قریب سر ملکہ حیرت جادو شق ہوا ہوا سے سرخ چلی ملکہ حیرت جھوم گئی ایک پھول سر پر طاؤس کے پڑا مثل طاؤس آتشبازی کے جلنے لگا ملکہ حیرت طاؤس سے کود ی جھولی سے شیشہ آب دمیدہ سحر نکالکر اپنے منھ پر چھینٹا دیا سحر بہار کا دفع ہو گیا مگر سو دو سو جادوگر ملکہ حیرت جادو کے گریبان پھاڑ کر دیوانے ہوئے ملکہ بہار نے ابرو سے اشارہ کیا اشعار عشق آمیز پڑھکر اپنے گلے کاٹ ڈالے ملکہ حیرت نے غصے مین چاہا کہ ملکہ بہار گلعذار پر جا پڑے بیچ مین ہلال سحر افگن لشکر لیکر آگئی خوب اُس مقام پر سحر ہوئے ملکہ حیرت سب کو جواب دیتی جاتی تھی ہر طرف شور قیامت برپا ہی سحر ہر ایک کا چل رہا ہی ہر غول آتش سحر سے جل رہا ہی لیکن صمصام بد انجام غرق دریائے سحر جوش مین کھڑا ہوا اڑ رہا ہی جس غول پر جا پڑا کسی پر گرز کسی پر تیغ مار دیا اتنا بڑا زبردست ہی کہ اگر کوئی جادوگر سنبھلا اڑتا ہوا صمصام بگڑا ہم پر جا پڑا اور صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش پر ہاتھ تلوار کا مارا اُس بیچارے نے کلائی پہنائی ہاتھ ڈالدیا تیغہ چھینکر پھینکا کمر مین ہاتھ ڈالکر یا سامری کہکے زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا ہزار ہا ساحران نامی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے بہت مارے گئے مثل فیل مست پامال کرتا ہوا جاتا ہی خنجر بار جادو انکا رفیق قدیم ہی داد مردی و مردانگی کی دے رہا ہی ہر غول مین بڑھکر اٹھتا ہی جب صمصام آواز دیتا ہی ای رفیق من وای صف شکن ای خنجر بار جادو اپنے کو مجھ تک پہونچا دُ بیچارا حاضر کہکے غول سے نکلتا ہی قریب صمصام آجاتا ہی جو شے صمصام مانگتا ہی یہ دے دیتا ہی مثل باش کے دانے ترنج یا نارنج وغیرہ ہر شے اسباب سحر سے اپنے پاس موجود رکھتا ہی صمصام آفرین کہکے پھر لڑنے لگتا ہی ملکہ مجلس جادو واسطے ملکہ بُران شمشیر زن کے مینہ سپری بلوے مین ملکہ بُران کو جانے نہین دیتی ہی ہر بلا کو اپنے سر پر لیتی ہی اب جو دو لشکرون مین قیامت کے سحر ہونے لگے حیرت جادو بھی شریک ہی کئی لاکھ جادوگرون کا کھیت جانبین مین ہو چکا ہی صمصام نے آگ برسائی ہی کیسے روکے نہین رکتا ہی جسے تو کا اسپر جا پڑا کمنی سے بیچارا کی خون ٹپک رہا ہی لخلخے خون کے تلوار پر جمے ہین چہرہ سیہ کار کا غصے سے سرخ ہی دیو خصال مریخ مثال فوج ملکہ مہرخ سحر چشم کو پامال کر رہا ہی کسی کو آتش سحر سے جلایا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا اس جوش و خروش مین بیچارا بڑھا ہی جاتا

ہی ملکہ بران تیغ شیر زن پر جا پڑون دختر کوکب سے دل کھول کر لڑون ہر سردار سینے کو سپر کرتا ہی دم محبت کا ملکہ بران کی بھرتا ہی صمصام بد انجام فوج کو آواز دے رہا ہی ہان یارو جانبازی کرو ایک ایک کو خلعت و جاگیر سے سرفراز کرونگا تمھاری جرأت پر ناز کرونگا افراسیاب ایسا قدردان ملا ہی جوہر شناس نیک اساس خود صاحب شمشیر و سپر ہی آفتاب اقبال اُسکا اوج پر ہی طلسم نور افشان کے تباہ کرنے کی کوشش مین ہی کوکب روشن ضمیر کا ستارہ گردش مین ہی ایسے کلمات مہملات جو اسکی زبان سے نکلے اور نمک خواران ملکہ بران نے سنے ایک ایک کو غصّہ آیا دریائے جرأت نے جوش مارا بہرام سرفروش ملکہ بران تیغ شیر زن مین سے ہی صاحب لیاقت شیر بیشۂ جرأت تیغہ کھینچکر صمصام پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا شعر زبان درکش و تیغ کش از غلاف ٭ کہ جائے سخن نیست دشت مصاف ٭ یہ میدان کارزار ہی بیہودہ بکنا بیکار ہی افراسیاب تیرا کیا قدردان باپ دادا نے تیرے خوان نعمت شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے پرورش پائی او نمک حرام بد انجام تونے یہ کیا خوب خیر خواہی دکھائی ایسے کلمات کہتے ہوئے شرم نہ آئی یہ جو نعرہ شیرانہ بہرام سرفروش نے کیا صمصام غصّے مین جا پڑا بہرام نے گولہ مارا یہ مردود تو بلائے روزگار ہی اپنی چھنگلیا تراش کر گولے پر خون مارا کہا اپنا بھوگ لے دشمن کو شکست دے وہ گولہ اُلٹا پلٹا مثل شعلۂ جوالہ کے گویا تیر کے مُنھ سے نکلا بہرام نے ہرچند رد سحر پڑھا مگر وہ گولہ نکا سر پر اس خیر خواہ کے ایسا پڑا کہ وہ قبول جان بحق تسلیم ہوا یہ معاملہ جو ملکہ مجلس جادو نے دیکھا کہ ایسا سردار نامی مارا گیا پنجہ کلی لے کر صمصام پر برس پڑی کلی ہاتھ مارے پنجے سے ہر مرتبہ شعلے نکلتے تھے صمصام تو اپنے تئین بچاتا تھا جادوگر صمصام کے قریب جو تھے کئی سو جلے بیدم ہوئے رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوے صمصام نے ایک ماش کا دانہ سحر پڑھکے پنجہ کلی پر مجلس کے مارا پنجہ مجلس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ملکہ مجلس نے جھولی مین ہاتھ ڈالا چاہا دوسرا پنجہ نکالون صمصام نے بتعجیل تمام تیغہ سحر باسامری یا جمشید کہکے سر پر ملکہ مجلس کے مارا مجلس نے سپر سحر کی پناہ لی مگر سپر ایسی جلدی کٹی گویا وصل کی شب تھی سپر کو کاٹ کر تیغہ سر پر ٹھہرا سر اُسکا زخمی ہوا ملکہ مجلس دریائے خون مین نہا گئی غش آنے لگے دل ضعف سے تھرانے لگا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نے چاہا مجلس جادو کا سر کاٹ لون ہمارے تاجدار کی مین جا پڑی لنکا - ۱۱ دنکھو اِم کیا کرتا ہی یہ کہکر کچھ ماش کے دانے مار

اُس مقام پر اندھیرا ہوگیا اُسی تاریکی مین ملکہ مجلس جادو کو ہٹا لیا صمصام نے اندھیرے کو
مشعل سحر جلا کر دفع کیا اُستادان سخنور نے بیان کیا ہی کہ بعد زخمی ہونے مجلس کے اس زور و شور سے
تلوار چلی کہ گاؤ زمین کانپتی تھی وہ قیامت کے سحر ہوئے کہ اندھیرا چھا گیا کبھی آگ برسی کبھی لکہ ابر
سیاہ چھا گیا کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑکتے تھے رعد کی گرج برق کی چمک کمانون کی کڑک عقاب طیر
اُڑتے پھرتے تھے سر زمین پر کٹ کٹ کر گرتے تھے کسی کا سینہ تیرون سے غربال ہوا کوئی زیر سُم
اسپان پامال ہوا تمام دشت خون سے لال ہوا صمصام بد انجام نے اُسوقت ایک ردی کا
گالا جھولی سے نکالا سحر پڑھکر اُسپر کچھ پانی ڈالا وہ ابر ہوکر بلند ہوا ایسا اندھیرا چھایا صاف ظاہر ہوتا
تھا کہ شب تیرہ و تار ہی شب فراق عاشق سے مثال دون یا خال چہرۂ زنگی کہون تاریکی پردۂ ظلمات
سامنے اُس اندھیرے کے مات اُس اندھیرے مین صمصام نے جست کی تحریر کرچکا ہون کہ ملکہ
بُرّان نقلی یا اصلی ایک نخل کے سایے مین ماش کے دانے ترنج نارنج پھینک رہی ہی کہ صمصام
اُسی مقام پر پہونچا نعرہ کیا او دختر کوکب کہان جاتی ہی بس بران نے جو سر اُٹھا کر صمصام کو دیکھا
قصد ہوا کہ بھاگ جاؤن مگر صمصام کب جانے دیتا ہی ایک دوہتڑ زمین پر مارا بران لڑکھڑا کے
تھم گئی گویا زمین پر مثل نقش کف پا جم گئی ایسی سحر صمصام مین پھنسی کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکی
صمصام نے نیمچہ قتل ملکہ بُرّان کرنے کھینچا مثل برق کے تڑپ کر ابر نیام سے نکلا اتنے عرصے مین
سرداران مہرخ و ملکہ بُرّان نے شعلہ چمکا کر اُس تاریکی کو دفع کیا ہی اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا صمصام
کو قریب ملکہ بُرّان پایا بدحواس دوڑے وہان صمصام بالکل قریب تھا بُرّان نے جوڑے سے
اختر مروارید نکالا سینے پر صمصام کے پھینک مارا وہ مثل موم ہوکر زمین پر گر پڑا اپنا فعل قدیم نہ کیا
اودھر صمصام کا نیمچہ چل گیا ملکہ بران شمشیر زن نے تھرا کر سپر سحر کو اُٹھایا نیمچہ تڑپ کے گرا سپر کٹی اُسپر
بھی بُرّان نے چاہا کہ سپر کو پھینک کر بھاگون لیکن قدم نہ اُٹھا نیمچے کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ مع سر قلم
ہوکے زمین پر گرا غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری شروع ہونے لگی لاش
ملکہ بُرّان کا زمین پر گرکے تڑپنا معلوم ہوا ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر گرا ہی صمصام نے تو نعرہ کیا
وہ مارا مین نے چراغ طلسم زر افشان گل کردیا شمع انجمن کوکب کو بجھایا اُس وقت ملازمان
کوکب و ملکہ مہرخ نے ایسا شور گریہ و زاری بلند کیا اور کوے ترنج نارنج طرف صمصام کے پھینکے

کہ ہنگامہ قیامت بپا ہو گیا آواز کسی نے دشمنی کو مرنے پر ملکہ بُران شمشیر زن کے کیا صدا آئی
دستور ہی کہ جو جادوگر قتل ہوتا ہی بیر اُسی کے نام کی آواز دیتے ہین کہ مارا فلان جادوگر کہ اس
ہنگامے مین کس کے ہوش و درست تھے کہ اس آواز کو سنتا کہ بیرون نے کیا کہا ہر جادوگر
بدحواس ہو گیا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی بیت گر پیر نود سالہ بمیرد عجب نیست وہ این ماتم
سخت ست کہ گویند جوان مردہ ای آفتاب عالمتاب آسمان کوکب روشنضمیر اسوقت تو
غروب ہوا طلسم نورافشان مین اندھیرا ہو گیا جب اُس شہنشاہ عالیجاہ کو خبر ہوگی تیرے
غم مین دیوانہ ہو جائیگا خدا اس عمر کا قتل نہ کاٹے کسی مان باپ کے دل کو یہ صدمہ نہ پہونچے
کیونکر وہ بہادر صبر کرے گا کیا کلیجے دل پر جبر کرے گا غرض یہ روتے ہوئے گریبان چاک چہرہ زخمی
خاک صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش پر جا پڑے اُسکی فوج بھی جانبازی مین
مصروف ہوئی اُدھر ملکہ حیرت جادو نے اپنی فوج کو للکار دیا کہ ارے صمصام ایسے خیرخواہ کو
دشمنون سے بچاؤ ہر فرد و بشر اسوقت جان دینے پر آمادہ ہو صمصام نگہرام کے قتل کرنے کی فکر ہی
ہر غول مین یہی ذکر ہی کہ یارو ملکہ بُران شمشیر زن قتل ہو گئی اس نگہرام صمصام بدانجام کو بھی زندہ
نہ چھوڑو ہرگز شہنشاہ اسکے قتل سے نہ خوشنود لشکر حیرت جادو کا بڑھا جنگ عظیم واقع ہوئی اسوقت
اس قدر سحر و ساحری کا ہنگامہ برپا تھا کہ قدم رکھنا ہر شخص کو دشوار تھا کشمکش فوج سے تل دھرنے کو میدان
مین جگہ خالی نہ تھی ہر چند صمصام سحر کا سب کے جواب دیتا جاتا ہی مگر بدحواس عالم یاس قتل
کرکے بُران کو پچھتایا ہی کہ اب میری جان ان سب سے کیونکر بچے گی دل مین خیال کرتا ہی کدھر
جاؤن کیونکر اپنی جان بچاؤن اسی تردد و انتشار مین تھا کہ پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی ای شہنشاہ
ای شہنشاہ واہ واہ آپکا کیا کہنا رفیق جانباز خنجر بار جادو حاضر ہی مگر اس مقام پہ سر ہتیلی پر رکھکر
آیا ہون یہ گرے وغیرہ جلد لیجیے صمصام نے جو پلٹ کے دیکھا اپنے دوست صادق محب واثق
خنجر بار جادو کو دیکھا کہ بیچ نخل سے لپٹا کھڑا ہی تمام لباس پارہ پارہ پشت و پہلو پہ زخم ہین خون کے
فوارے جسم سے نکل رہے ہین آتش سحر سے آبلے مُنہ پر پڑے ہین صمصام نے کہا ای دوست
جانی واہ کیا کہنا لا اسباب سحر دے خنجر بار جادو نے کچھ گرے کچھ ترنج نارنج جلدی صمصام کو
دیے اور گھبرا کر کہا ای شہنشاہ آج آپ کو سامری و جمشید بچائین دشمن سب مارے جائین

جس نیچے سے ملکہ بُرّان کو قتل کیا ہی جلدی مجھے دے دیجیے خون تو پاک کر دون پھر زیب کر لیجیے صمصام نے اُس پریشانی مین نیچہ خنجر بار جادو کو دے دیا اور آپ کسی ساحر پر پلٹ کے گولہ مارا بعد قتل کرنے اُس ساحر کے پھر پلٹا اور کہا ای برادر خنجر بار جادو نیچہ لاؤ کچھ آواز نہ آئی چہار جانب پریشان ہوکر دیکھنے لگا خنجر بار جادو کا نشان بھی نہ پایا نیچے کو خون سے پاک کرتا ہوگا یا کسی غول پر جادوگرون کے جا پڑا ہوگا یہ تو سمجھا اس خیال مین ہی لیکن ناظرین والا مقام پر ظاہر ہوکہ رات کو ارسطو فطرت لقمان حکمت نہنگ بحر عیاری وہزبر دشت طراری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار نے یہ کار نمایان کیا تھا کہ ملکہ بُرّان شمشیر زن کو خیمے مین تنہا پاکر بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا تھا اور ایک جادوگرنی رہنے والی ملک عنظلی آباد کی موسوم بہ گلنار جادو مدت مدید عہد بعید سے زنبیل مین عمرو کی قید ہی اُسکو نکالکر شکل ملکہ بُرّان بنا دیا تھا اور بخوبی سمجھا دیا تھا کہ تجکو ملکہ برّان شمشیر زن دختر کوکب روشنضمیر کا مرتبہ اور صورت سامری و جمشید نے عطا فرمائی ہی آج روز تخت پر سوار ہو اکرا لاکھون ملازم تیرے سامنے رہینگے سب تجکو ملکہ برّان شمشیر زن کہینگے اور معرکۂ جنگ و جدال ہی جسپر ہو سکے سحر کرنا قتل مین دشمن کے مصروف رہنا ہر چند کہ تیرے سردار ایسے زبردست ہین کہ جنکے سحر سے سامری و جمشید بھی پست ہین وہ سب تجپر اپنا سینہ سپر کرینگے تجکو نہ لڑنے دینگے مگر بادشاہ لشکر کو سرپرستی اپنے ملازمون کی ضرور ہی یہ سب باتین سمجھا کر خوب اُسکو پکا کر دیا تھا پس وہی گلنار جادو بصورت ملکہ برّان شمشیر زن میدان رزم مین آئی تھی حرکات روزمرہ مین اسی وجہ سے فرق تھا صرصر شمشیر زن نے اسی وجہ سے ملکہ حیرت جادو سے ذکر کیا تھا ملکہ حیرت کو خیال ہوا اب خواجہ عمرو نے لڑائی مین دیکھا کہ صمصام جنگ آزما سے خونریز تندوپوش کا خنجر بار جادو بڑا رفیق ہی بدل و جان شفیق ہی اُسکی شکل بنکر عین گرمی جنگ مین نیچہ ہاتھ سے صمصام بدانجام سے لیا جیسا کہ راقم نے قبل اسکے تحریر کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نیچہ لیکر بھاگا ایک درہ کوہ مین آکر ملکہ برّان شمشیر زن کو زنبیل سے نکالا برّان شمشیر زن نے گھبرا کر پوچھا ای عمر نامدار یہ کونسا مقام ہی یہ آوازین ہا ہو کی کیسی بلند ہین جادوگرون کے مرنے کی کیسی صدا آتی ہی کیون اس وقت زمین تھراتی ہی خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا لفظاً لفظاً سامنے برّان شمشیر زن کے بیان کیا اور کہا بیٹا صمصام بدانجام تجکو اس طرح قتل بھی کر چکا مین خنجر بار جادو

بنکر یہ نیچہ لایا ملکہ برّان شمشیر زن یہ سنکے خوشی سے باغ باغ ہو گئی مثل گل کے شگفتہ ہوئی گلے مین خواجہ عمرو کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا آپ نے میری جان بخشی کی اگر آپکا قدم درمیان نہو تا تو بری مشکل تھی مین تو اپنے نزدیک مردون مین داخل تھی آپ کے تصدق مین روح تازہ پائی زنبیل کی کیفیت دیکھ آئی حضور جب مین داخل زنبیل ہوئی شب تو نہین معلوم کس طرح سے گذری صبح کو جو خواب سے بیدار ہوئی دیکھا گرد کنیزان زرین پوش برائے خدمتگذاری حاضر ہین ایک قصر رفیع وسیع نہایت آراستہ فرش و شیشہ آلات سے پیراستہ مین نے تخت جواہر نگار پر اپنے کو پایا میری آنکھ کھلتے ہی کنیزون مین بسم اللہ بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی ایک نے آواز دی ملکۂ عالم بیدار ہوئین آفتابہ جواہر نگار طشت مرصع کار لا کے حاضر کیا مین نے پوچھا صاحبو تم کون ہو یہ کون مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے یہان کا کون بادشاہ فلک احتشام ہے سب نے عرض کی حضور ہم سب آپکی لونڈیان ہین بادشاہ یہان کا خواجہ عمرو ایسا جلیل ہے ای ملکۂ عالم یہ شہنشاہ اوج عیاری کی زنبیل ہے آپ ہاتھ منھ دھوئین خاصہ نوش کرین جس چیز کی خواہش ہو ارشاد فرمائین فوراً خدمت مین لائین ہم پر شہنشاہ اوج عیاری دہر پر دشت طراری کی تاکید ہے یہ کلمہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے نور نظر پارۂ جگر کا زنبیل مین داخلہ ہے خبردار ہوشیار کسی طرح اسکو تکلیف ہونے پائے ورنہ ہزار معقول دونگا مارے کوڑون کے کھال کھینچ لونگا خدا نہ کرے ہمارے پیر و مرشد کو غصہ آئے اُنکے قہر و جلال کی کون تاب لائے بس حضور بلا تکلف جو خواہش دل ہو ارشاد فرمائیے جب زنبیل سے تشریف لیجائیے گا ہماری خدمتگذاری کے اوصاف روبروے خواجہ عمرو زبان پر لائیے گا ای عمر نامدار مین نے ہاتھ منھ دھویا خاصہ عمدہ تناول کیا اُن سب نے کہا حضور واسطے سیر کے بیرون قصر تشریف لیچلیے مین ہوا دار پر سوار ہو کے باہر آئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا صدہا قلعہ بنا ہوا ہے ملک آباد رعایا دلشاد صاحب لیاقت سب مرد و زن شرفا نجبا کا مسکن ایک سمت ہزارہا مزدور ساحر و غیر ساحر سر پر ٹوکریان رکھے ایک پشتہ تیار کر رہے ہین میٹ اُن سب کا افسر کالا سونٹا اُسکے ہاتھ مین غصہ بات بات مین مزدور ذرا دم کا اُسکے چوتڑ پر دھڑاک سے سونٹا پڑا مزدور بلبلا گیا مگر کیا مجال جو منھ سے اُف کر سکے بہت سے جادوگر مین نے پہچانے طلسم ہوش ربا کے بھی اُسمین شریک تھے ٹوکریان ڈھو رہے تھے اپنے نصیبون کو رو رہے تھے اُدھر سے مین پہنچی قریب دریا کے پہونچی ایک

بجرا طاؤس چہرہ مانجھی لیکر حاضر ہوا اُسپر مسند دنگل کرپان قاعدے سے آراستہ قصد کیا کہ بجرے پر سوار
ہون جاکر نظارہ کھیلون یا مچھلی کے شکار مین مصروف ہون یکایک پمہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین یہ
کہتی ہوئی کہ ملکہ بُرّان شمشیرزن کو شاہ عمرو یاد فرماتے ہین میری آنکھ پھر بند ہو گئی اب جو ہوشیار ہوئی
آپ کو دیکھا نہین معلوم اُس مقام دلچسپ سے کیونکر آئی براے خدا مجکو وہین بھیجدیجیے خواجہ
عمرو نے کہا اے نور نظر یہ وقت سیر و شکار کا نہین ہے تمھاری ہم شبیہ کا لاشہ میدان کارزار مین پڑا
ہے سحر صمصام کا چل رہا ہے صدہا نخل جل رہا ہے دھنوان زمین سے نکل رہا ہے ایسا نہو ملکہ مجلس
جادو وغیرہ اپنی اپنی جانین دیدین خود اس رنج و ملال مین اپنے گلے کاٹ ڈالین بس چلو شریک
جنگ ہو اور وہان یہ پنجہ ہاتھ مین لیلو ملکہ بُرّان شمشیرزن نے کہا اب اس پنجے کو آپ اپنے ہی
پاس رکھیے ایسا نہو کسی دشمن کے ہاتھ آجائے آپکی محنت برباد ہو خواجہ عمرو نے یہ سنکر پنجہ مذکور
نذر زنبیل کیا ملکہ بُرّان شمشیرزن نے دستک دی ایک ہنس مثل مرکب باد رفتار ساز و یراق سے
آراستہ سامنے ملکہ بُرّان شمشیرزن کے آیا ملکہ بران اُس ہنس پر سوار ہوئین آمادۂ حرب و پیکار
ہوئین ہنس اُڑتا ہوا جانب میدان کارزار چلا ایک طرف سے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھکر روانہ ہوئے
یہان میدان کارزار مین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار و مجلس
وغیرہ بڑی بڑی جانبازیان دکھا رہی ہین صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بھی بڑے
زور و شور سے لڑ رہا ہے ایک طرف سے ملکہ حیرت جادو نے گولون کی بوچھار کر دی ہے اہل
اسلام کے پیر اسوجہ سے اُکھڑ چکے ہین کہ لاشہ ملکہ بُرّان شمشیرزن دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا ہے زبانین
کثرت غم و الم سے بند ہوئی جاتی ہین اسباب سحر ہاتھون سے گر رہے ہین کہتے کچھ ہین منھ سے
نکلتا کچھ ہے آتش صدمۂ مرگ ملکہ بُرّان شمشیرزن سے کلیجہ سب کا جل رہا ہے اپنے پٹھاونک واسطے
آئے ہین ملازمان ملکہ حیرت جادو و صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بڑھ آئے
ہین ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و ملکہ مجلس جادو و ملکہ اختر مروارید وغیرہ سب نے
دست دعا بلند کیے ہین اور اس طرح دعا مین مصروف ہین کہ اے بنانے والے طلسم عالم کے
بدفعت حیرت و صمصام نگو اہم سے ہمکو بچالے اشعار

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
دعائے کند من کنم مستجاب
چو عاجز ہا شندہ دانم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا

ای خالق بے نیاز رب کارساز مالک حقیقی معبود تحقیقی اسوقت سوائے تیرے کس سے
عرض کرین سوائے تیرے کون معین و مددگار ہی ہر ایک بندہ تیرا اسوقت مجبور و ناچار ہی
چہار سمت سے ہم پر باران تیر سحر کی بوچھار ہی تو ستار و غفار ہی دعا ان سب کی پوری ہونے
پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان سے برق
چمک کر زمین پر گری آواز آئی باشید ای کفاران بحیا و ای ساحران پُر دغا ہر کہ داند داند
و ہر کہ نداند بشناسد نعرہ ملکہ بُران شمشیرزن ستم دختر کوکب صف شکن و منم ملکہ بران شمشیرزن
یہ نعرہ کر کے وہین سے ایک چھترا ہوائی کے داؤن کا سحر پڑھ کے مارا ہر چند ساحرون نے
آنکھ چرائی رد سحر پڑھے مگر کچھ نو اگلی ہزار ساحر جل کے خاک ہوئے بحیاؤن کے قصے پاک
ہوئے مگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کی نظر جو جمال آفتاب مثال ملکہ بران
پر پڑی ہوش اُڑ گئے کہ ای صمصام یہ کیا معرکہ ہوا مردہ زندہ ہوا اُسوقت غریو لشکر کفار اور
لشکر اسلام کا کیا تحریر کرون وہ ماہ تابان چہار طرف سے انگشت نما ملکہ مجلس جادو باوصف
زخم سے پڑی تھی گرد کنیزین مگس رانی کر رہی تھین مگر ملکہ بران شمشیرزن کو جو نعرہ کر کے گرتے
ہوئے دیکھا فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی پٹی مرہم جمشیدی کی سر پر چڑھائی مادر مہربان کہتی ہوئی
دوڑی ہر ایک ساحر ملازمان ملکہ بُران شمشیرزن جو مورچون مین دبے ہوئے پڑے تھے
مثل فیل مست جھومتے ہوئے اُٹھے اور خوش ہو کر لڑنے مین مصروف ہو گئے ملکہ حیرت جادو
بھی حیران سمت ملکہ بُران شمشیرزن نگران اور اپنی وزیر زادیون سے کہتی ہی کہ صاحبو یہ کیا معاملہ
ہی کیا میری نگاہ مین فرق آ گیا حقیقت مین یہ ملکہ بُران شمشیرزن لڑ رہی ہی سب عرض کرتے
ہین کہ حضور ہماری عقلون مین خود فتور ہی کہ یہ کیا ہو گیا مسلمانون کے مقدمات کچھ ذہن مین
نہین آتے ایک بات سے دل کو تسکین ہی ملکہ بُران شمشیرزن کے زندہ ہونے کا یقین ہی
میان بختیارک صاحب شیطان جو حضور کے یہان دعوت مین آئے تھے اُنھون نے
ایسے فقرے سنائے تھے کہ ہم نے مسلمانون کو مرتے نہین دیکھا اگر مر جاتے ہین تو خود اُنکو کوئی صورت
زندگی کی نکل آتی ہی وہ کیفیت حضور آج آنکھون سے دیکھی کہ مردہ زندون کو قتل کر رہا ہی
ملکہ حیرت جادو نے کہا بعضی بات ایسی ہوتی ہی کہ اُسکا مُنھ سے نکالنا مناسب نہین حصہ

نے پہلے ہی کہا تھا کہ حضور یہ ملکہ بُران شمشیر زن نہین معلوم ہوتی لیکن مین نے نہ مانا اب اُسکا
قول کرسی نشین ہوا اور مردہ تو اب بھی زمین پر پڑا ہی بڑی حیرت تو یہی ہی ایک بُران زندہ
ایک مردہ ایک ہی میدان مین دونون صورتین ظاہر ہین اس بھید سے سامری و جمشید ہی
ماہر ہین لیکن اگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے ہاتھ سے بچ گئی ہی تو اس چھوکری
کی قضا میرے ہاتھ سے ہی یہ کہکر غصے مین جا بڑی سحر کرنے لگی اُدھر صمصام بد انجام کا تو حیرت
سے خون خشک ہو گیا ہی سحر تو کر رہا ہی مگر رنگ زرد متغیر ہی قضائے کار خنجر بار جادو اڑتا ہوا سامنے
صمصام نکھرام کے پہونچا صمصام نے آواز دی ای برادر خنجر بار جادو نیچہ جلدی لاؤ
اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ شاید میرا ہاتھ اوچھا پڑا ملکہ بُران اُس طرف لڑ رہی ہی خنجر بار جادو اڑتا ہوا
قریب صمصام بد انجام آیا جس نیچے سے لڑ رہا تھا کہا نیچہ لیجیے حاضر ہی صمصام نے کہا اسوقت
دل لگی نہ کر نیچہ قتل ملکہ بُران شمشیر زن مجکو دو میری جان پر بنی ہی ساری سحر و ساحری بھول
گئی ہی سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی ہی اپنے بندون کے دشمن ہین مسلمان گالیان
دیتے ہین اُنپر مہربان ہین دیکھو ابھی مردہ ملکہ بُران شمشیر زن کو جلا دیا یہ خداوندلقا کی اُلٹی
تقدیر ہی یہ بیہودہ اُنھین کی تدبیر ہی مگر اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی بموجب مثل
زدہ را بتوان زد خنجر بار جادو نے جواب دیا بہت بجا ارشاد ہوا ہاتھ آپ کا جلدی مین اوچھا
پڑا ہوگا ابکی ہمکو ہاتھ لگائیے گا مگر نیچہ قتل ملکہ بُران آپ مجھسے کیا طلب فرماتے ہین حضور
نے نیچہ طلب فرمایا جو میرے قبضے مین تھا وہ نیچہ حاضر کیا صمصام ناکام نے کہا کچھ سٹری تو
نہین ہو گیا ہی میرے ساتھ مسخرا پن کرتا ہی خنجر بار جادو نے کہا ہان ہان ای شہریار دراز زبان
کور دیکھیے ہم مرد سپاہی ہین ہمکو کلمۂ سخت کی برداشت نہین ہی مین نے اسوقت آپکے نمک کا
پاس کیا ورنہ زبان تیغ سے جواب دیتا جو سٹری دیوانہ ہوتا ہی وہ اور دون کو مثل اپنے سمجھتا ہی
آپ کے ساتھ بڑے زخم اُٹھائے گرمی جنگ مین اسباب سحر آپ کو پہونچائے اُسکا انعام
مل گیا جائیے دشمنون سے لڑیے دیکھیے ابھی ملکہ بُران شمشیر زن نے آپ کے لشکر کے دو ہزار
ساحر قتل کر ڈالے دیکھیے وہ ملکہ بہار گلعذار کا گلدستہ جلا وہ ملکہ مہرخ سحر چشم نے گرد بار اودیکھیے
وہ غول ساحرون کا تاثیر سحر بہار سے دیوانہ وار آپے سے باہر ہوا اپنے اپنے گلون پر تلوار دینے

رکھتے ہین خود اپنے گلے کاٹا چاہتے ہین دیکھیے وہ ملکہ مہرخ سحر چشم کے گُرگے سے صد ہا کے
سر پھٹ گئے جلد باران سحر برسائیے جو بیچارے مسحور ہین انکو ہوش مین لائیے ان باتون کو سُنکر
اُڑتا ہوا گھبرا گیا پھر خنجر بار جادو سے باشتی پیش آیا کہا بھائی خنجر بار جادو کلمۂ سخت جو میرے مُنھ سے
نکل گیا ہو اُسے معاف کرو اور معرکے مین تیغ کے انکار کرکے میرے گلے پر تلوار نہ پھیرو ای بھائی جو
تمھارے دل مین خیال ہی وہ بالکل امر محال ہی تم اسواسطے تیغ قتل ملکہ بُران شمشیر زن نہین دیتے
ہو کہ مین اپنے ہاتھ سے ملکہ بُران کو قتل کرون اس طلسم ہوش ربا مین نام روشن ہو تم حقیقت
مین اپنے وقت کے رستم ہو مگر یہ شرف میری ذات پر موقوف ہی دوسرا اگر اس محال کا قصد کرے
تو سراسر بیوقوف ہی تمھارے ہاتھ سے وہ تیغ جوہر ذاتی نہ دکھلائے گا کند ہو جائیگا سواے ذلت
و ندامت کیا ہاتھ آئے گا ملکہ بُران شمشیر زن تمکو بذلت آتش قہر و غضب سے پھونک دیگی سرکشی
کا بدلہ لیگی یہ تقریر نامعقول صمصام مجہول کی سُنکر خنجر بار جادو غصے سے کانپنے لگا اور ضبط کرکے
کہا کہ حضور آپ اپنے ہوش مین ہین یا خواب خرگوش مین ہین کیسا تیغ کیسی تلوار خیر خواہ کا نام
کیا کم مشہور ہی اسوقت آپ کو ناحق کا غرور ہی مین نے تیغ کب آپ سے لیا آپ نے مجھکو کب دیا
صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش نے کہا کیون بے مکرا جاتا ہی بادشاہون سے زبان
لڑاتا ہی جب مین ملکہ بُران کو قتل کرچکا تھا تو نے یہ کہکر تیغ مانگا کہ لائیے مین خون پاک کردون مین نے
دیدیا کہ میرا خیر خواہ ہی مین نہ جانتا تھا کہ سیہ رو میری جان کا عدو ہوگا معلوم ہوا تیری قضا درپیش
ہی جلد تیغ دے ناحق تجکو پس و پیش ہی ایک ہاتھ مار دونگا سر تیرا گرہ کھاتا پھریگا یہ کہکر تلوار کھینچکر
طرف خنجر بار جادو کے چلا خنجر بار جادو نے پیچھے ہٹ کر گولا مارا صمصام نے سحر پڑھکر اس گولے
کو روک لیا اور آواز دی کہ دیکھو اب بھی خیر ہی تیغ دیدے اپنی جان کو غنیمت جان ہوس منصب
و جاگیر مین اپنے تئین ضائع نکر میرے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہو کے نہ مر خنجر بار جادو نے جواب دیا
کہ او نمک حرام افسوس تیری رفاقت مین مین بھی نمک حرام ہوا آخر یہ انجام ہوا ہزار حیف کہ مثل سعید
نوجوان جاکر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے ملتا تیغ چہار ز دکھلاتا تمام طلسم نور افشان مین مثل آفتاب
عالمتاب نام روشن ہوتا اُسکا دوست تیرا دشمن ہوتا جیسا کیا ویسا پایا جو نوشتۂ تقدیر تھا وہ پیش آیا
خود کردہ را درمان نیست خنجر بار جادو تو ایسے ویسے کلمات جرأت آیات کہکر رو رہا ہی اشکون سے

سنو دھو رہا ہو اور یہ اشعار مصیبت خیز حسب حال پر ملال زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

او آسمان سمجھ کے ذرا کچھ ملال دے
کیونکر کسی کے دلمین کوئی دکھ ڈال دے
تشنہ کوئی رہرو صحرائے درد و غم
جلادی کر مین قلق ہاتھ ڈال دے

ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
اسکی جفا دن ہین مجھ فائین مری ہو
کانٹا ہمارے سنگ جگر سے نکال دے

جتنی محبت آپ نے سے ہی ہمکو انھین نہین
یا تو مقرر ہو یا وہ جواب سوال دے
اب تک امید قتل ہے جی مین ہی جلک آج

صمصام نے کہا او بیحیا اس حکایت و شکایت سے کیا حاصل

او جاہل اجل مطلب کی بات زبان پر لا دل مین نہ شرما یہ بچھ کے دیدے مین جا کر ملکہ بران شمشیر زن
کو قتل کرون اُسنے زندہ ہو کر قیامت برپا کر دی ہی کیا تو نے بچہ اُسکو دیا کہ تسکین ہو گئی ہی اب تو شر
اٹھ رہی ہی لڑائی بنگڑ رہی ہی اگر تو نے بچہ بران شمشیر زن کو دیا ہی تو مجھسے صاف صاف کہدے
مین اُٹھ کر نکل جاؤن اور تدبیر کر کے آؤن تو کیون مثل تصویر خاموش ہی صاحب فہم و عقل و ہوش ہی
خنجر بار جادو نے کہا مین کیا تیری بات واہیات کا جواب دون اپنی حماقت سے اختیار مین ہون
یہ کہکر تیغہ سحر کھینچکر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش پر جھپٹا چاہا کہ ایک ہاتھ مین دو
ٹکڑے کرون صمصام نے پیچھے ہٹ کر دہن سے فولادی گرز جو ہاتھ مین تھا یا سامری کہکر
کھینچ مارا خنجر بار جادو ہر چند پیچھے ہٹا دستک دی کچھ منتر جنتر پڑھے مگر وہ گرز گویا قضا کا تھا
سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے آواز آئی مارا مجکو نام میرا خنجر بار جادو تھا بیر اُسکے غل مچانے
لگے لیکن کچھ تدبیر نہو سکی پیٹے چیخنے نکل گئے تاریکی دفع ہوئی سرداران فوج صمصام شکرام نے دیکھا
کہ لاشہ خنجر بار جادو کا پڑا ہوا تڑپ رہا ہی اور صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سر اُسکا
کاٹ رہا ہی اور غصے مین کہتا ہی جو نمک حرامی کرے گا اُسکا یہی حال کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک
دونگا سرداروں نے آپس مین کہا او غضب دیکھیے میان صمصام نے خنجر بار جادو کو اتنی
سی خطا پر مار ڈالا اس ہنگامے مین وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا ہو گا ایسے جلاد صاحب بیداد سے
ڈرنا چاہیے انکی رفاقت سے حذر کرنا چاہیے بموجب مثل دھوبی پر زور نہ چلے گدہی کے کان اینٹھے
دوسرے نے کہا بھائی صاف ظاہر ہی جسکا عمر بھر نمک کھایا اُس سے یون پھر گیا اب اس بیحیا
سے ہمکو کیا امید ہی اگر کہین اُسنے یہ لڑائی فتح کی بات بات پر ایک ایک کو قتل کریگا قضائے
کار آفت روزگار ان سب سرداروں مین ایک افسر کلان ہی نہایت صاحب شوکت و شان ہی

جوان خوش رو موسوم بہ خوشحال جادو وہ اڑتا ہوا ایک پرے سے نکلا اپنے ساتھ والے پچاس
افسران نامی کو دیکھا کہ ایک شخص کے سامنے مین کھڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہین کوئی انگشت
حیرت بدندان کوئی بصورت آئینہ حیران کوئی شکل زلف پریشان رنگ رو متغیر حربہ ہائے سحر ہاتھون
لیے آپس مین کچھ صلاح کر رہے ہین خوشحال جادو سب کے قریب آیا کہا ای بھائیو یہ وقت جنگ
وجدال ہو لڑائی سے ہاتھ کیون روکا ہی دیکھو جلوہ ہو رہا ہی ان سب کے دل غم سے بھرے ہوئے
تھے ابل پڑے کہا ای افسر تو ہی ہمارا سرپرست ہی ہم سبھون سے سحر و ساحری مین بھی زبردست
ہی کچھ آپ پر جوہر صمصام نمک حرام کے بھی کھلے اپنے ولی نعمت سے یون پھرا اس وقت
خنجر بار جادو کو بھی بچھاڑ مارا لا یہ وہ وقت ہو کہ باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہین پہچانتا اپنی اپنی
جان و آبرو کی پڑی ہی اگر وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا تو کیا غضب ہو گیا صرف شکایت کافی تھی
ہمارے سامنے گرز فولاد کا مارا اسکا سر پھٹ گیا دیکھیے وہ لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ایسے ظالم سے کیا
امید رکھین اسکا ساتھ دیکر تھا موت کا مزا چکھین خوشحال جادو نے کہا بھائیو مین تم سب کا افسر
نہین بلکہ تابعدار ہون افسر کیا ہمالیان فوج آبرو دیتے ہین ہم تو پیشتر سے بیدل ہو رہے ہین
کیا کوکب روشن ضمیر سے منحرف ہونے پر ہم راضی تھے مجبور ہو کر ساتھ آئے اب جو کہو وہ کرین
کیا اس بچارے پاس کمی کار کھتے ہین سب نے کہا ہماری رائے یہ ہی کہ اپنے مالک قدیم کے
شریک ہو کوکب مرد سپاہی ہی مروت کا جوہر شناس قدردان صاحب لیاقت یہ حرامزادہ بے مروت
یہان یہ سب آپس مین باتین کر رہے تھے کہ دیکھا ملکہ بران شمشیر زن اس زور و شور سے لڑتی
ہوئی آتی ہی کہ زمین تھراتی ہی خوشحال نے بڑھکر سلام کیا اور کہا ای ملکہ عالم الامان ہم آپکے
نمک خوار ہین صمصام نمک حرام سے بیزار ہین غلامون کی خطا معاف فرمایے اپنے سایہ
دامن دولت مین ہم غلامون کو لیجیے ملکہ بران شمشیر زن نے ارشاد فرمایا تم سپاہی زادون کی کیا خطا
جو ہوا سو ہوا مطیع اسلام ہو بسم اللہ دشمن سے انتقام لو شہنشاہ سے مین تمھاری شفاعت کرونگی
یہ کہکر ملکہ بران شمشیر زن مصروف جنگ ہوئین ادھر خوشحال نے نعرہ کیا کہ ای بھائیو وای
نمکخواران شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جسکو نمک کا پاس ہو وہ ہمارا شریک ہو ہم نے رفاقت
صمصام نمک حرام سے منھ موڑا اس ظالم کا ساتھ چھوڑا یہ صدا سے خوشحال سنکر بارہ ہزار

ساحر ذی لیاقت شریک خوشحال جادو ہوئے ہمراہ رکاب اپنے افسر کے ہوئے اور حربہ ہائے
سحر ایک فوج صمصام و لشکر ملکہ حیرت جادو پر جا پڑے پہلے ہی حملے میں بیس ہزار جادوگر مارے
آگئے اُٹھ سب کے خوشحال نیک خو عقب میں چالیس سرداران خوشرو ایک سمت بارہ ہزار
جوانان جنگ جو سحر ساز لڑائی میں جانباز مرنے پر آمادہ صمصام کے ساتھ دینے کا حجاب خیال
تمام و ننگ زیر پر ان مرکبہائے ابلق و ہر رنگ بعد کر و فر مصروف کارزار صمصام نے
نے پلٹ کر جو یہ ہنگامہ ہوا دیکھا آواز دی ای خوشحال جادو کیوں اپنی فوج کو قتل کرتا ہی کیا اندھا ہو گیا ہی
اپنا بیگانہ نہیں پہچانتا ہی دوست کو دشمن جانتا ہی خوشحال نے جواب دیا او نمکحرام تو خود نابینا ہی اپنے
ولی نعمت سے دیدہ و دانستہ پھرا ہی او غول صحرائی اسقدر مغرور ہو رہا ہی آ آپ دختر شہنشاہ کوکب
کے قدموں پر گر خطا معاف کرا ورنہ تیرے واسطے آتش جہنم تیز ہی ہم میں ہر ایک تجھ سے آمادہ ستیز ہی
ہم تیرے دشمن ہیں جدا ایسے راہ کے لئے رہزن ہیں صمصام ناکام کے یہ تقریر سنکے ہوش اُڑ گئے
مثل بید تھرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا چاہا کہ اُڑ جاؤں جان بچا کر نکل جاؤں مگر سحر بُران سے
آگ برس رہی تھی برق گر رہی تھی کسی طرف پہاڑ شدت برف سے سفید ہو گئے ہیں طائران صحرا
پر پھیلائے پڑے ہیں ایک جانب دریا آگ کا شعلہ زن ہی زمین سے دھواں نکل رہا ہی صدہا
نخل جل رہا ہی ایک طرف سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و زلزلہ لرزان وغیرہ نے قیامت
برپا کی ہی زمین کانپ رہی ہی صمصام مثل غول بیابانی جدھر بھاگ کر جاتا ہی کسی نہ کسی سردار فوج
کو لڑتے ہوتے پاتا ہی وہاں سے بھاگ کر فوج ملکہ حیرت میں آیا ملکہ حیرت جادو ایک مقام پر
کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہی ناگاہ دیکھا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش مثل صید خائف
بھاگا ہوا آتا ہی ملکہ حیرت نے آواز دی ای صمصام نہ گھبرا میرے قریب آ آج طبقے زمین کے
ہلا دونگی مسلمانوں کو خاک میں ملا دونگی صمصام نے اُس گھبراہٹ میں جواب دیا ای ملکہ عالم
خدا آپ کو سلامت رکھے غلام کو بچائیے میری مدد کو آئیے سب سردار میرے مجھ سے پھر گئے دختر
کوکب کے شریک ہو گئے ساری میری فوج کا خاتمہ کر دیا دیکھیے میدان لاشوں سے بھر دیا
کسی طرح رُکتے نہیں چلے آتے ہیں اسوجہ سے غلام بھاگ کر آیا ہی ملکہ حیرت نے کہا اے صد قربانوش
میں کیا کسی کی پرواہ رکھتی ہوں میں سُن چکی ہوں کہ تم نے نیچا دکھایا ہی اپنی آبرو کو ڈبویا ہی عمرو خنجر باز

جبکہ تم سے نیچہ لیگیا ہوگا تم کو داغ دے گیا ہوگا صمصام نے کہا اے ملکہ عالم مین نے تو خنجر بار
اپنے رفیق کو اسی جرم پر مار ڈالا شاید اسی وجہ سے سب سردار مجھسے پھر گئے ملکہ حیرت جادو نے
کہا تم نے بہت برا کیا ہم سے یہ حال نہ کہا عیارون کے اس سے بڑھکر شعبدے ہین یہ ہمارا
ہی کلیجہ ہی کہ انکا بار عیاری اٹھاتے ہین یہ تم نے خیال کیا جسکو تم نے مارا وہ بران نہ تھی
عمرو نے کسی لونڈی کو ملکہ بران بنا کر بھیجدیا تھا یہ حال صرصر نے پہلے ہی مجھسے کہا تھا ہمکو یقین ہوا
خیر نہ گھبراؤ آج بران کو مارتی ہون ابھی جا کر للکارتی ہون تم فوج مریخ سے لڑو یہ کہکر ملکہ حیرت جادو
ملکہ بران شمشیر زن پر جا پڑی چلیپہ سحر کا نکالکر مارا بران کے شانے پر پڑا اوچھا سا زخم آیا پلٹ کر ملکہ
بران نے دیکھا کہ حیرت کا سحر تھا اسوقت کارد سحر جھولی سے نکالکر جانب ملکہ حیرت پھینک ماری
حیرت نے نشتر سے انگلی کا خون نکالا زمین پر قطرہ ڈالا کہا اے کارد سامری اپنا بھوگ لے کارد
فورا اس قطرے پر گری اور غرق زمین ہو گئی ایسے ایسے دو چار سحر ملکہ بران اور ملکہ حیرت مین
ہوئے کہ طبقے زمین کے تھرا گئے دیکھنے والون کو خوف سے غش آ گئے ملکہ حیرت نے گرما کر غصے مین
نیچہ کمر سے کھینچا ملکہ بران پر جا پڑی کلوا بھیرون کا نام لیکر وار کیا ملکہ بران شمشیر زن نے سپر سحر پر
روکا سپر کو نیچے نے کاٹا مگر تلوار ملکہ حیرت کی الجھ گئی ملکہ بران نے قہقہہ مارا کہ او حیرت ابھی
چندے سحر سیکھ اپنے دھڑے کو بلا ملکہ حیرت نے جھلا کر جھٹکا مارا نیچہ ٹوٹ گیا ملکہ بران نے
جب ملکہ حیرت کو خالی ہاتھ پایا قریب آ کر نیچہ مارا ملکہ حیرت سپر سحر نہ اٹھانے پائی تھی کہ نیچہ سر پر
حیرت کے پڑا کسی قدر زخم آیا ملکہ حیرت نے پیچھے ہٹ کر ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرائی پہلو سے ایک
پریزاد پیدا ہوئی اسنے ایک نیچہ برق مثال ہاتھ مین ملکہ حیرت جادو کے دیا اور ہاتھ سر پہ حیرت
کے پھیرا فورا زخم اچھا ہوا خون ٹپکنا موقوف ہو گیا ایک چشم زدن مین یہ سب کام ہوا اب ملکہ
حیرت جادو نے ملکہ بران کو آواز دی او دختر کوکب اب کیونکر بچے گی قضا تیری دامنگیر ہی
مثل صمصام کے مجکو نہ سمجھنا یہ نیچہ خونریز طلسمی ہی اسنے ہزارون کا گلا کاٹا ہی خون دشمنون کا
چاٹتا ہی دیکھ لے اب تک شکم اسکا خالی ہی کبھی اسکا پیٹ نہین بھرتا باڑھ اسکی جادۂ راہ عدم ہی
بہ نگاہ غور دیکھ کیا خم و خم ہی معشوق پہلو نشین گوشہ گیر شمشیر بے نظیر **قطعہ مصنف**

برش تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی	پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
واہ رے کاٹ کہ چورنگ بنا دیگا	

ایک ایک جنے کے برابر سے ہوئے چار	یہ کلمات کہکر مثل شعلۂ جوالہ ملکہ بران شمشیر زن پر جا پڑی غضبناک

دشوار کردیا ہاتھ اٹھا کر تیغہ مارا ملکہ بران شمشیر زن نے سپر کو اٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر
پڑا زخم کاری آیا سحر کرکے جنگل سر سے تیغہ کو نکالا خون بلبلا کر چہرے پر آیا بران نے اف کہکر پیچھے ہٹی بھلا
حیرت اب کب مہلت دیتی ہے سامنے سے تیغہ کے بران کو رکھ لیا پر قصد چاہتی تھی کہ ہاتھ ماروں سر بران کا
اٹھ جائے بران سحر سے پیچھے ہٹی خالی دیتی تھی اسوقت وہاں سے تلوار چلی اسطرح سے کہ ہزاروں لاشے گر گئے کوئی
جلگیا کسی پر برق گری کوئی پڑا ایڑیاں رگڑتا تھا کسی کے بدن پر سیکڑوں آبلے پڑے گرمی آتش سحر سے
جلنے لگا گھبرا کر حوض میں کود پڑا آخر پانی میں گر کر ٹھنڈا ہوا ہر چند ملکہ بران شمشیر زن دس قدم تک
پیچھے ہی ہٹی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ بران کو مہلت نہ دی یکایک پہلوے لشکر سے آواز آئی
دوڑ دو شہنشاہ طلسم ہوشربا او کیا لکتا رنڈی بے وقت پہونچی فکر نہ کر سامری و جمشید کا چہوری
اب نہ جانے پائے اسنے بڑے بڑے داغ دیے ہیں بڑے بڑے نامی و گرامی ساحر مارے
ملکہ حیرت جادو نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز بصد کرشمہ و ناز ایک گرز ہاتھ میں لیے
پکار رہی ہے ملکۂ عالم جلد پہنچو مارے میں گرز مارتی ہوں دیکھیے نکل جاتی ہے ملکہ حیرت نے اچھا کہکر منہ
پھیرا یکایک بجلی چمکی آواز آئی باش او قحبہ کہاں جاتی ہے منم کوکب درخشان آسمان عیاری آگیا
عالمتاب چرخ خنجر گزاری دوندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ صاحب طنبورہ و زنگ وارث تاج
کلاہ عمرو بن امیہ نامدار یہ نعرہ کرکے چودہ حلقے کمند کے مارے گردن میں ملکہ حیرت جادو کے
پڑے مارے کمند کے ملکی عمرو نے جھٹکا مارا گرتے گرتے گھائیوں سے حباب کر رہا گیا پر حیرت
کے حباب پڑے اٹکر آکر زمین پر گری ملکہ بران شمشیر زن نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو نے آواز
دی بیٹا لینا ملکہ بران جھپٹی ہی تھی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلا فولاد کا ہاں ہاں کہتا ہوا نکلا عمرو
کمند چھوڑ کر بھاگا پتلے نے ملکہ حیرت کی کمر میں پنجہ ڈالا مثل برق جہندہ تڑپ کر اڑ گیا چشم زدن میں
غائب ہوا اب ملکہ بران زخم سر باندھکر ملکی فوج ملکہ حیرت جادو پہ سحر کرنے لگی مگر ہنگامہ جو ہوا
تھا کہ حیرت جادو نے دختر کوکب کو مارا صمصام خوشی خوشی دوڑے اس غول میں آیا
اسوقت پہونچا کہ حیرت جادو کو پتلا لیجا چکا تھا ملکہ بران شمشیر زن مصروف جنگ تھی بہار
نے مصور جادو کو زخمی کیا تھا مصور صورت نگار کا ہاتھ پکڑ کر بھاگا صمصام نے جو یہ خبر کر

دیکھا چاہا کہ پیچھے سے شور ہوا اسے ملکہ بران شمشیر زن او نمک حرام کہان جاتا ہی صمصام کو کچھ نہین پڑا
تیغ نکالکر ملکہ بران شمشیر زن پر مارا ملکہ بران نے اشارہ کیا تیغ پلٹ کر پانون پر صمصام کے
پڑا ایڑی کو توڑ کر دور گرا صمصام لنگڑاتا ہوا اٹھا ملکہ بران مثل شیر غضبناک تیغہ کھینچکر قریب پہنچی
تھین کہ صمصام نے پیچھے ہٹ کر ایک گرز فولادی مارا تیغہ ملکہ بران شمشیر زن کا ٹکڑے ٹکڑے
ہو گیا اور اسی گولے سے ایک برق چمک کر سر پر ملکہ بران شمشیر زن کے گری جس مقام پر ہاتھ
سے حیرت کے زخم آیا تھا اُس زخم کو اس برق نے اور زیادہ کھول دیا قطرات خون روے زیبا پر
اس طرح آئے کہ ماہ تابان پردہ شفق مین پنہان ہو گیا بس یہ زخم ہاتھ سے صمصام کے کھا کر اُس
شیر زن کو غصہ آیا ابروے خمدار ہلنے لگے ظاہر ہوتا تھا کہ تیغہ اصفہانی نیام انتقام سے نکالا چاہتے
ہین کاکلین عارض انور پر بل کھانے لگین مثل مار سیاہ لہرانے لگین نظم

گھر ڈبا دینے کو عشاق کے دریا اشک
ناگنی بیچ میں آ کے نہ لگے پانی

زلفین ان بکھری ہی چہرہ پہ کہ جیسے قمر دل
اُسیل جادہین کا جوڑے کی لٹک

جعد وہ قہر کہ کھینے مین ہو جسکی پہ لہر
جسطرح ایک کھلے نے ہین وہ بالک
اس قہر و غضب مین اُس مہر

سپہر جلال ماہ درخشان آسمان اقبال نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اختر مروارید نکالا آواز دی کہ او
بیحیا خبردار ہو جا کہ ستارہ تیرا گردش مین آیا تیرا اقبال تیرا مائل بہ پستی ہوا نمک حرامی کا مزا ملا چاہتا ہی
اب کہان جاتا ہی یہ کہکر اختر مروارید کھینچ مارا ہر چند صمصام بد انجام نے چاہا کہ بچون مگر موت کب
ٹلتی ہی سینہ پُر کینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اُڑ کر زمین پر گرا بجاے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش
نکلنے لگے اُستخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے صدا اے ہا ہو بلند ہوئی تاریکی چھا گئی برق چمکی برف باری
ہوئی بیرون کے رونے کی آواز آئی ایک ساعت کامل یہی ہنگامہ نمونہ حشر برپا رہا آواز آئی مار مجکو
کہ نام میرا صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش تھا افسوس حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا
یہ معرکہ جو ملازمان ملکہ حیرت نے دیکھا ملکہ حیرت جادو کو تپلہ فولادی اُٹھالے گیا ہی مثل مشہور
ہو لشکر بے میر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر یہ چار چیزین بغیر چار چیزون کے بیکار ہین میدان کارزار
مین پانون نہ تھم سکے شکست فاش کھائی آخر فرار بر قرار کیا اور دامن صحرا کو مثل دامن مادر جا کر
پناہ لی ہزارون ساحرون نے میدان کارزار سے عدم کی راہ لی فوج اسلام نے بارگاہین خیمے
صمصام و ملکہ حیرت جادو کے لوٹ لیے جو مل گیا اُسکو غنیمت جانا خواجہ عمرو و قرب خزانے

ملکہ حیرت جادو کے آگ شعل چوبدار ٹھہرے فوج والے لوٹ رہے تھے اُنکو منع کیا کہ یہ کیا کرتے
ہو اسکا حساب دینا پڑیگا تنخواہ مین کٹ جائیگا اسوقت چلے جاؤ جمع ہو کر تمھین کو بٹ جائیگا
ایک نے کہا یہ چوبدار کون ہی ہم لڑائی مین جان پر کھیلین یہ مال لوٹنے کو منع کرتا ہی گویا یہ چوبدار
بڑا خیر خواہ ہی یہ سنکر چوبدار نے فرمان ملکہ مہرخ کا جیب سے نکالا اُسپر مُہر ملکہ مہرخ سحر چشم کی دو سطرین
فقط بخط جلی مرقوم تھین کہ اس چوبدار کو خزانے کا اختیار ہی جو کوئی ہاتھ لگائیگا اُس سے جرمانہ
لیا جائیگا یہ فرمان دیکھکر ساحر تھرا گئے یہ کہتے ہوے وہان سے چلے کہ ہمارے مالک کا حکم ہی
ماننا ضرور ہی اس بیچارے چوبدار کا کیا قصور ہی جب سب وہان سے چلے گئے سنا م ہوا خواجہ
عمرو نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا یہ کہکر مارا ای جال جنجال ہو کر گرتا ایک حبہ نہ بچے سب جال مین
آجائے غرض جال کو کھینچا سب خزانہ مع بالشت بھر مٹی کے آگیا اس خیال سے مٹی
کھینچ لی تھی کہ اس زمین پر سونا چاندی رکھا گیا ہی اس خاک کو نیاریون کے ہاتھ بیچ لینگے اُدھر
ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار وغیرہ تشریف لائی تھین کہ ساحرون نے فریاد کی کہ کیون ملکہ عالم کا فرون
کا مال لوٹنے کی بھی اجازت نہین ہی ملکہ نے فرمایا ای غازیان دیندار و ای ساحران تہور شعار ایسا
کبھی خیال نہ کرنا شکر ہی خدا کا کہ لڑائی فتح ہوئی مال موذی نصیب غازی مشہور ہی لوٹو ہم الگ
انعام دینگے خلعت سے سرفراز کرینگے اُنھون نے عرض کیا کہ خزانے پر کھڑا ہوا چوبدار منع کرتا ہی
آپ کا مہری فرمان پاس ہی اس وجہ سے ناچار ہو گئے ورنہ ہم لوگ ملازمان خواجہ عمرو مین حضور کے
لشکر کے افسر ہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے ہین شیر صبح کی کو جو رنگ کرتے ہین ملکہ مہرخ نے
فرمایا سچ کہو میرا مہری فرمان ای عرض کی حضور آنکھون سے دیکھا مضمون پڑھا ملکہ نے کہا جاؤ
اُس چوبدار کو پکڑ لاؤ کوئی جعلساز فقرے باز مکار و غدار ہوگا اُسکا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی
اب تو ساحر دوڑے خزانے کے پاس جاکر دیکھا قناتین گری ہوئی پڑی ہین ایک خرمہرہ بھی
وہان نہین ہی بلکہ زمین مین گڑھا پڑا ہی یہ دیکھکر پریشان پلٹے خدمت مین ملکہ مہرخ سحر چشم کی آئے
عرض کی حضور وہان تو خاک اُڑ رہی ہی نہ خزانہ ہی نہ چوبدار ہی ملکہ مہرخ نے مسکرا کے فرمایا آپ
لوگون نے مال لوٹ لیا اچھا کیا کون آپ لوگون سے پوچھتا ہی وہ لوگ قسم کھانے لگے کہ سامنے سے
خواجہ عمرو تشریف لائے کہتے ہوے کہ یہ کیا بیہودہ ذکر ہی چلئے ابھی سرداران زخمی کو اُٹھاؤ لشکر سے

پروردگار کا بجالاؤ مال کیسا خزانہ کیسا ہوگا اور ساحرون سے پلٹ کے کہا بھائیو تم قسمین کیون کھاتے ہو خزانہ زمین نگل گئی ہوگی اور ہم تو آج بڑے نقصان مین رہے ایک مہاجن نے دو صندوقچے جواہرات کے دیے تھے کہ اسکو فروخت کرا دیجیے ہم سمجھے تھے کہ کوئی ہزار روپیہ مل جائیگا جس وقت صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سے بیچ لیکر بھاگے وہ دونون صندوقچے کر سے گر گئے اسوقت جان بچاتے یا مال اُٹھاتے ای بھائی ناچار سنگ صبر دل پر رکھ لیا اب اُن مہاجنون کو تمسک لکھ دینگے زندگی بھر ادا کرتے رہینگے خدا نے تم سبھون کی جان بچائی اتنی بڑی فتح ہاتھ آئی آج کچھ کچھ اپنی تنخواہ مین سے صرف کر و جمع کر کے ہمکو دیدو ہم ہنڈوی کر کے خانہ کعبہ مین مستحقون کو بھیجدین ان باتون پر خواجہ عمرو کی ملکہ بہار گلعذار سکرائین ملکہ مہرخ سحر چشم سے اشارے مین کہا بس اب چوبداری کی جستجو نہ کیجیے یقین ہوا کہ وہ ہمارے پیر و مرشد تھے اب ملکہ مہرخ سحر چشم کو بخوشی و خرمی سب سرداروں نے سوار کیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے زر سرخ و سفید لٹاتے ہوئے طرف بارگاہ کے چلے ملکہ برّان شمشیرزن اُسی عالم زخمداری مین خوشی خوشی ساتھ ملکہ مہرخ کے چلی آتی ہین کہ ایک چیلہ سنہرا آڑی پٹی باندھے ہوئے نیچہ ہاتھ مین سپر پشت پر بعد گرد زمین پر اُترا نامہ ہاتھ مین ملکہ برّان شمشیرزن کے دیا ملکہ برّان شمشیرزن نے کھول کر پڑھا کوکب روشن ضمیر نے لکھا تھا ای نور نظر پارۂ جگر زبانی طائران سحر کے ہمکو معلوم ہوا کہ خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا صمصام بد انجام داخل جہنم ہوا فتح بدولت خواجہ عمرو حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی یہ معلوم ہوا کہ تم زخمی ہو اپنے باغ نگارین مین چلی آؤ آکے علاج کرو اور خواجہ کو ہمارا سلام محبت پہونچانا اور کہنا کہ آپکی صفت احاطۂ تقریر اور تحریر سے باہر کیا شکریہ ادا کرین زبان قاصر ہی مختصر یہ کہ آپ نے برّان کو حیات تازہ عطا فرمائی گویا دوبارہ روح جسم مین آئی ماشاء اللہ کس دھوم سے عیاری کر کے نیچہ لیا اپنی کنیز کو بچایا حیرت جادو کو کندہ مار کے خوب میدان رزم سے بھگایا ارسطو آپ کی کتاب علم فطرت کا سبق خوان ہی اور لقمان آپکے مدرسۂ حکمت کا اک طفل دبستان ہی علم عیاری نے آپ کے دم سے رواج پایا خنجر گزاران عالم سے آپنے خراج پایا ملکہ برّان شمشیرزن نے وہ نامہ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا خواجہ نے پڑھکر تبسم فرمایا کہ بیکیا بات ہی جسکو اسقدر طول دیکر تحریر فرمایا ہی اُسکی موت قریب آگئی عیاری نہ پڑی مگر ای نور نظر اب

جنگ مین دوشبانہ روز برابر گذرے ہین آب و دانہ سب کا ترک رہا تم نے تو انتہا کا صدمہ اُٹھایا لہذا آج کی شب یہان بارگاہ مین راحت پذیر ہو انشاء اللہ بوقت سحر اگر موقع ہوگا تو ہم بھی برائے ملاقات شہنشاہ کوکب روشنضمیر تمھارے ہمراہ چلینگے بمقدمہ رہائی اسد غازی صلاح کرنا ہی تا اس مقدمے مین کچھ بن نہین پڑتا یہ کہکر بے اختیار عمرو رونے لگے تمام سردارون کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے ملکہ بہار گلعذار کو ہچکی لگ گئی ملکہ مہرخ سحرچشم نے رومال آنکھون پر رکھ لیا ہر کہ و مہ یاد مین اپنے آقائے نامدار مولائے قدرشناس کے زار زار مثل ابر نوبہار رونے خواجہ عمرو نے ضبط کرکے کہا کہ بجائیو صبر کرو اس رونے کے بدلے دعا مین مصروف ہو ملکہ بران شمشیرزن نے عرض کی ای عم نامدار کوئی سبب قوی ہی جو قبلہ و کعبہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہی کہ چلی آؤ مجکو نذر دیے اجازت دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ ملکہ بران شمشیرزن فوراً تخت پر سوار ہوئین سرداران جان نثار خدمتگزاران ذیوقار نے چار جانب سے اُس شمع انجمن عصمت و عفت کو یون گھیر لیا کہ جیسے گرد چراغ ہجوم پروانون کا ہوتا ہی پس بشوکت و حشمت سواری مثل باد بہاری کے جانب طلسم نور افشان روان ہوئی اب ملکہ مہرخ سحرچشم و ملکہ بہار و دیگر سرداران نامدار بصد شوکت و وقار بفتح و فیروزی داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوگئے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ملکہ مہرخ سحرچشم نے ملاحظہ کیا کوئی سردار ایسا نہین ہی کہ زخم اری سے محفوظ ہو جس روز سے طلسم ہوشربا مین لڑائی شروع ہوئی اکثر معرکہ ہائے عظیم پڑے مگر سرداران اسلام کو کبھی ایسا سانحہ درپیش نہوا تھا ایسا کبھی رن نہ پڑا تھا وقائع نگار نے پرچہ ملکہ مہرخ سحرچشم کو دیا اُسمین صاف لکھا ہی کہ آٹھ لاکھ ساحر جانبین کے قتل ہوئے دو لاکھ لشکر ملکہ مہرخ سحرچشم کے اور چھ لاکھ ملازمان افراسیاب و صمصام واصل جہنم ہوئے یقین ہی کہ اُس صحرا کے درند و گزند طعمہ جوئی نہ کرینگے سبزہ اُس زمین پر نہ جمے گا مگر لالہ بادل داغدار و دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہیگا روئیدہ ہونگے ملکہ مہرخ سحرچشم نے پرچے کو پڑھکر زانو کے نیچے رکھا خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ مہرخ سحرچشم ہمارے مہمان تازہ کہان ہین جنکے ہم پر احسان ہین ملکہ مہرخ نے کہا ای خواجہ میری اس فقرے کو نہین سمجھی خواجہ عمرو نے کہا کہ خوشحال جادو جو عین گرمی جنگ مین شریک ہوا تھا فوج صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کو خوب قتل کیا علاوہ اُسکے چالیس

سرداران نامدار بارہ ہزار ساحران ذوالفقار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے نمک خواران سب
صاحبون کا حال دریافت کرنا واجب و لازم ہی شکیل جادو فرزند ملکہ مہرخ خوشخو اپنے مقام سے اٹھا
خواجہ عمرو سے عرض پیرا ہوا کہ خوشحال جادو بڑے خاندان عالی سے ہی جس وقت لڑائی
فتح ہوئی کنارے پر لشکر کے رخمدار بیقرار اتر پڑا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا رو رہا ہی کہ مین کیا
روے سیاہ بادشاہ لشکر اسلام کو دکھاؤن ہر صاحب لیاقت مجھ پر طعن کرے گا کہ یہ نمک حرام
اکا سردار ہی بس یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے فرمایا کہ جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو اُس خیرخواہ
دولت کو استقبال کر کے لائے اور ہماری جانب سے کہنا کہ ای بہادر اگر عرصہ کروگے تو ہم خود
لینے کو تمہارے آئینگے اسی وقت تمام سردار سواے ملکہ مہرخ سحر چشم براے استقبال خوشحال
روانہ ہوئے یہان کنارے پر یہ بیچارہ ملول و حزین ایک خیمے مین داخل تھا اور کہہ رہا تھا کہ
بھائیون عزیزون کے ناکون کی فکر کرنے تو طرف صحرا کے نکل چلین اب وطن مین بھی نہ جا سکینگے امید
ہی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم قدرشناس ہین شاید عنایت فرمائین گو ہم لائق اسکے نہین ہین انصاف یہ ہی
کہ ہم نے اُنکے ساتھ کیا کیا ہنوز یہ کلام پورا نہوا تھا کہ ملکہ نافرمان و سرخ موے کاکل کشا و
خورشید زرین سحر و شاہزادہ شکیل بے عدیل وغیرہ آکے پہونچے خوشحال گھبرا کے کھڑا ہو گیا
متحیر ہو کر پوچھا سب صاحبون نے یہان قدم رنجہ بے وجہ کیون فرمایا ملکہ سرخ موے کاکل کشا
نے کہا ای سردار نامی و ای ساحران گرامی ملکہ مہرخ سحر چشم نے واسطے تمہارے استقبال کے
ہمکو بھیجا ہی دربار دُربار مین طلب فرمایا ہی خوشحال جادو نے سر جھکا لیا دل مین باغ باغ ہو گیا
خوشی سے پھول گیا مگر جواب دیا کہ ملکہ عالم کی عنایت بے غایت کہ اس ذرہ بے مقدار کا نام
روشن کرنا منظور ہو ورنہ یہ خطاکار کیا خدمت بجا لایا جسکا یہ صلہ حاصل ہو ملکہ نافرمان نے کہا
ای خوشحال جادو تم سے وہ کار نمایان سرزد ہوا کہ جسکے بیان سے زبان قاصر ہی تمہاری خیرخواہی
ملکہ مہرخ سحر چشم پر بخوبی ظاہر ہی عین وقت پر تم نے لشکر اسلام کی مدد کی اتنی بڑی بہادری کی جہاد مین
کسقدر لڑکی شکر ہی کہ وہ نمک حرام واصل جہنم ہوا جسنے اپنے ولی نعمت کے قتل کا ارادہ کیا تھا
بس اب چلو ملکہ عالم بہت مشتاق ہین خوشحال کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا سرداروں سے بغلگیر
ہوا غرض سب صاحب باعزاز تمام اس خوش انجام کو مع ہمراہیان خوشحال داخل بارگاہ آسمان جاہ

ہوسے خوشحال جادو نے بڑھکر پایۂ تخت ملکہ مہرخ سحر چشم کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ کیا بندہ نوازی فرمائی دولت کونین ہاتھ آئی مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را گاہے بہ نگاہے ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ سے خوشحال جادو کو و دیگر سرداران ہمراہی کو مخلع کیا فوج خوشحال کو انعام بیکران عنایت ہوا ایک بارگاہ کلان استادہ کرا دی حکم ہوا کہ اپنے لشکر کو لے کر بعیش و عشرت فروکش ہو اب نہ مشوش ہو زخم دوزی کی اپنی مع ہمراہیون کے تدبیر کرو جس شی کی ضرورت ہو خزانۂ شہنشاہی سے منگوا لینا حجاب کو کام نہ فرمانا خوشحال جادو دعائین دیتا ہوا جا کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا ساتھ والون سے کہا دیکھا یارو خیرخواہی مین کیا شرف حاصل ہوا اہل اسلام فلک اساس قدرشناس بہادر دوست ہین انسے سب طرح کی امید ہی یہان ملکہ مہرخ سحر چشم نے سب سردارون کی زخم دوزی کا سامان کیا خواجہ عمرو ایک کرسی پر جلوہ فرما ہین خوشی مین آکے بالحان داؤدی یہ اشعار بادا ر شکریہ خالق بے نیاز رب کارساز مین زبان پر جاری کیے نظم

تو وہ خورشید ہی گردون یکتائی و وحدت کا — دو عالم ایک مطلع ہی ترے دیوان قدرت کا
عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا — مجھے منظور ہی احسان لینا تیری رحمت کا
ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے رہین ساقی — رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا
کرونگا روز پرسش عرض گستاخانہ اتنی تو — گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا
تو وہ ہی گلبند گلشن ایجاد ای صانع — ریاض دہر گلدستہ ہی تیرے باغ صنعت کا
کرے گا حشر مین ہم عاصیون کو سرخ رو تو ہی — ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہی شفاعت کا
ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین — ہر اک شمشاد پر عالم ہی انگشت شہادت کا
ملی نعمت سعادت کی ترے در کی گدائی سے — ہما بھی اک مگس ران ہی مرے خوان قناعت کا
مجھی کو صورت آباد جہان مین جلوہ گر دیکھا — خلل انداز وحدت کب ہوا آئینہ کثرت کا
وہ مجرم ہون کرونگا غسل جب آب خجالت سے — تری رحمت بدلوا دیگی جامہ گرد ذلت کا
نہین جاے پناہ اسدم کہین جز گوشۂ رحمت — ہوا اعلام جاری جسگھڑی تیری عدالت کا
سیہ کاری سے اب تاریک سارا خانۂ دل ہی — چراغ داغ روشن اسمین کر اپنی محبت کا
تصور پردہ پوشی کا تری کرتا ہی بے پردہ — خیال آتا ہی جب رسوائی روز ندامت کا

ادا اے شکر کیجے آپ کی کس کس عنایت کا	ہماری حاجتوں سے ہمکو بڑھ بڑھکر دیا ہر دم

ان اشعار حمد الہی کو سنکر تمام سرداران نامی وصاحبان گرامی وجد کر رہے ہیں دم یکتائی پروردگار
کا بھر رہے ہیں بہ عنایت پروردگار بلا حجت وتکرار مصروف عیش ونشاط ہیں مگر اب ذکر سنیے
افراسیاب خانہ خراب کا کہ پردۂ ظلمات سے واپس ہو کر باغ سیب میں آیا کنیزان ماہرو و
نازنینان خوشرو پہلو میں اس بدخو کے آ کر بیٹھیں کارگزاران سلطنت ومشیران [illegible] سے پوچھا
کہ کچھ احوال دریافت ہوا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نے لڑائی میں کیا کیا انھوں
نے عرض کی حضور نے تو آج تیسرے روز نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا ہے اتنی خبر ملی تھی
کہ دو شبانہ روز تلوار چلی ہنگامہ سحر وساحری گرم رہا یہ بھی سنا تھا کہ صمصام نے [illegible] سے
ملکہ بُران شمشیر زن کو مارا [illegible] جنگ میں للکارا کل شب تک تو یہی مشہور تھا کہ شہنشاہ کے
خیرخواہ غالب آئے ہیں مسلمان بہت گھبرائے ہیں آج کی کیفیت نہیں معلوم یقین ہے کہ ملکہ حیرت
جادو نے سب کو گرفتار کر لیا ہو گا شہنشاہ جادوان افراسیاب بے ایمان نے یہ سنکر قصد کیا
کہ طائران سحر کو پرانے خبر روانہ کروں یا کتاب سامری دیکھوں کہ یکایک آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک پتلہ فولادی ملکہ حیرت جادو کو پنجے میں دبائے ہوئے پیکر حاضر ہوا سامنے افراسیاب
خانہ خراب کے ملکہ حیرت جادو کو رکھدیا اور عرض کی ای شہنشاہ سامری وجمشید نے
بڑی خیر کی مسلمان ملکۂ عالم کو مارے ڈالتے تھے میدان کارزار میں بیہوش پڑی تھیں پاؤں
حلقہائے کمند [illegible] پڑے تھے غلام وقت پر پہونچا ملکۂ عالم کو اٹھا لایا یہ کہکر پتلہ [illegible]
ہوا افراسیاب نے ملکہ حیرت جادو کو جب خرابی میں پایا سر پر زخم کاری دوپٹہ سر پہ [illegible]
کر کے آب رواں [illegible] سر اٹھا کر ملکہ حیرت جادو کا زانو پر رکھ لیا پانی کا چھینٹا دیا حلقہ
کمند گلے سے کھولے غصے میں تل تل زمین پر دے مارا سر پیٹنے لگا یکایک ملکہ حیرت جادو نے
آنکھیں کھولیں سر اپنا زانو پر افراسیاب کے پایا اُٹھکر ایک دوہتڑ افراسیاب کی پشت پر
مارا کہا حضور نے دشمنوں میں تنہا چھوڑ دیا بالکل میری خبر نہ لی اگر مسلمان مجھکو قتل کر ڈالتے تو آپ
خوش ہوتے افراسیاب نے کہا ای ملکۂ عالم مفصل حال بیان کرو غصے کو کام نہ فرماؤ میں نے
سنا صمصام نے ملکہ بُران شمشیر زن کو قتل کیا خوب کوکب کو داغ دیا ملکہ حیرت جادو

ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ شور گریہ و زاری در باغ سیب پر بلند ہوا دیکھا کہ چند ملازمان صمصام
لاشہ اُسکا چارپائی پر ڈالے ہوئے فریاد و الغیاث کرتے ہوئے سامنے افراسیاب کے آئے
افراسیاب نے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہے ملازمان صمصام نے سر پیٹ کر عرض کیا صمصام مارا گیا
اس زور و شور سے لڑا تھا کہ خون کا دریا بہا دیا ملکہ بُران کو ٹوک کر مارا مگر مسلمانون کا خدا بڑا زبردست
معلوم ہوتا ہے اُسی وقت ملکہ بُران شمشیرزن کو زندہ کیا جو مر گئی تھی اُسنے اسکے زندے کو مردہ کیا
ساتھ والے بھی ہزارون مسلمانون کے شریک ہو گئے ایسی لڑائی بگڑی کہ غلامون نے بمشکل لاشہ اُس
کشتہ یاس کا اُٹھایا آخر یہان تک پہونچایا اب ہم لوگ کہان جائین اپنے قدردان صمصام کو
کہان پائین افراسیاب نے غصے مین آکر ملکہ حیرت جادو سے پوچھا کہ ای ملکہ عالم بیان
کرو یہ پہیلی مین نہین سمجھا ملکہ حیرت نے کہا صاحب حقیقت مین میرے سامنے ملکہ بُران کو قتل کیا
تھا ملکہ مجلس وغیرہ جان دینے پر آمادہ تھین پھر یہ دیکھا کہ نعرہ بُران شمشیرزن ہوا جس سے لڑائی ہوئی
مین نے زخمی کیا خواجہ عمرو نے مجکو بصورت صنعت سحرساز بیہوش کیا اُسوقت تک صمصام زندہ
تھا مین بھی اچھی طرح نہین سمجھی کہ یہ کیا ہوا کہ تھا اب زیادہ تقریر سے میرا سر نہ پھراییے کتاب سامری
مین ملاحظہ فرماییے افراسیاب نے کتاب سامری کو اُٹھایا ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب
کتاب پڑھتے ہی غصے مین تھر تھر کانپنے لگا گویا بخار جاڑے کا چڑھ آیا ملکہ حیرت جادو نے پوچھا
شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے جواب دیا ای ملکہ حیرت جادو اس ساربان زادے نے تو
ناک مین دم کیا ہی مگر وہ رہے عیار بلاے روزگار تمکو کیا معلوم ہے کہ ملکہ بُران کہان تھی ساربان
زادے کی زنبیل مین نہان تھی ایک ساحرہ نہین معلوم کہان کی رہنے والی کو بصورت ملکہ بُران
بناکر میدان کارزار مین بھیجدیا تمکو سوجھا اور صمصام تو بالکل اُلو کا پٹھا تھا وہ کیا جانتا کیونکر
پہچانتا بس اس فریب مین صمصام جنگ آزماے خونریز زندہ پوش مارا گیا افسوس یہ ہے
کہ مین ناحق بدنام ہوا ایک حقیر کی خوشامد کرنی پڑی صمصام ایسے لاکھون غلام میرے پڑے ہین
مگر ای حیرت عمرو کی قضا بھی آگئی آج ضرور مار ڈالونگا وہ بھی جانتا ہوگا کان پکڑاتا ہون دیکھون
تو بی بی ملکہ مہرخ و بہار کیونکر روکتی ہین کس طرح مابدولت کو ٹوکتی ہین یہ کہکر افراسیاب اُٹھنے لگا
بڑے بڑے جادوگر قہار جادو مقہور آتش خوار تہتنگ بلاکرد و رفیلان سوار بیران مارگیر

ماران سیاہ زرد وغیرہ ہان ہان کرتے ہوے اُٹھے عرض کی اے شہریار غلامان جانباز حاضر ہین
کیا ہم سب اس کام مین قاصر ہین جو ارشاد ہو ابھی بجا لائین جا کے ملکہ مہرخ وغیرہ کو تباہ کرین
ایک باغی سرکار دولتمدار کو پردۂ دنیا پر باقی نہ رکھین حکم ہو زندہ گرفتار کر کے لائین اگر اجازت
ہو پھونک دین جلا دین خاک مین ملا دین اور ساربان زادے کی کیا حقیقت ہے ابھی چشم زدن
مین لاتے ہین جب مہرخ و بہار کے قتل پر غلام آمادہ ہین کیا عیار اُنسے لیاقت مین زیادہ ہین
افراسیاب خانہ خراب نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا یارو تم عمرو کو نگاہ حقارت سے
دیکھتے ہو تم اُسکے مرتبے کو نہین جانتے ہو خداوند لقا کا پیارا بندہ ہے اُسکو عہدۂ ملک الموت کا خداوند
لقا نے دیا ہے نام لقا کا سُنکر ملکہ حیرت جادو کو غصہ آیا کہا شہنشاہ اُس منحوس دیوث کا نام نہ لیجیے
جس دن سے ہماری اقلیم مین آیا تباہ و برباد کر دیا دوست دشمن ہو گئے راہبر رہزن ہو گئے
افراسیاب نے کہا ملکہ چپ رہو یہی باعث بربادی طلسم ہے خداوند لقا کو سب طرح کی خبر ہوتی
ہے اب اِسوقت اُنکو تمھارا یہ کلمۂ ناشایستہ دریافت ہوا ہوگا سُنتا ہون ہر وقت مقدمات طلسم ہوشربا
مین گوش بر آواز رہتے ہین سب چیزین اُنکے قبضے مین ہین ہوا نے ابھی اُنکے کان تک آواز
پہونچائی ہوگی توبہ کرو کان پکڑو خبردار کبھی ایسے کلمے واہیات اُنکی شان مین نہ کہنا جو مزاج مین آتا
ہے وہ کرتے ہین کسی کو مشیت خداوندی مین کیا دخل ہے اصل تو یہ ہے کہ خود خطادار ہون مقدمات
سلطنت سے مجبور و ناچار ہون کئی سال اُنکو ہماری عملداری مین آئے ہوے گذرے ایک دن
بھی برائے قدم بوسی نہ جا سکا اسی وجہ سے قدرت کو غصہ ہے ملکہ حیرت جادو نے یہ سُنکر سر جھکا لیا
عمر سفاک نیلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اُٹھا عرض کیا آپ دوسرا جام شراب نوش
فرمائین غلام جاتا ہے عمرو کو ابھی گرفتار کر کے لاتا ہے ہر چند افراسیاب نے منع کیا اُسنے نہ مانا روانہ
ہو کے چلا یہان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کسی کار ضروری کو بیرون بارگاہ آئے ہین ہمراہ برق فرنگی و
چالاک بن عمرو یہ دونون ساتھ ہین خواجہ عمرو نے کہا اے برق و چالاک مین کوتوالی چبوترے
پر ٹھہرتا ہون تم ذرا تا بہ لشکر ملکہ حیرت جادو جاؤ خبر تو لاؤ یقین ہے کوئی ساحر زبردست اور آیا
ہوگا مفصل خبر دریافت کرنا اور اے نور نظر مین نے دربار مین ذکر نہین کیا سردار گھبرا جائینگے زمانہ
قتل اسد غازی بہت قریب ہے ابھی تک کوئی صورت نہین نکلی کدھر جاؤن کیا تدبیر کرون با

اُس شیر کو کیونکر چھوڑ اوُن برق نے کہا اُستاد جان اپنی دینگے انشاء اللہ تعالے اُس شیر بیشۂ
جرأت کو کسی طرح قتل ہونے دینگے عمرو نے کہا افراسیاب بڑا زبردست ہی بہت مشکل ہی کہ کوئی
شخص تا بہ گنبد نور پہونچے اور اسد شیر دل کو رہا کرے جب کوکب روشن ضمیر ایسا عذر کرے
کہ مین بمقدمہ رہائی اسد شیر دل مجبور و ناچار ہون پھر مین سوا ے خدا کے کسکا بھروسا کرون
سو مین اور کسیکی کیا لیاقت ہی اگر دعوی کرے تو حماقت ہی یہ سنکر دونون عیار خدمت خواجہ عمرو سے جدا ہوے
عمرو نیچے چبوترہ کوتوالی آیا ابھی بجلی ٹھہرنے نہ پایا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم سفاک نیلی پوش جادو
مصاحب شہنشاہ افراسیاب او ساربان نزاد سے خبردار کہان جاتا ہی مین آپہونچا خواجہ عمرو
نے سر اُٹھایا دیکھا تو قریب پہونچ چکا ہی عمرو نے قصد کیا جست کرکے نکل جاؤن اِس ظالم سفاک سے
جان بچاؤن مگر اُسنے ایک گرز مارا کئی جادوگر جو قریب عمرو کے تھے سر اُنکے پھٹ گئے تڑپ کے
گرے خواجہ عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے فوراً سفاک نیلی پوش کوک کر گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر
لے اُڑا لشکر مین غلغلہ پڑا کوئی جادوگر آیا تھا خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہی جب تک دوڑین وہ بلند ہوکر
غائب ہوا چالاک و برق کنارے پر لشکر اسلام کے پہونچے تھے ہنگامہ سنکر لپٹے آگے دیکھا کئی
جادوگر مرے پڑے ہین کچھ سر پیٹ رہے ہین بڑے بڑے سردار خیمون سے نکل آئے ہین تیغ و
ناچخ وغیرہ ہاتھون مین لیے قصد کر رہے ہین کہ تعاقب مین جائین جب تلک عمرو کو چھڑائین برق
و چالاک نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین جب تک ہم واپس نہ آئین کوئی صاحب یہان سے
قدم نہ بڑھائین ابھی ایک معرکہ عبرت خیز حیرت انگیز گذر چکا ہی خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا
افراسیاب خانہ خراب دشمن سب کا ہو رہا ہی آج باغ سیب ماتم سرا ہوگا صمصام مارا گیا ملکہ
حیرت جادوگر کو ذلت ہوئی معلوم ہوتا ہی اُسنے کسی کو بھیجا ہی والد نامدار کو سر بازار قابو پاکر لیگیا
مگر کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے کیا چین پائیگا آپ لوگون کے جانے سے کوئی نہ کوئی آفت برپا
ہوجائیگی پھر ہمارے بنائے کوئی تدبیر نہ بن آئیگی یہ سنکر بہت سردارون نے سر جھکا لیے کہا مرشدزادو
ہمارے ہوش درست نہین ہین خواجہ کا ایک لمحہ لشکر مین نہ ہونا باعث انتشار ہی اگر ہم سب قید ہو جاتے
اور خواجہ چھوٹے رہین امید قوی ہوگی کہ اب ہمارے سر پرست آتے ہونگے رہا کرکے لے جائینگے
ہاتھ سے دشمن کے بچا لینگے اُنکی گرفتاری بڑا غضب ہی سبھون کے دلون پہ اندوہ و تعب ہی الغرض

چالاک نے سب کو سمجھا کر ٹھہرایا ایک جانب چالاک گیا برق تڑپ کر ایک طرف چلا یہان سے حال بیان کیا جاتا ہی سفاک نیلی پوش کا کہ ملعون خواجہ کو پنجے مین دبائے ہوئے اُڑتا ہوا جاتا ہی پیچھے پھر پھر کر دیکھتا ہوا کہ مہرخ سحر چشم و بہار وغیرہ تعاقب کرینگی یہ سار بان زادہ ساہیے لشکر کی جان ہی ہر کم و مہ پر اسکا احسان ہی کوہ و دشت و بیابان کو طی کرتا ہوا اتنا بلند جاتا ہی کہ مرغ نظر وہان تک نہ پہونچے دس بارہ کوس راستہ طی کر چکا ہی دور سے ایک کوہ فلک شکوہ نظر آیا چار سمت اُس کوہ کے گلہائے رنگارنگ شگوفہ ہائے بوقلمون چشمہ ہائے صاف و شیرین جاری باغبان ازل کی قدرت کی چار سمت گلکاری طائران نغمہ سرا چہچہہ زن گل خودرو سے دامن کوہ رشک گلشن جابجا کبک خوش رفتار خرامان کہین طاؤس رقصان بر سر کوہ ہزارہا نخلہائے میوہ دار بار اثمار سے شاخین جھوم رہی ہین یا دست باغبان قضا و قدر مین زمین ادب چوم رہی ہین مگر اُس پہاڑ پر سناٹا ہی یقین ہوا کہ کبھی اس مقام پر انسان کا گذر ہوا ہوگا قریب سے کوہ کے چاہا بلند ہو کے نکل جاؤن یکایک کان مین آواز آئی یا سامری یا جمشید سر اُٹھا کر جو دیکھا بر سر کوہ ایک بہت بھبوت چہرے پر ملے آنکھین سُرخ مثل جام شراب گلگون جٹائین خاکستری مثل موج دریا جیحون صورت مہیب شکل عجیب ایک کردھنی زنجیر کی مثل مار سیاہ کمر مین لپٹی ہوئی ایک لنگوٹی جس سے موے زہار نکلے ہوئے بغل کے بال بڑے بڑے اُن موے سیاہ سے قطرے پسینے کے ٹپک رہے ہین یا مار ان سیاہ زہر اُگل رہے ہین دھونی آگے لگی ہوئی لکڑی کُندون کا انبار ایک سمت مورت ٹھاکر جی کی رکھی ہوئی اُسکی بلندی پر ایک گھڑا پانی کا اُسمین قلیل سا سوراخ نہ بہت کم نہ زیادہ فراخ سر پر ٹھاکر جی کے ایک ایک قطرہ پانی کا گر رہا ہی ایک سمت چمن گیندے کے زرد زرد پھول اُنپر عجیب رنگ کی بہار دہ چمن زعفران زار جسکے دیکھنے سے ہنسی آئے دل باغ باغ ہوجائے ایک جانب لمبی چلم گانجا پینے کی اوندھی رکھی ہوئی ہی ہاتھ مین پوتھی کبھی بھجن سامری کے گاتا ہی کبھی یا جمشید کہکر کھڑا ہو جاتا ہی جب نعرہ مارتا ہی پہاڑ تھراتا ہی کبھی دوڑ کر گانجے کی چلم اُٹھاتا ہی ہتھیلی پر گانجا مَلکر چلم مین جماتا ہی اس زور سے دم لگاتا ہی کہ ہاتھ بھر لو بلند ہوجاتی ہی سفاک نے دور سے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا مبہوت ہوگیا دل سے کہتا ہی یہ بندگان خاص سامری و جمشید ہین یہ گوشہ تنہائی پسند آیا ہی سامری و جمشید نے اپنی قدرت سے

ایسے مقام خوفناک پر کیا سامان عیش مہیا فرمایا ہی ای سفاک نیلی پوش اس مقام پر خداوند سامری
و جمشید کا گذر ہوتا ہوگا عجب مقام مسرت افزا ہی ہم بڑے خوش نصیب ہین اکثر قریب سے اس
پہاڑ کے گذرے مگر مہنت صاحب کو کبھی نہ دیکھا آج جو اس مسلمان کو گرفتار کیا پردے آنکھون
سے اُٹھ گئے ایسے مقبول لوگ نظر آئے انکی خدمتگذاری واجب و لازم ہی انھین ایسے بندگان
خاص کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہین یہ سوچکر ایک گوشے مین اُترا خواجہ عمرو کو مسحور سحر
کرکے ایک تختۂ سنگ پر ڈالدیا خداوندون کے نام لیتا ہوا سامنے مہنت صاحب کے آیا
دور سے پالاگن کی سجدے کے لیے جھکا مہنت نے بقہر و غضب آواز دی اوبے ادب کہان
آتا ہی یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی نہین معلوم ہمین کیا بعید ہی اگر ہمارے قریب آیگا آتش
قہر سے ہوسنے دو سو خداوندون کے جل جائیگا سفاک نے گڑگڑا کے دانت نکالدیے اور کہا
گسنیان واسطے درشن کے آیا ہون خداوند سامری کا بندۂ خاص یعنی افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوش ربا کا نمک خوار ہون ایک نگاہ لطف کا امیدوار ہون مہنت نے غصے سے جوابدیا
ارے تو نے ہمکو کیونکر دیکھا شاید تجھسے کوئی کار نیک ہوا کیا کسی ملچھ کو تو نے قتل کیا ہی کس وجہ سے
تیری آنکھون سے پردہ حجاب کا اُٹھ گیا ہی ہم کئی سو برس سے یہان رہتے ہین طائران صحرا تک
کی ہم پر نگاہ نہین پڑی ہم قصر پردۂ حجاب قدرت سامری کے رہنے والے ہین سامان قدرت
سامری کے نزدیک ہین یہ سُنکر سفاک خوشی سے پھول گیا زمین پر سجدے کرنے لگا کہا اے مقبول
بارگاہ سامری آپ پر سب کچھ روشن ہی بیشک مین نے آج اس شخص کو گرفتار کیا ہی کہ جسنے ریخ
سامری و جمشید کو صدمۂ عظیم دیا ہی ہزارون ساحر مارے جسکے کھودڈالے قاتل دماسہ
و شمشش عیار سرکش مکار و غدار قاتل کفار قدرت کا گنہگار مغضوب بارگاہ سامری عمرو بن
امیہ ضمری ابھی اُسکو گرفتار کیا ہی اُسکو بخدمت افراسیاب لیے جاتا تھا کہ آپ کے جمال باکمال
کو دیکھا واسطے زیارت کے حاضر ہوا مہنت قہقہہ مار کر ہنسا پکار کے آواز دی واہ رے سامری
کیا کیا قدرت دکھاتا ہی کبھی ہمکو ظاہر کرتا ہی کبھی چھپاتا ہی یہ کہکر دیر تک مہنت ہنسا کیا جب ہنسنے
سے فراغت پائی ابرون پر بل پڑا غصے مین سونٹا اُٹھایا کہا کیون او احمق نابینا جسکے گرفتار
کرنے سے تجکو یہ مرتبہ ملا اگر اسکو قتل کرتا تو کیا شرف پاتا جیتے جی بیکنٹھ جاتا دیکھ اس پوچھی ہین بھی

اُس ساربان زادے کی بُرائیان لکھی ہین جلد اس ساربان زادے کو میرے سامنے لا ہم اپنے
ہاتھ سے قتل کرین تجکو دربار مین سامری وجمشید کے پہونچا دین یہ سنتے ہی سفاک نیلی پوش
باغ باغ ہوگیا دست بستہ عرض کی ای مقبول بارگاہ سامری ایسا نہو شہنشاہ افراسیاب کے
خلاف ہو مہنت نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی کہا اسی وجہ سے سلطنت مین افراسیاب
کی خلل پڑا ہی اپنے نوکرون کے ہاتھ سے جوتیان کھاتا ہی شکست پر شکست اُٹھاتا ہی بموجب شعر
سعدی ودائی کہ چہ گفت زال با رستم گرد * دشمن نتوان حقیر وبیچارہ شمرد * او ناداں دشمن کو حقیر
سمجھنا جب قبضے مین آگیا مہنت دینا اپنے سر پہ بلا لینا ہی عقلمندون کا یہ کام نہین ہی سفاک
نے کہا سامری وجمشید نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ جہان عمرو کا خون گرے گا وہ زمین آباد نہوگی
رعایا دل شاد نہوگی اور یہ بھی لکھا ہی کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی یہ سُنکر مہنت
غصے مین ایسا چیخا کہ پہاڑ تھرا گیا اور سونٹا زمین سے اُٹھایا ایک چوتڑون پر سفاک کے مار کہا
او بیحیا مضمون کتاب تو صادق آیا کسی ساحر کے ہاتھ سے حقیقت مین قضا نہین ہی قدرت خود
اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے ہمکو کیا سمجھا ہی ہم سامری کے باپ ہین افراسیاب سے مطیع آپ ہین
دیکھو ابھی دو سو خداوند فرشتگان عذاب کو ساتھ ساتھ لیکر آ پہونچے جلدی پلٹ سجدے مین سر جھکا
ورنہ جلکر خاک ہو جائیگا نرک کنڈ مین پھینکدیا جائیگا ہمیشہ آگ مین جلتا رہیگا جہنم کے آگ کی جفا
سہے گا یہ جو مہنت نے بقہر وغضب کہا اور چوتڑون پر سونٹا بھی پڑا یا خداوند کہکر پلٹا کہ دیکھون
سامری وجمشید کیونکر آتے ہین آج مجکو اپنا جلوہ دکھاتے ہین سفاک کا پلٹنا تھا ذرا منھ پھیرا
کہ پہلو سے نعرہ ہوا او بیحیا منم صاحب بغدہ گران نظر کردہ بزرگان شیر بیشۂ عیاری دہزبردست

طاری افسر سرہنگان مہتر قران نعرۂ مہتر قران
سریع السیر چون باد بہاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ژیانم

یہ کہکر بغدہ مارا اسکے بغدے کا دستور ہی اگر سیدھا پڑا ٹانگون سے گذر گیا اور اگر اُلٹا پڑا سر کے
ہزار ٹکڑے ہوئے اُسوقت جلدی مین اُلٹے سیدھے کا کسکو خیال تھا اپنے اُستاد کے گرفتار
ہونے کا ملال تھا اس زور سے سر پر سفاک بیباک کے پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ہائے
کہکر زمین پر گرا تڑپ کے واصل جہنم ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی مارا

مجھکو کر سفاک جادو نام تھا حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا اُدھر خواجہ عمرو جو سائے مین نخل کے
مسحور پڑے تھے آنکھین کھلی تھین ہاتھ پانون بیکار تھے زندگی سے بیزار تھے بالکل مجبور و ناچار
تھے نعرہ قران کی آواز سنتے ہی ہاتھ پانون مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت آئی آواز سنکر
دوڑے آکے دیکھا لاشہ سفاک کا سرد ہوا ہی ضرب سے بغدون کی گرد برد ہوا ہی مہتر قران
نے سلام کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگا لیا کہا تیرا مرتبہ سب عیارون سے بہتر ہی تو حقیقت مین
جان بخش عمرو ہی بیٹا یہان کیونکر پہونچے مہتر قران نے کہا استاد مجھکو تو آپ کے گرفتار ہونے
کی خبر بھی نہ تھی آپ کو بارگاہ مین چھوڑ کر آیا تھا بعیش و راحت یہان فکر مین افراسیاب خانہ
خراب کی اُسکے بیٹھا تھا حسرت پر اسد غازی کے دل ٹکڑے ہوتا ہی مصیبت پر اُس شیر
بیشہ جرأت کے ہر خرد و کلان روتا ہی دل مین یہ تھا کہ اگر وہ ملعون اُدھر سے گذرے اور
ہمارے دام مکر مین پھنسے تو ایک ہی بغدہ مارون کہ ملعون کا سر پھٹ جائے خواجہ عمرو نے
کہا کہ بیٹا ایسا غضب نہ کرنا اُسکے سامنے جرأت کا دم نہ بھرنا وہ طلسم بندی ہر کاہن و رمال
و پنڈت ستارہ شناسان بلند مین و کاملان خوش آئین نے تحریر کیا ہی کہ تا زمانیکہ طلسم کشا لوح
نہ حاصل کرے گا حجرۂ ہفت بلا وا نے قتل نہون در بند طلسم نہ ٹوٹین اُسوقت تک افراسیاب
خانہ خراب قتل نہین ہو سکتا مہتر قران نے سر جھکا لیا خواجہ عمرو نے لباس سفاک کا اُتار لیا
لاشہ اُس نامنجار کا برہنہ چھوڑ دیا کوہ سے کود کر مہتر قران ایک جانب گئے خواجہ عمرو داخل
لشکر اسلام ہوئے یہان آکر دیکھا ہنگامہ برپا ہی ہر خرد و کلان غم مین خواجہ کے بیتاب مہرخ
سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار اُمنڈ آئین کہ لشکر لیکر فوج کفار پر جا پڑین کوئی کہتا ہی کہ خواجہ عمرو کو
کہان تلاش کرین برق و چالاک دوڑتے پھرتے ہین آنکھون سے اشک حسرت گر رہے ہین
عمرو کو دیکھکر سب دوڑے خوشی خوشی ساتھ لیکر بصد کر و فر بارگاہ آسمان جاہ مین آئے خواجہ
کرسی پر جلوہ فرما ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا خواجہ اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر رہائی
پائی خواجہ عمرو نے مہتر قران کا حال بیان کیا اور کہا ملکہ عالم خدا نے بڑی خیر کی مہتر قران
کا ارادہ تھا کہ اگر افراسیاب آئے تو اُس خانہ خراب پر حملہ کرون وہ اسد شیر دل کے واسطے
بہت بیقرار ہی زمانہ قتل اسد بہت قریب ہی افسوس ہی کہ ابتک کوئی صورت نہ پیدا ہوئی

دیکھیے فلک کیا دکھلاتا ہی اس کلام حسرت انجام خواجہ عمرو سے شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر سردار رو رہا ہوا یہ اشعار حسرت آمیز و عبرت خیز زبان پر خواجہ عمرو کے جاری ہوے اشعار

نہاں رہینگے ہم اک انجمن زمین کے تلے
گئے ہزارون ہی غنچہ دہن زمین کے تلے
لئے وہ داغ کہ پیارا اُسنے کھود کر پھینکے
رہا سیل اشک ہی اک موج زن زمین کے تلے
فلک کو یاتو کا تیری فراق مین بھولا

ز محبت ہین سب اہل وطن زمین کے تلے
عدم ہی کوچ کی جا اور وہ ہی منزل گاہ
پڑا ہی خاک مین اب کوہکن زمین کے تلے
سر غرور اُٹھاؤ نہ سرکشو اتنا
رہیگا حشر تلک ہم سخن زمین کے تلے

کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے
مسافرون کے لیے ہی وطن زمین کے تلے
یہ کیسے کشتۂ غم بعد مرگ روتے ہین
ملیگا خاک مین سب بانکپن زمین کے تلے
ان اشعار آبدار کو سنکر اور زیادہ

سب بیقرار ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا خواجہ کیون دل دکھاتے ہو ہم سب آپ کے ساتھ جان دینگے روز قتل اسد غازی سر تیلی پر رکھکر جا پڑینگے انشاء اللہ ایسا کشت و خون ہوگا کہ افراسیاب خانہ خراب بھی عمر بھر یاد کرے گا ہر ایک رہنے والا طلسم ہوش ربا کا فریاد آے گا اور خواجہ اصل یہ ہی کہ ہم سب مجبور و ناچار ہین گنبد نور تک نہین جا سکتے سحر مین افراسیاب کے نہین زبان ہلا سکتے اور شباب مہ جبین کا ہر وقت یاد آتا ہی قلب تھراتا ہی کہ اُس پابند سلسلۂ محبت و آشفتۂ وادی مودت پر اُس قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی جیتی ہوگی نہ مری ہوگی مگر خواجہ وہ عاشق صادق ہی یار موافق ہی مین نے سُنا ہی کہ اکثر افراسیاب قید خانے مین گیا اور اپنی دختر بلند اختر ملکہ مہ جبین الماس پوش سے کہا کہ تو عشق و محبت اسد غازی سے ہاتھ اُٹھا تو پھر مین تجکو رہا کرون وہی سلطنت حکومت عطا کرون اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ ناپیدا کنار مذاق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکہ مہ جبین خوش خو نے یہی جواب دیا کہ میرا اُس شیر دل کا ساتھ ہی اُس شہریار کا دامن ہی میرا ہاتھ ہی اُسکے ساتھ ہی تڑپ تڑپ کے مر جاؤن یہی لطف زندگی ہی افراسیاب ان کلمات محبت آیات پر بہت جھلاتا ہی مجبور ہو کے قید خانے سے چلا آتا ہی مگر اب سُنا ہی کہ حال اُسکا بہت ابتر ہی جان لبون پر ہی دیکھیے جامع المتفرقین احکم الحاکمین زندگی مین ہماری اُسکو ہم سے ملاتا ہی یا نہین عمرو نے رو کر کہا ای ملکہ اگر خدا نخواستہ اسد غازی قتل ہو گیا مین لشکر حمزہ مین مُنھ دکھلانے کے قابل نہ رہا یہ ملکہ زبیدۂ شیرگیر دختر امیر یا تو قیر کا نور نظر ہی صاحبقران کا نواسا ہی سب نے

اسکو بناز و نعم پرورش کیا ہی بیٹے اور پوتے صاحبقران کے بہت ہین مگر نواسا اور کوئی نہین ہی نہین معلوم ملکہ زبیدۂ شیر گیر کا کیا حال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوگا دوسری خرابی یہ درپیش ہی اسکا بڑا ایس و پیش ہی کہ نور نگاہ صاحبقران شاہزادۂ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن اسی طلسم مین قید ہوکر آیا ہی بخت سیاہ نے عجب روز سیاہ دکھایا ہی آج تک اُس شیر کا پتا نہین ملا کہ افراسیاب خانہ خراب نے کہان قید کیا وہ عنقا صاحبقرانی کس قفس مین بند ہوا ایس ہو سکتا ہی کہ یہ شیر دستیاب ہون اور مین بدنصیب جا کر اپنے آقاے نامدار مولاے قدرشناس کو روے سیاہ دکھاؤن مناسب تو یہ ہی کہ گلا کاٹ لرمجاؤن ان باتون پر خواجہ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا وہ بارگاہ فلک اشتباہ اُسوقت صاف ماتم سرا تھا کسی کے ہوش درست نہ تھے یہان تو اسوقت بارگاہ ملکہ مہرخ سحر چشم مین ذکر اسد غازی وحال پُرملال بدیع الزمان پر ماتم برپا ہی ذرا گلے داستان افراسیاب خانہ خراب کے تحریر ہوتے ہین کہ باغ سیب مین سریر حکومت پر مغرور بیٹھا ہی سفاک نیلی پوش کو براے گرفتاری خواجہ عمرو بھیج چکا ہی ملکہ حیرت جادو نے سامان عیش و جشن مہیا کیا ہی ساقیان پری چہرہ جام مے ارغوانی بصد دلربائی بکرشمہ و رعنائی سامنے افراسیاب کے لاتین ایک ایک حسین

مہ جبین عابد کش زاہد فریب نظم	دیدا نبوہ پریزادچند	بہر پا بندی آزادچند
ہر یکے را فن دل بردن یاد	ہمہ در صید دلہا استاد	ہر یک از گرمی انداز و ادا
کرد سامان قیامت برپا	ماہ چون بر رخ پُرنور کشاد	مہر تابان بہ تہ ابر افتاد
عکس رخسار چو افتاد در آب	شمع گردید فروزان تہ آب	عکس بر رو چو فتاد از حیرت
آب چون آئنہ شد بے حرکت	زلف را پیشہ بود دل شکنی	غمزہ را کیش بود راہزنی
ہمہ از حیلہ گری چشم سیاہ	ہمہ را برق درخشندہ نگاہ	ہمہ چون خیل پری جلوہ کنان
ہمہ غارتگر ہوش انسان	ہر یکے از ہنر سحر و فسون	روے آتش بفرات و جیحون

افراسیاب نشۂ شراب مین بدمست بیٹھا تھا پہلو مین ملکہ حیرت جادو ایسی نازنین خوشرو کہ جسکا اس اقلیم مین مثل نہین ہی خورشید جمال آنکھین رشک دیدۂ غزال بیت یہی اشارہ ہی اُن کالی کالی آنکھون کا ✦ شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین ✦ شاہزادیان قریب ملکہ حیرت

بصد صولت بناز و ادا گرداگرد اُس ماہ اوج حُسن و جمال کے یون نمایان ہین گویا ہجوم سیارگان
قریب ماہ تابان ہی یکایک ملکہ حیرت جادو نے کہا ای شہنشاہ عرصہ دراز ہوا سفاک نیلی پوش
براے گرفتاری خواجہ عمرو گیا تھا افراسیاب نے کہا وہ بلاے روزگار ہی علاوہ سحر و ساحری
کے بڑا مکار ہی وہ ضرور سار بان زادے کو لیکر آئیگا وہ دھوکا نہ کھائیگا ہنوز یہ کلام ناتمام تھا
کہ سامنے میز پر گلدستہ ساختۂ سحر سفاک رکھا تھا اُسمین آگ لگ گئی مثل شمع کافوری جلنے لگا
افراسیاب نے کہا غضب ہوا میرے رفیق خیرخواہ کو کسی نے مارا ملکہ حیرت جادو نے
کہا مین تو جانتی تھی کہ اُس موے مونڈی کاٹے کا لانا بہت دشوار ہی ایک ایک شاگرد عمرو کا
بلاے روزگار ہی نہین معلوم کس حیلے سے اُسکو قتل کیا خیر سمجھا جائیگا افراسیاب نے کہا ای
ملکہ حیرت جادو آج قیامت برپا کرونگا عمرو کو تو زندہ نچھوڑونگا اس وقت ایسا سردار مارا گیا
کہ باد دولت کو صدمۂ عظیم پہونچایہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار ٹیک کے اُٹھا زمین تھرائی رنگ
باغ دگرگون ہوا طائرون نے زمزمہ سرائی موقوف کی حیران حیران چہرے کو افراسیاب
کے دیکھتے ہین پرون کو کھولتے ہین اور سمجھاتے ہین غصے کو افراسیاب کے دیکھکر پرواز
قاصر ہین قصد کرتے ہین کہ شہنشاہ کو منع کرین مگر بول نہین سکتے اُڑنیکا ارادہ ہی پر کھول نہین سکتے
ہر نخل کو سخت مشکل ہی سرو پا بگل ہی روے گل متغیر چشم نرگس متحیر ہی سوسن کی زبان بند طفل غنچہ
بول نہین سکتا مثل طفل شیرخوار زبان کھول نہین سکتا ہر ایک نہر جوش مین ہی مگر بیکار نہ بہ پائی
موجون سے پا بہ زنجیر ہی چشمون نے حبابون سے آنکھین نکالین مگر مثل دیدۂ کور بے حرکت ہین
بینائی نہین زمین کو جنبش ہوئی بوٹے اُٹھے افراسیاب کے ساتھ چلنے کی کوشش ہوئی
اس زور و شور سے افراسیاب خانہ خراب اُٹھا گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا ہر چند
سردارون نے منع کیا نہ مانا تیغۂ سحر ہاتھ مین لیکر بارہ دری سے کودا اتنا تو سب نے دیکھا کہ
افراسیاب زمین پر آیا ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور غائب ہو گیا محفل عیش و نشاط درہم و برہم
ہوئی محفل شراب و کباب مجلس ماتم ہوئی یہان تو باغ مین یہ رنگ ہی وہان بارگاہ ملکہ مہرخ
مین قید اسد غازی کا چرچا ہی ہر ایک سردار رو رہا ہی خواجہ عمرو نے سب کو سمجھایا مہرخ
وغیرہ کو گلے لگایا کہا صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو وہ مالک بے نیاز ہی خالق کارساز ہی کوئی

سبب پیدا کریگا اتنا خوب یقین ہی جب تک طلسم ہوشربا نہین فتح ہوتا اسد غازی کو کوئی
نہین قتل کرسکتا ای ملکہ مہرخ جب دربار مین صاحبقران کے یہ ذکر ہوا تھا کہ براے رہائی
شہزادۂ بدیع الزمان کون جائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کہ علم رمل مین طاق ہین مثل اپنے
والد نامدار کے شہرۂ آفاق ہین اُنھون نے حکم لگایا کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہی
یہ ضرور جاکر فتح کرے گا اس حکم پر اسد غازی کا آنا ہوا ورنہ برادران بدیع الزمان صف شکن
تیغزن فنون سپاہ گری مین یگانہ جرات وشوکت مین یکتاے زمانہ موجود تھے ایک ایک
کو اشتیاق تھا کہ اپنے بھائی کو رہا کرنے جائین علاوہ بھائیون کے شاہزادۂ بدیع الزمان کا
نورنظر نامی و نامور یعنی گل گلزار خلیل الرحمٰن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ
زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شعر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم وبقہر شہ
ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر نہایت صاحب جرأت ولیاقت ہی بہت سے طلسمات
فتح کیے ہین وہ جان دینے پر آمادہ تھے کہ اپنے باپ کی رہائی کو مین جاؤن مگر حکم سے خواجہ زادون
کے سب ناچار ہوئے ورنہ اسد غازی کا آنا کون منظور کرتا تھا ہر ایک اُسکی محبت کا دم
بھرتا تھا کیونکر کہون کہ بدون فتح طلسم ہوش ربا وہ شیر بیشۂ وغا قتل ہوجائیگا ان باتون سے
عمرو کی سردارون کو کسی قدر تسکین ہوئی ہی اپنے اپنے مقام پر آکے بیٹھے ہین خواجہ کرسی پر سر
جھکائے ہوئے یاد اسد نوجوان مین صورت آئینہ حیران وشکل زلف پریشان اندوہگین جلوہ گر
ہین کہ ملکہ بہار جادو نے کہا آج کئی روز سے ملکہ مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہی اس لڑائی مین
بھی نہ تھین نہین معلوم کہ کہان گئین ملکہ مخمور کی وزیر زادی ملکہ مدہوش جادو کو بلاوا نسے
دریافت کرو خواجہ عمرو کو بھی یہ سنکر ملکہ مخمور کا خیال آیا مدہوش وزیر زادی کو طلب کیا اُس
سے پوچھا کہ ملکہ مخمور کہان ہین مدہوش نے اول حیلہ وحوالہ کیا مگر خواجہ عمرو نے غصے سے آنکھ
ڈالی کہا مجھسے کیون چھپاتی ہی یہان کوئی اُسکا دشمن بیٹھا ہی تب مدہوش نے کہا خواجہ کئی روز کا
زمانہ گذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم نے خواب پریشان دیکھا روتی ہوئی اُٹھین کسی طرح اُنکے دل کو
قرار نہ آتا تھا کنیز ہمیشہ سے اُنکی رازدار ہی اُنکے شمع رخسار کا پروانہ ہی جب مین نے بجبت پوچھا
تو رو کر فرمایا کہ مین نے شاہزادۂ نورالدہر کو عالم خواب مین دیکھا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپتا ہی

ای مدہوش مجکو آرام نہ آئیگا دل بیتاب پسلیون کو توڑ کے نکل جائیگا طائر روح قفس جسم مین گھبراتا ہی صدمۂ فراق سے غش چلا آتا ہی سوا شربت دیدار کوئی علاج نہین دل بہت اندوہگین ہی مین طرف کوہ عقیق کے جاتی ہون فقط ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی مگرای مدہوش جہانتک ہوسکے اس راز کو چھپانا پس حضور وہ نورالدہر کو دیکھنے گئی ہین خواجہ عمرو نے کہا اور زیادہ تردد تھا ایسا نہو کہ اُسپر بھی کوئی اُفتاد پڑے خدا اُسکو خیر و عافیت سے یہان پہونچائے وہ کسی بلا مین نہ پھنس جائے مگر ملکہ بہار گلعذار نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آتش عشق کا کانون سینے مین چھپانا بہت دشوار ہی صاحبان ربط و ضبط جان دیتے ہین اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہین کم ظرف اُبلنے ہین بچون کے بل جلتے ہین مین کچھ بُوا مخمور کو نہین کہتی ہون آمد سخن مین یہ فقرہ زبان سے نکل گیا کئی روز سے مجھسے بھی کہتی تھین کہ بُوا چلو واسطے دو چار دن کے لشکر اسلام مین نہ آئین مین نے انکار کیا اُنکے قلب نے نہ مانا گئی تو ہین ایسا نہو کہ افراسیاب کو خبر ہوجائے تو خرابی ہو ان باتون مین سب صاحب مصروف ہین کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ارے خیر تو ہی چند کنیزین دوڑین ابھی وہ باہر نہ جانے پائی تھین کہ دیکھا دربارگاہ سے ایک اژدہیب بصورت عجیب و غریب مثل کوہ مُنھ سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا دربارگاہ سے پیدا ہوا اتنا جلد آیا جیسے برق چمک کر آسمان سے زمین پر گرتی ہی آگ کے شعلون سے آنکھین سب کی جھپک گئین جو جس مقام پر تھا ہل نہ سکا تصویر گلی کا عالم ہر ایک بیدم جسم بے حس و حرکت نہ آنکھون مین بینائی نہ ہاتھ پاؤن میں قوت عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا بچہ ٹیک کر چاہا جست کر کے نکل جاؤن جان بچا کر گل جاؤن جیسے خواجہ عمرو نے جست کی اژدر نے مُنھ بڑھا کر عمرو کو اپنے دہن مین لیا لیتے ہی پلٹا چشم زدن مین بارگاہ سے نکل گیا جب اژدہا عمرو کو لیکر چلا اب سب کے حواس درست ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق و خورشید زرین سحر و ملکہ بلال سحر افگن و ملکہ سُرخ موے کاکل کشا گولے و تیغ و ناوک و تیر پیکان کے لیکر پیچھے اژدر کے دوڑے دیکھا بیچ مین سے لشکر کے جاتا ہی خواجہ عمرو کو مُنھ مین دبائے ہوئے جس طرف دُم مار دیتا ہی خیمے بارگاہین گر پڑتی ہین صدہا ساحر اسین دب گئے اب سرداروں نے اپنے اپنے سحر اژدہے پر بصد کر و فر کرنا شروع کیے یعنی ملکہ

مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا کہ اگر کوہ آہن پر پڑتا پرزے پرزے اُڑا دیتا مگر اژدر کی پشت پر پڑا
گولہ آہن کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اژدر کو خبر بھی نہوئی ملکہ بہار جادو نے دوڑ کر گلدستہ مارا پھول
شرارہ بنکر جسم اژدر پر پڑے اژدر پر تاثیر بھی نہوئی اسی طرح کیسے کیسے سحر سرداروں نے کیے
کچھ نہوا اژدہا منھ پھیر پھیر کر بہ نگاہ قہر دیکھتا ہے جسپر نگاہ زہر آلود پڑتی ہے ہاتھ پانوں مین رعشہ آجاتا
ہے قلب بھر آتا ہے لشکر کے کنارے تک تو اژدر خراماں خراماں آیا سرداروں نے پیچھا نہ چھوڑا
کنارے پر لشکر کے اژدر ٹھہرا پھر پھری لی زمین پر اٹھاکر دُم ماری دونوں بازوؤن پر پرواز
پیدا ہوئے اُڑ کر طرف آسمان کے روانہ ہوا سرداروں نے ہر چند تعاقب کیا اژدر کے قریب
نہ پہونچ سکے تھک تھک کے زمین پر گر پڑے اژدہا آنکھوں سے ناپدید ہوا نہین معلوم کہاں
گیا شور قیامت برپا ہوا چالاک بن عمرو مہتر برق فرنگی وجانسوز بن قران وضرغام شیردل
ومہتر قران عیار دوڑے ہوئے آئے دیکھا صدہا خیمے گرے پڑے ہین کئی ہزار آدمی جان
بحق تسلیم ہوئے کسی کا سر پھٹ گیا ہے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی تڑپ رہا ہے سردار سر پیٹ رہے ہین
پوچھا صاحبو خیر تو ہے ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ایک اژدہا آیا کیا غضب کی بات ہے ہم سبھوں کے
سامنے عین بارگاہ سے خواجہ عمرو کو لے گیا ہم لوگوں نے ہر چند سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی آسمان پر
جاکر غائب ہو گیا ملکہ بہار نے کہا صاحبو یہ خود افراسیاب خانہ خراب تھا اور کسی ساحر کا
کلیجہ نہین ہے کہ ہم لوگوں پر یون بے تکلف گھس پڑے اگر سامری وجمشید ہوتے تو انکو بھی
چھونا نہ دیتے مگر وہ بے حیا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے اُس پر بجز کب قابض ہو سکتا ہے اگر جائین
تو کس طرف جائین کہاں اُس ظالم کا پتا پائین اگر باغ سیب مین گیا کون وہاں جائے باغی بھی
تو آسیب اُسے کیا کرین کچھ نہین بن پڑتا بڑے بڑے ساحران نامی اُسکے ہاتھ سے خواجہ عمرو
کے واصل جہنم ہوئے جھلایا ہوا ہے بڑے غصے مین خواجہ کو لے گیا ہے ایسا نہو کہ قتل کر ڈالے
اے چالاک وبرق اگر خواجہ کے دشمن قتل ہو گئے ایک لمحہ طلسم ہوش ربا مین ٹھہرنا مشکل ہے
افراسیاب سحر مین بڑا کامل ہے چالاک نے کہا آپ لوگ نہ گھبرائین ہم پانچوں عیار حاضر ہین
جاکر تلاش کرتے ہین اگر پتا پائینگے یا تو وہین گڈبڈ ہو جائینگے یا مناسب ہوگا تو آپ کو خبر پہونچا جائینگے
مگر آپ سب صاحب کلام حسرت آمیز ووحشت انگیز زبان پر نہ لائین ورنہ سب اہالیان لشکر

گھبرا جاینگے گوشون مین چھپ کے اپنی جانین بچاینگے ملکہ زبان پر یہ جاری نہ فرمایئے سرداران لشکر کو سمجھایئے کہ کیا مجال ہو ہمارے اُستاد کو قتل کرے خواجہ عمرو اُس اولوالعزم کے عیار مین کہ جو تمام عالم مین نامی و نامدار مین اُنکا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہی اُنکی جرات و شوکت پر مردان عالم کو ناز ہی یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان اگر خدا نخواستہ خواجہ عمرو کو کوئی قتل کرڈالے تو اُنکے آقا اگر زمین کے طبقے آسمان پر اُڑا دین اُس قوم کی قوم کو مٹا دین الغرض عیارون نے سمجھکر ملکہ مہرخ و ملکہ بہار گلعذار وغیرہ کو بارگاہ آسمان جاہ مین پہونچایا پانچون عیار نامدار یعنی مہتر برق مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران باہناے عیاری سے آراستہ ہو کر بصد کروفر تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوے ہین انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمے داستان حیرت بیان کو دعقیق گلزار سلیمانی ز فولاد فولاد شکن کے بیان ہوتے ہین کہ اسکی دختر کو ایرج نوجوان نکال لے گئے ہین عیاری کرنا دسواس عیار کا اور پتا پاکر جانا فولاد فولاد شکن کا بر سر ایرج نوجوان و ذکر جنگ مغلوبہ عجب داستان رنگین و جلالت آئین ہی خمسہ

دیکھیے اب گلعذارون کی فضا دو چار دن زندگانی کا اُڑا لیجے مزا دو چار دن	اس چمن مین نخل دل رکھیے ہرا دو چار دن مغتنم ہی باغ عالم کی ہوا دو چار دن

صورت گل ہی یہان نشو و نما دو چار دن

غور تمکو چاہیے اپنے مآل کار پر آمد آمد ہی خزان کی حسن کے گلزار پر	بل کی لیتے ہو عبث اس گیسوے خمدار پر سبزۂ خط کا نمو ہی چاند سے رخسار پر

اور رخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہوتا تھا جدا غیر سے دان صحبتین ہین ہم تڑپتے ہین یہان	یا چھپایا منھ کو ایسا تو نے اے جان جہان اُس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیان

آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج تو تمکو غرور حسن ہی حد سے سوا	گفتگو مین طاق ہی اصلا نہین شرم و حیا

واسطہ خالق کا دیکر کی جو مین نے التجا
مدعاے وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا
بیٹھکر مسجد مین کریاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے مین نے قطع کی جب دوستی
چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا ہر گھڑی
آنسوؤن سے تر کئی روز آستین قاتل نے کی
مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت ہی
دار ہے اُس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہون کیا کیا تصور مین مجھے بھائے نہ تم
آنکھین روشن کرنے کو تشریف یان لائے نہ تم
پر شب مہتاب مین بن میرے گھبرائے نہ تم
یہ بڑھا اندھیر ہی اک رات بھی آئے نہ تم
چاندنی کیا کیا ہوئی اے مہ لقا دو چار دن

لیچلون گا آج اپنے گھر تجھے مین کھینچ کے
مین نہ مانون گا کبھی نقرے کسی نادان کو دیکے
اعتبار ان جھوٹی باتون کا نہین ہرگز مجھے
واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے ترے
ایک دن کے ہوگئے او بیوفا دو چار دن

ایک دن ہونا ہی ہر اعلی و ادنے کو فنا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا
یہ مسافر خانہ ہی اے غافلو عبرت کی جا
روز آتی ہی لب گور غریبان سے صدا
شادی و غم ہی پئے شاہ و گدا دو چار دن

توڑنے پر پھول کے دی ہین ہزارون گالیان
خاک اُڑے گی باغ مین جب آئیگی فصل خزان
دور ہی تیرا کوئی کب کھول سکتا ہی زبان
نکہت گل پھر کہان باد بہاری پھر کہان
باندھ لے اے باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو کہتا ہی یہ کیا
شانہ کرتا ہون تو نازل سر پہ ہوتی ہی بلا
ہوش مین آؤ علاج اپنا کرو بہر خدا
وہ پری کہتا ہی دیوانہ بنا کر زلف کا
فصد لو اپنی کرو جاکر دوا دو چار دن

دیدون مین ڈالینگے دیدے کھا کے مجھ پیچ و تاب
پھر کہان یہ نیچی نظرین اے دل خانہ خراب
اٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب
پھر کہان یہ اُنکی چتون چند روزہ ہی حجاب
اور کرلین مجھسے وہ شرم و حیا دو چار دن

مست ہو جاتا ہے دل گلگشت میں وقت سحر ۔ موج باد صبح مے کا رکھتی ہے اثر
بادہ کش تو اک طرف مجھکو یقین ہے اسقدر ۔ زاہدوں کی رال ٹپکے گی مے گلرنگ پر
گر رہی یوں ہیں گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھ میں تسبیح رکھیے زاہدوں کی طرح سے ۔ ہیچ سب سے کیجیے سر پہ عمامہ باندھ کے
جس میں اہل زر پھنسیں اب جال وہ پھیلائیے ۔ دام پیدا کیجیے ہے ہو چکی مفلس ہوئے
بیٹھیے مسجد میں بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہے امانت تم کو اکثر باغ میں ۔ سرو ہے میناے مے ہر پھول ساغر باغ میں
میکشوں کے جمگھٹے رہتے ہیں دن بھر باغ میں ۔ بادۂ گلگوں پیین ہر روز چل کر باغ میں
موسم گل کے یہی ہیں اے صیاد دو چار دن

ساقی نامہ مصنف قمر

کدھر ہے تو اے ساقی تیغ بر ۔ پڑا میکدے میں ہے اب شور و شر ۔ عطا کر مجھے جام مے بے دریغ
برستا ہے میخانے میں آب تیغ ۔ کھنچے تیغ موج مے خوشگوار ۔ بنے میکدہ خون سے لالہ زار
دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب ۔ قمر پہ ہے رحمت کا چھایا سحاب ۔ کمیت قلم آج ہے گشت میں
کہ چلنے کو تلوار ہے دشت میں ۔ زبان کی صفائی دکھا اے قمر ۔ کہ پیر مغان کو ہے منظور شر
تامل نہ کر کیوں تو دل تنگ ہے ۔ ارے ایک حملے میں سر جنگ ہے ۔ وہ تیغ قلم ہے مری سر شگاف
کہ دشت مضامین کروں تم میں صاف ۔ کبھی نیزۂ جان ستان ہے قلم ۔ کبھی فوج تحریر کا ہے علم
یہ سامان ہیں سلطنت کے بہم ۔ دوات و قلم مثل طبل و علم ۔ لڑائی کی تحریر میں کہ ہوئی
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی ۔ یہ قرطاس کا ہے ضیا بار نور ۔ صفیں فوج کی ہیں کہ ہیں اسطور
الف ہیں کہ ہیں نیزۂ جانستان ۔ دوائر ہیں یا خنجر خونچکان ۔ کشش شین کی ہے کہ شمشیر تیز
جو کاٹے رگ جان میان ستیز ۔ کمان کیانی ہے نون بے نظیر ۔ الف صاف آیا نظر مثل تیر
سپر ہے ہر اک نقطۂ دلپذیر ۔ تبر کاف ہے جنگ میں بے نظیر ۔ اگر میم کا منقلب ہو نشان
عدو کو نظر آئے گرز گران ۔ جو نہ ہ کروں [illegible] کہ مد آہ ۔ ہوا اک دم میں یہ روز سیاہ

چونکہ حقیر پر تقصیر کو اس داستان شوکت بیان میں ذکر جنگ عشق منظور ہے اسی تلازمے میں

ثانی نامہ تحریر کیا ایک غزل عاشقانہ بھی سماعت فرمائین ناظرین لطف اُٹھائین غزل

ترے بسمل کو تیرے پاس ای سفاک ہونا تھا
تڑپ کر رہ بجانا تھا ذرا چالاک ہونا تھا

انھین خود اپنے گرم اشکو نسے جلکر خاک ہونا تھا
مری ناکام پلکون کو خس وخاشاک ہونا تھا

گریبان کو جنون مین تا بہ دامن چاک ہونا تھا
جواب جادۂ صحرا بے وحشتناک ہونا تھا

جو یہ مقصود تھا دھوتا نہ قاتل اپنے دامن سے
لہو کو میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہونا تھا

گلا کچھ وصل مین دست تمنا سے ہی کچھ تم سے
کہ اسکو گدگدانا تھا تمھین بیباک ہونا تھا

اگر بانکی ادا کو تیری بننا تھا قضا میری
تو پھر دشمن نہوتی دوست ای سفاک ہونا تھا

خدا کے سامنے تجسے بتون نے کین نہ چار آنکھین
وہین شرما گئے آخر جہان بیباک ہونا تھا

نگہ جب تاب لائی تھی نہ عریان دیکھ سکنے کی
مری آنکھون کے پردون کو تری پوشاک ہونا تھا

نہین معلوم ہم بھولے کس کو یاد آئے مین
خبر لانا تھا دل کو ہچکیون کو ڈاک ہونا تھا

نہ آیا تجکو میرے آنسوؤن مین پیرنا ای دل
لہو ہو ہو کے بہنا تھا اگر پیراک ہونا تھا

نگاہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر مین
کسی کو آگ ہونا تھا کسی کو خاک ہونا تھا

نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی
قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہونا تھا

رقیب آئے ہین اُنکے ساتھ کثرت ہی عذابونکی
یہین گذرا وہ مُردے پر جو زیر خاک ہونا تھا

جو آنکھین پوچھتین اُسکی تو دل میرا بتا دیتا
وہان شرما کے جھکنا تھا یہان بیباک ہونا تھا

نہ مرجاتے نہ چار آنسو بہاتا کوئی تربت پر
مقدر مین ہمارے خاک سے یون پاک ہونا تھا

نگاہ شوق کی حسرت جگر اُسکا تو شق کرتی
ترے پردے کو چلمن کی طرح صد چاک ہونا تھا

خدا کی شان کہتا ہی بتون کی ناک کا تنکا
مری تقدیر مین سب زیورون کی ناک ہونا تھا

بتون مین جلوۂ حق شیخ کو معلوم ہو جاتا
برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہونا تھا

تڑپ دلکی دکھانا تھا جلال ان شوخ چشمون کو
وہین کی بجلیئے سستی جہان چالاک ہونا تھا

ناظرین پر واضح ہو اور دل مین تحریر ہوا ہی کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دختر فولاد فولاد شکن پاس ایرج نوجوان کے ہی کہ یہ صحرا مین شکار کھیلنے گئے تھے وہین خود شکار ہوے اسکے عشق مین بیقرار ہوے شاپور خیر دل بشکل شعلہ رخسار عیاری کرکے لایا اب اُسی صحراے سبزہ زار مین

ساتھ اُس نازنین مہ جبین کے اپنے خیمے مین مصروف عیش ہین صرف سَو دو سو سوار ساتھ ہین
فقط شاپور شیر دل خیمے مین انکے ساتھ ہی دن عید رات شب برات ہی اور بختیارک نے
فولاد فولاد شکن کو گرمایا ہی وسواس عیار کو واسطے پتا لگانے کے بھیجا ہی یہ مفصل تحریر ہو چکا ہی
اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ فولاد فولاد شکن دربار سلیمان عنبرین موے کوہی پر شب سے
بے آب و دانہ غصے مین بیٹھا ہی بختیارک مرچین لگا رہا ہی کہ اے پہلوان دوران و اے گرشاسب
جہان اس طرح دو صبر کرو اگر وسواس خبر لایا کہ تمھاری دختر بلند اختر قبضے مین کسی فرزند حمزہ
کے ہی تو پھر کیا کروگے آخر خاموش ہو رہو گے غصہ تھوک ڈالو کھانا کھا لو نوش کرو فولاد کہتا ہی
ملک جی آپ اس مقدمے مین خلل نہ دین وسواس عیار آ کے مجکو نشان بتا لے قسم ہی جاہ و
جلال خداوندی کی یا تو اپنی جان دونگا یا اُس گستاخ کا سر کاٹ لونگا اگر اسکے خلاف ہو مجکو فولاد نہ کہنا
یہان تو یہ ذکر ہی مگر حال وسواس عیار کا سنیے کہ فولاد فولاد شکن نے کئی لاکھ روپیہ کی اسکو
طمع دی ہی کہ جا کر پتا لگاؤ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کون لے گیا مگر آنکھون سے دیکھ آنا وسواس
طرف لشکر اسلام کے روان ہوا فقیر بنکے داخل لشکر ظفر اثر صاحبقران زمان ہوا دیکھا لشکر آباد
رعایا دل شاد ہر سمت کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین جابجا لشکر سرداران نامی
و پہلوانان گرامی کے فرودکش ہین بارگاہ سلیمانی وسط لشکر مین استادہ ہی دست راست کے جانب بارگاہ
داراے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان برپا ہی سمت دست چپ خیمہ زرنگاری مالک اژدر
صاحب نیزہ دوسرا غلام نبی و چار حیدر جوانان عرب جابجا فرودکش ہین کہین کشتی ہو رہی ہی کوئی
لیزم و بنا ہلا رہا ہی خیمے استادہ ہین عرب جابجا ٹہل رہے ہین خود ہاے آہن سرون پر زرہین زیب
جسم ہاتھون پر عبادت کے گٹھے مثل ستارۂ سحری چمک رہے ہین قواعد جابجا ہو رہی ہی ادھر لشکر
لندھور مین جوانان ہندی وضیع و شریف بانکے ترچھے لڑے بھڑے کلون پر زخمون کے
نشان ایک باغ بیخزان معلوم ہوتا ہی پلٹنین رسالے کس تکلف سے آراستہ ہین صبح کا وقت
ہی وردی بج رہی ہی جوانان تماشا بین رنڈیون کے خیمون سے نکلے ہین جھیل مین جا کر غوطہ مار
نماز کا وقت جاتا تھا جلدی آکر نماز چند فقرات مین ادا کی چونکہ نشے باز ہین ڈیڑھ ہی بغل مین دبا لے
دکان پر جنگیڑن کی پہونچے چونی انٹی پھینکی دم مارا ادھر سے کمیدان آئے ادھر سے رسالدار پہونچے

ایک کھنکھارا ایک نے مونچھوں پر تاؤ پھیرا لگیدان نے کہا میاں کیا مونچھوں پر تاؤ پھیر اکر تنے ہو آؤ دو دو ہاتھ ڑلو تلواریں کھینچ گئیں ایک کے وار پر دوسرا تعریف کرتا ہی کہ بھئی واہ جوان کیا ساکھیے کا ہاتھ مارا ہی بھئی سپر تو پھینکو مردان عالم کہیں گھونگھٹ میں رہتے ہیں غصے میں دونوں نے سپریں پھینک دیں اب دونوں کے سینے سپر ہوئے دم بھر میں خون میں تر ہوئے کوتوال کو خبر ہوئی دوڑے تری بھنگی دھوتو دھوتو دھوتو کی آواز آئی دونوں جوان ایک طرف ہو گئے تلواریں پکڑ کے آگے بڑھے کہ کوتوال صاحب آپ کو کیا کام ہی ہم بھائی بھائی ایک بیڑے کے دوالی بند ہیں حضور ایسی کیا آفت آئی جو آپ دوڑے آئے کوتوالی چبوترے کے پیادے پیچھے ہٹ کے کھڑے ہوئے آپس میں کہتے تھے کہ بھیا خان میاں سے ڈرنا چاہیے دوسرے نے کہا کہ مرزا جی کیا کم ہیں خانہ جنگیاں اوچھے ہیں جب زیادہ ہنگامہ ہوا رسالدار کی طرف سے رسالہ تیار ہوا لگیدان کی طرف سے پلٹن آپس میں کہتے ہوئے کہ ہمارے افسروں پہ نگاہ ڈالے گا تو خون کا دریا بہا دینگے یہ شور سنکر خود لندھور بن سعدان کئی لاکھ روپیہ کا سیلہ سر پہ باندھے ہوئے رفقا ساتھ آکر ہنگامے کو برطرف کیا دونوں جوانان زخمی کو گلے سے لگایا کہا بھائیو آپس میں لڑتے ہو انشاء اللہ لقا پرستوں سے لڑنا غصے میں دونوں جوانوں نے جواب دیا کئی دن سے طبل جنگی نہیں بجے تلواریں ہماری خون چاٹنے کی عادی ہیں جہاں دو دن جنگ نہوئی یہ معشوقان خونریز بہت تنگ ہو جاتی ہیں جب خون چاٹ لیتی ہیں تو آرام پاتی ہیں غرض لندھور بہلا کر دونوں جوانوں کو لے گئے ٹانکے لگائے شفاخانے میں دوست واحباب دیکھنے کو چلے آتے ہیں یہ ہنگامے اکثر لشکر ہندوستان میں برپا ہیں وسواس جابجا خبر لیتا پھرتا ہی پہلے سب سے قریب بارگاہ شہزادہ خاور سیاہ کے آیا فقیر کی صورت بنکر عرصہ دراز تک ٹھہرا کچھ پتا نہ پایا نورالدہر و علمشاہ و تورج بن بدیع الزمان و شاہزادہ ہاشم تیغزن و لندھور بن سعدان و مالک و بہرام و جمہور جہان سوز و طرطوس و بہادر شاہ تبرزن و رستم سرزمین مغرب و فرامرز عاد مغربی و مندویل اصفہانی و شہریار عراقی و شہنشاہ عراقی و عبدالجبار حلبی و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و سیف ذوالیدین وغیرہ کے خیمے وسواس عیار نے چھان ڈالے کبھی عورت بنکر کبھی جو صورت فقیر بنی ہر ایک طرح سے دریافت کیا کہیں نشان نہ پایا آخر واپس آیا یہاں غلام

اُسی طرح دربار پر بیٹھا ہی گرد سرداروں کا جادو ہی کسی سے کلام نہیں کرتا کہ وسواس سامنے
سے آیا عرض کی حضور مین نے سارا لشکر چھان ڈالا کہین ملکہ عالم کا نشان نہ ملا فولاد فولاد شکن
نے کہا کیون ملک جی تم تو کہتے تھے کہ پسران حمزہ کا کام ہی دیکھو تمھارا عیار کیا کہتا ہی بختیارک
نے کہا سوا اے پسران حمزہ کے کسی کا ایسا کلیجہ نہین ہی اب مجھے بھی ضد ہی کہ بے پتا نشان لگائے
آپ کی خدمت سے کہین نہ جاؤنگا فولاد فولاد شکن نے کہا کہ جلد تدبیر کیجیے نشان بتائیے پتا لگائیے
ورنہ ایک ہاتھ آپ کو مارونگا کہ بھنڈار اکھل جائیگا اور اپنی بھی جان دونگا تم نے جھوٹ باتین
کہکر مجکو بڑے قلق دیے ہین مرنے والے سے ڈرا کرو بختیارک نے کہا دیکھیے ابھی لیجیے ان
باتون سے نہین ڈرتا بموجب مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است؀ یہ کہکر
طرف وسواس عیار کے متوجہ ہوا کہا ای وسواس تم تو عیار ہو دیکھو ہم ابھی پتا لگاتے ہین
تم کو نشان بتاتے ہین لشکر حمزہ مین ابھی جاؤ یہ دریافت کرو کہ کوئی فرزندان حمزہ مین سے
شکار وغیرہ کو تو نہین گیا ہی وسواس نے کہا مین نے پہلے ہی پوچھا تھا دریافت ہوچکا کہ نقد
روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گیا ہی آجتک
پلٹ کے نہین آیا بختیارک نے کہا کہ ای وسواس بس ہم تو بخوبی سمجھ گئے بہ تعجیل اپنے کو
شکارگاہ مین پہونچاؤ ایرج نوجوان کی خبر لاؤ یہ سنتے ہی وسواس طرف صحرا کے روانہ ہوا
کوئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار مین ایک خیمہ برپا ہی ایک
طرف کوئی دو سو سوار زیر نخلستان فرکش ہین بس اُسنے اُسی وقت رنگ روغن عیاری کا نکالا
اور ایک دھوبن کی صورت بنکر تیار ہوا لہنگا بہت معقول اطلس کا نیچے ڈوپٹہ اوپر دُلائی اوڑھے
چھوے ہاتھ پانوٗن مین کچھ کپڑے اُجلے کچھ میلے بطور لادی کے کاندھے پر ڈال کر اٹھلاتا ہوا ناز و
کرشمہ دکھاتا ہوا چلا یہان بالکل صبح ہوچکی ہی کچھ سوار سوتے ہین بعض آنکھین ملتے ہوے اُٹھے
ہین سائیس اپنے اپنے گھوڑون کو مل رہے ہین یہ اُنھین سوارون کے بیچ مین سے نکلا ایک
سوار کی نگاہ پڑی کھنکھار ا آواز دی بری جین ہمارے بھی کپڑے لیتی جاؤ یہ مسکرا کر آگے بڑھا جواب دیا
ہمیشہ کلپتے رہوگے نگوڑا دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ایسے ایسے آوازون کے جواب دیتا ہوا
قریب خیمے کے پہونچ گیا صبح کا وقت ہی پہرے کا سپاہی سمجھا یہ دھوبن روز آتی ہی وہی ہوگی اسوجہ سے

پہونچکر کہا بس وسواس پردہ اُٹھاکر اندر پہونچا شب بھر عاشق ومعشوق جاگے ہین بیخبر لیٹے ہوے
سورہے ہین ایک طرف شاپور شیر دل عیار شاہزادے کا گوشے مین پڑا ہوا سورہا ہی اور ملکہ
کے چہرۂ بے نظیر پر سے دوپٹہ ہٹا ہوا ہی فولاد فولاد شکن وسواس کو تقریر مین تصویر اپنی بیٹی کی
دکھا چکا ہی بس یقین کامل ہوا کہ یہ وہی ماہ کامل ہی بس اُلٹا پلٹا سوار پیادون سے ہنسی کرتا ہوا
گلستان کی آتشبکڑی لادی وغیرہ کنارے پھینکی بصورت اصلی ہوکر بھاگا فولاد بیٹھا ہوا بختیارک
سے کج بحثی کررہا ہی فلک تفرقہ پرداز درمیان مین عاشق ومعشوق کے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی شعر
یہ دو دل کو اکٹھا ہونے نہین دیتا کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ٭ براے عاشق ومعشوق ہروقت
درپے آزار ہی کسی کو صحرا نورد کیا کسی کو مبتلاے رنج و درد کیا کسی سے خاک چھنوائی کسیکو لیلی مدام
بنائی یہ ظالم اسی فکر مین ہی یہی تفرقہ ان دونون شیداے یکدیگر کے ہوا چاہتا ہی فولاد فولاد شکن نے
دیکھا وسواس خوشی خوشی سامنے آیا بختیارک نے پوچھا کہو ہماری راہبری کچھ کام آئی منصور
خبر پائی وسواس نے کہا ملک جی تمھارا بایان پانون چومنا چاہیے غیب کی خبر دیتے ہو فی الحقیقت
ایرج نوجوان کے ساتھ پہلوان جہان کی دختر پڑی ہوئی سورہی ہی آنکھون سے غلام دیکھ آیا ہی
اسی وجہ سے شاہزادہ ایرج نوجوان صحراے لشکر مین آیا نہین معلوم ملکۂ عالم کو کیونکر پایا رات بھر
جاگے ہین دونون عاشق ومعشوق لیٹے ہوے سورہے ہین بختیارک تو ایک ہی حرامزادہ ہی
یہ سنتے ہی اُٹھکر ناچنے لگا اور کہا میان پہلوان صاحب آداب تسلیم بڑے عمدہ جوان کے پہلو مین
پہونچین جو خداوند زمرد شاہ باختری کا نواسا ہی اب غصہ ناحق کا ہی کیا اچھا داماد آپ کو ملا بطن سے
دختر خداوند کے صلب شاہزادۂ خاور سپاہ کا وہ پوتا صاحبقران کا ایسا صاحب حسب ونسب
کون ہی ایسا پیوند کسکو ملتا ہی فولاد فولاد شکن غصے مین تھرتھر کانپا مسلح تو بیٹھا ہی تھا قبضے پر ہاتھ ڈالا
جھپٹ کر گینڈے پر سوار ہوا اور پہلوانون نے چاہا کہ ساتھ دین فولاد نے پلٹ کر غصے مین
آواز دی کہ خبردار اگر میرے ساتھ کسی نے آنے کا قصد کیا مین اُسکا دشمن ہون ڈر کر سب
ٹھہر گئے وسواس سے مقام تو اُسنے پوچھ لیا قہر وغصے مین کیوں تھا چلا بختیارک نے دیکھا
کس زور و شور مین جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جھونکا ہواے تند کا سامنے سے نکل گیا بختیارک
تو یہان بیٹھا ہوا باتین بناتا ہی وہان یہ عاشق ومعشوق غافل پڑے سورہے ہین چند سپاہی

پھرسے پربیٹھ مین ایک سنے دیکھا سامنے سے بونڈلا گردکا اُٹھا دیکھا کہ ایک کرگدن پرسوار مثل
آندھی کے آتا ہی گینڈا ابرا بر فیل مست کے سوار مثل دیو کوہ بالاے کوہ کے ہی جبتک وہ سپاہی
اُٹھے اور ساتھ والون کو جگائے یہ بدمست گینڈے سے کودا سپاہی نے کہا کہان جاتا ہی فولاد
فولادشکن نے ایک سپر لی اورجھٹ ماری کہ اُس سپاہی کا سر پھٹ گیا دوسرے نے جھپٹ کے
ہاتھ تلوار کا مارا یہ بیحیا ایسی تلوارون کو کب مانتا ہی دیو کو پشہ جانتا ہی تلوار اُس مرد مومن کی
چھین اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا جب دو لاشے زمین پر گرے اور سپاہی گھبرا کر اُٹھے جبتک
وہ لوگ ہتھیار سنبھالین یہ ملعون بے محابا اُٹھا کر اندر آیا یہان اسوقت تک سوتے ہین فتنۂ خوابیدہ بیدار
ہو چکا بس فولاد نے جو پہلو مین ایرج نوجوان کے اپنی دختر کو دیکھا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او
گیسو بریدہ شوخ دیدہ کچھ مابدولت کا تجکو خوف نہ آیا ملکہ کی آنکھ کھلی ملک الموت کو سرپر دیکھا قریب
تھا کہ روح قالب سے نکل جائے مگر فولاد نے قریب چھپرکھٹ کے آکر ہاتھ کھا ما ایک جھٹکا دیا
وہ نازنین پروردہ مہد ناز و نعم مثل چھپکلی کے زمین پر گری مگر گرتے گرتے جوش محبت مین دا دو
کی شہریار بچاے خدا اُٹھیے اجل سر پر کھڑی ہی موت کا سامنا ہی یہ جلاد خونخوار آگیا ایرج نوجوان
نے گھبرا کر آنکھ کھولی ملکۂ سیمین عذار رشک صنوبر قد کو پٹتے ہوے پایا ایک دیو کو دیکھا تیغۂ برہنہ کھینچے
ہوے کھڑا ہی اُس شیر دل نے اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہی کہ ناموس پر ہمارے
ہاتھ ڈالتا ہی ایرج نوجوان سیدھا ہونے پایا تھا کہ فولاد نے بڑھکر ہاتھ مارا شاہزادہ سر برہنہ سر پر
خود نہ کلاہ بخوف اُس ملعون نے ہاتھ لگایا زخم کاری سر پر آیا یقین تھا کہ دو ٹکڑے ہون دونون ہاتھ
تو داستانہ گانے کے عادی تھے دم شمشیر پر مار دیئے تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر کلائیان جھول پڑین اُسپر بھی
یہ شیر صولت چھپرکھٹ سے کودا قصد ہوا کہ اپنے ہتھیار اُٹھاؤن اس ملعون سے لپٹ جاؤن
مگر چادر خون کی چہرے پر آ چکی کلائیون پر صدمہ کامل پہونچ چکا لیکن دل مین یہی ہی کہ دانتون سے
بوٹیان کاٹ لون محبوب جانی یار جادو ادائی کو بچاؤن فولاد نے پھر ہاتھ مارا شانہ نشانہ ہوا اب قلب
اُس عالیجاہ کا تاب نہ لا سکا چکر آیا زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہی کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی مین غلام
ہون یہ شاہزادہ سر بسر بیگناہ ہی نہتے پر ہاتھ تلوار کے مارتا ہی اُسنے پلٹ کر ایک طمانچہ ملکہ کو مارا
اگر یوہا پڑتا تو سر جنبر گردن سے اُڑجاتا مگر دو اُنگلیان پڑین مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری اُس بلا

مین شاپور شیر دل کی آنکھ کھلی دیکھا عجب قیامت برپا ہی شاہزادہ زمین پر دربا ہے خون مین غوطے
مار رہا ہی گھبرا گیا کہ کیا قیامت ہوئی جب ملکہ کو بھی زمین پر تڑپتے دیکھا فولاد نے غصے مین نعرہ بھی
کیا کہ منم فولاد فولاد شکن اب شاپور سمجھا کہ ملکہ کا باپ آگیا اسنے غل مچایا کہ ای یارو دوڑو فولاد
بڑھکر چاہا کہ اس سبل پر اور ایک ہاتھ مارون شاپور نے جھپٹ کر تیغہ مارا فولاد نے ایک دھجر
سپر کی مار دی یہ بیچارہ بھی منھ کے بل زمین پر گرا ادہر ایرج نوجوان اپنے خون مین غوطے مار کر
بیہوش ہو گیا فولاد پھر آگے بڑھا اب تو پانچ سات سپاہی اندر گھس آئے یہ حال مصیبت مآل
دیکھکر بدحواس ہو گئے مگر فولاد پر ہر چہار طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ گرگ باران دیدہ گرم و
سرد عالم چشیدہ ایسے لوگون کی حقیقت کیا سمجھتا ہی ان سب پر پلٹ پڑا جسکے ہاتھ ما۔۔ دو ٹکڑے
کسی کو قبضہ کسی کو ادھر سپر کی کسی کی کمر مین ہاتھ ڈالکر گھٹنے مارا کہ استخوان اسکے چور چور ہو گئے
اب دیکھا اسنے کہ باہر سے سپاہیون کے آنے کے تانتا بندھ گیا دس پانچ کو مار کے ملکہ کو اٹھایا
ایک ہاتھ مین ملکہ ایک مین تیغہ خون آلود یہ مردود لڑتا ہوا قریب اپنے گینڈے کے پہونچا رکاب
مین پاؤن دیکر پشت گردن پر آیا ملکہ کو آگے گود مین ڈال لیا یہ نازک اندام گلفام تڑپتے تڑپتے
بیہوش ہو گئی ہی اب وہ جو سو دو سو سوار باہر پڑے تھے وہ بھی ہتھیار سنبھالکر دوڑے مگر حیران ہین
کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ دیو خونخوار جلاد صاحب بیداد کون ہی کہان سے آیا کہ شاپور شیر دل گرتا پڑتا
بیرون خیمہ آیا پکار کر آواز دی کہ ای یارو تمھارے آقا کو قتل کیے جاتا ہی ملکہ عالم کو لیے جاتا ہی
خبردار جانے نہ پائے یہ جوان بیچارون نے سنا کہ ہمارے آقا کو مار ڈالا اور علامت سے بھی
ظاہر ہی کہ تیغہ خون آلود اسکے ہاتھ مین خون کی چھینٹین تمام بدن پر پڑی ہوئی ہین کف منھ سے
جاری صورت مہیب نعرے کرتا ہوا دم جرات کا بھرتا ہوا طرف صحرا کے قصد کیا ہی چاہتا ہی
کہ نکل جاؤن دو سو سوارون نے چار سمت سے گھیر لیا مگر انتشار مین کوئی سوار ہوا کوئی پیدل
دوڑ پڑا کسی نے تلوار اٹھائی کسی کے ہاتھ مین صرف سونٹا آگیا کسی نے فقط سپر اٹھائی ہی کان مین
قتل ایرج کی آواز آئی ہی ہوش و حواس پراگندہ یکایک اس آفت کا برپا ہونا مگر جان دینے
آمادہ ہو کر لینا لینا کہکر گھیرا اپنے حربے کرنے لگے فولاد فولاد شکن نے جسکو ہاتھ مارا اسکا سر کٹکر
زمین پر گرا لینڈے کو کاوے پر ڈالا اسکے جھریپے کوئی بیکار ہو کر زمین پر گرا کسیکا ہاتھ اڑ گیا

کوئی مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہے فولاد فولاد شکن کو نکل جانا منظور ہے وہ سب میں کو مار کر اب جو گینڈے کو
ڈپٹ کر لگائی بیچ مین سے سب کے پامال کرتا ہوا نکلا ہر چند ان بیچارون نے چاہا تعاقب کرین مگر اسکی
گرد کو بھی نہ پایا یہان تو یہ کیفیت ہے کہ بیچارے جنگل مین غل مچاتے ہوئے دوڑتے پھرتے ہین کہ یاردو
ہمارے آقا کو قتل کر کے نکل گیا شاپور نے جو یہ دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہے سمجھا کہ آقا میرا سیار گلشن جنان
ہوا ہاے یہ کیا سامان ہوا گریبان چاک کیا خون شہزادے کا لیکر منھ پر ملا روتا پیٹتا خاک اڑاتا طرف
لشکر اسلام کے چلا کہ انکے والد نامدار و جد عالی تبار کو جا کے اطلاع کردوں شاپور شیر دل تو ادھر
جاتا ہے مگر فولاد فولاد شکن ملکہ کو لیے ہوئے اس جلدی مین سامنے باغ کے پہونچا کہ بختیارک
حیران ہو گیا اُسکے ساتھ کے سردار در باغ پر جمع ہو گئے ہین پوچھ رہے ہین کہ ملک جی آقا ہمارا
یکہ و تنہا کہان گیا بختیارک کہتا ہے کہ معلوم ہو جائیگا تمہارے آقا پاس ملک الموت کے گئے ہین
اب چلکر لاشہ اُنکا نامراد بنا نام کھٹ پر جلانا یا تو یہ باتین ہین وہ سب بگڑ رہے تھے کہ او شیطان تو
صاف نہین بتاتا کیا خبر وحشت اثر سناتا ہے اُن سبھون نے دیکھا کہ فولاد دریاے خون مین نہایا ہوا
آتے ہی گینڈے سے کود املکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کھینچتا ہوا اندر باغ کے لیچلا سب سردار
پیچھے بکتے دوڑے اے شہریار یہ کیا ہوا اسنے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ یارو میری عزت مین فرق آگیا مگر
دشمن کو گھس کر اسکے خیمے مین مین نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اس نالائق کو پکڑ لایا ہون اب دیکھو کیسی سزا
دیتا ہون اس کشاکش مین ملکہ جو ہوشیار ہوئی اب اپنے کو پنجے مین ملک الموت کے پایا کہ فولاد
فولاد شکن کلائی پکڑے ہوئے کھینچتا ہوا باغ مین لایا ایک نخل سے اُس سرو قد کو باندھا اب باغ مین
سات آٹھ سو اسکے سردار کمیدان رسالدار ہزارون اہالیان فوج آگئے ہین غصہ فولاد فولاد شکن
کا دیکھکر کانپ رہے ہین مگر فولاد جب ملکہ کو نخل سے باندھ چکا کوڑا لیکر سامنے آیا کہا کیون او بد نصیب
کچھ میرا خیال نہ کیا آبرو کو مٹایا مسلمان کے ساتھ بھاگی یہ ساعت یاد نہ تھی مین تو ایسی احتیاط کرتا تھا
سفر و حضر مین تجکو ساتھ رکھا اسی افتاد کے خوف سے وطن مین نہ چھوڑا مگر یہ رسم خداوند لقا نے نکالی
ہے اپنے بندون پر مصیبت ڈالی ہے قدرت کی دختر کو مسلمان لے گئے کچھ نہ کہا اُنکا حوصلہ بڑھ گیا
ہر ایک کی دختر پر ہاتھ ڈالنے لگے کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا ملکہ نے اُسوقت فریاد کی اے باپ
شیشۂ ننگ و ناموس میرا سالم ہے صرف کلمہ پڑھنے کی گنہگار ہون فولاد کو اور غصہ آیا مثل بید کانپ

ہر چند اُس گلعذار رشک بہار نے فریاد کی یہ خار بیابان کفر وضلالت کب مانتا ہی جھپٹ کر کوڑا مارا وہ
جسم نازک وہ گل سا چہرہ کہ جو جھونکے سے ہوائے تند کے مرجھاتا تھا بدھیاں پھولوں کی جسم نازک
بار بقیں کوڑا جو پڑا خون کی چھینٹیں گلے کا ہار بقیں رنگ دگرگون ہوا حال ابتر خون کے فوارے
جسم نازک سے چھوٹے اس بدعت پر اُس بیحیا کی رنگ باغ دگرگون ہوا لالے کا اس غم سے جگر
خون ہو گیا سنبل کو پریشانی چشم نرگس کو حیرانی شمشاد رنج وملال سے پا بہ گل قمری اس صدمہ جانگزا
سے مثل مرغ بسمل ہر نخل نخل ماتم ہر گل بوٹہ مبتلائے رنج والم اپنے کف افسوس ملتے ہیں رنگ سے
پھولوں کے شعلے نکلتے ہیں عندلیبان چمن نغمہ سرائی بھولیں نرگس کی آنکھیں روتے روتے سپید ہوگئیں
نہروں کو جوش ملال موجوں کے کلیجے پر خنجر بے آب چل رہے ہیں حباب بدحواسی میں اُبل رہے ہیں
لب ساحل سے صدائے افسوس بلند مچھلیاں اس ماہیت سے ماہر ہو کر دردمند باد صبا کو
جل نکلنے کی خواہش خار کو خار الم سے کاہش جھونکوں سے ہوا کے رونے کی آواز آتی ہی زمین چمن
اس بدعت پر تھراتی ہی گلاب جوش غم سے عرق عرق ہی گل نسرین کا فرط رنج وملال سے کلیجہ شق ہی
بلبلان غنچہ چٹک کر غل مچاتے ہیں نخل شاخوں سے اُس ستمگر کے بچانے کو ہاتھ بڑھاتے ہیں
باغ میں ہنگامہ قیامت خیز بدعت انگیز برپا ہی یہ بیحیا ایک کوڑا مار چکا ہی ہر مرتبہ غصے میں کلمات
سخت کہکر بڑھتا ہی بختیارک مکر سے لپٹ لپٹ جاتا ہی تمام سردار گرد میں عرض کرتے ہیں بس
اے رستم زمان اسکے واسطے اتنی سزا کافی ہی ابھی کوڑے میں تڑپ کر مرجائیگی ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد نے کوڑا کھاکر زبان کھولی کہ او بیحیا خنجر سے مجھکو جلد قتل کر میرے خون سے ہاتھ بھر تو نے میرے
وارثوں کو غفلت میں قتل کیا اگر وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہوشیار ہوتا تو حال اس بیداد کا کھل جاتا تجھ ایسے
دیو خصال اُس شیر دلیر کے ہاتھ سے صدہا واصل جہنم ہوئے افسوس دل کی حسرت دل میں
رہی میں اپنے وارث کو دل کھولکر رونے نہ پائی عجب میں بدنصیب اور سبز قدم تھی کہ جاتے ہی اس
گھر کو برباد کیا فلک نے مجھکو لوٹ لیا ان کلمات حسرت آیات پر اور زیادہ جھلاتا ہی سب سے کہتا ہی
مجھکو چھوڑ دو میں اس زبان دراز کی زبان قلم کروں اچھی طرح سزا دوں مگر سردار سب فولاد سے
لپٹے ہوئے وہ کشتۂ حسرت ویاس اپنے معشوق سے دور بدعت سے اس ظالم کی رنجور رہتی ہی میں

کہتی تھی یہ کہہ روکے ناکام	یہ اشعار مصیبت آمیز زبان پر جاری تھے اشعار مصنف

اِی زورِ ہمارے ہاتھ کو تھام
اِی شوق کر اب تو دستگیری
دل ضعف نے توڑا ہی ہمارا
بیچین سے کیے ہی بیقراری
یہ جسم پہ چوٹ اُٹھاتے ہین ہم

غزل موافق مقام مضمون بنا

وصل کا ہوتا ہی سائل دلِ ناشاد عبث
تیغ کھینچے ہی مرے سر پہ تو جلاد عبث
بال و پر ہوتے تو کچھ لطف رہائی ہوتا
دیکھتا باغ مین ہی جانبِ شمشاد عبث
ہنسکے وہ کہتے ہین کیا فائدہ ہی ہوگا
وصل مین اِی دلِ ناشاد ہی تو شاد عبث
تجکو وہ شیرین شمائل نہ ملیگا شیر

طاقت بیتاب ہو گئی ہی
عاجز ہی شباب مثل پیری
آرام قرار کو نہین ہی
غم کرتا ہی آکے غمگساری
فرقت مین کسی کی مبتلا ہیت
ہوے وہ رہتا ہی تو مائل فریاد عبث
دیکھنا ہنسکے وہ کہدیگا پریزاد عبث
کلمۂ اُف کبھی آئیگا لب پر میرے
اب رہا کرنا ہی تیرا مجھے صیاد عبث
اِی دل زار جنون ہوگا کہے دیتا ہون
تو کیا کرتا ہی یہ نالہ و فریاد عبث
ایک کو بھی نہین دیوانہ بناتے دیکھا
پھوڑتا سر کو ہی تو صورت فرہاد عبث

تسکین خراب ہو گئی ہی
اِی طاقت رفتہ آ خدا را
راحت دل زار کو نہین ہی
اک کوڑے کا زخم کھاتے ہین ہم
مجبور ہین قیدی بلا ہین
وہ نہین مین ہون جو کرو مجھے آزاد عبث
جنبش ابرو خمدار سے کر قتل مجھے
ظلم کرتا ہی تو اِی بانی بیداد عبث
یاد آجائیگا پھر قامت موزون اِی دل
ہر گھڑی عشق کا کرتا ہی سبق یاد عبث
صبح ہوتے ہی رخ ہجر نظر آئے گا
مجھسے بے پر کی اُڑاتے ہین پریزاد عبث
کبھی طرف آسمان کے وہ گرفتار

رنج و مصیبت مُنہ اُٹھا کے عرض کرتی تھی کہ اِی معبودِ بے نیاز مسبب الاسباب رب ارباب اس ظالم کی بدعت سے اس کنیز کو بچانا اپنی کارسازی سے اُس شہریار کو زندہ دکھانا تا اپنے بخت واژگون طالع نگون سے یہ امید نہین ہی مگر تو جامع المتفرقین رب العالمین ہی جسم خاکی مین روح کو پھونکتا ہی بطن مادر مین کس آرام سے جگہ دی چالیس روز قبل از ولادت پستان مادر مین دودھ مرحمت فرمایا کس شفقت سے پرورش کیا اس بیکسی اور بے بسی مین بھی تو ہی معین و مددگار ستار و غفار ہی ماں باپ سے زیادہ تر رحیم مہربان ہی ہر وقت بندون پر تیرا احسان ہی بارے کسکو بھیجون میرے وارثون کو خبر کرے میری آہ دلدوز اثر دکھائے اُس شہریار کے جد و پدر کو یہ حال معلوم ہو جائے ناظرین خوش آئین یہ دل نشین ہو کہ ملکہ تو دعا مین مصروف ہی تمام جسم کوڑے کی ضرب سے پاش پاش موت کی تلاش فولاد و فولاد شکن کو سب سردار لپٹے ہوے ہین قریب ایسکے یمین عذار صنوبر قد کے نہین جانے دیتے گرچال شاہو بند شیر دل کے سینے کے خون زخمہاے ایک نوجوان کا چہرے پہ ملے ہوے طرف لشکر کے چلا تھا یہان ستارہ سحری

چمک چکا ہی لشکر اسلام مین غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالی وقار نماز سے فراغ حاصل کرکے سلاح سے آراستہ ہوے واسطے مجرے کے طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے بادشاہ عجاہ سعد بن قباد بارگاہ مین آکے سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین یکایک صاحبقران زمان تشریف لائے و نگل آصفی پر بادشاہ کو سلام کرکے بیٹھے چند سردار آئے ہین مگر بادشاہ عجاہ نے دیکھا امیر با توقیر مثل تصویر خاموش چہرے پر غم و الم کا جوش ظاہر ہوتا ہی پوچھا کہ ای جد عالی تبار آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال معلوم ہوتی ہی مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا ای شہریار کیا عرض کرون خود بخود تردد ہی انتشار دل شل ماہی بے آب بیقرار ہی سبب نہین کھلتا خدا خیر کرے شب کو کچھ خواب ہاے پریشان دیکھے کچھ یاد نہین کہ کیا دیکھا اتنا خیال ہی کہ زمین پر دریاے خون جاری نظر آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی بادشاہ نے کہا تعبیر اسکی ظاہر ہی کہ کئی دن ہوے ایک پہلوان براے مدد لقا فولاد فولاد شکن نام آیا ہی اُسکو بڑا جرأت کا دعوی ہی یقین ہی اُسی سے مقابلہ ہوگا پروردگار مالک ہی انشاء اللہ فتح و ظفر عطا کرے گا صاحبقران یہ باتین کر رہے ہین کہ لندھور بن سعدان جانشین حمزۂ صاحبقران تشریف لائے تسلیم کرکے طرف دست راست تخت بیٹھے ابو فرداً فرداً سردار آنے لگے مالک اژدر و بہرام گرد بن خاقان چین بعد تمکین داخل ہوے امیر با توقیر نے مالک سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ آج کیا سبب ہی علمشاہ نوجوان و شاہزادۂ ملک قاسم کو آنے مین دیر ہوئی مالک نے عرض کی غلام خبر پا چکا ہی اپنے خیمون سے برآمد ہوے ہین حاضر ہوا چاہتے ہین مگر ای شہریار اطلاع حضور کو کرنا ضرور ہی کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گئے ہین ابھی تک واپس نہین آئے صاحبقران نے سر اُٹھا کر فرمایا جواہر بن عمرو کو بلاؤ خدمتگار باہر گئے جواہر بن عمرو کو بلا کر لائے جواہر نے آکر قدمبوسی کی ہاتھ اٹھا کے دعاے جان درازی دی امیر نے زبان معجز بیان سے فرمایا کہ ای جواہر تم اب مقام پر خواجہ عمرو کے بعدۂ جانشینی قائم ہو ہر بات کا خیال رکھا کرو آج کئی روز سے ایرج نوجوان شکارگاہ مین گئے تم کو بھی کچھ دریافت ہوا کہ نہ آنے کا کیا سبب ہی تمھاری عقلمندی سے عجب ہی کہ خبر نہ منگاؤ و اشیار مین تامل ہونا بڑی خرابی کی بات ہی جواہر نے کہا ابھی غلام جاتا ہی خود اپنی آنکھ سے اُس خبر کو دیکھ آتا ہی اگر بنے گا تو فوراً ساتھ لاؤنگا یا خبر مفصل سناؤنگا امیر نے بیقرار ہو کر فرمایا نہین معلوم کیا باعث ہی مین نے ایرج نوجوان کا زبان سے نام لیا

میرے کلیجے پر غم والم کا خنجر چل گیا تم صرف خبر دریافت کرو کہ ایرج کس مقام پر ہی مین خود جاؤنگا نورنظر کا حال دریافت کرونگا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا لشکر مین ہونا صد ہا خمیا بیان ودرپیش ہوئین وہ سب کی فکر رکھتا تھا نہین معلوم طلسم ہوش ربا مین میرے عیار وفادار پر کیا گذری اتنے عرصہ دراز سے کچھ حال بھی نہین دریافت ہوا وہ اگر موجود ہوتے ضرور ایرج نوجوان کی لحظہ لحظہ کی خبر لیتے جواہر بن عمرو یہ سنکر باہر نکلا قصد کیا کہ واسطے خبر کے جاؤن مگر شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سپاہ اپنی بارگاہ افراسیابی سے برآمد ہوے ہین کہ جاکر دربار شاہی مین حاضر ہون اتنے مین قیماس خان خاوری والماس خان خاوری ومالک ترک سفید جامہ وعمر وگور زاد ختنی وشاہزادہ فرخ بخت وتوسن بن ترک وغیرہ آئے قاسم کے ہمراہ ہوے مرکب قاسم خاور سپاہ کا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی سائیس کوتل لیے ہوے چلا آتا ہی قیماس خان خاوری نے پلٹ کر دیکھا کہ قاسم کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار خیر تو ہی قاسم نے کہا ماموں جان اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منہ کو چلا آتا ہی سبب نہین معلوم مگر اسوقت خدا نخواستہ کوئی صدمہ عظیم میرے نورنظر ایرج نامور کو پہونچا کہ دل بھرا آتا ہی قیماس خان نے جواب دیا کہ اے شہریار وہ آپ کے بیٹے کے شیر ہین صف شکن ہین دلیر ہین اُنسے کون آنکھ ملا سکتا ہی قاسم نے کہا اے ماموں جان خدا نہ کرے وقت اُفتاد نہ آئے چرخ کجرفتار گردش نہ دکھلائے بڑے بڑے رستم ایک پیرزال کے ہاتھ سے گرفتار ہوے ہین تقدیر سے سب مجبور وناچار ہوے ہین اور وہ تو ابتدا کا سخن ناشنوہی آتشخو شعلہ مزاج یہ کہکر بے اختیار ایک چیخ ماری قیماس خان دوڑ کر لپٹ گئے کہ اے شہریار آپ ناحق بھی ایسے شگون بد زبان سے نکالتے ہین وہ صحت وعافیت سے ہین ابھی جاکر انکو ساتھ لاتا ہون قیماس خان نے چاہا کہ مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہون دیکھا کہ جواہر بن عمرو چھپٹا ہوا آتا ہی قاسم کو دیکھکر سلام کیا قاسم نے کہا اے جواہر دربار مین جدعالی تبار آگئے سب سردار جمع ہو چکے تم خلاف وقت کہان جاتے ہو جواہر نے کہا حضور عجب طرح کا معرکہ ہی صاحبقران واسطے آپ کے فرزند ایرج نوجوان کے اسقدر بیقرار ہین کہ غلام پر غصہ فرمایا کہتے ہین مین نے خواب پریشان دیکھا ہی مین واسطے اپنے نورنظر کے خود جاؤنگا مین صرف مقام دریافت کرنے جاتا ہون بس قاسم اور زیادہ پریشان ہوے اب اُفتاد کا یقین کامل ہوا کہا دادا جان خود مین ابھی

ہین انکا خواب پریشان دیکھنا خالی از علت نہوگا ای جواہر مین بھی چلتا ہون سیارہ بن عمرو عیار
قاسم کا حاضر ہو اسنے دست بستہ عرض کی حضور مین ابھی خبر لایا یہ کہکر مثل باد صرصر کے ایک جانب
نکل گیا قاسم نے کہا ای جواہر ایک لمحہ بعد اب انتظار کرنا سیارہ کا ضرور ہی یہ کہتے ہوے اُسی
عالم اضطرار مین کنارہ لشکر پر آے نگاہ حسرت سے طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین کہ آواز آئی
ہاے آقاے نامدار ای مولاے قدرشناس ہاے ای شہریار اب کون غلام کی قدردانی کریگا
غلام کو اپنے ساتھ نہ لیا یہ رفیق خاک اُڑانے کو رہگیا قاسم نے کہا اے یارو دیکھو یہ کون غل مچاتا ہے
آواز تو کان سے آشنا ہو یہ کلمہ تمام ہوا تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا شاپور اپنے فرزند کے عیار کو اس
حال زار سے دیکھا کہ منہ پر خاک و خون ملا ہوا گریبان پھٹا ہوا افتان و خیزان آتا ہی جیسے ہی قاسم
نے دیکھا بیتاب ہوکر پکار اُٹھا بیت ای پیک رہ داستان خبر یار بگو احوال گل بہ بلبل بستان
سرا بگو یہ خون کسکا چہرے پر ملا ہی قالب خاکی مین روح تڑپ رہی ہی بیان کر شاپور منہ کے
بھل زمین پر گرا کہا حضور کس زبان سے کہون شکارگاہ مین شاہزادہ شکار ہوا تیر غم ہمارے دل کے
پار ہوا فولاد فولادشکن کی دختر شاہزادے پر مائل ہوکر آئی کئی دن سے اُنکے خیمے مین تھی کسی نے اندان
نے فولاد فولادشکن کو خبر پہونچائی فولاد مُنہ کا بت گراہی نامردانی وابدی گھات کا وقت تاک کر
آیا شاہزادہ سوتا تھا عالم خواب مین آکر تلوارین مارین بچی کر اپنی لیکر چلا گیا وہان کون تھا جو اس
دیو خونخوار کو روکتا شکارگاہ مین بھلیے قراول میر شکار چند پیدل سوار وہ بھی پڑے سو رہے تھے
ایسے وقت پر آیا کہ یہ ظالم کرکے صحیح و سالم نکل گیا بس یہ سننا تھا کہ قاسم نے اپنے کو ہاے فرزند جوان
کہکے فرش خاک پر گرا دیا بے اختیار پکار اُٹھا ای نور نظر اشعار

بر یکسیم نظر نہ کردی | چون زلف دلم بہ پیچ و تاب ست | رفتی و مرا خبر نہ کردی
دیگر ای راحت جان و دل ہمار | تنہا ہمین چھوڑ کر سدھارے | ور آتش غم جگر کباب است
سر پیٹ کے اشکبار رہون مین | ای شیر کہان تجھے مین پاؤن | تیرے لیے بیقرار ہون مین
جلتا ہی جگر یہ غم کا خنجر | ای لال لہو مین تو ہوا تر | کس دشت مین ڈھونڈھنے کو جاؤن
مجھے مرا نونہال چھوٹا | ای نور نظر یہ کیسے جانی | گلشن کو مرے اجل نے لوٹا | افسوس مٹی تری جوانی

سرداروں نے گود مین اُٹھایا کہا ای شہریار ایسے کلمات زبان پر نہ لائیے ہملوگون کا دل پھٹتا

زخمی ہوے ہین کیا کبھی اُنھون نے زخم نہین کھائے کونسی ایسی نئی بات ہی جلد چلیے چلکے زخمہ دوزی
کرین انشاء اللہ وہی شیر بیشۂ حضور اُس روباہ خصال کو ٹوک کر مارے گا چلکر پہلے خبر تو لیجیے بمشکل
ایسے کلمات کہکر قاسم کو زمین سے اُٹھایا کہ دوسرے گوشۂ صحرا سے آواز رونے کی آئی دیکھا سیارہ
بن عمرو آیا ہو بچارہ بدحواس عالم یاس قاسم نے پوچھا ای عم نامدار کیا خبر لائے سیارہ بن عمرو نے کہا
ای شہریار من تا بہ خیمۂ ایرج تو نہین پہونچا بھٹک کر طرف باغ سلیمان کے نکل گیا دروازے پر باغ
کے اہالیان فوج فولاد جمع ہین اُنسے پوچھا تو دریافت ہوا کہ فولادی دختر معشوقۂ ایرج کو پکڑ کے لایا ہی
باغ مین نخل سے باندھا ہی اور کوڑے مار رہا ہی حضور صدمے نحیف و ضعیف اُس ماہ پارہ کی
صیب کان مین بھی آئی نام آپ کے فرزند کا لیکر روتی ہی اور نام پروردگار عالم زبان پر جاری
ہی اور یہ کلمہ حیرت افزا مین نے اپنے کان سے سُنا کہ ارے لوگو میرے وارث کے والد نامدار کو
خبر کرو اُنکو سنا دو کہ آپ کی بہو پر یہ بدعت ہو رہی ہی لونڈی کو اپنے فرزند کی آکر بچائیے یہ حال
پُرملال سُنکر قاسم کے آنسو خشک ہو گئے دریاے جرات نے جوش مارا غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا
فرمایا یہ بیحیا نامرد اپنے دل مین کیا سمجھا ہی شیر کو عالم خواب مین زخمی کرکے بہت بلبلاتا ہی عورت پر غصہ
اُتارتا ہی بخدا وہ میری بہو ہی مین چلے وہین بانڈنگا اپنی جان دیدونگا یا اُس ظالم کے ہاتھ سے اپنے
کلیجے کے ٹکڑے کو بچاؤنگا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوکر قیماس خان و حسن خان وغیرہ سے کہا
آپ لوگ جاکر اُس آشفتہ حسرت و یاس کی خبر لین برائے خدا میرے ساتھ آنے کا قصد نہ کرین
یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب صبا رفتار طرارہ بھر کر چلا قیماس خان وغیرہ بارے خبر ایرج چلے
جانتے تھے کہ قاسم نہایت آشفتہ ہی ایسا نہو کہ اپنے کو ہلاک کرے اور اُدھر کی خبر لینا واجب و
لازم ہی روتے خاک اُڑاتے طرف خیمۂ ایرج کے چلے قاسم یکہ و تنہا آنکھین بند قلب مین پھڑکن
جگر کو ترپین وہ مرکب جسپر کبھی بھند نہ چھوا تھا اُسپر کوڑے پر کوڑا پڑ رہا ہی وہ مثل باد صرصر
اس زور مین جاتا ہی اگر نخل سامنے آیا فراز گیا کنوان گڑھا سب اُسکے رو برو برابر ہی مگر فضاے کا۔
حال لشکر اسلام سماعت فرمائیے اب لشکر اسلام مین یہ خبر اُڑی کہ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد
شکن نے صحرا مین مار ڈالا قاسم نوجوان اپنی بہو کو چھڑانے گئے ہین سرداران قاسم لاشہ
ایرج کی فکر مین ہین جواہر بن عمرو جسکو صاحبقران زمان نے بھیجا تھا قاسم کا جانا پنی آنکھ۔

قتل ہونا ایرج کا کانون سے سُنا روتا ہوا بھاگا کہ صاحبقران زمان کو خبر کردن سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا اُسنے تو قاسم کو بچپن سے گود مین پالا ہی مزاج سے بخوبی ماہر ہی آتشخوئی کا حال اچھی طرح ظاہر ہی سوچا اگر قاسم نوجوان کو روکونگا یہ میرے فرشتون کا بھی کہنا نہ مانینگے مین جاکر انکے والد نامدار علمشاہ ذی وقار کو خبر کردن یہ سوچکر طرف بارگاہ رستم کے چلے مگر رستم پلیتن و پلکن کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی علمشاہ نوجوان بارگاہ آسمان جاہ سے نکلے انکے سرداران صف شکن پہلوانان تیغزن آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی و کپی ارنسال و کپی زلزال و نہنگ بچہ دریائی و ساقط شاہ دربندی وغیرہ در دولت پر حاضر تھے طنبور گرگڑا رہا ہی پلٹنین گورون کی جمی ہوئی کھڑی ہین جیسے ہی رستم برآمد ہوے انگریزی باجا بجا انگریزون نے ٹوپی اُتار کر سلام کیا استر مالا کبود فرنگی کسا ہوا سامنے کھڑا ہی عیار رستم کا مہتر سمک یلطاقی قطورۂ زلفینی مینادہ سقرلاتی باناسے عیاری سے آراستہ ہو کر سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا رستم نے گھبرا کر کہا ای سمک سمت بارگاہ قاسم یہ کیسا ہنگامہ ہی لوگ کہان دوڑے ہوئے جاتے ہین مجھے قاسم کی آتش خوئی سے ہر وقت تردد رہتا ہی شاید کسی سے فساد ہوا بڑھکر خبر تو لا سمک نے قصد کیا کہ بڑھون دو قدم نہ گیا تھا کہ دیکھا سیارہ بن عمرو سر برہنہ بھاگا ہوا آتا ہی رستم نے پوچھا سیارہ خیر تو ہی تیرے آنے سے ثابت ہوتا ہی کیا قاسم سے کسی سے تلوار چلی سیارہ قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کر رویا عرض کی ای شہریار آپ کے باغ پُر بہار پر خزان آئی شہزادہ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے زخمی کیا یا میرے منھ مین خاک دشمنون کو اُسکے مار ڈالا لیکن انکی معشوقہ کو گرفتار کرکے باغ سلیمان عنبرین ہوے کوہی مین سزا دینے کو لے گیا ہی قاسم یکہ و تنہا اُس باغی بے ادب سے لڑنے کو گے ہین کسی سردار کو ساتھ نہین لیا علمشاہ نوجوان نے جو یہ خبر وحشت اثر سُنی مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ رو متغیر حال ابتر کہا بار و غضب ہوا فولاد کی جرأت سے بڑے شہرے ہین فوج بے انتہا ساتھ لایا ہی اپنی جرأت کا بڑا دعوی ہی اُس پر انبوہ پر اکیلا گیا ہی یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے تیغہ کپتان فرنگی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا نکرا عوق کے نیچے اندھیرا ہی لشکر اندوہ و الم نے گھیرا ہی تعاقب مین قاسم نوجوان کے روانہ ہوے گرچہ ابھی بن عمرو غل مچاتا ہوا لشکر مین یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ یارو برائے خدا قاسم کی جلد خبر لو یکہ و تنہا

طرف باغ سلیمان حنبرین موے کی سے گیا اب تو لشکر مین بلوا ہو گیا جسنے سنا وہ چلا شاہزادہ دارا کشورکشا برادر علمشاہ نوجوان بقہر و غضب چلے ایک سمت سے ہاشم تیغزن فرزند حمزہ صف شکن خورشید بن ہاشم و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ شیر افگن بن حمزہ یہ سب شاہزادے یا تو طرف بارگاہ سلیمانی کے جانے تھے جسنے یہ معرکہ جانگزا سنا اسی طرف پلٹ پڑا یہ تو سب فرداً فرداً جاتے ہین مگر لشکر مین یکایک نقارے بجنے لگے قرنا ہکی باجے بجے صاحبقران زمان نے بارگاہ مین فرمایا ای لندھور بن سعدان دیکھو تو لشکر مین کیا قیامت برپا ہو لی کیا دن دہاڑے فوج لقا آ پڑی لندھور گھبرا کر باہر آئے دیکھا چہار طرف ہنگامہ ہی ہر سردار فرداً فرداً گھوڑے کو ڈالے ہوئے طرف صحرا کے جاتا ہی ہر ایک سے لندھور پوچھتے ہین کوئی اصلی کیفیت نہین بتلاتا تلوار اٹھائی اور بھاگا لندھور حیران کہ خداوندا یہ کیا معاملہ ہی کہ دیکھا جواہر بن عمرو سامنے آیا اُسنے لندھور سے رو رو کر مفصل حال کہا لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران کے عاشق ہین دوست صادق محب واثق ہین چھاتی پر ایک گھونسا مارا خیال مین آیا کہ جبتک امیر کو خبر کرنے جاؤ گے اتنے عرصے مین اگر وہان کوئی فرزند حمزہ خدانخواستہ قتل ہو گیا تو رو سیاہ کسے دکھاؤ گے روانہ ہونا جلد چاہیے بہ تعجیل اپنے لشکر مین آئے فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوے اہالیان فوج اور سرداروں کو آواز دی یارو جلدی تیار ہو مین بڑھتا ہون یہ کہکر فیل میمونہ مبارک کو کجک مارا ہاتھی دوڑتا ہوا چلا مرکب سے زیادہ تیز قدم گرز خردی م دی برچہ کوہ اٹھارہ سو من کا کاندھے پر دواروی ہین جاتے ہین یہان سرداران لندھور بن سعدان عادل شیردل و فاضل شیردل و پہلوان گومنگ و پہلوان اورنگ و گو جرملک و کمنی اور دونون بیٹے لندھور کے ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی بہ تعجیل تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہو کے عقب مین لندھور بن سعدان کے چلے نو لاکھ ہندیون کا لشکر بصد کر و فر بجاہ و حشم چلا یہان بارگاہ مین صاحبقران زمان حیران ہین کہ لندھور بن سعدان گئے کیون نہ پلٹے اس تردد مین تھے کہ جواہر بن عمرو پردہ اٹھا کر آیا مگر بیقرار اشکبار صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ای منور جواہر کیا ہوا جواہر بن عمرو نے ایک پچھاڑ کھائی سر زمین پر دے مارا کہا ای شہریار غضب ہوا فولاد فولادشکن ایرج نوجوان کو زخمی کر گیا اور اپنی دختر کو لیجا کر باغ مین باندھا ہی قاسم نوجوان

اکیلا گیا اُسکے تعاقب مین رستم پیلتن علمشاہ نوجوان بھی اسی طرح فرداً فرداً سب سردار گئے مگر
قاسم نوجوان پہونچ گیا ہوگا ای شہریار خدا کے واسطے جلد جلد سردارون کو بھیجیے قاسم کی خبر
لیجیے بس آہ کا نعرہ کرکے صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ ان نوجوانون کے
جوش وخروش نے ہم کو مارا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آئے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے تیغ
عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو اُڑایا اب بادشاہ جہجاہ نے دیکھا کہ ہر سردار اُٹھا بارگاہ
سے نکلا اور روانہ ہوا بادشاہ سعد بن قباد نے فرمایا سبحان اللہ ہم ہی نامرد ہین کہ سب سردار
جا کر جان دین اور ہم مرغ زرین بنے ہوئے تخت پر بیٹھے رہین غصے مین فرمایا کہ مرکب خنگ سیاہ
قیطاس تیار کردو یہ کہکر تیغۂ تمقام کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے بادشاہ کا اُٹھنا ہر خرد و کلان ادنی
و اعلی پیر و جوان سات سو تاجداران اولو العزم اپنے اپنے دنگلہاے زرین سے اُٹھے باہر جبتک
نکلین دیکھا بادشاہ سوار ہوچکے نقارۂ سلیمانی و نقارخانۂ سکندری ہاتھیون پر لدچکا اب تو چہار جانب
سے کل سردار یعنی کرتیس سپر گردن و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و عامر شاہ رودباری و
سیف ذوالیدین و مندویل اصفہانی و شہریار عراقی و عبد الجبار حلبی و عبد القہار
حلبی و دوارونۂ بارگاہ سلیمان قبۂ دین ستون اسلام کرب پرحرب نظر کردۂ بزرگان دین جلالت
آئین ویل عادیان پور شدادیان کہتان کرب بن کوہ کرب انکے ساتھ ذوالخمار عادی
وارجد عادی و دریابار عادی وغیرہ مع بارہ ہزار قزاق ایک کے بعد ایک عقب مین
شہنشاہ گیتی ستان کے چلا پانچ ہزار پانسو چین سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی
تیرہ سو جوانان مغربی اٹھارہ سو رُہیان ترکی سوار ہوکے آمادۂ حرب و پیکار ہوکے چلے مگر
اول ذکر شاہزادۂ خاور سپاہ قاسم نوجوان کا تحریر ہوتا ہی کہ غم فرزند نوجوان مین مبتلا آنکھون
کے نیچے اندھیرا راستہ سوجھتا نہین دل تڑپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے طرف
باغ کے جاتے ہین بقدرت پروردگار پشت پر دیوار باغ کے پہونچے فولاد فولاد شکن کے
نعرۂ کوہ شگاف کی صدا سُنی اور ایک آواز نحیف وضعیف آئی ہی کہ ای خالق یکتا ای رب
دوسرا میرے وارث کو بچانا میرے بزرگون کی صورت مجکو دکھانا اب قاسم نوجوان نے
گھبرا کر آنکھین کھولین دیکھا کہ مین دیوار کے اس پار ہون اندر باغ کے ہنگامہ ہی یقین ہی کہ

یہ صداے درد آمیز اُس کشتۂ حسرت و یاس کے معشوقہ کی ہے وہی بلک بلک کے رو رہی ہے آنکھوں
سے آنسو ٹپکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا گھوڑے کو چند قدم پیچھے ہٹا کے کوڑا مارا مثل طاؤس مرکب
باد رفتار دیوار کو اُڑ گیا ایک چمن میں آ گرا اب قاسم نوجوان نے دیکھا کہ ایک مہ جبین دریاے
خون میں نہائی ہوئی درخت سے بندھی ہے اور ایک دیو خصال کوہ پیکر کوڑا ہاتھ میں لیے حتّنا ہے
گرد سر دارہی ہے وہ لپٹ جانے میں بس قاسم کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ(یا) بیتاب ہو گئے اُسکو
بیدل دیکھکر آپ بھی پشت مرکب سے کود پڑے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری
بہ سطوت بہ شوکت بہ ہیبت وحید
ز آب دم تیغ شستم زمین

شہسوار لال پوش خاوری
ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

منم قاتل کافران پلید
زنم تیغ برابر و نیزہ بجاہ
آواز دی او نامرد عورت پہ

کیا غصہ کرتا ہے مردان عالم سے آنکھیں چار کر ہم پر آ کر وار کر بختیارک نے جو قاسم نوجوان
کو بقہر و غضب آتے دیکھا جھک جھک کر سلام کیا کہا حضور دیکھیے میں انکو ہر چند منع کرتا ہوں پر کہنا
نہیں مانتے آپ کی بہو کو کوڑا مارا ہم کہتے تھے کہ وہ شیر آتے ہونگے قاسم سے تو یہ کہا پھر طرف
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے متوجہ ہو کہا بی بی اب نہ رو تمھارے خسر صاحب آ پہونچے
تمکو لیجائینگے بختیارک کے کہنے سے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر اُٹھایا قاسم کو دیکھا ہر چند
کہ بندھی ہوئی ہے مگر ضبط کر کے آواز دی حضور کیوں لونڈی کے بچانے کو آئے میں سبز قدمی اپنے
وارث کو کھا گئی میرا منھ دیکھنے کے لائق نہیں ہے براے خدا اس جلاد سے اپنی جان بچائیے
واسطہ اپنے دین و مذہب کا نکل جائیے مگر حضور کو گواہ کرتی ہوں کہ میں لقا پر لعنت کر چکی ہوں
اتنا احسان فرمائیے گا میرا جنازہ اُٹھوائیے گا کافروں میں مردہ لونڈی کا نہ چھوڑیے گا مثل
خداپرستوں کے کنیز کا لاشہ اُٹھے کاندھا دیجیے گا اپنے نور نظر کی روح کا پاس کیجیے گا قاسم نوجوان نے
نعرہ کر کے آواز دی کہ بی بی تم تو اب ایرج نوجوان کی نشانی ہو وہ اتنی سی عمر بیا دنیا میں آئے تھے
سا ہی ملک عدم ہوئے ہمکو داغ دے گئے تم کو دیکھکر دل کو تسکین دینگے کیا مجال کسی کی جو اب
تم پر ہاتھ اُٹھائے یا نگاہ ٹیڑھی کر کے دیکھے فولاد فولاد شکن یہ کلمات سنکر مثل ابر کے گرجا بختیارک
کو تو گالیاں دینے لگا کہ کیوں او منافق دو رنگی مسلمان کی تعریفیں کرتا ہے بختیارک نے کہا وہ نو

میرے آقا مین مین مسلمان ہون اب دیکھو تمھارے واسطے بے چھلی سیخ لیکر آئے ہین بیگناہ تم نے
انکی بہو کو مارا ہی دیکھو دم بھر مین سر تمھارا اگرہ کھاتا پھرے گا اس عرصے مین قاسم نوجوان قریب
آپہونچے طرف نخل کے چلے جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہی منظور یہ ہوا کہ پہلے اسکو رہا
کرکے قبضے مین کرون پھر اس بیحیا سے لڑون فولاد فولاد شکن کب جانے دیتا ہی للکارا اسنے
تیغہ کھینچا ساتھ والون کو اشارہ کیا فوج کا بلوہ ہوا قاسم نوجوان نے ہنگامہ دریائے فوج مین
غوطہ مارا تلوار سے چلنے لگی مگر قاسم مثل شیر غضبناک شمشیر زنی کر رہا ہی جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے
کسی کا سر اڑا دیا کسی کی کمر گاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اشعار

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر
یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
یلان را سر و سینہ و پا و دست
فرید و برید و شکست و ببست

مانند بنات النعش کے صف لشکر کفار کو پراگندہ کیا ہی تلوار
مثل برق کے چمک رہی ہی سپر ہاتھ مین جرأت بات بات مین جسنے ٹوکا اسپر جا پڑے
ٹوک ٹوک کر سرداران زبردست سے لڑے کبھی ستون کا فوارے صف کو درہم و برہم کرکے ہرچند
کہ کئی زخم کھائے تیر جسم پر بہت پڑے ہین تمام جسم چھنا ہوا فوارہ بنا ہوا چہرہ گلنار قریب نخل
کے پہونچا چاہتے تھے کہ فولاد فولاد شکن نعرہ کرکے قریب آیا اور اس نامرد نے پشت پر سے
ہاتھ مارا قاسم چمک تلوار کی دیکھکر پلٹے پورا وار سر پر پڑا خود کو کاٹ کر تلوار فولاد کی نا دو ابرو
پہونچی ایک بیحیا نے پہلو سے گرز مارا نشانہ نشانہ ہوا قاسم نوجوان لڑکھڑا کے گرے تیغہ ہاتھ سے
چھوٹ گیا فولاد فولاد شکن جھپٹا کہ سر کاٹ لون کہ اسکے والد نامدار علمشاہ نوجوان جسطرح قاسم
پشت باغ پر پہونچے تھے اسی طرح قریب دیوار آئے قاسم نوجوان کے نعرے کی آواز سنی
دیوار پر لپک کے گرز مارا دیوار بھرا کر گری اب دور سے دیکھا کہ صد بالا شے پڑے ہین اور
قاسم زخمہائے کاری کھا کر قریب اس نخل کے گرا ہی جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہی
ہوش اڑ گئے وہین سے نعرہ کیا کہ او بیحیا کیا کرتا ہی کوئی زخمی کا سر کاٹتا ہی نعرہ علمشاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب
کیست علمشاہ چو رستم لقب
علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

بیٹے کو زخمی دیکھکر مرکب سے کود پڑے اس جلدی مین قاسم
کے قریب آئے کہ فولاد بد نہاد نہ پہونچ سکا تیغہ کیتیان نیام انتقام سے لیا گرد قاسم کے پھر کے

اڑنے لگے جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی قاسم نوجوان نے آنکھ کھولکر جو قریب اپنے دیکھا صدائے ضعیف ونحیف مُنھ سے نکلی آواز دی قبلہ وکعبہ مجھے آپ کیون بچاتے ہین اپنی بہو کو بچا لیجئے اُنکو پکڑ کے نکل جایئے ایسا ہو کہ کوئی اُس سوختہ بخت کو قتل کر ڈالے آپ کے غلام ایرج کی نشانی ہی عملشاد نوجوان نے آواز دی ای جان پدر کن آنکھون سے تمھارے حال زار کو دیکھون کن کانون سے خبر وحشت اثر ایرج کو سنون کاشکے نابینا و گونگا پیدا ہوتا مگر ای نور نظر مطمئن رہو جبتک مین زندہ ہون کیا مجال کوئی میری بہو پر ہاتھ ڈالے بعد میرے خدا کو اختیار ہی مصرع بعد از من کن فیکون شد شدہ باشد * بندہ مجبور و ناچار ہی وہ مالک ومختار ہی آبرو اُسکے ہاتھ ہی اُسی نے جرات وشوکت عطائی ہی تقدیر مین ہماری یہ رنج وملال لکھے تھے کہ تم کو اس حال سے دریائے خون مین غوطہ مارتے دیکھین انشاء اللہ آج وہ تلوار چلے کہ ترک فلک بھی تھرا جائے ہر مرتبہ چاہتے تھے کہ فولاد بدنہاد پر جا پڑین وہ لاکھون پہ اکیلے قاسم کو بھی بچاتے تھے کبھی جھپٹ کے چاہتے تھے کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو رہا کر دین اپنے مرکب پر لا دین پھر ساتھے سے لڑین مگر فولاد بدنہاد نے بڑھکر ہاتھ مارا سر شہزادے کا زخمی ہوا دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بایان ہاتھ سینے پر قاسم کے رکھدیا دہنے ہاتھ سے تلوارین مار رہے ہین کفار کو اس حال پُر ملال مین بھی للکار رہے ہین کہ سامنے سے نعرہ ہوا انکے بھائی کا یعنی ہاشم تیغزن نعرہ ہاشم منم شیر دل صفدر و صف شکن * یل نامور ہاشم تیغ زن دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی نعرہ فرامرز عاد * جہان پہلوانم یل نامدار پسر خواندہ شاہ اشقر سوار * میدان مردی چو رستم نژاد * شہنشاہ مغرب فرامرز عاد ایک طرف سے نعرہ داراب کشور کشا کا ہوا نعرہ داراب * یل نامور شیر دشت وغا شہنشاہ داراب کشور کشا * ایک طرف سے نعرہ ہوا شاہزادہ جمہور کا نعرہ جمہور نامم شدہ در سلاطین اہل تہمتن * جمہور جہان سوز شہنشاہ تیغزن * ایک طرف سے نعرہ ہوا مالک اژدر کا نعرہ مالک اژدہم مالک اژدر خشم و کین * سپہدار در لشکر اہل دین بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج * ستانم ز ترک فلک تخت و تاج * ایک طرف سے نعرہ ہوا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان ومسلمانان برہم زنندہ زمرد بے ایمان صاحبقران

بن صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان جم اند ما | پناہ لشکر اسلام نورالدہر کہ ایشش
ہمائے اوج رفعت شاہبازِ عرصۂ مردی
عدو در رزمگاہش صید ہراں اللہ مان خواہد

ایک سمت سے بہرام گرد بن خاقان چین کا نعرہ ہوا نعرۂ بہرام
منم گرد بہرام خاقان چین
کہ از ہیبت من بلرزد زمین + مگر واضح ہو کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت باغ سے
فرداً فرداً آئے آتے ہی جا بجا گھر گئے مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان شیرانہ شمشیرزنی
کرکے قریب علمشاہ و قاسم کے پہونچ گئے ایک طرف نورالدہر ایک جانب انکا سردار شیر
بیشۂ کانگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو بردر یہ دونون
جوان بصد شوکت و شان گرد علمشاہ و قاسم کے پھر رہے ہین زخم کھاتے ہین مگر انکو بچاتے ہین
فولاد فولاد شکن گینڈے پر سوار ہوا ہی دو سو من کا تیغہ ہاتھ مین سردارون کو زخمی کرتا پھرتا ہی
فوج اس بیحیا کی بیحساب چار طرف سے مصروف جنگ ہی مگر دل سے کہتا ہی کہ ای فولاد قول
بختیارک کا کیسی نشین ہو وہ کہتا تھا کہ ان مسلمانون کا مثل چیونٹیون کے تانتا بندھ جاتا ہی
حقیقت مین یہی رنگ ہی ہر شیر دل آمادہ جنگ ہی حقیقت مین بلا سے ۔ ۔ نگارہین مرنے پر تیار
ہین اور ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سب سردار عقب باغ سے پہونچے ہین اب ایک شخص ہین ایک
ایک سردار لڑ رہا ہی قیامت کا معرکہ پڑ رہا ہی اور بختیارک نے جب یہ ہنگامہ دیکھا در باغ پر آیا
سات لاکھ کوہی ملازمان فولاد کمر بندی کر چکے ہین بختیارک نے یہ انتظام کیا کہ ان سب سے
کہا یارو فرزندان حمزۂ عرب بصد جوش و غضب اور چند سردار اندر باغ کے پشت پر سے پہونچ
گئے ہین اگر تم یہان پر سے جاد و گے مدد اسلام کی نہ پہونچنے پائیگی تو وہ سب اندر والے قتل ہوجائینگے
تیغ بیدریغ فولاد سے پناہ نہ پائینگے یہان تو اس بیحیا نے فوج کو یون جمایا جیسے دیوارین لوہے
کی جمی ہین اور آپ خچرے پر سوار ہو کر بھاگا جا کر لقا کو خبر دی کہ یا خداوند آج قیامت کی لڑائی
ٹھنی ہی آپ بھی جلدی سوار ہوجیے مع فوج چلکر شریک ہونا مناسب ہی لقا فوراً تخت پر سوار ہوا
اب تو لشکر ہشیار تیار ہوا فوج دریا موج کو لقا لیکر چلا قریب باغ کے پہونچا تھا کہ ایک طرف سے
لشکر اسلام کے گرد اٹھی ہاہلیان فوج لقا نے دیکھا کہ دارائے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان
فیل میمونہ مبارک پر سوار گرد کاندھے پر بیچ مین نو لاکھ ہندیون کے سامنے نمایان ہوے

بختیارک نے فوج والون کو آواز دی کہ خبردار یہ فوج آگے بڑھنے نپائے جلدان ہندیون کو یہین روک لو چارطرف سے سنجانی و باختری و ششتری و حصاری فوج لندھور پر آپڑے ہندیون سے تلوار چلنے لگی لندھور بن سعدان کو رک جانے کا بڑا قلق ہی نعرہ کرکے فوج لقا

سے لڑنے لگا نعرہ لندھور | منم صاحب دو جانشین ہ دو رگردان | سہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان

فلک شکوہ بارگاہ انجم خیمہ رشید تاج من | بفرمانم بود صد ہزار ملک ہندستان | لندھور لڑتا بھڑتا ہوا چاہتا ہی

کہ باغ کی طرف نکل جاؤن مگر فوج لقا مثل مور و ملخ کے ہی نکلنا دشوار ہو گیا مگر ہندیون نے لاش پر لاش گرادی کہ یکایک لندھور نے دیکھا زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار | بحکم خدا بستہ شمشیر چار | یکے تیغ صمصام و قمقام نام

یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام | بن کافران از جہان پاک کرد | سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جیسے لندھور سے اور امیر با توقیر سے آنکھ چار ہوئی لندھور نے دیکھا کہ صاحبقران کا عجیب حال ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی غصے سے چہرہ لال ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے گرد و غبار مین اٹے ہوے لندھور کو صاحبقران نے آواز دی ای جانشین من میرے فرزندون پر کیا گذری کیا آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی لندھور نے کہا ای آقا خدا نکرے کہ آپ ملول ہون غلامان شہنشاہی کو کبھی رنج و غم نہ حصول ہون وہ سب شاہزادے اندر باغ کے مصروف جنگ ہین مجھے راہ مین اس لقا کے لشکر نے روک لیا غلام مجبور ہوکے لڑنے لگا قالب خاکی یہان روح وہان ہی وہ آفتاب عالمتاب شہریاری آنکھون سے نہان ہی حضور اس لڑائی کو روکین غلام لڑتا بھڑتا وہین جاتا ہی جسطرح بنتا ہی اپنے کو ان شیرون تک پہونچاتا ہی صاحبقران زمان عقرب سلیمانی کھینچکر لشکر لقا پر گرے اڑنے لگے طرف سے لشکر اسلام کے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سریر شہنشاہ با توقیر مع تمام لشکر اسلام و مع تاجداران نامدار و غازیان تہور شعار پیدا ہوے بادشاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صاحبقران زمان و لندھور بن سعدان لشکر لقا سے لڑ رہے ہین فرزندان صاحبقران مین سے کوئی شیر دل اس مقام پر نہین ہی بادشاہ نے غصے مین مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم | چراغ شبستان صاحبقران

بس بادشاہ حجاہ مع تاجداران جلیل مثل عزرائیل فوج کفار پر گرے چشم زدن مین لاش پر لاش
سر پر سر دھڑ پر دھڑ گرا دیے باختری سامنے مسلمانون کے بھاگنے لگے سعد بن قباد جب ہاتھ تلوار
کا اُٹھاتے ہین سات سو تاجدارون کی تلوار مثل برق کے چمک کر بلند ہوتی ہے جب بادشاہ کا
ہاتھ پڑتا ہے کل تاجدارون کی تلوار برابر سر دشمن پر چلتی ہے شمع حیات گل ہوجاتی ہے سات سو
سر اُڑے خون کے ایک مرتبہ بلند ہوتے ہین سات سو کافر ایک مرتبہ واصل جہنم ہوتے
ہین سات سو مرکب کوتل ایک مرتبہ ہنہنا کر بھاگتے ہین چار پانچ حملون مین بادشاہ نے
قیامت برپا کردی لندھور نے جو ذرا مہلت پائی لڑتا ہوا قریب باغ کے پہونچا دیکھا دیوار باغ
پر صفین مثل سد سکندر جمی ہین علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہین اندر سے باغ کے نعرہ فرزندان
صاحبقران کی آواز آتی ہے صدا سے شیران دشت نبرد کے زمین تھراتی ہے بس لندھور بن
سعدان نے آکر سامنے اُن کافرون کے نعرہ کیا او نامردو سامنے سے ہٹ جاؤ دروازہ باغ کا راستہ دو
ورنہ خون کے دریا بہا دونگا پہلو سے نعرۂ صاحبقران کی بھی آواز آئی اور صدا دی کہ اے
جانشین من اے کوہ جلد الجھ کر باغ مین پہونچ جاؤ مین بھی آپہونچا لندھور نے جو اپنے پشت پناہ کو
آتے ہوئے دیکھا فیل میمونہ مبارک کو بڑھایا کوہیون نے دیکھا کہ ایک پہاڑ جنبش مین ہے ایک
فیل بے عدیل دو سرے قد وقامت لندھور اسی ارش کا اس قد وقامت پر چہرہ مثل آفتاب
جہانتاب لندھور کا نام نامی اسی وجہ سے لندھور رکھا ہے لند یعنی مرد تومند ھور یعنی نیر اعظم
یعنی آفتاب تیسرا مثل کوہ گران کے اٹھارہ سو من کا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو
کاندھے پر اُس جوان خورشید کے دیکھکر ہوش وحواس کوہیون کے باختہ ہوگئے اور پہلو مین
لندھور کے دست راست پر بوزنظر فرہاد خان یک ضربی گرگدن مست پر سوار چوبدست
آہنی کو گردش دیتا ہوا جھولیر ہاتھ ڈالے ہوئے لڑ رہا ہے دوسری جانب شاہزادہ ارشون پیرزن
مشابہ بصورت لندھور فیل مست پر سوار تیغ برق مثال ہاتھ مین عقب مین نولاکھ ہندی کوہ جنگ
جنگ رستمانہ کرتے ہوئے دم جرأت کا بھرتے ہوئے یون فوج کوہستان پر گرے جیسے شیر نر
رمہ گوسفندان مین آجاتا ہے شکار کرنے لگے بس لندھور ہاتھی بڑھاتا ہوا قریب پھاٹک کے پہونچا

گو ہیون نے پھاٹک بند کر لیا لندھور نے پیچھے فیل کو ہٹا کر زبان ہندی مین بری چو دھت کہکر اشارہ کیا فیل نے جھپٹ کر ایک ٹکر ماری پھاٹک گرا لندھور اندر گھسا ایک طرف سے صاحبقران جنگ رستمانہ کرتے پہونچے ایک جانب سے ارشاہ حجاہ مع فوج آگئے عقب سے لشکر لقا پہونچا اب تو دیوارین باغ کی پامال ہوگئین میدان وسیع مردان عالم کو ملا اب بخوبی لشکر اسلام اور لشکر کفار آپسمین مل گئے ایک طرف سے سرداران لقا و پہلوانان فولاد و فولاد شکن فوجین مثل مور و ملخ آپسمین مثل آب شور و شیرین و نور و ظلمت بصد شوکت و ہیبت مل گئین برق شمشیر چلنے لگی

نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا سربسر
بجی چوب نقارہ بر رزم پر
وہ قرنا کی آواز ہیبت فزا
وہ باجون کا غل دشت مین جا بجا
چلی یون سپاہ گران کی بھیر
زمین چھپ گئی زیر افلاک ہیر
جوانان لشکر کا ہو کیا شمار
کواکب سے بھی تھے زیادہ سوار
رسالون مین ایک ایک تھا مثل گیو
شجاعت مین رستم تو ہیبت مین دیو
پیادے بھی تھے مثل مور و ملخ
جو اکدم مین الٹین زمین بلخ
جلال انکو آئے وہ جنگ اگر
تو شق دشمنون کا ہو ڈر سے جگر
وہ قوت وہ طاقت میان جدال
سپر انکی یا پارہ ہائے جبال
وہ تھی انکی زور آوری سربسر
کہ رستم بھی تھا زال پیش نظر
نہ آیا کبھی انکی جرأت مین فرق
سراپا تھے دریائے آہن مین غرق
شجاع و قوی و جری و دلیر
نیستان جرأت کے غرندہ شیر
گلستان ہمت کے روشن چراغ
گل زخم کھا کر ہوے باغ باغ
لڑائی وہ گھمسان کی الحذر
بگیر و بزن کی صدا سربسر
چمکتے تھے نیزون کے پھل جا بجا
ہوے طائر تیر اڑ کر ہوا
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
کمان کیانی کی ہر جا کڑک
کسی کے پٹا سینے پر آکے تیر
کوئی سہم کر ہو گیا گوشہ گیر
کسی کے لگا نیزہ جانستان
کوئی گرز کھا کر ہوا نیم جان
تبر سے کسی کا ہوا سر شگاف
کوئی تیغ سے دو ہوا تا بناف
کسی کا کلائی سے ہاتھ اڑ گیا
کسی کا لڑائی مین رخ مڑ گیا
کسی کا کہین نصف چہرہ کٹا
کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا
کوئی ہاتھ پا لٹ کا کھا کر گرا
طمانچے کی ضرب اک اٹھا کر گرا
رہے پھر نہ اسدم کسی کے حواس
ہوا دو طرف لشکرون مین ہراس

سردار ہند لندھور بن سعدان بصد شوکت ہزاران جرأت اس مقام پر لڑتا ہوا آیا جہان نخل مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد معشوقۂ ایرج نوجوان بندھی ہے ایک سمت قاسم

زخموں میں چور چور ہو کر گرے ہیں زمین پر بیہوش پڑے ہیں علمشاہ نوجوان نے زخمی ہو کے
زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہیں ایک ہاتھ قاسم نوجوان کے سینے پر بجست ایک ہاتھ سے کافر کو
ہٹا رہے ہیں زخم کھا رہے ہیں اُس مقام پر کل فرزندان صاحبقران گھوڑوں سے کود کود کر
جمع ہو گئے ہیں چاہتے ہیں علمشاہ و قاسم کو کسی طرح اُٹھائیں مگر اس گھمسان کی تلوار چل رہی ہے کہ
قدم بڑھانا دشوار ہے فولاد فولاد شکن مثل فیل مست دو سو من کا تیغہ کھینچے ہوئے جس پر جا پڑتا
ہے اُسکے وار کا روکنا مشکل ہوتا ہے ہر چند کہ اس بیحیا نے بھی زخم اوچھے اوچھے کھائے ہیں
لیکن ایسے ایسے زخموں کو کب مانتا ہے لڑائی کو کھیل جانتا ہے بس لندھور بن سعدان فرزندان
صاحبقران کا یہ حال دیکھکر ہاتھی سے کود پڑے گرز کو گردش دیتے ہوئے قریب علمشاہ
آکر پہونچے علمشاہ کی آنکھ شدت زخمداری سے کبھی بند ہو جاتی ہے کبھی گھبرا کر آنکھ کھول دیتے
ہیں لندھور نے جو نعرہ کیا کہ اے رستم زمان علمشاہ نوجوان نورنگاہ صاحبقران بابا ہوشیار ہو
یہ خدمتگار آپہونچا علمشاہ نوجوان نے صدائے لندھور سنکر آنکھ کھولی فرمایا اے عم نامدار آپکی
جرات و شوکت پر نثار ماشاء اللہ کیا کہنا مگر ہم مرد ہیں اگر قتل ہوئے تو کیا لاشہ پڑا رہا تو کیا پر وا
سب طرح اُسکا فضل شریک حال ہے دیکھیے قاسم بیہوش پڑا ہے اسکا بچنا محال ہے بموجب مضمون
مصرع ع ہرچہ رود بر سرم آنچہ پسندی رواست ۔ مگر انسان جو کچھ کرتا ہے برائے ننگ ناموس
عورت کا مقدمہ بہت نازک ہے اول تو بڑھکر معشوقہ ایرج نوجوان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
کو چھڑا لیجیے اپنی بہو کے پاس جانے اُس کشتۂ حسرت دیاس کی یہ نشانی ہے حقیقت میں مبتلائے
بلائے آسمانی ہے اسکے سہارے ہماری زندگی ہوگی اُسکے حال زار پر ترحم فرمائیے ہماری
طرف دعا کیجئے ہم تو آپ سے رخصت ہوتے ہیں بعد اختتام جنگ اگر موقع پائیے گا ہماری
ادھر قاسم اور ایرج کی لاش ساتھ اُٹھائیے گا وصیت آخر یہ ہے کہ تینوں قبریں ایک ہی مقام
پر بنائیے گا تا آیندہ و رندہ دیکھیں کہ بیرزمین گیر نے ساتھ اپنے شیروں کے جان دی ایں
غم جانکاہ کی فلک کو برداشت نہوئی مگر وہ سخت جان ہوں کہ روح جسم سے نہیں نکلتی جسم سے
لیکن بردہ دنیا سے جاتے ہیں اس کلام حسرت انجام سے علمشاہ کے لندھور کا کلیجہ پھٹ گیا
گرز کو چرخ دینا شروع کیا سیکڑوں کے سر پھٹے خود بھی زخم کھائے مگر قدم اُس جگہ سے نہ ہٹے

کس سا کہے سے لندھور نے اُس مقام پر جنگ کی کیا عجب تھا کہ زبان تیر اور کلہٗ عمود دیے
صدائے احسنت و آفرین بلند ہو علم سروقد برائے تعظیم لندھور اُٹھے ترکش مُنہ کھولکر ہنسنے
شعر ترک خنجر دار گردون ہردم از چرخ برین ❊ در رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین ❊
لندھور بن سعدان نے جان دیکر اپنے کو قریب اُس تخل کے پہونچایا ملکہ کو دیکر گودمین
لیا اُس صاحب عصمت و عفت نے آنکھین کھولکر آواز دی ای شخص تو کون ہی میرے جسم مین
ہاتھ لگاتا ہی مین نے اپنے کو ناموس حضرت خلیل الرحمان مین داخل کیا ہی علاوہ اسکے جسم میرا کوٹکی
ضرب سے پاش پاش ہی کنیز کو موت کی تلاش ہی ای شخص خوف خدا کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر
لندھور نے اس بیان پر ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی اور کہا بی بی تمھارا خدمتگزار ہون امیر
باتوقیر کا پُرانا سردار ہون لندھور بن سعدان میرا نام ہی ڈھونڈ کر تم تک آیا ہون ذرا آنکھین
کھولکر دیکھو کس کس نے تمھارے واسطے جان دی ہی تم نوجوان کا لاشہ پڑا ہی علمشاہ پڑا ہو اور یا بے
خون مین غوطہ مار رہا ہی مین نے چاہا اُن زخمیان تیغ جفا کو پہلے اُٹھاؤن ایرج کے جدنامدار علمشاہ
عالی وقار نے ایسی مصیبت کے وقت کہ روح قالب سے نکلا چاہتی ہی یہ جواب دیا کہ پہلے ہماری
بہو کو رہا کرو بی بی مین آپہونچا میری نور نظر ہو مجکو نامحرم نجانو مین نے شاہزادہ ایرج اور اُنکے والد
قاسم شیردل کو گودیون مین پالا ہی پُرانا خیرخواہ ہون کل حالات صاحبقران زمان سے آگاہ ہون
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد آنکھین کھولکر دیکھا لندھور بن سعدان کو دیکھا کہ جسم تمام فوارہ خون کا
بنا ہوا ہی بدن تیرون سے مثل غربال کے چھنا ہوا ہی پوچھا کہ ای جد عالی تبار میرے وارث کی
بھی کسی نے خبر لی اُس کشتۂ حسرت و یاس پر کیا گذری بارے مین اپنے وارث کو روتے
بھی نپائی یہ کہکر دونون کلائیان کہ الماس کے ٹکڑے معلوم ہوتے تھے گلے مین لندھور کے
ڈالدین بیہوش ہو گئی منکا ڈھل گیا معلوم ہوتا تھا کہ دشمنون کا دم نکل گیا اب لندھور نے آگے
بڑھکر اپنے بیٹے فرہاد خان و ارشیون پریزاد کو آواز دی کہ جلد گینڈون پر سے کود پڑو جانکا
خوف نکرو ہاتھی لاکر بٹھاو خبردار عرصہ نہو وہ شیر لڑتے ہوے قریب آئے پیدل ہوے ہاتھی
کو بٹھایا پہلے ملکہ کو ہودے مین ڈالا اب جُھک کر لندھور نے قاسم و علمشاہ کو اُٹھایا اسی ہاتھی
پر انکو بھی مثل مردے کے ڈالدیا دونون بیٹون سے کہا دونون طرف سے جھول کو تھام لو تنی

بدری ادا کرو خبردار یہ مقدمہ ناموس کا ہی جبتک زندہ رہنا کسی بیجا کو ہاتھی کے قریب نہ آنے دینا
اگر قتل ہو جاؤ گے سعادت دارین پاؤ گے تا روز قیامت نام رہے گا ہر بہادر تمکو جانباز اور
سرفروش کہے گا بیٹا قبرون پر میلے رہینگے صاحبان مراد مراد مانگنے آئینگے یقین کامل ہی کہ اپنی
خواہش دل سے مستفیض ہونگے اور اگر ہو سکے تو میرا خیال نکرو ہاتھی کو ساتھ لیکر لڑتے بھڑتے
نکل جاؤ یہ کہکر لندھور اپنے مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوا اپنے سردارون کو بھی یہی حکم دیا
کہ یارو میرا خیال نہ کرنا ہمارا افسر قتل ہوگا اسکا ملال نہ کرنا ہاتھی کو بیچ مین لے لو سب جوانان ہندی
تلوارین کھینچکر اس معرکۂ قیامت خیز مین لڑتے ہوے ہاتھی کے ساتھ چلے کہ صاحبقران زمان
لڑتے بھڑتے ہنگامۂ پلنگانہ رستمانہ صفون کو پامال کرتے ہوے اُس مقام پر پہونچے جواہر
بن عمر و رکاب سعادت انتساب سے لپٹا ہوا خنجر ہاتھ مین پشتیبانی کرتا ہوا ساتھ ہی امیر بلند اقبال
فرماتے تھے کہ ای جواہر یہ کیسا ہلڑ ہی کیا علمشاہ وقاسم کے دشمن مارے گئے اب
اسوقت مجکو آنکھون سے نہین سوجھتا ذرا خبر تو لے جواہر نے چاہا کہ رکاب چھوڑ دون
براے دریافت خبر جاؤن کہ دیکھا سرداران ہندوستان بصد شوکت و شان ہاتھی کو بیچ
لیے ہوے لڑتے ہوے آتے ہین اور علمشاہ اور قاسم مثل مردے کے ہودے مین پڑے
ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد پر تو لندھور بن سعدان نے اپنا دوشالہ ڈالدیا تھا کہ نامحرم
کی نگاہ نہ پڑے وہ تو مخفی ہی مگران شیرون پر نگاہ پڑی صاحبقران زمان نے آواز دی یا شاہ
یہ کیا معرکہ ہی جواہر نے بڑھکر مفصل خبر دریافت کی قریب آکر عرض پیرا ہوا کہ ای شہریار
لندھور نے بڑا کار نمایان کیا علمشاہ وقاسم زخمی ہو کر قریب اُس نخل کے گرے تھے
کہ جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی تھی لندھور نے ملکۂ عالم کو بھی رہا کیا ان شیرون کو
زخمداری مین اُٹھایا آپ شبرنگ تازی پر سوار ہو کر براے مقابلہ فولاد فولاد شکن گیا
ہی ملاحظہ فرمائیے کہ ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی پیدل جھول پر ہاتھ ڈالے
ہوے لڑرہے ہین صاحبقران زمان نے ہاتھ اُٹھا کر فرمایا ای پروردگار لندھور نے
میرے فرزندون کو بچایا وہ بھی اپنے کلیجے کے ٹکرون کو صحیح و سالم پائے یہ فرما کر آگے بڑھے
بادشاہ حجاج بھی لڑتے ہوے چلے آتے ہین اب وہ وقت قیامت ہی کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا

نہین پہچانتا جابجا لاشون کے انبار ہین زمان فولاد غدار جانبازی اور سرفروشی کر رہے ہین
اُس ہنگامے مین نقیب جانبین کے آوازین لگا رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان
نپوشید بیت روز جنگ است جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ ای مردان
عالم یہ میدان کارزار ہی اپنے بزرگون کا نام روشن کرو صف شکن ہو تیغ زن ہو دیکھین کس
معرکے مین کون سرخرو ہوتا ہی کون آبرو کھوتا ہی یارو دنیا ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی دارا
و کیقباد و جمشید و سکندر صاحب حشم و ضحاک ماردوش عمر بھر بادۂ نخوت سے مدہوش رہا ہزار
سال سلطنت کی آخر یہ سب کیا ہوے خاک کے پتلے تھے خاک مین مل گئے بند مخمس

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے	ستارہ جتنے دیکھے ہم نے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسجا بمضمون خیالی تھے	مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے

سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

دنیاے فانی مقام عبرت نہ جاے عیش و عشرت ہی آئینہ دقون حیرت ہی مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ای اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر	یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و ما بیخبریم

شعر تردد کیا تمہین ای ساکنان ملک ہستی ہی ٭ عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی
آوازین نقیب و کرکیت کی لشکر مردان عالم زندہ و شور سے اٹھ رہے ہین کہ صاحبقران نے دور
سے دیکھا لندھور بن سعدان لڑتا ہوا لاکھون کو قتل کرتا ہوا قریب فولاد فولادشکن پہونچ گیا
اور للکارا کہ او نامرد مین آپہونچا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ فولاد فولادشکن بھی لندھور
کے مقابلے مین پہونچا فولاد فولادشکن نے ہاتھ مارا لندھور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا قصد
یہ تھا کہ لپٹ جاؤن تلوار اس ملعون کی چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لون مگر اتفاق قضا
و قدر ایک کوہی نے لندھور کے شانے پر نیزہ مارا شانہ نشانہ ہوا اسنان نیزہ استخوان
کو توڑکر پار گذر گئی لندھور نے پلٹ کر اُسکو ہاتھ مارا وہ تو واصل جہنم ہوا مگر فولاد کا تیغہ پہنچ

سر لندھور پر پڑا خود کو کاٹ کرتا دو ابرو پہونچا زخم کاری کھایا بازو مین سنان نیزہ سر پر زخم کاری سنان نیزے کو شانے سے نکالا خون کا فوارہ بلند ہوا قریب تھا کہ گھوڑے سے گرے ضبط کرکے اپنے کو روکا فولاد فولاد شکن نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون اُسوقت لندھور پہ ہراس طاری ہی کہ سر سے چادر خون چہرے پر آئی ہی دریاے خون مین نہا چکے ہین آنکھون سے نہین سوجھتا اور فولاد فولاد شکن مثل دیو خشمناک مکار و بیباک زخمی دیکھکر بڑھا ہی بس صاحبقران نے جو دور سے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کوہ شگاف کیا شعر مصنف

منم سرکن لشکر کافران ۞ بہ پشیم نگون شد سر کافران ۞ اور نامردانلی کوئی زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہی خبردار ہاتھ کو روک لے کہ مین آپہونچا یہ کہکر پشت اشقر پر کوڑا مارا اشقر دیوزاد نے مثل غزال صحرائی جست کی بیچ مین آگرا اُترا لندھور کو ہٹایا اپنا سینہ سپر کردیا اُس مردود نے وہی تیغہ خون آلود سر صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر جیسے تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہی جب تیغہ قریب سر پہونچا تھپکی ماری تیغہ فولاد کا پٹ پڑا صاحبقران زمان نے پنجہ بلی بڑھاکر کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کرکے جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی

کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نظم

یکے نعرہ زد مہر منزل حصاف   کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف

یکے نعرہ زد آن بجلقش بدر   کہ آہن دلی را دریدہ جگر

صاحبقران زمان نے زور جو کیا اُس دیو خصال کوہ مثال کو وقش زین سے اُٹھا اور دست حق پرست پر بلند کیا تمام اہالیان لشکر نے دیکھا کہ صاحبقران زمان نے فولاد فولاد شکن کو اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دون رکابون کو خالی کرون اشقر دیوزاد سے اُترون اس بیحیا کی مشکین باندھون مگر کوہی چہار طرف سے ٹوٹ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا ادھر سے ملازمان صاحبقران اُدھر سے تمام کوہی اپنے افسر کے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوے ہمت خروشی برآمد بگیر دگیر ۞

یکے خود نیزہ یکے خود و تیر نظم

ہزارون کے لاشے زمین پر گرے   ہزارون کے منھ جنگ سے بگڑے پھرے

بہاوان یہ دریاے خون اسقدر   کہ گھوڑون کے سم ہو گئے تر بتر

تراق عمودان سے رن ہل گیا   ہر اک پہلوان خاک مین مل گیا

روان خون کا دریا ہوا بیحساب   سر لگے پھرنے بشکل حباب

چقاچاق خنجر سے کانپا فلک   زمین کو رہا زلزلہ دیر تک

ہوا حشر تیغون کی جھنکار سے

کہ طائر زرّے خوف سے دشت کے آس قیامت کی اُس مقام پر تلوار چلی کہ دور تک خون کی ندی
بہی سپر یں جو مردان عالم کی اُس دریاے خون مین گرین یہی ظاہر ہوتا تھا کہ کچھوون نے دریا سے
مُنھ نکالا تلوارین جو ہاتھ سے مردان عالم کے چھوٹین گویا مچھلیان شناوری کر رہی تھین گرز
وتبر پرہنگان دریائی کا عالم خون کا دریا جوش پر دمبدم ترکشون سے تیر جو زمین پر گرے گویا
زمین کے روئنگٹے کھڑے ہوگئے تھے صاحبقران زمان نے ہر چند چاہا کہ فولاد فولاد شکن کو
سنبھالون مگر اسقدر تلوارین پڑین کہ آخر فولاد ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا کوہی جان دیکر
ٹوٹ پڑے جسطح بن پڑا اُٹھائے گئے اب جو صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دارا سے ہند
لندھور بن سعدان دریاے خون مین غرق گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا ہی ایک شاخ نخل پر
ہاتھ کثرت زخمداری سے جھوم رہے ہین مگر جوش جرات سے قبضہ شمشیر کو چوم رہے ہین
صاحبقران گھوڑے پر سے کود پڑے لندھور کو گود مین اُٹھالیا ہوادار پر سوار کیا آپ
لندھور کو غش آگیا صاحبقران زمان نے اسفندیار شاہ گیلانی اپنے فرزند کو آواز دی
ای راحت جان عم نامدار نے تمھارے کارنمایان کیے مگر کثرت زخمداری سے بیہوش ہین
انکے ہوادار کے قریب رہو فولاد فولاد شکن کو کوہی اُٹھالے گئے یقین تو ہی کہ وہ قابل جنگ نہو
مگر اُسکے ساتھ کے کوہی قیامت برپا کر رہے ہین بڑے جوش وخروش مین آمادہ جنگ ہین
بیشک یہ کوہی بحر جرات کے نہنگ ہین دیکھو وہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام پر بلوہ ہی فوج لقا نے
گھیرا ہی مین اُسطرف جاتا ہون اسفندیار شاہ گیلانی نے بحکم صاحبقران پاے ہوادار پر اسکے
ہاتھ رکھدیا لڑتے ہوے ایک طرف چلے مگر صاحبقران ایک رسالے کو شکست دے کے
چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی جنگو لندھور
نے ہاتھی کے ساتھ کیا تھا جھول بقام کر اسقدر لڑے کہ زخمون مین چور چور ہوگئے ہاتھی ایک
مقام پر تھم گیا کفار نے آگے نہ بڑھنے دیا ہزار ہا ہندیون نے شمشیر زنی کرکے اپنی جان دی گرد
ہاتھی کے صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہی لالہ زار کھلا ہوا ہی کفار کا قصد ہی کہ ہاتھی کو اپنے قبضے مین کرین
فرہاد خان یک ضربی وارشیون پریزاد نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ہین مگر ہاتھ تلوار کا
چلا جاتا ہی ابھی تک کسی کو قریب نہین آنے دیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی

ای فرزندو مرحبا صد مرحبا جرأت کا دھرم یہی ہی کیا مردانگی دکھائی دونون نے اُس حال مین جھک کر سلام کیا آواز دی حضور آپ قریب آئین غلامان جان نثار رخصت ہوتے ہین مگر اس حسرت پر روتے ہین کہ باباجان نے ناموس ترزنگاہ حضور کو ہمارے سپرد کیا تا بہ لشکر نہ پہونچا سکے اجل قریب آگئی زندگی اسی قدر تھی صاحبقران زمان گھوڑے کو اُڑا کر قریب آئے ہاتھی کو بٹھایا فرہاد خان وارشیون پریزاد کو بھی ہاتھی پر لادا آپ گرد ہاتھی کے پھر کر لڑنے لگے سردارون نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سنی جنگ کنان اسی مقام پر آگئے اب کس کی مجال ہی کہ قریب ہاتھی کے آسکے یا جرأت دکھا سکے جو بڑھا افسرون نے جھپٹ کے ہاتھ مارا کافر شعلۂ شمشیر سے جل گیا اس لطف سے صاحبقران شمشیر زنی کر رہے ہین سردار آوازین دیتے ہین کہ ای شہر یار ماشاء اللہ قطعہ

آنکھ دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو ملا مین	خون اُترا رہے آنکھو نمین لہو کا ہو یہ جوش
پشتہا پشت رہے تیغ کی برش کا اثر	کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہون بر دوش

اب صاحبقران زمان لڑتے ہوے کنارے تک فوج کے پہونچ گئے ہر سردار یہی ترغیب دے رہا ہی کہ حضور اب نکل چلین چار جوانان شیر دل دو نور نظر حضور کے دو پارۂ جگر لندھور کے علاوہ اُنکے ناموس شہنشاہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اس ہاتھی پر ہین اگر یہ جنگ قائم رہی اور کفار نے فرار پر قرار نہ کیا تو یہی آکر شریک جنگ ہونگے امیر کو پھر قول مردان عالم کا پسند آیا لڑتے ہوے طرف لشکر کے چلے اگر کفار نے تعاقب کیا پلٹ کر شمشیر زنی کی پھر بڑھے مگر یہان بادشاہ جہاہ فوج لقامین آمادۂ حرب دیکار ہین بختیارک فوج کو ترغیب دے رہا ہی بختیارک نے ایک جانب دیکھا کہ ایک صف مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان روح روان لشکر اسلام اس جوش وخروش سے جنگ مین مصروف ہی بڑے بڑے پہلوانون کو مارا نامی اہالیان لشکر لقا کو للکار ا ہر دو سامنے سے اُس شیر کے بھاگتے پھرتے ہین بس بختیارک نے عیارون کو قریب بلایا مہتر وسواس سے کہا دیکھو تو نبیرۂ حمزہ کیا قیامت برپا کر رہا ہی کمند اندازون کو لیجا جسطرح بنے نورالدہر کو گرفتار کرے وسواس بموجب بختیارک چار سو کمند اندازون کو ساتھ لیکر

اُس غول مین آیا جہان شاہزادہ نور الدہر مصروف جنگ تھے ایک رسالے کو اشارہ کیا
ذرا نور الدہر کو سلیمہ دکھاؤ اُن بیجیاؤن نے یہی کیا کئی پہلوان ٹوٹ کر سامنے گئے تلوارین
چمکا کے بھاگے نور الدہر نے تعاقب کیا قریب ایک نخلستان کے پہونچے تھے وسواس
نے عیارون کو اشارہ کیا چار سو حلقہ کمند کا نور الدہر پر ایک مرتبہ پڑا حلقے کمند کے گردن
اور کمر مین پڑے شاہزادہ مجبور ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا چار سو بیک بچے شاہزادے
پر ٹوٹ پڑے نور الدہر نے اُس حال مین بھی کسی کو گھونسا کسی کو لات کسی کا سر کھینچ لیا
چالیس پچاس عیار مارے آخر گر کے بیہوش ہوئے وسواس نے کمندون مین باندھ لیا
ساتھ والون سے کہا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے باغ مینا مین چھپا کے لیجاؤ مسلسل کر کے
کسی مکان مین قید کرو جب خداوند پلٹ کر آئینگے تو اُسوقت بھیجا جائیگا عیار شاہزادے کو
لیکر روانہ ہوئے اس حال سے عیاران لشکر اسلام و سرداران عالیمقام بالکل آگاہ نہوئے
مگر سردار نور الدہر ہژبر بیشۂ کلکان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس
بن عنقویل دیو پرور و صدران ماہ منظور و دراج دردر گوش و اشکاش کشیدہ رو
و زرباب خان و بجین خان و کیوان انجم سیاہ و سہیل ستارہ چشم وغیرہ سرداران
نور الدہر و شبرنگ بن عمرو عیار یہ سنکے سب جنگ مین ایک مقام پر مصروف تھے کہ
دیکھا مرکب شاہزادے کا موسوم بہ اسپ پریوش باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا خون سے
تمام جسم گلنار ایک مقام پر کوتل کھڑا ہوا ہی شبرنگ نے جا کر مرکب کو تھاما روتا ہوا سامنے
طہماس وغیرہ کے آیا کہا صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ دشمن شاہزادے کے کام آئے
مگر بہت تلاش کیا لاش کا پتا نہ ملا گھوڑا کوتل دستیاب ہوا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ لڑائی
مین کوئی گرفتار کر لے گیا ہی سرداران نور الدہر مین شور گریہ و زاری بلند ہوا شبرنگ نے
سب کو سمجھایا کہ آپ سب صاحب صبر کرین یہ اپنے وقت کے صاحبقران ہین ایسے ایسے
قران صعب انپر بہت پڑتے ہین تمام کفار جان کے دشمن لقا پرست رہزن پروردگار
اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہی سردار مجبور ہو کر خاموش ہوے مگر ظل اللہ سعد بن قباد و دلاوران
لڑتے بھڑتے قریب تخت لقا ہوچکے تھے بختیارک سے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن گرنے سے

زمین کے بیہوش ہو چکا کوہی اُسکو اُٹھا کر لے گئے بادشاہ لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین جملہ سردارا نامی کا اب اسی مقام پر جماؤ ہی ایسا ہو کہ لقا پر کوئی افتاد پڑے سلیمان عنبر مو سے کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی وغیرہ بھی زخمی ہو چکے ہین بس اُسنے سوچکر طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر جدا ہوے بادشاہ تجاہ اپنے کشتون کو اُٹھواتے ہوے سرداران زخمی کو تلاش کر کے ساتھ لیتے ہوے اُسوقت لشکر مین پہونچے کہ صاحبقران نے لندھور و فرہاد خان یک ضربی و ارشیون پریزاد و عاج و قاسم کو شفاخانے مین اُترو ا یا ہی زخم دوزی کی تدبیر ہونے لگی اور ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو لاکر محلات محلی مین داخل کیا تمام شاہزادیون نے آنکھون پر لیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد محل مین آکے پیٹنے لگی کہ صاحبو میرے وارث کی مجکو کچھ خبر سُناؤ کنیزون نے بیان کیا بی بی نہ گھبراؤ خدا نے خیر کی سب سردار واسطے جنگ کے چلے گئے تھے مگر نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صباد عوجان دریا باری و سام بن عوجان و میعاد عاد رشاک و دراز گردن وغیرہ سرداران ایرج نوجوان جا کر اُٹھا لائے پروردگار نے اپنا فضل شریک حال کیا وہ شیر زندہ ہی ٹانکے وغیرہ دیے گئے ہین کل تک انشاء اللہ محل مین بھی آئینگے یا تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش غم و الم مین نام ایرج کا بجبرت لیا تھا خوشی کی جو خبر پائی سر جھکا لیا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان سے جاری ہوے اشعار

مانند شانہ ہی خاشہ ہر چو روز گار | حاصل ہی مثل زلف مجھے طول انتشار | امیدوار ہون دل مشتاق کیطرح
یارب دکھا جمال تمنا پھر ایکبار | آغوش مین مراد ہو لب ہون تھقہے | چھلکون بسان ساغر لبریز بار بار
پھرتا رہون صفت رت وصف مسیح تم | گھٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن تا عصا | دکھاکرین حسینان جوش شوق بر
پیدا ہو مجھ مین صورت لہا داغدار | لپٹون مثل پنجہ ساقی سبو سے رو | چھولون بسان من جانان ہزار بار
گردن جھکاؤن مثل قلم التماس مین | چہرہ دکھاؤن صورت مضمون آبدار | الفاظ مین بصورت معنی چھپا رہون
مطلب کی دوون خبر جو زبانسے تو بخوشگوار | خاطر مین آکے قصد ہون مین بیجا بات | پہونچون جو تابہ گوش مخاطب ہو قرار

نگاہ بجا کر بی بیون کی واسطے سجدے کے جھکی عرض کی ای خالق زمین و زمان و ای رب دو جہان

کیا شکر یہ تیرا ادا کرون ابیات | اگر ہر موے من گردد زبانے | زنو رانم بہ ہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن | سر موے ز احسان تو گفتن | تمام شاہزادیان خدمت مین

ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی صورت ہین جسم کو خون سے پاک کیا لباس تبدیل کرایا دماغ کو
اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ملکہ تو محلات معلی مین داخل ہی البتہ دیدار فرحت آثار ایرج نوجوان
کی مشتاق مگر فرحت حاصل ہی سب طرح تسکین دل ہی مگر جب صاحبقران زمان دربار مین
آئے جواہر بن عمرو نے حال ایرج نوجوان کا عرض کیا کہ بفضل خدا بے صحیح وسالم ہین ٹانکے
لگاکر پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھادین مگر ابھی بیہوش ہین اسی اثنا مین شبرنگ بن عمرو نے
عرض کی حضور نور الدہر کو یقین ہی کہ عیاران لشکر لقا مین جنگ مین گرفتار کرے گئے امیر
نے گھبرا کر فرمایا جلد جاکر دریافت کرو ایسا نہو فولاد فولادشکن غصے مین قتل کرڈالے عیاران
لشکر اسلام واسطے خبر کے روانہ ہوے اب دو کلمہ داستان لشکر کفار تحریر کیے جاتے ہین
کہ لقا شکست کھاکر اپنی بارگاہ مین آیا فولاد فولادشکن کو بھی ہوش آچکا دربار مین تو آکر بیٹھا
مگر حجاب سے سر جھکائے پشت دست کاٹ رہا ہی ہونٹھ چاٹ رہا ہی بختیارک نے کہا ای
پہلوان دوران اب رنج وملال بیکار ہی جو ہونا تھا وہ ہوچکا آخر کہین شادی کرتے اسنے اپنا
بنا بنایا تلاش کرلیا صاحب حسب ونسب نور نگاہ امیر عرب جرات مین یکتا خداوند لقا کا تو
اور اگر کچھ بدلا منظور ہی تو ہمنے جنگ مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو گرفتار کرالیا
ہی اسکو قتل کیجیے فولاد غصے مین کانپنے لگا کہا ملک جی ایک تو خلاف جرات مجھسے یہ ہوا
کہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین جاکر زخمی کیا اب یہ کرون جسکو عیار کرکے لائے ہون اسکے
قتل کا حکم دون آپ کا گناہگار ہی قدرت کو قتل کا اور عدم قتل کا اختیار ہی مین اپنی زبان سے
کچھ نہ کہونگا مگر اتنا چاہتا ہون کہ سیمین عذار صنوبر قد کسی طرح میرے قبضے مین آجاے پھر اگر
ایک مسلمان کو زندہ چھوڑدون تو فولاد فولادشکن نام نہ رکھیے گا بختیارک نے کہا یہ اب
دشوار ہی جو نازنین قبضہ مسلمانان مین گئی اسکا ملنا ممکن نہین فولاد نے کہا خیر ہم آپ تدبیر
کرینگے اب بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کوہی کو ورغلایا کہ ای بادشاہ کوہستان
آپکے صدہا عزیز واقارب ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے اب بلاکر نور الدہر
بن بدیع الزمان گردشکن کا دربار کیجیے اگر قدرت کو سجدہ کرے فبہا ورنہ اسی وقت
قتل کیجیے سلیمان عنبرین موے کوہی نہایت غصے مین بیٹھا ہی اور یہ فولاد فولادشکن

بھی سلیمان کا بھانجا ہی اسکی ذلت کا بڑا ملال ہی بس حکم دیا کہ قیدی کو جلد لاؤ حقیقت مین
ملک جی سچ کہتے ہین مسلمانون کا بھی یہی طریقہ ہی جو کوئی ہم مین کا اُنکے یہان گرفتار ہو کر گیا
اگر مسلمان ہوا آبرو دی ورنہ قتل کرتے ہین ہم کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین بس فوراً اُسنے
حکم کیا کہ نورالدہر کو ہمارے سامنے لاؤ بختیارک نے چپکے سے کہا ای سلیمان خاص
بارگاہ مین بلانا مناسب نہین ہی مسلمانون کو خبر ہوجائیگی فوراً آئینگے قیدی کو چھڑا لیجائینگے اور
دس بیس ہزار کی جان پر بنے گی کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی سلیمان عنبرین موے کوہی تیغہ پکڑ کے
اُٹھ کھڑا ہوا لقا سے کہا یا خداوند باغ مین چلیے لقا بھی راضی ہوا بیان کیا ہی اُستاد اِن
سخنور نے کہ بختیارک نے اشارے کرکے بارہ سو سردار ساتھ لیے باغ مین آکے یہ
باغی داخل ہوے لقا تخت نخوت پر تاج نکبت سر پر رکھ کے متمکن ہوا تمام سرداران
زبردست دنگل پر دروازے کا بھی بختیارک نے بندوبست کیا اب حکم دیا کہ نورالدہر
کو لاؤ یہان تو بختیارک نے واسطے قتل کے نورالدہر کو طلب کرایا مگر واضح رائے
ناظرین والا تمکین ہو کہ جو جنگ مغلوبہ بمقدمہ ملکہ تحریر ہوئی چار روز کا زمانہ گذر چکا ہی
ایرج نوجوان کو شفاخانے مین ایک دن اور ایک شب تو بالکل ہوش نہین آیا دوسرے
دن شاہزادہ اُٹھکر میٹھا یخنی وغیرہ نوش فرمائی شاپور شیردل خدمت مین حاضر ہی سردار آکے
جمع تھے انتہا کا حجاب ہی کہ اب مین والد نامدار و جد عالی تبار کو کیا مُنھ دکھاؤنگا میرے
واسطے کیا کیا قیامت برپا ہوئی کیسے کیسے سردار زخمی ہوے خدا نے سب شیرون کو بچایا
یہ واضح رہے کہ قاسم و علمشاہ وغیرہ زخمدار اور شفاخانے مین ہین ایرج نوجوان
بسبب شرم و حجاب کے اپنی بارگاہ مین ہین جسدن سے ہوشیار ہوے یہ کلمہ زبان پر
جاری ہی جبتک مین فولاد فولادشکن سے بدلا نہ لونگا بزرگون کو مُنھ نہ دکھاؤنگا ہر روز
قصد ہوتا ہی کہ صاحبقران زمان کے سلام کو جاؤن مگر حجاب مانع ہی ابھی تک کسی دن
بارگاہ سلیمانی مین نہین گئے اگر کوئی سردار مثل مالک وغیرہ عیادت کو آئے تو شاہزادہ
ایرج نوجوان کہلا دیتے ہین کہ اسوقت سو گئے ہین قضاے کار عیار نورالدہر کا
تبر زنگ بن عمرو بے تکلف بارگاہ ایرج مین چلا آیا واسطے تسلیم کے خم ہوا ایرج نے

کیرن شبرنگ تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہی ہماری عیادت کو نہ تشریف لائے ابتک تو
حال گرفتاری نورالدہر ایرج نوجوان سے چھپایا تھا کہ زخمداری مین شاہزادے کو ملال ہوگا
مگر شبرنگ سے جو اس طرح پوچھا شبرنگ بے اختیار رونے لگا شاہزادۂ ایرج نوجوان
نے کہا کیون خیر تو ہی کیا خدا نخواستہ زیادہ زخمی ہوے تھے شبرنگ سے ضبط نہو سکا
کہا ای شہریار روہ جنگ مغلوبہ سے کہان واپس ہوے عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ عیاران
کفار گرفتار کرکے لے گئے مین نے اس تین دن مین تمام لشکر لقا کو چھان ڈالا کہین پتا
نہ ملا بس ایرج غصے مین تھرانے لگا شاپور شیردل کی جانب بہ نگاہ قہر دیکھا کہا کیون ابھی
تم نے ہم سے اطلاع نہ کی اگر خدا نخواستہ اُنکے دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑے سارا لشکر
یہی کہے گا کہ تعصب بھتیجی مین نورالدہر کو مٹوا دیا بخدا نہ مین کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا پٹیان
مرہم کی ابھی نوچ کے پھینک دونگا جسطرح سے بنے جاؤ اور نورالدہر کی خبر لاؤ مین جاکر
اُنکو رہا کرون یا اُس شیر کے واسطے اپنی جان دون اسطرح جو ایرج نوجوان نے کہا
شاپور کانپ گیا خوب آگاہ ہی کہ آتشین شعلہ مزاج ہین جو کہتے ہین وہی کرینگے عرض کی حضور
غلام ابھی جاتا ہی ایرج نے شبرنگ پر تاکید کی کہ اگر جی چاہے تم بھی شاپور کے ساتھ جاؤ
اپنے آقا کا پتا لگاؤ مگر لشکر مین اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا ہم اس مقدمے مین بہت
محجوب و شرمسار ہین اور اب تو نورالدہر کے واسطے اشکبار و بیقرار ہین شبرنگ
نے کہا کیا مجال جو اس بات کو زبان سے نکالون مین بھی اپنے بھائی شاپور کے ساتھ جاتا
ہون بس یہ دونون عیاران طرار خنجر گزار صورتین تبدیل کرکے سمت لشکر لقا چلے لشکر لقا مین
آکر دیکھا بارگاہ مین سناٹا پڑا ہی جابجا سرداروں مین چپکے چپکے کچھ باتین ہو رہی ہین اور دو دو
دو چار چار مسلح ہوکر سمت باغ مینا جاتے ہین شاپور نے فوراً اپنی صورت ایک کوہی کی
بنائی ایک کمیدان جاتا تھا اُسکو بڑھکر سلام کیا کہا کیون حضور کیا آج باغ مینا مین جشن کی تیاری
ہی اُس کمیدان نے کہا نہین بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا نورالدہر نبیرۂ حمزہ چار دن سے قید
تھا اندر باغ کے میدان خونی کی تیاری ہی یہ مخفی اُسکو قتل کرینگے کہ مسلمانون کو خبر ہونے پائے
اسی وجہ سے دروازہ بند ہی کھڑکی سے آمد و رفت ہی ہم لوگ جاکر دروازے مین ٹھہرینگے

کہ شاید اگر کوئی مسلمان آئے تو باہر ہی روکین اندر نہ جانے دین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی
شاپور اُلٹا پھرا شبرنگ نے دیکھا کہ شاپور حال دریافت کر چکا یہ ضرور ایرج سے کہیگا
مین جا کر سرداران دست راست کو خبر کرون شبرنگ تو طرف بارگاہ لندھور کے چلا
مگر شاپور آنکھون مین آنسو بھرے ہوے خدمت مین ایرج کی آیا آتے ہی عرض کی ای
شہریار غضب ہوا اندرباغ مینا کے کینہ نورالدہر کو قتل کیا چاہتا ہی فوجین دروازہ پر
پہونچ گئی ہین دروازہ بندی کھڑکی سے آمدورفت ہی اندرباغ کے جانا نہایت دشوار ہی
اور اگر جانے مین دیر ہوگی شاہزادہ زندہ نہ ملیگا بختیارک نے سلیمان عنبرین مو سے
کو ہی کو قتل نورالدہر پر بھی آمادہ کرلیا سنتا ہون فولاد فولاد شکن نہین مانتا تھا اسطرح
کے قتل کو نامردی جانتا تھا مگر بختیارک تو ایک چرب زبان ہی وہ سمجھا کے اُسکو بھی
اندرباغ کے لے گیا ہی جسقدر پہلوان زبردست ہین بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین سب
اندرباغ کے ہین ایرج نے کہا پھر شاپور کیا کرین مین کسی طرح اندر پہونچ جاؤن یا جان دونگا یا
اپنے ہمچشم کو چھڑا دونگا شاپور نے کہا کچھ عیاری کرنا چاہیے مرکب پر سوار ہو کے تو اندر پہونچنا
دشوار ہی پیدل چلیے مین ایک چوبدار کی صورت بنتا ہون آپ ڈھاٹا باندھکر زلفین خلیلی
وخال سبز ورگ ہاشمی مخفی کرکے چلیے ایرج نے کہا مین ہر طرح آمادہ ہون فوراً اسی صورت سے
کہ شاپور شیردل مرد بنا عصا سونے کا ہاتھ مین لیا ایرج نے اپنے چہرے کو چھپایا پیدل
طرف باغ کے چلے مگر شاپور نے پلٹ کے ہیلم زنگی وغیرہ سے کہدیا کہ فوج کو تیار رکھنا جب
نعرہ ایرج کی باغ سے صدا آئے مرکب لیکر فوراً پہونچنا مگر ایرج نے یہ شاپور سے تاکید
ضرور کردی کہ جد عالی تبار و جملہ سرداران نامدار کو خبر ہونے پائے مین اکیلا پہونچون
اگر خدا فضل کرے نورالدہر کو چھڑا لاؤن گردن پر اُس کشتی گیر زادے کے بار احسان
رکھون کہ پھر کبھی نام ذنگل رستم نہ لین اگر غیرت ہو تو جھک کے ملین ایسی باتین کرتے ہوے
سامنے باغ مینا کے پہونچے دیکھا کل فوج لقا د جملہ سردار اپنے اپنے مقام پر مسلح بیٹھے ہین
دروازون پر پہرا ہی آنے جانے والے کو روکتے ہین جو جانے کا قصد کرتا ہی اُسکو ٹوکتے
ہین شاپور آگے بڑھا ایرج عقب مین اپنے کو چھپائے ہوے سر جھکائے ہوے جب

شاپور شیردل قریب ٹھڑکی کے پہونچا اسلحہ سر جھکا کر چلا جیسے واقف کار جانے کا قصد کرتا ہی ایک کوہی نے آواز دی کون جاتا ہی شاپور نے جواب نہ دیا کوہی نے پھر زور سے پکارا میان مرد ہے کہان جاتے ہو تمھارے ساتھ کون ہی اسوقت مانعت ہی شاپور نے پلٹ کے جواب دیا میان سپاہی ہم ابھی سوتے سوتے اُٹھے ہین بنیے کی برات ہو گئی رات بھر جاگے خوب ناچ دیکھے شربت پلائی مین دو ہزار روپے پڑے سب فوج کی بھی دعوت کرینگے کیون سب کھائے جاتے ہو کا ہیکو اسقدر چلاتے ہو سپاہی جھلایا کہ میان چوبدار سبحان اللہ سوال دیگر جواب دیگر شاپور نے کہا بی مشتری رات کو نہ تھین وہ تو کسی مرد آدمی کے گھر بیٹھ گئین بی لبھتی خوب گائین اب تو سپاہی تلوار لیکر دوڑا کہا یہ کیا بکتا ہی اور سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میان سپاہی کیون غصہ کرتے ہو وہ بیچارہ بہرا ہی تم جانے کو منع کرتے ہو وہ بنیے کی شادی کا ذکر کرتا ہی اسپر بھی نہین سمجھتے ہو سپاہی نے دوڑ کر شاپور شیردل کا ہاتھ پکڑا اور کہا اندر نہ جاؤ شاپور نے ہنسکر کہا تمھارے حصے کا کھانا رکھا ہی رات کو صرف برادری کی دعوت تھی ہم لوگ مومن ہین تانا بھرنے والے صرف بیان کے شہدے نہین ہین بموجب مثل کر گا چھوڑ تماشے کو جائے۔ ناچ کی چوٹ جولاہا کھائے۔ یہ فقرہ گرما گرم سنکر لوگ اسقدر ہنسے کہ پیٹ مین بل پڑ گئے ایک جوان نے کان سے منھ لگا کر کہا میان مرد ہے صاحب اندر جانے کو منع کرتے ہین قدرت نے حکم دیا ہی جب تو مرد ہا بڑبڑایا منھ پھلا کر کہا میان جوان ہمکو منع کرتے ہو بہت اچھا ہم جاتے ہین ملک یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے اُستاد کو بلانے گئے تھے جنسے وہ رمل کا رسالہ پڑھتے ہین اُنکو بھی پھیرے لیے جاتے ہین اب فرزند قدرت کو تم سبق پڑھانا ساعت نیک دیکھی بتانا یہ کہکے چوبدار بکتا ہوا پلٹا جمعدار نے کہا ارے اسکو جانے دو جبرئیل قدرت نے رمال کو بلایا ہوگا شاید اُس مسلمان کے قتل کرنے کے لیے وقت پوچھنے کی ضرورت ہوگی گھڑی بھر مین سب کو خفت ہوگی اب تو سپاہی نے دوڑ کر مردہے کا ہاتھ پکڑا کہا بڑے میان جاؤ غصہ نہ کرو تمکو کون روکتا ہی بہرے ہو اپنی کہتے ہو اور کی نہین سنتے ابتو میان شاپور مچل گئے کہ مین نہین جاؤنگا اس پلٹن کی پلٹن کا نام کٹواؤنگا لونڈے لاڑی ادھر اُدھر کے نوکر ہوے ہین اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ایک تو میان رمال کا میانہ کنارے پر لشکر کے روکا گیا یہانتک

وہ پیدل آئے یہان جہائین ہوتی ہو اب تو سب منت کرنے لگے کہ میان مرد ہے صاحب غصہ تھوک ڈالو خفا نہو حقیقت مین یہ سپاہی نیا نوکر ہی ہمارا اتھارا چولی دامن کا ساتھ ہی برتن سے برتن ٹکراتا ہی شاپور تیوریان بدلتا ہوا ایرج کو لیکر کھڑکی کے اندر آیا دیکھا باغ مین جا بجا ہی لقا تخت پر ایک طرف فولاد و فولاد شکن ایک جانب سلیمان عنبرین موے کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی و ضیغم خون آشام و زنکال خون آشام و کلکال خون آشام وغیرہ تمام گبر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین نورالدہر کو زیر تیغ بٹھایا ہی جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا ہی کو گلے کا خط گردن پر دے چکا ہی آواز دے رہا ہی بیت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ﴿ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر جلاد چیست ﴾ کس کا سررشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہوا ہی کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ بارہ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون جلادی کا دم بھرتا ہون حکم اول ہی تجھ بو جو کر دیجیے قتل کرنا میرا کام ہی جلانے مین خداوند کا نام ہی لقا نے تو کچھ جواب نہ دیا بختیارک نے اشارہ کیا قدرت نے حکم دیا ہاتھ تلوار کا لگا بس شہزادہ ایرج نوجوان کی آنکھون مین اندھیرا آگیا تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا یا شیدای کفاران بیحیا و نابکاران پُر دغا ہر کہ داند و اند و ہر کہ نداند بشناسد منم نقد روح روان قاسم علیہ السلام ایرج نوجوان نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ﴿ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ﴾ شاپور نے کوٹھین مین پتھر رکھکر مارا جلاد کا سر پھٹا زمین پر تڑپ کے گرا ایرج نوجوان اُٹھتا ہوا چلا نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا ایرج نوجوان آپہنچا چشم زدن مین پانچ سات کوہی مار ڈالے پکارتا ہوا آتا ہی کہ بھائی صاحب نہ گھبرائیے گا مین آپہونچا میری حیات مین تمکو کون قتل کرسکتا ہی یہ جو نورالدہر نے دیکھا غیرت سے پسینہ آگیا جوش حرارت مین نعرۂ شیرانہ کیا اشعار

گرمی بازار عشق از رخ چون من است
خانۂ تاریک تنگ بستہ بزنجیر عشق

بر سر دار فنا خانۂ غوغاے من است
بشکنم این بند را وقت جنون من است

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من است
باک ندارم ز دار چوب ستون من است

قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا ایک کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار اُسکی چھین لی کمر مین ہاتھ دیکر مارا اُستخوان اُسکے چور چور ہوے وہی تلوار لیکر نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر ﴿ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ﴾ ایرج نوجوان بھی

لڑتا بھڑتا قریب نور الدہر کے آگیا ایرج نوجوان تو بخوبی مسلح و مکمل ہی نور الدہر کے جسم مین
صرف شب خوابی کا کرتا ہی نہ سر پر خود نہ جسم مین زرہ ایرج نے ایک پہلوان کو مار کے خود
نور الدہر کو دیا نور الدہر نے سر پر رکھنا قبول نہ کیا سر برہنہ لڑ رہے ہین اب نعرۂ ایرج
اور نور الدہر کی صدا بلند ہوئی سرداران ایرج گوش بر آواز تھے مسلح ہو کر چلے یہان تک عمر
بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر لندھور بن سعدان کو پہونچائی لندھور نے زانو پر ہاتھ مارا
کہ غضب ہوا یارو ابھی قیامت برپا ہو چکی ہو ایرج انتہا کا آشفتہ شعلہ مزاج ہی بہت زخمی تھا
زندگی کی امید نہ تھی اب اس حال پُر ملال مین لشکر کفار پر جا پڑا ہی خدا اُسکو بچائے کچھ چارہ
نہوا فوراً سوار ہوے انکے بعد سب سردار فرداً فرداً چلے مالک اپنے خیمے سے نکلے تھے کہ
عوب دراز عیار نے تمام کیفیت بیان کی مالک تو خاص ایرج نوجوان کے طرفدار ہین
فرمایا آج خون کے دریا وہ شیر بہادر یگا دست راستون پر ہمیشہ دست چپ سے احسان ہوتا
ہی اگر قدم قاسم و ایرج کا نہوتا لشکر کمنا دشوار تھا انہین شیرون کی نہیب شمشیر سے لقا تھراتا
ہی یہ کہکر بادپای عربی پر سوار ہوے اب تو سردارون کا تانتا بندھا نامیان خیبری و توسیان
خیبری و سعید لنگری و شہاب خرقہ پوش نے صاحبقران زمان کو خبر دی کہ ای شہریار
نور الدہر کا پتا اسوجہ سے نہ ملتا تھا کہ وہ اندر باغ مینا کے قید تھے بختیارک نے تدبیر کرکے
سامان قتل نور الدہر کیا شاپور نے ایرج کو خبر پہونچائی وہ اس نمکحراری مین یکہ و تنہا عیاری
کرکے اندر باغ مینا کے پہونچا مشہور ہی کہ نور الدہر کو چھڑا تو لیا مگر نکلنا ممکن نہین ہی صاحبقران
آہ کا نعرہ کرکے اُٹھے یہ کہتے ہوے کہ ان نوجوانون نے مجکو نہایت پریشان کیا ہی جو چاہتے
ہین کر بیٹھتے ہین یہ فرماتے ہوے باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوے بعد صاحبقران زمان کے
بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی جلوہ فگن تھے اُسی طرح کہارون
نے اُٹھا کر چالیس ہاتھیون پر تخت کو کسا گرداگرد مشیران سلطنت وزیران با ہیبت بصد شوکت
و جلالت ہمراہ ہوے مگر بادشاہ نے فرمایا صاحبقران جاتے ہین ہم سے پیشتر سوار ہو چکے
ہین کوئی ایسی بھی صورت ہی کہ پہلے ہم پہونچ جائین اس سے مراد یہ ہی کہ صاحبقران زمان
کو یکہ و تنہا ایرج کا جانا ناگوار ہوا ہی انکا مطلب یہ تھا کہ جیسے خبر گرفتاری نور الدہر پائی تھی

ہم سے اطلاع کرتے ہم جیسا مناسب جانتے فکر کرتے لہذا اسوقت غصے میں گئے ہیں ایسا نہو
کہ ایرج نوجوان کو کوئی کلمہ سخت کہیں اور ایرج نہایت آتش خو ہی وہ اپنے کو ہلاک کرنے کا
قصد کرے گا اگر میں پہلے پہونچ جاؤں تو ایرج کو لڑائی سے ہٹادوں افسر لشکر کا یہی کام ہی
اور میرے تو سب صاحب قوت بازو ہیں میری سلطنت کا مزہ انھیں کے دم سے ہی خدانخواستہ
انمیں سے ایک پر چشم زخم آئے لشکر میں سناٹا ہو فیروزہ بن عمر و نے عرض کی حضور تخت کو
ترک کریں پشت مرکب پر سوار ہوں میں جلد حضور کو پہونچادونگا اندر سے درہ کود سے
راستہ ہی غلام دیکھ آیا ہی بادشاہ جہاہ مرکب پر سوار ہوئے فوج کو توطرف سے شاہراہ کے
روانہ کیا تاجداروں کو ساتھ لیکر طرف سے کوہستان کے مرکب اُڑاتے ہوئے چلے گریہان
نورالدہر اور ایرج مصروف جنگ ہیں دس بیس سردار قتل کیے ہیں یہ جرات لڑرہے
ہیں بختیارک نے فولاد سے کہا دیکھو کیا بہادر داماد ملا ہی یکہ و تنہا باغ میں گھس آیا ہی
ای فولاد ابتک ان دونوں کو مرکب ممکن نہیں ہی اور ابھی تک انکے معین بھی نہیں پہونچے
دم بھر میں ہم ہم کی صدا بلند ہو جائیگی گا و زمین تھرائیگی جلد ان دونوں کو مارلے بس فولاد
تیغہ پکڑ کے غصے میں چلا وہاں دروازوں پر سردار ان ایرج نوجوان نے بلوہ کیا کوہ دون
سے تلوار چلنے لگی کہ اسمیں لندھور بن سعدان بھی آپہونچے اُنھوں نے پہونچتے ہی اپنے کو
لڑبھڑ کر قریب پھاٹک کے پہونچایا ہندیوں نے دریا خون کے بہادیے جنگ رستانہ کرتے ہوئے
تعاقب میں اپنے آقا کے چلے آتے ہیں یہ سب سلکھے کے جوان ہیں کفار کو جو بیدل دیکھا بچے
کھینچ کھینچکر گھوڑوں پر سے کودپڑے ایک طرف سے پٹے باز نے پٹا لیا اُستاد قسم دے چکا ہی
کہ بیٹا ہزار جوان پر پٹا کھینچتا ہی پٹے کو ہاتھ میں ہلایا تاک کر ہزار جوانوں پر جا پڑے اب جو
ہزار جوانوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر پٹا ہلانا شروع کیا کسی کا ہاتھ کسی کا پانوں اُڑادیا چشم زدن
میں ہزار جوانوں میں نصف کو مار انصف کو بھگادیا ایک سمت بکیت صرف قرولیاں باندھے
ہیں سپر تلوار گرز تیر و تبر سب کو معیوب جانتے ہیں کسی نے گرز مار الیٹ کے ست کٹی کا ہاتھ
مارا اُسکا ہاتھ کٹ کے زمین پر گرا دوسرے نے قرولی ماری شکم چاک کا ذکر قصہ پاک ایک
جانب سے بنیت بانا ہلارہے ہیں پرے کے پرے مٹارہے ہیں ایک سمت مرزا پٹو صاحب

کارساز حسین حسین جوان کجھوری چوٹیان گندھی ہوئین پشت پر پڑی ہین رنگین ڈوپٹے ٹکڑون مین منھدی ہاتھون مین سونے چاندی کے چھلے پور پور دو دو تھان کے پائجامے کفش پانو نہین اسواسطے کہ قدم نہ کھچے سے چھوٹی ٹوپیان سر پر سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دولھن بنے ہوے ادائی لکڑ ہاتھ مارتے ہین مگر تیچے ان جوانون کے جب چوک کر گرتے ہین مع مرکب در اکب چار ٹکڑے زمین مین دو دو ہاتھ نیچے اُتر جاتے ہین آگے ان سب جوانون کے انکے رسالہ دار مرزا پچھو صاحب اُس ہنگامہ جنگ مین لڑتے ہوے چونکہ مزاج فرہادی ہی اشعار پڑھتے ہوے گویا اُنکے نزدیک میدان رزم صحبت بزم ہی یہ اشعار پُربہار زبان پر جاری ہین اشعار

واجو ہو زلف تو کچھ اور ہی خوشبو ہوجاے	گل رخسار تمھارا گل شبو ہوجاے
کھولدے گیسوے شب رنگ جو وہ غیرت گل	تو کرن پھول برنگ گل شبو ہوجاے
بھر نہ بالش پہ گروہ لگاے غازہ	عارض یار چراغ شب گیسو ہوجاے
دست رنگین سے جو تو بال بناے ای جان	انگلی انگلی تری شمع شب گیسو ہوجاے
حال لکھ لکھ کے اگر بھیجے مرا اُس بُت کو	یا خدا شل قلم غیر سیہ رو ہوجاے
یاد ساقی جو کرون عین قدح نوشی مین	جوش رقت سے لب جام لب جو ہوجاے
عاشق چشم ہون عینک جاؤن مین دھوکا کھا کر	دشت مین دام رگ دیدۂ آہو ہوجاے
ہی پری زاد جو تو رقص کرے مستی مین	دانہ تاک ہر اک پانون مین گھنگرو ہوجاے
تل نکل آئین اگر متصل اُسکے ای ماہ	بانقط آپ کا یہ مطلع ابرو ہوجاے
او چھپے شمشیر نگہ کے جو وہ گل وار کرے	صفیٔ رخت گل تازہ پہ اُتو ہوجاے

اس دھوم دھام سے بے تکلف بے خوف یہ جوان لڑرہے ہین کچھ جان کی پروا نہین گل ہے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے ہین زخمون کی بدھیان پڑی ہوئی ہین چہرے مثل گل شگفتہ قد سرو آزاد باغ جرأت کے شمشاد لڑائی مین خوب چھوے چھلے لند چھورنے جا کر پھاٹک کو گرنے تو ڑا اب سب سرا اندر باغ کے لڑتے ہوے پہونچے ہنگامہ گیر و دار بلند کوئی سرخرو کوئی دردمند اس اثنا مین بادشاہ جہاد بھی آ پہونچے شاہ نے دیکھا سب جوان باغ مین پیدل لڑ رہے ہین نعرہ شیرانہ کر کے گھوڑے سے کود پڑے جھوم جھوم کے لڑنے لگے رن پڑنے لگے گذارش کرچکا ہون کہ شاہزادہ نور الدہر بن

بدیع الزمان نے چونکہ ابھی قید سے رہائی پائی ہی بے سلاح جنگ لڑ رہے ہین پرائی تلوار جب
ٹوٹ جاتی ہی پھر کسی کی تلوار چھین لیتے ہین مگر فولاد فولاد شکن بچا ہوا جاتا تھا طرف ایرج کے رخ کیا
ادھر سے ایرج بھی نعرہ زن ہوا کہ او نامرد مین تو تیری فکر مین تھا مجکو سوتے مین زخمی کرکے
بڑا ناز کیا اب تو سامنے آ سر کشی کا مزا دکھاؤن خدا افضل کرے تو مثل گرباس کمنہ چیر کر پھینکدون
فولاد کو نہایت غصہ تھا قتل کرتا ہوا جاتا ہی ایرج نوجوان ایک غول مین الجھ گئے تھے فولاد کا
نور الدہر کا سامنا پڑا نور الدہر بھی آگاہ ہوے ہین کہ اس بھیلنے ایرج کو زخمی کیا تھا جسطرح
سے بنے اسکو مار و سر میدان للکار و ورنہ اس تاجر بچے نے آکر قید سے چھڑایا ہی بارگاہ مین بیٹھکر
اپنا احسان جتائے گا اگر اسکو مار لیا تو البتہ شرم سے سر جھکائیگا یہ سوچکر نعرہ کیا منم گل گلشن ابن
خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ نمرود بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران
شہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان فولاد نور الدہر پر جا پڑا ہاتھ تیغہ بسیدیع کا مارا نور الدہر نے
سپر بھی کسیکی اٹھالی تھی اسی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ فولاد جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے سر برہنہ پر
تلوار پڑی زخم کاری سر پر آیا بمشکل تیغہ کو سر سے نکالا چادر خون کی چہرے پر آگئی مگر ہاتھ تلوار کا مارو
فولاد ہٹ گیا اس تکان سے شاہزادے کو غش طاری ہوا گھٹنے زمین پر ٹیک دیے مگر ہاتھ تلوار کا چلا
جاتا ہی فولاد نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون یہ کیفیت دور سے ایرج نے دیکھی قریب تھا کہ صدمے سے
روح نکل جائے وہین سے للکارا او نامرد خبردار ہاتھ نہ اٹھانا فولاد رکا ایرج جنگ رستمانہ
کرکے بیچ مین آگیا فولاد نے دو شاباش او نبیرہ حمزہ بڑا سخت جان ہی اسدن میرے ہاتھ سے
بچ گیا مگر خداوند لقا نے تیری قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی بتلوار مسلمانون کے خونکا مزا چکھ چکی
اگر پہاڑ پر مارون تا ہیچ کاٹون لاف وگزاف کرکے ہاتھ مارا ایرج نے گرد اسپر کا اٹھایا گر منظور ہی کہ
لپٹ جاؤن اگر خدا افضل کرے اسکو زیر کرکے مسلمان کرون جنگ مغلوبہ تو ہو رہی ہی کسی کا تیر
شانے پر ایرج کے پڑا شانہ نشانہ ہوا ہاتھ سپر کا سر سے ہٹ گیا تیغہ فولاد کا پڑا کوئی دو انگل سر
مین اترا اتفاق کہ ایرج نے ہوشیاری کرکے داستانہ مارا تیغہ جھنجھنا کر سر سے نکل گیا مگر قطرے خون کے
روے زیبا پر آئے زخم کھاکر جیسے شیر بپھرتا ہی خبردار خبردار کہکے فولاد پر جا پڑا ہاتھ تیغہ دو دستی سکندری
کا پلٹ کے مارا چمک کے تیغہ گرا سپر فولاد کے دو ٹکڑے جیسے ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑک کر اگر پڑتی

بعد سپر خود کو کاٹا سراسر کلّے اور جبڑے کو تراشا سر موفرق نہ آیا سرا بچے گردن سے مانند قطرہ آب
صندوق سینے سے مثل سیماب شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کرکے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا
مثل لیٹے کے دو ٹکڑے زمین پر گرے مثل برج قصر حسد و نفاق زمین پر آیا لاش بجھا کے گرنے سے
ایک غریو بلند ہوا شاہ یورزیب نے پکارا ای شہریار سبحان اللہ نظم

وار چلنے کی تو نوبت بھی نہ ہونے پائی
واہ رے کاٹ کہ جو رنگ عناصر کو کیا

ابرش تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی
ایک ایک جز کے برابر ہے جو جسم پہ چلا

تیغ وہ تیغ جسے دیکھ کے جاسد بجا گر
گر گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
قتل ہونے سے فولاد کے گل

فوج کو ہراس لقا کو عالم یاس اور غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار سرداران نامدار نے
اس کیفیت سے شمشیر زنی شروع کی اندر باغ کے یہ ہنگامہ برپا ہی کا فرون کو بھاگنے کا راستہ
نہیں ملتا ہی لندھور و مالک و بہرام وغیرہ مع بادشاہ جہجاہ مصروف جنگ ہین صرف ابھی
صاحبقران نہیں پہونچے مگر نور الدہر جو زخمی ہو کر ایک نخل کے سائے مین گرے شدت زخم سے
اُٹھنا دشوار جب اُٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہی دور سے قوت بازوے نور الدہر بن
بدیع الزمان عاشق صادق محب داش ہزبر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و
صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور نے جو دیکھا کہ میرا آقا زمین پر گرا ساطور ہفت صد منی کھینچے ہوے
صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا اپنے کو قریب شاہزادے کے پہونچایا گرد پھر کر لڑنے لگا سعد بن قباد
لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچ گئے ہزارہا پہلوانون نے اُس مقام پر جان دی بادشاہ سے لقا
کا سامنا ہو گیا لقا چیخا ای بندۂ خوالی کہان آتا ہی ابھی سنگ سیاہ کر دونگا بادشاہ نے للکارا او گبر کیا
بکتا ہی لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تیغہ مقام پر کاٹا جھنکار کی صدا بلند ہوئی الجہاد سے
بادشاہ نے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کہکر لقا پر وار کیا اُس بچیا نے سپر کو اُٹھا دیا مگر اُس سپر فولادی کے
دو ٹکڑے ہوے تاج بھی کٹا لقا کا سر زخمی ہوا لقا چیخ مار کر بھاگا یہ کہتا ہوا ارے اس بندۂ خوالی کو
مارو غضب ہوا قدرت کو زخمی کیا لقا کے ہٹنے پر کل فوج کے پاؤن اُٹھے قریب تھا کہ فوج کو بالکل
شکست فاش ہو باغ سے نکل جانے کی تلاش ہو اُسوقت ایک لکۂ ابر سیاہ طرف سے طلسم ہوش ربا
کے اُٹھا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سابق مین تحریر کیا ہی کہ لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا
تھا اُسنے عقرب ملشنرن جادو کو روانہ کیا تھا وہ بچیا اسوقت آکر پہونچا بارہ ہزار ساحران غدار

عقرب کی پشت پر یا سامری یا جمشید کی صدائین بلند تھے اُترتے اُسنے دیکھا کہ باغ خداوندی
مین خون کے دریا جاری کئی لاکھ کا کھیت ہو چکا ہے لاشے جابجا مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین خدام
سر برہنہ پا برہنہ سر زخمی مثل صید خائف چیختے ہوئے بھاگے جاتے ہین سرداران امیر مثل شیر غضبناک
کافرون کو قتل کر رہے ہین عقرب نیشزن تخت سے کود کر قریب لقا آیا فوج ساحرون کی ایک
گوشے مین اُتری مگر عقرب نے بڑھکر لقا کا دامن تھام لیا یا خداوند یہ کیا قیامت ہے قدرت پر
یہ مصیبت ہے مجکو افراسیاب نے براے قتل مسلمانان بھیجا ہے لقا تو بدحواس تھا کچھ نہ بولا مگر
بختیارک قریب تھا بڑھکر عقرب سے کہا ارے قدرت خود زخمی ہین مسلمانون کے ہاتھ سے
صدمے اُٹھاتے ہین تو دیکھ رے بھاگے جاتے ہین مگر مسلمانون سے ایسی محبت ہے تقدیر نہین کہ
کہ وہ پتھر کے ہو جائین مگر تو اسوقت کیا پوچھتا ہے پھوٹی آنکھون سے دیکھتا ہے اگر طرہ پیغمبری کی
خواہش ہے مشیر قدرت بننے کی کاہش ہے تو جلد سحر کر کے سب کو مارے عقرب نیشزن پیچھے ہٹا
جادوگرون کو آواز دی ہان دشمنان خداوند کو مار لو یہ کہکر گولہ فولادی مارا اور بارہ ہزار ساحرون
کے ترنج نارنج گچھے پیکان کے ماش کے دانے چوٹی دار ناریل چلے معاذ اللہ یا تو سرداران اسلام
نہنگانہ پلنگانہ جنگ مین مصروف تھے یا یکایک زمین کانپی کہین شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگی ابر سیاہ
گرج کے پانی برسا زمین تپنے لگی گولے پھٹے اُسمین سے بھی آگ نکلی کوئی منھ کے بل زمین پر گرا اور
کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی کوئی پاگل ہو کر رہگیا کوئی خاموش کسی پر دیوانہ پن کا جوش کسی
نے گھبرا کر اپنا خنجر اپنے شکم مین مار لیا کسی نے اپنی تلوار اپنے ہی گلے پر پھیری کئی ہزار آدمی آتش
سحر سے جلکر خاک ہوا کسی پر برق سحر گری کوئی رعد کی آواز سے تھرا کر زمین پر گرا بھائی کو بھائی
باپ کو بیٹا نہ پہچانتا تھا قیامت آگئی ہر شخص یہی جانتا تھا عقرب نے لقا سے عرض کی اب
مسلمان اپنے ہوش مین نہین ہین فوج کو حکم دیجے چہار جانب سے گھیر کر قتل کرین ملازمان لقا
وہمراہیان فولاد پُر دغا نے جو شیران دشت نبرد کو اس حال پر ملال سے دیکھا کہ جابجا گر پڑے ہین
تلوارین ہاتھ سے چھوٹ گئین کمانون مین مثل کمر ضعیف خم آگیا مثل تیر خطا کار پاس سے سینہ
بھاگے جاتے ہین تیر خاموش کھڑے ہین گرز مثل مردہ زمین پر پڑے ہین تلوارین بیدم جوہر
برش کم خنجر دائرہ خطا شکست کمندون کو الجھن دوست مثل دشمن رہزن کوئی اُٹھتا ہے کوئی

گرتا ہے کسی زبان سے آہ کی صدا ہے کوئی زمین پر مثل مرغ بسمل لوٹ رہا ہے اب تو یہ بیحیا قابو پرست نشۂ بادۂ نامردی سے مست تلواریں کھینچ کھینچکر دوڑے اُن دست و پا شکستہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوے اُن بیحیاؤں کی جوہر نامردی کھلے چشم زدن میں فلک نے یہ انقلاب دکھایا فتح کی شکست حاصل ہوئی وہ بیحیا بزدے جو سامنے سے شیران دشت نبرد کے بھاگتے تھے تلواریں کھینچ کھینچکر جا پڑے انقلاب فلک سے خدا بچائے کسی کو روز سیہ نہ دکھائے دنیا ناپائدار ہے اسکی عیش و راحت کا کیا اعتبار ہے امراؤ گنج ریخ ہے مقام عبرت سرائے سپنج ہے ساتھ عشرت کے مصیبت ہمراہ عیش غصہ و طیش

ابیات

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار ہو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با غرور و ناز
شاخ گل زمزمہ سنج ونکے نشیمن تھے مدام
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
جھمگھٹ پڑتا تھا پریزادوں کے جھومر کا
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندوں کو رو ان کے بھی
نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ماوا

اے مکیں ان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے میں اگر قصر فریدوں کے گذار
رات دن جھلملیں ہانکی تھیں دوار
ارغنوں ارسطو کو بھی تھی صوت ہزار
واہ نیرنگ فلک آئے فرین سبحان شمار
آج کل وہ لب جو جغد کا ہی مسند دار
جھلملیں منڈلاتی ہیں شیشے میں ہے ہر سمت
تکیہ گور و گور زن آج ہے ہر اک گلزار
نہ وہ جھلملیں زرگیں نہ خود آرائی ہے

تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اس مکان میں کبھی دربار رہا تھا
عیش و عشرت کا وہاں ہر دم تھا ہر دو بار
یا تھا وان تو خزاں کو نہ کسی موسم میں
واہ ری تیری نیرنگی ... اعجاز و وقار
گھونسلے سقف میں ہیں الو کے ہیں بالوں کے
خیابانوں میں ہیں پر زاغ و زغن انبار
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

یہ انقلاب اُسوقت اہل اسلام نے دیکھا وہ کفاران بیحیا کہ جو نام سے بھاگے جاتے تھے کبھی منھ پر نہ آتے تھے نعرہ ان دلیروں کا سُنکر پشت دکھلاتے تھے اسوقت بڑے بہادر بن گئے مونچھوں پر تاؤ دیر رہے ہیں مسلمانوں کو طرھ بڑھکر گھیر رہے ہیں ایک ایک بہادر مایوس اپنی مجبوری پر کف افسوس مل رہا ہے طہماس بن عنقوبل دیوپہر قریب نوسال رہ کھڑا ہے جو بیحیا بڑھکر تلوار مارتا ہے سینہ اپنا سپر کرتا ہے زخم نیزہ و تیر اپنے جسم پر لیتا ہے مگر مجبور ہے کہ ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پاؤں ثابت قدمی کا دم نہیں بھرتے بادشاہ مجاہ سعد بن قباد ایک مقام پر دریاے خون بہار ہے تھے تاجداران جلیل آب شمشیر میں نہاسے تھے ایکایک عقرب خشن کا اُدھر بھی ڈنک چلا بیحیا نے ایک گولہ فولاد کا پھینک مارا اسب تاجدار لڑنے سے معذور ہوے تلواریں بیکار خود مجبور و ناچار بادشاہ مجاہ نے

یہ معیت دیکھ کر دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے کہ ای خالق عالم رحم اپنا شریک کر بندے
تیرے بذلت و رسوائی قتل ہوتے ہیں نامردی سنتے ہیں بہادر روتے ہیں **قطعہ**

ای آنکہ بہ ملک خویش پائندہ توئی	در ظلمت شب صبح نمایندہ توئی	دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ
بکشاے خدایا کہ کشائندہ توئی	ای معبود لم یزل ای خالق عزوجل صفت تیری بیان خاکی کیا کر سکتا	

ہی قدرت تیری ہر برگ و بار سے آشکار ہی تیری یکتائی پہ ہر نوک سبزۂ انگشت شہادت زبان خار

سے ظاہر صفت وحدت ہی **نظم**	توئی کافریدے زیک قطرہ آب	گہرہاے روشن تر از آفتاب
تو می آری از لطف جوہر پدید	بجوہر فروشان تو دادی کلید	جواہر تو بخشے دل سنگ را
تو بر روے جوہر کشی رنگ را	نیارد ہوا تا نگوئی ببار	زمین تا نورد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی	برون زانکہ یاری گری خواستی	ز گرمی و سردی و از خشک و تر
سرشتے باندازۂ یک دگر	چنان برکشیدی و بستی نگار	کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

ای ستار العیوب دافع البلیات اس بلائے عظیم سے بچائے بندگان حقیر کو اس آفت سماوی سے
نجات دے دعا بادشاہ جمجاہ کی تمام ہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین کانپی نعرہ
شیرانہ صاحبقران کی آواز آئی باعث یہ تھا کہ ایرج نوجوان کے جانے کی خبر سنکر بدحواسی
مین راستہ فراموش کیا تھا جواہر بن عمرو بشکل تمام رہبری کرکے لایا اب جو صاحبقران نے
ملاحظہ کیا قیامت آشکار ہی ہر سردار مجبور و ناچار ہی زمین کانپ رہی ہی شعلے نکل رہے ہین
نخل باغ آتش سحر سے جل رہے ہین ایک جانب بادشاہ عالیجاہ پابگل ایک جانب لندھور
و مالک و بہرام بیدل ہزار ہا ساحران غدار سحر کر رہے ہین بس صاحبقران نے بغیظ

و غضب تمام نعرہ کیا نعرۂ امیر	منم سرکن لشکر کافران	بہ پیشم نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال	ہمہ دون بہ پیشم فراری شدہ
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کو چک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد	غرض امیر باتوقیر نے ملاحظہ فرمایا

کہ تمام سرداران نامی مع بادشاہ جمجاہ بیدل ہین مرکب کو تل باغ مین جابجا سر تکرا رہے ہین
امیر بھی پشت اشقر سے کود پڑے باواز بلند بفصاحت و بلاغت اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوے

قریب سعد بن قباد کے آئے اسم اعظم دم کیا تو بر طرف ہوا کسی جادوگر کو دوڑ کر ہاتھ تلوار کا
مارا اُسکے مرنے سے چند کس کے ہوش درست ہوئے اُسکے مرنے پر کلیجہ چیت ہوئے جیسے سحر
سے رہائی پائی تلوار کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑا مگر صاحبقران ملاحظہ فرماتے ہین کہ تمام باغ سحر ساحر
سے آتش بہار ہو رہا ہے کہین پانی برستا ہے جس سردار کے قریب دیکھا کہ کوئی تلوار کھینچا پہونچا نعرہ
شیرانہ کرکے اُسکے پاس پہونچے اُسکو قتل کیا اپنے سردار کو بچایا عجب پریشانی ہے مثل آئینہ حیرانی
ہے کس کس کو بچائیں ایک ہی غول میں کیونکر جائیں مگر تیغہ سلیمانی ہاتھ میں بادۂ جرأت سے مست
غصے سے چہرہ گلنار غم مین اپنے سردارون کے مثل لالہ دل داغدار نظم

تھرا گیا دیکھکر یہ وہ ماہ
غیظ آیا کہ العیاذ باللہ
اک حملے مین پست ہو گئے سب
کافر بیدست ہو گئے سب

مگر امیر کو مشکل یہ ہے کہ ہر سردار سحر مین مبتلا ہے لشکر کفار ایک ایک کے قتل پر آمادہ ہے ساحرون کی
شورش عقرب نیشزن کی کوشش آمد و رفت مین خود تو سراطہر سے گر گیا ہے ساحر اُس سبب
اسم اعظم بدحواس ہین بھاگے پھرتے ہین آپ ہی سحر کرنے مین آپ ہی بہت سے بھاگ کر
قریب عقرب نیشزن کے آئے عرض پیرا ہوئے عجب طرح کا معاملہ ہے سحر ہم لوگون کا تاثیر نہین
کرتا ایک جوان خوشرو آفتاب مثال خورشید جمال شیر بیشۂ جرأت صاحب سطوت و دولت
جب سے معرکۂ جنگ مین آیا ہے ہزار ہا ساحرون کو حضور کے قتل کیا ہے اسیر اگر سحر کرتے ہین
اُلٹا پلٹ آتا ہے اس نیرنگ سے حضور کے غلامون کا دل گھبراتا ہے سر اُٹھا کر دیکھیے ہزار ہا مسلمان
مثل مردے کے پڑے تھے اب وہ جنگ مین مصروف ہین عقرب نے کہا وہ بھی کوئی بڑا جادوگر درگاہ
شیطان درگاہ خداوند سے اُسکا نام پوچھو دریافت کرو کہین کا رہنے والا ہو ساحران ہوشربا سے کسی
ملک کا ساحر ہین اُسکا عقرب یہ کہہ رہا تھا کہ بختیارک غل مچاتا ہوا مثل صید خائف قریب عقرب
آیا کہا اے عقرب غضب ہو گیا ابتک تمھارا کوئی سرکوب نہ تھا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم ہے
دیکھو تمھارے ساتھ والون کا لبون پر دم ہے جلد اسکی کوئی تدبیر کرو عقرب نیشزن نے کہا مدد کی
اگر پہلے سے آگاہ کرتے مین اسکی بھی فکر کرتا عین گرمی جنگ مین یہ ممکن نہین ہے اور سب پر تو سحر
تاثیر کرتا ہے ایک جوان کی کیا حقیقت ہے کہ لاکھون سے لڑے اپنے سردارون کو حکم دیجیے
اُس جوان کو تیر و تیغ و نیزے سے قتل کرین چار جانب سے گھیر لین مین اور دون کی نمازین پڑھ لون

حکم خداوند ہو تو طبقہ زمین کا الٹ دوں بختیارک کو یہ بات پسند آئی فی کو بڑھکر ترغیب دے کہ یارو قتل آج کے روز سعید نصیب ہوگا سب مسلمان اندر باغ کے آگئے ہیں سحر میں عقرب مینشزن کے کچھ پھنسے ہیں چند بچے ہیں حمزہ مالک اسم اعظم ہی اسکو سب طرف سے گھیر لو اگر حمزہ کو قتل کیا فتح عظیم حاصل ہوئی لقا پرستوں کو تسکین دل ہوگی قدرت کو سرفراز کرینگے تمہاری ہمت پر مردان عالم ناز کرینگے یہ جو اُس بچیانے ترغیب دی سلیمان عنبرین موے کوہی بصد قہر و غضب تیغہ خون آلود کھینچکر بڑھا کوہیوں کو للکارتا ہوا یارو مقام عبرت ہی جسدن سے مسلمان آئے کیسے کیسے مردان لوگوں کے ہاتھ سے مارے گئے آج حمزہ کو قتل کرو مسلمانوں کے خون سے ہاتھ بھرو قدرت وعدہ فرما چکے ہیں کہ جسدن بالائے فیلول پہونچونگا تقدیرات زنگارنگ کرونگا جتنے ہماری محبت میں مرے ہیں زندہ کیے جائینگے خلعت حیات پائینگے آج مسلمان پکڑے جانے پائیں تمہاری جرأت کے ذکر رہجائیں اب تو تمام کوہی طرف صاحبقران زمان کے بڑھے تلوار و نیزہ و تیر ہر طرف سے چلنے لگا صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوئے ہیں ان بچیاؤں کو بھی جواب دیتے ہیں سرداران زخمی کی بھی خبر لیتے ہیں مگر اب زخم سر اطہر پر آنے لگے سر سے خون جاری کفار لا انتہا ساحروں کا بلوہ ہرچند کہ بادشاہ جمجاہ سحر سے رہائی پا چکے ہیں جنگ میں مصروف مگر جب سحر ساحران چل جاتا ہی زمین پاؤں تھام لیتی ہی اور بادشاہ نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران زمان سے اور سلیمان سے مقابلہ پڑا سلیمان عنبرین موے کوہی نے خبردار خبردار کہکر سر صاحبقران پر ہاتھ مارا اُس زور و شور سے اُس مقام پر تلوار چلی ہی کہ زمین کانپ رہی ہی ایسے وقت میں اُس بچیاسے مقابلہ پڑا اُسکی تلوار کو رد کا تیغہ عقرب مینشزن کا ہاتھ لگایا امیر باتوقیر کی تو تلوار اور ایک کافر پر پڑی اُسکے دو ٹکڑے ہوئے مگر سلیمان نے پہلو سے آکر ہاتھ لگایا سراسر سر صاحبقران کا زخمی ہوا امیر نے غصے میں نعرہ شیرانہ کیا سلیمان عنبرین موے کوہی کی تلوار پر ہاتھ ڈالدیا اور چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کے سلیمان کو دست حق پرست پر بلند کیا اسقدر تلواریں پڑیں کہ صاحبقران نے کئی زخم بھی کھائے اور سلیمان نہ رک سکا چھوٹ گیا زمین پر گرا کوہیوں نے اُسے اُٹھایا کوہی سخت جان چوٹ کھا کر پھر لڑنے لگا مگر صاحبقران

کا حال ابتر ہی اور زخمہاے کاری جسم اطہر پر اُدھر بادشاہ نے بیقرار ہوکر آہ کی اُدھر صاحبقران
نے عالم یاس مین بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا دلکو رجوع کیا اشعار

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
درین عاجزی چون بخوانم ترا

دعائے کند من کنم مستجاب
دیگر ہر کس بہ کسے نالد و ما را تو بسے

چو عاجز رہا شد دوانم ترا
من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسی

براے دعاے صاحبقران در اجابت وا تھا دفع بلا کا وقت آگیا تھا دریاے رحمت الٰہی
جوش مین آیا شل ابر رحمت بصد صولت و شوکت لکہ ابر گلنار آسمان پر نمایان ہوا اُس ابر سے
بارش مروارید ہوئی برق کی چشمک زنی صد ہا ہلال ظاہر ہوکر چھپ جاتے تھے عارض گلگون
جانان کے قریب خنجر ابرو نظر آتے تھے صد ہا طائران زمزمہ سرا گرد ابر اشعار بہاریہ

پڑھتے ہوے چلے آتے ہین نظم
سنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری
نکالے نہین دیتا یہ آرزو تیری

آج بیتاب رہا ہی خوشی کی بلبل باغ
چٹک کیا کہین غنچہ تو آئی بو تیری

شاخ ملے گل لٹاتے ہین زر گل تا بام
فلک کے نالۂ سوزان پھونکے سے دل

بختیارک نے تو خوش ہوکر لقاے سے کہا یا خداوند کوئی تقدیر ہوئی

افراسیاب نے کسی اور جادوگر کو بھیجا کس زور و شور سے ابر یاقوتی اٹھا ہی یا خون کا دریا جوش
مار رہا ہی آسمان یاقوتی پیش نظر ہی یا کوہ پُر شکوہ احمری لقاے نے کہا اے شیطان درگاہ مین کارخانہ قدرت
کے قدرت پر موقوف ہین نہین معلوم فقیر کیا ڈالتا ہی کیا نکالتا ہی ہمارے بندے خاص الخاص
افراسیاب کی آمد آمد ہی دیکھو ابر سرخ کی کیا نمود ہی اسکو قدرت کی مدد مین بڑی کہہ ہی آج خود
براے قدمبوسی آیا قدرت اسکے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائیگی اپنے بندۂ خاص کو طرہ پیغمبری مرحمت
فرمائینگے بختیارک نے کہا آپ نے تو یہ تقدیر کی گرا نجانے اور کچھ تدبیر کی یہ مضامین اس مقام پر
خوب صادق آتا ہی پیش خوانی مین پڑھا جاتا ہی اشعار

کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری مین
جیتی آنے سے ترے میری طبیعت ٹھہری
نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری

فلک کی دوستی تری ستم جت ٹھہری
اسقدر بھی کبھی وصل کی ساعت ٹھہری
وہ گلعذار آنے نہ آنے خوشی تو ہی

چرخ کو کب ہی سلیقہ یہ جفاکاری مین
جان بیتاب ہی ٹھہری طبیعت ٹھہری
دیکھے یار ادھر آنے مین کی ہی کسنے
مایوس مین نہین ہون مگر بیکلی تو ہی

مزا ہو بادہ خواری کا جو گلشن مین بہار آکے
بہار آئی گھٹا گھنگور چھائی اور برس نکلے

کھلے میخانے کا در ساقی رنگین عذار آکے
وہ گل پہلو مین ہو پھر تو میرے دل کی ہوس نکلے

رباعی پری پیدا ہمارے دم سے ہوگی	عیان لیلی ابھی محمل سے ہوگی
یقین ہے بے رخی قاتل سے ہوگی	کرے گا قتل مجکو پھیر کر منہ

لقا نے کہا اب کیا بیہودہ بکتا ہے کسکے کیسے مطلع پڑھتا ہے کس کسکا

کلام یاد رکھتا ہے بختیارک نے کہا جو لکھنؤ مین عمدہ عمدہ شاعر ہین علم شاعری سے بخوبی ماہر ہین منشی
احمد حسین صاحب قمر داستان گوئی مین بے مثل نثار بے عدیل ہین اور میر ضامن علی صاحب
جلال شاعر جلیل اور میر ذاکر حسین صاحب یاس فلک اساس اور میر شوکت حسین
صاحب عقل و ہنر متخلص بہ سحر یہ سب صاحب کامل و اکمل انسے ہمین بھی صحبتین رہتی ہین انکین
کے شعر و مطلع یاد رکھتے ہین میری شاعری بھی چمکتی ہے دیکھیے اب مرلیا جاچاہتی ہے ابر قریب
ایام تو جانتے ہو میرا کوئی دوست ہے اور میرا یہ قول ہے کہ مسلمانون پر اب انتہائی مصیبت پڑی ہے دیکھیے
خدائے نادیدہ نے مدد بھیجی ہوگی بختیارک یہ باتین کر رہا تھا کہ ابر یاقوتی شق ہوا دیکھا ایک
نازنین سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار چشم جادو خال ہندو خنجر ابرو خوشخو مشکین مو شعر
زلف معنبر بہ ہر رویت تیرہ شب اودادی موسے بہ جامہ صبر م درکف عشقت و ہجن سف دست زلیخا
دیگر اگر وہ کھولے گیسوے مشک بو نکلے ✤ یہ یقین ہے باغ سے سنبل کشادہ مو نکلے ✤ جوڑا اتر چھا بندھا ہوا دریاے
جواہر مین غرق لباس فاخرہ زیب جسم طاؤس زرین بال پر سوار وہ ماہ رخسار جب آنکھون کو
گردش دیتی ہے گردش لیل و نہار آنکھون سے گرجاتی ہے باغ مین چشم نرگس شرماتی ہے زلف معنبر کو
دیکھکر سنبل پیچ و تاب کھاتی ہے پنجہ نگارین کو جب اٹھا دیا ابر یاقوتی سر پر ٹرپا لقا اس نازنین مہ جبین
کو دیکھکر بیقرار ہوگیا دانت نکالنے لگا ریش فش پر ہاتھ پھیرا زبان پر جاری ہوا من چہ تقدیر کردم
اُس بادشاہ ملک خوبی تاجدار اقلیم محبوبی کے کان مین صداے یار باہ یا مستغیثا کی جو پہونچی
طرف میدان جنگ کے متوجہ ہوئی تعجب قیامت برپا دیکھی کہ سرداران اسلام زخمدار بیقرار
کوئی پڑا تڑپ رہا ہے کوئی سیارہ گلشن جنان ہو چکا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے اول مین تحریر
کیا ہے کہ ملکہ مخمور سرخ چشم خواب پریشان بمقدمہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
دیکھکر چلی تھین اسوقت آکر پہونچین عجب پریشانی و سرگردانی مین لشکر اسلام کو دیکھا جیسا کچھ
تحریر ہوا کہ سب سے زیادہ نور الدہر زخمی برابر اُسکے طہماس بن عنقول دیو بردہ
پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہے ساطور ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے صاحبقران نے کئی زخم کھائے ہین

ہزار ہا سردار سحر مین پھنسے ہین ایک بھیا ساحر غدار سیاہ بدانجام مع بارہ ہزار ساحرون کے سحر کرتا پھرتا ہی مسلمان اپنی زندگی سے تنگ خوف نام وننگ قدم پیچھے نہین ہٹاتے دم شمشیر سے گلے ملاتے ہین مررہے ہین مگر دم جرات کا بھر رہے ہین یہ جو ملکہ مخمور سرخ چشم نے معرکہ جانگزا دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا با شیدای کفار ان بھیا وای نابکاران پر دغا منم صاحب قہر وخشم ملکہ مخمور سرخ چشم کرتے کرتے کنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا ساحرون کی جانب کھینچ مارا دانہ ٹکڑے ہوکر جادوگرون کے سر پر پڑا کئی سو جادوگرون کے سر پھٹ کر زمین پر گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوے عقرب نیشزن نے گھبرا کر پکارا ارے کیا غضب ہوا یہان مخمور کہان آگئی بختیارک تو اچھلنے کودنے لگا کہا میان عقرب صاحب بھاگیے اب دوسرے کے ڈنک سے بچیے ہم کہتے تھے اچھی بات نہین ہی مسلمانون کو نہ ستاؤ مگر تم کیا کرو بموجب مثل شعر نیش عقرب نہ از پے کین است ؛ مقتضاے طبیعتش این است اور لقا کے دو ہزار کہا یا خداوند آپ تو بھاگ کر نکل جائیے اس قتال عالم سے جان بچائیے بی مخمور سرخ چشم کے سحر اکثر دیکھے ہین طبقے زمین کے ہلا دیے ہین شیدا اے جمال نور سالدہر ہین بدیع الزمان صاحب شوکت وشان افراسیاب کی قوت بازو کہلاتی ہین جوش عشق مین شریک مسلمانان ہوئین دیکھو تمھاری تقدیر پلٹ گئی ہماری تدبیر کرسی نشین ہوئی جب تک لقا بھاگنے کا قصد کرے ملکہ مخمور سرخ چشم نے جبین نگاہ شلی ڈالدی مست ہوکر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا چار طرف یہ صدا بلند ہوئی نظم

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین
چین وا انجمن و تخلیہ و خلوت مین
باغ باغ اُنکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
بار اتار اجد ہر اک ترچھی نظر کی تم نے
قلزم اشک حبابون سے جو خالی دیکھا
تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون
شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا

سیکڑون انظر کو نہین بتین ہی پیاری آنکھین
ڈھونڈھتی پھرتی ہین اس گل کو ہماری آنکھین
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین
دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین
خود نکلکر ہوئین اس سیل مین جاری آنکھین
دے وہ حق بین مجھے ای ایزد باری آنکھین
قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین

سنگ ریزے ہیں شب ہجر مجھے اختر برج
وہ زمانے میں کوئی حور لت آتا ہے
جس جگہ جا بیٹھو آکے گھر اپنا کر لو
دیکھیے دیکھیے سامان شکست دل کے
یہ جو کچھ جاتی ہیں پھر جاتی ہیں ہمسے اک خلق
شادی وصل ہے یا دیکھیے رنج فرقت

کیوں نہ پتھرائیں دم نجم شماری آنکھیں
دیکھ لیں پردہ نشینوں کی سواری آنکھیں
دل ہی تم سے ہمیں پیارا ہے نہ پیاری آنکھیں
ٹوٹ جائینگی کسی روز ہماری آنکھیں
گردش بخت دکھاتی ہیں تمھاری آنکھیں
آج کل دونوں پھڑکتی ہیں ہماری آنکھیں

ایک قیامت لشکر عقرب نیشزن میں برپا ہوگئی سیکڑوں ساحر و غیر ساحر نے چشم مخمور
مخمور کو دیکھکر گلے اپنے اپنے کاٹ ڈالے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم نے حال نورالدہر بن
بدیع الزمان وطہماس جو بہت ابتر پایا تھیلی میں سے ایک شیشہ مثل شیشہ ساعت طرف
ان دونوں کے پھینکا نورالدہر اور طہماس اُس شیشے میں بند ہوگئے اور سب کی آنکھوں سے
مخفی ہوگئے کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ ان دونوں جوانوں پر کیا گذری ملکہ مخمور سرخ چشم کو منظور ہی
تھا کہ جب تک عقرب نیشزن کو قتل کرے اور نورالدہر کو لیکر واسطے علاج کے صحرا میں نکلجاوے
اور لشکر غیر ساحران سے ہر چند کہ صاحبقران و سرداران نامی زخمی ہیں اُسپر بھی کچھ لینگے یقین
کہ شکست فاش دینگے یہ سوچکر نورالدہر اور طہماس کو نظر مردم سے مخفی کیا آپ ساحران
غدار پر جا پڑی گاتی دوپٹے کی بندھی ہوئی پائنچوں میں گرہ دی موتی سینے پر ابھار صورت سے
ظاہر قدرت پروردگار نشیلی آنکھیں تیر دلدوز پلکیں سحر آگین نگاہیں چال میں اٹکھیلی جوانی کا
عالم ساتھ تھا جلال و حشم نقیب ادب دورباش کی صدا دے رہا ہے اقبال دمبدم قدموں کو
بوسہ دیتا ہے غصے سے چہرہ لال عارض بدر کمال کسی جادوگر نے سحر کیا ہاتھ ہلاکر اُسکو دفع کیا
شاید اُسنے کوئی کلمہ سخت کہا غصے میں کچھ پڑھکر ایک طمانچہ مارا سر اُس کا فرخار سر کا گردن سے
اڑ گیا کسی کی دونوں آنکھیں نکلکر جھبر اٹھا مارا چیر کر پھینک دیا کبھی ہاتھ چمکا یا برق گری کئی سو
کے سر کاٹ کر نکل گئی کوئی شعلہ آتش قہر و غضب سے جل گئی مگر اس جلدی میں ٹڑ بھاگ
کہ صاحبقران زمان اور بادشاہ اسلام کو یہ نہیں ثابت ہوتا کہ کوئی ہماری مدد کر رہا ہے سرداران
سمجھے ہیں کہ صاحبقران کے اعجاز و ظفر پرچمے سے ہمارے ہاتھ پاؤں میں طاقت ہوئی آنکھوں

مین بصارت ہوئی فوج لقا پر جا پڑے ہین ساحرون کا خیال بھی نہین امیر نے بادشاہ کو گھوڑے
پر سوار کیا آپ بھی پشت اشقر پر سوار ہوے لندھور و بہرام وغیرہ کے ہاتھ پانون مین طاقت
آتی جاتی ہی اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہو رہے ہین شاپور شیر دل نے ایرج نوجوان کا مرکب
پہونچایا ہی یہ شیر گرہ بن اشقر پہ سوار ہو کر کوہیون پر جا پڑا ہی اُن نامردون پر بڑا غصہ ہی فولاد
فولاد شکن کو پہلے ہی واصل جہنم کر چکے ہین اب اُسکے سردارون سے تلوار چل رہی ہی وہ سب
بچیا قتل ہونے سے افسر کے بدحواس ہین بھاگنے پر آمادہ ہوش مین سوار نہ پیادہ علم زنگاری
کو ٹیکر قیم کیا کوہیون پر علم ماتم گرا منھ اُٹھ گئے جس طرح سے بن پڑا لاش کو فولاد فولاد شکن کی
اُٹھایا ایک گھٹے پر ڈال لیا ایرج نوجوان تعاقب کرتا ہوا چلا آتا ہی بادشاہ اور صاحبقران
فوج لقا کو پامال کر رہے ہین سنجانی باختری شتری حصاری جنگ سے عاری آمادہ گریز صدائے
بریز بریز کبھی الامان کبھی یا خداوند لقا لیکر بھاگتے ہین ایک جانب مالک اژدر کے نیزہ باز
جنگ رستانہ کر رہے ہین جسکے سینۂ پر کینہ پر بڑھکر نیزہ مارا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا ایک دے کر
نیزے پر اُٹھا لیا زمین پر مارا اُستخوان اُسکے چور چور ہوے ایک جانب شاہزادہ دل آرا
کشور کشا فرزند حمزہ عرب بقہر و غضب ایک جانب صفدر و صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغ زن
صرف تیغ زنی پہلو مین انکے انکا نور نظر خورشید بن ہاشم چہرہ مثل آفتاب روشن صف
دشمن کو پراگندہ کر رہا ہی لقا نے تو ادھر شکست فاش کھائی باغ مینا سے نکلکر وہ کمینہ بھاگا مگر
ملکہ مخمور سرخ چشم سحر کرتی ہوئی قریب عقرب نیشزن پہونچی اب عقرب نیشزن نے ملکہ
مخمور سرخ چشم کو پہچانا آواز دی او شوخ دیدہ خیرہ بردہ تو نے شہنشاہ افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوش ربا کا ساتھ چھوڑا یہان بھاگ کر آئی دیکھ تیری قضا شاید میرے ہاتھ سے ہی اگر جان
عزیز ہی تو رومال سے ہاتھ باندھکر میرے ہمراہ چل خطا معاف کرا دونگا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا او ناشاد
او ملعون یہ میدان جنگ ہی کچھ افسونگری دکھا سامنے آ غیر ساحرون سے تو خوب لڑ رہا تھا
دیکھ تو وہ تیرا خداوند لقا کہان گیا وہ ننگے سر بھاگا جاتا ہی کیا خوب مذہب ہی مبتلا سے بلا وہ
بے ادب ہی یہ کہتی ہوئی قریب عقرب نیشزن کے پہونچی عقرب نے گولہ فولاد کا مارا ملکہ
مخمور سرخ چشم نے کہا او بیحیا خبر کیا سحر کرون فقط مسکرا دیا غنچہ دہن وا ہوا سپیدی دندان کی

چمکی برق جہندہ گری گویا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے وہ ٹکڑے اسکے ساتھ والون پر پڑے بیس ساحر واصل جہنم ہوئے
نخل بغض و حسد سے بے ثمر حاصل ہوئے عقرب نیشزن اور زیادہ جھلایا جھولی سے ترنج نکالا
ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون اسقدر بیقرار ہوتا ہی وقت جنگ ہم ہنستے ہین اور تو اپنے نصیبون
کو روتا ہی اُسنے ترنج مارا مخمور کے ہاتھ مین ایک چھڑی یاقوت احمر کی تھی ترنج کو اُسپر روکا ترنج
بھی پھٹا کئی جادوگر اُس سے بھی تمام ہوئے اب تو عقرب نیشزن نے پنجۂ سحر کھینچا گویا ڈنک
ہلایا ہاتھ ملکہ مخمور پر مارا ملکہ مخمور نے پنجہ طلائی کمر سے کھینچکر بجلے سپر چہرے کی پناہ کیا قصہ تو
فتح پر ہو چکا جو جرأت ملکہ مخمور سرخ چشم نے ظاہر کی دلاوران ہوشربا بخوبی ماہر ہین پنجہ اسکا
ٹوٹ گیا پہلے ہی شکست نے چہرہ دکھایا مثل سپر جا بار دگردان ہون مگر مخمور سرخ چشم سے کب
پناہ ملتی ہی کلی نخل حسد کی کب کھلتی ہی خبردار خبردار کہکے ملکہ مخمور نے اپنا وار کیا اُسنے سپر سحر کو بلند
کیا پنجہ ہلالی تڑپ کر گرا مثل قرص آفتاب سپر کٹی عقرب نیشزن کے دو ٹکڑے ہوئے ملکہ نے
منھ سے اُف کیا ایک شعلہ نکلا خرمن ہستی عقرب نیشزن کو جلا کر خاک کیا چشم زدن مین
ملعون کا قصہ پاک کیا ساحران باقی ماندہ لاشۂ عقرب نیشزن کو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے
بھاگے بھاگتے مخمور سرخ چشم نے کئی ہزار کو جلا دیا اب جو مخمور پلٹی کہ جاکر نور الدہر
اور طہماس کو اٹھاؤن دیکھا کہ میرا شیشۂ سحر ٹوٹا پڑا ہی چند دانے ماش کے اور چند دانے
رائی کے وہان پائے ہوش اُڑ گئے کہا ای مخمور سرخ چشم بڑا غضب ہوا کوئی ساحران دونون
کو اُٹھا کر لے گیا بتعجیل وہ دانہ اٹھا کر ہاتھ مین لیے اور بقہر و غضب تمام جستجو مین چلین انکو تو راہ
مین چھوڑو اسی جلسے سنئے داستان رنگین سحر آگین گذارش ہوگی مگر صاحبقران نے جب
دیکھا کہ لقا سامنے سے بھاگ گیا جملہ سرداران زخمی کو اُٹھوا کر نوبت و نقارے بجاتے ہوئے
داخل لشکر ظفر اثر ہوئے لقا نے بھی انتہائی شکست کھائی ہی اس بحیا نے فوراً نامہ متضمن قتل
عقرب نیشزن و بہ امید طلب مدد طرف افراسیاب کے روانہ کیا ہی اور صاحبقران
زمان جب لشکر مین آئے سردارون کا شمار کیا طہماس و نور الدہر کو نہ پایا شبرنگ بن
عمرو سے کہا تمھارے آقا اور طہماس کا نشان نہین ہی شاید زخمداری مین عیاران لقا نہ
گرفتار کر کے لے گئے ہون شبرنگ نے عرض کی حضور نے آنا مخمور سرخ چشم کا ملاحظہ کیا

تھا خدا نے اسکو عین وقت پر پہونچایا اُسنے عقرب نیشزن وغیرہ کو مار ڈالا جسوقت تک باغ سے بھاگ کر نکل گیا ہی مین نے نور الدہر اور طہماس کو زیر نخل دیکھا تھا پھر اُس مقام پر ایک اندھیرا ہوا غلام نے جو بہ نگاہ غور دیکھا کئی جادوگرنیان سیاہ فام نور الدہر اور طہماس کو اٹھا کر لے بھاگین نہین معلوم کون تھین غلام ابھی تلاش مین جاتا ہی یہ کہکر شبرنگ روانہ ہوا صاحبقران نے ایرج نوجوان وغیرہ کی زخمدوزی کا حکم دیا خود داخل بارگاہ ہو کر مصروف عیش ہوے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان ملکہ مخمور سرخ چشم کا تلاش مین نور الدہر کی جانا اور بیسر کوہ ایک ساحرہ کے قبضے مین پانا اُسکو قتل کرنا نور الدہر کو چھڑانا اور گہر ریزی خامۂ مشکین نگار کی یعنی شروع ہونا حالات طلسم جمشید کا بعد گرفتار ہونے ملکہ مخمور سرخ چشم کے جانا شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کا برائے فتح طلسم جمشیدی کہ جہان سے نشان رہائی شہسوار میدان یکۂ تازی اسد بن کرب غازی کا وضح ہوتا ہی و دیگر حالات عجائب و غرائب کہ ابتک تو نور نظر ناظرین سے نہ گذرے ہونگے یہ مقام حیرت انجام عجب شرح و بسط و ربط و ضبط سے مملو ہی کہ مشتاقان خوشخو جب ملاحظہ فرماینگے یقین کامل ہی اس حقیر کو بدعاے خیر یاد کرینگے بیان کیے جاتے ہین شعر

امید قوی ہے یہ احباب سے ۔ اٹھائیں حظ اس نثر نایاب سے

اشعار ساقی نامہ تصنیف مصنف

کہ دیتا ہی نوائے ساقی ذی وقار	پلا ساغر بادۂ لالہ زار	عطا کر کوئی جام اگر اور ہی
شراب طلسمات کا دور ہی	صدا قلقل مے کی ہوویں بلند	چمکتا ہی جیسے طلسم سپند
لبالب پلا ساغر زرنگار	کہ ہی چشم مخمور کو انتظار	نہ خالی سمجھ ساقیا میرا جسم
فقط عنصری کا ہی یہ طلسم	گلابی پلا پھول سی خوشگوار	کہ ہی باغ مینا دمی پر بہار
ہی جو بن پہ بنت العنب آجکل	کہ پھیلی ہی رندون مین جنگ و جدل	یہ میخانہ ہی یا کہ میدان رزم
ہر اک رند کرتا ہی لڑنے کا عزم	ہی شمشیر بران کہ موج شراب	سپر کاسہ ہائے مے لاجواب
رکھے ہین سبو یا کہ فرق عمود	یہ سب منقلب جام ہین یا کہ خود	ہی آواز قلقل کہ جنگی خروش

گر ستون کو ہو نشہ مے کا جوش
عطا کر وہ مجکو مے لالہ فام
کہ ہو دور گردون بھی جیسے نثار
خدارا وہ دے بادۂ سرخ فام
لگا منھ سے جام مے دلپذیر
قمر طبع روشن ہی اب جوش مین

بہار آئی ساقی وہ دے جام نور
کہ زاہد بھی ہونٹون کو چاٹے مدام
زلال تولا کی ہی جستجو
نظر آئین مضمون رنگین تمام
لبالب عطا کر وہ جام شراب
کہ اس نشہ مین بھی ہو نہین ہوش مین

کہ ہو غنچۂ دل کو میرے سرور
تجھے چاہیے ہی وہ مے خوشگوار
مرے منھ سے جلدی لگا دے سبو
کدھر ہی تو اے ساقی بے نظیر
خجل جس سے ہو جلوۂ آفتاب

غزل تصنیف نیر

خوش ہوئیں تم گالیان دو اور مجاو بھنکے دس
کردو لیکن پورے بوسے میرے جانان دس کے دس
پنج بوسے لیکے اُنکے پانچ بوسے جب دیے
بھنکے بوسے اب تو پورے ہوگئے پھر دس کے دس
قندِ مے کو پیکے بولا زاہد نادان یہی
پی لیے ساغر ہین مین نے نیشکر کی رس کے دس
دس ہا شجر بھی ہین نہین پھولے پھلے گلزار مین
ہان خزان نے کردیے ہین ڈھیر خار و خس کے دس
عاشق زلف سیہ حکم صنم سے دیکھیے
قید خانے کو چلے زنجیر مین ہین کس کے دس
مین وہ نازک طیر ہون میرے پھنسانے کو لیے
دام صیادون نے بنوائے ہین گل کی نس کے دس
میں بوسے وصل کی شب لیکے مین گریا ہوا
دس تو ہین ان ہانکے دیکھو اور ہین بس بس کے دس
گر رہا صیاد ہی اسدم کرون گا فتح مین
جمع ہوجائینگے طائر دام مین جب پھنس کے دس
دس برس کے بعد نیر کا کرو پورا سوال
دیدو اسکو آج بوسے اے صنم تم ہنس کے دس

رہروان منازل طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل مضامین غرائب و سیاحان دشت پر ہول فسانۂ رنگین و بادیہ پیمایان صحراے خارستان وحشت آگین مسافر کلک جواہر سلک کو رہبر قرار دیکر بعد کروفر اس راہ پُر خطر طلسم کو یون طے کرتے ہین جیت سخن سنج و غواص دریاے ہوش ؛ چنین رخت گوہر بدامان گوش ؛ کہ وہ شیفتۂ جمال محبوب و حسن مطلوب پریشان و رنجور یعنی ملکہ مخمور جب عقرب مینشرن کو قتل کر چکی اور اپنی تسکین دہ قلب ناصبور کو زیر نخل نہ پایا بلکہ کچھ اسباب سحر ہاتھ آیا صاف ثابت ہوا کہ کوئی ساحر یا ساحرہ نور افشان اور طہماس کو اٹھا کے لے گئے عین وقت پر مجکو داغ دے گئے قریب تھا کہ کلیجہ شق ہو جائے حقیقت مین مقام عبرت ہی یہ راز محبت ہی منازل پُر خار و صحراہاے راہ ناہموار کو کس

مصیبت سے ملی کیا صرف اس امید پر کہ یک نظر سے خوش گذرے اور دو چار باتین کرینگے اپنی شبہائے فراق کا حال کہینگے عین وقت پر فلک نے یہ تفرقہ ڈالا کیونکر بحواس رہو یہ بھی خوف ہی کہ کوئی دشمن اُس صف شکن کو قتل نہ کر ڈالے بڑے بڑے سرکشان عالم اُس شیر دل کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے کیسے کیسے پہلوان اُس دلیر کی شمشیر آبدار سے بیدم ہوے تمام اقلیم مین ماشاء اللہ وہ شاہزادہ بےمثل و یکتا ہی نام سے اُس شہریار والاتبار کے رستم و اسفندیار نے کفن سے منھ چھپایا شیر دن کو اُس غضنفر کے نام سے بیشے مین بخار چڑھ آیا خداوندا اُس شہریار کو دشمنون کے ہاتھ سے بچا تا روز سیہ نہ دکھا تا صحیح و سالم ان آنکھون سے دیکھون خاک پاکو توتیائے چشم بناؤن ملکہ مخمور سرخ چشم کا دلولہ جنون غم سے کلیجہ خون چہرہ اُداس عالم یاس بیقرار و مضطر حیران و پریشان اُفتان و خیزان صحرا مین چہار جانب دوڑتی پھرتی تھی جب کہین نشان نپایا کوسون جہان ڈالا ایک نخل کے سایہ مین بیٹھ گئی زار زار رونے لگی اور یہ غزل پڑھی غزل

وحشت الفت گیسو رسا کیا کم تھی
کھینچ لانیکو مری آہ رسا کیا کم تھی
چاندنی کی مین شب وصل ہوس کیا کرتا
خاک عاشق کی اُڑانیکو ہوا کیا کم تھی
بیچ مین آکے نسیم اور دو انداز ہوئی
خون عاشق کے بہانیکو حنا کیا کم تھی
کسلیے ہجر مین مین سیر چمن کو جاتا
باز اس امر کے رکھنے کو حیا کیا کم تھی
کوچۂ یار مین لائی کشش عشق مجھے
لغزش کو آمد ساقی کی ہوا کیا کم تھی

تیرے دیوانے کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی
اپنے دیوانے کو زنجیر عبث پہنائی
تیری تنویر رخ اے ماہ لقا کیا کم تھی
قتل مین دیر ہوا یا بھی اگر جوش غضب
رنگ بلبل کے اُڑانیکو ہوا کیا کم تھی
تیرے کے واسطے کیون اپنے خنجر کھینچا
واخوا ہائے دل شیدا کی قضا کیا کم تھی
ساقیا مے کے جو دو جام پلائے مجکو
ورنہ عالم مین مرے جینے کو جا کیا کم تھی
کیون بھری تیرے مرے سر مین ہوا سودے کی

منتین وصل کی کیون یار سے کرتا جا
قید کرنیکو تری زلف دوتا کیا کم تھی
باد پا پر جو سوار آتے ہین وہ سوئے مزار
ایک قتال جہان انکی ادا کیا کم تھی
چشم فتّان جو قاتل نے دیا ہی سرمہ
قتل عاشق کیلیے تیغ ادا کیا کم تھی
وصل کا ایک دبے عشق ہی مانع نہوا
ایک تیری نگہ ہوش ربا کیا کم تھی
پہلے سے پست ہی ہین مری کی ہوس کیا ہو مین
چاک ہونیکو فقط گل کی قبا کیا کم تھی

ان اشعارون سے اور دل بھر آیا حضرت عشق نے رہبری کی خیال آیا کہ اے مخمور کیا ہوش اب باختہ ہین عقل کے ہم آپ دشمن ہوے حضرت عشق ہوش و حواس کے رہزن ہوے وہ جو اسباب سحر اُٹھا لائی ہی اُس سے کیون نہین پوچھتی کہ تو کسکا سحر ہی یہ سوچ سحر وہ

ماش اور سرسون کے دانے جو زیر بغل سے اٹھائے تھے زمین پر مارے دستک دی بقہر وغضب
نعرہ کیا ارے تم کسکا سحر ہو جلد بتلاؤ نور الدہر اور طہماس کو کون لے گیا ورنہ پھونک دونگی
یکایک وہ دانے چٹکے آواز آئی گلرنگ وجلترنگ جادو دونون ہمین ہوا پر اڑی ہوئی
جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو اٹھا کر لے گئین یہ سنکر غصے سے کانپنے لگی آنسو پونچھے انگلیونپر
کچھ شمار کیا سمت کا خیال کر کے شعلہ جوالہ بنکر اڑی قضاے کار گلرنگ وجلترنگ جادو
آسمان پر اڑی ہوئی جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو دیکھکر عاشق ہوئین سحر کر کے اٹھا لائین
ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرین گلرنگ نور الدہر پر مائل جلترنگ طہماس کے تیغ ابرو کی
گھائل دونون نے لاکر دونون شیرون کو اس پہاڑ پر اتارا فرش بچھایا زخم وزی کی پٹیان مرہم کی
چڑھائین اب دونون جوانون کو ہوش آیا نور الدہر نے ایک ساحرہ سیہ فام کو اپنے پہلو مین
پایا طہماس بن عنقول دیو پرور نے دیکھا ایک دیوی بصورت عجیب میرے قریب گھونگھٹ
نکالے بیٹھی ہوئی ہے دونون جوان گھبرائے کہ کس بلا مین پھنسے یہ کون مقام ہے حیران دیکھتے
گلرنگ نے مسکرا کر کہا کہ دیکھو صاحب مجکو ہاتھ نہ لگانا مین چیخونگی سارا پہاڑ سر پر اٹھا لونگی اور جلترنگ
تو بہت خوش مزاج تھی طہماس کے گلے مین لپٹ گئی کہا جانی پیارے تجکو اختیار ہے مین کیا
کسی بات مین تجھسے باہر ہون رات بھر تجکو جگاؤنگی عمدہ کھانا کھلاؤنگی تھک جایگا تو پانون
دباؤنگی طہماس نے لاحول پڑھکر ڈھکیل دیا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قہقہہ مار کے
ہنس پڑے کہا لو برادر بڑے صاحب نصیب ہو تمھاری معشوقہ خوش غلاف ہے یہان تو انکار
صاف ہے طہماس نے کہا آقا ظرافت نہ فرمائیے اس بلا سے میری جان بچائیے اب وہ دونون
تو اصرار کرتی ہین طالب وصال ہین ان دونون کے خوف سے غیر حال ہین صحبت ناجنس مجھسے
حرامزادیون کے بوسے بدآتی ہے دماغ پریشان خوف جان مگر نور الدہر نے جھلا کر جواب دیا
او ملعونہ ہٹ کر بیٹھ کچھ شامت آئی ہے جب تو دونون جھلائین سحر جو کیے دونون کے ہاتھ پانون بیکار
ہو گئے خنجر پکڑ کے آبیٹھین کبھی دھمکاتی ہین کبھی منت کبھی خوش آمد کبھی قہر وغضب عجب مصیبت
مین دونون شیر ہین دعائین مانگتے ہین کہ حرامزادیان ہمین قتل کر ڈالین کشاکش سے نجات
پائین جب اس امر مین طول ہوا دونون نے کہا او نگوڑو اگر ہماری خواہش دل پوری

نکڑوگے ابھی تمھارے کباب لگائینگے بوٹیاں کاٹ کاٹ کر کھا جائینگے طہماس نے کہا اون
حرامزادی مین اس شیر کا نمکخوار ہون مجکو قتل کر میرے شاہزادے کے خون سے ہاتھ نہ بھرو
واسطے ڈرانے کے نیچے کھینچکر چلین نورالدہر نے ہلاک کر دعائی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مخمور
اڑتی ہوئی آئی تھی اُسنے جو نورالدہر اور طہماس کو دیکھا کہ زمین پر پڑے ہین جادوگرنیان
قتل کرنے کا قصد کر رہی ہین آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا خبردار مین آپہونچی
جلتہ رنگ نے جو دیکھا کہ ایک پری رخسار للکارتی ہوئی آئی ہے جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملکہ
مخمور سرخ چشم نے سحر پڑھکر ہاتھ مین روک لیا وہی گولہ کھینچ مارا جلتہ رنگ کا سر پھٹ گیا مسکراکر
آواز دی بھیا طہماس خطا معاف کرنا تمھاری معشوقہ پر مین نے ہاتھ اُٹھایا گلرنگ طرف ملکہ
مخمور سرخ چشم کے جھپٹی سحر کرنے لگی ملکہ مخمور سحر دفع کر دیتی ہین اور نورالدہر کی طرف اشارہ ہی
کر صاحب اپنی چہیتی کو منع کیجیے ورنہ سزا پائیگی جوتیان کھائیگی آپ کو ناگوار ہوگا شاہزادہ نورالدہر
حجاب سے پسینے پسینے ہوگئے شرماکر جواب دیا زور سحر مین کسی کا کیا اختیار ہی دیکھو اس لکاتہ کے
سحر سے اپنے کو بچاؤ دائرۂ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ عاشق و معشوق مین ایسے دوچار ہے کلے
راز و نیاز کے ہوئے کلیجون پر چھریاں پھر گئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا گنٹھے سے
نکالا گلرنگ کو کھینچ مارا مثل ہیمہ سال خوردہ جلکر خاک ہوئی آواز آئی مارا مجکو کہ گلرنگ جادو
و جلتہ رنگ جادو نام تھا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے گھبراکر کہا ملکۂ عالم یہان کیونکر پہونچین باغ سے یہ ملعونہ مجکو اُٹھا لائین ملکہ مخمور نے کہا ہمتو بڑے
نظارۂ جمال آپ کی معشوقہ کے آئے تھے سو دیکھا حقیقت مین ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ اسپر ہاتھ
اُٹھایا بیچاری محروم وصل دنیا سے اُٹھ گئی اسوقت تو مجھپر بڑا غصہ آتا ہوگا شاہزادہ نورالدہر
نے کہا کہ ملکہ یہ باتین مجکو ناگوار ہوتی ہین کیا مین اُس حرامزادی کے ساتھ خود آیا تھا سحر مین میرا
کیا اختیار ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کوئی زبردستی نہین کسی کو اُٹھانا بٹھانا کچھ پہلے سے نامہ و پیام
ہونگے نورالدہر عذر کرنے لگے کہ ملکہ بخدا مین نے اس حرامزادی کو کبھی دیکھا نہ تھا ملکہ مخمور کو
بگڑنا نورالدہر کا اچھا معلوم ہوتا ہی بہت چھیڑا جب دیکھا حجاب سے نورالدہر کی آنکھون مین
آنسو بھر آئے ملکہ مخمور نے کہا آپ کیون رنجیدہ ہوتے ہین جو آپ فرماتے ہین یہی سچ ہوگا

یہ کہکر طرف طہماس کے پلٹیں طہماس نے سلام کیا ملکہ مخمور نے مسکرا کر کہا کیوں میاں تم قدسے تیر
کیا گذری تمھاری معشوقہ خوب موٹی تازی تھی خوب جوڑ تھا متغیر کیوں ہو رہے ہو مین سنتی تھی تمھارا
ہاتھہ جوڑنا دیکھ رہی تھی بڑے سپاہی ہو خوب گھڑکیاں جھڑکیاں اُٹھائیں تو اپنے آقا کا گناہ بھی ہی
یہ آپ ہی کی ذات کا سارا فساد تھا گلرنگ کا پیام اُنکو دیا جلترنگ بجانا خود قبول کیا طہماس
نے کہا بس بس مہربانی فرمائیے کچھ حال طلسم ہوش ربا بیان کیجیے ملکہ مخمور نے کہا چہ خوش کسی قصہ
کہانی کہنے والے کو بلائیے غرض کہ آپسمین ہنستے ہوے باتین کرتے ہوے کوہ سے اُترے ایک
درے مین اُسی کوہ کے ٹھہرے کہ نورالدہر نے کہا ای ملکہ عالم لشکر مین چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے
کہا کہ دن بہت کم باقی ہی اور وہ ملعونہ آپ کو بہت دور لے آئی اسوقت پہونچنا ممکن نہیں لیکن
آپ ٹھہرین مین سحر سے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کرون یا اس حوالی مین کوس دو کوس جا کے
دیکھون شاید کوئی صورت نکل آئے یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم خرامان خرامان طرف صحرا کے
روانہ ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اور طہماس بن عنقویل دیو پر ور سلح دہمل
درہ کوہ سے نکلکر شاہراہ پر ٹہلنے لگے ابھی ملکہ مخمور پلٹ کر نہ آنے پائی تھین کہ دیکھا صحرا سے گرد
اُڑی قریب آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار سوار جرار کا علمدار
کے نکل جانے کے بعد دیکھا ایک جوان کوہی گینڈے پر سوار سلاح جنگ سے آراستہ خود کلان
سر پر زرہ زیب جسم انور پشت پر بارہ ہزار فوج جنگی روار وی مین آتا ہی اُس کوہی کی بھی نگاہ پڑی
کہ ایک جوان خورشید مثال دوسرا عفریت خصال زیر نخل کھڑے ہین اس کوہی کا میخوار کوہی
نام ہی براے مدد لقا جاتا ہی اُن جوانون پر جو نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھ تو اس صحرا بے ہولخیز مین
یہ دو جوان کیون حیران و پریشان کھڑے ہین نام بھی دریافت کرنا میخوار کوہی کا عیار قریب
نورالدہر کے آیا فر و شوکت دیکھکر حیران ہوگیا جھک کر سلام کیا کہا ہمارے آقا میخوار کوہی
رستم زمان پہلوان دوران خداوند لقا کی مدد کو جاتے ہین آپ کا نام و نشان دریافت فرماتے
ہین نورالدہر نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر طہماس نے کہا کہ جا کہدے شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران اور غلام اُنکا طہماس بن عنقویل دیو پر ور کسی وجہ سے
یہان آئے ہین تو کیا قاضی ہی کہ نام و نشان دریافت کرتا ہی چل جا تا ہی جا اور اگر کچھ ارادہ ہو

تو آ عیار تھراتا ہوا بھاگا میخوار کوہی کے پاس آیا کہا حضور یہ جوان تو پوتا صاحبقران کا ہی اور دوسرا طہماس بن عنقویل دیو پرور اُسکا رفیق قدیم نہین معلوم اس مقام پر کیونکر آگئے ہین پوچھنے سے تو خفا ہوتے ہین مگر حضور آپ فرماتے تھے مین پہلے پہل برائے قدمبوسی خداوند جاتا ہون برائے نذر قدرت کوئی شی معقول نہین ہی آپ بڑے صاحب اقبال ہین یہ جوان تو نہایت دشمن قدرت کا ہی اس بندۂ مغضوب نے کئی مرتبہ قدرت کو قید کیا یہ قدرت مین ہتھکڑیان پائے خداوند مین بیڑیان پہنائین بڑی بڑی ہتریان دکھائین مگر خداوند لقا کے صبر کے صدقے ان ایسے بندگان سرکش کو غارت نہین کرتے بلکہ مشہور ہی کہ قدرت کے پیارے بندے ہین میخوار کوہی خوش ہوگیا کہا ای شاطر حقیقت مین کارخانۂ قدرت کے قدرت ہی پر موقوف ہین ہم لوگ بیوقوف ہین راز و نیاز کب سمجھ مین آتا ہی یار و گرفتار کر لو یا تم لوگ ٹھہرو مین جا کر دونون کو اُٹھا لون مشکین باندھون سب نے کہا حضور ہمین بھی تو اسمین شریک کیجے غلامون کو محروم نہ رکھیے میخوار کوہی منع کرتا رہا لینا لینا کہکر سب چلے طہماس نے دیکھا کہ گھٹا کفر کی آئی ہی عرض کی حضور ملاحظہ کرین مین انکو ابھی سزائے کامل دیتا ہون ہنوز یہ کلمہ تمام نہوا تھا کہ ہمراہیان میخوار کوہی آ پڑے طہماس بن عنقویل دیو پرور نے ساطور سے کوہیون کو جہنم واصل کرنا شروع کیا جسپر ساطور مارا دو ٹکڑے ہوئے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا طہماس نے ایک کوہی کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لی گھوڑا اُسکا خدمت مین نور الدہر کے حاضر کیا نور الدہر کو گھوڑا جو ملا لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے قریب میخوار کوہی کے پہونچے طہماس نے اتنی دیر مین کھلبلی ڈالدی کسی کو مع گینڈے اُٹھا لیا اُلٹ کر مارا گردن دسواں دو دون چور چور کسی کو بڑھکر ہاتھ ساطور کا مارا ابھی او جھڑ سپر کی چلی تین تین چار چار سوار تلے اوپر گرے ایک چشم زدن مین کئی سو کا کام تمام کیا مگر نور الدہر بن بدیع الزمان جو برابر میخوار کوہی کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بار ڈھال پر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر کمر زنجیر مین ہاتھ دیکے اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین میخوار کوہی نے یہ سطوت و جلالت و قوت جو دیکھی عاشق ہوگیا عرض کی ای شہریار الامان نور الدہر بن بدیع الزمان نے چھوڑ دیا شاہزادہ نور الدہر نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا میخوار بصدق مسلمان ہوا فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی

ہاتھ نہ اٹھانے میں نے غلامی قبول کی سعادت دارین حصول کی سب نے ہاتھ روک لیے دست بستہ
حاضر ہوے اب میخوار کوہی نے کیفیت پوچھی نور الدہر بن بدیع الزمان نے کچھ مجملاً حال
جنگ فولاد فولاد شکن اور آنا جادوگرنی کا بیان کیا میخوار کوہی نے حکم دیا جلد بارگاہ استادہ کرو
فوراً بارگاہ استادہ ہوئی خیمے سراپردے آراستہ ہوے اسکے ساتھ تو کل سامان موجود ہی چشم زدن
مین سامان عیش و نشاط مہیا کر دیا شاہزادہ نور الدہر نے کان مین میخوار کوہی کے کہا کہ ایک
خیمہ بطور تخلیہ پہلوے بارگاہ مین آراستہ کرا دو میخوار تو اس سامان مین مصروف ہوا شہزادہ
نور الدہر اور طہماس اُس درۂ کوہ کے قریب آئے دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم دو تین کوس
پھر کر پلٹ آئی ہین ایک نخل کے سائے مین ٹھہری ہین کچھ پتلیان ماش کے آٹے کی تیار
کر رہی ہین منظور یہ ہی کہ سحر سے کچھ کنیزین بناؤن ایک خیمہ بھی ترتیب دون کہ بعیش و راحت
بسر کرون کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم ای شہنشاہ خوبی
وای سرو باغ محبوبی خدا نے سب سامان مہیا کر دیا بارگاہ خیمے سراپردے کل سامان عیش و نشاط
اُس خالق بے نیاز نے اس صحراے ہولخیز وحشت انگیز مین مہیا کر دیا ایک کوہی براے مدد
لڑا جاتا تھا وہ مسلمان ہوا کیسا دوست خیر خواہ ہوا ہی مین نے الگ بھی ایک خیمہ تمھارے
واسطے درست کرایا کیون مشقت کرو بسم اللہ چلو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا آپ چلیے سب کے
سامنے لشکر مین آنا مناسب نہین ہی مین غرق زمین ہو کر چلی آؤنگی نور الدہر و طہماس بارگاہ
میخوار کوہی مین آکر بیٹھے ملکہ مخمور سُرخ چشم نے اپنے کو اُس خیمے مین سحر سے پہونچایا دیکھا چھپر کھٹ
آراستہ اسباب عیش و نشاط پیراستہ خیمہ مثل عروس شب اول جھاڑ کنول مردنگ وغیرہ نہے
بہ تکلف تمام سجا ہوا میخوار کوہی بھی سمجھ گیا کہ شاہزادے کے ساتھ کوئی معشوقہ ہی اسنے عرض کی
چند کنیزین غلام کے ساتھ حاضر ہین اگر حکم ہو تو انکو بھیجدون نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا کنیزون کو بلوا لو ہم اپنے ساتھ لیکر جاینگے ہم شب کو تمھاری صحبت مین بیٹھنے کی مہلت
نہ پائینگے ہمارے مہربان طہماس تمھارے ساتھ ناچ وغیرہ دیکھنے مین مصروف رہین گے
میخوار کوہی نے کہا بسم اللہ مگر غلام نے طائفے وغیرہ بھی عمدہ عمدہ طلب کیے ہین چند ساعت
کے واسطے جب ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوگا چلے آئیے گا اُسی خیمے مین آرام فرمائیے گا

نور الدہر بن بدیع الزمان انشاء اللہ کہکر اُٹھے کنیزون کو ساتھ لیکر خیمے مین آئے دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن چہرے پر بجالی مثل طاؤس طناز سرگرم خرام نازمین کنیزین آکر واسطے تسلیم کے خم ہوئین ملکہ مخمور سُرخ چشم اور نور الدہر بن بدیع الزمان مثل ماہ و مہر مسند جواہر نگار پر جلوہ افروزان دونون عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھکر نیر اعظم کو رشک ہوا پردہ مغرب مین جاکر چھپا دونون وقت بھی آپس مین ملنے لگے طالب و مطلوب کے غنچہ آرزو کھلنے لگے کنیزون نے جھاڑ وغیرہ روشن کیے شعر

شب آمد ساز گار عشق بازان
معطر مشک آگین روح پرور
کشادہ چرخ پر چشم کواکب
ادا سے وہ مہ کامل کا آنا
مہ کامل تھا اُس صحبت کا ناظر
کہ بارے برخوردار وصل یار

شب آمد راز دار عشق بازان
سیاہی مثل زلف مہ جبینان
ضیاے ماہ تابان شب پہ غالب
فلک پر جمع سیارونکی محفل
نجوم چرخ رقاصی کو حاضر

وہ شب تھی فرح افزا عیش گستر
رخ لیلاے شب وہ نور افشان
حیا سے مہر کا وہ مُنھ چھپانا
نکھتے روشن صاف جنکے دیدہ و دل
خوشا وقتے و خرم روزگارے

یہ دونون شیداے یک دیگر مدت کے ہجران دیدہ مصیبت عشق کشیدہ اتفاقات قضا و قدر سے جو یہ سامان ممکن ہوا شاہزادہ نور الدہر پیراہن مین نہین سماتے بند قبا ٹوٹے جاتے ہین ملکہ مخمور سُرخ چشم گلچینی گلشن حُسن کی کرتی ہی کبھی شرماکر سر جھکا لیتی ہی کبھی شاہزادہ نور الدہر کے چھیڑنے کو اُس جادوگرنی کا ذکر کرکے مسکرا دیتی ہی کہ صاحب وہ بھاگ گئی ہی مین اُسکو نہ روک سکی زبردست ساحرہ تھی مین ہٹ جاؤن اُسکو بلوا لیجیے مین تو فقط حال دریافت کرنے آئی تھی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کبھی ہنستے ہین اور کبھی غصہ کرتے ہین کبھی فرماتے ہین ملکہ عالم یہ تمکو بہلو خوب ملا مجھے اُس فاحشہ سے کیا مطلب ہی سمن رخ نام ایک کنیز بیٹھی ہوئی پنکھا ہلا رہی تھی نہایت طرار و فرار ہی خود بھی ماہ رخسار ہی حسین جمیل جوان بیٹھی ہوئی سامنے مسکرا رہی ہی کبھی نور الدہر بن بدیع الزمان کی بلائین لیتی ہی کبھی ہاتھ اُٹھاکر ملکہ مخمور سُرخ چشم کو ترقی حسن و جمال کی دعا دیتی ہی اُسنے بڑھکر گلابی اُٹھائی کہا ملکہ عالم اب اسوقت دفتر حکایت و شکایت نہ کھولیے شاہزادہ تمھاری محبت مین بیقرار ہی اس صحبت کو غنیمت جانیے دم بھر مین فلک تفرقہ پرداز

گردون کج باز رنگ تازہ دکھاتا ہی اسکی نیرنگ بازی شعبدہ سازی مشہور ہی اسکے ہاتھ سے کسنے آرام پایا کیسے کیسے عاشق و معشوق پر بدعت کی لیلی پر کیا گذری مجنون کی وہ صورت کی دشت نجد مقام ہوا تب عاشقون مین نام ہوا ایک ایک جام ہی گلفام نوش فرمایئے رنج و ملال کو خاطر فیض عاطر سے دور کیجیے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون یاسمن رخ کیا تم بھی اس بلا مین مبتلا ہو کسی کی شیدا ہو یاسمن رخ نے ٹھنڈی سانس کھینچی عرض کی واری نوج در گور عشق بھاڑ مین پڑے مجھے تو اس سے علاقہ نہین مگر مین اپنے چچا کے صاحبزادے سے منسوب ہون انھون نے اپنی چاہت مجھسے ظاہر کی ایک مثنوی بھی کہی مجھ بدصورت کا اُسمین سراپا ہی کچھ بیہودہ بکا ہی وہ اپنے والد نامدار کے ساتھ برائے تجارت گئے ہین یہ تو ہوتا ہی کہ اکثر راتون کو خراب پریشان دیکھتی ہون جب خواب مین آتے ہین مُنھ بنائے ہوئے ہاتھ جوڑ رہے ہین جب صبح کو اُٹھتی ہون خیال ضرور آتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ خدا انکو اُنسے ملائے یاسمن رخ پروردگار کسی چاہنے والے کو شب فرقت نہ دکھائے اور ہم تو آٹھ پہر آفتاب لب بام چراغ سحری رہتے ہین روز و شب مرنے جینے کی جفا سہتے ہین افراسیاب خانہ خراب الیاد دشمن ہر وقت کی لڑائی مالک ہمارے طلسم کشا قید ہین اُنکی مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی اُنکی فرقت مین ایک ایک دن برابر ایک ایک سال کے کٹتا ہی اتفاقات قضا و قدر سے یہان آ گئے ایک نظر انکو دیکھ لیا خیال لگا ہوا ہی وہ ظالم اظلم افراسیاب خانہ خراب اگر کتاب سامری مین دیکھے نہین معلوم کیا بلا نازل کرے انکی سلامتی کی ہر وقت دعا مانگتے ہین اپنی جان کا کیا ڈر جہان ڈر وہان ہمارا گھر یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک ملکہ مخمور پاک کیے کہا ملکہ مخمور بس زیادہ دل نہ دکھاؤ یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیا ملکہ مخمور نے نوش کیا بے اختیار زبان سے نکل گیا نظم

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا	کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا	شب تاریک و بیم موج و گرداب چنین ہائل
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا	اور اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اٹھایا جام لبریز کرکے آنکھوں سے	

شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے لگا دیا نور الدہر نے یہ اشعار آبدار مصنف کے

زبان پر جاری کیے غزل	آنکھوں لگا جاتے ہین پیالا شراب کا	ستون کو فرش عین ہی مینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
پتلا وہ آگ کا ہی میں پتلا شراب کا
ای بحر حسن آج تو چل ہوتی چھین سے
ہولی مین خوب ہو گا تماشا شراب کا

مٹی مین میری پڑ گیا قطرا شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام ہی
باقی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
پی پیکے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
جھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام پیے قلب کو سرور خیال خیر و شر دل سے دور گزک بیچ مین سے اُٹھ گئی گزک لبان شیرین کی چلنے لگی بوس و کنار ہونے لگا کنیزین سامنے سے ہٹ گئین خلوت حاصل ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دونون ہاتھ حمائل گردن کیے دو ایک بوسے لیے عارض انور ملکہ مخمور سے سرخ چشم سرخ ہو گئے اشعار

اگر ان پہ بوسے کا گذرے خیال
یہان تک تھی نزاکت مین یگانہ ہوا
وہ رخسار نازک کہ ہو جائین لال
جو پہنی پھولون کی بدھی تو درد شانہ ہوا

مگر دونون کو محبت کا جوش شور نا و نوش کبھی ہوشیار کبھی مدہوش عجب صحبت ہی مگر رات جلدی جلدی آنکھون مین کٹ رہی ہی جب گھڑیال کی آواز آجاتی ہی ملکہ فرماتی ہین لو شہریار دو بج گئے شب آخر ہوئی وہ دیکھیے سپیدی سحر کی ظاہر ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھتے ہین فرماتے ہین ملکہ ابھی تو بہت رات ہی براے خدا سحر کا ذکر نہ کرو میرا کلیجہ دھڑکتا ہی خداوندا یہ شب قبل گیسوے جانان دراز ہو روے سیاہ سحر نہ دیکھون بقول شاعر پہلے تو می خوب سی پی اور باجے بھی رنگین بجے ٭ جی چھوٹ گیا بس ساقی کا جب تین پہر پر تین بجے یہان تو یہ کیفیت ہی عاشق و معشوق کی صحبت ہی مگر وہان میخوار کوہی نے اپنی بارگاہ مین بڑے لطف سے جلسہ آراستہ کیا ہی طہماس کو ناچ دکھا رہا ہی جام می ارغوانی چل رہا ہی جوانون کا حوصلہ نکل رہا ہی ایک رقاصہ گلعذار ماہ رخسار کس الھڑپنے کے دن اپنے فن مین کامل اپنی ادا پر آپ مائل کس لطف سے رقص کر رہی ہی اہالیان محفل مثل تصویر خاموش سب کو سکتے کا سا عالم اشعار

سر پہ رکھا اُلٹ کے جب آنچل
جان اُسنے سسک سسک کے دی

لتا چی گت اسطرح وہ ماہ لقا
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل

وجد کرنے لگا قدر دادا
جسکی جانب بتا کے سسکی دی

کبھی غزلہاے عاشقانہ گاتی ہی اہالیان محفل کو لبھاتی ہی گنگنا کے

یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

نشان گور یون غیرون کو بتلاتے تو بہتر تھا
ہماری قبر کو تم آکے ٹھکراتے تو بہتر تھا

جو راہ عشق مین گر کر سنبھل جاتے تو بہتر تھا
کسی کی جستجو مین ٹھوکرین کھاتے تو بہتر تھا

جو کچھ بھی دل مین میرے اُنسے تنہائی مین کہ لیتا
اکیلے راہ مین مجکو وہ ملجاتے تو بہتر تھا

مرا دم حسرت دیدار سے آنکھون مین اُنکا ہی
جو دم بھر کے لیے اب بھی چلے آتے تو بہتر تھا

خطا کی جو دوبارہ یار سے ہم نے محبت کی
کہین ہم اور اپنے دل کو بہلاتے تو بہتر تھا

نہایت تنگ ہون دل سے قبائے یار کی صورت
مرے پہلو سے یہ حضرت نکل جاتے تو بہتر تھا

بتون کی سرد مہری نے تو پھونکا تن بدن اپنا
ہمارے سوز دل کو یہ نہ بھڑکاتے تو بہتر تھا

نہ لو راہ عدم لو ہم بھی چلنے والے ہین
ذرا ای دوستو دم بھر ٹھہر جاتے تو بہتر تھا

عیان ہو جبکی خوشبو پھر وہ گل کسواسطے پھولے
تم اپنے حسن پر اتنا نہ اتراتے تو بہتر تھا

گریبان چاک کرنا خوب تھا سودے کی شدت مین
کہین ہم تنگ ہو کر نکل جاتے تو بہتر تھا

تڑپنا نزع مین میرا نہ دیکھا جائے گا تم سے
مرے بالین سے تم اسوقت ہٹ جاتے تو بہتر تھا

خبر یون ہجر مین کرنا تھی اپنے حال کی اُنکو
زمین و آسمان نالون سے تھراتے تو بہتر تھا

نہ جاتے پاس اُنکے آپ یہ غیرت کے معنی تھے
کسی کو بھیج کر ہمکو وہ بلواتے تو بہتر تھا

پلا کر جو بیخود بھی کیا ہمکو تو کیا حاصل
اگر پیر مغان زاہد کو بہکاتے تو بہتر تھا

اگر دو چار آنسو ہجر مین نکلے تو کیا نکلے
ہماری چشم سے بادل بھی شرماتے تو بہتر تھا

مزاج اُنکا یہ ہی جو کچھ کرو وہ ضد سمجھتے ہین
مری جانب سے گر اغیار بھڑکاتے تو بہتر تھا

جو تم آتے تو ہو جاتے شگفتہ غنچہ لخاطر
تمہارے عاشقون کے پھول کھلجاتے تو بہتر تھا

جو یہ ہوتا تو افشار راز دل ہوتا نہ غیرون مین
مرے نالے ہی میرا حال کہ آتے تو بہتر تھا

سحر تک شام سے کین وصل کی شب منتین اُنکی
ہم اپنے دلکو ہی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا

ندامت پر اگر ای یاس بخشش تھی گنا ہونکی
مرے اعضا بھی آنسو ہو کے بہ جاتے تو بہتر تھا

اس لطف سے جو اُس نازنین نے یہ غزل گائی میخوار کوہی بھی عاشق مزاج ہی طبیعت بھر آئی طلماس سے کہا ای رستم زمان ای طلماس نوجوان اسوقت تو اس کمبخت نے مار ڈالا دل کھینچ لیا ہی دل چاہتا ہی چند ساعت کے واسطے شاہزادے کو اس صحبت مین بلا لیجئے

اس حور مثال کا گانا سنو ابھی رات بھی کچھ باقی ہو سحر قریب ہو یہ پریان انکے سامنے اُڑ سے طمہاس نے کہا شاہزادے نے آج بعد مدت مدید تخلیے مین معشوق کو پایا ہی آنا دشوار ہی مگر بہادر دوست ہین اگر تم خود جا کر عرض کرو بلا تکلف چلے آئینگے اس محفل کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائینگے میخوار کوہی فوراً اُٹھا اُس خیمے کے دروازے پر آیا اتفاق سے ملکہ مخمور سرخ چشم نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو نیند کب آتی ہی شمع کافوری ہاتھ مین گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین کبھی عارض پر عارض رکھتے ہین کبھی لب سے لب سینے سے سینہ ملا رہے ہین لطف بوس و کنار کے مزے اُٹھا رہے ہین کہ میخوار کوہی نے بسہولیت سمن رُخ کو آواز دی وہ باہر آئی میخوار کوہی نے کہا اگر شاہزادہ بیدار ہو تو میری جانب سے عرض کر کہ غلام حضور کا در دولت پر حاضر ہی کچھ عرض کرنا منظور ہی اگر سرفراز کیجیے تو عنایت سے کیا دور ہی سمن رُخ نے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان سے جاکر بادب عرض کیا چونکہ ملکہ مخمور سرخ چشم سوتی تھی شاہزادۂ نور الدہر باہر آئے میخوار کوہی نے کہا حضور واسطے ایک لمحے کے بارگاہ مین چلین ایک غزل اور ایک ٹھمری سُنکر واپس آئین کیا لطف کا جلسہ ہی فقط حضور کے ہونے کی کمی ہی شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای ہزاور کیا مضائقہ ہی اُسی طرح لباس بزم پہنے ہوئے میخوار کوہی کے ساتھ بارگاہ مین آئے بیچ بارگاہ مین مسند خالی تھی جلوہ فرما ہوئے میخوار کوہی نے بڑھکر اُس نازنین کو موتیون کا مالا اُتار کر دیا اور کہا کہ اسوقت تو مین شاہزادے کو لایا ہون دیکھون تو کیا کمال دکھاتی ہی بس مزا یہ ہی کہ اُٹھنے نہ پائین مجبور ہو جائین اس رقاصہ کا حسن آرا نام تھی مسکرا کر کہا تم جاکر بیٹھو ابھی کہو تو گھر پوچھتے چلے آئین ایسا دام زلف مین پھنساؤن کہ پھڑک کر رہجائین کبھی مسکرا کے بجلی گراؤن کبھی ساون بھادون کی کیفیت دکھاؤن ساری محفل کو رلاؤن میخوار کوہی اسکی باتون پر پھڑک گیا کہا بھلا اچھا دیکھین تو یہ کہکر میخوار کوہی ہٹا حسن آرا ناز و ادا سے سامنے جو نور الدہر بن بدیع الزمان کے آئی صورت زیبا دیکھکر خود بیچین ہو گئی خود زینت سے پر ڈھلکا ہوا زلفین خلبلی تا بہ دوش چہرۂ مثل آفتاب عالمتاب آنکھون مین رات کے جاگنے سے لال لال ڈورے معشوق سے ہم بستر ہوئے ہین لباس مین کچھی بھینی بو انگرائیان

لے رہی ہین حسن آرا نے اُف کرکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پیشواز ہاتھ مین اُٹھا کر آگے بڑھی اور یہ

غزل عاشقانہ شروع کی غزل
کی خوب سیر باغ کی ای باغبان چلے
سایے مین بیٹھے پھول چنے شادمان چلے

دار فنا مین ایک بھی بنا نہیں رفیق
سب دوستون کا خوب جلے امتحان چلے
آنے ہی سیر بزم سے تم اُٹھ کھڑے ہوے

کیا کچھ خفا ہوے مری جان کیون کہان چلے
تجویہ اُنکی بدمزگی کا خیال ہی
جائیں کہین وہ کہہ نہین سکتا کہان چلے

رکھ دونگا سر مین تیغ کے قاتل کے پانون پر
مد نظر ہو جسکو مرا امتحان چلے
جیسے چمن بہار مین چھٹتا ہی بلبلو

رگ ہاے گل کی نوک زمین مین ہین بیریان چلے
بسمل بنا چکے مجھے تیر نگاہ سے
اب فیصلہ ہی چھوڑ کے کیون نیم جان چلے

جوبن یہ اندنون ہی گلستان حسن پر
یارب اس چمن مین باد خزان چلے
ای درد ہجر یار کھٹکتا ہی سب کو تو

ہم کیا چلے جہان سے ترے قدم روان چلے
ای دوستو ہمین مرے لاشے کو سوے دشت
لپٹے سے یار کے مجھے لیکر کہان چلے

گل توڑنے پہ دیتی ہی دشنام عندلیب
سچ ہی کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلے
ہین کیا سگان کوچہ دلدار خود غرض

تربت پہ آئے کھائے مرے استخوان لے چلے
لکھتا ہون اپنے ضعف کا مین حال ای قلم
اسطرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے

یون لکھ رہا ہی کلک مری وہ کا الف
جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے
اس غزل کو گاتے گاتے توڑا

لیکر ہچکی لی دامن شاہزادے کا چٹکی سے تھام لیا ایک ایک شعر کو دس دس طرح سے بتانے لگی مجلس رہی ہی دونون سارنگیان ملی ہوئی گویا گلے ریت رہی ہین طبلیا بھی کال واکمل ٹکڑے باندھ رہا ہی ادھر ساز کی کیفیت اُدھر حسن آرا کے ذہن کی جودت گل سا چہرہ ڈوپٹہ سینے سے ڈھلکا جاتا ہی سنبھالتی جاتی ہی کبھی سینے پر ہاتھ رکھکر جوبن میٹھے جاؤ لکھکر بتاتی ہی قیامت کے ناز و کرشمے دکھاتی ہی اہل محفل ذبح ہو رہے ہین کبھی بڑھ کے اُٹھا پشت پھیر کر چند قدم بڑھنا چوٹی گندھی ہوئی پشت پر پڑی ہی اُسپر آب روان کا ڈوپٹہ معلوم ہوتا ہی ناگنیان کینچلی جھاڑنے پر آمادہ ہین کمر رگ گل سے باریک پیشواز جسم مین ٹھیک دوبارا پھر سامنے آکے بیٹھی یہ خمسہ طرف شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے متوجہ ہو کر بتانے لگی خمسہ

اب بھلا کیا ہون نظارے آتشین رخسار کے
ہو گئے غش چاہنے والے جمال یار کے
دلولے نکلے نہ آخر خاطر بیمار کے
رہ گئے مشتاق طالب جلوہ دیدار کے

مار ڈالا اک پری پیکر نے چوٹ مار کے

کس قدر عاشق ہین یارب اُس بت عیار کے
چار سو رہتے ہین نالے کافر و دیندار کے

کمر باندھے ہوئے سب لوگ ہیں بازار کے حلقۂ چشم پری روزن ہیں قصر یار کے

جن چڑھے سے اسیر جو بیٹھے سائے میں دیوار کے

دل سے وارفتہ ہیں تیرے قد کے اور رفتار کے قبر بھی مر کر ملے نیچے تری دیوار کے

گر میسر ہوں تو نظارے ترے رخسار کے گوش افسانے سے جو تجھ سے خوش دیدار کے

آنکھ دے اللہ جو قابل ترے دیدار کے

قد ہے تا حشر بالا زلف بشکوہ دراز اک جہان ہے آپ کا شیدا اے حسن سحر ساز

بس حضور اب عاشقوں سے ہو چکے انداز ناز فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز

گل بھی سبزے کی طرح پامال ہوں گلزار کے

ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہیں یار کو دعوی گل اندامی کا ہے بیجا نہیں

نونہالان چمن میں رنگ یہ دیکھا نہیں لالہ بھی داغی غلام اُس گل سے چہرے کا نہیں

سرو بھی ہیں بندہ آزاد قد یار کے

ہے خزاں ساری بہار گردش لیل و نہار عیش میں بھی سوچتا ہوں ہر گھڑی انجام کار

ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار چھوڑ کر بیٹھے امیری کی فقیری اختیار

بوریے پر بیٹھے ہیں قالین کو ٹھوکر مار کے

بادل کو پامال کرتے ہیں جو ہیں مستان عشق جسم پر زیبا ہے میرے خلعت سامان عشق

جسم و جان قلب و جگر ہیں تابع فرمان عشق دیکھیے کس سمت بھجوائے ہمیں سلطان عشق

کوہ و صحرا دو علاقے ہیں اسی سرگاہ کے

راحت روح و جگر ہے بوے زلف تابدار زیست کا نقشہ دکھاتا ہے رخ معجز نگار

حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہے ناگوار مرہم زنگاری زخمی کو خط سبز یار

خال لب حب شفا ہے واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے ساتوں ستاروں کو سپند نور کے سانچے میں ڈھالا ہے خدا نے بند بند

گورا چہرہ روشنی میں چاند سے بھی ہے دوچند دیکھ کر آئینہ کہتا ہے وہ آرائش پسند

ملکے قابل ہے سر گردن ہے لائق ہار کے

حسن کے مذہب مین فرض پنجگانہ عشق ہی — عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہی
اور لوگون کو یہ انداز زمانہ عشق ہی — ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہی
لن ترانی آنسے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہون — پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون — خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
طرے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین چشم تر سے کچھ مطلب نہین — کاروبار زندگی سے ہمسے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین — کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بار ہا — منہ کو شرما کر چھپایا مہر و مہ نے بار ہا
دل گلون کے چھان ڈالے ہین سرو نے بار ہا — باغ مین پی ہی شراب اُس لجکلہ نے بار ہا
چیتھڑے اکثر کیے ہین لاکے کی دستار کے

اب تو شاہزادہ بھی انتہا کا متوجہ ہی سحر بحر قریب ہی اسکا زیادہ خیال ہی اس خیال مین آنکھون مین آنسو بھر آئے دل سے شاہزادہ حسن آرا کا گانا سن رہا ہی مگر قضا سے کار وہان ملکہ مخمور سرخ چشم بیدار ہوئین پہلو مین اپنے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو نپایا گھبرا کے کنیزون سے پوچھا شاہزادہ کہان تشریف لے گیا کنیزون نے عرض کی کہ میخوار کوہی بلانے آیا تھا وہان جلسے مین گئے ہین ناچ دیکھ رہے ہین یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کو بہت ناگوار ہوا غصے مین آنکھین بلعی ہوئی اٹھی کنیزون نے کہا کہ حضور ارشاد فرما گئے ہین کہ مین ابھی آتا ہون حضور تشریف رکھیے ہم جا کر اطلاع کرین ملکہ مخمور سرخ چشم نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحب جو ہم کیا جانو ایک شب بھی تشریف رکھنا ناگوار ہوا مین انکو بلوا کر کیا کرونگی مین طرف طلسم ہوش ربا کے جاؤنگی اب میرا آنا اور اُنسے ملاقات کرنا بالکل بیکار ہی یہ کہکر بقہر و غضب طرف بیرون خیمہ چلین ہر چند کنیزون نے روکا نہ رکین مگر دلمین تو انتہا کی محبت ہی خیال مین گذرا کہ دیکھو تو اُن کہ یہ نوجوان کیا کر رہا ہی آتے آتے سامنے بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ نور الدہر مسند پر

جلوہ فرما ہیں اور ایک کسبی دامن پکڑے ہوئے بتا رہی ہو اور اُسوقت نورالدہر نے خیال سے اپنی جلالت کے گلے سے اُتار کے موتیوں کا مالا دیا ہی وہ تو قوم کی کسبی ہی ناز کر رہی ہی یہ جو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے دیکھا آنکھوں کے پیچھے اندھیرا آگیا آواز دی ای شہریار سبحان اللہ عجب لیاقت ہی ہمنے اپنی عمر مفت ضائع کی مگر انشاء اللہ اب منھ نہ دکھائینگے اب زندگی بیکار ہی شہزادے نے جو سر اُٹھایا ملکہ مخمور سُرخ چشم کو اس غصے مین دیکھا فرمایا ملکہ مین تو واسطے ایک لچے کے آیا تھا یہ کہکر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اُٹھے عذر کرتے ہوئے آگے بڑھے طہماس نے آواز دی ہان ہان ملکۂ عالم یہ خطا میری ہی معاف فرمائیے بخدا شاہزادہ نا آشنا تھا ملکہ نے کہا اولم قدے تو تو ہمیشہ سے کٹنا ہی ہم جانتے تھے سپاہی لوگ ان باتون کو معیوب جانتے ہین مگر تجھ ایسا پہلوان لگائی بجھائی کرے آیندہ کس کو اچھا سمجھا جائے یہ تمھارے ہی فتور برپا کیے ہوے ہین تم کیا کرو یہ ہمارے نصیبون کی خوبی ہی وہ جو سنتے تھے کہ مردون کی ذات بیوفا ہوتی ہی آج آنکھون سے دیکھا ہم تو اس کوچے سے نابلد ہین کھیلے کھائے لوگ جانین ایک کو سائی ایک کو بدھائی ایک سے وعدہ ایک سے انکار شاید اسمین بڑا نام ہی بیوفائی صاحبان ظرف کا کام ہی ایسی ایسی عورتین تمھارے ساتھ کے لائق ہین مجھ بدنصیب کو ناحق بدنام کیا مگر بموجب مثل خود کردہ را درمان نیست۔ جلدی حال کھل گیا با آبرو پردہ دنیا سے اُٹھ جائین ایسے صاحبان لیاقت کو زندگی مین منھ نہ دکھائین واضح ہو کہ یہ عجب طرح کا جلسہ ہی یہ مقدمہ واقع ہوا ہی کہ آگے آگے ملکہ مخمور سُرخ چشم طرف سے نورالدہر اور طہماس کے منھ پھیرے ہوے گریہ حال ہی کہ پائنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے ڈوپٹہ ڈھلکا ہوا عارض گلرنگ پر بوسون کا نشان رات کی جاگی ہوئی آنکھین اُسپر غصے مین اُداسی اشک حسرت جاری معلوم ہوتا ہی کہ صدف کا منھ کھلا ہی گوہر آبدار اشک گر رہے ہین یا موتیون کا سہرا مشاطۂ تقدیر نے چہرے پر آراستہ کیا ہی دو چار اشک جو مژگان پر اٹک کر رہگئے ہین تیر نال آبدار سیدا کی غصے مین ہچکی لگی ہوئی بات منھ سے نہین نکلتی ہی نورالدہر بن بدیع الزمان عقب مین عذر کرتے ہوے کہ ملکہ سنو تو تمھاری شکایت بیجا ہی میری کیا خطا ہی طہماس دمیخوار کو ہی سے دریافت کرو صاحب قسم لے لو ملکہ فرط محبت سے پلٹ تو پڑتی ہی مگر پنجہ نگارین اُٹھا کر منع کرتی جاتی ہی کہ بس بس زیادہ باتین نہ بناؤ میرے قریب

نہ آؤ ورنہ مین ابھی اپنے چھری مار لونگی اب ہماری قبر پر آئیے گا فاتحہ پڑھ جائیے گا اب زندگی مین ملاقات نہوگی اور آپ کو ہماری کیا پرواہ ہی جسکو موتیون کا مالا پہنایا وہ تو موجود ہی جاکر جلسے مین بیٹھے دیکھیے وہ آپ کی چہیتی گھبرائی ہونگی اب رات کوئی تین چار گھڑی باقی ہی آخری چاندنی ہی فراش فلک نے چاندنی کا فرش زمین پر بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین دن سے بہتر روشنی ہی اُسی حال پُر ملال مین ملکہ مخمور سُرخ چشم کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہری ہی سحر سے طاؤس بنایا ہی اُسپر سوار ہو چکی ہی قصد ہی کہ اڑکر نکل جاؤن نورالدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین کہ دوڑ کر دامن تھام لون اور آواز دی کہ ای ملکہ بخدا اگر اسوقت چلی جاؤگی اور ہمارا کہنا نہ مانوگی تو ہم اپنا گلا کاٹ ڈالینگے یہ کہکر نورالدہر نے تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھی اسوجہ سے ملکہ مخمور پلٹ پڑی کہا صاحب براے خدا یہ ارادہ نہ کرنا لو مین ٹھہر گئی نہین جاتی نورالدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین مین قریب پہونچون کہ پہاڑ پر سے آواز آئی ای جان جہان آرام دل مشتاقان آج رات تمنے کہان گنوائی ہی ہم شب بھر انتظار کرتے رہے ابتو آکر گلے سے لپٹ جاؤ دل بہت بیقرار ہی ملکہ مخمور سُرخ چشم نے گھبرا کر طرف کوہ کے دیکھا عجب طرح کا سمر کہ پیش آیا پہاڑ پر ایک قصر عمدہ بنا ہوا ہی شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عیش ونشاط سے پیراستہ اک کرسی جواہر نگار بچھی ہوئی ہی اُسپر ایک جوان تاج شہریاری بر سر چارقبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے بازؤن پر نورتن اکے جواہر نگار کمر مین ڈاب دونون پرزے یاقوت احمر کے ولایتی حمائل سپر عمدہ پشت پر اُسپر جال مروارید بے بہا کا بشوکت شاہانہ پشت پر کئی سو ملازمان زرین پوش دست بستہ کھڑے ہین سر پر اسکے مگس رانی کر رہے ہین وہ ہنس ہنسکر ملکہ مخمور کو آواز دے رہا ہی اور کلمات خلاف تہذیب اُسکی زبان پر جاری ہین جانی پیاری اسطور سے کہتا ہی کہ سننے والے کو صاف ثابت ہو کہ یہ قدیم آشنا ہی آج کوئی بات ایسی ہوئی ہی جس سے غصہ کر رہا ہی یہ جو ملکہ مخمور نے معرکہ جان گزا دیکھا قلب تھرا گیا ایسے کلمات ناشائستہ کبھی کاہے کو سُنے تھے چہرہ فق رنگ متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ منھ پر ہوائیان آرہی تھین اور بیحیا یہ تو کس کو کہتا ہی اُسنے ہنسکر جواب دیا جانی خلاف وعدہ کیا اور پھر الٹا

غصہ سے جلد آؤ آخر انتظار کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یہ سنتے ہی ملکہ کو تاب باقی نہ رہی طاؤس اُڑا کر سامنے اُس قصر کے پہونچی نورالدہر بن بدیع الزمان تو مثل آئینہ کے حیران دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا معرکہ ہے یہ کون شخص ہے یہ تو کوئی قدیم دوست اُسکا معلوم ہوتا ہے اس جلسۂ عام مین کیسا ذلیل ہوا یہ سب دل مین کہتے ہونگے کہ شاہزادہ ایسی عورت پہ عاشق ہوا جسکا چاہنے والا ایسا خلاف تہذیب پکار پکار کر ایسی باتین کررہا ہے کہ کبھی رذیل بھی یہ کلمات بیہودہ زبان پر نہین لاتے قبضہ پر ہاتھ تھرتھر کانپ رہا ہے مگر چونکہ مخمور سرخ چشم برابر قصر کے پہونچی جھولی سے گولا نکال کر مارا دفعۃً ہوکہ وہ قصر بر سرکوہ ہے درختون پر جانورون کا انبوہ ہے گولا جو قریب قصر پہونچا طائر درختون سے اُڑکر گولے سے لپٹ گئے منقارین مار کر گولہ آہن سحر مخمور سرخ چشم کے ٹکڑے کر کے پھینکدیے اور چاؤن چاؤن کرکے وہ مخمور پر آن پڑے گرد طائران بدافعال بیچ مین یہ عنقاے اوج حسن و جمال دیکھنے والون کے ہوش اُڑ رہے ہین مگر مخمور سرخ چشم نے اُن طائرون سے جنگ شروع کی سحر پڑھتی جاتی ہے کوئی مخمور پر پر مارتا ہے کوئی منقار سے جسم کو غربال کرنے کا قصد کرتا ہے پنجون سے نوچے ڈالتے ہین مخمور سرخ چشم نے کسی کی ٹانگین پکڑ کر چیر ڈال کسی کا سر کھینچ لیا اُف اُف کرتی جاتی ہے منھ سے شعلے آتش کے نکلتے ہین اُن شعلون سے طائر جلتے ہین وہ تاجدار پکارتا ہے اے طائرو میری معشوقہ کو کشان کشان میرے پاس لاؤ خبردار ہلاک نہ کرنا مین آپ تنہائی مین سزا دونگا میری خطاوار ہے اور زیادہ مخمور سرخ چشم کا غصہ بڑھتا جاتا ہے تعلیم کردۂ افراسیاب اگر سحر مین ایسی کامل نہوتی تو وہ جانور بوٹیان کاٹ کر پھینک دیتے ہر چند کہ مخمور سرخ چشم نے بتعجیل تمام ایک زرہ سحر کی جھولی سے نکالکر پہن لی مگر جانور کڑیان آہن کی توڑے ڈالتے ہین ہزار در ہزار جانور ہے مگر مخمور سلیمان وار اُن طائرون کو تسخیر بھی کرتی جاتی ہے جلا بھی رہی ہے کبھی کارد سحر پھینک مارتی ہے ایک مرتبہ دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین مگر جسم سے فوارے خون کے بہ رہے ہین ایک لحظہ مین طائرون کا کام تمام کرکے قریب قصر چلی دانۂ یاقوت احمر کا نکالکر مارا اب وہ تاجدار پھر سحر کرنے لگا مگر بیہودہ باتین نہین ہوتین کرتا مخمور سرخ چشم اُسکے بھی سحر سے اپنے کو بچاتی ہے قصر کے

برقیں گرا رہی ہی قصر کے بروج اور دیواریں گوے مار مار کر گرا دیں کبھی کڑک کر کسی غلام پر
گرتی طمانچہ سحر پڑھ کر مارا سر اسکا اُڑ گیا نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے کوہ کے دیکھ رہے
ہیں کبھی تو تنہائی پر مخمور سرخ چشم کی روتے ہیں کبھی بیہودہ باتوں پر اُس تاجدار کی بیتاب
ہو جاتے ہیں جب تلوار پکڑ کر بڑھتے ہیں ہاتھ پاؤں میں رعشہ پیدا ہوتا ہی جھونکا ہواے تند کا
چلتا ہی لشکر والے ہوا میں اُڑ رہے ہیں خیمے اُڑے جاتے ہیں وہ تاجدار وہاں سے ڈانٹتا ہی
خبردار تم میں سے اگر کوئی آگے بڑھا جلا کر خاک کر دونگا لاشوں سے میدان بھر دونگا نور الدہر
و طہماس و میخوار کوہی اور کل انکے ساتھ والے کسی طرح قدم آگے نہیں بڑھا سکتے ہیں بلکہ
جھونکوں سے ہوا کے اور پیچھے ہٹے جاتے ہیں گھوڑوں نے اگاڑیاں پچھاڑیاں توڑ کر
مطلق العنان حیران و پریشان اُس دشت میں پھر رہے ہیں کبھی نور الدہر میخوار کوہی سے
کہتے ہیں ای بہادر یہ تاجدار ملعون بھلا کون ہی یہ قصر و عمارت کیسی جب شام کو تمھارے ساتھ
اُترے تھے یہ کوئی علامت نہ تھی یکایک کہاں سے آگئی میخوار کوہی کہتا ہی ای شہریار میں نے
کبھی ایسا شعبدہ نہیں دیکھا میں خود حیران ہوں خدا ملکہ مخمور سرخ چشم کو بچائے نہیں معلوم
یہ کیا طلسم ہی مگر مخمور سرخ چشم اب اندر اُس قصر کے اُس تاجدار کے ملازموں سے جنگ
رستمانہ کر رہی ہی زمین ہلا ہلا دیتی ہی کسی پروانہ یاقوت کا مار کسی کو نیچے سے ہلاک کیا کبھی
ابروے خمدار سحر پڑھ کے ہلاتی ہی چار چار کے سر کٹ کے گرتے ہیں مگر اُس تاجدار پر کوئی
زوال نہیں آتا جب ماش کے دانے پڑھ کے پھینکتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم شعلہاے آتش
میں چھپ جاتی ہی مگر باران تیر برسا کر اُن شعلہاے آتش سے مثل برق کے چمک کر نکلتی ہی
ہرچند کہ وہ تاجدار اپنے کو بچاتا ہی مگر مخمور سرخ چشم نے تمام قصر کی دیوار و در کو گرا دیا ساتھ
والوں کو اُسکے خاک میں ملا دیا نور الدہر بن بدیع الزمان اور میخوار کوہی و تمام
اہالیان لشکر مخمور سرخ چشم کے واسطے بیقرار و اشکبار نور الدہر طہماس سے فرماتے ہیں
ای طہماس شاید یہی افراسیاب جادو ہی جو مخمور سرخ چشم ہمیشہ ڈرتی تھی اور مجھ سے کہا
کرتی تھی کہ افراسیاب ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب تاج و سریر ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوش ربا
ہی معلوم ہوتا ہی اپنی کتاب سامری کو دیکھ لیا آگیا قصر سحر سے بنا لیا کل تو اس کوہ پہ قصر کا

نشان بھی نہ تھا آج سب کچھ ہوگیا مجکو جا باسنے کو اُس بیحیا نے کلمات خبث آمیز پکار کر کہے اور
طہماس کتنا ہی اے شہریار چین سنے بھی تو کبھی افراسیاب کو نہین دیکھا خداوند ملکہ مخمور سرخ چشم
کو خنجر ظلم سے اس نابکار کے بچانا ہے ابھی مرتبہ کس ساعت سے آنا ہوا اس صحرا مین آ کر ہٹنے
کا بہانا ہوا ہر مرتبہ نور الدہر بن بدیع الزمان تیغہ خاراشگاف سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ
ڈالتے ہین نعرہ پر نعرہ کر رہے ہین مگر بہار تک نہین جا سکتے طہماس قبضہ پر ساطور کے
ہاتھ ڈالے ہوئے مثل دیو کے جھوم رہا ہی قبضہ ساطور کو چوم رہا ہی کل فوج تیار آمادہ
حرب و پیکار مگر کسی کا قدم نہین بڑھتا جو کون سے ہوا کے لشکر مین تلاطم ہی فریاد
و الغیاث کی صدائین بلند مگر ملکہ مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم ساتھ والون کو اُس تاجدار کے
مار کر نیمچہ ہاتھ مین جیسے اچھا پھیکیت لڑتا ہی دریا خون کے بہا دیے طبقے زمین کے سحر سے ہلا دیے
لختے خون کے تمام لباس پر جمے ہوئے چہرہ غصہ سے گلنار دیکھا تو نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا برابر اُس تاجدار کے پہونچی اُس بیحیا نے بڑھ کر وار تلوار کا کیا مخمور سرخ چشم نے
سپر کو ہاتھ سے پھینکا یا کان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق بنکر اُس بیحیا کی کلائی پر پڑی
کلائی کٹ کر زمین پر گری گویا مچھلی دریا سے خون مین تڑپنے لگی ہاتھ کٹنے سے وہ خیرہ سر
دست پاچہ ہوا اب کون دستگیری کرے غل نکلنے کا بھی نہ پایا مثل نقش قدم زمین پر
جم گیا اُس حال مین مخمور نے بڑھکر نعرہ کیا او بیحیا معشوق بنانے کا مزہ چکھا منم ملک الموت
جان کافران یہ کہکر نیمچہ مارا اُس بیحیا نے سر اپنا بڑھا دیا خود اپنے سر آفت لی اس سر سے
آگاہ نہ تھا سراسر بدحواس ہوا نیمچہ مخمور سرخ چشم کا سر پر پڑا ذرا فرق نہ کیا یا تو نیمچہ سر پر چمکا
تھا یا لنگوٹیون سے گذر گیا دو ٹکڑے ہوکے زمین پر گرا فوج مین نعرہ بلند ہوا ملکہ سبحان اللہ
کیا ہاتھ مارا ہی قمر بغض و حسد گرا دیا کس لطف سے لڑی ہو کیا نیمچہ برق مثال ہی کیا
جاہ و جلال ہی

نظم

نیمچہ تیغ برق دم الماس پیکر کے تری — اک قدم تا عدو کو راہ سو فرسنگ ہی
گر صف دشمن پہ سیدھی ہو گئی برق بلا — خود و قاش زین دو حصہ تا بہ ترنگ ہی
پر نہین یہ وصف جو مین نے بیان اسکے کیے — بلکہ یہ تعریف تو جوہر کا اسکے ننگ ہی

آسمان سے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک		امتحان گر کیجیے اسکا تو اک چو رنگ ہی

تمام لشکر میں واہ واہ کی صدائیں بلند ہوئیں ملکہ مخمور سرخ چشم نے اُسکو قتل کرکے چاہا نکلون
لاشہ اُچھل بچھیا کا زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپا جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا ملکہ اُس خون سے
نہا گئی اِدھر تو خون جسم پر ملکہ کے پڑا نہیں معلوم اُس عجب جائی یا رجا ودانی پر کیا صدمہ
گذرا ہاے کا نعرہ کرکے پنجہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اب دیکھنے والون نے دیکھا آندھی سیاہ
چلی کوہ پر دھوان بلند ہوا شعلے آگ کے اسقدر بھڑکے کہ کوہ کے پتھر تمام شعلہ جوالہ
بن گئے وہ صداے ہاے ہو آئیں بجلیان چمکیں دھوئیں کا جوش باد تند کا خروش زمین کو زلزلہ
اہالیان لشکر نور الدہر بن بدیع الزمان کو معلوم ہوتا تھا کہ آثار قیامت برپا ہوے ہر
ذیحیات کو یقین کامل ہوا کہ اب ہم فنا ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ تھام لیا اندھیرے مین اپنا
بیگانہ نہ سوجھتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ کوہ اُڑاے لیے جاتی ہے وہ اندھیری تاریکی شب فرقت سے
زیادہ پردۂ ظلمات کا سا اندھیرا آنکھون کا بند ہونا بیقراری مین اہالیان لشکر کا رونا بعد عرصۂ
دراز کے وہ شور و غل اندھیرا ہواے تند وغیرہ سب ہنگامہ دفع ہوا اب جو آنکھین کھولکر
دیکھا نہ وہ صحرا ہے نہ وہ مقام نہ وہ کوہ نہ لاشون کا انبوہ ایک ریتی کے صحرا مین سب اپنے کو
پایا خیمے زمین پر پڑے ہین بارگاہین سرنگون طہماس دیو خوار کیہی شاہزادے کے قریب
کھڑے ہین ساتھ والے کچھ ہوش مین کوئی مصیبت کے جوش مین وہ عجائب و غرائب کہ جاکر
عقل حیران اگر ارسطو ہوتا یہ طلسم دیکھکر مثل طفل دبستان مہر خاموشی ذہن پر لگاتا اب سب نے
آنکھین کھولین نور الدہر بن بدیع الزمان کے گرد آ گئے نور الدہر نے کہا بھائیو
وہ پہاڑ وہ قصر وہ لاشے سب کہان غائب ہو گئے ہاے مخمور سرخ چشم کو کون لے گیا
طہماس دیو خوار کو تنہی کہتے ہین حضور کیا عرض کرین عقل اس معمۂ پیچ در پیچ مین کیا
دخل دے اس صحراے ہول خیز مین یہ سب اس پریشانی مین تھے آثار سحر نمایان ہوئے گریبان
سحر غم مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے چاک ہوا چہار جانب سناٹا سنگ صحرا
دگرگون بلبلون کا جگر خون ہوا عوض زمزمہ سرائی کے صداے ہیہات وا فسوس بلند کر رہے
ہین پرون سے سر پیٹے ہین چشمے مثل چشم کور خشک ہین جنگل ویران رنگ چہرۂ سحر فق

ہرو بجات کو قلق اشعار مصنف

ہوئی یکبیک صبح آفت عیاں | ہوئے ماہ و انجم فلک پر نہاں
ستارہ سحر کا ہوا بے نمود | فلک ہوگیا سرخ روئے کبود
اداسی سی ہر سمت کو چھا گئی | کہ صبح قیامت نظر آگئی
فلک نے کیے برہمی کے رسوم | چلا ماہ لے کر سپاہ نجوم
پڑی اوس میلی ہوئی چاندنی | تلاطم میں سبزے کے دم پر بنی
ہوئے سرنگوں سب نشان خضری | ہوئی آمد خسرو خاوری
لگائے ہوئے غازۂ خون سپہر | کہ رنگت سے تھا سرخ جسکی سپہر
رخ مہر سے تھا غضب آشکار | تزلزل میں تھا جس سے لیل و نہار
سراپا تھی خورشید میں تھرتھری | طبیعت سے ظاہر تھی آتش گری
گذرنے کا شب کے جو تھا رنج و غم | سحر وہ نہ تھی روز محشر سے کم
اڑاتے تھے ذرے سروں پر جو خاک | سماں تھا ہوا دشت وہ ہولناک
صبا کو خزاں کی خبر ہوگئی | گریزاں نسیم سحر ہوگئی
گلوں نے گریباں کیے تار تار | کھٹکنے لگے دل میں غنچوں کے خار
سمنوں پہ تھی صاف پژمردگی | اٹھائے تھا سبزہ بھی افسردگی
پپیہے اپنے بھولے تھے سب چہچہے | نہ وہ زمزمے تھے نہ وہ قہقہے
ہلاتے تھے دل نالہائے چکور | سراسیمہ تھے ہر طرف کبک و مور
کسی جا پہ تھا نالۂ بلبلاں | کہیں مرغ کرتے تھے شور و فغاں
لگے کرنے زاغان کوہی بھی غل | پریشاں ہوئے دشت وحشت کے گل
درندے چھپے خوف سے غار میں | تلاطم ہوا دشت و کہسار میں
قمر کیا سحر کو مصیبت ہوئی | کہ معشوق و عاشق میں فرقت ہوئی

حیرانی و پریشانی میں نور الدہر بن بدیع الزمان مبہوت کھڑے ہیں کہ دیکھا شمشیر نگ
بن عمرو عیار انکا جو تلاش کو نکلا تھا اسوقت آکر ہویدا ہوا دیکھا تو لشکر میں عجب ہنگامہ ہے کوئی رفتار

کوئی خاک اُڑا رہا ہی نورالدہر بن بدیع الزمان خاموش فرش خاک پہ بیٹھا ہی شبرنگ
دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خیر تو ہی آپ جنگ خلوہ میں سے غائب ہوے تھے
یہاں کیونکر پہونچے یہ لشکر کہاں سے ملا اسوقت یہ تردد و انتشار کیا ہی لشکر میں ہاے وای
کا کیوں غلغلہ ہی نورالدہر بن بدیع الزمان نے جواب نہ دیا عیار وفادار کو پایا گلے میں باہیں ڈالکر
رونا شروع کیا کبھی شبرنگ نے اسطرح شاہزادے کو روتا بیقرار نہ دیکھا تھا قدموں سے
آنکھیں ملکر کہا اللہ ضبط فرمایے حال تو مفصل سنایے نورالدہر نے ہاتھ کلیجے پر رکھکر
کہا ای برادر لگر زاگ وجلترنگ جادو بجکو اور طہماس کو اٹھا کر لائی میں طالب وصل ہوں میں
وقت پر آرام جان تسکین دہ دل رنجور عاشق صادق ملکہ مخمور سرخ چشم آکر پہونچیں دونوں
کو مار از یر کوہ اترے ای بھائی بیان کو طول کیا دو دن تیخ دار کوہی آیا مجھ سے لڑا اسلیان ہوا
شب کو جلسہ آراستہ کیا صبح ہوتے ہوتے فلک نے بجکو لوٹ لیا کوہ پر ایک قصر ظاہر ہوا اسمیں
نامرد ایک تاجدار بیٹھا تھا اُسنے ملکہ مخمور سرخ چشم کو جانی کہکر پکارا وہ صاحب عصمت وعفت
پہاڑ پر جاکر ایسی لڑی ہزاروں طائر مارے آخر میں اُس تاجدار کو بھی قتل کیا ای شبرنگ
ہمارے بخت سیاہ کا سامنا ہوا بعد قتل ہونے اُس ملعون کے ایسا اندھیرا چھایا اب ہم
نہیں جانتے کہ وہ پہاڑ کیا ہوا ملکہ کو کون لے گیا ہم اس صحرا میں کیونکر آگئے ہیں اپنے
یوسف گم گشتہ کو کہاں ڈھونڈھوں کہاں جاؤں جی چاہتا ہی گلا کاٹ کر مر جاؤں شبرنگ نے
کہا ای شہریار طریقہ سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ مقام کسی طلسم کا ہی اپنے کو کیوں ہلاک کیجے چلکر
طلسم کو تلاش کریں انشاءاللہ غلام پتا لگا لے گا ملکہ کا گرفتار کرنے والا اپنی حرکت
ناشائستہ کی سزا پائیگا نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای برادر روح کو راحت نہیں
ہاتھ پانوں میں طاقت نہیں ہمسے تو اب کچھ نہو سکیگا اگر تم بھی اس معرکہ قیامت خیز کو دیکھتے
ہوش اُڑ جاتے ایسے کلام نہ کرتے ای بھائی کہاں تلاش کروں یکایک یہ قیامت برپا ہوئی
کہ آنکھوں سے مخمور سرخ چشم مخفی ہوگئی مگر بقول تمھارے کیا میں اب پلٹ کر لشکر میں جاؤنگا
اسی صحرا سے ہول خیز میں سر ٹکرا کر مر جاؤنگا ای تیخ دار کوہی بسم اللہ لشکر تیار کرو فوراً
لشکر میں ترنا ہوئی گھوڑوں پر کاٹھیاں پڑنے لگیں نورالدہر بن بدیع الزمان

کا یہ حال ہوا کہ مرکب پر سوار ہوا نہیں جاتا رکاب سے پانون نکلا جاتا ہی طہماس نے آکر ہاتھ تھام مرکب پر بمشکل سوار کیا خاک اوڑاتے طرف صحرا کے چلے لیکن بموجب ابیات

دشوار ہی اک قدم کا چلنا
آسان نہین یہان سنبھلنا
کہتا تھا بجیر روکے ہر گام
ای زور ہمارے ہاتھ کو تھام
طاقت بیتاب ہو گئی ہی
تسکین خراب ہو گئی ہی
ای شوق کر اب تو دستگیری
عاجز ہی شباب مثل پیری
ہی سر پہ وبالِ دوش اب تو
کچھ بھی نہین ہمکو ہوش اب تو
ای طاقت رفتہ آ خدا را
دل توڑا ہی ضعف نے ہمارا
سر پھرتا ہی گردشِ فلک سے
رنگ اُڑتا ہی درد کی چمک سے
محزون ہون دہر کی ہوا سے
مغموم ہون بخت نارسا سے
طالع گردش دکھا رہا ہی
گردون مجھکو پھرا رہا ہی
شادی سے جو ہی بگاڑ مجھ سے
غم کرتا ہی چھیڑ چھاڑ مجھ سے
سوزِ فرقت سے جل رہا ہون
حیرت سے مین ہاتھ مل رہا ہون
وہ نخل ہون جو پھلا نہ پھولا
وہ شئے ہون جسے ہر ایک بھولا
وہ درد ہون جو سہا نہ جائے
وہ حال ہون جو کہا نہ جائے
وہ تیشہ ہون اپنا سر جو پھوڑے
وہ سخت ہون اپنا دل جو توڑے
بیداد ز جور چرخ بیداد
فریاد ز دست عشق فریاد
شدت پہ ہی زور ناتوانی
سر پر ہی سوار سرگرانی
غمخواری کرے کسی غرض ہی
تب ڈرتی ہی جس سے وہ مرض ہی

اس جوش وخروش مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قطع منازل وطی مراحل مین مصروف ہی دن بھر رہروی کی شام کو قریب ایک کوہ کے پہنچے طرف اُسکے ایک قصر کہنہ بنا ہوا معلوم ہوا طہماس نے عرض کی شام قریب ہی آج شب اسی مقام پر بسر کیجیے نور الدہر بن بدیع الزمان گھوڑے سے اُترے طہماس گینڈے سے کود پڑا

ساطور کے پڑھنے شغل رہا ہی ابھی بارگاہین وغیرہ استاد نہین ہوئین جھگڑون سے بار آنر رہنے ہین کارگذاران میخوارکوئی تدبیر کر رہے ہین کہ دیکھا اُس قصر کہنہ سے جو سر کوہ واقع تھا ایک زنگی سیاہ رو بصورت مہیب قدتاڑ کا لٹھا ہونٹھ موٹے سوتے کریہ منظر عفریت پیکر بموجب بیت سعدی علیہ الرحمۃ بیت

تو گوئی تا قیامت زشت روئی	بر وختم است بر یوسف نکوئی

تیغہ کے قبضہ پہ ہاتھ دھرے ہوئے پہاڑ سے کود آ اور آواز دی یہ کون اجل گرفتہ ہی جو یہان لشکر اتارا ہی غل شور سے ہمارا سر پھرا جاتا ہی جلد یہان سے لشکر کو اٹھاؤ اور کہین جا کے اترو ورنہ ایک ایک کو سزا سے معقول دونگا جس مقام پر طہماس کھڑے تھے یہ زنگی ایسے کلام سخت کہتا ہوا وہان پر آیا طہماس نے آواز دی ادھر دیا ہی کیا واہی تواہی بکتا ہی زبان کو بند کر اگر یہان اُترے تو کیا کچھ تیرا لے لیا اس زمین کے واسطے شرف حاصل ہوا نہین آگاہ ہی یہ لشکر کس کا ہی نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان وہ سامنے جلوہ فرما ہین یہ جو طہماس نے کہا وہ زنگی سیاہ رو غصہ سے لال ہو گیا جواب دیا کیا سپاہی کیا بہادر ہم اپنی زمین پر نہین اترنے دیتے جلد اٹھو ورنہ تلوار کھینچتا ہون طہماس سے ہنس کر کہا او گیدی لاکھ دو لاکھ کو بلا تو شامذرین گر بخدا اگر عالم ایک طرف ہو جائے تو اپنی کرین یہ سنکر اُس زنگی نے طہماس کو تیغہ کا ہاتھ مارا طہماس نے ساطور پر کا نخاسعلوم ہوا دو اژدہے آپس مین لپٹ گئے طہماس نے تلوار اُسکی روک کر نعرہ تکبیر کرا الجھا ہوئے ین سے ہاتھ نکالا سر کو بتا کر یہ ساطور کا ہاتھ لگا یا مثل خیار تر اُس زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے زنگی کا مرنا قیامت برپا ہوئی نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا طہماس کی گردن وکمر مین ایک زنجیر لپٹی ایک پنجہ آسمان سے گرکر کمر مین طہماس کی پڑا اُٹھا کر پرو سے ہوا لے گیا اور ایک آواز آئی ہیبت خیز کہ جس سے زمین تھرا گئی بجائے خون کے زنگی کے جسم سے دھوان نکلا سارے لشکر مین اندھیرا چھا گیا آنکھین سب کی بند ہو گئین بعد تھوڑی دیر کے زمین کا کانپنا موقوف ہوا دھوان بھی دفع ہو گیا اب دیکھا جس مقام سے صبح کو کوچ کیا تھا وہی جگہ ہی نہ وہ پہاڑ ہی نہ زنگی کا لاشہ دکھائی دیتا ہی اب تو سب اور زیادہ

حیران و پریشان ہوے واسطے طہماس کے نورالدہر بن بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا
کہا تو شبرنگ دوسری آفت ہوئی رفیق قدیم ساتھ سے چھوٹا فلک نے پہلی منزل میں لوٹا
شبرنگ کے بھی ہوش و حواس درست نہیں مگر ضبط کرکے کہا ای شہریار صبر لازم ہی اور
میخوار کوہی کو پکار کر آواز دی جلد بارگاہ آراستہ کراؤ اس تردد و انتشار سے کیا
حاصل ہوگا سمجھا کر نورالدہر بن بدیع الزمان کو بارگاہ میں لایا مقام صدر پر بٹھایا
سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے مگر سب خاموش حیرت کا جوش نورالدہر نے کہا ای
میخوار کوہی اب تم لشکر لیکر اپنے قلعہ کو جاؤ ہمارا ساتھ چھوڑ دو علاوہ معشوق کے
طہماس کے غم نے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہمارے بچپن کا رفیق عاشق صادق جری
بہادر تیغ زن صف شکن ہماری محبت میں طرماسب اپنے بیٹے کو میدان قلعہ دارالامان میں
مارا چھاتی پر چڑھ کر اپنے نور نظر کا سر کھینچ لیا ہمارے قدموں پر لاکر ڈالدیا ایسے چاہنے
والے کس کو ملتے ہیں اب ہم یکہ و تنہا اسکی تلاش میں نکلتے ہیں یا تو اسکو تلاش کر کے
لاتے ہیں یا اپنی جان دینگے یہ روز سیاہ کسکو دکھائینگے میخوار کوہی بے اختیار رونے لگا
کہا حضور وہ رفیق قدیم تھے ہم غلام جدید ہیں مروت سے بعید ہی کہ اسوقت میں آپکا ساتھ
چھوڑیں اگر حضور جان دینگے ہمکو اپنی جان کب عزیز ہی اگر حکم ہو سر کاٹ کر قدموں پر ڈالدیں
جو حضور کا حال وہی ہمارا بھی حال شب بھر یہاں بسر کیجے صبح جہاں سرکار چلینگے
غلام حضور کے ساتھ ہیں یہ سب غلامان باوفا ہیں انمیں سے کوئی قدم نہ ہٹائیگا غلام
کو ہمیشہ سپاہیوں سے عشق رہا ان سب صاحبوں کو خون جگر پلا کر پرورش کیا ہی یہ بارہ
ہزار بارہ لاکھ سے نہ رک سکینگے بس نورالدہر بن بدیع الزمان نے سر جھکا لیا جبر و قہرا
سب نے کھانا کھلایا شبرنگ نقش سایہ کے ہر وقت ساتھ ہی بعد خاصہ کے پلنگ پر آکر
بیٹھے شبرنگ حاضر ہی اب شب ہجر سیاہ کا سامنا ہوا فرمایا شبرنگ تم آرام کرو صبر و قرار
نے ہمارا ساتھ چھوڑا راحت و آرام نے منھ موڑا یہ کالی رات کیونکر کٹیگی بلا سے سیاہ ہی
کہا جائیگی فلک بھی ستاروں سے آنکھیں نکالتا ہی آج ماہ تاباں مثل تابہ آہن سیاہ ہی
مارے ہیں یا خال چہرہ زنگی خیمہ مثل گور تنگ ہی اب تو زندگی سے دل تنگ ہی اسی پریشانی

ہین یہ اشعار زبان پر جاری ہوے اشعار میر شوکت حسین صاحب متخلص بہ تحیر لکھنؤ

ہجر مین جان پہ آجاتی ہے آفت دل کی	کرتی ہے روح کو بے چین اذیت دل کی
آکے بیٹھو مرے پہلو مین کوئی دم تو کہون	ایک فقرہ ہے مصیبت کا حقیقت دل کی
کیا کہین رات کو نکلا کوئی ارمان وصال	آج چہرے سے ہویدا ہے بشاشت دل کی
جب اک شوخ پہ آئی ہے طبیعت اپنی	روح بیچین ہے جاتی رہی راحت دل کی
جا کے ان گیسوون الجھنے الجھا ہے عبث	دیکھنا ایکدن آجائیگی شامت دل کی
اُٹھ نہ پہلو سے کہ ہے شاق بہت اے دلبر	ایک تو ہجر ترا دوسرے فرقت دل کی
دونون عالم کو ڈبو دینگی مری دونون آنکھین	فرقت یار مین باقی ہے جو بجارت دل کی
مار ڈالیگا طبیعت کا کہین آجانا	جان بھی جائیگی کہتی ہے یہ رخصت دل کی

رات بھر شہزنگ بن عمرو خدمت مین حاضر رہا بمجھا یا کیا شاہزادہ نہ خود سویا نہ شہزنگ کو سونے دیا جب قلیل رات باقی رہی ذرا آنکھ لگی تھی گھبرا کر شاہزادہ اُٹھ بیٹھا کہا ای شہزنگ بڑا غضب ہوا ملکہ کسی آفت مین مبتلا ہے ابھی ابھی مین نے خواب مین دیکھا میرا نام لیکر روتی ہے مکان تنگ و تاریک مین بند گرد ساحران خوک پیکر وہ ماہ آسمان حسن و جمال عجب رنج و ملال مین مبتلا تھی مین جو سامنے پہونچا آواز دی کیون ملکہ مزاج کیسا ہے فقط اتنا جواب دیا کہ شہریار ہمارے پاس نہ آئیے ہم طلسم مین قید مین اگر آپ یہان آئیے گا تو مصیبت مین پھنس جایئے گا مگر کسیطرح خواجہ عمرو کو اطلاع کیجیے کیا عجب ہے وہ اگر اس بلانصیب کو قید آفت سے چھڑا مین بڑے بڑے زبردست یہان ساحر ہین علم سحر سے خوب ماہر ہین ای شہزنگ مین نے چاہا کہ نام طلسم کا پوچھون آنکھ کھل گئی آنکھین کور ہوجائین تو صبر آتا کلمات حیرت دیاس سننے کی طاقت نہ تھی مگر پہلے خواب مین بھی اُس تک نہ پہونچ سکے پھڑک کر رہ گئے شہزنگ نے کہا ای شہریار اس خواب سے تو خیال ہوتا ہے کہ ملکہ چین سے ہین آپ نے مصیبت مین دیکھا عکس اُسکا عاشق ہے نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای شہزنگ یہ رویا سے صادقہ ہے وہ ہی ہے جو آنکھون سے دیکھا دل خانہ خراب ہدایت کرتا ہے کہ خواب سچا ہے ہر چند شہزنگ بن عمرو سمجھاتا ہے کب صبر آتا ہے ولولہ بڑھتا جاتا ہے

بقول کسی شاعر کے شعر

عاشق کو بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل
حضرت ناصح جو آئین یہ وہ دل لئے آہ

دیگر

وہ کام بتاتا ہے جو آتا نہین مجکو
تو کوئی مجکو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا

دیگر اشعار مصنف

گیسوکی یاد مین شب غم بسر ہوئی
کن مشکلون مین آہ ہماری بسر ہوئی

فرقت مین تیری رات تڑپکر بسر ہوئی
کچھ رات رہ گئی تھی کہ آئی سحر ہوئی
یاد رخ صبح مین پری نخل گنو...

جب دم لبون پہ آ گیا اسدم سحر ہوئی
عین شباب وقت معشوق مہربان
شام شباب عمر کی دم مین سحر ہوئی

جب ہونٹھ پر دم شاہزادے کا آیا صبح فراق نے روے سیاہ دکھایا اُٹھکر وضو کیا نماز سحر سے فراغت حاصل کی پھر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان جوشان دخروشان بدحواس عالم یاس پشت مرکب پر سوار ہوکر تلاش محبوب مین چلے شبرنگ رکاب سے لپٹا ہوا عقب مین تمام لشکر ملکہ مخمور سرخ چشم کا غم طہماس کی جدائی کا الم ہر مرتبہ شاہزادہ آہ کا نعرہ مارتا ہے جانتا ہے ان سبھون کے ساتھ سے الگ ہو جاؤن اپنے کو دشت نجد مین پہونچاؤن شبرنگ بن عمرو تیور پہچان کر کہتا ہے اے شہریار ایسے مقام پر چند کس کا ہمراہ ہونا بہت مناسب ہے غلام سے الگ ہونے کا ارادہ خدا قصد نہ کیجیے گا بموجب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را شاہزادے نے بمشکل دل کو سنبھالا بصد سوز و گداز اس غزل کو شروع کیا

غزل

زندگی کیون نہ وبال ہمین
کیا کہین اسنے ایک بوسہ کو
صاف ہین ہم جواز لال ہمین
آج بھی ٹلگیا جو وعدہ وصل
پھیر دین وہ ہمار امال ہمین
جعد دل آزبان ہو کرنے لگے
تو ہوا اور انفعال ہمین
چاند دیکھا جو چودھوین شبکا

خون سے کر دیا حلال ہمین
شرم ہے مانع سوال ہمین
مجھسے کہتا ہے تنگ شوق مین دل
یار ہوگا بڑا ملال ہمین
حسرتین دید کی بجلعا مین
دیکھ پایا ذرا بحال ہمین
خاک ہی اوڑھنا بچھونا ہے
انکے رخ کی ملی مثال ہمین

زلف جانان کا ہے خیال ہمین
تونے قاتل کیا نہال ہمین
ساقیا دُرد محتسب کو دے
اپنے پہلو سے آ نکال ہمین
دلکی قیمت جو بوسہ دیتے نہین
نظر آئے جو وہ جمال ہمین
وصل مین یار ہمسے روٹھ گیا
یہی مسند ہی ہے شال ہمین
ہائے وحشی کسی کی آنکھون کا

گھورتے ہین بہت غزال ہمین
آکے دنیا مین تجھسے بعد ہوا
کر دیا بے چھری حلال ہمین
وصل مین عیب حسن کے باعث
اُسنا ہوتا گیا زوال ہمین
دولا قاتل لگا کے تیر نظر
نظر آئے کہین ہلال ہمین
ہجر مین فرش غم پہ گرتے ہین

وصل مین یار مجھسے کہتا ہی
اب ہی در کار اتصال ہمین
نہوا فصل گل مین کیون سودا
نہوئی بات کی مجال ہمین
یار جو بے عدیل پایا ہی
خوب آتی ہی دیکھ بھال ہمین
عشق ابرو مین جھک کے ہوگئے خم
اُٹھ کے ای درد دل سنبھال ہمین

ہجر کا کچھ سناؤ حال ہمین
تو نے ابرو دکھا کے غیرون کو
ہوگیا کیا یہ اب کی سال ہمین
جتنا اُنکا عروج حسن ہوا
لوگ کہتے ہین بیمثال ہمین
یار انگڑائی ہاتھ اُٹھا کر لے
سب کہین صاحب کمال ہمین
اس غزل نے اور آگ عشق کی

بھڑکائی مگر خیال ہی کہ ای نور الدہر خواب تمھارا سچا ہی اگر ذرا بھی نشان ملجاے تو تم تو
پہونچکر جا پڑون اگر زندگی تمام ہو چکی ہی تو قید خانہ مین سنکر یہ تو کہیگی کہ ہمارا عاشق جانباز تھا
مردان عالم مین سرفراز تھا کہ ہماری جستجو مین جان دے دی اور اگر حیات باقی ہی اور ہم تک
پہونچ گئے ہمت نے رسائی کی اور رہا کیا تو اُسوقت کیا خوشی ہوگی اور ای نور الدہر
چونکہ مقدمہ وہان ساحری کا ہی اسوجہ سے خواب مین بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو
کو خبر کرو جانتی ہین وہ عیار طرار ہین رہا کرلین گے اور تمسے کیا ہو سکیگا مگر خدا نے ہمکو
ساحرکش بنایا ہی بچپن مین طلسم گوہر بار سلیمانی کو فتح کیا اگر خدا نے فضل کیا تو اس
طلسم کو بھی چل کر فتح کر لیتے ہین الغرض دن بھر اُس وادی ہولناک مین رہروی کرتے
رہے کوئی چھ گھڑی دن پچھلا باقی تھا ایک صحراے سبزہ زار مین گذر ہوا صحرا عجیب
قطعہ دار جابجا گل خودرو کی بہار ایک جانب کوٹہ بالا کھلا ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ
فرش زمردین پر جال مرواید کا پڑا ہی طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی صفت مین باغبان

اقتدار قدرتی معروف مین نظم
برگ درختان سبز در نظر ہوشیار

ہر گیاہے کہ از زمین روید
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

وحدہ لا شریک لہ گوید
چونکہ وقت آخر روز ہی

دھوپ ساتھہ زردی کے معلوم ہوتی ہی عکس نیر اعظم سے تمام زمین دشت پر چمن
زعفران زار کا دھوکا ہوتا ہی سبزہ دشت کا دل مین سبز بختون کے تخم محبت بوتا ہی

جابجا چشمے موج مار رہے ہیں طائران صحرا بسیرے کی فکر مین عندلیب چمن پیرا سے ازل کے ذکر مین زیرِ نخل جابجا بیرون کے انبار ایک جانب لالہ با دل داغدار ابیات

دشت تھا صفحۂ زمرد گون	صاف مثلِ بطون پاک درون	تھی اُسی سبزہ زار سے اظہار
سبزۂ خط گلرخان کی بہا	سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ	مردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ
بس اثر کرتی تھی جہانتک کام	نخلِ سبزی بجا تھا تمام	سو گئے اُس سبزے پر اگر بیار
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار	یہ ہوائے خوش اُسکی آئی تھی	روح بالیدگی سی پاتی تھی
کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری	بڑھ گئی بس دماغ کو سردی	دلِ شبنم یہ چاہتا ہے وہان
ہوں اسی سبزہ زار پر غلطان	اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز	اک طرف کو زمین عنبر بیز

شاہزادے نے جو دشت پر فضا کو دیکھا یادِ معشوق نے بیقرار کیا سبزے نے زہر کی تاثیر پیدا کی نوک سبزۂ خار بنکر قلب مین چبھے ہر پھول شعلۂ آتش ہوا واسطے دل جگر کے شمشیر سرکش ہوا ہر نخل کی شاخ خنجر آبدار ہو جۂ آب نہر کھنچی ہوئی تلوار حباب آنکھین نکالتے ہین اشارے کرکے ٹہلتے ہین میخوار کوہی نے کہا اے شہریار اسی مقام پر فروکش ہو جیے زیادہ مشوش نہ ہوجیے انشاء اللہ احکم الحاکمین رہبر کامل جادۂ منزل مراد پر پہونچانے گا مطلب دلی بر آئیگا سبزہ زار کو دیکھکر جو شاہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا شبرنگ نے قدم آگے بڑھایا عرض کی حضور غم غلط کرین ٹھنڈی سانسین نہ بھرین ذرا بھی غلام نشان پا جاسے ساحر ہون یا غیر ساحر فوراً اپنے کو وہان نہ پہونچاؤن تو فرزند خواجہ عمرو غلام کو نہ کہیے گا مطمئن رہیے دن رات غلام اسی فکر مین ہے کہ یہ کون تھا جو تاجدار بنکر قیامتین برپا کر گیا اور حضور غلام نے سوچا افراسیاب جادو تو نہ تھا اگر افراسیاب ہوتا آپکو زندہ نہ چھوڑتا یہ کوئی شعبدہ جدید تھا انشاء اللہ تعالیٰ ملاہی چاہتا ہے حضور طبیعت کو پراگندہ نہ کیجیے دل کو تسکین دیجیے میخوار سچ کہتا ہے اسی مقام پر اُتریے صحرا معقول ہے وہ دیکھیے سامنے قریہ بھی معلوم ہوتا ہے آبادی بھی قریب ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ اے شبرنگ اب تو میرا یہ حال ہے طبیعت ویرانے کو ڈھونڈھتی ہے وہان جاکر ٹھہرون کہ انسان کا نام نہ ہو وحشیان صحرا سے دل بہلا لینگے اپنے غزال رمیدہ کو دل کھولکر تلاش کرینگے تم براہ محبت

سمجھاتے ہو مجکو ناگوار ہی اٹھو پہر اُسی کا انتظار ہی اُس ملعون تاجدار نے جو کلمہ محبت آمیز
کہا مین نے دیکھا کہ اُس شیرزن کا چہرہ غصہ سے لال ہو گیا پیشانی پر پسینہ تھا کیون اے
شبرنگ تمکو یاد ہوگا ہزارہا جادوگر طرف سے افراسیاب کے ہم لوگون کے مقابلہ کو آئے
اُن حیاؤن نے بڑے بڑے نیرنگ دکھائے مگر ایسا سحر کسی کو کرتے نہین دیکھا ماشاء اللہ
کس دھوم دھڑکے سے لڑی اول طائرون کو جلایا وہ طائر کمبخت کیا بلا کے تھے جسم
نازنین اُسکا نوچے ڈالتے تھے اُنکو پھونک کر قصر کو مٹایا اُسکے ساتھ والون کو قتل کیا
اُس تاجدار پر بھی تو جا پڑی مگر اُس ملعون کے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی ملکہ کا تیانہ ملانہ
قصر تھا نہ وہ کوہ تھا ہمارے قلب پر غم والم کا انبوہ تھا شبرنگ نے کہا اب اُن باتون
کو نہ یاد کیجیے اب ملحوظ رہے کہ شبرنگ پاس نور الدہر کے کھڑا ہی نمائش کر رہا ہی ابھی
لشکر اچھی طرح پر اُترنے نہین پایا ہی بار لدے ہوے ہمراہیان میخوار کو ہی ہلچل ہے
ہین کہ دیکھا قریہ کی جانب سے ایک عورت سیاہ فام بھوت بھوبلے کال سر پر بڑے
بڑے بال قد لمبا شکل چنار صحرائی آنکھین پتھرائی ہوئین بلکہ ایک آنکھ سے کانی کلوا بھیرون
کی نانی بجہ کی سی صورت یا کالی جی کی مورت ہیبتناک کھاروے کی تہبند باندھے ہوے
نیلی کرتی دو دستکیں سینہ پر لٹکتی ہوئین پاشیون کے بیچیلے تھے کان مین جست کی بالیان
ناک مین پیتل کی موٹی سی نتھ لسن پیاز کی گٹھیون کا گندھا ہوا ہار جنجی کوڑیون کا مالا گلے مین
شعر تھی جلد بدن کی خرس کی کھال ٭ رو ئین نہ تھے ریچھ کے تھے وہ بال ٭ روز روشن
مین اگر کوئی دیکھے آنکھون مین اندھیرا آئے صورت ہیبتناک اُس ماچہ خرانی کی دیکھکر
قلب تھرائے چہرہ اسقدر کالا ہی کہ اُسکے تہ ے کی مثال ناقص ہی شب دیجور کہون رات
سے مثال دون جھولی بائین ہاتھ پر آسمین اسباب سحرائی کے دانے مرچ کے دانے
سرسون و کالے ماش وغیرہ اُس بدمعاش نے یہ سب سامان سحر جھولی مین بھر لیا تھا مگر
اب شبرنگ نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر جابجا کھڑے ہین مگر اسکی نگاہ نورالدہر بن
بدیع الزمان پر پڑ رہی ہی شبرنگ چاہتا ہی کہ آقا تو سیدھے سپاہی ہین قصد ہوا کہ
آگے بڑھکر کلام کرون مگر کلیجہ دھڑکنے لگا دل سے کہتا ہی خدا خیر کرے کوئی آفت تازہ

آئی چاہا کہ بڑھوں وہ قریب آگئی اور نور الدہر سے آنکھ ملا کر آواز دی لشکر یہان سے ہٹاؤ
اور کہیں جا کر اُترو ربیع کی فصل ہے کھیت سب ہرے بھرے ہین فوج سے پامال ہو جائینگے
ہمارے اسامیون کا نقصان ہوگا بدمزہ ہر ایک کسان ہوگا کوت ہو چلی ہے کبھی کھیت بٹائی کے
دین فلئی لوگ یہان نہین ٹھہر سکتے جو فروش گندم نما معلوم ہوتے ہو تم لوگون کی بھی روٹی
ہے شبرنگ نے پلٹ کر کہا اری بیکنبخت تب کی شب اُترہینگے مسافرانہ وارد ہین صبح ہوتے
چلے جائینگے اُس ساحرہ نے کہا نگوڑے الگ جا تو نے اڑھائی چانول گلا ہم تیرے
آقا سے کلام کرتے ہین نہ خود بات کرتا ہے نہ اورکو بولنے دیتا ہے یہ مقام پر آفت ہے نور الدہر نے
جو یہ کلام واہیات سنے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر کہا شبرنگ کیون ایسی ناکارہ کی منت کرتے ہو
مین ابھی زبانِ تیغ سے جواب دیتا ہون شبرنگ نے پلٹ کر اشارے سے منع بھی کیا
کہ حضور ساحرہ پر غصہ کرنے سے کیا فائدہ مین ترکیب سے انکی خدمت کیے لیتا ہون یہ مرد
سپاہی بات کی برداشت نہین چاہا تلوار کھینچ کر جا پڑین شبرنگ نے جلدی ساحرہ کا ہاتھ
پکڑ لیا اور کہا بی بی تم ہمسے متوجہ ہو اُنسے کلام نہ کرو ہمین لشکر کا اختیار ہے ہم ابھی لشکر کو یہان سے
لیے جاتے ہین مسافر کو کیا مشکل ہے یہ دشت سبزہ زار ہے ریگستان مین جا اُترینگے ساحرہ
نے ہاتھ چھڑا لیا کہا نگوڑے ہم منع کرتے ہین نہین مانتا جسکے منہ مین چانول بھرے ہوتے
ہین وہی چپ چاپ کیا کرتا ہے دیکھ مین ابھی سزا دیتی ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالنے لگی شبرنگ
سوچا غضب ہوا بس اپنے کہا ملکۂ عالم وہ دیکھیے گاؤن سے ٹھاکر صاحب بھی آتے ہین
آپ کو بلاتے ہین بس وہ جل گرفتہ پلٹی شبرنگ تو برابر کھڑا تھا لپٹ کر کوکھ پر خنجر مارا ساحرہ
کا شکم چاک قصہ پاک ہوا ہاے کہکے زمین پر گری مگر اُسکے گرتے ہی ایک زنجیر آتشین پیدا
ہوئی ایک سرا گردن مین شبرنگ کے دوسرا کمر مین نور الدہر بن بدیع الزمان کے پیچیدہ ہوا
یہ تو بستۂ سلسلۂ محبت تھے ہی خانۂ زنجیر کو قصرِ راحت سمجھے تمام لشکر مین غل ہوا سوار کوہی
دوڑا وہ زنجیر دونون کو کشان کشان لیکر بلند ہوئی آنکھ دونون کی بند بیہوش ہوے نہ سمجھے
کہ ہمپر کیا گذری لشکر والون نے دیکھا کہ عیار وسردار زنجیرون مین گرفتار ہوکر چشم زدن مین
آنکھون سے ناپدید ہوئے سب نے چاہا تعقب کرین کہ ایک آندھی سیاہ ورطی اُسس

آندھی سے رعد کی گرج برق کی چمک مینھ برسنے لگا کوہیون کے سر کٹ کٹ کے گرنے لگے
گر میخوار کوہی اِس معرکہ کو دیکھکر گھبرایا مگر کیا ہو سکتا ہی اس آندھی مین ہر ایک کو سکتا ہی رنج یہ
نی ہی یقین ہی اب شورش ہوا سے دم نکلا جاسے آخر مجبور ناچار گھوڑون پر سوار ہو کے جسکا جدھر
منھ اُٹھا اُدھر نکلگیا جان بچا کر ٹل گیا ایک سمت میخوار کوہی بھی بھاگا چونکہ افسر تھا ہزار
دو ہزار نے ساتھ دیا مگر دیکھتا ہی کہ آندھی مثل بلاے ناگہانی کے چلی آتی ہی سوار پیدل
سیکڑون سر ٹکرا ٹکرا کر مر گئے مال اسباب سب وہین چھوٹا نقد جان کو غنیمت جان کر بھاگے
جاتے ہین جب پانچ کوس پر آکر پہونچے اب جوش وخروش ہوا کا موقوف ہوا لرزان و ترسان
ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے بعد عرصۂ دراز کے ہوش و حواس درست ہوے میخوار
نے کہا یارو افسوس ہی جان کا ایسا پاس ہوا کہ سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا شبرنگ
بن عمرو اور آقاے نامور یہ نہین معلوم کیا گذری وہ ساحر نہ تھی بلاے ناگہانی آفت
آسمانی کہنا چاہیے سب نے کہا حضور ہمارا کیا زور تھا اگر نہ بھاگتے تو کیا کرتے شعبدے
تو کبھی آنکھون سے نہ دیکھے سنے منزل اول مین طہماس پر وہ معرکہ گذرا دوسری
منزل مین آقا سے چھوٹے گمراہی پہلوان دوران لشکر مین صاحبقران کے پہلے صاحبقران
سے جلکر یہ حال بیان کیجیے وہ کشندۂ ساحران عالم ہین صاحب اسم اعظم ہین کچھ تدبیر
کرینگے میخوار کوہی نے کہا یہ روسیاہ اس قابل ہی کہ جاکر اُسکے بزرگون کو دکھا مین کیا منھ
لیکے جائین اپنے مواقف حقیقت کے جنگل جنگل اُس شیر بیشۂ جرأت کو تلاش کرونگا یا تڑپ
تڑپ کر اپنی جان دونگا ہزار دو ہزار کوہی جو اُسکے ساتھ تھے اُنکو ہمراہ لیکر براے تلاش
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو و طہماس بن عقیل دیوپیکر
روتا پیٹتا ہوا روانہ ہوا اُنکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان وحشت انگیز گل گلزار محبت و عندلیب چمنستان مودت
قمری سرو حدیقۂ رعنائی بلبل شاخسار گلشن زیبائی رنجور مہجور ملکہ مخمور سرخ چشم
گرفتار طلسم حیرت قیدی زندان مصیبت کے بیان ہوتے ہین گوہر آبدار سخن کو
رشتۂ تحریر مین یون پروتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی نازنین
پلا جام صہبائے انگور کا
غم و درد سے دل ہوا پاش پاش
کہ دور فلک دور پیمانہ ہے
سمجھتا ہے میرا ساقی مہ لقا
کہ پیر مغان سے نہ تھی یہ امید
ارے ساقی بے خبر تند خو
ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
تصور میں ہے صورت اس یار کی
اسی جستجو میں اڑاتا ہوں خاک

پلا ساغر بادۂ دلحزین
یہ کیا ہے بھلا ساقی روزگار
یہ وحشت انگیز کی ہے تلاش
کہاں تک یہ ہے رشک بنت العنب
عجب شیشۂ مے کا ہے سکدا
تڑپتا ہوں اس مہ لقا کے لیے
مجھے زہر ہے نام جام و سبو
یہ ہے میکدے میں غم و ہم کا جوش
ترقی پہ ہے نشۂ بیخودی
جہان یہ وہ دنیا ہے اے قمر

تصور ہے اک چشم مخمور کا
تلاطم ہے میخانہ میں آشکار
طلسمات کا تیرا افسانہ ہے
تبا ساقیا غیر ہے حال اب
سمجھنا نہ مخمور ہے اس میں بھید
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
تصور ہے اس یار کا ہر گھڑی
کہ بے آکے بیکار ہے نا و نوش
اسی گل کی ہے سر بسر مجکو تاک
وہ خورشید رو آئے کیونکر نظر

غزل لائق ملاحظہ ناظرین غزل

اے مرگ دیکھی ہے انھیں بار بار کیا
سینہ کے زخم بھی ہیں شگفتہ ہزار کیا

بدبو جو رنگ رو کی طرح اختیار ہے
اے جان امید وعدہ بے اعتبار کیا

اس وصل میں فراق فلک بھی نہ کر سکا
لپٹے ہوئے ہیں دامن لیل و نہار کیا

آنکھیں کھلی ہوئی ہیں جھپکتی نہیں لب
تکلیف نزع بھی ہے شب انتظار کیا

بہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح
جو پوچھتا ہوں پوچھتے ہو بار بار کیا

مانے نہ مانے مرگ سے کیونکر کروں سوال
جسطرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا

کب ہے فریب راحت دشمن پہ اعتماد
تلوے کھجائے گی خلش نوک خار کیا

رکھتی ہے شکل روح جو آغوش پر خراش
معشوق آبلہ ہے کوئی نوک خار کیا

سائل ہوں ایک بوسہ کا دو چار کا نہیں
میں طول مدعا میں کروں اختصار کیا

انجام دیکھتے نہیں آغاز کے سوا
ہے طول زلف رحمت پروردگار کیا

جیتا ہوں کے ناز اٹھائے ہیں رات بھر
تھا جوش شوق جلوۂ دیدار یار کیا

ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتے نہیں
داغ فراق ہے ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کے آنکھیں نکال لین
مانند بوسہ چار لبون مین نہان ہو نین
نیلی سی دے دے اک کفنی دود آہ کی
چکر مین ہے نصیب تو گردش مین آرزو
جھگڑے مین ہون کشاکش انفاس کیطرح
مانند روح قید تعلق سے عار ہو
بدلا ہوا ہی رنگ مزاج اندنون قمر

دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا
پوشیدہ گی ہو میری جلا آشکار کیا
ای روح پوشش بدن سوگوار کیا
ہم دور آسمان ہی مزار وزگار کیا
کم ہو سکیگا مشغلۂ انتشار کیا
جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا
دیکھین جہان کا گلشن ناپائدار کیا

دیگر

جو ہین میان بلاغت نشان — وہ سے لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

مخموران بادۂ رنج والم وساقیان خمخانۂ مصیبت وغم رندان میکدۂ اندوہ وآلام وقدح خواران شراب محنت انجام بجائے صہبائے مروق ساغر خون دل پیکر دگزک کباب لخت جگر نوش کرکے پیرمغان خامہ دورباش کا مشتاق رہبری ہی آستادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ جس وقت ملکہ مخمور سُرخ چشم نے بسرکوہ یہ ہنگامہ برپا کیا تاجدار کو قتل کرکے بیہوش ہوگئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا گرد چند حبشنین ترکنین گرفتار کیے ہوئے اس حال سے لیے جاتی ہین کہ زبان مین سوزن ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان طوق گلوگیر گردن مین تمام زیور آہن آراستہ عرصۂ دراز سے اسیر کمند گیسو تھی گویا آج خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی دل سے کہتی ہی ای مخمور حضرت عشق سے سلسلہ بخوبی ہوا گرفتاری زندان عشق کیا کم تھی جو قید آہن مین مبتلا کیا زنجیر گیسوے مسلسل محبوب بہت خوب تھی مدت سے پابند ہین قید محبت مین کسی کی درد مند ہین آج حسنے طور سے گرفتار رہے مجبور ونا چار ہوسے اُن عورتون نے لاکر ایک مکان تنگ وتاریک مین بند کر دیا اور سے قفل لگایا اب جو اُس مکان تنگ وتاریک مین ماہ اوج حسن داخل ہوئی اندھیرے مین دل گھبرایا مطلع زیب لمناجنی کا زبان پر جاری کیا مطلع

روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود
ہر کہ پیش اندر گ درمان خواہ دردسر بود

غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
گر حکیمش بوعلی باشد دوا دشمن شود

اُس مکان تاریک کے بخت سیاہ جاگے اس خورشید رو کا داخلہ ہوا مثل ماہ یوسفی روشن ہوگیا تاثیر گوہر شب چراغ کی روشنی عارض انور نے دکھائی یا ماریہ نے اپنا من اُگل دیا مگر اسقدر وہ مکان تنگ و تاریک ہی پر وہ ظلمات کی مثال ٹھیک ہی اندھیرے مین اُس بدر کامل آسمان خوبی کا دل گھبرایا قریب تھا پھڑک کر دم نکل جائے ابیات

آہ سرد از دل پر درد کشید
دامن و جیب ازین غم بدرید

بہ بلکگیری آن دشمن ہوش
ہمہ تن گشت بشکل آغوش

سقدمش بر سر تمنا کردہ
دیدہ آغوش ز ہم وا کردہ

ہر زمان پیش نظر رویش بود
ہمہ دیدہ و دل سوئیش بود

گفتگو کار نمودے بخیال
رمے کرد بدین طور ملال

گاہ قربان تماشش گشتے
ہمہ تن محو خیالش گشتے

گاہ مے بود بلا گردانش
گہ گرفتے بہ ادب دامانش

گاہ بوسیدہ دو چشمش بہ نیاز
سجدہ گہ کرد باند از نماز

گہ بہ تقریر چنین بست آئین
گہ بہ لب زمزمہ آورد چنین

کے رخ خوب تو خجلت دہِ گل
ہست سودائی زلفت سنبل

ای برخسار تو زلفِ پرخم
کرد بر حاشیہ تفسیر رقم

کبھی نالان کبھی اپنے بخت پر خندان کبھی مثل طائر نو گرفتار پھڑکتی تھی کبھی اُٹھنے کا ارادہ کرتی پر زنجیر پا مخل ہوجاتی ہی اُٹھنے کے خیال سے دل بیٹھا جاتا ہی کبھی خود بخود دل سے باتین کرتی ہی نہ جیتی ہی نہ مرتی ہی کیون ای مخمور یہ کیا شعبدہ تھا کسکو مارا کس سے لڑے وہ کون لوگ تھے ہم کیونکر گرفتار ہوے سحر و ساحری افراسیاب سے سیکھے ایسے بیکار ہوے اگر کہون کہ افراسیاب جادو تھا خیال خام تصور ناتمام اُسکو کسکا ڈر تھا اول تو اُس شیر بیشۂ جرأت پر دست انداز ہونا مین اسقدر ساحر کا بے کو کرسکتی ایک اشارے مین پکڑ لیتا وہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی اُسکے سامنے میری حقیقت کیا ہی علاوہ اسکے جن مجرمون نے لاکر یہان قید کیا کوئی اُنمین شناسا نہ تھی اُسکے گھر مین کون ایسا ملازم ہی جسکو ہم نہین پہچانتے نیا مقام بخت نے دکھایا ای فلک کس جگہ پر تو ہمکو لایا کیا شعبدہ تازہ دکھایا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر کیا گذری ہوگی اُس بیچارے کیا کلمات سخت پکار کر کہے وہ لائق اُنکی سماعت کے تھے ہاے شرم و حجاب سے کہین اپنے کو ہلاک نہ کیا ہو یہ جو خیال آیا ضبط نہوسکا رونے لگی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

رہتا ہی جب سے دلربا سے تم الگ الگ — جیسے ہو دل الگ الگ دل سے ہین ہم الگ الگ
رکھتے ہین غمزدے ترے اپنے بقدر حوصلہ — رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ
شرح فراق کا اثر دیکھئے خط مین نامہ بر — کرتا قلم ہی یک قلم حرف رقم الگ الگ
ہمسے لگاؤ آپ نے رکھے جو ظاہرا تو کیا — کرتے ہو روز غیر سے قول و قسم الگ الگ
ہاے غضب کہ جتنا مین اُس سے زیادہ لگ چلون — اتنا ہی مجھسے وہ رہے میرا صنم الگ الگ

کبھی خیال مین آتا ہی کہ اُدھر تو اُس شیر بیشۂ جرات نے گرفتاری تیری آنکھوں سے دیکھی خدا کرے وہ محفوظ رہے ہون ورنہ دنیا کی خاک چھانینگے اس زندان مصیبت سے اگر وہی رہا کرینگے وہ شیر فتاح طلسمات عالم ہی ہزارہا ساحر بھی قتل کیے خدا اُنکا معین و مددگار ہی اگر یہ طلسم ہی تو عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا خدا کرے وہی شاہزادہ اُسکا فاتح اس میدان عجائب و غرائب کا سیاح ہو بیقرار ہوکر پکاری کنیز کی مدد کو آئیے اس زندان مصیبت سے چھڑائیے ابیات

بے لب تو بے صبر و قرارم دریاب
غم برآورد دمارم دریاب
ہر دم از دوری لعل لب تو
بر سر راہ مزارم دریاب
چند زاندیشۂ بدنامی تو
بیش ازین تاب ندارم دریاب

عاجز و خستہ و زارم دریاب
کہ نشود مونس تنہائی من
خون دل از مژہ بارم دریاب
کردہ ام نخل جنون سبز باشک
آہ از دل نہ برآرم دریاب

خون بگشتم ہمہ از سر تا پا
جز تو غمخوار ندارم دریاب
گر سر فاتحہ خوانیست ترا
رشک صد ابر بہارم دریاب
چند متیاب ز ہجران باشم

غرض حال اس مقام پر گزارش ہوتا ہے اس طلسم کو جمشید یہ کہتے ہین وہ مقام علامت طلسم تھا جس مقام پر ملکہ مقید ہوئین بموجب عادت قدیم بادشاہ جمشید جادو طلسم اپنے تخت پر آکر بیٹھا گرد ساحران غدار کا جماؤ ہوا ایکایک چند ساحر سامنے سے بیتاب و بیقرار آئے بعد آداب و تسلیمات کے یہ سخن زبان پر لائے ای شہنشاہ طلسم جمشید عجب طرح کا سحر گذرا یہ کہکر خوب روئے بہت سے لاشے پیش کیے کسی کا منھ آتش سحر سے جلسا ہوا کسی کے سینہ پر گولی کا نشان خوب ظاہر ہوتا ہی کہ یہ سحر کے مارے ہوئے ہین جمشید جادو لاشے دیکھکر گھبرا گیا کہا جلد مفصل بیان کرو انکو کس نے مارا اُنھوں نے دست بستہ عرض کی علامت طلسم پر ہمیشہ مینوش خونخوار موجود رہتا ہی ہر طور سے آیندہ روند کو پھنسا لیتا ہی کل ایک ساحرہ کا

گذر ہوا ہو جب طریقۂ قدیم کسی کو عورت بنا کر کسی کو بصورت مرد مبتلائے بلا کرتا ہی چونکہ وہ عورت نازنین مہ جبین غارتگر ہوش گلگون پوش تھی بشکل تاجدار اُسکو للکارا ای شہنشاہ سرکار کا بول بالا ہو جاہ و دولت دوبالا ہو وہ نازنین اس زور و شور سے گری کہ صدہا ساحر مار ڈالے سیکڑون کو پھونک دیا صدہا پر مسکرا کر برق چمکائی اُس قتال عالم کے نزدیک یہ لڑائی بھی ہنسی تھی اگر مقدمہ علامت طلسم ہوتا سحر سے لڑکر خداوند سامری و جمشید بھی نہ گرفتار کر سکتے آنکھون کا سحر تو مشہور ہی اُسکی بات بات مین افسونگری رگ رگ مین سحر و ساحری بھری ہی بشکل تمام مینوش خونخوار لے اپنے کو قتل کرا کر اُسکو بیہوش کیا اور گرفتار کرکے بھیجا ہی اسقدر زخمی ہوا کہ دربار مین نہ آسکا چونکہ وہ شاہزادی معلوم ہوتی ہی حسن مین بمثال ابر و رشک ہلال رعب و جلال چہرۂ زیبا سے ظاہر ہی ہم لوگون لے ہاتھ نہین لگایا کنیزان شاہی سے گرفتار کرایا فلان مکان مین نظر بند کردیا ہی باحتیاط رکھا ہی عورتون کو نگہبان قرار دیا ہی شہنشاہ جمشید جادو یہ حال سُنکر گھبرایا ماتھے پر عرق آگیا کہا جلد ہمارے سامنے اُسکو لاؤ سزا ے کامل دینگے اپنے ملازمون کے خون کا بدلا لین گے چند حبشنین چلین یہان ملکہ مخمور سرخ چشم کو تڑپتے تڑپتے ساری رات گذری جب آفتاب عالمتاب نے زندان شب تار سے رہائی پائی بام فلک پر برآمد ہوا تمام عالم کو صورت دکھائی روز روشن ظاہر ہوا حینیا ہاری نیر اعظم سے ذرہ ذرہ ماہر ہوا اُس گرفتار محبس حسرت دیاس نے دیکھا کہ دروازہ اُس مکان تنگ و تاریک کا کھلا چند حبشنین سامنے آئین صورت زیبا دیکھکر مبہوت ہوگئین بلائین لینے لگین اور اُنمین جو سردار تھین وہ محبت پوچھنے لگین ای شہنشاہ معشوقان عالم ای سردار حسینان بنی آدم آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کس ملک کی بادشاہ ہو کس آسمان جلالت کی ماہ ہو ہر چند اُنھون نے پوچھا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کچھ جواب نہ دیا ناچار زنجیر تھام کر ملکہ کو لے چلین مکان سے باہر نکلکر ملکہ مخمور سرخ چشم نے ملاحظہ کیا دارالامارۂ شاہی قریب تھا ہزار ہا ساحران نحس طینت میمون خصلت غول بادیۂ ضلالت جمع ہین چوبدار نسیادل حاجب دربان پرے باندھے کھڑے ہین پردۂ زنبوری کھچا ہوا ایک ساحر غدار باسے روزگار خود آہنی سر پر زرہ موٹی کڑیون کی جسم مین ونگل پر درگہ سالاری کے کبر و نخوت

متمکن ہی رعب و داب ملکہ مخمور سرخ چشم کا دیکھکر خود بخود ذاکٹر لڑا ہوا جھک جھک کے سلام کرنے لگا جشن لیکر ملکہ مخمور سرخ چشم کو اندر دروازے کے داخل ہوئی اب جو کنکھیون سے دیکھا ایک ساحر مہیب الشکل عجیب و غریب سیاہ رو تیرہ درون تاج سر پر جسم سے شعلہ آتش نکل رہے ہین زیور جواہر جسم پر آراستہ لباس فاخرہ سے پیراستہ گرداگرد ہزارہا ساحران غدار تیرہ روزگار و نگلہبانے آہنی پر بیٹھے ہین بادشاہ تختِ نخوت پر بکبر و غرور متمکن ہی جشن نے بڑھکر عرض کی ای شہنشاہ خوشخو قیدی طلسم نگاہ روبرو اب جو جمشید جادو نے سر اُٹھایا سامنے سے ساحرانِ غدار کو حکم ہوا بٹ جاؤ ملکہ مخمور اس مجمع کو دیکھکر شرم سے مری جاتی ہی حجاب سے گڑی جاتی ہی سر جھکا ہوا مثل ہلال شب اول جسم مین خم مثل تصویر خاموش دریائے حیرت کا جوش سامنے سے جو لوگ ہٹے جمشید جادو کی جمال جہان آرائے ملکہ مخمور سرخ چشم پر نگاہ پڑی وہ صورت زیبا دیکھی جو کبھی نظر سے نہ گذری تھی لیلی وش شیرین ادا زلفین عارض انور پر پریشان آئینۂ رخسار نہان آنکھین نشیلی نگاہ تیکھی ابرو شمشیر برہنہ قد نخل چمن مراد جسکی خروش قامتی کا

پیرو سرو آزاد اشعار
وہ زلفین کمر سے پڑی تھین بل کھا رہی تھین
درخت صندلی پر پایا ہو اٹھا سکن بلا
وہ گوش گوش نہ سنے گل کے نہیں ایسے
جو اُسکی نرگس بیمار کا رہے بیمار
وہ بینی اُسکی الف دار جو کوئی دیکھے
چمک وہ دانتونکی ہر رنگ لولو شہوار
بہائے دیدۂ حسرت سے خون کا دریا
رکھے ہوئے ہین برابر بہشت کے دو انار
کمر زیادہ ہی باریک بال سے اُسکی
کہ زیر ناف ہی اک صفحہ اُسکے آئینہ دار
عجب طرح کے کف پا تھے جسکو دیکھکے
نگاہ جو کی ٹھہرے نہ اسکے کمرے پر
لیا تھا سایۂ سنبل نے روئے گل پہ قرار
جبین وہ دیکھے جو وہ جبین ماہ کو رشک
وہ آنکھ دیکھنے سے جسکے ہو نرگس زار
نگہ وہ تیز کہ بسمل ہو جسکو دیکھکے دل
سدا رہا کرے غمناک وہ نحیف و نزار
گلو وہ جسکی صفائی کا ہو سکے نہ بیان
جو دیکھے دستِ حنائی کو اسکے عاشق زار
شکم وہ کرنہ سکے جسکی ہمسری مخمل
نظر نہ آئی نرم لگی وہ کبھی زنہار
مقام خامشی ہی وصف کیا کرون اُسیر
رکھے تھا آنکھوںمین رکھنے کی آرزو ہر بار
فرشتہ دیکھے تو ہو جائے لاکھ جی سے نثار
پڑی تھی پشت پہ اُسکے وہ تا کمر چوٹی
فزون تھے تیغ صفاہان سے ابروئے خمدار
نہ آپ کار کرے حکمت فلاطونی
مژہ وہ تیر کہ عاشق کا دل کرے افگار
دہن وہ تنگ کہ غنچہ ہو جسکو دیکھکے تنگ
صراحی دیکھکے گردن کی مست ہو ہشیار
غلط ہی سینہ پہ اُسکے جو کہتے ہین پستان
وہ پشت جسکی ہی تعریف مین قلم بیکار
بیان کیا کرون آگے کمر سے تا زانو
کیا ہی لام الف کاتب قضا نے نگار
بادشاہ جمشید جادو نے جو

سراپائے دلبند پردہ لوز کی تصویر دیکھی ہاتھ پاؤں مین رعشہ آگیا ہونٹھ چاٹنے لگا قریب تھا غش کھاکر تخت سے گرے سرداروں نے سنبھال لیا مگر آثار حضرت عشق کے چہرے سے پیدا حزن و ملال ناصیہ سے ہویدا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا وزیر سے کہا ای وزیر اعظم دستور معظم تیر مژگان نے اس قتال عالم کے تو دہ دل کو مشبک کیا کلیجہ پر چھُری پھر گئی ہوش و حواس درست نہین ہین اگر شربت وصال سے اسکے سیراب ہونگا بیمار محبت ہون تڑپ تڑپ کر مرجاؤنگا وزیر سنکے تو سر جھکا لیا کہا یہ قیدی طلسم ہی کسی بادشاہ نے کسی قیدی پہ ہاتھ نہین ڈالا ہی بادشاہ جمشید جادو نے جھڑک دیا کہ کیا بکتا ہی ہماری جان پر بنی ہی تو سمجھاتا ہی یہ کہکر طرف ملکہ مخمور سرخ چشم کے متوجہ ہوا بیقراری مین یہ اشعار با حسرت و یاس پڑھنے لگا بند مسدس

غم نہین ہجر مین دنیا سے گذر جاؤنگا
اب نہ اس کوچے سے اٹھونگا نہ گھر جاؤنگا
ذریعہ اتنا کہ ترے دل سے اتر جاؤنگا
آپ کے عاشقون مین نام تو کر جاؤنگا
مین وہ عاشق نہین جو موت سے ڈر جاؤنگا
دیکھ لینا مین گلا کاٹ کے مرجاؤنگا

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت و رسوائی خودکامی تست

یہ ستم دیدہ و دانستہ نہ کر ای ظالم
کیون مرے قتل پہ باندھی ہی کمر ای ظالم
یاد کرتا ہون تجھے آٹھ پہر ای ظالم
اپنے بیمار کی لے جلد خبر ای ظالم
اُڑ گیا آدھا دنیا سے اثر ای ظالم
تو مجھے بھول گیا دل سے مگر ای ظالم

از چہ بن نشنوی و یار چہ می پرسیرے
یار شو یا من بیمار چہ می پرسیرے

ایسے ایسے کلام جو اُس بیحیا نے متوجہ ہو کر ملکہ مخمور سرخ چشم سے کیے اور اشعار پڑھے ملکہ مخمور سرخ چشم نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف جمشید جادو کے دیکھا چونکہ زبان مین سوزن ہاتھ پاؤں مین جکڑ بند ہتکڑیان بیڑیان جان سے اپنی بیزار تھی کچھ جواب نہ دیا غرق دریائے حجاب زلفون کو پیچ و تاب جمشید جادو نے پھر وزیر سے کہا ای خیرخواہ قدیم وای مشیر و ندیم قریب جاکر اس نیر آسمان حسن و جمال کو سمجھا اگر مجکو قبول کرے کل طلسم جمشید کا بادشاہ کرونگا

سلطنت قبضہ مین رہیگی وزیر مخمور اپنے مقام سے اُٹھا قریب ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا کہا
اے سرو باغ حشمت و اقبال و اے نونہال حدیقۂ حسن و جمال اس مقام کو طلسم جمشیدی کہتے ہین
بڑے بڑے ساحران نامی یہان رہتے ہین ہمارا بادشاہ جمشید جادو نبیرۂ سامری کہلاتا
ہے اُنکے سحر کے سامنے فلک بھی اپنی افسونگری بھول جاتا ہے مقام ناز ہے کہ ایسا بادشاہ عالیجاہ
آپ کی کمند زلف مین گرفتار ہو نشۂ بادۂ محبت سے آپ کے مست و سرشار ہوا گر قبول فرمایئے
ابھی ہزارہا کنیزان مہ جبین مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر ہون آپ کے جاہ و جلال سے
تمام اہالیان طلسم جمشید باہر ہون اب ملکہ مخمور سرخ چشم کو تاب نہ باقی رہی ہر چند کہ زبان مین
بسبب سوزن کے لکنت ہے بات نہین کیجاتی ہے مگر غصہ مین جواب دیا کہ اس ملعون کو شرم نہین آتی
پوتی نواسی کو معشوق بنانے کا ارادہ کرتا ہے خدا کی قدرت کہ یہ سیاہ رو تیرہ درون ہماری محبت
کا دم بھرتا ہے اور تو بھکو لالچ دیتا ہے خبردار اب ایسا کلام زبان پر نہ لانا جیسا بادشاہ ویسا وزیر
مصرعہ وزیرے چنین شہریارے چنان + بادشاہ جمشید جادو تخت پر سے دیکھ رہا ہے
کہ وزیر منت و سماجت سمجھاتا ہے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا عجب عالم ہے چاہتی ہے اپنے کو ہلاک
کرون کل اہالیان دربار کو بھی سناٹا ہے آپس مین چہ میگوئیان کر رہے ہین بعض کہتے ہین کہ بادشاہ کو
شرم نہین آتی یہ گل رخسار انکے لائق ہے حسن و جمال مین معشوقان عالم پر فوقیت ہے بیت
زعاقلان کہ روا باشد سخنہا سے خطا گفتن + نزیبد مرد دانا را خلاف ماجرا گفتن + خود طرازمان
جمشید جادو پر یہ امر شاق گذر رہا ہے کوئی کہتا ہے وہ صاحب عفت و عصمت ہے دیکھو تو غیرت
سے اُسکا کیا حال ہے چہرۂ زیبا سے ظاہر حیرت و ملال ہے مگر جمشید جادو اپنے جامہ سے باہر ہے یہ
جو اُسنے دیکھا کہ وزیر سے بھی انکار کیا اور کلمات سخت و سست زبان پر جاری کیے اور سر اُٹھاکر
یہ کلمہ کہا کہ او بیحیا تو کیسا بادشاہ ہے عدالت کا خیال نہین نمکخوارون کا ملال نہین کئی سو ملازم تیرا
میرے ہاتھ سے مارا گیا اُنکے خون کا مجھ سے معاوضہ لے قتل کردار پر کھینچ دے جمشید جادو
نے غصہ مین کہا مجھ سے یہ تشنج ضبط نہو سکیگا اے نازنین ماہ دولت بے اختیار نہین ہین مجبور و
ناچار نہین ہین اگر سحر سے زبان بلاؤن سحر سامری کا نمونہ دکھاؤن وہ وہ منتر جنتر مجکو یاد ہین
تیر نگاہ ڈال دون غلام حلقہ بگوش بناؤن اگر چھری پر دہ تسخیر پڑھکر زمین پر ڈال دون

طائران ہوائی ہوا سے اتر آئین اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالین عورت کا تسخیر کرنا کتنی بڑی بات ہی وہ رنگ دکھاؤن کہ مجھ سے زیادہ اسکو محبت ہو یہ دیکھے میرے چین نہ پڑے یہ لکہکر غصہ مین آواز دی ای وزیر اعظم یہ کلید لو فلان کوٹھا جلد جا کر کھولو تو ہمارے بزرگون کے وقت کا ایک گلدستہ رکھا ہی ہر چند کہ پھول اُسکے خشک ہوگئے ہونگے جلد اٹھا لاؤ وہ گلہاے خشک رنگ تازہ دکھائینگے اِس گلعذار کو دیوانہ بنائینگے نیا گل پھولیگا سو نگھنے والا گلِ کار ستہ پھولیگا وزیر نے کلید اُٹھائی قصد ہوا کہ جا کر گلدستہ لاؤن یہ حال سنکر رنگ رو اُس غنچہ دہن کا متغیر ہوگیا عصمت کے خوف سے مثل گل گریبان چاک کیا مثل غنچہ دل تنگ خوف نام و ننگ دل کو طرف بہار پیراے ازل کے متوجہ کیا عرض کی ای باغبان قضا و قدر میرے باغ پر بہار عفت مین خزان نہ آنے پاے جلد طائر ارواح قفس جسم سے نکالے اِس ملعون کو نخل بدعت کا ثمر حاصل نہو مرد مر قضا کو حکم دے برگ حیات شاخ عمر سے گر جاے موت کی تصویر آنکھون کے نیچے پھر جاے یا اس صیاد کی بدعت سے اِس عندلیب بے بال و پر کو بچاے دام تزویر سے نجات دے بیقرار ہو کر اُس بلبل شاخسار محبوبی نے جو یہ دعا کی چمن مراد مین نسیم بہار کا جھونکا چلا غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا ایکایک آسمان پر برق چمکی جمشید جادو وغیرہ نے دیکھا ایک ساحر معقول لباس فاخرہ زیب جسم تخت سحر پر سوار آ کر بارگاہ مین اُترا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا ای سہیل اختر شناس اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا دل مشتاق ہوا کچھ امورات ضروری بھی عرض کرنا واجب و لازم تھے ایک جشن مین اس حقیر نے وعظ مین عرض کیا تھا کہ یہ سال آخر عمر طلسم ہی فرور طلسم کشا آئیگا نام اِس طلسم جمشید کا شائیگا علامت آمد مین یہ کتاب مین تحریر ہی صاف صاف تقریر ہی کہ پہلے ایک عورت خوبصورت طلسم مین قید ہو کر آئیگی وہی عورت علامت داخلۂ طلسم کشا ہی کاہنان طلسم نے بالتصریح لکھا ہی اس زمانہ مین احتیاط ضرور ہی کوئی امر خلاف کرنا سراسر قصور ہی کتاب بھی لیتا آیا ہون تمام نجومیون کے احکام اسمین مندرج ہین حاضر ہی ملاحظہ فرمائیے جا بجا یہی لکھا ہی کہ طلسم کشا کا داخلہ بڑے کر و فر سے ہوگا دوست دشمن ہونگے ملازمان خاص رہزن ہون یہ حالات سنکر جمشید جادو گھبرا گیا حشن و عاشقی

فراموش بدحواس ہوکر کہا اے خیرخواہ دوست صادق ایک نازنین حسین قید ہوکر آئی ہے حقیقت
مین اُسنے علامت بڑی قیامت برپا کی ہے صدہا ساحر مارا گیا منوش خونخوار نے بڑا
کام کیا بہ مشکل تمام اُسکو پکڑا اسقدر زنہ خدار ہے کہ دربار مین بھی نہین آیا مگر دیکھو وہ معشوقہ ساحرکش
یہ سامنے موجود ہے مگر اے سہیل اخترشناس مین اُسکو دیکھکر مائل ہوگیا میری جان پر بنی
ہے ہرچند سمجھایا نہین مانتی جان دینے پر آمادہ ہے ایسی صورت زیبا کبھی میری نگاہ سے نہین
گذری ہے اسکی نگاہ شرم آگین نے مارا میرے کلیجہ پہ چھری پھر گئی سہیل اخترشناس نے
پلٹ کر ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیکھا تھرتھر کانپنے لگا کہا اے بادشاہ خاموش یہ کلمات لاطائل
زبان سے نکالتا ہے اپنے جان ومال کا دشمن ہوا ہے سچا تابھی ہے کہ یہ کون ہے یہ معشوقہ رعنا
منظور نظر شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہے افراسیاب جادو کی مصاحب خاص ہمدم باخلاص
نہین معلوم یہان کیونکر آکر گرفتار ہوگئی مگر جو پرچہ اخبار مین نے دیکھا ہے کہ آج کل طلسم ہوشربا
مین غدر پڑا ہے افراسیاب جادو سے اور مسلمانون سے مقابلہ ہورہا ہے بہت ملازمان افراسیاب
شریک مسلمان ہوگئے یہ بھی کسی وجہ سے بھاگ نکلی ہوگی یہان پہونچگئی ان جھگڑون سے
آپ کو کیا کام باحتیاط اسکو نظربند کیجیے شہنشاہ کو لکھ بھیجیے وہ اپنے پاس بلوالیگا خواہ قتل
کرے خواہ بخشے یہ کہکر سہیل اخترشناس نے چند کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو
یہان سے لیجاؤ باحتیاط کسی مکان مین رکھو آب ودانہ پہونچانا خبردار کچھ تکلیف نہونے پائے
جب مخمور سرخ چشم کو کنیزین لے گئین سہیل نے میرمنشی کو حکم دیا طرف سے جمشید جادو
کے نامہ اس طرح تحریر ہونے لگا۔

نامہ از طرف جمشید بادشاہ طلسم حبشیہ بخدمت افراسیاب جادو نظم نامہ مصنف

اے شہنشاہ ساحران جہان
اختر برج حشمت و اجلال
ہو یہ مقبول عرض پردازی
یعنی مخمور قابل تکریم

اے مددگار افسران جہان
اے خدیو طلسم شہنشاہ
اب یہ لکھتا ہون شعبدہ بازی
قید ہے اس طلسم مین وہ اب

ماہ افلاک دولت و اقبال
ہمدم اوج پر ہو دولت و جاہ
آپ کی ہے جو اک کنیز قدیم
بھیجے اُسکو طلب یہ ہے مطلب

اے شہنشاہ گردون پناہ واے خسرو عالیجاہ یہ طرح کا سرگذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم میرے

طلسم کی علامت پر نہیں معلوم کس وجہ سے پہونچی اسقدر لڑی کہ کئی سو ساحر مارے گئے
چونکہ وہ مقدمۂ طلسم تھا آخر گرفتار ہوئی جب غلام کے سامنے حاکمان دربند لیکر آئے ہین نے
پہچانا یہ قوسن چکا ہون کہ آپ سے یہ آمادۂ بغاوت ہو مسلمانون سے محبت ہو باحتیاط نظربند
کیا یہ عریضہ خدمت مین لکھا کسی معتبر کو بھیج کر بلوا لیجیے یہ نامہ ایک ساحر کو دیکر روانہ کیا
پتہ نشان بخوبی سمجھا دیا افراسیاب جادو کا داخلہ باغ سیب مین ہو خدمت مین نازنینان
مہ جبین مہ جبینان مہ تمکین حاضر ہین مرمائے برف انداز جادو وابریق کوہ شگاف
رنگیسو کشاے بن شہاب وشہاب نارنجی پوش جادو وملکہ گلگون نازکبدن جادو
وملکہ نسرین نسترن عذار جادو وغیرہ ناظمان دربند سے ذکر ہو رہا ہو کہ اب زمانہ میعاد اسد
بن کرب غازی بہت قریب ہو ای ابریق جادو ایک نامہ فیض شمامہ ہمارے قدرت بازو
صاحب جاہ وچشم شہنشاہ نیلم کے پاس روانہ کرنا چاہیے ودیگر صفدر وصف شکن شہنشاہ توسن
مالک زندان طلسمی کے پاس ابریق عرض کر رہا ہو کہ عنایت سے خداوند لقا کی ایک
ان مین اٹھارہ سو خروج گنارون کو خبر ہو جائیگی انجمن مشاورت رونق پائیگی یہ ذکر درپیش
ہو کہ عرض بیگی نے بڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا دی اور عرض کی کہ ایک نامہ دار بادشاہ طلسم
جمشید جادو کا در دولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو افراسیاب جادو حیران وپشیمان
کہ بادشاہ طلسم جمشید جادو کو اس زمانہ مین مجھسے کیا ضرورت ہو خداوند لقا خیر کرے مقام
حیرت ہو حکم دیا نامہ دار کو جلد لاؤ نامہ دار نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا نامہ
ہاتھ پر رکھکر بصد ادب پیش کیا افراسیاب جادو نے وہ نامہ مشیر بہ تدبیر کو دیا اسنے باآواز
بلند پڑھنا شروع کیا تحریر تھا کہ میرے طلسم مین مخمور سرخ چشم قید ہین اور تمام کیفیتین علامت
طلسم پر لڑنا ہنگامۂ عظیم برپا کرنا بمشکل گرفتار ہونا لفظاً بلفظاً نامہ مین مندرج تھا افراسیاب
جادو شکر سُن ہو گیا ہوش اڑ گئے وزیرون سے کہا کیون صاحبو کیا طلسم جمشید جادو بھی
مخمور سرخ چشم یہ کیا بھید ہو سب نے عرض کی ای شہنشاہ حضور پر بخوبی ظاہر ہو ہر ایک
باشندۂ طلسم اس حال حسرت مآل سے ماہر ہو کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر
مخمور سرخ چشم مرتی ہو اپنے کو مطعون وبدنام کرتی ہو اسی سبب مین آسطرت جاتا ہو طلسم

گرفتار ہونے کا بہانا ہوا اور بادشاہ طلسم جمشید جادو ہمیشہ سے سرکار دولتمدار کا خراجگذار ہوا اور بادشاہ طلسم نور افشان بھی نصف ریاست کا دعویدار ہی مگر جمشید جادو دل وجان سے حضور کا خیرخواہ ہی یہ بھی سنا تھا جبدن سے حضور سے اور کوکب روشنضمیر سے فساد ہوا جمشید جادو نے کوکب روشنضمیر کو خراج دینا موقوف کر دیا بموجب تحریر جمشید جادو حضور کسی معتبر کو روانہ کریں مخمور سرخ چشم کو یہان طلب فرمائیں سزاوار سزا جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے بادشاہ افراسیاب جادو کو یہ راے پسند آئی نوشادرہوش درازبینی ساحر زبردست کو بلا کر حکم دیا کہ جلد طلسم جمشید میں پاس جمشید جادو کے جاکر مخمور سرخ چشم وہان موجود ہی ہماری خدمت میں لے آؤ مدہوش درازبینی مع فرمان شہنشاہ افراسیاب جادو اور دس ہزار فوج کو ہمراہ لے کر طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ میں چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان ومسلمانان برہم زنندہ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان وشہرنگ بصد کروفر تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ

اے ساقی ماہوش کدھر ہی
رہ رہ کے اُمنگ اُبھارتی ہی
بھر بھر کے پلا شراب گلگون
شادی گھر گھر رچی ہوئی ہی

کچھ تجکو بسنت کی خبر ہی
خمخانے کی تیرے خیر ساقی
خالی رہین کب تلک یہ خم ون
اک مست کا انتظار ہی آج

اب زردی رخ سے دھاری ہی
حالت تو بہت ہی غیر ساقی
کیون دختر رز بچی ہوئی ہی
یان آمد بادہ خوار ہی آج

یہ غزل لائق ملاحظہ ناظرین غزل

وہ نہ مانینگے احبا انکو سمجھا ئینگے کیا
وائے قسمت کررہے ہین وہ ہی سے دیکھکر
دیکھ لی تاثیر آہ کی بھی فراق یار مین
غیر ممکن ہی کبھی آرام سے سوئین حریص
انکی برہمی سے کب ڈرتا ہون جنکو ہی لحاظ

پہلے ہی قسمت نے ٹھہرا دی ہی ہم پھر اینٹھینگے کیا
کسلیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا
ملنے کو خود شرمندہ ہین منہ تک نے آئینگے کیا
ہاتھ تو کھینچا نہین ہی پانون پھیلائینگے کیا
منہ تو دکھلاتے نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا

آپکو فرصت ملے رسوائیوں سے کیا مجال　　اور میری طرح سے عاشق ہو جائینگے کیا
کب توقع ہے وہ آئین نعش عاشق دیکھنے　　ہمنے مانا جان بھی کھو مین تو پھر پائینگے کیا
بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر　　گلشن تصویر ہو نین پھول مرجھائینگے کیا
سر بکف پھرتے ہین مدت سے امید مرگ مین　　کھینچ کر تیغ دو دم ہمکو وہ دھمکائینگے کیا
یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائینگے　　حور و غلمان دیر ہی مجکو بھلا بھائینگے کیا
رہگئے ہین ٹوٹکر شانہ مین گیسو کے جو بال　　اضحی مردہ ہین یہ اے دوست لہرائینگے کیا
جھوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج　　کیون جلایا ہی مرے سر کی قسم کھائینگے کیا
کسطرح بہلائینگے مجکو یقین آتا نہین　　حور و غلمان بھی تمھاری شکل بنجائینگے کیا
گھورتا یہ ہی آنکھین وہ میل کرتا ہے ادھر　　دیدہ و دل پھیرے مجکو باتین سنوائینگے کیا
یہ غلط ہے حشر کو پردہ کرین وہ اے نسیم　　عاشقون کو دیدے بھی اپنی ترسائینگے کیا

دیگر کجا بودم اکنون فتادم کجا　　بدیدار نیکان نکو آمدم
عنان سخن شد ز چنگم رہا　　بشست آورم بار دیگر کہونا
دگر بار در گفتگو آمدم　　بفرمان حی الذی لا یموت

شعر سخن سازے کزمعنی ساز کردہ ✦ سخن را بآئین آغاز کردہ ✦ اُستادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ شبرنگ بن عمرو نے اُس ساحرۂ سیاہ فام کو قتل کیا ایک زنجیر آتشین مین شبرنگ بن عمرو و نور الدہر بن بدیع الزمان گرفتار ہوے تھے اور سیخوار کو ہی بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین چھپا اور شاہزادے کو تلاش کرتا پھرتا ہے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو طوق و زنجیر مین مسلسل پایا پہلو مین اسی حال پر ملال مین اپنے عیار شبرنگ بن عمرو کو دیکھا ایک ساحرہ بشکل مہیب سیاہ فام ہوشنگ جادو نام تاج سر پر تخت پر تمکن ہے گرد اگرد دہزار ہا جادوگرنیان سر جھکائے شباب پر شاہزادے کے کف افسوس مل رہی ہین شعلۂ رخسارہ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان سے مثل شمع جل رہی ہین کوئی کہتی ہے بوا کیا جوان ہے ایک کہتی ہے صاحب شوکت و شان ہے مگر ہوشنگ جادو نے پکار کے آواز دی کہ کیون او نگوڑے موے مونڈی کاٹے ڈیلے تو نے میری کنیز سیاہ تاب جادو کو مارا اگر مین نہ پہنچ جاتی تو نکل جاتا جلد تم دونون سامری و جمشید کو سجدہ کرو شہنشاہ

جمشید جادو سے تیری سفارش کرون وہ تجکو اپنا پاس بلا کر ریگا اور ای جوان کا ہنان طلسم جمشید
نے سو برس سے پیشتر جو تصویر طلسم کشا کھینچی ہی تیری صورت سے نہایت ملتی ہو علامتین بھی سب
ظاہر ہین صاف تحریر ہی کہ روز آمد طلسم کشا ایک کنیز حاکم ورتہ کی قتل ہوگی عیار ساتھ ہوگا وہ
سب صورتین معلوم ہوتی ہین طلسم مین بھی غلغلہ ہی ایک عورت بھی طرف سے علامت کے
آئی تھی سو ملازم منوش خونخوار کے قتل ہوے اب سنا ہی کہ اسکو سہیل اختر شناس نے پہچانا
ہی اور وہ معشوق بادشاہ افراسیاب جادو مخمور خونخوار ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے طرف شبرنگ بن عمرو کے دیکھا کہا ای برادر تم جو کہتے تھے وہ قول تمہارا کرسی نشین
ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم جس طلسم مین قید ہوکر آئی ہین شکر خدا ہم بھی اسی حوالی مین آئے
مگر وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی کہ قید ہوکر بھی مجبور معشوق سے دور شبرنگ بن عمرو نے
کہا مین اِس سے مفصل دریافت کرتا ہون نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ہان بادشاہ
کچھ تو پوچھو شبرنگ بن عمرو نے کہا کیون ملکہ عالم اُس عورت کے ذکر سے اور ہماری قید سے
کیا مطلب ہی ہم تو مسافرانہ اسطرف آنکلے تھے آپ کی کنیز نے کلمات سخت کے ہم شریف
تھے ضبط نہو سکا بیشک خنجر مارا خیر ہم تو اُس جرم مین قید ہوے اُس عورت نے کیا کیا جو علم ابھی
آپ نے ملکہ مخمور سرخ چشم زبان سے لیا ہوشنگ جادو نے کہا وہ بڑی زبردست ساحرہ
ہی افراسیاب جادو نے اُسکو تعلیم کیا ہی ہمارا بادشاہ شہنشاہ افراسیاب جادو کا
خراج گزار ہی پہلے مخمور سرخ چشم کو دیکھکر عاشق ہوا تھا جب زبانی سہیل اختر شناس
کے ثابت ہوا کہ یہ بادشاہ افراسیاب جادو کی کنیز خاص ہی تب اُسکو قید رکھا شہنشاہ
طلسم ہوش ربا کو عرضی روانہ کی ہی وہان سے کوئی رفیق آئیگا مخمور سرخ چشم کو قید کرکے
لیجائیگا سزا جزا کا مالک کو اختیار رہی اور یہ جوان مہر تمثال جو قید ہوکر آیا ہی تصویر طلسم کشا
سے بہت مشابہ ہی ہر فرد بشر کو تاکید ہی کہ جہان ایسی صورت کے جوان کو پاؤ فوراً قتل کرو
بس تم دونون کا بچنا ممکن نہین ہی اگر سامری و جمشید کو سجدہ کرو تو شاید بچ جاؤ شبرنگ
بن عمرو نے چاہا تھا کہ مین باتون مین میل کرکے عیاری کرون اُس احمق کو دھوکا دے کر
ماروں مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کب مانتے ہین ایک بار ذکر معشوق آیا

قالب پہ چھری چل گئی دوسرے اُسنے مذہب کا نام لیا فوراً جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہی سامری و جمشید کون مردود ہین جنکو ہم سجدہ کرین ہزار ہزار سامری و جمشید پر اور آپکے پوجنے والون پر لعنت ہی اب شہزنگ بن عمرو نے ہر چند اشارہ کیا کہ حضور یہ ملعونہ جو کچھ کہے ہان ہان کیے جائیے مین ابھی اسکو مارتا ہون اُنھون نے نہ مانا سچا سچا جواب دیا ہوشنگ جادو نے آواز دی او جوان حجت ختم کرنا منظور تھا اگر تو سجدہ بھی کرتا تو بھی تجھکو ضرور قتل کرتے کاہنان طلسم کی تاکید ہی کہ جسنے طلسم کشا کو قتل کیا گل اہالیان طلسم کی جان بچائی روح سامری و جمشید پر احسان کیا یہ کہکر آواز دی جلد جلاد کو بلاؤ اور آپ بارہ دری سے اُٹھکر صحن باغ مین آ کر کرسی پر بیٹھی کنیزین کشان کشان شہزنگ بن عمرو و نورالدہر بن بدیع الزمان کو سامنے لائین نگاہ پڑی نورالدہر بن بدیع الزمان کے چہار جانب گلہاے رنگا رنگ و شگوفہاے بوقلمون تمام اشجار بار باثمار سے سرسبز و سب طرح کے پھول جا بجا ہر چمن مین موجود اشعار

اڑاتی پھرتی ہی بادِ بہاری ہر طرف ۔ نکہت گل نے ہر اک جانب ہین کھولے عطردان
وجد کے عالم مین صف باندھے کھڑے ہین جوش ۔ اک طرف کیلے پہ شکلِ حلہ پوشان جنان
دار سبزون سے عیان ہر چرخ اخضر کی بہار ۔ تاک کے خوشون پہ ہی عقدِ ثریا کا گمان
طرز سرسبزی نے کی ہی ہر طرف سے سرکشی ۔ ہی زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان

مگر اُسوقت وہ گل گلدستہ حدیقۂ شجاعت و نونہال گلشن جلالت جو اس حال زار سے مسلسل بیٹھا ہی ہر گل کا کلیجہ خون بلبل کو نوبت بجنون عشق قد نورالدہر بن بدیع الزمان نے ایسا جوش کیا فاختہ نے بر سر شمشاد کوکو کو فراموش کیا نہرون کو بیقراری کا جوش سوسن سیاہ پوش

بیت روکے قمری نے جب کیا نالہ + سرو گلشن کا بھر گیا نالہ + اسی عرصہ مین جلاد سامنے آیا کلاہ جلادی سر پر تیغہ باڑھ دار چار انگل کا بچہ چڑھا ہوا صورت اسکی خونخوار آتے کے ساتھ ہی ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کا کھینچا اُسوقت شہزنگ بن عمرو بیقرار ہوا اور گھبرا کر کہا او بیحیا یہ میرا آقا ہی پہلے مجھکو قتل کر میرے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر ہوشنگ جادو نے کہا کہ تجھکو تو سب سے زیادہ تیرے قتل کی جلدی ہی کاہنان طلسم لکھ گئے ہین اسنے رخ کا [illegible] اور [illegible]

عیار اگر قتل ہو جائے تو سو برس تک طلسم پر زوال نہ آئے نہ تو بچیگا نہ اسکی زندگی کی کوئی صورت ہی اور حکم دیا اِس ملعونہ نے کہ ای جلاد صاحب بیداد ایک ہاتھ مین دونون کا سر قلم کر حکم اول ہوشنگ جادو سے جلی ہو چاہتی ہی کہ حکم ثانی دے شبرنگ بن عمرو نے بلک کر دعا کی باب اجابت وا تھا تیر دعا تا بہ عرش اعلی پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان پہ برق چمکی سب کی نگاہ اُٹھ گئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا تخت زرین پر ایک معشوقۂ دلفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب چہرہ آفتاب تابان عارض ماہ درخشان زلفین مار سیاہ یا عاشق کا دود آہ یا سویداے دل عاشق زار یا نافۂ آہوے تاتار ہونٹون سے مسیحائی ظاہر ہی دہن تنگ کے رمز سے صانع ازل ماہر ہی سینہ تختۂ نور لبنان جناب مجر سرور قد نمونۂ قیامت کمر آفتاب آسمان شوکت

نظم

بال زلفون کے پیچ کھائے ہوئے
پائینچے ہاتھ مین اٹھائے ہوئے
سرو شرمندہ اُسکے قامت سے
تھی خرامان بڑی نزاکت سے
زلف تھی اُسکی یا کہ دام بلا
مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا
دیکھکر وہ جبین گیہان تاب
منھ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب
یون نمایان تھے ابروے خمدار
دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو
تھی مژہ تیر قلب مونس کو
پاس آنکھون کے بینی پرضو
یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو
تھے عجب رنگ و بو کے وہ رخسار
جان گل جسپہ ہو فدا سو بار
لب تھے مستی سے کہ وصل کی رات
یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات
دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے
چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے
تھا فصاحت کا گرچہ بحر روان
ماہی بحر حسن تھی وہ زبان
واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن
جسمین یوسف نے کھینچے رنج و محن
آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ
نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ
تھا شکم رشک مخمل و سنجاب
ناف تھی بحر حسن کا گرداب
اب ہو لازم ہی کمر کا حال
نہ بیان کر کہ تو یہ بات محال
چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر
وصف اُسکا بشر کرے کیونکر
حسن بازون کا کسطرح ہو رقم
دلپہ چلتا ہی اپنے خنجر غم
کیا خدا داد حسن ہا ہا شا
آپ حق نے اُسے بنایا تھا

وہ قاتل عالم تخت سے اُتر کر مثل ہلال شب اول برائے سلام ہوشنگ جادو خم ہوئی اور ہوشنگ جادو نے ہاتھ بہ محبت پھیلا دیے کہا واری برخوردار عمر دراز نگر نورالدہر بن بدیع الزمان صورت

اسکی دیکھکر بیچین ہو گئے ہوشنگ جادو نے سر سینہ سے لگا لیا کہا واری ملکہ شگوفہ جادو آپکا یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسکا اسنے جواب دیا نانی اماں مین نے سنا کسی مسلمان کو آپ نے بڑے زور و شور سے گرفتار کیا جب وہ بیوقوف فرقہ ہر کہتے ہین ہمارا خدا ہے نادیدہ آسمان پر رہتا ہی اور کتابون مین اُنکے مولویون نے تحریر فرمایا ہی کہ ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہی کیون نانی اماں یہ دلیل حقیقت مین ٹھیک ہی مجھے بڑا اشتیاق تھا کہ دیکھون وہ لوگ کیسے ہوتے ہین کہ پوٹے دو سو خداوندون کو چھوڑا ایک کو اختیار کیا ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا اے نور نظر لخت جگر مین نے تو بڑی کد و کاوش سے گرفتار کیا ہی انکی کتابون کا کیا اعتبار ہی یہ فرقہ بڑا مکار و غدار ہی مگر صاحبان علم و فضل جری بہادر لئیق ہین سطوت صولت دولت آرا حصہ بہت طول و طویل ان مسلمانون کا قصہ ہی بقول کاہنان اس طلسم کا یہی شخص طلسم کشا ہی وہ دیکھو سامنے قید ہو کر آیا ہی مین نے زیر تیغ بٹھایا ہی اسکو جلد قتل کرون اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرون اور پوٹے دو سو خداوند رضامند ہون اسکے بزرگ دردمند ہون ابھی ظالم کو قتل کرتی ہون جمشید کی تاکید ہی کہ جوان صورت کا شخص آئے فوراً قتل کیا جاے یہ سنکر ملکہ شگوفہ جادو نے بیٹھکر دیکھا نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک یوسف کنعان حسن میں بے نظیر چہرہ ماہ منیر خود سر پہ دھلکا ہوا زلفین غالیہ تا بدوش غزال چشم شیرخشم صولت و جلالت چہرے سے ہویدا آثار سروری و سرداری جبین مبین سے پیدا آنکھین رشک چشم غزال چتون سے ظاہر حزن و ملال طوق و زنجیر مین سلسلۂ لشکر جرأت کا ہراول ملکہ شگوفہ جادو کے دل نازک پر تیر مژگان لب معشوق ہو گئے ہاتھ

پانون تھرانے لگے اشعار	بدرش خون جنون جوشیدہ	دود سودا لب تفتہ پیچیدہ
لیسکہ شد شیفتہ مہر سولش	حیرتے آئنہ شد از رویش	آہ سرد از دل پر درد کشیدہ
دامن و جیب ازین غم بدرید	از خش رنگ پریدن میخواست	پر پرواز دمیدن میخواست
دیگر بھی نگہ یا کہ جی کی آفت تھی	وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ	دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز	رنگ چہرے سے اُڑ گیا پرواز
ہاتھ جانے لگا گریبان تک	جاک کے پھیلے پانون دامان تک	طپ نے اک جنون کیا پیدا
اشک نے رنگ خون کیا پیدا	سوزش دل نے جی مین جا کر کی	داغ نے آ جگر کو آتش دی

بیساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اپنی نانی کی گود مین گر کر بیہوش ہوگئی کنیزین چارون طرف سے
دوڑ پڑین ملکہ ہوشنگ جادو سر پیٹنے لگی ہے ہے واری کیا ہوا گلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ شگوفہ جادو
کو ہوش آیا مگر حال ابتر دل مضطر چشم تر ہونٹھ خشک حیران حیران طرف نور الدہر بدیع الزمان
کے دیکھنے لگی شعر مصنف ہون تصور مین ترے صورت تصویر گلی * جسم میرا ہو گیا پیکر بیجان کیطرح
ملکہ ہوشنگ جادو نے بلائین لیکر پوچھا واری خیر تو ہے مزاج کیسا ہے اسوقت غش آنے کا کیا
باعث ہوا آنچ ہو تمھاری سلامتی کی دعائین مانگتی ہون موئی مٹی کی نشانی ہو ہرچند ملکہ ہوشنگ
جادو پوچھتی ہے ملکہ شگوفہ جادو کے منہ سے بات نہین نکلتی ہے وہ جو کنیزین بڑی بڑی عقلمند
تھین اُنھون نے بڑھکر کہا بی ملکہ ہوشنگ جادو صاحب تپتے دھوپ مین چوندا سفید
ہو گیا ہے چھوکری کا تو کورا ہے یہ قیدی زنجیرون مین بندھا ہوا اسطرح مسلسل بیطوق اپنی جان کا
تعلق سوسنت بھی دکھا دی اسطور سے اس مصیبت مین اسنے کبھی کاہے کو کسی کو دیکھا ہوگا جلاد
خنجر کھینچے ہوے سامنے کھڑا ہے لوگون کے دل کانپتے ہین بچی سے رہ رہ کر جواب پوچھتی ہو اُسکے
ہوش درست نہین وہ کلام کیا کرے اب پہلو ملکہ شگوفہ جادو کو بھی ملا کہا نانی امان حقیقت
مین مین ڈر گئی مگر دل سے کہتی ہے او دل خانہ خراب کس پر مبتلا و فریفتہ کرایا کہ جو آفتاب لب بام
ہے چراغ سحری ہو رہا ہے تمام طلسم دشمن دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا واری
اچھا وہ دونون وقت ملتے ہین اپنے باغ کو سدھارو کنیزون سے اپنی جا کر کھیلو کودو اسکا ڈر تھا
کیا چھپا مسلمان کے قتل کرنے مین بڑے ثواب ہین تمکو مثل زلف کے ناحق پیچ و تاب ہین ملکہ شگوفہ
جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا بے اختیار رونے لگی ملکہ ہوشنگ جادو نے گلے سے لگا لیا کہا
بی بی ہمنے جو کہا سدھارو واسپر رو دی ہو حقیقت مین تم ڈر گئی اس جوان کو قتل کر کے سر خدمت
مین بادشاہ کی روانہ کرنا منظور ہے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان آپ خفا نہون تو مین ایک
بات پوچھون ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا خفگی کی کیا بات ہے جو جی مین آئے بخوف کہو ملکہ شگوفہ
جادو نے کہا آپ نے بادشاہ سے بھی دریافت کیا کہ اسکو قتل کرون یا قید رہے ملکہ ہوشنگ
جادو نے کہا اب تو مین نے نہین پوچھا جشن مین کا انہون نے کہا تھا کہ طلسم کشا کے آنے کی یہ
علامت ہوگی جسکو اب شخص ہے فوراً قتل کرے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان عقل سے

مرا سر دو رہی زندے کو مردہ کرنا تو آسان ہی اور مردے کو کون زندہ کر سکتا ہی اگر یہ جوان
طلسم کشا نہو اور آپ سرکاٹ کے روانہ کرین بادشاہ کے خلاف ہو پوچھیگا کیون قتل کیا
ہمسے لکھم نیلیا نانی اماں یہ تندی مزاج بادشاہان عالیجاہ ہی بقول شیخ سعدی گاہے بسلامے
برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند پھر کیا جواب دیجئے گا آپ خداوند سامری و جمشید
ولات اعلیٰ و منات معلی و خداوند لقا و خداوند زبرجد شاہ و خداوند فرعون شاہ و
خداوند شداد شاہ شقاق الکوہی وغیرہ کی ہمسرہین زندہ کیجیے گا ایک عرضی روانہ کیجیے پہر
دو پہر مین جواب آجائیگا یہ بات تو ملکہ ہوشنگ جادو کو پسند آئی چہرے کی بلائین لین اور
ترقی حسن و عمر کی دعائین دین کہا بی بی کیا معقول بات کہی ہی حقیقت مین یہ میرے خیال مین
نہ تھا نام خدا پڑھی لکھی ہو عمر بھی موافق اپنے سن کے خوب جانتی ہو یہ کہکر کنیزون کی طرف
متوجہ ہوئی کہا صاحبو تمنے ذہانت کو ہماری صاحبزادی کی دیکھا بیشک پڑھنے لکھنے سے
جا. آنکھین ہو جاتی ہین عنایت سے سامری و جمشید کے حسین مہ جبین ہو لیق متین ہو صاحبو
دعا کرو ایسا ہی اسکو شوہر بھی ملے خوبصورت نیک سیرت خاندان عالی سے ہو چاند سے
چہرے پر سہرہ دیکہون مین گھر داماد رکھونگی اپنے چاند کے ٹکڑے کو گھر سے رخصت نہ کرونگی میری
زندگی کا اب یہی سہارا ہی ہم تو چراغ سحری آفتاب لب بام ہین اسکے بچے گود مین کھلاؤن
گلہائے چمن خوبی کو اس باغ مین دیکھون یہ کہکر حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کو قید رکھو صبح
تک جواب آجائیگا پس اسی وقت عرضی لکھی تمام حال شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
اور شہرنگ بن عمرو کا اسمین مندرج کیا ہاتھ مین ایک جادوگرنی کے دیا کہا ہاتھ مین شہنشاہ
جمشید جادو کے دینا اور زبانی بھی شہنشاہ سے عرض کرنا جواب فوراً مرحمت فرمایئے جادوگرنی
جب روانہ ہو چکی ملکہ ہوشنگ جادو خود اٹھی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و
شہرنگ بن عمرو کو کشان کشان لاکر ایک مکان تنگ و تاریک مین بند کیا ایک ترنج جھولی
سے نکالا سحر پڑھ کر زمین پر مارا شعلے جل کے آتش سحر نے نور الدہر بن بدیع الزمان و شہرنگ
بن عمرو کو گھیر لیا خلاصہ دودمان خلیل الرحمان آگ کی گرمی سے بیقرار چہرۂ آفتاب مثال حرارت
سے سونلا گیا فرط حدت سے غش آگیا ملکہ ہوشنگ جادو نے جادوگرنیون کو حکم دیا رات کو آب و دانہ

نہ دینا لاکھ قیدی غل مچائے چیخے چلائے خبر نہ لینا یہ حالات ملکہ شگوفہ جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھے اب تو بیقراری اور زیادہ بڑھی دل سے کہتی ہو ہاے اے شگوفہ یہ کیا ستم ہوا یہ پروردہ مہد ناز و نعم اس مصیبت کو کیونکر اُٹھائیگا یقین ہو رات ہی کو تڑپ تڑپ کے مر جائیگا مگر مجبور و ناچار اشکبار بیقرار اپنے تخت سحر پہ سوار ہوئی کنیزون کو ساتھ لیا اپنے باغ مین آئی باغ کو دیکھکر خار الم دل مین کھٹکا وہ باغ پر بہار بد تما نگارستان سنسان ویران معلوم ہوتا ہو دل امڈا اُس عالم یاس یکہ و تنہا بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا باہر جاؤ میرے سامنے چاؤن چاؤن نہ کرو تمھارے چیخنے سے میرا سر پھرا جاتا ہو دل خود بخود گھبراتا ہو کنیزین تو باہر گئین ملکہ شگوفہ کی آنکھون کے نیچے وہی تصویر دلپذیر پھر رہی ہو دل سے کہتی ہو ہاے اسکی جان تو نے کیا بچائی اور آفت آسمانی اُسکے دشمنون کے سر پر آئی اُس اندھیرے مکان مین وہ ماہتاباں کیسا گھبراتا ہوگا ہتکڑیون اور بیڑیون سے سر ٹکراتا ہوگا گرد حصار آتش اُسکی گرمی جسم نازک کو جلاتی ہوگی مین اپنا حال دل کس سے کہون بے دست و پا ہون کسکو بھیجون کہ جو دمبدم کی خبر لاکر سنائے **بیت** نہ قاصدے نہ صبائے نہ ہمدمے دارم ✤ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ✤ کبھی بیقرار ہو کر کہتی ہو ہاے نہین معلوم اُس شہریار پر کیا گذرتی ہوگی مین نے تو اسکے ساتھ سراسر دشمنی کی اسطرح پر آب و دانہ بند ہو نا تڑپ تڑپ کے جان کھونا گرمی آتش بحر سے کیسا گھبراتا ہوگا کلیجہ منھ کو آتا ہوگا کبھی ہاتھ اُٹھا کر آواز دیتی ہو اور یہ ابیات پڑھتی ہو **ابیات**

اے باد صبا سوے دل آرام	لے جا تو یہ غم زدون کے پیغام	جسدن سے ہوئی تری جدائی
دیوانے پہ تیرے آفت آئی	آوارہ ہون تیری جستجو مین	سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
گھر بار تمام مجھ سے چھوٹا	اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا	کبھی بیقرار ہو کر پکارتی ہو اشعار
جی مین ہو جاؤن نجد کے بن مین	قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین	اور کبھی دیکھکر سوے افلاک
کہتی تھی اپنے سر پہ ڈالکے خاک	اے فلک تو نے کیا کیا مجھسے	میرا دلبر چھوڑا لیا مجھسے
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی	ہان یہ غمخوار اک مرا غم ہی	چار پاے پلنگ کے مجکو
چار پاے درندہ ہین اب تو	ہم ہین یا غم سرا ہی کیا کیجے	کون ہو کس سے حال دل کیجے

آخر روتے روتے آنکھین سرخ ہو گئین شمشاد قد نامے وزیر نادی اپنے قصر مین تھی اُسنے

دیکھا سب کنیزیں اپنی اپنی چھپریوں میں بیٹھی ہیں شمشاد نے کہا اری مشاطہ ملکہ شگوفہ جادو بارہ دری
میں اکیلی ہیں سب نے کہا بی شمشاد ملکہ تو آج ہمکو کاٹ کاٹ کھاتی ہیں تیور دکھاتی ہیں ہم
سبھوں سے کہا ہمارے پاس سے جاؤ کیا ہمکو قیدی بنایا ہی ہم سب چلے آئے اکیلی وہاں بیٹھی ہیں
ہم کیا جانیں کیا کرتی ہیں شمشاد بڑبڑاتی ہوئی قریب بارہ دری کے آئی اب جو پردہ اٹھا کر دیکھے
ملکہ شگوفہ جادو پانوں لٹکائے ہوے پلنگ پر بیٹھی ہی ساق بلوریں کھلی ہوئیں پائنچے چڑھے
ہوے موے سر کھلے ہوے آنکھوں سے دریا اشکوں کا جاری گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھیں
لال رونے سے پریشان حال بس شمشاد روتی ہوئی دوڑی جاکر قدموں سے لپٹ گئی سر سے
پانو تک بلائیں لیں ترقی حسن کی دعائیں دیں پوچھا واری خیر تو ہی ملکہ نے پہلے تو بہت انکار کیا
آخر ٹھنڈی سانس بھرکر کہا ای شمشاد یہ جو جوان قید ہوکر آیا ہی اسکی حسرت و مصیبت پہ میرا دل
جلتا ہی ورنہ مجھے کچھ کام نہیں ہی اتنا چاہتی ہوں کہ ایک نظر دیکھ لوں ورنہ سمجھاؤں ایسی جرأت
کو آگ لگے سحر و ساحری میں خاک دخل نہیں جادوگروں سے بھڑ پڑے آخر کیا کرسکے ای
شمشاد میں اسکو کسی طرح سرحد طلسم سے نکالدوں شمشاد بولی کہا واری بہت دشوار ہی
لونڈی نے دریافت کیا ہی سارے طلسم میں غلغلہ پڑا ہی یہ جوان نبیرۂ صاحبقران ہی نام اسکا
نور الدہر بن بدیع الزمان ہی کاہنان طلسم نے اسی کی تصویر درج کتاب کی ہی اس جوان
کا بچنا دشوار ہی سارا طلسم دشمن جان عالم رہزن ایمان اس بات سے دل کو پھیرئیے اسکا انجام برا ہی
شمشاد نے جو یوں سمجھایا ملکہ شگوفہ جادو بلک کر روئی اور کہا ای شمشاد اگر رات کو کچھ
انتظام نہوا جب صبح کو نانی امان اسکو قتل کرنے لگینگی جاکر لڑونگی ہر چند کہ میں نانی امان کے
سحر پر غالب نہ آؤنگی اسکے سامنے تو اپنی جان نثار ونگی میرا اسکا لاشہ ایک مقام پر ہوگا خیر
بی شمشاد تم ہمسے رخصت ہو جواہرات وغیرہ جو کچھ ہو اٹھا لے جاؤ یہ جو لباس جسم میں ہی
واسطے کفن کے کافی ہی یہ سنکر شمشاد تڑپنے لگی کہا واری اس مال و اسباب کو آگ لگے ہمیں
آپکی جان کا خیال ہی مال کیا مال ہی اور شمشاد یہ بھی دل میں سوچی کہ یہ آتش عشق آب کلام
نصیحت سے نہ بجھے گی دمبدم شعلۂ محبت بھڑکیگا ضبط کا ملکہ شگوفہ جادو کو اختیار باقی
نہ رہا سوچ کے عرض کی کہ واری ہر چند کہ خرابی ہی ہم بھی اپنی جان آپ کے ساتھ دینگے

یہ جو سامنے کمرا ہی ابھی یہان سے نقب لگاتے ہین شاہزادے کو زندان سے نکالے لاتے ہین مگر حضور بھی ساتھ چلین قیدی کے گرد ماران سحر و آتش پر تھی آپ کی نانی جان نے اپنے دست بخش سے یہ سامان کر دیا ہی ہمکو دیکھکر نگوڑے ڈبر الگین گے وہ سحر سوائے آپ کے ہمسے دفع نہوگا ملکہ شگوفہ خوش ہوگئی پا ینچے چڑھا کر نقب کھودنے پر آمادہ ہوئی کہا ای شمشاد ایسے سحر کا دفع کرنا کیا مشکل ہی اب مین سحر سے نقب لگاتی ہون یہ کہکر ڈوپٹہ کی گاتی باندھی ماش کے دانے ہاتھین لیکر زمین پر سحر کرنے لگی دم بھر مین طبقہ زمین کا چٹا اب تو شمشاد نے سب کنیزون کو بھی بلا یا ملکہ شگوفہ آگے آگے سحر کرتی ہوئی عقب مین سب کنیزین مٹی وغیرہ نکال رہی ہین چند عرصہ مین دہنہ نقب کا اسی کوٹھری مین جا کر توڑا ملکہ شگوفہ نے سر نکال کر دیکھا شاہزادہ نورالدہر اور شبرنگ عیار صدمۂ سحر ہوشنگ جادو سے بیہوش پڑے ہین گرد ماران سیاہ بیٹھے ہوئے زبانین منہ سے نکال رہے ہین ملکہ شگوفہ نے تیغ بھوے ماران سیاہ کو قتل کیا کبھی ماران زلف پیچ و تاب کا آئینہ عکس ڈالا کبھی باران سحر برسایا اسی بیہوشی مین شاہزادہ نورالدہر اور شبرنگ کو اٹھایا کنیزین لپٹ گئین ہاتھون ہاتھ نورالدہر و شبرنگ کو لے لیا نقب مین پھاند کر بیک چشم زدن بارہ دری مین پہونچ گئین مگر ہوش و حواس سب کے پراگندہ کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آپسمین چہلک زنی ہو رہی ہی لونڈیان تمسخر کرتی ہین ایک کہتی ہی کہ چڑیو کی آگ بھر کی ضبط نہوسکا دھگڑے کو نکال لائین اب کیسی خوش ہین پھولون نہین سماتی ہین دیکھو بوا ہمسے آنکھ بھی نہین ملاتی ہین مگر ملکہ خوشی سے باغ باغ تھی شاہزادے کو مسند پر بٹھایا سحر اتار کر ہوشیار کیا اور ایک جانب آپ شرمائی ہوئی ڈوپٹہ سے منہ چھپائے ہوے بیٹھ گئی شاہزادہ نورالدہر نے آنکھ کھول کر جس گلعذار کو باغ ہوشنگ مین دیکھا تھا اسکو اپنے قریب پایا شبرنگ تو ہوشیار ہوتے ہی شمشاد کی جانب متوجہ ہوا کہا جان جہان ہمارے پاس آؤ ہم تم پر عاشق ہین اپنے قول کے صادق ہین عمر بھر خدمت کرینگے روٹی کپڑا اچھے مزے سے پہونچا ینگے شمشاد نے جھنجھلا کر کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہی اپنی امان بہنیا کو روٹی کپڑا پہونچا تجھے کی خوبی یا تو شل مردے کے وہان پڑے تھے دام سے چھوٹتے ہی جھکنے لگے یہ ہمارے عاشق ہین اپنا منہ تو خواہ آئینہ تو نصیب نہوا ہوگا چینی مین ہوت کر اپنا چہرہ

دیکھا ہوگا شبرنگ نے کہا کیا میں بُرا لگتا ہوں شمشاد نے ایک دوہتڑ مارا اور ملکہ شگوفہ سے
کہا حضور اِس منحوس موش صحرائی کے بچے کو منع کیجیے اپنی چونچ بند کرے نہیں لاکھوں صلواتیں
میں سناؤنگی ملکہ نے اشارہ کیا شمشاد کیون لڑتی ہو لمحہ بھر کی صحبت ہے نہیں معلوم کیا ہو شمشاد
نے کچھ میوہ وغیرہ شاہزادے کے سامنے پیش کیا کہا حضور کیون خاموش بیٹھے ہیں دشمنوں پر
آب و دانہ بند ہو تناول فرمائیے ملکہ شگوفہ کو آپ کے حال زار پر رحم آیا نقب سحر لگا کر یہان
لائیں ہم سب نے انتہا کی شفقت کی شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر کہا ملکہ عالم کا ہم غریبوں پر
احسان ہے ملکہ شگوفہ تو بیقرار بیٹھی تھی بول اٹھی صاحب کچھ احسان کی ضرورت نہیں ہے آپ
کچھ نوش فرمائیں مرکب مجھ سے لیجیے بتعجیل یہاں سے نکل جائیے صبح ہوتے ہی نانی امان قیامت
برپا کرینگی آپ کی تلاش ہوگی میں جارہی ہوں آپ خیر و عافیت سے اپنے لشکر میں پہونچ جائیے
اگر یاد رہے تو نامہ و پیام سے یاد فرمائیے گا شاید کبھی ملاقات بھی ہو میں کیا اختیار ہے کہکر
آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے رومال سے اشک
ملکہ شگوفہ کے پاک کیے کہا اے ملکۂ عالم ہمارا اس طلسم سے نکلنا دشوار ہے جب تک اس طلسم کو فتح نہ کرینگے
سرحد سے اسکے قدم باہر نہ دھرینگے بعض مقدمات ایسے ہیں کہ انکا بیان کرنا مناسب وقت نہیں
ہے اگر حیات مستعار باقی ہے کل کیفیت ظاہر ہوگی یا طلسم فتح ہوگا یا موت دامنگیر ہے آمادہ بدوست
فلک پیر ہیں اور میوہ وغیرہ کھانا تمھاری عنایت پر موقوف ہے پروردگار کی اطاعت کرو لات و
منات پر لعنت کرو الغرض ملکہ شگوفہ مع کنیزون کے مطیع الاسلام ہوئی دونوں کو جوش
محبت شباب کا عالم دو دو جام پیئے چند باتیں ہونے پائی تھیں کہ ناگاہ ماہتاب عالمتاب نے
حجاب برج مغرب میں منہ چھپایا اور قیدی زندان مغرب یعنی نیر اعظم زنجیرہاے شعاع میں جکڑا ہوا
فلک نیلی پر تھرتھراتا ہوا نکلا رخ شمع پر زردی آئی مرغان سحر نے دھوم مچائی اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت ‖ خروس صبحدم آواز برداشت ‖ صبا دل تحفۂ دلکش رسانید
نقاب غنچہ از رو در کشیدند ‖ سمن از آب شبنم روئے خود شست ‖ بنفشہ جعد عنبر بوئے خود شست

رنگ روئے ملکہ شگوفہ خوف سے فق ہوا ہر طرف غلغلہ ہوا تو صبح ہوگئی یہ دونوں عاشق و
معشوق مصروف عیش ہیں مگر ہوشنگ جادو شاہزادہ نورالدہر کو قید کرکے سوئی تھی

خواب خرگوش سے بیدار ہوئی یافتنہ خوابیدہ جاگا حوض پر آکر منہ ہاتھ دھویا یہ نہ جانتی تھی کہ
آج زندگی سے ہاتھ دھونا ہے کرسی پر بیٹھی ہے کہ آسمان پر برق چمکی جس کنیز کو نامہ دے کر خدمت
جمشید جادو بادشاہ طلسم میں بھیجا تھا وہ جواب باصواب حسب خواہش اُس محبوبہ کے لیکر
آئی بلائے ناگہانی نے صورت دکھائی ہوشنگ جادو نے فرمان شہنشاہ آنکھوں سے
لگایا چوم چاٹ کر کھولا لکھا تھا اے ہوشنگ جادو خبردار خبردار نامہ دیکھتے ہی اُس جوان کو قتل
کرکے سر ہمارے پاس روانہ کرو وہ حقیقت میں طلسم کشا ہے کتاب سامری میں صاف صاف
لکھا ہے یہ مضمون فرح افزا پڑھ کر اُس بدسیر نے حکم دیا جلد قیدیان بلا کو لاؤ جلاد کو بلاؤ میدان خونی
کی بہ تعجیل تیاری ہو کنیزیں دوڑ کر قریب کوٹھری کے آئیں قفل کھولا سر ڈالکر دیکھا وہ مکان خالی
پڑا ہے یاران سحر جلے ہوئے شعلہ ہائے آتش سرکش بجھے ہوئے دہنہ نقب موجود بیٹھی ہوئیں سامنے
ملکہ ہوشنگ جادو کے آئیں عرض کی حضور قیدخانہ خالی پڑا ہے کوئی اُس جوان کو چھڑا لے گیا
اتنا تو ہمکو بھی ثابت ہوا کہ کسی ساحر کا کام ہے بس ہوشنگ جادو ہائے کہکر اُٹھی اور اُس مکان
میں آئی معرکۂ مذکور دیکھ کر غصہ میں بھر آئی اور فوراً نقب میں کود پڑی عقب میں چند جادوگرنیاں
ملکہ شگوفہ نے گھبراہٹ میں مہرہ نقب کا نہ بند کیا تھا ہوشنگ جادو نقب کو طے کر کے چمن
ملکہ کے آکر نکلی اور اُس وقت پہنچی کہ دونوں عاشق و معشوق مسند پر جلوہ فرما ہیں پہلوئے شہرنگ
بن عمرو کے بی شمشاد اکڑ رہی ہیں شہرنگ تاہیں مار رہا ہے ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہے دیکھتے
ہی ہوشنگ جل گئی دہن سے بکا اا و شوخ دیدہ ننگ خاندان دھگڑے کو لیکر پہلو میں
بیٹھی ہے اری جمشید جادو کو نہیں جانتی خبردار تو یہ کہ اس جوان کو مجھے دے میں سر کاٹ کر
انہ کردون پہلے تو ملکہ شگوفہ کھڑی ہوگئی دور سے ہاتھ باندھے گڑگڑا کر عرض کی نانی اماں میری
خطا معاف کیجیے آپ کے نزدیک بھی یہ طلسم کشا ہے اور آپ ہی کا قول ہے کہ طلسم کشا کا قتل ہونا کیا
ہے بس اس سے دشمنی کرنا بیکار ہے اس شیر صولت کی اطاعت کیجیے ہوئے دو سو خداوند پرست
کیجیے ہر چند کہ بے تمیز ہوں مگر آپ کی کنیز ہوں میرے حال پر رحم فرمائیے یہ سنکر ہوشنگ جادو
مثل شعلۂ آتش کے بھڑکی پکاری ہو ماجو اور سنو صاحبزادی ہمکو سمجھاتی ہیں خوب باتیں بناتی ہیں
یہ کہکر گولہ اُٹھا کر مارا جب تو ملکہ شگوفہ نے گھبرائی دوڑ پڑی بانسری جھولی سحر کی اُٹھائی آواز دی

نانی امان الامر فوق الادب اب آپ شاہزادہ شیر صولت کی جان کی خواہان ہین تو ہم بھی موجود ہین
سامری و جمشید رب اکبر کی درگاہ کے مردود ہین کیا خوب آپ کے خدا ہین پتھر کے پتلے بنائے ہوئے موجود ہ
کیا کبھی کسی آدمی کو خدا بنالیا سنزا القا انھین کے ہاتھ سے در بدر خاک بسر ہوئی ایسون کا جہنم مین
گھر ہے مین تو مطیع الاسلام ہو چکی جان و مال سب اس شہریار پر نثار ہے یہی شیر ملقب بہ رستم زندہ
زمرد نا ہنجار ہے یہ کہکر انگلی سے اشارہ کیا گویا ہوشنگ جادو کا عصا زمین پر گرا گئی کنیز ہلاک
ہوئین ملکہ شگوفہ بھی نورالدہر بن بدیع الزمان نے تیغ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر
ہاتھ ڈالا نعرہ کیا بیت نظیر حمزہ صاحبقران بخشم وقہر ﴿ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر
و دیگر ہائے اوج رفعت شاہباز عدو گیر ﴿ کشاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خجا نگاہ ﴿ پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش ﴿
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند ﴿ شہزنگ بن عمرو بھی تیر و کمان لیکر آ اٹھا تیر سے کئی جادوگرنیون
کو مارا کبھی حقۂ آتش بازی داغ دیا کسی پر حباب بیہوشی لگایا جادوگرنیون کو اسطرح ہلاک کرتا ہے
اپنے کو بھی بچانا ضرور ہے لیکن اس ہنگامہ کو دیکھکر قلب ناصبور ہے نورالدہر بن بدیع الزمان
کے قریب جو ایک جادوگرنی آگئی چوٹی پکڑ کر ایک طمانچہ مارا سر اُسکا چنبر گردن سے اڑ گیا
اسکے باغ آتش بہار ہو نخل شمشاد مثل شعلۂ جوالہ پھول ہر ایک آگ کا انگارہ نہرون کا پانی
کھولنے لگا چشم حباب پتھرا گئی پتے آگ کی چنگاریان بنگئے زمین کرۂ آہنگران قیامت کا
سامان عیان ہنگامہ سحر گرم ہوا شگوفہ کو اب یہ مصیبت ہے کہ نورالدہر کو بچاتی ہے ہوشنگ
جادو کا سحر بھی مٹاتی ہے نورالدہر بن بدیع الزمان کو منع کرتی ہے آپ آگے نہ بڑھیین
سینہ سپر کر رہی ہے دم محبت کا بھر رہی ہے مگر ہوشنگ بدست ساحرہ زبردست ہے زمین باغ
کو ہلا دیا چمن ہائے گل و لالہ کو جلا دیا ایسے سحر کیے کہ ملکہ شگوفہ گھبرا گئی لڑتے لڑتے
زخمی بھی ہوئی ایکطرف شمشاد بھی شہزنگ بن عمرو کو بچا رہی ہے کہتی ہے ارے نگوڑے
تو عیار ہے کود پھاند کر بھاگ جا اپنی جان بچا مین بھی تیرے ساتھ نکل چلونگی شہزنگ بن عمرو
کہتا ہے اے جان جہان ہمارا آقا تو آمادہ نبرد جان کا خوف ہم اپنی جان بچائین رنڈی کو
لیکر نکلجائین ہم سے یہ نہ ہوگا شمشاد محبت مین اُسکی رونے لگتی ہے گانے پر شہزنگ بن عمرو
کے عاشق ہوئی ہے کبھی دل سے کہتی ہے او خانہ خراب کس مصیبت مین پھنسا یا عشق زلف مسلسل

محبوب مین صبح ہوتے ہی روز سیاہ کا سامنا ہوا ہاے مگر ہوشنگ جادو مہلت نہین دیتی
ایک مقام پر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے ایک کنیز کو نیمچے سے قتل کیا صدا مین
مرنے کی جادوگرنیون کی بلند سنگ باری برف باری ہوئی ہر دو سے ہوشنگ جادو نے جو
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا دین سے ایک دو چھوز مین پر مارا شاہزادہ
نور الدہر لڑکھڑا کر زمین پر گرا شبرنگ بن عمرو بھی زخمی ہو کر لڑتا بھڑتا مجبور بیٹھ گیا ہوشنگ
جھپٹی کہ شبرنگ و نور الدہر کو قتل کرون ملکہ شگوفہ نے جو دیکھا بجلی کان سے نکالکر پھینکی ہی
ہوشنگ کے سر پر برق گری سر اُس ملعونہ کا زخمی ہوا اوچھا سا زخم کھایا برق کو کاٹا اب
قیامت کے سحر کرنے لگی آتش سحر برسائی تھی ملکہ شگوفہ کا جسم پھول سے نازک چند آبلے اس
جسم نازنین پر پڑے اب بد حواس ہوئی شمشاد سحر کرتی ہوئی قریب آئی مگر اسکا بھی پشت و پہلو
زخمی عرض کی حضور موافق اپنی حقیقت کے سحر کیا اس ملعونہ پر قبضہ نہوا موت قریب ہی نہ روے
رفتن نہ راہ ماندن شاہزادۂ نور الدہر آسکے سحر مین مسحور ہوچکا انکا بچانا دشوار ہی کدو کاوش
بیکار ہی اسوقت تک اتنی مہلت ہی کہ شاہزادے کی محبت سے ہاتھ اٹھا لیجے اپنی جان کو غنیمت
جانیے ہمارا کہنا مانیے نکل چلیے ورنہ دم بھر مین ہم آپ بھی گرفتار ہو جاینگے جمشید جادو عذاب
الیم سے قتل کریگا آپ کے دشمنون کے خون سے ہاتھ بھریگا ملکہ شگوفہ نے کہا اے شمشاد
مروت و محبت سے بعید ہی معشوق کے سامنے عاشق کا جان دینا بھی عید ہی ایسے وقت مین
شاہزادے کو تنہا چھوڑون مین اُسکے پہلے جان دونگی مگر وقت وہ ہی کہ پلک جھپکانا بھی
دشوار ہی ہوشنگ بلاے روزگار ہی وزیرزادی نے کہا واری اب تک تو مجکو گمان تھا کہ
جب کڑی پڑیگی لڑ بھڑ کر نکلجاینگی بہرنوع اب جان پر آبنی ایک بات مجکو یاد آئی ہی ایک دن
آپ اپنی نانی اماں کے ساتھ خزانہ کے ملاحظہ مین مصروف تھین وہ صندوقچہ جسپر مخمل کا شتلی
سبز کا غلاف ہی جب آپ کی نانی صاحبہ نے اُسکو کھولا اسمین ایک تختی مثل ستارہ سحری چمکتی تھی
آپ کی نانی نے منع کیا کہ بیٹا اسکو نہ اُٹھاؤ ہم سحر بھیجے جاتے ہین یہ لوح محفوظ ہی جمشید جادو
نے میرے سپرد کی ہی یہ باعث میری آبرو کا ہی جس شخص کے گلے مین یہ ہوگا اسپر کسی کا سحر تاثیر
نہ کریگا اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اٹھ آئین اس لوح محفوظ پر قبضہ نہ کرسکین اسوقت مجکو

یاد آیا ، وہ تختی نکال کر شاہزادے کے گلے مین ڈال دیجیے وہ این حرامزادی ہوشنگ ننگ خاندان کو قتل کرینگے ملکہ اُس لڑائی مین شمشاد کے تصدق ہونے لگی کہا اے مونس دہمدم کیا بات بتائی ہے جلد لا اگر مین بھی سامنے سے ہٹ جاؤنگی تو یہ ملعونہ شاہزادے کو قتل کر ڈالیگی یہ کہکر کنجی ازار بند سے کھول کر شمشاد کو دی شمشاد نے جا کر قفل کھولا تختی نکالنے مین معروف ہوئی یہان ہوشنگ جادو سحر کے قریب نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچا چاہتی ہے کہ شگوفہ جھپٹ کر سامنے نورالدہر کے آئی سینہ سپر کر کے کھڑی ہوئی زخم کھاتی جاتی ہے مگر نہین ہٹتی ہوشنگ جادو آواز دیتی ہے اری او شگوفہ تیرے دیدے سے ڈرنا چاہیے دھگڑے کے لیے جان دیگی ہٹ جا مین نے خطا معاف کی اب تجکو کچھ نہ کہونگی جمشید سے بھی ذکر نہ کرونگی شگوفہ سر ہتھیلی پر لیے کھڑی ہے کہتی ہے ارے لگا نہ کیا جھک مارتی ہے پہلے میرا سر کاٹ لے پھر اس شیر بیشہ جرات پر ہاتھ ڈالنا لاکھ جان میری اسکے ناخن پا پرسے نثار ہے جمشید حرامزادہ کیا نابکار ہے اب تو ہوشنگ تیغہ سحر کھینچکر دوڑی کہتی ہوئی کہ بھلا او چھوکری ابھی کل کا ذکر ہے کہ رو کر روٹی مانگتی تھی آج دیدے مین دیدہ ڈالکر کلام کرتی ہے سامری و جمشید سے نہین ڈرتی ہے شگوفہ نے کہا مین اُن ہیجاؤن پر لعنت کر چکی بس جیسے ہی ہوشنگ نے چاہا کہ تیغہ مارے شمشاد آواز دیتی ہوئی خبردار خبردار مین آپہونچی شگوفہ تو سامنے سے ہوشنگ کے کود کر بھاگی شمشاد نے جھپٹ کے لوح محفوظ گلے مین نورالدہر کے ڈال دی شاہزادے پر سے سحر اُتر گیا ہاتھ پانؤن مین طاقت آئی تیغہ خارا شگاف سلیمانی پکڑ کر اُٹھا ہوشنگ چاہتی ہے شگوفہ کو روکے شاہزادہ نعرہ کر کے بیچ مین آیا سینۂ ملکہ پر سپر کر دیا اُسکا تیغہ سحر شاہزادہ نورالدہر پر پڑا کچھ تاثیر نہ کی جسم پر سے اُچٹ گیا بس نورالدہر نے خبردار خبردار کہکر نعرہ کیا تیغہ خارا شگاف سلیمانی کو چمکایا ہوشنگ سمجھی کہ میرے سحر سے شگوفہ نے اسکو بچا لیا ہے یہ غیر ساحر میرا کیا کر سکتا ہے جیسے ہی نورالدہر نے ہاتھ مارا ہوشنگ نے کلوا بھیرون کا نام لے کر خود اپنا سر آگے کر دیا تیغہ خارا شگاف جو سر نحس پر پڑا دو ٹکڑے ہوئے لاشہ جلنے لگا دھوان چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی وہ آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا چھا گیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا دشت کے شیرون کو خوف سے غش آگیا بعد عرصۂ دراز کے

آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا ہوشنگ جادو تھا آخر سرکشی کا یہی انجام ہوا بعد لمحہ بھر کے روشنی ہوئی کنیزان ہوشنگ جادو نے دیکھا کہ ہماری بی بی کا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر گیتی ستان شیرانہ الطرہا ہے کنیزون مین جادوگرنیون مین صداے الامان الامان بلند ہوئی سبھون نے دست بستہ آواز دی ملکۂ عالم جیسے آپ کی نانی کے ملازم تھے اب آپ کے تابعدار ہین ہم غریبون کو بچایئے نور الدہر نے ہاتھ روک لیا ملکہ شگوفہ کو بھی منع کیا سب دوڑکر قدمون پر گرین خوشی سے مطیع الاسلام ہوئین اب ملکہ شگوفہ مع کنیزان ماہ رخسار اور مع ملازمان ہوشنگ جادو بارہ سو جادوگرنیان اس باغ مین جمع ہوئین باغ مین پھر بہار آئی چہرہ ملکہ شگوفہ کا مثل گل شگفتہ ہوا ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیکر خوشی خوشی بارہ دری مین آئی سب کی زخم وزری ہجلی ٹمیان مرہم کی چڑھ گیئن شمشاد وزیرزادی منظور نظر شبرنگ بن عمرو نے بتعجیل تمام صحبت عیش ونشاط آراستہ کی شاہزادہ مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا ایک طرف ملکہ شگوفہ جادو آکر بیٹھی شمشاد نے شبرنگ سے کہا گموڑے اب تو کوئی غزل سنا شبرنگ بن عمرو نے کہا جان جہان جب شب کو ہم تم تنہا ہونگے غزل ٹھریان بڑے بڑے راگ سنائینگے شمشاد نے ایک دہتڑ مار کر منھ سے پھر مجھسے ایسی باتین شروع کین مین پھر تجھ سے کبھی بات نکرونگی اب تو خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا دور دل کا رنج وملال کیا شبرنگ بن عمرو نے کہنے سے شمشاد کے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

دل نے جو کرم کی اک نظر کی
دل چپ ہی کہ مین کہون کدھر کی
بیٹھے ہی سے اسنے ہاتھ اٹھایا
اللہ رے کمی تری نظر کی
احسان ہے آہ نیم شب کا
تم بھولے ہو راہ کسکے گھر کی
سنتے نہین کوئی کچھ سنائے

مالک ہوئی آنکھ خشک وتر کی
کیون راہ بتادی انکے گھر کی
خوبی یہ دعاؤن کے اثر کی
کھوئے گئے ہیں ہوش جتنے
تصویر کھنچی ہے اس کمر کی
ناصح یہ خدا کرے کسی شب
کانون کو لگی ہے لو کدھر کی

باتین نہین یان ادھر ادھر کی
کچھ کہتی ہے چال نامہ بر کی
کچھ آنکھ مین ہم تری نہ ٹھہرے
یہ بے خبری تری خبر کی
کھوئے ہوئے سے ملے ہو مجکو
آجاے بلا ادھر ادھر کی
کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر

جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی
دیکھے ہمارے جگر کو کیا غور
شاگرد ہی چشم فتنہ گر کی
آنسو تو کوئی نکالے دو
کیا لی ہی خبر دل و جگر کی
دیکھا تھا مری تڑپ کو تم نے
یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
الفت مین خدا و بت کے ہی موقوف
رکھتے ہی قدم زمین سر کی
بگڑے شب وصل بھی یہ اپنے
دی انھین آپ ہی خبر کی

اے چرخ تھی نہ گردش بخت
او چھوڑ نہ رکے گی اُس سپر کی
جس قعدہ سے چاہو کچھ تک آؤ
حسرت یہ نہین ہی چشم تر کی
رکھتی ہی جو کچھ بھی غیرت اے آہ
کچھ برچھہ گئین شوخیان نظر کی
حور اور ہمین ملے نہ زاہد
خالق ہی وہ خیر کی بشر کی
بنجا کہین بند ہو کے اے آنکھ
تھی شام سے آرزو سحر کی
گرمی ہی جلال کی تپش مین

ہی یاد کچھ اپنے ہمسفر کی
شوخی کرے کیون گردش دہر
چتون نہ چھپے گی خیر و شر کی
اے دور و ترقیان ہون تیری
شرمندہ نہ ہو جیو اثر کی
خط دینے گیا تھا انکو دی جان
لونڈی ہی بلاکشون کے گھر کی
کیا کمبختی ہی یار کی گلی دور
صورت کسی ہو فنا کے در کی
قاصد بھی گیا تو یہ خودی کو
تپتی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

مگر شمشاد وزیر زادی نے ہٹ کر جو دیکھا ملکہ شگوفہ جادو کے ہچکی لگی ہوئی ہو شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے اشارہ کیا ملکہ کا تمہارا اور دوچند ہو گیا ہمارے خدا ذرا سمجھا دیجیے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دل اپنے دامن سے اشارہ ملکہ شگوفہ کے پاک کیے فرمایا کیون ملکہ خیر ہی شمشاد بھی ملکہ کی بلائین لینے لگی کہا ملکہ کا نام نہ لیجیے ملکہ نے کہا بی شمشاد تمکو گانے کی پڑی ہی ہمارے کلیجہ پر چھری پھر رہی ہی اے شہریار خدا کے واسطے اس جلسہ وغیرہ کو آگ لگایئے جلدی تخت پر سوار ہو بیٹھیے ہم آپ سب ملکر یہان سے نکل چلین ورنہ دم بھر مین قیامت برپا ہوا چاہتی ہی ہوشنگ کا مارا جانا کچھ اچھا نہوا جمشید جادو کے دربار مین ایسے ایسے سردار بلائے روزگار ہزارون ہین یہ خبر مخفی نہ رہیگی وہ بادشاہ طلسم ہی معلوم ہو جائیگا کسی ساحر زبردست کو روانہ کریگا فوراً ہمکو اور آپ کو گرفتار کر لیجائیگا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا کہ ملکہ مین تو یہان سے قدم نہ ہٹاؤنگا اب تو شب ہو گئی ہی صبح کو راستہ بتا دینا مین خود یکہ و تنہا دربار جمشید مین جاؤنگا ایک یار صادق محبت والی وہان قید ہی اُسکے واسطے دل تڑپ رہا ہی اگر اُسکی تدبیر نہ کرون تمکو کیا امید ہوگی میرے واسطے

اُسنے اپنے کو بلا میں پھنسایا اٹھارہ سو ملک کی سلطنت پر لات ماری اُسکا مبتلائے بلا ہونا کہ
چھُریان چل رہی ہین ہڈیان آتش فراق سے جل رہی ہین ملکہ نے پوچھا وہ کون صاحب ہین
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی ملکہ مخمور سرخ چشم کا
ذکر اسطور سے کیا کہ ا ہالیان صحبت رونے لگے طرز کلام سے ملکہ شگوفہ کو صاف ثابت ہوا کہ
ملکہ مخمور سرخ چشم پر مدت مدید سے عاشق ہین اُسکا فراق ایذر شاق ہر دیدہ دل اُسکے
جمال کا شائق ہے بس بے اختیار سر جھکا کر دل سے کہتی ہوای شگوفہ یہ کیا ستم ہوا اب قلب
ناصبور پر ہجوم رنج والم ہوا یہ جوان شیر صولت رستم ہیبت ملکہ مخمور سرخ چشم کے عشق مین
مبتلا ہے فی الحقیقت وہ حسن وجمال مین یکتا ہے دیکھیے ہمپر کیا گذرتی ہے یہ جو خیال کیا چشمۂ چشم سے
قلزم محیط اسوجزن ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اشکون کو دامن سے پاک
کیا کہا ملکہ رونا بیکار ہے اس مقدمہ مین تمکو ناحق اسرار ہے ہم لوگ پابند وضع ہین جس سے جو عہد
کیا تا مرگ یاد رکھین گے تمکو کسی حال مین نہ بھولینگے اُسکا رتبہ اُسکے ساتھ ہے تمنے بھی جان بخشی
کی ہے زندگی بھر اس احسان کو نہ فراموش کرینگے اگر حیات مستعار باقی ہے بعد فتح طلسم جمشید
تمسے آکر ملین گے بعنایت باغبان قضا وقدر پھر غنچۂ آرزو کھلین گے مگر مین کسی طرح رک نہین سکتا
طلسم جمشید مین بخدا ضرور جاؤنگا تم اسی مقام پر بسر کرو یا نامہ لکھدو مین میرے لشکر مین
چلی جاؤ وہان میرے جد عالی تبار عم نامدار سرداران ذیوقار موجود ہین سب تمکو آنکھون پر
بٹھا لینگے بلکہ تمھارے جانے سے اور فرزندان صاحبقران بھی میری تلاش مین آئین گے
ملکہ نے دونون ہاتھون سے منھ پیٹ لیا کہا کیون حضور ہمنے آپکی محبت مین گھر بار تج دیا
نانی کو قتل کیا اُسکا انجام یہی ہے کہ آپ تو اتنے بڑے مقام پر جائین ہم اپنی جان بچائین ہمتو آپکو
یہان سے نہ جانے دینگے یا ہمکو اپنے ساتھ لشکر مین اپنے لے چلیے وہان ہمکو چھوڑکر پھر آپکو
اختیار ہے یا اپنے دست زبردست سے ایک ہاتھ لگا دیجیے اس کشاکش سے چھوٹ جائین
قبر مین پانون پھیلا کے چین سے سوئین آرام پائین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا واہ ملکہ یہ روے سیاہ جاکر بھائی بھتیجون کو دکھاؤن علاوہ مخمور سرخ چشم کے
قوت بازو میرے ملکہ عاشق صادق صف شکن صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور بھی

یقین ہی کہ اسی طلسم مین قید ہون جب دادا جان سنینگے کہ اپنے سردار کو قید کرا کے چلا آیا منھ کو نہ دیکھینگے نظرون سے گرا دینگے اسی دربار مین ایک یہ زہر چشم ہی جرأت و شوکت مین بے نظیر صاحب سیر و شمشیر سرکردۂ بہادران شاہزادۂ ایرج نوجوان وہ طعن و تشنیع کریگا دربار مین بیٹھنا مشکل ہوگا مین بجد اطلسم جمشید مین جاؤنگا خدا چاہیگا تو فتح کرکے پلٹونگا جب شاہزادے نے قسم کھائی اور یاد دین ملکہ مخمور کے یہ غزل زبان پر جاری ہوئی غزل

رازِ الفت نہ کرینگے کبھی افشا عاشق — اپنے معشوق کو کرتے نہیں رسوا عاشق
اُس گلِ حسن کو دل دیکے مین پھل پاؤنگا — دیکھتے ہین ثمرِ نخلِ تمنا عاشق
عشق جب اپنا جتاتا ہون تو فرماتے ہین — اِس زمانہ مین نہین کوئی کسی کا عاشق
سیر منظور ہو گر آپ کو جانبازی کی — ابھی سر کاٹ کے دکھلا دین تماشا عاشق
رو کے کس ناز سے کہتے ہین جنازہ پہ مرے — اُٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا عاشق
دل ہی مجھ مست کا دیوانۂ چشمِ ساقی — اِس خرابات مین ہی جام پہ مینا عاشق
یاد کاکل مین شبِ ہجر بسر ہو کیونکر — تیرہ روزی پہ مری ہی شبِ یلدا عاشق
جام سان چور رہا کرتی ہی مستی مین مدام — جام ساقی پہ ہی کیا نشۂ صہبا عاشق
حالِ موسیٰ کا نہین آنکھ سے دیکھا شاید — کسلیے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق
جان پا جاتا ہی دو باتون مین ہر دلِ مردہ — اِس تکلم پہ ہی اعجازِ مسیحا عاشق
تیری بازارِ محبت کا نرالا ہی چلن — مول ایمان لیتے ہین سر بیچ کے سودا عاشق
ہمسے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلا دین مزہ — مالدارون پہ عبث ہی زنِ دنیا عاشق
طوطیِ گلشنِ اعجاز ہی تیرا خطِ لب — ہمتہ کیا دیکھین تو ہون خضر و مسیحا عاشق

شہرنگار نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ اب کچھ نہ کہو یہ جو زبان سے کہتے ہین وہی کرتے ہین ملکہ نے کہا بہیا واہ تم بھی مجھی سے کہتے ہو لنڈ شاہزادے کو سمجھاؤ شہرنگار نے کہا ملکہ مین انکے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا سایۂ دامن دولت مین پرورش پائی مزاج سے بخوبی آگاہ ہون کیا مجھکو دن اُسوقت شمشاد نے ملکہ کے چٹکی لی اشارے سے کہا ذرا الگ چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی ملکہ فوراً اُٹھکر ساتھ شمشاد کے دوسرے کمرے مین آئی شمشاد نے کہا آپ کیون اپنی زبان

لڑاتی ہین مین نے تدبیر کرلی ہی نہ گھبرایئے چلکر رقص شروع کریئے کچھ حیلہ کرکے لوح محفوظ انکے گلے سے اُترواییجیے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھیے چپکے چپکے سحر کرکے سرداردیبا دونون کو بیہوش کیجیے تخت پر ڈال کر نکل چلیے جب سرحد طلسم سے نکل جائینگے انکو ہوشیار کیجیے گا آپ کا کیا کرینگے لکڑی کے چور کو کوئی کٹاری سے نہین مارتا نہ چلین گے غل مچائین گے آخر اپنے لشکر مین چلنا قبول کرینگے ملکہ کو یہ صلاح پسند آئی شمشاد کو گلے لگا لیا کہا کیا معقول بات کہی اب شاہزادی اور وزیر زادی دونون ہنستی ہوئین آکر مسند پر بیٹھین کہا کہ تُون کو بلاؤ نورالدہر سے کہا اے شہریار جو آپ کہین گے وہی کرین گے کل صبح کو آپ طرف طلسم جمشید کے جائیے گا ہم اسی باغ مین رہینگے جب آپ طلسم فتح کرکے آئیے گا آپ کے ساتھ ہوئین گے مگر لوح محفوظ گلے سے اُتار ڈالیے لایئے رومال مین لپیٹ کر رکھ لین نورالدہر نے فوراً گلے سے اُتار کر ملکہ کو دے دی ملکہ نے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لی چپکے چپکے سحر کیا نورالدہر اور شبرنگ بیہوش ہوئے بس اسی وقت فوراً چند تخت سحر تیار کیے ایک پر نورالدہر اور شبرنگ کو ڈال لیا باقی تختون پر کنیزون کو سوار کیا جو اسباب لائق اُٹھانے کے تھا لے لیا باقی وہین چھوڑ مع بارہ سو جادوگرنیون کے تخت اُڑاتی ہوئی ایک جانب روانہ ہوئی انکو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان لشکر اسلام سے آنا ر کان کوہی برادر فولاد شکن اور زخمی ہونا ایرج نوجوان کا اور مرکب کا نکال لیجانا زخمداری مین طرف صحرا کے اور پھر قید ہونا ایک ساحرہ کے ہاتھ سے اور آکر رہا کرنا ملکہ تبان شیرین کا ایرج نوجوان کو اور جانا ایرج کا بھی طرف طلسم جمشید کے ساقی نامہ

لا جلد پلا کہ بہر ہی ساقی
نہ رند ہین اب نہ جھگڑا ہی
آرائش میکدہ ذرا کر
ساغر بھر بھر کے اب پلا دین
گلشن مین نئی بہار آئے

جو کچھ ہو شراب باقی ساقی
کیون جام و سبو الگ پڑا ہین
رکھ شیشہ مین مے تو بھر برابر
وہ بادہ پلا خمار ہو اب
غنچہ ہر ایک مسکرائے

سونا ترا کیون یہ میکدہ ہی
کیون نہ ادھر اُدھر کھڑا ہین
آواز دے سیروش آکین
پان خون کا آبشار ہو اب
اب تو بھی ادا مین اے صبا کر

خندان ہوں گل ہی کھل کھلا کر
احوال طلسم اب نیا ہی
جتنا دکوئی ہی صید کوئی

آگے ہی وہ داستان رنگین
خامہ مرا جنگ کر رہا ہی
ہو طبع قمر کو آج جودت

ہین جسمین شگفتہ سب مضامین
ہی کوئی رہا تو قصہ کوئی
ہی اوج پہ آفتاب شوکت

شہسواران عرصۂ جانبازی و یکہ تازان معرکۂ سرفرازی توسنِ کلک کو میدان جنگ طلسم میں
یوں جولان کرتے ہیں بیت مورخ جو ہیں دہر میں باخبر وہ دیتے ہیں اس داستان کی خبر
جبکہ فولاد فولاد شکن ہاتھ سے ایرج تیغ زن کے واصل جہنم ہوا ہمراہ ملکہ حسن عذار صنوبر قد
ایرج نوجوان کا عقد ہوا گوہر مراد حاصل کیا اُسکے بطن سے ایک شاہزادہ شیر دل پیدا ہوگا
کہ ذکر اُسکا انشاء اللہ تعالےٰ بشرط حیات تورج نامہ میں تحریر ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان جنابے
نور الدہر بن بدیع الزمان متردد ہیں کہ نہیں معلوم اُس شیر بیشۂ جرات پر کیا گذری بالآخر خواجہ عمرو
سے پوچھا عرض کی اے شہریار عنایت سے پروردگار کی خانۂ حیات تو معمور ہے شکل فرح تو
ظاہر ہے صاحبقران اس ذکر میں تھے کہ ہرکاروں نے آکر عرض کی کہ ارکان کوہی بدعوی خون
فولاد فولاد شکن اپنے ملک سے لشکر لیتا ہے آج ہی مستعد طبل جنگی ہوا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ معرکہ آرائے
نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہاں
طبل سکندری پر چوب پڑی سرداران نامی و پہلوانان گرامی و غازیان دیندار و مجاہدان ہنر شعار
کو معلوم ہوا کہ کل لشکر اعدا سے جنگ ہے لشکر ظفر اثر میں تیاری ہونے لگی چار پہر رات گذری
وہ وقت آیا کہ شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی خسرو خاور با صد کر و فر با فوج و حشم ضیا
شعاع لیکر تخت فلک نیلی پر جلوہ افروز ہوا لشکر جانبین کے میدانِ کارزار میں آکر ٹھہرے
بعد صفوف آرائی ارکان کوہی قریب تخت لقا حاضر ہوا عرض کی یا خداوند شعلہ قتل برادر
کلیجہ میں بھڑک رہا ہے فولاد فولاد شکن وہ پہلوان تھا کہ جسکے ہیبت شمشیر سے سرداران زبردست
تھراتے تھے اگر صحرا میں جاکر نعرہ کرتا تھا شیر دن کو غش آتے تھے نہیں معلوم کیا آفت
پڑی وہ اس طرح قتل ہوگیا یا تو کسی مجمع میں بیٹھا ہوگا یا مسلمانوں نے از روے
بلوہ مارا ہوگا بختیارک نے کہا اے ارکان ہمکو بھی یقین ہے کہ رکن اعظم کوہستان گرگیا
مگر مسلمانوں کا یہ دستور نہیں ہے کہ ایک سے دو ملکر مقابلہ کریں وہ تو اپنے خویش کے ہاتھ سے

مارے گئے بموجب مثل کردنی خویش آمدنی پیش ✦ ارکان تو سارا حال سُن چکا ہی کہا اے ملک جی ان باتون سے کیا فائدہ ہی میرے بھائی کے قاتل کا نام بتایئے پھر تماشا دیکھئے آج میدان مین اُسکو قتل کرون پھر یکہ و تنہا لشکر مین مسلمانون کے گھس جاؤنگا اُس گیسو بریدہ کی چوٹی پکڑکر کھینچتا ہوا لاؤنگا بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہی سمجھانا ہمارا کام ہی اُنکا ایرج نوجوان نام ہی اور شوم دست لقب ہی اپنے چھوٹے سے مقابلہ کرنا کیا ضرور ہی وہ پروردہ کردہ ہمارے شہنشاہ اوج و ماہ فلک خنجر گذاری کا ہی ارکان نے کہا اب مجھکو آپ ڈرا دیتے ہین اُس جوان کو ضرور قتل کرونگا یہ بھی سن چکا ہون کہ قدرت کا نواسا ہی مگر ملک جی یہ خنجر خونخوار اُسکے خون کا پیاسا ہی بختیارک نے سر جھکایا چپکے سے کہا اُنکی قضا آچکی موت سر پر کھیل رہی ہی لقا نے کہا اے پہلوان دوران مجھکو اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا ارکان کو ہی گیند سے کو اُڑا کر چلا بختیارک کہ رہا ہی یا خداوند یہ ابھی لقمۂ شمشیر آبدار ایرج شیر دل ہوگا نخل بغض و حسد سے ثمر اسکو نہ حاصل ہوگا اور جو سردار قریب کھڑے تھے صاحبان عقل و فطرت اُنھون نے کہا صاحبو تمام عبرت ہی مثل فولاد فولاد شکن یہ بھی بہت غرور کرتا ہی سنگ عبرت چشم زدن مین ایسے صاحبان نخوت کا سر چور کرتا ہی فولاد بھی اسی غرور مین مارا گیا یارو دنیا مقام عبرت ہی محل راحت نہین ہی کیسے کیسے صاحبان شوکت خاک مین مل گئے سکندر و دارا و کیقباد کیا ہوئے

نظم

عجب نادان ہین جنکو ہی عجب تاج سلطانی	فلک بال ہما کو پل مین کرتے ہی مگس رانی
نہین معلوم اُسنے خاک مین کیا کیا ملا دیکھا	کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی
ہماری آہ دل تیرا نہ زمانے تو یا قسمت	دگر نہ دیکھ آئینہ کہ پتھر ہو گئے پانی
تری زلفون سے اپنی روسیاہی کہ نہین سکتا	کہ ہی جمعیت خاطر مجھے انکی پریشانی
زمانے مین نہین کھلتا ہی کا لبستہ حیران ہون	گرہ غنچہ کی کھولے ہی صبا کیونکر باسانی
جنون کے ہاتھ سے سرتا قدم کا ہیدہ رہتا ہون	کہ اعضا دیدۂ زنجیر کی کرتے ہین نگرانی
نہ رکھا جگ مین رسم دوستی اندوہ روزی نے	مگر زانو سے اب باقی رہا ہی ربط پیشانی
خدا کیواسطے باز آ تو اب ملنے سے خوبان کے	نہین ہی دلنے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی

ہر شخص کو غرور ارکان کا ناگوار ہوا مگر ارکان گینڈ گوہیکا کے میدان مین آیا فنون سپہ گری دکھلا کر آوازدی کہان ہو قاتل میرے بھائی فولاد فولاد شکن کا یہ کلمہ زبان سے ارکان کے ہنوز ناتمام تھا کہ ایرج نوجوان نے صف سے مرکب نکالا قریب تخت شہنشاہی آکر اجازت خواہ ہوا جام کلاہ عفریت مرحمت ہوا ایرج نوجوان نے جام شربت جرأت نوش فرماکر پشت مرکب کرہ بن اشقر پر سوار ہوا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا کوہ سرین گوہ کفل تھوتھنی غنچہ گل سنبل

بیان کاکل دو رد و خوبیان سو سو تعلیم

زیر ران ہو جو ترے رخش فلک سیر شہا ... ہو وہ محبوب جسے کہیے نہایت اجیل
شکل کیا اسکی بتاؤن کہ بسے شوخی سے ... دائرے بیچ مقدر کے نہین پڑتی کل
اسکی سرچوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے ... زلف معشوق نے دیکھے سے کلیجا و سبل
ہر قدم گام سے ماہر ہی کچھ اسکی رفتار ... ہو چھلاوے کی طرح چال ہین اسکی چھل بل
جست وخیز اسکی بیان کیجیے گر پیش حکیم ... اعتقادات حکیمانہ مین آجاے خلل
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہو سبحان اللہ ... نسبت اسکی فرس ایسا کہ جسے کہیے اجل

ارکان کوہی نے جو اس شہسوار عالی وقار کو بصد صولت وشوکت آتے ہوے دیکھا ناکش شعلہ رخسارے جل گیا غصہ مین قلب سے دھوان نکلا اس خیال سے کہ اسنے میرے بھائی کو مارا بھتیجے کو نکال لے گیا اس ظالم کے سبب سے بدنام ہوے تگاور کا بھی قصد نہ کیا بڑھکر نیزہ مارا ایرج نوجوان نے جو خلاف قاعدہ دیکھا نعرہ شیرانہ کرکے نیزے کو توڑ ڈالا اسنے غصہ مین ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا کرہ بن اشقر کو بڑھایا منظور یہ کہ زیر بغل جاکر تلوار چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھالون مگر اتفاق قضا وقدر گھوڑے نے سکندری کھائی سپر سر سے ہٹی جھڑپ مین خود سر سے گرا تیغہ ارکان کوہی کا چل گیا سر پر شاہزادے کے زخم کاری آیا غصہ مین گھوڑے کو سنبھالا تیغہ دو دمہ سکندری کو کھینچا زخم سر بائین ہاتھ سے تھا بنا لپیٹ کے ہاتھ مارا ارکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مثل برق کے تیغہ کا سپر کے دو ٹکڑے دیکھنے والون نے دیکھا یا تو برق شمشیر تہہ سپر چمکی تھی یا زیر سنگ پہونچی زمین سے گرد اڑی ارکان کوہی مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے انکے افسرون نے

گریبان چاک کیے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے بختیارک نے بھی منع کیا کہ یارو کیون روتے
ہو مغلوبہ کا سامان نہ کرو آقا تمھارا ایک تھا اب تو وہ ہو گئے مگر انھون نے نہ مانا ایرج نوجوان
کو وہ لاکھ کوہیون نے گھیر لیا ادھر سے صاحبقران و سرداران ایرج نوجوان نعرے کرکے
آگرے مگر زخم ایرج کا کاری تھا ضبط نہو سکا غش آنے لگا مغلوبہ مین لڑتے لڑتے تلوار نیام
مین کی باگ گردن مرکب مین حمائل کیے گھوڑے نے ملک کو سست پایا میدان جنگ سے
لے نکلا بختیارک نے طبل امان بجوا دیا صاحبقران جب پلٹ کر قریب بارگاہ پہونچے عمرو
بن عمرو نے بڑھ کر عرض کی ای شہریار ایرج کو زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا صاحبقران
کو انتہا کا ملال ہوا شتر سوار سانڈنی سوار برای تلاش روانہ کیے مگر شبا اور شیر دل بد حواس
ہوکر اپنے آقا کی تلاش مین چلا گرمرکب ایرج نوجوان کو عالم غش مین لیے ہوئے ایک صحرا
مین پہونچا مرکب نے جبیل پر پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ ماہ اوج صاحبقرانی زین سے
بروی زمین گرا مرکب بتوسط محبت گرد پھر رہا ہی کبھی زبان سے زخم چاٹتا ہی کہ آقا میرا
اُٹھے مگر یہ بیہوش و مدہوش مین قضاے کار افلاک کوہی واسطے شکار کے صحرا مین آیا
اسکے ملازمون نے دور سے دیکھا کہ ایک ماہ تابان دریاے خون مین نہایا ہوا زمین پر پڑا
ہی افلاک کوہی سے کہا وہ گینڈا بڑھا کر زیر نخل آیا دیکھا کہ قبضہ ہاتھ مین سر زخمی مگر لاکھون
روپے کا جواہر ذوات پر آراستہ و پیراستہ افلاک کوہی کو نہایت ناگوار ہوا کہا یہ جوان کوئی
تاجر ہی قزاقون نے قصد لوٹنے کا کیا مگر یہ جوان خوب لڑا اسکو اٹھا کر لے چلو جب اسکو
ہوش آئیگا پتہ نشان پوچھ کر قزاقون کو گرفتار کرونگا شہزادے کو اٹھوایا مرکب کو ساتھ لے لیا
اپنے قلعہ افلاکیہ مین آیا ایک مکان عمدہ نہایت معقول فرش و شیشہ آلات سے آراستہ
اسمین لاکر ایرج کو چھپر کھٹ مین لٹایا جراح بلایا زخمدوزی کراکر ٹکیان مرہم کی چڑھاین
بعد دو پہر کے شاہزادے کو ہوش آیا سرہانے اپنے ایک پہلوان کو پایا پوچھا یہ کون مقام
ہی افلاک کوہی نے کہا ای جوان تیرا مرکب بھی موجود ہی سلاح بھی حاضر ہی مین نے جنگل
مین آپ کو زخمی پایا قلعہ مین اٹھا لایا کہان تلوار چلی کس کے ہاتھ سے زخم کھایا یا راہ مین
قزاقون نے گھیرا تھا ایرج نوجوان سے ضبط نہو سکا کہا قزاقون کی کیا تاب تھی

کرچکے ہو ہمسے آنکھ ملاتے مگر ارکان کوہی بھائی فولاد فولادشکن کا لقا کی مدد کو آیا تھا مقابلہ پڑا
اُسنے ہاتھ مارا مین زخمی ہوا اُسکی قضا تھی میرے ہاتھ سے مارا گیا زخم داری مین گھوڑا اسطرف
نکال لایا افلاک کوہی کو سناٹا آگیا یہ کوہی سب جتنے ہیں ایک ہی تھے یہی ارکان کوہی و فولاد
فولادشکن و سلیمان عنبرین مو سے کوہی کا عزیز داری حیران ہی کہ اب مین کیا کرون اگر گرفتار
کرون تو جرأت مین فرق آتا ہی اگر رہنے دون باعث بدنامی اہل برادری کے خلاف ہوگا مگر
چونکہ بہادر ہی خیال مین آیا کہ جری کے ساتھ برائی کرنا ایسے وقت مین سراسر خلاف ہی مگر جب
صحت پا جائیگا اپنے لشکر کو چلا جائیگا لشکر مین حمزہ کے مجمع بہادران ہی اُس دنیا تیران مین
بابدولت کا بھی ذکر آئیگا یہ سوچ کر کچھ نہ کہا جواب دیا کہ ٹھہرا لڑائی مین ہی ہوتا ہی جسنے
خدمتگار خدمت شاہزادے سے چھوڑے آپ دربار مین آکر بیٹھے رفقا سے کہا ہی یاد رکھو
سبھی یہ جوان نبیرۂ صاحبقران قاتل فولاد فولادشکن و ارکان کوہی یہی ایرج نوجوان
نام ہی تماشا دلیر ہی بھائیو مین اسکی دل و جان سے خاطر کرونگا بلکہ اگر امتحان پر راضی ہوگا
نیچہ وغیرہ مین امتحان کرکے خداوند لقا کو سجدہ کراؤنگا اور قصد یہ ہی کہ اسکو مطیع کرکے
بادشاہ کرون خود سپہ سالار رہون سب جواب دیتے تھے حضرت مناسب ہی اس صورت
مین آپ کا بڑا نام ہوگا یہ باتین کر رہا تھا کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی جلد تخلیہ کیجیے ملکہ
شوخ چشم جادو تشریف لاتی ہین افلاک کوہی گھبرایا جلد تخلیہ کیا شوخ چشم جادو کو بلایا یہ
سے ملکہ شوخ چشم جادو سے اور افلاک کوہی سے آشنائی ہی ہمیشہ آتی جاتی ہی آکر پہلو مین
افلاک کوہی سے پیار کی باتین ہونے لگین دو دو جام شراب کے پیے مگر افلاک کوہی کو جو
چہرۂ ایرج کی ایک محبت ہوگئی تھی دل سے کہتا ہی کہ اس جوان نے کچھ خوف نہ کیا مفصل اپنا
حال بتا دیا ایسے شیر کہیں ملتے ہین لہذا تھوڑی دیر پہلو مین شوخ چشم کے بیٹھا ہی پھر اٹھکر چلا جاتا ہی
کہ مین آتا ہون وہان جا کر ایرج کے زخم وغیرہ کو دیکھکر پھر چلا آتا ہی شوخ چشم نے پوچھا
اے افلاک آج تو متوحش کیون ہی یہ جو اس جاتا ہی پھر آتا ہی افلاک نے کہا اے جان جہان کیا
کہون عجب طرح کے تردد مین ہون نبیرۂ صاحبقران ایرج نوجوان زخمی ہوکر میرے حوالی
مین آیا مین اسکو سوداگر جان کر اُٹھا لایا زخم دوزی کی قصر عالی مین جگہ دی جب وہ ہوشیار

ہوا مین نے نام پوچھا ایسا بہادر ہے کہ اُسنے صاف نام اپنا بتلا دیا کئی بھائی میرے اُسکے ہاتھ سے
قتل ہوئے ہین اب اگر اُسکو گرفتار کر پہونچاتا ہون تو زمرہ مردانِ عالم سے نکلا جاتا ہون اگر زیادہ
خدمت کرون سلیمان عنبرین موے کو بھی کو خبر پہونچے وہ برادری مین حقہ پانی بند کر دے
اب مین نے یہ سوچا جب صحت پائیگا کچھ لوگ ساتھ کرکے اُسکے لشکر مین پہونچا دونگا یہ سنکر
شوخ چشم کو غصہ آیا کانپنے لگی کہا او ظالم دشمن خداوند لقا کو تو نے اپنے گھر مین جگہ دی ہی
علاوہ اسکے افراسیاب کا دشمن ہی واسطے ساحرون کے رہزن ہی طلسم آئینہ اسی ظالم نے
درہم و برہم کیا جسرو زاسنے طلسم آئینہ فتح کر کے ملکہ آئینہ جادو کو مارا ہی طلسم آئینہ کی تمامی
کھل گئی ہر ساحرہ کو حیرت تھی یہ جوان فخر سکندر روزگار ہی بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہی
اُسی دن سے تباہ ہون خاص سکونت میری طلسم آئینہ مین تھی جلد اسکی مشکین باندھ کر میرے
سامنے لا مین خدمت مین شہنشاہ ہوش ربا کی روانہ کرون از سر نو کسی ملک مین جا کر آباد
ہون سلطنت ملے پریشانی رفع ہو یہ سنکر افلاک کو ہوش گھبرا گیا اور کہا اے ملکہ عالم ایسا کلمہ
زبان سے نہ کہو اے شوخ چشم مجھے اُسکی صاف گوئی پر محبت ہوگئی ہے دیکھے اُسکے جبین
مبین پر تاباجان خوشرو صاف گو صاحب سطوت و صولت اُسکے آنے سے میرا گھر روشن
ہوگیا کچھ کچھ اُسکے زخم بہ اندمال پہونچے ہین دو چار دن مین اُسکا امتحان کرونگا وہ بڑا منصف
مزاج ہی اگر زیر ہوگا تو ضرور خداوند لقا کو سجدہ کریگا اور اگر مجھپر غالب آیا تو مین بھی بہت
اُسکی اطاعت کرونگا غلام حلقہ بگوش ہونگا شوخ چشم نے کہا کہ اب تیری قضا آئی بس
اسی مین بہتر ہی کہ اُٹھ اور مشکین باندھ کر میرے سامنے لا اور جو تامل کیا تو قسم ہے سامری کی
قیامت برپا کرونگی میرے روبرو کہتا ہی کہ مسلمان کی اطاعت کرونگا افلاک کو بھی غصے نے کہا
اے شوخ چشم جہان اُسکا پسینہ گریگا مین اپنا خون گراؤنگا مین اپنے گھر مین اُسکی ذلت نہ
گوارا کرونگا بڑا خداوند لقا کا پاس ہی جا دکنار جا کے لا اور بڑے بڑے جادوگر یہان افراسیاب
کے یہان سے آئے بستم کندہ شوئی گتے کی موت مارے گئے شوخ چشم غصہ مین آ کر اُٹھنے لگی
افلاک نے کہا کیون کہان چلین شوخ چشم نے کہا مر دوے تو دیوانہ ہوا ہی سودائی ہے
بیہودہ بکتا ہی مین تجھے ہمیشہ بیوقوف جانتی رہی تیری بات کا کیا اعتبار ہے مین جا کے ابھی اُسکی

سنگین باندھے لاتی ہون تو اس بات مین دخل نہ دے اگر وہ مجھ سے فریاد کرے کہنا تھے طلسم آئینہ مین انکے عزیزون کو مارا یہ تمکو پکڑ لیے جاتی ہے مین کیا کرون افلاک نے کہا کہ ملکہ پہلے مجکو قتل کرے تب وہان جانا خبردار میرے مہمان کو ہاتھ نہ لگانا شوخ چشم اٹھی افلاک تو قریب بیٹھا تھا تیغہ کھینچکر ہاتھ مارا شوخ چشم کے سر پر پڑا سر زخمی ہوا اگر سحر کرکے جست نہ کرے تو وہیں پر کام ہو تے شوخ چشم غلطک مارنے لگی جاگری اُٹھتے اُٹھتے آواز دی وہ ہولے مونڈھی کاٹے تیرے ہاتھ کاٹون تجکو اندھیری گور مین سلاؤن ماری ڈالا ہوتا افلاک تلوار ٹیک کے اٹھنے لگا شوخ چشم نے چار دانے ماش کے مارے افلاک لڑکھڑا کر گرا ہاتھ پانوں بیکار ہوئے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا افلاک کو بیکار کرکے اب وہان سے نکلی یہان ایرج نوجوان جس قصر مین ہین افلاک اپنے رفقا کو برائے خدمت ایرج نوجوان چھوڑ گیا ہی وہ گرد ایرج کے بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین ایرج لڑائی کا فولاد فولاد شکن سے ذکر کر رہا ہی یکایک ہوا کا بگولا سامنے سے دیکھا ایک جادوگرنی سحر کرتی ہوئی آتی ہی کئی ہزار کو جلا گرا دیا ایرج نے چاہا آگے بڑھون شوخ چشم نے چند دانے ماش کے کچھ پڑھ کے پھینکدیے ایرج بھی گرے اور رفیقان افلاک بیکار ہوئے تو شوخ چشم نے نکال ڈال دیا صدہا کو جلا دیا سب نے فریاد بلند کی ملکہ ہماری کیا خطا ہی امان مانگی اسنے مہلت دی آگ بجھا کر ایرج و افلاک کو مع چار سو رفقا سلسل و مطوق کرایا آپ لباس سرخ پہنکر تخت پر بیٹھی ارکین سلطنت لرزان و ترسان خدمت مین شوخ چشم کے حاضر ہوے شوخ چشم نے ایرج و افلاک کو سامنے بلوایا افلاک سے کہا ہر سے تیرے مدت کی ملاقات محبت ہی اس جوان سے ہاتھ اُٹھا مجکو رہا کرکے تیری سلطنت تجکو دون اسکو بھی قتل کردن افلاک نے کہا او تجھ مین نے دل و جان سے اُنکی اطاعت کی پہلے مجکو قتل کر مین اس شیردل کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑونگا ان بہادر کی محبت سے منہ نہ موڑونگا شوخ چشم نے اُنکو قیدخانہ مین بھیجا اپنی جادوگرنیون کو بلوایا ہزار بارہ سو جادوگرنیان آکر گرد شوخ چشم کے جمع ہوئین اُنسے اسنے صلاح کی کہ مین ایرج کو قتل کرون اور سر اسکا بخدمت افراسیاب جادو بھیجون سب نے کہا حضور آپ کو قتل کرنا ایسے جوان کا مناسب نہین ہی کوکب روشنضمیر مسلمانون کا طرفدار ہی اور یہ جوان

ایک مرتبہ طلسم نور افشان مین گیا تھا شاہزادہ جہانگیر سے لڑا تھا ایسا ہو کہ کوکب کو خبر پہونچے آپکا ستارہ گردش مین آئے کس بات مین مخفی ہو جیئے گا بہتر یہ ہی کہ اس حال کی ایک عرضی بحضور افراسیاب روانہ کیجیے اسمین یہی مضمون ہو کہ کسی ساحر زبردست کو یہان بھیجئے جو اپنے دشمن کو لیجے وہ جیسا مناسب جانین سلوک کرینگے خواہ قتل کرین خواہ بخشین یہ صلاح شوخ چشم کو بہت پسند آئی فوراً عرضی اسی مضمون کی لکھی کہا کوئی اس عرضی کو لے خدمت مین افراسیاب کے پہونچائے شعلہ جادو نام ایک کنیز مبارک کرا تھی عرضی لیکر روانہ ہوئی

دو کلمہ داستان گرفتار دام گیسو شہید خنجر ابرو اسیر زندان محن یعنے ملکہ بران شمشیر زن بیان ہوتے ہین

ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عرصہ دراز سے ایرج نوجوان پر عاشق ہی یہ ان کو ہمیشہ یہی خیال قلب پر ہجوم غم و ملال عملداری مین ملکہ بران شمشیر زن کی ایک مقام ہی ہزار درہ اسکا نام ہی بہار انتظام وہان آئین بہج جہان کا پر جلوہ فرما ہوئین سامنے صحرا سے سبزہ زار نوا ت دکھاتا صحرائے پر فضا طائران زمزمہ سرا کا جابجا ہجوم چہکارنے کی بلبل خوشنوا کی دھوم گل خودرو ست جنگل نمونہ گلشن لالہ کے جابجا چراغ روشن نرگس حسرت سے نگران سنبل مین زلف محبوب کا سمان شمشاد قد معشوق کی کیفیت دکھاتا ہی جوش بہار سے اکڑا جاتا ہی قطعہ

لکھوں مین قوت نشو و نما کی کیا تاثیر	کہ نکلا خال کے دانہ سے سبزۂ خط یار
چمن مین دیدۂ گل نادیدہ کرتی ہی	مزے اُڑاتی ہی کیا چشم دوربین ہزار
ہزار شکر کہ پھولون سے آشیان چھایا	پست دنون مین بر آئی مراد بلبل زار
بہار نے یہ عنادل سے زور گرمی کی	پہنا دیا ہی گلون کو لباس آتش کا
بفیض باد بہار ازنون ہی عالم مین	درخت آگ کا پیدا ہو گر پڑے جو شرار
نہ بنے وہ فرط رطوبت سے موج شہر چمن	زمین باغ پہ رکھے دو جو برہنہ تلوار
عجب نہین ہی کہ دکھلانے کو بہار چمن	نسیم سبزۂ خوابیدہ کو کرے بیدار
جبتک سے کے غنچہ اگر مثل طفل نالان ہو	تو نکلے دودھ کی پستان سے شیر صبح بہار

بہار گلشنِ عالم ہی اسقدر دلکش — برنگ شبنم تر ہر ستارہ ہی سیار
کرن کے تار پہ یون آفتاب اتر آئے — کمند جیسے ہی ہر عنکبوت کے لیے تار
بنے ہین پھول کرن پھول پتے برگ درخت — نہال قامت خوبان ہی صورتِ اشجار
پڑے ہی جو رنگ گلِ تر کا عکس دریا مین — صدف مین دانہ مرجان بنے دُرِ شہوار

ملکہ بران شمشیر زن نے جو گنبد جہان نما سے یہ جوش بہار صحراے سبزہ زار کا دیکھا آنکھون کے نیچے گل رخسار یار پھر گئے قد کی یاد مین صنوبر و شمشاد نظر سے گر گئے نرگسی آنکھون مین آنسو بھر آئے اب دل بیقرار کو قرار کہان آخر گھبرا کر ایک گوشہ مین آئی یاد مین ایسے نوجوان کی روتے لگی اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوے

نظم

سونا پہلو بھی ہو گیا ہی — رغبت کسی چیز پر نہین ہی
تڑپا کرین حال زار کب تک — ہو خواہش دید یار کب تک
بے صبر ہی جان عاشق زار — آخر کچھ اسکی انتہا بھی
اک جان کو کھوئیے کہان تک — دو آنکھون سے روئیے کہان تک
وابستہ کار بیخودی ہون — مطلب نہین دہر مین کسی سے
بے حس یون ہون لباس تن مین — مردہ جسطرح سے کفن مین
ناکامی سے وسوسہ پڑا ہی — اس راہ ستم سے نابلد ہون
اقبال نے جب سے منہ کو پھیرا — ادبار نے سب طرف سے گھیرا
بتلاؤ کرین کہان ہون ای شوق

اک دل تھا وہ بھی کھو گیا ہی
کچھ اپنی مجھے خبر نہین ہی
اب ضبط فراق کا ہی دشوار
اس درد کی ہی کہین دوا بھی
گمنام زیادہ بیخودی ہون
دھو بیٹھی ہون ہاتھ زندگی سے
بدنامی سے سابقہ پڑا ہی
ایذا کشِ جور بختِ بد ہون
پس ماندہ کاروان ہون ای شوق

آخر بیقراری نے اسیر قرار کیا کہ ای بران شمشیر زن کسی طرح سے ایک نظر اس جوان صف شکن کو دیکھ آئین یون دل بہلائین اور کوئی علاج اس سے بہتر بیماری ہجر کا نہین ہی

بند مسدس

ہی وہ سرسام مجھے کوئی دوا راس نہین — لخلخے سونگھتے ہین لیکن تری بو باس نہین
میرے جینے سے زمانہ مین کسے پاس نہین — طاقت اٹھنے کی نہین بھوک نہین پیاس نہین
سب سے نفرت ہی کوئی آس نہین پاس نہین — کیا تعجب ہی کہ تجکو بھی مرا پاس نہین
از غمِ عشق تو بیمارم و میدانے تو

داغِ عشقِ تو بدل دارم و میدانی تو

دمبدم شعلۂ عشق بھڑک رہا ہی دریاے محبت کی طغیانی ہی کشتی حیات طوفانی ہی نباہ پانی شکل جوش پر بیتابی دل اسی جوش و خروشِ محبت مین آخر تاب نہ آئی اپنے مقام پر سے ساتھ والیون سے یہ کہکر اٹھی تم لوگ یہین ٹھہرو مین طرف قصر جمشیدی کے جاتی ہون ساتھ والیون کو اسی مقام پر چھوڑا مصاحبون کی محبت سے منھ موڑا اشیاے سحر ذات پر آراستہ کیے ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی کوے محبوب کا قصد کیا مگر خوف سے کوکب روشنضمیر کے دل دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہی دل سے کہتی ہی او خانہ خراب کہان لیے جاتا ہی ایسا نہو جان کھو نا زندگی سے ہاتھ دھونا ہو کہین کوکب روشنضمیر اگر اس واقعہ مین دیکھ لے تو ساری قلعی کھلجاے اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھا ہی موت کا مزا ابتداے عشق سے چکھا ہی مگر اس گوہر قلزم جرأت کی جان پر نہ بنجاے وہ قتال محبوب مطلوب کا نہ دشمن ہو جاے نہ ارادہ پر ملاقات کے دل کو تسکین ہوتی ہی بیتابی دل ہوش کھوتی ہی آخر آتے آتے ایک کوہ فلک شکوہ پر ٹھہری چہار جانب سر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگی یہی خیال ہی سرحد کوہ عقیق مین جلوہ ملاقات کر کے چشم زدن مین چلے آئین گے جب باپ کا خیال آتا ہی بھڑک جاتی ہی اسی پہاڑ پر تیغ عشق کاٹ رہی ہی سنگ صبر دل پر رکھتی ہی مگر ہوش و حواس گم قضاے کار جس جادوگرنی کو شوخ چشم نے نامہ دے کر بخدمت افراسیاب روانہ کیا تھا اسکو پر درد گار نے ایسے مقام پر پہونچایا یعنے شعلہ جادوگری صحرا کی اٹھاے ہوے بدحواس دیکھتی چلی آتی ہی کہ کہین پانی ملے تو ہونٹون کو تر کرون کسی سایہ مین دم بھر ٹھہرون اس پہاڑ پر جو نگاہ ٹھہری چشمۂ آب صاف و شفاف نظر آیا پانی کی چاہ مین دل لہرایا چشمے پر آتری پانی پیا ٹہلنے لگی ملکہ بہار شمشیر زن کی اس جادوگرنی پر نگاہ پڑی خود قریب آئی شعلہ نے جو ملکہ بہار کو دیکھا دل مین تو جلی مگر واسطے تسلیم کے جھکی ملکہ نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہی کہان سے آتی ہی اس صحرا مین کیا ضرورت ہی شعلہ تھرانے لگی گھبرا کر جواب دیا حقیر کہین نہین ملکہ نے کہا اس صحرا مین ہو چہ آنا کہین نہین کیا صاف صاف بیان کر ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ رخ تیرا طرف طلسم ہوش ربا کے ہی واسطے پھر گھبرا کر کہا مین تو حضور ہوش ربا کو نہین جانتی

افراسیاب کی رعایا نہیں ہون اب تو ملکہ بران کو کامل شک ہوا غصہ مین کہا یہ کیا بیہودہ باتین بناتی ہو صاف صاف نہین بتاتی دیکھون تو تیری جھولی مین کیا ہو کیا کسی کی تو نادا آئی ہو اسقدر کیون بیقرار ہو یہ کہکر جھولی چھین لی اب جو اُسکو کھولا نامہ سربمہر شوخ چشم جادو کا نکلا لفافہ پہ یہ بھی لکھا ہو نامہ ہذا در طلسم ہوش ربا بخدمت افراسیاب پہونچے جب تو ملکہ بران نے کہا کیون او شوخ دیدہ ہمنے تجھ سے ہرچند پوچھا کیون یہ راز چھپایا شعلہ تو تھرانے لگی ملکہ بران نے لفافہ چاک کرکے ملاحظہ کیا مضمون پڑھا قلب تھرایا کلیجہ منہ کو آیا ہر الف اُس نامہ کا تیر جان ستان ہر دائرہ خنجر بران ایک ایک سطر شمشیر خون ریز ہر ایک مدستان نیزۂ سرتیز حال گرفتاری ایرج مرقوم ہو غصہ مین آکر جیسی خاک کی اُٹھائی جسم پہ شعلہ کے ڈالدی وہ تو ملعونہ جلکر خاک ہوئی اب کیونکر دل کو تاب آسے گرفتاری محبوب کا حال دیکھا جیا بھی ہاتھ آیا اگر شاہد وا لدنامدار آئینہ مین دیکھ بھی لین گے تو جاسے کلام ہو کہ آپ کے طرفدار کے فرزند کو چھڑانے کے لیئے گئی تھی فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر مثل باد صرصر بقصد کرو فر طرف قلعۂ افلاکیہ کے چلی یہان شوخ چشم جادو نے جو دیکھا کئی دن گذرے شعلہ پلٹ کر نہ آئی مصاحبون نے یہ صلاح بتائی کہ خود دشمن کو قتل کیجیے ساحرون کے خون کا بدلا لیجیے جب ایرج قتل ہوجاسے گا افلاک کوہی مدت کا آشنا ہی اُسی طرح خدمتگزاری کریگا ملکہ اُسکا زندہ رہنا باعث خرابی ہو یہ راے اسکو پسند آئی تخت پر سوار ہوئی بارہ سو جادوگرنیان بارہ ہزار کوہی بیرون قلعہ کزیدان خونی آراستہ کرنے لگے حکم دیا گنہگار کو لاؤ ایرج نوجوان وافلاک کوہی کو مع سرداران افلاک آرا بے پروا کرکے سامنے شوخ چشم کے لائے پہنچ کر شوخ چشم نے حکم دیا کہ جا کر افلاک کو سمجھاؤ کہ مین تیرے حامی کو قتل کرتی ہون تو اُسکی محبت سے توبہ کر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر افلاک کوہی نے جوش محبت ایرج مین شوخ چشم کو گالیان دین اور کہا او ملعونہ مین تو لات و منات پر بھی لعنت کرچکا اب شہریار کا غلام حلقہ بگوش ہون جو تجھ سے ہوسکے قصور نہ کر کنیزون نے کہا حضور اس سے کلام نہ کیجیے یہ نوجوان تسخیر مجسم ہو نہین معلوم آپ کے آشنا کو کیا کردیا آپ کی محبت کا دم بھرتا ہو مرنے سے نہین ڈرتا ہو جب وہ قتل ہوجائیگا

تب افلاک کو بھی اُسکے سبب سے نجات پائیگا بعد ہی یار موافق معشوق و عاشق ملکر ایک مقام پر چین کرینگے یہ سنکر شوخ چشم نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے ہاتھ پکڑکر شاہزادے کو کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا شعر نطع بر افگند و بر و ریگ ریخت ✤ دیو زد دیوانگیش میگریخت ✤ تلوار کھینچکر سر پر شاہزادے کے آیا گردن پر کوئلے کا خط کھینچکر آواز دی ای ملکہ عالم حکم اول ہی سمجھ بوجھ کر دیجیے گا صاحبقران اعظم کا یہ دستا قتل ہوتا ہی ہزار دن اسکے خون کے دعویدار ہین اسکے بزرگ بڑے بڑے نامدار ہین شوخ چشم نے کہا بھڑوے مجکو ڈراتا ہی جلد قتل کر جلاد قریب ایرج کے آیا شانہ پکڑکر ہلایا کہا ای نوجوان وقت مرگ ہی جو ہوس ہو بیان کر ایرج نے کچھ جواب نہ دیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے صورت ملک الموت کی نظر آنے لگی یاد ملکہ بہاران شمشیر زن مین طبیعت گھبرانے لگی دل سے کہا ای ایرج آفتاب عمر کو زوال ہوا بر وقت مرگ اُس ماہ اوج حسن و جمال کو نہ دیکھا قبر سے پشت نہ ملیگی سوزش قلب کفن کو جلا دیگی قبر پر گل نرگس اُگے گا اس شہسوار حسن کا تربت پر غریبون کی کاہے کو آنا ہوگا عدم مین آنکھین ڈھونڈھینگی اُس لالہ زار کی جدائی کا داغ دل پر لیے چلے ادھر معشوقہ کی یاد ادھر سر کے تلوار کھینچے ہوے جلاد آفتاب لب بام چراغ سحری کی سی کیفیت ہی اس بیقراری مین دافع البلیات یاد آیا طرف پروردگار کے رجوع کیا ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز

ارحم الراحمین مالک یوم الدین نظم	خداوندا شبم را روز گردان	چو روزم اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید	درین شب رو سپیدم کن چو خورشید	ہنوز دعائے ایرج نوجوان

تمام نہوئی تھی کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا لکہ ابر آسمان پر نمایان ہوا برق چمک چمک کر گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑ گئے شوخ چشم گھبرائی آسمان کی جانب دیکھنے لگی

یکایک گرد بھی اُڑی نظم	از دامن دشت و کوہ اورنگ	گردے برخاست تیرہ رنگ
از دامن دشت آن غبارے	رخسارہ نمود شہریارے	شوخ چشم نے دیکھا کہ مرکب

بادرفتار پر بصد کروفر تفر فریدونی و جلالت رستمی شاہزادہ جمشید بن کوکب سوار تیغ کھینچا ہوا ہاتھ مین سحریات ہات مین جب خیمہ کو ہلا دیا برق چمک کر گری کئی سو کے سر اُڑ گئے کوئی جل گیا کوئی دو ہو کر گرا جمشید بن کوکب نے وہین سے انھو کیا او ملعونہ اب تو نے

پید لیاقت پیدا کی شیر بیشۂ صاحبقرانی پر ہاتھ ڈالا اور آتے آتے اشارہ کیا شہپر پنجے
پیدا ہوئے ایرج نوجوان کی قید کو ان پنجوں نے توڑ کر پھینک دیا ایک پنجہ گرد پھرا
جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہو اُس پنجے سے قطرے پانی کے ٹپکے سحر بھی شوخ چشم
جادو کا دفع ہوا ایرج نوجوان بھی غصہ مین آکر اُٹھا ایک سوار نے نیزہ مارا ایرج نوجوان
نے نیزہ چھین کر پھینک دیا ٹانگ پکڑ کر مرکب سے کھینچ لیا جب کہ گرا اُسی مرکب پر سوار ہوئے
نعرۂ شیرانہ بلند کیا نعرۂ ایرج سد سکندر ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر +
افلاک کوہی نے پھر قید توڑی ایرج نوجوان نے اُسکے ساتھ والون کو رہا کیا ایرج
نوجوان سب مل کے آگے بڑھ کر لڑنے لگا جمشید بن کوکب سحر جادوگرنیون کا دفع کر رہا
ہے ایرج فوج مین کوہیون کی ڈوب گیا جمشید کو شوکت دکھا رہا ہے جو پہلوان سامنے
آیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا ہاتھ
پر تولکر پھینکا دس گز پانچ گز بلند ہوا اُترتے اُترتے ہاتھ مارا جو سنگ ہوائی کیا جمشید نعرہ جو سن
اُٹھتے ہوئے ہنستے ہیں آواز دیتے ہین کہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرأت ہے کیا صولت و
جلالت ہے ایرج اور زیادہ گرما گرم لڑ رہے ہین مگر جمشید نے چند سحر ایسے کیے کہ زمین پتھرا گئی
کئی ہزار کافر واصل جہنم ہوئے شوخ چشم کڑک کر سحر کرتی ہوئی جمشید پر جا پڑی جمشید نے
سب سحر دفع کیے جب شوخ چشم قریب پہونچی چٹیا پکڑ کر ایک تھپڑ مارا ایک ہی تھپڑ مین
زمین پر گری بیہوش ہو گئی ملازمان افلاک کوہی سے کہا اُسکی مشکین باندھ لو ملازمان افلاک
نے گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دے دیا سب جادوگرنیون نے امان مانگی کوہی جمع ہو کر
خدمت افلاک کوہی مین حاضر ہوئے کہا ای شہریار ہم بیخطا ہین خوف جان سے شوخ چشم
کے شریک ہوئے تھے افلاک نے سب کو امان دی ایرج گھوڑے سے کود پڑے
جمشید سے بغلگیر ہوئے پوچھا کہ ای شیر بیشۂ کوکب آپ کا یہان کیونکر تشریف لانا ہوا جمشید
نے کہا برائے انتظام ممالک نکلا تھا آپ کو مقید دیکھکر ٹھہر گیا افلاک سے ایرج نے
اشارہ کیا افلاک کوہی نے لاکر پائے انداز بچھایا نے ایرج زر نثار کرتے ہوئے جمشید
کو لیکر بارگاہ مین آئے تخت زرین پر جمشید کو بٹھا کے محفل عیش و نشاط آراستہ کی ایرج کو

ڈھونڈھتا ہوا شاپور شیر دل بھی یہان آ پہونچا شاہزادے کو دربار مین دیکھکر قدمون سے
لپٹ گیا پوچھا ای شہریار کیا معرکہ گذرا۔ ایرج نوجوان نے تمام حال بیان کیا جمشید نے حکم دیا
شوخ چشم کو لاؤ اگر شاہزادے کی اطاعت کرے تو بہتر ورنہ فوراً قتل کرونگا آتش قہر و غضب
سے پھونک دونگا شوخ چشم نبچی ہوئی سامنے آئی افلاک کوہی نے اُسکو سمجھایا کہ ای
شوخ چشم جادو مین دل و جان سے شاہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا تجکو بھی مناسب ہی
سامری و جمشید پر لعنت کر دیکھ چشم زدن مین ظہور برکت مذہب اسلام ہوا کہا طلسم فزاافشان
کہا جمشید بن کوکب کا پہونچنا یہ ظہور کرامت ہی خداوند تعالیٰ لائق لعنت ہ شوخ چشم جادو
کے بھی زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا صدق دل سے مطیع الاسلام
ہوئی اُسکو بھی رہا کیا صحبت مین آکر بیٹھی ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا الگ ایک
بارگاہ استادہ ہو تکیہ مین جمشید بن کوکب کو لیچلو شاپور نے فوراً الگ ایک بارگاہ استادی
مثل عروس شب اول آراستہ کردی ایرج نے ہاتھ تھام کر کہا اب تکیہ مین جلوہ فرما ہوجیے
جمشید بن کوکب ایرج نوجوان کے ساتھ اٹھکر جب تکیہ مین آئے بیقرار ہوکر ایرج نوجوان
نے معشوق کا بھائی جان کر بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا آپ نے ہماری جان بچائی
گردن پر ہماری بار احسان ہی شاپور نے دیکھا جمشید سے ضبط نہوسکا چیخ مارکر رویا بیت
وہ رو رو کے دوا بغم یون ملے ٭ کہ جیسے طرح ساون سے بھادون ملے ٭ بلک کر جمشید
کا کہنا کہ ای شاہزادہ والا قدر بس بس ایسا نہو کہ روح تا لب سے نکلجاے اب ایرج نوجوان
نے اُس بد حواسی مین روے زیبا پر نگاہ کی اپنے محبوب جانی یار جاودانی باعث تسکین دل
پریچین ملکہ مہران شمشیرزن کو دیکھا ایرج غش کھاکر گر پڑا شاپور قریب آیا ملکہ نے سر اپنے
زانو پر اٹھاکر رکھا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکے بوے زلف عنبر دماغ مین ایرج کے
پہونچی اشک گرم نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین نے نلخلخے کا اثر دکھایا شاہزادہ
تو سا ہوش مین آیا فرط محبت سے دونون لپٹ لپٹ کر خوب روئے کئی مرتبہ بیہوش ہوگئے
شاپور سرہانے حاضر ہی دونون کے حال کا ناظر ہی کبھی آقا کو کبھی ملکہ کو سنبھال لیتا ہی مگر یہ
دونون وہ ہجر دیدہ و آفت کشیدہ مبتلاے گردش فلک ویڈانہ معشوق بھی مجبور عاشق بھی ناچار

بمشکل شاپور نے دونوں کو ہوشیار کیا لاکر مسند پر بٹھایا اسوقت ایرج نوجوان کا خوش ہوکے
کہنا کہ بھائی شاپور عجب یہ روز سعید ہی آج ہمارے گھر میں عید ہی جلد سامان عیش و نشاط
لاؤ آج ملکۂ عالم نے سرفراز کیا ہی میں نے اپنے ستارۂ اقبال کی ترقی پر ناز کیا ہی ملکہ بران
کا رونا کم نہیں ہوتا ایرج نے دامن سے اشک پاک کیے پیار سے ہاتھ گلے میں ڈالے
کہا کیوں ای جان جہان اول تو آنے کا سبب ظاہر کرو شدت گریہ کے حال سے ماہر کرو
بران نے ضبط کرکے جواب دیا کہ کنیز شوخ چشم کی نامہ لے کر بخدمت افراسیاب جاتی
تھی راہ میں میں نے اسکو گرفتار کیا آنے کا تو یہ اتفاق ہوا ای شہریار رونا تو ہمارے
واسطے عمر بھر ہی اول ہی طلسم آئینہ میں ہمنے آپ سے عرض کیا تھا کہ ہمنے آپ سے محبت
نہیں کی اپنی جان کے واسطے آفت مول لی شہنشاہ کوکب روشنضمیر وہ بادشاہ جابر
و قاہر ہی جس زمانہ میں آپ کو برائے مقابلہ شاہزادۂ جہانگیر طلب فرمایا مجکو حکم تھا کہ جبتک
یہ ہمارے یہاں مہمان رہیں خبردار ای بران ہمارے دربار میں نہ آنا آپ ہی جہانگیر
سے لڑے صاحبقران بھی تشریف لائے ہم زیارت سے بھی محروم رہے ہمارے عشق کا انجام
بد ہی یہ کلام ہمارا مستند ہی صید و شکار سے دل بہلایا کیجے ہمارا تصور کرنا یاد کرنا نالہ و فریاد
کرنا بالکل بیکار رہی ہماری موت کا حیلہ پروردگار نے مقرر کیا ہی میں نے آپ کو دل نہیں دیا اپنی
جان کا ضرر مول لیا نہ آسکتے ہیں نہ تمکو بلا سکتے ہیں بار فراق اٹھانے کی اب طاقت نہیں
رہی یہ کنیز لب گور ہی ضعف و نقاہت کا زور ہی امروز یا فردا تڑپ تڑپ کے مر جائینگے
کب تک مصیبت فراق اٹھائیں گے باپ ہمارا ہمہ دان وہمہ گیر ہی علم کہانت میں بے نظیر
ہی اگر کہیں اسوقت مرأت واقعہ پر آنکھ ڈالدے اور اس راز و نیاز کو ہمارے آپ کے
دیکھے چشم زدن میں اسی مقام پر آوے نہیں معلوم کس عذاب الیم سے مجکو اور آپ کو
قتل کرے آپکے بزرگوں سے فساد کریگا خواجہ عمرو وہرچہ بادا باد کریگا پس کیونکر
خوف نہ کروں دل سے مجبور تھی آپکا حال قید دیکھکر نہ رہ سکی مگر اب رخصت ہوتی ہوں
ٹھہرنا مناسب نہیں ایک دم بھر مجکو آنکھ سے اوجھل ہونا نہیں اپنا چشم و چراغ سمجھتا ہی مگر
مجکو آپ کی بربادی کا دھیان ہی یہ سنکر ایرج نے کہا ملکہ ہم تو آج شب کو جانے دینگے

بُران نے کہا ای شہریار ریلے خدا نہ رو دیئے اِس ملنے کو ہمارے غنیمت جانیے اگر زندہ ہین تو پھر کبھی ملین گے اگر ہمارے مرنے کا حال سننا سر نہ دھننا چلا چلا کے نہ رونا جان کو نہ کھونا بعد مرنے کے بھی ہمکو بدنام نہ کرنا دل ہی دل مین دم محبت کا بھرنا ہم بھی مثل شمع سوز عشق سے جلتے ہین پروانہ وار زبان سے اُف نہین کرتے ہین قلب پر صدمے سہتے ہین ای شیر بیشہ شجاعت یہ بھی جرأت ہی کہ چھری گلے پر پھرے زبان سے آہ نہ نکلے تلوار کا زخم کھاتے ہین زخمون مین ٹانکے دیے جاتے ہین زخم تیغ ابرو لا علاج ہین تمھاری ایک نگاہ لطف کے محتاج ہین ان کلمات حسرت آیات سے کلیجا ایرج کا پھٹ گیا دامن ملکہ بران کا تھام لیا اشک آنکھون سے جاری ہوئے اپنی بیتابی ظاہر کرنیکو یہ شعار پڑھے

ناظرین وشائقین اس جلسۂ عاشق ومعشوق کو بنظر غور ملاحظہ کرین زبانی ایرج کے اشعار آبدار دامن معشوق تھام کر بحسرت فرماتے ہین نظم مخمّس بطور مسدس

بہ سنانِ نگہ یار قسم
بہ سر طرۂ دلدار قسم
بہ کمان خانۂ ابرو سوگند
بسر نرگسِ جادو سوگند
کہ شدم کشتۂ چشم نگہت
خاکِ رہ گشتۂ طرز ستمت

بہ صفائے گل روئے تو قسم
بسوادِ شبِ موئے تو قسم
بہ کمر گیرے زلفت سوگند
بدل آویزئے الفت سوگند
خاک رہ کردمرا حیرانم
غیر مردن نہ بود درمانم

بسر چشم سیاہِ تو قسم
بغضب گیر نگاہِ تو قسم
بسر ہندوے خالت سوگند
بلب لعل مثالت سوگند
سوختم سوختم از بیدادت
چند فریاد کنم از دادت

بصفائے دُرِ گوشِ تو قسم
بادلِ فہمی ہوشِ تو قسم

بسرِ ناوکِ مژگان سوگند ۔ بخمِ زلفِ پریشان سوگند

چون منِ نیست دگر بندۂ تو
بندۂ لعلِ شکر خندہ تو

بشکر ریزیِ گفتار قسم ۔ بخرامِ قدِ دلدار قسم
بعقیقِ لبِ شکر سوگند ۔ بزلالِ سرِ کوثر سوگند

شبِ ہجران بجز از خویشم نیست
جز خیالِ تو کسے پیشم نیست

بازگفتم بدہانِ تو قسم ۔ بسرِ موئے میانِ تو قسم
بہ بر و دوشِ تو زیبا سوگند ۔ بہ بناگوشِ مصفا سوگند

مہر و مہ را بجود پیشِ تو قدر
پیشِ تو جملہ ہلال اند و بدر

بہ صفائے بدنِ یار قسم ۔ بسرِ چاہِ ذقنِ یار قسم
بہ لباسِ گلِ سوری سوگند ۔ بہ غریقِ غمِ دوری سوگند

عاجزم عاجزم از ہجرانت
لطف فرما کہ شوم قربانت

اِن اشعارِ دلفگار نے قلبِ کمانداران شمشیرزن کا بجین کردیا خانۂ دل کو غم و رنج سے بھر دیا کہا اے شہریار بس اِن حالات کے سننے کی دل مین طاقت کہان ایک ایک کار واسطے تو وہ دل کے تیر دل دوز ہا آپ کی خاطر سے اِس شب کو بچاؤنگی ایسا نہو جان سے ہاتھ دھونا پڑے اِس آغاز کے انجام پر رونا پڑے شاپور نے دیکھا کہ ان دونون عاشق و معشوق کا خیال خیر و شر مین کہین دم نہ نکلجاے فوراً گلابی اٹھائی جام لبریز کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہا کیا معشوق کی جان لینا منظور ہے ایک جام شراب ملکہ کو پلا دیجئے وقت عیش و سرور ہے ایرج نوجوان نے جام بلورین ہاتھ پر رکھا کہا ملکۂ عالم ہمارے سر کی قسم اسے نوش فرمایئے نظم

خوشتر ز عیشِ صحبتِ باغ و بہار چیست ۔ ساقی کجاست گو سببِ انتظار چیست

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار | کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا اور دو قدح نہ کی نوش فرمایا اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اٹھایا جام
عشرت انجام کو شراب ارغوانی سے لبریز کیا پھر یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ بڑھایا نظم

فصل گل رفت و حریفی نہ شرابے نزدم | بر لب شیشۂ دل قطرۂ آبے نزدم
شد تہی شیشۂ عمر از مئ ہستی و ہنوز | بزم مے گرم نشد سیخ کبابے نزدم

ای شہریار ایرج نامدار ہست بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ہچنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند
شاہزادے نے ہاتھ بڑھایا ساغر لیتے ہی آنکھوں میں نشہ آیا مستانہ وار ان اشعار کو پڑھا ابیات

ساقی بنور بادہ بر افروز جام ما | مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

دیگر

قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا | چھینا ہے جسم نجت نے برج آفتاب کا
اس مہ کے ہاتھ میں نہیں ساغر شراب کا | مہتاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا
ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہیں | شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہے | صدقے میں میرے دیجو تیلہ شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام نوش فرمائے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا طبیعت لہرائی
ملکہ پران یہ کلمے زبان پر لائی کہ سنا ہے طلسم جمشید یہ میں نور الدہر کا داخلہ ہوا ہے ایرج نے
کہا میرا بھی اسی طرف قصد ہے میں نے زبانی شوخ چشم کے سنا دل مخمور جا کر قید ہوئی
نور الدہر بھی اسکے تعقب میں گئے اب مجکو جانا واجب و لازم ہے جبتک وہ ادھر ادھر
پھرتے رہیں گے میں بحول قوت الٰہی دلفنا یتنا فیوض نامتناہی اسکو فتح کر دوں اگر میں نہ پہنچا
اور اسنے فتح کر لیا لشکر میں جاکر ملبلائیں گے ایسے ایسے غرور کے کلمے فرمائیں گے کہ جنکو
سنکر ضبط کرنا دشوار ہے مرغ بے زبان آ گیا وہ میرے بخشم میں دنگل ستم کا جھگڑا ہے قبلہ و کعبہ کے
دہانہ سے یہ فساد برپا ہے ہمیشہ یہ دست راستی ذلیل ہی ہوتے ہیں مگر صاحب غیرت ہیں
ملکہ نے کہا طلسم بھی ہمارے قبضہ میں ہے آپ شوخ چشم کو ساتھ لیکر چلیے میں جا کر دالذنا مدار
سے کہکر کسی ساحر زبردست کو روانہ کراکر جمشید سے کہلا بھیجونگی کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادہ
ایرج نوجوان تمہارے طلسم میں آئے ہیں لوح حوالہ کردو اور تم اطاعت کر دیا یان طلسم

بھی اِنکے سپرد کرو وہ ضرور اطاعت کریگا پھر آپ کو اختیار ہی ایرج نے کہا ملکہ کچھ اسکی
ضرورت نہین بعنایت پروردگار سب سامان ہوجائینگے ملکہ خاموش ہورہی جانتی تہ
کہ آتش خوشعلہ مزاج ہین مردان عالم کے سرتاج ہین دل مین خیال کیا ہم یہ سب تدبیرین
جاکرینگے اِنسے کہنے سے کیا فائدہ شب وصل تہوڑی ہوتی ہی انھین باتون مین گذرگئی صدائے
مرغ سحر بلند ہوئی چہرون پر عاشق و معشوق کے ہوائیان اُڑنے لگین اُسوقت محفل کی اُداسی
رخ شمع پر زردی پروانے بیٹے ہوئے لگن مین پڑے ہین فرش مین جابجا شکن صاف
معلوم ہوتا ہی کہ خیال عاشق و معشوق مین فرش بہی پیچین ہی پردہ ہوا سے ہین اُڑتا
حسرت پر عاشق و معشوق کی سر پٹکتا ہی لپٹ لپٹ کر دونون کا رونا اشکون سے مُنہہ
دہوتا صدلے الوداع والفراق بلند ایک بیقرار ایک دردمند زلفون کی اُلجہن سے
پریشانی ظاہر چہرون سے حیرانی نجوبلی ماہر بران کا یہ کہنا کہ ای شہریار بخدا حافظ
دنا صر ایرج کا جواب مین یہ کہنا مصرع گئے تم اُدہر اور موے ہم یقین ہی ✝ ملکہ جانِ
اب کب ملاقات ہوگی بران نے آنکھون مین آنسو بہرکے جواب دیا وعدۂ فردائے
قیامت وہان بہی ملاقات کی امید نہین شعر حشر پہ وعدۂ دیدار ہی مین ڈرتا ہون ✝
جیتے ہوئے کی رخ یار ادہر ہو کہ نہو ✝ ملکہ نے کہا ای شہریار بس اب غصہ نہ کیجیے ایسا نہو
باپ نے آئینہ دیکہا ہو غضب ہوجائیگا وہ نہایت صاحب غیرت ہی ایرج نے کہا
ملکہ فقط تمہاری بدنامی کا خیال ہی ورنہ طلسم نورافشان کو مٹا دیا کیا محال تہ ملکہ یا تو
روتی تہین یا ہنس پڑین کہا صاحب آپ ایسے ہی ہین میرا خیال ضرور ہی کبہی ایسا قصد
نہ کیجیے گا جہانگیر کے مقدمہ مین کئی پیچ پڑے اب لوح طلسم نورافشان کا ملنا مشکل ہی
مگر آپکے واسطے کیا دشوار ہی ایسی باتین عاشق و معشوق مین ہوئین شمع سحری نے بہی اشک حسرت
انکے حال پر بہائے نیر اعظم کا چہرہ زرد بلبلون کے دل مین درد الغرض ملکہ مشکل تمام
ایرج نوجوان سے رخصت ہوکر زمین مین غرق ہوئین کئی کوس پر جا نکلین راہ کو
طی کرتے قصر جمشیدی مین پہونچین کوکب سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تہا ملکہ بران واسطے
تسلیم کے خم ہوئین کوکب نے اپنے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچہا ای نور نظر کہان

گئی یقین ملکہ بران نے دست بستہ عرض کی ہزار در سے کے انتظام کو گئی وہان جا کر خبر سنی کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان و شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کا طلسم جمشید مین داخلہ ہوا ہی گر جمشید جادو بر سر پرخاش ہی ایسا نہو کہ فرزندان صاحبقران پر کوئی افتاد پڑجاسے تو آپ کو صاحبقران سے شرمندگی ہوگی اور جیب سے آپ سے اور افراسیاب سے فساد ہوا اُس بیجا نے خراج بھی نہین بھیجا جو یہان سے جا دے خراج کا بھی تقاضا کرے اور فرزند صاحبقران کا جمشید کو مطیع کرا دے کوکب نے اُسیوقت خورشید روشن راے اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو چار سو ساڑھے چار سو جادو گر ساتھ کر کے حکم دیا جسطرح ملکہ نے فرمایا ہی جلد جا کر انتظام کر خواہ نور الدہر خواہ ایرج نوجوان پہنچ گئے ہون فوراً فوج دلوا دینا مجھ دار انکا کوئی ہوے جسم میلا نہونے پاے خورشید روشن راے اُسی وقت طرف طلسم جمشید کے بتعجیل روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑو وقت پر حال تحریر ہوگا بعد جانے ملکہ بران شمشیر زن کے ایرج نوجوان بیتاب و بیقرار ہی آخر مجبور و ناچار دربار مین آن کر بیٹھے افلاک کوہی کو حکم دیا لشکر تیار کر دو اور شوخ چشم سے فرمایا تم اپنی جادوگرنیون کو حکم دو ہمین طرف طلسم جمشید کے جانا منظور ہی شوخ چشم نام طلسم جمشید سنکر تھرائی عرض کی اے شہریار طلسم جمشید مین بڑے بڑے ساحران غدار رہتے ہین وہان کا قصد نہ کیجیے اُسکا فتح ہونا دشوار ہی ایرج نے فرمایا ہمارا بھائی ہمچشم اُس طلسم مین پہونچ چکا آفت مین مبتلا ہو سکتا ہی کہ اُسکی مدد کو نہ جاؤن تم جلدی تیاری اور رہبری کرکے ہمکو لیچلو جب طلسم قریب رہے تم الگ ہو جانا اپنی جان بچانا شوخ چشم قدمون سے لپٹ گئی عرض کی کنیز کو حضور کی جان سے اپنی جان عزیز نہین ہی مگر مقام پر آشوب ہی ایرج نے کہا پروردگار مالک ہی شوخ چشم خاموش ہوئی بارہ سو جادوگرنیان اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے آئین افلاک کوہی نے دس ہزار فوج تیار کیا ایرج نوجوان نے شوخ چشم کو تخت پر سوار کیا افلاک کوہی کو سپہ سالار کیا آپ بعہدۂ صاحبقرانی کرہ بن اشقر پر سوار ہوے اس جاہ و حشم کر و فر سے نوبت نقارے بجتے ہوے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوے حال خیرت مآل انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کہ ملکہ شگوفہ

جوش محبت مین شاہزادے کے بیہوش کرکے اس ارادے پر چلی ہے کہ شاہزادے کو طلسم سے نکال لیجاؤن راہ مین ہنگامہ عظیم ہونا ساقی نامہ مصنف

اے ساقی مہروش گل اندام	دے بھر کے سبو سرور کا جام	بیٹھے رہے کی نہ اب تلک سیر
اب دیکھین گے صورت فلک سیر	منظور نظر سفر ہے ساقی	اور نشہ اتار پر ہے ساقی
بوتل سے نکال بادۂ ناب	دو رستہ کے لیے ہے قلب بیتاب	شیشہ مین پری اتار ساقی
کھو دیگا مرا بخار ساقی	طاقت مجھے پانے آکے لیجا	منزل پہ ہوا اڑا کے لیجا
سر پھری گرد پا نہ پائے	عنقا بھی مرا پتا نہ پائے	دشت نوردان وادی محنت

دگر فتاران دام حسرت انجام مصیبت اس داستان سحر بیان کو یون تحریر فرماتے ہین کہ ملکہ شگوفہ شگفتہ جمال نورالدہر بنت بدیع الزمان اپنی نانی کو قتل کرکے بخوف جان شاہزادے کو بیہوش کرکے اس ارادے پر باغ سے نکلی کہ انکو طلسم سے نکال لیجاؤن رات بھر تخت کو اڑائے ہوئے آئی مگر شب کو یہ ثابت ہوا کہ مین کہ جہان جاتی ہون گردش فلکی ہمراہ آتی ہے پھر کے سر حد طلسم ہی مین رہی صبح ہوئی ایک درہ کوہ مین آکر اتری اس خیال سے کہ شاہزادے کو رات بھر گذری بیہوش ہے اور بہت نزدیک سمجھی کہ سرحد طلسم سے نکل آئی اب شاہزادے کو ہوشیار کرون مجھپر غصہ کرینگے اسکا کیا تردد ہے جو کہینگے سنونگی آخر مین سمجھا دونگی سمجھ جائینگے اپنے لشکر مین مجکو لیجائینگے مع محمل جادوگرنیون کے درہ کوہ مین اتری لوح محفوظ شاہزادے کے گلے مین پہنا دی شاہزادہ بہت تحیر بھی آنا یا سردار و عیار ہوشیار ہوئے نورالدہر نے اپنے کو ایک درہ کوہ مین پایا گھبرا کر پوچھا اے ملکہ یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے ملکہ شگوفہ گھبرا کر قدمون پر گری کہا اے شوہر جو کچھ مین نے سمجھایا آپ نے قبول نہ کیا آخر میرے دل سے خوف نہ نکلا مین آپکو بیہوش کرکے بیرون طلسم لے آئی اب یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے جو مناسب وقت ہو سزا دیجیے رنگ روے نورالدہر متغیر ہوگیا شاہزادہ غیرت سے عرق حجاب مین غرق ہوا کہا ملکہ بڑا غضب کیا تم نے مجکو دین و دنیا سے کھو دیا نہین معلوم اس گرفتار زندان مصیبت و بلا ملکہ مخمور سرخ چشم پر کیا گذری ہوگی اپنے دل مین کیا کہیگی کہ شاہزادے نے ہماری خبر نہ لی اگر خدانخواستہ بادشاہ طلسم تیشیدہ نے اس گل باغ خوبی و سرو نوخواستہ حدیقہ محبوبی کو قتل کر ڈالا تم عورت ہو

تمکو تو کچھ نہ کہونگا اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤنگا شہرنگ بھی گھبرا گیا چپکے سے کہا ملکہ غضب
کیا یہ شہر جس میشہ مین جائین بدون شکار واپس آئین دوسرے مقدمۂ ناموس حال اس عشق کا
طشت از بام افتادہ ہی یہ قلق سب سے زیادہ ہی نور الدہر نے کہا شہرنگ تم کیون گھبراتے
ہو مرکب تیار کرو ہم ابھی چلتے ہین اپنے کو جس طرح بنے گا طلسم جمشید تک پہونچائینگے
ملکہ عالم اپنی جان بچائین جہان چاہین جائین مجھے اُنسے کچھ کام نہین میری آبرو کی دریے
ہو مین تو وہ کیا خوب احسان کیا ہی جنے لحاظ سے مخمور کا حال مفصل نہ کہا تھا پردہ بے پردہ
ذکر کر دیا تھا مخمور نے ہمارے واسطے افراسیاب کو جو طلسم ہوش ربا کا مالک سلطنت وسیع
رکھتا ہی اُس سلطنت پر لات ماری شریک خواجہ عمرو ہوئی سالہا سال سے لڑ رہی ہی افراسیاب
سے بیجا سے مقابلہ سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا جانُ آبرو کو تج دیا ان باتون کا بالکل خیال نہ کیا
اسطرح جو غصہ مین نور الدہر نے کہا شگوفہ مثل گل مرجھا گئی کانپنے لگی عرض کی ای شہریار مین
نو سے جمشید سے یہ حرکت ناشائستہ کر بیٹھی سر حاضر ہی کاٹ لیجے نور الدہر نے کہا ملکہ مین تجسے
کچھ نہین کہتا مگر مین بیشک جاتا ہون شہرنگ بخوبی ذہن سے واقف ہی اُسنے فوراً مرکب تیار کیا درہ کو
کے باہر جاکر ٹھہرا آواز دی ای شہریار مرکب تیار ہی شگوفہ نے کہا بیٹا شہرنگ اسقدر جلدی نکرو لیے
خدا شاہزادیکو سمجھاؤ شہرنگ نے اشارہ کیا ملکہ کار از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پلٹنا ممکن نہین مین کیا نادان
ہون جو سمجھاؤن مین تو بیچارہ کیا ہون اگر انکے بزرگ بھی آئین باز نہ آئین نور الدہر فوراً سلاح سے آراستہ
ہو کر مرکب پر سوار ہونے چلے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ مین غصہ سے کف منہ مین بھرا ہوا
چہرہ سُرخ آنکھین اُبلی ہوئین اب تو شگوفہ اٹھی دست بستہ عرض کی اے شہریار بسم اللہ
چلیے لونڈی ساتھ چلیگی مین یہان رہکر کیا بھاڑ سے سر ٹکراؤنگی ہمراہ رکاب رہونگی مگر اتنا
عرض کرتی ہون تا بقلعۂ طلسم پہونچنا دشوار ہی کنیز سراسر خطا وار ہی نور الدہر نے کہا ہر کامل
ساتھ ہی خضر دل رہبری کریگا منزل مقصود تک پہونچائیگا واضح ہو کہ یہان درۂ کوہ مین یہ
ہنگامہ ہی شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہو چکا ہی شگوفہ نے اتنا لشکر روکا ہی کہ ایک لمحہ تامل
فرمایئے اسباب سحر جسم پر آراستہ کر لون جادوگرنیون کو آواز دے رہی ہی کہ جلد تیار رہو
سب آراستہ ہو کر باہر آئین شاہزادے نے قصد کیا توکلت علی اللہ مرکب بڑھا دیئے

مگر دو کلمے داستان مدہوش دراز بینی کہ جسکو افراسیاب نے فرمان دیکر بمضمون طلب قید
ملکہ مخمور روانہ کیا تھا وہ پاس جمشید جادو کے پہونچا فرمان افراسیاب کا جمشید جادو
نے پڑھکر اسیوقت اپنے ایک ملازم معتبر موسوم بہ شاہور جادو کو مع بارہ سو جادوگرون کے
طلب کیا ملکہ مخمور کو قید خانہ سے بلاکر اژدہے پر سوار کیا شاہور و مدہوش دراز بینی مع تین ہزار
ساحران غدار قید مخمور لیکر بیرون قلعۂ طلسمی نکلے علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے
ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے اس کروفر سے جاتے ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
قریب درۂ کوہ مرکب پر سوار مع ملکہ شگوفہ چلا جاتے ہین کہ دیکھا طرف سے موڑ کے گرد عظیم
بلند ہوئی نورالدہر نے آمد لشکر دیکھ کر شبرنگ سے فرمایا دریافت تو کرو کسکا لشکر آتا ہے
شبرنگ نے چاہا کہ بڑھے کہ اس گرد کا شگافتہ ہوا علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے
دو سردار ساحران زبردست بطور سرداری آگے آگے تین ہزار ساحر پشت پر بیچ مین ایک
اژدہے پہ ایک مہ جبین مثل قیدیون کے مسلسل مطوق چہرہ اداس عالم یاس اب جو نورالدہر نے
بغور دیکھا اپنی محبوب جانی یار جادو والی ملکہ مخمور سرخ چشم کو پایا پس نورالدہر نے کلیجہ پر گھونسا
مارکر کہا او لا غضب ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم کو پکڑکر ساحر لیے جاتے ہین ملکہ شگوفہ نے
چاہا کچھ جواب دے مگر شاہزادے کو کب تاب تھی مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ

ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی
کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز ہیبش
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوانند

دیگر
منم سرکن لشکر کافران
لقا را بہ یک دست برداشتم
بہ پیشم نگون شد سر کافران
ظفر بر یلان عرب یافتم
ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

تو ہے محفوظ تو عنایت پروردگار سے مگر یہ بھی تلوار کھینچکر لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا دو
ٹکڑے چاہتے ہین کہ ملکہ مخمور کو رہا کرلون ساحران غدار سحر کرتے ہین بسبب حرز ہیکل کے
کسی کا سحر اثر تاثیر نہین کرتا ملکہ شگوفہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تنہائی پر شاہزادے کی کلیجہ پھٹ گیا
عاشق صادق نورالدہر کی ہو اسنے بھی گاتی باندھی جھولی سنبھالی مع اپنے ساتھ والیون کے
سحر کرتی ہوئی جا پڑی توپ ترنج و نارنج رائی کے دانے مرچ کے دانے چلنے لگے زمین سے

شعلے نکلنے لگے صداہاے عجائب وغرائب آتی تھی اژدرہاے آتش فشان دوڑنے لگے
ماران سیاہ برستے تھے ساحران غدار قتل نورالدہر پر کمر کستے تھے ایک سمت سے مدہوش
دراز بینی ہوشیار ہوا خود بینی بھولا بلکہ بھیا کو کان ہوئے نہیب شمشیر نورالدہر سے ناک
مین دم ہی کان پکڑتا ہی سنگی ہو کر بھاگ جاؤن لیکن تعلیم کردۂ افراسیاب ہی زمین کو ہلا ہلا
دیتا ہی ایک جانب شاہور جادو ملازم جمشید لڑائی مین گذر رہا ہی نورالدہر پر کیسے کیسے
سحر کیے مگر تاثیر نہوئی لیکن ملکہ شگوفہ لڑائی بھڑائی لشکر کفار مین دشمنی خوب خوب سحر کر رہی ہی
عین گرمی جنگ مین جمال بے مثال مخمور نگاہ پڑی دیکھا حسن مین بے مثال ہی بدر رشک ہلال چہرہ چودھوین رات
کا چاند سامنے عارض انور کے بدر کامل ماند گیسوے عنبرین رشک آگین کاکل پر پیچ کی لہریا
مار سیاہ پہ قہر پیشانی ظاہر ہی رنگ رد تغیر حال ابتر شمع جمال کی روشنی سے وہ مقام نورانی
و منور پیشانی نیر اکبر بند مسدس

ہر مہ جبین یا افق ہی یا صبح عید کی
سو جان سے جہان کو خواہش ہو دید کی
عالم سے جسنے ظلمتِ غم ناپدید کی
کانون کو آرزو ہی صفت کے شنید کی

سجدہ کرون جھکاؤن جبین نیاز کو
محراب نور پاؤن اگر مین نماز کو

دریا لکھون جبین نور کا یا عکس آفتاب
دفتان سے یا لکھون مطلع سر کتاب
یا لوح سیم مایہ حسن صد آب و تاب
القصہ کیا کہون کہ وہ ماتھا ہی لاجواب

ابنِ نجوم کو یہ تحیہ تمام ہی
جبہہ ہی خود قمر کہ قسم کا مقام ہی

ابرو ہی یا فلک پہ ہی قوسِ قزح عیان
یا ہیر قتلِ عاشق بے صبر و ناتوان
یا ہی خدنگ غمزۂ قاتل کو یہ گمان
کھینچی ہی یہ غلاف سے شمشیر اصفہان

در سورۂ قمر پہ ہی رونق فزا ہوا
یا ہی سفینہ نوح کا اُلٹا پڑا ہوا

آنکھون سے ساحران جہان مردہ ہو گئے
بادام آنکھ دیکھ کے پژمردہ ہو گئے

نرگس کے پھول باغ میں افسردہ ہو گئے | آہو بھی ہیں دشت میں متحیر دم بخود کھڑے

قربان چشم مردم بندی نژاد ہیں
آنکھیں ہیں دونوں یا [illegible]

ملکہ شگوفہ کے ہوش اڑ گئے جی میں کہتی تھی حقیقت میں کیا حسن و جمال ہے کیا خط و خال ہے صانع
ازلی نے اپنے دست حق پرست سے یہ تصویر کھینچی ہے کہ شاہزادے کو خیال نہ وہم حسن
بے مثال معشوق عاشق خصال ادھر ملکہ شگوفہ نے دیکھا شاہزادہ نورالدہر جو تیغ کھینچ کے بڑھتا
سیدھا ساحروں کو دم بھر میں مار ڈالے دل باغ باغ ہو گیا قید کے رنج و الم سے فراغ ہو گیا غنچۂ دل
شگفتہ پھول سے گال جو کمھلائے ہوئے تھے سرخی آ گئی تھی ایک نازنین کو مع چار سو
جادوگرنیوں کے دیکھا گرد شاہزادے کے پھر کر حملہ کر رہی ہے مجھ ہی صورت شگوفہ کی دیکھ کر
حیران جمال محو دیدار ہو کر دل سے کہتی تھی معلوم ہوتا ہے یہ شاہزادے پر عاشق ہو کر یہاں تک
آئی ہے یقین ہے کوئی شاہزادی ہے اپنے قید رہنے سے بہت گھبرا رہی ہے کہ نورالدہر پر جادوگرنیاں
ہجوم کر رہی ہیں اس جوان کو ہر طرف چاروں طرف سے یہی وہم ہے شاہزادہ نورالدہر شیرانہ
جنگ کرتا ہوا قریب مدہوش زمانہ بین کے پہنچا مدہوش نے ہوش پراگندہ ہیں کیسے کیسے
گوٹے نورالدہر پر مارے مگر تاثیر نہیں ہوئے ایک سو سے جسم بھی اس شاہزادے کا سبلا
ہوا دل سے کہتا ہے سحر کیوں جواب دیتا ہے جب شاہزادہ قریب پہنچ گیا مدہوش نے تیغ
نورالدہر نے تیغ خارا شگاف سلیمانی پر کہ تحفہ حضرت سلیمان کا تھا تبرک کر کے لیکن مگر
بعنایت پروردگار سے محفوظ رہے وار مدہوش کا روک کر تیغ خارا شگاف کا ہاتھ مارا مدہوش
نے سپر سحر اپنے سر کی پناہ میں کیا اس تیغ کا عکس پڑا سپر کی دو ٹکڑے ہوئی چاہا تڑپ کے
کام جان اجل نے مہلت نہ دی پھٹ کے تلوار گری مدہوش کے دو ٹکڑے ہوئے سب توانا
ساحر بھاگے آواز آئی کہ مارا گیا نام میرا مدہوش زمانہ بین تھا شاہ ہوش اڑ گئے
ارباب تو شور کے نہ چھوڑا مگر میدان سے پاؤں اٹھے نورالدہر قتل کرتے ہوئے بیٹھے
شگوفہ نے سیکڑوں نخل قد ساحروں کے حربے قلم کیے مثل برگ خزاں دیدہ کافر
گر رہے ہیں شگوفہ پامال کرتی چلی آتی ہے نورالدہر چاہتے ہیں مخمور کو چھڑا لیں کسی کو بس

اڑتے ہوئے آئے قلعہ طلسمی معلوم ہونے لگا شاہور نے ایک جادوگر کو حکم دیا جلد جا کر شاہ کو
خبر کر کہ طلسم کشا آگیا اسیر سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا مدہوش مصاحب افراسیاب مارا جاچکا جلد
آئیے ورنہ قید مخمور چھین جائیگی وہ جادوگر بھاگا جمشید تخت پر بیٹھا تھا اُس سے آکر تمام کیفیت
بیان کی جمشید غصہ مین اُٹھا مرکب سحر پر سوار ہوا جمشید کا چلنا لاکھون ساحر اسکے ساتھ ہولیے
اُسوقت آکر پہونچا کہ نورالدہر نے تمام فوج کو تہ وبالا کر دیا ہی شاہور بھاگا جاتا ہی اور
شگوفہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جل گیا دہین سے نعرہ کیا باش اے طلسم کشا اور خبردار اے
شگوفہ جلد رومال سے ہاتھ باندھ کر تہ ہو نہر بابدولت کے گی ہرچند کہ شگوفہ تھرائی مگر سحر کرنے مین کمی نکی
جمشید نے دو چار گولے اپنے ہاتھ سے ایسے مارے زمین تھرا گئی کئی سو جادوگریان شگوفہ کی بیہوش ہو کر
گرین شگوفہ بھی زخمی ہوئی مگر نورالدہر پر جمشید کا اثر نہین کرتا قریب ہی کہ شگوفہ کو گرفتار کرے کا اندر سے
قلعہ کے پانچہزار ساحرون کے ساتھ سہیل اخترشناس آکر پہونچا پیشینے مطیع الاسلام ہی چونکہ کاہن
زبردست ہی کتاب مین دیکھا تھا کہ طلسم اب ٹوٹ جائیگا خدا نے نادیدہ برحق ہی ساحری پرستی کرنا ناحق ہی ناظرین کو
یاد ہوگا اسیلیے بدعت سے جمشید کی ملکہ مخمور کو بچا کر قید کرایا تھا اسوقت پانچہزار ساحرونکو مطیع اسلام
کر کے آپہونچا جمشید سمجھا میری مدد کو آتا ہی مگر سہیل برابر ملکہ مخمور کے ادا بے کے پہونچا ہٹو ہٹو
کر کے ساحرون کو ہٹایا زبان سے سوزن ملکہ مخمور سے نکال لیا سوزن کا نکلنا مخمور
اُٹھی سنگ ریزہ اُٹھا کر مارے کہ کئی سو ساحر داخل جہنم ہوئے سہیل نے بھی نعرہ کیا منم
غلام شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پانچ ہزار فوج سے لشکر جمشید پر حملہ کیا اُدھر
مخمور نے آفت برپا کر دی لڑتی ہوئی قریب شگوفہ آئی شگوفہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ
مخمور نے پوچھا بی بی تمھارا کیا نام ہی شگوفہ نے سر جھکا کر کہا بندی غریب الوطن مجبور و ناچار
وطن سے دور موت سے قریب آوارہ و سرگشتہ بدنصیب ملکہ مخمور نے کہا کیون بی ساحرون
سے کیون لڑتی ہو ظاہرا تم اسی طلسم کی رہنے والی ہو شگوفہ نے کہا آپ کی قید کا حال سنکر
دلکو تاب نہ آئی شکر ہی آپ رہا ہوئین بڑا نام تبانا یہ ہی کہ ہم آپ دونون ملکہ شاہزادے
کو بچائین اس طلسم سے نکال لیجائین اب جمشید بادشاہ طلسم خود آگیا ہی طلب کانپ رہا ہی
بدون لوح طلسم بادشاہ کا قتل ہونا دشوار ہی رکھ دو کا وقت بیکار ہی ملکہ مخمور سمجھ گئی کہ یہ بھی

شاہزادے پر عاشق ہے زیادہ کلام کی مہلت نہ پائی مخمور لڑتی ہوئی ایک جانب نکل گئی
شگوفہ ایک سمت لڑنے میں مصروف ہوئی اُسوقت قیامت کی جنگ ہے سہیل اختر شناس نے
ہزاروں کو مارا ملکہ مخمور نے طبقہ زمین کا ہلادیا نورالدہر نے بڑھ کر علم فوج کو قلم کیا اب جمشید
گھبرا یا دل سے کہتا ہے کیا باعث ہے اس جوان پر سحر تاثیر نہیں کرتا آخر ایک کنارے پر آکر
ایک چراغ روشن کر کے چند دانے ماش کے مارے ایک سنہری پتلی پیدا ہوئی جمشید نے
اُس سے پوچھا اے کنیز سامری اِس جوان پر سحر کیوں نہیں تاثیر کرتا اُس پتلی نے آواز دی اے
شہنشاہ اِس جوان کے پاس لوح محفوظ موجود ہے آپ کے قریب نہیں جاسکتے اُس پتلی
سے یہ سُنکر جمشید میدان جنگ میں آیا اُٹھا کر ایک گولا مارا سہیل و شگوفہ دونوں بیہوش
ہو کر گرین جمشید نے حکم دیا ملازموں نے سہیل و شگوفہ کو گرفتار کر لیا تعجیل قلعہ میں بھیجد یا
پھر جادوگروں سے اشارہ کیا مخمور پر باوہ کر و بیچ میں لاکھوں جادوگر آگئے اب مخمور نورالدہر
سے دور ہو گئی نورالدہر نے ایک مقام پر آکر ایک جادوگر کو مارا پہلو سے آواز آئی شہریار کنیز کو
بچائیے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ مخمور زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہے جسم پر آبلے
پڑے ہوئے نورالدہر نے کہا ملکہ یہ کیا ہوا ملکہ نے کہا حضور جمشید نے مجھ پر سحر کیا تمام
ہڈیاں جل رہی ہیں ذرا لوح محفوظ مجکو دیجیے اپنے جسم سے مس کروں نورالدہر نے گھبرا کر
لوح گلے سے اُتاری سامنے مخمور کے پھینک دی مخمور نے اُسکو اُٹھا کر رومال میں لپیٹا اور
نعرہ کیا اوطلسم کشا منم شہنشاہ جمشید اب نورالدہر نے دیکھا کہ جمشید تاج پہنے سامنے کھڑا ہے
ملعون نے صورت سحر سے مخمور کی بنائی تھی اب جو ایک دو ہتڑ مارا نورالدہر زمین پر گرے
شبرنگ کو ڈھونڈ ھکر پکڑ لیا سرداروں کے سپرد کیا اب طرف مخمور کے آیا چونکہ بادشاہ طلسم
ہے آخر مخمور بھی اُسکے سحر سے بیہوش ہوئی مخمور کو بھی اندر قلعہ کے روانہ کیا آپ اسوا سطے بیرون
قلعہ ٹھہر گیا لاشے بھی اُٹھوانا اپنے سلطنت والوں کے منظور ہیں اور یہ بھی خیال ہے اگر طلسم کشا کو
اندرون قلعۂ طلسم لیجاؤنگا تو بعد میعاد معینۂ طلسم قتل کرنا ہوگا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی
قید نورالدہر کی چند ساحروں کے سپرد کی مسلسل کر کے شہزادے کو اور شبرنگ کو اُسی بارگاہ
میں بٹھلایا جمشید جادو بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی خورشید روشن راسے

وزیر کوکب روشن ضمیر جسکو ملکہ بران نے روانہ کرایا تھا وہ اسوقت آنکر پہونچا جمشید
جادو کو سلام کیا پوچھا یہ رن کیسا پڑا جمشید نے کل کیفیت بیان کی اپنے ساتھ لیکر
بارگاہ مین آیا کہا ای خورشید تجھ کو خدمت افراسیاب مین روانہ کرونگا سہیل و شگوفہ
میری ملازم ہین انکو خود سزا دونگا اور طلسم کشا کو تو ابھی قتل کرتا ہون خورشید روشن رای
نے فرمان شہنشاہ کوکب کا ہاتھ مین جمشید کے دیا کہا اسکو پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند
ہوجیے نورالدہر اور شبرنگ و مخمور کو ہمین حوالے کیجیے ہم خدمت شہنشاہ مین لیجائین
سہیل اختر شناس و شگوفہ کا تمکو اختیار ہی جمشید جادو یہ سنکر غصے مین کانپنے لگا کہا ای
وزیر اعظم یہ میری شرافت تھی کہ مین تمکو استقبال کرکے لایا جسدن سے شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر شریک مسلمانان ہوے مین نے تو خراج بھیجنا موقوف کیا مین تو افراسیاب
کا ملازم ہون اسیوقت نورالدہر و شبرنگ کو قتل کرونگا ہرچند کہ خورشید روشن رای
کے ساتھ بارہ چودہ سردار دربار مین بھی موجود ہین چار سو ساحر ہمراہ آیا ہی مگر سوچا کہ یہ مقام
فساد کرنے کا نہین ہی ہنس ہنس کر باتین کرنا شروع کین کہ ای برادر تمکو اختیار ہی جسنے حکم
شاہنشاہ پہونچایا خواہ قتل کرو خواہ بخشو چند ساعت یہ باتین کرکے خورشید روشن رای نے
ٹھہرا اور یہ کیا کہ بیٹھے بیٹھے چپکے چپکے سحر کرکے سر بر جادو وزیر جادو و ملازمان جمشید کو بصورت
نورالدہر و بشکل شبرنگ قید مین چھوڑا نورالدہر و شبرنگ کو بہ نیرنگ سحر اپنے قبضہ مین کرلیا
جب اپنا کام کرچکا کہا تو جمشید اب ہم جاتے ہین جمشید نے کچھ اعتنا نہ کی خورشید روشن رای
با سر کلاہ تخت پر سوار ہو اساتھ والون کو لیکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوگیا جمشید جادو نے کہا کہ فوراً
دار استادہ کراو جلاد کو بلاو جلاد نے آکر نورالدہر و شبرنگ کو دار پر کھینچا جمشید جادو نے حکم
دیا جلاد نے تیغہ مارا دونون کے سر اڑ گئے آواز آئی کہ تھی مرا نام من سر بر جادو وزیر جادو
بود جمشید حیران ہوگیا یہ کیا معرکہ ہوا مرنے سے ان مُردون کی صورتین بھی بدل گئین وہ سکے
عزیز سر پیٹنے لگے اور کہا ای شہنشاہ ان غلامون نے کیا خطا کی تھی جمشید پریشان ہوا اور دل
مین جو دیکھا صاف معلوم ہوا یہ شعبدہ خورشید روشن رای وزیر کوکب روشن ضمیر
کر گیا میرے سردارون کو قید کرایا نورالدہر و شبرنگ کو لیگیا غصہ مین اندر سکو طلب کی سکے

یا ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس کو تہ خانہ مین بھیجدیا اور اِن جملہ حالات کی
عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کی سب حال لکھا آخر مین یہ تحریر کیا کہ آپ کی دوستی مین کوکب
سے دشمنی ہوئی طلسم کے بچانے کی فکر کیجیے وزیر کوکب طلسم کشا کو نکال لے گیا وہ اُسکی
ضرور مدد کریگا یہ نامہ جو افراسیاب جادو کو پہونچا نہایت غصہ مین آیا کہا مین لوح طلسم جمشید
ابھی منگائے لیتا ہون یہ کہکر محیط ابر بار جادو کو بلایا اور ایک نامہ بنام جمشید لکھا اُسکا مضمون
یہ تھا کہ اے خیرخواہ بلا اشتباہ کیا مجال کوکب کی جو تم سے آنکھ ملا سکے مجھے ہر وقت خیال ہے
کہ برادر محیط ابر بار جادو مع فرمان ماہدولت کے آتا ہے وہ جو قلعہ ہے جسکو دخانیہ کہتے ہین شبرنگ
آتش خوار وہان کا حاکم ہے محیط تمھارے پاس آئیگا تم بھی نامہ بنام شبرنگ آتش خوار
لکھ دینا فرمان ماہدولت کا اور نامہ تمھارا لیکر قلعۂ دخانیہ مین جائیگا مقام لوح ہمنے محیط کو
سمجھا دیا ہے وہ قلعہ دخانیہ سے لوح لیکر ہمارے پاس چلا آئیگا ہم لوح کو اپنی حفاظت مین
رکھینگے جب لوح دستیاب ہوگی طلسم نہ فتح ہو سکیگا محیط ابر بار فرمان افراسیاب
لیکر طرف طلسم جمشیدیہ کے روانہ ہوا مگر خورشید روشن راے اپنے سحر سے نورالدہر و
شبرنگ کو نکال لایا پانچ کوس پر آکے بارگاہ استادکی شاہزادے کو ہشیار کیا مسند آراستہ
کر کے جگہ دی آپ دست بستہ سامنے کھڑے ہوکر سلام کیا نورالدہر حیران یا تو مین قید مین
جمشید کی تھا یا اپنے کو بارگاہ آسمان جاہ مین پایا اسباب عیش و نشاط مہیا ایک جوان وزیر
وضع سامنے دست بستہ حاضر ہے جسکی صفت خلق مین زبان قاصر ہے حیران ہوکر کہا اے برادر یہ کیا
مقام ہے آپ کا کیا نام ہے خورشید روشن راے نے دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر کا وزیر ہون آپ کی طلسم کشائی کی خبر شہنشاہ کو پہونچی مجکو نامہ دے کر روانہ کیا کہ جاکر
جمشید سے لوح دلوا دو شاہزادے کو شکست و عدم شکست کا اختیار ہے مین نے جاکر
حضور کو قید مین پایا اُس بیجا نے حکم شہنشاہ کو نہ مانا شکر ہے کہ مین حضور کو مع عیار نکال لایا
اب حضور میرے ساتھ براے ملاقات شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تشریف لے چلیے
ذرا اسی مقام پر تشریف رکھیے مین لازمون کو خدمت مین چھوڑکر پاس کوکب کے جاؤن
جمشید نمک حرام شہنشاہ کا لازم ہے اب منزل تجاوت کا عازم ہے شہنشاہ اُس سے لوح

منگوا کر آپ کی خدمت مین حاضر کرینگے نورالدہر سنکر خاموش ہو رہے نہایت مشتاق ہوا کہ
مردے انسان کی کام کرین یہ بات ضرور مشہور ہوگی کہ کوکب نے جب لوح دلوادی تب
فتح طلسم نصیب ہوئی ای نورالدہر رب اکبر پر تکیہ کرو جسطرح بنے یہان سے نکل چلو جو اپنے
بزرگون کا طریقہ ہو اُسپر کاربند ہونا شیوۂ مردی و مردانگی ہو وہ بے نیاز کارساز مدد کریگا
اس بلا کو دور کریگا دلمین تو یہ خیال کیا ظاہر مین فرمایا ای خورشید روشن رای تمنے جو کچھ
کہا مناسب کہا جو کچھ تمنے کہا ایسا ہی کرینگے ہم یہان ٹھہرینگے تم جا کر صبح کے تدبیر کرا دینا
خورشید روشن رای کو بڑی خوشی حاصل ہوئی شاہزادے کی خوش بیانی پر تسکین دل
ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے خورشید نے آرام کیا نورالدہر اپنے چھپر کھٹ پر آئے
شبرنگ کو سمجھا دیا تھا اُسنے شاہزادے کو جگایا بہ تعجیل مرکب تیار کیا نورالدہر چپکے سے
اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے برای اطمینان خورشید روشن رای ایک پرچہ لکھکر
ڈال دیا کہ ای وزیر اعظم تم متردد ہونا ہم توکلت علی اللہ طرف طلسم جمشید کے جاتے ہین
اور تمکو براہ محبت سمجھاتے ہین ہمارا تعاقب نہ کرنا اپنے ملک کو جاؤ شہنشاہ سے ہماری جانب
سے شکریہ ادا کرنا اور کہدینا کہ ہم لوگ اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین پیدا کرنیوالے
کو بخوبی پہچانتے ہین انشاءاللہ اگر حیات باقی ہی تو طلسم کو فتح کرین گے ورنہ اپنی جان دینگے
یہ تدبیر کر کے اُس شب تیرہ و تار مین مع شبرنگ ایک جانب روانہ ہوے صبح کو خورشید
روشن رای نے شاہزادے کو نہ پایا کاغذ اُٹھا کر پڑھا ساتھ والون سے کہا کہ صاحبو
فرزندان حمزہ کیا بہادر ہین دریای جرأت کے بے بہا دُر ہین مجبور خدمت مین کوکب کی
آکر حاضر ہوا تمام کیفیت ظاہر کی اور ملکہ بران نے بھی بقصد مدد ایرج نوجوان سفارش کی
دست بستہ گذارش کی کہ حضور از روی وقائع کے معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان نے بھی
طلسم جمشید کا بڑے کر و فر سے قصد مصمم کیا ہی اور یقین ہی کہ قریب طلسم جمشید پہونچگئے ہونگے
کوکب روشن ضمیر نے اپنے ایک سردار عالیجاہ کو غصہ مین فرمایا کہ ای ابریق آسمان سیر تم
جا کر شاہزادہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو اور بھڑ کر جمشید سے لوح لو شاہزادہ مرحلہ شکست
کر لیگا اُس بیچارہ باغی خانہ خراب مغرور کو مثل برگ خزان دیدہ پامال کریگا ابریق آسمان

یکہ و تنہا طاؤس پر سوار ہوکر بتلاش ایرج نوجوان طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا

اول دو کلمہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان تحریر ہوتے ہیں

کر یہ بارگاہ خورشید روشن رائے سے نکلے قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوئے اُس
مقام پر پہونچے جس مقام پر شبرنگ بن عمرو نے ساحر کو مارا تھا اور گرفتار ہوئے تھے
وہاں پر آکے زیر نخل ٹھہرے ارادہ تھا کہ شب ہو بعد نماز مغرب رب المشرقین سے رجوع
کریں کہ کلید فتح طلسم حاصل ہو شبرنگ سے کہا ابھی تو دن زیادہ ہے صحرا سے ایک آہو شکار
کرکے لائیں کباب لگا کر کھائیں شب کو مصروف دعا ہونگے دیکھیں پردہ غیب سے کیا ظاہر
ہوتا ہے شبرنگ نے کہا بسم اللہ مرکب پر سوار ہوکر ایک سبزہ زار میں آئے ایک ہرن پر مرکب
ڈالا شبرنگ پیچھے رہگیا کوس بھر پر آکے نور الدہر نے ہرن کو شکار کیا تیر کھا کر آہو گرا
نور الدہر مرکب سے کودے آہو کو اُس خونخو کے بقربانی پہونچایا انتظار میں ہیں کہ شبرنگ
آئے تو آہو کو اٹھا کے چلیں کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا لنگڑاتا ہوا چلا آتا
ہے نور الدہر نے اٹھا کر تیر مارا وہ آہو گرا نور الدہر نے اسکو بھی ذبح کیا دونوں کو کھینچکر
ایک مقام پر رکھا ہے کہ دیکھا ایک نقابدار با دلپوش بصد جوش و خروش مرکب باد رفتار
پر سوار تیر و کمان ہاتھ میں چوکنا گھوڑا ڈالے ہوئے آتا ہے اُس نقابدار کی نگاہ اپنے صید پر
پڑی بغیظ و غضب تمام قریب نور الدہر کے آکر کہا کیوں او اجل گرفتہ تونے ہمارے صید کو
کیوں شکار کیا کچھ خوف ما بدولت کا نہوا نور الدہر بے ساختہ ہنس پڑے فرمایا آپ کا صحرا میں
اجارہ ہے صید سامنے آیا شکار کیا نقابدار نے کہا یہاں ہماری عملداری ہے کسی کی مجال نہیں کہ
یہاں شکار کھیل سکے نور الدہر نے کہا اب تو تیر مارا خطا معاف کیجیے جو مناسب ہو سزا دیجیے
نقابدار نے کہا یہ ہرن اٹھا کر گردن پر لادو ہمارے مقام پر پہونچا دو جب تو نور الدہر کو غصہ
آیا فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے یہ کام مزدوروں کا ہے بس نقابدار غصے میں مرکب سے کود پڑا
ہاتھ پیچہ کا بلا تکلف مارا نور الدہر نے پنجہ نگارین کو بڑھا کے جھٹکی ماری پنجہ چھٹ پڑا کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا زور کیا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی کمر میں ہاتھ ڈال کر نور الدہر نے
نقابدار کو اٹھا لیا اتکان جو پہونچی نقاب چہرہ نقابدار سے دور ہوئی یہ معلوم ہوا برق نکلی

یا ابر ہٹ گیا ماہ تابان پردۂ حجاب ابر سے نکل آیا ایک ماہ پارہ حور خصال پری تمثال ماہ جبین مہر تمکین نظر پڑی شاہزادہ رعب حسن و جمال کی تاب نہ لا سکا غش کھا کر زمین پر گرا ہر چند کہ وہ نازنین بھی شکار ہوئی زخمی تیغ ابرو اسیر کمند گیسو مگر حجاب مانع ہوا عشق کہتا تھا اپنے بیمار کا سر اٹھا کر زانو پر رکھو عناب لب سے علاج کرو شربت وصال پلاؤ بنفشۂ گیسو کی بو سنگھاؤ جس طرح بنے اسکو ہوش میں لاؤ حجاب کا قول تھا شرم مناسب ہے جامہ عصمت کو پاس ناموس ضرور ہے عشق تاکید کرتا تھا سراسر عقل کا قصور ہے اسی کشمکش و پیچ میں حیران حیران بالین پر اپنے بیمار کے اشک حسرت بہا رہی ہے کبھی بیٹھ جاتی تھی کبھی قصد ہوتا تھا کہ بند نقاب آراستہ کر کے نکل جاؤن مگر جوش محبت میں یہ بھی خیال تھا کوئی جانور درندہ اسکو آ کر گزند نہ پہونچائے یا خدا نخواستہ شیر آ کر دشمنوں کو کھا جائے یہ وجہ مجھپر خون ہوگا اس خیال سے بیٹھی رہی آنکھوں سے اشک گرم ٹپکے [illegible] گلاب عارض پر شاہزادے کے پڑے آنکھ کھل گئی نازنین نے چاہا ہٹون نور الدہر نے کلائی تھام لی اس نازنین نے شرما کر سر جھکا لیا ہان ہان کہکر اشارہ کیا دیکھو اے شخص مجکو ہاتھ نہ لگانا اپنی جان پر آفت نہ لانا یہ کہکر جو مسکرائی سپیدی براقی گوہر دندان کی اس سے برق گری خرمن ہوش و حواس کو شاہزادے کے جلا دیا زلف نے پریشان کیا آئینہ جمال نے حیران کیا ہاتھ تو بمنت تھام لیا اب بخوبی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی سراپا موزون صانع ازل نے نور کے سانچے میں ڈھالا ہے قیامت قد بالا ہے بند مسدس

زلف رسا ہے یا شب معراج سربلند
یا ہین وہ مار شانۂ ضحاک خود پسند
یا قدسیون کے صید کو پھینکی ہے یہ کمند
ہے جسکی دست برد سے آفاق کو گزند
آشفتہ اس سے ایک نہ سنبل چمن میں ہے
دل خون خشک مشک کا نافہ ختن میں ہے

ہے زلف یا دھوان ہے یہ شمع جمال کا
یا ابر آفتاب کے پہلو میں چھا گیا
انجام حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
پیدا ہے یا کہ شام غریبان یہ بلا
خورشید روے یار کی گو زلف شرق ہو
ممکن نہیں ہے یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی — آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دلربا ہوئی — عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی

زلفین سنوارنے مین جو شانہ شل ہوا
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہین معجزے وہ چشم خرد بین مین بیگمان — جادو ہوا اُنکے نام سے دنیا مین بےنشان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بےزبان — آشوب دہر فتنۂ آفاق ہین عیان

یہ ہو نہ چشم زخم کہین خوفناک ہون
دم سورہ صاد کا مین کرون کیون ہلاک مین

اُس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا — چتون سے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
تار نگاہِ لطف سے زخم جگر سیا — آنکھین کبھی چرا کے مرا دل چرا لیا

سیدھی نگاہ تیری سینہ کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دو سار تھی

پہلو سے گل کے خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ — رگہاے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
یا فوج کی صفین ہین مہیاے رزم و جنگ — پہنے ہوے ہین جسم پہ وردی سیاہ رنگ

پلکون سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین
یا بہر صید باز نے پنجے نکالے ہین

شاہزادہ بیقرار اشکبار جب کئی مرتبہ اُس مہ جبین نے غصہ کرکے کہا صاحب چھوڑ دو نورالدہر نے بدحواسی مین سر قدمون پر رکھدیا اور کہا ای ملکۂ عالم ایک چشم زدن تامل فرماؤ اپنے بیمار محبت کا علاج کرو اگر چلی جاؤگی ابھی پھڑک کے دم نکلجائیگا نورالدہر نے جلدی مین زین پوش پشت مرکب سے اُتار کر بچھا دیا پلکون سے جاروب کشی کی وہ نازنین شرما کر بیٹھ گئی مگر دزدیدہ نگاہ سے جمال بیمثال نورالدہر کو دیکھ رہی ہی ہر مرتبہ جوش عشق کہتا ہی گلے مین ہاتھ ڈالدو دل کھول کر ملون مگر پھر شرما کر رکجاتی ہی دونون عاشق و معشوق حیران حیران نورالدہر منت کررہے ہین وہ شہنشاہ اقلیم شرم و حیا آنکھین نیچی کیے شرم سے کانپ رہی ہی [illegible]

ابھی آکر پہونچا اُسوقت ملکہ نے گھبرا کر کہا ای شہریار دیکھے کوئی راہگیر آتا ہی نورالدہر نے پلٹ کر
دیکھا کہا ملکۂ عالم یار وفادار ہی شبرنگ بن عمرو عیار ہی شبرنگ قریب آیا دیکھا جنگل مین عجیب
جلسہ ہی شاہزادہ ایک نازنین کے سامنے دست بستہ بیٹھا ہی منت کر رہا ہی شبرنگ تو عیار
ہی اُسنے فوراً اپنے توبڑے سے گلابی نکال کر بیچ مین رکھدی آہو کے گوشت کے کباب
تیار کیے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر شاہزادے کو دیکر کہا بسم اللہ اِس مست شراب حسن وناز کو
اک جام پلائیے نورالدہر نے جام سامنے کر دیا ملکہ شہریار کے آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا ای
شہریار یہ کیا موقع ہی میرا باغ یہان سے قریب ہی ہر چند کہ مقام خوف وخطر ہی گریہان سے
اُٹھ چلنا بہتر ہی نورالدہر نے عیار سے کہا یہ جام نوش کرو پھر جہان کہو گی وہان چلین گے یہ
جو نورالدہر نے منت سے کہا ملکہ نے جام نوش کیا آنکھون مین نشہ آیا خیال خیر وشر دل سے
دفع ہوا اپنے ہاتھ سے جام نورالدہر کو دیا نورالدہر نے مذہب کا ذکر کیا وہ کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوئی اب جو دور دو جام پیے ملکہ نے پوچھا ای شیر بیشۂ جرأت اس صحرا
پُرہول مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا نورالدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا نام ونسب بھی
بتلایا مگر نورالدہر نے دیکھا باتین کرتے کرتے یہ نازنین سہمی جاتی ہی چہار جانب دیکھ رہی ہی نورالدہر
نے پوچھا ملکہ اِسقدر گھبراتی کیون ہو یہ مقام خالی از خیر ہی ہماری وجہ سے صحرائے غربت کی سیر ہی
اُس مہ جبین نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا اپنا حال زار بیان کرون یہان سے قریب
ایک شہر ہی میرا باپ وہان کا بادشاہ ہی ملک آباد رعایا دلشاد مگر باپ ہمارا معتقد مہران شاہ
جمشید جادو بادشاہ حبشہ کا خراج گزار ہی نہایت ساحر زبردست مکار وغدار ہی کسی وجہ
سے اُسکا اِس حوالی مین گذر ہوا تھا باپ ہمارے معتقد تھے استقبال کرکے اپنے
شہر مین لائے سامان دعوت مہیا کیا کسی در اندازنے مجھ بدنصیب کے حسن وجمال کی تعریف
کی یا شاید مجھکو دیکھ لیا باپ سے ہمارے سوال شادی کا کیا باپ نے محل مین آکر مادر مہربان
سے کہا محل مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کہ ایسی بیٹی بھولی بھالی جادوگر کے قبضہ مین جائے گی
نہیں معلوم کیا رنج وملال اُٹھائے گی آخر مشیرون نے صلاح دی کہ بادشاہ سے کہیے
ابھی آپ کی کنیز کمسن ہی دو برس کی مہلت دیجیے بعد اسکے سامان شادی ہوگا ای شہریار

وہ زمانہ وعدہ کا منقضی ہوگیا تیسرے چوتھے دن اُسکے ساحر آیا کرتے ہین باپ پر ہمارے
دباؤ ہی جلد سامان شادی مہیا کرو جمشید جادو عشق مین بیتاب ہی وزرا و امرا پر عتاب ہی
اِس غم سے آب و دانہ ترک رہتا ہی ہر وقت یہ خیال ہی کہ اب کوئی جادوگر آئیگا اُٹھا لیجائیگا
عورتون سے کیا ہو سکیگا جان دونگی نور الدہر نے کہا اے ملکۂ عالم مین اسی فکر مین نکلا ہون
انشاء اللہ طلسم جمشیدی کو فتح کرونگا میرے یاران ہمدم جمشید جادو نے یہان قید مین ابھی چند
دن ہوئے ایک لڑائی پڑی تھی کئی ہزار ساحر میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے لڑتا ہوا قریب
قلعہ جمشیدیہ کے پہونچ گیا تھا مگر فلک نے انقلاب دکھایا دھوکا دے کر اُسنے لوح محفوظ
لے لی ایک ہفتہ عشرہ کی ملکہ تمکو تکلیف ہوگی اُس بیچارے کی کیا مجال جو تمہارا نام لے سکے
مگر ملکہ تمنے اپنے نام نامی سے نہ آگاہ کیا ملکہ سر جھکا کر رونے لگی کہا اے شہریار دریائے مصیبت
کی شناور ملکہ ماہ پرور ہون مگر آپ کی باتون نے کلیجہ فگار کیا وہ بیچارا ساحر زبردست بادہ سحر و
ساحری سے مست اُسکا قتل ہونا دشوار ہی نور الدہر نے کہا ملکہ اپنی آنکھون سے دیکھ لینا
بعد ایک مہینے کے طلسم بھر مین ایک جادوگر واسطے علاج کے ملے تو ہمکو نبیرۂ صاحبقران
کہنا اِن دونون عاشق و معشوق مین رنج و ملال کی باتین ہو رہی تھین شبرنگ دم مین
قدم پر چیل پر پانی لینے کو گیا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا اے ابریدکن ساحران عالم
کہان جائیگا تمام ساحران طلسم تیری تلاش مین پھر رہے ہین تو یہان معشوقہ شہنشاہ کے
عیش مین مصروف ہی قتل تیرا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہی اور ملکہ ماہ پرور غضب کیا اُس
باغی کے دام مکر مین پھنسی تیرے لئے بڑی خرابی ہوگی جب تک نور الدہر اُٹھین ایک پنجہ کمر مین
پڑا ابر دے آسمان لیکر روانہ ہوگیا ایک ساحر مہیب سامنے سے ماہ پیکر کے آیا یہ نیر سپہر
آسمان حسن دیکھکر کانپنے لگی صورت مہیب دیکھ بیہوش ہوگئی تو بہ تمثیل جمشید جادو اُسیر عاشق
ہی اُس ساحر مہیب شکل نے تخت بناکر ملکہ کو اُٹھا لیا لیکر ہوا پر بلند ہوگیا دیکھتے شبرنگ
بن عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا چار جانب جستجو مین دوڑا جب پتا نشان نہ ملا بیتاب ہوا ایک
جادوگر کی شکل بنکر تیار ہوا جھولی بائین ہاتھ پر تیلے سونے چاندی کے گلے مین سینا ورکا
ٹیکا ماتھے پر بنا ہوا ایک ترسول ہاتھ مین سامری و جمشید کا نام لیتا ہوا ایک سمت جستجو کنان

چل نکلا ملکہ کا حال تو وقت پر ظاہر کیا جائیگا ناظرین کے ذہن اقدس مین آئیگا مگر رستم صولت
اسفندیار صفت صاحب رعب وجلالت آفتاب آسمان شوکت وشان شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید آہن مین مبتلا ایک دربار عام مین پایا ایک بادشاہ
ساحر تخت پر بیٹھا ہے گرد ساحر و بلکا دو رویہ سرداران کے کہنے سے ثابت ہوتا ہے فیروز جادو نام ہے
طلسم جمشید ہے فیروز نے پکار کے آواز دی ای سیاح جادو تونے بڑا کام کیا ساحران طلسم مین
نام کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے مگر بادشاہ نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک سردار ہے دوسرا اسکے ساتھ
عیار ہے تصویرین دونون کی آگئین اکیلے طلسم کشا کو لائے عیار کو کہان چھوڑ آئے عرض کی یہ
غلام تلاش مین نکلا تھا ایک مصاحب بھی بادشاہ کا اسی جستجو مین آیا اور وہ دونون براے
جستجو ایک صحرا مین پہونچے ایک سایۂ نخل مین ملکہ ماہ پرور دختر مہران شاہ سے یہ جوان مصروف
عیش تھا وہ ملکہ کو اٹھا کر لے گیا مین اس شیر صولت کو آپکی خدمت مین لایا اور کسی کو
اُس مقام پر نہین پایا فیروز نے کہا اُسی مقام پر جا کر تلاش کرو وہ اسکا ہمراز ہی تھا جلا دی سیاح
نے کہا کہ غلام پھر جاتا ہے ملتا ہے تو ڈھونڈھ کر لاتا ہے یہ کہکے پر پرواز پیدا کر کے مثل طائر خیال
بلند ہو کر اُڑتا ہوا چلا شبرنگ بشکل ساحر اُسی صحرا مین پھر رہا ہے سیاح آسمان پر جسکا کوسون
منزلون یک نگاہ کو دوڑایا سواے ساحر کے کسی کو نہ پایا خیال مین آیا اسی کو لے چلو
سامنے بادشاہ کے پیش کر دینگے خلعت و انعام لینگے وہین سے سحر کرتا ہوا گرا شبرنگ بن
عمرو کی کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑا چشم زدن مین دربار مین فیروز کے لیکر پہونچا شبرنگ
بن عمرو کو کھڑا کر دیا کہا ای شہنشاہ اُس صحراے مہیب مین سواے اُس ساحر کے اور کوئی نہ ملا
یہ حاضر ہے شبرنگ بن عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک طرف شاہزادہ مسلسل و مطوق بیٹھا ہے جلسہ
ساحران جما ہوا ہے ایک بادشاہ تخت پر ہے یہ تو عیار فرزند خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہے آنکھ
کھلتے ہی بادشاہ کو سلام کیا دعا دی خداوند سامری و جمشید کی رو سے آفتاب اقبال روشن
رہے گیتیان کی جیسے کار گروکی دیا رہے آج جمشید و سامری نے اپنی قدرت کا ظہور
دکھایا اِس ظالم جلاد کو قید مین پایا مجھ ایسے مقبول بارگاہ سامری کا کلیجہ دکھایا سب ہمارے
باپ دادا خدمت مین جمشید و سامری کی جا یا کیے پوری کچوری مٹھائی مند سے پاتے تھے

ہمارے پاس بھی تصویر خداوندی ہی بروقت پوجا پاٹ کے اب بھی اشارے کنائے ہو جاتے
ہین مگر اس ساحرکش کا خون بہاؤنگا ٹھاکر جی کی پیشانی پر ٹیکے لگاؤنگا یہ کہکر تیغہ کھینچ کر فولادگر
کی گردن پر رکھدیا کہا کیون او ظالم میرے نوجوان بھائی جودھہ کو قتل کرتے تجھے افسوس آیا
دیکھ قدرت سامری کہ تجھکو میرے قبضہ مین کرایا اب سب بھائی برادری واسطے سامری پرست
ہونے دو سو خدا کے بندے موجود ہین اب تجھے کیا ڈر ہی جادوگرون نے ہان ہان کہکر ہاتھ
تھام لیا بمشکل خوشامد کر کے سامنے فیروز کے لائے فیروز ان باتون سے بہت خوش ہوا کہ یہ
بندۂ خاص سامری ہی رگ وریشہ مین اوتارون کی محبت بھری ہی کرسی پر بیٹھنے کو جگہ دی کہا اے
بھائی تمھارا کیا نام ہی اب کس دیر مین مقام ہی کہا حضور بھگت جی کرن قوم کا برہمن بیابان جادو
نام پوجا پاٹ کرنا ہی کام ہی اس مسلمان نے میرے جوان بھائی کو مارا حضور مجکو حکم دین کہ مین
اپنے ہاتھ سے قتل کرون خون اسکا کٹورے مین رکھکر لیجاؤن شوالون مین ٹیکے دون اور آپکے
غلام کے پاس ایک پتلی ہی اشارے کرتی ہی بھجن گاتی ہی شوالے سے ملی تھی سامری کے گھر
کی لچھمی ہی جس دن سے مجھے ملی نہال کردیا ہر مہینہ میں منتون کو جمع کرتا ہون موہن بھوگ
کھلواتا ہون بڑے بڑے داتا لوگ جمع ہو جاتے ہین بڑی بڑی دور سے لچھمی جی کے درشن کرنے
آتے ہین داتا لوگون کے سامنے دیکھو لچھمی جی پٹر پٹر باتین کرتی ہین ننھی بھری کاوت ہین فیروز
جادو حیران ہوگیا کہ مینے دو دو لاکھ روپے کے بت خریدے ہین اپنے منہ پر کبھی بھی نہیں
اکڑاتے سو بھی نہین ہلاتے یہ بندۂ خاص ہی یہ سوچ کر کہا ذرا لچھمی جی کا ہم بھی درشن کرین کہا سامنے
یہان دربار مین مجمع بیٹھا ہی کنارے چلئے لچھمی جی سے دو دو باتین کر لیجئے فیروز جادو واشتیاق
مین اٹھا ایک کمرے مین آکر کہا دیوتا لاؤ لچھمی جی کو دکھاؤ شبرنگ نے کمر سے ایک پتلی نکالی ہاتھ
مین فیروز جادو کے دی کہا مہارانی اپنے باتین کرو سامری کے بندے ہین اور فیروز جادو
سے کہا مہارانی کے منہ سے منہ ملاؤ پیٹ پر ہاتھ رکھکے دباؤ باتین کرینگی فیروز جادو نے پتلی کے
منہ سے منہ ملا کر پیٹ پر پتلی کے ہاتھ رکھا پتلی نے منہ کھولا فیروز جادو نے خوش ہو کر قہقہہ
مارا شبرنگ نے پتلی کے پیٹ پر ہاتھ رکھکے جو زور سے دبایا پتلی کے منہ سے دھوان نکلا
شبرنگ نے پتلی مین کل لگا کے بیہوشی بھر دی تھی فیروز جادو فوراً بیہوش ہوا شبرنگ نے

تیلی کمر مین رکھی فیروز جادو کی زبان مین سوزن دیا ستون سے مضبوط باندھا رنگ روغن عیاری
کا نکال کر بشکل فیروز جادو تیار ہوا تاج اُسکا لیکر اپنے سر پر رکھا تمام لباس جسم پر آراستہ
کرکے باہر آیا پکار کر آوازدی قیدی کو ہمارے پاس لاؤ مگر سنگر طیان بیڑیان کاٹ دو ہم تنہائی
مین سزا دینگے نورالدہر کے جسم سے قیدیون نے دور کی شبرنگ باتمام کر شاہزادے کا
اندر لایا دروازہ مکان کا بند کر لیا نورالدہر سے کہا اے شہریار غلام آپ کا آپہونچا فیروز جادو کو
مین نے گرفتار کر لیا نورالدہر کو مقام صدر پر بٹھایا اپنی صورت اصلی بنائی فیروز جادو کو ہوشیار
کیا اب جو فیروز کی آنکھ کھلی اپنے کو ستون سے بندھا دیکھا نورالدہر سلاح سے آراستہ قید
جسم پر ندارد اور ایک عیار خونخوار تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے نعرے کر رہا ہے کہا اے فیروز جادو قدرت
پروردگار کو ملاحظہ کیا تجھ ایسا جادوگر میرے قبضہ مین آگیا شاہزادہ رہا ہوا تیرے ملازم بیرون
قصر بالکل بیکار ہین اگر تجکو قتل کر دن کسی کو خبر نہو قدمون پر شاہزادے کے بوسہ دے بڑے افسوس
کی بات ہے کہ تم لوگ آپ سے کہتے ہو کہ عمر طلسم تمام ہو گئی اور پھر قتل طلسم کشا مین کوشش کرتے ہو
ہونے دو سو خداؤن پر لعنت کرو وحدانیت کے قائل ہو وہ حاکم زمین و آسمان بانی بنا ہے
آفتاب و مہتاب و ثابت سیارگان ہے اسطرح شبرنگ نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے
فیروز جادو کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ دل و جان سے اطاعت قبول کی سعادت
دارین حصول کی شبرنگ نے سوزن زبان سے نکالا ستون سے فیروز کو کھولا فیروز دوڑ کر
قدمون پر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے گرا عرض کی اگر غلام کلمہ پڑھیگا تو ماہر سحر
کی زبان سے جاتی رہیگی حضور کی غلامی مین رہونگا لازمان جمشید سے لڑونگا نورالدہر نے
سر سینہ سے لگایا فیروز جادو شہزادے کو ساتھ لے کر مع شبرنگ بن عمرو دربار مین آیا اہالیان
دربار حیران ہوئے شاہزادے کو داخل زرین پر جگہ دی رفیقون سے پکار کر کہا صاحبو تمکو خبر ہی
کہ ہمپر کیا گذری ہم گرفتار ہو گئے اگر ایسے صاحبان ہمت کا سامنا نہوتا قتل ہو جاتے تمکو خبر
بھی نہوتی ہین نے اطاعت دین اسلام قبول کی حلقۂ غلامی گوش جان مین ڈالا غلام با اخلاص
ہوا سب نے عرض کی ہم بدل و جان حضور کے مطیع و تابعدار ہین بادشاہون کو امور نیک
و بد کے اختیار رہین اب تو صحبت عیش و نشاط آراستہ ہو کی ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لیکر

حاضر ہوئے رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت طلوع ہوا ایک نازنین گل رخسار نے یہ غزل گائی اہلیان صحبت کی طبیعت لہرائی غزل

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
مجھے مار ڈالا ہی انکار نے بھی
کہ دلبر ہیں زور چلتا کسی کا

نہ ہو تو کسی کا نہ ہوگا کسی کا
نہ میری سُنے وہ نہیں ناصحو کی
یہ کہنا کہ کیا عجیب دعوا کسی کا
کوئی کیا کرے آپ ہرجائی ہو تم

کیا تم نے قتل جہان اک نظر میں
نہیں مانتا کوئی کہنا کسی کا
جو پھر جائے اُس بیوفا سے تو جان
نہیں میرے سجان شکوا بیجا کسی کا

نورالدہر بن بدیع الزمان نے جو اشعار عاشقانہ سنے یاد میں ملکہ محمور سرخ چشم کی اشک آنکھوں سے جاری ہوئے دل بیتاب چشم پُر آب دل کو دھڑکن جگر کو پھڑکن آہ گرم ہڈیان جلانے لگی سوزش عشق آگ سینہ میں بھڑکانے لگی اشعار

چشم آغوش حسرت دیدار
شوق پامال حسرت و حرمان
آرزو سے نظارہ خاک ہوئی
گرد دل سے اُڑے زمین کے ہوش
فتنۂ محشر آخرین افغان

بحر اشک آب باگلشن صہب
کف افسوس نیچہ مژگان
خاک مین بھی ملا دیا غم نے
نالۂ آسمان فگن کا جوش
اشک آنکھ سے متصل جاری

جوش خمیازہ ریزش انتظار
نگہ یاس برق خرمن صبر
سرمہ سا چشم آبناک ہوئی
خاک اُڑائی کدورت دم نے
صور کا نفخ اولین افغان
خون دل تا بہ لخت دل جاری

حال شاہزادے کا ابتر دیکھکر فیروز جادو نے عرض کی کیوں شہریار اسوقت آئینہ رخسار پر گرد غم والم کی ترقی ہے چہرۂ صاف دشفاف سے بیقراری پائی جاتی ہے نورالدہر نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا ای برادر فلک کجرفتار نے عجب روز سیہ دکھلایا ہے بخت واژگون طالع نگون نے اس حال کو پہونچایا ہے ایک ایک دم بزدم شمشیر مصیبت گذرتا ہے خنجر فراق محبوب ذبح کرتا ہے

درس شفقت ما بیانِ دیگر است
با فلک ہر دم قرانِ دیگر است
از شراب عشق مے سوز جگر
طالب حق را مکان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را

این مدرس را زبانِ دیگر است
تا بہ کی سرگرم کارِ این جہان
نقل این کی از مکان دیگر است
رہرو راہِ طلب ما ہر قدم
با نمت رازِ نہان دیگر است

اختر اختر شناسان ترا
این جہان ما ہم جہانِ دیگر است
درمیانِ خلق بے جوئید دست
ہم ہے اکاروان دیگر است
کس نمیداند کہ منزل در کجاست

ہر کسے را کار و ان دیگر است
در دنیا بہر کسے اسرار عشق
مخفیا از آسمان دیگر است

در نیابد غیر چشم حق شناس
این معلم را زبانِ دیگر است

مرد میدان را نشان دیگر است
پرتو اقبال صاحب ہمتان

نورالدہر بن بدیع الزمان سے کلمات عشق آمیز و اشعار وحشت انگیز جو پڑھے فیروز جادو بے اختیار رونے لگا کہا شہریار غلام ساحر زبردست ہی آپ کا معشوق کہان ہی اگر آسمان پر ہوگا تو اپنے کوشل دعائے مظلومان پہونچاؤنگا اگر تحت الثرے مین ہوگا قطرہ آب بنکر جذب ہوجاؤنگا ہر طرح آپ کے مطلوب کو آپ سے ملاؤنگا نورالدہر نے کہا کہ طلسم جمشیدیہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم عاشق زار معشوق وفادار قید ہی دوسری نازنین مہ جبین ملکہ شگوفہ اُسی صیاد کی صید ہی ہم محفل عیش و عشرت مین بیٹھے ہین گانا سنتے ہین نہین معلوم اُس گرفتار قفس طلسم پر کیا گذری ہوگی پروردہ مہد ناز و نعم صاحب شوکت و حشم اسیر رنج و الم بس اب تمہاری مہربانی یہ ہی کہ ہمکو جلد رخصت کرو جستجوے محبوب مین جائین اپنے کوشل نقش پا شائین یا طلسم کو شکست کرین اس لڑائی کا بندوبست کرین فیروز نے عرض کی کہ ایسے وقت مین غلام ساتھ نہ چھوڑیگا خدمت گزاری سے منہ نہ موڑیگا ہر چند کہ مفتوح ہونا طلسم کا بدون لوح غیر ممکن مگر ہم سرکار کے ساتھ ہین نورالدہر نے کہا سامان و سبب الاسباب مہیا کردیگا فیروز نے کہا بسم اللہ بیس ہزار ساحران خونخوار کو فیروز نے تیار کیا نورالدہر بن بدیع الزمان نے فیروز کو تخت پر سوار کیا آپ خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب روشن فرمایا علما سے گلنار کے چہرہ سے کھل گئے اس کر و فر سے مع لشکر فیروزی اُس طرف طلسم جمشید و منزلین طے کی تھین ایک دن وقت سحر ایک صحرائے سبزہ زار مین گذر ہوا شاہزادہ پشت مرکب سے اُترا بہار سبزے کی دیکھنے لگا یہ نہ سمجھا کہ سبزہ بیگانہ ہی جیسے ہی سبزہ خوابیدہ پر پاؤن رکھا مثل طالع خفتہ سوتے سوتے دشمن بیدار ہوا اسطرح کہ ایک پنجہ آسمان سے گرا کمر مین نورالدہر کی پڑا اس جلدی مین تبدیل فلک ہوا کہ کوئی ساحر قریب نہ جاسکا ساحرون مین ہلڑ ہوا کوئی شاہزادے کو اُٹھا لیگیا فیروز جادو چار طرف دوڑا کچھ نشان نہ ملا روتا ہوا پلٹا شبرنگ بن عمرو سے کہا کیون ای برادر جو ہم کہتے تھے وہ پیش آیا طلسم مین ہنگامہ ہوچکا ہی کل حاکمان دربند کو حکم پہونچا ہی جس طرف

طلسم کشا نکلے گرفتار کرو آخر مین نے بھی گرفتار کرایا تھا تصویرین سب کے پاس پہونچ چکی ہین ہای
شبرنگ کیا عجب ہی شبرنگ آتش خوار حاکم قلعہ دخانیہ نے یہ آگ لگائی ہو وہ مرد وجیہ نہایت
ساحر زبردست ہی مشہور ہی کہ اُسکے قبضہ مین لوح ہی وہ سب سے زیادہ کدوکوشش کریگا اسی کے
سا حرے گئے ہونگے اُسی جانب ہم بھی چلتے ہین شبرنگ نے کہا بسم اللہ فیروز مع لشکر سمت
دخانیہ چلا مگر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ایک جادوگر کے پایا وہ تخت پر بیٹھا ہی گرد
بہت سے ساحر ہین اپنے ہاتھ پاؤن سحر سے بیکار شبرنگ آتش خوار نے آواز دی کیون ای
جوان چند عرصہ مین طلسم مین بڑے بڑے ہنگامے ڈالے ہزارہا ساحر تیری وجہ سے طلسم جمشیدیہ
کے مار ڈالے گئے مگر میرا نام شبرنگ آتش خوار ہی میرے شعلہ قہر و غضب سے بچنا دشوار
ہی یہ کہکر حکم دیا جلو سے قصر مین جو کمرہ ہی وہان لیجا کر اس جوان کو رکھو بادشاہ کو عرضی لکھے مین
جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے یہ ملحوظ رہے کہ فوراً اسکو قید آہن سحر مین مبتلا کر دیا کمرے مین شاہزادہ
بیٹھا ہوا زنجیر ہلا رہا ہی شبرنگ آتش خوار اپنے وزیرون مشیرون سے صلاح مین مصروف
ہی کہ صلاح جو اسکو قتل کردن یا بادشاہ کو عرضی لکھون انہی اپنی عقل کے موافق سردار جواب دیرہے ہین

دو کلمہ محیط ابر بار جادو کے سنیے کہ جسکو افراسیاب جادو نے یہ کہکر روانہ کیا تھا
کہ طلسم جمشیدیہ کی لوح ہمارے پاس لے آؤ

دل محیط جادو پاس جمشید کے آیا فرمان افراسیاب کا جمشید پڑھکر بہت خوش ہوا اپنا
نامہ بہ مضمون کا لکھا ای شبرنگ آتش خوار محیط ابر بار شہنشاہ افراسیاب کا سردار مع فرمان
و مع نامہ ما بدولت تمہارے پاس پہونچتا ہی فوراً اسکو لوح حوالے کر دینا شہنشاہ نے خود
اسکو مقام لوح کا پتا بتا دیا ہی چشمہ کو خشک کرکے با آبرو لوح خود نکال لیگا پس جمشید سے
یہ نامہ لیکر محیط جادو طرف قلعہ دخانیہ کے روانہ ہوا جسوقت شبرنگ آتش خوار نوراالدہر
کو قید کرکے اپنے سردارون سے صلاح کر رہا ہی اُسی وقت محیط جادو بکبر و نخوت تمام
دربار مین شبرنگ آتش خوار کے آکر اُترا بسبب غرور کے شبرنگ کو سلام بھی نہ کیا شبرنگ
نے دنگل زرین دیا پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہی محیط نے
نامہ و فرمان ہاتھ مین شبرنگ کے دیا اور کہا مین لوح لینے آیا ہون شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا

ارشاد ہی کہ جلد جا کر لے آؤ لوح طلسم جمشیدیہ ہماری خدمت مین پہونچاؤ وہ قصر کس مقام پر ہی
شہنشاہ نے مجکو نشان بتادیا ہی پہلو مین کمرہ ہی پاس حوض بنا ہی اُسپر تختۂ آہن ہی لوح طلسم کا
وہی حوض مسکن ہی شبرنگ آتش خوار نے کہا آپ کا نام تو محیط ابربار ہی اور مزاج مین گرمی
ذرا تامل فرمایئے ایک جام شراب نوش کیجیے یہ کہکر ساقی بچے کو اشارہ کیا محیط نے پیالہ پیا
اور دماغ مین نشۂ غرور بھرا لپٹ کر کہا صاحب مجکو بہت تعجیل ہی زیادہ نہین ٹھہر سکتا شبرنگ نے
کہا مین جواب تحریر کرتا ہون مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہی اب لوح لیجانے کی ضرورت کیا
ہی محیط نے کہا مین تحریر و تقریر نہین جانتا وہ سامنے قصر ہی حوض بھی مجکو معلوم ہوتا ہی شہنشاہ نے
سب نقشہ مجکو بتلا دیا ہی مین لوح جاکر نکالتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا جب تو شبرنگ
آتش خوار نے کہا میان محیط صاحب اسقدر سر نہ اُٹھایئے نشہ مین نہ بلبلایئے ہرگز لوح نہ لیجانے
دونگا بانیان طلسم نے ہمارے بزرگون کو ایسا معتبر جانا لوح طلسم کو سپرد کیا جسنے آج تک برابر
جان سے رکھا اب طلسم کشا کا بھی انتظام کر چکے صحرا صحرا پھرے تکلیف اُٹھائی کانٹے صحرا کے
پانون مین چبھے جب طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے ہین اب آپ واپس جایئے گرفتاری طلسم کشا
کا حال کہیے ہم اس عرصہ مین سر طلسم کشا روانہ کرتے ہین محیط نے کہا مین قاصد نامہ دار نہین ہون
مین پہلو نشین افراسیاب ہون خود صاحب قہر و عتاب ہون یہ کہکر غصہ مین آکر اُٹھا اور کہا
دیکھو یون لوح لیے جاتے ہین جب تک شبرنگ سنبھلے محیط نے ایک گولہ سحر کا بڑھ کر مارا
تمام بارگاہ مین شبرنگ کی دھوان چھا گیا شعلے بھڑکنے لگے کوئی زمین پر گرا مثل ماہی بے آب
تڑپنے لگا کسی کی زبان بند کوئی دردمند شبرنگ بھی اُسکے سحر سے مثل تصویر تصور کے خاموش
حیرت کا جوش تخت سے اُٹھ نہ سکا محیط گولہ مار کر بل کرتا ہوا بارہ دری سے نکلا قریب حوض کے
آیا حوض پرست تختۂ آہن اُٹھایا حوض مین پانی بھرا تھا چند دانے ماش کے مارے پانی خشک
ہوگیا جیسا جوش سحر سے حوض مین کود پڑا دیکھا پہلو مین ایک مختصر سا دروازہ لگا ہی اسم لات
ماری کر دروازہ ٹوٹا اندر اُس دروازے کے میز پر ایک صندوقچہ رکھا تھا کلید آہنی لگی ہوئی
تھی محیط نے قفل کو جھٹکے سے کھولا ڈھکنا اُٹھایا اندر اُسکے لوح طلسم جمشید مثل آفتاب عالمتاب
چمک رہی ہی ریشم مین گندھی ہوئی کھیچا نقش کا تختی الماس کی اُسپر یاقوت احمر کے حرف محیط نے

خوشی میں آکر ہاتھ میں اٹھالیا بحیرت اُس لوح کو دیکھتا ہوا کہ یہ کیا شی بنائی ہے یہ تو ایک سلطنت کا
مول ہے اُدھی محیط اسکو شہنشاہ کو نہ دے اپنے پاس چھپا رکھ کسی وقت پر کام آئیگی دولت دنیا
دلوائے گی عجب شی نایاب ہے لوح ہے یا آفتاب عالمتاب ہے یہ نہ سمجھا کہ یہ الماس ہے اسکی محبت دل
کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیگی جان جائے گی خون تھوکنا پڑیگا ایک ایک ریزہ اسکا نشتر بنکر دل میں گڑیگا
ہاتھ میں لوح چمکتا ہوا محبت میں مبہوت محیط جادو جوش میں جو بیٹھا شاہزادہ نورالدہر قید سحر میں
مبتلا بیٹھا ہے محیط نے جو طلسم کشا کو دیکھا آواز دی باش او مسلمان دیکھ یہ لوح میں نے لے لی
سر بھی کاٹ کر لیتا جاؤں اسکے معاوضہ میں الگ خلعت و انعام افراسیاب سے پاؤں یہ کہکر
تیغہ کھینچکر جھپٹا یہ ناظرین پر ملحوظ رہے کہ بائیں ہاتھ میں لوح طلسمی ہے داہنے ہاتھ سے تلوار کھینچے ہے
جیسے ہی قریب نورالدہر کے پہونچا عکس لوح کا پڑا قید سحر دور ہوئی طبیعت شاہزادے کی مسرور
ہوئی تلوار پر اسکی ہاتھ ڈال دیا محیط چاہتا ہے کہ سحر پڑھوں بسبب لوح ہاتھ میں ہونے کے سحر
فراموش ہے قلب پر حیرت کا جوش ہے شاہزادے سے اور محیط سے کشتی ہونے لگی شبرنگ آتش خوار
مع اہالیان دربار بڑے بڑے ساحران غدار سحر میں محیط جادو کے مبتلا ہیں جو باہر تھے وہ جگہ
سنکر دوڑے ہیں کہ یہ کیا قیامت ہے اوہ ہمارے مالک پر کیسی مصیبت ہے تخت سے اٹھا ہے دل
بیٹھا جاتا ہے شعلے چہار طرف بھڑک رہے ہیں اب جو نورالدہر نے نعرہ کیا سب نے دیکھا کہ
طلسم کشا سے اور محیط جادو سے آبرو سے کشتی ہو رہی ہے سحر تو اُس بھیا کو یاد نہیں آتا زور کر رہا ہے
نورالدہر نے کمر میں ہاتھ دیکر اُکھیڑ کر مارا لوح چھین کر گلے میں ڈالی چھاتی پر چڑھ بیٹھے کندہ
زانو سے دبا کر فرمایا او بیحیا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اُس مغرور نے سامری و جمشید کا
نام لیا کچھ جواب سخت دیا نورالدہر نے ایک ہاتھ گردن پر دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے چرخ
دے کر ایک قینچہ مارا مع زخرے گردن کو گھسیٹ کر پھینکدیا اتنا بڑا جادوگر واصل جہنم ہوا تمام
دربار میں اندھیرا ہو گیا سنگباری برف باری ہونے لگی جو عمل کرتے تھے کچھ تدبیر نہ بن آئی
بعد چند کے آواز آئی کشتی مرا نام من محیط جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود
نرسیدیم جب محیط ابر بار جادو کا شبرنگ آتش خوار وغیرہ سے دفع ہوا روشنی ہوئی شبرنگ
آتش خوار نے یہ سب معاملے اپنی آنکھوں سے دیکھے دیکھا کہ سامنے سے طلسم کشا لوح

گلے میں خون میں محیط کے نہایا ہوا چہرے پر قہر و غضب شہزنگ تخت سے اٹھکر دوڑا پکارا
اے شیر بیشۂ صاحبقرانی تیرا دین سچا ہے خدا سے نادیدہ یکتا ہے میرے دل کو اعتقاد ہو گیا روح کو
شاد کیا ماشاءاللہ اس مغرور کو کس زور شور سے مارا یہ کہتا ہوا قریب آیا قدموں سے لپٹ گیا
نور الدہر نے سر اٹھا کر سینہ سے لگایا فرمایا اے برادر تم ہمارے قوت بازو ہو زینت پہلو ہو دیکھو
پروردگار ہمارا کیا مسبب الاسباب ہے چشم زدن میں کیا کا کیا ہوا تمہارے پاس قید ہو کر آئے
تھے معبود نے مشکلکشائی کی قید سے چھوٹے فتح ہاتھ آئی تم شریک ہوئے اب معاملات
فتح طلسم ٹھیک ہوئے شہزنگ نے تمام اپنے سرداروں کو آواز دی صاحبو تم نے ظہور مذہب
اسلام دیکھا میں تو دل و جان سے مطیع الاسلام ہوا جسکو طلسم کشا کا ساتھ دینا ہو رہے ورنہ
نکل جائے سب نے عرض کی اے شہریار ہم سب کی اس شاہزادے نے جان بخشی کی ہے دل و جان سے
حاضر ہیں شہزنگ آتش خوار مع فوج و افسران نامدار مطیع الاسلام ہوا شاہزادے نے
شہزنگ آتش خوار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے کہ فوراً ہرکارے نے آ
کر ہو بجے ہاتھ اٹھا کر دعا اور ثنا سے بادشاہی بجا لائے قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار بادا	ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا

اے شہریار والا تبار فیروز جادو و شہزنگ بن عمرو آپ کا عیار تو تخو مع فوج ظفر موج قریب
قلعۂ دخانیہ آکر اترے ہیں مائل جنگ و جدل ہیں سب جوان جان نثار بے بدل ہیں آپکی
قید کی خبر سنکر آئے ہیں قریب قلعہ پہونچ چکے ہیں نور الدہر نے حکم دیا ہمارے دوست کو
استقبال کر کے لاؤ ہم تک پہونچاؤ شہزنگ آتش خوار نے پوچھا کہ اے شہریار یہ کب مطیع ہوا
آپکی غلامی سے اسکا بھی مرتبہ رفیع ہوا فرمایا اسکے یہاں بھی قید ہو کر آئے تھے یہ بھی
شریک ہو چکا بس شہزنگ آتش خوار خود بھی برائے استقبال اٹھا فیروز جادو کو مع شہزنگ
بن عمرو بصد لطف و فرسامنے شاہزادے کے لایا فیروز نے آکر شاہزادے کو مقام صدر پر پایا
کلاہ فخر کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا اب محفل عیش و عشرت آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و
مطربان خوش آواز و رقاصان سحر ساز دربار میں حاضر ہوئے محفل فرحت و بزم سرور و
نشاط گرم ہوئی ایک نازنین پریچہرہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

ای در خمِ زلفِ تو پریشان دلِ عاشق | وی میشِ گلِ روے تو حیران دلِ عاشق
آبے کہ بعد خونِ جگر یافت لبِ خضر | دیداست دران چاہِ زنخدان دلِ عاشق
تا زلف تو سررشتۂ زنارِ بتان ست | ہرگز نہ شود مائل ایمان دلِ عاشق
تا گشت لبِ لعل تو ہمراز تکلم | خونِ دل من خورد بہ دامانِ دلِ عاشق
عنقی بسہ دار برو خواہ بآویزد | از کردۂ خود نیست پشیمان دلِ عاشق

محفل مین صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی اُسوقت شاہزادہ بھی مسرور خیال فراق دل سے دور چار پہر رات اِسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین بسر ہوئی صبح کو نورالدہر نے فرمایا اے شبرنگ آتش خوار جادی فیروز جادو جلد لشکر تیار کرو بیرون قلعہ جلو مین براے فتح طلسم جاؤن شبرنگ نے کہا جلد لوح ملاحظہ کیجیے سمت مرحلہ جات تشریف لیجائیے ہم لشکر لے کر آتے ہین اُسی وقت لشکر تیار ہوا بیرون قلعہ آکے نورالدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین لکھا اے فاتح طلسم واے سیاح این عجائبات جب پروردگار اپنا فضل شریک حال کرے لوح طلسمی حاصل ہو کسی قدر تسکین دل ہو اسم حاشیۂ لوح پڑھنا ایک طائر خوشرنگ بلند پرواز آسمان سے آئیگا اُس سے کہنا اژدر جنی مژدہ ہو کہ مین نے لوح طلسم پائی جاکر مژدۂ فتح کردونگا تجکو قید سحر ساحران طلسم سے نجات دونگا وہ تجکو سوار کرکے لیجائیگا گوہر مراد ہاتھ آئیگا شبرنگ وغیرہ نے دیکھا شاہزادے نے زیر نخل جاکر ایک اسم پڑھا طائر پیدا ہوا قریب شاہزادے کے آیا پہلے وہ طائر آمادۂ حرب و پیکار تھا جب اژدر جنی نام لیا مژدۂ رہائی دیا طائر رام ہوا شاہزادے کو خوشی خوشی اپنی پشت پر سوار کیا اُڑتا ہوا آسمان پر جاکر غائب ہوا عقب مین فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار فوج ساحران لے کر روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گلدستۂ صاحبقران نقد روح و روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ مصنف

لا جلد شراب ناب ساقی | دے جام مجھے شتاب ساقی | ہو جاؤن سبک ہوا کے وہ پھول
تھوڑی سی بات کو نہ دے طول | اے ساقی نوجوان کرم کر | مستی مری کھوکے تا نہ دم کر

اے کلک سنبھل کے پاؤں دھرنا
یہ وہ نہیں جس سے تو ہے آگاہ
اب نشہ بھی رہ گیا ہے کم کم
کرتا ہے پھر سے پیالہ کب مجکو
اے پیر مغان کا دم سلامت
دیکھ آئے ہم آفتاب اپنا

الٹ ہوا پھر بیان نہ کرنا
بہکون تو بہ مجھے سنبھال لینا
پی لون مین شراب مے تو ہم
اس مست تو مین ہون بے خود و خراب
دکھلا دے جاندی وہ صورت

ہشیار کہ ہے یہ اور ہی راہ
تقریر کو دیکھ بھال لینا
ہے بنت عنب کی تاک مجکو
وان دختر رز کمال بیتاب
لو ہو گیا دل کباب اپنا

لو ہم آمد بہار سخن کو زیب گوش سامعان ذی ہوش کرتے ہین مخبر

واقفان کہ دریخن فرو راندند شرح این داستان چنین کردہ اند • سابق مین ذکر کیا ہے شاہزادہ ایرج نوجوان بصد شوکت وشان مع شوخ چشم جادو دو افلاک کوہی سمت طلسم جمشید روانہ ہوئے اب قریب دربند آہن تاب اکر پہونچے ظلمات آہن تاب پہلوان بے مثل ونامدار طرف سے جمشید جادو کے یہان کا حاکم ہے مگر ساحر نہین ہے بہادر زبردست بادہ جرأت سے مست اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران مع فوج کو یہان سمت طلسم جمشید جادو جاتا ہے ظلمات آہن تاب بصد قہر وعتاب کر گران مست پہ سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج کو ہمراہ لیا بیرون قلعہ آکر اترا ابھی پہر دن باقی تھا کہ ایرج نوجوان مع افلاک کوہی سامنے آکر خیمہ کش ہوے ایرج کو شاپور شیردل نے خبر دی کہ ظلمات آہن تاب اپنے زمانے کا رستم آپ کے روکنے کو آیا ہے گر لمس کرتا ہے کہ نبیرہ حمزہ ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہے ایرج نے اسی وقت ملکہ شوخ چشم سے کہا تم اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لے کر الگ جا ٹھہرو ہماری لڑائی مین دخل نہ دینا شوخ چشم پریشان اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لیکر ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر اتری مگر جبکہ آفتاب عالمتاب بخوف شہنشاہ گردون رکاب یعنی مہتاب قلعہ مغرب مین جاکر محصور ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثابت وسیارگان تخت سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا ظلمات آہن تاب کو خبر ملی کہ نبیرہ حمزہ کو حفظ جانات کا بڑا خیال ہے شوخ چشم جادو کو اپنے سے الگ کر دیا نشہ مین شراب کے حکم دیا طبل جنگ پر چوب پڑے ہرکارون نے یہ خبر شاہزادہ ایرج نوجوان کو پہونچائی کہ ظلمات آہن تاب نے طبل جنگ بجوایا ہے صبح کو قصد ہے کہ حضور سے مقابلہ کرے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نوازندہ طبل جنگی

بجے بیان نقارہ زری بجا نظم

بزد طبل را آنچنان طبل زن
کہ در دید میت ز ہیبت کفن
دہل زن دہل زن کہ تحسین او
ہمین دین او دین او دین او

اس جنگ کا مختصر تحریر کرنا منظور ہی بلا وجہ طول دینا لیاقت کا قصور ہی چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نور کا تڑکا ہوا ظلمت دور ہوئی سیاہی شب کی کافور ہوئی امیر عالی مقدار بعد نماز سحر بصد کر و فر پشت گرہ بن اشقر پر سوار ہو کر بصد صولت و شوکت وارد میدان کارزار ہوئے ادہر سے ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب مع لشکر ہزیمت اثر آکر میدان جنگ مین پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز کو حکم ہوا نقیبون کا وہ فرقہ ہی اگر اشعار عبرت آمیز سنائین نامردون بزدلون کو لڑوا دین ہزارون کو کٹوا دین خرامان خرامان بیچ میدان مین آکر نقیب خوش آواز ٹھہرے بیرون کے نعرون مین اول چند الفاظ کہے کہ مردان عالم وقت جانبازی ہی پانون پیچھے نہ ہٹانا دشمن سے لڑ بھڑ کر مرجانا بزرگون کا نام روشن کرو لشکر بادۂ شجاعت سے جھوم جھوم کے لڑو پھر یہ اشعار پڑھے نظم

حیات ابد ہی جو اسدم مرو
تو بہتر یہی ہی کہ جان کام آے
عجب وقت یہ ہی جو ہمت کرو
جو باقی رہے پھر تو غازی ہو تم
سزاوار گردن فرازی ہو تم
پس مرگ تربت مین آرام آے
نعیم جنان ہی تمھارے لیے
سعادت یہی جو جانفشانی کرے
یہ ملک جہان ہی تمھارے لیے
یہان اور وہان کامرانی رہے

دنیا ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی آنکھون کو کھول کر دیکھو چشم بصیرت حقیقت وا کرو جمشید جم کیا ہوا دارا ایسا بادشاہ سکندر کے دم مین فنا ہوا نظم

رستم رہا زمین پہ نہ سام رہگیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا
عبرت سرا مقام ہی یہ جاے غور ہی
ضحاک کا عروج نہ خسرو کا دور ہی
بیاہ لیجاؤ عروس موت کو
دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

اشعار عبرت آمیز سنکر شیران دشت نبرد جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے آنکھون کے آگے موت کا نقشہ پھر گیا لطف زندگی نظر سے گر گیا ہر ایک کا قصد ہی لڑین بھڑین جان دین نقیبون کا میدان کارزار سے جانا اول ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب گینڈے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا گرزی پھر کال نیزہ ہلایا گینڈے کو دوڑایا جب خوب

عرق عرق ہوا دونون سپرون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین گینڈہ
کورو کا نیزے کو گاڑ دیا لشکر اسلام کو تیز تیز بہ نظر ستیز دیکھا ہر بہادر از تیغ نیل ابوذ غرق
دریائے آہن بیت چنان مرد خود را در آہن گرفت ٭ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت۔
پکار کر آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو وہ میرے سامنے آئے ایرج نوجوان نے مرکب
پھیرا افلاک کوہی سے فرمایا ای برادر اجازت میدان دو افلاک کوہی تخت سے کود پڑا
عرض کی ای شہریار آرزو ہی کہ اس دیو خصال سے غلام مقابلہ کرے یہ ظلمات سیہ بخت
بڑا صاحب طاقت ہی شیران دشت کے دلون مین اسکی ہیبت ہی فرمایا کہ ای خیر خواہ مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ٭ مجکو دیر ہونا بہت ناگوار ہی یقین ہی کہ نور الدہر
طلسم مین پہونچگیا ہو مین چاہتا تھا کہ طلسم جلد فتح کرون ہمچشم کی آنکھ جھپکاؤن اسکا
نے سر جھکا لیا کہا حضور خدا کے سپرد کیا ایرج دوبارہ دامن گردان زکر کہ بن اشقر پر سوار
ہوئے مرکب لاجواب سحر جرأت مین انتخاب مثل باد صرصر تیزتر کلائیان اشتا ہوا
دم سے چنور کرتا ہوا جاتا ہی نظم

زیر ران ہی توسنِ رخش فلک سیر شہ ۔ ہی وہ محبوب جسے کہیے نہایت اجمل
شکل کیا اسکی بتاؤن کہ جسے شوق سے ۔ دائرے پیچ تصور کے نہین پڑتی کل
اسکی سر چوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے ۔ زلف معشوق کا دیکھے سے نکلتا ہے بل
بزغہ و گام سے باہر ہی کچھ اسکی رفتار ۔ ہی چھلاوے کی طرح چال مین اسکی چھل بل
یلہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جائے ۔ پڑ سکے پیچھے نہ جسکے کوئی جز اسکے کفل
جست و خیز اسکی بیان کیجے اگر پیش حکیم ۔ اعتقادات حکیمانہ مین آجائے خلل
فاش سے زین کے ذرہ جو اچک جائے عنان ۔ مارے جھون روئے زمین پشت فلک کو وہ کھنڈل
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ ۔ نسبت اسکے فرس ایسا کہ جسے کہیے اجل
توسن وہم کو دوڑائیے ساتھ اسکے تو ہو ۔ بازگشت اسکی تمام اسکی لگام اول

ظلمات آہن تاب نے گرز دہ سیر کا ہاتھ مین لیا بڑھ کر لگاورزن ہوا پانچ قدم گینڈا ظلمات
کا اور تین قدم گھوڑا شاہزادے کا پیچھے ہٹا ظلمات آہن تاب نے جو رعب و

وجد بہ دیکھا حیران جمال ومحو دیدار ہوکر کہا ای شیر دولت اگر آپ میری اطاعت قبول کرین
تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون ایرج نے جواب دیا ای ظلمات اگر سامری و جمشید پر لعنت کرو اور
مسلمان ہو تو تجکو زیست ہے ورنہ مرگ آگاہ قرار دو ظلمات نے غصہ مین نیزہ اٹھایا تاک کر سینہ بے کینہ کو
وار کیا ایرج نے سنان نیزہ کو سنان پر لگا تھا آپس مین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل آپس مین
نیزہ بازی ہوئی تین سو ساٹھ فن نیزہ بازی کے آپس مین صرف ہوئے چوریان اور گھاتین
ہو رہی ہین ایرج نوجوان نے آخر نیزہ ظلمات کا کاٹا چھیڑا مارا صدمات ہاتھ سے
ظلمات کے نیزہ ٹوٹ گیا ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا شعلۂ غضب بھڑکا غصہ مین
قبضہ پر تیغ کے ہاتھ ڈالا دوسون کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا کہ اژدہا غار سے
نکلا خبردار خبردار کہکر ایرج پر جا پڑا اور چتی تیغہ لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا مگر نگاہ تلوار کی باڑھ پر تھی جب تیغہ قریب سر آیا ایرج نے پنجۂ خورشید نما کو بڑھا کر جھپٹ کی مانند
تیغہ پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشاکش کے زور ہونے لگے مرکب ورگردن تاب نہ لا سکے
بیٹھ کے بل زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے پہلوانون نے آواز دی اے شیرو یہ بے زبان ہلاک
ہو جائینگے اتر کر مقابلہ کرو ایرج وظلمات کود کے خم مار کر کشتی مین مصروف ہوئے
دونون سر ٹکرانے لگے پیچ توڑ جوڑ بند صرف ہو رہے تھے مگر ظلمات زور بازوے شاہزادے
کے دنگ زندگی سے تنگ دو پہر کامل ایک طور پر کشتی ہوئی ایرج نوجوان تعلیم کردۂ مہتر مہتران
فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق فن کشتی کا مشاق صاحب مذاق ایک مقام پر پکڑ لایا
دونون مونڈھے تھام کر کہ مار لنگوٹے ظلمات کے زمین سے آشنا ہوئے جابا لنگر قائم کرے
حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر زنجیر پہ ہاتھ ڈال کر نعرۂ تکبیر جگر سے کھینچا بیلے ہی
زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا قصد ہوا زمین پر
مارون ادہ بیان فوج ظلمات نے دیکھا کہ بڑا اندھیر ہوا اب ہمارے آقا کو گرفتار کر لیگا
تلوارین پکڑ کر جا پڑے شاہزادے کو سنبھلنا دشوار کر دیا چہار طرف سے نیزے اور تلوارین
پڑنے لگین ایرج نے کئی زخم کھائے ظلمات ہاتھ سے چھوٹا ہاتھون ہاتھ سرداران نے
بچایا ظلمات گینڈے پر سوار ہوا ایرج نوجوان نے نہنگا نہ دریاے خون مین غوطہ مارا

نعرہ کیا شعر ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + تیغہ دو دمہ سکندری کھینچکر لڑنے لگا ادھر سے افلاک کوہی فوج کو لیکر پہونچا ایرج نوجوان نے چن چن کے سر دار مارے اب ظلمات آہن تاب کے پانون اُٹھ چکے ہین اہل اسلام لڑتے ہوے بڑھ اوتک آ گئے خیمے خزانے لٹنے لگے ملکہ شوخ چشم جادو بحکم ایرج نوجوان اُتری ہی اسر کوہ سے دیکھ رہی ہی کئی مرتبہ شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ لونڈی ایک چشم زدن مین آکر لڑائی کو فتح کرے ایک سحر مین سب کو بیہوش کر دے ایرج نوجوان نے کہلا بھیجا خبردار سحر تو کرنا کیسا اگر تم قریب آئین تو اپنے کو ہلاک کرونگا مردان عالم کا دستور نہین ہو کر غیر ساحر سے ساحر کو حکم جنگ دین مرد کو عاجز کرین شوخ چشم جرأت ایرج کی تعریفین کر رہی ہی قضائے کار طلسم جمشید مین جہان ہنگامہ برپا ہی جمشید کے نکل در بندون پر ساحران زبردست روانہ کیے ہین ایک ساحر موسوم بہ بدست جادو اُڑتا ہوا آسمان پر چلا آتا ہی در بند آہن تاب پر جو ہنگامہ دیکھا آسمان سے اُترا آیا ظلمات کے قریب پہونچا پوچھا ای پہلوان یہ کیسا معرکہ ہی ظلمات نے دانت نکال کر کہا نبیرہ حمزہ نے جی چھڑا دیے ہین سارا پڑاو لٹ رہا ہی ای برادر بدست جادو یہ مسلمان جانے نہ پائین بس یہ کہنا تھا کہ بدست جادو ماش کے دانے ہاتھ مین لے کر پڑھا سحر کے ماش کے دانے پھینکے لشکر ایرج مین ایک قیامت برپا ہوگئی کوئی زمین پر گرا کوئی مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگا گھوڑون نے بدلگامیان کرکے سوارونکو گرا دیا ایرج کا بھی گھوڑا ایک مقام پر تھم گیا ہر چند ایڑ کرتے ہین نہین بڑھتا بدمست نے اشارہ کیا اے ظلمات فوج کو حکم دے کہ یہ سب بیکار ہین انکو مارلین مگر شوخ چشم نے جو سر کوہ سے یہ معرکہ دیکھا حیران ہوئی کہ یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی طاوس کو اُڑا کر آگے بڑھی دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام سحر کرتا پھرتا ہی بے بسی مین ملازمان ایرج قتل ہو رہے ہین افلاک کوہی کا گینڈا ایک مقام پر ٹھہر گیا ہی رفقا اُسکے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین نعرہ کرکے آ پڑی آواز دی کہ ای شہریار آپ نے وہ سا کہا کیا مجکو قریب لشکر نہ آنے دیا مگر یہ ملعون پھر وسے پر ساحر کے لڑ رہا ہی مکار دیکھا ہی شوخ چشم نے پہلے سحر کیا ایرج کے ہاتھ پانون قابو مین آئے پھر بڑھکر افلاک کو بچایا بدست پر سحر کرنے لگی مگر اسوجہ سے ناچار ہو کر ذرا

غفلت کی بدست فوج ایرج پر سحر کرتا ہی یہ لوگ بیکار ہوتے ہین ظلمات کی فوج
والے قتل کر ڈالتے ہین تو شوخ چشم کو ہر غول مین جانا پڑتا ہی ایک ایک کو بچاتی پھرتی ہی
اور بدست جادو نہایت ساحر زبردست ہی ایک مقام پر سحر کیا زمین سے دھوان نکلا جس
دھوین سے کنیزان شوخ چشم و سرداران ایرج و افلاک نابینا ہوگئے جا بجا
ٹھوکرین کھاتے پھرتے تھے منھ کے بل زمین پر گرتے تھے شوخ چشم نے ہر چند سحر پڑھا مگر دھوان
دفع نہو سکا اُسکی بھی آنکھون مین دھوان لگا زخمی ہو چکی تھی لڑکھڑا کر زمین پر گری سحر مین
بدست کے مسحور ہو گئی اتو بدست نے اہ ظلمات آہن تاب نے برچھی سے اہل اسلام
کو قتل کرنا شروع کیا شاہزادہ ایرج نوجوان و شاپور شیر دل سحر بدست جادو کے
مضمحل ساتھ والے بے موت مر رہے ہین یہ حال دیکھکر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات
بلند کیے عرض کی اے خالق بے نیاز و معبود کارساز اس مشکل کو تو آسان کر بندون کو اپنے
بچا لے آفت سماوی سے نجات دے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سابق مین تحریر کیا ہی
کہ کوکب روشنضمیر نے ابریق آسمان سیر اپنے وزیر خوش تدبیر کو طرف طلسم جمشید کے
یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ جس طرح بن پڑے جمشید سے لڑکر شاہزادہ ایرج نوجوان کو لوح
دلوا دینا شل جان نثارون کے ساتھ رہنا ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ
کوکب روشنضمیر تلاش کرتا ہوا اسوقت آکر پہونچا ایرج نوجوان کو عجب حال پر ملال مین
دیکھا زخمدار بیقرار مرکب کے پاؤن زمین نے تھام لیے ہین ہر چند وہ شیر قصد کرتا ہی مرکب
اپنے مقام سے نہین ہٹتا ابریق آسمان سیر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دہین سے
نعرہ کیا منم ابریق آسمان سیر شیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر او ملعون بدست جادو
مین نے پہچانا تجکو بھی یہ لیاقت ہم پہونچی کہ فرزندان صاحبقران کے ساتھ اس طور سے پیش
آتا ہی اس تیغ زن صف شکن کو شعبدۂ سحر دکھاتا ہی یہ کہکر ابریق آسمان سیر نے دستک
دی ایک برق چمک کر سامنے سے ایرج نوجوان کے نکل گئی بدست جادو کے سحر کا نشہ
شاہزادہ ایرج نوجوان کے سر سے اُتر گیا جام بادۂ جرأت سے مست ہوا لڑائی مین مصروف
ہوا اب شاہزادے کو نیک و بد کا وقوف ہوا ابریق آسمان سیر نے چشم زدن مین کل

اہالیان لشکر ایرج پر سے سحر دفع کیا ملکہ شوخ چشم مثل شعلہ جوالہ آتش غیظ و غضب
بھڑکی جم کر سحر کرنے لگی لشکر ظلمات آہن تاب جو تباہ و خراب ہونے لگا شاہزادہ
ایرج نوجوان نے ہاتھ ملکہ شوخ چشم کا تھام لیا کہا ای ملکہ اپنے سحر نہ کرو بدمست جادو سے
لڑو ملکہ شوخ چشم نے شاہزادے کی بلائیں لیں ترقی جاہ و جلال کی دعائیں دیں کہ ای
شہریار والا تبار دشمن کا بھی استقدر خیال کا فردن کے قتل ہونے کا ملال ہے یہ کہتی ہوئی لڑتی ہوئی
طرف ظلمات آہن تاب کے چلی ابریق آسمان سیر بدمست جادو پر جا پڑا للکارا او
بدمست شراب نخوت واو پیر مغان میکدۂ ذلت غیر ساحروں پر کہاں جاتا ہے یہیں آ کھ ملاتا
ہے بدمست جادو قہقہہ مارتا ہوا بڑھا گو سے ناخن و تیغ ابریق پر مارنے لگا جو سحر بدمست جادو
نے کیا ابریق آسمان سیر نے دفع کر دیا بدمست نے گھبرا کر تیغہ سحر مارا ابریق آسمان سیر نے
کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا سر بدمست جادو کا چنبر گردن سے اڑ گیا
لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر استخوان سے شعلہ نکلنے لگا میدان
تاریک ہوا بعد سنگباری و برف باری آواز آئی گشتی مرا نام من بدمست جادو بود
شاہزادہ ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب ظلمات آہن تاب پہونچا ظلمات
نے تیغہ مارا شاہزادہ ایرج نوجوان نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر پھینک دی کمر
زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارین ظلمات آہن تاب کا اب
دیدۂ دل روشن ہوا آواز دی ای شہریار الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان عرض کی تابندہ
ایم بندہ ایم ایرج نوجوان نے ہاتھ سے رکھ دیا ظلمات آہن تاب کلمہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوا آواز دی کوئی ہاتھ نہ اٹھائے جنے شاہزادے کی اطاعت قبول کی سعادت
دارین حصول کی سب بہادروں نے تلواریں نیام میں کیں ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر
شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر قریب شاہزادے کے آ کے جھک کے سلام کیا رکاب کو بوسہ دیا
شاہزادۂ عالیشان ایرج نوجوان نے سر سینہ سے لگایا فتح کے نقارے بجاتے ہوئے
داخل قلعہ آہن تاب ہوئے اہالیان شہر واسطے تماشے کے آئے گلی کوچہ تماشہ بینوں سے
معمور ہوا ہر رئیس و امیر کے قلب کو سرور ہوا آگے آگے ایرج نوجوان ایک سمت ابریق

ایک سمت افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم وظلمات آہن تاب چوب و چقماق ہاتھ میں محبت ایرج نوجوان ہاتھ باتھ میں اہتمام سواری کرتا ہے او دونوں ہاتھوں سے زر سرخ و سفید لٹاتا ہوا تماشا شہر کا دکھاتا ہوا لیے جاتا ہے اہالیان شہر جمال ہمثال ایرج نوجوان دیکھ کر کہتے تھے پروردگارا یں آفتاب جرأت کو سلامت باکرامت رکھنا کہ اسکے تصدق سے راہ ضلالت سے نکلے چشمہ ہدایت پر پہونچے اس دھوم سے آکر دربار میں پہونچے ظلمات جادو نے عرض کی شہریار بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ایرج نوجوان نے فرمایا کا ہے ظلمات آہن تاب تخت وتاج کی خواہش نہیں ہے رواج دین اسلام کی کوشش ہے بسم اللہ تمھارا تخت وتاج تمکو مبارک رہے ظلمات آہن تاب تخت پر ایرج نوجوان ونگل زرین پر ایک جانب افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم ایک جانب ابریق آسمان سیر سب اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے محفل عیش ونشاط گرم ہوئی اسوقت ابریق نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کوکب نے تمام کو اسواسطے بھیجا ہے کہ حضور سے شریک ہوکر جمشید سے لوح لوح طلسم حضور کے دست حق پرست سے فتح کرادوں اور زرروے خبر معلوم ہوا تھا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا بھی داخلہ ہوچکا نہیں معلوم لوح پائی یا نہیں میں فوراً حضور لوح کی تدبیر کرونگا ایرج نوجوان نے خوش ہوکر لشکر کی تیاری کا حکم دیا مع ابریق آسمان سیر و ملکہ شوخ چشم و افلاک کوہی و ظلمات آہن تاب مع تین لاکھ فوج کے نوبت ونقارے بجاتے ہوے اس جاہ وحشم سے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوے

دوکلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان ومسلمانان برہم زنندہ زمرۂ بے ایمان شاہزادہ نورالدہر ابن بدیع الزمان اب تحریر ہوتے ہیں ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا اب بصد کروفر
قمر کو پلا ساغر آفتاب
لگا دے مرے منھ سے تو خم کے خم
مجھے فتح کرنا ہے ملک طلسم

وہ دے مے جو ہو رنگ خون جگر
سبو و خم و شیشہ ہائے ظفر
کہ سب فتنہ اسحر ہو جس سے گم
پڑے فتح مضمون سے وہ حبشۂ عرب

نہ کر دیر لا برق دم آفتاب
مری فوج مضمون کو تقسیم کر
چلون کیون نہ ساقی مخمر کا اسم
کہ ہو خون روان شرق تا بہ غرب

چقاچاق خنجر سے ہو تفرتفری ہلے قصر جمشید و سامری معطر بلا سا کی خوش غلاف
کہ قبضہ ہو اب قاف سے تا بہ قاف چمکا جلد ہون اب مین خنجر بکف کرون صاف اکدم مین دشمن کی صف
دکھاؤن سرِ معرکہ رستمی ملاطم ہو لشکر مین اور برہمی تامل نہ کرسائی تیغ و تفنگ
اُمنگ ا در ہو دے دہ مرد وقت جنگ ہو آج اُس ہاد سے جنگ جدل شجاعت مین جو فرد اور بے بدل
دہ بشک ہو شیر نیستان جب ہلاتی ہو دل کوہ کا جسکی ضرب دہ شہزادہ ابن بدیع الزمان
دہ ہی گوہر بحرِ صاحبقران پٹکتی ہی جرأت ہر اک بات مین این چو رنگ دو اُسکے اک ہاتھ مین
دہ کیہ چہرۂ داستان ای قمر کہ حاسد کا منہ فق ہو شل سحر آشناوران دریا بیکنار

جرأت و ہمت و غواصان بحر زخار صولت و جلالت زورق کلک کو بحر بلا خیز جنگ طلسم مین

یون روان کرتے ہین نظم ای خامۂ سحر سنج بہرام درراہ سخنوری بنہ گام
دارد دو زبان حکایتے کن نا سر دار کن شکایتے کن ای خامہ نہ عاجزہ ز بولی
از دین سخنوران ستونی گوئی کہ قلم عصائے موسیٰ است کز وی ہمہ معجزات پیداست
معجز کند این قلم چو بنیاد ز انگشت رسول آیدم یاد این خامہ بعقد نخل مریم
ز قادر و ہر زاد و قوام دین خامہ کہ ہست دریا ہی دربحر معانی است ماہی

یہان تک اس داستان بستان کو تحریر کیا تھا کہ شاہباز اوج ہمت و صولت و شوکت و شان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بحکم لوح پشت احمر جنی پر سوار ہو کر چلے ہین کہ احمر جنی کو اہالیانِ طلسم نے بشکل طائر بنایا نورالدہر نے اُسکو مژدہ دیا کہ مین تجکو بشکل انسان بناؤنگا اِس مژدۂ روح افزا کو سنکے شاہزادے کو لیے ہوے ایک صحرائے پُر بہار مین لا کر اُتارا عرض کی غلام یہان سے آگے نہین بڑھ سکتا مگر وقتاً فوقتاً برائے خدمتگزاری حاضر ہونگا مگر براے خدا قدم قدم پر لوح کو ملاحظہ فرمایئے گا ورنہ کسی بلا مین پھنس جایئے گا یہ کہکر رخصت ہوا شاہزادہ صحراے پر بہار کی سیر کرتا ہوا ایک جانب چل نکلا خیال مین ہی جب کوئی ساحر سامنے آئیگا تو لوح کو ملاحظہ کیا جائیگا قطع راہ کر کے سامنے ایک باغ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہی خیال مین آیا کہ اِس باغ مین چل کر چند ساعت ٹھہریے ابھی باغ مین نہ پہونچنے پائے تھے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ایک

نازنین حور رخسار نکلی مگر پریشان حال کپڑے میلے چہرہ اداس چہار طرف دیکھتی ہوئی کنگناہ
اسکی شاہزادہ نورالدہر پر پڑی قریب آئی جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور نے
مجھے پہچانا نورالدہر نے کہا اتنا تو البتہ ثابت ہوتا ہی کہ کبھی کسی مقام پہ دیکھا ہی عرض کی گلشن
سپہر انام ہی ملکہ شگوفہ کی کنیز ہون نام شگوفہ کا سنکے شاہزادہ مثل گل شگفتہ ہوگیا فرمایا وہ
گل باغ خوبی کہان ہی عرض کی ای شہریار صانع باغ عالم نے دنیا فضل شریک کیا لڑائی مین
جمشید جادو و ملکہ مخمور و سہیل اختر شناس ملکہ شگوفہ کو گرفتار کرکے لیگیا تھا ملازمان سہیل
نے بڑی جانبازی کی مخفی قیدخانہ مین پہونچے ملکہ شگوفہ و مخمور و سہیل کو رہا کیا وہان سے یہ
تینون صاحب نکلے بخوف جمشید شب کو اس باغ مین آکر ٹھہرے ہین قیدخانہ مین یہ خبر سنی تھی
کہ دربند دخانیہ پر لوح آپ کو حاصل ہوئی ملکہ شگوفہ تو اس طلسم کی رازدار ہین اس باغ
مین آکر اسواسطے ٹھہری ہین کہ اس راستہ سے طلسم کشا کا گذر ہوگا اسوقت مجھسے فرمایا کہ بیرون
باغ جاکر دیکھ شکر کہ پروردگار نے آپ کو یہان پہونچایا مدعاے دلی بر آیا مین جاکر ملکہ سے
اطلاع کرون شاہزادہ حال مخمور و شگوفہ و سہیل سنکے باغ باغ ہوا غم سے دل کو فراغ
ہوا وہ کنیز بھاگی ادھر سے نورالدہر بڑھے اندر باغ کے نہ پہونچنے پائے تھے کہ اندر سے
باغ کے آگے ملکہ مخمور سرخ چشم ایک جانب ملکہ شگوفہ ایک جانب سہیل اختر شناس
مخمور شاہزادے کو دیکھ مسکرائین شگوفہ نے حجاب سے سر جھکایا سہیل برائے تسلیم خم
ہوا بڑھ کر عرض کی اب نیر اقبال غلام کا چمکا جمال آفتاب مثال حضور کا دیکھا مخمور نے بڑھکر
ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا چٹکی لے کر طرف شگوفہ کے اشارہ کیا دیکھیے آپ کی چاہنے والی
موجود ہین قیدخانہ مین آپ کا نام لے کے روتی تھین اور ہمین تو اپنی قید کا فقط ملال تھا آپکا
کب خیال تھا اب نورالدہر کو ایک حجاب ہی کہ شگوفہ سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے چپکی چلی آتی ہی سہیل باتین کرتا ہوا کہ ای شہریار لوح طلسم کہان سے پائی
سنا تھا کہ حضور نے مصاحب افراسیاب کو مار دربند دخانیہ پہ لوح حاصل ہوئی ہمکو تو ہمارے
ملازمون نے چھوڑایا شاہزادے نے لوح دکھلائی کہ گلے مین پڑی ہوئی ہی سہیل نے کہا
حضور اس سے بہت ہوشیار رہیے گا ملازمان جمشید اسکی فکر مین نکلے ہین یہ باتین کرتے چلے

اندر باغ کے گئے داخل ہوئے دیکھا باغ پر بہار جو انان چمن اکڑ رہے ہیں تمام نخل بار اشمار سے سر بسجود ہیں بیاسے طولانی گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا جاری جا بجا کشتی میں معروف باد بہاری نظم

دکھا رہی ہے یہ وحدت میں کثرت آج بہار	ریاض دہر میں ایک ایک گل بنا گلزار
ہزار نخل گل اس سے چمن میں پیدا ہوں	گرے زمین پہ اگر تخم اشک بلبل زار
ہر اک کے ظرف سے ہے نجاست وہ قدر کا وہ فرشتہ	اگر ڈسے نشان قدم سے اگر کسی کے غبار
ہر ایک شاخ پہ افشان جو ہے پھلجڑی کی طرح	ریاض دہر میں گل ریز ہے نسیم بہار
نگر ہی یہ درش طفل ذرہ ہے نفس سے	کہ آفتاب ہے زرستان کرن ہر دو دو کی دھار
بنا ہر ایک در گوش مہینہ سنبل	وہ کون ہے جو نہیں عاشق گل رخسار
ہوا ہے ایسی زمانہ وہ جسکو ہے پرندان روزن	چراغ گل ہو وہاں گل جو ہو چراغ مزار
ہے ایسی فرد رطوبت کہ گستے ہائے مزدور	ہم آپ آئنہ لے کر اٹھائیں گے دیوار

شاہزادہ ساتھ دونوں معشوقان پری چہرہ کے سہیل عقب میں خرامان خرامان سیر کرتے ہوئے مگر شاہزادہ محبوبہ و محبوب ساتھ ہیں بارہ دری میں آکر ٹھہرے ملکہ مخمور نے سہیل سے فرمایا بھیا تم ہو ان کے واقف کار ہو کچھ سامان عیش و جشن بھی ہے سہیل نے کہا سب کچھ حاضر ہے یہ باغ تو غلام نے بنوایا جب میں حضور کو لیکر یہان آیا ہون کہ سہیل نے ایک کمرہ کھلوایا اور چند گلدبیان شراب کی شیشیان کباب کی لاکر سامنے ملکہ مخمور کے رکھدین ملکہ مخمور نے چھیڑ چھاڑ ساتھ شہزادے کے چلی جاتی ہے کبھی آنکھ سے طرف شگوفہ کے اشارہ کیا کبھی کہا اے ملکہ شگوفہ صاحب قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو شراب ملاؤ دیکھ لدہر ہر حکم کو سر جھکا لیتے ہیں مخمور کی بات کا جواب نہیں دیتے ہیں مگر غنچہ خاطر شگفتہ دل باغ باغ سامنے باغ بہشت آئین ہے ہو میں دو ماہ جبین آفتاب اقبال اوج پر مخمور کے غنچہ گلہا رنگین میں جام شراب روح پرور اب بالکل شاہزادے کو اسوقت خیال نہیں ہے کہیں باسے طلسم کشائی آیا معلن لوح ملاحظہ کردن ملکہ مخمور نے طعن و تشنیع کرکے جام بھرا سامنے شاہزادہ نور الدہر کے ہاتھ بڑھایا نوشجان فرما لیا اور مسکرا کے کہا اے شہریار

بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند * چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند * شاہزادے
نے جوش محبت مخمور مین چاہا کہ ہاتھ بڑھاؤن مخمور کے ہاتھ سے جام شراب پیون کہ آسمان پر ہنگامہ
ہوا شعلے بھڑکے ایک جادوگر یہ منظر کو دیکھا وہی طائر خوشرنگ کلان جسپر نورالدہر سوار ہوکر
آئے تھے لیئے احمر جنی پردہ ساحر احمر جنی کو تازیانے مارتا ہوا چلاتا ہی اور احمر جنی غل مچاتا
ہی کہ ای شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان خبردار خبردار جام نہ پیجیے گا یہ ملکہ مخمور سرخ چشم
نہین ہی مرجان جادو اسکا نام ہی اگر جام پی لیا تو اپنے کو گرفتار کرا یا برائے لوح کو ملاحظہ کیجیے
احمر جنی تو ضرب تازیانہ سے زمین پر گرا ماران جادو بھی بڑھکر بار بار نعرے کرتا ہوا کہ ای احمر
تو نے طلسم کشا کو بچایا اب تجکو زندہ نہ چھوڑدونگا احمر ساحر سے بھاگتا ہوا طرف بارہ دری کے
آتا ہی عقب مین ماران جادو ہی نورالدہر نے یہ معرکہ دیکھکر لوح پر نگاہ ڈالی اسمین لکھا کہ ای
فتاح طلسم احمر جنی خیرخواہ ہی یہ مخمور نہین مرجان رو سیاہ ہی یہ جام جو اسکے ہاتھ سے لیا ہی اسی
پر پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو نورالدہر نے فوراً وہ جام مخمور پر پھینک مارا اُسنے
چاہا بھاگ کر بچون لیکن اجل سر پر کہان بھاگے کیونکہ بیشے قطرہ شراب جو سر پر پڑا آہ کرکے جلنے لگی
نورالدہر نے نعرہ کیا تموا کھینچی سہیل اور شگوفہ جنکو سمجھے تھے دونون ساحران غدار بلائے
روزگار سیاہ رو تیرہ درون نے بڑھکر نورالدہر پر گرزے مارے نورالدہر نے لوح کو سامنے
کیا سحر باطل ہوا تیغہ خارا شگاف سلیمانی سے دونون بھیا کو ان کو واصل جہنم کیا احمر جنی پشت
پر آکر شاہزادے کے کھڑا ہوا ماران جادو غل کرتا ہوا قریب آیا چاہا احمر کو پکڑ لے نورالدہر
نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر ماران سیہ رو کا چنبر گردن سے اُڑ گیا زمین پر گرا اب
مرجان جادو و ماران جادو سیہ رو کے مرنے سے روز روشن تیرہ و تاریک ہو گیا ہنگامہ
گیرودار بلند ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من مرجان جادو و ماران سیہ رو بود افسوس مردیم و جان
دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے اندھیرا سب دور ہوا شاہزادے نے دیکھا لاشے
ان جادوگرون کے پڑے تڑپ رہے ہین جو تعمر کرکے تھے جل گئے جو اصلی تھے وہ باقی
رہگئے احمر جنی نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی شہریار غضب کا دھوکا کھایا تھا جس وقت مجکو
ثابت ہوا کہ آپ باغ مین مرجان جادو کے ہو بیٹھے اور آپکے دام تزویر مین پھنسنے مین مقرر ہوکر

اپنے مقام سے چلا کہ شاہزادے کو جاکر آگاہ کرون راہ مین اس عیار ماران سیہ رو نے گرفتار کر دیا پروردگار نے بروقت حضور کو پہونچایا بموجب مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت جناب حضور طلسم کشائی مین جلدی کرین مین نے سنا ہی کہ جمشید جادو فوج ہمراہ لیکر چل چکا ہی آپ کا لشکر کہان ہی شہزادے نے کہا ای احمر جنی فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار مع ساٹھ ہزار ساحران نامی عقب مین آتے تھے مین مرحلۂ طلسم پر نہ آسکے اب مرحلہ شکست ہوا مرجان جادو مارا گیا یقین ہی کہ آیا ہی چاہتے ہین قریب ہو گئے احمر جنی نے عرض کی مین جاکر تلاش کرون ڈھونڈھ کے لاؤن مین از قوم جن اپنی تیز روی پر مطمئن ہون نور الدہر نے کہا کچھ تمھارے جانے کی ضرورت نہین ہی خدا میرا مالک ہی جو پُر راہ خوفناک طلسم کا سالک ہی ایسے ایسے معرکے بہت پیش آئین گے کہان کہان ہم مددگارون کو بلائین گے پروردگار ساتھ ہی اُسکا دامن قدرت ہی اور ہمارا ہاتھ ہی احمر جنی سے یہی نور الدہر یہ باتین کر رہے تھے کہ بیرون باغ سے گرد اُڑی دیوار باغ تو گر چکی ہی دور تک معلوم ہوتا ہی دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک جادوگر سرخ پوش بصد جوش و خروش مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران ناہنجار سیاہ رو بدخو باز و بلاؤ و ببر بر ہاے آتشین پر سوار نمودار ہوے اُس ساحر سرخ پوش نے جو دور سے لاشۂ مرجان جادو دیکھا اور طلسم کشا کو تنہا پایا دہن سے نعرہ کیا منم یاقوت جادو برادر مرجان جادو ای طلسم کشا غضب کی مقام افسوس ہی مین نہ پہونچا تو نے ایسے ساحر شعبدہ باز کو کیونکر مارا اب اُسکے معاوضۂ خون مین تجکو کیا چھوڑتا ہون یہ کہکر ساحرون سے اشارہ کیا جلد طلسم کشا کو قتل کرو اِس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرو نور الدہر نے بھی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور نہنگانہ دریاے فوج ساحران مین غوطہ زن ہوے ساحرون کے سحر نور الدہر پر چلنے لگے تحل بلغ مثل شمع کافوری جلنے لگے مگر بسبب لوح طلسم کے شاہزادے پر سحر تاثیر نہین کرتا نور الدہر نے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے افسرون کو مارا ہنگامہ گرم ہوا یاقوت جادو نے دیکھا طلسم کشا پر سحر و افسون کام نہ کریگا ساحرون کو آواز دی یارو یہ جوان صاحب لوح ہی سحر نہ کرو تیر و تلوار نیزہ سے مار ڈالو اب ساحرون نے حربہ ہاے سحر موقوف کر کے سلاح ہاے جنگ سنبھالے شہزادہ شیرانہ رستمانہ اُن بیچارون

لڑ رہا ہے مگر ہزاروں تلواریں چلیں طائران تیز پر کھول کھول کر اُس شہباز اوج جرأت پر گرتے ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے مگر شاہزادے کو تردد ہے کس کس سے لڑے اس بیقراری میں دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے خالق بے نیاز رب کارساز وقت بیکسی میں سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ستار و غفار ہے

نظم

اے محرم ریش دلفگاران | وے چارہ کار خام کاران | بگذار چنین ذلیل و خوارم
از راہ کرم برآر کارم | سرگشتہ مکن مرا ازین بیش | بنمای رہم بجانب خویش
در وادی معصیت اسیرم | بگذار کہ تشنہ لب بمیرم | خجلت زدہ ام ز کردہ خویش
وز شرم سرے فگندہ در پیش | چون آمدہ ام بہ عذر خواہی | نومید مکن مرا اسے
بردار ز سطح ہلاکم | مگذار میان خون و خاکم |

ابھی دعا شاہزادے کی تمام نہ ہوئی تھی کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی شبرنگ بن عمرو آگے آگے تعقب میں شبرنگ آتش خوار فیروز جادو و فوج ساحران نامی ہے شبرنگ بن عمرو نے نعرہ کیا دیکھا گل گلزار صاحبقرانی یکہ و تنہا مصروف جنگ ہے چہرہ و جسم خون سے گلنار ہے کنی سے خون ٹپک رہا ہے جیسے کوئی ہولی کھیلتا ہے شبرنگ نے فیروز وغیرہ کو آواز دی یارو شاہزادہ یکہ و تنہا لڑ رہا ہے یہ سنتے ہی فیروز وغیرہ حربہائے سر سنبھال کر آگے ہی شریک جنگ ہوئے ایک ہی حملہ میں صدہا چورنگ ہوئے اب نور الدہر نے ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اُسی پر سوار ہوئے شیرانہ مصروف کارزار ہوئے شبرنگ آتش خوار نے زمین ہلا دی چہار جانب سے آگ لگا دی ہزاروں ناریوں کو جلا دیا جسنے دل میں غبار رکھا تھا انکو خاک میں ملا دیا شاہزادہ نور الدہر لڑتے ہوئے قریب یاقوت جادو کے پہونچے اُسنے کئی گولے مارے نور الدہر نے لوح کو سامنے کر دیا وہ گولے پھٹکر اُسی کی فوج ضلالت موج پر گرے کئی سو ساحر ہلاک ہوئے یہ حال دیکھکر کلیجہ یاقوت جادو کا خون ہوگیا آخر قریب آکر ہاتھ تیغ سحر کا مارا شاہزادے نے تیغ خاراشگاف سلیمانی پر گانٹھا الجھا دسے ہاتھ نکال کر تیغ برق مثال کو چمکایا خبردار کہکے ہاتھ مارا اُسنے سامری و جمشید کا نام لیکر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار گھاٹ سے چٹی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے نئی بات ہے کہ شب سحر کٹی باقی تلوار سپر سحر کی جتی یا زیر تنگ زمین پر تلوار نے بوسہ دیا یاقوت

کافر کا خون آسمان سے برسنے لگا ابر سرخ رنگ پیدا ہوا آوازین مہیب آئین سنگباری
برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من یاقوت جادو بود افسر جو مارا گیا اہالیان فوج
شکست کھا کر کچھ بھاگے کچھ مارے گئے شاہزادہ تیغ و ظفر پٹا فیروز وغیرہ نے آ کے
شاہزادے کے قدمون کو بوسہ دیا مگر شاہزادہ زخمی ہوا اور شبرنگ بن عمرو نے حکم دیا جلد
بارگاہین استادہ ہون کہ زخم دوزی کیجائے یہان تو بارگاہین خیمے آراستہ ہو رہے ہین
اب دو کلمۂ داستان جمشید کے ذکر کرنا ضرور ہین کہ جب ابریق آسمان سیر دربند آہن تاب
پر آ کے شریک ایرج نوجوان ہوا تھا ایرج لشکر ظفر اثر کو درست کرکے طرف طلسم کے
چلے یہ خبر جمشید جادو کو پہونچی غصہ مین آ کر تین لاکھ ساحران زبردست کو اپنے ساتھ لیکر آ دل
لشکر ایرج پر آ کے گرا یہ بھیجا بادشاہ طلسم ہی سوا طلسم کشا کے کوئی اسپر غالب نہین ہوسکتا
بس ابریق آسمان سیر خوب خوب لڑا بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا مگر جب جمشید جادو
سے مقابلہ پڑا او دو گھڑی کامل سحر چلا آخر جمشید ابریق پر غالب آیا اور گرفتار کرکے زبان
مین سوزن دیا شوم چشم کو ایک سحر مین پکڑ لیا غرض اسکے سحر سے ایرج وغیرہ سب
بیہوش ہوے سب کو جمشید جادو گرفتار کرکے طرف قلعۂ طلسمی کے لیکر چلا راہ مین اسکو
خبر ملی کہ مرحلۂ مرجان جادو فتح ہوا یاقوت جادو کے ساتھ کے ساحر بھی زخمدار بیقرار آ کر
پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا تا بدر بند مرجانیہ پہونچا مرجان جادو کا کام
تمام ہوا اب یقین ہے کہ طرف قلعۂ طلسم کے رجوع کرے بس یہ خبر وحشت اثر سنکے جمشید مثل
ابر کے گرجا گرجا اسباب سحر ہاتھ مین لے کر اٹھا اسیوقت نفیر سحر بجی لشکر مین تیاری ہوئی قیدیون
کو ارابے پر سوار کرکے ہمراہ لیا جمشید بہ فوج قاہرہ برائے مقابلہ طلسم کشا چلا یہان شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان بعد قتل یاقوت جادو خود بھی زخمی ہین اہالیان فوج بھی زخمدار
ہین فیروز و شبرنگ بھی بخوبی لڑ چکے ہین ابھی استراحت نہین کرنے پائے ہین بارگاہ مین
قصد ہی جائین کہ ہرکارون نے بڑھ کر عرض کی اے شہریار ہوشیار ہو جائیے جمشید جادو مع
کئی لاکھ فوج ساحران کے آ پہونچا اور شاہزادہ ایرج نوجوان کو گرفتار کر لایا ہے نور الدہر یہ خبر
وحشت اثر سنکے گھبرائے بتعجیل تمام باہر آئے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوئے جب تک

شبرنگ وغیرہ سوار ہوں آمادۂ حرب و پیکار ہوں جمشید نے آتے ہی سحر کیا کہ شعلہ ہاے آتش
بھڑکنے لگے لختہ ہاے ابر تیرہ و تار کڑکنے لگے کئی ہزار ساحر مر کر رہ گیا کوئی تڑپ کے بھل زمین پر
گرا کوئی مثل مرغ نیم بسمل تڑپا کسی پر گولہ پڑا کسی نے بدحواس ہو کر اپنے خنجر سے گلا کاٹ ڈالا دو تین
حملوں میں جمشید نے زمین کو ہلا دیا ایک جانب شبرنگ آتش خوار ایک سمت فیروز نامدار
سحر میں مصروف ہیں مگر شاہزادہ نورالدہر پر چونکہ لوح طلسمی گلے میں ہے سحر تو ساحروں کا تاثیر نہیں
کرتا مگر کئی لاکھ ساحروں کا انبوہ ہے تیر و تبر بھی چل رہے ہیں پہلی لڑائی میں زخمی ہو چکے ہیں اب
روح کو راحت نہیں جسم میں قوت نہیں ہے مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی ہیں گلہاے زخم جسم پر کھلے ہیں
بدھیاں پڑی ہیں چہرہ گلنار زخموں سے خون کی دھار رواں قبضہ ہاتھ میں جم گیا ہے دیکھئے دشمن
کس کس سے جنگ کریں ایک کو قتل کیا اسی مقام پر دس بیس آ جاتے ہیں دم لینے کی مہلت نہیں
پاتے ہیں ہر طرف سے یہی صدائیں ہیں کہ طلسم کشا کو گرفتار کرو مہلت نہ دو اور زیادہ بیقراری کا
نورالدہر کی یہ باعث ہے کہ دیکھ رہے ہیں کہ شاہزادہ ایرج نوجوان مسلسل و مطوق زخم کھائے
ہوئے سرنگوں غم سے کلیجہ خون طرف انکے دیکھتا ہی تیوری سے یہ پیدا ہے کہ یہ جوان بچشم اس
حال زار سے ہمکو قید میں نہ دیکھتا زنجیروں ہلا رہا ہے مگر قوت انکی بسبب زخمی ہونے کے نہیں باقی
ہے کہ قید توڑے مجبور و ناچار انکے جملہ سردار بھی مبتلاے مصیبت مثل آئینہ حیرت ہیں ہر مرتبہ نورالدہر
آمادۂ مرگ ہو کر چاہتے ہیں کہ جان دوں اور اپنے برادر بیجان برابر کو قید سے چھڑاؤں مگر لوح
کے رہنے پر اکیلے کدھر کدھر خیال کریں کہاں تک جرأت دکھائیں اور جمشید بادشاہ طلسم ہے
شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ اسی کے ملازم ہیں اسکو غصہ میں دیکھ کر فرار کے عازم
ہیں ہزار ہا بدون مقابلہ بھاگے جنکو اپنے افسر کا خیال ہے اور کوئی نامردہ کے اسکا ملال ہے وہ
جانبازی میں مصروف رہے بعض کہتے ہیں ہم اپنے شہنشاہ سے لڑیں کیا بیوقوف ہیں آخر
قریب شام جمشید بدانجام نے شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ کل سپاہ اسلام کو
گرفتار کر لیا قریب شام ایرج نوجوان وغیرہ کو بھی مقید کیا اب باقی شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان و شبرنگ ہیں شبرنگ نے دیکھا کہ شاہزادے کو غش آیا چاہتا ہے بس
شبرنگ بن عمرو نامدار تراشندۂ ریش کفار نے جانبازی کرکے ایک حقۂ آتشبازی کا

ساحرون پر مارا کسی کا منہ جلا کسی کا گریبان پھنکا غرضکہ جو شبرنگ نے مہلت پائی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو بھی بیہوش کر کے پشتارہ باندھکر بھاگا ایک درہ کوہ مین آکر مخفی ہوا اُسی بیہوشی مین اپنے آقا کی زخمدوزی کی یہان جمشید جادو رات بھر اُسی تحل کو گھیرے رہا صبح کو دیکھا کہ گرد تحل کے صدہا لاشے پڑے ہین وہ زمین رن پڑا ہی سب طرف تلاش کی مگر طلسم کشا کو نہ پایا اب جمشید جادو حیران کہ طلسم کشا کیا ہوا ساتھ والون نے کہا حضور بارہ چودہ ہزار ساحرون کا کمیت ہوا غلیل سب مارے گئے کشت حیات ساحران پامال ہوئی ایک جوان کا لاشہ کیونکر ملے کیا طلسم کشا فولاد کا تھا علاوہ سحر کے ہزارون تلوارین سحر کی اسپر پڑی یقین زخم تیرون کے کاری کھائے آخر پامال ہوا جمشید جادو خوشی خوشی ان سب قیدیون کو ساتھ لیکر بعد گردفر آکر داخل قلعہ طلسمی ہوا جس قیدخانہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس قید تھے اُسی زندان پُر محن مین شاہزادہ ایرج نوجوان وغیرہ کو لا کر داخل کیا اور ملکہ مخمور نے یہ خبر وحشت اثر سُنی کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان جنگ شب خون مین مارا گیا اسقدر رنجیدہ تھا کہ لاشہ بھی نہ ملا قریب تھا کہ روح جسم سے نکلجاے نظم

تلاطم اشک نے طغیانی کی	دست مژگان نے دُرافشانی کی	شوق نے سلسلہ جنبانی کی
بیقراری نے بھی طغیانی کی	کبھی جو ذرا ہوش آیا منہ سے یہ کلمہ نکلا اے ای مخمور کاش کے	

ہم بھرے حلق ہوے ہوتے یہ خبر نہ سنتے کہ نورالدہر قتل ہوگئے اور ہم زندہ ہین نظم

ملک الموت بھی کیا ہی بیدرد	آہ سچ ہی کہ بڑا ہی بیدرد	تھا بچھون ہون دلکو مین بھر کر آہ
کیسی یان آن بنی دیسے آہ	جان ہمہ رنج دسرا یا غم ہی	رنج سا رنج ہی غم سا غم ہی
دیکھتی ہون عجب احوال اپنا	کیا کہون کس سے کہون حال اپنا	کبھی چاہتی ہی اپنے کو ہلاک کرون

قصہ زندگانی کا پاک کرون ای مخمور بجور کس ساعت سے اس قیدخانہ مین آکر قید ہوئی کہ شاید اگر جان بچی یہ روے سیاہ خواجہ عمرو کو کیونکر دکھاؤنگی کیا بات بناؤنگی جس روز علامت طلسم پر قید ہوئی تھی اُسی ایک شخص سے بارے مین میرا غصہ کرنا اُس شیر جنت آرامگاہ کا بیجز دم محبت کا بھرنا اگر مین بدنصیب نہ قید ہوتی وہ شیردل اس طلسم منحوس مین کاہے کو آتا ہاے موت سر پر کھیلی تھی مین ہجر کی جفائین جھیلتی تھی ہمیشہ یہی خیال تھا جب کہ عشق پرجاؤنگی روے زیبا دیکھ لونگی

نظم چون ماتیان بحالت زار | مے گفت زور و آن دل افگار | بے تو من و دل فگار و جان ریش
راضی شده ام بمردن خویش | ای جان چہ بود زتن برآئی | ور عمر خوش است گر سرائی
عمرے کہ چنین رود حرام است | مرگیست کہ زندگیش نام است | ای کاش کہ مادرم نزادے
ور زاد اجل بب دوادی | من لذت زندگی نہ دانم | مرگ دگر است ہر زمانم
مے بود زہجر یار دلتنگ | بر سینہ زدے زدست جز سنگ | شاہزادۂ عالی شان ایرج

نوجوان ابھی قید مین سر جھکائے ہوے ایک جانب بیٹھے ہین انتہا کا قلق ہی دل سے کہتا ہی کہ ای ایرج نوجوان افسوس ہی کہ ہمارے ہاتھ سے طلسم فتح ہوا فلک نے یہ روز سیہ دکھایا اس زندان تنگ و تاریک مین پہونچایا شکوۂ فلکی کر رہا ہی حجاب سے سر نہین اوٹھاتا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا جو حال بہت ابتر دیکھا قریب آکر فرمایا ای شہنشاہ ملک خوبی وای سرو نوخاستۂ باغ محبوبی صبر کرو دل پر جبر کرو تمہارا تو مقدمۂ محبت ہی ہمارا تو وہ شہزادہ روح کی راحت ہی ای دل تو خیال کرو کہ خدانخواستہ اگر وہ شہسوار میدان یکہ تازی شیر بیشۂ سرافرازی مارا جاتا تو یہ بےحیا لاش لاتے سر لاکر ہمکو دکھاتے نوح ملی طریقے سے ثابت ہوتا ہی کہ لڑائی بڑی قیامت کی پڑی ساتھ والے سب گرفتار ہوے آخر بار لشکر نہ سنبھل سکا تو ناچار تاکسی جانب نکل گیا ان بےحیاؤن نے یہ مشہور کر دیا کہ طلسم کشا قتل ہوا سراسر غلط ثابت ہوتا ہی خاص دل پر غم و الم کا ہجوم نہین ہی دل کو تسکین ہی اس قیدخانہ مین تو یہ رنگ ہی ہر ایک اپنی زندگی سے تنگ ہی مجبور ایک کو ایک سمجھاتا ہی شاپور شیر دل ایرج کو بہلاتا ہی اور دل کو تسکین دلاتا ہی

دو کلمہ داستان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان بیان ہوتے ہین

کہ شبرنگ بن عمرو عیار نامدار درۂ کوہ مین اوٹھا کر لایا زخم دوزی کی صبح کو شاہزادے کی آنکھ کھلی اپنے کو درۂ کوہ مین پایا شبرنگ بن عمرو کو بالین پر دیکھا پوچھا ای برادر یہ کیا معرکہ ہی شبرنگ رونے لگا کہ حضور فلک نے گردش دکھائی سردار سب آپ کے قید ہو گئے لشکر منتشر ہوا زخمون سے آپ کا عجیب حال تھا جان بچنا محال تھا مین عالم غشی مین شب کو یہان اوٹھا لایا شکر ہی کہ لوح موجود ہی سر پر وہ معبود ہی انشاءاللہ آپ طلسم کشائی کیجیے گا نورالدہر نے مجبور ہو کر کہا ای برادر جو منظور خدا ہی مین اپنے کو اب قلعۂ طلسمی مین پہونچاؤنگا

مین نے ایرج کو بھی تو قید مین دیکھا یہیں معلوم وہ کیونکر یہان پہونچے سردار بڑے بڑے
اُنکے بھی ساتھ تھے خدا نخواستہ اگر ایک مو سے جسم ایرج کم ہوا مین لشکر مین مُنھ دکھانے کے لائق
نہ رہونگا اِس سے بہتر ہی کہ ابھی ٹکر مر جاؤن شبرنگ نے کہا جو حضور فرماتے ہین یہی مناسب
ہی غلام اتنا طالب ہی کہ ایک روز تو یہان توقف فرمایئے کہ زخم خشک ہو جائین نورالدہر نے
کہا دل پر زخم ہی کس کس کا علاج کروگے یہ کہکر فرمایا تھوڑا پانی کہین سے تلاش کرکے لاؤ شبرنگ
چھاگل ہاتھ مین لیکر بیرون درۂ کوہ آیا جستجو مین پانی کی چلا مگر جمشید جادو جب آکر دوسرے
دن تخت پر بیٹھا مشیران سلطنت سے کہا یارو طلسم کشا مارا نہین گیا نہ لوح ملی نہ لاشہ دستیاب
ہوا طلسم کشا کہین چھپ گیا تلاش اُسکی ضروری ہی اِسکا وزیر ہی کہ اُسکا سفاک شعلہ زن نام
ہی مکاری و فریب اُسکا کام ہی کہا حضور آپ کی رائے سالم ہی طلسم کشا بچا عالم ہی بیشک لڑتے
لڑتے کہین مخفی ہوا بیٹا عمرو ایسے عیار کا اُسکے ساتھ ہی اُسنے ضرور ہی کوئی تدبیر کی ہوگی مگر
اِس حوالی سے کہین دور نہین جاسکتا انتہا کا زخمی تھا اِسی درۂ کوہ کے گردے مین ہوگا غلام
ابھی جاتا ہی اگر سامری و جمشید نے مدد کی تو طلسم کشا کو مع عیار لیکر آتا ہی یہ کہکے سفاک شعلہ زن
بھڑک کر چلا جہان رن پڑا تھا لاشے جابجا ساحرون کے موجود تھے عجب مقام خوفناک
تختے خون سے جمے ہوئے نخل صحرا کے جلے ہوئے یہ بچا دیکھتا بھالتا چلا دور سے اُسنے
دیکھا کہ شبرنگ عیار چھاگل ہاتھ مین لیے ہوئے اندر سے درۂ کوہ کے نکلا اِس بچے کو
یقین کامل ہوا کہ بیشک طلسم کشا اِسی درۂ کوہ مین مخفی ہی اپنے آقا کے لیے پانی لینے جاتا ہی
خوشی سے منھ مین پانی بھر آیا مثل موج بیتاب ہو کر اُسکے گرفتار کرنے کے روان ہوا چند قدم
شبرنگ بن عمرو گیا تھا کہ سفاک شعلہ زن نے دو دانے ماش کے شبرنگ بن عمرو پر
پھینکے شبرنگ بے حس و حرکت ہو کر زمین پر گر پڑا سفاک شعلہ زن قریب آیا کہا کیون او
نا عیار اپنے سردار کو خوب بچایا درۂ کوہ مین لاکر چھپایا اب دیکھ تیری صورت بنکر جاتا ہون
لوح چھین کر اُنکو بھی گرفتار کرکے لاتا ہون شبرنگ مجبور ناچار رونے لگا اشکون سے
منھ دھونے لگا سفاک نے شبرنگ کو لاکر ایک گوشے مین ڈال دیا آپ ہوئے صورت
شبرنگ بن عمرو کی بنا قریب درۂ کوہ آیا آواز دی ای شہریار پانی حاضر ہی نورالدہر باہر

حل آنے کہا اے برادر پانی لائے اُسنے کہا پانی تو حضور حاضر ہے مگر لوح پر خون جم گیا ہے لائیے
پہلے اسکو پاک کرون چشمے مین غوطہ دے کر لاؤن نورالدہر تو جانتے ہین کہ میرا یار وفادار ہے
کیا خبر ہے کہ یہ حیلہ باز مکار ہے گردش فلکی سے ہر شخص مجبور و ناچار ہے دم بھر مین یہ فلک نیا شعبدہ
دکھاتا ہے رہروان کوے جرأت کو مثل نقش پا مٹاتا ہے نورالدہر نے لوح گلے سے اتار کر حوالے
کی سفاک شعلہ زن نے لوح کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھ کے آواز دی
باش او طلسم کشا منم سفاک شعلہ زن فدوی اعظم جمشید صف شکن دیکھیو لوح لیتے ہین
مسلمانون کو داغ دیتے ہین یہ طلسم جمشید و سامری کی قدرت کا نمونہ ہے خاص بندگان خداوند اس
طلسم مین رہتے ہین یہ سنکر نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اُسنے چند دانے ماش کے مارے
ہاتھ پانون حبس و حرکت ہوگئے سفاک شعلہ زن نے ایک تخت سحر تیار کیا شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو اسپر ڈال لیا اور طرف قلعہ جمشید کے روانہ ہوا جمشید
جیاد و تخت پر بیٹھا ہے سفاک شعلہ زن آکر پہونچا لوح ہاتھ پر رکھکر نذر دی تمام کیفیت بیان
کی نورالدہر اور شبرنگ کو قید سحر مین مسلسل کر کے قیدخانہ مین بھیجدیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ایرج
وغیرہ قیدخانہ مین بیقرار و اشکبار تھے کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بھی مسلسل و
مطوق قیدخانہ مین پہونچے شور گریہ و زاری بلند ہوا زنجیرین تھام کر سب اٹھ کھڑے ہوے
ایرج نوجوان نے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے برادر عجب خبر وحشت اثر سنی تھی کہ دشمن جنگ غلویہ
مین قتل ہوے اس غم سے کلیجہ مین آبلے پڑگئے زندہ تو پایا مگر اس حال پر ملال مین دیکھا کوئی
ساعت مصیبت تازہ سے فرصت نہین ملتی کلی باغ مراد کی نہین کھلتی ملکہ مخمور سراپا کو شاہزادے
کے دیکھتی ہے کبھی گھبرا کر کہتی ہے کیون اے شہریار یہ رات ہے یا دن ہے آنکھون سے نہین سوجھتا دل
قابو مین نہین افسوس میرے واسطے آپ نے کیا کیا مصیبت اٹھائی مجھ بدنصیب کا کیون جیا کیا
قتل ہو جاتی زندان رنج و الم سے چھوٹ جاتی نورالدہر نے سب کو تسکین دی اور فرمایا خدا
مالک ہے شبرنگ بن عمرو ہمارے عیار وفادار نے دشمنون سے بچایا تھا اب پھر غدار کو رشک
آیا خیر شکر ہے سب ایک مقام پر ہوگئے مرگ انبوہ جشنے دارد مگر خدا واسطے ایرج نوجوان کے
دل روتا ہے ایسا قوت بازو کسکو ممکن ہوتا ہے جب سے یہ لشکر مین آئے یہ ہمیر نعام آتش بتا جمشید

اگر لمحہ بھر کو جدا ہوے تو مثل ماہی بے آب بیقرار رہے عدم مین بھی ایک ساتھ جائینگے مگر
ای ملکہ مخمور تمھاری مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی یقین ہی جمشید ملعون ہمکو قتل کریگا مگر تمکو پاس افراسیاب
کے بھیجیگا ایک سردار افراسیاب کا ہمارے ہاتھ سے دربند دخانیہ پر مارا گیا ضرور اُس ملعون
کو خبر پہونچی ہوگی تمھارے نام پر جان دیتا ہی ملکہ مخمور نے ٹھنڈی سانس بھرکر جواب دیا ہر چند
مین سخت جان ہون مگر آپ کے بعد سر ٹکرا کر جان دونگی روسیاہ افراسیاب خانہ خراب کو
خدا نہ دکھاے اُسکی برعت سے بچائے اُسوقت قیدخانہ مین شور گریہ وزاری بلند ایک
ایک جان کے خوف سے دردمند بیان جمشید ملعون نے سفاک شعلہ زن کو بڑا بھاری
خلعت دیا جلسہ عیش ونشاط آراستہ ہوا جمشید نے حکم دیا منادی ندا کرے کل صبح ملکہ شاہ کو
مع کل قیدیان بلا بادولت قتل کرینگے ایک ایک نمکحرام کو سزاے معقول دینگے تمام کوہ زن
مین قلعہ جمشید یہ کے اشتہار چسپان ہوے منادی جابجا ندا کرتا پھرتا ہی کہ کل صبح کو طلسم کشا
وملکہ شگوفہ وسہیل اختر شناس وفیروز جادو وشبرنگ آتش خوار وابریق آسمان سیر
صاحب شہنشاہ کوکب وملکہ شوخ چشم وایرج نوجوان وشاپور شیر دل وشبرنگ بن
عمرو وملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ قتل کیے جائینگے سرکشی کی سزا پائینگے یہ آواز کان مین
قیدیون کے پہونچی علاوہ ان سرداران مذکور کے بارہ چودہ ہزار اہالیان فوج بھی قید ہوکر
آکے ہین ایک رسن مین بیچارے بندھے بیٹھے ہین شور فریاد والغیاث بلند کیا نور الدہر نے
بھی سنا قریب دروازے کے آکر کہا بھائیو کیون فریاد کرتے ہو اپنے معبود کو ایسے وقت مین
نہین یاد کرتے ہو جو ہزار درجہ ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی رحم کرنا اُسکی شان ہی اگر اُسکی عنایت
شریک حال ہوئی چشم زدن مین دام بلاے مصیبت سے رہا ہو جاؤ گے اس آفت سماوی
سے امان پاؤ گے رباعی

دنیا ہی عجب سراے فانی جہات	نہ دیر مین کچھ ہی نہ حرم مین کچھ ہی	دنیا مین نہ کچھ ہی نہ عدم مین کچھ ہی
	حرم مین کچھ ہی اور ایکدم مین کچھ ہی	اُن سب نے عرض کی خدا

آپ کو سلامت رکھے آپ کا جمال بیمثال دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون
مین بصارت پیدا ہوئی ہی آپ کا حال حسرت انجام دیکھکر خود مصیبت زار زار روتی ہی
یہ آپسمین باتین حسرت ویاس کی ہو رہی تھین کہ حال قتل مسلمانان سنکر تیرا علم کا چہرہ زرد

ہوا کا نپتا تھرّاتا کاشانۂ مغرب مین جا کر چھپا لیلائے شب زلف مشکین کھول کر حیران پریشان بتلاش جنس آرزو ولیعہد جستجو محل اندوہ والم مین سوار ہوئی نظم

سیاہی ہویدا ہوئی سربسر
وہ اُس شب کی ظلمت کہ ان بیقرار

کھلے موے لیلاے شب سربسر
لباس سیہ برمین پہنے قمر

کہ ذرّے چھپے خوف سے زیر خاک
ستارونکی دہشت سے تھین آنکھین بند

قمر دل ہی اس ذکر سے بیقرار
دکھائے نہ گردش پیل و نہار

شب غم نکایک ہوئی جلوہ گر
فلک پر کواکب کو بھی انتشار
وہ سنسان تھی رات اور جھلملاتے
زمین بیقرار و فلک دردمند
عجب اُس شب کو سناٹا اہالیان

زندان خائف وترسان شب کو دربانون نے دروازہ بھی بند کیا اور غم تازہ دیا سب زادان ہای شہریاران گرامی پروردۂ مہد ناز و نعم اس تیرہ مصیبت واندوہ والم اندھیرے قید خانہ کے گھبراتے تھے بعض بیقرار ہوکر چلاتے تھے نورالدہر سب کو سمجھاتے تھے کہ یارو وقت دعا ہی نہ گھبراؤ اپنے معبود سے دعا کرو سب نے کہنے سے نورالدہر کے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے نورالدہر دعا کرتے ہین سب آمین کہ رہے ہین آنکھون سے اشک حسرت بہ رہے ہین فرزند رشید صاحبقران اوصاف الٰہی مین مصروف نظم

سازندۂ آدم از کف خاک
بینائی چشم اہل بینش

نقاشش نگارخانۂ غیب
منشی صحیفہ ہاے لاریب

تشریف دہ زمین بہ مردم
لطفش زرمہ خجستہ عید

برکوہ سہیل چرخ خود رائے
اکو دادہ بہ بندوے زحل جا

از قوس قزح کجک بدستش
اے رحیم و کریم فضل اپنا شریک کر اپنے بندون کو قتل سے بچالے

دارندۂ ہفت کاخ افلاک
فیاض وجود آفرینش
زینت گر آسمان ز انجم
خلخال بساق عرش مجید
داد از پئے ضبط پیل مستش

زندان مصیبت سے نجات دے یہ بچا مصیبت سے قتل کریگے کفن تیرے بندونکو نہ پہنچے شب بھر تو دھڑک دھڑک کر کاٹی جو تمام مصیبت تھی آنکھون مین کٹ گئی چہرۂ لیلائے شب سے نقاب اُلٹ گئی عمل ظلمت کا اُٹھا فوج سیارگان کو شکست ہوئی شہنشاہ زرین علم کو نکر بند و بست ہوئی نظم مصنف

سئے خاک غم منعدیہ دہر فلک
ہوا مرغ شب جب الم سے ہلاک

تھی نظم دیگر
بر آمد ہوا شرق سے یکبیک

رخ افلاک پر کدورت ہین
سحر کا گریبان ہوا چاک چاک
عجب سحر مصیبت خیز و دہشت انگیز
انجم سب مائل مصیبت ہین

گلشنِ دہر ہی اُداس اُداس
دل پہ ہی ابرِ حسرت و حرمان
کفِ افسوس برگ ملتے ہین

عالم حزن اور حسرت و یاس
نخل ماتم کی طرح نخل چمن
آتش رنج و غم سے جلتے ہین

ہی ہر اک وحش و طیر نالہ کنان
غمکدہ ہی بنا ہر اک گلشن
صبا خاک اُڑاتی ہی ہر غنچہ سے

سر ٹکراتی ہی نوجوانانِ چمن کو گلعذارانِ صاحبقران کا غم ہی ہر نخل گلزار نخل ماتم ہی عندلیبان خوش نوا غزل خوانی بھولین آہ و فغان کرنے لگین یکایک اُس گلشن مین ہوا ے سرد آئی زبان موج ہوا سے یہ آواز سُنائی ای ساکنان باغ عالم کیسا غم و الم باغبان قضا و قدر مالک و مختار ہی بعد خزان کے بہار ہی ای غمخواران گلشن ایجاد تاثیر تمھاری آہ مین ہی قافلہ آمد بہار غنچہ و گل راہ مین ہی گل مراد ملا چاہتا ہی غنچہ آرزو کھلا چاہتا ہی الغرض سپیدۂ سحری آسمان پر چمکا نیر اعظم بصد شوکت و حشم علم زرین شعاع کھلا ہوا تخت نیلی پر جلوہ فرما ہوا جمشید رو سیاہ تاج نخوت بر سر تخت نکبت پر آکے بیٹھا تمام ساحران غدار غولان صحراے کفر و ضلالت گمراہت خرس طینت میمون خصلت دربار مین آکر جمع ہوے آج اسقدر جماؤ ہی دربار مین جمشید ملعون کے کہ تل رکھنے کی جگہ نہین ہی دنگل و کرسیان مع و اسپر بدستان شراب کبر و غرور نزدیک و دور سے ہزارہا بچھا ئے ہین عمرو ساحری کے مشتاق قتل طلسم کشا کے مشتاق سفاک شعلہ زن مثل آتش تنور کے بھڑک رہا ہی کہ یا وہ مین نے بڑا کام کیا طلسم جمشیدیہ مین نام کیا طلسم کشا کو مین گرفتار کر کے لایا ابھی خلعت بھی نہین پایا ابھی مگر اک جمشید جادو سے کہتا ہی ای شہنشاہ جلد طلسم کشا وغیرہ کو بارگاہ مین بلایئے کسی کو دار پر چڑھایئے کسی کو خنجر سے قتل کرا لیجئے جمشید نے حکم دیا معتقدان طلسم کو جلد لاؤ اول دربار مین پہونچاؤ اپنے نمک حراموں کو سمجھا ئینگے اگر مان جائین تو بہتر ورنہ طعمۂ شاہباز شمشیر ہون سرکش ہمارے نام سے زیر ہون دار وغہ جیل خانہ کا دوڑا قید خانہ مین آکر معتقدان زندان بلا کو نکال لاگے آگے نور الدہر بن بدیع الزمان ایک سمت ایرج نوجوان ایک جانب ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار ایک طرف سرداران امیرج نوجوان افلاک کواتی و ملکہ شوخ چشم و ابریق آسمان سیران سب کے عقب مین ہزار ہزار ساحر زنجیر در گردن سحر سے بندھے ہوے دربار مین جمشید جادو کے پہونچے یہ ملحوظ رہے کہ شاہزادہ نور الدہر

والا مقام کے جسم پر تیغ و تبر لینے بجائے ہتکڑیوں کے مار سیاہ لپٹا ہوا ہی طوق بھی آہن کا
مگر شاہزادہ نے ضبط کر کے آواز دی السلام علیکم سلام من در این مجلس و درین ماوا ہر کسے بلا کر
بماند بلا شناسد کر خدا ایک دست و شمشیر حق بر حق ایرج نے وعلیکم السلام کا جواب دیا کافر
پر تیر بڑا مشتعل ہوئے آتش دیدہ کے جل کیا یا ہان ہان کی صدا بلند ہوئی جمشید جادو نے منع
کیا کہ یارو کیوں رنجیدہ ہوتے ہو اب ان تمدیوں کی بات کا برا ماننا بیجا ہی بقول سعدی ہر کہ دست
از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید سہیل اختر شناس ملکہ شگوفہ و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار
وغیرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ اے نمک حرامو تمنے حملہ سے شکست کرانے کی تدبیر کی تھی مگر مین نبیرہ
سامری ہوں شیر بیشہ ساحری ہیں اب بھی قیدیوں پہ کر وہ نہ اب جانبری غیر ممکن بڑے افسوس
کی بات ہی خدا تمہارا الآنت و شناخت ہی ہوئے دوسو کو چھوڑ سے تو ہو تمہاری عقل پر پتھر پڑین مجھ ایسے
بادشاہ سے منہ موڑتے ہو حیلہ بجا ہے دو سہیل وغیرہ منفعل کیا بکتا ہی جو تجھ سے ہو سکے قصور
نہ کر پہلے شاہزادوں سے ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایک اور ملحوظ ہو شاہزادہ نور الدہر کو جمشید
جادو نے قریب تخت کے طلب کر لیا ہی دس پانچ قدم کا مفاصلہ ہی جمشید جادو بہ عتاب
اپنے سرداروں سے خطاب کر رہا ہی کہ یکا یک آسمان در سے برق چمکی ایک جادوگر ایک مہ جبین
کو تخت پر سوار کیے ہوئے آکر پہونچا مگر وہ نازنین حجاب سے سر جھکائے ہوئے آنسو آنکھوں مین
ڈبڈبائے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس جسم مین رعشہ وہ تخت زمین پر آکر اُترا جمشید جادو اُس
مہ جبین کو دیکھکر مثل گل کے شگفتہ ہو گیا اُس نازنین کو اپنے تخت پر بٹھا لیا اور لوح طلسمی سامنے
جمشید جادو کے تخت پر رکھی ہوئی ہی سہیل وغیرہ کو دکھلا رہا ہی کہتا ہی اب اسکو خدمت مین شہنشاہ
افراسیاب جادو کے بھیجدونگا شہنشاہ اسکو احتیاط سے رکھیں گے اسوجہ سے لوح تخت پر
رکھی ہی اُس جادوگر نے دست بستہ عرض کی یہ آپ کی معشوقہ ماہ پرور دختر مہران شاہ ہی مین اسکو
پہلو سے اس طلسم کشا کے اٹھا لایا تھا ایک ہفتہ نہ جاتے تھے لذت محبت مین طلسم کشا کی مدہوش ہی
دریائے عشق کا جوش ہی اُس دربار عام مین جمشید منتین کرنے لگا ای باعث تسکین دل زار و
ای معشوقہ کا فدا جس سے تونے محبت کی وہ سامنے سر بسجدہ بیٹھا ہی ملک الموت سے اسکا
سامنا ہی قتل ہوا چاہتا ہی یہ سنکر ملکہ ماہ پرور نے سر اٹھایا اُس حالت مین شاہزادہ نور الدہر سے

آنکھ چار ہوئی کہ شاہزادہ قید میں مبتلا مثل گنہگارون کے بیٹھا نظر آیا آنکھیں چار ہوئیں پر جیسا ان عاشق و معشوق دونون کے کلیجے پار ہوئیں کچھ اشارے ہوئے اس کنائے کو کون سمجھے شعر
میان عاشق و معشوق رمزیست * کرام الکاتبین را ہم خبر نیست * ماہ پرور کا کلیجہ دھڑکنے لگا پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکے وہ بھی بناوٹ سے خالی نہ تھے مطلع قطرے نہین عرق کے
رخ لاجواب پر * دیکھو پڑی ہی اوس گل آفتاب پر * بند مسدس

سینہ وہ باصفا کہ ہو خورشید کا یقین
رکھے ہین یا جنگیر مین گلہا سے یاسمین
دو ساج بلور سے بھی مصفا ہین بہ یقین
بھبتی صفا سے صبح کی صادق کبھی نہین
سینہ ہی آئینہ قدرت دم دمہ اہوا
آب گہر سے یا کوئی دریا بھرا ہوا

وہ چھاتیان ہین یا کہ ہین لاس کے کنول
دو سنگ یہ فرق سے رکھے ہین مشتعل
ہوتے ہین فرقدین ہیسان صاف محتمل
کرنا گمان انار کا ہی سخت تبذل
شیشے شراب کے ہین کہ کوزے نبات کے
یا ہین حباب چشمۂ آب حیات کے

ادھر آنکھون سے شاہزادہ فرالہ ہر کے اشک حسرت ٹپکے ملکہ ماہ پرور آنسوون کو پی گئی اشارے سے منع کیا کہ ای شہریار والاتبار یہ وقت جوش و خروش نہین ہی اور جمشید کو جواب دیا کہ ای بادشاہ اس ساحر نے تیرے مجکو اس ہنستے مین کیا کیا تکلفین پہونچائین جسکا مجکو عاشق بتاتا ہی مین اسکو پہچانتی بھی نہین ہون میرے مان باپ سے مجکو چھین لایا اس دربار مین مجکو بلایا کیسا عاشق فاسق ہر معشوق کا یہی مرتبہ ہوتا ہی یہ عیار و بیاہ جو سامنے کھڑا ہی باغ مین سے میرے مجکو اٹھا لایا طالب وصال ہوا جب مین نے نہ مانا جان دینے کا قصد کیا تب یہان سے گر آیا ہی عشق طلسم کشا دغیر طلسم کشا بتلاتا ہی اگر حضور کا طلسم کشا نام ہی تو ہمارا نیک انجام ہی ماں باپ ہمارے منسوب کر چکے ہین ہمین کیا دخل ہی اور اگر کسی اور کو یہ عیار کہتا ہی تو اسکو نہی ناک چوٹی پر نثار کرون خاک مین ملاؤن اندھیری گور مین سلاؤن یہ سنکر جمشید بیقرار ہو گیا کہا ای ملکہ عالم اس عیار نے آپ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا ملکہ ماہ پرور نے کہا اگر یہ قصد تھا

تو اس سے پوچھیے آٹھ دن کمان لیے لیے پھرا ہیں تو دھاگے کے پہاڑ میں تھی مجکو لایا جادوگر
کو نہ لا سکا بس یہ سنکر جمشید مثل شعلہ آتش بیدرنگ کا کہا او سنگبار جادو ملکہ عالم کی بات کا جواب
دے کیا فراق میں سنگبار نے کہا حضور میں اسی جوان کے پہاڑ میں سے اٹھا کر لایا تھا
جلدی تائین اسیر ہاتھ نہ ڈال سکا بس جمشید جادو نے یہ سنکر غصہ میں سنگدلی کی ایک چٹکی
خاک کی سر پر سنگبار جادو کے ڈال دی جلکر خاک ہوا قصہ پاک ہوا تمام اہالیان دربار
تھرا گئے کانپ گئے کسی کے منہ سے بات نہ نکلی آپس میں کہہ رہے تھے کہ دیکھو اس نکوام نے
غضب کیا منسوبہ شہنشاہ پر نگاہ بد ڈالی آخر اعمال قبیح کی سزا پائی اور جمشید جادو نے ملکہ
ماہ پرور کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اے ملکہ عالم میں عرصہ دراز سے اسیر حلقہ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہوں
آپ کے یمن قدم سے لڑائی فتح ہوئی ورنہ ان مسلمانوں نے تمام طلسم کو درہم و برہم کیا دوست
دشمن ہوئے اپنے بیگانے ہوئے تب خود تکلیف کی تو گرفتار کرکے لایا ہوں یہ تمہارے
قدم کی برکت ہے یہ سانپ لوح طلسمی وجود ہی کی وجہ سے ہزاروں ساحر مارے گئے ملکہ ماہ رخ
نے سر جھکا کر کہا صاحب یہ کیا چیز ہے جمشید جادو نے کہا جان طلسم روح طلسم اسے لوح طلسم
کہتے ہیں اسکو دیکھکر ہم لوگ جتنا ہیں سمجھتے ہیں سحر ٹوٹتے ہیں جسکے پاس یہ موجود ہو اس پر جادو
کچھ نہیں قابض ہو سکتا ملکہ ماہ پرور نے کہا میں دیکھوں ذمیں کیا لکھا ہے جمشید جادو نے
کہا ملکہ اسکو نہ دیکھو پھر عکس پڑتا ہے سحر ٹوٹ جاتے ہیں سامنے طلسم کشا بیٹھا ہے اگر اسکے
جسم سے مس ہو جاوے قید سحر سے دور ہو ہمکو قلق طلسم کشا کو سرور ہو اور اے ملکہ یہ جوان یکہ تاز میدان
جرأت شہسوار عرصہ جلالت ہے لاکھوں سے اکیلا لڑتا ہے طلسم میں کیا کیا معرکہ چھڑا ہے اسکے بڑے
بڑے جادوگر میں کیسے کیسے ماہر ہیں تمام خوف ہے ملکہ ماہ پرور نے لوح کے پاس سے ہاتھ
ہٹا لیا اور کہا کہ آپکا عشق پھیکا لگیا ہمارے نصیبہ کی خوبی کہ ماں باپ نے ایسے کے ساتھ منسوب
کیا جو کچھ کیا خوب کیا واہ واہ کیا قدرت سامری کی ہم باغی کر بچائیں گے اپنے وارث کو قتل
کرائیں گے ماں باپ تک سے جدا ہو چکے اب سوا تمہارے ہمارا پوچھنے والا کون ہے تم سے ہم کو
ہوں نفرت واہ ری قسمت جمشید جادو ہاتھ جوڑنے لگا اور لوح لے کر سامنے رکھدی کہ یہ تو
تمہارے ہی پاس رہیگی ملکہ نے کہا صاحب میں کیا کرونگی میں تو دشمن ہوں طلسم کشا کو دیدو کہ

جمشید جادو نے کہا ملکۂ عالم غصہ نہ کرو اسکو پاس رکھو ملکہ ماہ پرور نے کہا لاؤ مجبوری تمہاری
خوشی یہ کہکر ملکہ نے لوح ہاتھ مین لی جمشید جادو نے کہا جلد جلاد کو بلاؤ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو
ورگ جلاد کو بلانے کو دوڑے جمشید جادو طرف وزیرون کے متوجہ ہوا کہا کیون صلاح جو لوح اپنے
پاس رکھون یا بخدمت شہنشاہ افراسیاب بھیجدون کسی نے کچھ کہا کوئی جواب دینے سے عاجز
ہوا ماہ پرور نے کہا وقت شاہزادے کا قریب آگیا جو کرنا ہی کر گذرو ابھی جان جائیگی صدقہ پاؤ
یہ شیر ضرور بچ جائے عاشقون مین نام رہیگا ہر عاشق ہمکو ثابت قدم کہیگا جمشید جادو کا تو منہ
اور طرف تھا ملکہ ماہ پرور تختہ سے اُٹھی یہ لوح ہاتھ مین سے لیا جمشید جادو نے کہا ملکہ کسان
ماہ پرور نے کہا یہ تکو ٹھنا مونڈی کا تمکو گھور گھور کر دیکھتا ہی آنکھ مین پیلا ہا سکے گم ہو دون جمشید
نے ہان ہان کہا ملکہ نے پہلے لوح اسکے منہ کے سامنے چمکائی جمشید جادو کے مارے کلکر منہ
پھیرا بس ملکہ ماہ پرور نے تخت پر سے جست کی لوح گلے مین شاہزادۂ نور الدہر کے ڈالدی
کہا شہریار ہوشیار ہو جیسے ہی لوح گلے مین شاہزادۂ نور الدہر کے آئی ماران سحر جل کر
گر پڑے شاہزادۂ نور الدہر اُٹھا ملکہ ماہ پرور کا ہاتھ کھینچ لیا اپنی پشت پر کیا ملکہ ماہ پرور نے
ملکہ مخمور کی زبان سے سوزن کھینچ لیا کہا ہوا خوش شاہزادے کو بچاؤ اُدھر شاہزادۂ نور الدہر
نے نعرہ کیا نعرہ نظیر حمزۂ صاحبقران بہ خشم و تمرہ شیر شارہ چشم شاہزادہ نور الدہر ادھر مخمور
سرخ چشم بل کر کے اُٹھی بنگر زے اُٹھا کر مارے پتھر کی سلین برسنے لگین سنگدلون کے
سر پھٹے بہت حیران ہو کر بت بنگئے ملکہ مخمور نے اور ساحرون کی زبان سے سوزن نکالا نور الدہر
نے نعرہ کیا شاہزادۂ ایرج نوجوان پر لوح کا عکس ڈالا ایرج نوجوان نے بھی قید سحر کو توڑا
نعرہ کیا نعرہ شاہزادۂ ایرج نوجوان ملک درج آن آفتاب منیر پسر صاحبقران سپہر
آفاق گیر ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ وکیب روشن ضمیر بھی اُٹھا اُٹھتے آ
زمین کو ہلا دیا شہنشاہ جمشید جادو ہائے کا نعرہ کر کے تخت سے اُٹھا کہا ہائے یار رویا از بین
جگر کی بغل کہان سے پیدا ہوا اس قتال عالم پر کیون شیدا ہوا تھا سردارون کو اشارہ کیا مارو

اب تو مین بارگاہ مین تلوار چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اشعار

چلی تیغ شہزادۂ شیر دل	کہ ساحر ہوے خوف سے پابگل
چمکنے لگی برق تلوار کی	

پتہ تھی نہ اُس شیر کے وار کی
سکت تھی ایک حملہ مین کتنون کے سر
ہر اک جان سے اپنی عاری ہوا
قیامت بپا کی تھی مخمور نے
سنانین کلیجون مین رکھنے لگین
کسی سمت آبریق فیروز بخت
لگی سحر کرنے بصد قہر و خشم
شگوفہ کی جرأت سے بھی گل کھلے
ہوے خاک جل جل کے اِن سے
بھری ڈر سے گُندو کو چھپانے لگے
مدد بیجے آن کر آب ذری
زمین طلسمات کانپی تمام

ہر اک ساحرہ جیا سنگدل
بیہ رو ہوسے خون مین تر بتر
کسی غول پر ایرج نوجوان
دکھائی چمک شعلۂ طور نے
ہوے تحو جنشی سے ساحر تنگ
لگا کرنے ہر ایک پر سحر سخت
خنگانہ شبرنگ کی وہ جدال
کہ گلہاے افسون برسنے لگے
لڑائی وہان تھی وہ گھسان کی
قدم اپنے پیچھے ہٹانے لگے
کوئی بوسنے دو سھکے لیتا تھا نام
بگڑنے لگا سحر کا انتظام

ہوا شور سے شمشیر کے تنگ دل
وہان خون کا چشمہ جاری ہوا
جھپٹ کر گیا مثل شیر ژیان
نگاہین نشیلی جو پڑنے لگین
لگے بھاگنے جو کہ تھے نابجنگ
اور اک سمت کو ملکہ شوخ چشم
فنا کر دیے ساحر بیشال
کیا سحر جم کر جو باشندہ
کہ اُن ساحرون کو پڑی جان کی
زبان پر تھا ہر اک کی یا تسامری
چھپا کوئی جمشید کا تخت تھام
شجاعت سے شہزادہ ارجمند

رجسے یلون کہ ساحر ہوے • زمین اسطرح کی جنگ غاو بہ ہولی کہ زمین و آسمان تھرا گئے خوف سے

نامردون کو غش آ گئے جمشید جادو لڑتا بھڑتا بیرون بارگاہ آیا شاہزادہ والا گہر نور الدہر بن بدیع الزمان کو بھی ملازمان خاص نے مرکب باد رفتار پر سوار کیا شاہزادہ عالی شان ایرج نوجوان کامی اسپ تیزگام آیا ملکہ مخمور نے قیامت برپا کر دی لاشون سے زمین بھر دی کوہ و برزن مین دریاے خون بہ رہے ہین شیران سحر ڈکارتے پھرتے ہین انکے خوف سے بزدلے بیہوش ہوکر گرتے ہین ملکہ شگوفہ جادو نے سیکڑون باغیون کو قتل کیا نمونہ باغ مرگ دکھایا ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے لشکر جمشید جادو کے دھوین اُڑا دیے لاکھون بچیا خاک مین ملا دیے شبرنگ آتش خوار نے آگ برسائی ناریون کو راہ جہنم دکھائی فیروز جادو مظفر و منصور سپہر غرور کو راہ دارالبوار دکھاتا ہے اسکے سحر سے آسمان افسون ساز تھراتا ہے شاہزادہ والا شان نور الدہر بن بدیع الزمان لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے مثل شیر خشمناک برابر جمشید جادو کے پہونچے للکارا کہ او مغرور کہان جاتا ہے جمشید جادو نے جو

شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا خون آنکھون مین اُتر آیا جوش سے آگ بپادی
زمین ہلادی اور ہزار جادوگر جلا کر رہ گیا مگر شاہزادہ نور الدہر ایسے چمکاتے ہوئے پاس آگئے
اب مجبور ہو کر جمشید جادو نے تیغ سحر کا وار کیا نور الدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو تادار
پر روکا وار اُسکا روک کر اُچھا دستے مین سے ہاتھ نکالا خبردار کہکر تیغ خاراشگاف سلیمانی کو
ہاتھ لگایا اُس بیچارے نے کلمہ اعیذ بن کر یاد کیا سپر سحر کو اُٹھا دیا مگر تیغ چمک کر جو گری سپر سحر کے
دو ٹکڑے ہوئے تان کاٹ کر تا دو ابرو پہونچی ہائے کہکر جمشید جادو نے اپنے کو زمین پر گرا دیا شاہزادہ
نور الدہر نے چاہا گرفتار کرون یا قتل کر ڈالون جمشید نے پر پرواز پیدا کیے مثل طائر
خائف بلند ہوا ساتھ والون کو آواز دی یارو نکل چلو مین طرف گنبد جمشید کے جاتا ہون
وہان سے لشکرکشی کرونگا طلسم کشا کا پیچھا نہ چھوڑونگا مگر اسوقت نکل آنا جان بچانا مناسب
ہے کئی لاکھ ساحر اُسکے ساتھ بلند ہوئے سحر کرتے ہوئے نکل گئے ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ نے
چاہا کہ روکین یہ نہ رکا ابریق آسمان سیر نے آواز دی کہ تعقب مناسب نہین ہے لشکر آپ کا
خستہ ہوگا سب سردار رزم کے اہالیان شہر نے پناہ مانگی شاہزادہ نور الدہر ابن بدیع الزمان
نے سب کو سرفراز کیا تیغہ خون آلود ہاتھ مین فتح و فیروزی پائے آکر داخل بارگاہ جمشید ہوئے
ملکہ ماہ پرور کو بتکلیف تمام داخل بارگاہ کیا تخت سلطنت پر غاشیہ ڈالوا دیا نور الدہر نے ایج
نوجوان کو مقام صدر پر جگہ دی اپنے ساتھ والون کو دنگلہا سے زرین مرحمت ہوئے کرسی جواہرنگار
پر ملکہ مخمور سرخ چشم بیٹھی دنگل جواہرنگار خزانے سے جمشید جادو کے نکلا ہوا سپر شاہزادہ
نور الدہر ابن بدیع الزمان بصد شوکت و شان متمکن ہوئے زخم دوزبان بہنے لگین با
ملکہ شگوفہ زبردست ماہ رخ و سرخ چشم مقام تجویز ہوا یہ بھی باغ باغ ہو آج غم و الم سے فراغ
ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے پکار کر آواز دی اے ساحران نامی و اے جان نثاران گرامی بادشاہ طلسم
شکست کھا کر بھاگا مقام تردد کا ہے ہرکارے روانہ کیے جائینگے دو چار روز مین انتظام ہوگا مگر اب
سب صاحبون کو مناسب ہے کہ طلسم کشا کے جان کی خیر مناؤ حفاظت کے سامان کرو ایسا نہو کہ
دور اندازی سے خدانخواستہ آنکے دشمنون کو گرفتار کرکے لیجائے فوج کی فکر ضرور ہوگی سب نے
عرض کی اے ملکہ عالم آپ ہماری مالک و مختار ہین آپکو سب طرح کے اختیار ہین جسطرح ارشاد

فرمایئے حاضر ہین ہم بھی اس مقدمہ کے ناظر ہین ملکہ مخمور سرخ چشم اپنے مقام سے اُٹھین
شبرنگ آتش خوار کو سیر ظلایہ کیا فیروز جادو کو انتظام لشکر کا حکم دیا اور ملکہ شگوفہ سے فرمایا
تم دروازے پر بارگاہ کے رہنا اور مین بس بارگاہ مین شاہزادہ آرام فرماینگا بشکل طاؤس
قبۂ بارگاہ پر بیٹھ کر رات بھر حفاظت کرونگی سب نے اس بات کو بخوشی خاطر منظور کیا
یہان تو سامان عیش و نشاط مہیا ہی

دو کلمے داستان جمشید جادو کے بیان ہوتے ہین

جمشید جادو جو ہاتھ سے نورالدہر کے طرف گنبد جمشید کے بھاگا ہر چند کہ شکست فاش کھائی
مگر تین لاکھ ساحران غدار ساتھ ہین اسکی طرف سے سُہیل جادو گنبد جمشید پر حاکم ہی اپنے
مقام پر ہی کہ ہرکارون نے خبر دی اے پہلوان دوران غضب ہوا شہنشاہ نے شکست کھائی
قلعۂ جمشید یہ مین طلسم کشا کی عملداری ہوگئی سہیل مکار گھبرا کر اٹھا فوج کو لے کر برائے استقبال
چلا کوس بھر پہونچا تھا دیکھا ساحران غدار جمشید جادو کو ہوادار پر ڈالے ہوے عالم زنداری
مین سیلے ہوے آتے ہین مگر حیران پریشان سرون سے ساحرون کے خون جاری ہی سہیل
جادو نے کہا حضور نہ گھبرائین چلکر گنبد جمشید یہ مین فروکش ہون زیادہ نہ متشوش ہون تمام
افسوس ہی کہ سرکار دولتمدار کے ابتدا سے غلام کو خبر نہ کی وہ تدبیر کرتا کہ اتنا طول جنگ کو نہوتا
مگر اب بھی مقام تردد نہین بادشاہ جمشید کو تسکین دیتا ہوا لاکر قریب گنبد جمشید پہونچا نام اسکا
گنبد کا گنبد جمشید ہی اسمین ایک بڑا بھید ہی آگے ناظرین پر واضح ہوگا گرد گنبد جمشید صدہا قصر
عالی بنے ہوے ہین ایک قصر عالی مین جمشید جادو کو سہیل مکار نے لاکر داخل کیا زخمون کی
کا سامان ہوا جب جمشید جادو کا مزاج درست ہوا کہا اے مکار نامدار اب تبلاؤ کہ کیا تدبیر
کرتین ہر چند کہ بڑے بڑے ساحران غدار شریک طلسم کشا ہین مگر مجکو کسی کا خوف نہین
اگر طلسم کشا ہو یا لوح اُسکے قبضہ سے نکل جاے ایک سحر مین سب کو دیوانہ بنا دون تڑپا تڑپا کے
ماردون مگر نام سے طلسم کشا کے کانپتا ہون جب لوح طلسمی چمکا دیتا ہی کلیجہ تھرا جاتا ہی سہیل مکار
نے کہا کہ یہ تو فرمایئے قصر نورافشان کے بادشاہ کی جانب سے کوئی شریک طلسم کشا ہی یا نہین
جمشید جادو نے جواب دیا افراسیاب بھی بخوبی ماہر ہی اپنے سردار کو روانہ کیا تھا ...

طلسم کشا کے واصل جہنم ہوا کوکب روشنضمیر نے اپنے شہرِ خاص ساحر زبردست ابریق آسمان سیر کو شاہزادہ ایرج نوجوان کے پاس بھیجا ہی ابریق آسمان سیر نے دربند ظلمات فتح کرایا بدمست جادو میرے ملازم کو قتل کیا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر طرف طلسم کے آتا تھا مین نے جا کر اسکو بھی گرفتار کیا تھا اب وہ سب ایک ہی مقام پر ہین ابریق آسمان سیر وزیر کوکب روشنضمیر موجود ہی اِس جنگ مین اُسنے قیامتین برپا کین جب تو من نے شکست کھائی یہ حال پُر ملال سُنکر سہیل مکّار ہنسا کہا اے شہریار لوح کو مع طلسم کشا مجھ سے لیجیے مین سالہا سال خدمت مین شہنشاہ کوکب روشنضمیر مالک طلسم نور افشان کے رہا ہون اُسکے سرداروں کو بخوبی جانتا ہون ایک ایک کو اچھی طرح پہچانتا ہون اب حضور تامل فرمائین غلام جان دے کر قلعۂ جمشیدیہ مین جاتا ہی اگر سامری و جمشید مدد کرتے ہین تو طلسم کشا کو مع لوح لاتا ہی جبکہ طلسم کشا گرفتار ہو جاے یا لوح ہاتھ آجاوے پھر حضور کو اختیار ہی باقی سرداروں کو جا کر قتل کر ڈالیے گا یہ کہکر اُس بیجا نے اپنے پاس سے اسباب سحر نکالا اپنے کو سحر سے بصورت آفتاب جادو وزیر کوکب روشنضمیر بنایا اور ایک نامہ جعلی مہر کوکب روشنضمیر سے تیار کیا مضمون اسکا بر وقت ناظرین پر ظاہر ہوگا اس صورت سے مرکب باد رفتار پر سوار ہو کر طرف قلعۂ جمشیدیہ کے روانہ ہوا

دو کانا داستان شوکت بیان سہیل مکّار کا بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر بخدمت شاہزادہ عالیشان نور الدہر بن بدیع الزمان جانا اور لینا لوح طلسم کا و ذکر قتل جمشید جادو ساقی نامہ

اے ساقی لالہ فام و مہ نوش
کیون پھول کا جام ہے فراموش
کاوش جو خمار مے نے کی ہے
مرتا ہون دوا پلا دے ساقی
دے بنت عنب شتاب مجھکو
باقی نہین ضبط تاب ساقی

مجھ رند کو کیون کیا فراموش
محفل کی بھی زیب و زین مجھسے
ہشیاری مین طرفہ بیخودی ہے
اِس درجہ ہون بھرے سے سرشار
دکھلا رخ آفتاب مجھکو
اچھی سی پلا وہ بادہ تند

سرمست مئے ازل کو بھولا
رندون کو بڑا تھا چین مجھسے
اب دل کی لگی بجھا دے ساقی
ڈھونڈھ آیا کہان کہان نہ ناچار
دل بھر سے ہی کباب ساقی
کچھ دیر نہ جس سے ذہن ہو کند

بند آنکھ کو کرکے جب مین آیا ہون	خود شاہد مدعا کا جو ہون	کیفیت بزم کو بڑھاؤن
اک رند کی داستان سناؤن	مشتاق ہوئی جو طبع عالی	ساقی نے شراب دی نرالی
اب دیکھیے میری خوش بیانی	حضار سنین نئی کہانی	شاہد عروس بیان کو بڑھائے

منتظر دو مشتاقان نرگس وار چشم براہ انتظار کے مشاطہ نظم و نثر یون آراستہ کرتی ہے شعر خردمند و دانائے فرخ نشان ÷ رقم کرتے ہین اس طرح داستان ÷ کہ بیان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران صف شکن و تہور شعاران تیغ زن ارجمند اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ مخمور سرخ چشم انتظام مین مصروف ہین ہرکارون کو حکم ہوا دریافت کرو جمشید بے ایمان کس جگہ نہان ہوا ہے شاپور شیر دل عیار ایرج عالی و قادر شبرنگ بن عمرو شاطر نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے حاضر ہین عرض کی جو اس بیابان تیز رو گئے تھے خبر لے کر آئے مفصل معلوم ہوا کہ وہ جب قریب گنبد جمشید یہ جاکر اترا ہے فوج جمع کر رہا ہے قصد ہے کہ لشکر کشی کرے فقط زخم سر بالکل صحت پاتے ہی آئیگا جرأت کر کے دکھائیگا شاہزادہ والا قدر نورالدہر بن بدیع الزمان نے فرمایا دیکھا جائیگا ہمارے سرداران غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار اگر زخمدار نہ ہوتے ہم ایک شب کی بھی اسکو مہلت نہ دیتے جب تک کہ اس بے حیا نامرد ابدی اور ازلی کو تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہ کھینچونگا آرام نہ کرونگا اگر سب صاحب بالغ ہوتے تو مین یکہ و تنہا جاتا شبرنگ آتش خوار نے عرض کی کہ صرف حضور دو روز کی مہلت دین غلامان جانباز جس طرح بنے گا جاکر اس سے لڑین گے حضور کو اکیلا نہ جانے دینگے اور حضور یہ بھی ملحوظ رہے کہ اب اس جنگ کو طول ہوا شہنشاہ افراسیاب کو بھی سب طرح کی خبر پہنچی ہوگی اور جمشید جادو نے بھی عرضی لکھی ہوگی کیا عجب ہے کہ ہوش ربا سے بھی مدد آوے شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر فرمایا کہ اے شبرنگ آتش خوار والد نامدار طلسم ہوش ربا مین قید ہین جسم سے شعلے نکل رہے ہین میرے برابر کوئی بدنصیب نہ ہوگا ورنہ اتنے سے قبلہ و کعبہ کا نشان نہین ملتا ہم کیسے نالائق فرزند ہین کہ آج تک کچھ نہین ہو سکتا اسد غازی والد نامدار کا بھانجہ ہے وہ جاکر تو جانبازی کرے قید کی مصیبت اٹھائے اور ہم سے کچھ نہ ہو سکے اگر خدا اپنا فضل شریک حال کرے کہ ہم بھی لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم ہوش ربا

پہونچین یا طلسم ہوش ربا کو ادھیڑ کر فتح کرین یا مارے جائین دولت کونین حاصل ہو مردان عالم مین
نام ہو بخیر انجام ہو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا ای شہریار طلسم ہوش ربا عجب مقام ہی وہان جانا دشوار
ہی راہ مین ہزار طرح کی خرابی ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ آفتاب جادو
وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مع نامہ شہنشاہی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے سردارون کو حکم دیا استقبال کرکے لاؤ شیر تاب
آتش خوار وغیرہ گئے باعزاز و اکرام آفتاب جادو کو لائے سامنے آکر واسطے تسلیم شاہزادہ ایرج
نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان کے خم ہوا شاہزادہ نور الدہر نے دنگل زرین مرحمت فرمایا
آفتاب جادو نے نامہ پیش کیا شاہزادہ ایرج نے فوراً حکم دیا سونے کا منبر نصب ہوا میر منشی نے
باواز بلند پڑھا مرقوم تھا کہ ای شاہزادگان والا قدر آفتاب جادو مع نیاز نامہ حاضر خدمت
ہوتا ہی اگر فتح طلسم مین تامل ہو تو مین خود حاضر ہوکر آستان عالی پر جبہہ سائی کرون فتح طلسم
کرا دون اور ابرق آسمان سیر کو روانہ بھی کر چکا ہون اب تک کچھ خبر دریافت نہین ہوئی آخر
الغرض اگر یہ عرضی روانہ کی جسوقت تک آپ لڑائی سے جمشید پلید کی مہلت نہ پائین گے یہ وزیر خوش تدبیر
بھی خدمت بندگان عالی مین حاضر رہیگا کچھ فقرات طرز سے عمرو کے بھی لکھے تھے نور الدہر و
ایرج نے آفتاب جادو کی بڑی خاطر کی ایک بارگاہ اسکے واسطے الگ استادہ کرائی خادم و خدمتگار
اسباب عیش و نشاط و خدمت جمع ہوا اور کہا بسم اللہ اُس بارگاہ مین جاکر آرام کرو آفتاب جادو نے دست بستہ
عرض کی ای ذرہ نواز جب حضور دربار برخاست کرینگے تو مین بھی اپنی خوابگاہ مین جاؤنگا شاہزادہ نور الدہر
نے جلسہ آراستہ کرایا آفتاب جادو ابرق آسمان سیر سے گھل مل کے باتین کر رہا ہی شاہزادہ
ایرج نے آنکھین فرش کردین اس خیال سے کہ کوے محبوب سے آیا ہی پیام وعدہ دلدار لایا ہی
اپنے قریب جگہ دی ہی چپکے چپکے پوچھ رہے ہین کہ ملکہ عالم کا مزاج کیسا ہی یہ بھی باتین بنا رہا ہی کہ
ہان حضور مزاج بہت اچھا ہی آپ کا ذکر اکثر دربار مین آتا ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے حکم دیا ساقیان پری رخسار جام بادۂ گلنار لے کر حاضر ہوے دور جام گردش مین آیا ہنگامہ ہوش
و نوشانوش بلند ہوا ایک حور پیکر نے سامنے کھڑے ہوکر یہ غزل گائی عاشق مزاجون کے سر پر
آفت آئی

غزل

کیا اٹھ گئے دنیا سے خریدار محبت	کھلتا نہین کیون بند ہی بازار محبت

خواہان ہیں غمزہ کے خریدار محبت
ہم [illegible] ہیں ہمراہ خریدار محبت
بیمار ہیں اک عشوۂ ستار محبت
بکتے ہیں جہاں ہوتے خریدار محبت

تو قید ہے رسوائی بازار محبت
بولی وہ ہوے ناش [illegible] سرا محبت
آنکھیں ہیں مری روزن دیوار محبت
شوریدہ سر حسن ہیں جان ہیں ان کے

[illegible] چاہ ہے سو [illegible] محبت
داخل کرین [illegible] محبت
یان عشق نیازی میں حقیقت [illegible]
ہم لوٹ گئی ہیں [illegible] محبت

سب سے زیادہ ایمن ترے نوجوان بحر ریا دین ملکہ برزان شمشیرزن سے آنسوؤن کا تار بندھا ہوا ہے خیالی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری جلسہ برخاست ہوا نورالدہر اپنی بارگاہ میں آئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے بڑی انتظام کیا کہ جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بچھونے پر آرام فرمایا بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر آن کر متمکن ہوئی سر اٹھا اٹھا کر چہار جانب دیکھی جاتی تھی دربار گاہ پر شہزادگان آتش خوار و فیروز نامدار حاضر ہیں صدائے دورباش دے رہے ہیں کیا مجال پرندہ پر مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہے جو ادھر سے گذرے مگر سہیل مکار جو بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر آیا ہے بارگاہ میں اپنی آن کر چپکا لیٹ رہا بچھا کو نیند کب آتی ہے انتظار میں ہے کہ ستارا ہو تو طلسم کشا کو گرفتار کروں مقام تو اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہے جب اسنے دیکھا کہ پہر رات باقی رہی اپنی بارگاہ سے نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ نورالدہر کے چلا اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا یہ حال ہے کہ بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر بیٹھی ہے قبہ بارگاہ میں منقار سے سوراخ کر لیا سر جھکا کر کبھی شاہزادے کو دیکھا کبھی کوہ و دشت و بیابان کی طرف نگاہ ڈالی خیال ہے اگر کوئی آسکا تو باہر سے آسکا آفت ارضی کی کسکو خبر ہے وقت آخر شب ہوا ٹھنڈی ہوا چلی ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ بند ہو گئی یہ سو رہی فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یعنے سہیل مکار نے گوشہ بارگاہ شاہزادہ نورالدہر میں سر نکالا دیکھا شمعہائے مومی و کافوری روشن ہیں چار خدمتگار پاؤن دبا رہے ہیں نفیر خواب شاہزادہ والاقدر نورالدہر بن بدیع الزمان بلند ہے سہیل مکار نے سحر کیا چارون خدمتگار بیہوش ہوے اب یہ عیار تڑپ کر نکلا یہ بھی آگاہ ہے کہ مخمور سرخ چشم بالائے بارگاہ بیٹھی ہے قلب خوف سے قرار باختہ جاتا ہے کہ مخمور سرخ چشم بلائے روزگار ہے اس سے بچنا دشوار ہے افتان و خیزان مثل صید خائف قریب چھپر کھٹ کے آیا دوشالہ چہرے سے ہٹایا دیکھا ایک شیر دلیر پڑا ہوا سو رہا ہے لوح طلسمی گلے میں ہے خیال میں گذرا اگر جاگ اٹھا تو جان کا بچنا دشوار ہے پہلے ہی لوح طلسمی لینا چاہیے

مقراض جھولی سے نکال کر چاہا [illegible] کا تاگو یا رشتۂ حیات شاہزادے کا قلم کیا لوح نے کہا ہیں
بچیا نے جھولی میں ڈال اب اُسنے قصد کیا کہ مین نورالدہر کو بھی یون پھر خیال مین آیا گرفتار
کر کے کیا کرونگا ایک ہاتھ مارون کہ برابر کن ساحران عالم کے دو ٹکڑے ہوون اس جلاد صاحب
بیداد نے تیغہ کھینچا شاہزادہ [illegible] سحر تو کیا تھا نورالدہر کی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک سیاہ پوش
[illegible] تیغہ [illegible] لیے وار کیا چاہتا ہے نعرہ کیا ہاں او بچیا ہر چند کہ لوح چیخ [illegible]
ہی [illegible] تو یہ مکار ہو جاتے سہیل مکار بھاگا نعرے سے شاہزادے
کے [illegible] سرخ چشم کی آنکھ کھلی بارگاہ سے ابرق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشن
ضمیر و شبرنگ آتش خوار و فیروز چیتے سہیل جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا کسی طرف سے
نکلنے کا راستہ نہ پایا اسی نقب سحر مین پھاند پڑا ملکہ مخمور سرخ چشم جو تڑپ کر گری دیکھا شاہزادہ
حیران کھڑا ہے کہا [illegible] شہریار [illegible] تو نے کہا ملکہ ایک جادوگر یوں ہے کہ اس غار مین پھاند پڑا جھپٹ
تلوار کھینچ کر آیا تھا مین نے نعرہ کیا تم سب جو دوڑے اُسنے اپنے کو اس غار مین گرا دیا ملکہ مخمور نے
کہا اے شہریار یہ غار نہین یہ تو نقب سحری شبرنگ وغیرہ سے کہا نقب بارگاہ سے آفتاب جادو
کے لگی ہے اے ملکہ عالم یہ وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے کہا یا عجب ہے سہیل مکار ناظم گنبد شید
ہووے وہ بڑا جعلساز و نابکار ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہان جاسکتا تم سب صاحب
تیار ہو کر ساتھ شاہزادے کے آؤ مین تو جاتی ہون مگر ہائے خدا اب لوح اس میں ہے اپنے آقا
تاجدار لوا کیسا نہ چھوڑتا یہ کہکر جستہ نقب مین پھاند پڑی یہان شاہزادہ نورالدہر نکلکر پشت
مرکب پر سوار ہوے ایک جانب سے ایرج نوجوان و ملکہ شوخ چشم و ابرق آسمان سیر وزیر
شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لے کر
ہزبر آتشین پر سوار ہو کر چلے مگر سہیل مکار نقب سحر کا ٹا ہوا تین کوس پر صحرا مین جاکر نکلا چاہتا تھا
پر پرواز پیدا کرکے اڑون کہ پشت سے نعرہ ہوا تم ملکہ مخمور سرخ چشم او بچیا کہان جاتا ہے
مین نے پہچانا سہیل مکار نے جو مڑ کر دیکھا ملکہ مخمور مثل شعلۂ جوالہ کا لگی ڈوپٹہ کی بندھی ہوئی
چہرہ غصہ سے سرخ اسباب سحر ہاتھ مین غصہ بات بات مین نقب سحر جو جلدی مین لگائی انگلیون سے
ہاتھ کی خون کے قطرے ٹپک رہے ہین سہیل جادو بدحواس ہوگیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے گرتے گرتے

چندو انے ماش کے مارے شعلہ ہائے آتش نے سہیل جادو کو گھیر لیا سنے گھبرا کر لوح کو
چمکا دیا شعلے پانی ہو کر گر گئے لوح کو جلدی رومال میں لپیٹ کر جھولی میں ڈالا ملکہ مخمور پہ گولہ
مارا ملکہ مخمور سحر دفع کرنے لگی پھر خوف سے تھرتھراتا ہوا بھاگا ملکہ مخمور جب سحر دفع کر چکی دیکھے
تو اُسکا اُٹھا دیکھا سہیل جادو بھاگا جاتا ہے مثل برق جلد وہ چمکی اور للکارا کہ او ملعون خیر اسی میں ہے
کہ لوح پھینکدے میں تیرا پیچھا نہ کرونگی جان جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا یہ کہکر ہاتھ
ہلایا برق چمک کر گری سر سہیل مکار کا زخمی ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نیچے کھینچا چاہا پڑی وہ سحر
کر کے بھاگتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے عاجز کر دیا ہے قریب ہے کہ ملکہ اسکو گرفتار کرے لوح
چھین لے کہ طرف سے گنبد جمشید پہ سکے گرد عظیم اٹھی شعلے بھڑکتے ہوئے طائر منڈلاتے ہوئے
اژدہوں کی پھنکار شیروں کی گڑکار رینڈے کی آوازیں آئیں دیکھا کہ جمشید جادو مع تین لاکھ فوج
کے اژدر پر سوار مع فوج ساحران غدار پیدا ہوا سہیل مکار نے آواز دی ای شہریار دوڑیے
جلدی آیئے مجھکو ہاتھ سے اس خونخوار کے بچایئے بس جمشید وہیں سے جھپٹا نعرہ کیا او مخمور
سرخ چشم اپنی جان کو غنیمت جان نکل جا تعرض نہ کرونگا شہنشاہ افراسیاب کا مجھکو پاس ہے
اگر قتل کر ڈالونگا وہ بادشاہ عالیجاہ دستگیر ہوگا کہ میری معشوقہ کو کیوں قتل کیا ملکہ مخمور سرخ چشم
نے آواز دی او بیحیا میں افراسیاب خانہ خراب پر لاکھ لاکھ مرتبہ لعنت کرتی ہوں تو اُسکا
پاس نہ کر جمشید جادو نے کل فوج کو حکم دیا چار طرف سے گولے تیغ و ناوک کے اُس ماہ عج
کمال پر پڑنے لگے مگر مخمور سرخ چشم اُس بلوے میں کہ گھٹا فوج کفر کی چھائی ہوئی مثل
آفتاب عالمتاب چمک چمک کے نکلتی ہے صدہا کو نگاہ سحر آگین ڈالکر مارا مگر کس کس کے وار
کو روکے سب سے زیادہ یہ خیال ہے کہ سہیل مکار جمشید جادو کے پاس نہ پہنچنے پائے زخم
اُٹھاتی ہے مگر مثل برق تڑپ کر سہیل جادو پر جاتی ہے ایسے زخم کھائے کہ تمام چہرہ گلنار رستے
خون سے جسم بھیگے ہوئے نیمچہ جو ہاتھ میں کھنچا ہے خون ٹپک رہا ہے جمشید جادو نے آواز
دی ارے غلام انکو کمندہائے سحر میں گرفتار کرو چار طرف سے کمندیں لیکر ساحر بڑھے اب ملکہ
مخمور سرخ چشم گھبرائی طرف آسمان کے دیکھکر پکار اٹھی ای سامع الدعوات وای رفیع الدرجات
اس بلا سے بچا لے دریائے مصیبت سے نجات دے نظم

ای کارکشائے بستہ کاران
زان پیش کہ گوئے او شنیدہ
دردا کہ بہ آب پے نہ بردیم
نگشودہ درے بہیچ بابے

ای سید ہمہ امید واران
مائیم و ندامت و تحیر
لب تشنہ درین سراب مُردیم

برخیز ترا بدل رسیدہ
سرگشتہ بہ وادی تفکر
زین پردہ نداد کس جوابی

مخمور سرخ چشم کی دعا تمام نہونے پائی تھی کہ آسمان سے
نعرہ ہوا منم شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار ایک جانب سے ملکہ شگوفہ زنگ رو ستیز انگشت
تفکر بزیر دندان تحیر ملکہ مخمور کو جو کھڑے دیکھا بیتابانہ اپنے کو گرا دیا کہا ملکہ مخمور یہ کنیز آپہونچی تماشا
کیا کرنا ثابت قدمان کوئے محبت ایسے ہی ہوتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے جواب دیا ای شگوفہ
تجکو قتل ہو جانے دے وہ غول مین ساحرون کے سہیل مکار و روح نے جاتا ہی اسکو جا کر روکے
سحر کے نوک سے شگوفہ طرف سہیل جادو کے جھپٹی پہلو سے نعرہ شاہزادۂ نورالدہر نے

بدیع الزمان کی صدا آئی نعرہ
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کینہ کش

ہما اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی
عدو در رزمگاہش صد ہزاران مان الاخوانم

کہ شاباش جہانگیر و فلک گیتی ستان خانم
ایک جانب تلوار کھینچکر یہ بھی گرے

لڑنے لگے دونون لشکر آپس مین مثل آب شور و شیرین و مثل ظلمت و نور مل گئے ہنگامہ گیر و دار
بلند ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے جو اتنی مہلت پائی صفون کو پامال کرتی ہوئی جاتی ہی سہیل جادو
گھبرایا ہوا سرے پا تک زہر دار بھاگا ہوا طرف جمشید جادو کے جاتا ہی ہزارہا جادوگر اسکو
گھیرے ہوئے ہین جمشید جادو نے حکم دیا میرے قوت بازو کو بچاؤ ہاتھون ہاتھ میرے پاس لاؤ
جادوگر لڑتے ہوئے سہیل مکار و ناہنجار کو بچاتے ہوئے زور اپنے سحر کے دکھاتے ہوئے
قریب تخت جمشید بدبخت پہنچے سہیل جادو نے آواز دی ای شہریار لوح لیجیے مخمور خونخوار
میرے تعاقب مین آتی ہی جمشید جادو تخت سے کود پڑا اُدھر سے سہیل جادو بڑھا اِدھر سے
جمشید چلا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دور سے دیکھا کہ لوح طلسمی پاس جمشید جادو کے پہونچا چاہتی ہی
ساحران نامدار کو آواز دی یارو یہ وقت جانبازی اور سرفروشی ہی اگر لوح جمشید جادو پا گیا
پھر کچھ نہ ہو سکے گا اُسوقت شبرنگ آتش خوار و ابلق آسمان سیر و زرین خوش تدبیر شاہنشاہ
کوکب روشن ضمیر مالک طلسم نور افشان و فیروز نامدار وغیرہ اس زور و شور سے سحر کرنے لگے
کہ زمین و آسمان مین زلزلہ پیدا تھا فلک شعبدہ باز اس سحر و ساحری کو دیکھکر اپنے نیرنگ افسون کو

بھولا مگر باعث انتشار طبیعت نورالدہر و ایرج نوجوان کو یہ ہو کہ شاہزادۂ والاشان ایرج نوجوان
و نورالدہر بن بدیع الزمان دریاے فوج ساحرہ میں غوطہ مار رہے ہیں ساحران بے حیا کو ملا
رہے ہیں جب کسی ساحر کا سحر اپنے پر چل جاتا ہے ہاتھ پاؤں بیکار مجبور و ناچار ہو کر ٹھہر جاتے ہیں شیر جنگ
آتش خوار و فیروز نامدار وغیرہ تیغ تدبر کرتے ہیں بڑھ بڑھ کے دونوں شیروں کو بچاتے ہیں ہر چند
قصد کرتے ہیں کہ سہیل جادو تک پہونچیں نہیں ممکن ہوتا فوج جمشید جادو نے بھی جان توڑ کے
صفیں باندھے لڑ رہے ہیں قیامت کے معرکے پڑ رہے ہیں وہاں سہیل جادو نے جمشید جادو
کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ لوح دیوے ملکہ مخمور سرخ چشم برق بنکر آسمان میں ڈولی کڑک کر جو گری
سہیل مکار کا سر اڑ گیا یہ بھیا بھڑک کر زمین پر گرا لوح ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر مثل ستارۂ سحری
کے چمک رہی ہے جمشید سیہ بخت چاہتا ہے میں اٹھا لوں ملکہ مخمور کا قصد ہے کہ اپنی جان دوں یہ بھیا
لوح نہ پاسکے مگر شاہزادۂ والاشان نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و صولت لڑتے ہوئے
اس مقام پر پہونچے دیکھا لوح بیچ میں پڑی ہے گھمسان کی تلوار چل رہی ہے ہزارہا لاشہ پڑا لوٹ رہا ہے دشت
رنگستان چمن لالہ زار بنگیا ہے نعرہ کر کے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مرکب سے کود کے
لوح کو دیکھکر جسم میں طاقت آگئی سینہ سے نیزوں کو ریلتے ہوئے جان پر کھیلتے ہوئے بڑھے ناظرین
کو یہ بھی ملحوظ رہے کہ ملکہ شگوفہ جادو مثل پروانہ کے گرد شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے
پھر رہی ہے جب شاہزادۂ والاقدر نورالدہر نے حملہ کیا جھپٹ کر اسی کو مارا سر تن سے اتارا ایک سمت
فیروز جادو بھی آگیا ہے ادھر ملکہ مخمور سرخ چشم نے بھی گولہ آہن ہو کہ اپنے خون میں تڑپایا تو گولا
آہن کا عقابا گلاب کا پھول بنگیا کھینچکر اشک جمشید سیہ بخت پر مارا اس پھول کے ٹوٹنے سے اس مقام
پر اندھیرا چھا گیا ہر ساحر سیہ رو کا قلب تھرا گیا اس تاریکی میں شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے اپنے کو لوح پر گرا دیا رستمانہ لوح کو اٹھایا اب جو اٹھے تو لوح کو بغل میں دابے ہوے ایک
سوار کو مار کر گھوڑا بھی لے لیا اس پر سوار ہو کر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان
و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نبیرۂ کوچک سلیمان نورالدہر
بن بدیع الزمان عالیشان نظم

ظفر بریلان نسب یافتم	ز تیغ علی به جرأت سپر داشتم	تنارا به یک دست ید اشتم
	بشۂ نوجوانان لقب یافتم	

جمشید جادو نے جو شاہزادہ

بن بدیع الزمان کو لوح پہنے ہوئے دیکھا سر پٹکتا ہوا پیچھے ہٹا کہتا تھا یارو ساحری و جمشید نے
اپنے پرستاروں پر یہ کیا آفت ڈالی نئی صورت تباہی کی نکالی مگر یارو جی داری کرو دلگیر کر مسلمانوں
کو مارو تم زیادہ ہو وہ کم ہیں مگر فرزندان حمزہ اپنے زمانہ کے رستم ہیں اس ہنگامہ میں ملکہ مخمور سرخ چشم
بھی انتہا کی زخمی ہوئی ہی مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جو لوح پہنے دیکھا چہرہ خوشی
سے سرخ ہو گیا درد زخموں سے موقوف ہوا اشعار

یہ تھا گرم ہنگامہ گیر و دار
زمین کو تزلزل فلک شعلہ بار | نقیبان لشکر صدا دیتے تھے | قدم بڑھ کے یارو نہ پیچھے ہٹے
دلیران جنگی یہ ہے وقت جنگ | کہ ہو بحر جرأت کے تم سب نہنگ | کرو جنگ میں اب وہ نام آوری
کہ ہو کشت جرأت تمھاری ہری | لگیں زخم کھا کھا کے خون میں بھرو | لڑائی میں لڑ بھڑ کے سرسبز ہو
اب ان باغوں کو کردو پامال | زمین خون سے ہو دو رنگ لال لال | اٹھو دلیران نامی و اے پہلوانان

گرامی عصر زیست بہت تنگ ہے رستم دلو وقت نام و ننگ ہے دنیا مقام عبرت ہے جائے عشرت نہیں
زمانہ زندگی کا کم ہے حسرتیں بہت یہی غم ہے بڑے بڑے اولو العزم بہادران میدان رزم دنیا
فانی سے حسرتیں لیکر گئے بروقت نزع منفعل ہوئے مال دنیا کا بدمآل ہے اسکے جمع کرنے کا
ناحق خیال ہے مثل از یکے پرسیدند نیک بخت کیست و بدبخت چیست گفت ای برادر نیک بخت
آنکہ خورد و کشت و بدبخت آنکہ مرد و ہشت مصرع نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت ❊ بادشاہوں کا
عدالت سے نام ہے بہادروں کا لڑ بھڑ کر مرنا کام ہے اپنے مالک کا ساتھ دو زخم کھاؤ بلغ جہان
میں سرخرو ہو بجز عالم میں آبرو ہو صدائیں نقیبوں کی سن سن کے جوانمرد اور بزدلے تھے بھاگنے
کی فکر کر رہے تھے جھوم جھوم کر پلٹ پڑے دم شمشیر سے گلے ملا دیے شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان نے شمشیر زنی کر کے طبقے زمین کے ہلا دیے لوح طلسمی مثل ستارہ سحری چمکتی
چہرہ مثل آفتاب عالمتاب تیغہ برق مثال ہاتھ میں جس پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے نظم

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر | یکے را بہ پشت و یکے بر کمر | ہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یکے را دو کرد و دو را چار کرد | درید و برید و شکست و بہ بست | یلان را سر و سینہ و پا و دست

اس جوش و خروش میں نہنگ بحر صاحبقرانی جنگ کر رہا ہے کیا عجب ہے زبان تیر و کلمہ عمود
سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو کمانوں نے اپنے تئیں اسکے بازو پر قربان کیا ترکشوں نے

خوف سے منہ کھول دیا نیزے تھوڑے ہیں تنگیاں سنان کی اٹھا کر بھاگنے کا راستہ تھا ڈھونڈتے
ہیں تلوارین جنگ سے آری سپر کو اپنی روسیاہی پر ہوا اسی خنجر خوف سے خم تیر بیدم گرز سرکشی
بھولے دشمنوں کے ہاتھ پاؤں پھولے جرأت شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان دیکھکر
دشمن بھی تعریفیں کرتے ہیں شعر ترک خنجر دارد ان بہر دم از جیب بریں + رزم او کی دید وی گفت
آفرین صد آفرین + القصہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بڑھکر علم فوج قلم کیا
سامری پرستوں پر علم مصیبت گرا نامردوں نے کھیت چھوڑا بھاگنے کی فکر ہوئی استادان
سخنور تحریر فرماتے ہیں کہ تین شبانہ روز تک برابر جنگ رہی فوج جمشید بیحساب لشکر
اسلام بہت کم مگر یہ تھوڑے ایسے لڑے لاکھوں کے جی چھوٹ گئے آخر بھاگنے لگے شاہزادہ
عالیشان نورالدہر بن بدیع الزمان علم فوج قلم کرکے قریب جمشید جادو پہونچے اسکے
تحرسے دریلے خون بہا دیئے ہیں شاہزادہ نورالدہر کو جو آتے دیکھا ترنج و ناریج فولاد
آہن کے گچھے پیکان کے دشمن کے دانے سب نورالدہر پہ پھینک ہر سے ایک برج آتشین
شاہزادے پر گرنے لگا نورالدہر نے ان کو جھٹکا دیا وہ برج آتشین ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اسکے
لشکر پر گرا ہزاروں ناری جلے نورالدہر برابر جمشید کے پہونچگئے جمشید گھبرایا جانتا ہی سحر اسکو
پر تاثیر نہ کریگا تخت سے اپنے کو گرا دیا قلعاتک مار کر کچھ سحر کیا بازوؤں پر اسکے مانند ہما لوگ کے
پر پیدا ہوئے اڑکر چلا قصد ہوا کہ نکلجاؤں اپنے کو خدمت میں شہنشاہ افراسیاب کے پہونچاؤں
سرداروں نے شاہزادہ نورالدہر کو آواز دی ای شہریار اگر یہ نکلجائیگا بڑا فساد برپا کریگا
شاہزادہ نورالدہر نے دیکھا تھوڑی دیر میں ایک جست میں قندیل فلک ہو جائیگا پھر اسکو تو
تصور بھی نہ پائیگا بہ عجیل تمام کمان کیانی دوش پر سے اتاری تیر سیلو خجر کمان میں پیوست کیا
تاک کر جمشید جادو کو مارا اتفاقاً تو سن جیرانی دو ہر بیرحمی وہ تیر سینہ پر پڑا مہرہ پشت توڑ کر پار
نکلا جمشید جادو لوٹ گیا بجائے خون کے جسم سے شرارۂ آتش نکلا جہنمی جلتا ہوا زمین پہ گرا
تمام زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا آوازیں عجیب ہیں ہنگامہ اری برقباری ہونے لگی بعد اسکے آواز
آئی کشتی مرا نام من جمشید جادو بود افسوس ۔۔۔ بد رہ دان دادیم ز مطلب خود ۔۔۔ یہ تمام سحر ان
طلسم جمشید بیجھ اسکے صدہا مکانات جو اسکے سحر سے بنے تھے وہ گرے تین شبانہ روز

وطلائی کو گنبد میں چکے تھے چہار طرف سے آواز الامان بلند ہوئی وزرا و امرا ساکنان گنبد جمشیدی
رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت مین حاضر ہوے مطیع الاسلام ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان بفتح و فیروزی مع شاہزادہ ایرج نوجوان بعید عظم وشان داخل گنبد جمشیدی
ہوے دیکھا ایک قصر عالی بیچ مین تخت جواہر نگار گرد منبر و دنگل و کرسیان و شیشہ آلات سے
قصر آراستہ ایک جانب ملکہ شگوفہ و ملکہ مخمور سرخ چشم ایک سمت ابرق آسمان سیر مشیر
خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر مالک طلسم نور افشان مع شبرنگ آتش خوار و فیروز
نامدار سب زخمدار عیار جراحان چابک دست حاضر ہوے دو دن کامل مین زخمدوزی سے
سب سردارون نے نجات پائی تیسرے دن دربار شاہزادے کا گرم ہوا کوشے خزانے کے
کھلے سلاح ہاے طلسمی ساز و یراق و مرکبان و مسند و تکیہ ہاے جواہر اسطرح یہ سب اسباب
نکلکر سامنے گنبد جمشیدی کے انبار کیا گیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے خلعت
و انعامات سے سرداران طلسمی کو سرفراز کرنا شروع کیا اس سامان مین شاہزادہ معروف
شبرنگ آتش خوار کل امورات کا مہتمم ہو کہ شبرنگ بن عمرو نے بڑھکر عرض کی کہ عمر و دولت
ایک مرد پیر سفید پوش حاضر ہو شاہزادہ نورالدہر نے کہا بلاؤ دیکھا تو سامنے سے ایک مرد پیر
بزرگ باریش سفید عمامہ سفید سر پر قباے اطلس در بر آکر سلام کیا ایک کنٹھا ہاتھ پر رکھکر بطور
نذر پیش کش کیا عرض کی کہ ای شگوفہ گلزار صاحبقرانی و ای نوبادۂ گلشن کامرانی فتح طلسم جمشید
مبارک ہو یہان سے قریب قصر ہے اسی گنبد سے متعلق کہ اسکو قصر حکما کہتے ہین اس قصر مین جناب
حکمت مآب بقراط ثانی رہتے ہین اب تک ہم سب لوگ تقیہ مین تھے شکر ہے کہ آج مذہب
یزدان پرستی شائع ہوا آفتاب عالمتاب ملت حق طالع ہوا پس جناب حکیم صاحب نے
بعد دعاے ترقی عمر و دولت عرض کی ہے مین نہایت زیارت کا مشتاق ہون ہماے چند
ساعت سرفراز فرمائیے ہرچند کہ حاضر ہونے مین میرے لیے شرف کونین ہے روح کو راحت
دل کو چین ہے مگر چند امورات ضروری عرض کرنا ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے
فرمایا بسم اللہ بزرگون کی زیارت سے ترقی عمر و دولت ہے انکی ملاقات کرنا ہماری سعادت
ہے شاہزادہ نورالدہر اٹھا ملکہ مخمور نے اشارہ کیا پھر آئین مگر سنو کنہر ہی ساتھ چلیگی شاہزادہ

نور الدہر نے مسکرا کر جواب دیا مگر ان بزرگ کے چہرے سے آثار زہد و عبادت ظاہر ہیں عرض کی کہ میں ضرور چلونگی وہ جو مرد بزرگ آئے تھے اُنھون نے کہا ای شہریار خود حکیم صاحب نے فرمایا ہی کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو ضرور ساتھ لائیے گا اور دوسرے صاحب فرزند خاور سیاہ آنکھو بھی ساتھ لیجیے نور الدہر بن بدیع الزمان نے شاہزادہ ایرج نوجوان و ملکہ مخمور سرخ چشم و شیشہ رنگ آتش خوار وغیرہ چالیس سردار و دونون عیارون کو ہمراہ لیا اُن مرد بزرگ کے ساتھ چھ کوس بھر راستہ طی کر کے قریب قصر عالی کے پہونچے دیکھا دروازے پر چند خدمت گزاران معقول صاحب عقل و شعور حاضر ہیں شاہزادے کو دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوے پردہ زنبوری کھینچا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اندر داخل ہوا مکان نفیس ایک چوکی گرداگرد کرسیان جواہر نگار اسباب عبادت بیشمار بخورات روشن قصر رشک گلشن اُس چوکی پر ایک مرد مقدس بزرگ چہرے سے آثار رعب و جلالت ظاہر جبین مبین پر گٹھا عبادت کا مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے مسکرا کر فرمایا ای شیر بیشۂ صاحقرانی و ای خورشید فلک کامرانی تشریف لایئے شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست نور الدہر بن بدیع الزمان سے یہ فرمایا اور شاہزادہ ایرج نوجوان کو دیکھکر فرمایا ای نقد روح و روان قاسم عالی شان وای شاہزادہ ایرج نوجوان شعر بیا بیا کہ تا تنگ در کنار کشم

تنگ آمدہ ام چنانکہ شاعر گوید
نگذاشتے کہ پائے بر خاک نہی
ز آمدنت اگر خبر داشتمے
خاک قدمت ز دیدہ بر داشتمے
در رہگذرت گل چمن کاشتمے
دست راست مین کیے جواہر نگار

پھر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جگہ دی سمت دست چپ شاہزادہ ایرج نوجوان کا مقام ہوا طرف شاہزادہ نور الدہر کے وہ مرد بزرگ متوجہ ہوے فرمایا کہ آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے دیدۂ دل روشن ہوے مجھے صرف ملکہ مخمور سرخ چشم سے ملاقات منظور تھی ملکہ مخمور سرخ چشم با تکلف سامنے آئین حکیم صاحب نے فرمایا کہ ای نیر آسمان حسن و جمال کچھ مجملا کچھ مفصلاً طلسم ہوش ربا کا حال ارشاد فرمایئے میعاد شاہزادۂ عالی وقار کی سعد نامدار کسقدر باقی ہی افراسیاب خانہ خراب کس فکر مین ہی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھون سے دریا اشکون کا جاری ہوا عرض کی وہ حال آپ نے پوچھا جسکے بیان سے قلب تھراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی

عرصۂ دراز گذرا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہو سارا
طلسم ہوش ربا کا میسا ہی نہین معلوم زندانِ مصیبت مین اُس شیر صولت کا کیا حال ہی حکیم صاحب
نے فرمایا اے نور نظر وہ صاحب اقبال ہی ایک دن افراسیاب جادو کی قید سے ضرور چھوٹیگا
مگر افراسیاب کا وہ نیگا وہ رستم خصال افراسیاب کا قاتل ہی جو اُسکے قتل کی فکر مین ہی وہ نرا
جاہل ہی بیچارا افراسیاب کتاب سامری نہین دیکھتا جو کچھ اُسمین تحریر ہی وہ نوشتۂ تقدیر ہی
مگر اے ملکہ مخمور رہا ہونا اسد کا گنبد نور سے نہایت دشوار ہی مگر وہ بے نیاز مالک و مختار ہی
ہنر پیشۂ طراری سنگ بحر عیاری صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار سے عرض
کرنا بقراط ثانی آپکی قدمبوسی کا بہت مشتاق ہی نہین معلوم کیا باعث فراق ہی انشاء اللہ
بحول و قوت الٰہی و بہ عنایت فیوض نامتناہی وقت معین پر حاضر ہونگا جو مناسب وقت ہوگا
عرض کرونگا مگر یہ نیازنامہ ملفوف ہی سوائے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے جو کھولے بیوقوف
ہی شاہنشاہ اوج عیاری سے کہنا کہ اسکو ملاحظہ فرمایئے اسکے مضمون پر کاربند ہوجیے
جن جن ساحرون کا نام اسمین لکھا ہی جبتک وہ آپ کے مطیع و منقاد ہونگے دشمن پامال
دوست دلشاد ہونگے اور عرض کرنا کہ آپکو بڑے بڑے مقامات سخت کا سامنا ہی اُس روز
پروردگار آپکے سرداران نامی کی جان بچائے کہ جب افراسیاب حجرۂ ہفت بلا کو جلنے
کا قصد کرے مین نے جو علم ستارہ شناسی مین دیکھا صاف ثابت ہوا کہ شعل جادو ضرور
آئیگا اپنی روشنی دکھائیگا اُسکی شمع حیات کون بجھائیگا حجرۂ دودم جسکے مالک کا نام ملکہ
تاریک صورت کش ہی اُسکے نام سے دل مشوش ہی اُس مقام تک جانا مشکل ہی کہ وہ نوش
لا حاصل ہی اے مخمور ان فقرات کو خدمت مین خواجہ کی با ادب گذارش کرنا ہمارے سینہ دعا
پیہم کرین ضرور سفارش کرنا بہت سے امورات فرماکر وہ نامہ مخمور کو دیا شاگرد رشید انکے جو
شاہزادے کو بلانے گئے تھے انکا پیر عبادت گذار نام ہی فرمایا کہ شاہزادے کیواسطے
سامان طلسمی لاؤ پیر عبادت گذار ایک کشتی مین سلاح طلسمی آراستہ کرکے سامنے حکیم صاحب
کے لائے اپنے دست حق پرست سے حکیم صاحب نے خود یاقوت احمر بعد کرکے فوراً اُنکے سر پر
رکھا زرہ الماس نگار و ساعد و پر سدا دے زیب جسم شاہزادۂ والا قدر کیے چار آئینے کو

دیکھکر ہر شخص کو حیرت ہی آئینہ سکندری کی کیا حقیقت ہی یہ تمام اشیاے نادرہ دیکر تیغہ
برق مثال اپنے ہاتھ سے کمر مین شاہزادے کے لگایا کمان کیانی نے داہنی جانب مقام پایا
ثابت ہوا ماہ تابان برج قوس مین آیا ہزار تیرون کا ترکش مثل دُم طاؤس بائین جانب ایک سلاح
ظلم نگار خدمت مین شاہزادہ ایرج نوجوان کے حاضر کیا چالیس سرداران نامدار جو ساتھ
شاہزادۂ عالی وقار کے آئے تھے جناب حکمت مآب نے سب کو مخلع کیا اور فرمایا ای شاہزادۂ
والاقدر اپنے جد عالی تبار صاحبقران نامدار سے ہمارا آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا حضور
فرارش راہ دین اسلام ہین اب غلام سمت خانۂ کعبہ جائیگا بعد فراغ مع طلسم ہوش ربا مین بھی
آئیگا یہ کہکر اُٹھے ہوادار پر سوار ہوے سامنے شاہزادۂ نورالدہر کے مع بندگان خاص و ملازمان
باختصاص سمت صحرا روانہ ہو گئے ناظرین اس مقام کو محفوظ رکھین انشاءاللہ وقت پر جناب
حکمت مآب کا ذکر آئیگا ہر ایک مشتاق انکی داستان سے لطف اُٹھائیگا اب شاہزادۂ عالیشان
نورالدہر بن بدیع الزمان قلعۂ جمشیدیہ مین آئے صلاح سے ملکہ مخمور سرخ چشم کی ملکہ شگوفہ
کوہیان کا حاکم کیا شبرنگ آتش خوار وغیرہ کو دربندون کے انتظام کا حکم دیا زندان طلسمی
مین کہ اسی قلعۂ جمشیدیہ مین واقع ہی ہزارہا بندگان خدا قید تھے مخبران سلطنت نے جب اسکا
نشان بتایا نورالدہر خود در زندان پر تشریف لائے در زندان وا ہوا اپنے عاشق صادق
ہزبر بیشۂ کلانگان صاحب سطوت گران صف شکن وحشی رطماس بن عنقویل دیو رو
کو پایا شاہزادہ نورالدہر نے جوش محبت مین گلے سے لگا لیا کئی سو زندانیان جلیل القدر تھے
سب کو رہا کیا سب نے شرف پاے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کر کے مسلمان ہوے بعد ایک
ہفتہ کے ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادۂ نورالدہر سے رخصت ہوئین آپسمین انکا رخصت ہونا
خیال فراق مین بلک بلک کے رونا دیکھنے والون کے کلیجے شق ہوتے ہین مخمور کا عرض کرنا
کہ ای شہریار دو جہان اژدر مین جاتے ہین پھر پروردگار آپ سب صاحبون سے ملاے ای شہریار وہ
زمانہ قریب ہی ہم لوگ رہائی طلسم کشا کی فکر کرینگے افراسیاب خانہ خراب قتل کی تدبیر مین ہی
دیکھین فلک کیا دکھائے نورالدہر و ایرج نوجوان و شاپور و شبرنگ نے اپنی اپنی عرضیان
خدمت مین خواجہ عمرو نامدار کے روانہ کین چاہا کہ تحفہ جات دین ملکہ مخمور سرخ چشم نے

نے کہا ای شہریار تا بہ طلسم ہوش ربا ہمکو پہونچنا دشوار ہی راہ ہا سے مشہور ترک کرینگے کوہستان و خارستان کو طی کرینگے نقد جان کا بچنا مشکل ہی تحفہ جات کیونکر لیجا ئین اِن اشیا کو لیجا کر بحفاظت رکھیے جب جامع المتفرقین اُنسے آپ کو ملائیگا اِن تحفہ جات کو بھی پیش کیجیے گا اِن کلمات حسرت آمیز پر ملکہ مخمور سرخ چشم کے سب کی آنکھوں سے اشکوں کا دریا جاری ہوا شور گریہ و زاری بلند ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو گریان و نالان چھوڑکر آوازِ الفراق و الوداع کہتی ہوئی جفاے ہجر سہتی ہوئی طاؤس زرین بال پر بیٹھکر سمت طلسم ہوش ربا روانہ ہوئی بعد اِسکے جانے کے شاہزادہ نور الدہر نے اول ملکہ ماہ پرور سے عقد کیا ملکہ شگوفہ جادو کو وقت فتح طلسم ہوش ربا کا مژدہ دیا ساحر سب اِسی مقام پر چھوڑے غیر ساحر جوانان پیلتن و دلاوران صف شکن کو ہمراہ لیا مال طلسمی چھکڑوں پر لدوا یا طہماس بن عنقویل دیوپرور بعہدۂ سپہ سالاری براے انتظام لشکر آگے بڑھا کئی سو نقارے پر چوب پڑی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان مع ایرج نوجوان نقد دو جہ روان قاسم وشان بعد شوکت و شان طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے آگو راہ میں چھوڑو وقت پر انکا بھی حال تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ از داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا کے کہ بارگاہ میں سے ملکہ مہرخ کی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو افراسیاب جادو لیگیا ہی پہونچنا اِسکا کوہ مروارید پر اور ملکہ شبنم گوہر پوش کا روکنا شہنشاہ افراسیاب جادو کو اِسکا شریک جلسہ ہونا عیاریان عیاروں کی بعد جستجوے بسیار رہائی خواجہ عمرو عیار نامدار ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی ماہرو
کروں ذکر حالِ عمرو خوش این
ترے دور میں جام عشرت پیوں
ارادہ ہی اب سوے افراسیاب
غضب کی ہین عیاریاں ساقیا
جسے دیکھکر ہونٹ چاٹین ظریف
جھکادے مرے ساقیِ مہربان

پلا ساقیا بادہ جستجو
ترے میکدے میں ہوا انقلاب
طلسمات جمشید سے جاؤں
دکھا جلوہ روے بنت العنب
بدہ ساغرِ بادہ پُرضیا
عبث جامِ صہبا یہ مغرور ہی
دکھاؤں تجھے شعبدہ سازیان

مرے ساقیا جلد آ ہوش میں
کہ ہی در پئے جنگ افراسیاب
دکھاتا ہی کیا دیکھیں دورِ شراب
رہائی عمرو کی ہی منظور اب
نہ ہو دور دے وہ زلالِ لطیف
کہ فکر سے طبع مخمور ہی
لگا سے مضامین کو گلدستہ

تحریر و تقریر مین آراستہ کرکے غنچۂ محفل سامعین مین رنگ و بو دکھاتے ہین داستان رنگین و سحر
آگین ناظرین کو سناتے ہین شعر مصنف جو ہین کاتبان جلالت شعار ٭ رقم کرتے ہین بادل ہوشیار ٭
سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب آیا اور بنکر خواجہ عمرو کو اٹھا لیگیا
سرداروں نے ہر چند بچایا کچھ نہوا چالاک وغیرہ نے سرداروں کو روکا اور پانچوں عیار
فکر رہائی خواجہ عمرو نامدار مین چلے مگر افراسیاب نے بصورت اصلی ہوکر عمرو کو بغچہ مین دبایا
عمرو ہوشیار بھی ہوا اپنے کو بغچۂ بدعت مین اس جلاد کے پایا ہنسکر کہا اے شہنشاہ آپ کو
تکلیف ہوئی ہی غلاموں کو اسقدر سر نہین چڑھاتے ہین آپ مجھ گنہگار کو اپنے ہاتھ مین لیے جاتے
ہین مجکو چھوڑ دیجیے مین حضور کے ساتھ چلوں افراسیاب نے کہا او سار بان زادے تونے
ایسے ایسے صدمے پہونچائے ہین کہ کیمیا و غدار تیرے تیر ظلم سے دل فگار ہی آج تجکو ضرور
قتل کرونگا یا لیجا کر کسی بیابان طلسم خوفناک مین چھوڑ دونگا کہ تڑپ تڑپ کے جان دے
خواجہ عمرو نے کہا حضور غصہ مین فرماتے ہین مگر اپنے خیر خواہ پر ضرور رحم آئیگا اب مین آج اقرار
کرتا ہوں حضور مجکو چھوڑ دین مین ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کو سمجھا کر لے آؤں اور نہ مانین تو
عیاری کرکے گرفتار کرون اب مین بہت ناچار ہو چکا ہوں فاقوں سے مرتا ہوں بی مہرخ
تو بادشاہ بنکر بیٹھی ہین اپنے کو وحید عصر جانتی ہین شہروں سے جو روپیہ خراج کا آتا ہی وہ خزانے
مین جمع ہوتا ہی ہمکو صرف تین روپیہ مہینہ دیتی ہین اسمین بھی غیر حاضری کاٹ لیتی ہین دو دو دن حضور
مجہر بے آب و دانہ گذرتے ہین وہان کوہ عقیق پر اہل و عیال مرتے ہین نہ یہان کسی کو ہمارا
خیال نہ وہان حمزہ کو ہمارے عیال کا ملال اے شہنشاہ ہم نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوے
بموجب شعر ٭ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ٭ نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوئے ٭ تجھے چاہ کے ہم تو
خدا کی قسم ٭ نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوئے ٭ بس اب اے شہنشاہ توبہ کرتا ہوں آپ کی
خدمتگذاری مین بسر کرونگا آپ ایسا قدردان کہان پاؤنگا عیار بچوں کو دیکھتا ہون لاکھوں روپے
صرف کرتی ہین روز سرکار سے خلعت ملتے ہین اور پھر آپ نے کیا ہو سکتا ہی مین نے کس گنگس کے
آپ کے ہزاروں جادوگر مارے اس خیال پر کہ سرکار سے ملکہ مہرخ کی خلعت ملیگا غنچۂ آرزو
کھلیگا اسکا عوض یہ ملتا ہی کہ ارشاد فرماتی ہین خواجہ نگھبراؤ بروقت رہائی اسد غازی

سمجھا جائیگا ایک شہر کی سلطنت آپ کو دینگے خراج بھی آپ سے نہ لینگے آ؛ یقین مانیے گا
قسم ہی خداوند لقا کی جھوٹ نہ جانیئے گا جب نوبت فاقہ سے گذر جاتی ہی تب جنگل میں جا کر لگ رہتا ہوں
اسوقت حضور مجکو اپنا بیگانہ نہیں سوجھتا جو سامنے آگیا اسکی خیر نہ آئی گلی کتھری کرلی خواہ آپ کا
ملازم ہو یا بی بی مہرخ کا ناظر ہو الغصات سے فرمایئے مرتا کیا نہ کرتا اب ضعف و نقاہت غالب
ہی دل آرام کا طالب ہی حضور کی خدمت میں ہاتھ دنیا سے اٹھا کر رہونگا جو ٹکڑا سرکار سے ملیگا
غنیمت جان کر بسر کرونگا یہ کہکر عمرو بن امیہ خوب بلک بلک کر رونے لگا افراسیاب جادو
کو بھی یہ حال سنکر افسوس ہوا کہا کہ ای عمرو یہ تو سچ کہتا ہی سلطنت کے امورات میں تجکو دخل نہیں ہی
عمرو نے کہا نہیں حضور میرا ہی اختیار ہی بے میرے حکم پتا نہیں ہلتا بی بی مہرخ صاحبہ بڑی عقلمند ہیں
صبح کو اٹھکر سلام کرتی ہیں مرنے جینے کی باتیں پوچھی جاتی ہیں روپے پیسے میں ہمکو دخل نہیں ہی بموجب
مثل گھر کے مالک ہو مگر کسی شی کو ہاتھ نہ لگاو اور عورتیں حضور یوں کہتی ہیں گھر بار سارا کوٹھری کنجیاں
کو ہاتھ نہ لگانا یہ مثل میرے مقدمہ میں صادق آئی ہی ان باتوں میں افراسیاب کو ایسا مزہ ملا
کہا ای عمرو میں کسی مقام پر ٹھہر کر تجھسے پوچھونگا آگے آگے افراسیاب سامنے کوہ مروارید کے
پہونچا صبح کا وقت ہی ملکہ شبنم گوہر پوش حاکم کوہ مروارید سر ہر جا نبالی پر جلوہ فرما گرد کنیزان
زرین پوش اسباب عیش و نشاط درست ہوتا جاتا ہی کہ ملکہ شبنم کی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ کوئی شمع
پنجہ میں دبائے اڑتے ہوئے آتے ہیں ملکہ شبنم کھڑی ہو گئی کنیزوں کو قاعدہ سے پشت
پر جاہا مثل ہلال شب اول واسطے تسلیم کے خم ہو گئی کہا اوشہنشاہ تشریف لایئے افراسیاب کی
جو نگاہ جمال بیمثال ملکہ شبنم گوہر پوش پر پڑی بھولی بھولی صورت دونوں عارض پھول سے بیچکے
سامنے خجالت سے کھلاے چمن پہ اوس پڑی ہی آب صاف درخشان گوہر سے منہ دھو یا ہی
اکثر قطرے جبین نورانگین سے گر رہے ہیں صاف ثابت ہوتا ہی شبنم بھری برگ گلہاے یاسمین
سے قطرہ زن پیشانی پر شکن آنکھیں نرگس شہلا ابروے خمدار کھنچی ہوئی تھوا کا نقشہ خال عارض
انور پر خال خال ہیں اگر ہیں تو باعث حق حسن و جمال ہیں بھویں خمیدہ کشیدہ مردم دیدہ کے
پیوستہ ہیں ابرو مثال میں بڑے کمال ہیں قریب بدر کامل دو ہلال ہیں گلا صراحی دار
ہو کھنا رحسن سے معمور باعث عیش و سرور سینہ پر دو حباب دریاے نور یاد و قبہ بلور نظم

حیرت ہی مجکو سرو مین کیونکر لگے ثمر
پاتیرین چرخ مین کبھی بہد گر
اعجاز شکل ریزۂ شبنم نظر پڑی
یہ مردمک ہی دیدۂ عشاق کی جمی

طوبیٰ بہشت سے اُتر آیا ہی باردار
انسان کی مجال نہین ہی جو نام لے
پھولونسے رس ہی یا مگس شہد کے بچی
پیدا تیغ پہ گل سوسن مگر ہوے

احول کی یا نگاہ غلط مین ہین دو قمر
دیکھے اگر فرشتہ کلیجہ کو تھام لے
ہمرنگ گوز ہی نہ لکھون مگر کبھی
سربستہ یا ہین لاکھ سے درج گہر ہوے

مرے بانک قیامت بوٹا سا قامت یا سرو باغ جنت دریاے زیور جواہر مین غوطہ زن پوشاک نفیس مزاج سلیس افراسیاب کی ملکہ شبنم کو دیکھکر رال ٹپک پڑی فوراً اُٹھا ملکہ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا عمرو بن امیہ نامدار کو زمین پر رکھدیا کنیزین چیخ مار کر بھاگین یہ ہی شہنشاہ یہ بن مانس جل مانس کہان سے لاے ایک کہتی ہی لو اس شال سے طبیعت مطمئن ہی یہ نگوڑا مر جیا جن ہی ایک نے کہا نہ حق کا غوغا ہی مین پہچان گئی شیدا دیو ہی افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم یہ شخص بلاے روزگار ہی کشندہ ساحران عیار ہی عمرو اسکا نام ہی جادوگرون کا قتل کرنا اسکا کام ہی افراسیاب ملکہ سے شکایتین کرتا جاتا ہی مگر سراپا نگاہ ہی صبح کا وقت ہی کوہ فلک شکوہ مثل گلدستہ کے آراستہ چمنہاے رنگارنگ پیراستہ غنچون کی چٹک پھولونکی مہک ہوا سے شاخہاے نخل کا جھومنا عارض گل کو بلبل کا چومنا ابیات

سجدۂ خالق مین ہی ہر شاخ نخل پُرثمر
نشۂ عشرت مین سنبل ہی کھلے بالون کھڑی
آبشارون سے خجل ہین چشمہ ہاے سلسبیل
ہی تماشاگاہ حوران ارم ہر کنج مین
نغمہ پیرایان گلشن مین بہم مرغولہ سنج
چہچہے کرتے مین گل پر عندلیبان چمن
قہقہہ زن کبک ہی شمشاد کے سایہ تلے
ہی نکلتا موج آب جوے لہراسا زکا
نخل کے پتون سے آتی ہی جلاجل کی صدا
ہر طرف ہی بزم عیش اور نغمۂ چنگ و رباب

حمد مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہی زبان
کرتی ہی تعریف سوسن باغ کی با صد زبان
حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان
جوش گل سے ہر چمن ہی رشک گلزار جنان
زینت ہین گلبانگ عشرت طائران خوش بیان
زمزمہ پرداز کوکو سرو پر ہین قمریان
کرتے پھرتے ہین تدروان چمن اٹکھیلیان
لحن داؤدی سے پانی بھرتے ہین باغبان
ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین رقاصیان
ہو کنندہ آہوے دل کو تا رسا مطربان

سحاب سے بلبلوں کی ہے بیرزاک کے لپے چھوٹ | پہنچی ہاہین کی ٹمک بھی تا بہ گوش عرشیان
شیشہ و ساغر بکف ہین ساقیان حور چشم | دور میں ہے دورہ جام شراب ارغوان

افراسیاب جادو تخت پر مکمن ہے پہلو مین ملکہ شبنم گوہر پوش گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہے دم
عشق و محبت کا بھر رہا ہے خواجہ عمرو چپکے سر جھکائے سامنے بیٹھے ہین پکار کر کہا اے شہنشاہ مجکو
بھی رہا کر دیجیے آپ تو میری خطا معاف کر چکے ہین مین بھی کچھ گاؤن ملکۂ عالم کو غزلین اور ٹھمریان
سناؤن حضور جیسے شہنشاہ ہین ویسا ہی معشوق بھی ملا ہے چشم بد دور کیا حسن ہے کیا جمال ہے کیسا
اچھا جوڑا ہے بچے بھی عمدہ ہونگے حسن مان کا جلال باپ کا ملکہ شبنم گوہر پوش نے تیوری پر بل
ڈال کے آواز دی نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہے کیا بکتا ہے شہنشاہ اسکو منع کیجیے مین اسکی صورت
دیکھکر ہول کھاتی ہون خوف سے مری جاتی ہون افراسیاب جادو نے کہا ملکہ تم اِس
شخص سے آگاہ نہین ہو اسکا لقب ہے کہ تارسیدان طراری شہسوار شب عیاری سرتیز بند
جادوگران تاج شانندۂ ریش کاغوان قاتل ملکۂ دمامہ برباد کن ملک عقلی آباد ملکہ شبنم گوہر پوش
دشمن کا ہے اسکے ملک برباد کیے جس دن سے طلسم ہوشربا مین آیا ہے ہزارہا ساحر اسکے ہاتھ سے
مارے گئے ملکہ اب کسی قدر راہ پر آیا ہے سوا میرے کسی سے نہین دبا ہے ملکہ نے کہا ہوگا نگوڑا
مجھے کیا کام تمہاری وجمشید ایسی صورت نہ دکھائین یہ کہکے کنیزون کو آواز دی ہماری سوسن
ڈومنی کو لاؤ شہنشاہ کو گانا سنواؤ فوراً ایک کنیز چلی کنیز دوڑی ہوئی جاتی ہے اُدھر سے ایک
گنوار کی شکل بنا ہوا مہتر برق فرنگی آتا ہے کنیز کو دیکھکر پکارا بی بی کہان جاتی ہو یہان جنگل مین
ایک بھیڑیا نکلا تھا ایک مسافر کو پھاڑ ڈالا ہم قوم کے پاسی ہین ٹھاکر صاحب نے ہمکو یہان حفاظت
کے واسطے مقرر کیا ہے یہ سنکر وہ کنیز چونکہ نوجوان تھی گھبرا گئی کانپنے لگی کہا یہان نوکری سے ناچار
ہین سامنے گاؤن مین سوسن ڈومنی کے مکان مین جائینگے برق فرنگی نے پوچھا اُس سے
کیا کام ہے کنیز نے کہا شاہنشاہ افراسیاب جادو مالک طلسم ہوشربا آئے ہین ایک بن مانس
کو کسی جزیرے سے لائے ہین ملکہ کو منظور ہے کہ شہنشاہ کو گانا سنوائین یہ سنتے ہی برق اسکے
سامنے ہوا کہا بی بی چلو ہم تمکو پہونچا دین چار پانچ قدم پر جا کر حلقہ کمند کا مارا جاب مار کر بیہوش کر دیا
ٹانگ پکڑ کر کنارے ہوا پوشاک زیور اسکا اُتار لیا اسکی صورت آپ بنکر تیار ہوا اسکا نیر سوسن کے

پہونچا اگر دلہن حیران کہ جسکو بیہوش کیا اُسکا نام نہ دریافت ہوا جیتے ہی دروازے پہ سوسن کے پہونچا سوسن اُٹھی
سوکر اُٹھی تھی صورت دیکھتے ہی پکاری شمشاد تم کہاں آئین برق سمجھا کہ مین جسکی شکل مین ہون اُسکا نام شمشاد
تھا کہا بی بی جلدی سے چلو شہنشاہ افراسیاب آئے ہین ملکہ شیم نے تمکو یاد کیا ہے جلدی سے اُٹھی ایک کمرے
مین جاکر لباس پورے اپنے کو آراستہ کرنے لگی برق بھی نزدیک اندر پہونچا تھل مل کے باتین کرنے لگا دروازہ کریکا
بھیڑ دیا جلدی سے گاوری اپنے پاس سے نکالی کہا لو بی سوسن تمکو توفیق نہین ہوئی اگر ہم تنہا ہو
نہین ہین ہماری گلوری کھاؤ شرمسار رو ہو جاؤ سوسن نے گاوری کھائی کھاتے ہی بیہوش
ہوئی برق نے سوسن کو تو اٹھا کر جلدی سے صندوق مین بند کیا آپ رنگ و روغن عیاری
کا لگا کر سوسن کی شکل بنکر باہر نکلا ماں اسکی شبو نے پوچھا بیٹا شمشاد کہاں گئی برق نے
کہا ہے ہے ای جان تمکو دن رات ایسا کم سوجھتا ہے ابھی تو تمہارے سامنے سے گئی ہے شمشاد
کنیز لیٹنے کے برابر تمکو نہین سوجھی شبو نے کہا ہان بیٹا ابھی صبح کا وقت ہے افیون کا نشہ بھی
ابھی نہین ہوا حقہ بھی نہین پیا یا دسوار ہو برق ڈولی مین سوار ہو کر روانہ ہوا عقب مین شبو
سارنگی والے طبلے پی پی بیٹھے یہان خواجہ عمرو بیٹھے کہ رہے تھے ای شہنشاہ میری خطا
معاف ہو ولی افراسیاب کہتا ہے کہ خواجہ عمرو ہین یقین نہین آتا کہا حضور کو اختیار ہے ایک
مرتبہ تو اور قبول کیجیے اگر جو خلاف ہو تو پھر کبھی میری بات کو نہ مانیے گا بالکل مجھکو جھوٹا جانیے گا
یہ باتین تھین کہ سوسن آن کے پہونچی ڈولی اتری برق تو سامنے آیا تھا ہوا افراسیاب
کو جھک کر سلام کیا افراسیاب جادو سوسن کی چال ڈھال شوخی طراری زبان طراق
پٹراق دیکھکر بےچین ہو گیا متوجہ ہو کر باتین کرنے لگا پوچھا کیون ای سوسن اچھی رہین
مسکرا کر کہا حضور کو دعا دیا کرتے ہین افراسیاب نے جو آنکھ ملائی برق نے منھ چڑھا کر
انگوٹھا دکھایا افراسیاب اس شوخی سے پھڑک گیا شبو وغیرہ بھی پہونچکین برق فرنگی
کنکھیون سے دیکھ رہا ہے کہ استاد قید مین بیٹھے ہین افراسیاب اچھا اچھا کہتا جاتا ہے اور
سوسن کی زبان و سازی کو سن رہا ہے افراسیاب جادو نے کہا ہان سوسن کچھ گاؤ شبو نے
اشارہ کیا ساتھ والیون نے ساز ملایا برق فرنگی نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہو گئی	کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمہاری ہو گئی

بزم جاناں میں جو آمد شد ہماری ہو گئی — غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہو گئی
پہلے تھا بیزار جیسے اسکے تم خواہاں ہوے — مجکو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہو گئی
گریۂ حسرت سے اور آنکھوں سے جو تھی رسم و راہ — بعد مدت پھر تری فرقت میں جاری ہو گئی
اُسکے در سے مر کے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہے — لاش اپنی کیوں احبّا پہ نہ بھاری ہو گئی
آرزو دل میں جو تھی اپنے ترے اک تیر کی — آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہو گئی
کاش یہ قاصد نہ لکھ دیتا کہ آتا ہے کوئی — ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہو گئی
مجھ سے ہے یہ بدگماں پوشیدہ رکھتا ہے اُسے — دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہو گئی
آسرے نے بس چلا رکھا ہے وصل یار کے — آج تو یہ ہے زندگی امیدواری ہو گئی
وصل میں دل ہے مرا میری طرف کچھ بولتا — اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہو گئی
آ نہیں سکتا میں بیخود ہو کے پھر دن آپ میں — رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہو گئی
کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدموں پر گرے — بے ہوشی میں بھی اک ہوشیاری ہو گئی
گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل بعد ذبح — زیر خنجر بھی وہ ہمسے وضعداری ہو گئی

اس رنگ سے یہ غزل گائی ملکہ شبنم گوہر پوش کی طبیعت بھر آئی افراسیاب بھی تعریفیں کر رہا ہے مگر عمرو منہ پھلائے بیٹھا ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا کہ شہنشاہ یہ گھوڑا عمرو انسان ہے کہ حیوان افراسیاب نے کہا ملکہ کیوں کہا آپ دیکھتے ہیں سب تعریفیں کر رہے ہیں کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے اس گھوڑے کی سمجھ میں نہیں آتا افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ عالم یہ علم موسیقی میں کامل و اکمل ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ بھلا یہ گھوڑا کیا گائیگا کچھ مسخراپن کرتا ہوگا یا بھانڈوں کے ساتھ چٹکیاں کرتا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ خواجہ عمرو ملکہ کو تمھارے گانے کا یقین نہیں آتا خواجہ عمرو نے کہا ہاں حضور بجا ہے میں کیا گاؤنگا بقول شاعر شعر بھی حسب حال ہوتے ہیں + ہم غزل کیا کہیں گے روتے ہیں + حضور کو میری بات کا اعتبار نہیں آتا نہیں تو ملکہ کو دو چار شعر گا کے سناتا مجھے کچھ حضور سے عرض بھی کرنا ہے افراسیاب جادو نے کہا خواجہ عمرو کہو عمرو نے کہا یا میرے پاس آئیے یا غلام کو قریب بلائیے بعضی بات ایسی ہوتی ہے کہ چلا کے کہی نہیں جاتی اور یہ تو ظاہر ہے کہ میں حضور کا دشمن ہوں افراسیاب جادو نے کہا کہ

میرے قریب آؤ یہ کہکر افراسیاب نے سحر اتار لیا یا تو عمرو کے ہاتھ پاؤن بیکار رہتے اُٹھنے کی طاقت
ہوئی برق اپنا رنگ جما رہا ہی شبنم سے آنکھیں ملاتے ہوئے گا رہا ہی یہ کیا معلوم کہ اوس
پڑنے کو ہی خواجہ عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے پشت پر سے برق کو لاتے گھونسے کے مارے اور للکار کر
آواز دی کہ او پاجی شہنشاہ ہماری خطا معاف کر چکے برق کندون مین جنبش کے گرا ملکہ
شبنم گوہر پوش نے کہا ہان ہان او ساربان زادے میری گائن کے ساتھ یہ کیا حرکت کرتا ہی خواجہ
عمرو نے کہا ملکہ یہ برق فرنگی عیار ہی نکلوا ور شہنشاہ کو مارنے آیا ہی شبنم تو جھلا اٹھی عمرو نے
مروڑ کر برق کی مشکین باندھین جلدی سے پانی کا چھینٹا منہ پر مارا رنگ و روغن عیاری کا
اُڑ گیا اب سب نے دیکھا کہ ایک انگریز سامنے کھڑا ہی شبنو سر پیٹنے لگی ہای ہی میری بچی کو کیا کیا
خواجہ عمرو نے ایک کوڑا برق فرنگی کو مارا کہ بتا سوسن کو کیا کیا برق نے تڑپ کر کہا استاد
وہین کمرے مین صندوق مین بند کر آیا ہون شبنو تو بیٹھ رہی ہی مگر ملکہ نے کنیزون کو بھیج
سوسن کو صندوق سے نکال کر لا مین اب تو شبنم گوہر پوش نے کہا ای شہنشاہ عمرو بڑا خیرخواہ
ہی خواجہ عمرو بھی اس سے پوچھو میری لونڈی کیا ہوئی عمرو نے اور دو تین کوڑے برق
کو مارے کہا بتلا شمشاد کہان ہی برق تڑپ گیا کہا استاد وہان جنگل مین پڑی ہی عمرو نے اور
دو طمانچے مارے کہا ابے استاد کسکو کہتا ہی مین تیرا قاتل ہون بی مہرخ اور بہار کی ناک چوٹی کاٹکے
لاؤ لگا ہی پر دو دو فاقے گذرین سب قورمہ اور پلاؤ کھائین ہمکو ترسائین کنیزین جاکر شمشاد کو
بھی لائین اب تو شبنم گوہر پوش نے خواجہ عمرو بن امیہ کا ہاتھ تھام لیا کہا ای عمرو تو نے مجھپر بڑا
احسان کیا لاکر شہنشاہ افراسیاب جادو کے قدمون پر گرا دیا عمرو رونے لگا کہ ملکہ مین تمہاری
خدمت مین رہونگا مہرخ وغیرہ نے مجکو پیٹ کی بڑی ہمدردی میری کچھ قدر نہ کی اب آپ ذرا دو
چیزین میری سنیے افراسیاب اب بھی کہے جاتا ہی ملکہ مجکو عمرو کی بات کا اعتبار نہین آتا ہی ملکہ
شبنم گوہر پوش نے کہا ای شہنشاہ اب یہ آپ کی بڑی ناانصافی ہی اگر دل سے نہ شراکت کرنا منظور
ہوتا اپنے شاگرد کی گرفتاری مین مصروف ہوتا اور حضور نے مجکو اسکے کھانے کا مشتاق کیا چند چیزین
سننے کے بعد آپکو اختیار ہی اگر آپ کو اعتبار نہین ہی بعد برخاست جلسہ کے اپنے ساتھ باغ سیب
مین لیجائیے گا خواہ قید کیجیے گا خواہ کسی صحرائے خوفناک مین چھوڑ دیجیے گا کہ جہان سے آنا

ممکن نہ تو افراسیاب جادو کے بھی خیال میں آیا کہ ہاں سچ کہتی ہے طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہو کر کہا خواجہ اب جو تم نے فتور کیا تو پھر زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ عمرو نے کہا اب میں کچھ نہ عرض کرونگا جو کچھ ہوگا ملاحظہ فرمائیے گا وہ خدمت کرونگا جو لطف اٹھائیے گا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ بس باتیں ہو چکیں گانا سناؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دو زانو ہو کر سامنے بیٹھا سازندوں کو اشارہ کیا ساز درست ہوئے عمرو نے یہ غزل شروع کی

غزل

شب غم فرقت ہمیں کیا کیا مزے دکھلائے تھا
دم رکے تھا سینے میں کمبخت جی گھبرائے تھا

یا تو دم دیتا تھا وہ یا نامہ بر بہکائے تھا
تھے غلط پیغام سارے کون یاں تک آئے تھا

جل بے عیاری عدو کے آگے وہ پیماں شکن
وعدۂ وصل آج پھر کرتا تھا اور شرمائے تھا

سُنکے میری مرگ بولے مر گیا اچھا ہوا
کیا برا لگتا تھا جسدم سامنے آجائے تھا

یار و دشمن راہ میں کل دیکھنا کیونکر ملے
وہ اُدھر کو جائے تھا اور یہ اِدھر کو آئے تھا

بات شب کو اُس سے شمع بیقراری پر بڑھی
ہم تو سمجھے اور کچھ وہ اور کچھ سمجھائے تھا

کوئی دن تو اُسپہ کیا تصویر کا عالم رہا
ہر کوئی حیرت کا نقشہ دیکھکر بنجائے تھا

سوئے صحرا لیچلے اُس کوے میری لاش کو
تھا یہی ڈر اِن دنوں تو امرا گھبرائے تھا

ناز و شوخی دیکھتا وقت تعلم دمبدم
مجھ سے وہ عذر جفا کرتا تھا اور جھنجلائے تھا

ہو گئی دو روز کی الفت میں کیا حالت ابھی
مومن وحشی کو دیکھا اُسطرف سے جائے تھا

یہ دلی زبان کی غزل جو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے گائی ہر اہل دل کی طبیعت بھر آئی مذاق ملک دہلی اشعار عاشقانہ مضامین بیتابانہ مومن ایسے شاعر کامل کے اشعار عشق و عاشقی کے اسرار ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ سب گانے والیوں پر اوس پڑ گئی عمرو کے پانوں چوم چوم کر گرد پھرتی ہیں بعض بعض لٹو ہو کر گرتی ہیں صاحبان مذاق ذوقتل ہو گئے واقفان علم موسیقی دنگ تھے اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو ہمیشہ سے سودا علم موسیقی دل کو لگی ہوئی تھی کہ ایسے کامل کی کنیزیں کر رہنا بہتر ہے کیا صاحب فضل و ہنر ہے افراسیاب جادو سے کہا شہنشاہ یہ تعویذ بازو بنانے کے لائق ہے کل کاموں پر فائق ہے افراسیاب جادو کا یہ حال ہے خاموش بیٹھا سنتا ہے سر دھن رہا ہے کہا خواجہ عمرو قسم ہے سامری و جمشید کی وہ مرتبہ تمہارا کرونگا کہ شاہان ملک رشک کرینگے جن مراد

تمھارا گوہر مدعا سب بے بہا سے بھر دینگے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ عمرو براے خدا خاموش ہو ایک چیز تو اور گاؤ عمرو نے کہا ملکہ سنیے نئے طور سے بجاؤنگا گندھیا کے سننے والے دنگ ہون وہ کمال دکھاؤنگا افراسیاب کو بھی نشہ شراب پہلو مین شبنم ایسی ماہتاب بول اٹھا کہ اچھا خواجہ ہم بھی آج نے نوازی کے مشتاق ہین ہم خوب جانتے ہین کہ آپ اس کمال مین طاق ہین کشتی مین جوڑیان نے کی رکھی تھین عمرو نے بہ تعجیل ہتھ پھیری کرکے اپنے پاس سے جوڑی نے کی نکالی دہن پر رکھکے دم پھونکا یہ غزل شعلہ انگیز آتش ریز شروع کی

غزل

نازِ آتش غمزہ آتش روے زیبا آتش است — بوالہوس منشین کہ آن بدخو سراپا آتش است

تا نہ سوزد خویش را پروانہ نشنید زباے — مرغ آتش خوارہ ما آرے تمنا آتش است

گر سمندر طینت است وگر بود ماہی مزاج — در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است

کے تواند چشم موسے تاب دیدار آورد — گر تجلی شعاع کوہ سینا آتش است

سینہ ندلبس شعلہ در دل آتش و سوداے عشق — بلبلان را در نظر تصویر گلہا آتش است

دل کباب از سوزش او دیدہ لبریز را — معجز عشق است یکجا آب و یکجا آتش است

شعلہ خیزد ز خاک وادی ایمن ہنوز — بسکہ آن را در جگر از عشق موسی آتش است

ز رو چنان مخفی محبت آتشے در دل مرا — کز حرارت بر لبم آب دریا آتش است

اب تو محفل مین تانین اڑنے لگین سوز محبت سے کلیجے جلنے لگے استخوان سے ہر ایک کے شعلے نکلنے لگے اور شبنم گوہر پوش نے زیور اتار اتار کے دینا شروع کیا افراسیاب جادو سے کہتی جاتی ہے کہ شہنشاہ اس عیار کو مجکو دے دیجیے اور مجھسے عہد لیجیے اپنے کوہ سے نیچے نہ اترنے دونگی حضور خاطر ودلہی وہ چیز ہے کہ جانور بھی رام ہو جاتے ہین اور یہ تو مصیبت کا مارا آرام پائیگا غلام حلقہ بگوش ہو جائیگا خواجہ عمرو نے جو سب کو محو دیکھا اب نے مین بیہوشی بھر بھر کے اڑانا شروع کی گاتا بھی جاتا ہے بجاتا بھی جاتا ہے بجانے کے حیلے مین شمع ہاے موی ادراک نوری پر پروانے بیہوشی کے پھینکتا جاتا ہے دو گھڑی کے عرصہ مین دود بیہوشی ساری محفل مین پھیلا افراسیاب جادو بھی چھینک مارکے بیہوش ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کا بھی منکا ڈھلگیا کنیزین گھبرا گھبرا کر اٹھین دھما دھم گر گر بیہوش ہوئین عمرو حیران ہے کہ دود بیہوشی نے اسقدر جلد

تاثیر کی اپنے مقام سے اٹھا جو ساقی بچہ شراب پلا رہا تھا ظاہر مین تو بیہوش تھا جیسے ہی عمرو بڑھا ساقی بچے نے خواجہ عمرو کا ہاتھ اُچک کر پکڑ لیا کہا کیون خواجہ عمرو شہنشاہ افراسیاب کو جگا دن عمرو کا نپنے لگا مگر نگاہ ملا کے جو دیکھا اپنے فرزند ارجمند چالاک کو پایا گوشے سے کنیز کی شکل بنا ہوا جانسوز بن قران ایک طرف سے جشن بنا ہوا ضرغام شیر دل درمیخانہ پر لباس زن بنے ہوے مہتر قران آئے کہا استاد بیچارے برق کو کیون باندھا یہ شعبدہ کیون کیا ہم لوگ پہلے ہی پہونچگئے تھے مہتر قران نے کہا مین نے داروغہ کو پکڑ کے غار مین ڈالا اُسکی شکل بنکر شراب مین بیہوشی ملادی چالاک نے کہا مین نے ساقی کو پکڑا مین ہی تو شراب پلا رہا تھا جانسوز و ضرغام شیر دل نے کہا ہم نے گزک مین بیہوشی ملائی اب خواجہ عمرو نے ادل بڑھکر برق فرنگی کو کھولا چالاک چلا تھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے خواجہ عمرو نے ہاتھ تھام لیا کہا یہ کیا کرتا ہی انشاءاللہ یہ مطیع الاسلام ہوگی خواجہ عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو اٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اب محفل کو لوٹنا شروع کیا مگر مہتر قران لنداپکڑ کر طرف شہنشاہ افراسیاب جادو کے چلے زینہ پر تخت کے قدم رکھا چاہا کہ جھپٹ کے لندا ماردن کہ سر اُسکا گوہ کھاتا پھرے زینہ کا نہی مہتر قران زینے سے نیچے گر پڑے سمجھے کہ شاید پانؤن پھسل گیا تین مرتبہ زینہ پر چڑھے عمرو نے جو دیکھا آواز دی ای قران خبردار کیا کرتا ہی اس جیا کو سواے طلسم کشا کے کوئی مار سکتا ہی مہتر قران نے کہا استاد آج اسکو بے مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دے کر مارا کہ اگر تختۂ آہن پر پڑے ریزہ ریزہ ہوجاے مگر وہ پتھر جب اُس سنگدل کے قریب پہونچا ایک سنہرا پنجہ زمین سے پیدا ہوا اُس پنجہ نے افراسیاب جادو کی دستگیری کی یعنے پتھر کو طمانچہ مارا کہ پتھر پانؤن پر مہتر قران کے پڑا قریب تھا کہ ہڈی ٹوٹ جاے قران ایسے جری کے منہ سے آہ نکلی خواجہ عمرو و جانسوز و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو و برق فرنگی کپڑے سب کے اُتار اُتار کے ڈھیر کر رہے ہین جب انبار زیادہ ہوتا ہی خواجہ اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے ہین اور جادوگرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا سنگباری و برف باری ہو رہی ہی مگر مہتر قران اسی فکر مین ہی کہ افراسیاب جادو کو مارون جب کئی پتھر مارے اور وہ پلٹ کر اپنے ہی پانؤن پر پڑے پانؤن مہتر قران کا غربال ہوا اب تو

غصے سے چہرہ لال ہوا تو بٹوے مین ہاتھ ڈال کر تکونی بارود کا ایک تھیلہ نکالا دور سے
افراسیاب پر بارود پھینکی افراسیاب کے دامن وغیرہ پر سب بارود پڑی اب مہتر قران
نے ایک پگڑی نکالی اُسکا فتیلہ بنایا ایک سرا سینہ پر افراسیاب جادو کے پھینکا ایک سرا
تھام کر مہتر قران نے پیچھے ہٹا عمرو کو آواز دی اُستاد دیکھ جادو اس ناری کو جلائے دیتا ہون
خواجہ عمرو نے کہا کہ اے مہتر قران کیا غضب کرتا ہے یہ کندۂ جہنم اس آگ سے نہ جلیگا آخر
مین تو کف افسوس ملیگا مین سب تدبیرین کر چکا مگر مہتر قران نے نہ مانا پگڑی کے سرے
مین آگ لگا دی عیار کود کود کر الگ ہوے فتیلہ جلتا ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ آسمان سے
آواز آئی باش او نا عیار و کیا کرتے ہو اب جو سر اٹھا کر دیکھا ماہیان زمرد پوش بصد جوش
و خروش نانی افراسیاب جادو کی نعرہ مہیب کرتی ہوئی آئی ہر عیار تو چھوٹن پہاڑ سے کود کے
بھاگے ماہیان زمرد پوش سے یہ دیکھا کہ افراسیاب کا دامن و گریبان جلا جاتا ہے باران ابر
برساتی ہوئی آری پنجہ کمر مین دے کر افراسیاب کو اٹھا لیکر بلند ہوئی پہاڑ پر دیکھا ہزارہا
جادوگرنیون کے لاشے تڑپ رہے ہین سراسیمہ ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پردۂ ظلمات
کے روانہ ہوئی مگر ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ چار گھڑی رات باقی تھی عمرو اندھیرے مین بھاگا
پانچون عیار بھی ساتھ ہین جدھر منہ اٹھ گیا شب تیرہ و تار مین چلے جاتے ہین خوف کے مارے
کسی مقام پر نہ ٹھہرے عیارون نے بھی ساتھ نہ چھوڑا اس خیال سے کہ راہ بھول جائینگے
لشکر اسلام تک کیونکر پہونچین گے بعد عرصۂ دراز کے ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے کہ یکایک
آثار سحر نمود ہوے عابد شب زندہ دار مہ تابان کے ہمراہ طاعت گزار یعنی ثابت و سیارگان
عبادت رب اکبر مین سر بسجود ہوے عیار طرار خنجر گزار آفتاب عالمتاب بہانہ عیاری سے
آراستہ ہوا یعنے کمند ہاے شعاع کو بازو پر لپیٹ کر میدان چرخ نیلی فام ہین سرگرم رہبری ہوا
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے چشمہ پر وضو کیا چھوٹن عیارون نے نماز سحر ادا کی اب خواجہ عمرو
نے چہار جانب سر اٹھا کر دیکھا کوئی نشان اپنے مقام لشکر کا نہ پایا حیران ہو کر مہتر قران سے
کہا رات کو بڑی دور نکل آئے نہین معلوم یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے صورت مل لینا
مناسب ہے طلسم ہوش ربا کا شگر یہ بھی ہمکو بچا نا ہے خواجہ عمرو کے کہنے سے سب نے

صورتین تبدیل کین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ایک ساحر نوجوان کی شکل بنکر تیار ہوے
نو دسر پر لباس فاخرہ زیب جسم جھولی بائین ہاتھ پر اور اسمین اسباب سحریہ پانچون ملازم و
زرق معلوم ہوتے ہین خواجہ نے افسرون کی صورت بنائی ایک جانب کو چلے اب نیّر اعظم
بلند ہوتا جاتا ہی تابش وحرارت بڑھنے لگی پہر سوا پہر رہروی کی تھی کہ جھونکے ہواے گرم
کے چلنے لگے طپش وحرارت سے نیّر اعظم کی نخل جلنے لگے جو ذرہ خاک کا اُڑکر جسم پر پڑتا شعلۂ
آتش کی تاثیر پیدا کی آبلہ پڑگیا آب نایاب طائر اُس دشت کے عطش سے بیتاب چشمے جابجا
مثل چشم کور کے خشک پڑے تھے پتے درختون کے مثل چہرہ مدقوق زرد جھوکون سے ہوا کے
شاخین ہر دبر دیک نگاہ جلتا تھا طائر وہم بھی خوف حدت سے باہر نہ نکلتا تھا پتھر چٹک رہے
تھے جانوران درند شدت تشنگی سے پھڑک رہے تھے جنگل کا سناٹا گرمی کی شدت دھوپ کی
حدت خواجہ عمرو اُس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین ایک سمت مع ساتھ والون کے
بھاگا چلا جاتا ہی پیاس کا خیال ہر ایک کی جان لیتا ہی ہوش تشنگی مین ایک ایک کو تشنے دیتا ہی
پانی شکل ہی ترقی پر طپش دل ہی

نظم

کوسون کا وہ چٹیل ایک میدان	انسان نہ وان کوئی نہ حیوان
دھرتی تھی قدم ہوا نہ وان پر	ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی مین ہر ایک لون کا جھوکا	اک شعلۂ آتش سقر تھا

اگر زمین پر گرتا ہی تو دانہ بھن جاتا ہی دن بھر اُس صحرا مین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
مع عیارون کے مارے مارے پھرے مگر کوئی مقام استراحت کا نملا پانی تک ممکن نہوا
جب وہ قلیل باقی رہا دم لبون پر آیا دور سے ایک نخل سرسبز و شاداب نظر آیا چند طائر بھی
اُسپر آشیان گزین ہین سامنے چشمۂ آب صاف وشفاف دن بھر کی پیاس اُٹھائی ہوئی پانی
انکو دیکھکر جان آگئی اُسی چشمہ پر آکر گرے پانی پیا غش آنے لگا اُسی نخل کی بیخ پر سر
رکھکر پڑرہے پانی بھی بمشکل تمام ملا کھانا کیسا صبح کو قران نے کہا اُستاد ظاہرا معلوم
ہوتا ہی کہ اس دشت ہولناک مین قضا لیکر آئی ہی اب تو بھوک سے دم نکلتا ہی کچھ زنبیل
مین سے نکالکر دیجئے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کھانے کی کوئی چیز تو میری زنبیل مین رہتی ہی نہین

چالاک نے کہا کاش حضرت خضر کا آب کے پاس تھا آج تو وہ مرحمت فرمایئے خواجہ عمرو نے کہا
پیالہ وہ تو لیگئے بھلا بزرگ لوگ اپنی شے کسی کے پاس چھوڑتے ہین بڑے خسیس ہوتے ہین پروردگار
کے رازدار ہین اُسکے گھر کے مختار ہین ایسا کرتے تو انتظام کا ہیکو چلتا لاکھ لاکھ مہتر برق فرنگی
اور چالاک نے کہا خواجہ عمرو نے کچھ سماعت نکی اُسی حال مین وہ شب بھی ابسر ہوئی تڑپ
تڑپ کے وہ رات کی ٹی مگر صبح کو مہتر قران نے کہا کہ اُستاد آنکھون سے دیکھنے مین یہ نخل
اور چشمہ وہی معلوم ہوتا ہی جو روز اول ملا تھا خواجہ عمرو نے کہا مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہی
اب زیادہ اپنی آوارگی کا ملال ہوتا ہی پھر کارساز مالک ہی آج انشاء اللہ اس صحراے ہول خیز
سے نکلجائینگے ایسی باتین حسرت آمیز کرکے ایک جانب روانہ ہوے کسی قدر دن چڑھا تھا
وہی صحراے ہول خیز و وحشت نظر آیا اسی طرح دن بھر مارے مارے پھرے شام کو پھر اُسی
نخل اور چشمہ کے پاس پہونچے اب یقین کامل ہوا خواجہ عمرو نے کہا یارو الگ الگ ہوجاؤ
صحراے سحر مین لاکر تقدیر نے پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا شب تو تڑپ تڑپ کے بسر کی اب صبح کو
الگ الگ روانہ ہوے مگر سمت کو چھوڑدیا خواجہ عمرو ایک درۂ کوہ کے اندر گئے اُس درے
سے باہر نکلے تھوڑی دور راستہ طی کیا تھا کہ ایک سواد شہر معلوم ہوا دیہات و قریات جابجا
آراستہ کھیت پر کسان وغیرہ حراست مین زراعت مین مصروف ہین چشمہ ہاے آب صاف و
شفاف جاری ہین کاہ فروش ہیزم فروش گٹھے سرون پر رکھے ہوے اندر شہر کے جاتے ہین
خواجہ عمرو بھی ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک تاجر جلیل کیصورت
بنکر تیار ہوے کہ سن رنگت سرخ و سفید ریش تابناک قباے اطلس زیب جسم کنٹھے یاقوت احمر
کے گلے مین لعل و یاقوت کی انگوٹھیان ہاتھ مین مگر بسبب زیادتی سن کے جھریان پیشانی
پر اگر وہ جھریان نہین ہین ایک ستر سکندری ہی کمر کا خم کمان ہی کہ تیر تدبیر تو وہ مطلب پر
بس معشوق ہوتا ہی ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین آنکھ پہ رکھکر ملاحظہ فرماتے ہوے طرف
شہر کے چلے تھوڑا سا راستہ طی کیا تھا کہ دیکھا مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار ضیغم
شیردل عیار و جانسوز بن قران صاحب شوکت و شان حیران و پریشان سامنے
سے چلے آتے ہین خواجہ عمرو ٹھٹھر گئے کہا ارے کمبختو تمکو کہین مرنے کی جگہ نہ ملی پھر میرے

پاس آئے مہتر قران نے کہا استاد چار طرف مارے مارے پھرے جب ایک درہ کوہ مین
داخل ہوئے تو حضور کے پاس پہونچے اب جہان جایئے ہمکو ہمراہ رکھیے بموجب مصرع ع ہرچہ
رود برسرم انچہ پسندی رواست * خواجہ عمرو نے برق وضرغام وجانسوز سے کہا کہ اچھا صورتین
گماشتون کی بناؤ اور مہتر قران نامدار سے کہا بیٹا تم مرد سپاہی ہو ایک جوان شمشیرزن کی قطع بنو
آن چارون عیارون نے جھٹ پٹ صورتین تبدیل کین کوئی گورا کوئی کالا کوئی سونلا شیر و
شکر کی پگڑیان سرون پر قبائین مقول پہنے ہوئے جوتے کامدار مہتر قران نامدار ایک ذکی جوان
کی صورت بنکر تیار ہوئے سیلائی ہزار روپیہ کا سر پر ڈاب کئی ہزار کی زیب کمر ولایتی ڈاب
مین سپر پشت پر مثل قرص قمر بانکپن چہرے سے ظاہر آثار جرأت وجلالت ناصیہ سے ہویدا
وماہر اس شان وشوکت سے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوئے چار
گماشتے پشت پر مہتر قران نامدار تلوار کا سایہ کیے خواجہ بزرگان سب کے آگے آگے قلعہ مین جاکر
دیکھا شہر آباد رونق پاکیزہ عمارات پختہ کثورا کھنک رہا ہے گرم بازاری ہو رہی ہے شعر
زہے صفاے عمارت کہ در تماشائش * بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوار * قرا ق بنانہ جوہری بازار کی
نہایت تکلف سے آراستہ جوہری نیچے حسین سرخ وزرد وکپاسی پگڑیان سرون پر حسن مین
رشک قمر جواہرات اعلیٰ وبیش قیمت کا سامنے ڈھیر گماشتون کے آگے ہی کھاتے کھلے ہوے
کانٹے چھوٹے چھوٹے ہاتھ مین بیچ وشرے پرتُلے ہوے سامنے انکی دکانون کے کبڑیون کی
دکانین عجب تکلف سے لگی عمدہ عمدہ خیندریان اوڑھے ہوے انوٹ بچھوے پاؤن میں پاؤن
مین دکانین مولسری کے درختون کی چھاؤن مین شعر صدا اپنے عاشق پہون نعرہ زن
کرے نارپستان تو سیب ذقن * دیگر نارپستانکی کیا لکھون تعریف * یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا
کمرون پر گجبیان تماش بینون کے گلے کی تسبیحان طرار قرار وصعد ار حسین مہ جبین خوش جمال
چہرہ ماہ تابان ابرو ہلال آنکھیین لیس وبہار کو آنکھین دکھاتین بلکہ شعر مثال چشم ادآمد بجاش *
مگر چشم دگر باشد مثالش * دیگر بہر خندہ کز لب برانگیختے * نمک بردل خستگان ریختے * دیگر

زلف عنبر برمہ رویت تیرہ شب است ووادی ہے | | جانیہ چبرم درکف مشقت دامن یوسف دست نہ کیا

سامنے دیدے سامنے حاضر عاشق تن جمال بمثال کے ناظر نظم		ایک اک انمین شوخ دیدہ تھی

برق و سیماب کو بھی آوے شرم		ایسی بجلی ایسی گرما گرم		پردہ ناموس کا دریدہ بھی

خواجہ عمرو بن امیہ نامدار آہستہ آہستہ قریب ایک جوہری کی دکان کے پہونچے سیٹھ سوداگر صاحب
کو دیکھکر اُٹھ کھڑا ہو گیا تاجر جلیل جان کر سلام کیا کہا سوداگر صاحب تشریف لائیے دکان آپ ہی
کی ہی جو خرید و فروخت منظور ہو سب کچھ ممکن ہی خواجہ عمرو فوراً دکان پر بیٹھ گئے چاروں گماشتے
دست بستہ کھڑے ہیں مہتر قران نیچہ کاندھے پر رکھے ٹہل رہے ہیں خواجہ عمرو نے جیب سے
ایک جوڑی گوہر بے بہا کی نکالی سامنے سیٹھ جی کے رکھدی فرمایا جوہری صاحب اسکی قیمت لگاؤ
ہرچند کہ کوئی ضرورت فروخت نہیں ہی میری آنکھوں میں بصارت نہیں ہی مگر کاردان پیچھے یکبارگی آجائیگی آج سال
میں ٹھہرا ہوگا صرف و مصارف روزمرہ کو دس پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت پڑتی ہی تم جانتے
ہو ہوشیاری سرائی ذرا ذرا سی بات پر رتی ہی بازاری لوگوں سے کون زبان لڑائے ایسا کچھ
انکو دیا جائے کہ بندے کا ادا بھی نہ ہو دم خدمتگاری کا بھریں جوہری نے جوڑی کو اٹھا کر نگاہ
خریداری دیکھا رنگ ڈھنگ میں نایاب پایا منھ میں پانی بھر آیا کہا سوداگر صاحب کچھ قیمت
فرمائیے کا منھ لگاؤں بیعانہ دوں آپنے فرمایا جو گماشتہ ہی قیمت وغیرہ وہ جانتا ہی جو تمہارے
نزدیک مناسب ہو قیمت لگاؤ اونے پونے خرید لو وہ جوڑی مہاجن کے ہاتھ میں ہی قیمت کی
تکرار ہو رہی ہی کہ ایک طائر سرخ رنگ شاخ نخل سے اڑا زقیل مارتا ہوا چلا مہتر قران نے
چٹکی کے اشارے سے کہا اُستاد اس طائر کو دیکھکر میرے ہوش اُڑ گئے ہیں خدا خیر کرے عمرو
بھی گھبرا کر اُٹھا کہا سیٹھ جی جوڑی موتی کی دید دوسرے جا کے گماشتے کو بھیجونگا جوہری جی اپن
کہتا ہی کہ ایسی شے عمدہ ہاتھ سے جاتی ہی اگر یہ جوڑی ملتی ہزارہا روپیہ کا نفع ہوتا خواجہ عمرو نے بمشکل
اُسکے ہاتھ سے لی چاہتے ہیں کہ اُٹھیں دیکھا نقارے پر چوب پڑی سواری کسی بادشاہ جلیل
کی آتی ہی ہٹو بچو کا ہلڑ ہی مہتر قران تو پیچھے ہٹے ایک کوچہ تنگ تھا سیلا وغیرہ سر سے اُتار کر یہ تو
ایک جانب بھاگے مگر خواجہ عمرو جبتک اُٹھیں سواری کے آگے جو چوبدار تھا اُسنے خواجہ عمرو سے
پکار کے کہا خواجہ بازرگان ہماری مالک شاہزادی اس ملک کی ملکہ سہیل نابخی پوش
یاد فرماتی ہیں خواجہ عمرو اچھا کہکر اُٹھا چاہا کہ نکل جاؤں مگر چوبدار نے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ عمرو نے
پلٹ کے دیکھا برق و چالاک وغیرہ بھی ہٹ گئے ہیں چلدیے خواجہ عمرو چوبدار سے کہتے تھے

کہ ہاتھ چھوڑ دو ہم تمہارے ساتھ چلتے ہیں خواجہ نے ابھی یہ کلام تمام نہیں کیا تھا اُس مجمع میں سے
ایک نازنین کو دیکھا کہ تاج شہریاری بر سر لباس فاخرہ زیب جسم فوراً سنے پکار کے آواز دی
مردے خبردار اِس ساربان زادے کو نہ چھوڑنا جو وقت میرے ملک میں آیا تھا اُسی وقت بیرون
نے خبر پہنچائی تھی پانچ عیار اور بھی اسکے ساتھ تھے اسکے حواس خمسہ وہ پانچون بھی بڑے پاجی
ہین کدھر گئے خواجہ عمرو نے دیکھا وہ کہتی ہوئی قریب آئی ہے مرد ہاتھ نہیں چھوڑتا خواجہ عمرو
نے کہا مردے صاحب دیکھو وہ منع کرتی ہین مردا ویسے ہی پلٹا عمرو نے کوکھ پر خنجر مارا عمرو
بھی سمجھ گیا کہ یہ پہچان گئی بلا مین پھنسے دیکھیے پروردگار کیا دکھائے خنجر مردے کی کوکھ پر پڑا
یہ تو ہائے کہکے زمین پر گرا عمرو نے جست کر کے گلیم اوڑھی چوبدار کے مرنے سے آواز آئی
کشتی فرانام من تابدار جادو بود بازار مین ایک ہنگامہ برپا ہوا دکانین بند ہونے لگین سہیل
نارنجی پوش وہان پر آن کے شہری پکار کر کہا یہ ہمارا قلعہ ہے اس قلعہ کو قلعۂ عجائب کہتے ہین یہ
لنگوڑے مکار و غدار اپنے پانون سے اپنی گور مین آئے ہین اب کہان نکل سکین گے خواجہ عمرو
ایک گوشے سے گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین ملکہ سہیل نارنجی پوش یہ کہتی ہوئی پلٹی کہ مین ابھی
ان سب کو بلوائے لیتی ہون اس سرکشی کی سزا دیتی ہون تابدار جادو کا خون بالا بالا نجائے گا
ساربان زادے نے کیا مجکو افراسیاب سمجھا ہے اپنی بارگاہ مین آئی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
بھی اسکے عقب مین مہتر برق فرنگی و ضرغام شیر دل و جانسوز بن قران صاحب شوکت و
شان یہ چارون صورتین بدل کر شہر مین پھرنے لگے جس دروازے سے آئے تھے تلاش کیا
وہ پھاٹک نہ ملا گھبرائے مین کہ ہم کہان ٹھہرین کوئی بصورت نیر بنا مہتر برق فرنگی ایک لنگوری
کی صورت بنکر تیار ہوا بصورت تماشے مختلف شہر مین پھر رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا مگر مہتر قران
جو بھاگے ایک ٹوٹی قبر مین لیٹ رہے دروازہ شہر کا نہ ملنے سے انکو بھی زندگی سے یاس ہی پڑا
ہراس ہے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے دربارگاہ پر کھڑے ہین مگر خوف سے کانپ رہے ہین ملکہ
سہیل نارنجی پوش بصد قہر و غضب بارگاہ مین آئی کنیزون سے کہتی ہوئی لنگوڑے عیارون
کی شامت آئی ہے میرے قلعہ مین سے دیکھون کیونکر نکل کے جاتے ہین ابھی بلاتی ہون جھولی
مین ہاتھ ڈال کر تمرغ کا قد نکالا متواضع سے مجھے لنگوڑے کر کے زمین پر ڈال دیے چند دانے

نالش کے مارے جتنوں بصورت مرکب اصلی بنکر تیار ہوے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے
ایک ایک کی پیشانی پر ایک ایک عیار کا نام لکھا کہا جاؤ اپنے اپنے سوار کو جلد لاؤ جس مرکب
کی پیشانی پر خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا نام تھا چونکہ گلیم اوڑھے عمرو دروازے پر کھڑا ہی
وہ اُسی مقام پر آن کر ٹاپنے لگا یعنے ٹاپون سے زمین کھود رہا ہی یا گرد عمرو کے چیخ مارتا ہی
کنیزون نے آکر کہا حضور پانچ مرکب تو روانہ ہو گئے ایک گھوڑا دروازے پر ٹاپ رہا ہی
سہیل نارنجی پوش گھبرائی کہ یہ کیا سبب ہی مگر مہتر برق فرنگی بازار مین ایک دکان پر مہاجن
کی طرح کر رہا ہی یعنے بصورت اگھوری ایک کھوپری ہاتھ مین لے لی ہی اُسمین کھلی بھری ہوئی لوگون
پر پھینک رہا ہی لوگ جانتے ہین گوہ ہی بھاگے پھرتے ہین کبھی پیشاب کر کے چلو مین لیتا
ہی لوگون پر دوڑتا ہی آدمی پر آدمی گر رہے ہین بازار مین ہنگامہ ہی لوگون نے دیکھا
ایک گھوڑا کوتل دوڑا ہوا چلا آتا ہی وہ گھوڑا گرد برق فرنگی کے پھرنے لگا برق بھی تڑپ کر
بھاگا گھوڑے نے پیچھا نہ چھوڑا بالون مین گھسکا اپنی پشت پر سوار کر لیا جیسے ہی مہتر
برق فرنگی پشت مرکب پر آیا رنگ روغن چہرے کا دفع ہو گیا مہتر برق فرنگی نے اپنے
کو بصورت اصلی پایا ہوش و حواس پراگندہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ بازاریون مین غل ہوا میان
انگریز بنگلے لمبی ٹوپی سر پر پتلون جاکٹ جسم پر آراستہ حلقے کمند کے بازوون پر توبڑہ کسوت
عیاری کا پہلو مین لٹک رہا ہی جب مہتر برق فرنگی نے اپنا یہ حال دیکھا چاہا گھوڑے سے
کودون ممکن نہوا تو مہتر برق فرنگی نے ہی بڑی جائی پو وسے یہ ہاتھ ڈالا ٹوپی اڑاتا ہوا
ہنستا بکتا ہوا جاتا ہی ہزارون آدمی شہر کے ہنستے ہوے پشت و پہلو پر تھوڑی دور برق
چلا ہی کہ دیکھا جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و چالاک بن عمرو اسی طرح مرکبون پر
سوار بصورت اصلی مجبور و ناچار چلے آتے ہین آپسمین اشارے ہوے ہر ایک نے طرف
آسمان کے اشارہ کر کے کہا دیکھیں بھائیو اب خدا کیا کرتا ہی اس قلعہ مین آکر پھر پھنسے مگر حال
مہتر قران کا سنیے یہ جا کر ایک ٹوٹی قبر مین اتر گئے دیکھا کہ ایک مرکب آتا ہی مہتر قران نے
خیال کیا اسی جانب آتا ہی کیا عجب ہی کہ میری تلاش مین ہو اے مہتر قران دروازہ بھی شہر کا
نہ ملا تمھارے لیے بزرگون نے قید لگائی ہی کہ جس دن گرفتار ہوے موت کا سامنا ہی یا حیدر

کھینکے ایک بغدا زمین پر مارا مہتر قران طبقے کے اندر آیا اب جو خیال کیا وہ گھوڑا اسی مقام
پر چرخ مار رہا ہے ٹاپون سے زمین کھودنے کا ارادہ کرتا ہے اتنے مہتر قران اندر ہی اندر
نقب کھودتے ہوے چلے مہتر قران تو نقب کھودتے ہوے جاتے ہین ہر چند اندر زمین
کے دل گھبراتا ہے نفس در قفس پیچید مگر مہر درویش بر جان درویش انگلیون سے قطرے
خون کے ٹپک رہے ہین نقب کھودتے ہوے جاتے ہین مگر خواجہ عمرو بن امیہ گلیم اوڑھے
دربارگاہ ملکہ سہیل نارنجی پوش پر کھڑے ہین گھوڑا گرداب تک خاک اُڑا رہا ہے کہ یکایک ہلڑ ہوا
دیکھا مہتر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام مرکبون پر سوار بیقرار اشکبار چلے آتے ہین الامان
کہکر عمرو کنارے ہوا ملکہ سہیل نارنجی پوش کو چوبدار نے خبر دی چار مرکب چار عیارون کو
لے کر آئے ہین ایک ابتک نہین پلٹا ایک دروازے پر خاک اُڑا رہا ہے سہیل نارنجی پوش با
غصہ مین بیرون بارگاہ آئی دیکھا چارون عیار گھوڑون پر سوار کھڑے ہین جو مرکب کہ خاک
اُڑا رہا تھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے بنگاہ قہر اُسکی جانب دیکھا کہا کیون بھڑوے میرے
دروازون کے گرد پھرتا ہے جا کر اپنے باپ کو نہین تلاش کرتا مرکب نے بنگاہ حسرت طرف ملکہ
سہیل نارنجی پوش کے دیکھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے ایک دانہ ماش کا اُٹھا کر مارا اور کہا
روح سامری مین بھی تاثیر جاتی رہی دانہ پڑتے ہی مرکب جلکر خاک ہوا عیارون کی جانب
متوجہ ہوئی کہا کیون نگوڑو میرے قلعہ مین آکر کچھ مزا اٹھایا اب تمھارے سر کاٹ کر خدمت مین
شاہنشاہ افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا کے روانہ کرونگی جادوگرون سے اشارہ کیا کہ
انکو گھوڑون سے اُتار و مشکین بندھوا کر اندر لائی کہا دیکھو اُن دونون کو بھی بلواتی ہون مہتر
برق نے کہا ملکہ عالم اعلے اعلے مراتب رہین چراغ حسن و جمال ہمیشہ روشن رہے دشمن مثل
سبزہ پامال ہون دوست نہال ہون اور کسی کے دل کا حال تو ہم نہین جانتے ہم تو غلامی کو
حاضر ہین آپ نے ہمکو یہ مرتبہ دیا پیادے مشہور تھے گھوڑے پر سوار کیا اس آبرو سے اپنے
سامنے بلایا آخر ہماری کیا خطا ہے ہین جو خدمت مین رہونگا دل و جان سے خدمت گزاری
کرونگا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے کہا او انگریز کے بچے میرے سامنے زیادہ باتین نہ بنا اگر
مین نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو نہین معلوم کیا قیامتین برپا کرتے مہتر برق فرنگی نے کہا

سمجھتے حضور کا نام سُنکر آرہے تھے جیسا سُنا تھا اُس سے زیادہ پایا مہتر برق فرنگی توانہی کہے
جاتا ہی مگر ملکہ سہیل نے کہا ایک منقل آتشین لاؤ مین اُن دونون عیارون کے بلانے کی تدبیر
کرون کنیزین چلی ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا شعلے آگ کے گرے خوشبوے مشک و عنبر آئی ملکہ
سہیل نارنجی پوش نے سر اُٹھایا دیکھا ایک بزرگ آسمان سے اُترے چلے آتے ہین ریش
سفید تا بہ ناف تاج زرین سر پر جامہ زیب جسم گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہی کبھی سُرخ
کبھی زرد کبھی کبود ہو جاتا ہی اُن بزرگ نے آواز دی ہم پابوس بزرگوار نائب خداوند لات و
منات ای سہیل نارنجی پوش تیرا اختر اقبال اوج پر ہی کیا کار نمایان کیا اِن مکارون کو پکڑ لیا
مگر ساربان زادہ بلاے روزگار ہی تجکو مژدہ ہو کہ قدرت نے ہمکو بھیجا لہ عمرو بن امیہ نامدار
گرفتار کرکے پاس ہماری بندی خاص ملکہ سہیل نارنجی پوش کے پہونچا دو عمر اُسکی بڑھاؤ
سہیل نارنجی پوش گھبرا کر تخت سے کھڑی ہوگئی نائب لات تخت پر اُترے جامہ کو دیکھکر سب
کے جامہ سے باہر ہین کہ دمبدم رنگ بدل رہا ہی پہلو سے عمرو کو نکال کر سامنے پھینک دیا کہا
ای سہیل یہ عمرو بن امیہ نامدار موجود ہی اب ملکہ سہیل نارنجی پوش نے دیکھا عمرو مشکین
بندھا ہوا سامنے تخت کے پڑا ہوا ہی دربار مین یا خداوند لات و منات کا ہلڑ ہوا سب واسطے
سجدے کے جُھکے سہیل نارنجی پوش نے بھی قدمون کو بوسہ دیا نائب لات نے سر چھاتی سے
لگایا کہا ای ملکہ سہیل نارنجی پوش دربار مین قدرت کے تیری بڑی تعریف ہی زبان قدرت
پر تیری توصیف ہی جلد اِن پانچون کو قتل کر خبردار اِس برق کے دام تزویر مین نہ پھنسنا برق
تو حیران کہ خداوند یہ کیا معرکہ ہی چالاک نے اشارہ کیا کہ تو بھائی قبلہ و کعبہ آگئے نائب
لات نے کہا ای سہیل رات بھر لات و منات و سامری و جمشید مین جھگڑا رہی لات
مناط کہتے تھے کہ عیارون کو ہاتھ سے سہیل نارنجی پوش کے قتل کرائینگے سامری و جمشید
کہتے تھے کہ سہیل کا ستارہ گردش مین آیا عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا ملک الموت جاے اُسکی روح
قبض کرے تب لات و منات نے ہمکو حکم دیا کہ ای پابوس بزرگوار تم جا کر اُسکی عمر بڑھا دو
دو دو سو برس کی عمر کل اُسکے ساتھ والون کو عطا کرو سامری و جمشید سر پٹکتے رہجائینگے
کچھ بھی نہ کر سکینگے جلد شراب منگا ایسا نہو ملک الموت آجاے ملازم اُسکے دوڑے

مشکے قرابہ شراب کے گرد دربار مین رکھے نائب لات نے ایک قرابے پر القاب لات و منات
پڑھا لوگ حیران تھے کہ یہ کون سی زبان ہو کہا اس قرابے کی شراب سب مین ملا دو ایک ایک جام
سب ملکہ پیین مگر خبردار ایک ہی سانس مین اگر نہ پیا ابھی دم نکل جائیگا اور یاد رکھ لات چل دیگا
آیا ہی چاہتا ہو قرابہ کھینچکر اپنے ہاتھ سے بھرکر ملکہ سہیل نارنجی پوش کو دیا کہا ای بندی
خاص الخاص جلد پیجا دیر نہ کر ملکہ سہیل نارنجی پوش نے خوشی خوشی جام ہاتھ مین لیا جیسے ہی
ہونٹون سے لگایا ایک شعلہ چمکا شرارہ پیدا ہوا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ہزار ٹکڑے ہوے
اسی شعلہ مین سے آواز آئی ای ملکہ سہیل ہوشیار ہو جا بس سہیل نے پلٹ کر آواز دی باش او
مکار مین نے پہچانا یہ کہکر ہاتھ اٹھایا چاہا آخر کرون خواجہ عمرو تخت سے کودے سرہنگ جادو کا
وزیر سامنے کھڑا تھا اُسکے کلائی پر خواجہ عمرو کی ہاتھ ڈالا جھٹکا دیا عمرو فوراً کے جھل زمین پر گرا کر تڑ د
گرتے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گزاری یہ کہکر لپیٹ کر خنجر مارا سرہنگ جادو کے
پہلو کو توڑ کر خنجر باہر نکلا سرہنگ تڑپ کر گرا عمرو نے جست کی کہ مین نکل جاؤن جادوگرون
نے گھیرا خواجہ عمرو نے حقہ آتشبازی کا مارا کسی کا ہاتھ جلا کسی کا منہ جھلسا کوئی ہائے ہائے
کرکے گرا اب بارگاہ مین عمرو بھاگا بھاگا پھرتا ہی دروازہ بارگاہ کا بھی آنکھون سے ناپدید ہوا
گھبرا کر عمرو نے تیغچہ بھی کھینچا کسی پر چاب مارا وہ بیہوش ہو کر گرا کسی پر کمند ماری کسی کے خنجر
کوکھ پر مارا کنجہ مین رکھا کسی کو چیر مارا ملکہ سہیل دیکھتی ہی کہ عمرو مثل برق کے تڑپ رہا ہی زمین
پر قدم نہین جمتا کئی سو جادوگرون کو مار کر ڈال دیا مگر مجبور ہی کہ دروازہ بارگاہ کا نہین ملتا جلد
تھک جاتا ہی جب ساحر لینا لینا کہکر دوڑتے تھے مین گھبرا کر لپٹ آتا ہی سہیل نارنجی پوش نے چند دانے
ماش کے ہاتھ مین لیے عمرو نے ایک جادوگر کو خنجر مارا وہ گرا تھا کہ سہیل نارنجی پوش نے ایک
دو ہتڑ زمین پہ مارا آواز گبرگی دی زمین نے پانون خواجہ عمرو کے پکڑ لیے اب ملحوظ ہو کہ مہتر
برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو یہ تو بند سے بیٹھے مین عمرو
کے پانون زمین نے پکڑ لیے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے نعرہ کیا ہان سب کے سر کاٹ لو
جادوگر تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے اب خواجہ عمرو کو عالم یاس ملک الموت پاس بلک بلک کر
آواز دی ای رب بے نیاز و ای خالق کارساز اس مشکل کو حل کر ادھر مہتر برق و جانسوز

اور ضرغام و چالاک وغیرہ تڑپ تڑپ کر پکار رہے ہیں ای معبود لم یزل و ای عزیز بے بدل بلاکت سے بچا لے ظلم سے ان ساحران خدا کے نجات دے خواجہ کو اس حال میں دیکھکر چالاک نے سرد سے مارا پکارا کہ ای رحیم و کریم اگر قبلہ و کعبہ قتل ہو جا ئینگے چراغ لشکر اسلام زیر طلسم ہوش ربا بجھ جائیگا گل ہو جائیگا ایک آن میں گلزار امید پر خزان آجائیگی اور اسباب کہ ظلم سے فوج مہرخ امان نہ پاسکے گی **نظم**

اور نہیل گر کابش سپاہی	اور بافتہ عجوزہ خاک	اور وہ آفتاب شاہی
اور کردہ بنا سراچۂ تن	بکشادہ در و زدیدہ روزن	زمین پہ صبح چرخ افلاک
بر منظر دیدہ طاق ابرو	او ساختہ این ہمہ عجائب	بستہ زکمال قدرت از مو
مشعل مہ کہ بر فروزد	بے روغن و بے فتیلہ سوزد	اور کردہ بناے این عجائب
بزرگ در روزن از مہ و خور	در منبہ ابرآن یگانہ	در بیضہ سرنگون اخضر
رگ دارد بجار جود است	بخشندۂ خلعت وجود است	بنہفتہ ز ژالہ پنبہ دانہ
		اور وہ بے نیاز ایسے مقام پر قتل

ہوتے ہیں کہ دفن و کفن بھی نہ ملیگا لاشہ کون اٹھائیگا قبر تک کون پہونچائیگا یہ دل سے جوان سبھون نے دعا کی تیر ہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار مہتر قران نامدار جو لقب تیتے ہوے اندر سے زمین کے آتے تھے زیر زمین اسی بارگاہ میں آکے پہونچے جان سے تو اپنی بیزار روح قالب سے نکلنے کو تیار آفت میں گرفتار انگلیون سے خون ٹپک رہا ہی یکایک کان میں آواز گیرودار کی آئی مہتر قران نامدار نے اوپر ہاتھ کرکے ایک نقب مارا قابل سا طبقہ ٹوٹا مہتر قران نے دیکھا خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و چالاک شکین بندھے بیٹھے ہیں خواجہ عمرو کے بالون زمین نے پکڑ لیے ساحر تلوارین کھینچے ہوے آمادہ قتل ہیں یہ لوگ گریہ و زاری کر رہے ہیں اور ایک ساحرہ جو سب کی افسر معلوم ہوتی ہی تیغ کھینچے ہوے طرف خواجہ کے جاتی ہی اندھیرا آنکھون کے نیچے آگیا قلب تھرا گیا گردن اٹھا ہوا لباس پھٹا ہوا زمین سے نکلتے ہی نعرہ کیا باش او قحبہ کیا کرتی ہی میں آن پہونچا

نعرۂ مہتر قران ذیشان	سریع السیر چون باد بہاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بمیدان فزود آتش فشانم	بنام مہتر قران شیر زیانم	ملکہ سہیل نارنجی پوش پلٹی کہ

یہ بلا کہان سے آئی چاہتی تھی کہ سحر کرے بغدا پڑا ایسے کے ہزار ٹکڑے ہوئے عمرو کے بانون
زمین نے چھوڑے برق و جانسوز و ضرغام و چالاک یہ سب قید سے رہا ہوئے سکان کرنے لگے
صداے ہاے ہو بلند تمام ساحر در دمند بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی سرنام من سہیل نارنجی پوش
ہو داب روشنی ہوئی ساحران شہر نے عیارون کو گھیرا عیار لڑتے بھڑتے بیچ شہر مین آگئے
مین مہتر قران کا بغدا چل رہا ہی خواجہ عمرو نے جابجا مار مار کے صدہا نامردون کو مارا
برق کر پیچ کھینچے تڑپ رہا ہی ساحران شہر گھے تو یہ لوگ قبضہ مین نہین آتے حقہ ہاے
آتشین مار کر ہزارون کو جلا دیا اب دروازہ شہر کا بھی معلوم ہو رہا ہی قریب ہی کہ لڑ بھڑ کر
نکل جائین ساحر سحر بھول گئے ہین دیوارین شہر کی گر گئی ہین باغ مین گلہاے رنگارنگ سے
چنگاریان نکل رہی ہین شاخین مثال شمع کافوری جل رہی ہین ہر نخل شمشاد پر شعلہ کا گمان ہی
ہر درخت آگ کا شجر معلوم ہوتا ہی کوہ و برزن مین ہنگامہ ہی کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا
کہ باشیدا و نا عیار و میری دختر بلند اختر کو مارا ہمنام شعلہ خوار جادو مہتر قران نے جو سر اٹھا کے
دیکھا ایک ساحر غدار بلاے روزگار ہزبر آتشین پر سوار ہاتھ مین اسباب ہر دسون انگلیان
مثل چغیشانے کے روشن آگ کا پتلہ بنا ہوا عیارون نے چاہا کہ کود پھاند کر نکل جائین چہار جانب
مجمع ساحران مقابلے سے ان بیچارون کے حیران پریشان تو ما یک جھپکنے نہ پائی کہ شعلہ خوار
زمین پر اُترا ہزبر آتشین سے کود کے ایک دو جنتر زمین پر مارا کہ عیارون کے بانون زمین نے
تھام لیے اور شعلہ خوار جادو جھڑک کر جھپٹا ایک طرف لاشہ جانی بیٹی کا تڑپتے دیکھا آگ
لگ گئی گریبان چاک کیا منہ پر خاک ملی آواز دی ہاے ای نور نظر پارہ جگر ان ظالمون کو رحم
نہ آیا عین شباب مین تجکو مارا یہ کہکر طرف عیارون کے لپٹا عمرو سے آنکھ ملا کر آواز دی او
ساربان زادے تم چھون کو تو ابھی پھونکتا ہون مگر چرخ وغیرہ کی بھی شامت آئی ہی
اگر اس خون کے معاوضہ مین جا کر کل کو نہ مارا تو نام اپنا شعلہ خوار جادو نہ پایا یہ کہکر جھولی
سے گولہ نکالا چرخ دے رہا ہی عیارون نے دیکھا کہ وقت خاتمہ قریب آیا سیقہ ارہو کر
پکار اٹھے ای دافع البلیات وای سامع الدعوات فریاد رس درماندگان خلاق زمین و
آسمان تو نے بطن مادر مین جگہ دی تو ہی نے نو مہینے حفاظت کی چالیس روز قبل از تولد

برلیستان مرحمت فرمایا ایک کارہ کن مین تمام عالم کو بنایا النظم

تمام آموز سرو جویباری — بلندی بخش بر ہمت بلندے
بادہ آمرز رندان قدح خوار — بطاعت گیر پیران ریاکار
یقین دہ ورز ورز محنت گزاران — زیجر لطف او ابر بہاری
شکر دش پر شکر کام شکر خوان — ز قہر شش زہر عیش تلخ حرفان
دربار مین اپنے آقا کو پکار رہے ہین نظم — مشکلم در پیش یا حاجت روا
علی درماندہ ام دستم بگیر — در گناہ خود گرفتارم اسیر
امیری تو وزیری من گدا — یا علی سلطان عالم نام تو
وصف ذاتت در کلام اللہ ہست — تو ا ما سے تو ید اللہ ہست

تعصب باف عروسان بہاری
بہ پستی افگن ہر خود پسندے
انیس خلوت شب زندہ داران
کند خار و سمن را آبداری
سب سے زیادہ مہتر قران
کس نبی جز ذات تو مشکلکشا
کن نظر بر بینوائی یا شہا
آسمان پست است پیش بام تو
اے کریم کارساز و اسطہ ان

زرگان دین کا رحم کر اس جمیا کے ظلم سے بچاسے یلک کر جو ان جھون نے دعا کی دریائے
رحمت الٰہی جوش مین آیا اتفاقات قضا و قدر حاکم مالک بحر و بر ملکہ مخمور سرخ چشم جو
طلسم جمشیدیہ سے شاہزادہ نور الدہر بدیع الزمان سے رخصت ہو کر چلی تھی بخوف
شاہنشاہ افراسیاب مثل ستارے کے آسمان مین ڈوبی ہوئی چلی آتی تھی شور و غل کی آواز
وان مین پہونچی دیکھا ایک شہر کو کہ دیوارین وغیرہ گر گئی ہین قصرہاے پختہ جابجا جل رہے
ہین ہر در و دیوار سے شعلہاے آتش نکل رہے ہین اپنے چھون عیارون کو دیکھا کہ مجمع ساحران
مین پابجولان ہین لاشے سیکڑون گرد پڑے ہین ایک ساحر غدار آتش کا تکیہ بنا ہوا ہاتھ مین
وئے کو چرخ دے رہا ہی کلمات سخت بنسبت عیارون کے زبان پر جاری گولا مارا چاہتا ہی ملکہ
مخمور سرخ چشم کا کلیجہ جلا مگر شعلہ خوار جادو نے گولا مارا کہ عیار جل جائین ملکہ مخمور سرخ چشم
نے وہین سے سحر کیا کہ وہ گولا اُلٹا پلٹا مجمع ساحران مین آکر پھٹا کئی ہزار ساحر جلکر گرے شعلہ خوار
گھبرایا کہ یہ کیسی آگ لگی میرے سحر نے میرے ہی جادوگرون کو جلایا چاہا کہ نیچہ کھینچ کر جھینٹے کر
آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ مخمور سرخ چشم مین نے پچانا اترتے اترتے سحر کیا زمین پھٹنے لگی
کئی سو ہمیا واصل جہنم ہوئے شعلہ خوار نے کہا باش اے مخمور مین نے پہچانا یہ کہکر اُسنے ہاتھ کے
دو نے مارے صدہا شعلون نے اُس ماہ آسمان خوبی کو گھیرا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دونون

ہاتھ چمکا کے باران سحر برسا آتش سحر کو اُس بجہا کی بجھایا اور پلٹ کر موتیون کا مالا توڑ کر پھینکا
وغیرہ پر وہ موتی گرے ہاتھ پانون سحر سے چھوٹے اب یہ بھی کمندین پکڑ کر ساحرون سے لڑنے
لگے مخمور نے قیامت برپا کی کئی ہزار ساحرون کو مار کر سامنے شعلہ خوار جادو کے پہونچی
بہت سے سحر کیے ملکہ نے دانہ یاقوت احمر کا کنٹھے سے نکالا اسم سحر کا پڑھکر للکارا سینہ پر کینہ
شعلہ خوار جادو کے مارا ہر چند چاہا بچن نہ سکا سینے پر پڑا کر پشت کو توڑ کر نکلگیا شعلہ خوار
چرخ کھا کر زمین پر گرا صدائین ہا ہو کی آئین زمین کانپی سنگباری برف باری ہوئی خواجہ
نے اس اندھیرے مین لوٹنا شروع کیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام مین شعلہ خوار
جادو بود دیکھا ایک لاشہ شعلہ خوار ولاشہ سہیل نارنجی پوش خود بخود بلند ہوے جھونکے ہوا
کے اڑا کر طرف آسمان کے لیگئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی ای خواجہ عمرو دام طمع مین
نہ پھنسو شہر کے لوٹنے مین نہ مصروف ہو نکلجاؤ مین لشکر مین آکر ملونگی اب راستہ بھی فراموش نہو
جلد نکل جائیے یہ لاشے دونون کے طرف باغ سیب کے گئے ہین افراسیاب کو خبر
ہو جاوے گی فوراً آئیگا قیامت برپا کریگا یہ کہکر مخمور سحر کر کے بلند ہوئی چھون عیار بنچہ ٹیک ٹیک
کر شہر سے نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے اب راستہ بھی معلوم ہوا دو تین کوس راستہ طی کیا
تھا کہ نشان لشکر اسلام معلوم ہونے لگا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران
نامی و جادوگران گرامی جلوہ فرما ہین جبسے کہ خواجہ عمرو کو افراسیاب لیگیا ہی بارگاہ مین
سناٹا پڑا ہی ملکہ مہرخ کہ رہی ہین کہ صاحبو نہین معلوم خواجہ عمرو پر کیا گذری ایک سر
ہزار سودا خدا اسکی جان بچائے سامنے دشمنون کے سرخ رو رہے فلک رو زنیتہ کما ہے
یہ کہکر ملکہ مہرخ نے کہا کیون ای ملکہ بہار تم تو فکر مین خواجہ عمرو کی بیتاب ہین بجز رو خواب
مین عہدۂ وزارت تمھارے سپرد ہی مناسب یہ ہی کہ ہر کس و ناکس کا خیال رکھو کئی مہینے کا
زمانہ گزرا کہ بی مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہرکارے بھیجو خبر منگاؤ رونق لشکر اسلام کی بازو آ
صاحب جاہ و وقار خدانخواستہ کہین افراسیاب جادو نے پکڑ نہ لیا ہو قید کر کے طلسم مین
نہ بھیجا ہو ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا عاشق مزاجون کے لیے فکر بیکار ہی انپر بھوت عشق کا سوار
ہی کوہ عقیق پر ہونگی مزے اڑا رہے ہونگے آنکھون مین رنگ نشے کے جمے ہونگے نئی نئی چاہت

دلمین جوش محبت حضور ربط وضبط بہت مشکل ہی جو آتش عشق کو یون سینہ مین چھپائے وہ بڑا
کامل ہی کلیجہ آتش عشق سے جلے منہ سے دھوان نہ نکلے قلب پر چھری سی چلے ہائے وائے
نہ کرے بی مخمور کے دل نے نہ مانا اپنے معشوق کو دیکھنے گئی ہین جلدی کیا ہی آئینگی کوئی قید
ہی تو انھین کیا مرنے والا مرے جینے والا جیے اپنے مزے سے کام اپنے فعل کی مختار
ہین انھین کون بدنام کریگا کئی مہینے گذرے دل نہین بھرتا اگر ہمارا خیال ہوتا شاہزادہ اسد
بن کرب غازی کے قید ہونے کا ملال ہوتا ضبط کو کام فرماتین اس زمانے مین نہ جاتین ملکہ
مہرخ نے ہنس کے فرمایا ای ملکہ بہار جادو ہم تمھارے ربط وضبط کے قائل ہین ماشاء اللہ
کیا ضبط ہی شاہزادہ سعد بن قباد کی محبت کو کیا چھپایا ہی نام سعد بن قباد سنکر ملکہ بہار کی آنکھون
مین آنسو بھر آئے کہا حضور خدا اُس شہریار کو سلامت رکھے اُنکے غلامون سے ہمین محبت ہی
مگر اپنے کو بدنام کرنے سے نفرت ہی ہر چند کہ آتش عشق کا چھپانا کلیجہ کو جلانا مردان عالم
کا کام ہی عاشقان صادق کا ننگ انجام ہی نظم

عشق سر دفتر دیوان قضاست — عشق سر حلقۂ ارباب بلاست
عشق را فتنہ گری پیشہ بود — عشق بی ساختہ اندیش بود
عشق آشوب پسنداست مدام — عشق راہست ہمین طرز مدام
عشق ہمخوابۂ چشم بیخواب — عشق ہم بزم دل خانہ خراب
عشق گلگونہ نبالد گل را — عشق شوریدہ کند بلبل را
عشق راہست در شادی بند — عشق را راحت کس نیست پسند
عشق را رحم نباشد فریاد — عشق را نیست روش جز بیداد
حسن و عشق اندر روز میثاق — بستہ عہد گر از روے فراق

یہ اشعار آبدار پڑھ کر ملکہ بہار کے عارض رنگین پہ اشک خونی
بہنے قریب تھا کہ ہچکی لگ جائے ملکہ مہرخ نے فرمایا ای بہار ای گلعذار ای سرو باغ رعنائی ای غنچہ
چمن زیبائی حقیقت مین تمنے خوب ربط وضبط کو کام فرمایا یکتا بہار نے کہا حضور نہ ربط ہی نہ
ضبط ہی کوچۂ عشق مین قدم رکھنا سراسر خبط ہی ہین اپنے بخت واژگون طالع نگون سے امید
نہین کہ پھر زیارت اُس شہریار کی نصیب ہو یہ ہمسے نہ ہو سکیگا کہ یہان ہنگامۂ قتل اسد غازی
برپا ہو ہم مزے اُڑانے جائین یہ جنکا کام ہی اُنکو مبارک رہے ہان اگر خدا فضل کرے اور
شاہزادہ اسد بن کرب غازی قید افراسیاب سے چھوٹین اور صاحبقران لڑتے بھڑتے

یہان پہونچین اسوقت مین یک نظرے خوش گذرے کل لشکر اسلام کی سلامتی کی خیر مناتے ہین
ہمارا عشق یہی ہی جہان رہین جان و مال کی اُنکے خیر ہو یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ
مخمور سرخ چشم طاؤس زرین بال پر سوار دریاے جواہر مین غوطہ مارتے ہوے مثل برق جہندہ
بارگاہ مین آکر اُتری پایۂ تخت کو بڑھکر بوسہ دیا سب سے صاحب سلامت ہوئی ملکہ بہار نے مسکرا کر
کہا حضور بادشاہ بخیر ملکۂ عالم آئین کیون ملکہ مخمور خوب مزے اُڑائے اتنی جلدی آنا کیا ضرور تھا
معشوق کے پہلو مین دل مسرور تھا یہان آنے سے کیا فائدہ ہر وقت جان جانے کا خیال
آٹھ پہر جنگ و جدال خوب راگ و رنگ مین مصروف رہین ملکہ مخمور نے کہا بی بہار صاحبہ تمکو کچھ
حال بھی معلوم ہی آتے ہی طعن و تشنیع شروع کردی بہار نے کہا بوا خفا کاہے کو ہوتی ہو
حقیقت مین اسد غازی کو چھڑانے گئی تھین لوح طلسمی بھی ملگئی در بند بھی فتح ہوے انچو
ملکہ مخمور کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوا کہا بی بہار صاحبہ خدا چاہیگا تو شاہزادہ اسد بن کرب غازی
بھی چھوٹین گے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی وہ بھی دن خدا دکھائیگا اور انشاء اللہ ہمین لوح طلسمی
کا پتا لگا دینگے تم سمجھتی ہوگی ہم کو وہ عشق سے آتے ہین پروردگار نے ہمین ایسے وقت پر پہونچایا
کہ تمام لشکر اسلام مصیبت مین تھا بادشاہ لشکر اسلام کی جان بچائی اس کلمہ پر تو ملکہ بہار کو
غصہ آیا کہا بس لو بیٹھو چھوٹا منھ بڑی بات نہ بولو اُنکا خدا حافظ و نگہبان ہی پیدا کرنے والے کا
اُنپر احسان ہی ذرا سی بات کی لڑنے لگین معشوق کی جہانجھ بجر آتاری دونون مین جائون
جائون جو ہوئی ملکہ مہرخ نے منع کیا دونون کو گلے سے لگایا کہا ملکہ مخمور بیان کرو کیا سرگذ
گزرا ملکہ بہار ہمارے سر کی قسم حال تو سنو مخمور نے کہا حضور مین بیشک کوہ عقیق پر گئی تھی
کسی کی چوری نہین ہی مین کسی کی لونڈی باندی نہین جب کوہ عقیق پر پہونچی ایک جادوگر یہان سے
گیا تھا اُسنے قیامت برپا کی تھی اول جاکر اُسکو مارا سر میدان لٹکا رہا اب اور بڑی مصیبت
کیا عرض کرون کسی وقت مفصل بیان کرونگی مجمل یہ ہی کہ طلسم جمشید یہ مین نعبی خدا سلامت رکھے
اُس شیر بیشۂ جرأت شجر بردشت بہت گل گلزار خلیل الرحمان شاہزادہ نور الدہر کو اس
زور شور سے طلسم فتح کیا کہ زمین تھرائی تھی جمشید جادو کو گھسکر مارا وہان سے مہلت پاکر
اُنکی راہ مین خواجہ عمرو بن امیہ ایک قلعہ مین جاکر مبتلاے بلا ہوے تھے وہان پہونچکر

شعلہ خوار جادو کو مارا قلعہ سے اُن سب کو نکالا یہ سب کچھ کیا اور پھر پہلو میں بیٹھی تھی راگ و
رنگ میں مصروف تھی یہ خیر خواہ ایسی بیوقوف تھی ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا جوش محبت میں یہ
سب کچھ ہوا نہایت دربار میں خوشی ہوئی ملکہ مہرخ نے پوچھا ای ملکہ مخمور خواجہ عمرو کو تو افراسیاب
جادو لیگیا تھا قلعہ میں کیونکر پہونچے ملکہ مخمور نے کہا میں نے یہ خواجہ سے دریافت نہیں کیا
شعلہ خوار جادو کو جب مارا لاشہ اُسکا مع سہیل نا بخی پوش ہوا پر اُڑکر چلا میں گھبرا کر تعجیل تمام
نکل آئی خواجہ کو آواز دی کہ استاد جلد نکلیے ایسا نہو کہ بلا میں پھنسو بارے وہ بھی نکلگئے یقین ہی
تشریف لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکاروں نے عرض کی خواجہ عمرو مع عیاروں کے آتے
ہین سرخ مو وغیرہ واسطے استقبال کے نکلیں خواجہ عمرو بارگاہ میں آئے سب سردار واسطے
تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہرخ نے تصدق وغیرہ اُتروایا پوچھا کہ خواجہ اُس ظالم کے پنجہ سے کیونکر رہائی
پائی عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور ملکہ شبنم گوہر پوش کی آنکھ کھلی حیران ہوئی کہ پھرا دیں کیونکر
پڑی اپنے کوہ مروارید پر گا نا سُن رہی تھی اس دربارگاہ میں کیونکر آئی خواجہ عمرو نے پکار کے آواز
دی ای ملکہ شبنم گوہر پوش قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا میں تجکو بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ
میں گرفتار کر لایا اگر قتل کر ڈالتا کسی کو خبر بھی نہوتی اول تو تمھارا احسان تھا کہ تمنے افراسیاب
جادو سے میری سفارش کی جان بچانے کی گذارش کی علاوہ اسکے تمسے ایک محبت بھی ہوئی
سامری و جمشید پر لعنت کرو ان سب شاہزادیوں کا ساتھ دو کتاب سامری میں صاف صاف
تحریر ہی کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی قاتل افراسیاب جادو ہی جہاد کرنا دین اسلام
میں بڑا ثواب ہی ہرچند خواجہ عمرو نے سمجھایا مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو ناگوار ہوا ہرچند کہ گانے
پر خواجہ عمرو کے مائل ہوئی ہی تیغ علم موسیقی کی گھائل ہوئی ہی گرفتار ہو کے اپنا آنا بہت شاق
ہوا مگر یہ بھی خیال کیا کہ بڑے بڑے ساحران نامی دربار میں ملکہ مہرخ کے جمع ہیں ملکہ بہار
و باغبان عالی وقار و سمار قدرت صاحب سطوت و صولت برق و رعد وغیرہ سمجھی کہ انکا
میں خرابی ہی دوست بنکے کام کرو اپنے دل میں سوچ کر جواب دیا کہ خواجہ مجھے عذر کیا ہی میں تو خود
اسی فکر میں تھی کہ آپ کی خدمت میں پہونچوں افراسیاب جادو سے لڑا دن یہ بھی آپ پر
ظاہر ہو جائیگا بہت سے اسرار طلسم مجھے معلوم ہیں بر وقت رہائی طلسم کشا عرض کرونگی مقام لوح

بتاؤنگی میں نے دل وجان سے اطاعت طلسم کشا قبول کی یہ سعادت حصول کی ملکہ مہرخ نے منگواکر خلعت دیا پہلو میں ملکہ سرخ کے کرسی ملی مگر خواجہ عمرو نے چپکے سے ملکہ بہار سے کہد کہ ملکہ مہرخ سے کہدینا کہ شبنم گوہر پوش دل سے مطیع نہیں ہوئی چہرے سے سیاہی کفر کی دور نہیں ہوئی بہار نے کہا نہیں خواجہ یہ ساحرہ بڑی صاحب لیاقت ہی یہ ایسا نکریگی عمرو خاموش ہورہا ملکہ شبنم گوہر پوش کے دل کو تو پیچ وتاب ہی کہ شب ہو تو سار بان زادے کو گرفتار کرکے خدمت مین ملکہ حیرت کی لیجاؤں اسکی عیاری کی سزا دوں مگر ہم شکل کنیز شمیمہ لقب زن عیار بھی دربار میں ملکہ مہرخ کے حاضر تھی دربار کی کیفیت دیکھکے بھاگی خدمت مین ملکہ مہرخ کی آئی عرض کی ای ملکۂ عالم شاہنشاہ عمرو کو لیگئے تھے ملکہ شبنم گوہر پوش کے مقام پہ جاکر ٹھہرے تھے عیاروں نے عیاری کی عمرو رہا ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل میں ڈالکرلے آیا راہ میں کسی وجہ سے قلعہ سہیل نارنجی پوش میں پہونچا سہیل نارنجی پوش کو مہتر قران نے مارا باپ اسکا شعلہ خوار ملکہ مجمر سرخ چشم کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا قلعہ ویران ہوگیا ابھی عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل سے نکالا عمرو نے سمجھایا وہ مطیع اسلام ہوئی عمرو سے کہ رہی ہی بعد رہائی شاہزادہ اسد بن کرب غازی لوح طلسم ہوش ربا کا پتا بتاؤنگی در بند مچ کرادونگی انکو بڑا بھاری خلعت ملا ہی سنکے حیرت جادو قہر وغضب میں کانپنے لگی کہا جو نمکحرام جاتا ہی بوچ کا فرد بتا لگاتا ہی بلاؤ تو ملکہ صرصر شمشیر زن کو یہ کلمہ منھ سے نکلا تھا کہ سامنے سے صبا رفتار کمند انداز بصد کرشمہ وناز نمایان ہوئی ملکہ حیرت کو غصہ مین دیکھکر مثل آئینہ حیران ہوئی ملکہ حیرت نے کہا ای صبا رفتار مین تجکو نہال کرونگی دامن آرزو گوہر بے بہا سے بھردونگی شبنم گوہر پوش ملکہ ہمکمال جادو کی بھانجی ہو مسلمان ہوگئی جس طرح سے بنے گرفتار کرکے لا مارے کوڑوں کے حرامزادی کی کھال اترادونگی صبا رفتار نے کہا لونڈی گئی اور جاکے لائی صبا رفتار سر شام صورت اپنی ایک جادوگرنی کی بنا کے لشکر مین خواجہ عمرو کے داخل ہوئی مگر ملکہ شبنم گوہر پوش بصد جوش وخروش دربار مین ملکہ مہرخ کے داخل ہی غصہ مین خاموش بیٹھی ہی دل سے کہ رہی ہی کہ ای شبنم تیری دست برد توراعت کو ہوگی سلمانون پہ اوس پڑے گی لیئے خواب مرگ مین مبتلا ہونگے سبکو پا جاونگی سرکاٹ کرنے جاؤنگی نگوڑے عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ عمر بھر یاد کریگا میری بدعت سے

فریاد کریگا پہر رات گئے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ملکہ شبنم گوہر پوش کے واسطے ایک
بارگاہ استادہ کرادی کنیزین براے خدمتگزاری مرحمت ہوئین سب سردار اپنے اپنے خیمے مین
گئے صبا رفتار ایک درخت کی آڑ کھڑے ہوئے بارگاہ شبنم گوہر پوش کو تاک رہی ہی کہ سناٹا
ہو تو جا کر تدبیر گرفتاری کرون یہان ملکہ شبنم گوہر پوش کو کب آرام ہی بعد جانے خیمے کے کنیزون کو
اپنے پاس سے رخصت کر دیا تنہا جاگ رہی ہی کہ رات زیادہ گذر لے تو بارگاہ سے نکلون
پہلے نگوڑے عمرو عیار کا سر کاٹ لون جو ہو سکے آج رات بھر قتل کرکی چھوڑونگی صبح ہوتے بارگاہ
ملکہ حیرت جادو مین پہونچونگی جب اسنے یہ خیال کیا کہ پہر رات باقی رہی ہی اپنے چھپر کھٹ سے
اٹھی باہر بارگاہ کے آئی چہار طرف نگاہ اٹھائے دیکھنے لگی خواجہ عمرو کے خیمے پر نگاہ ڈال رہی
ہی کہ گوشے سے صبا رفتار نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو دیکھا جی مین کہتی ہی کہ کیا سبب ہی
کہ اسوقت ملکہ شبنم اپنی بارگاہ سے نکلی گمراہی صبا رفتار ہی وقت عیاری ہی جھٹ پٹ
رنگ و روغن عیاری کا لگا کر مہتر برق فرنگی کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑتی ہوئی سامنے
ملکہ شبنم گوہر پوش کے آئی شبنم اسکو دیکھکر جی مین کہنے لگی کہ یہ عمرو کا قوت بازو ہی پہلے اسکو
لینا چاہیے پکار کر آواز دی بیٹا کہان سے آتے ہو صبا رفتار تو خود ہی چاہتی ہی کہ یہ مجھکو
بلائے تو مین اپنا کام کرون پلٹ پڑی پکار کر کہا ملکہ عالم خیر تو ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا بیٹا
برق اسوقت بارگاہ مین دل گھبرایا چاندنی کی سیر دیکھنے باہر نکل آئی آؤ گھڑی بھر ہمارے
پاس بیٹھو خیال مین ہی کہ شبنم بیٹھے تو اسکو بارگاہ مین سے چلو اسکا سر کاٹ لو صبا رفتار نے
کہا ملکہ حاضر ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش برق کو لیکر اندر آئی صبا رفتار نے آتے ہی کہا ملکہ کوئی
گلابی شراب کی بھی ہی اسوقت بہت جی چاہتا ہی ملکہ شبنم نے کہا بیٹا لو پیو یہ کہکر گلابی سامنے
کی صبا رفتار نے جھٹ پٹ جام لبریز کرتے کرتے بیہوشی شامل کرکے ہاتھ پر رکھکر کہا ملکہ پہلے آپ
پیجیے ملکہ شبنم نے بے تکلف ہاتھ بڑھا دیا جام لبون سے لگا کر پی گئی جام پلا کر صبا رفتار اٹھی ملکہ
شبنم نے کہا بیٹا برق کہان چلے صبا رفتار نے کہا اب طلائے پر جاؤنگی ملکہ شبنم اٹھی
کہ ماش کا دانہ مار دون کہ یہ باہر نہ جا سکے اٹھتے اٹھتے بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لوٹ کر گر گئی صبا رفتار
نے فوراً زبان مین سوزن دیا حلقہ ہاے کمند سے مشکین باندھین سراپچہ چاک کرکے نکل گئی

طرف لشکر ملکہ حیرت کے روانہ ہوئی ستارہ سحری چمک چکا ہی خواجہ عمرو کو رات بھر خیال
رہا ہی کہ دیکھیے ملکہ شبنم گوہر پوش کیا کرتی ہی دو گھڑی رات رہے سے عمرو اُسکی بارگاہ پر
آیا اندر سے آکر دیکھا پیرزن صبا رفتار کا معدوم ہوتا ہی سراپچہ چاک ہی بس خواجہ عمرو نے خیمے سے
نکلتے ہی آواز دی ملکہ شبنم گوہر پوش کو صبا رفتار چرا لیگئی سرداروں نے قصد کیا عمرو
نے کہا پہلے مین جاتا ہون دیکھون تو معرکہ کیا ہی آپ لوگ خبر رکھئیے گا جیسا مناسب وقت
ہوگا عمل مین لائیے گا یہ کہکر طرف لشکر کفار کے بھاگا یہان ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی
شاہزادیان وزیرزادیان آتی جاتی ہین مصور و صورت نگار ملکہ یاقوت جادو و ملکہ
شعلۂ آتش مزاج و ملکہ نمکین شیرین کلام و ملکہ صنوبر شمشاد قد وغیرہ جمع ہین ملکہ حیرت
جادو کہہ رہی ہی کہ مین نے برلے گرفتاری ملکہ شبنم گوہر پوش صبا رفتار کو روانہ کیا ہی صبح
ہوگئی تو شبنم کو کہان پائیگی مصاحبین عرض کر رہی ہین حضور وہ لے ہی کر آئیگی یہ سخن ناتمام تھا
کہ صدا زنگ کی بلند ہوئی دیکھا صبا رفتار کمند انداز پشتارہ بدوش آپہنچی ملکہ حیرت نے
پوچھا صبا رفتار کسکو لائی عرض کی حضور شبنم گوہر پوش کو لائی یہ سنتے ہی ملکہ حیرت جادو
نے کہا لا سامنے بٹھلا دے صبا رفتار نے پائین فرش بٹھا کر فتیلہ رفع بیہوشی دیا ملکہ شبنم نے
آنکھ کھولی ملکہ حیرت جادو نے پکار کر آواز دی او قحبہ او شفتل او کمبخت اپنے باوا عمرو پر
عاشق ہوئی اسد غازی کو رہا کرنے جاتی تھین لوح طلسمی کا راز بتاتی تھین اب کہ تیرے
حامتی کہان ہین ملکہ شبنم شرم سے غرق عرق ہوگئی ایسے کلمات مغلظات کبھی کانون سے کاہیکو
سُنے تھے جواب دیا ملکہ خیر تو ہی مین یہان کیونکر آئی عیار بچی سے کہا مین برق بنکر تمھاری شکین
باندھ لائی شبنم نے کہا حضور مین تو اسواسطے مطیع الاسلام ہوئی کہ عمرو کا سر کاٹ کر لاؤن
یہ آپ نے کیا غضب کیا میرا کام بنا بنایا بگاڑ دیا ملکہ حیرت جادو نے کہا لو صاحب اور مزا سنو
مجکو کل کی چھوکری نادان بناتی ہی وہان گئین تو اُنکی دوست یہان ہمارے ساتھ فقرہ بازی
جعلسازی ارے دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون تو نے میرے مقام پر شاہنشاہ کو بیہوش
کرایا تیری ہی باتون سے عمرو چھوٹا ورنہ ابکی شاہنشاہ اُسکے فقرے مین نہ آتے اپنی چھپتی تیغ
دکھا کے میرے بھولے شاہنشاہ کو بہکایا دشمن کو چھڑوا دیا ہمارے دشمنون مین بیٹھ کر

فتح طلسم کی تدبیر بتاتی ہین میرے سامنے آکر یہ باتین بناتی ہین جلد جلاد کو بلاؤ اس نمک حرام
کو قتل کرین شبنم ہر چند کہتی ہے ملکہ ذرا ہوش مین آؤ چوچ سنبھالو بادشاہ کی جورو بنکر آپ سے
باہر ہو دوست کو دشمن بناتے بھی شرم نہین آتی ہے اس بات پر تو ملکہ حیرت جادو کو اور غصہ
آیا فوراً جلاد کو بلایا کہا اس زبان دراز کو قتل کر جب جلاد نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا ریت کا چبوترہ بنایا
گردن پر کوٹ کا خط دیا تیغ چمکا کر پکارا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست * مرغ را
دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست * کسکا سر رشتہ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب
بارگاہ سلطانی ہے کسکی کشتی عمر طوفانی ہے ملکہ عالم حکم اول ہے سمجھ کے دیجیے اب تو ملکہ شبنم گوہر پوش
کا عجیب حال قلب پر ہجوم غم و ملال کہ سنی کی موت کا سامنا اتنے بڑے دربار مین ہر کس دشمن
جان تشنۂ خون نظر آیا رنگ روے ملکہ شبنم گوہر پوش متغیر ہوا پیشانی پر موت کا پسینہ آیا
جسم مین رعشہ دل سے کہتی ہے اے شبنم تیرے مکر نے تجھکو ہلاک کیا اب اسوقت ثابت ہوا کہ دین
عمرو کا سچا ہے کہا ملکہ مہرخ و بہار کہا مقابلہ افراسیاب نابکار قوت و قدرت خدا سے نادیدہ
صاف ظاہر ہے اتنا بڑا بادشاہ چاہے اپنے ملازمون کو نہ قتل کر سکے جو جو اوصاف خواجہ عمرو
بن امیہ نامدار نے اپنے پروردگار کے بیان کیے وہ سب حق ہین اے دل تردد مت کر وہ معبود
برحق ہے اے خداے عمرو مین عہد واثق کرتی ہون اگر اس بلاے ناگہانی سے بچون خواجہ عمرو
کی شریک ہو کر افراسیاب خانہ خراب سے لڑون شاہزادہ اسد غازی کی سرداری مین جان
و دل سے کوشش کرون یہان ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا اے جلاد تجھے حکم اول دیا اس
بد انجام نکوحرام کو جلد قتل کر جلاد نے شانہ ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہلایا کہا او گنہگار حکم اول تیرے
قتل کا ہو چکا جو کھانا ہو کھالے جو وصیت کرنا ہو کرلے اب جان کا بچنا دشوار ہے موت تیرے
سر پر سوار ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے جواب دیا او بجیا اپنے کام مین مصروف ہو نہ پانی کی ہوس
نہ کھانے کی خواہش البتہ یہ بڑی کاوش ہے اگر اس وقت اگر کسی کا گذر لشکر اسلام مین ہو
تو خواجہ عمرو سے ہمارا یہ پیغام پہونچا دے کہ شہنشاہ درج عیاری آپکی کنیز ناچیز بیکس
و بے بس ہو کر دربار کفار مین قتل ہوئی یہ ہوس دل مین رہی کہ وقت آخر آپ کی زیارت سے
مشرف ہوتی مگر جہان تک ہوسکے اس کنیز کی لاش لے جائیے گا طریقہ اہل اسلام سے دفن کیجیے گا

ہپ کے سامنے میں نے عرض کہا تھا مگر اب صدق دل سے اطاعت دین اسلام قبول کی شہزادی
وقت آخر سعادت دارین حصول کی فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا لونڈی کے جنازے کو کاندھا
دیجیے گا یہ کہکر چیخ مار کر روئی نگاہ طرف آسمان کے اُٹھائی بیقراری میں پکاری **نظم**

اے عمرو کے خدائے نادیدہ　　ہے یہ تیری کنیز رنجیدہ　　مجھکو اس قید سے چھڑا جلدی
بدعت وجور سے بچا جلدی　　بھیجی اپنی سنا کو اے معبود　　سنتی ہوں ہر جگہ تو ہے موجود
شان قدرت کی اب دکھا یا رب　　اس بلا سے مجھے بچا یا رب　　دین اسلام ہے قبول مجھے
جانبری جلد ہو حصول مجھے　　اے سمیع و علیم اے ستّار　　خالق بے نیاز اے غفار
وقت امداد و دستگیری ہے　　شاق لونڈی پہ یہ اسیری ہے　　تیری قدرت تو آشکارا ہے
اب ترا ہی فقط سہارا ہے　　سن چکی ہوں کہ بے نیاز ہے تو　　اپنے بندوں کا چارہ ساز ہے تو
تیرے در کے گدا ہیں شاہ و فقیر　　پھیر دے اس کنیز کی تقدیر　　مجھ گنہگار کی دعا ہو قبول
ہو رہائی اب اس بلا سے حصول

ملکہ شبنم گوہر پوش کے جو آنسو ٹپکے ابابیلان دربار اور زیادہ
ہنسے کہا اے ملکۂ عالم خدائے نادیدہ سے دعا کرتی ہے دم اسکی وحدت کا بھرتی ہے حیرت جادو
نے حکم دیا او جلاد جلد سر کاٹ لے جلاد تیغہ کھینچکر چلا جیسے ہی چاہا کہ ہاتھ مارے پیشانی پر ایک
پتھر پڑا جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا آواز دی وہ مارا اب سبنے دیکھا کہ ملکہ شبنم
گوہر پوش تو صحیح و سالم بیٹھی ہے جلاد کی لاش پڑی ہے ملکہ حیرت جادو نے کہا دیکھو تو اے صبا دیکھ
کس نے پتھر مارا صبا رفتار چہار طرف نگاہ اُٹھا کے دیکھنے لگی دیکھا کہ عمرو خدمتگار بنا ہوا
ستون کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑا ہے صبا رفتار نے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے آواز
دی او ساربان زادے کہاں جاتا ہے عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر میں پڑے
سبک ہو کر کمند کے حلقوں سے اور منہ سے نکل گیا سنو شہنشاہ ہفت اقلیم عیاری کسکی مجال ہے کہ
ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے مگر حلقوں سے کمند کے نکلکر عمرو زمین پر گرا تھا کہ ایک جادوگر نے
آواز گیر کی دی زمین سے پاؤں عمرو کے پکڑ لیے اس جادوگر نے چاہا عمرو کو تلوار سے مارے چلو
پر چوبدار سونے کا عصا لیے کھڑا تھا اُسنے آواز دی او میاں ساحر دیکھو ملکہ منع کرتی ہیں اسنے
منھ پھیرا چوبدار نے وہی عصا سر پر جادوگر کے مارا اور نعرہ کیا منم صاحب بندہ گران قاتل ساحران

مہتر قران اس ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمرو کے پاؤں چھوٹے لوٹ مار کر قریب ملکہ شبنم
گوہر پوش کے پہونچا زبان سے سوزن نکالا کہا ای ملکہ شبنم گوہر پوش ہوشیار ہو ملکہ شبنم
نے اٹھتے اٹھتے ایک دو تبر زمین پر مارا زمین کانپی کئی جادوگر مرے ترلیپ کے بیرون
بارگاہ آ کر دیکھا چھوں عیار نیچے ہاتھ میں پٹرے موجود ہیں حلقے کمند کے حباب بیہوشی حقہ ہائے
آتش بازی مار مار کر کئی سو جادوگروں کو قتل کیا مگر ملکہ حیرت جادو غصہ میں دوڑی باہر بارگاہ
کے آکر دیکھا ملکہ شبنم گوہر پوش سحر کر رہی ہے سنگریزے اٹھا اٹھا کر پھینکتی ہے عیار بھی
لڑ رہے ہیں مثل برق کے تیغچہ مارا اور غائب ہوئے خوف سے ساحروں کے زرغنکان
میں چھپ جاتے ہیں کبھی کسی غار میں بھاگ پڑتے ہیں بڑی چستی و چالاکی سے لڑ رہے
ہیں ملکہ حیرت جادو نے شبنم کو للکارا خبردار او شبنم کہاں جاتی ہے میں ملکہ حیرت جادو
خاتون شاہنشاہ طلسم ہوشربا ملکہ شبنم گوہر پوش نے ایک جادوگر کو مار کر جھولی اٹھالی
ہے اُسمیں سے ترنج نکال کر مارا حیرت نے برق چمکائی ترنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا
مگر کئی ساحروں کو شعلۂ آتش نے جلادیا بس حیرت نے پڑھ کر ایک گولہ مارا کہ شبنم پر مارا بال
اپنے کھول دیے ملکہ شبنم کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا آفتاب تھرایا لڑکھڑا کر گری ملکہ حیرت
نے آواز دی اسکا سر کاٹ لو اب مہلت نہ دو ساحر باوہ کر کے چلے ملکہ شبنم گوہر پوش
نے خیال کیا کہ سحر فراموش قلب پر حیرت کا جوش قریب ساحر نہ پہونچنے پاے تھے کہ بیٹین
پھولوں کی آئیں طائروں نے زمزمہ سرائی شروع کی آسمان سے نعرہ ہوا ای شبنم گوہر پوش
نہ گھبرانا میں ملکہ بہار جادو گئے تھے ملکہ بہار نے حیرت جادو پر گلدستہ سحر مارا کچھ پھول
شبنم پر چھینٹے شبنم بھی اٹھی گلدستہ ملکہ بہار جادو کا سر پر حیرت کے پھٹا پھول برسنے لگے کہا
سرخ نے شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی جسکے جسم پر پھول پڑا جل گیا جسپر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ
جھوما شعر عاشقانہ پڑھا تلوار کھینچ کر اپنی گردن پر رکھ لی کسی نے قرولی اپنے پیٹ میں ماری
آپسمیں بھی تلوار چلی کئی سو جادوگر سحر بہار سے جہنم میں پہونچے بہار نے آتے ہی شبنم کو
بھی رہا کیا شبنم پر اوس پڑ چکی تھی ہمہ تن رشک تھی پر بجلی تڑپنے لگی بہار نے جو آتی مہلت پائی
پھر اٹھا کر گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ملکہ حیرت کا مصاحب زرریز جادو پانچ سو جادوگر

اسکی پشت پر کھڑا ہوا ار کر رہا تھا پھول جو برسے کچھ اسکے سر پر گرے جلدی سے اٹھا کر سونگھے بھول گیا اپنے کو بھول گیا جھوما گلچینی گلشن بہار کی کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا باغی تھا جھونکا ہوا ے عشق کا چلا چکا تھا اے سرو باغ محبوبی وای غنچہ نو دمیدۂ حدیقۂ محبوبی آپ کے گلشن عشق کا ہوا خواہ ہون آرزوے وصل مین تباہ ہون یہ کہکر غزل عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف بہار کے دوڑا غزل دوست صادق جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

مر مٹے ہم تو محبت مین یہ انجام ہوا
مین بھی مجنون کی طرح خلق مین بدنام ہوا
زندگی مین نہ ہوا چین گھڑی بھر کو نصیب
درد دل میرے لیے باعث آرام ہوا
آپکے عشق کا حاصل یہ ہوا مجکو ثمر
آکے مہمان جو ہمارا وہ گل اندام ہوا
دل جو خوش ہو گیا الفت مین جلا مثل چراغ
آکے دامن مین وہ عطر گل بادام ہوا
اب وہ کیون چھپے پھر آئے عیادت کیلیے
رات ادھر آئی تو روشن یہ سر شام ہوا
رات بھر جلکے مکان مین شمع کے جلتے
کوئی معشوق ہوا کوئی دل آرام ہوا

آپ کہتے ہین کہ ہم تم مین بدنام ہوا
مستعد قتل پہ میرے جو وہ گلفام ہوا
قبر مین صبح ہے تو حاصل ہمین آرام ہوا
آپنے لی نہ خبر اپنے گرفتارون کی
انکھیان آپ سے لگین خلق مین بدنام ہوا
ایک مٹ جاتے ہین یون جو محبت کا ہو ذوق
آنسو آنکھون کا مری روغن بادام ہوا
ایک عالم یہ زمین بزم مین ہنسنے پایا
جو ہمارے لیے ہونا تھا سر شام ہوا
رات کے آتے ہی دل بجھ گیا مانند چراغ
گل چراغ انکے مزار دلکا سر شام ہوا

ایسے دل کے لگانے کا یہ انجام ہوا
روح بالیدہ ہوئی خوش دل ناکام ہوا
غش کے عالم مین رہی بیخبری تا بہ سحر
مرگئے آخر کار انکا یہ انجام ہوا
نہ کیا رشک چمن خانۂ وحشت اپنا
جام شیشے سے نہ شیشے سے جدا جام ہوا
آنکی آنکھون نے جو گرمی مین پسینہ ٹپکا
بھر کے سو مرتبہ خالی صفت جام ہوا
درد الفت بھی حسینون کا ہے کیا کوئی چراغ
جو کہ ہونا تھا دم صبح سر شام ہوا
دلکو جلا لیا سوداے محبت نے جواد

غزل دیگر تصنیف کردۂ منشی احمد حسین صاحب المتخلص بہ قمر

جلد دے جام ساقیا نشہ کا اب آتار ہے
تیری نشیلی آنکھ کا آج تلک خمار ہے
پھولون کی ہر طرف مہک سبزے کی جا بجا لٹک
غنچون کی یک بیک چٹک باغ مین کیا بہار ہے
زلف دوتا ے نازنین کالی بلا سے کم نہین
جب ہوئی مار آستین سینے مین دل فگار ہے
تیر مژہ کا ذکر کیا جسکے پڑا وہ پھر بچا
ترچھی نگہ کی جب ذرا برچھی جگر کے پار ہے
دیکھکر اس پری کی چال نعرہ رقص ہون پائمال
قد ہے کہ تازہ ہے نہال پھول سا ہر عذار ہے
اسکی وہ نازنین کمر جو کہ عدم کی دے خبر
نور کا سانچے سے سر بسر کیا ہی حسین نگار ہے

باتیں گلے میں ڈالدو حسرت دل نکال دو | اب نہ سوال ٹال دو ہجر یہ ناگوار ہے
شب کو گئے جو آج قمر کو جبیں آسکے نظر | ماہ نہ وہ چھپا نظر فکر یہی انتشار ہے

ملکہ بہار نے آواز دی کہ کیوں میاں کیا چاہتے ہو سب نے دانت نکال کر کہا میری جان جاتی ہے ملکہ بہار نے جواب دیا تم مرتے ہو یا توں کی مصیبت کا دم بھرتے ہو کہا نہیں حضور آپ پر جان جاتی ہے آتش عشق ہڈیوں کو جلاتی ہے کہا اچھا تلوار کھینچو خفت : کھینچنا یہ سنتے ہی اُنسے تلوار کھینچی پانچ سو ساحروں نے اپنے اپنے گلے پر رکھی ملکہ بہار مسکرائیں برق گری کہ خرمن ہوش وحواس کو اُنکے جلا دیا آہ کر کے پانچ سو نے اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالے چشم زدن میں اتنے ساحر بیدم ہو کر گرے کہ خون کے دریا بہے صدائے وا دریغا بلند ہوئی حیرت نے جو پلٹ کر دیکھا نہایت دردمند ہوئی آواز دی کہ او بہار تو نے میرا کلیجہ داغدار کر دیا اتنی دیر میں میدان کو لاشوں سے بھر دیا مگر آج تیری قضا دامن گیر ہے دیکھ تیرے قتل کی تدبیر ہے یہ کہکر کارد سحر جھولی سے نکالی اسم پڑھا بہار پر چھری پھینک ماری بہار پیچھے ہٹی ہرچند چاہا بچوں ممکن نہوا کارد آن کر شانہ پر پڑی شانہ نشانہ ہوا گل سا چہرہ کمہلا گیا اب حیرت چلی کہ بہار کو ماروں یکایک زمین شق ہوئی ایک جوان کو دیکھا دہشت چہرے سے آشکار بکھرے بکھرے بال صاحب اقبال کانوں پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ کیا منہ رعد جادو اکثر عرض کیا ہے کہ ماں بیٹے ساتھ رہتے ہیں ملکہ برق ماں رعد جادو کی آسمان پر چلی ہوا بنے فرزند کے آواز کی مشتاق رہتی ہے رعد نے نعرہ کیا اسکی صدا کی تاثیر سے حیرت تھرائی برق چمک کے آسمان سے گری سر حیرت جادو کا زخمی ہوا مگر زخمی ہوتے ہی حیرت جادو نے اٹھا کر گولا مارا رعد جادو زخمی ہوا دونوں پاؤں مار کر غرق زمین ہو گیا برق تڑپ تڑپ کے رونے لگی یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہرخ سحر چشم بصد تہور و حشم مع چار سو ساحران نامی اور بیٹیاں گرامی پشت پر لشکر ظفر اثر علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے اپنے اپنے نام کے نعرے کرتے آ پڑے ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ میرے واسطے کل اہل اسلام آئے دونوں لشکر آپس میں ملگئے ہر اہل عزم ملکہ مہرخ کا یہی چاہتا ہے کہ ہم اپنی جان لڑائیں مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بجائے مثل گل شگفتہ وجد کر رہی ہے کہ حقیقت میں ہمراہیان خواجہ عمرو

بڑے قدرشناس ہین اپنے ملازم کے یہ پاس ہین ایک کے واسطے ہزارون نے جان دی
سب سردارون نے جان لڑا کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بیچ مین لیا زخمی ہوگئی تھی ہوادار پر سوار
کیا ملکہ مہرخ نے آواز دی ای غازیان دیندار و ای مجاہدان بہادر شعار جو مراد تھی وہ حاصل ہوئی
شبنم کو باغیون سے بچا لیا تسکین دل ہوئی. بس چلو سب سرداران نامدار ہمٹ کر ایک مقام
پر ہوئے لڑتے ہوئے خبر کرتے ہوئے ملکہ شبنم گوہر پوش کو لیئے ملکہ حیرت جادو ہر چند کد و
کاوش کرتی ہی جنگ مین کوشش کرتی ہی مگر کام نہین ہوتا ہی جبھی ہاتھ روزگار رہی دشمن فرار کیا
تا ہنجا. ہزارون دوبارا اٹھ بڑھکر ملکہ خود بدولت جادو للکارا ملکہ بہار نے آواز دی اے حیرت
کیون جھنجھلاتی ہی ہم اپنے سردار کو لینے آئے تھے تمھو دان سے آئے تھے اپنے دھگڑے
دو اسباب کو بلا اس سے مطلب کر جب ہٹ جا کیون جان دیتی ہی اپنا خون کا ہیکو اپنی گردن
پر لیتی ہی ہماری شریک ہوجا تجکو بادشاہ بنائین طلسم ہوشربا کا پھر کر مٹائین غرض مین حیرت
جادو ملکہ بہار پر سحر کر رہی ہی کبھی ملکہ مخمور نے بڑھکر اسکا سحر رد کیا کبھی باغبان قدرت نے
بڑھکر روک لیا اسطرح لڑتے ہوئے کنارے تک لشکر کے پہونچ چکے ہین وزیر زادیان ملکہ
حیرت جادو سے عرض کر رہی ہین کہ حضور اب کدکاوش بیکار ہی شبنم گوہر پوش کو وہ لوگ
چھڑانے آئے تھے لیئے جاتے ہین اب ہٹ آیئے میدان کارزار مین دیکھا جائیگا لوٹ کر سبکو
میدان کارزار مین قتل کیجیے ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ واپس ہو وہ کئی سو ملازمان ملکہ مہرخ
ملکہ شبنم گوہر پوش کے ہوادار کے گرد مین شبنم بھی انتہائی رفعداری مین ہی سحر کرتی جاتی ہی تو عرض
کر چکا ہون کہ صدق دل سے مطیع الاسلام ہو چکی ہی اب جو جا سردار آ کر ملے اور زیادہ ملکہ مہرخ
وغیرہ سے محبت ہوئی روح کو راحت قلب کو قوت ہوئی کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا ایک ساحر
سیہ فام کو دیکھا کہ قفس آہنی ہاتھ مین منھ سے شعلہ ہائے آتشین نکلتے ہوئے للکارتا ہوا کہ ای ملکہ
شبنم غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوئی اپنی جان پر کھیلی منم سلح شور جادو فرستادہ ملکہ ہیتکال
جادو تمھاری خالہ صاحبہ کو خبر معلوم ہوئی ہی حکم دیا ہی کہ مشکین باندھ کر لاؤ یہ کہکر اس زور و شور
سے گرا آتش کے داغ سے چھنکتا ہوا کچھ شعلے بھڑکے گرد ہوادار کے جو ساحر تھے وہ آتش سحر
سے جلنے لگے ہر ایک کی استخوان سے شعلے نکلنے لگے سلح شور جادو نے ہاتھ بڑھا کر شبنم کو

ہوا دار پر سے اُٹھا لیا قفس آہنی مین تعجیل تمام بند کیا مثل شعلۂ جوالہ کے گرا اور مثل برق جہندہ
کے قفس لے کر بلند ہوا ملکہ حیرت جادو کو پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم تردد نفرمایئے گا مین انکو
انکی خالہ صاحبہ کی خدمت مین لیے جاتا ہون وہ کان پکڑ کر دو طمانچے ماریگی راہ پر آجائیگی
اتنا جلد غائب ہوا کہ اہل اسلام سحر نہ کر سکے اب جو پلٹ کر دیکھا وہ ساحر غائب ہو گیا حیرت
اپنے لشکر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے پلٹ آئی ملکہ مہرخ وبہار وغیرہ باخاطر پریشان منتشر
بیقرار ہا ہے آ بارگاہ مین آئین عیارانی سب ساتھ ہین ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا
ملکہ شبنم کو وہ ساحر سیہ فام لے گیا اسکی فکر واجب ولازم ہی خواجہ عمرو نے کہا مجھکو بھی بڑا خیال
ہی برق وچالاک نے کہا اُستاد ابھی جاتے ہین ملکہ شبنم گوہر پوش کا پتہ لگاتے ہین ملکہ مخمور
نے کہا خواجہ میرے آنے کے ساتھ ہی شبنم گوہر پوش کا بھی جھگڑا نکل آیا مجھے آپ سے ایک
بڑا امر بزرگ عرض کرنا ہی اسکو بگوش ہوش سماعت فرمایئے عمرو متوجہ ہوا کہ ملکہ بیان کرے ملکہ مخمور
نے کہا ای شہنشاہِ اوج عیاری آپ سے پردہ کیا ہے مین نے ایک شب کو خواب پریشان
دیکھا واسطے ملاقات شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے روانہ ہوئی لشکر پروردگار کا
ایسے وقت پر پہونچی کہ ایک ساحر [illegible] افراسیاب خانہ خراب لشکر اسلام کو تباہ کر رہا تھا
جاتے ہی اُسکو مارا اور دو جادوگرنیان کہین سے آئی تھین وہ شاہزادہ نورالدہر و طہماس
کو اُٹھا کر لے گئین ایک پہاڑ پر جا کر انکو بھی قتل کیا وہ مقام علامت طلسم جمشید تھا نہین معلوم کہ
اسمین کیا بھید تھا مختصر یہ کہ مین طلسم جمشیدیہ مین قید ہوئی شاہزادہ نورالدہر نے لوح حاصل کی طلسم
کو فتح کیا جمشید جادو کو جا کر گنبد جمشیدیہ پر مارا وہان کے قصر مین ایک حکیم بقراط ثانی جلوہ فرما تھے
مجکو اور نورالدہر کو بھیجا نہایت اعزاز واکرام سے پیش آکے آپ کو سلام کہا ہی ہزاروں دعائین
دی ہین ایک پرچہ کاغذ کا دیا ہی اور فرمایا تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو یہ کاغذ دینا
بقدر مہ رہائی اسد بن کرب غازی کام آویگا یہ سنکر خواجہ عمرو نے اسی وقت تخلیہ کیا
کاغذ لے کر ملکہ مخمور سے پڑھا لشید وہ طرف سے بقراط ثانی کے مرقوم تھا کہ ای سرپرست
مسلمانان وسردار عیاران رفیق وشفیق زلزلۂ قاف ثانی سلیمان سرو باغ خنجر گذاری گل شگفتۂ
عیاری ہای ونامدار خواجہ عمرو ذی وقار پیر دانش ہو کہ تدبیر رہائی طلسم کشا مین تمہید اول یہ ہی

کہ سمنکال جادو کو مطیع کرو دوسرے ملکہ ماران زمین کن و اسرار جادو کا بھی شریک ہونا
واجب ولازم ہے راستہ گنبد کوزر کا سرحد باغ سیب سے پیدا ہوگا یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے
کہ رہائی شہسوار عرصہ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی آپ ہی کی کوشش پر
موقوف ہے مگر جو جو نام عرض کیے یہ ساحران مذکور جب تک شریک نہونگے رہائی شیر بیشۂ
صاحبقرانی کی ناممکن ہے اگر تقاضائے ہمت دی تو بعد طواف خانہ کعبہ یہ نیاز مند لقبراط ثانی بھی
بر وقت حاضر خدمت ہوگا یہ مضمون پڑھکر خواجہ عمرو نے پوچھا ملکہ سمنکال جادو و ماران
زمین کن و اسرار جادو یہ سب کہاں ہیں ملکہ بہار نے کہا سمنکال جادو تو یہاں سے
پانچ چار منزل پر ایک قصر ہے اسمین رہتی ہے ملکہ شبنم گوہر پوش کی خالہ ہے اُسنے اسکو پالا ہے
مگر ماران زمین کن و اسرار جادو کے آج تک ہمنے نام بھی نہین سُنے نہین معلوم یہ کون
ہین ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ طلسم نہایت وسیع ہے افراسیاب جادو اٹھارہ سو ملک کا
مالک ہے کیا ہر ایک کو سب جانتے ہین مگر اتنا مین آگاہ ہون کہ ماران زمین کن و اسرار
جادو سرحد باغ سیب مین ہین اُس سرحد مین جاکے آنا غایت دشوار ہے جسطرح یہ دریاے
خون روان و پل پرزدان تھا کہ بدون حکم افراسیاب جادو کوئی اُس پار نہ جا سکتا تھا
ویسا ہی پانچ کوس کے گرد مین سرحد باغ سیب ہے جو اُس سرحد مین پہونچا گویا تہ تیغ
آسیب ہے نام سنا ہے مگر بخوبی آگاہی نہین ہے خواجہ عمرو نے کہا حساب تو کرو کہ میعاد اسد
غازی مین کسقدر زمانہ باقی ہے مخمور و بہار نے کہا ایک ہفتہ سے زیادہ نہوگا ملکہ خبر
پائی ہے کہ افراسیاب خانہ خراب نے حاکمان زبردست کو نامے بھی تحریر کیے جو بڑے بڑے
شاہان اولوالعزم ہین کہ چار چار لاکھ فوج سے ایک ایک مہینے کے راستے سے سفر کرکے
اپنے اپنے مقام سے چل چکے ہون تو عجب نہین مگر ابھی افراسیاب نے مشتہر نہین کیا
امروز فردا مین یہ بھی ہوا چاہتا ہے خواجہ عمرو نے کہا خیر خدا مالک ہے مین ملکہ شبنم گوہر پوش
کی فکر مین اب جاتا ہون عیار چالاک و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام
شیر دل اس تخلیہ مین شریک ہین ان سب نے عرض کی کہ استاد ملکہ شبنم گوہر پوش کی
فکر کرنا واجب ولازم ہے یہان تو تخلیہ مین یہ صلاح ہو رہی ہے مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ صرصر کو

روانہ کیا کہ ای صرصر جا دیکھ تو مسلمان کس تدبیر مین ہین ملکہ صرصر شمشیر زن کو ادھر طلبین

اب دو کلمۂ داستان افراسیاب جادو بیان ہوتے ہین

کہ کوہ مروارید سے اسکو ملکہ ماہیان زرد پوش اٹھا کر پردۂ ظلمات مین لائی افراسیاب
جادو جب ہوشیار ہوا ملکہ ماہیان نے کہا ای افراسیاب یہ کیا شامت ہی کہ ہر مرتبہ دام تزویر
عمرو مین پھنستا ہی افراسیاب جادو نے کہا کیا کہون مجھکو بڑا افسوس ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہی
کہ ساربان زادہ اسکو گرفتار کرکے لیگیا ہی نہین معلوم اسپر کیا گذری اب مین باغ سیب مین
جاتا ہون کل کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکر باغ سیب مین آیا انیسین جلیسین خدمت مین حاضر ہوئین
دور شراب شروع ہوا یکایک آسمان پرسے رونے پیٹنے کی آواز آئی افراسیاب جادو
نے سر اٹھا کر دیکھا لاشہ شعلہ خوار جادو و سہیل نارنجی پوش سامنے آکر گرا ہر دن سے
فریاد کی افراسیاب جادو نے پوچھا ارے انکو کسنے مارا عرض کی حضور ایک کو ہشترقوان نے
ایک کو ملکہ مخمور سرخ چشم نے قتل کیا افراسیاب جادو نے کہا یہ لوگ وہان کیونکر پہونچے
یہ کہکر کتاب اٹھا کر دیکھی کل کیفیت معلوم ہوئی غصہ مین تھرایا ایک کوٹھا کھولکر فولادی تپلہ نکالا
کہا جاکر صرصر کو تو یہان لا صرصر بارگاہ سے ملکہ حیرت جادو کی لیے جاتی ہی طرف بارگاہ مہرخ
کے جارہی کہ آسمان پر سے بجلی تپلہ فرشتا نہ افراسیاب جادو زمین پر گرا صرصر شمشیر زن کی آنکھ
کھلی اپنے کو سامنے افراسیاب جادو کے پایا صرصر نے دیکھا کہ افراسیاب غصہ مین بیٹھا ہی
صرصر واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر اس ساربان زادے نے
نہایت مجکو پریشان کیا ہی کاہیکو خون ہوگیا کوہ مروارید سے جاکر تھا سہیل نارنجی پوش مین بیٹھا
ملکہ سہیل نارنجی پوش و شعلہ خوار باپ اسکا دونون مارے گئے مگر بڑا تعجب ہی کہ ملکہ مخمور
کا نشان طلسم جمشید یہ سے ملا تھا یہان ساحرون نے بیان کیا کہ شعلہ خوار کو مخمور نے مارا صرصر
نے کہا حضور فرزندان حمزہ قدم جس مقام پر گیا وہ مقام ویران ہوا طلسم فتح ہوگیا ہوگا مخمور
وہان سے بچی ہوئی آئی ہوگی یہان عمرو وغیرہ بحر مین شعلہ خوار کے چھپنے مخمور نے دیکھا ہی
گرمی مین شعلہ خوار کو مارا اسکا تعجب کیا ہی آج کا حال تو حضور نے سنا ہی شبنم جا کر
مطیع الاسلام ہوئین موجب حکم ملکہ حیرت جادو مین گرفتار کرلائی نگوڑے عمرو نے ہنگامہ

برپا کیا شبنم کو بیہوش کو چھڑا لیا عین گرمی جنگ مین سلح ستور جادو آیا شبنم کو بیہوش کو گرفتار
کرکے لیگیا ملکہ حیرت جادو سے کہتا گیا کہ مین شبنم کو بخدمت ملکہ سنکال جادو لیے جاتا ہون
وہ انکی خالہ ہین سمجھا لینگی سرکشی کی سزا دینگی افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر سنکال جادو
کے مقدمے مین مجھے بڑی فکر ہی ایسا ہو اسکو عیار گرفتار کرلین اور وہ بھی عمرو کی شریک
ہو جاے تو مقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی مین راے معقول ہیگی مین چاہتا ہون اسکو
بلوالون سرحد باغ سیب مین ایک باغ دو دن وہ آئین ہیگی سرحد باغ سیب سے اسکا نکلنا
مناسب نہین ہی مگر جسطرح سے ہو سکے جا کے مخمور کو گرفتار کرلا ای صرصر قسم ہی سامری و جمشید
کی کہ جس روز سے مخمور سرخ چشم نکلگئی ہی نشہ اتر گیا شراب و کباب کا مزا نہ رہا یہ کہکے آنکھون
مین آنسو بھر لایا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا ای صرصر اسوقت مخمور کا ذکر آیا دل قابو مین نہین
آتا ہی یہ کہکر اشعار زبان پر جاری کیے غزل مصنف

کیا کہین آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل — درد سے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل
تیر مژگان نے انھین توڑ کے مارا اسکو — پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی — صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل
ای قمر شیر زبان سے بھی نہ خوف آے مجھے — اسد اللہ رسد گریہ مددگاری دل

دیکھو لڑاے خدا ہی اس ستمگر کو راہ پر
رکھی ہی باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر
کچھ اسکا اعتبار نہین بیوفا ہی یہ
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر
دیکھا جو پھیر کے یار نے آنکھین چھپا گئین
عاشق اثر ہو درد رسیدہ کی آہ پر
دکھلاے سیر چشم فسونگر و دغل اگر
درہم چڑھے ہوے ہین یہ سبکی نگاہ پر

چھائی ہوئی ہی بے اثری رنگ آہ پر
ہی زاہدون کو مزد عبادت کی چشم داشت
نازان ہو جو زن دنیا کی چاہ پر
پھر پڑی وی پہ اسکی قدم ناز نے لگے
تجلی کا شک ہوا مجھے اسکی نگاہ پر
سمجھا کہ کچلی مین ہی یہ سانپ مبتلا
رقصان ہون پتلیان ابھی نرگس نگاہ
یہ قبلہ سے گردش بحر جہان زر دل

لگائی جان سرمہ چشم سیاہ پر
میری نظر ہی اسکے کرم کی نگاہ پر
ہنگام دید سامنے اس شہسوار کے
طاؤس و کبک آ گئے مین چپ ہو رہا
اس تیر کو خطا بھی کرتے نہین نشانا
افشان جو چہرہ کی یار نے زلف سیاہ پر
داغ جگر یہ دلی نرگس کی جیسے آنکھ
گویا کہ ہون سوار حسانہ جبلہ پر

یہ اشعار عاشقانہ پڑھ کر افراسیاب جادو نہایت مکدر ہوا صرصر سے کہا کہ شاہنشاہ رنجیدہ

سنو ن مین ابھی جاکر مخمور کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکر باہناے عیاری سے آراستہ ہوئی طرف
لشکر اسلام کے چلی بیان خواجہ نے جلسہ مجلسہ کا برخاست کیا ملکہ مہرخ سے کہا کہ مین فکر رہائی
ملکہ شبنم مین جاتا ہون برق وچالاک پہلے سے روانہ ہو گئے خواجہ عمرو اپنے خیمے مین آئے
ہین باہناے عیاری بدن پیراستہ کر رہے ہین ملکہ مخمور جو اس جلسے سے اُٹھی طرف اپنی
بارگاہ کے جاتی تھی انمین جلیبین بھرے بڑے صرصر بھی اُسوقت بصورت مبدل آئی مخمور
کی فکر مین پیچھے پیچھے چلی سمن رخ نامے کنیز ملکہ مخمور کے پیچھے رہگئی تھی صرصر بھی ایک جادوگرنی
کی صورت بنی ہوئی ہے سمن رخ کو اشارہ کیا بوا ایک بات تو سنو سمن رخ پلٹی جیسے ہی درخت
کی آڑ مین آئی صرصر نے جباب مار کر بیہوش کیا زنگ روغن عیاری کا لگا بصورت سمن رخ بنکر
ملکہ مخمور کے ساتھ ہوئی ملکہ مخمور اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی مگر مانند اسد غازی کے مقدمہ مین
پریشان اور یاد نور الدہر مین حیران بے اختیار بول اُٹھی شعر خم صیاد فکر باغبان ہے ٭
دو حلقہ مین ہمارا آشیان ہے ٭ یہ شعر پڑھکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی گوہر اشک حسرت
سلک مژہ مین پرونے لگی آہ آتشبار نے خرمن خرد پر بجلی گرائی شرر ٹوٹا آفت اُٹھائی دل سے
کہتی ہے کہ اے مخمور یہ کیا غضب کیا اُسکو دل دیا آخر عنان صبر دست اختیار سے کھو بیٹھی کشتی
دل کی دریاے الم مفارقت مین ڈبو بیٹھی دفعۃً یہ کیا سودا ہوا اُسکی کمند زلف مین اسیر ہوئی اُسکی
تیر نگہ کی نخچیر ہوئی اُسکی تیغ ابرو سے گھائل ہوئی کسپر دل وجان سے مائل ہوئی اب
آتش فراق مین دل جل رہا ہے یا سکیا زمانہ ہجر کا کٹ رہا ہے بیت نہ مونسے نہ رفیقے نہ
ہمدمے دارم ٭ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ٭ افسوس ہے کہ دل بھی آیا تو کسپر کہ جسکا تمامی
اہل طلسم دشمن اور آسیر پنجۂ دشمن دیکھیے خالق بے نیاز وکریم کارساز دادرس درماندگان
وفریادرس مجبوران کب وہ دن لاتا ہے کہ اُس بچھڑے ہوے کو مجھ غم رسیدہ سے ملاتا ہے دیکھون
تقدیر کب تک بیڑیان رگڑواتی ہے آگے کیا نہین دکھاتی ہے اور اب تو جان پر بنی ہے دل مین یہی
ٹھنی ہے کہ اس کشاکش جدائی سے تڑپ تڑپ کے جان دون یا کچھ ایکبار کھا کر سو رہون داے
برما وگرفتاری ما کاش کہ ہم مادر مین پیدا نہوتی تو کاہے کو الم فراق سوزش قلبی سے جان کھوتی
بیت چہ خوش بودے اگر مادر نہ زادے ٭ بجاے شیر مارا زہر دادے ٭ قسمت کا لکھا

سب کچھ پورا ہوا شکایت فلک کجرفتار نا ہنجار بیکار ہی اپنی جان بچانا دشوار ہی کیا کرون کہان جاؤن اس دلِ ناصبور کو کیونکر سمجھاؤن بیت بدل دے اور دل اس دل کے بدلے الٰہی تو تو رب العالمین ہی ☆ اب تو ضبط و شکیبائی کا یارا مطلق باقی نہین رہا آتش فرقت نے دل و جگر مین آگ لگا دی بے اختیار طبیعت بھر آئی اسی حالت بیقراری و گریہ و زاری مین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار دوست صادق جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص باشک

تڑپ رہی ہو مری جان کس قدر بن تیرے
کوئی گھڑی نہین دلکو قرار بن تیرے
جو ایسا جانتے تمسے نہ ہم جدا ہوتے
چڑھ آیا درد کے اکثر بخار بن تیرے

کوئی گھڑی نہین دلکو قرار بن تیرے
وہ سر جو رہتا تھا زانو پہ آپکے اکثر
کہ ایکدم بھی نہو گا قرار بن تیرے

ہوئے ہو پہلو سے جب سے تم جدا دلبر
پلک پلک کے ہوا ہی نگار بن تیرے
جو کچھ خیال محبت کا آگیا ہی کبھی

وا آہ ری تقدیر کوئی چارہ نہین دفعتہً گیا باد مخالف میرے

چمن عیش و کامرانی مین چلی کہ دل شگفتہ کو پژمردہ کر دیا چار دن بھی اپنے اُس گل خوبی کو پھر نہ دیکھا کہ یہ روز سیہ پیش آیا جب وہ گھبرائی اس غزل کو باربار پڑھتی غزل جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص باشک

ہم کہین اور تم کہین صاحب
شب ہجران ہی اور زاری ہی
کر نہ برباد اُسکے کوچہ سے
اُسی عاشق کی دم شماری ہی
سُن تو اے اشک کبتلک رونا

چشم کو شوق اشکباری ہی
خاک یہ زندگی ہماری ہی
نہ جئین گے کبھی صبح تک ہم
اے صبا خاک یہ ہماری ہی
یہ سبک تو نے کر دیا ظالم
اب تو نالوں سے خلق عاری ہی

چشمہ فیض ہی کہ جاری ہی
کسکا سونا کسے ہی آتی نیند
آج کی رات نیہہ بھاری ہی
جو نہین تھا کسی شمار مین آج
میرا مردہ بھی سبکو بھاری ہی
صرصر جو بصورت سمن رخ

حاضر ہی اسنے بڑھ کر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین کہا کیون واری حضور اسوقت زیادہ متردد ہین ملکہ مخمور نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا اے سمن رخ کیا کہون دیکھیے اب انجام کیا ہوتا ہی دل بہت گھبراتا ہی ایک ہفتہ میعاد شاہزادہ اسد غازی مین باقی ہی کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم ہوتی اگر خدا نخواستہ وہ شیر بیشہ شجاعت قتل ہوگیا ایک ہی دن مین افراسیاب خانہ خراب سب کو قتل کریگا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی شاہزادہ نور الدہر کے فراق مین دل بہت بیقرار ہی یہ کہتی اور یہ غزل پڑھتی غزل

دوست صادق الوداد جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رات فرقت کی تڑپنے مین بسر کرتے ہین
نالہ و آہ مین ہم شب کو بسر کرتے ہین

وصل پر اُنکو رضامند اگر کرتے ہین
شام ہوتے ہی فغان مرغ سحر کرتے ہین

پردے مین وصل کی درخواست اگر کرتے ہین
سر جھکا لیتے ہین وہ نیچی نظر کرتے ہین

اُنکے کوچہ مین کبھی ہم جو گذر کرتے ہین
نالے پہلے سے اُنھین جا کے خبر کرتے ہین

ہم ہین جھگڑے ہی محبت کا مٹائے دیتے
آج سر دے کے ہم عشق کی سر کرتے ہین

آپ کی اتنی عنایت بھی ہمین بس ہوگی
کیون نہین آپ ادھر نیم نظر کرتے ہین

آپ ہی آپ چلے جاتے ہین محفل مین رقیب
مسکرا کر وہ نظر ہمپہ اگر کرتے ہین

بیخودی مین نہ رہا ضبط کا یارا تو جواد
تھام کر دل سوے افلاک نظر کرتے ہین

محبت مین اُس شیر بیشۂ جرأت کی کیا کیا صدمات اُٹھائے فلک کج رفتار مصیبت کسی فرد بشر کو نہ دکھائے قضاے کار رجانسوزین قران پھرتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ مخمور آیا چونکہ ہر روز سنتا ہی کہ زمانہ سعادت شاہزادہ اسد بن کرب غازی گذر گیا ہی دل غم و الم سے بھرا ہی خیال مین آیا کہ چل کے ملکہ مخمور سے پوچھین کہ ہمارا آقاے نامدار کیونکر رہا ہوگا یہ سوچ کر دروازے پر پہونچا ایک کنیز نے جا کر ملکہ مخمور سرخ چشم سے عرض کی مہتر ضرغام شیردل آتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اشک گہر رشک آنکھون سے پاک کیے کلیجے پر ہاتھ رکھکر فرمایا بلا لو صبا جو واسے برحال ضرغام والا مقام و دیگر عیاران خوش انجام کہ ایک ہزار ہو دسے تمام ساحران ہوش ربا نمرویون سے کے دشمن جو بجیا بانی جور و جفا آتا ہی پہلے ہی فکر ہوتی ہی کہ عیارون کو مثائین گرفتار کرکے پاس افراسیاب خانہ خراب کے لیجائین نہین معلوم یہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کیونکر اپنی جان بچاتے ہین صرصر شمشیرزن جو بصورت سمن رخ باتین سن رہی ہی آمد ضرغام شیردل سنکر روباہ صفت سُن ہوگئی گھبرائی بولانے اُٹھی کہا حضور کنیز پیشاب کرکے حاضر ہوتی ہی یہ کہکر لوٹا لیکر بھاگی بیت الخلا مین جا کر چھپی لیکن ضرغام شیردل فراق اسد نامدار مین روتا ہوا سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا سلام کیا ملکہ مخمور نے فرمایا ای مہتر والا گہر اسوقت کدھر کا قصد ہی ضرغام نے بے اختیار آہ کا نعرہ مارا چشمہ چشم سے دریاے اشک موجزن ہوا اِس طرح رویا جسطرح مادر مہربان

غم مین اپنے فرزند نوجوان کے گریان ہو مخمور رنجور خود دردرسیدہ غم فراق شاہزادہ نورالدہر
مین کبیدہ بیقراری واشک باری ضرغام پر قلب ناصبور ملکہ مخمور تھرا گیا کلیجہ منھ کو آگیا کہا ای
ضرغام رب انام انجام بخیر کرے دامن مدعا تمھارا گل مراد و آرزو سے بھرے اسقدر پریشان
نہو تمھارے ہزارہا بلکہ تمام ساحران طلسم ہوش رُبا دشمن ہین اگر مبتلاے غم والم رہوگے بدحواس
افراسیاب سہو گئے آٹھ پہر وہان بھی فکر بارگاہ حیرت مین ہر وقت یہی ذکر ہی جسطرح ہوسکے
اول عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرو تب سامان قتل طلسم کشا کرو نام طلسم کا سنکر ضرغام
نے سرزمین پر دے مارا کہا ای ملکہ دل تردد منزل کا حال کس سے کہین اب یہی قصد ہی زیر
گنبد نور جاکر اپنی جان دین ضرور وگ کہتے ہونگے ضرغام شیردل خاص عیار طلسم کشا ہی لیکن
بڑا بیحیا ہی کہ آقاے نامدار قید بلا مین مبتلا گرفتار دام حسرت انجام مصیبت و بلا یہ کیسا رفیق قدیم
شیر ندیم ہی کہ اِس سے کچھ نہین ہوسکتا عیش و عشرت مین مصروف ہی بخدا ای ملکہ جبدن سے
یہ سُنا کہ ہفتہ عشرہ میعاد اسد تماشی مین باقی رہگیا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام
اِسوقت یہ سوچ کر تمھاری خدمت مین حاضر ہوا کہ براے خدا کوئی تو ایسی تدبیر بتاؤ کہ تا بہ گنبد نور
پہونچین اپنے آقاے نامدار کو رہا کرین یا جان دین عنایت خدا سے مشہور ہی کہ ملکہ مخمور سرخ
چشم مصاحب خاص افراسیاب ہین لیکن ہمپر نظر لطف و عنایت نہین معلوم ہوتی تم و
راہ طلسم سے آگاہ کرو ہمکو تا بہ گنبد نور پہونچاؤ بدنام ہون اگر اور کچھ نہ ہو سکے تو زیر قدم آقاے
نامدار اپنی لاش ہو ہر شخص یہ کہے کہ غلام وفادار نے آقاے نامدار کے واسطے جان دی سعادت
کونین حاصل ہوئی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی کہا ای ضرغام شیردل ہمنے آج تک
کیا کوئی راز چھپایا ابتدا سے عاشق صادق ہین بار موافق ہین تمنے تو سنا ہوگا کہ جب نورالدہر
سے اول مرتبہ ملکر آئے افراسیاب آگاہ ہوا وہ ملعون ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری مین منظیر
محبت مین اُنکی کوڑے کھائے سختیان سہین ظلم اُٹھائے لیکن دامن صبر و دست استقلال سے
نہ چھوٹا غرق دریاے محبت رہے آپ لوگون سے آکر شریک ہوے ای ضرغام والا مقام
میری جان تک نام اسد نامدار پر نثار ہی مین کس کی رازدار ہون گنبد نور کا حال مجکو نہین
معلوم انشاءاللہ سنا ہی کہ ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن رازدار گنبد نور ہین اگر وہ

مطیع الاسلام ہوں تو شاید گنبد نور تک رسائی ہو یہ تو تلاش کرو کہ یہ دونوں کہاں بستی میں مقام
سکونت انکا دریافت ہو اُسوقت میں خود تمھارے ساتھ چلوں اُنکی گرفتاری کی فکر کروں یا لڑ
بھڑ کر محبت میں اسد نامور کی جان دوں اس بات کو خیال میں رکھو گوش ہوش سے سنو
جسطرح بن پڑے اپنے کو پاس ملکہ صنعت سحر ساز کے پہونچاؤ وہ افراسیاب کی قوت بازو
زینت پہلو ہی کیا تعجب ہی کہ ملکہ اسرار و ماران زمین کن کا مقام و مسکن جانتی ہو کسی حیلہ سے
اُس سے پوچھو اُسوقت میرے پاس آؤ مجھسے کل کیفیت بیان کرو تب میں تدبیر پہونچنے
گنبد نور کی بتلاؤں بلکہ تدبیر و تقریر کیسی جان و مال سے حاضر ہوں کل سرداروں کو لیکر
بلوہ کروں خدا فضل کرے تو اسد نامدار کو قید افراسیاب خانہ خراب سے چھڑاؤں
اے ضرغام یہ نہ خیال کرنا کہ ہم اسی طرح بیٹھے ہوئے رہجائینگے۔ وزقتل اسد غازی زیر گنبد نور
مرینگے گرداس شیر دل کے ہم سب کے لاشے ہونگے کہنے والے کہیں گے کہ وہ سردار نامدار غلامان
وفادار ہم بے فکر نہیں ہیں مگر مجبور و ناچار راز گنبد نور سے ناواقف لیکن آمادۂ مرگ و مہیائے قضا
ہیں جہاں تک ہو سکے گا سلطنت افراسیاب کو مٹائینگے جان لڑا دینگے لیکن عیاری مکاری
تمھارا کام ہی جو کچھ کہ ہمنے کہا ہی دریافت کرکے آؤ پھر ہماری جانبازی دیکھو ضرغام شیر دل نے
کہا اے ملکۂ عالم میں ابھی جاتا ہوں ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کے مسکن کا پتا لگاتا
ہوں بلکہ خود حیرت جادو سے پوچھونگا اگر رسائی ہوئی اور تا بہ افراسیاب خانہ خراب پہونچا
خود اُس بیابانی مردود خدا سے دریافت کرونگا حتے الامکان جستجو میں کوئی دقیقہ اٹھا نرکھونگا
یہ کہکر ساتھ ملکہ مخمور سرخ چشم کے باہنا سے عیاری آراستہ کرنے لگا لیکن صرصر شمشیر زن
بر فن بیت الخلا سے یہ سب باتیں سن رہی ہی خوف ضرغام شیر دل سے پسینہ پسینہ جی میں
کہتی ہی اے صرصر یہ نگوڑا مجکو دیکھ لیگا قیامت برپا کریگا جان بچانا دشوار ہوگی افراسیاب جادو
و حیرت کو کیا خبر ہی کہ پھر کیا گذری کون یہاں آکر بچائیگا یا سامری و جمشید یہ نگوڑا جلد جاے
ایسا ہو کہ ملکہ کسی کام کو مجھی کو پکاریں جواب نہ دوں تو بھی خرابی ہی ہر طرح دل کو بیتابی ہی
مگر ملکہ مخمور غافل از شعبدہ بازی فلک کجرفتار کہہ رہی ہی کہ اے دختر عالی وقار جلد جاؤ جس طرح
ہمنے کہا ہی جستجو میں مصروف ہو خبر فرحت اثر لیکر آؤ صاف صاف سمجھاؤ اے ضرغام ایکبار لے

برابر ایک ایک سال کے گذرتا ہے اب دیر نہ کرو ضرغام شیردل نے قصد کیا کہ کچھ دیر ٹھہرون
مخمور کے خیمے مین آیا ہون ایک دو جام شراب پیون پھر یہان سے چلون ملکہ مخمور نے
کہا کہ ای مہتر ضرغام کیسی شراب کیسے کباب شعر پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی +
دل بھن رہا ہے کسکو ہوس ہے شراب کی + اور دل مین ملکہ مخمور کے ہے کہ جلد مہتر ضرغام
جائین تو مین اپنے دل کو غم سے خالی کرون تصویر نورالدہر بن بدیع الزمان آنکھون سے
کے سامنے ہے کچھ باتین کرین دفتر شکایت کھلین اس عرصہ مین ضرغام شیردل بانہاے
عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ مخمور سے کہا تو ملکہ تلاش مین ماران زمین کن وملکہ اسرار جادو
کی جاتا ہون خدا چاہتا ہے تو خبر فرحت اثر لیکر آتا ہون ضرغام شیردل ملکہ سے رخصت ہوکر
گیا صرصر شمشیرزن ایسی بولائی تھی کہ پاخانہ مین سجدہ شکریہ سامری وجمشید کیا نام بخش لات و
منات ورد ہوا کہ راست پر آنکی نازکرتی تھی اب اپنے کو درست کرکے پائچے سنبھالتی لوٹا ہاتھ
مین لیے ہوے سامنے ملکہ مخمور کے آئی ملکہ نے جو اپنے کو تنہا پایا فراق یار مین دل گھبرایا
بیساختہ آہ کا نعرہ مارا اشک حسرت چشم پرنم سے جاری ہوے پنجۂ وحشت نے گریبان جنون
چاک کیا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا سر کو زمین پر دے پٹکا غش آگیا کنیزین دوڑین
صرصر نے بڑھ کر ملکہ کو سنبھالا عرق گلاب وبید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھولی صرصر نے کہا
ملکہ عالم خیر تو ہے مہتر کے جاتے ہی آپ کو کیا ہو گیا ہوش وحواس درست فرمائیے دلکو بہلائیے
اگر آپنے غم فراق مین تڑپ تڑپ کے جان دی شاہزادہ بھی خدانخواستہ آپ کے صدمے
مین مردہ ہوگا ملکہ ٹھنڈی سانسین بھر کر جواب دیا شعر دل مین اک درد اٹھا آنکھون مین آنسو
بھر آے + بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا + دیگر شکل امید تو کب مجکو نظر آتی ہے + صورت
یاس بھی بن بن کے بگڑجاتی ہے + بی بی سچ کہتی ہو کس امید پر دل مضطر کو سمجھاؤن ہاے کیا
کرون دو چار دن مین خدانخواستہ اسد نامور قتل ہونگے پھر بھلا ہمارے وارث زندہ رہینگے
اپنی جان نہ دینگے مین پہلے ہی سے اپنے کو کیونکر نہ ہلاک کرون کن آنکھون سے وارث کا
لاشہ خون مین ڈوبا دیکھون صرصر نے کہا حضور بجا فرماتی ہین شب فرقت مین سچ ہے مینہ عاشق کی
اکھیڑ جاتی ہے مصرع غضب کی رات ہوتی ہے بڑی مشکل سے کٹتی ہے سچ تو یہ ہے کہ جدائی مین

جان ہی پر بنتی ہے شب فرقت کیسی کھاتی ہے بقول شاعر بیت دل لگانا عذاب ہوتا ہے + آدمی کیا خراب ہوتا ہے + مگر حضور ایسا بھی نچاہیے انسان اپنے کو سنبھالے رکھے اسطرح ہوش وحواس نکھو بیٹھے خداوند کریم مسبب الاسباب ہے کوئی تو ایسا سبب کریگا کہ آپکا غنچۂ آرزو دکھلے گا ملکہ تو کھیلی ہوئی تھی صرصر کو کہ جو بصورت سمن رخ سمجھا رہی تھی جھڑک دیا کہا کیونکر ضبط کرون تیر ایسا جگر کہاں سے لاؤں شعر تھمتے تھمین گے آنسو + رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہیں ہے + اے سمن رخ تو کیا جانے جو سپر گذرتی ہے اُسی کا دل کچھ خوب مزے اُٹھاتا ہے خواب خواب میں بھی نہیں آتا ہے غزل دوست

صادق الوداد سید محمد تقی صاحب المتخلص بہ جواد

شام سے نالۂ مرغاں سحر کرتے ہیں　　اسطرح ہجر میں ہم شب کو بسر کرتے ہیں
بیخودی میں جو کبھی شکوہ زباں سے نکلا　　ہاے جا جا کے رقیب انکو خبر کرتے ہیں
ہر صنم میں نظر آتی ہے خدا کی قدرت　　ہم کبھی دیر میں جا کر جو نظر کرتے ہیں
فرط غیرت سے ہوے جاتے ہیں خود غرق عرق　　ہمسری کب ترے دنداں سے گہر کرتے ہیں
قصر سے ہمکو نہ مطلب ہے نہ شاہی سے غرض　　کنج عزلت میں فقیرانہ بسر کرتے ہیں
رات کو بھی نہیں منزل پہ ہیں دم لیتے جواد　　صفت ریگ رواں ہم جو سفر کرتے ہیں

صرصر تو نہایت چست وچالاک ہے جلدی گرفتار کرون یہ بھی تاک ہے ہاتھ باندھکر عرض کی ایک خبر نئی سُنی ہے حضور گوشہ میں چلیں تو میں عرض کرون ملکہ مخمور تخلیہ میں آئی صرصر نے اِدھر اُدھر کی باتیں کر کے کہا حضور ایک جام شراب نوش فرمائیے غم کو دل سے بھلائیے یہ کہکر گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا ملکہ مخمور کو دیا ملکہ مخمور بے تکلف پی گئی پیتے ہی کلیجہ میں آگ بھڑکی کہا سمن رخ یہ شراب کیسی تھی دل وجگر کباب ہو گیا کہا حضور شراب کشیدہ تھی ذرا اٹھکر ٹہلیے نشہ کم ہو جائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا ملکہ مخمور اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی تاثیر کر گئی ارے کہکر لڑکھڑائی گرتے ہی بیہوش ہوئی صرصر نے چادر عیاری بچھائی دو حلقوں سے دونوں ہاتھ دو حلقوں سے دونوں پاؤں دو حلقوں سے گردن و کمر ساتویں حلقے سے مضبوط کر کے زبان میں سوزن ملکہ مخمور کے دیا پشتارہ دوش پر لگایا سراپچہ چاک کیا مثل باد صرصر نکل گئی یہ تو روا روی کرتی ہوئی نخلستان کی آڑ پکڑتی ہوئی جاتی ہے خیال ہے کہ غبار رفتہ رفتہ پیچھا کرینگے پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہے یہان

کنیزون نے جب دیکھا کہ ملکہ کو تخلیہ مین عرصہ ہوا پردہ اُٹھا کر اندر آئین دیکھا نہ سمن رخ ہی
نہ ملکہ مخمور ہی پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی بس کنیزون نے غل مچایا خواجہ عمرو
بانہائے عیاری سے آراستہ ہو کر ملکہ مہرخ سے رخصت ہوے تھے کہ کنیزین دوڑی
ہوئی ملکہ مخمور کی آئین کہا خواجہ غضب ہوا ملکہ مخمور کو کوئی چرا لیگیا عمرو بدحواس چلا ایک گوشہ
مین دیکھا سمن رخ بیہوش پڑی ہی عمرو نے اسکو اُٹھایا ہوشیار کیا وہ حیران حیران اُس سے
سبب پوچھا مگر وہ نہ بتا سکی عمرو نے کہا اس سے کیا پوچھتے ہو اسی کی شکل بنکر کوئی عیارہ بچی
لیگئی اوّل عمرو خیمہ مین آیا صرصر کے پیترے کا نشان پایا کہا وہی ظالم لیگئی مین تلاش مین
ملکہ شبنم گوہر پوش کے جانے کو تھا برق وچالاک جا چکے مین شبنم کا خدا حافظ ہی تلاش
ملکہ مخمور کرنا ضروری ہی یہ کہکر عمرو طرف صحرا کے چلا مگر صرصر شل ہو کے اڑی ہوئی جاتی ہی
عیارون کا جو خوف ہی کئی کوس خلاف راہ کے نکل آئی گھبرا رہی ہی اگر پتا کھڑکتا ہی خیمہ
کھینچکر ٹھہر جاتی ہی دل سے کہتی ہی گھوڑے کا بیلے ہم سامنا ہو وہ ہر وقت گھوڑا الغذا لمنہ
پھرتا ہی سامری وجمشید اُس سے بچائین فکر مین ہی کہ کوئی ملازم شہنشاہ کا ملجائے اُس سے
کہون مجھے تخت پر سوار کرکے باغ سیب مین پہونچا دے اگر عیار ایک بھی آجائیگی مخمورکا
شاہنشاہ تک پہونچنا مشکل ہوگا اور کیا عجب ہی کہ ساحر بھی تعاقب مین آئین اس خیال
مین تھی کہ ناگہاں سامنے سے گرد اُٹھی ایک تاجدار کو دیکھا تاج شہریاری برسر قبۂ شاہنشاہی در بر
موتیون کے ہار گلے مین یاقوت احمر کے گلے مین مشت مرکب پر سوار ساٹھ ہزار ساحر پشت پر
ابسد کرو فرشکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ادھر سے تو صرصر بڑھی اس خیال مین کہ اس تاجدار سے
کہونگی کہ دشمن کو افراسیاب جادو کے گرفتار کرکے لائی ہون باغیون کا ڈر ہی جان کا خطرہ
ہی قلب مین کانٹا کھٹکتا ہی آپ اپنی فوج ساتھ کرکے تا باغ سیب پہونچا دیجیے ادھر اُس
تاجدار کی نظر پڑی کہ ایک نازنین عیار وضع پشتارہ بدوش سامنے سے آتی ہی ناظرین متوقع
ہونگے یہ ساحر تاجدار کا سبز بخت جادو نام ہی افراسیاب کا خراج گزار ہی برائے شکار صحرا مین آیا
ہی اسنے جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا اپنے ساتھ والون سے پوچھا صاحبو تم پہچانتے ہو یہ نازنین
کون ہی جو ملازم پہچانتے تھے انھون نے دست بستہ عرض کی حضور یہ عیارہ بچی افراسیاب کی

بچی

نہایت طرار و فرار صف شکن ہی اسی کا نام صرصر شمشیر زن ہی کسی کو گرفتار کیے ہوے لاتی ہی
سبز بخت نے جو جلال بمثال صرصر کو دیکھا بیقرار ہو گیا کلیجہ تھام لیا صرصر قریب آئی واسطے
تسلیم کے خم ہوئی ہاتھ اٹھا کر دعا دی گہر ریزی صرصر کی زبان سے سنکر سبز بخت اور زیادہ
بیقرار ہوا بہ خندہ پیشانی پوچھا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہی یہ پشتارہ ہے میں کسکو باندھا ہی جسم
نازک پر صدمہ پہونچا ہوگا صرصر نے کہا حضور ہمارا یہی کام ہی پیشہ عیاری میں نام ہی مگر
اسوقت ہمارا ایک مطلب ضروری درپیش ہی میں تنہا ہوں دشمن شاہنشاہ کو گرفتار
کیا ہی اسکے دوست نہ آجائیں اسکا بس و پیش ہی سبز بخت تو صرصر پر عاشق ہو چکا ہی کہا
ملکہ کسی کی مجال ہی اگر تمکو کوئی نگاہ بد سے دیکھے آنکھ نکال لوں ہم تمھارے ساتھ چلیں گے
تا باغ سیب پہونچا دینگے ہم بارگاہ استادہ کراتے ہیں گھڑی بھر چل کے بیٹھو شراب پیو کباب
کھاؤ تھکی ہوئی آئی ہو لمحہ بھر آرام کر لو پھر با طمینان خدمت شاہ میں چلو مگر دل میں یہ ہی کہ اسکو
اپنی بارگاہ میں لیجاؤ دشمن شاہنشاہ کو تو ضرور پہونچا دینگے مگر اسکو لالچ دے کر مطلب دل
حاصل کرینگے صرصر جو گھبرائی ہوئی تھی اسکے سبب دلی کو نہ سمجھی کہا کیا مضائقہ سبز بخت نے
جھٹ پٹ بارگاہ استادہ کرائی جو گھڑے چنگیر عطر دان پاندان گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب
کی سب سامان عیش درست کر دیا اب سبز بخت نے کہا ملکہ چلو اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا پشتارہ
بندھا ہوا ہی یہ سمجھا کوئی قیدی ہوگا صرصر کو لے کر بارگاہ میں آیا چند مصاحبان خاص بندگان
با اختصاص ساتھ آئے سبز بخت مسند پر بیٹھا ملکہ صرصر سے کہا آؤ بیٹھو پشتارہ رکھدو صرصر
نے پشتارہ زمین پر رکھدیا ادب سے سامنے مسند کے بیٹھی سبز بخت بہ نگاہ محبت ملکہ صرصر
سے باتیں کرنے لگا آغاز کلام کسی سلسلہ سے ضرور ہی کہا ملکہ صرصر یہ گنہگار مرد ہی یا عورت ہی
اسکی کیا کیفیت ہی صرصر نے کہا اے شہنشاہ اسکا نام ملکہ مخمور اپنے حسن و جمال پر اس نازنین
کو بڑا غرور ہی شاہنشاہ کی دشمن ہوئی واسطے ساحروں کے رہزن ہوئی شہنشاہ افراسیاب
کا حکم ہوا میں نے لشکر میں جا کر اسکو گرفتار کیا یقین ہی کہ ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ میری جستجو میں آئیں
اسکو چھڑا لیجائیں اسواسطے میں حضور سے طالب مدد ہوں آپ کے ذریعے سے تا باغ سیب
پہونچوں سبز بخت نے کہا ملکہ صرصر اسکا پشتارہ رکھدو ہوشیار رکھو ہم اسکو سمجھا کر مطیع شہنشاہ

کرین لطف سے لیچلین صرصر نے کہا ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام ہی آپ نہ چلیے اسی صحرا
مین شکار کھیلیے ہزار دو ہزار ساحر میرے ہمراہ کر دیجیے وہ ہمو بچا دینگے اپنے ملک مین خود
جاونگا اشارہ تو کھو دو صرصر نے چادر چہرہ سے ملکہ مخمور کے ہٹائی چہرہ کھلتے ہی اک برق چمکی
آنکھون کے نیچے سبز بخت جادو کے اندھیرا آگیا آفتاب جمال دیکھا قلب ٹھہر گیا انگبین

بلکہ دیکھا پھول سے رخسار معشوق نہایت حسین طرحدار نظم

خورشید ہو جسطرح گہن مین	رخسار ہر اک چمک رہا تھا
یون تھا اُسکے لباس تن مین	خورشید جبین دمک رہا تھا

اِس جمال حور شمائل پر جو سبز بخت کی نگاہ پڑی گل عارض سے آنکھ لڑی کلیجہ تھام لیا سامری کا
نام لیا مخمور کی بھی آنکھ کھلی بیہوشی تو اُتر چکی تھی گھبرا کر چار طرف دیکھنے لگی زبان مین سوزن بلا
اب سمجھی کہ مین اِس دربار کفر مدار مین قید ہو کر آئی صرصر پکڑ لائی شرم سے سر جھکا لیا سبز بخت کی
بیقراری بڑھتی جاتی ہی صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لایا کہا ای صرصر مین اب اسوقت صاف صاف
کہتا ہون پہلے تو تمکو دیکھکر مائل ہوا مگر اب اِس قتال عالم کی تیغ ابرو سے گھائل ہوا دل بیصبر
قابو نہین اگر اسکے وصل مین عرصہ ہو گا مر جاؤنگا ای صرصر واسطہ سامری و جمشید کا میری جان
بچا مخمور کو میری طرف سے سمجھا تجکو بھی نہال کر دونگا دامن آرزو گوہر مراد سے بھر دونگا یہ
سنکر صرصر گھبرائی کہا ای شہریار ذرا ہوش مین آئیے اپنے دل کو سمجھائیے ورنہ قیامت برپا
ہو گی یہ افراسیاب جادو کی معشوق ہی وہ مدت سے اسیر مرتے ہین یہ اُنکی خدمت سے
نکل آئی ہی مین اُنکے حکم سے گرفتار کر کے لیچلی ہون افراسیاب سے تو اسکو انکار ہی تمھارا
عشق جتانا بیکار ہی صاحبقران کے ہوتے پر یہ مرتی ہی اُسی کی محبت کا دم بھرتی ہی اب ایسی بات
منھ سے نہ نکالنا شاہنشاہ سُن پائینگے سبز بخت سے کہا شہنشاہ کو
اب اسمین کیا دخل ہی اُنکا کیا نقصان ہی وہ عاشق ہوے اُسنے اُنکو نہ قبول کیا مجھپر تو آنکھ کھولتے
ہی نگاہ محبت ڈالی دیکھ لینا ای صرصر میرے کہنے ہی کی دیر ہی دل و جان سے قبول کر لیگی
صرصر نے کہا خوبصورت تو آپ ایسے ہی ہین آپ کیسے راضی کیجیے مین زبان سے نہ کہونگی یہ
آفت اپنے سر پر نہ لونگی آپ کو اگر یقین ہی کہ مجھپر مائل ہو چکی آپ جا کر سوال و جواب کیجیے آپ کو
اختیار ہی مین اِس باب مین دخل نہ دونگی بلکہ ابھی جا کے شاہنشاہ سے اطلاع کرتی ہون ورنہ

میری ناک چوٹی کاٹی جائے گی یہ سنکر سبز بخت کو غصہ آیا کہا اے صرصر سنو میں تمھارے شاہنشاہ
کا غلام زر خرید نہیں ہوں خراج گزار البتہ ہوں تمنے تو ایسا ڈرایا دھمکایا گویا کہ شہنشاہ مجھکو کھا لینگے
شہنشاہ کی بات کا ہم جواب دے لینگے مگر تم براہ مہربانی ہمارے راضی کر دو اسکے عوض میں
موتیوں کا مالا دو صرصر نے کانوں پر ہاتھ رکھا کہ صاحب مجھے آزاد کر دیجیے میرے قیدی کو سب مجھے
دیجیے آپ شاہنشاہ سے جا کر پیام سلام کیجیے سبز بخت نے کہا واہ وا میری تو اسوقت جان جاتی ہے
معشوقہ تو تمہارے منہ میں ہے میں تمہیں حوالے کر دوں تم لیجاؤ شہنشاہ قتل کریں ہم یہاں اسکے فراق میں رو رو
کے مریں یہ مجھسے کبھی نہوگا صرصر نے کہا میں تو بے پشارہ لیے نجاؤنگی بلا سے راہ میں عمرو یا
مہرخ وغیرہ چھین لینگے شہنشاہ کے معشوقہ کی آبرو تو بچے گی ملکہ صرصر طرف مخمور کے چلی کہ بیہوش
کر کے پشارہ باندھوں جب تو سبز بخت نے صرصر کو ڈانٹا او شغل ادھر کہاں جاتی ہے یہ کہکے
قریب آیا صرصر کو کلمات سخت کہنے لگا صرصر نے کہا دیکھیے زبان سنبھالیے سبز بخت نے آواز دی
کہ اس بیہودہ کی گردن میں ہاتھ دو ہماری بارگاہ سے نکالو مخمور حیران حیران دیکھ رہی ہے دل سے
کہتی ہے خداوندا یہ کیا ہو گیا ہے کیا چپکے چپکے صلاحیں ہو رہی ہیں اب مخمور نے دیکھا صرصر اور اس
تاجدار سے باتوں چپکے چپکے باتیں ہو رہی تھیں یا تو میں جادوگر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے لیچلے
ہر چند صرصر چیخی چلی سبز بخت نے ایک فرمایشی صرصر کو بیرون بارگاہ نکلوا دیا صرصر کو نکال کر
سبز بخت رو دیا آکر تخت پر بیٹھا ملکہ مخمور فرش پر بیٹھی تھی سبز بخت نے رفیقوں کو اشارہ کیا دو
تین رفیق قریب ملکہ کے آئے کہا اے ملکہ عالم ہمارے شاہنشاہ نے آپ پر احسان کیا قید سے
صرصر کی چھڑا دیا اب احسان کا بدلا احسان ہے بس شاہنشاہ کی تجھپر جان جاتی ہے بادشاہ جلیل میں
ساحر زبردست ہیں وہ مرتبہ تمہارا ہوگا کہ بڑے بڑے بادشاہ رشک کرینگے یہ کلمات سنکر
ملکہ مخمور سرخ چشم کا چہرہ سرخ ہو گیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ ضبط کر کے جواب دیا اپنے بادشاہ
سے کہو کہ کیوں صرصر سے چھین لیا ہمنے تجھ سے درخواست کی تھی اور کہہ دو کہ خبردار شامتیں
نہ آئیں اپنا منہ بنوائیں دور رہو ہمارے سامنے سے اگر تم افراسیاب کے دوست ہو تو ہم اسکے
دشمن ہیں ہمکو قتل کرو عصمت کا نام نہ لینا ورنہ ابھی تڑپ تڑپ کے جان دونگی جا کر سمجھا دو
کہ او بے حیا مجکو بے وارث نہ جاننا چار سو سرداران نامی دیماران گرامی مع فوج بیشمار میرے

مرنے پر تیار ہو گئے ہر ایک اپنی جان دیگا بہرام فلک سے نیر سے خون کا معاوضہ لیگا گل بیقون
نے سبز بخت سے یہ سب کچھ بیان کیا کہا حضور وہ اس نام پر جان دیتی ہی ہرچند سمجھایا مگر وہ نہین
مانتی جب تو اس ملعون نے پکار کر کہا ای ملکہ مخمور اب میرے قبضہ سے کہان فرار ہی یہ غلام
آپ کا عاشق زار ہی جو حکم دو سب طرح پر حاضر ہون ملک و مال جاہ و جلال اور یہ جو کا انکار
کبھی نہ مانونگا ساحر زبردست ہون ایک ایسی پڑھونگا کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤگی یہ کہکر
اسنے خدمتگارون سے کہا کچھ پھول پتے جنگل سے توڑ لاؤ ابھی گلدستہ سحر بناؤنگا اس سرکش
کو سونگھا دونگا مجھسے زیادہ بیقرار ہو جائیگا ہماری منت سے نہین مانتی مہرخ و بہار پیر کیا
کرینگی وہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ کیا ہی مین اسکو کیا سمجھتا ہون مخمور کے تو ہوش
پراگندہ ہین اور ساحرون نے اشیاے مذکور اس مغرور کے سامنے لاکر جمع کیے مخمور نے دیکھا
یہ بیحیا سحر پڑھ پڑھکر گلدستہ بنا رہا ہی خود بھی سحر کی واقفکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ بیقرار ہی دلمین
کہتی ہی ای مخمور غضب ہوا آج عصمت مین فرق پڑیگا سواے جان دینے کے کچھ نہ بنے گا
افسوس صد افسوس دل کو اپنے معبود سے رجوع کیے ہوے اشک حسرت آنکھون مین بھرے
ہوے سبز بخت پتے اٹھا اٹھا کے گلدستہ بنا رہا ہی مگر صرصر روتی ہوئی بارگاہ سے سبز بخت
کے نکل سر پیٹتی ہوئی جاتی ہی چونکہ خود بھی عورت ہی اور معاملہ عصمت ہی صرصر کے دل پر چھری
چل رہی ہی بھاگی ہوئی جاتی ہی اُدھر خواجہ عمرو بھی تو چل چکے تھے ایک نخل کی آڑ پکڑے
کھڑے تھے دیکھا صرصر خالی ہاتھ روتی ہوئی آتی ہی عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا سعرکہ ہی یہ تعجیل
صورت صبا رفتار کی بنا تھوڑی سی خاک اٹھا کر چہرے پر ملی جیسے ظاہر ہوا کہ دور سے
آتی ہی اس صورت سے اپنے کو آراستہ کر کے آنکھین ملتا ہوا نخل کی آڑ سے نکلا پکار کر آواز
دی ملکہ کہان جاتی ہو صرصر کا دل تو بھرا ہوا تھا صبا رفتار کو جو کے نے دیکھا آواز دی ای صبا رفتار
آج غضب ہو گیا مین نے مخمور کو چھپایا تھا راہ مین سبز بخت ملا اسنے بشارہ ملکہ کا مجھسے چھین لیا
مخمور پہ عاشق ہوا اب سامان وصل مین مصروف ہی مجکو گردن مین ہاتھ دے کر نکلوا دیا مین شہنشاہ
سے اطلاع کرنے جاتی ہون یہ جو عمرو نے سنا ہوش اُڑ گئے پکار کے کہا ملکہ جاکے شہنشاہ سے
کہو مین جاکر ملکہ حیرت کو لاتی ہون حرامزادے کو سرکشی کی سزا دلواتی ہون صرصر نے بے اختیار

ہو کر کہا جلد جا کر ملکہ سے بیان کرو کہ وہ بخود آئے اس ملعون کو سزا دے مخمور کی قید لے نے عمرو
وہین سے کھجر دیا یہ کہتا ہوا کہ ملکہ جاؤ اب زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہیں مین مطلب اصلی سمجھ گئی
صرصر تو بھی پریشانی مین خیال منو طرف باغ سیب کے چلی مگر عمرو بشکل صبا رفتار سامنے
سبز بخت جادو کے پہونچا بہ تعجیل ایک نامہ مُہر افراسیاب سے تیار کیا ہاتھ مین لے کر اسی صورت
سے سامنے سبز بخت کے آیا دیکھا مخمور سامنے سر جھکائے رو رہی ہے کلیجہ پھٹ گیا مگر ضبط کیا
سبز بخت کو ہاتھ اٹھا کر دعا دی پایۂ تخت کا بوسہ لیا نامہ سبز بخت کے ہاتھ مین دیا مہر شاہنشاہ
دیکھ کر لفافہ چاک کر کے جو پڑھا ایسا مضمون عشرت خیز لکھا تھا کہ مو چھون پر تاؤ دینے لگا تاج کو
کج کیا وزیرون نے پوچھا کیا مرقوم ہے ہنسکر کہا افراسیاب ہمارا بادشاہ ہے ہم اسکے غلام قدیم
ہین بی صرصر نے جا کر فریاد کی ہماری سرکشی کا حال کہا بی صرصر کی ہوا بگڑ گئی شاہنشاہ نے شغل
کو تمغا دیا ملکہ مخمور کو ہمین بخشدیا وزیرون نے کہا حضور بادشاہون کے اعزاز و اکرام بادشاہ
کرتے ہین وہ عیار بھی ناحق حضور سے کج بحثی کر آئی تھی سبز بخت نے کہا بی صبا رفتار بیٹھو عمرو
نے مسکرا کر کہا وہ دعا یان ہمین بھی خلعت دلوائیے ایسی خوشی کا نامہ لے کر آئے ہین آج تو بھاری
جوڑا لونگی سبز بخت نے کہا ایسا نہال کرونگا کہ دولت دنیا سے مالا مال کرونگا مگر اے صبا رفتار مخمور
مجھ سے راضی نہین ہوتی خیر گلدستۂ سحری مین تیار کرتا ہون مجھ سے اسقدر محبت ہو جائیگی کہ مثل کنیزون
کے خدمت مین رہیگی صبا رفتار نقلی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شاہنشاہ یہ عورت کیسی کور ظاہر
و کور باطن ہے آپ ایسا طرحدار وضعدار تاجدار صاحب اقتدار دولتمند حسین شریف ابھی تو شبھی زیادہ
منو کا شفق مین تارے سے چمکتے معلوم ہوتے ہین پیری و شباب گلے مل رہے ہین مگر رنگ شباب
غالب ہے ہے تو صاحب جا بجا یہ سنا کہ ہر نازنین آپ کی طالب ہے ایک شاہزادی کے پاس
آپ کی تصویر ہے آج وہ بات یاد آئی ایکدن ہم برائے ملاقات گئے تو اس شاہزادی نے تصویر
محبت تاثیر مجھکو دکھائی اور رو کے کہنے لگی کہ صبا رفتار ایک سوداگر آ کر یہ سودا ہمارے ہاتھ
بیچ گیا تھا نہین کھلتا کہ کس تاجدار کی تصویر ہے آج جو آپ کے جمال بے مثال کو دیکھا وہ جملہ یاد آ گیا
سبز بخت نے سحر کرنا تو موقوف کر دیا صبا رفتار کو سامنے کرسی پر بٹھا لیا کہا صبا رفتار میرے
سر کی قسم سچ کہتی ہو صبا رفتار نے کہا حضور آپکی جوانی کی قسم اب مین اس بیچاری کے پاس

جاؤنگی مژدۂ وصل دے کر ہزاروں روپے پاؤنگی سبز بخت نے کہا اُس شاہزادی کو لاؤ اُسکا
کیا نام ہی صبار فتار نقل یعنی خواجہ عمرو نے مسکرا کر کہا کسی کٹنی کو بلاؤ مجھے کیا نفع مین تمھاری
نگاہون کو دیکھکر خود ہول کھائی ہوں ایسے مرد وے سے ڈرنا چاہیے آنکھون مین کھائے
جاتا ہی سبز بخت سمجھا یہ بھی مجھپر عاشق ہوئی کہا صبار فتار کیا ہم تیرے باہر ہین مخمور کو راضی کر دیکھ
تم سے بھی مزے اُڑائینگے عمرو نے ہاتھ بڑھا کر پٹے پکڑ لیے اور ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے سبز بخت
کو مارا کہا کیون نگوڑے میری آبرو لیگا مین ایسے ہرجائی سے محبت نہین کرتی یہ کہکر ٹھنڈی
سانس بھری آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر اُٹھی یہ کہتی ہوئی کہ ہلا رے دیکھیے تیری محبت کیا کیا رنگ لائیگی
آخر کو خاک چھنوائیگی لوگ سمجھاتے ہین مگر ایک سنتے ہین تخلیہ کا حکم دو کہ تنہائی مین سمجھاؤن
عورت کی بات ہی۔ بہت خوب سمجھتی ہی مرد وا سور کھر کیا جانے عشق تو اُسکی آنکھون سے ٹپک رہا ہی
نہین معلوم کس وجہ سے انکار کیا سبز بخت نے کہا دوسرے خیمے مین لیجاؤ جسطرح مزاج مین
آوے سمجھاؤ باتون پر صبار فتار کی بھول گیا مونچھون پر تاؤ پھیرنے لگا رفقا سے کہا کہ بی
صبار فتار بھی ہمپر مائل ہوئین یارو تم نے سُنا تصویرین بھی ہماری دور دور پہونچی ہین ایک
شاہزادی مدت سے عاشق ہی صبار فتار اُسکو بھی لائیگی بادولت اُسکا بھی محل کرینگے
اور صبار فتار کو بھی گھر مین ڈال لینگے ایسی ہی عورتون سے انتظام خانہ داری خوب
ہوتا ہی رفقا سر جھکا کے مسکراتے ہین آپسمین کہتے ہین کہ ہمارے شہریار کو سودا ہوا ہی
کر کرا بڑی ڈاڑھی صورت کالی بجا کی پھبتی ہوتی ہی سن شریف یہ میان کو باہ بھی ہنو لی ہوگی
اُسپر اسقدر بلبلا رہے ہین مگر خواجہ عمرو مخمور کو لے کے گوشے مین گیا کہا کیون ملکہ ایسے حسین
و جمیل کا وصل کیون نہین قبول کرتی ہو مخمور نے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا او شخص کیا بکتی
ہی افراسیاب ایسے جلیل کو تو مین نے قبول نہ کیا پھر یہ کیا بیچا ہی مین گناہگار رہون وہ
مجکو قتل کرے میرے خون سے ہاتھ بھرے عصمت کا نام لیگا تو بہت مزا اُٹھائیگا انشاء اللہ
خواجہ عمرو کے ہاتھ سے سزا پائیگا صبار فتار نے کہا نگوڑے عمرو کا کیون نام لیتی ہی وہ
جھڑوا کیا ہی اُس سے کیا ہو سکتا ہی مخمور نے کہا جیسا وہ ہی تمھارا دل ہی خوب جانتا ہی افراسیاب
خوب پہچانتا ہی جب تو خواجہ نے یا مین آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور نے مثل گل کے شگفتہ ہو کے

کہا خواجہ خدا تمکو سلامت رکھے میری زبان سے سوزن کو نکالیے کہ ابھی اس ملعون کو سزا
دون سارے لشکر کو تباہ کرون عمرو نے کہا ملکہ جو گڑ دیے مرے اُسکو زہر کیون دیجیے
چلکے بیٹھ جاؤ منہ سے نہ بولو مین اپنا سب مطلب کرلونگا دو چار کوڑی کا روزگار کرلون ملکہ
مخمور نے کہا مجھے کلام کرنا نہایت ناگوار ہی عمرو نے کہا تم کچھ نہ کہنا ہم سمجھ لینگے باتین بنا لینگے
یہ کہکر مخمور کی زبان سے سوزن نکالا مخمور کو ساتھ لیے ہوے باہر نکلا آگے بڑھکر سبز بخت
نے کہا واہ رے اُلو کے پٹھے مردوے تو تو گدھا ہی سلطنت کیونکر کرتا ہی مخمور کہتی ہی مین نے
جیسے دیکھا ہی میری جان جاتی ہی یہ کیسا عاشق تھا کہ پہلے ہی بدعت کرنا شروع کی اسوجہ سے
مجکو بھی نفرت ہوئی اوبھڑوے عورتین اپنے کو یونہین روکتی ہین اپنی چاہت نہین ظاہر کرتی
ہین سبز بخت نہال ہو گیا ملکہ مخمور کو دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ باندھنے لگا کہ ملکہ میری خطا
معاف کرو عمرو نے مخمور کو کرسی جواہر نگار پہ جگہ دی سبز بخت کو اشارہ کیا بس بیٹھو تعظیم وتکریم
نہ کرو اب تو بڑی خوشی ہی شراب وکباب منگاؤ دو چار جام پیکے معشوقہ کو تخلیہ مین لیجاؤ مزے
اُڑاؤ ہمارے احسان کو نہ بھول جانا سبز بخت نے کہا ساقی بچون کو طلب کرو جلد حاضر ہون
صبا رفتار نقلی یعنے خواجہ عمرو نے کہا کلید میخانے کی مجکو دو مین شراب کا انتظام کرونگی
سبز بخت نے کنجی میخانے کی خواجہ عمرو کو دی عمرو نے میخانہ مین جا کر ساری شراب کو خراب
کیا سب مین بیہوشی ملائی نہایت سلیقہ سے کنٹر الماس نگار کشتی مین لا کر سامنے آراستہ کیے
سبز بخت سے کہا آپ خوش ہین میرے قلب کو فرحت ہی جسم خاکی مین روح کو راحت ہی
دل چاہتا ہی کہ ایک غزل اسوقت ہم گائین شراب بھی اپنے ہاتھ سے پلائین سبز بخت نے
کہا صبا رفتار تمھین اختیار ہی عمرو نے اہالیان دربار کو اشارہ کیا کہا لو صاحبو جو لشکر مین
تیلے کے چٹے بھید لیے گائن سے اشارہ کیا کہ ذرا بایان چھیڑو اُنے بایان بجایا خواجہ عمرو
نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی

غزل

کبھی بے نقش درم ہو نہ مسخر معشوق　　دیکھے انسان حقیقت مین تو ہی زر معشوق
غیر ممکن ہی وفادار ملے ہر معشوق　　قدردان ہوتا ہی قسمت سے میسر معشوق
اُسپہ ہم مرتے ہین مرتا ہی زمانہ جسپر　　اپنے معشوق سے دیکھا نہین بہتر معشوق

کچھ نئی رسم نہیں کرتا ہی بیداد وہ شوخ	ستم و جور کے سب ہوتے ہین خوگر معشوق

یہ غزل جو خواجہ عمرو نے سامنے سبز بخت باغی کے گائی دربار مین صداے احسنت و آفرین
بلند ہوئی مخمور کو اُسی ہنگام مین جام بھر کر اشارہ کیا کہ اک جام سبز بخت کو پلا دو مخمور نے سر جھکا لیا
عمرو نے اپنے ہاتھ سے بھر کر دیا مسکرا کر کہا کہ لو یہان جام پیو جو ہونا تھا ہو چکا سبز بخت خوشی مین
آکر جام پی گیا کل اہالیان دربار شراب پی چکے ہین اب عمرو اس خیال مین ہی کہ دو چار شعر اور
پڑھون یہ سب بیہوش ہو کر گرین لوٹ لون نکل جاؤن مخمور بھی اشارے کر رہی ہی کہ خواجہ جلدی
کرو عمرو منھ پھیر کر کہدیتا ہی کہ ہول کیا ہی مگر قضا سے کار ملکہ صرصر شمشیر زن جا کر باغ سیب مین
پہونچی افراسیاب جادو عیش و نشاط مین مصروف ہی دیکھا کہ صرصر روتی پیٹتی چلی آتی ہی افراسیاب
نے کہا خیر تو ہی صرصر نے کہا اے شہنشاہ غضب ہو گیا مین بموجب حکم سرکار لشکر مسلمانان مین گئی
اپنی جان لڑائی ملکہ مخمور کو لے نکلی راہ مین مجکو تردد تھا کہ ایسا نہو عیار آکر پھر چھین لین یہان
سبز بخت جادو شکار کھیل رہے تھے مین نے اُنسے کہا کہ مجکو تا بہ باغ سیب پہونچا دے
اُنھون نے بارگاہ استاد کرائی ملکہ مخمور کے جمال بیمثال کو دیکھکر مائل ہوے پہلے مجھ سے حیلے
تے مجھسے کہا ہمکو رضامند کردین آگاہ تھی کہ ہمارے حضور کی نگاہ اُسپر پڑتی ہی مین بگڑی کہ
پشتارہ یہان نہ چھوڑونگی غصہ مین میری گردن مین ہاتھ دیا بارگاہ سے نکلوا دیا اور یہ کہا کہ ابھی گلدستہ
سحر ہونگا کہ اُسکو راضی کر لونگا اے شہنشاہ وہ بھڑوا سبز بخت گلدستہ بنا رہا ہی خدا اُسکی آبرو بچائے
یہ سنکر افراسیاب جادو کو غصہ آگیا ابرون پر بل پڑ گیا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا نمک حرامون
نے بہت پریشان کیا ہی اس حیا کی یہ لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر پر نگاہ محبت ڈالے
حیا کو شرم نہ آئی ابھی دیکھو جا کر کیا قیامت برپا کرتا ہون آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا
یہ کہکر مثل شعلہ جوالہ کے چمک کر آسمان مین گم ہوا یہان دربار مین خواجہ عمرو نے گاتے گاتے
سبز بخت جادو سے اشارہ کیا کہ اب معشوق کا ہاتھ پکڑ کر تخلیہ مین لیجاؤ خوشی مین آن کر سبز بخت
نشہ مین اپنے مقام سے اٹھا بیہوشی تو اپنا کام کر چکی تھی دھم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے لینا لینا
کہکے اٹھے وہ بھی گرے بیہوش ہوے موج نے پھر جوش مارا غضب کی کھلبلی مچی بیہوشی چل رہی ہی کوئی
اوک رہا ہی کوئی ٹھٹک رہا ہی کوئی نشہ کی دھن مین گا رہا ہی کسی نے کپڑے اتار کر پھینک دیے

ننگا بھاگا جاتا ہی یہان بارگاہ مین عمرو نے نعرہ کیا تنچہ پکڑکر چلا کہ سبز بخت کو پھل تلوار کا چکھاؤن
مخمور کھڑی ہی خواجہ مین تو نکلجاؤن آپ فرماتے ہین مگر میرا ساتھ دو کچھ کام کرو سبکے کپڑے
تو اُتار و مخمور ہاتھ باندھتی ہی کہ اُستاد مجھسے کچھ نہین ہوسکیگا فرماتے ہین مخمور مین ابھی اسکو
بیدار کر دونگا مخمور کہتی ہی آپ کو اختیار ہی سر حاضر ہی مجسے کسی کے کپڑے نہین اُتارے جائینگے
یہ کلام ناتمام تھا کہ افراسیاب جادو آسمان پر چمکا اسنے اول اہالیان لشکر کو دیکھا کہ آپس مین
جوتی پیزار ہو رہی ہی یہ سمجھا کہ سبز بخت نے سب کو شراب پلوائی ہی یہ سب خوشی کر رہے ہین
وہان سے نعرہ کیا باش او نمکحرام وہ بیحیا سبز بخت کہان ہی جسنے بغاوت پر کمر باندھی معشوقہ پر
نگاہ ڈالی نعرہ افراسیاب کی آواز کان مین عمرو کے پہونچی مخمور سے کہا بھاگ افراسیاب جادو
آپہونچا مخمور نے گھبرا کر دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوکر بھاگی عمرو نے دیکھا کہ
سبز بخت مارا نہین گیا اور افراسیاب جادو آگیا صبا رفتار تو بنے ہوے تھے ایک جاب
دافع دارو سے بیہوشی سبز بخت کے منھ پر مار دیا اُسنے آنکھ کھولی کہا شہنشاہ جلدی آ پہونچے
افراسیاب آگیا اپنے قول سے پھرا معشوق کی اُسکو محبت آگئی اُسنے سب کام خراب کیا
مخمور کو اُسنے سحر سے چھپالیا ہی مجکو بھی قتل کریگا اب اسوقت کچھ جرات دکھاؤ مین اِس خیمے مین
چھپی جاتی ہون اُترتے اُترتے حرامزادے کو ایک تودہ مارو کہ اُسکا سر پھٹ جاے یہ کہکر عمرو
تو دوسرے خیمے مین گھس گیا گلیم اوڑھ لی سبز بخت غصے مین سنبھل کر اُٹھا گولا ہاتھ مین لیا افراسیاب
غصے مین پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا نعرے کرتا ہوا او نمکحرام سبز بخت میری معشوقہ پر آنکھ ڈالی
جیسے افراسیاب نے اندر خیمے کے سر ڈالا سبز بخت نے ایک گولہ مارا کہ کیون بیحیا مردان عالم کو
کلمات سخت و سست کہتا ہی مخمور تیری خالہ ہی ہم تو ضرور وصل حاصل کرینگے گولا افراسیاب کی
پیشانی پر پڑا اگر طلسم بند نہوتا تو سر پھٹ جاتا افراسیاب نے چرخ کھایا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا
نعرہ کیا او باغی تبا مخمور کہان ہی سبز بخت نے کہا تیرے پاس نہان ہی مین تجکو مار کر لونگا جب
سبز بخت نے دیکھا کہ میرے سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب بڑھتا چلا آتا ہی تلوار پکڑ کر جا پڑا ہاتھ
تلوار کا مارا افراسیاب نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا سر سبز بخت کا اُڑگیا
مر کر گرا ایک لات ماری استخوان چور چور ہوے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا

نام ہی سبز بخت جادو بود و باش کرا اسکو غصہ مین افراسیاب خیمے مین چہار جانب ڈھونڈھنے لگا
کہین ملکہ مخمور کو نہ پایا۔ ران پر ہاتھ مار کے دیکھا کہ مخمور کہان گئی زوخنہ پایا کہ مخمور نکل گئی فلان
صحرا مین جاتی ہی غصہ مین جھپٹا باہر نکلکر چند سنگریزے اُٹھاکر اچھالے وہ سب بیہوش پڑے تھے
اُنپر تیر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے آپ تجسس مخمور مین چلا اب عمرو نے نکلکر
سب مال لوٹنا شروع کیا سب مردون کو برہنہ کر دیا اور بتعجیل عقب مین افراسیاب کے راہی
ہوئے ملکہ مخمور جو غرق زمین ہوئی تھی کوس بھر پر جا کر نکلی مگر لپسینہ لپسینہ گھبرائی ہوئی افراسیاب
کا خیال کلمات سبز بخت کا ملال زیر نخل کھڑی ہوئی چہار جانب دیکھ رہی تھی دل سے کہتی ہی کہ
ای مخمور راستہ لشکر اسلام کا کدھر ہی کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم افراسیاب جادو او مخمور
تیرے واسطے کیا کیا خاک چھانی ہی اتو تیرے فراق مین عجب عالم ہی عاشق کا لبون پر دم
ہی مخمور کے ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے اور افراسیاب جادو قریب آگیا مخمور نے جھولی
سے اسباب سحر نکالا ترنج و نارنج ماش کے دانے افراسیاب پر پھینک مارے صدہا شعلہ ہا
آتش افراسیاب خانہ خراب پر گرے ایک طرف سے تلوار گری شانہ پر خنجر پڑا مگر یہ بیحیا
بیغیرت کب گھٹتا ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا سب چیزین باطل ہوگئین مخمور سحر کرکے سامنے افراسیاب
کے بھاگی افراسیاب جھپٹا چونکہ مدت سے عاشق ہی تصویر بدحواسی مخمور کی دیکھ کر کلیجہ پھٹا جاتا
زرد گل سا چہرہ کمھلایا ہوا پیشانی پر پسینہ جسم مین رعشہ ہونٹ تھراتے ہوئے کبھی لڑکھڑاتا دوپٹہ
ڈھلکا ہوا کرتی آب روان کی مسکی ہوئی پائیچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے گرد جو اُڑی ذرے زلفین
عنبرین پر جیسے شب تیرہ مین تارے فلک خوشی سے تارون کو تصدق اُتارے افراسیاب پکارتا
ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کیون مجھ سے بھاگتی ہی قسم ہی سامری جمشید کی کچھ سزا
نہ دونگا کل طلسم کا بادشاہ کرونگا ای مخمور میری محبت سے تو نکل گئی میکشی کا مزا جاتا رہا جب مخمور
نہین تو کیسا خمار افراسیاب منتین کرتا ہی مخمور جوے سحر کے کرتی جاتی ہی کبھی غصہ مین آواز دیتی
ہی کہ او بیحیا کیا بکتا ہی اپنی خالہ حیرت کو سلطنت دے مجھسے محبت و الفت کا نام نہ لے مین تیری
دشمن ہون دیکھ زمانہ قریب آچکا ہی انشاءاللہ اسد غازی کو قید سے چھڑا لینگے وہ شیر دل
طلسم فتح کریگا ای افراسیاب جادو تیرا نمک کھایا ہی براہ خیر خواہی سمجھاتی ہون مسلمان ہوجا

اسد غازی کو لاکر خدمت مین خواجہ عمرو کی پہونچا ورنہ کتے کی موت مارا جائیگا ہاتھ سے شہنشاہ
عیاران عالم کے امان نہ پائیگا اِن باتون کو سنکر افراسیاب جادو شل بید کے کانپا غصہ سے چہرہ سرخ
ہوگیا مخمور نے چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن جان بچا کر ل جاؤن افراسیاب نے غصہ مین
آیا سامری کہکر ایک دو تھپڑ زمین مین مارا زمین سنگلاخ ہوگئی مخمور زمین پر گری ہونٹ بند ہوگئے
اسم سحر نہ پڑھ سکی افراسیاب قریب آیا ہاتھ پکڑ کر غصہ مین کھینچتا ہوا لیچلا کہتا جاتا ہی کہ ای مخمور آج
اگر میرا کہنا نہ مانا سرتابی کی تو اِس ظلم سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر
رودین ورنہ دیکھ سمجھاتا ہون تو پہ کرو وہ مرتبہ اعلی کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم ہوش ربا رشک کرین
مخمور کچھ جواب نہین دیتی سر جھکائے ہوئے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے افراسیاب ہر مرتبہ
قبضہ پر ہاتھ ڈال کے کہتا ہی کہ سر کاٹ لون سرکشی کی سزا دون مخمور گھبرا کر سر جھکا دیتی ہی اشارہ
ہی کہ مجھے اختیار ہی میری جان کا حافظ پروردگار ہی اِس حال پر ملال مین مخمور کو لیے ہوئے افراسیاب
سو قدم تک آیا اب قصد ہوا کہ مین تجہ دون باغ سیب مین لیچلون وہان تمام شاہزادیان
وغیرہ موجود ہین سمجھائینگی ڈرائینگی دھمکائینگی ضرور اطاعت کرے گی قتل کرنے کے خیال مین دل
دھڑکتا ہی کہ ہائے ایسے محبوب جانی یار جادوانی ماہ رخسار گلعذار شمشاد قد خورشید خد نازک اندام
کبک رفتار شیرین گفتار ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون دست ظلم
اسکے خون سے بھرون ایسی ایسی باتین سوچ کر پھر ارادہ کیا سحر کرکے اڑون اسکو کسی مقام پر
قید کر دون کہ دیکھا سامنے سے بونڈلا گرد کا اٹھا ملکہ صرصر شمشیر زن بانہماک عیاری سے آراستہ
نیمچہ کمر مین لگا ہوا سینہ سپر جھپٹی ہوئی آتی ہی افراسیاب نے پکار کر آواز دی ای صرصر مین نے
اُس بیحیا نمکحرام کو مارا ساری فوج کو جلا دیا مخمور کو گرفتار کیا ہی حیرت جادو سے جا کر کہنا
سبز بخت جادو کسی خطا پر ہاتھ سے شہنشاہ کے مارا گیا جہنم واصل ہوا اُس قلعہ پر کسی منتظم کو
روانہ کرین رعایا تباہ و برباد نہو مخمور کو لیکر طرف باغ سیب کے جاتا ہون یا کسی مقام پر
قید کرونگا کہ یہ پھڑک پھڑک کر مرے صرصر بہت خوب کہتی ہوئی قریب آئی مخمور کو سمجھانے
لگی ای مخمور شہنشاہ کے قدمون پر گر ایسے مالک پرورش کرنے والے کسے ملتے ہین علاوہ
مالک چاہنے والے کے صاحب شان و شوکت شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہفت اقلیم دا

انکی قدمبوسی کی آرزو رکھتے ہین تمھاری عقل پر یہ کیا پتھر پڑے ہین اپنی نیکی بدی نہین سمجھتی ہو
ناحق جان جایگی ان باتون پر صرصر کی افراسیاب خوش ہوا آنکھ سے اشارہ بھی کیا کہ اسکو ابھی کر
تھوڑا سا ابھی یہ عذر کرے تو مین معاف کردون خوشی خوشی لے کر باغ سیب مین جاؤن صرصر
ہاتھ باندھ رہی ہی اے مخمور میری بات کا جواب دو شکل تصویر کیون خاموش ہو مخمور کو سمجھانا صرصر
کا بہت ناگوار ہی افراسیاب ہاتھ تھامے کھڑا ہی کلیجہ پر خنجر غم والم چل رہا ہی مگر ناظرین پر واضح
ہو کہ یہ صرصر شمشیر زن نہین ہی خواجہ عمرو بارگاہ سبز بخت سے پھر جو لوٹ کر چلے تھے دور سے
جو دیکھا افراسیاب مخمور کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہی آکر باتین کرنے لگے قصد ہی کہ اسکو بیہوش
کردون ملکہ مخمور کو چھڑاؤن سامنے افراسیاب کے کھڑے مخمور کو سمجھا رہے ہین افراسیاب
کو بہلا رہے ہین مگر قضاے کار صرصر شمشیر زن تو افراسیاب سے اطلاع کرکے چل چکی ہی
اسوقت آکر پہونچی جیسے ہی صرصر سامنے دکھلائی دی عمرو نے دیکھا کلیجہ ہل گیا وہان سے صرصر
اصلی نے دیکھا کہ عمرو میری شکل بنا ہوا شہنشاہ سے گھل مل کر باتین کر رہا ہی للکارا کہ اے شہنشاہ
سنو ملکہ صرصر شمشیر زن یہ نگوڑا اتوا موئی کا ساربان زادہ میری شکل بنا کھڑا ہی آپ کو دھوکا
دیا چاہتا ہی عمرو نے دامن پکڑ کر افراسیاب کا کہا دیکھیے میری شکل پر عمرو آتا ہی مخمور جو پکڑی گئی
نگوڑے کو چین نہ پڑا افراسیاب جادو حیران ہوا کہ مین کیا کرون اب کسکو صرصر جانون یہ کنیز ہی دد
عمرو ہی وہ کہتی ہوئی آتی ہی یہ عیارون کا افسر ہی اب صرصر اصلی پچاس قدم پر ہی دوڑتی ہوئی چلی
آتی ہی غل مچاتی ہی عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ تو حیران ہو گئے ہین مین عمرو سہی ہاتھ کو ران پر
رگڑ کے دیکھیے آپ کا کمال آپ کی دستگیری کریگا صاف آئینہ ہوگا افراسیاب نے منہ پھیر کر
ران پہ ہاتھ رکھا عمرو نے مجتبی حلقے کمند کے مارے پلک جھپکنے کی دیر تھی ادھر کھینچکر افراسیاب
پلٹا تڑاق سے جاب مارا افراسیاب زمین پر گرا صرصر دوڑی بھلا نگوڑے تو نے غضب
کیا شہنشاہ کو بیہوش کر لیا یہ کہکر تیر کو گوپھن مین رکھکر مارا عمرو نے جست کرکے خالی دیا مخمور کی زبان
سے سوزن نکالا مخمور نے کہا خواجہ بچا گو عمرو نے کہا تم جاؤ ہم چلے آئینگے صرصر نے جو دیکھا کہ
مخمور کی زبان سے سوزن نکل گیا ڈری کہ مجکو نہ پکڑے نخل کی آڑ مین چھپ گئی خواجہ عمرو نے
جب دیکھا صرصر غائب ہوئی مخمور نے چاہا کہ عمرو کی کمر مین پنجہ دے عمرو نے کہا مین اپنا گاد

کاٹ لونگا جان دیدونگا مین تاج تو اسکا لے لون دو چار کوڑی کا روزگار تو کردن بال بچون کی
فکر ہی سویرے سویرے بنی ہوگی تو سارا دن خالی جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا مخمور تو
چرخ مار کر بلند ہوئی عمرو نے کمند پھینک کر تاج تو افراسیاب کا کھینچ لیا صرصر نے نخل کی آڑ
مین دیکھا کہ مخمور چلی گئی اب نعرہ کرکے دوڑی کہتی ہوئی کہ خبردار ساربان زادے کیا کرتا ہی
عمرو نے تاج اُٹھا کر کہا لو جانی یہ پہنو تیرے دم کے لیے ہماری فکر ہی اے صرصر غصہ نہ کرو تو ہم
ایک بات کہین صرصر نے کہا گھوڑے کیا کہتا ہی عمرو نے کہا مجھکو کئی برس دیجیے کہ تیرا عاشق ہون
اپنے قول کا صادق ہون جو تو نے مجھ سے نکاح کر لیا ہوتا کیسے عمدہ عمدہ لڑکے پیدا ہوے ہوتے
طرار مکار عیار تجکو کمائی کھلاتے ضعیفی مین کام آتے آ تو نکل زن ہاتھ لا دے ایک بوسہ مین
لون تو بھی مجکو پیار کر لے صرصر نے کہا گھوڑے اسی ہوس مین مریگا اور خنجر کھینچکر آپڑی عمرو
سمجھا اب یہ افراسیاب کو ہوشیار کردیگی کار عظیم درپیش ہی شبنم گوہرپوش کے قید ہونے کا
بڑا پس و پیش ہی یہ سوچکر چوٹین بچاتا ہوا ایک جانب نکل گیا صرصر نے آکر افراسیاب کو ہوشیار
کیا افراسیاب کانپتا ہوا غصہ مین اُٹھا پوچھا یہ ساربان زادہ کہان گیا صرصر نے کہا حضور مین
چیختی ہی رہی آپ نے کچھ خیال بھی نہ کیا وہ ہوا کا خواص رکھتا ہی میرے روکے سے کیا رکتا اُڑ کر
نکل گیا افراسیاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون مشکین باندھکر عمرو کو لاتا ہون صرصر نے کہا حضور
آپ طرف باغ سیب کے تشریف لیجائین کنیز جا کر فکر کرتی ہی حضور کے سر انور پر تاج بھی تو
نہین ہی دنیا عجب مین ہی سرکار کو سر برہنہ دیکھکر دشمن مضحکہ کرینگے دوست ٹھنڈی سانسین
بھرینگے افراسیاب مجبور ہو طرف باغ سیب کے روانہ ہوا دوپٹہ کمر سے کھولکر سر پر لپیٹ لیا
صرصر مثل باد صرصر کے تلاش عمرو مین گئی خواجہ عمرو لشکر مہرخ مین آئے مخمور بھی پہنچی سب کو
خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی عمرو نے پوچھا چالاک برق پلٹ کر نہین آئے ملکہ
مہرخ نے کہا کچھ کیفیت نہین معلوم عمرو نے کہا ای ملکہ عالم بخدا مجکو شبنم گوہرپوش کا بڑا غم ہی مین
اُسکی رہائی کی فکر مین جاتا ہون اتنی ہی سنگنی ملی ہی شبنم کی خالہ کا سمنکال جادو نام ہی پرچہ مین
حکیم اقراط ثانی کے اول مین بھی نام ارقام ہی کوئی صورت ابھی رہائی اسد غازی کی نہین ظاہر
ہوئی حساب سے ایک ہفتہ باقی ہی دربار مین شور گریہ و بکا بلند ہوا ہر ایک نے کہا خواجہ دیکھین

گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون کیا دکھاتا ہی جب ذکر اسد آتا ہی کلیجہ کانپ جاتا ہی عمرو
نے کہا پروردگار مالک ہی نہ گھبراؤ مشکل لاحل کو وہی آسان کریگا دامن آرزو گل مدعا سے
بھر دیگا مگر لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکر سامنے ملکہ مہرخ کے عمرو نے قطورۂ زربفتی و پیادۂ سقرلاطی
و گوہین عیاری حیلہ ہاے ناحق سے اپنے کو آراستہ کیا سب سے رخصت ہوکر تلاش مین قصر
ملکہ سمنکال کے روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑو

دو کلہ داستان شوکت بیان گہر ریزی کلک جواہر سلک کی ذکر ربائی ہژبر
بیشۂ صاحبقرانی زینت آراے سریر سلطنت جہانبانی قرۂ باصرۂ مکنت
و حشمت غرۂ ناصیۂ جرأت و ہمت صاحب لواے سفوف آراے میدان
صولت و جلالت گوہر دریاے سخاوت و کان جواہر مروت نظر کردۂ
بزرگان دین صاحب عز و تمکین پروردۂ مہد جانبازی شہسوار عرصۂ
یکتا نازی تاجدار اقلیم سرفرازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی مین
دریاے مضامین جلالت آئین مین براے جستجوے گوہر مرادیون
غوطہ زن ہوتا ہی عیار بیان خواجہ عمرو کی جانبازی مہتر قران نامور کی خواجگزاران
افراسیاب کا زیر گنبد نور جمع ہونا براے ملاحظہ قتل اسد غازی سامان
میلہ و جشن اندر شہر ناپرسان تاکوہ مروارید آمادۂ مرگ ہونا سرداران
عمرو کا اور مشہور ہونا کہ خواجہ عمرو قتل ہوگئے فکر سے خواجہ کے رہا ہونا
اسد نوجوان کا ساقی نامہ مصنف

ساقی مۓ عیش و عشرت آمیز
لا جلد پلا دلال گلریز
اب دل کو ہی تاک دختِ رز کی

پلوا کوئی ساغر گلابی
دے بادۂ عیش خم کی ہی تیز
میلے کی کرون ادھر ادھر سیر

کر اتنی ذرا تو مہربانی
دے مجکو شراب ارغوانی
میخانے مین تیرے جگمگا ہی

مجمع رندون کا جا بجا ہی
گلرنگ وہ دے شراب دلخواہ
ہو محتسب جنکی دلکو بھی چاہ

میخانے مین تیرے اک ہی میلہ
بلوہ کرتا ہی کیون تجھے بیلہ
میخوارون سے ساقیا خموشی

سمجھا ہی تو سہل میفروشی
دو چار پلا دے بھر کے ساغر
احسان ترا ہمارے سر پر

کچھ نظم کا رنگ اب جماؤن
جم جم یہ پیو مے معطر
کس شادی و خرمی کی ہے دید
رکھنا نہ دقیقہ کوئی باقی
جانون سے چھٹیگا آج وہ گل
آشفتہ تاب و نزار ہے آسی کی
درخت مین جا بیٹھا اُسکے سنبل
سر پر ہے خون دل سے تھال
ستے مین کھڑا ہوا تھا شمشاد
گلزار زبان وہ بھی اب کر گیا
سبزے کو خوشی ہوئی یہ تازہ
ہر گل کی طرح مہک رہا ہے
وہ شیر اسد وہ فرد یکتا
وہ شان وہ شکوہ وہ شجاعت
وہ بھی خوشی سے بیخودی ہے
جان کر نیا نیا سامان ہے
جلسہ کا منتظم قمر ہے
ہر سمت ہے سوز ناک جانا
کی دو رنگیان عیان ہین

جلسے کا نیا سمان دکھاؤن
روشن تو کرو قمر یہ ہے پیر
کیا آج کوئی عید ہے عید
عمدہ سے جو عمدہ ہو وہ مولا
سو جان سے فدا ہے جیسے بلبل
وہ مردم چشم گلرخان ہے
پیچ ہے یہ مثل مار و گل
سربستہ جو غنچے چمن تھے
اب ہوگا غم و الم سے آزاد
مرغان چمن تھے نغمہ بھولے
مخمل کا بچھایا سبز جادہ
سب کو جو سرور لاتعد ہے
جرأت مین ہے کون اُسکا ہمتا
شیرون کا ہے زہرہ آب ڈر سے
لا جلد پلا دے ساغر مے
پی پی کے شراب اب مین جھومون
جو صورت مہر جلوہ گر ہے
لشکر مین عمرو کے رنج و غم ہے
یان غم ہے اُدھر کو شادیان ہین

بولا ساقی یہ بھر کے ساغر
کس جشن کی ہے خوشی سراسر
مین نے کہا کچھ نہ پوچھ ساقی
چھک جاؤن سرور مین وہ بولا
نرگس بیمار ہے آسی کی ؛
وہ رونق صحن بوستان ہے
ہے داغ بدل الم سے لالہ
اب ہو وینگے پھول وہ بھی کھلکے
سوسن کو چمن مین تھی خموشی
ہو وینگے شگفتہ اب خوشی سے
صحرا صحرا لہک رہا ہے ؛
اب فکر رہائی اسد ہے
الحذر سے ہمت و جلالت
عفریت نہ لائے تاب ڈر سے
میلہ اُسی جشن کا ہوا ہے
ہر سمت برائے سیر گھومون
یون لکھتے ہین راویان جانباز
حیرت عشرت مین دمبدم ہے
غواصان قلزم زخار مضامین در

دُرسان دریائے بیکنار فصاحت آئین طراران میدان جانبازی و عیاران سرفروش بانداز رازی شاطران خنجر گزار وجوانسیسان اخبار عشرت آثار فکر و جستجوے حالات حیرت آیات ہم کشا مین یون قطرہ زن ہین قطعہ سہ چیز آمد مسلم نزد شاہان ✦ ہنر یا مال یا مرد سخندان ✦ از مال و ہنر چیزے ندارم ✦ یکے فضل سخن دارم بیارم ✦ شعر بیایم بار دیگر من بگفتار ✦

درون سینہ دارم قصہ بسیار + اس داستان شوکت بیان کو حقیر اذل کونین منشی احمد حسین خیم شیدا پیچیدہ خرمن فضل و ہنر تلامص یہ تحریر بطرز نو لفظاً لفظاً تصنیف بلکہ تالیف گزارش خدمت سامعین میں کرتا ہی اس داستان کی تصنیف میں خون دل کھایا ہی بڑے بڑے جلسون میں شاہزادگان والا مقام و رئیسان عظام کو یہ مضمون سنایا ہی خلعت تحسین و آفرین پا چکا ہون مال دنیا کے بھی مزے اُٹھا چکا ہون اب یہ مضمون فرحت آئین مشتہر ہوتا ہی صاحبان خاص و عام سے امید ہی روزمرہ کے لفظ لفظ میں بعید ہی حرف حرف ملاحظہ فرمائین جہان جہان غلط ہو اصلاح دین عیب کو چھپائین سبحان اللہ ولکو معلوم بیشک شاد کرین بدی کا خیال نہ کرین بنام نیکی یاد کرین اول ایک غزل عاشقانہ لکھنا ضرور ہی اسوقت اس مضامین فرحت آئین کو تحریر کرتا ہون طبیعت مسرور ہی

غزل

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اٹھے
یان تلک روئے کہ اسکو بھی رلا کے اٹھے
گر نہ ہو دل میں خیال نگہ خواب آلود
دل چرا بیٹھے وہ جب آنکھ چرا کے اٹھے
ہو خدا یا شب یلدا رہائی یارب
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اٹھے
سوزش دل سے ہوا کیا ہی میں پانی پانی
پانوں کیا کوچہ میں اُس ہوشربا کے اٹھے

کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اٹھے
ویسے کیونکر نہ دھوان سا غم ہوا کے اٹھے
درد کیا کیا اثر خفتہ جگا کے اٹھے
گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ تھے اک حرف غلط
لعنت ہے کہیں ہر تماشا کے اٹھے
ہین دکھاتا نہین تاثیر گراں قدر سے
وہ جو پہلو سے لپیٹے ہین بٹھا کے اٹھے
شمر روح کے تڑپے بیٹھے کے اسکے آگے

آج اس بزم میں طوفان اٹھا کے اٹھے
شمع سان تپ غم سینہ جلا کے اٹھے
شمع کے جسکا محفل میں جو مذکور ہو
لیک تم بھی تو ان نقش مٹا کے اٹھے
آن سے گری محبت کہ ترے وحشت
ضعف کے ہاتھ سے ہرگز نہ اٹھا
گچہ ہی مانند نشان کف پا بیٹھ گئے
خوب احوال دل زار سنا کے اٹھے

واضح راے بیضا ضیا ہو کہ خواجہ عمرو و مہتر برق و چالاک نامور براے تلاش دلکشا شمیم گوہر لیے چہار بصد جوش و خروش اسی مقام سے روانہ ہوے اول مہتر برق مہتر چالاک بن عمرو یا عیارنا عیاری سے آراستہ اٹھا ہوا جاتا ہی دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار فرح و دلکشا جا بجا نہرین آب صاف و شفاف جسکے سامنے آب گوہر بے آبرو ہی سرو لب جو قمری معروف کو کو ہوا زمزمہ سرا ہزار بان بیزبانی تعریف باغبان قضا و قدر کی کرتے ہین کسی جانب طاؤس رقصان کہیں موسے سنبل پریشان تدرو خوشرفتار خرام ناز معشوق کا مزا دکھاتا ہی عندلیب خوش نوا دل بیچین ہی ایک جانب ایک قصر عالی بلند در مرتفع چھت پردے سے آراستہ چند نازنینان مہ جبین

مہر تمکین اُس قصر مین اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین بارہ دری مین ایک مسند پُر تکلف پر ایک
شاہزادی خوش سیر بصد زیب و فر متمکن ہی چالاک نے کہا رے آکر اپنی صورت صبا رفتار
گلند انداز کی بنائی یہی فطرت ہاتھ آئی کہ چلکر دریافت کیجیے کہ اس شاہزادی کا کیا نام ہی یہ کون سا مقام
ہی دل سے باتین کرتا ہوا بصورت صبا رفتار سامنے قصر کے آیا سب کنیزین پکارتی ہوئی
دوڑین ارے خیلہ صبا رفتار کہان جاتی ہی بڑی بیمروت ہی لمحہ بھر ٹھہرنا دشوار ہی تھوڑی دیر مین
چلی جانا ہم جانتے ہین بڑی خوبصورت ہو چاہنے والون سے فرصت نہوتی ہوگی مگر ڈون سے
ہمارا نام نہ دینا چالاک بھی ہنستا ہوا اُنکے منھ چڑھاتا ہوا کوئی ارے بیمروت کہکے لپٹ گئی کوئی
دوپٹہ پکڑ کے کھینچنے لگی کسی نے اُگال منھ سے نکال کر پھینک مارا کسی نے کہا ارے مدت سے
کہان تھی چالاک بھی ویسا ہی جواب دیتا ہی کسی کے منھ پر ہاتھ رکھدیا کسی کا بوسہ لے لیا اُن سب سے
باتین کرتے کرتے چالاک نے پوچھا بی بی کیا کر رہی ہین ارے اچھال چھکا مین تیری بی بی کا نام
ہی بھول گئی ایک نے کہا صبا رفتار دن بدن نخی ہوتی جاتی ہو ہماری بی بی ملکہ آہو چشم آج بر کہ
زرد وین ہین صاف کہین ہین بھی تم ہو بوا صبا رفتار بڑا غضب ہوا ہی مینے فقط سنا ہی کہ عمرو عیار نے
بی شبنم گوہر پوش پر کچھ سحر کر دیا وہ مسلمان ہوگئین حیرت کے نوکرون کو قتل کیا انکی خالہ سمنکال جادو
کو خبر ہوئی بوا تم جانو وہ تو اسکے وقت کی ہین اُنھون نے سلح شور جادو کو بھیجکر پکڑوا بلوایا اُدھر ہی
سے قفس مین بند کرکے بھیجا ہوا مجھے وہ بھولی بھولی صورت دیکھکر بڑا رحم آیا سمنکال جادو نے
ہماری بی بی آہو چشم کو لکھ بھیجا ہی کہ اپنی گوئیان کو آکر سمجھاؤ ہماری بی بی جانے کی تیاری کر رہی ہین
یہ سنکر چالاک کنیزون کے ساتھ ساتھ اندر قصر کے آیا ملکہ آہو چشم کو سلام کیا آہو چشم نے کہا
صبا رفتار کہان سے آتی ہی چالاک نے کہا حضور طلسم ہوش ربا مین آگ لگی ہی گھر گھر تباہی ہی
جہان دیکھو آفت برپا ہی عیارون نے ہنگامہ ڈالدیا ہی اسی فکر مین نکلی ہون آپ سے بھی کچھ
عرض کرنا ہی ذرا کنارے چلیے تو عرض کرون آہو چشم اُٹھ کھڑی ہوئی گھبرا کر کہا اوّ صبا رفتار
خیر تو ہی کہا حضور خیر و شر کا حال ظاہر ہی قتل اسد غازی کی تاریخ قریب ہی آفتاب لب بام وہ
بے نصیب ہی غازیان اولوالعزم جمع ہونگے مہرخ دہمکاتی ہین ہم اسد کو چھڑا لینگے اپنی جان
مٹا دینگے کمبختون کو سودا ہوا ہی شاہنشاہ سے کیا لڑ سکینگی اٹھارہ سو ملک کا مالک جادو علوم سحر

وشعبدے کا سالک ہر دان ہمہ گیر خوش تدبیر صاحب فوج کثیر آہو چشم کہتی ہی ای صبا رفتار ہیچ کہتی ہو
بادشاہ کا مقابلہ کرنا کیا آسان ہی اُن لوگون کی سرکشی سُنکر دل پریشان ہی ہمین تو لوا جہار سے
محبت ہی اب مجھ سے نہین نکال سکتی کوئی ہن پائے شہنشاہ سے کہدے وہ کہین کہ بہار سے
لگاؤ ہی تو یہ بھی باغی ہی چالاک درست درست کہتا ہوا ملکہ آہو چشم کو تنہائی مین لایا عیارون کی
عیاری کا ذکر کرنے لگا کہ عیارون نے بڑے بڑے ستم برپا کیے شہنشاہ کو کیا کیا دھوکے دیے
آپکی سکونت صحرا مین ہی مین سمجھائے دیتی ہون کسی غیر کو یہان آنے نہ دینا کیسے مکار ہنگے
ابھی رہنا آہو چشم نے کہا بوا صبا رفتار تمھاری مہربانی ہی میرے یہان نگوڑے عیارون کا کیا
کام ہین اپنے قصر سے نہین نکلتی یہ باتین کرتے کرتے چالاک نے خاصدان سے گلوری نکالی
آہو چشم کو کھلا کر بیہوش کر کے اُسکو تو ایک صندوق مین بند کر دیا آپ اُسکی شکل بنکر نکلا کنیزون
کو آوازدی تخت تیار کرو قصر پر ملکہ سنکال کے ہمکو لیجا کر سحر کرنے کی تاب ہی ہمنے قسم کھائی بروز قتل
اسد غازی جب لشکر مہرخ سے مقابلہ ہوگا اُسی دن سحر ہونگے مہرخ و بہار کو قتل کرین گے
کنیزون نے کہا واہی آپ کو سحر کرنے کی کیا حاجت ہی ایسی کونسی ضرورت ہی یہ باتین کرتا ہوا چالاک
تخت پر سوار ہوا پانچ کنیزین ساتھ لے لین تخت اُڑاتی ہوئی طرف قصر سنکال جادو کے چلی
اب مہتر برق فرنگی کا حال سُنیے یہ ایک جادوگر بنا ہوا ٹہلتا ہوا جاتا تھا قریب ایک باغ
کے پہونچا دیکھا چوبدار وغیرہ در باغ پر ایستادہ ہین مگر برق نے پہچانا کہ سرما ے برف انداز
کے بہت سے ملازم زیر دیوار باغ ٹہل رہے ہین عقل سے دریافت کیا شاید سرما ے برف انداز
اس باغ مین آیا ہی آج بن پڑے تو انھین کو ٹھنڈا کر دو یہ سوچ کر بشکل صرصر شمشیر زن در باغ
پر آیا صرصر حسین تو انتہائی ہی ملازمان سرما نے پکارا بی صرصر کہان سے آئی ہو برق نے
منھ بنا کر کہا تمھارے منھ مین آگ لگانے آئی ہون جہان نگوڑون نے دیکھا گھنکھارنے لگے
نگوڑے آنکھون مین کھانے جاتے ہین جاکے اپنی بٹیا بہنیا کو تاکو نگوڑو گھر کی تو خبر لو دو چار قہقہہ
مار کر ہنسے کہا بی صرصر تم تو ہوا سے لڑتی ہو تم سے بات بھی کرنا دشوار ہی آج کل زبان بہت کھلی
ہی صرصر بولی کہا کسی کی دبیل نہین ہون سامری جمشید شہنشاہ کو سلامت رکھین کوئی ٹیڑھی نگاہ
اُڑا دے تو آنکھین نکلوا لون ابھی جو شہنشاہ سے کہدون تو معلوم ہو کیمیان نے آکر صرصر کا

ہاتھ تھام لیا کہا بی صرصر کیون خفا ہوتی ہو یہ پیادون کا خرچ ہی مگر خدا نے حسن ہی ایسا دیا ہی
برق نے تیوری بدل کے سر جھکا لیا کہا کیدان صاحب یہان کہان آنے کا اتفاق ہوا کیا
وزیر صاحب بھی آئے ہین کیدان نے چپکے سے کہا اس باغ مین ملکہ شجر جادو آشنا وزیر صاحب
کی رہتی ہین کبھی کبھی چور دے سے چھپ کر چلے آتے ہین مزے اڑاتے ہین صرصر نے کہا میان
کیدان صاحب خوب بتایا مجھے ناحق بڑ ہوتی مکان پر سے جاکر لیٹنا پڑتا اب جاتی ہون
پیغام شہنشاہ کا دے کر چلی جاؤنگی یہ کہکر اندر باغ کے آیا دیکھا نہایت باغ پر بہار نخل قطار
در قطار لگے ہاے رنگارنگ شگوفہاے بوقلمون سرو شمشاد قد معشوق اکڑ رہے ہین گلچین و باغبان
جوش بہار دیکھکر اکڑ رہے ہین ہر نخل سر سبز و شاداب چشمون کی آب و تاب دیکھکر آب گوہر بتاب
حباب چشم معشوق کا سمان دکھاتے ہین نخل جوش بہار سے پھولون مین نہین سماتے ہین حوض مین
فوارے چھوٹ رہے ہین خزانہ سروار بے بہا کے لٹ رہے ہین برق فرنگی بشکل صرصر
ہواے باغ کھاتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا سرماے برف انداز مسند پر پہلو مین ملکہ شجر
جادو جام شراب چل رہے ہین دو صلے کل رہے ہین برق واسطے تسلیم کے خم ہوا سرما نے پوچھا
ملکہ صرصر کہان سے آتی ہو یہان کا ذکر ہمارے گھر مین نہ کرنا ناحق کا فساد ہوگا موجب تو ہمارا گھر سے
نکلنا ہوتا نہین شہنشاہ نے حکم دیا کہ جاکر سمنکال جادو سے ملاقات کرو اسکو لاکر سرحد باغ سیب
مین بسا دو شاہ کا کچھ آئین مطلب ہوگا مین نے دیکھا دن زیادہ ہی یہان ٹھہر گیا برق نے تیوری
بدل کر کہا واہ وا وزیر صاحب آپ نے کیا مجکو احمق نادان بنایا ہی مین سیٹھی کی ٹکی نہین جو ن لگائی
بجھائی سے مجکو نفرت ہی مین جہان کی بات دیکھتی ہون وہین ختم کرتی ہون سرما نے کہا ملکہ صرصر
بیجنے آمد سخن مین کہا حقا تو ہم خوب جانتے ہین یہ تمھارا شیوہ نہین ہی صرصر نے کہا حضور آپ نے
ملکہ شبنم گوہر پوش اور ملکہ سمنکال کا نام لیا آج سب عیاران لشکر براے رہائی شبنم نکلے ہین محفل
سمنکال مین آوس پڑے گی ذرا سمجھ بوجھکر وہان تشریف رکھیے گا سرما نے کہا صرصر تم بھی ہمارے
ساتھ چلو آج شب بھر وہان رہنا ہوگا سمنکال مجکو آنے نہ دیگی بڑے لطف سے دعوت کریگی
بہت خلیق ہی نہایت لائق ہی برق نے سر جھکا کر کہا آپ کی خوشی اس محفل مین شب کو دھما چوکڑی
ضرور ہوگی اگر مجکو آپ لیے چلتے ہین تو بی سمنکال سے کہکر انتظام شراب میرے سپرد کرائیے گا

دھوکا نہ کھائیے گا سہمانے کہا وہان اپنا اختیار ہی مگر صرصر ضرور چلو تمھارے کہنے سے مجکو بھی خوف
پیدا ہوا حقیقت مین عمرو وغیرہ ضرور آئینگے صرصر نے جواب دیا آئینگے تو ذلت بھی اٹھائینگے صرصر
نے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر بٹھایا تجر جادو کو بھی ساتھ لیا تخت اڑا کر طرف قصر سمنکال کے روانہ
ہوئی دو کلمہ داستان ملکہ سمنکال کے سنیے جب آنسے اپنے بھانجی کے مسلمان ہونے کی خبر پائی بہت
گھبرائی روئی پیٹی سلح شور جادو کو روانہ کیا قفس مین بند کر کے لایا سامنے سمنکال کے پہونچایا
سمنکال قید مین دیکھکر سر پیٹنے لگی ہی ہی بچی اسی دن کے لیے پالا تھا کہ تجکو اس حال سے دیکھون ہائے
موئے عمرو نے کیا سحر کیا ہماری محبت کو فراموش کر دیا مین نے اپنی ساری جوانی تیر گنوائی پیلو مین
تمکو لیکر سوتی تھی رات ساری جاگ کر بسر ہوتی تھی اب نام خدا جوان ہوئین ہماری جانبازی کو فراموش کیا
اری بی واسطہ سامری کا توبہ کر دین تمھین قفس سے نکالون زخمون مین ٹانکے دون تصدق اتار دون
اپنے کو تیرے وارون شبنم کی زبان مین سوزن ہی کلام نہین کیا جاتا بمشکل جواب دیا خالہ امان
آپ ناحق جان دیے دیتی ہین نہ مجپر کسی نے سحر کیا نہ جادو کیا مین نگوڑے عشق وعاشقی کا نام نہین
جانتی مذہب مسلمانون کا پسند آیا افراسیاب کے نام سے نفرت ہوئی بی حیرت نے سر دربار بلا وجہ
ذلیل کیا وہ کلمے کہے جو کبھی کانون نے نہ سنے تھے مین غدر کرتی تھی کہ عمرو کے گرفتار کرنے کو لشکر
مسلمانان مین رہی تھی وہ مکار غدار بنانے لگین عمرو نے آکر مجکو بچایا اگر سرداران اسلام نہ آجاتے
ہم قبر مین سوتے ہوتے وہ سب میرے محسن ہین میری جان بچائی جا ہو قتل کر وجا ہو جشون مین مسلمانون کا
ساتھ نہ چھوڑونگی یہ سنکر سمنکال بہت جھنجھلائی سیکڑون کنیزین گرد جمع ہوگئین جانون باتون کرتی
مین کوئی کہتی ہی بی بی خالہ امان کو یون جواب دیتی ہو دو ہی دن مین دیدہ پھٹ گیا ایک کہتی ہی
تو عاشق مزاج نہ تھین اب تو آثار حضرت عشق کے چہرے پر پائے جاتے ہین ہونٹون پر پپڑیان
سوے زلف پریشان آئینہ رخسار آئینہ سان حیران ایک نے کہا حرامزادی چپ رہ اپنی خالہ کی
لاڈلی ہین لاڈلی بچیان دیوارین پھاندتی ہین ہم جو بھی سمجھاتے ہین تو بی سمنکال خفا ہوتی ہین
کہ میری بچی پر طعن وتشنیع نہ کرو میری بچی گھٹ گھٹ کر دبلی ہو جائے گی یہ باتین ہو رہی تھین سمنکال
کو سنا تا ملکہ شبنم کے ہاتھ پانون مین رعشہ کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ آہو چشم منہ لپیٹے ہین ملکہ
شبنم کی تخت پہ سوار تاج جواہر نگار سر پر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چند کنیزین ساتھ تخت

آکر آتے ہی آہو چشم نے سمنکال کو سلام کیا سمنکال گلے سے لگا کر رونے لگی کہا بیٹا آہو چشم
تمھاری بہن وحشی ہوگئی جو کڑوی بھولی ہمکو آنکھین دکھاتی ہی ساتھ والیون سے شوخی ہی آہو چشم
نے کہا خالہ اماں مین تو اسی واسطے دوڑی آئی ہون میری بوا کو کیا ہوا رے میری بھولی بہن کو کسنے
ہٹر کا دیا ستیا ناس گئی مسلمانون مین کس واسطے گئی وہ تو سب بھوت پریت ہین آنکھون مین نگوڑون کے
سوجھتی ہی جو انہین جاکر جھنسا سامری جمشید کو بھولگیا بی بہار صاحب سرو قد غنچہ دہن بھول سے عارض
صراحی سا گلو شیرین سخن خوش رفتار آئینہ رخسار افراسیاب کی منظور نظر یکایک بہن سے لڑائین
مسلمانون پر جا پڑین جاتے ہی عمرو کی شریک ہوگئین بی بہار نکل گئین باغ سب برباد ہوا خالہ اماں
انصاف تو کرو جس باغ مین بہار نہو وہ باغ ہی کہ کلیجہ کا داغ ہی کانٹا اُسکی محبت کا دل مین شہنشاہ
کے کھٹکتا ہی اُس سرو قد کی یاد مین مثل قمری کے پھڑکتا ہی سمجھایا بھی قید بھی ہوئین ذلت اٹھائی مگر
راہ پر نہ آئی دیکھیے ہمشیرہ صاحبہ کیا کرتی ہین مگر خالہ اماں خفا نہو تو مین کچھ عرض کرون چھوٹی
ہون بات بڑی کہونگی انصاف کے مقام پر خاموش نہ ہونگی خطا معاف آپ کی بلائین جاؤن
آٹھ پہر کی کانون کان نے یہ آفت برپا کی آپکی صحبت سے بیزار ہو کر باغ مین رہین نوجوان
ستانیان نوکر رکھی گئین جب کبھی مین نے جاکر دیکھا جھنڈا سا سر کھلا ہوا ہی دونون وقت ملتے کوئین
ہوئی دوڑی دوڑی پھر رہی ہین وہ نگوڑیان چھل بائیان ساتھ ہین آنکھ مچولا چادر بھسولا ہو رہا ہی
مین ہمیشہ کھٹکتی تھی کہ دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی یہ کہکر پہلے خوب رویا پھر کان مین جھک کر کہا اب
آپ زیادہ ظلم و بدعت نہ کیجیے میرے کہنے پر رہیے مین انہین طور پر بچا لونگی صبح تک آپ کے قدمون پر
گروا دونگی سمنکال نے ہاتھ باندھے کہ بیٹا آہو چشم مین تیری لونڈی ہوجاؤنگی جو تیرے نزدیک
بہتر ہو وہ کر چالاک نے کہا قفس تو الگ رکھوا دیجیے کنیزون وغیرہ وہان نہ جاوین سمنکال
نے کہا کہ قفس صاحبزادی کا بچھی مین رکھدو خبردار وہان کوئی نہ جائے آہو چشم ہماری چہیتی ہی جو
کہے وہی کرنا کنیزون نے قفس اٹھا کر ایک بچھی مین رکھدیا مودب سامنے سمنکال کے بیٹھا
دل مین سوچ رہا ہی کہ کس صورت سے تقریب شراب کی کرون یہ سب بیہوش ہون ملکہ شبنم
کو رہا کرون اس خیال مین تھا کہ ہوا سے سرد چلی ابر سیاہ پیدا ہوا سب دیکھنے لگے ابر تخت جواہر نگار
سر ہاے برف انداز ایک پہلو مین اُسکی معشوقہ شجر جادو مع چند کنیزون کے گوشہ تخت پر ملکہ

باتہامے عیاری سے آراستہ سرماسے برف انداز سے گریبان کر رہی ہے چالاک کے ہوش
اڑ گئے کہ یہ تو غضب ہوا والدہ ماجدہ آن پہنچیں اب ہوا بگڑی صرصر کے سامنے تیری ہوا نہ بندھیگی
آتے ہی پہچان لیگی سمنکال سرما کو دیکھکر کھڑی ہوگئی سرما تخت سے اُترا صرصر بھی کو دی
سمنکال نے کہا وزیر صاحب آپ نے سنا ہمارا گھر برباد ہوتا ہے اپنی تباہی پر ہر وقت روتا ہے
سرما نے کہا میں اسی واسطے حاضر ہوا ہوں شہنشاہ نے مجھکو بھیجا کہ شبنم کو بھی جا کر سمجھاؤ اور ملکہ
سمنکال سے کہو کر آکر سرحد باغ سیب میں بسو جبتک طلسم کشا قتل نہو جاے سرحد سے باہر
قدم نہ نکالو سمنکال نے گھبرا کر کہا اس سے کیا فائدہ گھر بسا بسایا کیونکر چھوڑوں سرما نے کہا
و متقدمات راز و نیاز ہیں بروقت سمجھا دینگے سمنکال نے کہا چھوکری کے بارے میں کیا ہوگا
صرصر بول اٹھی بی سمنکال کیوں گھبراتی ہو ہم اسی واسطے آئے ہیں بی سمنکال بھی انتظام
ہوا جاتا ہے بوڑھا چونڈا ہلاتی ہو ناحق کی باتیں بناتی ہو صاحبزادی نے کسی کا گھر لوٹ لیا کسی
کی دیوار پھاندی کسی سے نین شکا کر لیا بی حیرت نے کلمات سخت کہے صاحب شوکت صاحب
لیاقت بگڑ گئیں عمرو عمرو پکارنے لگیں جسکی جان اور آبرو پر بنے تبلاؤ بی سمنکال وہ کیا کرے
بڑے بڑے رستم جان جانے کے وقت گھبرا جاتے ہیں دامن جدائی سے منہ چھپا لیتے ہیں آپنے
بھی غضب کیا میاں صلح شور کو بھیجدیا اُنھوں نے بھی جرأت دکھائی گرفتار کر کے قفس آہنی میں
بند کر لیا اب تبلاؤ آدمی کو ناگوار ہو کہ نہو کوئی صاحبان لیاقت کو جوتیاں مار کر نہیں سمجھاتا ہے
بی سمنکال خفا ہونا پانی کا بیگا منہ پر آتا ہے چالاک بیکل آہ چشم صرصر کو دیکھکر منہ چھپائے
بیٹھا تھا اب جو اسطرح کی باتیں سنیں کان کھڑے ہوے دل سے کہتا ہے یہ باتیں تڑاق پڑاق
ہمارے بھائی برق کی معلوم ہوتی ہیں ڈرتے ڈرتے منہ پھیر کر دیکھا بھوری بھوری آنکھیں
دیکھکر پہچانا اب تو چالاک اُٹھا کہا بی صرصر میاں بھی سلام برق نے آنکھ ملائی ایک نے دوسرے
کو پہچانا خوب آپس میں اشارے کنایے ہوے برق نے کہا بھائی چالاک ابھی سب کو مارے
لیتا ہوں چالاک نے کہا میں رنگ جما چکا ہوں برق نے پوچھا ملکہ شبنم کہاں ہیں چالاک نے
اشارہ کیا تجھی میں قفس رکھوا دیا ہے آج تو وزیر اعظم کی بھی گردن لو چالاک نے کہا اب کہاں جاینگے
سرما قریب آن کر ملکہ سمنکال کے بیٹھا سمنکال نے کہا سامان عیش و عشرت مہیا کرو سرما نے

کہا بی سمنکال انتظام شراب وکباب بی صرصر کے سپرد کرو اسی واسطے مین ساتھ لیتا آیا ہون آج ضرور عیاران اسلام عمرو وغیرہ ادھر کا قصد کرینگے انکے سامنے کیا مجال ہے کہ آسکین بخوبی ایک ایک کو پہچانتی ہین انکو گرفتار کرلینگی اور ہمیشہ شراب پینے مین احتیاط کیا کرو رہائی اسد غازی قریب ہے عمرو آفتین برپا کریگا ہم لوگ فکر قتل مین سامان ذکر رہائی مین جسکی چل جائے سمنکال نے کہا ای وزیر اعظم بہت مناسب کیا صرصر یعنے برق نے بڑھکر کلید میخانہ کی لی اب چالاک و برق خوش ہین کہ سب کو مار کر محفل درہم وبرہم کرینگے جو گھڑے چنگیر عطردان پاندان کنیزین محفل مین آراستہ کررہی ہین برق نے گلابیان نکلوانے کا قصد کیا ہے چالاک کا اشارہ ہے کہ ہان بھائی جھٹ پٹ دارو بیہوشی ملاؤ برق چلا ہے کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور کے جشن کا ذکر سنکر ایک کلاونت در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے سمنکال تو خود چاہتی تھی کہ آج ایسا سامان مہیا ہو کہ وزیر اعظم دستور معظم افراسیاب خوش ہوکر کہے کہ اسطرح کا جلسہ کبھی صحبت شہنشاہ افراسیاب مین بھی نہین ہوا حکم دیا بلاؤ برق وچالاک گھبرا کر دیکھنے لگے آپس مین اشارے ہوے چالاک نے کہا بھائی برق شائد قبلہ وکعبہ آپہونچے یہ ذکر بھی تمام نہوا تھا دیکھا ایک شخص نحیف وضعیف آب روان کا کرتا زیب جسم شروع کا پائجامہ اگلی وضع کا سفید ڈاڑھی تا بناف پاؤن مین رعشہ طنبورہ کہنہ کاندھے پر منھ مین ایک دانت مگر چہرہ مزیدار سرخ چہرہ سر پہ گاڈری جوکھائی ہی پیک گر رہی ہے ضعف ڈاڑھی رنگی ہوئی سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا ہوا جھک کر ملکہ سمنکال کو سلام کیا عرض کی ہمیشہ اعلے مراتب رہین آفتاب سلطنت تابان رہے صرصر نے آگے بڑھکر کہا میان گویے صاحب کہان سے آتے ہو بڑے میان گھبرا گئے بغلین جھانکنے لگے سر جھکا کر کہا حضور مین نے پہچانا نہین آپ کون صاحب ہین صرصر نے کہا آپ نے ہمکو نہین پہچانا صحبت مین شہنشاہ افراسیاب کی آپ آکر گا ئے تھے اب آپ کی آج یہان بڑی خاطر ہوگی اچھی طرح خدمتگزاری کیجائیگی بڑے میان نے سر جھکا کر کہا بی بی تمہاری خوشی نہو تو ہم چلے جائین تم لوگون کے جھگڑے مین ہانگ کہاتے ہین بڑے بڑے لوگون کی محفل مین جاتے ہین سامری جمشید مسلمانون کو غارت کرین جسدن سے انکا قدم آیا فیض بالکل اٹھ گیا کسی کو دمڑی نہین دیتے جا بجا ملک ویران پڑے ہین ہمارے قدردان مٹ گئے برق نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا بڑے میان صاحب

بیٹھے حقیقت مین یہ عمرو مین روح جسم سے نکل گئی دل سے کہا خواجہ اب پکڑے گئے یہ ظالم آب پکار کر کہدیگی ابھی خیر ہی نکل چلو دوسری طرف سے آہو چشم نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہان میان کلاونت صاحب ہم آپ کے قدردان ہین دل سے تمھاری خدمت کرینگے اب عمرو اور زیادہ گھبرایا کہ پکڑے گئے برق جو بصورت صرصر ہے کہا ذرا سر تو اُٹھائیے ہمسے آنکھ ملائیے گھبرائیے نہین خدمت مین شہنشاہ کی آپ کو بڑی دھوم سے لے چلینگے عمرو نے اب جو سر اُٹھایا اس پہلو پر برق کو دوسری جانب اپنے نور نظر چالاک کو دیکھا اب تو بڑے میان ٹھٹھا مار کر ہنسے کہا اب ہمنے بھی پہچانا تم دونون صاحب تو ہمارے کمال سے خوب آگاہ ہو اب زیادہ لطف ہوگا برق نے کہا بڑے میان شراب ہمارے قبضہ مین ہے عمرو سمجھ گیا کہ یہ دونون پہلے سے آئے ہین رنگ اپنا جما چکے ہونگے شراب مین بیہوشی بھی ملا چکے ہونگے دو زانو ہو کر سامنے سمنکال کے بیٹھے سمنکال سمجھی یہ بڈھا کیا گائیگا نخرہ ہی کریگا آواز بھی منھ سے نہ نکلیگی کہا اے صرصر اس بڈھے کو کچھ دلوا دو رخصت کرو برق نے ہاتھ بڑھا کر کہا ملکہ صاحب یہ لوگ یادگار ہین تانسین بیجو باورا و میان تان توڑ خان وغیرہ کی انھون نے آنکھین دیکھی ہین سماعت تو فرمائیے بہت محظوظ ہوجیے گا ہمنے انکو بہت سنا ہے سمنکال نے بمجبوری کہا خوشی تمھاری اب تو خواجہ عمرو نے طنبورے کو

بجا کر یہ غزل شروع کی

غزل

کشتۂ حسرت دیدار ہین یا بیکس کے	نخل تابوت مین جو پھول لگے نرگس کے
وہ چلا جان چلی دونون یہان سے کس کے	اسکو تھامون کہ اسے پانون پڑون کس کس کے
پانون تربت پہ مری دیکھ سنبھلکر رکھنا	چور ہے شیشۂ دل سنگ ستم سے بس کے
کس لیے پر روے ستمگر سے ملا دل افسوس	کشتۂ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اسکے
نالۂ اشک تھو باعث درد سر مرگ	غیر کے سر پہ لگاتا ہے وہ صندل گھس کے
کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے	جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

اس غزل سے صداے واہ واہ بلند ہوئی عاشق دل جو تھے اُنھون نے کلیجے تھام لیے آگے

ملاکر ملکہ سمنکال سے یہ غزل زیب النسا مخفی کی گائی

غزل

رشتہ بپیش دیدہ ومن گہر ہنوز	دارم خیال روے ترا در نظر ہنوز

اے گریہ ہمتے کہ زخونابۂ جگر	دارم ہزار دجلہ بر چشم تر ہنوز
خاک وجود من غم ہجران بباد داد	من در ہوائے وصل تو ام دربدر ہنوز
مخفی اگرچہ خانہ خرابی ہنر شدم	دارم ہوائے صحبت اہل ہنر ہنوز

برق نے لاکر کلا بیان چنی وہین بیہوشی دل بھر کے ملائی چالاک اپنا کام کر رہے ہین ساقی بیچے
شراب پلا رہے ہین رنگ محفل دگرگون ہیان سرباکے پہلو مین معشوق صدا لاؤ لاؤ کی بلند برق
بھی جانبازی مین مصروف خواجہ کو ہاتھ نہین ہلانا پڑتا برق کئی مرتبہ تڑپ کر صحنچی مین پہونچا ملکہ شبنم
گوہر پوش سے کہا آیا ملکہ نہ گھبرانا تمھارے واسطے تین عیار اس محفل مین موجود ہین ابھی سب کو
قتل کرتے ہین تمکو چھڑا کے لیے چلتے ہین ملکہ شبنم دل مین اپنے بحال چہرہ خوشی سے لال دل سے
کہتی ہے کہ اے شبنم ان لوگون کا کیونکر ساتھ دے ہر وقت واسطے جانبازی کے موجود ہین صحنچی مین
دیکھ رہی ہے برق کے کہنے پر پہچان گئی تھی کہ خواجہ طنبورا لیے گا رہے ہین برق بشکل صرصر
تڑپتا پھرتا ہے چالاک گاویان حاضر کر رہا ہے رات تھوڑی باقی تھی اب نشہ تیز ہونے لگا سرباکی
آنکھون مین سرسون پھولی سر چکرانے لگا ملکہ سمنکال جادو سے کہا دیکھو خداوندون کے تخت
آسمان سے اترتے ہین اور تم تعظیم کے لیے نہین اٹھتین بڑی بے ادب ہو سناگ سیاہ ہو جاؤ گی
سمنکال جادو نے کہا کہ تم وزیر افراسیاب جادو ہو بیٹھے تاکو اٹھنا مقدم ہے ادھر گھبرا کر سربا
اٹھا ادھر ملکہ سمنکال جادو اٹھی ادھر کنیزین اٹھنے لگین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے یہ سب
گرے جو اپنے مقام سے اٹھا گویا جہان سے اٹھا دھما دھم گر گر کر بیہوش ہونے لگے عمرو وغیرہ
کرکے اٹھا برق نے نیمچہ کھینچا چالاک خنجر پکڑ کر چلا اول برق نے جھپٹ کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو
قفس سے نکالا زبان سے سوزن کھینچا شبنم اپنے کو آراستہ کرنے لگی جھولی سحر کی اٹھا کر بائین ہاتھ
پر ڈالی عمرو کپڑے اتارنے لگا زیور اتارا اور قتل کیا لاشے جادوگرون کے برہنہ پھڑکنے لگے
دریا سے خون جاری ہوا عمرو ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ سمنکال کو قتل کرون کسی کو برق نیمچہ
مار دیتا ہے کسی کو چالاک خنجر لگاتا ہے اندھیرے مین عمرو لوٹنے مین مصروف ہے مرنے سے ساحرون
کے اندھیرا ہو گیا صداہائے عجیب آرہی ہین زمین کو تزلزل آسمان کو چکر سارا مکان پردۂ ظلمات
ہے سیاہی شب یلدا کی مات ہے ظلمت آباد کنا ٹھک ہے اسوقت وہ قصر مثل گور یہودان تاریک ہے

ہنگامہ دیکھکر شبنم گوہر پوش گھبرا رہی ہے ہر مرتبہ پکارتی ہے خواجہ خدا کے واسطے نکل چلو کوئی اور
مصاحب نہ آجائے قلعہ بہت وسیع ہے کسکا مرتبہ رفیع ہے عمرو کب سنتا ہے ہزارون کو قتل کر ڈالا
شبنم پکارتی ہے خواجہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے کبھی گھبرا کر کہتی ہے خالہ امان کو گرفتار کر لو قتل کرنے کا قصد
نہ کرنا سمرما کو ٹھنڈا کرو افراسیاب جادو کا بازو ٹوٹ جائیگا اسکی ذات سے بڑا انتظام ہے عمرو ہان
ہان کہتا جاتا ہے مگر ہاتھ نہیں رکتا قضاے کار مطر جادو مصاحب سمنکال کا واسطے شکار کے گیا ہوا
تھا وہان سے پلٹا ہے یکایک قصر پر سمنکال کے دیکھا آگ برس رہی ہے ساحرون کے مرنے کی صدا
بلند ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے گھبرا گیا کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی پر پرواز پیدا کرکے بلند ہوا آسمان پر جاکر
دیکھا کہ تین عیار خنجر برہنہ ہاتھ مین لیے قتل کرتے پھرتے ہین سمنکال ایک جانب بیہوش پڑا عظم
کو انتظام فراموش وہین سے نعرہ کیا خبردار او ناعیارو یہ کیا ستم برپا کیا ہے مین آپہونچا منم مطر جادو
شبنم نے آواز دی لو خواجہ غضب ہوا جلد بھاگو یہ عیار کب رکتے ہین جست کرکے چشم زدن مین قصر
سے نکلے شبنم نے دو چار گولے مارے آگ برسا دی سیکڑون اسکے سحر سے بھی مرے تڑپکے
یہ بھی بیرون حلقہ آئی خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی باہر آکر ٹھہرے صبح ہو چکی تھی شبنم کا انتظار ہے
مگر عمرو افسوس کرتا ہے کہ کیا فلک نے گردش دکھائی ہاے ہمیشہ مین نے سمنکال کو گرفتار نہ کر لیا
برق کہتا ہے استاد اسکی موت نہ تھی کمبخت بچ گئی کل آن کر مارینگے عمرو نے کہا بقراط ثانی نے جو پرچہ
بھیجا ہے اول مین اسی کا نام لکھا ہے کہ سمنکال جادو کو مطیع کرنا چاہیے فلک ہمارے ساتھ برسر گردش

ابیات		
ہر بیکار ساری کوشش ہے ابیات	جو پہونچی قیامت تو وہ دشمن جان ہے	مرے ہاتھ مین اب آسمان ہے
کوئی آج سنتا ہے فلک سے گلہ کیا	ہمیشہ مرے حال پہ مہربان ہے	کدورت یہان کیا کرین کہے تو
یہ دل گرد کلفت کا اک کارروان ہے	جو روتا بھی ہون نہیں غبار دل سے	تو آنسو کا سیلاب ہیگ روان ہے
عجب مخمصے مین ہون جور فلک سے	حوادث کے تیرون کا سینہ نشان ہے	عمرو اس خیال مین کھڑا رو رہا ہے

کہ ملکہ شبنم گوہر پوش بھاگی ہوئی آئی کہا خواجہ غضب ہوا مطر جادو ہرس پڑا سمنکال و سمرما کو
ہوشیار کر دیا سب فیر سے آتی تب مین آنے مین جلدی بھاگو یہ کام تمام ہونے پایا تھا کہ سامنے
سے سمنکال بصد قہر و جلال کف منہ سے جاری گالیان دیتی ہوئی چلی آتی ہے شبنم کو دیکھکر پکاری
او چھوکری کہان جاتی ہے تیرے دھگڑون نے میرا گھر برباد کیا خوب تو نے مجھکو تماشا دکھایا اب تو زندہ

نخل کے جا بجا لگی شبنم ملیٹ پڑی خواجہ نے گلیم اوڑھ لی چالاک و برق تڑپ تڑپ کے زرغہا سے
نخلستان میں چھپے قلعہ کے اندر سے ہزارہا جادوگر دوڑ پڑا شبنم گوہر پوش کو گھیر لیا سرما بھی
اپنی معشوقہ کے لیے روتا ہوا آپہونچا کہتا ہوا کہ ہاے جوان معشوقہ کو میری مارا تجر جادو کے نخل
حیات کو قلم کیا یا سامری اس (؟) کا درخت بھی نہ کٹے ایسا صدمہ کوئی نہ دیکھے باغ حیات پہ
اُسکے صرصر خزان چل گئی شاخ زندگانی نہ پھولی نہ پھلی غنچہ آرزو سربستہ رہا گل امید نہ کھلا اب سرما
نے بھی اُس گرمی مین شبنم پہ سحر کیے روئی کے گالے اُڑانے برف پڑنے لگی ایک جانب
سمنکال جادو چاہتی ہے شبنم کو پکڑلون یا آتش سحر سے پھونک دون خواجہ عمرو جب دیکھتے ہین
کہ شبنم کو ساحرون نے گھیرا شبنم بدحواس عالم یاس مین زخمی ہو رہی ہی اُسوقت گلیم اُتار کر ایک
حقہ آتشبازی کا ماردیا سو دو سو جلنے لگے کبھی جادوگر نکل آیا کسی کی کوکھ پر خنجر مارا چالاک بھی ملبہ خنجر
مارتا پھرتا ہی مگر ساحرون کا بلوہ نہین کم ہوتا اگر کسی کے سحر مین پھنس جاتے ہین شبنم ان جادوگر
کو قتل کرکے عیارون کو چھڑاتی ہی مگر کس کس کو مارے اکیلی کیا کرے خواجہ عمرو کو انتہا کا قلق ہی
کہ افسوس شبنم گوہر پوش قتل ہوتی ہی گل رخسار پر زردی چھاگئی ہی آنکھون مین حلقے جسم مین خنجر
اہالیان شہر کے نزدیک اک تماشہ تین کوس تک شبنم گوہر پوش رنگی ہوئی آئی ہاتھ سے
جادوگرون کے بہت نہ بائی زخمون مین چور چور ہوئی سمنکال جادو و سرما نے برف انداز کے
قیامت برپا کردی بیقرار ہوکر دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا عمرو و برق چالاک نے بھی دعا کی نظم

یارب سگ نفس زشت اساس	از راہ ہوس چشم دلبران باز	در کوکب اشک در سحرگاہ
بنماے بجانب خودم راہ	در چاہ شقاوتم بدین روز	آہ سحرم دہ از سر سوز
کن مد الف کہ ہست در آہ	سازم رسن و برآیم از چاہ	از شوری اشک چشم بے آب
خواہم نگہے کہ نایدش خواب	ما را ز خودی خود جدا کن	توفیق رفیق راہ ما کن
توفیق تو گر رفیق راہ است	غم نیست اگرچہ رہ تباہ است	چون دست اجل شود گلوگیر
سوے نکنی ز لطف تقصیر	ساز د کلید قضا چو بستم	از راہ کرم بگیر دستم

شبنم بھی آنکھون سے اشک حسرت بہا رہی ہی کہ ای باغبان قضا و قدر مثل نسیم سحری گرمی آفتاب
سحرستان جفاؤن کے پامال ہون یہ کنیز غم و الم سراپا اشک ہورہی ہی قطرون سے ان ظالمونکے

گر رہی ہے ہوا سے لطف سے نخل آرزو کو سرسبز کردے دامن مدعا گل مراد سے بھر دے دعا تمام ہوئی تھی کہ بقدرت سمیع وحلیم وبعنایت رحیم وکریم ملکہ بران شمشیرزن طاؤس زرین بال پہ سوار باغ نگارین سے طرف ہزار درے کے جاتی ہین صبح کا وقت نور کا تڑکا تارون کا جھلملانا طائران خوش الحان کا چہچہانا کبک کوہی کا قہقہے مارنا عندلیب خوش نوا کا پھول پھول کر بر شاخ پر چہکار! ابنرے کو صنعت باغبان قضا وقدر نوک زبان چشم نرگس شہلا سے استغفار ہی عیان ملکہ بران نے جو یہ سمان دیکھا یادگل عارض ایرج نوجوان مین اشک حسرت آنکھون سے ٹپک پڑے

ایک کہ فلک شکوہ بپا کر ٹھہر گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

اے شعلۂ آتش جہان سوز	اے طعنہ زن فسون نگاہان	ای جلوۂ برق خانمان سوز
اے دلبر و دلربائے دلدار	ای کافر بیوفائے عیار	ای محرم دمحرم تمنا
اے ہمدم و ہمدم مسیحا	ای مہر عروق کج ادائی	اے ماہ بردج بیوفائی
اے نقش و نگار مسکن حسن	اے تازہ بہار گلشن حسن	اے نورس بوستان خوبی
تجھ سے نثار جان خوبی	اے جادوئے برفن فسون ساز	بازی دہ عاشقان جانباز
اے باعث قطع دست کوے	اے غیرت دلبر زلیخا	اے داروئے درد بیقراران
اے مرہم زخم دلفگاران	اے موجب آہ وزاری دل	اے باعث بیقراری دل
ای حوصلہ سوز چارہ سازان	آتش زن آرزو گدازان	کبتک یہ ستم کے طور ظالم
کب تک یہ جفا وجور ظالم	عرصۂ دراز تک ان اشعار کو پڑھ کر روئی کبھی دل سے کہتی تھی ای	

تمہان یہ بیقراری اشکباری بالکل بیکار ہے جان دینا عشق مین مآل کار ہے ابھی تردد وانتشار مین مبتلا رہی تھی کہ ایک جانب سے ہنگامۂ دار وگیر کی صدا کان مین آئی کبھی شعلے بھڑکے کبھی لگے ابر کے گرجے کے گھبرا کر طاؤس پہ سوار ہوئی کہ اے بران دیکھ یہ کیا معرکہ ہے کسی مقام پر ساحرون سے جنگ ہورہی ہے بجلی بھی چمکتی ہے بہ تعجیل آنسو پونچھے طاؤس پر سوار ہو کر مثل ستارۂ سحری آسمان پر چمکی دیکھا کہ ایک مقام پر ہزارون جادوگر ایک مہ پارہ کو گھیرے ہین اس ماہ پیکر نے لڑتے لڑتے زخمی ہو کر زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین تمام جسم خون سے لال لختے خون کے لباس پر جمے ہوئے یہ حال دیکھ کر دل بھر آیا اس نازنین کی تنہائی پر قلب تھرایا مائل بہ پستی ہوئی جب قریب پہونچی

دیکھا کہ خواجہ عمرو بھی لڑ رہے ہین حقہ ہائے آتشبازی مار کر گلیم اوڑھ لیتے ہین اب تو بران
نے نعرہ کیا خواجہ نہ گھبرانا یہ کنیز آن پہونچی اُترتے اُترتے مٹھی بھر کے ماش کے دانے مارے کئی سو
جادوگر آتش سحر سے جلکر خاک ہوئے قریب ملکہ شبنم کے پہونچی شانہ تھام کے اُٹھایا چونکہ بران
نے اُسکو دیکھا نہ تھا تازہ مطیع الاسلام ہوئی ہی پوچھا ای شاہزادی تیرا کیا نام ہی عمرو نے پہلو سے
اپنے کو ظاہر کیا کہا ای نور نظر اسکے شریک ہوتے ہی آفت آئی کوہ مروارید کی شاہزادی ہی ملکہ شبنم
گوہر پوش نام ہی یہ سمنکال جو لڑ رہی ہی اسکی خالہ ہی گرفتار کرا لگایا تھا ہمنے آن کر رہا کیا اب ان
سبھوں سے نگہبرا ای ہزبر بیشہ جرأت جہانتک ہوسکے سمنکال کو قتل نہ کرنا زندہ گرفتار کرو شبنم پر
اوس نہ پڑنے دو یہ سنکر بران نے کہا خواجہ ہٹ جائیے خدا چاہتا ہی تو ابھی اسکو گرفتار کرتی ہون
یہ کہکر ملکہ بران نے گاتی دوپٹہ کی باندھی نیمچہ بنام انتقام سے لیا ساحرون پر حملہ کرنا شروع کیا
جب نیمچہ کو جنبش دی برق چمکی دو چار کے سر اُڑ گئے کسی پر گولہ سا کبھی جوڑے سے اختر مروارید
نکالا جب چمکا دیا ہر ساحر بدگہر مروارید کو دیکھکر گھبرایا صدف چشم مین تاریکی چھائی طبیعت گھبرائی
اندھا ہوکر ٹٹولنے لگا بھاگ کر نکلجاؤن گُنڈے تولنے لگا چونکہ فوج قریب ہی ہزارہا ساحر برائے
مدد سمنکال چلے آتے ہین لینا لینا کا غل مچاتے ہین جب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن چمکتی
ہی الامان کہکر ہٹتے ہین بغیرت تلوار سے سب کٹتے ہین مگر سمنکال بڑے زور شور سے ملکہ بران
پر سحر کرتی ہی ہزارہا تیر و ترنج و درائی کے دانے بران پر پڑتے ہین مگر بران نہنگانہ پلنگانہ
لڑ رہی ہون مین مصروف سحر خوانی ہی

نظم مصنف

زمین بلکی کا نشان مہر منیر | اُڑی کسقدر گرد پائے سمند | ہوئی جنگ تازہ تہ چرخ پیر
چھپا مہر تابان بزیر غبار | قیامت ہوئی ہر طرف آشکار | بنا ارکِ سیہ آسمان بلند
اندھیری بیابان مین سب ہوگئی | وہ ڈھالونکی اُٹھی گھٹا جھوم کے | اُڑی گرد یہ دن کی شب ہوگئی
چمکنے لگی برق شمشیر کی | صدا آئی پیہم پہ تیر کی | بڑھی فوج تیغونکو سب چوم کے
زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز | یہ اک جا پہ لاشونکا ستھراؤ تھا | وہ حملے تھے بران کے گرم تند
| | زمین تھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا

آخر ہنیمہ برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن سے ساحران غدار بھاگنے لگے تیر و کمان پھینک کر
گوشہ دین مین بیٹھے کمانون مین خم آیا تیر انداز سہم گئے تیر پر نہ کھولتے تھے ترکش مین تیر تھے یا

لی نشان پرند سے تھے ملکہ بران لڑتے بڑھتے سامنے سمنکال کے پہنچی للکارا کہ خبردار اے سمنکال
جھولی پھینکد سے قدمون کو چوم نعرۂ غرور سے نہ جھیوم سمنکال نے کئی گولے مارے بران نے
روک کر ایک مروارید سامنے سمنکال کے کر دیا ایک شعلہ چمکا سمنکال بیہوش ہو کر گری بران
نے زبان مین سوزن دیا رسن سحر سے مشکین باندھ لین ہمراہیان سمنکال بھاگ کر قلعہ مین چھپے
اب میدان کارزار مین تینون عیار و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ شبنم گوہر پوش موجود ہین سب
کافر بھاگ گئے خواجہ عمرو نے ملکہ بران سے کہا سمنکال کو ہوشیار کرو بران نے سحر اتارا
سمنکال نے آنکھ کھولی اپنے کو اس حال تباہ مین پایا شبنم خالہ کا یہ حال دیکھکر رونے لگی
اُس زنہاری مین ہاتھ باندھ کر آگے بڑھی کہا کیون خالہ یہان ظہور شرف اسلام دیکھا آئینۂ دل سے
غبار رفع ہوا اطاعت دین اسلام ملت بیضا کی قبول کیجیے سعادت کونین حصول کیجیے میری خاطر
سے ملکہ بران نے آپ کو قتل نہ کیا عمرو بھی سمجھانے لگا بران نے بھی کہا اے سمنکال تو ساحرہ
زبردست ہی کتاب ساحری مین غور نہ کیا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی سامری پرستون کی آبرو
جا چکی اسد شیر دل افراسیاب کا قاتل ہی احکام مین حکماے طلسم کے جو دخل دے وہ جاہل
ہی اسوقت سمنکال زخمی بھی تھی غصہ بھی انتہا کا ہر چند ان سب نے کہا اُسنے جواب بھی نہ دیا
عمرو نے کہا ملکہ چلو مین ابھی اِنکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر نیچے کھینچا شبنم گوہر پوش رونے لگی
ہاتھ سے خواجہ کے لپٹ گئی دست بستہ عرض کی خواجہ مان نے میری کمسنی مین انتقال کیا اسنے
مجکو بڑے ناز و نعم سے پالا اسوقت غصہ مین ہین ناحق لے چلکر قید کیجیے قتل کی سزا نہ دیجیے
آخر دو چار روز مین مان جائینگی مین سمجھا لونگی عمرو رک گیا ملکہ بران نے قصد کیا کہ تخت سحر پہ جا
کرے مگر حال افراسیاب جادو سماعت فرمایئے باغ سیب مین تخت جواہر نگار پر بیٹھا برائے
شاہان طلسم ہوش ربا فرمان بمضمون طلب روز قتل اسد لکھوا رہا ہی اب ہر وقت یہی چرچے
ہین کہ زمانۂ قتل اسد قریب ہی جو اس جلسہ مین شریک نہو بڑا بے نصیب ہی کہ یکایک دیکھا سرما و
ہرفن اندماز زخمی چلا آتا ہی افراسیاب جادو نے گھبرا کر پوچھا اے وزیر اعظم مین نے تمکو
واسطے لینے سمنکال کے بھیجا تھا یہ کیا ہوا سرما نے کہا شب کو عیارون نے آکر قیامت
برپا کی شبنم کو رہا کر لیا ہم سب نے جا کر گھیرا مین وقت پر بران آگئی غلام اُسکے ہاتھ سے

زخمی ہوکر چلا آیا نہیں معلوم سمنکال پر کیا گذری یہ سنکر افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا لیا
ہوگا عمرو اسکو گرفتار کرکے لیجائے اگر وہ مطیع الاسلام ہوجائیگی تو باعث خرابی ہے اس راز کو
شہزادے سے نکال نہیں سکتا یہ کہکر بقہر و غضب تمام سمت قلعہ سمنکال چلا یہان خواجہ وغیرہ جا رہے تھے
ہین کہ سمنکال کو لیکر چلین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ ہم شہنشاہ طلسم ہوشربا و دختر کوکب مابدولت
آن پہونچے تیری قضا میرے ہاتھ ہے یہ عمرو نے جو سنا زمین دیکھکر خیمہ ٹیک کر ایک غار مین جا پڑا
برق ایک جانب چلا اک ایک سمت شبنم نے گرز مارا بہاران نے برق چمکائی بھلا افراسیاب
انکے سحر کو کب مانتا ہے بہاران نے بہت سے آتش کے دانے پھینک مارے افراسیاب سحر
دفع کرنے لگا بہاران نے دیکھا اُس جیسے سے جان بچانا دشوار ہے اس سے لڑنا بھی بیکار ہے
یہ کہکر دونون پاؤن زمین مین مارے غرق زمین ہوکر نکل گئی شبنم ایک جانب بھاگی نظرون سے
افراسیاب کی مخفی ہوگئی اب جو افراسیاب نے دیکھا بہاران و شبنم کو نہ پایا قریب سمنکال کے
آیا بہاران سے اسکی سوزن نکالا سمنکال دوڑکر قدمون سے لپٹ گئی کہا شہنشاہ عیارون نے
میرا گھر لوٹ لیا لونڈی کو تباہ کردیا میری بھانجی کو مطیع کرکے لے گئے مجھکو بڑا داغ دے گئے
افراسیاب نے کہا اے سمنکال بعد ایک ہفتہ کے سردار رومال سے ہاتھ باندھ باندھکر حضور
مابدولت مین حاضر ہونگے جب اسد قتل ہوجائیگا مایوس ہوکر آخر کہان جائینگے شرف خدمتگزاری
پائینگے شبنم کو مین گرفتار کر منگاؤنگا تمھارے سپرد کردونگا مگر تمھارا رہنا اس قلعہ مین مناسب نہین
ہے واسطے دو ہفتہ کے چلکر سرحد باغ سیب مین رہو خبردار اس سمت نہ آنا جہان تک ہوسکے
اپنے کو چھپانا کسین بھی اسرار دو اسکا ظاہر کرنا بیکار ہے سمنکال نے کہا جو مناسب وقت ہو
افراسیاب سمنکال کو لیکر قلعہ مین آیا تختہ سحر تیار سبکے مال اسباب سمنکال کا اسپر بار کیا
کنیزون کو بھی اسکے ساتھ لیا ایک تخت پر آپ بیٹھا تخت اڑتا ہوا قریب باغ سیب کے آیا
باغ سیب سے دو کوس ہٹ کے ایک باغ مین کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا سمنکال کو
اسمین اُتارا تاکید کی خبردار خبردار سی تین کوس کے گرد سیر و شکار کرنا آگے جانے کا قصد نہو
ورنہ مابدولت کے خلاف ہوگا سمنکال اس مطلب کو نہ سمجھی گرہ عرض کی ایسا ہی ہوگا شعر
خلاف راے سلطان راے جستن ٭ بخون خویش باشد دست شستن ٭ افراسیاب

سمنکال کو بخوبی سمجھا کر طرف باغ سیب کے گیا سمنکال اس باغ مین سکونت پذیر ہوئی
مگر خواجہ عمرو حسب افراسیاب جاچکا غار سے نکلے صورت بدل کر قلعہ سمنکال مین آئے
لوگون سے سُنا افراسیاب سمنکال کو مع کنیزون مع مال سرحد باغ سیب مین لیگیا عمرو
متفکر و پریشان اپنے لشکر مین آیا ملکہ مہرخ سے کہا ایک سمنکال جادو کا پتا لاتھا اُسکو بھی
افراسیاب جادو لیگیا قلعہ مین خبر سنی کہ لیجا کر سرحد باغ سیب مین بسایا سرحد سے نکلنے کی
اُسکو ممانعت ہی اور ملکہ عالم بقراط ثانی کے پرچہ مین نام نکلے تھے کہ کوشش رہائی اسد نامدار
مین یا مرد حسب ولازم ہی کہ سمنکال جادو و اسرار جادو و ماران زمین کن کو مطیع کرنا ضرور
ہوگا جبتک یہ تینون شریک ہونگی تدبیر طلسم کشا کی رہائی کی ٹھیک ہوگی بار و اب مین کیا کرون
کدھر جاؤن باتون سے عمرو کی دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا مصیبت پا اسد غازی
کی ہر خرد و کلان دردمند ہوا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و خورشید زرین سحر صاحب
صولت نے عرض کی خواجہ باطمینان بیٹھو بروقت قتل اسد نامدار خون کے دریا بہا دینگے ملازمانِ
افراسیاب کو انشاء اللہ مثل نقش قدم مٹا دینگے اور کوئی تدبیر ہمارے ذہن مین نہین ہی عمرو
نے کہا اے سرداران نامی و اے جانبازان گرامی خدا تم سب کو صحیح و سالم رکھے مین چاہتا ہون کہ
تم سب کی جانین بچاؤن اور اسد غازی کو قید سحر افراسیاب سے چھڑاؤن انتہا کا دردمند
ہون احکام بزرگان دین کا پابند ہون بموجب حکم السعی منی والاتمام من اللہ و خدا حافظ و ناصر
اسی فکر مین جاتے ہین مسبب الاسباب سامع الدعوات شاید کوئی سبب پیدا کرے مہتر
برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا عرض کی استاد اس غلام جانباز کو ضرور ہمراہ لیجیے عمرو نے کہا
تم سب کو برائے حفاظت لشکر اسلام چھوڑتا ہون یہان بھی تو دمبدم بلا نازل ہوتی ہی ہر روز ساحران
زبردست کا سامنا ہی اے عیاران خنجر گزار جہان تک ہو سکے جو سے ہاتھ نہ اُٹھانا شبنم گوہر پوش
جو زخمدار آئی ہی عمرو نے اسکی زخم دوزی کا حکم دیا شبنم زار زار روئی کہ اے شہنشاہ عیاران و اے
پیشوائے خنجر گزاران عجب وقت مین یہ کنیز شریک ہوئی کہ آپ اس بیقراری مین سرداران
نامی اشکباری مین عمرو نے کہا اے شبنم جسدن سے اس طلسم مین آئے ایک لمحہ آرام نہ پایا کیا
کیا انقلاب فلک نے دکھایا اب وقت جانبازی ہی تم آرام سے ہمراہ مہرخ و بہار لشکر مین

سے ہو کوئی تمہاری خدمتگزاری سے سرتابی نہ کریگا بعد شبنم کے بجانے کے عمرو نے تخلیہ کیا اس جلسے
مین ملکہ مخمور و ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و خورشید زرین سحر و شکیل جادو
وغیرہ چالیس سرداران نامی شریک تھے عمرو نے بحسرت سب سے کہا ایک امر کا اور آپ سب
صاحب خیال رکھیے گا اگر میری کسی خرابی کی خبر آئے کوئی کہے کہ عمرو گرفتار ہو گیا یا قتل ہوا صبر کرنا
دل پر جبر کرنا اپنی تدبیر سے غافل نہ ہونا جھلا مین شامل نہ ہونا ان کلمات حسرت آیات خواجہ عمرو
پر ہر ایک کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے اپنے اپنے دل مین سمجھ گئے کہ عمرو
بے تنگ ہو کر جان دینے پر آمادہ ہوا مخمور و بہار نے خواجہ عمرو نامدار سے لپٹ کر کہا خواجہ تمہارے
راز باطن سے ہم بخوبی آگاہ ہوئے وائے ناکامی ہم کیسے تباہ ہوئے اگر ایک دن آپ لشکر
مین نہ ہونگے افراسیاب سے ہمکو جان بچانا مشکل ہو گی بدون آپ کی زیارت کے کیونکر تسکین دل
ہو گی عمرو نے ان دونون کو گلے سے لگایا ہر چند ضبط کیا نہ ہو سکا چیخ مار کر رو دیا کہا اے مخمور و بہار میرا
جسم خاکی تلاش مین جاتا ہے روح لشکر مین رہیگی بس اب خدا کو یاد کرو ہمارے واسطے نذر طلا کرو
سب کو . وداع چیت چھوڑ کر عمرو با نہائے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ایک کو گلے سے لگایا فکر رہائی
اسد غازی مین طرف صحرا کے روانہ ہوا دل مین ہزارون طرح کے تاؤ پیچ کبھی یہ خیال کہ دنیا
ہیچ ہے اے عمرو کیا فکر کرون ہر چند کہ انتہا کی بیقراری اشکباری شرمساری ہے مگر طمع ہر وقت غالب
ہے طبیعت مال جمع کرنے کی طالب ہے راہ مین چلے جاتے ہین جہان کسی مسافر کو دیکھا قزاق
بنکر لوٹ لیا کسی مقام پر ایک معشوق نازنین کی شکل بنکر بیٹھ گئے رونا شروع کیا راہ گیر نے
پوچھا تم کون ہو کہا سامنے جو گاؤن ہے مین زمیندار رہتا ہے اسکی دختر ہون کسی سے ملی اُس سے کہدیا یہ
خراب ہے باپ نے غصہ مین نکالدیا یہان آن کر بیٹھی ہون چاہتی ہون کنوئین مین گر پڑون مرد
مسافر بھولی باتین سنکر بیقرار ہوا ہاتھ کلیجہ پر رکھا پوچھا کسی کے یہان ہو گی جواب دیا ہان جب
جھاڑو بہارو دینے کے لائق ہون مرد مسافر نے کہا تمہین اپنی آنکھون مین رکھین گے گھر کی
بی بی بنائینگے تتلا کر جواب دیا بیوی خالہ کو کہتے ہین چھوٹی خالہ کو بیوی کہا کرتے ہین مرد مسافر
سمجھا بالکل نادان ہے بھولی بھالی ہے اس سے مزے لینگے شعر اے طفلی مین جی سکتے تھے
ہم لیکن شادمان ہو کر + کہ یہ اک آفت جان جہان ہو گا جوان ہو کر بعد اُس مسافر کو لگا کر کونے مین

لیگئے وہ سمجھا مطلب حاصل ہوگا اپنے پاس سے اُسنے روٹی نکالی اُسی کھانے مین اسکو میوہ شی
دی لنگے مین پھانسی چھپی تھی سے گلے مین ڈال کر مارا اسطرح اُسکے مرنے کی خبر سناتے ہوے
جاتے تھے مین ایک گانون کی طرف سے تاشا بجنے کی آواز آئی جا کر دیکھا ایک زمیندار کی برات
اُتری ہے گانون کے باغ مین ایک جھڑی سی دری بچھی ہے ایک طرف لکڑ سا لگ رہے ہین لالٹین
چاندنیان بھر کر دیتے جاتے ہین شراب چل رہی ہے کسبی رنڈیان میری تانین اُڑا رہی ہین ٹھاکر
لوگ ڈٹے بیٹھے ہین سپر تلوار سامنے انگوچھے سر پر باندھے ہوے دوہری مرزئی پہنے
نینون اور پیر مین سنکھ مارکین کی دھوتیان ہاتھ مین چاندی کی موٹی موٹی انگوٹھیان کمر مین کٹ سینان
دولہا بیچ مین ایک بارہ دری مین پیال پر کے بجائے مسند لگا دیا ہے دولہا کے گلے مین زرد جامہ
بجر بکا پاجامہ دولہا پیشاب کو اُٹھا تو ڈھول تاشا بجنے لگتا ہے رنڈیان ناچنے والی بھی نشہ مین
شراب کے آدھی ترچھی تانین لگا رہی ہین دوپہر دن کا وقت ہے مگر بہاگ گا رہی ہین یہ سامان جو خواجہ
نے دیکھا منہ مین پانی بھر آیا دل سے کہا دو ہزار کا تو ٹھکانا ہے اسی دم یہ سوچ کر رنگ روغن
عیاری کا نکالا نوجوان گویے کی شکل بنکر تیار ہوے گوری صورت بھاری ٹوپی سر پر ایک
کان مین بالی ایک مین انگوٹھی مشروع کا ٹخنا بھاری جوتہ چھوٹی سی ستاری ہاتھ مین گنگناتے ہوے
بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی محفل مین آکر ہاتھ اُٹھا کر دعا دی ٹھاکر جی کی جے رہے اعلے مراتب
رہین کشت امید سرسبز ہو سیکنے کی بڑھتی رہے شہر مین غلہ کی ارزانی ہو جنس عشرت کی فراوانی
ہو دولہا کے باپ نے پوچھا میان گویے کیا نام ہے کہا حضور ہمارے نانا پیرخان صاحب
آپکے یہان کے قدیم آنے والے غلام کو اُستاد بجرنگی کہتے ہین ہمیشہ دھانون کی فصل مین آتے
ہین شادی کی خبر پائی ہے کہا بیٹا زمیندار صاحب کے یہان بجاؤ تمھارے بزرگون کی برت ہے
نانا جی کا گولا اُتر گیا باپ جوانی مین مرا اب آپ لوگون کی آس ہے ٹھاکر صاحب نے کہا بھیا ایک
عمل گا دو تین تانین اُڑاؤ چار نہیری جو سواسیر مٹھائی ملیگی جب گھتے کے گھر یہان بھی ادا کر دو سیر
کمانڈ لیجا دا کر دو گویے نے جھک کر سلام کیا ستاری ملائی رنڈی وہان پاس آن بیٹھی قدم
چھوڑ کر کہا ہان اُستاد آج تو کوئی بڑھ خیال سناؤ میان بجرنگی نے جواب دیا بیٹا نئی غزل سنو

اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہو		نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہی

حنا کے رشک سے کیونکر نہ آئے جوش مین خون — کسی سبب سے ہو پر وہ بھی پائمال تو ہی
ذرا تھم اے دل مضطر کہ فکر وصل کرون — شب تعلق نہی خواب ہی خیال تو ہی
کہان تلک گلہ ہائے تغافل قاتل — ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہی
جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا — اب آگے ہو نہ امید انفعال تو ہی
وہ اضطراب کہان ضعف سے مگر اب بھی — ہو آؤن حضرت عیسی تک انکا حال تو ہی
شب فراق مین بھی زندگی پہ مرتا ہون — کہ گو خوشی نہین جینے کی پر ملال تو ہی

اس غزل پر سب زمیندار جھومنے لگے دو دو ان چونیان مٹھی سے نکال کر پھینکین میان بجرنگی نے چادر پھیلا دیا اب رنگ خواجہ کا جما ہوا ہی ارادہ ہی کہ شراب کا چرچا کرون بیہوشی ملاؤن قضائے کار ملکہ سمنکال جادو کہ اسکو لا کر افراسیاب نے ایک باغ مین رہنے کا حکم دیا سیر و شکار کا نہایت شوق ہی صبح کے وقت تخت سحر پر سوار ہوئی اڑتی ہوئی کوہ و دشت و بیابان مین جاتی ہی ایک بلند پہاڑ پر ٹھہری سبزہ زار کی کیفیت دیکھ رہی ہی صبح کا سہانا وقت دھوپ جا بجا برنگ زعفرانی کہستان پر ظاہر ہوئی جاتی ہی چشمہ ہائے آب روان کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہی طایران دشت صفت باغبان قضا و قدر مین دم بھر رہے ہین شاخہائے گل پر چہچہے کر رہے ہین سمنکال بسر کو ٹہل رہی ہی کہ کان مین گانے کی آواز آئی گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی دل سے کہتی ہی یہ کون ظالم گا رہا ہی خفتگان خاک کو جگا رہا ہی چونکہ علم موسیقی مین اسکو بھی اچھی طرح معلومات ہی خود بھی اس کمال مین استاد ہی تخت کو اُتار طرف اُسی آواز کے چلی جا کے دیکھا ایک مقام پر گنوارون کا مجمع ہی ایک گویا نوجوان خوبصورت نیک سیرت کس لطف سے گا رہا ہی کہ طبیعت بھری آتی ہی سمنکال نے بلندی پر تخت ٹھہرا لیا عرصہ تک سنا کی آخر دل مین سوچی کہ اسکو اٹھا کر لے چلو اپنے باغ مین چلکر دل کھول کر سنو اسکو تعویذ بازو بنانا خوب ہی معشوق خوبرو صورت مین محبوب ہی یہ سوچ کر سحر کر کے گری پنجہ کمر مین دے کر خواجہ کو اُٹھا لیا خواجہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے سمنکال اُسی بیہوشی مین لیے ہوئے اپنے باغ مین آئی آپ مسند پر بیٹھی خواجہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا عمرو نے آنکھ کھول کر سامنے ملکہ سمنکال جادو کو دیکھا باغ باغ ہو گیا دل سے اپنے کہتا ہی سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہی عجب

شعر بار در خانہ دمن گرد جہان می گردم ✦ آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم ✦ یہ تو عمرو سمجھ گیا کہ گویا جان کر اُجلا لائی ہی خیر اس تک پہونچے یہ بڑی بات ہی اب انکا گریبان ہی اور میرا ہاتھ ہی دل مین یہ باتین کرکے ہاتھ اٹھا کر دعائین دین گھبرا کر کہا حضور یہ کیا مقام ہی آپ کا غلام یہان کیونکر آیا یہ کہکر تھر تھر کانپنے لگے آنسو آنکھون مین بھر آئے سمنکال نے کہا میان گویے صاحب گھبراؤ ہم تمکو لاسے ہین کچھ گانا سناؤ انعام و اکرام لو داقت نکالکر کہا حضور مین اپنے گھر مین پہونچ جاؤنگا بڑھیا ماں راہ دیکھتی ہوگی نانی ڈھونڈھتی پھرتی ہوگی سمنکال نے کہا اپنا نام بتاؤ میان گویے کہان کے رہنے والے ہو عمرو نے کہا حضور اُستاد بجرنگی نام ہی جہان کنجڑین بندھتی ہین تالو کا پیڑا ہی وہی رہنے کا مقام ہی سب کنیزین کھلکھلا کے ہنس پڑین سمنکال نے کہا میان اُستاد بجرنگی تم ان مستانیون کے ہنسنے پر نجاؤ ہمکو گانا سناؤ عمرو نے تانین مارنا شروع کین سامنے سمنکال کے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

اندھیری گور کی صورت غریب خانہ ہوا
ہمیشہ تنکے چُنے مین اہل چمن
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جس پہ آشیانہ ہوا
قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو

فراق جسم مین آنکھین تھین ہماری کو
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
شباب بنکے چھلاوہ گذر گیا افسوس
صبا جس کی نئی قافلہ روانہ ہوا

دکھا کے زلف جو کل شکوہ روانہ ہوا
کہ آنسوؤن کے بہلنے کا بھی بہانہ ہوا
ہمیشہ آفت ہجر مین یہ آیا کی
کھلا نہ کچھ کدھر آیا کدھر روانہ ہوا

یہ اشعار عمرو نے گا کر تمام ابالیان محفل کو ہنسایا رُلایا مارے ڈالا سمنکال تو بیتاب ہوگئی موتیون کا مالا اُتار کر دیا عمرو کو یہ خبر نہین ہی کہ مین سرحد باغ سیب مین آگیا اور اصل یہ ہی کہ بدون حکم افراسیاب نکلنا مشکل ہی خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ سمنکال رجوع ہو چلی کہ رہی ہی کہ اُستاد ہم تمکو نجانے دینگے نوکر رکھینگے خواجہ عمرو کہ رہے ہین کہ آپ مالک ہین مین خوب آپ کو راضی کرونگا یہ کہکر عمرو نے پیر پھیلا دیے کہا ملکہ ہم تو اب رخصت ہوتے ہین سمنکال نے کہا اُستاد کیون عمرو نے کہا اب جوانون کے نشہ پانی کا وقت ہی ہٹی پہ جا بیٹھینگے مٹکے کا ٹھرا پی کر چوک کی سیر کرینگے سمنکال نے کہا اُستاد شراب یہان حاضر ہی کہا حضور اگر آپ نے ایک ادھا دیا تو اس سے کیا ہوگا سمنکال نے کہا شیشے موجود ہین کہا حضور میری عادت ہی جب سب اہالیان صحبت کو پلا لونگا تب مین بھی ایک جام پیونگا سمنکال نے کہا لو شراب کنیزین بھی بیقرار ہوگئی ہین عمرو کے گانے پر

جلد لا کر لگا دیا ان شراب کی کشتیان کباب کی نذر کین خواجہ عمرو نے ایک گلابی اٹھالی کہ غلام کو یہی کافی ہی سمنکال نے مسکرا کر کہا جسقدر تمھارا جی چاہے پیو عمرو کو سمنکال کو دیکھکر حیرت ہو گئی ہی دل سے کہتا ہی جھٹ پٹ پلا کر بیہوش کر دیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کے چلو اس خیال سے بہجل تمام جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے سمنکال کے پیشکش کیا سمنکال نے مسکرا کر جام لیا عمرو نے آنکھین ملا کر اشعار پڑھنا شروع کیے ای ملکہ عالم اشعار

مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
بس لطف سے گذرتی ہی مستون کی آجکل
بیلد وہ آگ کا ہی مین تیلا شراب کا
ای بحر حسن آج تو چل تی جھیل تک
ہوگی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا

ہوسے دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو
پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
بغلی سے تا بمرگ رہا دور جام کو
اکی بھوش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آنکھون کو جاتے ہین پیالہ شراب کا
ساقی اخیر کر دیا دورا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بنگیا تیلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
دکھلا کے ٹکڑے کر دیے شیشا شراب کا

سمنکال تعریفین کر رہی ہی جام شراب ہاتھ مین تمام اہالیان محفل کا یہ حال ہی کہ بے شراب پیے مست ہین خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار ابدار پڑھے آنکھون مین میکشون کی نشہ آگیا عمرو سمنکال سے آنکھ ملائے کہہ رہا ہی ملکہ عالم نوش فرمایئے نوش فرمایئے شراب گلرنگ کے مزے اٹھایئے سمنکال نے جام کو ہونٹون سے لگایا اسکو تو افراسیاب بہت ہوشیار کر چکا ہی اپنے شہر مین عیارون کے دھو کے اٹھا چکی ہی بازو پر تیلی صورت ساحری کی بندھی ہی وہ تڑپ کر شعلہ سان جام شراب پر گری شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے اسی تیلی نے آواز دی ملکہ سمنکال جادو ہوشیار ہو جا یہ عمرو عیار ہی بس سمنکال نے ایک دھتڑ مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے سمنکال نے تیغہ پکڑ کر اٹھی کہا کیون او سا۔بان زادے تیرے خوف کے مارے یہان آکر بھی یہان بھی بچیانے بچیانہ چھوڑا بھانجی کو میری مطیع الاسلام کر لیا گھر سارا لوٹا اب جان کا خواہان ہی تیری مجال کیا ہی کہ مجھپر دست انداز ہو تیری بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھاؤنگی نگوڑے مکار جھلسار کو خاک مین ملاؤنگی یہ واضح رہے کہ عمرو اسی گڈیے کی صورت پہ ہی جب سمنکال نے تیغہ کھینچکر چاہا عمرو کو قتل کرے عمرو رونے لگا ہاتھ باندھ کر کہا ای ملکہ عالم آپ صاحب انصاف ہین عدالت فرمایئے ظالم و جاہل نہ بنجایئے ایک دن خداوند لقا کا سامنا ہوگا وہ عدالت شعار بات بات کی تحقیقات کریگا

مین جس جنگل مین زمینداروں کی برات مین بیٹھا تھا یہی میرا پیشہ ہی کا بجا کر پیسون کو سنبھا کر
چار پیسے لیتا ہون بی مہرخ وغیرہ وکیا تحاذ دیتی ہین جو مانگ جانچ کر لیجاتا ہون وہ بھی چھین لیتی ہین
آپ مجھے کیون اٹھا لائین مین نے آپ کے قتل کا قصد نہین کیا آپ سے آپ کے گھر مین آیا تھا
مین بھی آپ کو بیہوش کیا مگر قتل نہین کیا آپ کی بھانجی شریک ہو چکی ہی ہمکو آٹھ پہر یہی فکر رہتی ہی کہ
آپ کی خدمتگزاری کرین شبنم کے مطیع ہونے کا پیچ تھا مین سمجھا بجھا کر پاس ملکہ مہرخ کے لیجاؤن
ای سمنکال تو ساحرہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ذرا خیال کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر تو نے
کتاب سامری مین پڑھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی اب رغازی قتل افراسیاب ہی
دیکھو تو اتنے بڑے طلسم پر کیا انقلاب ہی مہرخ وغیرہ کا مجمع بڑھتا جاتا ہی اور طلسم گشت [illegible]
کے بارے مین دیدۂ دل کھول کر دیکھو چشم انصاف وا کرو سامری و جمشید بھی مثل تمہارے ساحر
تھے آخر مر گئے معاذ اللہ پیدا کرنے والا احکم الحاکمین رب العالمین مسبب الاسباب سامع الدعوات
اکیلا ہی زمین و آسمان کو ایک کاف کن سے بنایا ہی ہر گل بوٹے سے رنگ صنعت قدرت آشکار
کیسی خزان کیسی بہار یہ سرکشی قبر مین کام نہ آئیگی تاریکی قبر مین شمع اعمال روشن ہوگی وقت مشکل اپنی
زبان اپنی دشمن ہوگی راہ ضلالت کو چھوڑ دو نور اسلام سے تاریکی قلب کو روشن کرو مین بلکہ سب خطا
ہوتی اسطرح کے کلمات عبرت آمیز حسرت خیز وحشت انگیز عمرو نے کہے کہ سمنکال کانپ گئی ہاتھ
ملا لیا کہا ای عمرو تو نے اسوقت مجکو تبکے مین ڈال دیا اس خطا پر تو مین نادم ہوئی کہ مین خود
تجھکو اٹھا لائی مگر مقدمہ مذہب مین بڑا انتشار ہی نہین سمجھ مین آتا کہ اصل مین کون پروردگار ہی عمرو
نے کہا ملکۂ عالم میرے پاؤن پر سے سحر اتار لیجیے رہائی دیجیے مین ابھی سمجھا دونگا جادو حق دکھا دونگا
راہ جنت عنبر سرشت بتا دونگا سمنکال نے کہا خواجہ مین تمسے ڈرتی ہون تم چھلاوا ہو ہوا کا
پتلہ ہو دم دے کے بھاگ جاؤگے پھر ہاتھ نہ آؤگے تمنے پہلے خداوند لقا کا نام لیا پھر صفت
اپنے پروردگار کی بیان کی اسکا کیا سبب عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم وہ کلمہ خوشامد کا تھا کلمہ
حق ہی سمیع و علیم رب برحق کارساز خلاق ہی شک کرنے والے مشرک کہلاتے ہین جہنم مین جھونکے جاتے
ہین ایک سوال کا جواب آج تک تمام عالم پنڈت نہ دے سکے اپنے وہ درویش در گلیمے بخسپند و
دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند اسکے منصف اسکا ہین خیالات محالات بیکار ہین جب دو

بادشاہ سلطنت نہین کرسکتے پس پوئے دو سو خدا کیونکر ہو سکتے ہین کہنے والے بیہودہ بکتے ہین نظم

صفتین اسکی ہین بیان سے فزون
اسکی قدرت کا کیا مین وصف لکھون
وہی خالق ہے اور وہی معبود
جس جگہ دیکھیے وہ ہی موجود
اسنے کیا کیا نہین کیا پیدا
ہر مکان کا مکین کیا پیدا
آسمان و نجوم و شمس و قمر
عرش و کرسی و جنت و کوثر
سب حجابات اور لوح و قلم
نور کے جسم اور باغ ارم
قصر اک اک جہان مین نورانی
رفعت و شان جسکی لاثانی
خلد کی وہ تمام آرائش
جس مین دنیا سے بڑھکے آسائش
سلسبیل اور کوثر و طوبے
ارم و خلد جنت الماوے
خوشنما جابجا تمام شجر
پھل خوش ذائقہ سب انکے ثمر
غنچہ و گل جدا جدا رنگین
جنکی خوشبو سے شاد قلب حزین
روشون پر وہ سبزۂ نوخیز
ہے زمرد سے رنگ جنکا تیز
بلبلین اور مرغ خوش الحان
حور و غلمان تمام اور رضوان
ملک و قدسیان و جن و بشر
وحشیان و طیور دشت و در
ہفت طبقات ارض و دشت و جبال
بحر زخار و بر و کان و نہال
خاک و آب و ہوا و آتش بھی
جس سے ساری بنا ہے انسان کی
لفظ کن مین یہ سب کیے پیدا
کارخانے عجب کیے پیدا

اے ملکہ سمنکال اگر دلائل ثبوت اسلام عرض کرون سالہا سال مین ختم نہون بس دلیل کافی ہے کہ تمھارے خداوند کیسے تھے جو مرگئے پروردگار کی ذات کو ہمیشہ بقا ہے جو چیز دنیا مین پیدا ہے اسکو ایکدن ضرور فنا ہے بموجب کلام قدسی نظام رب انام کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال والاکرام علاوہ ازین روز حشر جسدن وہ معبود حقیقی در شان تحقیقی بصفت قہاری و جباری کہانگا آفتاب عالمتاب سوا نیزے پر آشکارا ہوگا ہر خورد و کلان حدت سے بیقرار و اشکبار ہوگا ایک سمت دفترہاے نامۂ اعمال کھلینگے میزان عدالت مین اعمال نیک و بد کے تلینگے کس کو پیدا کرنے والے سے سوال و جواب کی تاب ہوگی اے سمنکال اسوقت کیا جواب دوگی سوال ہوگا کہ شیاطین کو میرا ہمسر کیا اپنے خدا بنائے کفر و کافری ست اس بیحیائی پر بھی نہ شرمائے تمھارے لات و جبل کہان ہین اسوقت تمھاری شفاعت نہین کرتے اب دم خدائی کا نہین بھرتے اے سمنکال اس کفر و کافری کا انجام جہنم ہے وقفہ زیست کا بہت کم ہے وحدانیت اسکی یاد کرو اپنے نفس امارہ پر نہ بیداد کرو عمرو نے یہ کلام حسرت انجام جو سامنے سمنکال کے کہے سمنکال

کے رونگٹے کھڑے ہو گئے مثل بید کانپی رنگ چہرے کا متغیر ہوا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین
کہا خواجہ تمھارے کلام فیض انجام نے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو صفت معبود سے بھر دیا کہا برائے
خدا مین کیا کرون افراسیاب سے کیونکر جدا ہون میرا پیچھا نہ چھوڑیگا قتل سنتے خون نہ موڑیگا
عمرو نے کہا ناحق کا انتشار ہی افراسیاب کیا نابکار ہی مسبب الاسباب وہ پروردگار ہی ظالم
کے ہاتھ سے مظلوم کو بچاتا ہی ہر مشکل مین وہی کام آتا ہی دیکھو ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کا کیا
کر لیا ہر مرتبہ انکے قتل پر آمادہ ہو کر بقہر و غضب تمام جاتا ہی وہ رحیم و کریم انکو بچاتا ہی سمنکال
نے کہا مجکو دین اسلام کا اعتقاد ہوا مگر خوف افراسیاب دل پر غالب ہی آپ تو جائیے مین تدبیر
کر کے آؤنگی اپنی جان بچانے کی فکر کر کے آپ کے لشکر سے ملجاؤنگی عمرو نے کہا ملکہ اعتقاد
کامل ہو اپروردگار کو حاضر و ناظر سمجھا صفحۂ دل پر اس مصرع کو نقش کر دو ع دشمن اگر قویست
نگہبان قوی تراست وہ جب تمھارا خدا سب سے بڑا ہی اہالیان دنیا سے ڈرنا کیا ہی اب سمنکال
ہاتھ باندھے ساتھ خواجہ کے کھڑی ہی کہ آپ جائیے مین کوئی کار نمایان کر کے آؤنگی اگر نجیبہ
قابض ہوگا تو سر افراسیاب لاؤنگی مگر افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین تخت پر
بیٹھا ہی ذکر قتل اسد نامدار ہو رہا ہی یکایک خیال آیا کہ دیکھون ساربان زادہ کہان ہی اُس
سکاب کے نام سے بہرام فلک لرزان ہی فوراً کتاب اُٹھائی اُسمین دیکھا عمرو سمنکال سے کھڑا
باتین کر رہا ہی سمنکال ہاتھ باندھے کھڑی ہی کہ مین کل حاضر ہونگی اطاعت اسلام قبول کی پس
افراسیاب غصہ مین کانپا وزیرون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے جواب دیا
نمک حرامون نے سر اُٹھایا ہی مجکو نادان بنایا ہی سمنکال حرامزادی عمرو کو اپنے باغ مین
لائی ہی نکل جانے کا ارادہ ہی مسلمانون سے ملنے پر آمادہ ہی یہ کہکر غصہ مین آواز دی کوئی حاضر
ہی دارسے جا کر عمرو و سمنکال کا سر لائے سرکشی کا مزہ چکھائے پانگ جادو موجود ہی اُسنے
کہا ابھی غلام جاتا ہی چشم زدن مین دونون کو گرفتار کر کے لاتا ہی افراسیاب جادو نے کہا
سمنکال زبردست ہی بادۂ سحر و ساحری سے مست ہی لڑا بھڑا کر نکلجائیگی تیرے ہاتھ نہ آئیگی
مگر یہ شیشہ لیتا جا آب دمیدہ کہ سحر ہی پہلے اسکو پھینک مارنا بعدہ للکارنا وہ اسکے چند ساعت کے
سمنکال بیہوش ہو جائیگی فوراً گرفتار کر لانا پانگ نے سلام کیا شیشۂ آب سے کر فوراً

وہ بے آبرو چلا سمنکال و عمرو باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال
ارے نمک حرام تونے دشمن کو اپنے گھر مین بلایا شہنشاہ کا خوف نہ آیا سمنکال نے سر اٹھا کر
دیکھا کہا لو خواجہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہے افراسیاب نے کتاب سامری سے دریافت کیا
اس بھیجا غلام کو ہمارے قتل کرنے کو بھیجا خواجہ ہٹو یہ کہکر سمنکال نے چاہا کہ سحر کرکے اپنے
کو بچائے مگر ملنگ جادو جوش غضب مین شیشۂ آب نایاب پھینک چکا تھا وہ ٹوٹا ایک
قطرہ سر پر سمنکال کے ایک سر پر عمرو کے گرا یہ سنبھل نہ سکی بناہ پانی شکل ہوئی لہرا کر گری گرداب
دریائے بلا مین حبشی ملنگ کڑک کر گرا ایک پنجہ مین عمرو و سمنکال کو اٹھا لیا طرف افراسیاب
جادو کے چلا بردے ہوا پر جوش و خروش اڑا ہوا جاتا ہے صبح کا وقت ہے راہ مین باغ ہے ملکہ
گلگون نازک چشم کا چونکہ آج کل حکم افراسیاب کل ناظمون کو پہونچا ہے کہ بروز قتل طلسم کشا
سامان لشکر کشی واجب و لازم ہے ملکہ گلگون نازک چشم سحر اپنا تیار کر رہی ہے چار سو کنیزین
ایک ایک شعلۂ جوالۂ آتش کا پرکالۂ سحر مین طاق شہرۂ آفاق زمین سے تا آسمان دھوان دھار
کسی نے آگ روشن کی کسی نے پانی برسایا کوئی فولادی گولے اچھال کر اسکا زور دیکھ رہی
ہے کوئی عقاب بنکر اڑتی ہے کوئی ستارہ بنکر چلی کوئی بشکل برق کڑکی باغ مین آتش کا ہنگامۂ سحر
گرم ہے اسی راستہ سے ملنگ جادو گزرا گلگون نازک چشم نے سحر پڑھکر بڑے زور شور سے
گولہ طرف آسمان کے پھینکا وہ گولہ سینہ پر ملنگ جادو کے پڑ گیا قضا دامنگیر اسکی کیا تدبیر
سمنکال کو ہوش آچکا تھا ملنگ کے مرتے ہی اسکے پنجہ سے چھوٹی ساحرہ زبردست ہے سحر
کرکے ایک جانب بھاگی دل سے کہتی ہوئی قول عمرو تخت نشین ہوا پیدا کرنے والے نے
جان بچائی اب افراسیاب کو کیا منہ دکھلا سکتے ہین نہ لشکر اسلام مین جا سکتے ہین دیکھیے تقدیر
کیا دکھاتی ہے یہ کہتی ہوئی بھاگ کر ایک درۂ کوہ مین مخفی ہوئی حیران و پریشان مضطر و بےحواس
مگر نقش اسلام نگین خاطر پر جم چکا خدا واحد ہے یقین واثق ہو گیا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
پنجہ سے ملنگ جادو کے چھوٹ کر سامنے ملکہ گلگونہ نازک چشم کے گرے اٹھتے ہی اٹھتے
آواز دی کہ جب مصرعہ ہندی نے ع ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشد ملکہ گھبرا کر دیکھنے لگی دیکھا ایک
گویا نچڑا تڑپ رہا ہے ایک سمت لاشہ ملنگ جادو کا تڑپ کر سرد ہو چکا ہے گھبرا کر ملکہ نے پوچھا

ای شخص تو کون ہی عمرو رونے لگا کہا بیبیان لون آپ لوگون کا ہاتھ دیکھنے والا ملکہ نے پوچھا یہ
کیا معرکہ تھا کہا حضور بہر گو آیا مجرے کی جمع مانگی تو مارنے کو دوڑے یہ کہکر لیچلے تھے کہ اب
رات بھر بچھونا ونگا حضور میرے منھ چھوتے تھے گلے لگائے لیتے تھے میری پشت پر ہاتھ پھیرا مین
چیخنے لگا بس خدا معلوم کیا کر دیا مجکو لیکر آسمان پر بلند ہوگئے کنیزین ہنسنے لگین کہا ای ملکہ عالم کوئی
حسن پرست ہوگا مگر یہ کیا حماقت کہ بدون رضامند کیے ایسے امر کا ارادہ کرنا ملکہ نے کہا چپ رہو
بیہودہ نہ بکو نگوڑا کوئی ظالم ہوگا میان گوئیے صاحب کچھ ہمارے سامنے گاؤ عمرو نے کہا حضور
مین اب توبہ کر چکا ہم تو سمجھتے ہین اس جلسے مین چار پیسے کما کر کھا مین اب ثابت ہوا کہ کمال
باعث زوال ہی کنیزون نے کہا ہماری ملکہ صاحب فیاض و سخی ہین ایک چیز سنکر صدہا روپے
دیدیتی ہین وہ حرامزادہ کوئی جلاد صاحب بیداد ہوگا عمرو نے کہا حضور اب پہلے ملجائیگا
تو گاؤنگا ملکہ نے کہا تمکو بہت کچھ ملیگا کنیزین بھی گرد آن کے جمع ہوگئین ملکہ نے چند اشرفیان
سامنے عمرو کے پھینکدین عمرو نے دیکھا سارا جلسہ لباسِ فاخرہ سے آراستہ ہی عرض کی ذرا
سازندون کو حکم ہو جانے مگر میرے گھر مجکو پہونچوا دیجیے گا بڑھیا نانی دروازے پر کھڑی
ہوگی رات کو مین ڈرتا ہون جو رات کو واسطے پیشاب کے اٹھتا ہون تو نانی کو پکار لیتا ہون
اور حضور اب تو مین بنیے کی دوکان سے سودا لیکر چلا آتا ہون کنیزین قہقہہ مار کر ہنس پڑین کہا
حضور یہ تو بڑے بہادر ہین مگر نام تو پہلے بتا دو کہا حضور استاد خورد برد ہمارا نام ہی یاد ہم
کثرت کرتا ہون بڑی بڑی تانین لیتا ہون باپ ہمارے بڑے گویے تھے میان تان توڑ خان
کا پوتا ہون نانی نے مجکو تبلا نا بھی سکھلایا ہی ہماری نانی خالہ امان کے ساتھ مجرے مین
جاتی ہین وہان سے روپیہ لاتی ہین ہمین خوب دودھ ملیدہ کھلاتی ہین یہ میان جادوگر صاحب
ہمکو گھر سے جلا لائے بی بسائی نے کہا تھا استاد خورد برد لونڈے بازون سے بچے رہنا
سب ہنستے ہنستے مار گر پڑین کہا استاد خورد برد اب گاؤ اپنے نام کی پیروی کر دکھا دو کچھ لیجاؤ
کہا حضور خوب راضی کرینگے سامنے نرگس جو اس بیٹھی تھی موٹی سی کڑیل جوان پھولے پھولے
گال اسکی طرف دیکھکر میان خورد برد بہت ہنسے کہا حضور یہ حکم دین تو مین گاؤن ملکہ
نے کہا میان خورد برد اسکے کیا سامنے ہمارا کہنا نا گوار ہی بی نرگس کا بڑا اختیار ہی کہا حضور میری

جورو کی صورت اپنے سے بہت ملتی ہے کوٹھے پر ہر وقت وہ کھڑی رہتی ہے جب جورو امان کہکر پکارتے
ہین ہنستی ہوئی چلی آتی ہے مگر ابھی دودھ نہین پلاتی ہے اسی وجہ سے ہم دبلے ہین نانی نے سمجھا دیا
ہے کہ بیٹا روپیہ کما کے لاؤ تو تمھاری شادی کردین جب جورو دودھ پلائیگی موٹے ہوجاؤگے نہین
عمر بھر دبلے رہوگے جفا مین سہو گے ملکہ اور خواصین اسقدر ہنسین کہ پیٹ مین درد ہونے لگا ملکہ
نے کہا بی نرگس اپنے خصم کے قریب آبیٹھو اسنے کا حکم دو وہ خواص ہنستی ہوئی قریب آبیٹھی اپنے
مسکرا کر کہا بی بی ذرا پیٹ پر ہاتھ بھی رکھدو کہ کلیجہ ٹھنڈا ہوجاے نرگس نے پشت پر ہاتھ رکھا
میان خورد برد نے دانت نکوس کر کہا ہمین ذرا سا دودھ پلادو یہ کہکر چھاتیون کی جانب ہاتھ
بڑھایا نرگس نے ہٹ نگوڑے کہکر ڈھکیل دیا گرے چوٹ لگی مگر ہنس دیے کنیزون نے
کہا میان استاد خورد برد اب گاورات کو تمھارے ہان ہم جورو کو سُلوا دینگے دودھ بھی
پلوا دینگے اب تو خواجہ بن امیہ ضمری نے نَے اُٹھائی بیقراری مین یہ غزل بجائی غزل

گل اس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا — یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا
گر بعد نقص میر سگِ دنیا ہوا نقیہ — کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین مل گیا
دکھلا کے کہکشان سے فلک چاک سینہ ات — اس ماہوش کے سینہ دریدون مین مل گیا
اس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار — حیرانت آئنہ کا دیدہ ندیدون مین مل گیا
حُبِ حسین ذوق وہ شے ہے کہ جس سے حُر — تھا گرچہ اشقیا مین شہیدون مین مل گیا

دیگر

دائم اسیر دور گردون دل من است — در بزم غم پیالۂ پرخون دل من است
از جستجو نشان وصالت نیافتم — بسلسلت درست لیلی و مجنون دل من است
خون دلم گذشت ز جیحون و کم نشد + — از صد محیط قطرۂ افزون دل من است
نرگس شنید نالۂ زارم ز ہوش رفت — فریاد رفت بادۂ گلگون دل من است
مخفی دلم ز نغمۂ شوق آشنا نشد — ہنگامۂ شکایت و افسون دل من است

وہ وہ غزلین عمرو نے گائین کہ ملکہ گلگون نازک جسم کی آنکھون سے آنسو جاری عاشق محزون
کے دل کو بیقراری کوئی آہ کرتا ہے کوئی واہ کنیزین بلائین لیتی ہین انگوٹھی اتار کر دیتی ہین
خواجہ بھی کسی کی گود مین جا بیٹھے کسی کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے احمق بیوقوف وہ بھی ہنستی ہین

بعضی آوازہ کستی ہین میان اُستاد خورد برد تم تو ہر دل عزیز ہو پیاری چیز ہو گلگون نازک چشم نے کہا میان اُستاد خورد برد ہماری نوکری کر لو ہی باغ مین شخل ہو کے بسو تمھاری شادی کر دینگے عمرو نے کہا اب ہم زیادہ نہ ٹھہرینگے اب ہمارے نشہ پانی کا وقت آ گیا بھٹی پر جا بیٹھینگے وہان دو چار چیزون کا مینگے ٹکے کا ٹھرا پی کر گھر کی راہ لینگے بنیے کے یہان سے سودا بھی خریدنا پڑتا ہی قرض کے سبب سے بنیا روز لڑتا ہی ملکہ نے کہا کمبخت غریب ہی اس کمال پر بدنصیب ہی لہا رسے ہم تجکو بہت کچھ دینگے روز بنیے کے یہان تجکو نا پڑیگا جنس غلہ بھروا دینگے تیرے گھر بھر کی خبر لینگے عمرو نے کہا واہ حضور بھنے جو چیزین گائی ہین وہ پیسے ہم لیکے کمینگے اور اودھا دارو کا منگا دیجیے ہم بھی پیین آپ بھی پیجیے ملکہ نے کہا لاؤ گلابیان گلابیان کنٹر لا کر رکھے گئے ساقی بنے موجود ہوئے ملکہ نے کہا لو میان اُستاد خورد برد جسقدر چاہو پیو عرض کی حضور ساقی ہمین بنائیے ہم ساقی ہونگے کسی کو باقی نہ چھوڑینگے نشہ مین گانے کی کیفیت ہوگی پھر اور ہی صورت ہوگی ملکہ نے کہا اچھا تمھین اختیار ہی اب تو خواجہ نے شراب کو الٹ پلٹ کرنا شروع کیا نمک سرکاری ملا یا جام بھر کر ملکہ گلگون نازک چشم کو دیا ملکہ خوش ہو کے پی گئی سب کنیزین مصاحبین چاہتی ہین کہ جلد شراب کا خاتمہ ہوگا اس ظالم کا نہین عمرو ایک ایک کو شراب پلاتا جاتا ہی اشعار عاشقانہ پڑھتا جاتا ہی ملکہ گلگون نازک چشم وزیر زادی سے کہہ رہی ہی کہ اس کمبخت کو روپیہ بہت سا دینگے کوئی راستہ مین چھین لیگا چوبدار ہمراہ کر کے ایک توڑا روانہ کیا جائے چوبدار جا کر اسکے مان باپ سے کہدے کہ یہ اب خدمت مین ملکہ کے رہے گا ایک دن شہنشاہ افراسیاب کو صحبت مین بلا ئینگے اسکا گانا سنوائینگے کنیزون نے کہا حضور وہ حسن پرست ہین اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے فوراً لیجا ئینگے محفل مین ہنسی دلگی ہو رہی ہی عمرو سبکو شراب پلا رہا ہی رنگ اپنا جما رہا ہی کبھی گاتا ہی کبھی بجاو بتاتا ہی اب یکایک بیہوشی نے سب پر تاثیر کی نرگس کی ٹکٹکی بندھ گئی شمشاد قد اکڑ کے اُٹھے تالیان بجا بجا کر گانے لگے خود بھی بجاؤ بتانے لگے غنچہ دہن کی زبان بند سوسن کی زبان درازی موقوف ہوئی سنبل نے موئے سر کھول دیے آپسمین دست درازی ہونے لگی کسی نے کسی کی جوٹی پکڑی کسی نے پایجامہ اُتار کر پھینکدیا ہنستی ہوئی ننگی بھاگی کوئی چمن مین جا کر بیہوش ہوئی کوئی جوش مین نشہ کے

خوف مین پھاند پڑی غرق دریاے خجالت ہوئی اب محفل کا رنگ دگرگون کسی کی آنکھین
تماشے کی بجی ہوئین کوئی اُچھلتی ہی کوئی کودتی ہی ایک نے کہا بوا تیری چار آنکھین ہین اُسنے
جواب دیا بوا نوج کُتیا چار چشم ہوتی ہی تیا تو نیلا یا آنکھین کہان ہین دو آنکھین تو ظاہر ہین
دو آنکھین کیا تیرے سینے کے بیچ مین نہان ہین اسنے جھنجھلا کر دو انگلیان اُٹھائین کہا دیکھ دونون
وہ ہین اور دو یہ ہین یہ کہکر دو اُنگلیان اسکی آنکھون مین گھسیڑ دین وہ ہاے ہاے کہکر گری کہا
حرامزادی خدا کرے تیرے بھی دیدے ہم جون کی کتی ہو اری نُجا میرے ہاتھ پکڑ لے مجھے کوئی
آسمان پر لیے جاتا ہی ایک کہتی ہی میری آنکھون مین اندھیرا آتا ہی اب جا بجا گر گر کنیزین بیہوش
ہونے لگین آپسمین لڑ رہی ہین معجون نے ہنکا منہ بلبل فساد کین داد بیداد گلگون نازک چشم
غصہ مین جھنجھلا کر مسند سے اُٹھی کہتی ہوئی کہ حرامزادیو میری محفل تمنے بانار بنادی عمرو نے بھی کہا
ہان ملکہ لینا جیسے ہی نازک چشم اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نیچہ پاپکڑا اُٹھا کپڑے سب کے اُتارنے لگا لباس اُتار کر قتل بھی کرتا جاتا ہی لاشے پھڑک رہے
مین شور گیر و دار بلند ہی ہر غل مچا ہے بت مین کچھ تدبیر زبن نمنی سنگباری بر نباری ہو رہی ہی دس
بیس کنیزون کو قتل کر کے اب عمرو چلا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرون وہان افراسیاب
نے باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے وزیرون سے پوچھا بنے پاینک جادو کو براے گرفتاری مکال
وعمرو عیار کے بھیجا تھا عرصہ ہوا پلٹ کے نہین آیا یہ کہکر کتاب سامری اُٹھائی یہ مضمون لکھا
کہ زندگی پر حرف آیا مُنھ پیٹ لیا یہ کہکر اِیلی یار غضب ہوا پاینک جادو مارا گیا عمرو باغ مین
گلگون نازک چشم کے خون سے دریا بہا رہا ہی اب اُسکو قتل کیا چاہتا ہی مین خود جاتا ہون
ہر چند وزیرون نے کہا کہ ہم جائین عمرو کو باندھکر لائین افراسیاب جادو نے کہا وقفہ
بہت کم ہی سواے ماہدولت کے کوئی نہ پہونچ سکیگا یہ کہکر غصہ مین بلند ہوا مگر کتاب مین دیکھا
کہ عمرو نیچہ پھینککر قریب گلگون نازک چشم پہونچ چکا ہین سے نعرہ کرتا ہوا چلا خبردار او ساربان زادے
گلگون نازک چشم کو قتل نہ کرنا ورنہ بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جاؤنگا دنیا مین ایک مسلمان کو
زندہ نہ چھوڑونگا عمرو چاہتا تھا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرے کہ نعرۂ افراسیاب کی
آواز کان مین آئی اور دیکھا کہ قریب سر کے آچکا عمرو بھاگا افراسیاب جادو نے کہا اینا

عمرو اُچاٹ کے ایک صحنچی مین آیا افراسیاب نے پکارا کہ عمرو صحنچی سے نکلکر بارہ دری مین گیا
افراسیاب دوڑا قصردان متعدد تھے عمرو بھاگ کر ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے زنجیر
بندکرلی کوٹھری مین ایک جانب دیکھا چاندنیان دریان بہت سی پڑی ہین اُن سب کو اُٹھا کر
اپنے اوپر ڈال لین آپ درمین مختفی ہوا اب افراسیاب چہار طرف دوڑا جب عمرو کو نہ پایا
پلٹ کر ملکہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار کیا گلگون نے اُٹھتے اُٹھتے کہا استاد خورد برد
خوب گاتے ہو دل کو لبھاتے ہو پھر وہی اشعار آبدار عاشقانہ سنایئے ایسے مضامین سے
دل روشن ہوتے ہین ایک سے ایک اشعار انکا بہتر ہے تیرا اقبال اوج پر ہے افراسیاب نے
ایک دو تھپڑ مارا کہا کیسا استاد خورد برد آنکھ تو کھول قتل ہو گئی ہوتی او نام خورد برد ہے افراسیاب
بہت ہنسا کہا عمرو روز نام نئے بناتا ہے جیسے صورت بدلتا ہے اب ملکہ گلگون نازک چشم گھبرا کر
اُٹھی دیکھا صدہا لاشے کنیزون کے پڑے تڑپ رہے ہین اب تو جو کنیز اُٹھی پیٹتی ہوئی اُٹھی کوئی
کہتی ہے ہے ہے میری بوا کیا ہوئی کوئی کہتی ہے کم سنی مین میری بچی ماری گئی گلگون نازک چشم نے
کہا اے شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہے افراسیاب نے کہا عمرو تمھارے باغ مین پہونچا مین حیران ہون
یہان کیونکر آیا مین نے واسطے گرفتاری سمنکال و عمرو عیار کے پلنگ جادو کو روانہ
کیا آخر پلنگ کیا ہوا گلگون نے کہا شہنشاہ مین اور کچھ نہین جانتی مگر ایک جادوگر کو لیے
کو بچہ مین دبائے ہوئے جاتا تھا مین سحر تیار کر رہی تھی گولہ اُسپر پڑا گیا وہ مر کر گرا ایک ساحرہ
اور بھی تھی وہ فوراً نکل گئی گویا باغ مین گرا مین نے اُسکو اُٹھایا اُسنے ایسی بھولی باتین کین
کہ ہم سب ہنستے ہنستے بیقرار ہوئے آخر وہ خوب گایا شراب پلائی اب جو آنکھ کھلی حضور کو دیکھا
افراسیاب نے کہا وہ عمرو عیار تھا تمنے غضب کیا میرے جادوگر کو مارا سمنکال بچکر
نکل گئی اُس حرامزادی نے اپنے گھر مین عمرو کو جگہ دی یہ بھی یقین ہے کہ عمرو ہو چکی تھی کہ
پلنگ نے جا کر دونون کو گرفتار کیا معلوم ہوتا ہے وہ یہان پر تمھارے ہاتھ سے مارا گیا
عمرو نے گویا تمکو بیہوش کیا مین نے کتاب سامری مین دیکھا فوراً آکر تمکو بچایا لیکن اب
اے گلگون نازک چشم عمرو بھاگ کر انھین مکانون مین چھپ گیا ہے مین نے ڈھونڈھا
نہین دستیاب ہوا ان کنیزون کے لاشے اُٹھوا کر پھنکواؤ کل مکان اچھی طرح تلاش کرو

شاید نکل گیا ہو مین جا کر اطراف مین تلاش کراتا ہون مگر افسوس یہ ہے کہ عمرو سرحد باغ سیب مین
آگیا تم بھی جادوگرون کو واسطے تلاش کے بھیجو گلگون نازک چشم یہ حالات حیرت آیات
سنکر گھبرا گئی عرض کی ای شہنشاہ آخر عمرو اس سرحد باغ سیب مین کیونکر آیا افراسیاب جادو
نے کہا حرامزادی سنکال جادو اٹھا کر اپنے باغ مین لائی نہین معلوم دوستی سے یا دشمنی سے
جس وقت سے اسکی بھانجی مسلمان ہوئی اسدن سے اسکے ہوش پراگندہ ہین شاید عمرو نے
اسکو تسخیر کر لیا باتین اسکی سحر آمیز ہین سامری جمشید اس ظالم کی باتون سے بچائین ای گلگون
بہت ہوشیار رہنا عرض کی اب حضور لونڈی سمجھ گئی کوئی غیر میرے باغ مین نہ آسکیگا ساحر بھی
برائے تلاش عمرو و سنکال روانہ کرتی ہون افراسیاب بخوبی سمجھا کر چلا گیا اب گلگون
نازک چشم کا جو مقام عیش و راحت تھا غمکدہ ہوگیا یا تو سرو ہاے باغ غم سے آزاد تھے
اکڑ رہے تھے قد معشوق کی شان دکھاتے تھے یا بشکل آہ معلوم ہونے لگے گل بشکل
شعلہ ہاے آتش محزون سے چنگاریان نکلتی ہین شاخون پر بار غم و الم شکل کمان خم نخل
پا بگل باد صبا خاک اڑاتی ہے ہر گوشہ چمن سے رونے کی آواز آتی ہے گل قصر محل رنج و مصیبت
سارے باغ سے ظاہر آثار حسرت گلگون نازک چشم لاشے سب کے اٹھوا کر اپنے مقام سے
اٹھی کنیزون کو ساتھ لیے مکانون مین پھرنے لگی ہر گوشہ مین ڈھونڈھتی رہی کسی کا نشان جو نہ ملا تھا
ساتھ والیون سے کہتی تھی صاحب شہنشاہ نے ناحق پریشان کیا یہ کہدیا کہ عمرو یہین ہے اس فکر
نے بشکل آئینہ حیران کیا اب اس نگوڑے کا دیدہ دلیر ہوا سب کو قتل بھی کیا اور ہمارے باغ مین
بیٹھا بھی رہا ہمنے تو کبھی دیکھا نتھا نام بھی نگوڑے عمرو کا سنا نتھا ورنہ کیا مجال تھی جو عیاری
کرتا شہنشاہ اسقدر احمق ہین کہ سودہ تبہ اتنی خبر نہ یہان ادھر کا ادھر طرح طرح کی صورتین بنا کرتا تا ہے عیار بن
کر جاتا ہے دودون پر طعن کرتے ہین اسنے وہ جو خوف کون ہے مگر مکانات جو گلگون نے لکدے
چھت سے کھڑکنے کی صدا بلند ہوئی عمرو اندھیری کوٹھری مین گھبرایا خوف ہوا کوئی اس
مکان کو کھولکر آئیگا تو گرفتار کر لیجائیگا عمرو نے گھبرا کر اپنے کو زمین پر گرایا اوندھا لیٹا نقش زمین
بنگیا سینہ مین کوئی شے چبھی عمرو نے ہاتھ سے ٹٹولا معلوم ہوا قفل ایک ہے عمرو نے فرش کو چاک
کیا دیکھا زمین مین ایک دروازہ نصب ہے اسمین ننھا سا قفل لگا ہے دیکھا جو عمرو سوچے اسمین

خزانہ رکھا ہوگا قفل کاٹیں خزانہ میں چلیں دو چار کوڑی کا رفتگار کرین یہ سوچکر زنبیل پر ہاتھ ڈالا کنجیاں نکالیں ہزاروں کنجیاں آپکے پاس رہتی ہیں ایک کنجی قفل میں ٹھیک آئی اُس سے قفل کھولا دروازہ واکرکے خواجہ عمرو اندر آئے دیکھا نہایت اندھیرا ہی اپنا ہاتھ اپنے کو نہیں سوجھتا سیڑھیاں بختہ انکو طے کرتا ہوا گرتا پڑتا بعد عرصۂ دراز انجام پر سیڑھیوں کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ لگا ہی اسمین بھی قفل آراستہ ہی اُسکو بھی عمرو نے کھولا باہر نکلا دیکھا مختصر سا ایک صحرا سے سبزہ زار جا بجا چشمے جاری جھیلیں تمام سرسبز وشاداب دور سے دروازہ ایک باغ کا معلوم ہوتا ہی مثل آغوش عاشق وا عمرو گلیم اوڑھے ہوے اُس صحرا کو طے کرتا ہوا دم محبت باغبان قضا وقدر کا بھرتا در باغ پر پہونچا مگر حیران وپریشان دل سے کہتا ہی عمرو عجائبات سرحد باغ سیب مین آکر پھنسے احکم الحاکمین بچائیگا دیکھیے یہاں سے کیونکر کاسی ہوتی ہی چلو اس باغ کو بھی دیکھیں اسمین کون رہتا ہی یہ سوچ کر عمرو اندر باغ کے آیا مگر واضح رہے کہ خوف سے یہاں کے عجائب وغرائب کے گلیم سر پر ہی دل مضطر صورت آئینہ حیران الشکل زلف پریشان دل میں شمار کہ زمانہ قتل اسد نامدار قریب ہی ہم اس بلا میں مبتلا اُسکی رہائی کی صورت حافظ حقیقی پیدا کریگا دامن آرزو گلہاے مراد سے بھریگا اس خیال میں آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکتے ہیں سوز فراق اسد غازی میں استخوان جل رہی ہیں اپنی جان کا خیال غربت میں آن کر اکیلے پھنسے اسکا ملال کبھی ملکہ مہرخ وبہار کو یاد کرتا ہی اپنے خدا سے فریاد کرتا ہی کہ پروردگار ان سب کو پنجۂ ظلم افراسیاب سے بچانا صورت روز سیہ نہ دکھانا عمرو تو روتا ہوا گلیم اوڑھے ہوے کبھی اُس باغ مین جانے کا قصد کرتا ہی کبھی ڈرتا ہی مگر افراسیاب جادو مکار گلگون نازک چشم کو ہوشیار کرکے باغ سیب مین آیا شیران سلطنت ووزیران ابہت نے پوچھا اى شہنشاہ کیا معرکہ گزرا افراسیاب جادو نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی کہا یار وعجب معرکے در پیش ہین ہزار طرح کے مابدولت کو پیچ ومیش ہین اول تو اٹھارہ سو ملک کے ناظموں کو نامے لکھنا مناسب ہین کہ بروز قتل اسد غازی آکر شریک ہوں اُس سرکش کے قتل کو دیکھیں ہر ملک کے ہنگامے سو قوف ہوں جبدن سے اسد غازی نے طلسم ہوش ربا مین داخلہ کیا ہی ہر شخص کے یہی زبان پر ہی کہ یہ نوجوان فتاح طلسم ہوش ربا ہی طرف سے شہر نا پرسان کے آیا دہاں بھی

اُس جوان نے جرأت دکھائی حیرت نے گرفتار کرا منگایا کتاب قدیم سے تصویر اسی جوان کی
نکلی عورت کی عقل ناقص اُسی وقت قتل کر ڈالتی مگر صحرائے حیرت مین قید کیا وہان ملکہ مہ جبین
الماس پوش اُسیر عاشق ہوئی صندل جادو کو اسد غازی نے مارا یہان طلسم کو درد سر
پیدا ہوا صاف صاف کتاب مین لکھا تھا کہ قاتل صندل جادو فاتح طلسم ہوش ربا ہو سامری
نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی مگر یار و سامری جمشید بد دولت کی شوکت سے آگاہ نہ تھے ورنہ ایسے
کلمات مہملات کبھی نہ لکھتے کسکی مجال ہی کہ طلسم ہوش ربا پر نگاہ ڈالے چند لونڈیان غلام باغی ہوے
میرا کیا کر سکتے ہین سب لوگ بیہودہ بکتے ہین یہ سمنکال حرامزادی شریک ہوگئی تو میرا کیا کر سکتی
ہی ارے ارژنگ جادو بارہ ہزار فوج لے کر جلد جا سمنکال فلان درہ کوہ مین مخفی ہی
مجکو یقین کامل ہی کہ عمرو سے ملگئی ہی ایسا نہو کہ اِس سرحد سے عمرو نکال لیجاسے ابا ربان زادے
کو بھی تلاش کر کے قتل کرونگا سرحد باغ سیب سے نہ نکلنے دونگا اول مین سرحد طلسم ہوش ربا دریا
خونخوار و پل پر بنیاد ان تھا اسکو دختر کوکب نے مٹایا خاک مین ملایا اب یہ سرحد باغ سیب ہی
بدون میرے حکم کے کیا مجال جو نکلجاسے گرچہ ساحر کہ واقفکار ہین علم سحر مین ہوشیار ہین وہ البتہ
لیجا سکتے ہین بس مجھے بڑا خوف سمنکال جادو کا ہی ایسا نہو عمرو کو نکال لیجاے سمنکال کے
شریک ہونے مین بڑا فتور ہی اِس نالائق کو اپنے سحر پر بڑا غرہ ہی اے ارژنگ جادو جلد جا فلان
درہ کوہ مین یقین ہی کہ مخفی ہی جلد مشکین باندھکر لانا ہماری خدمت مین پہونچانا مارے کوڑون کے کھال
اُڑا دونگا اب کسی کا پاس نہ کرونگا ارژنگ جادو بارہ ہزار ساحران غدار لیکر براے تلاش
سمنکال روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑیئے مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار حضرت بتوادر بسم اللہ
کہکر اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا باغ وسیع و دلکشا نخل باردار پھولوں سے طرح طرح کی بہار
جوانان چمن اکڑ رہے ہین نہرین مثل مرصع ماہی ہین طائران بے زبان صفت ایزد منان مین مصروف
سبزۂ چمن کو اعتقاد وحدانیت معبود کی صفت و ثنا زبان خوابیدہ نہین بیدار ہی ہر نوک سبزہ سے
ثابت ہی کہ اوصاف مین سبز بختان چمن کے زبان کھولا چاہتا ہی غنچہ چٹک کر بولا چاہتا ہی عندلیبان
خوش نوا پھول پھول کر شاخہاے گل پر زمزمہ سرائی مین تر زبان نخل سرو پر قمری طوق اطاعت
بگردن سبز بختان چمن کی مدح خوان چمنستان مین جابجا زیر نخل پھولون کے انبار ایک جانب

کیلون کی قطار صاف ثابت ہی کہ خوبان سبز پوش قبائے اخضری دربر سرسبزی وشادابی چمن پر جھوم رہے ہین نظم

سجدۂ شکر مین ہی شاخ ثمردار ہر ایک
دیکھکر باغ جہان مین کرم عزّ و جل

قوت نامیہ لیتی ہی نباتات کا عرض
ڈال سے پات تلک پھول سے لیکر تا پھل

واسطے خلعتِ نوروز کے ہر باغ کے بیچ
آبجو قطع لگے کرنے روش پر مخمل

بخشتی ہی گل نورستہ کی رنگ آمیزی
پوشش چھینٹ قلمکار ہر دشت وجبل

عکس گلبن یہ زمین پر ہوکرب سے آگے
کار نقاشی مانی ہی دوم وہ اول

تار بارش مین پروتے ہین گہرہائے تگرگ
ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل

بارسے آب روان عکس ہجوم گل کے
لوٹتے ہی سبزے پہ ازبسکہ ہوا ہی بیکل

شاخ مین گل کے نزاکت یہ بہم پہونچی ہی
شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگھل

جوش رویدگی خاک سے کچھ دور نہین
شاخ مین گاوِ زمین کے بھی جو پھوٹے کونپل

حدِ ایام کے پیش از حد نامیہ سے
بچۂ مرغ چمن تخم سے آتا ہی نکل

دست گل خوردہ وشاخ گل وگلزار ہبھم
بجہان نشو ونما کرنے مین ہی ضرب مثل

چشم نرگس کی بصارت کی زلیس ہی دربے
غنچۂ لالہ نے سرمے سے بھری ہی مکحل

استقدر محو تماشا ہی کہ نرگس کی طرح
چشم سیارگلستان مین جھپکتی نہین پل

آبجو گرد چمن لمعۂ خورشید سے ہی
خطِ گلزار کے صفحہ پہ طلائی جدول

اٹکھیلاتی ہوئی پھرتی ہی خیابان مین نسیم
پانو ن رکھتی ہی صبا صحن مین گلشن کے سنبھل

اس باغ جنت نظیر کو خواجہ نگاہ حیرت سے دیکھکر حیران کہ سبحان اللہ کیا صنعت قضا وقدر ہی وسعت طلسم ہوش ربا استقدر ہی کہ زمین کے اندر مکانات استقدر رفیع ووسیع جابجا نازنینان مہ جبین پھررہی ہین ابھی تک خواجہ گلیم اوڑھے کنج باغ مین کھڑے ہین اس فکر مین ہین کہ کوئی کنیز اسطرف آئے اُسکی صورت بنکر جاؤن چونکہ صبح کا وقت ہر ایک پارہ آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھی ہی کوئی حوض پر منھ دھورہی ہی کوئی کسی کو پکارتی ہی کہ ارے سنبل کس پیچ مین ہی رات بھر تو غائب رہی اب صبح کو بھی آئیگی یا نہین یا اندھیر مچائیگی ایک پکارتی ہی نجوا

نرگس اٹھو آنکھیں کھولو نرگس نے انگڑائی لیکر کہا خدا کرے تیرے دیدے چٹم ہو جائیں سونے
نہیں دیتی تڑکے سے ادھم مچایا ہے شبنم کا جا کر منہ دھلا شمشاد اکڑتی ہوگی اسکو بلا کنیزون
مین یہ ہنگامے ہین خواجہ تماشا دیکھ رہے ہین ایک کنیز کو دیکھا چھوٹے چھوٹے گال بوٹا سا قد
دوپٹہ ڈھلکا ہوا سوتے سوتے اٹھی لٹیا ہاتھ مین لے کر بولائی ہوئی کنج باغ مین آئی ایک نخل
کے نیچے پائجامہ رکھکر بیٹھ گئی چھل چھل موتنے لگی عمرو نے منہ پھیر لیا جب وہ پیشاب کر کے اٹھی
پائجامہ باندھنے لگی خیال مین آیا اسکو تو بیہوش کرو اسکی صورت بنکے چلو مگر سوچے کہ اس کمسن نوجوان
کے واسطے بیہوشی کا عراب کرنا سراسر حماقت ہے گلیم اوڑھے تھے سر کھول دیا اور ساتھ آدھا ہاتھ
کھول کر جیسے ہی سامنے انکے آئے اسنے دیکھا ایک سر اور دو ہاتھ میرے سامنے آئے اتنا کہا اسنے
لنک گر پڑی اور بیہوش ہوگئی عمرو نے لباس و زیور اتار لیا اٹھا کے کنیز کو زنبیل مین ڈال لیا اس
خیال سے کہ کسی رئیس کے ہاتھ اسکو فروخت کرینگے گوشہ مین آ کے رنگ و روغن عیاری لگا کر اسی
نازنین کی صورت بنکر تیار ہوئے وہی خال وہی خط وہی قد و قامت تھی کرشمہ بولی بھولی صورت
اگر اسکی ماں بھی دیکھے تو نہ پہچانے لٹیا ہاتھ مین لے کر خرامان خرامان چلے دو چار پھول توڑ کر انگیا
مین رکھ لیے جب صحن مین آئے پھنچی کے آگے ایک ایک پلنگڑی بچھی ہے کوئی خالی ہے کسی پر
نازنین سر بیمین لوٹ رہی ہے کوئی اٹھ کے بیٹھی ہے ڈلی کتر رہی ہے لٹیا اٹھا کے گلی کی گلوری کلے مین
رکھلی ہے یعنی گھبرا کے اٹھی لوٹا ہاتھ مین لیا طرف بیت الخلا کے جاتی ہے عمرو حیران ہین میری پھنچی کونسی
ہے نام میرا کیا ہے کہ ایک نے پکارا ارے گلرو جلدی فراغت کر کے چل ملکہ بار ان زمین کب بیدار
ہوئی ہین عمرو نے گھبرا کر کہا بوا ابھی تڑکے تڑکے ہوش بھی درست نہیں ہوئے تو نے کانون کا ذکر
کر کے اور پریشان کیا یہ تو بخوبی سمجھ گئے کہ مین گلرو خواص نامی کی صورت پر ہون پکار کر کہا خیلہ
پھو تبا ارے میری صنچی کونسی ہے ایک نے کہا ارے ادھر آ تیرے مرنے کی یہ جگہ ہے جو کچھ بات
کو کھاتی ہو وہ بھی بھول جاتی ہو ستانی اپل چلی ہے اپنے رہنے کی جگہ بھول گئی ہے ایک نے کہا
بوا بی گلرو توشے خانے کی مالک ہین ساری مندریں انہین کو ملتی ہین انکی نانی ڈھونڈھو قمرن
دو زمیج کو دوپٹے پائجامے لیکر گدڑی بازار مین جاتی ہے پرانے کپڑے بیچ لاتی ہے دھگڑا دن گر
جامدانی کے انگرکھے بنا کر پہناتی ہے بی آج صنچی بھول گئی آنکھوں مین چربی چھائی ہے بی گلرو

پھول گئین خواجہ بھی تڑاق پڑاق جواب دیتے ہوے کسی کا گال نوچ لیا کسی پر گلوری کا اگال پھینک دیا مارے ظالم کلیگے کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھدیا کسی کے مارنے کو پاؤن سے جوتی اتاری کسی پر سپاہ ٹھوکری لڑتے بھڑتے اپنی صحنچی مین آکر بیٹھے دروازہ بھیڑلیا گٹھریان اٹھا اٹھا کر زنبیل مین رکھین صحنچی کو اسباب سے صاف کر دیا بیٹھکر کنگھی چوٹی کی مسی ہونٹون پر ملی بن سنور کر باہر نکلے صحنچی مین قفل لگا دیا کہ کوئی یہ نہ دیکھے کہ صحنچی مین اب بوریا تک نہین باقی ہی کہ یکایک نعرہ ہوا کہ ملکہ ماران زمین کن بیدار ہوئین چوبدار نے آواز لگائی ارے جلد آؤ ملکۂ عالم اٹھین آکر منھ ہاتھ دھلواؤ چوکی پر لیجاؤ عمرو سب کے ساتھ ہنستا ہوا مسخرا پن کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آکر ہونچا دیکھا پردہ ہاے زربفت کنیزون نے باندھے بارہ دری مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ ہو گئی جھاڑ چھٹے چنگیر دان عطر دان پاندان گلدستے باسی اٹھا کر پھینکدیے تازے گلدانون مین رکھدیے کنیزان ماہرو پنجۂ مژگان سے فرش پر جاروب کشی کر رہی ہین مسند ناز پر ایک ماہ پارہ بصد ناز و ادا جلوہ فرما ہی جبین مبین خورشید تابان عارض ماہ درخشان انکھڑیان ستارۂ سحری کو آنکھین دکھانے والی صف مژگان تیر دلدوز براے قلب عاشقان مطلع ابرو قریب چشم خوشخو نہایت موزون کلیجہ نگار ہونے کے مضمون نظم مین ہم خوش بیان مین اس اشارے سے بھی ماہر ہین قد

نظم

سرو باغ دلجوئی سراپا مین جو پر روئی
بر چو شاخ نوبت شاخ درخت
دہنش تنگ باشکر دلتنگ
ہر طرف کا بروش خم کردہ
بردہ صد رہروندہ پا انداز
نرگسش دورباش غمزہ خدنگ
کردہ تعلیم دزدی عجبش
لعل او کردہ بر شکر میری
حا ملے با نگند مے نہ خرید
ستے از نازکی درون فریب

قامتے در خوشی چو عمر دراز
سخت رستہ ز صحبت دل سخت
سرو آوردہ ابرواش بکمان
آرزومیش وہوسش گم کردہ
طرہ بار سر زدہ بخونخواری
لعل در آشتی و عشوہ بجنگ
سخن تلخ در لبش چو نبات
شہد را داد چاشنی گیری
گیسوے پیچ پیچ از سر ناز
پاے تا سر ہمہ لطافت و زیب

ہوس انگیز تر ز عشق مجاز
روے گلرنگ او گل بارنگ
چون مقابر بہ جبین قمر
چون بدنبال چشم کردہ نگاہ
چشمہاے دژم زبیماری
نیم دزدیدہ خندہ زیر لبش
مرگ را داد چاشنی زحیات
خال او گوہر ارید دہ ودید
داد بر دست فتنہ رشتہ دراز
رگ نمودہ بروں ز لطف بدن

بہجو رشتہ درون گوہر صدف	بخوابش در دوست در محک صلبی	بہجو مو درز جاجۂ جلبے

عمرو نے جو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھی کلیجہ پہ ہاتھ رکھ لیا سامنے آکر گلچینی گلشن جمال
کی کرنے لگا کام خدمت مین مصروف ہوا دل سے مشورہ کر رہا ہی کہ کیون خواجہ یہان سے
کیونکر نکاسی ہوگی یا بن پڑے تو اسکو گرفتار کرون ای عمرو یہ وہی نام ہی جو پرچہ مین حکیم لقراط ثانی
کے لکھا ہی خدا فضل کرے تو اسکو مطیع کرون سمنکال تو راہ پر آ کر ہے جیوکی دیکھیے اُس سے
کیونکر ملاقات ہوتی ہی عمرو یہ کھڑا سوچ رہا ہی اور جمال بیمثال ملکہ ماران زمین کن پر نگاہ ہی
کبھی واہ ہی کبھی دل سے آہ ہی جب ملکہ ماران زمین کن ہنس دیتی ہی گوہر آبدار فرج دہن
سے ظاہر ہوتے ہین دیکھنے والے رشتۂ نگاہ مین موتی پروتے ہین سینہ پر نارپستان کا اُبھار
عاشقون کی بنا مین دل کے بار ہوئی ہین شعر نارپستان کی کیا لکھون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ
رضوان کا + مگر عمرو نے خیال کر کے دیکھا نصف بارہ دری مین ایک پردہ کھنچا ہوا ہی
اُسکے اندر سے ایک ضعیف عورت کے بولنے کی آواز آئی ہی عمرو نے ایک کنیز سے چپکے
سے پوچھا بوا اِس پردے مین کیا پردہ ہی اُسنے عمرو کا ہاتھ مروڑ دیا کہا کیون ستانی پھر تو نے
نشہ کی باتین کین اتنا دن آیا مگر تیرا نشہ نہین اُترا ملکۂ عالم کی نانی ملکہ اسرار جادو آرام کر رہی
ہین نام اسرار جادو سنکر عمرو بن امیہ ضمری پھول گیا مگر دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا
ہی دل مین تو یہ ہی کہ ابھی ان دونون کو مطیع کرون مگر یہان سے کیونکر نکلونگا ای پروردگار
مین کس مقام پر ہون تہہ زمین کی پہونچا ہون عمرو یہ سب باتین کر رہا ہی کہ اندر سے آواز
آئی ماران زمین کن سوکے اُٹھی یا نہین یہ سنتے ہی ماران زمین کن حاضر ہوکر اُٹھی
طرف پردے کے چلی عمرو بھی ساتھ ساتھ چلا پردہ اُٹھا کر دیکھا ایک ضعیفہ ساحرہ سانولی صورت
جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم مگر لباس عمدہ زیب جسم کمسنی کا عارضہ گذشت دست کا سامنے
رکھا ہی کھُر کھُر کھانس رہی ہی طشت بلغم سے معمور مگر چہرے سے جلالت پیدا و آتشکاری جھلکی
ہویدا عمرو پردے کے باہر سب کے پیچھے تھر تھر کانپ رہا ہی پردے سے جھانک جھانک کے
دیکھتا ہی ملکہ ماران زمین کن سامنے پہونچی مثل ہلال نصف اول بر لب تسلیم خم ہوئی اسرار جادو
نے قریب بلاکر گلے سے لگایا چہرہ پر بلائین لین منھ چوما دھوان نکلنے لگا کہا بیٹا تمھین تو

آٹھ پہر کھیل کودسے کام ہی کچھ خیال ہی کہ کونسا زمانہ ہی زمانہ متعلق طلسم کشا قریب ہی جوان ننگ ناموس
مین نہ بچ جائے وہ بڑا خوش نصیب ہی سامری و جمشید کے احکام مین فرق آیا چاہتا ہی دیکھین
فلک کجرفتار کیا رنگ دکھاتا ہی اس زمانہ مین آٹھ پہر ہوشیار رہنا چاہئیے کھیلنا عیش و فرحت متوقف
کر دجب سے اُٹھی ہون دل کا عجیب عالم ہی قلب پر ہجوم غم ہی صاف مجکو معلوم ہوا کہ عمرو عیار
باغی تمھارے باغ مین آیا ہی اسی جلسہ مین ہی میرے بیرون نے مجکو خبر دی میرا زمانہ ضعف
و پیری کا ہی تم نام خدا جوان ہو بزرگون کے تحفجات کی مالک ہو راہ گنبد نور کی سالک ہو
بی بی تمنے ابھی اپنے مرتبہ کو نہین پہچانا بادشاہ طلسم ہوش ربا کو ہماری اطاعت واجب و
لازم ہی اگر ہم بادشاہ طلسم ہوش ربا سے بگڑ جائین کل ساکنان طلسم بار مصیبت اُٹھائین مگر
سامری جمشید ایسا نہ کرین مذہب بڑی چیز ہی جسنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا بڑا بد تمیز ہی
اب جاکر باغ مین تلاش کرو عمرو عیار کو اپنی کنیزون مین ڈھونڈھو خبردار خبردار بیٹی ہوشیار
رہنا عمرو عیار بلائے روزگار ہی تمنے بی بی نہین سنا ساحر شمشش خداوند ساحران تھا دریائے
قلزم مین عمرو نے اُسکو جاکر مارا دم بھر مین بڑے بڑون کی آبرو مٹادی حقیقت مین بیچارہ بانہ دہ
ننگ بحر عیاری ہی بر دشت طراری ہی مجکو اطمینان ہو تو اگلی کتابین نکالون تمکو سکھا دون پڑھاؤ
وارث تحفہ جات سامری ہو سحر مین یکتائے عالم بچپن کی باتین چھوڑو عمرو کی فکر سے منہ موڑو
رات کو گھڑی بھر میرے پاس بیٹھا کرو پوچھان بزرگون کی پڑھ لو ماران زمین کن سر جھکائے
کھڑی تمام باتین سنتی ہی منہ پھیر کے ہنستی جاتی ہی ساتھ والیون سے کہا نانی جان کو سودا ہو گیا
ہی اسرار جادو سے سب حقیقت کھلنے پردے کے باہر آئی عمرو بشکل گلرو ساتھ ہی مار ان
زمین کن خراماں خراماں مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہی کھل کھل
ہنس رہی ہی عمرو نے آگے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا سر سے پانک بلائین لین ترقی حسن و
جمال کی دعائین دین پوچھا خیر تو ہی نانی جان آپکی کیا کہتی تھین ملکہ نے کہا ارے گلرو آج
تو نانی امان نے نئی نئی باتین کہین کہتی ہین کہ عمرو عیار تیرے باغ مین آگیا کنیزون مین تلاش
کر و تمھارے نوکرون مین چھپا ہی سوتے سوتے اُٹھی ہین رات کو شراب بہت پی گئی تھین اسکا
سرور باقی ہی اسگلے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین ناحق کو بھی بڑبڑ بکے جاتی ہین روز تو یہ

غصہ تھا بیٹا بنا ہو او کپڑے بدلو زیور پہنو باغ سے کہیں نہ جاؤ آنکھ مچولا نہ کھیلا کرو کتاب لاؤ سبق
پڑھو چار حرف لکھو دونوں وقت ملتے بارہ دری سے نہ نکلو آج ان باتوں میں سے کوئی
بات نہیں پائی کچھ کہیں یاد نہیں عمرو نے کہا ملکہ عالم عمرو کون شخص ہے بڑا کوئی چور ہے مخدومہ
ہے میں اپنا زیور اتار کے رکھ آؤں آگ لگے گہنے میں جو جان جاوے ایسا نہ ہوگا گھونٹ جائے
میرا زیور لیلے جب سے نانی اماں نے آپ سے یہ باتیں کہی ہیں میں ہول کھاتی ہوں مری جاتی
ہوں حضور میرا تو سوائے آپ کے کوئی نہیں ہے ہاں مرچلی بڑھیا نانی کو دمہ کا عارضہ ہے
رات کو بھی کھانسی اٹھتی تھی جب اٹھ کے بیٹھ سہلائی ٹھنڈائی جوش کر کے پلائی تب جان
بچی صبح و شام کی مہمان ہیں دل میں بڑے بڑے ارمان ہیں حضور کڑہائی چڑھوا دیجیے
سب کے بیچ میں گولا اٹھاؤنگی بڑی روٹی کی قسم کھاؤنگی حضور سامری و جمشید کے علم سے
لونڈی کو دھبا نہیں لگیگا واری میں نے آج تک کسی کا تنکا نہیں چھوا بس اب واری اٹھیے
باغ میں چلیے اچھی طرح تحقیقات کیجیے چور کو سزا دینا بہتر ہے اور واری آج صبح کو ایک معاملہ میں نے
دیکھا تھا میں صاف صاف کہدوں جب میں صبح کو پیشاب کو گئی زیر نخل نرگس تو دیکھا انبار ہے [illegible]
ہل سے پرے تھے میں ہکا بکا کے بھاگی بس اتنا معاملہ گذرا جو دیکھا وہ کہدیا واری آنکھیں پھوٹیں
جو میں نے کبھی کسی کی چیز اٹھائی ہو جھوٹی قسم کھائی ہو جب میں آپکے گھر نوکری کرنے آئی نانی اماں
نے کہدیا تھا کہ بی بی محل میں نوکری کرنے چلی ہو کسی کی چیز کو دیکھنا زہر سمجھیا جاننا حضور مجھکو
بہت بہت نانی اماں نے تاکید کیا ہے کہتی تھیں بیٹا چور کا کوئی شریک نہیں ہوتا ان بھولی
باتوں پر مہاران زمین کو ہنسی گلرو کے آنسو پونچھے کہا ارے دیوانی چورا چکا کیسا وہ عمرو عیار
ساحر کو پکڑ کر مار ڈالتا ہے کوئی صاحبقران ہیں انکا عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے ملکہ مہرخ سحر چشم
ملکہ بہار جادو و نافرمان سحر بیان و شاہزادہ شکیل جدیل و رعد جادو و برق خو صف شکن
ملکہ بلال سحر افگن و صاحب شوکت و صولت وزیر اعظم باغبان قدرت و صاحب ناز و ادا
ملکہ عنبر موئے کا کلکشا و صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ کو اس عیار نے اپنے
شریک کرلیا ہے سنتے ہیں کہ افراسیاب کا ناک میں دم کر دیا ہے طلسم کے برباد ہونے کا شہنشاہ
کو بڑا غم ہے مجھکو تو نانی اماں کا حکم نہیں ہے میں تو کبھی باغ سے باہر بھی نہیں جاتی نانی اماں رات کو بھی مجھکو

بگھارا کرتی ہین جہان مین رات کو سبق پڑھنے بیٹھی یہی باتین شروع کردین لو بی بی سعدو
برق عمرو کے شریک ہوگئین باغبان قدرت بھی جا کر لگیا فلان ساحر مارا گیا میری بلا جانے
جھوٹ ہو یا سچ ہو بیٹھے بیٹھے ایک یہ بھی اپج ہو کہان میرا باغ کہان عمرو عیار بڑی نگہبان
ہمارے باغ کی ملکہ گلگون نازک چشم ہین سو وہ بھی جب شریک ہوجائین خود راستہ ہمارے
باغ کا بتائین تب آنے والا آسکتا ہو وہ خالہ زاد بہن ہین وہ کیا کسی کی شریک ہونگی اول
تو یہ مقام سرحد باغ سیب ہو یہان کسی کا گذر ممکن نہین ہو اگر آئے تو بھٹک بھٹک کر رہین رہجا
بیٹھے بیٹھے یہ بھی ایک شعبدہ بنادیا مگر ڈھیو اپنے کام مین معروف ہو آج رات کو کوٹھے پر
جلسہ کرینگے ڈومنیان بلوائینگے شب ماہ ہو گانا سنینگے یہ باتین سنکر خواجہ عمرو کو تو اطمینان
ہوا کہ اسکے دل مین کینہ بالکل نہین ہو رات کو شراب پلا کر اول اسکو بیہوش کرونگا اسکی شکل
[illegible] مگر یہ باتین ختم ہونے پائی تھین کہ پردے سے اسرار جادو نے
پکارا بیٹیا ماران زمین کن کہو عمرو کو تلاش کیا ماران نے کہا نانی اماں ڈھونڈھ رہی ہون
ہمارے باغ مین کہین نہین ہو سارا باغ چھان چکی آپ کا حکم بجالائی اسرار جادو نے
پکار کر کہا ہماری باتون کو خلاف سمجھتی ہو وہ لال جلد والی کتاب کسی کنیز کے ہاتھ بھیجدے مین
دیکھکر نام بتادون کہ کسکی صورت مین ہو تمکو کھیل کھیل سے فرصت کہان ہمکو بہلاتی ہو اپنی کنیزون
مین بیٹھکر مسخرا بناتی ہو ماران زمین کن نے جھنکر الماری سے ایک کتاب نکالی عمرو گھبرایا
کہ حرامزادی صورت بتائیگی اب جان بچنا دشوار ہو تامل بیکار ہو پہلے چل کہ اسی کو لو یہ سوچکر
کہا لائیے کتاب مین دے آؤن ملکہ ماران نے کتاب ہاتھ مین عمرو کے دی عمرو حاضر خا
لیکے پردے کے قریب آیا پردہ اٹھایا اسرار جادو نے سر اٹھاکر اول سراپا کو دیکھا پھر
کتاب ہاتھ سے لی کھول کر پڑھنے لگی عمرو نے دیکھا یہی وقت ہو کتاب کھولتے ہی وہ ہنسی ہو
سراپا کو بھی تمہارے بہ نگاہ غور دیکھ چکی ہو اب اسکو مارو یہ سوچکر حلقے کمند کے مارے گردن
اور کمر مین اسرار جادو کے اچھی طرح پڑے عمرو نے جھٹکا مارا سر کٹ کے الگ گرا جسم چارپائی
پر تڑپنے لگا عمرو حیران کہ یہ کیا اسرار ہو کہ کمند نے خنجر کا کام کیا حیران دیکھ رہا ہو ہوش اڑ گئے
ایسا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا بیہوش ہونا کمند سے برق بنکر نکلجانا یہ سانحے نہ دیکھے تھے ایسا

شعبدہ کبھی پیش نہ آیا تھا ہاتھ کانپے کمند بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی قصد ہوا کہ بھاگوں جان بچا کر
نکلجاؤں اب باغ میں ٹھہرنا دشوار ہی کوشش بیکار ہی یہ عمرو سوچ رہا تھا کہ پہلو سے دیوار
شق ہوئی نعرہ ہوا منم ملکہ اسرار جادو او ساربان زادے مجکو تو نے حیرت اور افراسیاب
بنایا مصور وصورت نگار سمجھا عمرو نے پلٹ کر دیکھا اسرار جادو برابر آچکی ہو قصد کیا
پلٹ کے خنجر ماروں اسرار جادو نے ایک دوہتڑ زمین پر مارا شعلہ آگ کا بھڑک کر عمرو پر
گرا رنگ ورغن اڑگیا زمین نے پانوں تھام لیے عمرو بصورت اصلی ہوگیا وہ لاشہ جو پڑا تھا
ماش کے آٹے کا پتلہ ٹھہرا اسرار جادو نے آواز دی بی صاحب زادی صاحب یہاں آؤ ہماری
باتوں کو بادہوائی سمجھا ہمکو سودائی جانا تھا آکے دیکھو عمرو کو پکڑلیا ماران زمین کن مع سب انیسوں
اور جلیسوں کے دوڑی ہوئی آئی اب جو ماران زمین کن کی نگاہ پڑی ایک شخص عجیب الخلقت
دنیا سے نرالی صورت قریب پلنگ کے کھڑا ہی تھرتھر کانپ رہا ہی سراپا اسکا یہ ہی ناریل سا سر
کلچہ سے گال مروارید سے دانت زیرہ سی آنکھیں تتی سے ہاتھ پاؤں چھ گز کا دھڑ تلے کا
اوپر کا سندلا میں گز کا کنیزیں آہ اوہ کرکے بھاگیں کہتی ہوئیں ہی ہو وارہی یہ کیا بلا ہی چل ناس
ہی باہن ماش پایر چیا جن مٹھیا دیو کی بھیتی ٹیٹک بیٹھی ہی میری جان گئی کوئی گرپڑیں
کوئی بولی بوا شمشاد مجھے سنبھالے نرگس گھور گھور کے دیکھنے لگی سوسن نے غل مچایا
سنبل نے بال کھولدیے سرپیٹنے لگی ماران زمین کن تھرتھر کانپی ہوش وحواس اڑ گئے
اسرار جادو نے کہا بی بچے یہ چونڈا دھوپ میں نہیں سفید کیا ہی ایک ہفتہ بیشتر تمکو خبر دی تھی
کہ عمرو اس باغ میں آئیگا اب تو ہمکو سودائی نہ بناؤ گلگون نازک چشم کو بلاؤ قفس آہنی لاؤ
اس نگوڑے موے مونڈی کاٹے مکار غدار کو بند کرو خدمت میں شہنشاہ کی روانہ کیا جائیگا
اسیوقت قفس آہنی آیا جب کنیزیں اٹھیں عمرو کو بند کرنے لگیں عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا
کہ ملکہ اسرار جادو تجھ ایسی جادوگرنی میری نگاہ سے نہیں گزری جسدن سے طلسم ہوش ربا
میں قدم رکھا ہزارہا ساحران غدار سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور صاحبان لشکر
شعبدہ باز جعلساز ہم عیار ہم سردار کے لڑے اس جہد ذلیل سے موت پڑے حرامزادونکو
کتے کی موت مارا جہنم واصل کیا شرف جہاد حاصل کیا مگر یہ انتظام میرے واسطے کسی نے

نہین کیا جسوقت مین آپ کے باغ مین داخل ہوا آپ کو خبر ہوگئی میری تقدیر سگئی مگر آج میرے
دل کو اعتقاد کامل ہوا کہ مذہب سامری جمشید کا درست مسلمانون کی دلیل سست ہی چاہتا ہون
آپ کا غلام بنکر رہون شرف خدمت حاصل کرون مین عیاری مین کامل تم سحر و ساحری مین عاقل
بموجب مصرعہ خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + آپ تخت نشین ہون مجکو لشکر سپرد
کیجیے اول مہرخ و بہار کو ستاؤن پھر کوہ عقیق پر جاکر لشکر حمزہ مین آگ لگاؤن اسکے بعد طلسم ہوشربا
و طلسم نورافشان و بیابان گارنیز و ہفت کوہ زلازل ان سب سے لڑیے اگر سب کو مارکر آپکی
عملداری نہ کرادون تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھون تصویر سامری و جمشید منگائیے اپنے
قدرت کے احکام تلقین فرمائیے بجپاکا گوربھی ہوونگا مسلمانون کا آج سے ذکر نہ کرونگا اسرار
جادو یہ باتین سُنکے قہقہہ مارکر ہنسی کہا خواجہ آفرین صد آفرین یہ فقرے تمھارے افراسیاب
جادو قبول کریگا یا مرشدزادے میان مصور صاحب میرے سامنے ایسی باتین نہ فرمائیے ذرا
ہوش مین آئیے قضا تمھاری قریب ہے اسد بدنصیب ہے خوب مجکو یقین ہے اگر افراسیاب نے قتل
کیا طلسم ہوش ربا بربادی سے بچ گیا مین نے بھی سامری نامے کو پڑھا ہے اسمین صاف ہی لکھا
ہے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہین ہے عمرو قاتل ساحران ہے مکر و غدر اسکا عالم پر عیان ہے مگر
قضا تمھاری میرے ہاتھ سے ہی عمرو نے کہا ہے ملکہ عالم اب تو مین سامری و جمشید پر لعنت کرونگا تمھارے
مذہب کو بُرا کہونگا سامری نامہ مین تو صاف مرقوم ہے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ موت نہین ہے
پھر آپ مجکو کیونکر قتل کرینگی یا سامری و جمشید جھوٹے تھے یہ کیسا واہیات مذہب ہے صاف صاف
مطلب ہے اے اسرار جادو تو ہر بات کو سیدھی مکر جاتی ہے حقیقت مین کبھی تم لوگون کے شریک
نہونگا گھس گھس کے جادوگرونکو مارونگا ہمارا خدا مسبب الاسباب ہے رب الارباب ہے ہر بندہ
اُسکے فیض سے کامیاب ہے وحید و یکتا عالم و دانا سمیع و علیم رحیم و کریم قہار و جبار ستار و غفار
تم سب پر وہ مجکو غالب کریگا اگر صاحب عقل و شعور ہے تو قدمون کو ماہدولت کے بوسہ دے اسلام
اختیار کر دم سامری پرستی کا نہ بھر مثل تیرے وہ بھی ساحر تھے کتے تھے واصل جہنم ہوئے زمرد شاہ
باختری جسکو تم جاگتی جوت کا خدا کہتی ہو بریش او شاشیدم و تراشیدم ہاتھ سے ہمارے
آقائے نامدار کے ملک ہے وہ بدہ قریہ بقریہ مقام بمقام بھاگا بھاگا پھرتا ہے مثل ہمارے تمھارے

بکتا موتا ہی اہل وعیال کھانا پینا سونا جاگنا کل حرکات وسکنات مین شریک ہی اب اُسکی
خدائی کیونکر ٹھیک ہی سو مرتبہ صاحبقران نے اُسکو گرفتار کیا اسکا نام جلالت ہی کرکے پھر چھوڑ دیا یہ
فرمایا کہ تمکو مجمع عام مین قتل کرینگے جس مقام پر تیرے لاکھ دو لاکھ حامی ہونگے اُس جگہ اُسکے خون
سے ہاتھ بھرینگے مگر ایسا بیحیا ہی کہ پھر مستعد دکھاتا ہی اُنھین سے لڑنے کو آتا ہی لیکن عنایت پروردگار
سے شکست پر شکست کھاتا ہی ملکہ عالم یہ تمہارا مذہب ہی مسلمان ہو تو بڑا غضب ہی اسرار جادو
کلام صداقت نظام عمرو سے حیرت مین آگئی صنعت پروردگار مطلق کارساز برحق سُنکر چھوٹنے لگی
بات مُنھ سے نہ نکلتی تھی قلب پر تاثیر ہوئی انتہا کی دلگیر ہوئی مگر کچھ سوچ کے جواب دیا خواجہ بس
چرب زبانی موقوف کرو آمادۂ مرگ ہو پاے قضا رہو اگر بلاے ناگہانی سے بچ جاؤگے تو
دیکھا جائیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ گاگمون نازک چشم بھی آکر پہونچی ملکہ ماران زمین کن گلے سے
لپٹ گئی پوچھا بوا گلگون یہ خواجہ عمرو پنجڑے مین بند بیٹھے ہین اسوقت نانی امان سے
ایسی باتین کین کہ میرا دل ہل گیا پیدا کرنے والے کا خوف پیدا ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی بوا
میرا دل میرے قابو مین نہین صاف معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت پہلو مین نہین ہی تمہارے باغ
مین یہ عمرو کیونکر پہونچا اب اسرار جادو بھی مسند پر آکر بیٹھی گلگون نے تمام کیفیت گذشتہ ظاہر
کی کہا مجکو شہنشاہ نے آکر بچایا ورنہ گویا بنکے بیہوش کرچکا تھا ایسا کمبخت گاتا ہی کہ دل بیقرار ہو جاتا
ہی اور جس کسی کو اس علم مین کچھ سودا ہی اُسکے واسطے تو یہ جادو ہی مگر جب شہنشاہ نے آکر مجکو بیدار کیا
بعد جانے شہنشاہ کے سارے باغ مین مین نے ڈھونڈھا لیکن پتا نہ ملا صبح کو پنجڑا دیکھا تھا
کہ وہ کوٹھری کھلی ہوئی تھی مجھے کچھ خیال نہ رہا نہین معلوم کسنے وہ مقام بتا دیا کہ یہان آپہونچا
ماران زمین کن نے کہا بوا سویرے اُٹھتے ہی نانی امان نے مجھ سے کہا کہ عمرو عیار تمہارے
باغ مین آگیا مین سچ کہون مجکو مطلق یقین نہ تھا مگر نانی امان کو تو بیحد دھن لگ گئی آخرکو کتاب
منگائی یہ عالم خود لیکر دوڑا جا کر گرفتار کی مگر نانی امان انتظام کرچکی تھین ہم ایسے لوگ ہوتے
تو مارلیا ہوتا مگر بوا اسوقت مذہب مین اس شخص نے کلام کیا ہی کہ دل مین تاثیر پیدا ہوئی
مین تو اسکے کلام پر شیدا ہوئی مگر بقول نانی امان سکے یہ دشمن ساحران عالم ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی
یہ تو ظاہر ہی کہ اسکا قتل ہونا دشوار ہی انتہا کا مکار و غدار ہی تقریر مین طرار قرار ہی اتنا تو ضرور

اسوقت معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا بت خام ہی ہر ساحر کا بد انجام ہی زمانی امان مصاحب سامری
کہلاتی ہین مگر عمرو کی کسی بات کا جواب نہ دے سکین دنگ ہوگئین زبان ہی کہ قینچی چلتی ہی اس ظالم
کے فقرہ ہاے گرم سے شمع انجمن جلتی ہی گلگون نازک چشم نے کہا لوا سامری و جمشید خبر کرین
دیکھیے اس زمانہ مین کیا ہوتا ہی ہر طرف طلسم مین غدر ہی یہ تو میرا بھی قول ہی کہ طلسم کا بچنا دشوار
ہی فتاح اسکا بیشک اسد نامدار ہی اسرار جادو نے پکار کے کہا چھوکریو کیا چپکے چپکے باتین
کرتی ہو مین بھی سنی ہون بیہودہ باتین نہ بکو جو کچھ سامری و جمشید دکھائینگے دیکھینگے ہماری
رسے پر رہو جو ہم کرین وہ کرنا بیٹا گلگون کچھ جادوگرنیان ساتھ لے تو قفس عمرو باغ سیب مین
پہونچا دو میری جانب سے عرض کرنا کہ جس صبح کو اسکے قتل کرنے کا قصد ہو مین بھی حاضر ہونگی
طلب فرمایئے گا ماران زمین کن کو بھی ساتھ لیتی آونگی مگر عرض کرنا کہ اے شہنشاہ گردون پناہ
پنبہ غفلت گوش ہوش سے نکالیے زمانہ انقلاب آگیا اگر عمرو کو قتل کیا خیر و عافیت ہی ورنہ
سراسر مصیبت ہی اس زمانہ مین غرور کو کام نہ فرمایئے جو کچھ سامری نے لکھا ہی وہ سب پیش
آتا جاتا ہی ہم خیرخواہان دولت ہین نمکخوار سلطنت ہین براہ خیرخواہی عرض کیا قبول و عدم قبول
کا اختیار ہی تقدیر سے ہر شخص ناچار ہی یہ تمام کلمات حسرت آیات سنکر گلگون نازک چشم
نے قفس عمرو کا اٹھا لیا اسی راہ کو طے کر کے جسطرح سابق مین تحریر ہوا ہی اپنے باغ مین آئی
کنیزین سب دوڑین کہنے لگین واری یہ کس جزیرہ کا جانور ہی لیکن بے بال و پر ہی کیسی بولی
بولتا ہی نر ہی یا مادہ ہی ایک نے کہا واری آنکھین بھی ہین ایک نے کہا کان ناک بھی ہی ایک نے
کہا نلا ہرا معلوم ہوتا ہی چالاک بھی ہی گلگون نازک چشم نے کہا بیہودہ نہ بکو یہ تم سبھون کا دھگڑا
ہی او حرامزادیو یہ عمرو عیار ہی وہ جو گویا بنا تھا بھولی بھولی باتین بنا کر بیہوش کر گیا تھا اسکی
صورت اصلی یہ ہی جا کر باغ مین ملکہ ماران زمین کن و اسرار جادو کے پہونچا اسرار جادو نے
آخر گرفتار کیا یہ نگوڑا انکے بھی قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا اگر وہ تو مصاحب سامری ہین فن سحر و
ساحری مین مشہور صاحب عقل و شعور اپنے کو غائب کر کے اسکو دھوکا دیا تب یہ ظالم گرفتار ہوا
جلد تیاری کرو ابھی اسکو لے کر خدمت افراسیاب مین جائینگے قید اسکی باغ سیب مین پہونچائینگے
چار سو جادوگرنیان اسباب سحر سے آراستہ ہوئین ملکہ گلگون نازک چشم تخت پر سوار ہوئین

قفس سامنے رکھ لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی قید عمرو لیکر چلی اسکو راستے مین چھوڑ دو

دو کلمہ داستان زرنگ جادو کہ افراسیاب نے برائے گرفتاری سمنکال روانہ کیا تھا سنیے

ناظرین ملاحظہ فرماوین سابق مین ذکر کیا تھا کہ سمنکال جادو پلنگ جادو کے قبضہ سے چھوٹکر
بخوف افراسیاب خانہ خراب ایک درۂ کوہ مین جاکر چھپی مگر حیران کہ کیا کرون کدھر جاؤن ہائے
عمرو کا بھی ساتھ چھوٹا شریک لشکر مہرخ نہو سکی کس بلائے ناگہانی مین مبتلا ہوئی کہتی تھی
ای خداے نادیدہ مین نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا اس وقت مصیبت مین مجھکو یاد کیا جسکو
تا بلشکر مہرخ پہونچا دام آفت سے چھوڑا کیا کیجئے مجکو پکارون اس راہ سے بالکل نابلد ہون
نہین معلوم عمرو پر کیا گذری اب سواے لشکر مہرخ میرا کہان ٹھکانا ہے دن عمر کے تمام ہوئے
گرفتار دام رنج و آلام ہوئی اگر لشکر ملکہ مہرخ مین جاتی ملکہ بہار جادو سے ملتی غنچہ آرزو کھلتا
سمنکال درۂ کوہ مین بیقرار اشکبار زندگی سے اپنی بیزار گردش فلک دوار کی شکایت
کررہی ہے بعد عرصۂ دراز درۂ کوہ سے نکلا ایک جانب چلی مگر زرنگ جادو کو جو افراسیاب
نے مع بارہ ہزار ساحرون کے تلاش سمنکال جادو تیا نشان تباکر روانہ کیا ہے وہ اس
صحرا مین آیا چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہے ساتھ والے اسکے صحرا مین پھر رہے ہین کئی مسافرونکو
دھوکے مین مارا بیچارے غریبون کو للکارا خون ناحق اپنی گردنون پر لیا اپنے لیے جہنم کا
سامان کیا جیسے ہی سمنکال جادو درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ
زرنگ جادو کی نگاہ پڑی پہچانا وہین سے للکارا کہ خبردار اے سمنکال مین آپہونچا رومال
سے ہاتھ باندھے چلکر قدمون پر افراسیاب کے گر سمنکال نے جو مپٹ کر زرنگ جادو کو
دیکھا اسباب سحر لیکر پلٹ پڑی جواب دیا او ناہنجار کیا بکتا ہے افراسیاب کیا مردود ہے میرا رب لیس
معبود ہے جو کہا وہ کہا چہار طرف سے بارہ ہزار ساحرون نے سمنکال جادو کو گھیرا اگرچہ ساحرہ
قدیم ہے بلکہ افراسیاب کی ندیم ہے اس بوتے کو کب مانتی ہے جب گولہ مارا اوس کا سر پھٹ گیا
کبھی ہاتھ ہلاکے برق چمکائی ان بیچاؤن پر بجلی گرائی خرمن حیات جل کر خاک ہوا کئی سو
بیچاؤن کا دم بھر مین قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑی پنجہ کمر مین دے کر بلند ہوئی دونون
ٹانگین پکڑکر چیر ڈالا جادوگرون پر ساحر کو پھینک مارا اس خون سے دریا سے آتش

پیدا کیا ساحر مثل ہیمۂ خشک جلنے لگے جسم سے شعلے نکلنے لگے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہوا نظم

سمنکال جادو وہ ہی اسطرح
قیامت کا میدان میں عالم ہوا
قیامت کا سامان عیان ہر طرف
وہ تھی بحر جرأت کی گویا نہنگ
لیا ایک گولہ بصد شد و مد
کنیز سیہ رو گنہگار رہی

تڑپتی ہو برق تفضا جس طرح
زرنگ سیہ رو بتنگ آگیا
ہوا خون کا دریا رواں ہر طرف
کیا وار جب اُسنے تلوار کا
کہا رو کے خالق مری کر مدد
ترے لطف کی ہو نہیں امید وار

کیا سحر جس پر وہ بیدم ہوا
سحاب الم فوج پر چھا گیا
سمنکال پر جا پڑا جب زرنگ
سمنکال جادو نے رد کردیا
تو ستار ہی اور غفار ہی
کرا ب جسکو منصور پروردگار

دل کو خالق بے نیاز سے رجوع کر گئے اسم پڑھا جیسٹ کے زرنگ نابکار پہ مارا اُسنے لاکھ کلوا بیرون نارسنگھ کو پکارا کچھ نہ ہوا گولہ سینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا جنگل مین اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگ جادو بود افسوس جان دادیم وطلب خود نرسیدیم ساقہ والون سنے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سمنکال پر ہمارا زنجہ قابض نہین ہوا بجلی کو کیا روکین ایسے زبردست کو کیا ٹوکین فرار پر قرار کیا سمنکال مارتی ہوئی پیچھے چلی ہزارون کو قتل کیا مگر حیران پریشان کہ آخر اسپر کہان جاؤن کدھر جا کر جان بچاؤن افراسیاب جادو کا دشمن کہان امان پائیگا پروردگار بچائیگا اس تردد مین لڑتی بھڑتی جاتی ہی قضاے کار اسی طرف سے ملکہ گلگون نازک چشم قید خواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے جاتی تھی یکایک کان مین آواز ہا و ہو کی پہنچی زرنگ کے مرنے کی قیامت برپا ہوئی گھبرا کر لپٹ پڑی اسی جا پر چلی ساقہ والیون سے کہتی ہی کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی کسی مقام پر قیامت کی لڑائی ہو رہی ہی دریا جادوگرون کے مرنے کی آواز آئی ہی خیال کر کے دیکھو زمین تھراتی ہی کنیزون نے عرض کی داری اپنے کام کو چلیے لڑائی مین جانے سے کیا فائدہ مسلمان فوج شہنشاہ سے لڑ رہے ہونگے مہرخ و بہار سے معرکے پڑے ہونگے گلگون نے کہا یہ مقام سرحد ملک سیب ہی یہان کا ہر ہوتا ہونگا آسیب ہی مہرخ و بہار یہان نہین آسکتین اگر آئین تو نکلنا مشکل ہوگا آپسمین ڈائنون سے پر لڑائی ہو گی پس مصالحہ کرنا ضروری ہی یہ کہکر پر پرواز پیدا کیے گلگون بلند ہوئی کنیزون نے اُس تخت کو گھیر لیا جسپر قفس عمرو کا رکھا ہی عقب مین چلین یہان سمنکال مثل شیر غضبناک

فوج زرنگ کو قتل کر رہی ہی تعاقب فراریون کا نہین چھوڑتی کہ گلگون نازک چشم آسمان پر چلی دیکھا کہ سمنکال جادو ساحرون کو قتل کر رہی ہی گلگون نے للکارا ای سمنکال یہ کیا ہنگامہ ہی یہ لوگ تیرے مقابلے کے قابل ہین لشکری پیادے جاہل ہین انھون نے تیرا کیا نقصان کیا تلوار ہاتھ سے پھینک دے ورنہ سزا سے معقول دونگی چٹیا پکڑ کر کھینچتی ہوئی سامنے افراسیاب کے لیجاؤنگی سمنکال نے للکارا او چھوکری کیون شامت آئی ہی مین مطیع الاسلام ہو چکی افراسیاب دشمن ہی وہ گمراہ میرے واسطے رہزن ہی مگر کیا کر سکتا ہی ہمارا مالک پروردگار ہی پھر گلگون نے اہل فوج کو آواز دی کیون بھاگے جاتے ہو اگر فسر تمھارا نہین ہی ہم تو ہین مگر گلگون نے بھی سحر کرنا شروع کیا بھاگے ہوے پلٹ پڑے سمنکال سے الجھ گئے ہین سمنکال نے تخت پر قفس عمرو کا رکھا ہوا دیکھ دل بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی خواجہ یہ کنیز تازہ آپکی محبت مین برباد ہوئی آتی ہی آپ کو رہا کرتی ہی آپ کیونکر گرفتار ہوے یون مجبور و ناچار ہوے عمرو نے آواز دی ای سمنکال فلک بر سر گردش ہی افراسیاب جادو کو ہمسے بڑی کاوش ہی مگر ای سمنکال اتنا خیال رکھنا اگر ہماری قضا قریب ہی تو مجبور و ناچار ہون ورنہ انشاء اللہ لشکر اسلام مین جس طرح سب نے گا مجکو لیجاؤنگا قتل نہونے دونگا اور اگر رہا ہو جاؤن تو حکم سے پروردگار کے کل فوج ساحران کو ٹکڑے ٹکڑے شکست دون سمنکال رونے لگی اور چاہتی ہی کہ خواجہ کو چھڑاؤن لڑتی بھڑتی تا بہ تخت پہونچون گلگون نازک چشم کے ساتھ چار سو جادوگر نیان تخت پر محاصرہ کیے ہین توے تبر و تیغ و ناوک چل رہے ہین زمین کانپ رہی ہی مگر سمنکال ساحرہ زبردست ہی بادۂ اطاعت عمرو سے مست ہی زخم کھاتی جاتی ہی گھسی جاتی ہی گلگون تا بہ تخت نہین آنے دیتی سینہ سپر کیے سحر کر رہی ہی مگر سمنکال لڑتی بھڑتی ہی اہالیان فوج زرنگ تو بیدل ہو چکے ہین گلگون کے اکارنے سے بڑھ گئے ہین جدھر سمنکال رخ کرتی ہی کائی سی پھٹ جاتی ہی ساحر پر ساحر گرتا ہی سپاہیون کی آنکھون مین نقشہ موت کا پھرتا ہی گلگون نازک چشم سے اور سمنکال سے مقابلہ پڑا گلگون نے ایک جانور ماش کے آٹے کا بنایا سامری کہکر اسکو اڑایا آواز دی ای سمنکال یہ طائر سحر سامری ہی اسمین افسونگری بھری ہی ہوش اڑا دے گا طائر وہم و خیال اس افسون تک نہ پہونچیگا بس سمنکال نے دیکھا وہ طائر تا گرد سر سمنکال چرخ مارنے لگا پھیرتے

ہیہات کہکہ لگانے لگا سمنکال پر جو سایہ طائر کا پڑا عقاب ہوش اڑا ہاتھ پاؤں میں رعشہ
آنے لگا قلب تھرانے لگا خیال کیا اگر میں چرخ اور سایہ بچا تو یا بگل ہوگی پھر بڑی شکل ہوگی سمنکال
اسے پیشانی پر نشتر مارا خون ہتیلی پر لے کر آواز دی ای طائر ستمگری یہ تیرا بھوگ ہے خون پینے کا
تمکو روگ ہی طائر گیندے ہاند چکر ہتیلی پر سمنکال جادو کی گرا خون پینے لگا خون پیکر مثل
کبوتر کے ہاتھ پر سمنکال کے گو نجا منقار اٹھا کر چہرۂ زیبائے سمنکال کو دیکھنے لگا صاف ظاہر
ہوتا تھا کہ تسخیر ہوا سمنکال نے کہا ای طائر ستمگری خوراک پائی شکم سیر ہو اب کام کرنے میں کیا
دیر ہی طائر گیندے تول کر اڑا اسر پر گلگون نازک چشم کے آیا جھپکا مارا تھرا کر سر پر گلگون
کے بیٹھ گیا گلگون نے ایک چیخ ماری کہا ہائے خود کردہ را درمان نیست خاموش ہو کر ٹھہر گئی
زبان بند ہوئی سمنکال نے گولا اٹھا کر مارا سینہ کو توڑ کر نکا گیا گلگون نازک چشم تھرا کر گری
جہنم واصل ہوئی ہوا آئی گشتی مارا نام من گلگون نازک چشم بود اب کنیزین گھبرا ئین قفس عمرو
ہاتھ مین لیا بیتاب و بیقرار ہو کر بھاگیں اب سمنکال نے انکا تعاقب کیا منظور ہے کہ قفس عمرو
چھین لون اب کنیزین تو بھاگی جاتی ہین سمنکال سحر کرتی ہوئی دوڑی جاتی ہے اپنی جان
سنائی ہی کہ جس طرح سے قفس عمرو چھین لون مگر دو کلمہ اسرار جادو و ماران زمین کی ملاحظہ
ناظرین ہوں کہ یہ نانی نواسی دونوں بعد حوالہ کرنے قید عمرو کے آپسمین باتین کر رہی ہیں ذکر
قتل اسد غازی درپیش ہی اسرار جادو نے کہا ای صاحب افسون من ای ماران زمین کی
قید عمرو تو مین نے روانہ کی مگر ادھر خبر دیتا ہی کہ کچھ فساد پڑے گی گلگون نازک چشم ابھی کمسن
ہو اپنے کمال پر سلسن ہی ای نور نظر کسی کنیز کو روانہ کرو یا تم ہی اسباب سحر سے آراستہ ہو جا کر
دیکھو کیا سحر کہ گزرا اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی بیر میرا کچھ اور ہی تدبیر بتاتا ہی ماران زمین کی نے
کہا نانی اماں آج تمھیں صبح سے انھیں جھگڑون کا خیال ہی اب عمرو سا موذی کا ٹانگ لڑا
گرفتار ہوا گلگون نازک چشم لے کر گئی اب تردد بیجا ہی دم بھر مین وہ واپس آئیگی خبر مقبول
سنائیگی جب وقت قتل عمرو مشہور ہوگا آپ نے کہلا بھیجا ہم آپ چلینگے تماشائے قتل عمرو دیکھینگے
اسرار جادو نے کہا ای نور نظر یہ وقت غفلت نہیں ہی ساحران طلسم کی جان پر بنی ہی حقیقت
مین عمر طلسم تمام ہو چکی افراسیاب نے غفلت مین سب کام خراب کیا تمھارے بزرگونکے

بڑے مرتبے تھے بادشاہ ہوش ربا جب بعجز بلاتا تھا تب جاتے تھے سو جو نور وح طلسم ہوش ربا کی نگہبان ہو ایسا نہو کہ انجام مین پشیمان ہو مین شب قتل اسد کو پہلوے افراسیاب مین ہونگی رات بھر بیدار رہونگی اگر مجکو ذرا غفلت ہوا یسی قباحت ہو کہ سنبھالنا دشوار ہو جاے طلسم کے انتظام مین فرق آے دیکھیے زمانہ کیا رنگ لاتا ہی فلک کیا گردش دکھاتا ہی عمرو نے سقدمہ کر مذہب مین ایسے کلام کیے کہ اسوقت تک محویت ہی صاف تو یہ ہی کہ شل آئینہ روشن ہی کبھی انجام کا خیال ہی کبھی بربادی طلسم ہوش ربا کا ملال ہی ماران زمین کن چونکہ ابھی نوجوان ہی ان تو نیز ہنستی ہی اسرار جادو کی باتون پر آوازے کستی ہی یکایک زمین تھرائی کچہ ٹکڑے ابر کے آسمان پر نمایان ہوے آثار رنج و ملال عیان ہوے منبر پر ایک گلدستہ رکھا تھا وہ خود بخود جلکر خاک ہوا اسرار جادو نے اپنا سر پیٹ لیا کہا وغضب ہوا گلگون نازک چشم قتل ہوگئی یہ گلدستہ اسکا گل حیات تھا دیکہو خود بخود پژمردہ ہوا ہاے اسکا غنچۂ آرزو نہ شگفتہ ہوا جھونکا باد خزان کا چلا عین بہار مین صرصر رنج و الم چلی شاخ تمناے گلگون نہ پھلی نہ پھولی اب تو ماران زمین کن کے بھی ہوش پراگندہ ہوے نام گلگون کا لیکر رونے لگی اسرار جادو کو بھید سے بخوبی واقف ہی اسباب سحر لیکر مثل شعلہ جوالہ کے اٹھی پرپرواز پیدا کرکے چلی آواز دی بیٹیا جلد آؤ دیر نہ لگاؤ ماران زمین کن طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی عقب مین کئی سو جادوگرنیان ایک ایک فسون ساز شعبدہ باز یگانۂ آفاق سحر وساحری مین طاق روتی پیٹتی چلین یہان سمنکال جادو گلگون نازک چشم کو قتل کرکے کنیزون سے لڑ رہی ہی قصد ہی قفس عمرو چھین لون یا جادون عمرو قفس مین سے کہ رہا ہی کہ اے سمنکال تو جان بچا کر نکلجا پروردگار میرا حافظ ہی اگر حیات باقی ہی چھوٹ جاؤنگا مجکو اسرار جادو نے قید کرکے بھیجا ہی وہ بلاے روزگار ہی بڑی مکار و غدار ہی سمنکال جادو کہتی ہی خواجہ اگر تمکو نہ چھڑایا تو کیا کام کیا بلکہ اپنے کو بدنام کیا مہرخ و بہار کو کیا منہ دکھاؤنگی آپ کے قید کی خبر سناؤنگی یہ کہتی جاتی ہی انجام سے سحر کر رہی ہی دو سو کنیزون کو قتل کر چکی ہی چند باقی ہین کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال جادو غضب کیا گلگون کا خون بہایا ہمارا ابھی خوف نہ آیا ستم ملکہ اسرار جادو عمرو نے جو قفس سے اسرار جادو کو آتے دیکھا جی چھوٹ گیا یقین ہوا کہ اب رہائی غیر ممکن ہی ملک الموت کا سامنا ہی مگر سمنکال

کہ اسکو وہ پہلا لڑتے گذر چکے ہین ہزارہا ساحر مارے ہین دریائے خون مین نہائی ہوئی
ہی بلوے سے ساحرون کے گھبرائی ہوئی ہی اب اسرار جادو کو دیکھکر رنگ رو متغیر ہوا طائر
ہوش و حواس اُڑا احواس خمسہ مین خلل آیا اسرار جادو نے گرتے گرتے سحر کیا کارد نکال کر
اسم سحر پڑھا کارد کو پھینکا ہر چند سمنکال نے روکا شانہ نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا چاہتی ہی کہ
زخم شانے کا باندھین اسرار جادو نے یا سامری کہکر دو تیر زمین پر مارا ہوا سے سر کھولے ہو
اُف اُف کرتی ہوئی اُٹھی سمنکال جادو کو چرخ آنے لگا لڑکھڑا کر زمین پر گری زبان بند
دل دردمند اسرار جادو نے زبان مین سوزن دو با گرفتار کر لیا قفس عمرو کنیزون سے طلب کیا
کہ آسمان پہ برق چمکی ملکہ ماران زمین کن بھی مع چند کنیزون کے آکر پہونچی دیکھا تین کوس
تک دریائے خون بہا ہی صدہا ساحر اپنا ہی لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی گھبرا گئی پوچھا نانی اماں یہ ساحر کسکے
ہاتھ سے مارے گئے اسرار جادو نے کہا بیٹا آنکھین کھولو بہ نگاہ غور دیکھو جو ہم کہتے تھے وہ ہوا
یا نہین ماران زمین کن نے کہا نانی اماں آپ بھی عاقل ہین حقیقت مین سحر مین کامل ہین
اسرار جادو نے کہا سمنکال کو نگاہ ملاتے ملاتے عمرو نے مسلمان کیا صاف تو یہ ہی کہ میرے بھی
آئینۂ دل پر غبار آگیا مذہب کے معتقد مین بڑی فکر ہی ہر وقت دل تردد منزل سے یہی ذکر ہی جلو
اب خدمت مین فخر اسباب کی چلتے ہین دیکھین وہ غافل عیش پسند کیا کرتا ہی تدبیر معقول تو یہ ہی
کہ اسوقت ان دونون کو قتل کیا جائے طلسم ہوش ربا کو بربادی سے بچائیے اگر اسکے خلاف
کیجیگا روز سیاہ کا سامنا ہی وقت بہت قریب آگیا ہی بیٹا ماران زمین کن وہ تو بادشاہ طلسم ہوش ربا
ہی اُسکا بڑا مرتبہ ہی سیا اسی برس کا سن ہی کسکی کسکی آنکھین دیکھین شعر کے جلسے مین شریک ہوئی
جناب شیخ امام بخش ناسخ کیسا شاعر جلیل ہوا حافظہ زبان اُردو کا باندھ گیا اُسکے بجہتیم خواجہ حیدر علی
آتش نے کیا زبان روزمرہ پائی تھی بی بی صاحبان مذاق کو روزمرہ بہت پسند ہی ایک غزل
آنکی قافیہ ہائے تحمل مین بادا سے معنی کھٹکا جھٹکا مگر کس لطف سے اُسکو نظم فرمایا ہی بی بی تم نوجوان

ہی جو اس غزل کو یاد کرو غزل آتش
نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
بہت بلند ہی پایہ ترے چھپر کھٹ کا

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا
پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین جھٹکا

رہی وہ راہ ہی جسمین ہی جان کا کھٹکا
کہون جو عرش بریں بھی تو کہہ نہین سکتا
حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا

کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
جسے کہ راہ ہوئی اس سے خوب ہی ٹھنکا

کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
عجب زمین ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے

عجیب بھول بھلیان ہے غفلت ہستی
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چسکا

بی بی دیکھو مطلع اِس غزل کا سوافق مطلب افراسیاب جادو کے ہے غفلت کا انجام خراب ہے
ملدان زمین کن کو سمجھاتی ہوئی قید سنگال دخواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے چلی یہان
افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا انتظام مین مصروف ہوا اپنے وزیر سرمار برف انداز
ابرق کوہ شگاف سے کہہ رہا ہے کہ کل ممالک مین نامے روانہ کرو روز قتل اسد غازی مین وقت
پر آجائین قتل ہونا اسد غازی کا اپنی آنکھون سے دیکھین ہمارے خراجگزارون کو اطمینان
خاطر ہو عین وقت پر ہر کہ ومہ حاضر ہو سرمار سے یہ باتین کرتا جاتا ہے عیش وطیش کا سامان مہیا ہے
نازنینان مہ جبین حاضر ہین ایک جانب ساقیان ماہرو گانے والیان خوش گلو سرمار نے عرض کی
کہ چند ساعت راگ ورنگ موقوف رہے غلام نامے تیار کرین مہرین سب پر ہو جائین طائران
تیز پر طلب ہون نامے جلد جلد پہونچائین افراسیاب نے کہا تم نامے لکھو ہم گائین سوسن
خوش آواز زبان دراز آگئی ہے ایک غزل سن لین پھر امورات مالی وملکی مین مصروف ہون سوسن کو

اشارہ ہوا سوسن نے یہ غزل گائی
ہمیشہ بدر ہین عارض کبھی ہلال نہین
شکستہ حال کی آواز ہے سوال نہین
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
سنال عمر کو ارہ ہے یہ ملال نہین
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک کبھی
یہ حسن مرحوم شاگرد میر ضیاء الدین ضیا
اسی واسطے تجکو کم دیکھتے ہین
جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہین
اگر زندگی ہے تو چلئے حسن اب

بہار حسن خداداد کو زوال نہین
یہ حسن نور خدا ہے اسے زوال نہین
فلک کو پاس ہے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین
گہن مین چاند ہے تارے شریک حال نہین
ریاض حسن کے میوون مین لطافت ہے
نہ کہ تمھارے عناصر مین اعتدال نہین
تجھے جس گھڑی اے صنم دیکھتے ہین
ابھی دل تھا یا ہم دیکھتے ہین
خدائی کا احوال ظاہر ہو ایسے
ان آنکھون سے کب تک ہم دیکھتے ہین

اسد اگلاب کے دو پھول ہین کہ گل ہین
جواب دیکے نہ دل توڑتا در سائل کا
کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین
مہینہ زیست کا گھٹتا ہے ہر مہینے مین
یہان رہے سیب کا دانہ ذقن کا خال نہین
غزل دیگر میر حسن صاحب المتخلص
جھلک وہ خدائی کا ہم دیکھتے ہین
عدم مین ہستی آنکھین کو جدا ہے
کب اسکو کم از جام جم دیکھتے ہین
افراسیاب نشہ مین مست

غزلین جھوم جھوم کر سن رہا ہے کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ اسرار جادو ومارا ن زمین کن کو مع

خواجہ عمرو و ملکہ سمنکال کو لیکر سامنے آئین ملازمان زر رنگ فریاد کرتے ہوے آئے افراسیاب
گھبرا گیا عمرو کو تو قفس مین دیکھکر خوش ہوا ملکہ اسرار جادو نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ
مقام افسوس ہی زر رنگ قتل طلسم کشا کا اسقدر قریب ہی آپکو ناچ رنگ سے فرصت نہین یہ وقت
عیش و راحت کا نہین ہی ملکہ سمنکال جادو مسلمان ہوئین زر رنگ جادو کو مارا ملکہ گلگون ابھی
ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی اگر کنیز نہ پہنچتی عمرو کو چھڑا لیجاتی افراسیاب نے گھبرا کر کہا ای ملکہ اسرار
تم نے عمرو کو کیونکر پایا اسرار جادو نے عرض کی حضور سے جا کر گلگون کو بچایا تھا وہان سے
بھاگ کر میرے باغ مین پہونچا آپ کے اقبال سے مین نے اسی وقت بی ماران زمین کن سے
کہدیا انھون نے میری بات کو ہنسی مین اڑا دیا یہ ساربان زادہ میرے پاس پہونچا مجھکو بیہوش کرنیکا
قصد کیا آپ کے اقبال سے میرا کیا کر سکتا ہی مین نے انکی گردن لی قید اسکی بدست گلگون روانہ
کی راہ مین بی سمنکال نے اسکو مارا اسکے مرتے ہی مجھکو خبر ہوئی مین نے آتے ہی بی سمنکال جادو
کو ایک سحر مین بیہوش کیا اب یہ دونون گنہگار حاضر ہین سرکار کو اختیار ہی مگر مناسب و انسب یہ ہی
کہ فوراً قتل کیجیے دیر بہتر نہین ہی میعاد قتل اسد مین کے دن باقی ہین مین نے آکر آپ کو عیش و
راحت مین مصروف پایا خیال ہمارے تدارک سے کیا ہوگا عمرو کو تو آج ہی شب کو قتل کیجیے اب
اس ظالم کو مہلت نہ دیجیے ای شہریار اس بات کو ہماری لکھ رکھیے اگر عمرو زندہ ہی تو اسد غازی
رہا ہو جائیگا اور اگر عمرو قتل ہوا پھر طلسم ہوش رُبا فتح ہونا دشوار ہی اب عیش و راحت کو ترک
فرمایئے امورات مالی و ملکی پر متوجہ ہو جایئے افراسیاب نے کہا ای خیرخواہ دولت جو تم کہو گی وہی
ہوگا ابھی ابھی مشہور کرو سرحد باغ سیب مین شہرہ ہو جاے کہ صبح کو ساربان زادہ قتل ہوگا اسرار
جادو نے دل زن کو بلا کر اذن دیا وہ چلا سرما دبرق انداز و ابریق نے چند اشتہار لکھے سرحد
باغ سیب مین چسپان ہوے افراسیاب نے کہا ای ملکہ اسرار جادو آج شب کو تم بھی اسی مقام
پر کیفیت باغ سیب ملاحظہ کر و صبح کو عمرو کو قتل کرکے جانا ای اسرار جادو تیرا جانا درست ہی مگر
لونڈیان غلام ما بدولت کا کیا کر سکتی ہین انکی بھی یہ لیاقت ہی کہ ما بدولت کے مقابل مین آئین جسدن
قصد کرونگا مثل نقش قدم مٹا دونگا اسرار جادو نے عرض کیا ای شہنشاہ شعر خلاف رای سلطان
رای جستن ۞ بخون خویش باشد دست شستن ۞ مجکو زیادہ گستاخی مناسب نہین ہی مگر دوسرے

مقام پر سعدی صاحب ارشاد فرماتے ہین بیت دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد + دشمن نتوان
حقیر و بیچارہ شمرد + آپ نے کیون انکو حقیر جانا چشمہ بڑھ کر دریا ہو گیا اب فنا وری دشوار ہو بحر
متواج و زخار ہو موجہائے بلا کی طغیانی ہو کشتی حیات طوفانی ہو تو کیا عجب ہو ابتک جو کچھ کیا خوب
کیا اب جلد انکا خاتمہ کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے یہ نزدیک ایک عمرو عیار آگیا یہان سے
تا کوہ عقیق مسلمانون کا فیصلہ ہوا عمرو عیار سب کا سردار ہے یہ ذکر تھا کہ لیلائے شب نے زلف مشکین
کو شعار راشل عروس شب اول بناؤ کرنے لگی ستارون کی پیشانی پر افشان چنی بدر کامل کی چاندنی
لگائی لباس نور آگین جسم پر آراستہ کر کے حجلۂ چرخ برین کو منور و روشن کیا بیت چون بشام
آفتاب نورانی + گشت در زیر خاک زندانی + شعر ظلمت شب کہ مشک فام بود + بہر آسائش
تمام بود + افراسیاب نے کہا جلسہ آراستہ ہو ایک جانب ملکہ اسرار جادو پہلو مین ملکہ ماسان
زمین کن کرسیہائے جواہر نگار پر متمکن ہوئین مگر افراسیاب جادو نے گارنگ سے کہا کہ
ہمنکال و عمرو کو لیجا کر مقام میعاد پر رکھو گارنگ نے قفس عمرو کا اٹھایا سر زنجیر ہمنکال جادو
کو تھاما اپنے کمرے مین لا کر قفس رکھا دروازے پر کرسی بچھا کر خود بیٹھی مگر افراسیاب نے
آرائشگی باغ کو حکم دیا اول میان روشن علی خان نے جھاڑ کنول آراستہ کیے **ابیات**

تیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس — جن سے شرمائے ساغر الماس — فانوس انجمن کے تارے تھے
یا کلس عرش کے اتارے تھے — ایک جانب آئینے قد آدم بتکلف تمام آراستہ جو آئین صورت
دیکھے غبار دل مٹے اپنے خوبصورت ہونیکا جوش ہو شان و شوکت سکندر فراموش ہو نظم

آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا — بے تکلف دل سکندر تھا — جو تھے سنگ کوہ طور کے تھے
جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے — زور دیوار گیریون پہ بہار — جیسے پستان شاہد دیوار

کنول کا دو شاخہ مثل دست دعا بارہ دری مین یہ کیفیت باغ سیب ابی بہار پر گل لوٹ کے کیفیت
دکھاتے تھے موتیا موگرا چمپا چنبلی جوہی موتیے کے پھول آبرو گوہر بے بہا کی مٹاتے تھے بیلا البیلا
جوہی کی نزاکت عارض محبوب کو خجلت بو وہ بھینی بھینی کہ دماغ جان کو معطر کرے چشمون کی صفائی
دیکھ کر آب گوہر پانی بھرے چمن ہا سے طلائی ہر نخل لاثانی کا لہلہاتے خوشبودار تختے نمو خرامان بجا ہے
نازنینان خوش رو سفید پھول ہین کنارے چمک رہے ہین جھوکون سے ہوا کے غنچے چٹک رہے ہین

بہار اِس باغ کی کنیز ہمیشہ دست بستہ حاضر گلچین و باغبان خود اِس گلشن فرحت افزا کے ناظر نازنینان حسین و مہ جبین بھاری پاجامے آنچل پلّو کے دوپٹے چہرے آفتاب عالمتاب ناز و غمزے مین نایاب گل سے چہرے دیکھکر عاشق بیتاب انکھڑیان لشکرین اپنے حسن بیمثال پر مغرور اسرار جادو کے منہ سے نکلا کہ شہنشاہ فیروز بخت ایسا باغ پُر بہار کبھی نگاہ سے نہین گزرا ابیات

دلکشا ایسا در باغ کہ سبحان اللہ ۔ جسکو سعدی کی گلستان کا نہ پہونچے کوئی باب
باغ ایجاد کے چارون چمن اُسپر صدقے ۔ آٹھ فردوس نہین ایک خیابان کا جواب
ہر طرف بوقلمونی کے عجائب نیرنگ ۔ سرو و شمشاد ہرے گل و ریحان نایاب
غنچون کے دل مین امنگین ہین جوانی کیسی ۔ بو دمے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب
جب نسیم آتی ہے کھلجاتا ہے غنچہ دل کا ۔ جب شمیم آتی ہے لیجاتی ہے وہ عطر گلاب
روشون پر عجب انداز سے چلتی ہے صبا ۔ روح کو چال سکھے دیتی ہے جسکی بیتاب
رنگ لالہ سے ہم آغوش ہے نسرین بہار ۔ بستر ناز پہ سبزے سے طراوت بخواب
نکہت سنبل تر کرتی ہے مشک افشانی ۔ گل وہ شاداب ہین جیسے کہ ٹپکتا ہے گلاب
صحبت بادہ پرستان کا ہے نقشہ گل مین ۔ شاخ ساقی ہے سبو غنچہ ہے گل جام شراب
بلبلین مست ہین مطلق نہین فریاد کا ہوش ۔ ہار ہوجاؤ گلون کا یہ گلون سے ہے خطاب
باغبان کرتے ہین خاطر تو مدارا گلچین ۔ دشمنون سے بھی چلی آتی ہے بوے احباب
ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے ۔ کشت امید رہی فیض سے جسکے شاداب
چارسو جوش ریاحین کا گلون کی کثرت ۔ وسط گلزار مین اک نہر مصفا پر آب
جو سے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری ۔ چشمۂ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب
جسکی موجون مین تماشاے درخشانی برق ۔ جسکے فوارون مین کیفیت باران سحاب
جنبش لہراے طبیعت وہ روش لہرون کی ۔ جسکا دم بھرنے لگے چشم تماشا و حباب
وہ صفا خیز وہ تابان وہ درخشان پانی ۔ پانی پانی ہو جسے دیکھ کے موتی کی بھی آب
وہ چمکتا ہے وہ تڑپ نہر کی لب گردان مین ۔ لاے الماس کبھی جسکے تماشے کی نہ تاب
برج اک نہر پہ خورشید درخشان کا شرف ۔ بارہ برجون مین نہین چشمے کے اک اسکا خواب

چار بنگلے وہ فرح بخش ہین وہ روح افزا	ایک اک حور ارم جن کی ہوا مین بیتاب

الغرض ملکہ باران زمین کن دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے چہرہ گل رنگین مزاج سر پہ
جواہر نگار تاج رکھے ہوئے سیر باغ دیکھکر شگفتہ ہو رہی ہے صفت مین افراسیاب کی مسکراکر
زبان کھولی گل کلام روبرو سے افراسیاب یون پیش کیے کہ اے شہنشاہ گردون پناہ کیا باغ
آپ کی بہار تو بارہ دری کیا قطع دار ہے حسینان عالم کا اسوقت باغ مین جمگھٹا ہے پرستان کی
پریون کا میلا ہے افراسیاب جادو کی بھی نگاہ تخت جمال جہان آرائے باران زمین کن پہ پڑی
جواب دیا کہ اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی آج تمھارے قدم رنجہ فرمانے سے محفل جلسہ منزل
کا اور ہی عالم ہے غنچہ خاطر با دولت کھلا ہے تمھارے قریب بیٹھنے سے لطف زندگی ملا ہے یہ کہکر
ساقیان ماہ وش کو اشارہ ہوا جام آفتاب ہاتھ پہ رکھکر بصد ناز و ادا پیش کیے اب تو دور
جام بے دغدغہ گردش انجام گردش مین آیا ناچ ہو رہا ہے رنگ بندھا ہوا ہے بلکہ نصف شب کمر
سے گذر چکی ہے مگر لوگ گرفتار قفس محن مقید سلسلہ غم آوارہ وطن ذی جبر والا کہ خواجہ عمرو کہ جسے
مین قید ہین گلزنگ جادو کے صید ہین ہنگامہ عیش سنکر طبیعت لہرائی ایک عیاری یاد آئی
خیال آیا کہ خواجہ بیٹھے رہوگے صبح کو دم خنجر پر گلا رکھو گے اس کمسنی مین موت کا مزا چکھو گے
ابھی دنیا کا کیا دیکھا حسرت و ارمان دل مین بھرے ہین مفلسی دامنگیر ذلیل و حقیر ہو جان تو
بچاؤ کچھ فکر کرو مسکال جادو بیچاری زخمی ہو کر جو آئی ہے ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہے بی
گلزنگ جادو کرسی بچھائے دروازے پر بیٹھی ہین اگر کوئی ادھر آتا ہے تو منع کرتی ہین کہ ادھر
نہ آؤ عمرو قید ہے اسطرف سے راستہ چلنے کی قید ہے یکایک کان مین گلزنگ کے رونے کی
آواز آئی پلٹ کے دیکھا عمرو بلک بلک کے رو رہا ہے بیقرار مضطر لباس تمام آنسوون سے
تر بتر گلزنگ نے پوچھا خواجہ خیر تو ہے کیون روتے ہو کیا ملال ہے جان جانے کا خیال ہے کہ
پہلے نہ سمجھے اتنے بڑے بادشاہ سے بھڑ پڑے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہے بڑے
بڑے بادشاہون کو مار چکا ہے بادشاہ قدیم طلسم ہوشربا لکہ سنج ناتہ مین جلالت و عدالت
آئین شہنشاہ لاچین اسکی سلطنت کو افراسیاب نے مٹا کر گرفتار کر لیا آج تک کسی کو نہین
معلوم کہ کہان قید ہے نشان قید ملنا دشوار ہوا ہاتھ سے افراسیاب کے ذلیل و خوار ہوا شاہان

بنگالہ و کانرودیس سے اکثر قصد کیا کہ ہوش ربا پر قبضہ کرین لشکر کشی کر کے آئے یہان سے
وہ وہ ساحر مقابلہ مین پہونچے کہ اُنکے جی چھوٹے شہنشاہ نیلم شہنشاہ توس و ملکہ فیروزہ فیروزہ بال
ودخشان سیہ رو و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ اُنسے جا کر لڑے آخر ساحران کانرودیس
مقابلہ نہ کر سکے نوک دم بھاگے ملازمان شاہنشاہی نے خیمے بارگاہین وہان خزانہ لوٹ لیا
اگر شہنشاہ ارادہ کرتے ہم لوگ جا کر خاص کانرودیس مین جھنڈے گاڑتے مگر افراسیاب
نے خیال نہ کیا فرمایا اُس ملک نحس پر قبضہ کر کے کیا کرونگا جادوگرنیان کریہ منظر بدصورت بدسیر
یہان کی شاہزادیان خوش رو خوش پوشاک فن سحر و ساحری مین چالاک کس تکلف سے
طلسم کو آباد کیا یہ سامان یہ شوکت یہ شان کسکو نصیب ہے ہی عمرو تجھ ایسا عقلمند ایسی حرکت
کرے اتنے بڑے بادشاہ کے منہ چڑھے آغاز انجام نہ سوچا چند لونڈی غلام شریک ہوے
آپ سمجھے سامان ریاست ٹھیک ہے ملکہ گلرنگ جادو نے جو اس طرح کہا عمرو اور زیادہ تڑپ
تڑپ کر رویا کہا اے ملکہ گلرنگ مین اس طلسم کو اسقدر وسیع نہ سمجھا تھا اِس جوش مین چلا آیا کہ
ایک بادشاہ کو عیاری کر کے مارونگا طلسم ہوش ربا پر قبضہ کرونگا بدیع الزمان کو چھڑا لیجاؤنگا
طلسم مین پہونچتے ہی بی مہرخ شریک ہوگئین اُنکو ترغیب دی شہنشاہ سے لڑوا دیا یہ نہ سمجھا کہ
افراسیاب قتل نہین ہوسکتا وہ لوگ تو پُرانے ملازم ہین جسوقت جائینگے مل جائینگے اپنی خطا
بخشوالینگے مجھ بیچارے غریب کی مفت مین جان گئی اے ملکہ گلرنگ ذرا اندر آؤ مین تمھین
سے کچھ اپنے دل کا حال کہون کہان تک خاموش رہون رات دوپہر گذر چکی جون جون رات
گھٹتی ہے کلیجے پر چھری چل رہی ہے بموجب شعر غافل تجھے دیتا ہے یہ گھڑیال منادی + گردون نے
گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی + میرے بیٹے ننھے ننھے بچے کئی جوروان یہ سب بھوکی پیاسی مرینگی
اُنکی سرپرستی کون کریگا صاحبقران کے دفتر مین ہماری غیر حاضری لکھی ہوئی تنخواہ ملنے کی
امید نہین ملکہ اسوقت زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہے طبیعت خود بخود گھبراتی ہے مین نے
دو چار کوڑیان جمع کر رکھی ہین اہل و عیال دار کو سب طرح کی فکر ضرور ہے صاف کہون کہ سے
چار پیسے کا غرور ہے کچھ دو چار نیلے پیلے نگینے بھی ہین آپ میرے قریب آئیے تو دکھا دون
حال دل بھی مفصل سنا دون نام جواہرات کا سنکر گلرنگ کے منہ مین پانی بھر آیا یہ سب

جانتے ہین کہ عمرو مرد طماع ہی بڑے بڑے مال پائے ہین جلدی اُٹھکر اندر آئی عمرو کو دم دینگی
خواجہ مجھسے کوئی بات نہ چھپاؤ ہم تمھاری سفارش کرینگے ہمارے کہنے پر رہو گے تو قید سے تمھین
چھڑوا دینگے مین افراسیاب جادو کی کلید عقل ہون مجھے سب طرح کا اختیار ہی بی حیرت
کی میرے سامنے کیا لیاقت ہی ہر بات کا شہنشاہ مشورہ مجھی سے لیتے ہین میرے حسن و جمال
پر جان دیتے ہین میری بانکی ادا اٹھلا کے چلنا ؤ بہت پسند فرماتے ہین اکثر کہا کرتے ہین مین تجھکو
گھر مین ڈال لونگا مین منھ نہین لگاتی رات کو کبھی اُنکے پاس نہین جاتی الگ الگ رہتی ہون
عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم شہنشاہ سے ہماری سفارش کر دو ہمیشہ غلامی کرینگے تابعدار بنے
رہینگے گلرنگ نے کہا صاف صاف کہو ہمکو کیا دو گے ہم ابھی چھڑوا سکتے ہین بچا سکتے ہین
شہنشاہ امیدوار رہتے ہین کبھی خراج و باج کے واسطے اکثر جو بادشاہ قید ہوتے ہین مجھ ہی
کمبخت کو بولنا پڑتا ہی وہ بیچارے سلامت رہین مجکو بہت مانتے ہین حیرت جادو سے
بیشتر مانتے ہین تحفہ تحائف بھیجا کرتے ہین میرے نام سے ڈرتے ہین عمرو نے کہا بی گلرنگ
تمکو اپنی صورت کی قدر نہین ہی اپنے کو بگاڑے رہتی ہو صبح کو اُٹھکر دو انگلیان مسی کی لگا لیا کرو
جتنا منھ پر ملا کرو چار دن مین رنگت کھلجائے انگھڑیان تمھاری غضب کی ہین اور یہ جو آپ نے
فرمایا ہے کیا دو گے مجھ غریب کے پاس کیا ہی ایک تاج لقا کا مدت سے میرے پاس رکھا ہی
ایک سال کا خراج ملک باختر کا اُسمین صرف ہوا ہی بی گلرنگ آدھا تم لے لو سارا نہ لیسکو گی
گھبرا جاؤ گی گلرنگ ایسی بات کو کیا بھتی جواب دیا خواجہ مین چھپا رکھونگی جو ملے کے نیچے بڑی
ہنڈیا مین رکھ کے گاڑ دونگی عمرو نے کہا ہان ملکہ جو ایسا مزاج مین ربط و ضبط ہی تو ضرور دونگا
اب تمھارے ساتھ معاملہ کرونگا میرے ہاتھ کھولدیجیے تو تاج نکال کے دکھاؤن اب تم سے
کیا پردہ ہی میرے پاس بڑا مال ہی جس ملک پر چڑھ کر حمزہ گئے ہین نے وہان کے بادشاہ کا
تاج لیا اُسکو محتاج کر دیا گلرنگ نے پوچھا خواجہ کہان رکھے ہین عمرو نے کہا میرے پاس
زنبیل ہی وہ میری تحویل ہی تم آدمی معقول ہو سب چیزین دکھاؤنگا مگر بے ایمانی نہ کرنا ایک
تاج لے لینا سونا چاندی بھی میرے پاس بہت ہی پاؤ بھر سونا سیر بھر چاندی سے زیادہ نہین دونگا
تم سے عہد پختہ کر لونگا گلرنگ نے کہا خواجہ ہماری بات مین کبھی فرق نہو گا جو کہہ گئے

وہی کرینگے جو چیز لین گے تمھاری خوشی سے لین گے یہ کہکر گلرنگ نے عمرو کے ہاتھ کھولے خواجہ
خواجہ کے ہاتھ پاؤن قابو مین آئے سنبھل کے بیٹھے کبھی مسکرائے کبھی ہنسے کبھی گنگنائے کہا ملکہ غزل
تو سن لو تم سمجھدار معلوم ہوتی ہو ذرا دل سے اپنے حسب حال یہ اشعار مین یہ کہکے چپکے چپکے بہاگ
کی دھن مین یہ غزل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے ملکہ گلرنگ کو سنائی غزل

ہمدمی تجھ سے بن جز آہ رسا کس نے کی	آبیاری مرے اشکون کے سوا کس نے کی
مرض عشق مین پوچھا نہ مرے پاس کوئی	کس نے دی مجکو غذا میری دوا کس نے کی
کب نکلسکتا ہی ظلمات مین پھنس کر کوئی	میری گردن تری زلفون سے رہا کس نے کی
غنچہ دل کو ہی کیون پاس نسیم وصلت	سب چمن چہوڑے مین پیدا یہ ہوا کس نے کی
جز ترے آنکھون مین انسان رہا کیون ای نور	خانہ دل مین جگہ تیرے سوا کس نے کی
کھینچ لاتا تھا دل اس کوچہ مین اور پاؤن سے کٹے	ہی ستم کس نے سزا پائی خطا کس نے کی
عشق کامل تھا مجھے کی نہ مگر حسن نے قدر	تمہین منصف ہو وفا کس نے جفا کس نے کی
حیرت آئینہ کو ہی سو ہوے فتنے بیدار	ناز سے آنکھ دم صبح یہ وا کس نے کی
گل نے بھی بدلا ہی جامہ نہ وہ رنگ ہی نہ وہ بو	باغ مین زیب بدن سرخ قبا کس نے کی
ابر برسا ہی ذرا مجھسے نہ لیجیے طوفان	مین تو واقف بھی نہین آہ و بکا کس نے کی

گلرنگ جادو یہ غزل سنکر بیقرار ہوگئی کہا خواجہ سب شعر بہت عمدہ ہین خوب گاتے ہو بس اب
لاؤ مال دکھاؤ ہم افراسیاب سے تمھین مانگ لین گے اپنے ساتھ رکھین گے عمرو نے کہا ملکہ ہم بھی
تمھارے پاس رہین گے رات کو پاؤن دبایا کرین گے گانا سنائین گے رنج و غم مین دل بہلائینگے
لو اب مال دیکھو یہ کہکے زنبیل کی گھنڈیان کھولین کہا ملکہ ذرا دیکھ تو لو لینا دینا تو خیر جو تمھارا ہی وہ ہمارا
ہی جو ہمارا ہی وہ تمھارا ہی گلرنگ نے سر جھکا کر دیکھا زنبیل مین ایک شہر آباد نظر آیا عمارتین عمدہ
عمدہ ایک ایک خشت سونے چاندی کے سنگ و خشت درخت پھولے پھلے دروازے مثل
آغوش عاشق کھلے ہر رنگ کا تماشا مہ جبینون کا جمگھٹا حوروشون کا جلسا ابیات لائق ملاحظہ ناظرین

بیچ مین باغ کے ہی جلوہ نما اک کوٹھی	رب اورنگ زمین تاج فلک عرش جناب
وجد سیارون کو ہو طرز عمارت ایسی	سجدہ کرنے لگین دیکھین جو دورون کی سحاب

پرتکلف کبھی دیکھے نہ سجاوٹ یہ کبھی ایسے سامان نظر آتے نہ ایسے اسباب
غازہ صبح سفیدی در و دیوار کی ہے فرش اُسکا شرف چادر عکس مہتاب
دیکھکر حسن کو پردون کی چھتین حیرت مین خوشنما ایسی چھتین جیسے زرپردونکو حجاب
جھاڑ سب نور کے شاخ شجر طور کنول آئنہ مہر درخشان کا رخ عالمتاب
نصب وہ چارطرف بوقلمون تصویرین دیکھنے والے کو تصویر کرے استعجاب

ہر طرف ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہے ایک حور وش کی زبان پر بعینہ نام و ادا یہ جاری ہے خداوند ہمارے
بادشاہ خواجہ عمرو سلامت باکرامت رہین دوست اُنکے نہال دشمن پامال گلرنگ نے دیکھا
ایک جانب دریاے قہار و زخار اُسمین بحرے سو کشتیان بڑے بڑے جہاز دھوئین کش و بادی
چھوٹے ہین سب طرح کے مال اُسپر لدے ہین جابجا اشیاے نادرہ کا انبار رفتی بیشمار آئین تلاطم
بڑھا ہے صداے فریاد و الغیاث کی بلند کوئی خوشنود کوئی دردمند کنارے دریا کے ہزارہا مزدور
ٹوکریان سرون پر سنٹ سونٹا ہاتھ مین کام مے ۔ ہا ہے ذرا ہمزدور کا چوتڑون پر دھڑاک سے
سونٹا پڑا ہما ہے سے مال اُتر رہا ہے صندوق زر و جواہر سے معمور ایک گوشہ مین تاج بھی بہت سے
رکھے ہین گلرنگ نے کہا خواجہ یہ کون شہر ہے تمھارے نام کا بازارون مین گزر ساہے ایک طرف
تاج بہت سے رکھے ہین پانچ تاج لونگی جب تمکو سا کرنگی خواجہ عمرو نے کہا دیکھو بدمہدی
ہونے لگی یہ باتین میرے بہت خلاف ہین مگر خوشی تمھاری اُٹھا لو گلرنگ جادو ہاتھ بڑھا کر جھکی
عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دے کر ٹہکہ دیا گلرنگ زنبیل مین جا پڑی گلرنگ نے دیکھا کہ تھے
ہی آفت برپا ہوئی کالی کالی دردیان کالی کالی صورتین پانچ چار آکر گلرنگ سے لپٹ گئے
کپڑے اُتارنے لگے یہ چیخی پیٹی کون سنتا ہے کپڑے اُتار کر ایک عرقی باندھی ٹوکری مٹی کی سر پر
رکھی سپاہی نے کہا چل آگے بڑھ ذرا جو رکی ایک دھول ایک تھپڑ لگی گلرنگ کو سحر بالکل فراموش
حیرت کا جوش انشاءاللہ دو مقام پر مختصر مختصر حال زنبیل کا مترجم نے لکھا ہے کسی مقام معقول پر مفصل
تحریر ہوگا کہ زنبیل مین خواجہ عمرو کی کیا کیا اشیا رہین بموجب روایت ملا ظہیر فاریابی یہ زنبیل عطیہ
حضرت آدم کی ہے یہ زنبیل اب خواجہ کی ہمدم ہے جب خواجہ نے گلرنگ کو زنبیل مین ڈال دیا ایک
گنہگار کو زنبیل سے نکالا اُسکو اپنی صورت بنا کر قفس مین بند کیا ہاتھ پانون اسیطرح رسی سے

باندھ دیے آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر گلرنگ کی صورت تیار ہوئے وہی صورت وہی
لباس وہی زیور ذات پر آراستہ کیا ہنستے ہوئے باہر نکلے دیکھا ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہے افراسیاب
مست و مخمور تخت پر بیٹھا ہے ایک پہلو میں ملکہ ماران زمین کن افراسیاب بہ نگاہ محبت چہرۂ
بے نظیر کو دیکھ رہا ہے مگر ملکہ اسرار جادو دمبدم یہی کہہ رہی ہے ای شہنشاہ اب رات کم باقی ہے یہ صبح
قتل عمرو کی ہے سامری و جمشید ہماری آپ کی امداد کریں خیر و عافیت سے عمرو قتل ہو جائے مراد
سامری پرستوں کی پوری ہو مسلمانوں کا حوصلہ پست ہو ای شہنشاہ صفحۂ خاطر پر اس کلام فرحت
انجام کو لکھ لیجیے عمرو کے قتل ہوتے ہی بی مہرخ و بہار وغیرہ فوراً خدمت میں حاضر ہونگی عذر
تقصیرات کرینگی سرکار بجبت ملینگے اول تو اس کنیز نے آپ کی اب کمر باندھی ہے میں صبح کو لشکر
گران لے کر بر سر مسلمانان جاؤنگی ایک سحر کر کے سب کو باندھ لاؤنگی مگر شرط یہ کہ عمرو قتل ہو جائے
افراسیاب کہتا ہے ای اسرار جادو تجھکو سودا ہے خیالات محال تیرے دل میں ہیں شکوک
تیرے آب و گل میں ہیں اب تھوڑی رات باقی ہے عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کر لشکر کشی کا تجھکو
اختیار ہے اتنا تردد بیکار ہے یہ باتیں خواجہ نے سب اپنے کانوں سے سنیں ریش مبارک پر ہاتھ
پھیرا کنیزوں سے پلٹ کر کہا دروازے پر قید خانہ کے حاضر رہو آج سامان دعوت اسرار جادو
و ماران زمین کن کا ہوا ہے ہر ایک مصاحب سرکار کام کر رہا ہے ایسا نہو کہ صبح کو پرسش ہو میں
میخانہ کا انتظام کر دوں چونکہ اسرار جادو سے ڈر رہا ہے فکر ہے کہ اسکے سامنے بھی بچاؤں الگ الگ
اپنا کام کروں یہ کہکر در میخانہ پر تشریف لائے داروغہ سرشار جادو کرسی پر بیٹھا ہے گلابیاں
بھیج رہا ہے عمرو بصورت گلرنگ سامنے آیا سرشار جادو اٹھ کھڑا ہوا کہا کیوں ملکہ گلرنگ
خیر تو ہے عمرو نے کہا واہ میاں سرشار کیا خاک انتظام کیا شہنشاہ خفا ہوتے ہیں بادشاہوں
کے پینے کی شراب خاص عمدہ کشیدہ الگ چاہیے تفرقی علحدہ ہو مگر آپ سے کچھ نہو سکیگا
آپ کنارہ کیجیے اب کشتی محفل میں ہم روانہ کرینگے بڑے جوش و خروش میں انتظام ہوگا اب
ہم بھی موج میں ہیں ہمارے تمہارے کیا جدائی ہے بدنامی نہو شہنشاہ ناحق غصہ کرتے ہیں
عجب مردود ہرجائی ہے آج بی ماران زمین کن پر زہر اگل رہے ہیں آنکی بانی کی فکر ہے
یہ افراسیاب ہے ضرور ڈنک ماریگا پیچ و تاب دکھائیگا آخر مہتر ہندی کا سر کچلا جائیگا یہ سنکر

داروغہ صاحب کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوے کہا ملکۂ عالم آپ ہی سب صاحبون کے تصدق سے یہ عہدہ ہے یہ سنتے ہی عمرو میخانہ مین گھسا شراب کو خراب کرنے لگا بیہوشی ملا ملا کر بھیجنا شروع کیا ساقی بچون پر پکار پکار کر تاکید کر رہا ہی ارے جلد شراب پہونچاؤ سب کو پلاؤ آج ہم ساقی مین کوئی باقی نہ رہجاے شکایت کا کلمہ کسی کی زبان پر نہ آے اب عمرو نے پیپلے شراب کے بیرون باغ سیب ہالیان افراسیاب کو بھجواے سپاہی افسر دوڑے ملکہ گلرنگ کو دعا دینے لگے ای ملکہ گلرنگ ہمیشہ تمھارے باغ حسن مین بہار رہے گل مراد شگفتہ ہو شاخ آرزو پھولے پھلے دشمن خوار و زار رہین صرصر حوادث کی جفا مین سہین عمرو کہتا جاتا ہی کہ یہ ان صاحب لیجیے آج ہمارا اہتمام ہی دل بھر کے پیجیے جو نہ پیتے تھے وہ بھی دوڑے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی سے بھی حلال کی ہی باہر لشکر مین عجیب مستی کا ہنگامہ گرم ہوا بارگاہ مین افراسیاب کے کوئی شک شکوک کا محل باقی نہین عمرو تیدہی اول مین چند جام پہونچ چکے ہین اسرار جادو بھی نصیحتین کرتے کرتے خاموش ہوئی ماران زمین کن نشہ مین چور افراسیاب مخمور سامنے طائفے ناچ رہے ہین ہر مرتبہ پلٹ کر تال عابد کش زاہد فریب ماران زمین کن کو دیکھکر محو ہوتا ہی مزرع دل مین تخم محبت بوتا ہی نشہ مین بی ماران زمین کن کا چہرہ سرخ دونون زلفین دونون جانب ہل رہی ہین ہر حلقہ مین دل عاشقان گرفتار شب تاریک کے مضمون پیدا ہے اختیار افراسیاب صفت گیسوے مشکین مین اشعار پڑھنے لگا

افشا ہو بادِ حسن کھلین عقدہ ہاے زلف ... شانے کی ہر زبان پہ ہو ماجراے زلف

ای خوشخرام پیچ نزاکت کا ہے بڑا ... سوے کمر دوتا ہو اگر جھونک کھاے زلف

سودا ہی ہمکو سنبل باغِ مراد کا ... چلتی ہی اپنے گلشن دل مین ہواے زلف

شانے کی جا انہین دل صد چاک دیجیے ... وہ پیچ پا کیجیے کہ بہت پیچ کھاے زلف

کھل جاے اپنی آنکھ معطر دماغ ہو ... غش مین جو وہ بھری ہین اگر سونگھاے زلف

دیگر

موتنے سے چل کے کیجیے طول کلام زلف ... ہو جاے آج وادی ایمن شام زلف

کیون آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر مین ... کاٹا نہ تیغ ناز سے تمنے کلام زلف

گیسو کی یاد بعد فنا بھی نہ بھولین گے ... قرطاس صبح حشر پہ لکھین گے نام زلف

ہوں محوِ زلف پیچ کی باتیں نہ کیجیے	بڑھیے بہت نہ رشتۂ طولِ کلامِ زلف
زلفوں کو منھ پہ رکھ کے وہ دانستہ ہنس پڑے	آپ گھر میں گھومتے ہیں مشک شامِ زلف

باران زمین کن نے مسکرا کے منھ پھیر لیا کہ شہنشاہ مجھے یہ باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتی ہیں اب
رنگ محفل دگرگوں ہونا شروع ہوا اول بیرون در باغ سیب سے لگا لگا یہ شراب جو بھیجی
جس نے پی بیہوش ہوا اب باغ سیب میں جابجا جادوگر و جادوگرنیاں نشہ کے جوش میں بدحواس
پھرنے لگیں کوئی کنج باغ میں جا گری کوئی جوش میں آکر چشمہ میں پھاند پڑی کوئی آنکھوں کی
اندھی کنوئیں میں جا رہی ناچنے والیوں کے بھی ہوش پراگندہ سازندے بدحواس خواجہ عمرو
درِ میخانہ پر بیٹھے دیکھ رہے ہیں ہنستے ہیں خوش ہیں کہ نمک سرکاری کی تاثیر شروع ہوئی رنگ
جم گیا افراسیاب پر عمرو کی نگاہ ہے سب سے زیادہ اسرار جادو کا خیال ہے دل سے کہتے
ہیں کہ یہ بڑی ہوشیار ہے آج دربار کو درہم و برہم کر کے نکلو مگر جب یہ خیال آجاتا ہے دل تھراتا ہے
کہ سرحد باغ سیب سے کیونکر نکاسی ہوگی بڑی خرابی ہوگی یہ سوچتے ہوئے پھر قید خانہ میں آکر
سمنکال کو ہوشیار کیا گھبرا کے اسنے آنکھ کھولی دیکھا قفس میں خواجہ بیہوش پڑے ہیں قریب
سیر کے گارنگ کھڑی تنبیہ و تہدید کر رہی ہے کہتی ہے کیوں ای سمنکال جادو اب کہو صبح کو کیا ہوگا
ساحر بان زادے کے ساتھ دینے کا مزہ چکھا یتی قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا تمھاری جان
گئی اب کہو کیا ارادہ ہے اگر سامری و جمشید کو برحق جانو تو میں تمھاری سفارش کروں شہنشاہ
ہوش ربا سے گزارش کروں سمنکال نے جواب دیا کہ ای گارنگ جادو جا مجھو ہمارے
مقدمہ میں دخل نہ دو سامری و جمشید پر لعنت ہے میں دل سے مطیع اسلام ہو چکی ہوں خضر
بیابان ہدایت نے رہبری کی اب غول بیابان بدعت بنکر نہ بہکا سکتا۔ چھوکری جا نہ مجکو
سمجھا میں عمرو کے ساتھ اپنی جان دونگی یقین ہے کہ ثابت قدم رہونگی جب عمرو نے سمنکال
کو ثابت قدم کوے محبت میں پایا کہا ای سمنکال مبارک ہو میں نے رہائی پائی گارنگ کو
پکڑ لیا وہ زنبیل کی سیر کر رہی ہے دیکھو سب بیہوش ہو رہے ہیں مگر ہو سکتا ہے کہ تو مجکو باغ سیب
سے نکالیگی میرے لشکر تک پہونچ سکے گی سمنکال مثل گل کے شگفتہ ہوئی جواب دیا خواجہ
اس کنیز لونڈی کا خیال رکھنا فراموش نہ کرنا سرحد کیسی تم تو باغ سیب میں ہو میری یہ لیاقت نہیں ہے

کہ مین یہان سے لیکر نکل سکون جو شخص مثل افراسیاب ہو سحر مین انتخاب ہو وہ لیجا سکتا ہی یہ کوئی
بڑی حقیقت نہین ہی ای خواجہ حقیقت مین تمنے بڑا کارنمایان کیا تمھاری عیاری پر دل کو تقویت
اور روح کو راحت ہوئی مگر سب کے بیہوش کرنے سے نفع ہوا نکلنا دشوار ہی کہ دو کاوش بیکار ہی
عمرو نے کہا خیر ملکہ تم نہ گھبراؤ خدا مالک ہی اگر نہ نکل سکونگا تو آج باغ سیب مین خون کے دریا
بہا دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے روئی عطر بیہوشی کی کان سے نکالی سمنکال جادو کو سنگھائی اسکو
بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا مگر کہدیا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھنا یہ ہماری دوست صادق محب
واثق ہی مطیع الاسلام ہی ایک اور گنہگار نکالا اسکو بشکل سمنکال جادو بنایا اسی طرح مسلسل
کر کے ڈالدیا اتنے عرصہ مین بارہ دری مین سب بیہوش ہوئے افراسیاب کا بھی تخت پر
منکا ڈھلک گیا مع اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن وغیرہ سب بیہوش اب اندر سے
باہر تک سناٹا ہو گیا اسقدر عمرو کو ملال ہو جان جانے کا خیال ہی کہ اسوقت کسی کا لباس
نہ اتار مال و اسباب بھی نہ اٹھایا مگر اسرار جادو پر نیمچہ کھینچکر چلا کہ پہلے اسی کو ماروں یہ بڑی
ساحرہ زبردست ہی کیا کیا افراسیاب کو سمجھایا ہی میری جانب سے بہکایا ہی جہان تک ہو سکے
آج اسکے امیرون اور وزیرون کو قتل کر دے صبح ہو جائیگی کسی گوشہ مین چھپ رہین گے
کوئی سامان نکاسی کا نکل آئیگا جامع المتفرقین اپنی قدرت سے مفرح دبہار سے ملائیگا ہر چند
کہ سب بیہوش پڑے ہین مگر دل بیتاب ہر مرتبہ نیمچہ کھینچکے قریب اسرار جادو کے جاتا ہی گھبرا کر
پلٹ آتا ہی عمرو ایسا بیباک قتل مین ساحرون کے چست و چالاک مگر اسرار جادو پہ ہاتھ
نہین اٹھتا دل بیٹھا جاتا ہی عجب کئی مرتبہ یہی کیفیت ہوئی آئینہ وار عمرو کو حیرت ہوئی دل سے

کہا بسم اللہ قتل بھی کرو ہرگز نہ ڈرو نعرہ کرکے چلا نعرہ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم	بباغ دین زکرش آبیاری	کزان استاد عیاران عالم
بہر کشور بلاے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار	جہان سرہنگ در خنجر گزاری

جاہتا تھا کہ نیمچہ مارے کہ ہر فرش
کی ہو گئی عمرو گھبرا کر کہا کہ خدا خیر کرے یکایک زمین شق ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نور افشان
جادو استاد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر گرد مین اٹا ہوا پسینہ پسینہ رنگ رو متغیر متردد و متفکر ہاتھ
خواجہ کا تھام لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری وای گل گلدستہ حدیقہ طراری ماشاء اللہ کیا کام نمایان

کیا مگر آپکی عقل سے بعید ہی اسرار جادو کو آپ قتل کرتے ہین اِس بھید سے آپ بےخبر ہین
حکیم بقراط ثانی کے پرچہ مین اسرار جادو و ماران زمین کن تحریر ہی کہ حضور صلح کرینگے
یہی تدبیر ہی قول بزرگان فراموش کیا ایک ہفتہ سے کم میعاد قتل اسد غازی مین باقی ہی اگر
یہ قتل ہوجاتی پھر رہائی اسد نامدار تا روز قیامت نہ ہوسکتی مسبب الاسباب نے سامان مہیا
کیا مین نے بیٹھے بیٹھے اسوقت قصر نورافشان مین بطور ستارہ شناسی کے دیکھا کہ خواجہ عمرو
ملکہ اسرار جادو و ماران زمین کن کو قتل کیا چاہتے ہین عرق زمین ہوکر آیا اسکو آپ تک
پہونچایا ہر کس و ناکس کی مجال نہ تھی کہ اِس مقام تک آتا شکر ہی کہ مین پہونچ گیا آپ کی تقریر
دلپذیر اسرار جادو کے دل مین تاثیر کرچکی ہی فقط فہمائش کی دیر ہی اسیطرح خیر اب عمرو نے
سر جھکا لیا کہا ای نورافشان بڑا کام کیا بخدا مجکو بالکل خیال نہ تھا ای شہنشاہ نورافشان ایک
سر ہزار سودے نورافشان نے کہا آپ بہت بجا فرماتے ہین یہ کہکر نورافشان جادو نے
اسی بیہوشی مین ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کو گود مین اٹھا کر بارہ دری سے باہر
نکالا دونون کو ہوشیار کیا ملکہ اسرار جادو نے آنکھ کھول کر شہنشاہ نورافشان کو دیکھا
عمرو کو رہا پایا ہوش اُڑ گئے کہا ای اسرار جادو یہ کیا بھید ہی نورافشان نے کہا ای ملکہ اسرار
جادو اقوال کاتبان طلسم سب کرسی نشین ہوئے عمر طلسم تمام ہوچکی ہی تمنے زیادہ دنیا کو
دیکھا مذہب سامری و جمشید باطل پایا ای ملکہ اسرار جادو انجام کا خیال ضرور ہی عمر دو روزہ
پر بیجا غرور ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم تہ خاک پنہان ہوئے صاحبان نوبت و نشان کا
کوئی نام نہین لیتا قبرون کا بھی نشان مٹ گیا

اشعار

نہ سکندر ہی نہ دارا نہ فریدون باقی　　نہ ہی ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
نہ وہ دیہیم رہا اور نہ وہ تاج رہے　　صاحب چترہ و حشم قبر کے محتاج رہے

ای ملکہ اسرار جادو دنیا مقام عبرت ہی نہ جائے عشرت سوچو تو ہم تم کیا ہین کمتر از حباب دریا ہین
زیادہ کلام کا محل نہین ہی تم خوب سمجھتی ہو مذہب خدائے نادیدہ کا برحق ہی وہ خالق مطلق ہی
ای ملکہ اسرار جادو مین نے مصاحبت سامری و جمشید کی اُن شیطانون کی صحبت دیکھی سوائے
مکر و فریب کے کچھ نہ دیکھا خواجہ عمرو نے آکر ہمکو راہ پر لگایا اہل اسلام کی بات کا جواب ممکن نہین
ای ملکہ اسرار جادو افراسیاب کا غرور مٹائیگا طلسم ہوشربا ضرور فتح ہوجائیگا کام تمام سامری

کی رازدار ہو صاحب جاہ و وقار ہو ہمیں بہتر یہی ہے کہ عمرو کا ساتھ دو موت قریب ہے کفر و کافری کو ترک کرو میں خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہون جو جو صلاح ہم تم سے کر جائین ای ملکہ اسرار جادو خبردار خبردار اسکے خلاف نہ کرنا اسکا خیال دل سے مٹا دو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے وقت تباہی طلسم آچکا ہے ای ملکہ اسرار تو جہاندیدہ اور آزمودہ کار ہے زیادہ تجکو ناحق اصرار ہے جب وقت بربادی آتا ہے دوست دشمن بنجاتا ہے جلالت روز و شب نابود اس طلسم کا کیا وجود ای ملکہ اسرار جادو تمکو نادان نہین جانتا ہون اچھی طرح پہچانتا ہون خدا نہ کرے فلک کجرفتار بسر آزار ہو کیسا ہی زردار ہو فلک مثل مار سیاہ ٹیڑھی چال چلتا ہے ہردم زہر اگلتا ہے عقرب نیش زن ہے ہر صاحب لیاقت کا دشمن ہے بموجب اشعار

ستمد اتنا یہ افعی ہے گزند خلق پر
خوان پر اُس رو سیہ کے بت بجہ تار نکے نقل
ختم اُسپر ہو چکی بد خلقی و بد خصلتی
تنگی اوقات کرتا ہے نصیب حسن و لطف
ناتوان کو دے توانائی اگر اُسکی مدد
دیکھ نک احوال عنقا کا کہ اس ظالم کے ہاتھ
پابرہنہ دربدر ہردم پھرا دے دشت مین
ابر در بار کو برسا دے دشت یاس پر
ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز
رشتہ کی خاطر کرے سوراخ گوہر جا بجا

پیچ اسکی چال کا دیکھو ہے شکل اژدہا
چھپے ہین تودہ مین خاکستر کے یہ چنگاریان
پھر نہ آیا اسکے گھر اسکا ہوا جو میہمان
غنچہ و گل اس سبب سے رنگ و بو کا ہے مکان
خار ہو جاوین وہین زنجیر پائے رہروان
نام پیدا اگر کرے کوئی تو مٹتا ہے نشان
خار کے سر پر کرے دامان گل کا سایبان
خشک رکھے مزرعہ امید ہر پیر و جوان
کھینچے پوست ہے ہما کا دیکھ ہشت استخوان
بہر سود ناکسان اس سے کسان کو ہے زیان

ای ملکہ اسرار جادو اب زیادہ دماغ خالی نہ کرو اسی طرح جا کر اپنے بستر پر آرام کرو مسلمانون کا ساتھ دو سرکشان مغرور کو قتل کرو دنیا نام کرو باغ اسلام کی سیر مبارک ہو خارستان کفر سے نکلو انشاء اللہ باغبان قضا و قدر گل مراد سے دامن بھریگا سرو حدیقۂ جرأت اسد غازی کو رنا کریگا غنچہ آرزو شگفتہ ہوگا گل سرکشی افراسیاب جادو پژمردہ ہوگا اس روش سے انتظام کرو کہ ملکہ بہار کی جاکر شریک ہو مثل سوسن زبان درازی ہیکار ہے بہار نہ بجان سے پریشانی آ نہ سکے

سر شہنشاہ نے سرکشی کرکے کیا پھل پایا بے ثمر مشہور ہوئے ناحق اکڑ کر مغرور ہوئے اِن کلمات
عبرت تمیز نورافشان جادو سے ملکہ اسرار جادو کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے گلے
مین ہاتھ ڈال کر کہا ای برادر بجان برابر قسم ہی پیدا کرنے والے کی تمھارے کلام فصاحت انجام
سے غبار کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور آنکھوں مین نور ہوا صفائی حاصل ہوئی آئینۂ
اسلام نے صورت فتح و ظفر دکھلائی مین بدل و جان حاضر ہون ای شہنشاہ نورافشان شب قتل اہل
کو میرے لیے بڑی سختی ہوگی مگر اس بار کو سر پر اٹھایا ہی جان کا ناحق خوف و خطر ہی ملکہ اب بھلک
نہ شریک ہونے مین ایمان کا ضرر ہی تمھارے چراغ کلام نے خانۂ تاریک دل منور و روشن کر دیا
بادۂ نور اسلام سے ساغر قلب کو بھر دیا صہبائے صفائے ایمان سے مست ہون تا حیات نشہ
نہ اُتریگا مخمور شراب الست ہون یہ کہکر یاران زمین کن کا ہاتھ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا کہا
ای رہبر کامل اِس جوان کا اور آپ کا شب قتل اسد ساتھ ہوگا آپ کا دامن اِسکا ہاتھ ہوگا
جادۂ نقب طلسمی کا راستہ پر خطر قدم بقدم جان کا ضرر مین جا نہ سکونگی شب بھر پاس افراسیاب
کے اِسی باغ سیب مین رہونگی آپ اسکی دانائی اور نادانی کا خیال نہ کیجیے گا خواجہ سمجھ سمجھ کے
قدم دھرنا اپنی رائے پر کام کرنا یہ کنیز حضور کی راہبر ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا ملکہ خدا سر پر
ہی اگر حیات باقی ہی سب مصیبتین جھیلین گے ابھی بڑے بڑے کھیل کھیلین گے دیکھو صبح قریب
ہی ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو جائے ساری مشقت ضائع جائے میری ہم شبیہ دمصورت
ملکہ سمکال کو صبح ہوتے ہی قتل کرا دینا عرصہ ہونے پائے نوبت نقارون کو حکم دینا بجکار تیز
قتل کرانا ای ملکہ اسرار جادو اسقدر خوشی کرنا کہ افراسیاب بھی بہوت ہو جائے بس بڑا کام یہ ہی کہ
سمجھنے نہ پائے اب ہمارے تمھارے کہان وعدہ ہوتا ہی اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
و ای نہنگ قلزم زخار طراری ہم بھی لشکر کشی کرکے زیر گنبد نور آئینگے بعد اطعام کے افراسیاب
جادو بجکو لیکر باغ سیب مین آئیگا شب بھر میرا اُسکا ساتھ رہیگا ای یاور غریبان و ای داد رس بیکسان
آپ ملکہ یاران زمین کن کو ساتھ لیکر جہان یہ لیجائے وہان جائیے گا اپنے حاضر و ناظر کو ساتھ
رکھیے گا اسطرح کے آپس مین عہد و پیمان ہوئے ملکہ اسرار جادو و ملکہ یاران زمین کن کے راز
دنیاز خواجہ عمرو نے خوب سمجھ لیے عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا ای ملکہ عالم خدا سمیع مددگار ہی

ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن اسی طرح جاکر اپنے اپنے مقام پر لیٹ رہین گویا سوتی
ہین نور افشان جادو نے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیا سحر کرکے غرق زمین ہوا خواجہ کو لیکر قصر نور افشان
مین پہونچا ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونون بیٹیان شہنشاہ نور افشان
جادو کی حسن انکے عابد کش زاہد فریب پھول سے چہرے آنکھین نرگس شہلا قد سرو باغ حسن و جمال
ابرو رشک ہلال شہنشاہ اقلیم حسن و جمال سینہ پر ابھار چھنپی چھنپی کرتیان جسم مین چسپ تیان ہونٹھ
برگ گل باغ رعنائی گلو صراحی دار چمن حسن پر بہار سامنے قصر نور افشانی کے مقام مزار عشاقان
تعمیر ہو گئی شاہان جلیل و پہلوانان بیعدیل جمال بیمثال پر ان دونون غزال صحراے دلربائی کے
مائل ہوکر آوارہ دشت ادبار مصیبت عشق مین گرفتار ہوے آخر آتش سوزان عشق کی گرمی
کی تاب نہ لا سکے بارکوہ مصیبت حضرت عشق سر پر نہ اٹھا سکے فقیر بنکر سامنے قصر نور افشانی کے آئے
تاب آفتاب جمال کی نہ لائے جسم پھکنے لگے استخوان دہکنے لگے دل و جگر جلا سودا بڑھا خون گھٹا
کوئی گلا کاٹ کر مر گیا کسی نے زہر کھا لیا کوئی مثل فرہاد تیشہ سے سر ٹکرا کر جان شیرین کا دشمن ہوا
تڑپ تڑپ کے جان دی کوئی دشت نجد مین گیا جابجا جانشین قیس ہون ایک جگہ آسن مارکے بیٹھ رہون
آنکھون کی یاد مین آہوان صحرا سے انس کرون فراق قد محبوب کے بوٹون سے گرد کے ہمصحبت
ہون دامن خار صحراے الجھین آبلہ پا بیماری جان پھوٹ پھوٹ کے روئین خاک بستر خشت
بالش سر رہے چندے اس حال مین بسر کی آخر شبہاے تاریک فراق نے ستایا دریاے خواہش
دیدار محبوب جوش مین آیا بعد چندے دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار پڑھتے ہوے پھر کوے محبوب مین آئے نظم

روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوے دوست ۔ ہڈیون پر پیری لڑتے ہین سگان کوے دوست
کسنے مجھ وحشی کے پھینکے انکے آگے استخوان ۔ اک سرے سے ہو گئے مجنون سگان کوے دوست
کب ہی کعبہ کا شرف ایسا کہ رکھتے ہی قدم ۔ پانون اپنے چومتے ہین رتبہ دان کوے دوست

یہ اشعار بدیہی اپنے حسب حال مصیبت مآل کوے محبوب مین جھکر پڑھنا شروع کیے غزل

سوز دروں کی ای دل اسکو خبر نہین ہی ۔ آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہی
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہی خشک دامن ۔ مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہی
شعرون مین کسکو باندھون دیوان مین لاؤن کسکو ۔ اک وہم سا ہی سب کو اسکے کمر نہین ہی

مرتے ہین پر نہین پاس تقدِ اطاعت حق
زندہ سمجھ کے مجکو کرتا ہی دار پہ وار
اُسکی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی
ابرو کی تیغ تو ہو مژگان کے تیر مارو
ای شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو
جس درجہ چاہیے چمکے مہتاب آسمان پر
کوچے سے اپنے بستر اٹھوا دو تم ہمارا
اُس حور کو بشر تو کہہ سکتا تھا نہ واعظ
وہ خامہ کیا کہ جس سے مضمون نو نہ نکلے
تن پر سے سر جو اُترا بس سر کا درد اُترا
اُس گل پہ مال اپنا سب نے کیا تصدق
اہل ہنر کے آگے پڑھوا ای قبول اشعار

کیونکر کٹے گی منزل زادِ سفر نہین ہی
مین مرگیا ہون کب کا اُسکو خبر نہین ہی
روح الامین کا بھی واںجا گذر نہین ہی
عاشق ہون مین مجھے کچھ خوف و خطر نہین ہی
اب نذر کو تمھارے خون جگر نہین ہی
جب تک کہ بام پر وہ رشکِ قمر نہین ہی
اب تک تمھارے دل مین کیا میرا گھر نہین ہی
پر نیمچہ دے مجکو منظور شر نہین ہی
بیقدر شاخ ہی وہ جسمین ثمر نہین ہی
تن پر جو سر نہین ہی اب دردِ سر نہین ہی
غنچون کی بھی گرہ مین دیکھا تو زر نہین ہی
کیا بادشاہی کا تجکو ہنر نہین ہی

چند عرصہ تک اِس ہاے واے مین رہے ایکدن خیال ہوا کہ آہ کی تاثیر دیکھین تڑپ تڑپ کے نالے کرین شاید دلِ معشوق سرکش پسیجے آہ کی تاثیر تو پیدا ہوئی مگر برق بنکر اپنے اوپر گری بموجب مصرع آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے ؛ پھنک کر رہ گئے ہر ایک نے جو دیکھا وقت سحر ڈھیر تھا عاشق صادق کی خاک کا ڈھیر تھا ملازمان نور افشان کو ثابت ہوا ان جوانان عاشق تن نے محبت مین ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان کے جانین دین شب وصل کی صورتین نہ دیکھین اِن ناشاد و نامراد کی قبرین بنانا مناسب ہی اسوجہ سے اُس مقام پر حسرت و یاس غالب ہی عود و سوز و عنبر سوز روشن ہین دُھوان پیچ و تاب کھا کر اٹھتا ہی پیچ و تاب دیکھکر صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ عاشقان زلف کے مزار ہین اب بھی بعد مرنے کے کمند مصیبت مین گرفتار ہین چادرین پھولون کی بالاے قبر نازک مزاج پڑی رہتی ہین بار پھولون کا بھی روح پر بار ہی کبھی کبھی یہ دونون شاہزادیان زیور و لباس سے آراستہ ہوکر بناز و کرشمہ سامنے سے مزار عاشقان کے گذرتی ہین نگاہ یاس سے اُسطرف دیکھ لیتی ہین

عاشقون کی روحین قبر مین بیتاب ہو جاتی ہین آوازین عجیب وغریب آتی ہین کسی نے تڑپکر
صدا دی شعر روشن شد از وصال تو شبہاے تار ما * صبح قیامت است چراغ مزار ما * اگر
جرا بچہ ہون کا کسی نازنین کے ہاتھ سے لحد پر گر پڑا آواز آئی شعر آہستہ برگ گل بفشان بر مزار
ما * بس نازک است شیشۂ دل درکنار ما * کسی سوختہ بخت کی روح مجروح نے آہ کی پتے
قبر کے جلنے لگے خاک سے بھی شعلے نکلنے لگے خواجہ عمرو نے جو اِس مقام حیرت انجام کو دیکھا
نور افشان جادو سے پوچھا کہ یہ قبرین کن سوختہ بختون کی ہین جن سے حسرت و یاس
برس رہی ہی بقول شاعر شعر ابر رحمت اگر نہین ای برق * بیکسی گور پر برستی ہی * نور افشان
جادو نے بیان کیا ای شہنشاہ عیاران یہ دونون کنیزین آپکی آفتاب گوہر دندان
و ہلال گوہر دندان صاحبان عفت و عصمت یکتاے روزگار حسن مین اپنا مثل نہین رکھتین
جا بجا کے شہزادے انپر عاشق ہو کر آئے سوداے زلف عنبرین مین انکے تباہ ہوے آخر
انجام عشق یہ ہوا کہ اپنی جانین دین چونکہ شاہزادگان جلیل تھے قبرین انکی اسی مقام پر بنوائین
مزار عاشقان اسکا نام رکھا ہی ہر سال عاشق تن جمع ہوتے ہین اِنکے وشا آکر اِنکی نوجوانیان
یاد کر کے روتے ہین اِن دونون کی عفت و عصمت کی قسم کھانا چاہیے جب مین طالب انکی
شادی کا ہوا اِنھون نے جواب صاف دیا ہم ابھی حصول علم وکمال مین مصروف ہین اگر ہماری
شادی کیجیے گا تو تعلیم و تلقین ترک ہو جائیگی جس طرح چاہنے والون کو اپنے محبت ہی انکو میری محبت
سے رغبت ہی مجکو اِنکی ذات سے بڑا آرام ہی ملکون ملکون بسبب حسن کے انکا نام ہی جب رخ
سے مین نے آپ کا مذہب اختیار کیا انکی خضوع و خشوع مجہ سے بھی زیادہ ہی جس طرح خوبصورت
ہین اُسی طرح نیک سیرت ہین پاکدامن صاحبان علم و فن حسن و جمال مین یکتا صاحب مہر و وفا
ہر چند یہ صاحبزادیان میرے صاحب سے نہین ایک شاہ جلیل القدر کی دختر بلند اختر ہین اب انکو
روح سے بہتر ہین خواجہ عمرو نے یہ سنکے دونون شاہزادیون کو گلے سے لگایا پیشانیون پر بوسے
دیے دونون گلعذارون نے غنچہ دہن وا کیے کہا خواجہ صاحب ہم روز بابا جان سے کہتے ہین کہ ہمکو
مقابلۂ حیرت مین جانے کی رخصت دیجیے ہم بھی جا کر حیرت سے لڑین ایسے معرکے پڑین کہ بی حیرت
گھبرا جائین ہوش وحواس درست نہین جواب دینا مشکل ہو مگر قبلہ و کعبہ نہین قبول کرتے فرماتے ہین

کہ ای نور نظر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اہل اسلام کے کشت حیات پر سحاب ابر غم والم چھا جائیگا اسوقت مدد کرینگے عنایت سے پروردگار کی بلاے مبرم کو دور کرینگے مگر آپ ہین اپنے ساتھ لیجیے کوشش ربائی طلسم کشا مین شریک کیجیے خدمتگذاری بوجہ احسن بجا لائینگے خدا چاہے تو ملازمان افراسیاب مان جائینگے خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ ہم تمھین اطلاع دینگے بلوا بھیجین گے تمھارے استاد بمثل وبے نظیر ہین ہمہ دان وہمہ گیر ہین انکا کہنا مانو وقت کی منتظر رہو آجکل تردد وانتشار ہی افراسیاب آمادہ حرب وپیکار ہی شہنشاہ نور افشان نے سامان عیش ونشاط سامنے خواجہ کے مہیا کیا چند ساعت ٹھہر کر خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے بصورت مبدل روانہ ہوے دو کار داستان افراسیاب سنیے کہ یہ مبتلاے خواب خرگوش صبح کو نیل فتنہ کے بیدار ہوا دیکھا ملکہ اسرار جادو ملکہ باران زمین کن اٹھین کل سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھے افراسیاب نے کہا ای اسرار جادو بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کراؤ سامان قتل عمرو تعجیل مہیا ہو اس عرصہ مین کارگزاران شاہی حاضر آئے دست بستہ عرض کی شب کو سرکار نے براے قتل عمرو اشتہار دیا تھا لاکھو کھا آدمی واسطے تماشا دیکھنے کے حاضر ہین انتہا کا جماؤ ہی مگر جابجا یہی چرچے ہین کہ کئی مرتبہ عمرو کے قتل ہونے کا اشتہار ہوا وہ عیار ہمیشہ بچا آج بھی ویسا ہی کچھ ہوگا اسرار نے کہا سچ کہتے ہین اندھا جب تپیا ہے جب دو آنکھین پاے جلد جاکر میدان خونی کی تیاری کرو اہالیان مجمع کو تسکین دو کہو کہ بھائیو آج ثواب بے انتہا حاصل کرو قتل عمرو مین شریک ہو یہ بھی سنا دو کہ ملکہ اسرار جادو کا قیدی ہی آپ لوگ آمادہ رہین فوراً آتے ہین ساربان زادے کی قید آپ سب صاحبون کو دکھاتے ہین اس باغی کو ابھی دار پر چڑھاتے ہین کارگزاران شاہی بیرون باغ پہونچے جلادان خرس طینت ہیمون خصلت جمع ہونے لگے ہر طرف ہنگامے ہین کہ لو صاحبو سرکشی کا اختتام ہوا آج تو ساربان زادہ قتل ہوتا ہی اب بی مہرخ وبہار کہان جائینگی آخر دست بستہ خدمت شہنشاہ مین آئینگی مگر یار وہ وہ شخص ہی کہ جو شہنشاہ سے برابر لڑا کئی سال معرکہ پڑا ایک نے کہا یہ تمکو کاہے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ قتل ہوگا بھلا وہ مرتا یا جانے کتنی مرتبہ ہم لوگون نے بھی سنا عمرو قتل ہوتا ہی یہان جب آئے تو خبر پائی کہ وہ لوٹ مار کے نکل گیا شہنشاہ کا لاکھون روپیہ کا نقصان ہوا ویسا ہی کچھ آج بھی ہوگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی امداد افراسیاب کی ہوئی اول ان اول اسرار جادو برفاقت

وابریق کوہ شگاف اہتمام سواری کرتے ہوے آکر ٹھہرے ایک جانب سے لکہاے ابر
سرخ وسیاہ اُٹھے شاہزادیان خوبصورت نیک سیرت نازنینان دربند طلسم کرجاکر خدمت مین
افراسیاب کی رہتی تھین اسباب سحر سے آراستہ لباس معقول زیب جسم آکر ٹھہرین بیچ مین دیکھا
افراسیاب ایک تخت سحر پرسوار چار اژدر آتش فشان کسے ہوے منہ سے شعلہاے آتش چھوڑتے
ہوے کا فراسیاب بکبر ونخوت تخت نکبت پرسوار گرداگرد سرداران جدا جدا ایک سمت طاؤس
زرّین بال پر ملکہ ماران زمین کن وملکہ اسرار جادو اہتمام کرتی ہوئی دم محبت شہنشاہ کا بھرتی
ہوئی ایک آراے پر عمرو عیار وملکہ ہمنکال جادو مسلسل ومطوق بیہوش ودم ہوش پڑے مین
جادوگرون نے جب بہت غل مچایا ہر صدائین نقارون کی بلند ہوئی تب ان دونون گنہگارون
نے آنکھین کھولین حیران وپریشان چہار جانب دیکھ رہے تھے اب تو غل بلند ہوا یارو
افراسیاب کی تیر اقبال اوج پر ہی بالکل فتح وظفر ہی لو واسطے دودن کے سلطنت و
وزارت حکومت ہو چکی خاتمہ ہوا آج عمرو قتل ہوتا ہی اسی ہفتہ مین طلسم کشا بھی مارا جائیگا
گنبد نور سے اُتارا جائیگا اب بی ماہرخ وبہار کیا کرینگی کہان بھاگ کر چھپینگی کون انکا دستگیر
ہو تو جانون کے قتل پر آمادہ ہر رخ پیر ہی جا بجا یہ ہنگامہ ہر کوئی کہتا ہی عمرو قتل ہوتا ہی بعض
لوگ کہتے ہین مشہور تھا کہ عمرو کی ساحرون کے ہاتھ سے قضا نہین ہی بصورت عمرو
کوئی اور ہی یہ بھی ایک عیاری کا طور ہی بچائیو وہ بڑا فتنہ انگیز ہی عیاری مین بہت تیز ہی اسرار
جادو کو قتل عمرو مین بڑا اصرار ہی سب دیکھ رہے ہین کہ انتہا کی بیقرار ہی بذات خود انتظام
مین مصروف ہی دار استاد کرائی نقارچیون نے آواز دی سترہ سو نقارہ چاشنی دے کر درست کرو
تیار رہو جسوقت یہ دونون بیدم ہون سر وراہ تنم ہون سترہ سو نقارون پر ایک مرتبہ چوب
پڑے یارو مزا یہ ہی کہ زمین ہل جاے سب کو خلعت زرنگار ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے ایک
ایک کو بادشاہ طلسم ہوش ربا نہال کریگا منہ تمھارے موتیون سے بھریگا کہان تک زر
وانعام لو گے بہت راضی ہو گے ہماری مشقت وخیر خواہی نہ دیکھو یہ موا مونڈی کاٹا ہمارے
باغ مین پہونچا بعنایت سامری ہمنے گرفتار کیا راہ مین بی ہمنکال نے چاہا قید چھین لین ہم فوراً
پہونچے اس بدکردار کو مقید کیا رات جاگ کر کاٹی سعی سامری کر کے صبح ہوئی آج یہ وہ شخص قتل ہوتا ہی

جسکا تمام عالم مین شہرہ ہی بڑے بڑے ساحران نامی کو اسنے مٹایا کوئی اسکا دامن نہ چھو سکا
آفتاب جاہ و جلال افراسیاب طالع ہوا تیر دولت و کامرانی ساطع ہوا ای اہالیان طلسم ہوش ربا
مضمون حق بحقدار رسید ظاہر ہوتا ہی دوست خوش ہین دشمن مثل ابر بہار روتا ہی زمانہ سرکشی کا
تمام ہوا لبریز عمرو کی زندگی کا جام ہوا فرط سے لگاتی ہوئی ملازمان شہنشاہ کو ہنساتی ہوئی قریب
ارابے کے آئی ایک لات عمرو کو ماری کہا کیون گوڑے موئے مونڈی کاٹے حرامزادے فسادی
جعلساز غدار و مکار چور اچکون کے سردار ارے جہان تیرا قدم جاے ماں بیٹون مین فساد ہو
جس گھر پر سایہ تیرا پڑے وہ گھر برباد ہو اگر تیرا سایہ باغ مین پڑے پھولون سے رنگ و بو جدا ہو
سرو اپنی راستی بھولے ہر چمن مین فساد کا گل پھولے بلبل و قمری مین جھگڑا ہو گلچین و باغبان
آپسمین لڑین خزان بہار پر غالب آے ہوا تاثیر آگ کی دکھاے ہر گل شگفتہ مرجھاے ہر شجر
نخل ماتم ہو جاے مگر یہان تمھاری سرکشی نے کچھ تاثیر نہ دکھائی کیا جلد موت آئی یہ کہکر ملازمون
سے اشارہ کیا ملازمون نے دونون کے پاؤن مین زنجیر باندھی زنجیر پکڑ کر کھینچی اس کر زمین سے
اونچے ہو گئے مثل چورون کے اُلٹے لٹکے ملکہ اسرار جادو دوڑی ہوئی قریب شہنشاہ
افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کمان کیانی اُٹھائی ساٹھ ہزار کمانین کڑکین ملکہ اسرار
جادو نے تیر چھوڑا ساٹھ ہزار عقاب تیر گوشۂ کمان سے اُڑے سینہ پر گنہگارون کے پڑے
مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرے جسم چھلنی ہو گئے اب اور ساحرون کے ڈھیلے تیر و تفنگ چلے
لاشے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین کانپ گئی صداے مبارکباد
بلند ہوئی لاشون کو حکم ہوا پاؤن مین رسی باندھکر سرحد باغ سیب مین کھینچے ہوے پھرو تمام ملکو مین
مشتہر کرو کہ عمرو قتل ہوا افراسیاب پلٹ کر تخت حکومت پر بیٹھا نذرین گذرین خوشیان ہونے لگین
ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کو خلعت فاخرہ سے شہنشاہ افراسیاب نے مخلع کیا ملکہ
اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ جہان تک ہو سکے خبر قتل عمرو ملکہ مہرخ و بہار کو نہ پہونچے جب
طلسم کشا بھی قتل ہو جائیگا بیدست و پا ہو کر آپ سے عذر کرینگی اگر اسطرف خبر قتل عمرو پائینگی
لڑ بھڑ کر جان دینگی افراسیاب نے کہا صرف حیرت کو لکھ بھیجونگا یہ مضمون ضرور ہوگا کہ پڑھکر خط کو
چاک کر ڈالو سامان تیاری لشکر مین مصروف رہو اسرار جادو و ماران زمین کن افراسیاب سے

یہ کہکر رخصت ہوئین کہ اب حضور معرفت نقارہ نواز طلسم کے جب تاریخ قتل اسد کا ڈھنڈھورا پٹوا دینگے ہم نانی لوای باغ سیب مین آئینگے جب یہ دونون جا چکین افراسیاب نے حیرت کو نامہ لکھا

نامۂ افراسیاب برائے حیرت جادو

ای نوگل باغ شادمانی
ای نزہت باغ زندگانی
ای تازہ شمیم گلشن عشق
ای سوزش دستی دل عشق
ای شعلۂ ناز و فتنہ بازی
ای گوہر بہ درج حشمت
ای نورجمال ماہرویان
سرکردۂ بزم نازنینان
آگاہ ہو بعد شوق دیدار
سب طرح ہی خیرمت کی شہ
کھینچا دشمن کو بر سر دار
قتل اسکو کیا بظلم و بدعت

نوبادۂ گلشن جوانی
ای تازگی دماغ عاشق
ای نورچراغ روشن عشق
ای تاب و شکیب بیقراران
تاثیر فنون سحر سازی
خورشید سپہر عشوہ و ناز
ثریا کش تاج مشکبویان
سرمایۂ عیش و کامرانی
آتا ہی یہ نامہ فرحت آثا
سرسبز ہوئی ہی کشت امید
گلشن مین نہین ہرا ہے اب خا

شاہنشہ ملک کامرانی
پر ساز مئے ایاغ عاشق
ای سوزۂ نکہت گل عشق
کافور قلوب دلفگاران
ای تیر آسمان نکہت
بیباک زمانہ شوخ و طناز
سرحلقۂ زمرۂ حسینان
بخشندۂ عمر جاودانی
احسان ہی ساری کا ہپ
اقبال کا اوج ہی خورشید
لینے کر کی عمرو کی شوکت

ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای حاکم ملک محبوبی اس نامۂ فرحت آثار کو پڑھ کر چاک کر ڈالنا اس بات کو منہ سے نہ نکالنا قتل عمرو کی خبر تا صبح قتل اسد غازی مخفی رہے ورنہ مسلمان فساد برپا کرینگے نقارہ نواز طلسم کو اب حکم ہوگا مشتہر کرایا جائیگا کہ فلان تاریخ کو طلسم کشا قتل ہوگا شہر ناپرسان مین تشریف لانیکی تیاری کرو اب بخت مناسب نہین ہی افراسیاب نے یہ نامہ طائر جادو کو دیا وہ نامہ کو لیکر طرف ملکہ حیرت کے چلا آدو کا ہے لشکر ملکہ مہرخ کے سیلے یہان کئی دن کا زمانہ گذرا کہ حیرت نے طبل جنگی نہین بجوایا ملکہ مہرخ سحر چشم اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین مع کل سرداران نامی و ساحران گرامی جلوہ فرما ہین مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار سامنے ملکہ مہرخ کے خشت تماشہ زرین پر بیٹھے ہین مہرخ نے فرمایا ای عیاران نامی آپ لوگ بہت مطمئن ہین ایک ہفتہ کامل گذرا کہ شہنشاہ اوج عیاری خواجہ عمرو

نہین معلوم کہان ہین آثار رنج وملال عیان ہین برائے خدا لشکر حیرت سے خبر تو لاؤ کہ
ہمارے سرپرست پر کیا گذری خدانخواستہ کہین قید تو نہین ہوگئے انکو ہماری جدائی مین
کیونکر آرام آیا یا کہین جا کر کسی معشوق سے دل لگا یا وقت جان دینے کا قریب آگیا ہی قلب
تھرا رہا ہی وہ تشریف لاوین جلسہ مشورہ منعقد کرین اُنکے حکم سے لڑین مرین آخر کیا کرین یہ سنکر
چالاک نے کہا حضور مین ابھی جاتا ہون اپنے قبلہ وکعبہ کی خبر مفصل لاتا ہون یہ کہکر طرف
لشکر حیرت کے روانہ ہوا راہ مین آکر صورت تبدیل کی مثل کنیزان حیرت کے صورت بنائی
خرامان خرامان داخل بارگاہ حیرت ہوا دیکھا دربار حیرت کا ساحران نامی سے معمور ہی حیرت
تخت یاقوت نگار پر بکبر ونخوت تمام تمکن چہرہ مثل آفتاب روشن زلف گرہ گیر مین پیچ وتاب آنکھون سے
عتاب نمایان ہزار ہا نازنین خدمت مین دست بستہ حاضر دریائے جواہر مین غوطہ زن لباس فاخرہ
زیب بدن گرد شاہزادیان ایک ایک سحر مین طاق شہرۂ آفاق مہتر چالاک اگالدان بغل مین
لیکر پشت پر ملکہ حیرت جادو کے آیا رومال سے بادب مگس رانی کرنے لگا سراپا کو دیکھ رہا ہی
کبھی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہی کبھی اگالدان سامنے کرکے جھک جاتا ہی یکایک آسمان پر برق چمکی
ایک جادوگر عقاب سحر پر سوار آکر پہونچا برائے تسلیم خم ہوا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا حضور اسکو
ملاحظہ فرمائین اسکے مضمون پر کاربند ہون دوست خوش دشمن دردمند ہون یہ کہکر نامہ دیکر
ساحر تو چلا گیا ملکہ حیرت نے نامہ کھولا پڑھنا شروع کیا ایک ایک حرف سے بشاشت آشکار
خوشی سے چہرہ گلنار چالاک جو پشت پر کھڑا تھا یہ جھکا ہوا مگس رانی کرتا جاتا ہی حرف حرف
پر نگاہ ہی حیرت نے پڑھکر نامہ چاک کرکے اگالدان مین ڈال دیا چالاک تھراتا ہوا باہر نکلا
آنکھون مین اشک حسرت قلب پر گرد کدورت ہر چند ضبط کرتا ہی دریائے غم والم جوش مین ہاتھ
دستگیری نہین کرتے پانون ثابت قدمی سے محروم آنکھین کہتی ہین دریا بہائین دل کہتا ہی ہمارا
قبلہ وکعبہ کہکر اورون کو بھی رلائین اس حال مین مبہوت دہن پر مہر سکوت ہر چند دل مین جوش
مگر مثل تصویر خاموش بہ مشکل تمام افتان وخیزان بارگاہ مہرخ مین ہونچا مہرخ نے دیکھا رنگ
روئے چالاک متغیر متردد ومتحیر آنکھین تھرائی ہوئین جسم مین رعشہ ماتھے پر پسینہ مہرخ نے گھبرا کر
کہا اے مہتر والا گہر خیر تو ہی غم والم سے چالاک کا یہ حال تھا کہ بول نہ سکتا تھا گھبرا کر ایک ایک کا

منھ تکتا تھا برق دوڑ کر لپٹ گیا کہا مرشد زادے خیر تو ہی کیا ایسا صدمۂ جانکاہ پہونچا براے
خدا ظاہر کرو اسقدر ضبط کرنے مین روح نہ نکلجاے چالاک نے ہاے قبلہ و کعبہ کہکر ایک نعرہ
مارا مثل مرغ بسمل زمین پر گرا تڑپنے لگا تمام شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اُٹھین چالاک
کو سنبھالنے لگین مہتر قران نے گود مین اُٹھا لیا کہا اے فرزند براے خدا حال تو ظاہر کرو چالاک
نے سر پیٹ کر قران کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے نظر کردۂ بزرگان یہ جسکے تم جان بخش کہاتے
تھے وہ شیار گلشن جہان ہوے یکہ و تنہا پاکر قبلہ و کعبہ کو بیکسی اور بے بسی مین افراسیاب نے
باغ مین اُس سردار کو دار پر کھینچا بروقت انتقال ہم خدمتگزارون مین سے کوئی نہ پہونچا نہین
معلوم لاش پر کیا گذری سنتا ہون سر اطہر کنگرے پر باغ سیب کے رکھا گیا لاشہ اُس بجیلے
نظر کردۂ پیران کا جنگل مین پھکوا دیا قران نے پوچھا اے فرزند کیونکر معلوم ہوا خاک اُسکے دہن
مین کہنے یہ خبر سنائی چالاک نے کہا راز مین افراسیاب نے حیرت جادو کو نامہ لکھا اور یہ تاکید
تھی کہ خبردار یہ راز ظاہر نہو کوئی عیار ماہر نہو مین کنیز بنا ہوا پشت پر کھڑا تھا مین نے بھی پڑھ لیا یہ خبر
وحشت اثر سنکر سردارون نے قیامت برپا کی کسی نے سر چوب خیمہ پر مارا کوئی ہاے معین و مددگار
کہکر روتے روتے بیہوش ہو گیا جب چالاک و ضرغام ہاے قبلہ و کعبہ کہکر نعرے مارتے ہین
سننے والون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین ملکہ بہار نے بجھا کہا ئی مخمور نے پیٹ پیٹ کرانیکو
بنلا کر دیا ملکہ مہرخ آئینہ دار حیران ایک ایک کو سمجھاتی ہین کہ صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو اول ہمکو یقین
نہین آتا اور اگر خدانخواستہ ایسا ہی ہوا تو مرضی پروردگار مین کیا چارہ ہے اگر باغبان قضا و قدر
کو دین باغ پر بہار کا برباد کرنا منظور ہوا خزان کی آمد ہے کیا اختیار ہے بندہ مجبور ہوا چاہیے ملکا اُسکا
معاوضہ یہی کہ ہوش و حواس درست کرو لڑبھڑ کر اپنے معین و مددگار کے خون کا بدلہ لو کیا اکیلے
جان دینگے خدا چاہیگا تو خون کے دریا بہا دینگے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ذراسب کو رو کا کسیقدر
ہنگامہ کم ہوا مہتر قران نے کہا یارو تخلیہ کر دو غیر کو اِس محفل غم و الم مین نہ آنے دو تو مین سب
صاحبون سے کچھ راز دل ظاہر کرون فوراً تخلیہ ہو گیا پانچون عیار چالیس پچاس سردار اُس
تخلیہ مین شریک ہین مہتر قران نے کہا یارو سب صاحب میرے حال عشرت مآل سے بخوبی ما ہر
ہین شاہان اولوالعزم وزیران با تدبیر پر کیفیتین ظاہر ہین کہ مین ملک حبش کا حکمران ہون مجھ

بشارت ہوئی بزرگان دین نے مجھ ایسے روسیاہ پر نظر رحمت ڈالی نظر کردہ بزرگان
مشہور ہوا روح کو راحت قلب کو سرور ہوا پھر حکم ہوا کہ خواجہ کی غلامی جا کر اختیار کرو جہد
کر کے راہ خدا میں لڑو مرو خدا صاحبقران زمان کو سلامت رکھے اپنے سرداران نامی
مین مندرج فرماتے تھے جان نثار کی آبرو بڑھاتے تھے مین نے جادۂ بزرگان دین
سے قدم نہ ہٹایا راہ عیاری سے منھ نہ پھیرا خواجہ نے یہ عزت دی جان بخش خطاب دیا ذرہ
کو آفتاب بنایا مہر پدر و مادری کو فراموش کیا ملک بہ ملک اُنکے ساتھ جہاد کرتا رہا (ای ملکہ عالم)
اِس تمہید سے یہ مراد ہے کہ وہ مجکو فرزند جانتے ہیں مین نے قبلہ و کعبہ کہا کلاہ فخر کو آسمان پر
پہونچایا شب سے بیشک مجکو تردد و انتشار ہے روح بیقرار ہے مگر اُنکے انتقال کا یقین
نہین آتا امین کوئی مطلب معقول ہے ہماری مراد دل حصول ہے سب سے زیادہ یہ بڑی
دلیل ہے اُنکے جان بچنے کی سبیل ہے کہ وہ سرانذیب پر بموجب روایت دفتر رب اکبر نے اُنسے
وعدہ کیا کہ جب تک تین مرتبہ اپنے منھ سے موت نہ مانگو گے قبض روح کا ملک الموت کو
حکم نہو گا پھر مین کیونکر کہون معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ارشاد مین اُس صادق الوعد کے
فرق آئیگا فلک ہمکو یہ روز سیہ دکھائیگا صاحبو سب صاحبان عقل و فراست ہو مالک سریر سلطنت
ہو اپنے اپنے دلون پر ہاتھ رکھو دیکھو دل کیا کہتا ہے بخدا اسوقت اس کلام سے روح
کو راحت قلب مین قوت آگئی تصویر خداوند نعمت کی آنکھون مین پھر رہی ہے وہ شہنشاہ عیاران
مین اس رزم مین حصول مطالب دلی عیان ہین دیکھیے حال کھلیگا مناسب یہ ہے کہ اپنے
اپنے طور پر فکر و کوشش رہائی اسد نامدار مین سرگرم رہو رونا پیٹنا موقوف کرو کلام نصیحت التیام
مہتر قران سے سب کو تسکین ہوئی چاہتے تھے کہ اُس تخلیہ سے باہر آئین مہتر قران نے
گھبرا کر کہا کوئی میری گوشمالی کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ لو دکا لے جب رعمرو باغ سیب مین مارا گیا
جسم سے اُسکا سر اُتار لیا سب لوگ حیران چہار طرف دیکھنے لگے دیکھا زمین پر ایک پرچہ
کاغذ کا پڑا ہے مہتر قران نے اُسکو اُٹھایا لکھا تھا اے ملکہ مہر رخ و بہار و اے عیاران نامدار
ہماری فکر نہ کرو مرنے جینے کا ذکر نہ کرو اپنے اپنے اختیار کے موافق فکر رہائی اسد غازی
کرو جاتے ہین لڑو ہم اب روے سیاہ تم سب کو نہ دکھائین گے یا اسد و مہ جبین کو لے کر

آئینگے یا اب تم سب صاحبون سے عدم مین ملاقات ہوگی والسلام راقم خواجہ عمرو مہتر قران نے چپکے چپکے وہ نوشتہ سب کو سُنایا مطمئن ہو کر ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ مین آئین یہی چرچے ہین کہ دیکھین فلک کیا دکھاتا ہے کہ یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا چند و پرند ہرکارے دوڑے ہوسے آئے گھبرائے ہوے سامنے آکر ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے صفت و ثنا

شاہنشاہی بجا لائے قطعہ
کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ
گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد
ہمہ کار عالم بہ کام تو باد
غرض کی شہریار عالم کی عمر

دراز ہو ہر تاجدار آپ کے فیض سے سرفراز ہو بیرون بارگاہ آئیے ملاحظہ فرمائیے ایک ساحر ضعیف و نحیف تخت پر سوار نقارہ ایک آگے رکھا ہے چوب ہاتھ مین تخت اڑاتا ہوا وسط سما مین ٹھہرا ہے کچھ کہکر نقارہ بجایا چاہتا ہے جلد باہر تشریف لائیے خود بگوش حق نیوش سماعت فرمایئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق لامع و باغبان قدرت و سمار قدرت و خورشید زرین سحر و غیرہ جملہ سردار و پانچون عیار گھبرا کر بیرون بارگاہ آئے سر اٹھا کر دیکھا ایک ساحر مہیب شکل عجب عجیب سیہ فام ایک لنگوٹ باندھے ہوے جسم سے برہنہ بال سر سپید و سیاہ ترچھی نگاہ ہیبت ناک بیباک نظر آتا ہے چست و چالاک نقارہ آگے چوب ہاتھ مین لیکر بلند کی آواز دی تمام خلقت پیدا کی ہوئی خداوند سامری و جمشید کی بحکم قضا شیم افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا کل ساکنان طلسم آگاہ ہون کہ آج کے تیسرے دن بوقت سحر بعد کہ ذرا سعد نامور و ملکہ مہ جبین خود سر یعنے شہنشاہ کی دختر زیر گنبد نور قتل کیے جائینگے اپنی سرکشی کی سزا پائینگے یہ آواز دے کر نقارہ پر چوب لگائی زمین طلسم ہوش ربا تھرائی اسی طرح اُس جیا نے تین آوازین دے کر تین چوبین لگائین باغبان قدرت نے کہا صاحبو افراسیاب ایسا صاحب اختیار ہے کل صاحبان طلسم ہوش ربا کے کان مین یہ آواز پہونچ گئی ہوگی اٹھارہ سو ملک کے شاہ اور شاہزادیاں اب فوجین لیکر چلینگی کوئی آج کوئی کل شہر ناپرسان مین آجائینگی اپنا اپنا جاہ و حشم دکھائینگی یار و افسوس ہے دل کی دل مین رہی ابتک کوئی تدبیر نہ کی اے عیاران نامی خواجہ عمرو نے حجاب سے منھ چھپایا اب کس سے صلاح و مشورہ کرین اب اپنے کو شہر ناپرسان مین پہونچا مین جو جو

سردار جس طور سے آئے بقید نام ملک و تاجدار نام دریافت کرکے ہمکو خبر ہو پہنچاسے خیر تقدیر مین ہماری یہ بدنامی لکھی تھی جو مرضی کریم کارساز کی گنبد نور مین جانا اسد غازی کا چھڑانا امر یست مشکل و کاریست دشوار مگر جسوقت اسد و مہ جبین کو زیر گنبد نور دار پر پہنچائے لائیگا ہم سب مرنے والے کمرین باندھکر جا پڑینگے زیر دار لڑینگے اپنے سردار کے سامنے مرجائینگے یہ بھی ظاہر ہو کہ فوج افراسیاب کی بیشمار ہوگی ہماری فوج کی کیا حقیقت ہو ہماری کیا لیاقت ہو تابعدار کا ہو بچنا دشوار ہوگا فوجون کے ریلے ہونگے خیر اپنی جان دینے پر قادر انکی محبت مین مرنے کو حاضر ہین ملکہ بہار جادو نے کہا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت خواجہ کا ہونا بڑی خرابی ہو دل کو بیتابی ہو وہ ہمارے تاجدار ہین آج تک اُنہین کی صلاح پر کیا انھون نے ہر مقام پر ہمکو چھڑایا نتیجہ بدبخت افراسیاب سے بچایا ہمکو اس کاغذ کے پڑھنے سے تسکین ہوئی افراسیاب حاکم نیرنج و شعبدہ ہو یہ کاغذ بھی بزور سحر یہان پھنکوا دیا ہو کیونکر ہو سکتا ہو کہ خواجہ ہم لوگون سے ملاقات نہ کرتے مشورہ خیر و شر دیتے ملکہ مہرخ نے کہا ای بہار اب یہ سوچ بچار سب بیکار ہو پروردگار کو اختیار ہو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہو پانچون عیار منظورہ ہاے زر لیفی و بیتاوہ ہاے سترلاتی و گوپین ہاے عیاری ذات پر آراستہ کرکے طرف شہر نار پرسان کے چلے ملکہ مہرخ و بہار نے دیکھا کہ ملکہ حیرت جادو و مصور و صورت نگار و ملکہ یاقوت جادو و مانی و نقاش و بہزاد شکل کش و گیسو کشاے بن شباب وغیرہ لشکر ہاے جنگی آراستہ کرکے بڑے کر و فر جاہ و حشم سے ہمراہ ملکہ حیرت کے طرف شہر نار پرسان کے روانہ ہوے عقب مین تمام بہیر و بنگاہ گاڑیان چھکڑے اسباب باربرداری وغیرہ و متعلقہ ہمراہ سب چلے جاتے ہین انبوہ سے لشکر کے راستے بند ہو گئے ہین راہگیرون کو راستہ چلنا دشوار ملکہ مہرخ و بہار نے بلاکر جمعدارون کیدارون کو حکم دیا کہ تم سب صاحبون نے سنا نقارہ نواز نقارہ بجا گیا ہمارے واسطے وہ کوس رحیل تھا نوبت جان دینے کی آگئی جہانچہ بھی دیکھو کف افسوس مل رہے ہین ہمارے غم مین علمون نے بال کھول دیے ہین شہنا و پرکی سانس لے رہی ہو قرنا کا دم بند ہو ہر جاندار و غیر جاندار درد مند ہو آپ سب صاحب کمرین باندھے موجود رہین جسوقت موقع ہو آوازین دین

چلکر لشکر افراسیاب سے لڑین اب عیاران اسلام گئے ہین خبرین آمد کی لشکرون کی لاوینگے کل شاہان طلسم اس ہنگامہ مین آوینگے ہم ہمیشہ سے کم ہین پروردگار مدد کریگا تماشا دکھاوینگے دریاے لشکر کفار مین ڈوب جاوینگے تم سب صاحب جرأت سے ننگ ہو وہ چلکر خونریزی کرو کہ خون کے دریا ہین سب بے آبرو اسمین ڈوبین پروردگار ناخدا کے بحر و برکشتی مسلمانان کو آفت سے بچائے بیڑا پار لگائے سب نے عرض کی کہ اے شہنشاہ گردون پناہ سب خبرین نمکخوارون کو معلوم ہین یہ بھی سن چکے کہ خواجہ عمرو کئی دن سے معدوم ہین اُنکے مقدمہ مین اقوال مختلف ہین وہ ڈرین جو پیدا کرنے والے سے منحرف ہین دونون طرح ہماری آبرو ہی غازی دینا وعقبے دونون جگہ سرخرو ہی ہم لوگ آٹھ پہر تیار ہین آپ کے اشارہ کے امیدوار ہین نام قتل اسد غازی لشکر جا پڑینگے سینے سپر کردینگے صحرا پرستان لاشون سے بھردینگے ملکہ مہرخ نے کہا مرحبا صد مرحبا سپاہیون کا یہین نام ہی مردان عالم کا لڑمرکر مرجانا کام ہی آپسمین عہد و پیمان واثق ہوا اُسکے ہاتھ مین ایکنے ہاتھ دیا نامرد بزدلون کو بھاگنے کی فکر ہوئی چپکے چپکے مال و اسباب سنبھالنے لگے افسرون سے حیلہ حوالہ کی باتین بھاگنے کی ہونے لگین کسی نے کہا کمیدان صاحب گھر سے خط آیا ہی بیٹی کے عقد کا زمانہ قریب ہی یہ معاملہ عجیب ہی نجاوینگے تو برادری والے طعن کرینگے کہ کمبخت باپ نہین آیا بیٹی کو رخصت نہ کرگیا مین ضرورات ہی کو جاؤنگا صبح کو گجردم چلا آؤنگا آپ کو سوتے مین جگاؤنگا بعض نے کہا رسالدار صاحب گھوڑے کے پیٹ مین گرگری ہوگئی ہی دوا پوچھنے سلوتری کے مکان پر جاؤنگا گھوڑے کو بھی لیجانا ضرور ہی میان سلوتری کا مکان بہت دور ہی بعض نے چپکے چپکے ہتھیار سنبھالے کمر باندھی گٹھری کپڑون کی اُٹھائی سلام علیک کرکے چلے افسر نے کہا میان سپاہی صاحب کہان دور جاکر جواب دیا حضور یہ اسباب گھر پر رکھکر چلا آؤنگا آخر وقت کام آکر پہرہ دونگا بعضے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوئے حقہ بیچ مین رکھ لیا دو گھٹی ہونے لگی ایک نے کہا بھائی تمنے سنا خواجہ عمرو قتل ہوگئے ایک نے کہا بھائی آخر سرکشی کا یہی انجام ہی ایکنے کہا میان تمکو کیا کام ہی ہم تم تو بھائی بڑھتی کے ساتھی ہین نام کٹواؤ آج ہی نکل چلو چاندنی رات ہی صبح ہوتے ہوتے اپنے گانون مین پہنچ جاوینگے

ہم تو بھائی کسان ہیں کھیتی کر کھائینگے ہم تو بھائی جلوسی لوگ ہیں بیسکر طون جگہ نوکری کی جب
لڑائی کا موقع آیا آبرو سے اپنے گھر چلے آئے اسی دن کے لیے پانچ چھ کے نوکر ہیں ادھر اُدھر
سے لوٹ مار کے کھاتے ہیں تنخواہ اپنی بچاتے ہیں گھر چلکر چار بیگھے زمین کا ٹکڑہ کریںگے محنتی ہیں
ایک گوئی بیل کی خرید لینگے وہ الگ کرایہ پر چلیگی جنس کی رقم بچیگی سوائی پہا سامیونکو دینگے
فصل پر من کا سوا من لے لینگے یہ آپسمین باتین کین دو دو کر کے نکلگئے سوداگر جا بجا
دو کانین بند کر رہے ہین مال دوکانون سے نکال لیا غلامون کے ہاتھ طرف شہر ناپرسان کے
روانہ کیا کان مین گماشتے سے کہدیا در شہر ناپرسان پر چلکے دوکانین لگاؤ مسلمانون کا
اب ستارہ گردش مین ہی یہان مال رکھنا بہتر نہین ہی جاتے ہی دوکان کا ٹکٹ لے لینا ایک
مہینہ کامل یہ میلہ رہیگا مال خوب بکیگا جو مردان عالم کہ جان نثار ہین نمک حلال صاحب جاہ
وجلال مالک کے خیر خواہ سپاہی زادے بانکے ترچھے لڑے بھڑے اُمنگے الگ مجمع ہین اسباب
جنگ کی تیاری مین مصروف ہین ایک کہتا ہی بھائی زیردار اسد نامدار یہ تلوار چلیگی خاک
وخون مین غلطان ہونگے جب مردان عالم کی تلوار کھنچی ملازمان افراسیاب بو دے
ہین ہمارے منھ پر کیا چڑھینگے دمبدم جوانون کے قدم آگے ہی بڑھینگے ایک قدم آگے
رکھا آبرو پائی ایک قدم پیچھے ہٹا ذلت اٹھائی بزرگون کے نام نہ مٹانا سینون پر تلوارین
کھانا ڈٹ کے لڑنا دشمنون کو ٹوکنا مجمع کو روکنا سنہ پر تلوارین کھائینگے اپنے افسر اسد غازی
کو چھٹا ئینگے اگر آگ کا دریا ہوگا کود پڑینگے آگ برسا دینگے پس بھائیو اپنے اپنے خیمہ مین
جلکر بیٹھو سلاح جنگی درست کر و داہنے ہاتھ سے کھانا حرام ہی سپاہی کا نیک انجام ہی لشکر
مہرخ مین عجب ہنگامہ کہین شور گریہ وزاری کہین فریاد و بیقراری کسی کو بھاگنے کی فکر کہین جان
لڑانے کا ذکر یہ بھی خبرین ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو آکر سنائین کہ حضور جسوقت سے نقارہ
بجا ہزارہا آدمی آپ کے لشکر سے نکل گیا اب بھی بستر اٹھ رہے ہین پر ٹیکے بر سے خالی ہوچکے
ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا جاکر لشکر مین پکار دو کہ ہم خوشی سے کہتے ہین جسکو اپنی جان عزیز ہو
وہ لشکر سے چلا جائے اگر خدا ہماری فتح کرائیگا بلا تکلف آپ تشریف لائیے گا اگر حال
شکست سن پائیے گا اپنے اپنے گھرون مین آرام فرمائیے گا جسکو مرنا ہو جان دینا ہو

ہمارا ساتھ دے اب وقت زوال ہی ہمارے لشکر مین رنج وملال ہی ہمارا تکیہ خدا پر ہی آپ
سب صاحبون کا اسی وقت نکل جانا بہتر ہی وقت پر منھ پھیرنے مین خرابی ہی ان کلمات پر
ملکہ مہرخ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا سرداران عمرو کے گریبان چاک چہرون پر خاک حال
ابتر و بقیہ از مضطر حیران و ششدر مگر نگاہ سبکی عنایت خدا پر اب راقم کو حال جشن طلسم
شہر ناپرسان کا لکھنا منظور ہی جس مقام سے رہائی اسد کا چھوٹنا لکھا ساقی نامہ بھی تحریر
ہوا مگر اس مقام سے کہ مضمون جشن و آمد سرداران افراسیاب بالتصریح لکھنا منظور ہی لہذا
چند اشعار آبدار بطور یادگار مرقوم ہوتے ہین ناظرین اس داستان شوکت بیان کو ملاحظہ فرماینگے
یقین واثق ہی مضامین داستان اور روزمرہ کا لطف اٹھائین گے **نظم دلفریب**

چاہیے نام اُسی کا ای خامہ	زینتِ نام زیب سرنامہ	فلک اُسکی نمونہ قدرت کا
یک قلمدان ہزار صنعت کا	رخِ قرطاس کو صفائی دی	اور سیاہی کو روشنائی دی
دیا قمری کو مصرعہ نالا	مصرعۂ قد سرو پر بالا	کی عطا نوخطون کو کلک ادا
کیا عاشق کو تختۂ مشق جفا	ساقیا جلد اٹھ درنگ نہ کر	عرصہ مطلب کا دیکھ تنگ نہ کر
طاق سے تو اتار دے شیشہ	طاق پر رکھ کتاب اندیشہ	شیشۂ مے کی یہ دراز زبان
اور پھر یہ ستم کہ ہینہ دہان	مین ہون مانند ساغر لبریز	جان بلب جان بلب کو کیا پرہیز
جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے	پانوں توبہ کے لڑکھڑانے لگے	کردے یا تنگ مجھے نشہ مین چور
تاکہ مانند خوشۂ انگور	دل کے سارے پھپھولے توڑدین	نکتہ باقی کوئی نہ چھوڑدون مین
شب ہجران بسہ نہین ہوتی	نہین ہوتی سحر نہین ہوتی	بستر رنج و کنج تنہائی
رات کیا آئی اک بلا آئی	شام سے حال ہی یہ صبح تلک	نہین لگتی مری پلک سے پلک
کیون نہین بولتے سحر کے طیور	کیا شفق نے کھلادیا سیندور	جان بیتاب جیسے بجلی برق
وہ بھی گرم فسانۂ گل برگ	انھین بھی ہوئی ہو نہ غشی طاری	ایک فرقت ہزار بیماری

دیگر ساقی نامہ مصنف قمر

ساقیا رنج وغم کا ذکر نہ کر	لا پلادے شراب فکر نہ کر	نشۂ مے مین سیر کرنا ہی
سر جلالت طلسم ہونگے طی	اب وہ دے جام بادۂ سرجوش	رہین مستی مین بھی ہمارے ہوش

ساقیا دے شراب عیش و سرور
جسکے خاطر یہ رنج و غم جھیلا
سیکڑے کی بھی تیرے خیر رہے ہا
سیکڑوں سے تو آج جنگ نکر
بزم رندان مین آج جلسا ہی

ذکر عیاری عمرو ہی ضرور
وقت عیش و سرور ہی ساقی
جام دے مجکو آج پی در پی
ای قمر دے عنان رخش قلم
دیکھین میلہ مین کیا تماشا ہی

فکر ہی جا کے دیکھ لون میلا
ابتو ناحق غرور ہی ساقی
جلد لا ساقیا درنگ نکر
نظم مضمون تازہ ہون پیہم
دیگر اشعار حسب مقام مضمون ہم

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی — درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
دیکھنا لیتی ہین کیا دل کی تمنائین قصاص — جوشش گریہ بھلا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمین کھینچ بلائین گے انھین یا وہ ہمین — کشش عشق اِدھر خواہ اُدھر ہو تو سہی
دل کو کیا دخل لڑے یار جو مجھسے شب وصل — خیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی
زلف کی جھونک اٹھائے گی یہ ہنگام خرام — قابل اِسکے تری بل کھاکے کمر ہو تو سہی
نہ سنیگا جو مری داور محشر نہ سنے — عرصۂ حشر مین اچھا وہ نڈر ہو تو سہی
دل کی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤن اسکو — کہتی ہے خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین — دل بوالہوس کو امید سحر ہو تو سہی

استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی عجب مضمون ہاتھ آیا ہی کہ مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران و ملکہ مہرخ وغیرہ کو مطمئن کرکے طرف شہر ناپرسان کے روانہ ہوے مہتر قران نے کہا بجا ہو استاد تمھارے سر پر اِسوقت موجود نہین ہین کسی بات مین کمی نہو مزاج مین برہمی نہو ملکہ مہرخ کو خبرین بھی پہنچین اور یہ بھی دیکھو کون کون سردار آتا ہی آج افراسیاب کیا رنگ لاتا ہی اب آمین ہمسے تمسے ملاقات ہو یا نہو اپنے اپنے کام مین چست و چالاک ہو جاؤ برق نے جواب دیا خلیفہ صاحب آج سے کل تک مین نے سنا ہی کہ خدا جگر آرا پہنچینگے جنگی فوجین ہمراہ لاینگے اب خلیفہ صاحب فرداً فرداً الگ ہو جاؤ اپنا اپنا رنگ عیاری کا جماؤ آپسمین صلاحین کرکے یا تو پانچون مثل حواس خمسہ ایک جگہ تھے پانچون عیاری مین پانچ ہین مثل برگ خزان رسیدہ فرداً فرداً چلے مہتر برق فرنگی ایک ساحر مہیب کی شکل بنکر دروازے پر شہر ناپرسان کے آیا

دیکھا انتہا کا اژدہام ہی دھکم دھکا ہو رہا ہی جانے والون کے کپڑے لٹے ہوتے ہین عیار ریحون کا انتظام ہی ایک ایک کو دیکھتی جاتی ہین کبھی غل مچاتی ہین ای نگہبانان در شہر ناپرسان و ای ساحران تلخواران شہنشاہ دوران دیکھو خیال رکھو عیاران لشکر اسلام اندر شہر کے نہ آنے پائین اُنکا اُستاد مارا گیا ہی شہر مین آکر غدر ڈال دینگے جسکو پائین گے قتل کرینگے انتظام دشوار ہوگا عتاب شہنشاہ نامدار ہوگا مگر برق نے گوشہ سے دیکھا ملکہ صرصر شمشیرزن جب ذکر قتل عمرو کرتی ہو ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی دوپٹہ آسکے سر سے ڈھلکا جاتا ہی آئینۂ رُخسار پر حیرانی زلفون کے اُلجھنے سے پریشانی ظاہر ہوتی ہی دل سے کہتا ہی ای برق ملکہ صرصر کو اُسکا ملال ہی رنڈاپا چہرے سے برس رہا ہی خداوندا یہ خبر غلط ہو مگر کیونکر اندر جاؤن ایسا نہو یہ ظالم پہچان لے گرفتار کرا دے تو غضب ہو اسوقت مین کون چھڑائیگا سوائے خدا کون مدد کو آئیگا اسی فکر مین کنارے کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جوان ساحر صورت مہیب تازیانہ آتشین کا ہاتھ مین سب کو للکارتا ہوا چلا آتا ہی ہٹو ہٹو کی آواز دیتا ہوا انتہا کا زبردست ہی جب ڈپٹ مار دیا چار چار تلے اوپر گر گئے برق نے چاہا کہ خلیفہ جاتے ہین انھین کے پیچھے نکل چلو یہ سوچکر یہ بھی عقب مین چلا ملکہ صرصر شمشیرزن نے چاہا اس ساحر کو روکے ہر چند کہ پہچانا نہین مگر قصد ہوا کہ روک کر پوچھون کہ کس کے ملازم ہو کس سمت کے عازم ہو مہتر قران نے کاندھے پر ہاتھ رکھکر ٹہلکا دھکا دیا ملکہ صرصر منہ کے بل گری مہتر قران و برق جست کرکے نکل گئے داخل شہر ناپرسان ہوے ایک گوشہ مین آکر ٹھہرے مہتر قران نے برق سے اشارہ کیا مین زیر نخل ٹھہرا ہون تم بارگاہ حیرت کی خبر لاؤ دیکھو وہان کیا رنگ ہی برق نے قصد کیا تھا کہ ترطب کر بڑھے دیکھا سامنے سے ایک جوگی جٹا مین خاکستری چھوٹی ہوئی لوہے کے کنڈل کانون مین کرٹری ڈاڑھی بھبھوت بدن پر ملے ہوے خاک کا پتلہ بنا ہوا اکتارہ ہاتھ مین دو چیلے پشت پر ایک کے ہاتھ مین خنجری دوسرا ہاتھ سے تال دیتا ہوا جود دونون گا رہی اکتارہ بجا کر بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہی مہتر قران نے پہچانا کہ چالاک و جانسوز و ضرغام شیردل بھی اندر شہر کے آگئے آپسین اشارے ہوے پانچون پانچ سمت گئے تا برق فرنگی جادوگر بنا ہوا بارگاہ ملکہ حیرت پر آیا دیکھا چوبدار نیساول حاجب دربان قطعا

باندھے کھڑے ہیں ایک سمت کرگدن ہائے آتشین مرکبہائے پرند شیران جنگی ٹہل رہے ہیں
برق دیکھتا بھالتا سر جھکائے ہوئے دربارگاہ پر پہونچا دیکھا پردہ زربفتی کھنچا ہی ایک ساحر
زبردست بادہ کفر و نخوت سے مست دبگہ سلاری کے دنگل پر بیٹھا ہی آنے جانے والون کو
روکتا ہی برق فرنگی پہلے تو پر کا پیر حاضر حاضر کہکے بلاتکلف اندر پہونچا دیکھا ملکہ حیرت جادو
بصد زیب و زینت تخت پر جلوہ فرما ہی گرد اگرد سات سو شاہزادیان سونے چاندی کی کرسیون
پر بیٹھی ہین افراسیاب کا تخت خالی ہی اسپر خاشیہ پڑا ہی ملکہ صنعت سحر ساز و سرمایہ برف اندام
و ابریق کوہ شگاف تینون وزیر باتدبیر بیچ بارگاہ مین کھڑے ٹہل رہے ہین وہاسے
اتشبار سحر مین غوطہ زن ہین ملکہ حیرت سے عرض ہیرا ہین کہ حضور بارہ پہر کا وقفہ ہی ابھی تک
خراجگزارون کی آمد نہین شروع ہوئی ملکہ حیرت نے کہا آج سے کل تک سب پہونچ جاوینگے
دیکھو دور سے ابر فیروزی اٹھا ہی جا کر خیمے بارگاہین آراستہ کرو جو سردار آئے موافق حقیقت کے
اسکا سامان کرو دیکھے شہر ناپرسان مین کیونکر تاجداران اولوالعزم ٹھہر سکتے ہین صنعت سحر ساز
نے کہا حضور ہمنے رعایا کے بھی مکان خالی کرالیے ہین یہ کہکر صنعت آگے بڑھی برق بھی
دیکھنے لگا دیکھا ابر فیروزی قریب آیا یکایک شق ہوا دیکھا تخت فیروز نگار پر ایک نازنین ماہ پیکر
تاج شہریاری برسر چہرہ مثل ماہ الوزٹی بڑی انکھڑیان دلہ وزی پہ آمادہ تیر مژگان تختہ سیم
پیشانی ابرو تیغہائے اصفہانی قد موزون مصرعہ دیوان حسن و ملاحت خوبصورت نیک سیرت ابیات

عجب تشکل اسکی دل آویز تھی | حیا ساتھ اسکے بلاخیز تھی | قد ناز کا سرو طوبی غلام
نسیم چمن پائمال خرام | جبین بدر تھی اور ابرو ہلال | بسر چشم تھی اور مردم غزال
نظر دام دلہائے برنا و پیر | مژہ تیر و بینی چو پیکان تیر | دہن درج یاقوت و دندان گہر
زبان پارۂ لعل و کان دُرر | وہ صدف گوش تھے اور نیا گوش دُر | گلا سی گلو ازمی حسن پُر
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمال | وہ ساعد تھے دو شمع بزم جمال | نہ تھا سینہ تھا بحر حسن شراب
دو پستان اسی بحر کے دو حباب | وہ آئینۂ پشت کی آبرو | دکھائے رخ شاہد آرزو
نظر مین جو آتی نہ تھی وہ کمر | کمر ہی نہ تھی تھی وہ تار نظر | وہ لوح شکم صبح امید تھی
نہ تھی ناف وہ قرص خورشید تھی | اب آگے تو اک خامہ گرداب ہی | بیان سے تو بچنا ہی آداب ہی

وہ پاے نگارین تھے جو موج گل
الکف پاے رنگین تھے جون برگ گل
وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا
وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا مسدس

کف الخضیب ہے کفک نور کی لقب
آنکھیں جو فرش راہ کرون شوق کے سبب
تلوؤن کو ڈر ہے پھر نہ پہونچے بعد تعب
تار نظر ہو خار نزاکت ہے یہ غضب
بوسہ کا وہم مین جو تصور یہان ہوا
تلوؤن مین صاف رنگ حنا کا عیان ہوا

قامت وہ حشر جس سے قیامت ہو پائمال
تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال
سرو بہشت لکھون تو ہو راستی کمال
شاخین سخن مین نکلین جو طوبیٰ سے دون مثال
فتنہ کی خو بی قد و قامت سے موت ہو
قد قامت بصلوۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو سلے
آئے مثل برق کسی جا پہ وہ نہ ٹلے
انسان کیا ملائکہ کے جلوہ مین قدم ٹلے
خضر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح سے چلے
چلنے مین وہ ایسی چال کہ دل چل بسان مین ہو
شور نشور جن و بشر کے گمان مین ہو

فیروزہ نے جو طلسم زیب جسم تخت پر دیکھا مع ساحران جنگ آزما ایک ایک سحر و ساحری مین یکتا طائران پر نہ پر سوار وہ تخت آگرا تھا ملکہ صنعت بہ تکلیف بیرونی ہاتھ تھام لیا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے لے چلی پوچھا کہ ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش آنے مین کیون عرصہ ہوا کیا باعث تھا فیروزہ نے کہا کہ صنعت ایسا تاکید کا نامہ پہونچا مین شکارگاہ مین تھی جلدی مین جریدہ چلی آئی وہی دو لاکھ فوج جو شکار مین ہمراہ تھی اُسکے سوا اور سامان نہ کر سکی یہ باتین کرتی ہوئی ملکہ فیروزہ بعد جوش و خروش اندر بارگاہ کے آئی ملکہ حیرت جادو کو نذر دی پہلو مین بیٹھے کو کرسی ملی سرمار برف انداز و ابریق کوہ شگاف کو حکم ہوا انکی فوج کو جا کر بہ آرام تمام اُتروا دو جگہ معقول انکے واسطے تجویز کرو خبردار کسی کو تکلیف نہ ہونے پائے سرمار و ابریق دونون بموجب حکم کے باہر آئے ملکہ صنعت سحرساز نے دیکھا دور ایک ابر سیاہ اُٹھا زمین و آسمان دھوان دھار ہو گیا

دھوین کا آسمان تیار ہوگیا اُسمین شعلہاے آتشین چمکتے ہوے صاف معلوم ہوتا ہو کہ
شب تاریک مین جگنو پھر رہے ہین شعلہاے سرکش زمین پر گر رہے ہین دھنوین کا زمین
و آسمان تک گیا چاہ بابل کا نشان دیتا تھا عاشقان زلف سیاہ دود آہ جانتے تھے کوئی کہتا
تھا یہ پہاڑ ہی یا سیہ بختون کی قسمت کا بگاڑ ہی وہ ابھی قریب بارگاہ کے آکر یکایک شق ہوا
دیکھا ایک ساحر سیہ فام دخان سیہ رو نام آتش خو آتش مزاج مردود بارگاہ کبریا جہنم کا
کندا ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ساتھ تخت سے سیہ بخت کودا ملکہ صنعت سحر ساز نے صاحب سلامت
کرکے بارگاہ ملکہ حیرت مین پہونچایا دخان سیہ رو نے نذر دی خلعت مرحمت ہوا ایک جانب
دنگل پر آکے یہ بھی بیٹھا کارگزارون کو حکم ہوا اہلیان لشکر کو جگہ معقول دو برق فرنگی نے
دیکھا ان ساحرون کے اُترنے کی نوبت نہین آئی ہو کہ زیر آسمان یکایک طوفان نوح
برپا ہوا ایک دریاے قہار پر سر ہوا جوش مارتا ہوا ظاہر ہوا نہنگان خون آشام ماہیان
سمن اندام گھڑیال مگر خوش حال اُس دریاے قہار مین اُچھلتے موج مین کلیل کرتے ہوے
ظاہر ہوکر غوطے مارتے ہین کبھی ڈوبتے ہین کبھی اُبھرتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تمام
دنیا ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی کیونکہ کشتی حیات پار ہوگی سامان سلاح جنگ اُس دریا
سے آشکار ہر گرداب سپر مدور ہر موج شمشیر پر جوہر سطحہ آب مقام کارزار ہر حباب چشم پر عتاب
مچھلیان تیر دلدوز پر پرستان جگرسوز باشندگان شہر ناپرسان کو خیال اب سب ڈوب جائینگے
اس دریاے قیامت خیز سے کیونکر امان پائینگے لیکن جون جون دریا قریب آتا ہی مختصر ہوتا جاتا ہی
قریب شہر ناپرسان آکر دریا معدوم ہوا کرگدن بحر پر سوار ایک غدار معلوم ہوا مندیل و دستار پر
قطرہاے آب اُنگلیون سے ٹپکتے ہوے تمام لباس پانی مین تر مغرور بے آبرو ہوا پر پشت پر
سات لاکھ ساحران غدار ہزبرہاے آتشین پر سوار اژدرہاے آتشین پر نالہ بارگاہ زرنگی کا
لدا ہوا سر پر پہنچا کے علم سیاہ کھلا ہوا ملکہ صنعت نے بحبت آواز دی ای دوست صادق ای محب
واثق ای آبروے ساحران نامی ای دُر صدف بحر خوش کلامی ای مواج بن گرداب آدم خوار تمہارے
بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ ہیلم کب تشریف لائینگے ملکہ عالم بہت مشتاق ہین یہ سنتے ہی جو لج
مکرا یا تخت سے کود پڑا پہلو مین اسکے نوجوان بیٹا صاحب شوکت و ہوش اطمہ یعد گوش

دریانوش زوجہ اسکی حسین و خوبرو مواج جادو کی دختر نہایت پرفن لمالیط غوط زن صاحب اسکے
حباب خونریز و مرغاب فتنہ انگیز و سرخاب کلنگ سوار و نہنگ آتشبار مواج بن
گرداب کو حلقہ مین لیے ہوے ملکہ صنعت کو مواج بن گرداب نے جواب دیا اے صاحب
راز و نیاز اے ملکہ صنعت سحر ساز فرمان شاہنشاہی ایسے وقت پر پہونچا کہ شہنشاہ نیلم کا
ارادہ شکار کا تھا فوراً ما بدولت کو حکم کیا جلدی مین اٹالہ بارگاہ کا لدوا بطرف سات لاکھ ساحر
لیکر شباشب آیا کسی مقام پر نہین ٹھہرا شہنشاہ بھی تشریف لاتے ہین بارگاہ استادکرا وُن
شہنشاہ کو بروقت تشریف آوری تکلیف نہو مواج بن گرداب یہ باتین کر رہا تھا کہ کئی
ہزار نقارون پر چوب پڑی سب نے دیکھا شہنشاہ نیلم بصد جاہ و حشم تخت جواہر نگار پر سوار
پشت پر بارہ لاکھ ساحران ناہنجار بد کردار میمون و اژدر کب ہاے سحر پر سوار صداے یاسامری
و جمشید زمین کو ہلاتی تھی فوج کی کثرت سے گاو زمین تھراتی تھی ایک جانب نازنینان خوشرو
سمن عذار قمر سیما پر نازک اندام زہرہ جبین طاوسان زرین بال سے اُترین شہنشاہ نیلم تخت سے
اُترا نقارے بجے دمامے گڑگڑاے صنعت مع کل فوج کے براے سلام اُس ناکام
کے خم ہوئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ صنعت کو قریب بلایا بشفقت و محبت ہاتھ پشت پر رکھا پوچھا
مزاج اچھا رہا صنعت نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی دعاے دولت مین مصروف رہتی ہون
شہنشاہ نیلم نے کہا تمنے تو اب ہمارے پاس آنا بالکل چھوڑا ما بدولت کی محبت سے منھ موڑا
صنعت نے کہا اے شہنشاہ آپ کو طلسم ہوش ربا کا حال بھی معلوم ہے آٹھ پہر لڑائی جھگڑا ہے ہر وقت
فساد برپا ہے لاکھون آدمی ملازمان شہنشاہی معرض تباہی مین آیا صدہا ملک قبضے سے نکل گئے
مسلمانون نے لیلیے ایسے ایسے سردار قتل ہوے جنکا عدیل و نظیر ممکن نہین ہے مین نے اکثر اپنے
سحر مین سب کو پھنسایا کوکب روشن ضمیر نے مدد بھیجکر بچایا عیار تو قیامت کے پرکالے ہین جن جن
سردارون کو بادامیان باغبان قدرت بھی شریک مسلمان ہین طلسم ہوش ربا کی تباہی کے
سامان ہین کس کس خیرخواہ شہنشاہ کا نام لون شرم آتی ہے اے شہنشاہ زمین پاؤن کے نیچے سے
نکلی جاتی ہے سر زمین ہوش ربا مقام جنگ و جدال ہے عملداری مین خلل ہے شہنشاہ نیلم نے مسکرا کر
جواب دیا شہنشاہ اُن سب کو قتل کیون نہین کر ڈالتے ما بدولت سے فرمایئن اے صنعت مجکو تو یہ

دماغ کہان کہ بذات خود میدان کارزار مین جاؤن کھڑے ہو کر اپنے لونڈی غلامون سے لڑاؤن
مگر اپنے وزیر خوش تدبیر دریا دل مواج بن گرداب سے اشارہ کر دونگا سب کو ڈبو دیگا اُبھرنا مشکل
ہوگا دہن اژدر لب ساحل ہوگا اُسکے سحر کے حباب تھپیڑے گولیان ہین موجۂ دریاے سحر شمشیر آبدار
ایک پہر بھر مین باغیون کو مٹا دیگا صنعت نے سر جھکا لیا کہا بہت بجا ارشاد ہوا اب سلمان
ایسے ہنین ہین کہ جنپر کوئی یکایک غالب آئے بڑے بڑے سامان ہین ارکین سلطنت شاہنشاہ اُنکے
شریک ہین سلطنت وزارت فوج ولشکر ملک ومال جاہ وجلال سب کچھ اُنکے پاس موجود ہی شہنشاہ
نیلم نے ہنسکر کہا تیرے دل پر سکے رعب سلمان ان جمگیا ہی نام سے سلمان کے رنگ اُڑتا ہی اِسی
حیلہ مین مابدولت تشریف لائے ہین انتظام معقول کر دینگے جنگل لاشہاے سلمانان سے بھر دینگے
اے صنعت ہم وہ ہین کہ اپنے ولی نعمت شہنشاہ لاچین صاحب شوکت کو گرفتار کرا دیا سلطنت کو
اُنکی مثل نقش پا مٹا دیا یہ بیچارے کیا چیز ہین شہنشاہ افراسیاب کے منتظم بے تمیز ہین یہ کہتا ہوا
مع چارسو سرداران زبردست اندر بارگاہ حیرت کے آیا بہ تعظیم شہنشاہ نیلم حیرت تخت سے
اُٹھی چچا جان کہکے لپٹ گئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ حیرت کو گلے لگا لیا مسکرا کر کہا بی بی تخت پر بیٹھو
ہمارے واسطے دنگل منگا و حیرت نے برابر پایۂ چہارم تخت کے دنگل جواہر نگار رکھوا دیا اُسپر
شہنشاہ نیلم جب بیٹھ چکا تب حیرت متمکن ہوئی سرداران شہنشاہ نیلم اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
بارگاہ ملکہ حیرت تاجداران اولوالعزم سے معمور ہوتی جاتی ہی شہنشاہ نیلم بیٹھکر لاف وگزاف
کرنے لگا کبھی ملکہ حیرت کو سمجھاتا ہی نام مہرخ وبہار سنکر بہت جھلاتا ہی کہتا ہی بی بی حیرت جادو
نمکحرامون کا میرے سامنے نام نہ لو مابدولت کو بہت ناگوار ہوتا ہی اب ہم شہنشاہ کا کہنا نہ مانینگے
اپنے ہاتھ سے انتظام کر کے جائینگے مہتر برق فرنگی سلمان فوج شہنشاہ نیلم دیکھکر گھبرا گیا دل
سے کہتا ہی خداوندا ان ظالمون کے شر سے ملکہ مہرخ وغیرہ کو بچانا گھبرایا ہوا باہر بارگاہ کے آیا
دیکھا کہ دوڑے ہوے ہرکارے ہانپتے ہوے کانپتے ہوے برق نے پوچھا بھائیو خیر تو ہی اُنھون
نے جواب دیا ای بھائی صفدر صف شکن شہنشاہ توسن کی آمد ہی اِس کروفر سے آیا ہی ابلق چرخ
اُسکا جاہ وجلال دیکھکر تھرایا ہی برق نے کہا وہ بھی آیا کیا ہی توسن نام ہی فقطقان کا ٹڑا ہی اُسپر بھی
سواری گانٹھینگے دانہ گھاس بند کر دینگے چونکہ ساحر بنا ہوا ہی با زبان حیرت سے باتین کرتا ہوا آیا

نکالا خبر آمد شہنشاہ توسن کی سنکر ملکہ حیرت جادو باہر نکل آئی خود شہنشاہ نیلم انتظار مین آکر ٹھہرا یہ
مالک زندان خانہ طلسمی ہی اسکا سب پاس کرتے ہین صاف تو یہ ہی کہ ڈرتے ہین نیلم ملکہ
حیرت سے کہ رہا ہی ہمارے بھائی صاحب تشریف لاتے ہین ملکہ عالم ہم دونون بھائیون نے
ملکہ تیرے شوہر کو بادشاہ بنایا شہنشاہ کا آباد گھر مٹایا تحفہ جات چڑھا چڑھا کر نکالے راستے طلسم کے
بتائے مگر شہنشاہ لاچین ایسا بادشاہ جلیل ساحر زبردست تھا کہ سلطنت بگڑ جانے پر سالہا سال
لڑا ایسا ایسا معرکہ پڑا کہ ایک ایک دن مین دس دس لاکھ ساحرون کا کھیت ہوا صدہا شہر ایسے
ویران ہوئے کہ جنکا آباد ہونا دشوار ہی اُس بادولت کا بیان کرنا بیکار ہی اُس عدالت و لیاقت سے
شہنشاہ لاچین نے سلطنت کی ہر گلی کوچہ گلزار رہتا تھا مظلوم عالم کے ظلم سے رنج و ملال نہ سہتا تھا
مگر سامری جمشید کو یہ منظور ہوا شہنشاہ افراسیاب بادشاہ ہوئے اب انکو عیش و سرور سے
کام ہی ای وزیر باتدبیر اسکا بدانجام ہی تم نے بھی زمانہ کے نشیب و فراز دیکھے آنکھون کے سامنے
کیسے کیسے آباد گھر مٹ گئے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار گل کی رعنائی بے اعتبار بقول شاعر نظم

دنیا ہے بے ثبات ہین کسکو قیام ہی	ہان چار روز کے لیے یہ اژدھام ہی	اورنگ جم ہی اور نہ سکندر کا آئینہ
جمشید کس جگہ ہی کہان اُسکا جام ہی	عمر روان ہی توسن چالاک خوش خرام	توسن بھی اسطرح کا کہ جو بے لگام ہی

سنفت کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ عجب عبرت آمیز حیرت خیز آپ سے
کلمات فرمائے آنکھون کے سامنے ناپائداری دنیا پھر گئی جاہ و حشم کی خواہش نگاہون سے گر گئی
اب ہمارا غفلت و غرور ہمیشہ ہی آخر بر تباہی ملک و مال کا اندیشہ ہی اس حیلہ سے آپ تشریف لائے
ہین آپ کے بھائی صاحب بھی آئے ہین دونون صاحب ملکے اس طلسم کو بنا دیجیے سرکشون
کو اپنے دست زبردست سے سزا دیجیے نیلم اچھا اچھا کہکے سر بلا رہا ہی کبر و نخوت سے تاج کو سر پر
کج کرتا ہی کہ دیکھا سامنے سے شتر سوار جیمدار سامان ماہی و مراتب ظاہر ہوا ملکہ حیرت نے کہا شہنشاہ
توسن آئے یہ کہکر مع وزرا و امرا مع شہنشاہ نیلم و مواج بن گرداب چند قدم آگے بڑھی
بعد نکلنے سامان تزک کے سات سو علم سیاہ رنگ نشان کفر و ضلالت پیدا ہوئے علمدار
علمون کو جلوہ دیتے ہوئے ایک جانب ٹھہرے یکایک صدا ڈھول کی بلند ہوئی آگے قرق زنجیر
کھینچتی ہوئی پشتین رسالے وردیان زرق برق کی سوار رہیل پہنے ہوئے بھالے کے آگے

رسالہ دار پشت پر سوار مرکب دور کا بے اوپچی بنے ہوئے مرکبون پر نقارے نقارچیون کی وردیان بنات سلطانی کی کار زردوزی سے درست ہر خورد و کلان اپنے اپنے کام پر چالاک و چست کیمان اپنی پلٹن کے آگے تماشے بجتے ہوئے ایک جانب شہنا نواز بصد سوز و گداز بھیروین کی تانین اڑاتے ہوئے ٹھمریان غزلین گاتے ہوئے

غزل

نہ آہ تجھ سے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین　　وہ تنگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین

کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین　　ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین

بتون سے ہوتے ہین ہم تہجد کرکے طالب وصل　　دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین

پکارتی ہے محبت جو بیٹھیے چپ بھی　　یہ ڈھنگ جلد تر افشائے راز کرتے ہین

لبون تک آتے ہین نالے جو ضعف مین تا لب　　شکایت رہ دور و دراز کرتے ہین

نہ بند کر در مسجد کو مجھ پر اے زاہد　　مرے گناہ در توبہ باز کرتے ہین

وہ شوخ کہتا ہے مجھ کو بنا کے بے پردا　　نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین

کہین نظر نہ لگے آئنہ کی ڈرتا ہون　　نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین

گلا نہ کیجیو اے دامن شب ہجران　　کہ ہاتھ پنجہ مژگان دراز کرتے ہین

وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا　　کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین

بگاڑے قبر کو پامال کرکے عاشق کی　　ملا کے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین

نہ بخت خوش نہ دل اے عشق بے اثر تجھے　　بگڑ بگڑ کے سگلے کارساز کرتے ہین

بصد نیاز اٹھاتا ہے خنجر قاتل　　شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین

جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے　　خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

تمام سامان شاہانہ گرد اگرد صد ہا نقیب آوازین لگاتا ہوا مصرعہ پڑھتے عمر و دولت قدم بقدم + تخت جواہر نگار پر توسن جادو بصد نخوت و غرور کئی ہزار مصاحب رفیق ساحر بے نظیر ندیم وزیر پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑے تکلف سے سواری شہنشاہ توسن کی پہنچی شہنشاہ نیلم بھائی صاحب کہکر بڑھا ہاتھ تھام کے تخت سے اتار لیا کئی سو پنڈت برہمن اشلوک پڑھتے ساعت نیک و بد بچارتے ہوئے ہر ایک چوراہے پر پوریان تل آتے ہوئے جنے دوڑ دوڑ کر

رکھنے لگے نیلم ہاتھ تھام کر شہنشاہ توسن کو لیے ہوئے طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے بڑھا حیرت
نے بھی آگے بڑھکر سلام کیا صنعت نے بڑھکر دعائین دین وزیر پیر شت پر حیرت و نیلم برابر
برابر اس کر و فر سے داخل بارگاہ حیرت جادو ہوا بیچ مین تخت حیرت ایک پہلو مین تخت شہنشاہ
نیلم ایک جانب شہنشاہ توسن کے واسطے تخت آراستہ ہوا حیرت جادو تخت پر بیٹھی اب کئی سو
تاجدارون کا مجمع ہی سرداران زبردست ساحران بدمست کا کیا شمار ہی بارگاہ حیرت معمور ہی برق
یہ سامان دکھکا باہر نکلا دیکھا چالاک بن عمرو چوبدار کی صورت بنا ہوا عصا چاندی کا ہاتھ مین
لباس معقول زیب جسم کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی برق ساحر بنا ہوا قریب آیا آپسمین آنکھین لڑین اشارے
ہوئے مجمع سے الگ آئے برق نے کہا کیون مرشد نادر سے تھے یہ سامان دیکھا اب تو شہر
تا پرستان مین بارہ کوس تک تل رکھنے کی جگہ نہین ہی اور ابھی سنتے ہین سردار تاجدار آنے کو باقی ہین
چالاک نے کہا ای برق فرنگی قفس جسم مین روح گھبراتی ہی عجب طرح کی حیرت ہی خلاف آمادہ
بدعت ہی اس مجمع مین ساحرون کے نہنگ و بہار زیردار اسد نامدار ہیچ سکینگی بارہ کوس پر
رنگ لیجائینگی ہوا کا گذر دشوار ہی دیگر قید و کعبہ کو تلاش کرو اگر زندہ ہین تو اس مجمع مین ضرور
ہونگے یہان تو فرداً فرداً تاجدار چلے آتے ہین بارگاہ مین جاؤ ہی اب جاکر بیرون شہر تا پرستان انبوہ
خلائق کا سامان دیکھنا چاہیے ابھی ایک ساحر ذکر کر رہا تھا کہ مہینہ بھر پیشتر سے واسطے حاضری
اس جلسہ کے بنام تاجداران جلیل اشتہار جاری ہوئے تھے دو کا مدار بھی طلب ہوئے ہین
در شہر سے تا بہ کوہ مرجان بڑے تکلف سے میلہ آراستہ ہوا ہی برائے انتظام داروغہ کارگزار کتھانہ دار
چلے آتے ہین ہر طرف یہی دھوم ہی ملکہ عالم نے حکم دیا ہی اس جشن مین خبردار کسی کا نقصان نہونے
پائے بڑے تکلف سے انتظام ہو جائے جو گرہ کٹ نہ آنے پائین جب سرحد مین قدم رکھین مقید
ہو جائین انجام جلسہ تک قید مین رہین جائین سمین ایک خبر یہ بھی سنی ہی زیر کوہ مرجان برائے انتظام
آمد مسلمانان فوجین جا کر اتری ہین خبردار مقرر ہی حکم ہو چکا ہی کہ جب مسلمانون مین کمر بندی ہو
فوراً خبر ہو جائے بڑھکر فوج شہنشاہی باغیون کو روکے آگے نہ بڑھنے دے سرحد کوہ مرجان سے
آگے بڑھکر جنگ و جدل ہو ہمارے جشن مین نہ خلل ہو سب کد و کاوش بیکار ہی آپسمین صلاحین
کرتے ہوئے چلے راہ مین قران و جانسوز و ضرغام بھی ملے ایک نے ایک سے اشارے

کن سنے سے حالات آمد شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن ظاہر کیا قران نے اشارہ کیا اپنے پیدا
کرنے والے کو یاد کرو بیان سے بازار مین چلو مین نے سوقت دور سے بازار جوہری فروشان
مین ایک تاجر جلیل ضعیف کو دیکھا مین قریب نہ جا سکا اُس مقام پر زیادہ ساحرون کا جماؤ تھا
ایک طرف سے آستانی آتی تھین گھبراہٹ آیا بخوبی پہچان نہ سکا یقین ہر کہ اُستاد والا نژاد
تھے جوہریون کی دوکان دوکان پھر رہے تھے چالاک نے کہا یہ تو ظاہر ہی کہ قبلہ و کعبہ نے
قتل کا شعبدہ کیا مگر اِس حال کا ظاہر کرنا مناسب نہین ہر کوئی صورت ایسی کرو کہ جیسے
آپ سے ملاقات ہو جائے چالاک نے کہا بھائیو الگ رہو ایک ساتھ نہ چلو عیار پہچان
پھر رہی ہین آنکھ ملتے ہی پہچان جاتی ہین کئی مرتبہ سامنا ہوا جان بچا کر نکل آئے خدا اُن
ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہ کہکر پانچون پھر الگ ہوئے کوئی بشکل تاجر کوئی بصورت
چوبدار کوئی ہرکارے کی صورت بنا خبرین لیتا ہوا مگر مہتر قران نے رنگ روغن عیاری کا
لگایا کوتوالی چبوترے کے سپاہی بنکر تیار ہوئے نیلی تبی سر پر دھوتر کا انگرکھا گاڑھے کا
گھٹنا چادرہ گاڑھے کا کمر سے بندھا ہوا سپر کمر پشت پر تلوار پرانے چمڑے کی نیام کی کوتھی گرگئی
ہے دیپلا نکلا ہوا اِس کیفیت سے سر جھکا کر طرف بازار کے دیکھتے بھالتے ایک بلندی پر آکر ٹھہر کے
دیکھا زیر گنبد نور فوجین بیشمار خیمون بارگاہون مین سردار گوش بر آواز بیٹھے تھے کہ ذرا آمد
آمد سلطان کی خبر سنین جا پڑین دمبدم مجمع فوج بڑھتا جاتا ہی اٹھارہ سو ملک کے خراجگزار
تاجدار چلے آتے ہین جو تاجدار آیا لشکر کو اُتارا ایک وزیر چند مشیر ہمراہ لیے جا کر داخل بارگاہ
حیرت ہوا اب مہتر قران یہ دیکھکر حیران ہو گیا ہی دل کانپ رہا ہی دل سے کہتا ہی افراسیاب
کی کتنی بڑی سلطنت ہی افراسیاب کی عملداری کی بڑی وسعت ہی کیونکر غرور نہ کرے نخوت اُس
بیجا کی بیجا نہین ہی زمین کانپ رہی ہی ادھر فوج آ رہی ہی دیکھیے آمد فوج کا کب اختتام ہوتا
ہی اب مہتر قران ٹہلتے ہوئے ٹیکرے سے اُترے دیکھا اول بازار جوہر فروشان برابر
کئی ہزار دوکان ایک ایک جوہری حسین و خوبصورت سرخ سبز و زرد کیا سی پگڑیان سرون پر
لباس پر تکلف پہنے ہوئے سامنے وہ جواہر اعلے اور بیش قیمت ڈھیر ہی کہ جوہری فلک
یک چشمہ آفتاب کو آنکھ پر رکھکر بعد حسرت دیکھ رہا ہی کسی جگہ گوہر بے بہا بحرین کے تاجران

جلیل غوطہ خور آنکے ہمراہ مین لیکر آئے ہین مول تول کر رہے ہین جوہر شناس جمع ہین دلال بیچ مین گھسے آتے ہین رنگ ڈھنگ سنگ مین دھبا لگاتے ہین خریدارون پر مشتری فلک کو رشک ہی ایک ایک موتی معشوقان خوش چشم کا اشک ہی ضیاے الماس جگر مین جا کرتی ہی اگر دیکھا مین رشک سے ہیرا کھا مین یاقوت احمر خوش رنگ عاشقون کا لخت جگر اشک خونی سے بہتر و برتر نگینے موزون شہر نگینہ والون سے اُسکو دیکھکر جگر خون نیلم نایاب چرخ نیلی جسکو دیکھکر بیتاب زمرد ریحانی پر معشوقان سبزہ رنگ کی جان جاتی ہی سبز بختون کی طبیعت گھبراتی ہی ہر گوشے سے یہ صدا آتی ہی شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر ✤ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ✤ سبز سبز نگینے سبز بختانِ چمن پر طعن کرتے ہین سبزہ درختون کا اُنکی محبت کا دم بھرتے ہین عقیق یمنی شجری پھولون کے رنگ کو مٹاتا ہی یہ نگینہ جسکے ہاتھ مین ہوتا تیر دکھاتا ہی بلاے ارضی وسماوی سے بچاتا ہی ایک جانب صراف جوانان بیمتن زردار مالدار کوٹھی وال ہنڈویان سکرتی ہین حساب اصل وسود بہی کھاتون پر لکھے جاتے ہین مدت کے دیے ہوے قرضے چلے آتے ہین ایک نے کہا سیٹھ صاحب اصل کا روپیہ موجود ہی گماشتے نے جواب دیا کہ سود کی نکراے سود ہی گورے گورے لڑکے پاس بیٹھے ہین شوخ وشنگ کندن سے رنگ سونے کے بانے وضع کے نرالے اُسمین مروارید بے بہا کانون پر چڑھے ہاتھ مین طلائی کڑے کردھنی کمر مین ناپ تول نظر مین سونے چاندی کی تھیلیان رکھی ہین روپیہ حاصل کرنے کی خوب لذتین چکھتی ہین ایک جانب دکانین بزاز کی کان کرشمہ وناز کی دکان پر رشتہ دارون کا جماؤ دلالون کا بگاڑ بناؤ گلبدن نایاب اطلس چرخ کو جس سے حجاب تنزیب مین شکوہ جس سے دیکھکر دل کو چین آنکھون کو سکھ ایک ایک تھان نفیس لینے والے رئیس ہر طرحکا کپڑا موجود ہی ململ ڈھاکے کا جو تنگ خاندان مین اُنکا عیب ڈھانکا ہر دکان پر گھوٹے کے تھان کے اکثر یہان ہین یہان ایک دکان پر صدہا تھان ہین ریشمی کپڑون کے طاقے بیشمار پھولدار اطلس باغ پر بہار اگر چھینٹ سے برسات مین آنکھ لڑ جاے خریدار پکارے مجھپر چھینٹ نہ پڑ جاے ایک جانب گلفروش بسے ہوے ہارون ہاتھون پر کمر کسے ہوے آواز دیتے ہین ہار جوہی بیلے کا دل بس جاے البیلے کا قوہی بازار خوب خریدار محبوب ایک جانب تُکاّمین بھنگیرون کی تخت بلند پایین دل پسند صورتین بھولی بھولی

چہرے ماہ آسمان حسن و رعنائی قد موزون شمشاد حدیقۂ زیبائی زیور عمدہ نفیس پہلوؤن مین
جوان جوان جلیس جوڑے ترچھے ادا مین بانکی گرد گرہ یان سنہری سرخ نیچے شان و شوکت سے اپنے
اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین جوان نشہ باز معشوقون کے دستار نشیلی آنکھین طرے چڑھور ہے ہین
دم جو پڑے نشے تیز ہوئے اشعار پڑھنے لگے پکار اُٹھے شعر نہ آ زاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون
کے رندون مین ہیہا رہے دم ہی کا توفرق ہے مرد ول و زندون مین ۔ دوسرے نے جھوم
کے جواب دیا بھائی کیا نقرہ کہا جو ان کا تو یہ اعتقاد ہے کسی کامل کا ایک شعر یاد ہے شعر نہ آ زاہد
کے دم مین تو اگر کچھ دَم کی بچار ہے ۔ بالشت اک باغ ہے دوزخ کا بھی اک شرعی دھڑکا ہے ۔ بھائی
دنیا مین چار پیغمبر آئے چارون آسمین بھائی ہین دو کے معتقد زاہدان خانہ خراب و شیخ بدنیت
دو دو کے معتقد ہم لوگ جوانان بیباک چست و چالاک بھائیو سمجھ لو وہ کون ہین نماز روزہ بھنگ
کوزہ سر جھکانا مخل بچھانا انکو مبارک

مطلع حضرت مصنف

اللہ کا کرم رہے رندون کے حال پر
قاضی پر آفت آئے بلا کوتوال پر
تلوار لیکے ہاتھ مین اکڑو پیر ای جو
عاشق ہوئے ہین جو تو اسی چال ڈھال پر

بھائیو ہم لوگ خدا کے پیارے ہین نشہ باز بھولے بھالے مزاج نرالے رنگیلے طرحدار دم باز نوجوان
ہین تو یہ ہتکا رے ہین بھنگیڑن معشوق مزاج عاشقون کے سر کا تاج جو روز کے پینے والے
ہین وہ تخت پر آ بیٹھے ساقی سے ساقی ملنگے اُس گلعذار نے مسکرا کر بات کی نہال ہو گئے
غنچہ آرزو کھلگئے گنڈا اٹھا کر پھینکا کہا بھائی آج تو چور کر دو پیڑو کی بلوا ؤ ایک دم لگواؤ نشہ کا آتا رہے
فصل بارش کی بہار ہے سینے پر کیا ابھار ہے دم لگا کر اور زیادہ اکڑے تعریفین سراپا کی ہونے لگین
ہماری بھنگیڑن حسن مین بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر ہے ابروے خمدار ذبح کرتے ہین ان نشیلی
آنکھون پر ہم مرتے ہین ای محبوب جانی یار جادو دانی گھر بار جان و مال سب تجھ پر نثار کرین خوب نشہ
ہوا کیا دم چلا کہو تو سر کاٹ کے قدمون پر رکھدین دو سرا گنڈا الو او چلم بھر دو اُسنے مسکرا کر پیسے
اُٹھا لیے نیچہ بچار ہین سے چرس جانے لگی دم مارنے والے بول اُٹھے کشمیر نہ ملا تا سا بجھا نکا
گجا جانا زیر تخت ڈھانک کے بغل جل رہے ہین نوکر غرقی باندھے وہ ابھی آگ لا جا چاہنے والا
نشہ مین چور ہاتھ بڑھا کر چلم لی بغل کی آگ جھولی جھولی بھائی میان کے سامنے حاضر کی میان نے
کڑکڑا کے دم لگایا بالشت بھر دو آنچی طرف نوکر کے متوجہ ہوئے کہا ہے بھائی پیتے تو بھی دم

لگانے نشہ جمانے لگے اپنے پھر حقہ منہ پر رکھا یہ فقرہ ہنسکر کہا بھائی چرس کتنی ہی کھانسی کرون کم گر کرون اسپر بھی پینے والا نہ مرے تو مین کیا کرون اس بازار مین بڑے ہنگامے ہین ان معشوقان طناز سراپا ناز کے حالات حسن وخوبی رقم کرون کلام کو زیادہ طول ہو مشتاق ملول ہو مگر عجب جلسہ ہی ڈھولک بج رہی ہی شعرخوانی کا ہنگامہ مطلع اشعار خمسے رباعیات پڑھ رہے ہین بعضے جلا کر کہتے ہین میان کیا خاموش ہو میان آتش صاحب کا واسوخت پڑھو شعر سے شعر لطے ابکی چودھوین کو مشاعرہ ہوگا استاد مٹرو مدار بخش آئینگے حسو خان فیض آبادی سے تکرار بڑی ہی بڑی یاد کرکے آیا ہی بارہ بارہ پھر پڑھتا ہی مین چار دن کی یاد ہی شیخ گھسیٹا ہمارا استاد ہی اب اسوقت تمام میلہ جوش وخروش پر ہوا نظارہ ہو ملک کا آدمی جمع ہی راہ سے نکلنا دشوار ہی ایسا جلسہ خوشنما میلہ کبھی نگاہ سے نہین گذرا النظم مصنف

اس جلسہ کا منتظم قمر ہی
جو صورت مہر جلوہ گر ہے
میلہ کا رقم کرون وہ سامان
ہون آئنہ وار لوگ حیران
مضمون کے گہر دہن سے اگلون
حاسد کا ہو رشک سے جگر خون
میلہ ہی یہ اک نئے فشن کا
جبین کے سمان ہی سب چمن کا
کیا کیا خوشرو وگلبدن ہین
رشک نسرین و یاسمن ہین
پہنے ہوے سب لباس پرزر
ترچھی رکھے کلاہ سر پر
کھائے ہوے پان کی گلوری
ہر غنچہ دہن کے منہ پہ سرخی
ہونٹھون پہ کوئی مسی لگائے
سوسن کو بھی جس سے شرم آئے
وہ نرگس چشم سرمہ آلود
مژگان ناوک سے تیز افزود
کس ناز سے ہر طرف خرامان
دل بانکی ادا پہ جنکے قربان
اک سمت کو چاندو پینے والے
بانو ہاتھون مین ہین سنبھالے
مجمع افیونیون کا اک جا
جنکے اوصاف سب ہین زیبا
بیٹھے ہین بچھا کے اپنی دریان
نظارہ کنان ہین جنکی پریان
جسکی کوئی بیٹھا گھولتا ہی
کانٹے مین تمر کے تولتا ہی
گنا کوئی چھیلتا ہی بیٹھا
ہی کوئی مزہ گزک کا چکھتا
شغلی کہین چاے بن رہی ہی
کشمیری کہین پہ چھن رہی ہی
اک سمت ہین ساقنون کی بالین
دم دیکے نگاہ جن پہ ڈالین
چلمون پہ چرس کی پڑتے ہین دم
مشعل سے نہین ہی جنکی لو کم
دم مارا کسی نے دیکے گنڈا
گاڑا نشہ کا اسنے جھنڈا
دکانین تنبولنون کی اک سو
بانکی ترچھی حسین وخوشرو
عیاش کمال کھیلی کھائی
پہنے ہوے زیور طلائی
ہنس ہنس کے اگال اک پہ پھینکا

دکھلایا کسی کو مُرغے کے ٹھینگا
کرتی ہین کسی سے کھلکے یہ چہل
رنگ اپنا کوئی جما رہا ہی
جھرمٹون مین حور سے ہین آنکھ کیلے
لہنگا بھرہا کا کے پانون دھرنا
آوازین ہین اسطرح لگاتے
اک جا پہ مٹھائی کا ہی جوبن
پیڑا برفی امرتیان ہین
کیا ذائقے دال موٹھ کے ہین
پانی کی یہ ہی سبیل پیاسو
جل ٹھنڈا پی لے آکے جھٹ پٹ
بالیان بجائیان یہ کنگن
کیا ہار کھلے ہین موتیا کے

چونا کسی یار کے لگایا
بیڑا اب کہا سے پیرے کھولال
اک سمت ہین کبڑین شکیلہ
کہتی ہین ڈبل کے تین پیلے
بیٹھے ہین کسی جگہ کبابی
لے لونگ چڑھے کباب کلیجے
شیرین سخنی سے وہ دکاندار
لڈو عمدہ جلیبیان ہین
سستے بھی کٹوریون کو بجا کر
گرمی مین کلیجہ ٹھنڈا کر لو
کہتے ہین یہ گلفروش ہنس کر
یہ گجرا کا یہ بدھی اور یہ جوشن

ہنس ہنس کے کسی کا خون بہایا
بیڑا کوئی لیکے کھا رہا ہی
صورت مین حسین اور چھبیلے
یارون سے اشارے بازی کرنا
چہرے سجے ہین آفتابی
اک بیچ رہا ہی حلوا سوہن
کہتے ہین پکار کر یہ ہر بار
اک کہتا ہی لڈو سوندھے کے ہین
کہتے ہین یہ شور وغل مچاکر
ہی گڑ دونکی باچھونکے کھٹ پٹ
گہنا پھولون کا ہی معطر
کہتے ہین کبھی صدا لگا کے

عیاران طرار یہ تماشا دیکھتے ہوے صورتین بدلے جان کا ڈر مگر ہر مقام پہ جانا بھی ضرور ہی اپنے استاد کو ڈھونڈھتے ہین۔ یہ شور ہی ایک جانب جو آئے دیکھا عجب ہنگامہ ہی ایک جوان گھنٹی بجا کے پکار رہا ہی ایک پیسا ٹکٹ نقل کی اصل دکھا دین اب جو آگے

بڑھ کے دیکھا نظم مصنف
ہی لاگ کہین پہ سر کٹے کی
انداز طلسم جا بجا ہی
جی چاہتا ہی کہ گھر بنائین
یارب خالق کو اسکے جھکا
بابان کسی جا گنگنا رہا ہی
شور سے کی زمین پہ نوبت
گاتی ہی کوئی غزل قمر کی

تھیٹر کا کوئی جما سے ہی رنگ
حیران ہوا جنے شکل دیکھی
کیا میلہ ہی واہ اور جلسہ
رات آج کی شب ہین جگنو ابین
اک سمت ہین رنڈیون کے ڈیرے
سارنگی کا شور چک رہا ہی
خالی کوئی گنگنا رہی ہی
اور کوئی ہی منتظر سحر کی

بجتا ہی کہین رباب مرچنگ
ہر جا آپس مین تذکرا ہی
دیکھا کرے بس بغور جلسہ
یہ سب ہی قمر کے دم کا جلوا
عیاش کھڑے ہوے ہین گھیرے
بجتی ہی کہین ستار کی گت
سر ساز سے اک ملا رہی ہی

غزل مصنف قمر

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین	راحت سے ہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے	ای دام کشود گیسو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل ہم نے کیے اونسے	باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچہ کی ترے کھینچی	فردوس اٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
ناسخ کے قمر کیا کیا ٹھہرے ہین زمانے مین	قول اہل سخن کا ہی استاد اسے کہتے ہین

تماش بین جمع ہین مجرا ہو رہا ہی نازنینان مہ جبین شوخ و شنگ طرار فرار ناز کرشمہ چتون مین دل ہو مین مست ہین اونکے بانکے چاہنے والے قریب بیٹھے مین فرمائش ہو رہی ہی بی لذت بخش کو کی ٹھمری کوئی غزل گا کر بکینی دکھا وہم تو مدت تک ٹھمری کے خریدار رہے جس دن سے وہ خانہ نشین ہو مین لطف غزل کا اٹھ گیا گانے کا مزہ جاتا رہا اونکی فصاحت و بلاغت کی کیا تعریف کرین خود صاحب تصنیف موزون مزاج گانون کے سرتاج نائکہ نے جھلا کر جواب دیا خان رسالدار صاحب خطا معاف اس چھوکری کے ٹھمرے ہین یہی شعر نظم کرتی ہین تبانے مین طاق ٹھمرۂ آفاق ہان چھوکری جو کل غزل یاد کی ہی بہاگ کے دہن مین سنا دے برق چمکا دے رسالدار صاحب بڑی دور سے آئے ہین ہمیشہ خط آیا کرتا تھا اشتیاق تمام آپ کے رکھتے ہین ہم تو ضمین کی تحریر پاکے جلسہ مین شہنشاہ افراسیاب کے بڑے مزے اٹھائے یہان تو اک ہنگامہ ہی میلا کاہے کو میلا ہی میان داروغہ اسباب نشاط تو کل سے صرف ایک مرتبہ دو خوان مٹھائی لے کے پہونچائے یہان پچاس آدمی ساتھ ہین ٹٹو گھوڑے بیلیان انبار صرف ہو رہا ہی یہ سنکر رسالدار صاحب پھول گئے ساری شہسواری بھول گئے گرہ سے نوٹ سو روپیہ کا نکالا پیش کیا کہا بی لذت بخش صاحب آپ تو ہماری مہمان ہین اس جلسہ مین تشریف لانے کے ہم احسان مند ہین نائکہ تو بھی دونون خوش ہو مین سازندون نے کہا رسالدار صاحب ساری جمشید سلامت رنگین بی لذت بخش گاویم رسالدار صاحب کو مدت سے جانتے ہین بہت کچھ دینگے خوش ہو کے یہان سے بھیجینگے روپیہ ملنے سے بی لذت بخش کو بھی مزا ملا غنچۂ آرزو کھلا چہرہ مثل گل کے سرخ ہو گیا مسکرا کر گنگنا مین یہ غزل شروع کی

غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہو گئی	کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہو گئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی

پہلے تھا بیزار جب سے اسکے تم خواہان ہوئے
مجکو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریہ حسرت سے اور آنکھونسے جو تھی رسم و راہ
بعد مدت پھر مری فرقت مین جاری ہوگئی

اُسکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش اپنی کیون احبا پر نہ بھاری ہوگئی

آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی

وصل مین دل ہو مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی

کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی

ناز دل کیا تھے اُٹھائے غیر کے احسان تک
ختم تیرے ناتوان پر بردباری ہوگئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہی قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہم سے وضعداری ہوگئی

دل پکڑ لیتا ہی دشمن جب تڑپتا ہی جلال
اُسکی بیتابی ہی کیا شوخی تمہاری ہوگئی

دیگر

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
میرے رو دینے کو منا لائیگی حسرت میری

نہ کہین غیر کے رونے سے بھی یارب اکدن
اِدھر آنے مین وہ نہ بجائین طبیعت میری

جان دے کر بھی کہتا ہون انھین کچھ نہ دیا
حوصلہ میرا ہی دل میرا ہی ہمت میری

ناتوانی کا گلہ مجھسے ہو کیا تاب اے عشق
شکوۂ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری

آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مرجانے دو
خود کھڑے رہتے ہو نہ منظور ہی رخصت میری

یار آیا ہی شب وعدہ کہ تصویر اُسکی
دیکھتا ہی کوئی بیٹھا ہوا صورت میری

ٹھوکر اک لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین
آلگی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری

بیخبر عشق دو عالم سے کیے دیتا ہی
دل سے کہتا ہون خبر لیجیے حضرت میری

روئے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے
وہ تو ہنستے بھی نہین سنکے مصیبت میری

منہ لگائین تو سمجھ کر کے لگائین مجکو
کچھ نہ بن آئیگا بگڑے گی جو عادت میری

یار کو ڈھونڈھ نکالین گی یہ کہین ہی جلال
کچھ پتا دل کا لگائیگی تو حسرت میری

اُس غزل پر تو اُس قاتل عالم نے کبھی مارا کبھی جلایا ایک ایک شعر کو سو سو طرح تبایا تپانے مین کبھی جنگل کبھی باغ دیوانہ بن کبھی نقشہ محبوب کبھی صورت مطلوب کبھی سینہ پہ ہاتھ رکھے

سسکیان بھرنا کبھی سامنے مشتاقون کے مچلنا کبھی دل عاشق پاسے نگارین سے ملنا اب تو
روپیہ اشرفی برسنے لگا بیل پڑنے لگی کہین ایک بنیا مہاجن بیچارا آفت کا مارا اس جلسہ مین آ پھنسا
رسالدار نے پانچ دیے اُسنے دس پھینکے رسالدار بیچارے دس کماتے ہین پچاس اُٹھاتے ہین
آج جلسہ کے خرچ کے واسطے سود و سو روپیہ قرض لیکر چلے تھے وہ دیکھتے دیکھتے بازار مین صرف ہوا
مہاجن نے جب ٹمینٹ ٹٹولا یہ گھبرائے چاہا جیب مین سے نکالکر تلوار دیدین نائکہ نے چٹکی لی مٹھی
روپیون کی پہلو مین رکھدی اشارہ کیا ہمسے لیتے جاؤ بی لذت بخش کو دیتے جاؤ بنیے کو لٹنے دو
ہمارا نفع اُسکا نقصان تمھارا ہمپر احسان رسالدار صاحب یا تو بدلگامی کرنے کو تھے قدم تھم گئے
اب تو بیل دینے پر جم گئے بنیا دم بھر مین لٹ گیا آخر چوتڑ جھاڑ کے بی امیر بخش سلام کہکے
اٹھ بھاگا بعد اسکے جانے کے ہنسی دل لگی ہونے لگی اسیطرح دس آتے ہین پانچ جاتے ہین سازندے
سازکر کے تماش بینون کو لگا کے لاتے ہین جو بانکا ترچھا ملا اسکا ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور کمین
سے ایک بائی آئی ہے کیا خوب گاتی ہے چلکر دو چیزین سن لیجیے اِس کوچہ مین جو آیا لٹا ہنستا ہوا آیا
روتا ہوا گیا بعض تو خرچی چکا کر رہے ہین بعض خرچی چکاتے ہین ساتھ کے یارون سے
کہ رہے ہین بھائی یاران ہم پیشہ یہی کھیل کھیلتے ہین ایک شب سے زیادہ دوسری شب رنڈی
کے یہان نہین آتے تین سو کسبیون کے نام فرد پر لکھے ہین مگر ہر روز خانگیون کی ڈولیان
آتی ہین اوباش گرستون کو لگا لاتے ہین ہر خیمہ مین رنڈیون کے یہی ہنگامہ ہے کہین سوز کہین
ساز کہین راز کہین نیاز عیاران لشکر اسلام ہر سمت جاتے ہین خواجہ عمرو کی تلاش ہر مقام سے
جو کسبیون کے بڑھے ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ کلان استادہ ہے اسمین نوجوان جمع
ہین دف بج رہا ہے خیال میر شوکت حسین صاحب سحر کے باواز بلند گائے جاتے ہین —

بجتا ہے رباب اور مرچنگ　　دارے کا بجا ہے اک رنگ　　کچھ بیٹھے ہین اُسمین کلغی والے
طرے والے ہین کچھ نرالے　　کچھ دارا بجا کے گا رہے ہین　　کچھ جھوم کے تان اڑا رہے ہین
گاتے ہین خیال یہ سحر کا　　جلوہ جسمین ہے سب قمر کا

خیال تلازمہ بسنت شاعر بنظیر عالی استعداد جناب میر شوکت حسین صاحب
المتخلص بہ سحر جوگ بہلا

بسنت آیا ہی شور ہر سو ہی بلبلون کا ہر اک چمن مین
وہ پھولا ٹیسو لگی ہی آتش چنار جلتے ہین سارے بن مین
سمایا ہی رنگ زعفرانی ہر ایک نسرین و نسترن مین
خدا کی قدرت کا ہی تماشا کہ زردی آئی ہی یاسمن مین
ہی بیلا البیلا ین دکھاتا کہ زرد پوشاک ہی بدن مین
چنبیلی کیا گل کھلا رہی ہی چٹک ہی غنچہ کی ہر سخن مین
نہین ہین پھولے سماتے غنچے خوشی کے مارے خود اپنے تن مین
بھرے ہین گلچین کی جھولیون مین وہ پھول بکھرے جو تھے چمن مین

قطعہ
دی ہی خبر بہار کی لا کر نسیم نے
صیاد کو ڈرایا ہی امید و بیم نے
مہکا دیا چمن کو گلون کی شمیم نے
شادی رچائی بلبلون کے دل دو نیم نے

شگفتگی کا بھرا ہی پانی ہر اک تھالی کے بیچ گلشن مین

چوک دوسرا تلازمہ بسنت مصنفہ سحر

[illegible]ل یرقان ہی چشم نرگس ابھی ہی البیلی بالے بن مین
کہ مشک بھی لگی ہوئی ہی گلون پہ حسرت ہی انجمن مین
تمام رستے جنیا سے ہو رہے ہین کرائی تو بھی اب اِس وطن مین
بسنتی پوشاک ہی جو پہنے بہار کیا آگئی چمن مین
نہین ہی جوہی کا کام یان کچھ سمائیگا سوتیا بن مین
بہار گیندے کی آج کل ہی بسنت آیا ہی ہر چمن مین

قطعہ
اُجڑا ہوا چمن یہ پھر آباد ہو گیا
شادان ہر ایک بلبل ناشاد ہو گیا
استادہ پیشوائی کو شمشاد ہو گیا
پژمردہ غم سے اب دل صیاد ہو گیا

خوشی سے سنبل کو وجد یہ ہی اکڑ رہا ہی وہ بانکپن مین

چوک تیسرا مصنفہ سحر

بسنت کا رنگ جم گیا ہی حلب مین تاتار مین ختن مین

ہر ایک دشت وجبال و بر مین ہر ایک دریا مین اور چمن مین
بسنتی سبزہ ہی یون روش پر عقیق یا زرد ہین یمن مین
یہ زعفرانی ہی فرش مخمل گاون کی خاطر ہر اک چمن مین
کہین یہ ہی شور فاختہ کا کہین پہ قمری ہی ہر سخن مین
کھلا ہوا پھول یا کہ غنچہ کہین پہ بلبل کے ہی دہن مین

قطعہ
دیکھو ہزار رنگ پہ گلزار آج ہی
اب تخت زعفرانی کی بھی احتیاج ہی
مرغان خوش نوا کا فلک پر مزاج ہی
ہر گلبدن کے سر پہ بسنتی جو تاج ہی

نہین ہی کمو تا کھرا ہی ہر گل ہر ایک ثابت قدم چمن مین

چوک چوتھا مع تخلص استادان خیال

رسا لگر کا ہی زعفرانی لباس تو عمدہ ہی بدن مین
مداری کپڑے بسنتی پہنے ہوے ہین داخل اس انجمن مین
اگر ہی ہیرا کا لال چہرہ پہ زرد پوشاک ہی بدن مین
بٹھا ٹھ عاشق علی کے دیکھا کڑے آے ہین بانکپن مین
گئی خزان اور بہار آئی سحر بہار ے بھی اب چمن مین
اسی سے شہرہ ہی لکھنو کا یمن مین چین مین حلب ختن مین

قطعہ
چرچا رہیگا چنگ و سرود رباب کا
دورہ وہ ہر طرف کو شراب و کباب کا
دھرپت کی تان راگ خیال جناب کا
پری مین آج اٹھیگا مزہ کچھ شباب کا

یہ رات گذری گی عیش مین سب بسنتی جلوے گلبدن مین

اس جلسہ کو دیکھکر جوان کمسن پریعقیل نہیر اوصاف مین مصروف ہین کہ کس کا مل نے یہ رنگ جمایا ہی کیا کیا خیال مین غزل کا بھی لطف ہی ٹھمری کا مزہ ہی مصنف نے کیا کام کیا ہر بڑا خون جگر کھایا ہی کس کس مضمون کے خیال نظم فرمائے ہین باغ پہ بہار سامنے بنا کر دکھائے ہین کیا فصل بسنت کے سماں مین دل نشین ہین پڑھنے والے بھی جوانان فصاحت آئین ہین جی چاہتا ہی صبح تک سیان سحر کے خیال سنین بیان سے قدم نہ ہٹا ہین عیاران لشکر اسلام اس مقام پر بھی دیر تک ٹھہرے

غرض خواجہ عمرو کی چہار جانب جستجو کی اس چمن مین بھی اپنے پھول کی بو نہ پائی آگے بڑھے ایک عجب تو بڑے جگمگٹے دیکھے جوانان شیر دل کی آواز آرہی ہے یا ہو کے نعروں سے زمین تھرا رہی ہے کسی سے پوچھا اس مقام پر کیا جلسہ ہے ایک نے کہا بھائی اسی مقام پر تو سارا میلہ ہے اول صاحبان آبرو پیروان حضرت خضر و الیاس حق شناس نیک اساس دریا دل پاک از زشتی شہر نا پرسان کے سارے بہشتی حق نیوش مشک بدوش بجوش و خروش آکر جمع ہوئے ہین ایک جانب ظاہر کے میلے دل کے اُجلے جنکی ذات سے تمام وضیع و شریف سفید پوش ہوتے ہین کثافت لباس کو دھوتے ہین صاحبان شست و شو خوش خو صاحب حسن و خوبی سارے شہر کے دھوبی آکر ڈٹے ہین دونون فرقون مین معرکے پڑ گئے ہین کیا کیا عمدہ عمدہ کھنڈ گاتے ہین جو نہین سمجھے ہین وہ اُسکو بالکھنڈ بتلاتے ہین اگر کھنڈ کرنیین صاحب زراست سے دھنین مثنویان دلچسپ مضامین عمدہ شاعران نامی نے اسطور مین نظم کیا ہے ان صاحبون کو یاد کرا دیا ہے یہی سب جوان گاتے ہین ہر میلے مین آتے ہین عیارون کو اشتیاق ہوا اس جلسہ مین آکر پہونچے دیکھا بڑی بڑی انٹین بجائے فرش رکھی ہین ایک جانب سقے کھاروے کی لنگیان دہری مرزئی پگڑیان سرون پر زری کے جوتے ڈٹے ہوئے ہین دوسری جانب دھوبیون کا پرا جما ہوا ہے انگرکھے جامدانی کے اُجلے صاف و شفاف پائجامے مین سکہ کے گر میلے ایک پائچہ چڑھا ہوا ایک اُترا ہوا تیوریون پر بل پڑا ہوا ہاتھون مین چاندی کے کڑے گلے مین لقرئی زنجیرین گاوریان کھائے ہوئے کنٹھے دار جوتی چڑھائے ہوئے دونون فرقے ڈٹے ہوئے ہین بڑے لطف سے یہ کھنڈ تصنیف

میر شوکت حسین صاحب سحر کے گا رہے ہین کھنڈ

دھوبی سقو نکے ہین مقابل
سرسے وہ مُنڈاسے ہین اُتار کے

سب کھنڈ کے گانے پر ہین مائل
گاتے ہین یہ کھنڈ ہاتھ پھیلا

اُجلے میلے ہین دھوبی سارے
دیتے ہین جواب دھوبی چیلا

کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب تخلص سحر لکھنوی اول سوال سقون کا

ایک کامل اُنمین آگے بڑھا اپنے کان پر ہاتھ رکھکر پکارا

ہان ہان او میرے میان

سقو بھائی دو چار سقون کے نارے
اب عاشق کے دل مین ہیبت بیٹھ رہے

صبا لے کے جو چمن میں اشارے — تو غنچے چٹک کر یکایک پکارے

چلو بلبلو آئی ہے اب بہارے

جواب دھوبیوں کا

ایک دھوبی بھی آگے بڑھا اور یہ نعرہ مارا

ہان ہان او میرے پیارے

خوشی سے نہ گلبن جو پھولے سماتے — تو مرغان گلشن میں اترانے آتے
اکڑ کر دین شمشاد جوبن دکھاتے — خبر لا کے ہر یک چمن میں سناتے

کہو باغبان سے کہ گلشن سنوارے

دوسرا اسٹون کا

صنم آج گر وصل ہو تو مزا ہے — گھٹا چھائی ہے اور چمن پر فضا ہے
مے لالہ گون با دلِ پر صفا ہے — بھرے جام ساقی یہی کہہ رہا ہے

کہ پیتے شراب تو کچھ ہو خمارے

ارے او میرے میان

تو میرا ہے دلدار — میں تیرا بچپن کا یار — پیارے جلدی آؤ — عاشق کے گلے لگ جاؤ

جواب دھوبیوں کا

فلک نے مرے حال پر رحم کھایا — کہ وہ ماہرو میرے گھر آج آیا
مجھے سادہ پن یار جانی کا بھایا — کہ آتے ہی مجھ کو گلے سے لگایا

سحر کا دماغ اب فلک پر ہے بارے

او میرے میان

تو میرا ہے پیارا — میں نے تجھ پر جی اپنا وارا — دل تیرے نذر کیا — حسن تیرا مول لیا

سامعین میں چرچے ہو رہے ہیں کہ آج تیسرا دن ہے کہ دھوبیوں کی جان کو کلپ رہے ہیں بڑا کرنے پر آمادہ ہیں کہتے ہیں خوب گندی کرینگے انکی استری لیتے دھوبی پاٹہ کرینگے جب تو پیچ میں آئینگے ایک کہتا ہے بھائی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ادھر دھوبی بھی جوش میں کہتے ہیں ہم

بہشتیون کو سوندن مین ملوا لینگے ڈول رشک چھوڑ کر بھاگین گے خاک پھانکتے ہین ابھی سے کنوین جھانکتے ہین اب آبرو پہ بنیگی ہمارے اِنکے خوب چھنیگی پناہ پانی مشکل ہوگی ہمارے اُنکے تکرار باحاصل ہوگی عیاران لشکر اسلام نے ہر ایک مقام پر ٹھہر کر تلاش عمرو کی ابتک ملاقات نہوئی ایک طرف بازار مین دیکھا بڑا ہنگامہ ہو مرچڑے چاقو ہاتھ مین سر پر چرکے لگے ہوے خون بہا کر پیسہ لیتے ہین بڑا کمال حاصل کیا ہی ایک پیسہ اُنکا خونبہا ہی ایک جانب گرزمار و وفر مین لگا مین پیسہ لیا ایک طرف شیدی جھنجھنے ہاتھ مین شلنگین لگا رہے ہین جہان اُڑے گنڈا لیکر ٹلے ایک مقام پر سترے شاہی فقیر لیے ہوے ڈنڈے بجاکے یہ بانی کہ رہے ہین قطعہ یعنی بانی

صدقہ نانک شاہ کا بھنڈارے بھرپور | جگ جگ جیے لاڑلی بجتی بزم جاہی
آٹھ پہر جو لیتھ گھڑی گھر بر بسے نور | شاد ہو روح ساری کہتے ہیں شاہی

عجب رنگ پر میلہ ہی کل شہرون کے دکاندار ہر مقام پر تنے کلورکی بہار خریدار بیوپاری وہ اشیاء نادرہ کہ مشتری فلک جان دیکے خریدے سکندر ایسا بادشاہ اگر اِس میلے مین آئے مثل آئینہ حیران ہو جائے جمشید نے کبھی ایسا جلسہ آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا جام جہان نما مین آغاز و انجام اُس نیکنام کو ثابت نہوتا کاسہ ہاے چینی دکانون کے اُسکے جام سے بہتر جابجا جلسون مین نازنینان چو بیگم آٹھ پہر مین میلہ خوب جما ہی دکانین نہایت لطف سے آراستہ تاجرون کے اسباب بےتکلف سے پیراستہ کوچہ ہاے بازار دلچسپ سے کوچۂ زلف محبوب کا نشان ملتا ہی غنچۂ آرزوے عاشقان اِس بازار رشک گلزار کو دیکھکر کھلتا ہی دکانون مین تصویرین دلپذیر اگر مانی و بہزاد ہوتے آہ کھینچتے یا تصویرکشی سے ہاتھ کھینچتے اگر کسی عاشق مزاج کا اُس کوچہ مین گذر ہوتا تصویرونکو دیکھکر مثل تصویر تصور خاموش حیرت کا جوش

تعریف میلہ و بازار نظم دلچسپ مین یہ نظم بھرتی نہین ہی نہایت پاک و صاف ہی بےتکلف میلے کا نظم اوصاف ہے

کہان ایسی بازار آئینہ بند
دکانین نظر آتی ہین کان حسن
کبھی ایسے سوداگر آئے نہ تھے
سب اشیا و اجناس نایاب ہین

دکانین ہین ایسی کہان دلپسند
سجاوٹ دکانون کی ایسی پری
کبھی مال تاجر لائے نہ تھے
کبھی تھین نہ ایسی خریداریان

جو بازار مین یوسفان حسن
کہ سو جان سے ہونگے مشتری
گرانمایہ ہین جتنے اسباب ہین
نہ ہر جنس کی گرم بازاریان

ہراک شی جواہر کی تولون بکی
کسی جنس کا نقد سامان ہی مول
کسی سمت بزازہ آراستہ
دکانین ہین آنکی جواہر کی کان
ندیکھے تھے یہ شیشۂ پر بہار
دکھوے نگہ اپنی نیرنگیان
صفا خیز سب آئینے نور کے
فلک عکس سے جسکے ہو جا سبز
کہین ہین وہ ہمشکل حلوا فروش
دکھاتی ہی شیرین ادائی کا لطف
بھرے خرمے کتنے نزاکت سرشت
وہ شیرین لبونمین نہ پایا مزہ
مچھلی ہین وہان نعمتین بیشمار
وہین آکے پیتے ہین میکش شراب
کہین چنڈول والون کا بازار ہی
عجائب ہی جو ہی عجب ہو گیا
دکانین کہین دور تک عطر کی
کسی عطر مین سنبل تر کی بو
کوئی نکہت ایسی کہ لیجائے ہوش
جمائے ہوے شل بان اپنا رنگ
جسے وہ گاوری بنا کر کھلائے
تماشائیون کا اسی جا ہجوم
وہ شوخ دیرید وہین جلوہ گر

ہراک چیز یوسف کے مولون بکی
کوئی چیز وہ جسکی قیمت ہی دل
کسی سمت صراف ہیں آراستہ
دکانین کہین شیشہ آلات کی
نرکی تھی کبھی سیر مینا نگار
ضیا بار لیسے صفا کنول
دل آویز سب جھاڑ بلور کے
کہین شیشۂ سبز پر تو فگن
سمجھیے جنہین من و سلوا فروش
جلیبی مزے شیرۂ جان کے دے
پسند آئے حورونکو جو در بہشت
لگائے ہوے ہین کہین مطبخی
مطنجن مزعفر مربے اچار
کبابون کی گرمی مین کیا گفتگو
دہان کی ہوا تک بھی گلبار ہی
چنبیلی کی کثرت ہی بیلے کا جوش
بساتی ہی کڑھے مہک عطر کی
کسی بو پہ مائل نسیم چمن
کسی بو سے بیہوش کو آئے ہوش
یہ سرسبزی حسن کا حال ہی
وہ خود قتل کا اپنے بیڑا اٹھائے
حقیقت مین وان ہی سمان قہر کا
ادھر کچھ جوان حسین کچھ ادھر

کسی مال کا مایۂ جان ہی مول
سمجھتا ہی مفلس غنیمت ہی دل
کہین جوہری ہین لگائے دکان
جہان رنگ شوخی خیالات کی
وہ جلوہ دکھاتی تھین مردنگیان
بجھا ہو تو روشن ہو دلکا کنول
کہین جلوہ آرا ہے مینا سے بجر
بناوے جو میلے کا گل پیرہن
بیان کیجیے کیا مٹھائی کا لطف
اگر امرتی کھاے امرت نہ لے
جو قند مکرر مین آیا مزہ
دکانین طبقہائے نعمات کی
کبابی جہان بھونتے ہین کباب
کہ بے چین کردیتی ہی جسکی بو
نرالی ہی سنبو نیا موتیا
وہین پر زیادہ ہی بیلے کا جوش
کسی عطر مین ہی گل تر کی بو
کسی بو پہ عاشق شمیم چمن
تنبولن بھی بیٹھی ہی اک شوخ و شنگ
زبان جسکی تعریف مین لال ہی
کسی سمت ساقن کے جوبن کی دھوم
کھنچی ہی وہان سائبان لونڈ کا
جسے بھر کے حقہ پلاتی ہی وہ

دھومین اُس جا کی اڑاتی ہی وہ　　عیاران جانباز ہر جلسہ مین جاتے ہین جلسہ دیکھنے کا کسکو ہوش

ہی دریاے مصیبت کا جوش صاف یہ ہی کہ سارے میلے کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین
چھان ڈالا ابھی تک تو کہین پتا نملا ناگاہ سلطان انجم سپاہ پر شکست کے سامان نظر آئے سنان
چرخ نیلی فام پر چلبلائے فوج شعاع تیز خطر کی بصد شد و مد معرکہ میدان فلک پر آمد آمد ہوئی شہنشاہ
ظلمت کو مقابلہ و مجادلہ کی کد ہوئی ہر چند چاہا جوانان سیارگان کو میدان رزم مین جماؤن شان و
شوکت و جلالت دکھاؤن لیکن صاف ثابت ہوا کہ وقت تنگ ہی شہنشاہ زرین پوش اقلیم روز آمادۂ
جنگ ہی آخر قلعۂ مغرب مین جاکر محصور ہوا داخلۂ فوج ضیاے آفتاب عالمتاب سے ظلمت کدہ
عالم پر نور ہوا

نظم مصنف

برآمد ہوا شاہ گیتی فروز　　درخشندہ کامل جہار دے روز
چمکنے لگے ذرہ ہاے زمین　　منور ہوا صاف چرخ برین
طیوران صحرا ہوے نغمہ خوان　　برآمد ہوا اسد با عز و شان

عیاران اسلام بیقرار و ناکام شہر ناپرسان سے متردد و پریشان

نکلے لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ مین آئے دیکھا لشکر مین شب سے کمر بندی ہی اپنے اپنے افسرون کے
ساتھ خیمون مین بارگاہون مین جمع ہین اشارون کے مشتاق ہین جرات و شوکت مین طاق ہین
عیار بارگاہ مہرخ مین آئے دیکھا ملکہ مہرخ تخت پر کرسیون پر شاہ و شہریار زادیان بصد کر و فر دریاے
سلاح جنگ مین غوطہ مارے ہوئے آمادۂ جانبازی مصروف ذکر جلالت اسد غازی عیار دعا و ثناے
شاہنشاہی بجا لائے عرض کی ای غازیان صف شکن و ای شورشعاران شمشیر زن کل صبح کو آپکی
خدمت سے رخصت ہوئے تھے آٹھ پہر شہر ناپرسان مین رہے جو کچھ کہ آنکھون سے دیکھا کیا
عرض کرین از شہر ناپرسان تا کوہ بلور فوجون کے جمگھٹے ہین سرداران افراسیاب مع فوجہاے
جنگی آگئے ہین پیک نگاہ کا گزرنا دشوار ہی ہر ایک بجیا آمادہ حرب و پیکار ہی ملکہ مہرخ نے کہا
ہمین مرنا جان دینا ہی مرنے والے کے نزدیک ایک دور کر در برابر ہین ای عیاران خجستہ گزار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی کہین ملے یا نہین چالاک نے کہا کہ ابھی تک زیارت نصیب نہین
ہوئی بہت کوشش کی مہتر قران نے کہا وہ مکر سے غافل نہونگے خدا انکو زندہ رکھے جامع المتفرقین
آنسے ملائے زیارت سے مشرف ہون صرف آپ صاحبون کو خبر کرنے آگئے تھے خدا حافظ پھر جاتے
ہین اب صبح کو اگر حیات باقی ہی زندہ ملینگے ورنہ لاشے ہمارے زیر دار اسد نامدار پڑے ہونگے

ملکہ مہرخ نے کہا آج کی شب شب قیامت ہے چند ساعت میں وسط سما پر جاکر ٹھہرینگے وقت کے منتظر رہینگے
جب افراسیاب ہمارے آقائے نامدار کو گنبد نور سے نکالیگا جو بن پڑیگا وہ کرینگے زبان سے
کچھ نہیں کہتے جو منظور خدائے کارساز کو مگر یار وافسوس صد ہزار افسوس ایک شب بیچ مین باقی ہے
کوئی تدبیر معقول نہوئی ہائے سعادت ابدی حصہ دل نہوئی خواجہ عمرو کا ہے سے چھوٹنا بجز استم ہوا اگر
وہ ہوتے مرنا بھی ایک تدبیر کے ساتھ ہوتا اب خدمت ہی عرض ہے جان دینا ہمپر فرض ہے یہ ہنگامہ
دیکھکر دل پراُس پری زادہ مہ ناز دلفریب نازنین حسین الماس پوش پکیا گذری ہوگی جیتی جی مرتی
ہوگی دھڑکون مین اُسکی جان جاتی ہوگی وہ عاشق صادق زنجیر مردہ زیر گنبد نور آئیگا آخر مین
افراسیاب پچھتائیگا ملکہ مہرخ نے کہا صاحب جو وہ بیچاری عیش پسند نشۂ سلطنت مین چور اپنے سحر وساحری
پر مغرور اُس ہوئے کو کسی کے جینے کی خوشی نہ مرنے کا غم ہم لٹتے ہین سامان تباہی طاہر ہے
دل کے حال سے پروردگار واقف ہے کلیجہ چیر کر کسکو دکھائین زمین شق ہو سما جائین مان نے اسکی
کمسنی مین انتقال کیا خون جگر پلا کر پالا آنکی تقدیر کے نوشتے کو نہ دیکھا کہ کاتب قدرت نے
کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر یہ مضمون مصیبت خیز لکھا ہے کہ چودھوان برس بھاری ہوگا جب سے یہ
سال شروع ہوا ہم بلائین لیا کرتے تھے شعر چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیرہ گھٹنے لگتا ہے یہ
چاردہ پورا ہوکر رہا جو ہر سال صدقہ اُتارتی تھی اپنی جان نثار دارتی تھی اس سال مین تقدیر نے
بھلا دیا تصدق میری بچی پر سے نہ اُترنے پایا جس دن سے صحرائے حیرت کی سلطنت ملی دل مین
مجھ بدنصیب کے دھڑکن پیدا ہوئی حرامزادی لکا تہ فاحشہ صندل جادو کو بچی کا نگہبان کیا مجھے
دردسر پیدا ہوا کہا کرتی تھی کہ اُس فاحشہ کے اطوار دیکھکر لڑکی کو اُسکی نہ ہوا لگے ابھی کچی لکڑی ہے
ہر طرف جھک سکتی ہے مین جب جاکر کہتی تھی کہ بی بی دو چار دن کو گھر چلو میرے کلبۂ احزان کو نور جمال
سے منور کرو کھیل کود مین پڑی تھین کل آؤنگی کہکر ٹال دیتی تھین مین باغ کو شیشہ آلات سے آراستہ
کرتی تھی دن رات انتظار مین گذر جاتا تھا جب آفتاب جمال نہ طالع ہوتا تھا بغیرت بنکر
پھر جاتی تھی بلائین ایکر کلمات شکایت آمیز جو میری زبان سے نکلتے تھے صاحبو اُنکی ہٹ دھرمی
کا کیا ذکر کرون نانی امان کہکر لپٹ جاتی تھی جہان ذرا غصہ کیا رونے لگتی تھی جو تحفے ملکون سے آتے
تھے چھپا رکھتی تھی مین کہتی تھی بی بی تمنے نوش کیا جواب اُسکا یہ تھا کہ نانی امان تم بغیر ہمارے

حلق سے نہ اُترا ہم تم ساتھ کھائیں جب مین گئی بے کھانا کھلائے نہ آنے دیا اُس اپنی ماہ تابان کو کہان
پاؤن چھیڑے پانوؤن مین باندھ کر جنگل و صحرا مین نکل جاؤن اپنے غزال دیدہ کو کس بن مین ڈھونڈھون
اس بیان پر ملکہ مہرخ کی بارگاہ فلک اشتباہ مین شور گریہ وزاری بلند ہوا بہار سکی بجلی لگ گئی باغبان
قدرت نے گریبان چاک کیا ملکہ سرخ موے کا کلکشا بال نوچنے لگی شکیل جادو بھانجی کا
نام لیکر بہت رویا تلوار ٹیک کر اُٹھا کہا مادر مہربان آپ کا رونا ہمسے نہین دیکھا جاتا ہم ابھی جا کر جان
دیتے ہین یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرے ملکہ مہرخ نے دامن تھام لیا کہا اے باعث قوت دل توانائی قلب
و جگر اے نور نظر آب تمہارے جمال کو دیکھکر جیتے ہین ہمارے بعد جان دینا پہلے ہمکو دفن کر لینا پھر تمکو
اختیار ہے ملکہ نے کہا بیٹا ہماری وصیت آخر گوش ہوش سے سنو جسوقت ہم سبھون کا بیان خاتمہ ہو
یعنے لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مرجائین وصیت اول یہ ہے اگر ہو سکے تو لاش اُٹھانے کی تدبیر کرنا اگر
ممکن نہو اے جان مادر اپنی خدمت مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کے پہونچانا ہم
کشتگان حسرت و یاس کا تفصیل سُنانا بقیہ عمر خدمت مین آقا کی بسر کرنا انکی غلامی کا دم بھرنا یقین کامل ہے
اپنے لونڈی غلامون کے خون کا عوض لینے طلسم ہوش ربا مین ضرور آئینگے آقا کے ساتھ آنا لونڈیون کی
قبرون کا نشان بتانا عرض کرنا کہ سورۂ فاتحہ سے اپنے نمکخوارون کو یاد کیجیے روحونکو شاد کیجیے شکیل
قدمون سے ماں کے لپٹ کر چیخ مار کر رویا عرض کی مادر مہربان یہ آپ نے کیا نصیحت کی کیسی ہدایت
کی خدا اُس روز تک سلام کو نہ رکھے کہ حضور قتل ہون مین روسیاہ لیکر خدمت مین صاحبقران کی
جاؤن اس گلشن بےخزان کے بربادی کی خبر سناؤن آپکے قدمون کے نیچے ہمارے واسطے بہشت
عنبر سرشت ہے ہم قدمون کو نہ چھوڑینگے آپ سے پیشتر جان دینگے ملکہ مہرخ نے گلے لگا لیا کہا اے نور نظر
تمہارے دیدار سے روح کو راحت آنکھونکو بصارت حاصل ہوتی ہے تسکین دل ہوتی ہے ہم تم سب ساتھ جان
دینگے اپنی فوج کو مخفی مخفی تیار رکھو شام کے منتظر ہو انشاء اللہ جلکر قیامتین برپا کرینگے دریائے خون بہا دینگے
وہ تلوار چلیگی کہ افراسیاب بھی تمام عمر یاد کریگا کیا ہم اکیلے مرینگے اُسکے خراج گزارون کے نام مٹا دینگے
سب نمکحرام جمع ہوئے ہین کیا مقابلہ کرینگے بودے ہین بھاگ جائینگے پشت دکھائینگے یہ دو حیا
نمکحرام شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن جادو بڑے غرور کرتے ہین اپنے ولینعمت کو گرفتار کرایا نمکحرامی کرکے
عہدہ سلطنت کا پایا انشاء اللہ بحول قوت الٰہی و بعنایت فیوض نامتناہی اس ملک کو اسلام آباد

کرینگے جبھی تک مجبور ہین کہ جبتک طلسم کشا اندرون گنبد نور ہی ہر چاپنار مجبور ہی گنبد نور سے باہر
تولاے پھر تماشا دیکھیے بارہ لاکھ گلا بحجر دارمین ہوگا جب بارہ لاکھ مرلینگے تب طلسم کشا کو کفار قتل
کرینگے اس مرنے مین ہفت اقلیم مین ہمارا نام ہی جان نثاران نمکخوار کا یہی کام ہی ایک دن مرنا ضرور ہی
اسطرح کے جان دینے مین روح کو راحت قلب کو سرور ہی ان کلمات جرات آیات ملکہ مہرخ سے
سب سردار اٹھ کھڑے ہوسے ملکہ مہرخ سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے اگر تجھ ایسا بادشاہ ہمارے
ہمراہ ہی ہمکو کیا پروا ہی دن بھر لشکر اسلام مین یہی کلام رہے مطبخ سرد پڑے مین باب عیش ونشاط
مسدود ایک ایک متنفس جان دینے کو موجود جب دن قلیل رہا عیاران اسلام صورتین تبدیل
کرکے الگ الگ شہر نا پرسان مین آے میلہ جلسہ مبہم تمتی پر ہی چالاک وبرق نے اپنے کو شکل
ساحران جلیل عرصہ قلیل مین بارگاہ حیرت مین پہونچایا دیکھا مجمع تاجداران سے بارگاہ حیرت مین
تل رکھنے کی جگہ نہین ہی یکایک جلسہ مین ہنگامہ برپا ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی علامت
آمد شہنشاہ ظاہر ہی اٹھارہ سو تاجدار اپنے مقام سے اٹھے بیرون بارگاہ آکر پرے جمائے برق اور
چالاک بھی گمراہون مین یکایک آسمان پیلک ہاے ابر ہفت رنگ کمال رعنائی وزیبائی سے
ظاہر ہوئے سات رنگ کے ابر الگ الگ ایک جانب ابر گلنار صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یاقوت احمر
کا پہاڑ ہی یا شفق پھولی یا خون برسیگا یا ظاہر ہی کہ بہرام فلک سرخ پوش ہی قہر وغضب کا جوش ہی ایک
سمت لکہ ابر زعفرانی پر بہار ہی یا شگفتہ مین زعفران زار ہی ایک طرف ابر کبود رنگ نہایت شوخ
وشنگ کہین لکہ ابر سیاہ بصورت اژدرہیب کینہ خواہ برآمد ابر علیحدہ علیحدہ صنعت سحر سے آنکو آراستہ
کیا ہی مصنوعات ممالک ہر ابر سے ظاہر ابر سرخ کو بہ نگاہ غور دیکھو سکندر ودارا کی لڑائی کے مرقع حسن تدبیر
سے آراستہ کیے صاف کھلتا ہی کہ دونون بادشاہ برائے مقابلہ جمے ہوے ہین فوجون کی دھوم لشکر وکا
ہجوم بخوبی ظاہر ہوتا ہی کسی جانب مرقع مدائن تختگاہ نوشیروان بصد عظم وشان نمایان یعنی تخت سلطنت
پر نوشیروان ملک العادل کسری دربار سردارون سے مملو گرداگرد شاہان خوشرو چھ سو حکیم چھ سو ندیم
بارہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو دعویداران سلطنت بصد تمکنت کروڑ سوار کا افسر ایک سے ایک بہتر وبرتر
خودسر مغرور متکبر موجود مین عیش وفرحت کا سامان رقاصان پریچہرہ حاضر حیدر ایسا دل ناظر ساتھ ابرون
مین ہفت اقلیم کا نمونہ زیرا برہ رود رید تخت جو ہر نگار افراسیاب تاج یاقوت نگار سر پر قباے قلمکار

زیبا جسم خود سر تیون سکے مارے کنٹھے یاقوت احمر کے رنگے و نور تن الماس کے دریا سے جواہر میں مگر طرہ ابرو دون پر بل بارہ ہزار پر پیادان جو رنشاد طریقہ سحر و افسون مین استاد عارض چاند کے ٹکڑے ابرو ہلال عید آنکھین نرگس شہلا لب لعلین پھول کی پنکھڑیان سراپا سے شوخی عیان قریب تخت افراسیاب ساز بجے ابر سے موتی برستے ہوئے بکبر و نخوت تمام یہ بدانجام اپنے خراجگزارون کے لشکر پر نگاہ ڈالتا ہوا جادو لشکرون کے دیکھکر پھولا ہوا شل گدھے کے مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا تاج پر ہاتھ چلا جاتا ہی کجکلاہی دکھاتا ہی اس زور و شور سے آمد افراسیاب جادو ہوئی بارہ کوس کے گرد مین کوئی ایسا نہ تھا کہ جو اپنے مقام سے برائے تعظیم نہ اُٹھا ہو شوالون مین گھنٹ و ناقوس کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہوتا تھا اسقدر زر و جواہر لٹایا ہی کہ ایک ایک گدا غنی ہوگیا اس شان و شوکت و جلالت و ہیبت سے افراسیاب کا تخت زمین پر آیا شہنشاہ قوس و شہنشاہ نیلم وغیرہ برائے تسلیم جھکے افراسیاب نے از شفقت لپشت پر انکی ہاتھ رکھا ایک ایک کا بحبت مزاج پوچھا کل تاجدارون نے افراسیاب کو گھیر لیا اب داخل بارگاہ ہوئے افراسیاب کا تخت اکیس زینے بلند بیچ مین بچھا تھا اُسپر متمکن ہوا اٹھارہ سو تاجدار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے اِس کر و فر سے دربار افراسیاب آراستہ ہوا اُسوقت چہرے پر افراسیاب جادو کے نگاہ نہین ٹھہرتی ایک جانب ستون کی آڑ پکڑے ہوئے چوبدار کی شکل پر صاحبقران بنگاہ حیرت دربار افراسیاب کو دیکھ رہے ہین جادوگرنیان کیسی کیسی حسین و جمیل جمع ہین ہرے اِن سب کے جمے ہین تن تن کے بن بن کے سینے اُبھار اُبھار کے جمال اپنے افراسیاب کو دکھا رہی ہین یہ باغ بیخزان سامنے پھولا پھلا آراستہ و پیراستہ ہی اُس مجمع مہ جبینان مین صاحبقران کی جو نگاہ پڑی ایک شعلہ عذار کو دیکھا کہ نہایت حسین کمسن زعفرانی جوڑا زیب جسم زیور پہنکر دقاویز سے زمرد نگار اُسکا عکس جو عارض انور پر پڑتا تھا کھیتی حسن کی سرسبز و شاداب ہوتی تھی ناز و کرشمہ دست لبستہ جلو مین آنکھین دیدہ لیل و نہار کو آنکھ دکھائین چشم نرگس شہلا کو جھپکائین

اشعار

چشم انصاف سے دیکھیں جو تمھاری آنکھیں
سیکڑوں آنکھ طلوعین میں ترے بھی پیاری آنکھیں

چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت میں +
ڈھونڈھتی پھرتی ہیں اُس گل کو ہماری آنکھیں

باغ باغ آنکے اشارون سے ہوا جاتا ہے دل
چل رہی ہیں روش باد بہاری آنکھیں

آتا ہے جو اک برچھی نظر کی تم نے
دیکھنے میں تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھیں

مسدس

قامت وہ ہی کہ جس سے قیامت ہو پائمال
سرو بہشت لکھوں تو ہی راستی کمال
تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال
شاخیں سخن میں نکلیں جو طوبیٰ سے دون مثال

فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو
قد قامت الصلوٰۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو ملے
مثل برق کسی جا پہ وہ نہ ملے
انسان کیا ملک کے جگر میں قدم ہٹے
محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح سے چلے

چلتے ہیں ایسی چال کہ دل ہل جہان ہو
شور نشور حسن بشر کے گمان میں ہو

رفتار سے ہی لغزش مستانہ آشکار
ٹھوکرون سے پیستہ دل عاشق ہیں بار بار
آمد جو باغ خاطر احباب کی بہار
ٹھوکر لگا کے مردون کو کرتے ہیں ہوشیار

جنگل میں پا نیپے تو وہ قیام کر چلے
زندون کی موت کا وہ سرانجام کر چلے

مہتر قران اس زرق و برق کو دیکھ رہے ان کسی مقام پر وہ شوخ و شنگ مثل برق کے قرار نہیں لیتی
سی کسی کے جگر کو ہلا کسی کا منھ چڑھا یا کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو دھکا مار دیا مہتر قران ہنگامہ حیرت
بنے رہا ہے اس نہال بے مثال کو دیکھ کر بیقرار ہے مہتر قران تو اس فکر میں کہ کسی طرح اس مہ جبین کو قبضہ میں کر
آشنا ملجاے تو گود میں اٹھا کے لے بھاگون مگر افراسیاب جادو طرف شہنشاہ نیلم و توسن جادو کے
متوجہ ہوا نیلم نے دست بستہ ہو کر پوچھا اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا کو وہ نیلم پرچے اخبار کے پہونچے حالات
بانی طائران سحر کے سنے کیفیت سنکر ہوش اڑ گئے چند عرصہ میں ایسا انقلاب ہوا تاجداران طلسم پر
خداوند سامری و جمشید کا عتاب ہوا لاکھون آدمی مارا گیا بڑے بڑے مرے کے مشہور ہیں کہ باغی خوب
خوب لڑے کسی قدر اپنی زبان فیض بیان سے ارشاد فرمایئے کہ کیا رنگ ہے ہر شخص اپنی جان سے
تنگ ہے افراسیاب نے کہا اے برادر نہ انقلاب ہے نہ کوئی پیچ و تاب ہے چند لونڈیان غلام نمک حرام
بد انجام باغی ہو کر عمرو کے شریک ہوئے ساحر بھی اکثر مارے گئے چونکہ بدولت رعیت کو کام

فرماتے ہین وہ لوگ بچ جاتے ہین جس روز دل چاہیگا چشم زدن مین شادودانکا راہ عدم دکھا دونگا
ایک شاہزادی ملکہ حیرت صاحب کی ہمشیرہ بی بہار جادو بہن سے لڑین غصہ مین نکل گئین شریک
عمرو ہوئین بس انکا سارا پاس ہے کہ حیرت صاحبہ کو ملال ہوگا باغبان قدرت بھی باغیون مین
شامل ہوا بدولت کا کیا نقصان ہے کل اسد کو قتل کرکے ان سب کو گرفتار کرلاؤنگا اول یقین کامل ہے
کہ بعد قتل طلسم کشا رومال سے ہاتھ باندھکر سب آپ ہی چلے آئینگے خطائین معاف کرائینگے اگر نہ آئے
تو ثابت ہوا کہ ستارہ انکا گردش مین ہے تیر اقبال کا زوال ہوا بدولت سے بچکر کہان جاوینگے یہ
سنکر نیلم نے کہا اے شہنشاہ گردون پناہ ہم دونون بھائی کیسے خیرخواہ ہین طلسم ہوشربا کے پشت پناہ
ہین رائے بیضا ضیا پہ بخوبی روشن ہے ہمسے زیادہ کون انکا دشمن ہے جلسہ قتل طلسم کشا مین ہم دونون
بھائی حاضر ہوے ہین اگر خلاف مزاج شہنشاہی نہو کل بعد قتل طلسم کشا دونون غلامان خیرخواہ کو حکم
محکم ملے کہ جاکر ایک پہر بھر مین سب کی مشکین باندھ لائین یا سر کاٹ لائین دونون امر ممکن ہین یا اپنے
وزیر اعظم مواج بن گرداب آدم خوار کو اشارہ کردون اس جوش و خروش مین جاسکے چشم زدن مین
سب کو ڈبو دے غوطے کھا کھا کے مرین ایسے دریاے سحر مین ڈوبین کہ قیامت تک نہ ابھرین وہ
دریاے سحر کی طغیانی ہو کہ کشتی حیات مسلمانان طوفانی ہو بڑا گھمنڈ مسلمانون کو کوکب روشن ضمیر پر ہے
وہ کیا خود سر جو ابھی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کرین کیسے تو یکہ و تنہا جا پڑین یقین تو ہے کہ آدمی سنکو بھی
کا محو امان ہے طلسم نور افشان مین ملاطم عیان ہے چھوٹی بات کا بڑھانا کیا ضرور ہے تامل کرنا عقل کا قصور ہے
افراسیاب ہنسا کہا اچھا بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ باتین ابھی ناتمام تھین کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ
پیچ و تاب کھاتا ہوا نمایان ہوا برسر بارگاہ برقین چمکین تڑپکر زمین پر گرین آنکھین اہالیان دربار کی جھپک
گئین قران نے دیکھا ایک ماہ پارہ پندرہ سولہ برس کا سن جوانی کی راتین شباب کے دن سراپا مین
خوبی بوٹا سا قد نہال باغ محبوبی ایک ساحرہ سن رسیدہ عقل و فطرت پیشانی سے آشکارا دونون تخت
سے اٹھین براے تسلیم افراسیاب و حیرت خم ہوئین ہر تاجدار سے سن رسیدہ بخلق و مروت ملی وہ مہ جبین سر جھکائے
کھڑی رہی افراسیاب نے سنکر اس عورت سے کہا ملکہ یاران آؤ ہم تمھارے مشتاق تھے تمھاری سرحد مین کہو
خیر و عافیت ہے سر جھکا کر عرض کی اقبال شاہی شریک حال ہے اس ضعیفہ سے پھر کے افراسیاب نے کہا اے ملکہ یاران
جادو آؤ ایک طائفہ کو سن لو دو گھنٹہ ٹھہر و پھر ہم تم باغ سیب مین چلینگے شب وہین بسر کرین گے

صبح کو آکر طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھرینگے ملکہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو کو افراسیاب خانہ خراب نے قریب تخت جگہ دی کرسی جواہر نگار مرصع ہوئی ملکہ ماران زمین کن صف مین شاہزادیون کے متمکن ہوئی اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ گردون پناہ ہماری عرض خیر خواہی سرکار کو یاد ہی ہم نے خبر پائی کہ خبر قتل عمرو ملکہ مہرخ و بہار کو بھیج گئی یہ خبر چار دن مخفی نہو سکی افراسیاب نے جواب دیا تمھارے سامنے ملکہ حیرت کو نامہ لکھا تھا طائر سحر لیکر آیا اسی احتیاط سے کسی جادو کے ہاتھ نہ بھیجا کہ شائد کوئی عیار اسکو گرفتار کرکے نامہ پاجاے اب مابدولت حیران ہین کہ کیسے انکو خبر ہو پہنچائی ہر چند کہ ہم خوب جانتے ہین عیاران اسلام بلا کے ہین کوئی اس دربار مین حاضر ہوگا ملکہ کے ملاحظہ کرکے مین نام پڑھ لیا مگر اسکا کیا خوف ہی مین نے عمرو کو قتل کیا جسکا دعوے ہو وہ ہمسے انتقام لے صاحب اصل تو یہ ہی اگر عمرو نہ قتل ہوتا اس شب کو آفتین برپا کرتا اب کل مسلمان قتل مردے کے ہین یقین ہی کل دست بستہ حاضر ہونگے لونڈیان اور غلام کیا مقابلہ کرینگے وہ ان سب کا پشت پناہ تھا سکارزن کا بادشاہ تھا اصل تو یہ ہی کہ ملکہ اسرار جادو کی صلاح سے وہ قتل ہوا انھون نے بہت معقول صلاح دی قتل مین ساربان زادے کے جلدی کی ورنہ مین ہمیشہ قید کرتا تھا اسکے شاگرد آکر چھڑا لیجاتے تھے دربار مین افراسیاب خانہ خراب کے یہ باتین ہو رہی ہین ہر ایک تجیا آمادہ حرب و پیکار سامان عیش و عشرت مہیا ساقی نیچے جامہاے شراب ارغوانی لیے ہوے اپنے کو پوشاک نفیس سے آراستہ کیے ہوے سرداران بارگاہ کو پلا رہے ہین ناز و کرشمے دکھا رہے ہین مضمون شب مصیبت بارگاہ آفتاب عالمتاب ماجرا کیا اب حیران و پریشان لرزان و ترسان بارنگ زرد گریبان دریدہ جفاے حرارت کشیدہ غم بربادی اہل اسلام سے کاشانۂ مغرب مین جاکر روپوش ہوا شام مصیبت انجام نے صورت دکھائی لیلاے شب نے جوڑا گیسوے مشکین کا کھولا آثار ظلمت سواد شرق سے عیان ہوے ذرہ ہاے ریگ بیابان بھی غم سے خاک مین نہان ہوے ماہ تابان سے شال عزا بر دوش ثابت و سیارگان فلک کو غم و ہم کا جوش

نظم مصنف

یکایک عیان شام غربت ہوئی	مصیبت کی ظاہر علامت ہوئی	
سیاہی وہ اُس رات کی ہولناک	گریبان مہتاب تھا چاک چاک	ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش
کسی کے نہ باقی رہے عقل و ہوش	اندھیرا ابر اک سمت تھا اشک کا	دلون مین غم و رنج کا تھا غبار

کوئی جان دینے پر آمادہ تھا
مصیبت میں تھے سب وہ سرداران
کہیں تھے تو موبال کھولے ہوئے
مشوش نہایت بہ درد و الم
تلاطم میں سردار لشکر تمام

کوئی شکل تصویر استادہ تھا
یہ کہتے تھے لڑ بھڑ کے مر جائینگے
پریشان و منتظر غم و رنج سے
ہوا باغبان کا بھی پژمردہ دل
نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام

کوئی اشکبار و ملول و حزین
مرینگے مگر نام کر جائینگے
شکیل دلاور کو تھا رنج و غم
بہار اس چمن میں دل افسردہ دل
لشکر اسلام میں شب بھر سرداران

دینے پر آمادہ جس لشکر میں شب بھر کٹورا کھنکتا تھا گرم بازاریاں ہوتی تھیں آج شام سے دکانیں بند دوکاندار دردمند بازار میں متاع رنج و مصیبت کی خریداری خریداروں کو بیقراری اشکباری رونق پر بازار نہیں کسی کا کوئی خریدار نہیں اشیاے عیش و عشرت کی گرانی جنس غم و رنج کی ارزانی کاروان اندوہ و الم کا داخلہ ہوا تاجران مسرت و شادمانی نے کوچ کیا اسباب شادی کی کمی مزاج میں درد کا مدار دونکے بہی قافلہ راحت و آرام لٹ گیا اجالی سے دوست سے دوست چھٹ گیا جھنڈے بازاروں کے نشان رنج و مصیبت آشکار باوہ دل عاشق بیقرار پھریرے ہوا اڑتے ہیں یا سر پیٹنے کو بال کھولے ہیں جابجا اندھیرا کہ فوج رنج و الم نے لشکر اسلام کو گھیرا ہے بارگاہ میں ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت دستمار قدرت و ملکہ بلال سحر افگن و شاہزادہ خورشید زریں تاج وغیرہ سرنگون بیٹھے ہیں ملکہ مہرخ نے کہا یارو میں بیٹھے بیٹھے شب بسر کر دے روروکے سحر کردے گے عیاران اسلام گرگے ہیں کہ اب اس مجمع سے ہمارا یہاں تک آنا دشوار ہے جو کچھ ہوسکیگا کر گذرینگے اب پلٹ کے نہ آئینگے یا زیر گنبد نور ہمارے لاشے ہونگے حقیقت میں وہ بیچارے وا ہے برحال کیا کیا کام کریں خبر ہے یا نہیں کہ عیاری میں مصروف ہوں اب یارو تم لوگ بھی اتنی فکر کرو کہ بروقت آج نے اسد نامدار کے گنبد نور سے قریب اپنے آقا کے پہونچ جاؤ ہوسکے تو طلسم کشا کو اپنے قبضے میں کر کے لڑو بہر نوع اپنی جان دو ان کلمات حسرت آیات کو سنکر صاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت حسین و خوبرو ملکہ بہار جادو مہ جبین و رعنا ملکہ مہرخ کو کالکشا صاحب جرأت و صف شکن ملکہ بلال سحر افگن و ساحر بیعدیل شاہزادہ شکیل بارہ ساحران نامدار نے و قار جان نثار سر فروش بادۂ جرأت سے مدہوش اس امر خاص پر آمادہ ہوئے اور ملکہ مہرخ کو صلاح دی کہ آپ لشکر ظفر اثر کو تیار رکھیں ہم بارہ سردار مثل ستاروں کے آسمان میں ڈوبے رہینگے بطور مخفی بروقت سحر آمادۂ مرگ ہو کر لشکر افراسیاب پر گرینگے ممکن ہوگا اسد نامدار و مہ جبین الماس پوش کو اپنے

قبضہ میں کر لینگے اگر آنکو پا سکے اور وہ ہمارے قبضۂ قدرت میں آ گئے تو کل آنے کی تدبیر کرینگے ورنہ
لڑائی میں مصروف ہونگے آپ گوش بر آواز رہیں جب ہم مرنے والوں کے نعروں کی آواز سنیں لشکر
ظفر اثر کو لیکر جہاں تک ہو سکے اپنے کو تا بدروازۂ شہر ناپرسان پہونچائیں بس اب زیادہ صلاح یہ کہ
ہے جامع المتفرقین حافظ حقیقی مالک و مختار ہے ملکہ مہرخ نے اس صلاح کو قبول کیا المختصر خاطر ناظرین
ہو کہ ملکہ حیرت بارگاہ میں مشتاق آمد باغبان قدرت ہیں مگر باغبان گیارہ سرداران نامی
کو لیکر بیرون بارگاہ آیا باغبان نے سحر کیا پر پرواز پیدا کر کے بشکل عقاب بنا پرواز تا ہوا بر سر
شہر ناپرسان اپنے کو بلندی پر پہنچی کیا ملکہ بہار جادو نے طرہ اٹھا کے ہیبت کا اندھیرا چھا گیا اس
تاریکی میں وہ ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی چھپ وہ اس عالم یاس اُڑ کر بلندی پر مقام مذکور کے
پہونچی ملکہ مہرخ موے کا کلکشا نے گیسوے مشکین کھولکر دستک دی یہ بھی اڑ کر بلند ہوئی یہ بارہ
ساحران روئین دوان لشکر بر سر شہر ناپرسان نگاہ ڈال رہے ہیں سحر کے انتظار میں ہیں مگر قہر
قہرمان نامدار رہا افراسیاب میں جس نازنین کا اول ذکر کیا ہے اُسکے جمال پر فریفتہ ہو کر نظارہ بازی
کر رہے ہیں کبھی افراسیاب پر نگاہ ہے مگر اُس مہ جبین کی محبت میں حالت تباہ ہے یکایک افراسیاب
طرف ملکہ ماران زمین کن کے متوجہ ہوا کہا اے ماہ آسمان حسن و جمال و اے بدر درخشان فلک جاہ و جلال
آپ کو ہم سامری و جمشید کے سپرد کرتے ہیں اپنے مقام پر جا و مصروف حفاظت ہو مگر اتنا خیال رہے
کہ آجکی شب آرام کرینگی نہیں ہر دم اپنی سرحد کی گرد آوری واجب و لازم ہے ہر ایک کی خبر لینا آجکی شب عمر کو اپنی خدمتیں
نہ آنے دینا بوقت سحر مع اپنے عصا جان زیر گنبد نور آنا ہماری نصیحت بھول نہ جانا ملکہ مابدولت ملک اسرار کو ہمراہ لیکر
باغ سیب میں جاتے ہیں حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ تشریف لیجائیں ماران ابھی تو لیکے جائینگی ابھی تو سر شام
ہے سرحد پر ابھی کیا کام ہے افراسیاب نے کہا یہ مضائقہ ہے مگر ملکہ انکو جلد ہی رخصت کر دینا دو گھنٹے
زیادہ دربار آج کی شب نہ رہے کل تاجداران جلیل اپنی اپنی بارگاہوں میں بعد برخاست دربار
تشریف لیجائیں اس حکم قضا شیم کو مابدولت کے بگوش ہوش سماعت فرمائیں اپنی اپنی بارگاہ میں
حفاظت گنبد نور میں مصروف رہیں آرام نہ فرمائیں اے ملکہ حیرت تم اپنے خیمہ میں سحر کامل اپنا تیار رکھنا
وزرا و امرا سب کا خیال رہے یہ شب شب قیامت ہے یہ سمجھا کر افراسیاب جادو تخت پر سوار ہوا
اسرار جادو کو پہلو میں بٹھا لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا ماران زمین کن

انتہا کی جمیل وحسین ہی حیرت جادو نے قریب اپنے تخت کے کرسی بچھوا دی گائن کو اشارہ کیا
حکم ہوا غزل شروع کرو ملکہ ماران زمین کن کو بھی رخصت کریں ہم جاکر اپنے کام مین مصروف ہون آج
کی شب ہمکو بڑی مشقت ہی مگر صاجو اس شب کی مشقت تمام عمر کی راحت ہی ماران سے اپنے حالات
کہے ملکہ حیرت زہر اگل رہی ہی کہتی ہی ای ماران زمین کن آج سب سے زیادہ ہمکو پیچ و تاب ہی دیکھیے
اثر ورشب کسکو نکلتا ہی ہر چند کہ عمرو قتل ہوا مگر اسکے شاگرد عقرب نیش زن ہین شب بھر آنکھ
تو نک چلینگے صبح کو ہاتھ لینگے ماران نے کہا حضور بس اس طائفہ سے ایک غزل سن لیجیے ہمکو جلد
رخصت کیجیے مگائن نے غزل عاشقانہ شروع کی

غـزل

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنے کو ہی
اپنے رونے پر ہنسی پھر مجھ کو یار آنے کو ہی

بعد مدت ای جنون تیری بہار آنے کو ہی
ہوش ہی جانے کو بوئے زلف یار آنے کو ہی

مانگ لیتا بوسہ لب یار سے مین وصل مین
ورنہ خود ہونٹون پہ جان بیقرار آنے کو ہی

دیکھنے کو تھا کدھر وہ بت ادا سے بزم مین
یہ ابھی کسکی قضا پروردگار آنے کو ہی

چند اشعار غزل کے سنکر ماران ابھی قران وغیرہ نے دیکھا جلسہ برخاست ہوا سب تاجدار طرف اپنی اپنی بارگاہ
کے چلے مگر ماران بہ تعجیل اٹھکر باہر نکل کھڑے ہوکر ادھر اودھر دیکھنے لگی قران نے جس نازنین کو تاکا تھا اسی نے
ماران کو سلام کیا اب اسوقت بارگاہ حیرت پر سناٹا ہو گیا تاجدار نکل آئے ہین قران نے دور سے اتنا دیکھا کہ
ماران نے ہاتھ اس نازنین کا پکڑ لیا اور کہا چلو آج ہمارے باغ مین رہو اسنے مسکرا کر کہا بہت خوب مین آپ ہی کے
انتظار مین کھڑی تھی ماران نے ہاتھ تھام کے تخت پر بٹھا لیا تخت ہوا پر بلند ہوا قران دیکھکر رہگیا کہ چالاک جادوگر
بنا ہوا آیا کہا کہ خلیفہ دربار برخاست ہوا اب سب ساحر اپنے اپنے انتظام کر رہے ہین جو کچھ کرنا ہو کرو
قران نے کہا ای فرزند یہ ساحرہ جو ماران نام سے آئی تھی ایک نازنین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر
لیگئی ہی اسکی چتون پہ استاد کا دھوکا ہوتا تھا مگر اسقدر جلد تخت نکلگیا کہ کوئی زور نہ چل سکا چالاک نے
کہا ابھی ہمین بیحد دہیان مین ہین صبح کو سب کچھ کھل جائیگا میزان امتحان مین سب کا کمال تل جائیگا دو دو
کلام آپسمین ہوئے تھے کہ صرصر اور صبا رفتار پھرتی ہوئی سامنے سے آئین دیکھتے ہی دونون نے
قران و چالاک کو پہچانا آوازدی لینا یہ دونون عیاران لشکر اسلام ہین قران و چالاک انکے
نام ہین چند جادوگر بڑھے کہ قران نے بہ تعجیل ایک ساحر کو لنبڈا مارا اسکا سر پھٹا زمین پہ گرا اندھیرا

ہوا قران نے اُسی تاریکی مین صرصر اور صبا رفتار کو گود مین اُٹھا لیا ویرانے کی جانب بھاگا
کہا اُستانی اگر غل مچاؤ گی گردن دبا دونگا پھڑک کر مر جاؤ گی دونون کو سکتہ ہوگیا شہپر کے
قبضہ مین ہین جانتی ہین کہ آج کا لیا جوش و خروش مین ہر بار ٹلا لنا اُسکے نزدیک کیا بڑی بات
ہی خاموش ہو کر رہ گئین قران دونون کو لے کر ایک گوشے مین آیا درختون مین دونون کو باندھا
برق بھی آ گیا چالاک تو ساتھ تھا قران نے کہا بھائیو یہ دونون صاحب یہان آرام کرینگی اب جو جس سے
ہو سکے جا کر دین بھی جاتا ہون اُسی مقام پر چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کے بصورت صرصر و برق بصورت
صبا رفتار اپنے اپنے الگ الگ ہوئے اول چالاک سیدھا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا دروازے پر آ کے دیکھا کہ
نگہبان حاضر ہین پوچھا ملکہ عالم کیا کرتی ہین سب نے کہا تیاری ہین سحر کے مصروف ہین اب تھوڑے عرصہ مین سحر تمام
کر کے برآمد ہونگی چالاک بلا تکلف پردہ اُٹھا کے اندر آیا دیکھا حیرت بصد شان و شوکت یکہ و تنہا چوکی پر
سنگ مرمر سفید کے بیٹھی ہے ایک گلدستہ سحر کا بنایا ہے اپنے پہلو مین رکھ لیا ہے چالاک نے بشکل
صرصر جھک کر سلام کیا پڑھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین پوچھا دا اسی گلدستہ
کیسا ہے حیرت نے کہا اے صرصر صبح کو بروقت قتل اسد مسلمان آ کر اپنی جان دینگے اُسوقت
ہو نظر بلانا مشکل ہوگا اسواسطے یہ سحر تیار ہو جو دیا سامری لیکر پھینک دینے کی دیر ہے دس پانچ
ہزار کو یہ سحر جلا دے گا چالاک نے پوچھا حضور سوا آپ کے اگر اور کوئی اسکو اُٹھا کر یہی کسکر
پھینکدے اور آپ کے لشکر کا نام لے حیرت نے کہا اے صرصر عجب طرح کا نکتہ پوچھا یہ بات کہنے
کے لائق نہین ہے یہ گلدستہ قیامت آئین ہے مگر تجھ سے کیا پردہ ہے حقیقت مین اگر تو اُٹھا کر پھینکدے
عرصہ دراز تک یہ پھول چنگاریان بنکر گرین ہزارون کیسے لاکھون کو جلا دین منظور یہ ہے کہ جس وقت
لشکر باغیان سامنے آئے ایک ہی سحر مین گل حیات اُنکا پژمردہ ہو جائے گلشن مراد دشمنون
کا خزان ہو جائے بہار کا بھی پورا امتحان ہو رنگ گلہائے سحر دیکھکر بھول جائین ہوائے گرم سے
جھونکے آئین یہ کلام حیرت انجام سنکر چالاک خوش ہوا جھکر کہا واری شام سے جو ادس مین لونڈی
بھری نشہ اُتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہے لونڈی کو شب بھر کا ہوش ہے چاہتی ہون یہ نگوڑے
عیار آنے نہ پائین رات کو سب گرفتار ہو جائین حضور مبارک ہو اب کل تک حرامون کا خاتمہ
ہو گا مین نے خبر سنی ہے ملکہ بہار رومال سے ہاتھ باندھکر آنے مین انکار بھی کرتی ہین فرماتی ہین

مین اپنے باپ کے ملک مین چلی جاؤنگی ہوش ربا مین نہ رہونگی یہ حیرت کی کانین کی جفا
نہ سہونگی مگر اب حضور کو مناسب ہی آپ بزرگ ہین وہ خورد ہین میرے پاس پیغام آیا تھا انکو
مزاج سے افراسیاب کے بڑا ڈر ہی ایسا نہو کہ سزا دے جبھی دین مثل مخمور کے مجکو بھی کوڑے مارین
مین لاکر انکو آپ کے قدمون پر گروادون آپ بھی گلے سے لگا لیجیے گا سزا نہ دیجیے گا نام بہار
کے ملنے کا سنکر مثل گل شگفتہ ہوگئی ہنسکر کہا صرصر تجکو میرے سر کی قسم بہار سے میل کرنے کو کہتی ہے
چالاک نے کہا حضور عمرو مرچکا ہی کہ طلسم کشا قتل ہوگا اب کسکے بھروسے پر لڑینگی حضور بھا
جو لڑینگی ناک رگڑینگی جان بڑی چیز ہی سب کو عزیز ہی چالاک نے ایسی گھل مل کے باتین کین
کہ حیرت خوش ہوگئی گلابی سامنے کھسکا دی کہا او صرصر یہ تمہارا حق ہی کہ تو جاکر بہار کو بلا لا وہ غرض
کی بہت اچھا ابھی جاتی ہون اپنے ساتھ ہی لیکر آتی ہون یہ کہکر جام بھرا کہا حضور بھی نوش کرین
حیرت خوشی مین پی گئی پیتے ہی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک مدت سے حیرت پر مرتا ہی تنہائی
مین خوب پیار کیا گود مین اٹھا کر باحتیاط پلنگ پر لٹا دیا دوشالہ اڑھا دیا اب باطمینان تمام رنگ روغن
عیاری کا نکالکر صورت حیرت جادو کی بنکر تیار ہوا تاج زرین سر پر سب زیور بھی اُسکا اتار کر اپنے
زیب جسم کیا اُس گلدستہ کو جھولی مین رکھا وہ جھولی بائین ہاتھ پر ڈالی مسکراتا ہوا باہر آیا ملکہ
یاقوت جادو وزیرزادی در دولت پر حاضر ہی اُس سے کہا اب ہمکو رات بھر آرام کرنا مناسب
نہین ہی گلدستہ سحر ہمنے تیار کرلیا مین نے قسم کھائی ہی کہ اب شب بھر سحر نہ کرون جب مسلمانونکا
سامنا ہو تو آگ برسا دون مین تخت پر سوار ہوتی ہون تم اپنے سحر سے اُڑا کر قریب گنبد نور لیچلو
وزیرزادی نے کہا بہت خوب واری آپ کو سحر کی کیا احتیاج ہی اب چالاک بصورت حیرت
برعب وجلالت تخت پر سوار ہوا سلونین وزیرزادی کو بٹھا لیا اُسنے سحر کیا تخت اُڑتا ہوا طرف
گنبد نور کے چلا اس بات کو تو چالاک بخوبی جانتا ہی کہ اندر گنبد نور کے جانا دشوار ہی مگر جب
افراسیاب اسد غازی کو نکالے اسی تخت پر بٹھالونگا جو پڑے گا کرونگا چالاک تو بشکل
حیرت چلا دل مین غرور ہی کہ مثل میرے کوئی عیاری نہ کریگا برق فرنگی بصورت صبا رفتار
بارگاہ مصور جادو پر آیا پوچھا شہزادے کیا کرتے ہین لوگون نے کہا جلسے خانہ مین جلوہ فرما
ہین تصویرین کھینچ رہے ہین برق تڑپ کر اندر خیمے کے گیا دیکھا مصور جادو نے ایک گھٹا

تصویر ونکا کھینچا ہی اسپر کچھ بندے سے بنارہا ہی مصور نے سر اٹھاکر پوچھا صبا رفتار اسوقت کہان آئین عرض کی حضور پھرتے پھرتے پاؤن ٹوٹ گئے موئے برق فرنگی سنگدل کے بھی ایک تبر مارا پاؤن اسکا ٹوٹ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا اب حضور ملاحظہ فرماتے چلیں یہ تصویرین کیسی ہین مصور نے کہا وقت ہو تو کیون سیطے بنا رکھی ہین جمشید کا نام لے کر مقراض سے انکے سر قلم کرونگا اُسنتے ہی سردارون کے سر کٹ کر گر پڑینگے مر موذی ہوگا برق نے پوچھا حضور اب تو یہ تصویرین ہر شخص کے ہاتھ سے کام کر سکتی ہین مصور نے کہا یہی لقشہ ہی بس برق نے مصور کو بیہوش کیا گٹھوری کھلاکر برہنہ کرکے ایک گوشے مین ڈالدیا اسی کی صورت بنکر تصویرین جھولی مین رکھین باہر نکلا کہا ملکہ صورت نگار ہماری زوجہ صاحب کو بلاؤ ہم قریب گنبد نور جاکر حفاظت کرینگے یہ خبر سنکر فوراً صورت نگار آئی کہا صاحب چلو اب بیٹھنے کا وقت نہین مگر تخت اُڑانے مین سحر تعین کرنا ہی ایک ہی مرتبہ مسلمانون پر بلا نازل کرونگا جسکا دفع مشکل ہو یہ کہکر تخت پر بیٹھا صورت نگار اپنی زوجہ کو پہلو مین بٹھالیا چند وزیرزادیان گرداگرد اس شان و شوکت سے تصورت مصور جادو برق خوشنو تخت اُڑاتا ہوا طرف گنبد نور کے چلا مہتر قران نامدار ایک ساحر کی شکل بنکر ایک نامہ ہاتھ مین لیکر بہار افراسیاب بارگاہ ابریق کوہ شگاف پر آیا خدمتگار سے کہا وزیر اعظم سے عرض کر نامہ دار شہنشاہ کا آیا ہی ابریق نے خبر سنکر فوراً بلوالیا قران نے دیکھا ابریق کے تخت پر ایک سنگ کلان اور گرد چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے ہین پہلے قران نے نامہ ہاتھ مین دیا ابریق نے پڑھا لکھا تھا ای وزیر اعظم شب کو بہت اچھی طرح حفاظت کرنا ہے اپنے معتبر کو روانہ کیا ہی ایک راز بھی کہدیا ہی تنہائی مین یہ دریافت کرلینا اس راز پر کاربند ہونا جبردار غفلت مت کرنا یہ آخر شفقت ہی ابریق کوہ شگاف نے نامہ پڑھکر کہا شہنشاہ نے راز مین کیا ارشاد کیا ہی اور نام نامی اسم گرامی آپکا کیا ہی قران نے کہا مجھ بہار جادو میرا نام ہی کل ممالک کی خبر گیری ہمارا کام ہی سب کو بارگاہ سے رخصت کیجئے کل امورات ظاہر کرون حالات قتل اسد سے ماہر کرون ابریق نے فوراً تخلیہ کیا ساحرون کو ہٹا دیا اول قران نے پوچھا میان وزیر صاحب یہ تخت پر سنگ کلان و خرد کیسے رکھے ہین کیا علم ہی یہ پتھر پڑے ہین ابریق نے کہا میان بہار جادو صاف تو یہ ہی کہ وقت سحر ہنگامہ قتل اسد نامور ہوگا مرخ و بہار و غیرہ فرود واسطے آئینگی اسوقت جھلک سنگدلی دکھائینگی یہ جو تخت پہلے سے بنا رکھا مشاہدہ کرتے ہی اہلیان لشکر مت بنجائینگے پھر جو کال

پتھر پر سیگا ایک ایک قطرہ آب کو ترسیگا جوان پتھرون کو جس فوج پر میرا نام لیکر پھینک اریگا لینا لینا
کھکھلاکا رہیگا مطلب ہو جائیگا دشمن امان نہ پائیگا قران نے کہا مین سمجھ گیا حضور نے بڑا کام کیا
تھوڑی آگ منگائیے راز سحر شہنشاہ سے آپ کو آگاہ کرون وان آنروقت باپ کا گل مراد سے بھر دون ابرق
نے منقل آتش لاکر رکھی قران نے گرباکر جھولی سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ مین سلگائیے پھر کیفیت
ملاحظہ فرمائیے ابرق نے لوبان ڈالا دھوان نکلا ابرق بیہوش ہوا قران نے اُس سنگدل کو
چٹائی مین لپیٹ کر کنارے ڈال دیا آپ اُسکی شکل بنکر تخت پر سوار ہوے وہ پتھر اپنے پاس رکھ لیے
ملازمون کو حکم دیا اُٹھا کر قریب گنبد نور کے لیچلو اسی طرح سرمار برف انداز کو جا کر بعد بکر دہر فرس جام
شیر دل نے ٹھنڈا کیا جانسوز کو بشکل خدمتگار اپنے پاس بلجا لیا ملازمون سے تخت جلد کر کے
چلے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ مہتر چالاک بن عمرو بصورت ملکہ حیرت برق بشکل مصور بدمہر
قران بطور ابرق کوہ شگاف ضرغام قطع پرسرمار کے جانسوز بشکل خدمتگار تختون پر سحر کے
سمت گنبد نور جاتے ہین بارہ سرداران چیدہ گریبان دریدہ آسمان پر اس امید پر لڑ رہے ہین
کہ بوقت سحر جانبازی کرینگے دو کلمہ خواجہ عمرو تحریر کر چکا ہون کہ بصورت نازنین ماہ پیکر ساحرۂ
پُرفن ملکہ یاران زمین کن کے ساتھ روانہ ہوے راہ مین یاران سے کہا ای ماہ آسمان عیاری
وای نیر برج خنجر گزاری اب مین آپ کو اول اپنے باغ مین لیکر چلتی ہون وہان میرے باغ مین
نقب ہی اُسمین تا بہ گنبد نور باغبانان طلسم نے راستہ قرار دیا ہی بیچ مین جا بجا ساحران غدار مین اُنہا
کے مکار ہین فن افسون مین طاق شہرۂ آفاق خدا اُنسے بچائے تا بہ گنبد نور بخیر و عافیت لیجا
ملکہ اسرار جادو نے امان شب کو ہمراہ افراسیاب باغ سیب مین رہینگی اگر افراسیاب نے
کتاب سامری دیکھ لی تو اُنکی زندگی پر حرف آئیگا وہ ظالم زندہ نہ چھوڑیگا مگر جو نوشتہ تقدیر یہ باتین
کرتی ہوئی اپنے اُسی باغ سیب مین آکر پہنچی جس مقام پر خواجہ گرفتار ہوے تھے یاران خواجہ کو
لیکر بارہ دری مین آئی تخت زرنگار بچھا تھا کہا خواجہ اسکو اُٹھاؤ فرش ہٹاؤ اسی مقام پر نقب ابری
سے مطلب ہی عمرو نے تخت اُٹھایا تختہ سنگ ہٹایا مہرۂ نقب نظر آیا باشارۂ یاران خواجہ بصورت
اسرار جادو بنکر تیار ہوے یاران زمین کن لوٹ مار کر بصورت اژدہے آراستہ ہوئی خواجہ بشکل
اسرار جادو شتر پر سوار ہوئے یاران نقب مین گری تلاتہ آتشین جلالت آدم منہ سے چھوٹتی ہوئی

چلی مگر لرزان ترسان مضطر و حیران قدم قدم پر خوف جان اندیشناک تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ راہ مین دیکھا ایک حجرہ پختہ بنا ہوا شیشہ آلات سے آراستہ فرش عالی سے پیراستہ جھاڑ کنول روشن ایک ساحر بصد کر و فر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوے یکہ و تنہا ٹہل رہا ہی آواز دی کون آتا ہی خواجہ نے آواز دی سنو ملکہ اسرار جادو وای ہوشیار خوشخبری آج شب تک طلسم کشا ہی قیامت کا سامنا ہی خبردار ہوشیار رہو آج شہنشاہ بھی باغ سیب مین بیدار ہین کل شاہان طلسم زیر گنبد نور حاضر ہین یہ سنکر ہوشیار قریب آیا ملکہ اسرار نقلی کو بادب سلام کیا مار ان زمین کن بھی بشکل اصلی نبی ہوشیار جادو بتعظیم و تکریم دونون کو حجرے مین لیکر آیا مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین عمرو نے بہ تعجیل تمام جام شراب اُٹھایا گھائی سے پڑیا دارو سے بیہوشی کی ڈال کر پہلے آپ منھ سے لگایا کہا لو ہوشیار تم بھی پیو اُسنے دست بستہ عرض کی ای ملکہ عالم آج کی شب ہمکو شراب پینے کی ممانعت ہی یہ شب شب قیامت ہی اوراق سامری مین صاف تحریر ہی کہ اس راستہ سے ساربان ناد عمرو آئیگا ایسا نہ ہو شراب پیکر سو جاؤن عمرو نے کہا ای فرزند یہ وہ مقام ہی کہ ہوا بھی نہین آ سکتی بھلا لنگوٹیا عمرو اس مقام پر کیا آ سکتا ہی بڑے بڑے صاحبان عجائب و غرائب کو اس نقب کے ذکر سے سکتا ہی تحریر سامری کا کیا اعتبار اُسنے کتاب مین جوش مین آکر لکھدیا کہ طلسم ہوشربا فتح ہو جائیگا سراسر عقل کے خلاف افراسیاب نے لوح توڑ کے پھینکدی جب لوح نہوگی طلسم کاہے سے فتح ہوگا لڑائی جھگڑا ہونے سے کیا ہوتا ہی اور عمرو اب دنیا مین کہان ہی لاشہ صحرا مین سرگنگرہ باغ سیب پر تمہاں یہ مثل ٹھیک - طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت - جب تم نہ پیوگے ہین کیا ضرورت ہی شراب کباب مٹادو ہین تا بہ گنبد نور جاتا ہی طلسم کشا دختر شہنشاہ کی صبح تک حفاظت مین رہینگے ہوشیار جادو منتین کرنے لگا ملکہ عالم آپ کے فرمانے کی بات ہی ہم اس سے زیادہ کیا حفاظت کرینگے آپ ہی کی تعلیم کردہ ہین مگر حضور مین نے ابھی اوراق دیکھے تھے صاف مرقوم ہی کہ ای ہوشیار خبردار رہنا عمرو آکر تمکو شربت پلائیگا مار ان زمین کن ان باتون پر متفکر کاغذ رہی ہی کہ خداوندا دیکھیے کیا ہوتا ہی افسوس ملکہ مہرخ و بہار سے نہ ملے حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے صاف صاف تو ہوشیار کہ رہا ہی مگر عمرو وہ دلیر ہی کہ اُسی کے جاتا ہی خیر عمرو نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر کہا لو بیٹا ہوشیار پیو مجھے ملال ہوگا جو سو دفعہ نہ پیوگے سامری نامہ مین جو لکھا ہی وہ ہی

ہو رہا ہی مین عمرو ہون شراب پلاؤنگی اسمین زہر سنکھیا ہی بنایا پیا اور رے یہ کہکے ہوشیار کا کان پکڑ لیا کہا لنگوڑے چھوکرے عقل کے ناخن لے تجھا ایسے وتڑے مین نے بہت سے بنا کر چھوڑ دیے ہین بڑی باتین بناتا ہی بڑے ہوشیار ہو لیکن جب قتل کے درپے ہونگی دیکھین پھر وے سامری جمشید کیونکر بچاتے ہین تمکو بے ذبح کیے بجاؤنگی تمھارے قتل کا مسلمانون سے انعام پاؤنگی ہوشیار گڑگڑانے لگا کہا ملکہ میری کیا مجال لائیے مین پیے کو حاضر ہون عمرو نے فوراً جام منھ سے لگا ہی دیا ہوشیار نے جام ہاتھ مین لیا یا سامری کہکے برابر دہن کے لایا قصد کیا کہ پیوین شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا اتنا تو ہوشیار کے منھ سے نکلا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا باش اے ظالم مین نے پہچانا ماران کے تو ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا ہوشیار نے چاہا تھا کہ اپنے مقام سے اٹھے عمرو مسند پر چاق و چوبند چست و چالاک عیاری مکاری مین بیباک جال الیاسی کا ندے پر تھا نعرہ کرکے ہوشیار پر مارا اس جال مین ہوشیار پھنسا ساری ہوشیاری بھولا عمرو نے کھینچکر داخل زنبیل کیا ماران زمین کن قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ کیا کارنمایان کیا موت کا سامنا تھا مگر خواجہ اب آگے قیامت کا مقام ہی ایک جادوگر اور ہی جسکا نخل بدعت نام ہی عمرو وہان کا تمام اسباب اٹھا اٹھا کر نذر زنبیل کرتا جاتا ہی کہا ملکہ نخل بدعت کے کیا معنی ماران سے کہا یہ دو فقرے گوش ہوش سے سن لیجے پھر آگے چلیے افراسیاب جادو ثانی امان کو اپنے ساتھ باغ مین لے گیا ہی عین بارہ دری کے سامنے ایک درخت نصب ہی اُسکا نخل بدعت لقب ہی یعنی یہان سے آگے بڑھکر ایک جادوگر ہی انجام نخل بدعت نام اس لقب کا نگہبان ہی شاہان ہوش ربا نے اسکا مرتبہ بڑھایا ایسے ملعون نے وہ نخل باغ سیب مین اپنے ہاتھ سے بنایا ہی اگر اسپر کوئی افتاد پڑے اگر یہ بیہوش ہو کوئی اسکو بیہوشی پلائیگا وہ نخل خشک ہو جاے گا اگر کسی نے اسکو مار ڈالا وہ نخل جلنے لگتا ہی ہر شاخ و برگ سے شعلہ نکلنے لگتا ہی اگر اس نخل پر ایسی کوئی افتاد ہوئی چلیے تو افراسیاب ثانی امان کو قتل کرے گا جانتا ہی کہ اسیر از ظلم ہی صاحب راز ہی خوش انجام ہی ہمکو تمکو بھی آکے زندہ نہ چھوڑیگا چشم زدن مین آجائیگا علاوہ ازین آج رات بھر وہ ملعون کتاب سامری دیکھیگا او نقب کے حالات پر نگاہ ڈالتا رہیگا عمرو نے کہا ای رشک چمن ای ماران زمین کن وہ مسبب الاسباب ہی جان دیکھیے یہان آنے مین ان حالات کو ملکہ اسرار سے کہہ چکی ہین مگر کیا کرین پارۂ جگر نور نظر اسد دلاور

قتل ہوتا ہے اسکی مصیبت پر دل روتا ہے بسم اللہ دیر نہ کرو اب مجکو لیچلو آئندہ کیا ہوگا یہ سوچنا موجب
مصرع حالی غیبی کس نیداند بجز پروردگار بہ ماران زمین کن مجبور ناچار مضطر بچہ الشکل اثر دہنگر
تیار ہوئی خواجہ بچہ الشکل اسرار جادو پشت پر ماران زمین کن کی ہوا ہے اسی طرح نقب مین چلے دو کلمہ
افراسیاب جادو وملکہ اسرار خوشخو ناظرین والا تمکین ان مضامین نزحت آمین کو بنظر مہربانی لفظاً
لفظاً ملاحظہ فرمائین عجب ولبط سے یہ مضمون رہائی اسد تصنیف ہوا ہر ایک داستان شوکت بیان
اس حقیر پر تقصیر منشی احمد حسین قمر کو حفظ مراتب جانبین کا بڑا خیال رہتا ہے یہی امر بہت دشوار ہے
ورنہ تحریر و تقریر سے دسر سکیار ہے افراسیاب بادشاہ ہوش ربا صاحب شوکت وشان عمرو عیار سلطان
نظر کردہ ہفت پیغمبران ہے دونون کے مرتبے مین فرق نہ آئے اور طلسم کشا ہوجائے ابتدائے
تحریر حقیر سے تا انجام ہر کس کے حفظ مراتب کا بہت خیال رہیگا ان جواہرات بے بہا کے نگینون
کو بازار مین پھینکدیا اسکا عمر بھر ملال رہیگا ایک طرح کی خوشی بھی ہے کہ شاعران نامور قدر شناسان
والا گہر کے ملاحظہ مین آئیگا یہ خاکسار خلعت تحسین و آفرین پائیگا نہال ہوجائیگا حاکم مطبع اودھ اخبار
قدردان ذی شعور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای کی عنایت بے بہا نے ایسا ممنون
کیا کہ کچھ عذر نہوسکا یہ تحفہ حقیر پیشکش ہے گرائی کم علمی جہالت کج مج بیانی پر ہر وقت طبیعت مشوش

ہے چند اشعار ساقی نامہ
دماغ قمر عرش اعلیٰ پہ ہے
شراب مضامین سے سرمست ہے
مری نظم مین رنگ تاثیر ہو
ہے ہر لفظ ملک سخن کا خراج
چل اے توسن کلک جادو نگار

کہان ہے تو اے ساقی خوبرو
منور معطر پلا جام مے
مرے ساتھ رہ ساقی گلبدن
مسلسل ہو دلچسپ تقریر ہو
بس اب بحر غم سے نکلتا ہون مین
دکھا جلد باغ سخن کی بہار

پلا دے مجھے بادۂ مشکبو
مجھے ٹوکنا اب اگر مست ہون
شگفتہ ہو دل وقت سیر چمن
خزانہ بیان کا لٹاتا ہون آج
گہرہائے مضمون اگلتا ہون مین
چہرہ عبارت آرائے باغبانان

حدیقہ تخوبی وگلچینان گلشن افسونگری گلہائے مضامین رہائی اسد نامور کو گلدستہ بیان مین
زیب دیکر غنچہ انجمن ناظرین مین یون پیش کرتے ہین خواجہ عمر شب کو اژدر پیوار الشکل ملکہ اسرار
نقب بجنسہ کو طے کرتے ہوئے جاتے ہین مگر افراسیاب خانہ خراب بصد قہر وعتاب ملکہ اسرار جادو کو ساتھ
لیکر باغ سیب مین آیا بارہ دری مین باغ کی مسند جواہر نگار پر متمکن ہوا سامنے ملکہ اسرار جادو بھی تمکین

اسرار جادو کا دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی کہ افراسیاب کے ہاتھ مین کتاب سامری ہی اگر یہ خون
یاران زرین کمر کو دیکھیگا کہ عمرو کو پری شکل پر ساتھ لیکر نقب پختہ کی راہ سے گنبد نور پر جاتی ہی فوراً
آتش قہر و غضب سے جلا دیگا کشت حیات کو خاک مین ملا دیگا خوب جانتی ہی کہ اُس ملعون نخل جادو پر
جب عمرو غالب نہ آئیگا تو پیدا اسد کیونکر جائیگا گرد اُس ملعون پر افتاد پڑیگا ویسا ہی شاخ نخل جلے
وہ نخل افراسیاب کے سامنے ہی اسی واسطے افراسیاب نے پردے بارہ دری کے اٹھا دیے ہین اُس
نخل سرسبز و شاداب پر ہر دم نگاہ ہی وہ نخل بھی اسی باغ کا ہوا خواہ ہی اب اسرار جادو حیران ہی کہ مین
کیا حیلہ نکالون کہ یہ کتاب دیکھنے نہ پاوے ورنہ غضب ہو جائیگا اسرار جادو نے یہ دل مین خیال کیا
ہی کہ افراسیاب جادو نے کہا ای ملکہ اسرار جادو مین چاہتا ہون کہ دیکھون ملکہ یاران زرین کمر
باغ مین ہین کہ نقب مین گردآوری کر رہی ہی اسرار جادو نے کتاب پر تو ہاتھ رکھدیا اور کہا شہنشاہ
گیتی ستان و عادل باذل ای شہنشاہ بحر و بر فخر شاہان ہفت کشور جس عدالت و سخاوت سے آپ سلطنت
کر رہے ہین نوشیروان آپ کے گلشن عدالت کا خوشہ چین تھا بلکہ ایک چاکر کمترین تھا سخاوت مین
حاتم کیا لیاقت ہی اسقدر حضور نے زر ریزی اقلیم ہوش ربا مین کی کہ کسی جا گدا کی آواز کان مین نہین
آتی ایک ایک فقیر غنی ہی محتاج کا آپ کے ملک مین نام نہین کشکول گدائی پر تاج شہنشاہی کا گمان ہی
فلک سرکش آپ کا ممنون احسان ہی ملکہ اسرار جادو نے اسطرح کی تعریفین کی کہ افراسیاب بھول گیا کتاب
ہاتھ سے رکھدی کہا کیون ای ملکہ اسرار جادو نوشیروان تو بادشاہ عادل تھا بدولت نے تو سنا ہی کہ ایک
مرد جاہل تھا ملکہ اسرار نے کہا حضور عدل مین تو کامل تھا امورات مملکت سے غافل تھا جیسے حضور اپنی
ذات سے شجاع و دلیر ہین ہمیشہ طلسم ہوش ربا کے شیر ہین اگر آپ زبان ہلائین آسمان کی طنابین زمین پر
کھینچ دین اگر شمشیر زنی پر آ جائین میدان کارزار مین خون کے دریا بہائین یہ لیاقت نوشیروان نے خواب
مین نہ دیکھی تھی مرغ زرین بنا کر تخت پر بٹھا دیا تھا اسی غفلت مین حشام بن علقمہ خیبری نے عین شکار مین
شاہ کو گرفتار کیا تاج و تخت چھین لیا انکے وزیر اعظم خواجہ بزرجمہر سابق مین انتظام کر چکے تھے کہ امیر حمزہ
کو پسر خواندہ کرا دیا تھا حشام کو جا کر چرب زبانی سے سمجھایا کہ ای حشام شاہ تمہارے آنے سے بڑی خوشی
ہوئی شاہ چاہتے ہین تمکو مالک سریر سلطنت کرین نیک و بد کا ہفت اقلیم کے تمکو اختیار دین چلو شہر مین
چلو شاہ کو رہا کرو شاہ نے امیر حمزہ مرد مسلمان کو اپنا پسر خواندہ کیا ہی وہ دعوے سلطنت کرتا ہی تم اتنی

تکلیف اٹھاؤ تا بہ خانہ کعبہ جاؤ اُس سرکش کا سر کاٹ لاؤ حشام مغرور کو اپنے زور بازو پر ناز تھا فوراً
قبول کر لیا امیر حمزہ پر چڑھ گیا اُس شیر بیشۂ عربستان سے مقابلہ پڑا میدان معرکۂ کارزار میں حمزہ عرب نے
ایک ضرب شمشیر اُسکے دو پرکالے کیے فوج ہزیمت موج کو شکست دی تاج و تخت شاہی اپنے
قبضہ میں کیا بر راسخ الاعتقادی شاہ کو عریضہ لکھا اس نکوخواہ جان نثار نے اُس دشمن کو واصل جہنم کیا
تاج و تخت کو باحتیاط رکھا ہے زہے فخر شرف کہ اس کمترین عقیدت گزین کے گھر میں تاج و تخت
شہنشاہی جلوہ افروز ہے کسی معتبر کو بھیجکر شہنشاہ گردون پناہ اِس تحفۂ موروثی کو طلب فرمائیں یا
نیاز مند کو بلا میں تخت شہنشاہی کو بفخر و افتخار سر نیاز پر رکھکر لاؤن کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچاؤن آئندہ
آنچہ رائے مبارک ہو ازبسکہ اولے ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا نوشیروان اس عرضی کو دیکھکر پھول گیا
غیر مذہب کو فرزند جان کر اپنے ملک میں طلب کیا حمزۂ عرب آسمان عربستان صاحب
شوکت و شان کمسن حسین جمیل آفتاب عالمتاب آسمان جرأت خورشید درخشان فلک ہمت جو
تاج و تخت لیکر حاضر ہوا شہر مدائن میں ہنگامہ تھا کہ قاتل حشام آیا دختر بلند اختر شہنشاہ گل رخسار
ملکہ مہر نگار بجمال حمزۂ عرب مائل ہوئین خنجر ابرو سے گھائل ہوئین حضور یہ باعث زوال دولت
سلطنت کیا بیان ہوا کنیز نے تاریخ معتبر میں دیکھا کہ حمزۂ عرب نہایت صاحب غیرت شیر بیشۂ جرأت
تھا آخر میں باغ مراد میں اُسنے بھی ملکہ موصوف کو دیکھا دلدادہ و فریفتہ ہوا مگر آتش عشق کو کانون
سینہ میں مخفی کیا ہر چند گرمی عشق نے دل و جگر کو جلا دیا مگر اُس ربط و ضابطہ نے اف نہ کی شہریار
اقلیم ہندوستان لندھور بن سعدان شاہ ہفت کشور سے غرور میں اپنے زور کے باغی ہوا تھا
بارہ برس خراج نہ بھیجا تھا شاہ نے حمزۂ عرب کو حکم دیا کہ اگر اے فرزند تم لندھور بن سعدان کو جاکر
زیر کرکے ہماری خدمت میں حاضر لاؤ تمھاری اپنی دختر بلند اختر کے ساتھ شادی کرین شرف دامادی
سے تم سرفراز ہو شاہان ہفت اقلیم کو تمھارے مرتبہ پر ناز ہو شہسوار میدان یکہ تازی و سرفروشی نے مکا
جانبازی جفائین راہ کی جھیل کر جان پر کھیل کر ملک ہندوستان میں پہونچا بعد معرکہ ہائے عظیم
لندھور کو اپنا مطیع کیا کہ مفصل یہ حال نوشیروان نامہ میں تحریر ہے یہ تو مجمل تقریر ہے ای شہنشاہ حمزہ
نے تو یہ خیرخواہی کی اپنی جان پر کھیلا لندھور کو مطیع کیا حساب کر کے بارہ برس کا خراج لیا مگر نوشیروان
کا وزیر دیگر بختک نام بد انجام بد کار بد سرشت متعصب آسنے شاہ کو یہ صلاح دی کہ حمزہ مرد مسلمان ہے

جب زیادہ زور پکڑیگا آپ کی سلطنت پر دست اندازی کریگا خاص بر سر ہندوستان اُس ملعون نے
حمزہ کو زہر دلوایا وہ تو صاف باطن تھا زہر سے بچا صحت پائی بختک نے یہان یہ بات بنائی ای شاہ
حمزہ ہندوستان مین مرگیا جوان دختر کا گھر مین بٹھانا بہتر نہین ایک بادشاہ روم پر اولاد بن مرزبان
خراسانی کو بحیلہ بلوایا اُسکی شادی کردی ملکہ مہرنگار صاحب عفت نے اپنے کو اُس سے بچایا عہد کیا
کہ بعد چھ مہینے کے میری بارگاہ مین آنا اولاد بن مرزبان کوچ کر کے اِس شرط پر ملکہ کو لیچلا راہ مین حمزہ
عرب نے خبر پائی بجرأت جاکر اولاد بن مرزبان کو مارا ہرچند کہ عاشق تھا مگر ملکہ مذکور کو باحتیاط تمام
خدمت مین شاہ کی روانہ کردیا یہ کہدیا کہ جب شاہ خوشی سے میرے ساتھ شادی کر دینگے یہ شرف
حاصل ہوگا ایسی ایسی بے اعتدالیان شاہ نے حمزہ کے ساتھ کین آخر حمزہ نے لڑ بھڑ کر مہرنگار کو قبضہ
مین کرلیا بختک نے پھر تو فساد کامل شروع کرادیا دن بدن حمزہ کا عظم وشان بڑھا سلطنت
نوشیروان پر زوال آنے لگا حق بھی طرف حمزہ کے شریک تھا ملک عراق و اصفہان کوہ شند ر ملک
کشور ملک یونان استنبول خرسند روم کل ملک جنوب وغیرہ حمزہ کے قبضے مین آئے آخر مین شاہ بھاگ کر
ملک ترکستان تک پہونچا خوان اعظم سلسال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو بہادر جنگجو شاہ کے
شریک ہوکر خوب خوب لڑا آخر کی لڑائی مین خان اعظم نے فرار پر قرار کیا بختک کو خواجہ عمرو نے
جلاکر مار ڈالا حرلیہ پکاکر شاہ کو اور اُسکے بیٹے بختیارک کو کھلادیا تب نوشیروان تھک کر ملک
مدائن مین آیا حمزہ کو بعاجزی لکھا اب مین کبھی عمر بھر آپ سے جنگ نہ کرونگا صرف ملک مدائن کو
چھوڑ دیجیے ٹکڑا روٹی کا ملے دعا دیا کرونگا حمزہ نے عوض مین ایک ملک کے سات ملکون کی سند
لکھکر بھیجدی آخر بھی التفا نوشاہ کے فرزند ہرمز و فرامرز کو بختیارک لیکر نکلا حمزہ پر خروج کیا حمزہ
نے اُنسے بھی مقابلے کیے بڑے بڑے شاہ پہلوان رستم زمان گرشاسب جہان شاہزادون کے
شریک ہوئے کچھ حمزہ کے ہاتھ سے مسلمان ہوئے کچھ مارے گئے بختیارک شاہزادون کو لیے لیے
ملک بملک پھرا یہان تک کہ تا بہ باختر پہونچا خداوند زمرد شاہ باختری کی خدائی کے بڑے زور شور
تھے ایک کرور چوراسی لاکھ فوج پہلوانان زبردست کا اوج موج حمزہ اُس ملک پر بھی لڑتا بھڑتا
پہونچا خداوند سے بڑے بڑے معرکے پڑے وہی بختیارک بن بختک خداوند لقا کا ندیم ہوا خداوند
لقا نے اُسکی صورت مضحک دیکھکر اپنی درگاہ کا شیطان قرار دیا اُسنے خدائی مین بھی فتور ڈالے ایسے رخنے

نکالے کہ قدرت سے فلکست نہ کھائی ملک موروثی چھوٹا شل نوشیروان شہر بشہر قریہ بقریہ دیہ بدیہ
حمزہ کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یہ خداوند تھے ہر بادشاہ ہر ایک پہلوان برائے
مدد آتا تھا مگر حمزہ و فرزندان حمزہ کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا وہی خداوند لقا عاجز و درماندہ ہوکر
آپ کے خراجگزار سلیمان عنبرین موے کوہی نامدار کے ملک مین بھاگ کر آئے ہین حمزہ مع
اپنی فوج ظفر موج کے برسر مقابلہ ہین آپ کے ساحر بھی برائے مدد خداوند جاتے ہین فرزندان عمرو
کے ہاتھ سے شکست کھاتے ہین اُسی حمزہ کا بیٹا بدیع الزمان آپ کے طلسم مین آکر قید ہوا اسد غازی
نواسہ حمزہ کا اپنے ماموں کے چھڑانے کو آیا پانچون عیار ساتھ آئے آپ کے سردار مہرخ وبہار
وغیرہ شریک ہوے بیان کا حال تو سب سرکار پر روشن ہے دن بدن مسلمانون کو ترقی ہے شاید خداوند
لقا نے مسلمانون کے واسطے تقدیر بہبودی کر دی ہے یہ حال مجمل جو ملکہ اسرار جادو نے سامنے افراسیاب
خانہ خراب کے شروع کیا اور آفتاب تقریر دلچسپ نے طلوع کیا دیدہ دل افراسیاب کا منور ہو گیا
گوش ہوش مشتاق ہوا ہر مرتبہ کہتا تھا اے اسرار جادو حال عشق مہرنگار یا خناب ملک باختر مفصل
بیان کر کیا کیفیت دلچسپ ہے عجب لذت ملتی ہے جی چاہتا ہے عمر بھر سنون ملک بال کے کاروبار تیک
کرودن اسرار جادو کبھی حال باختر مین اٹھاتی ہے حال عشق دختر لقا ملکہ گیتی افروز کا سناتی ہے کہ قائم
نبیرہ حمزہ نور چکیدہ خالق قدرت پر مائل ہوا کبھی عشق ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب سا تھ بدیع الزمان
کے ذکر کرتی ہے کبھی حال برجونگار مقام خدائی زبرجد شاہ و مشتش و دمامہ کہتی ہے کبھی حال فرعونیہ
مشتش
وساحر مشتش و عیار ہائے عمرو سوختن بیان مین لاتی ہے کیفیت دلپذیر عشق و جنگ کی معقول تقریر
سن سن کر افراسیاب کبھی جھومتا ہے کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہے کبھی کہتا ہے اے اسرار یہ کتابیں ہمکو منگا دو
کتب خانہ شاہی سے نکلوا دو ایک جلد روز پڑھا کرون جسکی مجمل مین یہ کیفیت ہے مفصل کی کیا لذت
ہوگی اب پھر ادل کو مین بے ہنر منشی احمد حسین قمر خدمت شائقین مین عرض رسا ہے کہ اول مین
اسرار نے افراسیاب کی توصیف کی توصیف کے بعد جب افراسیاب متوجہ ہوا کتاب دیکھنے سے غافل
ہوا تب اسرار نے اس مقدمہ طولانی کو چھیڑ دیا مراد اس سے یہ ہے کہ اسرار ایسی باتین کرتی ہے کہ
افراسیاب کو باتون مین محو کردن کتاب سامری نہ دیکھنے دون حال یاران نہ دیکھنے پائے
ورنہ مدعائے دلی حاصل نہ ہوگا یاران عمرو صف شکن کو سے کرتا بہ گنبد نور نہ پہنچ سکینگی اسواسطے

یہ طول کلام ہے اسواسطے اس تقریر دلپذیر کا یہ انجام ہے مگر شعبدہ بازی فلک کجرفتار سے اسرار
جادو بھی غافل ہے یہ فلک ہر وقت برسر گردش ہے نیرنگ دکھانے کی ہر وقت کوشش ہے نظم مصنف

فلک ہر گھڑی در پے جنگ ہے
غم و رنج کھینچے مصیبت ہوا
اگر شب کو شادی کا ساماں ہوا
بجز رنج و غم عیش ممکن کہاں
کوئی گل خوشی سے جو خنداں ہوا
کیا توڑ کر پائمال جفا
چمن میں جہاں گل کے انبار تھے

عجب گلشن دہر کا رنگ ہے
اگر ایک ساعت ملا دل کو چین
تو وقت سحر شغل افغاں ہوا
کبھی ہے خزاں اور کبھی ہے بہار
ستم بڑھ کے گلچیں نے اس پر کیا
اگر سرو نے سرکشی کی ذرا
یکایک جو دیکھا خس و خار تھے

کسی کو نہ دم بھر بھی راحت ہوئی
مہینوں کیا بیٹھکر غور و شین
فلک کی عجائب ہیں نیرنگیاں
جو دیکھا تو لالہ بھی ہے داغدار
بہا رنگ غم اور حال جفا
وہیں اسپ بدعت کا آرے چلا
بیاں تو بلیغ سب ہیں اسرار

جادو نے دام قصص و حکایات میں افراسیاب کو پھنسایا کتاب کو نہ دیکھنے دیا مگر بہر عیاری
بعد گرفتار کرنے ہوشیار جادو بہ شکل اسرار جادو بہ پشت ماران پر سوار ماران بشکل اژدر
بقصد کرتو و قرش باد تند نقب بخنہ کو طے کرتی ہوئی جاتی ہے گھبراتی ہے کہ اب رات کم رہگئی ہے کیونکر خواجہ
کہاں تک تیز روی کروں بارہ کوس کی یہ نقب ہے بیچ گنبد نور کی دیوار میں یہ نقب پہونچی ہے صناعان
چابکدست نے دیوار کو خالی کیا ہے بصنعت تمام نقب کو پہونچایا ہے یہ راستہ برابر ہے وہ راہ بلندی پر
ہے اب نشیب ہے وہ مقام فراز ہے ہرچند مجکو اپنی رہروی پر ناز ہے دیکھیے مقام تحمل بدعت سے
کیونکر گزروں یا آلہی جلد تا بہ گنبد نور پہونچوں طلسم کشا قبضہ میں آجاے تب تحریر دکھاے
یکایک دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک کمرہ نقب میں بنا ہے انتہا کی روشنی ہے ایک ساحر کریہ منظر
خرس پیکر بیموں صورت طینت میں بدعت باہر کرے کے کھڑا ہوا ٹہل رہا ہے جیسے ہی اسکی نگاہ
اژدر پر پڑی پکارا کون آتا ہے ماران نے آواز دی اے تحمل بدعت جادو راہ میں سے ہٹ
اسوقت میرے آنے میں بھید ہے ملکہ اسرار جادو پشت پر سوار ہیں ہم بشکل اژدر خونخوار ہیں براے
حفاظت طلسم کشا بحکم افراسیاب جاتے ہیں تحمل نے کہا ملکہ جادو تمھیں کون روک سکتا ہے نانی اماں
تمھاری مالک ہیں ہمیشہ سے اس راہ نقب کی سالک ہیں ایک ایک سنگریزہ یہاں کا پہچانتا
ہے یہ حقیر بھی بخوبی جانتا ہے آپ ہماری افسر ہیں ہم سے سب طرح بہتر ہیں مگر ہم طرف سے شہنشاہ

طلسم ہوش ربا کے نقب پر بلور مین یہ شب شب قیامت ہی قول سامری جمشید یہی ہی شمارہ قضا جون
کی تحریر کا مصداق یہی ہی خبر سے اتنی رات گئے دلمین دھڑکے ہین گردش سیارگان سے ڈرتے ہین
ملکہ ماران جواب دیتی جاتی ہی اور آگے بڑھتی آتی ہی لیکن خواجہ عمرو نے جسوقت سے مخل بدعت
کو دیکھا ہی باتون مین شاخ نکال رہا ہی بڑ کی بات کرتا ہی کلام سے اسکے ثابت ہوتا ہی کہ اسوقت
دانا یاران و اسرار کا اسکو بار ہی پھولتا جاتا ہی چند ذلیل و خوار ہی دلمین خواہش ہی کہ گل حیات
طلسم کشا پامال ہو ملک بہار و باغبان قدرت کو ملال ہو جسوقت سے خواجہ نقب مین داخل ہوئے
مین چست و چالاک و ہوشیار ہمہ تن چشم تیور پہ قہر و خشم جال حضرت الیاس کا کاندھے پر ایک کاندھے
پر گلیم عیاری حلقہ ہاے کمند آصفاے با صفا بازوون پر پیٹوڑا حضرت داؤد کا کمر مین بجائے خنجر
تیور کو اسکے دیکھ رہے ہین جیسے ہی ماران قریب آن کر پہونچی قصد کیا دب کر نکلجاؤن مخل بدعت
نے عمرو پر اپنا سایہ ڈالا خواجہ کے چہرے سے رنگ روغن عیاری کا اڑ گیا مخل بدعت نے
ڈانٹا او ماران ساربان زادے کو ساتھ لیے جاتی ہی عمرو تو کود کر کنارے اتنی جلدی آیا کہ جیسے
برق چمکتی ہی گرتے گرتے گلیم اوڑھ کر مختفی ہوا مگر مخل بدعت نے ماران پر گولا مارا ماران کے
گرد شعلہ آتش آ گئے یہ تڑپ کے نکلی بصورت اصلی ہوئی برق بنکر مخل پر گری کہ اس ملعون کو قلم
کرون مگر مخل بدعت بلاے روزگار ہی قدیم ساحر ہی فنون سحر سازی سے بخوبی ماہر ہی اپنے کو بچا
لاکارا کہ او ماران تو نے غضب کیا ہم تو جانتے تھے کہ سامری نامہ مین صاف لکھا ہی کہ عمرو
اس راہ سے ضرور آئیگا جب تو ہم نے اپنے اوپر سحر کر رکھا تھا کہ کسی صورت پر آئے ہمارے سایہ
سے صورت تبدیل ہوجاے لڑتا جاتا ہی اور چار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا ہی حیرت ہی کہ
ساربان زادہ کہان گیا پشت اژدرے اڑتے اڑتے غائب ہو گیا ماران نے دو چار تیر ایسے
لگائے کہ مخل کو زخمی کیا قتل نہ کر سکی ایک مرتبہ جھوم کر یا سامری کہا دو ستر زمین پر مارا ماران لہرا کر
زمین پر گری زبان بند ہو گئی چہرہ اداس مردنی چہرہ پر چھا گئی یہ تیغ کھینچکر جھپٹا کہ سر
کاٹ لون پھر عمرو کو ڈھونڈھون ماران تڑپی دل کو رجوع کیا اور کہا ای خالق بے نیاز جان
بچالے مصیبت سے نجات دے قطعہ

لطف تیرا عام ہی کرم رحمت | ہو کرم سے تیرے چشم کرمت
مجرم عاجز ہون کر نگہ تقویت

تو ہی خالق تجھے ہے یہ سلطنت | دیگر کیا سیہ کاری نے منہ کالا کیا | بات کرنے کا نہیں کچھ مقدور رہا
رحم کر خاکِ ذلت سے اٹھا | میری عقد جسم کی تخصیص کیا | دیگر ہو رہے ہیں ہم جو دورنگی خطب
سر پہ یہ اعمال لائے ہیں نصب | رکھتے ہیں چشم عنایت تجھ سے سب | تجھ سوا کس سے کہیں احوال اب

نخل نے چاہا کہ سر یاران کا کاٹ لوں خواجہ عمرو پہلو میں گلیم اوڑھے کھڑے ہیں دل کو تاب نہ باقی رہی فوراً گلیم سر سے اتاری سامنے سے لوگ کے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار رضا جعفرا | مرے مکر سے کانپتا ہے جہان | تراشندۂ ریش کفار ہوں
زمانے کا مکار فندار ہوں | صبا تیز رفتار ہو گر قدم | صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو | نہ پائے مری گرد پاپوش کو | دوندہ جہان گرد طرار ہوں
جہان گیر عالم کا عیار ہوں

او ہیجا کیا کرتا ہے خبردار عورت پر کیا وار کرتا ہے مردان سامنے آنکھ چار کر ادھر دیکھ مجھ سے آنکھ ملا ہمارے سامنے آ نخل غصہ میں پلٹا عمرو برابر تو ہیچ ہی چکا تھا ہتھوڑا حضرت داؤد کا سر پر مارا نخل بدعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے مر کر گرا لاشہ تڑپا اندھیرا چھایا صدائے گیر و دار بلند ہوئی روح ساحری دردمند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من نخل بدعت بود افسوس جان دادیم و مردیم و مطلب خود نہ رسیدیم ہائے نخل بدعت کو قلم کیا نخل شباب سے پھل نہ پایا بہار عمر پر خزان آئی خزان نے صورت دکھائی اس ہنگامے میں ماران اٹھی کھڑی ہو کر پیٹنے لگی سر زمین پر دے مارا کہا خواجہ غضب کیا اسکو کیوں مار ڈالا عمرو نے کہا وہ مجکو قتل کرتا تھا اور میں کیا کرتا اُسنے کہا خواجہ بڑی قیامت ہوگی اسی کے ہاتھ کا بنایا ہوا ایک نخل باغ سیب میں افراسیاب کی بارہ دری کے سامنے ہے وہ اب جل جائیگا افراسیاب دوڑا ہوا آئیگا جلدی گنبد نور پر چلو ہائے اب نانی کو بھی مار ڈالیگا ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا عمرو کے بھی ہوش اڑ گئے کہا بی بی جلدی چلو ماران و عمرو دوڑتے ہوئے زیر گنبد نور پہونچے دیکھا اندر دیوار کے اوپر گنبد نور کے جانے کا راستہ بنا ہے اب عمرو آگے ماران پیچھے عمرو صورت بدلتا ہوا یعنی رنگ روغن عیاری کا لگاتا جاتا ہے صورت افراسیاب بنانا منظور ہے گنبد نور میں بارہ جلاد اسد اور مہ جبین کے نگہبان ہیں ہر وقت سر پر تلوار کھینچے موجود رہتے ہیں حکم ہے افراسیاب کا اول تو یہاں کوئی آ ہی نہیں سکتا اگر سوائے میرے

کوئی آئے فوراً اسد و مہ جبین کو قتل کر ڈالنا عمرو تو صورت بنکر افراسیاب کی گنبد نور مین نکلا
جاتا تھا ہر سو دو سو قدم کا راستہ باقی ہو مگر وہان رات قلیل ہی بلکہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہی اسرار
جادو نے رات بھر افراسیاب کو دام کلام مین پھنسایا یکایک آسمان سے ایک شعلہ بھڑک کر
اُس نخل پر گرا جلنے لگا افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا او اسرار حرامزادی تو نے مجھکو کتاب
نہ دیکھنے دی صاف ظاہر ہی کہ تو مسلمانون سے ملگئی ارے ہانے نگہبان نقب مار گیا سوائے
تیری فوادی کے عمرو کو وہان کون لیجاتا اب معلوم ہوا کہ قتل عمرو مین بھی تو نے مجھکو دھوکا دیا وہ کوئی
اور تھا جسکو تو نے قتل کروایا یہ کہکر غصہ مین اٹھا کہ مین جاکر گنبد نور پر دیکھون ابھی ابھی نخل عشرت بد
مراہی جب تو شعلہ اس نخل پر گرا ہی اسرار جادو کے ہاتھ مین اسباب سحر تھا افراسیاب پر پھینک مارا
کئی تلوارین کئی چھریان کٹاریان افراسیاب پر گرین یہ بھلا کب مانتا ہی چوٹ جسم مین لگی ہوسے بدن بھی
میلا نہوا اُف لیکے اُٹھا وہ سحر سب باطل ہو گئے دامن سے افراسیاب کے گلا اسرار جادو کا بند جکیا
افراسیاب تو اُڑ کے طرف گنبد نور کے چلا اسرار جادو مثل چھپکلی کے لٹک رہی ہی مثل ماہی بے آب
پھڑک رہی ہی مگر رہا نہین ہوسکتی وہان عمرو روزن دیوار توڑکر مثل شہنشاہ طلسم ہوش ربا کہکر نکلا جلادون
نے جو افراسیاب کو دیکھا جھک کے سلام کیا عمرو نے بتعجیل جیب مین سے مشت زر نکال کر جلادون
کو دیا کہا تم لوگون نے خوب حفاظت کی ایک ایک کو شہر کا بادشاہ کرونگا یہ تو آپسمین تقسیم کرلو رات
بھر جاگتے ہو ایک ایک جام پیو یہ شراب قرسامری کی ہی اونہی جیب مین سے گلابی نکالی ایک ایک
پیالی بارھون کو پلائی پیتے ہی وہ سب لڑکھڑا کر گرے اسد و مہ جبین کو عجب حال پر ملال مین دیکھا
اسد غازی کے بال بڑھکر کمر سے گذر گئے ہین ناخن جو رشک ہلال تھے بدر کمال ہوئے آنکھین
مثل نرگس بیمار نحیف و زار مہ جبین کے چہرے پر ہوائیان دونون کے پانون ہاتھ مین ہتھکڑیان
بیڑیان صورتین دونون کی دیکھ کے عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا مگر بتعجیل جال مار کر دونونکو ادھر تو عمرو نے
نذر زنبیل کیا جلادون کے سر کاٹے تھیلیون مین اُنکے اشرفیان تھین ہاتھ مار کے چھین لین عمرو
زنبیل کر کے طرف ماران کے پہنچا کہا ارے مجھکو لیجیل اور افراسیاب مثل شعلہ جوالہ بر سر گنبد نور گرا کہ اسرار
جادو اُس سے بندھی لٹک رہی ہی چالاک بشکل ملکہ حیرت جادو گلدستہ سحر ہاتھ مین کنیزین گرد تخت
کو اُڑاتی ہوئی قریب گنبد نور پہونچا ہی ایک طرف سے برق بصورت مصور گٹھڑ تصویرون کا لیے ہوئے

قران بصورت ابرلیق سحر کے پتھر ہاتھ مین ضرغام بشکل سرمار برف انداز زردی کے کانون پر قطرے
پانی کے پڑے ہوے سرمار اصلی کے بنائے ہوے جانسوز بشکل خدمتگار پہلو مین گرد چند مصاحب
ان سبھون کے تخت اڑتے ہوے ساحرون کے سر سے قریب گنبد نور پہونچے مین جیسے ہی افراسیاب
مثل برق کڑاکا بصورت شعلۂ جوالہ ادھر کا حیرت کو دیکھکر آواز دی ای خاتون محل غضب ہوا عمرو یقین ہی گنبد نور
مین پہونچا اسرار بگرام اسنے رات بھر مجکو کی اب نہ دیکھنے دی قصص و حکایات مین بہلائے رہی جلد گنبد نور
کی خبر لے چالاک نے کہا شہنشاہ بہت خوب لائیے اسرار حرامزادی کو تو مجھے دیجیے افراسیاب جادو
نے بائین ہاتھ سے اشارہ کیا اسرار کی گردن بندھی ہوئی تھی دامن اتنا کھنچا گیا تخت پر چالاک کے
گری یہ سب عیار تو تخت اڑا کر قریب افراسیاب کے آئے جب اسد و مہ جبین کو عمرو اپنی زنبیل مین
رکھکر چیکا لقب مین پہونچکر سفید مہرہ بجا کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم ‖ بہ تبلیغ دین زکارش آبیاری ‖ گزان استاد عیاران عالم
بھرکشور بلائے جان کفار ‖ عمرو آن شاہ عیاران عیار ‖ جہان سرہنگ در خنجر گزاری

آئے ساحران بچا مین نے اسد
و مہ جبین کو اپنے قبضہ مین کیا ای ساحران سلطان اسلام اگر آمادہ جانبازی ہو نکل جاؤ خدا کا فضل
شریک حال ہوا اسد نامدار عالی وقار نبیرۂ حمزہ شہسوار میرے قبضے مین آیا یہ جو خواجہ عمرو نے اندر سے
نعرہ کیا بہار و باغبان وغیرہ جو آسمان پر اڑ رہے ہین انکے بھی کان مین یہ صداے جانفزا روح بخش
فیض انتما پہونچی ہاتھون مین اشیاے سحر اس ارادہ سے تھے کہ افراسیاب پر سحر کرینگے اب وہی اسباب
فوج کفار پر پھینک مارے مگر چالاک کہ بصورت حیرت تخت زرین پر ہے اسرار جادو کو افراسیاب نے
اپنے دامن سے جھٹکا کہا ای حیرت لینا مین گنبد نور مین جاؤن یہ کیسی آہ از حیرت خبر آئی ہے زمین کیون
تھرائی ہے چالاک نے بچالاکی اسرار جادو کو لیا برابر افراسیاب کے تخت پہونچ ہی چکا تھا آواز عمرو
کے سفید مہرے کی سن رہا تھا دس جباب دس انگلیون سے منہ پر افراسیاب کے مار دیے پہلے سے برق
بصورت مصور و قران بصورت ابرلیق و ضرغام بصورت سرمار ان سب نے اشیاے بیہوشی افراسیاب
پر مارے افراسیاب تو الٹ گیا مگر غمگین سمجھا ہوا چلا مگر بیہوش ہوتے ہوتے ہاتھ جو ہلا دیا تخت
عیارون کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے مگر اسباب سحر سازان مذکور کے جو انکے پاس تھے یعنی چالاک نے گلدستۂ
حیرت پھینک مارا آواز دیکر ای سامری یہ جو شہر ناپرسان مین فوجین تیار ہین انکو جلا دو وا اپنے

نام کا نعرہ بھی کیا منم مہترین مہتر چالاک بن عمرو نعرۂ چالاک بعیاری من آنم جیست و چالاک

بچشم دشمن اندازم کف خاک نه آید باد گرد تیز گامم خلیفه اولم چالاک نامم

قران نے نعرہ کیا نعرۂ قران سریع السیر چون ابر بہاری جہان سرمنگ در خنجر گذاری

بمیدان اژدر آتش فشانم منم مہتر قران شیر ژیانم ضرغام و جانسوز نے بھی نعرہ

کیا برق بھی پکار اٹھا نعرۂ برق منم برق رفتار و خنجر گذار × منم یکہ لیکن گران بر ہزار
بہار و باغبان وغیرہ نے دیکھا کہ ان لوگوں نے انتہا کی جرأت پیدا کی کہ ساحران مذکور کی شکل
پر ہوا پر تھے اسباب سحر تو اپنے اپنے پھینکے مگر افراسیاب کا ہاتھ جو ہلگیا تخت سب کے ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئے زمین پر یہ سب گر پڑے اور اسرار بھی اُلٹی پلٹی جاتی ہے کڑک کڑک کے گرے عیارون کی
کمر مین پنجے دیے چالاک نے کہا ملکہ اسرار کو لینا یہ بھی ہماری طرفدار معلوم ہوتی ہے کہ افراسیاب مین
مبتلا ہے ایک ساحر نے اسکو بھی پنجہ مین دبایا یہان قیامت برپا ہے ابرق سنگدل کے سحر کے پتھر
شہر ناپرسان مین برس رہے ہین سحر حیرت سے شعلہاے آتش گر رہے ہین گلدستہ مین اُسکے
شعلۂ جوالہ بجے ہوے تھے ناریون کو جلانے لگے قران نے تصویرہاے مصور کو پھینکا اُسنے یہ
نقشہ کیا مثل تصویر تصویر ہو کر بلا زمان افراسیاب گرنے لگے سرکشون کے سر پھٹنے لگے سوسمار
نے برف برسائی گرم مزاجون کو ٹھنڈا کیا بچھاؤن پر سر منڈلاتے ہی اولے پڑے ٹھنڈے جہنم مین ہوگئے
سرخ: تو عیارون کو مع اسرار پنجون مین دبا کر طرف اپنے لشکر کے چلے جب عمرو نقب مین اترا مار ان
نے سحر کے طبقہ زمین کا اُکھاڑ دیا عمرو کو ساتھ لیا طرف لشکر ظفر اثر کے مثل باد صرصر بھاگی مگر خوف سے تھرا رہی
ہے یہان شہر ناپرسان مین رات بھر شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن و مواج بن گرداب آدم خوار و طلسم
صد گوش و دریانوش و حیحون جادو و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و بدسرشت و بدخو دخان سیہ رو
و ملکہ عقاب آسمان سیر و ملکہ شہرنگ سیاہ پوش و ساحرہ لاثانی و قواق کہربا پیشانی و طیران
و سیران گوشہ گیر و ملکہ شیخ و شنگ و ملکہ زعفران عجائب رنگ و قتال جادو و منتال
جادو و ابابیل جادو و ہابیل جادو و شریر جادو و ضربہ جادو و منیر آسمان نشین و ملکہ
شور انگیز جلالت آئین و قلماق اژدر پوش و سالار منیوش و ملکہ طنبور سحر ساز و ملکہ عندلیب
نغمہ پرداز وغیرہ رات بھر تنہا اپنی بارگاہون مین جاگی ہین دو گھڑی رات رہے سے جلا دینی

خرس طینت و میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت سیاہ رو بدخو تیرہ درون حاضر ہین آرہ کش
شمشیر کش چشم کن سینہ شگاف پھر رہے ہین دارین استادہ بر سر کشی جلاد سب سے زیادہ منتظم حاجب
جاہ و حشم شہنشاہ ظلم و ساحر پرفن شہنشاہ توسن سحر ہوتے ہی بارگاہون سے نکلے تھے کہ یکایک
یہ قیامت برپا ہوئی چونکہ براے انتظام کل شاہان و ساحران بد انجام اپنے خیمون سے باہر آچکے تھے
دیکھا کہ شہنشاہ آسمان سے یون چلے آتے ہین نیچے سر اوپر پانون اور عیارون کے نعرے ہوے
برف و سنگ و خنجر و تیر و تبر برسنے لگے لاکھون بیچارے واصل جہنم ہوے صداہاے گیر و دار تا بہ فلک
پہونچی زمین تھرانے لگی چونکہ یہ سب ساحران زبردست ہین بادۂ سحر و ساحری سے مست ہین حیران
و پریشان لاکھون لاشہ پھڑک رہا ہی کہ ابر تیرہ و تار کڑک رہا ہی رعد کی گرج برق کی چشمک دنی
تیرون کی بوچھار ساحران زبردست نے بتعجیل تمام بخیال انجام سپرین سحر کی فوراً تیار کین ان
آفتہاے آسمانی سے اپنے کو بچاتے تھے کبھی گھبراتے تھے کہ یہ کیا قیامت آشکارا ہی غل ہی کہ
اب جان بچانا دشوار ہی کوئی کہتا ہی خداوند لقا کو غصہ آیا تقدیر برعکس کی مفت مین ہم غریبون کے
جان پربنی کسی طرف شور ہی یالات اے منات سچی توبہ کرتے ہین آپ کے بندے مرتے ہین دست
گیری ہی کوئی سامری جمشید کو پکارتا ہی بعض گھبرا کر کہتے ہین ان سب پر لعنت کرو یہ سب خداوند
بڑے ظالم ہین اپنے بندون کی تباہی کا افسوس نہین کسکو پکارین کس سے فریاد کرین رات سے
بازاری بدمعاش جمع تھے بڑے بڑے پہلوان ڈنڈپیل سن چکے تھے کہ بروقت قتل اسد
ضرور لڑائی ہوگی مال لوٹینگے آج کے وعدے پر مہاجنون سے قرض لیا تھا ان سب صاحبون
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا آپسمین کہا لو بھائیو غدر ہوگیا اسوقت نہ داد ہی نہ فریاد ہی مطلب حاصل
کرو جسکا مال ملجاے لوٹ لو اپنا ہیگا نہ کیسا کسی نے کسی کی پگڑی اچھال دی صرافونکی دوکانون کی
تھیلیان غائب ہونے لگین شہر نا پرسان لٹنے لگا دوکاندار رام رام کہکر بھاگے بعض حافظکاران شہر
شوالون مین گھس پڑے بت سونے چاندی کے قبضون مین کیے برہمن پیتمبری دھوتیان باندھے
ہوے پوتھیان پھینک پھینک کر بھاگے جلاد اپنے گلے ہی ٹٹنے لگے مگر افراسیاب زمین تک پہونچا
تھا کہ پتلہ فولادی زمین سے نکلا شہنشاہ کہتا ہوا افراسیاب کو لپٹ گیا گود مین لیکر چھپٹا پانی کا
مارا افراسیاب نے آنکھ کھولی یہ قیامت برپا دیکھی ساحر جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین کہین

پتھر برستے ہیں ساحر جان بچانے کو ترستے ہیں ایک سمت برفباری ہی اہلیان فوج کی بیقراری افراسیاب نے آہستہ آہستہ ایک لرزہ کوہ شگاف کیا دیکھا نہ حیرت ہے نہ سرمایہ ابریق نہ مصور مگر سحر آسکے پتھر برسا دیے ہیں برف گرا رہے ہیں وہاں بوقت سحر صرصر و صبا رفتار رجو درخو لئے بندھی بیہوشی گاہ کی کشتیان نے آکر انکو کھولا یہ دونون بیحواس افتان و خیزان اس مجمع میں آکر کچھ نہیں دیکھا دریا خونروان بہ رہا ہی افراسیاب منہ منہ کہہ رہا ہی بھاگ کر دربارگاہ حیرت پر آئین دیکھا دربارگاہ پر سناٹا ہی خوف سے نگہبان بھاگ گئے یہ دونون پردہ اٹھا کر اندر آئین دیکھا بی حیرت دوشالہ تانے سو رہی ہین خیال کر کے دیکھا دماغ پر بھی بیہوشی کی چڑھی ہی دونون پیٹنے لگین پٹی اٹھا کر منہ دھلا کر کہا بی جلد اٹھیے سارا شہر قتل ہو رہا ہی صاف ثابت ہی کہ مسلمان آپڑے سحر ہو رہے ہین آپ کی فوج والے رو رہے ہین لاکھون بھاگ گئے لاکھون مچلکے شہنشاہ کو سنا زمین پر گرتے تھے تیلے نے روکا شاہان اولوالعزم اپنے کو بچاتے ہین سرداران لشکر گھبراتے ہین حیرت آنکھین ملتی ہوئی کہتی ہوئی چلی آگ لگے اس سلطنت کو کسی غریب کے گھر بیاہی جاتی ماش کی دال روٹی کھاتی آرام تو پاتی نگوڑے مسلمانو نے دن سوتے نہ رات نہیں معلوم مجھکو کون بیہوش کر کے ڈال گیا مین کیا جانون صبح ہوتے ہی کیا اندھیر ہوا ناگاہ ایک کنیز دوڑتی ہوئی آئی کہا ملکہ جلد چلیے شہنشاہ خفا ہوتے ہین آپ کے سحر نے آگ لگا دی ہزارون جنگلے لاکھون جان بچا کر بھاگے یہ سنکر حیرت گھبرا کر دوڑی اس عرصہ مین صرصر اور صبا رفتار خیمہ مصور مین پہونچین دیکھا مرشدزادے ننگے چٹائی مین لپٹے کھڑے ہین صبا رفتار نے کہا اوستانی صاحب دیکھیے یہ کیا سامان ہی صرصر نے کہا یہ نگوڑا ننگ خاندان ہی ہمیشہ جامے سے باہر رہتا ہی عیارون کی جفا سہتا ہی صرصر نے منہ پھیر کر چادر اوڑھا یا منہ پر چھپٹا پانی کا مارا مرشدزادے نے گھبرا کر آنکھ کھولی صرصر و صبا رفتار کو سامنے پایا کہا عیاران اسلام مجھے مارنے آئے مین چلایا دوڑ کر دو چار دے صرصر نے کہا مرشدزادے ذرا ہوش مین آئیے شہنشاہ کے پاس چلیے دیکھیے آپکی تصویرون نے کیا نقشہ کیا ہی ہم صرصر و صبا رفتار ہین مصور گھبرایا جامے سے باہر تھا اب لباس پہنا گھبرا کر پوچھا کہ اسد قتل ہو گیا عیار نیون نے کہا باہر تو چلیے زیادہ نہ جھلیے مصور جلدی لباس پہنکر بیرون بارگاہ نکلا دیکھا قیامت کا ہنگامہ ہی اس عرصے مین صرصر و صبا رفتار نے جاکر سرما و ابریق کو بھی ہوشیار کیا یہ بھی دونون آنکھین ملتے ہوئے گھبرائے ہوئے بدحواس کہتے ہوئے کیون ملکہ خیر

تو ہی صبا رفتار نے کہا چلو تم لوگ یہان بیہوش پڑے تھے سحر نے تمھارے قیامت برپا کر دی یہان
افراسیاب کھڑا ہوا فوج والون کو بچا رہا ہی سحر دفع کرتا جاتا ہی آگ بجھانے کو پانی برساتا ہی برف
پر برق چمکاتا ہی کہ سامنے سے ملکہ حیرت پیٹتی ہوئی پہونچی افراسیاب سے کہا کیون او حیرت ناک
تیری کاٹ لون تیرے سحر نے لاکھون کو جلایا حیرت نے کہا شہنشاہ مین تو بیہوش پڑی تھی سحر تو مین نے
برائے مسلمانان بنایا تھا کہ صبح کو زیادہ مشقت ہو مسلمانو کو میرے فسون سے بہت ہو سرما وابریق و
مصور بھی پہونچے افراسیاب نے کہا واہ رشید زادے بڑے حرامزادے ہو اپنی تصویرون کو روکو مصور
نے کہا زبان سنبھالیے بیہودہ بات منہ سے نکالیے نادان سے کہ مگر سارا طلسم مٹوا دونگا افراسیاب نے کہا تمھارا
نانا دادا بیچارے کیا تھے الٹی پلٹی نالایق تدبیر کرتے ہین ایک مسلمانون کا خدا ہی یہ ایسے نامرد ہین ایک
سے پونے دو سو ڈرتے ہین آپ کو کچھ معلوم بھی ہی شاید طلسم کشا چھوٹ گیا پھر بھر کامل افراسیاب مصور
و حیرت و سرما وابریق نے ملکر وہ جو سحر سے آفتین برپا تھین انکو ہٹایا اب جہان تیرہ و تار روشن
ہوا افراسیاب کو یہ خبر اخبار گزرا کہ دہ لاکھ جادوگر مر گیا کچھ برف مین ٹھنڈے ہو سکے کچھ آگ کی سوزش سے
جہنم مین گئے شور گریہ وزاری بلند ہی کوئی کہتا ہی باپ مارا گیا کوئی کہتا ہی جوان بیٹا موا کوئی کہتا ہو بھائی
تو نے شباب مین جان گنوائی کسبیان سر پٹ رہی ہین شہدے بے نو بیون کو لے گئے افراسیاب نے
سرما وابریق سے کہا ان سب کو چپ کرو خاموش ہون لاشے جلد اٹھوا دو بدولت جاکر گنبد نور مین تو
دیکھین اگر حرامزادی ماران خواجہ عمرو کو لے کر راہ نقب سے پہونچی جلادون پر تو حکم ناطق تھا کہ سوا
میرے جو کوئی آئے اگر میری زوجہ بھی ہو اسد و مہ جبین کا سر کاٹ لینا دیکھین ان بیچارون نے کیا کیا
سرما وابریق وغیرہ چوب و چقماق لیکر دوڑے اس مدت مین ہزارون کے سر پیچے لاشے اٹھوانے مین مصروف
ہوئے جنگل تمام لاشون سے معمور ہو گیا افراسیاب بقہر و عتاب چرخ مار کر بالائے گنبد نور آیا آکے دیکھا اسد
و مہ جبین نہ مارو جلادونکے سر کٹے پڑے ہین گھبرا کر نقب مین پہاندا دیکھا بیچ مین سے طبقہ ٹوٹا ہوا ہی لاش
نخل بدعت پڑا ہی نقب کی عمارتین برباد یہ حالات مصیبت آیات دیکھکر تہو غضب مین کانپتا ہوا بیرون
نقب آیا تمام حاکمان زربند متردد و متوحش ایک مقام پر کھڑے ہین سب کے افسر شہنشاہ نیلم و شہنشاہ
توسن و ملکہ فیروزہ و دخان سیہ رو آپس مین اشارے کنائے کر رہے ہین نیلم کہتا ہی شہنشاہ کی
غفلت حد کو پہونچی سردارون کو یون بیزار کیا سب نامی نامی ارکین طلسم رازدار جاکر شریک مسلمانان ہوے

قید اسد غازی کا انتظام نہو سکا ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ توسن کے نیچے منتظم ہین کون کون صاحبین
بھائی صاحب کے سپرد ہین اگر کہین چھوٹ جائین تو طلسم ہوش ربا کی خاک اڑادین شہنشاہ ہوش ربا کی
زندگی دشوار ہو جائے گی کاربند نہ ملے ہر شخص کو رنج وملال پہونچے بھلا جھگڑا تو مشکل ہے اتنا تو کوئی دریافت
کرے کہ ہمارے بھائی صاحب کے زندان مین کون شخص قید ہے قیدی کا کیا نام ہے اسکے قید کرنے سے
کیا کام ہے نہ محافظ ہے نہ نگہبان اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر ہو کر ہفتہ مین خود ایک مرتبہ تشریف لیجاتے ہین
اپنی آنکھون سے قیدیون کو دیکھ آتے ہین مصور جادو تو ایک آلو کے پٹھے ہین کہا اے بادشاہ عالیجاہ
وہ کونسے قیدی ہین جو شہنشاہ توسن کے سپرد ہین بادشاہ ملک ہین یا گردہین شہنشاہ توسن نے ہنسکر
کہا مرشدزادے اعزاز واکرام تو قیدی کا آپ نے سنا اسکا نام لینا کیونکر مناسب ہے اور آپ بخوبی آگاہ ہین
اسوقت خیال مین نہین ہے آپ ہی بزرگون کی صلاح سے وہ لوگ قید ہوے مگر عرض کرتا ہون مثل
باغبان وغیرہ اگر ہم شہنشاہ سے باغی ہوجائین ایک ہفتہ مین طلسم کا کام تمام کردین مگر شہنشاہ کے راز دار
ہین اس سلطنت ہوش ربا کے ہم خود مالک ومختار ہین کل امورات ہماری راے سے ہوتے ہین ایک
قید مین طلسم کشا کی ہمنے دخل نہ دیا دیکھئے کیا انجام ہوا ملاحظہ کیجے شہنشاہ گنبد نور سے آتے ہین
مردون کی خبر لاتے ہین یہان تو یہ باتین ہین توسن ونیلم کی باتون پر کل سردار ہنس رہے ہین **افراسیاب**
پر مضحکہ ہے کوئی کہتا ہے غافل ہے کوئی کہتا ہے بالکل جاہل ہے کوئی کہتا ہے انتظام نہو سکا ایک کہتا ہے اسد کو
عمرو چھڑا لیگیا کچھ نہو سکا ایک کہتا ہے کیا غضب کے عیار ہین آسمان پر اڑ رہے تھے بیہوش کرکے شہنشاہ
کو بھاگے کیا غضب کر گئے لاکھون کی جان گئی کیا قیامت کا ہنگامہ تھا چند کس جو بچگئے یہ بھی عنایت
لات ومنات ہے سچ کو یہ سمجھ مین آتا تھا دن دہ کرامات ہے یہ باتین تھین کہ افراسیاب غصہ مین تیوری بل
منہ مین کف بھرا ہوا پیشانی پر شکن دریاے قہر موجزن جیسے ہی قریب آکر پہونچا نیلم وتوسن نے براہ
مضحکہ ہنسکر پوچھا کیون شہنشاہ کیا طلسم کشا چھوٹ گیا عمرو کیونکر پہونچا کس نے سراغ لگایا اس راہ کو
کون جانتا ہے عمرو کی کس نے رہبری کی کس سرکش نے غداری کی افراسیاب نے جو سب کو ہنسکر کہتے
دیکھا فرط قہر وغضب مین تاج کو کج کرکے مونچھون پر تاؤ دیکر کہا اے حاکمان دربند طلسم ہوش ربا اے ناظمان
ممالک سحر اب دنیا بدولت کسی صاحب کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے ہین اگر آگ برسادین تمام کوہ ودشت کو
جلادون اگر دعوی خدائی کرون مردے کو زندہ زندہ کو مردہ کر دکھاؤن اگر علوم نیرنگ شعبدہ پر آجاؤن

فلک ہفت پیکر کے چھکے چھڑاؤن سب صاحب بخوبی واقف ہین چند کس ناواقف ہین اپنے بزرگون سے
سنا ہوگا جس روز بادولت دریاے نیل پر پہونچے لوح طلسم کی تلاش تھی آپ سب صاحب فرماتے تھے
ای شہنشاہ دریاے نیل پر نہ جائیے جی لینے کے سودے مین نہ پڑیے وہ مقام عجائب وغرائب ہے دریاے
قہار وپر مصائب ہے ہرساحر نے وہان سے کنارا کیا اسکا ڈوبنے والا کبھی نہ ابھرا ایک ایک موج
اسکی گرداب قیامت ایک ایک قطرہ محیط آفت نہنگان دریاے نیل مکار مثل مچھلیون کی ماہیت سے
کماہی کون آگاہ ہے اس نیل جوش وخروش مین کسکو سیم وراہ ہے حباب بھی آنکھین نکالتا ہے مشتعل ہوکر
قہر وغضب مین مگھور رہتا ہے ہروقت کف لاتا ہے مردم آبی کو ڈراتا ہے مقام خوفناک پرہول کنارے سے کنارا
بہتر خوف تباہی جہاز عمر رواں ہے ہر ایک موج شمشیر بران ہے گرداب حلقہ ماتم گھاٹ اسکا تلوار کا گھاٹ ہے
پاٹ اسکا چادر چرخ نیلی کا پاٹ ہے ہزارہا اسمین جانور آدم خوار زمین وہان کی ناہموار مگر بادولت نے
کچھ خیال نکیا بجوش وخروش پہونچا صاحب جی تہتہیہ فیل سر قد وقامت مین دیو کا سر قہقہہ کا مارنا کب
ہنسی تھا سب صاحب فرمائین اسکو کیونکر نکال کر لایا مثل کرپاس کہنہ کے چیر پھاڑ کر پھینکدیا
اسوقت سب صاحب مضحکہ کرتے ہین بادولت بہرام فلک سے نہین ڈرتے ہین اگر سرداران خواجہ عمرو
وعیاران نامور پرسازش نکرواتا ہان بڑا کام کرگئے ماران نے عمرو کو راہ نقب سے تا گنبد نور پہونچایا اسرار
جادو نے شب بھر مجکو قصص وحکایات مین معروف رکھا کتاب نہ دیکھنے دی تجھی جستجو کی اب آپ سب
صاحب دیکھین سب باغیون کو چشم زدن مین لاتے ہین دیکھون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتے ہین
اسوقت آپ سب صاحبونکے موج تبسم نے خنجر بران کا کام کیا اس ہنسنے نے زخم جگر پرنمک چھڑکا ان
کلمات قہر آیات افراسیاب سے بڑے بڑے ساحر جو موجود ہین اور اپنے کو سامری زمان اور جمشید عہد
جانتے ہین ایسے ویسے کے سحر کو کب مانتے ہین غصہ دیکھکر افراسیاب کا کانپنے تھرانے دیکھا حقیقت مین
افراسیاب کی صورت بدل گئی چہرہ سرخ ابرون پربل آستین تا بمرفق چڑھائے آنکھین جوش قہر وغضب
سے ابل آئین شعلہ جوالہ یا جہنم کا جلا ہوا کندا معلوم ہوتا تھا یہ کہتے کہتے صرف دستک دیکے نظرون سے
سب کی غائب ہوا سب کے طائر ہوش اڑے حیرت نے پریشان ہوکر بال کھولدیے ڈوپٹہ منہ پر رکھکر
رونے لگی کہا صاحب جو غضب ہوا ایسا غصہ مین کبھی شہنشاہ کو مین نے نہین دیکھا اکیلے گئے ہین مسلمانون مین
صرف سترہ سو سردار ہین چھٹے ہوئے عیار مکار وغدار ہین ایسا نہو کہ میرے وارث کو کسی دام مکر مین پھنسا دین

آپ لوگونکا مضحکہ کرنا سخت ناگوار ہوا آج یہ سحر تو آشکار ہوا دیکھتے دیکھتے غائب ہوئے مین نے تو ٹھہر نکی
مبارک اپنے وارث کی خبر ہوگی بڑے وقت مین جاکر شریک ہون مجھے اپنے راج سہاگ کا ڈر ہی ارا کین
طلسم ہوش ربا کا بارگاہ عمرو مین گذر ہی میرا وارث تنہا ہی نکلا ہون سنے ایکبار ہی یہ کہکر آگے آگے حیرت
پشت پر اٹھارہ سو تاجدار گرد گرد نکش ساحران یکتا ناظمان دربند طلسم ہوش ربا ساحر بیشمار غول
کے غول غٹ کے غٹ چلے آتے مین طبقے زمین کے تھراتے مین عیّار بچیون کو حیرت نے اشارہ کیا
کہ ای کمبختو ذرا بڑھکر خبر لو جو کچھ وہان گذرے دمبدم کی کیفیت سناؤ یہ سنکر صرصر و صبا رفتار و شمیمہ
نقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین چنگل کش صوئین یہ لکر مثل باد صرصر کے بھاگیں دو کلمہ

لشکر عمرو کے سنیے ساقی نامہ

ساقی ہی کدھر شراب لائے
دن فصل بہار کے پھر آئے
ای روز الست کے شرابی
لاتا اک پھول کی گلابی
سودا ہی یہ ہنسی خوشی کا
دے جام ابھی سلامتی کا
مر مر کے خزان کے دن گذارے
پھولا نخل مراد بارے
ای میری دعا کے لینے والے
کر ڈال پری مرے حوالے
دل ہو مرا ڈانوان ڈول کب سے
ملوا دے دختر عنب سے
دلمین مرے وہ شباب آجائے
اس دل مین آفتاب آجائے
نظرون ہی مین دیکھکر جوان جاؤن
مرنے سے نجات جی جاؤن
اڑ جائے جدم وہ رشک محفل
بھر جائے خوشی سے شیشۂ دل
آنکھون مین پڑین جو لال ڈورے
پھر جائین لٹے مین کالے ڈورے

سلیمان ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سر بگردون سپر شہنشاہ با توقیر صاحب قہر و خشم ملکہ مہرخ
سحر چشم شب بھر مسلح مکمل آمادۂ مرگ مہیائے قضا زندگی سے بیزار مجبور و ناچار حیران و پریشان متردد
و متوحش کبھی بارگاہ مین کبھی بیرون بارگاہ گردش سیارگان بر نگاہ جون جون رات گھٹتی ہی غم و الم بڑھتا
ہی اہالیان لشکر کمرین باندھے ہوئے اپنے اپنے بستر پر ملول و مکدر گوش بر آواز کہ مالک ہمارا حکم دے
اگر دریائے آتش ہو پھاند پڑین ناگاہ گریبان سحر چاک ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم گھبرا کر بیرون بارگاہ
آئین کہا لو یارو سحر ہو گئی ہم سبھکی صبح ہوئی کوئی عیار پلٹ کر نہ آیا کچھ حال شہر ناپرسان نہ سنایا جان
دینے کا بھی وقت آیا برائے خدا یارو بڑھکر دیکھو شہر ناپرسان کا کیا رنگ ہے خدانخواستہ طلسم کشا
کو قتل تو نہین کیا اگر گنبد نور سے اتارنے کا قصد ہوا ہو بچاؤ جلد لاکر خبر دو ابھی جاکر جان دین افسوس
صد افسوس کیا لاشہ ہمارے افسر کا اکیلا رہیگا وہ جب تو یہ تھا کہ بیچ مین تنہا وہ ایسا لاگرد اہالیان قضا قلہ

دیکھنے والے دیکھیں ملازم تکلخار لعبد رسنے کے بھی اپنے آقا کے ہمراہ دین اہل مین ہوا خواہ دین قریب تھا کہ لوگ خبر کے واسطے دوڑین آسمان پر برقین چمکین باغبان قدرت بصد صولت خوش انداز خوش رو ملکہ بہار جادو و ملکہ سرخ موے کا کلکشا وغیرہ بارہ سردار عیارون کو اپنے پنجۂ قوی مین تھامے ہوے ایک ساحرۂ ضعیفہ کو باغبان قدرت اپنے دوش پر ڈالے اس رنگ سے آکر زمین پر اترے ملکہ مہرخ نے بیقرار ہوکر آواز دی یارو برائے خدا کچھ خبر ابھی سناؤ دل کو مجھ سوختہ بخت کے تسکین دو دل باغبان قدرت نے اتنا جواب دیا اے ملکۂ عالم خیریت ہے بیان کرتے ہین جس ساحرہ کو مین لایا ہون اُسکو افراسیاب باغ سیب سے گرفتار کرکے لایا تھا ہوشیار کرون تو مفصل حال یہ بیان کرے پہنے عیارون کو روے ہوا سے گرتے دیکھا فوراً سنبھال لیا ملکہ بہار جادو نے اور باغبان قدرت نے ملکہ اسرار جادو کا سحر اُتارا یہ رازدار ملکہ اسرار بیہوش تھی جسوقت افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب سے چلا تھا ایسا سحر بیجا سے کیا تھا کہ تمام جسم مین آبلے پڑ گئے تھے آنکھون سے بالکل نہ سوجھتا تھا اب جو بہار و باغبان نے پھول برسائے گل مراد حاصل ہوا چہرۂ انور اسلام سے مثل ماہ کامل ہوا آنکھ کھولکر اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ملکہ مہرخ انتشار مین خبر فرحت اثر کے انتظار مین جملہ سرداران نامی سالاران گرامی کو اپنے گرد حلقہ زن پایا چہار جانب ہجوم سیارگان بیچ مین ملکہ مہرخ مثل ماہ تابان اسرار جادو اب سمجھی کہ مین بارگاہ گردون پناہ اہل اسلام مین پہونچی خوشی خوشی آٹھکر بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ملکہ اسرار جادو نہایت بلیغ و فصیح ہر چند کہ سن زیادہ تھا مگر حسن ملیح شیرین کلام نیک انجام بعد سلام ہاتھ اُٹھاکر صفت ملکہ مہرخ مین بفصاحت یہ چند شعر پڑھے نظم

شاہا ترے گدا کا ہے مشہور احتشام
شاہان سرفراز سب اُسکے ہین باے نام

ہو اسپ پر سوار کرے عزم جنگ اگر
میدان کارزار مین اُدنے ترا غلام

جولان کرے جدھر کو رہے سطرف نہ خاک
اڑ جلے خاک آدھر کو جدھر کو پھرے لگام

پامال اسقدر ہو کہ معلوم بھی نہ ہون +
افراسیاب کون ہے رستم ہے یا ن کدام

شمشیر اُسکی خرمن اعدا کو ہے جو برق
آوے گر اُسکے ہاتھ مین یک تیغ بے نیام

لہجاے اور ٹک صف اعدا کی اور کو
بے سر ہین پھر تو مد نظر یک قلم تمام

آپ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کو کسکے منھ مین زبان ہے جو بیان کرسکے مدا حین حضور کی

یہ چند اشعار آبدار عرض کرنا واجب ولازم ہی اشعار

نوشیروان پہ عدل کا گویا ہی اتہام
کیا کیا ہی خوبیوں سے کیا حق نے تجکو خلق
یا مین تری شجاعت و ہمت سے اب کلام

دنیا ہی تیرے عدل مین اے عادل زمان
ابنائے روزگار کے ای فخر و احترام
تیرا ہی بار علم ہی ایصاحب وقار

ادوہ کہ تیرے عدل کی نسبت نجاد و عالم
زخم جگر کو سودہ الماس الیتام
مذکور حلم کا مین کرون یا بیان خلق
کشتی خاکدان کا جو پانی پہ ہی قیام

و دعا دیگر سرداران بارگاہ اسلام سے بغلگیر ہوئی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای ملکہ اسرار برائے پروردگار
جلد کچھ حال خیریت مآل طلسم کشا و خواجہ عمرو بیان کرو کہ قلب ناصبور کو گونہ تسکین ہو اسرار جادو نے
کہا ای شہنشاہ انجم سپاہ پروردگار عالم دمبدم اقبال کو ترقی عطا فرمائے روز سیاہ دشمنان تیرہ بخت
کو دکھائے خواجہ صحیح و سالم ہین کنیز حضور صف شکن ملکہ یاران زمین کن راہ نقب سے انکو
ہمراہ لے کر بہ گنبد نور گئی ہے مین برائے کارگزاری باغ سیب مین پاس افراسیاب کے رہی
رات بھر اُس تیرہ بخت کو کتاب سامری نہین دیکھنے دی ایک افتاد یہ پڑی کہ نخل بدعت کو شاید
خواجہ یا ماران نے قتل کیا بس افراسیاب خانہ خراب آگاہ ہو گیا مجھپر بھی یہ بلا نازل ہوئی
تھی خواجہ کو سمجھا دیا تھا کہ جہان تک ممکن ہو نقب کے دو ساختہ باغبان ہین انکو زندہ گرفتار کرنا
اُنکے خون سے ہاتھ نہ بھرنا مگر نخل بدعت نہایت ہوشیار مکار غدار تھا عقل سے دریافت ہوتا
ہی کہ اُسنے ضرور خواجہ عمرو کو پہچانا ہوگا وہی اُسکی موت کا بہانہ ہوا اب نہین معلوم پھر خواجہ عمرو پر
کیا گذری مگر آگے بڑھکر خبر دریافت کرنا واجب ولازم ہے اگر طلسم کشا کو قبضہ مین کرلیا تو کیا
سبب ہوا کہ ابھی تک تشریف نہین لائے خیرخواہان دولت کی کیون طبیعت گھبرائے یہ کیفیت
بگوش ہوش عیاران نامی سن رہے تھے بہ تعجیل با نہائے عیاری سے آراستہ ہو کر برق و چالاک و
جانسوز و ضرغام و قران بیرون بارگاہ آگے باغبان و بہار نے کہا ای عیاران طرار ہمارا بھی
ساتھ چلنا ضرور ہی اسوقت مین تامل و تساہل سراسر عقل کا قصور ہے سب سردار آمادہ ہوئے کہ ہم سب
جاتے ہین خبر لاتے ہین ایسا نہو کہ نقب سے نکلتے ملازمان افراسیاب گھیر لین از شہر نا پرسان
تا کوہ بلور فوجین فروکش مین خیرخواہان طلسم ہوش ربا سرکش ہین مہرخ کو بھی تاب نہ آئی کہا ہما جو
ہین سب مین نامرد ہون کہ مرغ زرین بنی بیٹھی ہون شب بھر سر دھنا کی آتش رنج و مصیبت مین سنا کی
سب سرداران جان نثار بیقرار ہین چلنے پر تیار ہین کہ صحرا سے گرد اڑی مگر پہچان دخرو شان غبار الم سبب

دون پر سے تھے اسی جانب سب دیکھنے لگے یسان ابر رحمت یا ابر فرحت وہ گرد فق ہوئی سب نے دیکھا
آفتاب درخشان آسمان عیاری تیر تابان برج خنجر گزاری مثل باد صرصر اڑے ہوئے آتے ہین ایک جانب
ملکہ باران زمین کن مگر رنگ رو متغیر سب سردار بے اختیار آگے بڑھکر پکار اٹھے شعر

ای پیک راستان خبر یار ما بگو * احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو * دیگر از کجا رسیدی ای ہُدہُد فرخندہ قدم
باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم * خواجہ برائے خدا زبان معجز بیان سے خبر فرحت اثر سناؤ ایسا نہو
مشتاقون کی روحین پھڑک کر جسم خاکی سے نکل جائین خواجہ عمرو نے آواز دی ای سرداران نامی و جان
نثاران گرامی رب اکبر صانع بحر و بر نے فضل اپنا شریک حال کیا دور دل کا غم و ملال کیا اسد غازی و
ماہ مہ جبین کو گنبد نور سے جا کر بخیر و خوبی لایا مالک بے نیاز نے یہ روز سعید دکھایا باغبان قدرت
یہ مژدہ جان بخش سنکر مثل گل شگفتہ ہوا بہار جادو خوشی سے پھولے نہین سماتی تھی دوڑکر خواجہ عمرو بن
امیہ نامدار کو گود مین اٹھا لیا یاران سے ایک ایک بخوشی بغلگیر ہوتا تھا اس عظم و شان سے خواجہ
عمرو کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے ملکہ مہرخ بخوشی تخت پر سرداران ذیشان و جان نثاران
کرسیون پر متمکن پانچون عیار سامنے حاضر ہین سب باشتیاق خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی جانب
دیکھ رہے ہین مصرع چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است * اب خواجہ کرسی پر جلوہ فرما ہین مگر خاموش
حیرت کا جوش ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ برائے خدا کچھ بیان کرو زنبیل سے اسد و مہ جبین کو نکالو آنکھین
مشتاق ہین چند ساعتین بھی شاق ہین دیدار فرحت آثار سے دیدہ و دل منور ہون یہ سنکر خواجہ نے
منہ بنایا کہا صاحبو یہ تو بیشک ہے گنبد نور سے انکو اتار لایا مگر وہ دونون میرے پاس نہین ہین مین دو چار
دن مین تدبیر کر کے لے آؤنگا ہفتہ عشرہ مین تم سے ملاؤنگا ملکہ بہار نے گھبرا کر کہا خواجہ کیا راہ مین افراسیاب
مل گیا آنے چھین لیا جلد بتائیے اسکا نام تو بتائیے ہم تو افراسیاب سے مقابلے کو موجود ہین اور کسی کی
کیا حقیقت ہے عمرو نے کہا صاحب جہان اسد و مہ جبین ہین وہان لڑائی کا کام نہین ہے اس مقام
پر فرشتون کے پر جلتے ہین ملکہ بہار نے کہا کیا کوئی افراسیاب سے بھی زیادہ ہے عمرو نے کہا سنو
ساکھ بڑی چیز ہے لین دین مین زور نہین چلتا مین مہاجن کا قرضدار تھا مقدمہ رہائی اسد غازی مین
اسی سے قرض لیا تھا صرف کیا وہ ناکہ مین چھپا کھڑا رہا جب مین نقب سے نکلا اسنے قیدی مجھ سے چھین لیے
مین کیا عذر کرتا یہ سنکر باغبان قدرت ہنسا کہا خواجہ ہم سب قرضہ ادا کرنے کو حاضر ہین

عمرو نے کہا صاحب سنو صاف یہ ہی روپے کا کام زبان سے نہین نکلتا جن صاحب سے جو کچھ ہو سکے مجھے کسی سے انکار نہین ہی موافق اپنی اپنی حقیقت کے سب صاحب دین اپنے افسر کو رہا کرین ورنہ وہ صاحب بڑا ظالم ہی نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا یہ کہکر ایک بڑا سا چادرہ زنبیل سے نکالا عین بارگاہ مین بچھا دیا اور مایا ہان بسم اللہ سب صاحب رکھین یہ تو مجکو یقین ہی کہ آخر مجاو تسک لکھنا ہوگا رفتہ رفتہ ادا کرتا رہونگا مگر سود کو پہونچ جاے روپیہ بڑھنے نہ پاے وہ قرضہ اسقدر ہی کہ جسکا سود بھی پہونچنا دشوار ہی اسکا بانی حمزہ نامدار ہی آنکی دختر بلند اختر زبیدہ شیر گیر میرا فرزند کرب والا تدبیر وہ شادی جسمین تمام شاہان عالم کا مجمع تھا محفل نہ تھی گویا مرتع تھا آقاے نامدار نے وعدہ سب کچھ کیا تھا مگر ابھی تک ایک حبہ بھی نہین دیا بعد چوتھی سب سے وعدہ تھا پھر قرضہ کیونکر ادا ہوتا ایک ایک پیسہ ادا کرتے ہین سود بھرتے ہین اب یہان تم سب صاحبون کے جرو سے پر لیکر خرچ کیا مگر شکایت حکایت بیکار ہی جو جس سے ہو سکے وہ اِسوقت مین کمی نہ کرے اُس جا پر اشرفیون کے توڑے گرنے لگے خواجہ خوشی خوشی مال اُٹھاتے جاتے ہین باتین بناتے جاتے ہین یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ابھی خواجہ عمرو نے شاہزادہ اسد و ملکہ مہ جبین کو زنبیل سے نہین نکالا روپیہ پیسہ زیور سردار دیئے جاتے ہین وہ داخل زنبیل ہو رہا ہی یہ بھی فرماتے ہین کہ مجھے کسی صاحب سے انکار نہین یہ مقدمہ فیض دینا ہی جو کوئی ایک دیگا دس پائیگا یہ فیض ضائع نجائیگا علاوہ قرضداروں کے غربا و مساکین در دولت پر شب کو منہ چھپا کے آتے ہین انکو دیا جاتا ہی ہر شخص فیض پاتا ہی خانہ کعبہ مین ہزار ہا روپیہ روانہ کرتا ہون جناب خواجہ عبد المطلب والد نامدار صاحبقران مستحق کو نہین پہونچاتے ہین وہ غربا مجکو عرضیان تحریر کرتے ہین دوبارہ بھیجدیتا ہون سب اہل دربار خوش خرم ہین ہنسی قہقہے چہچے ہو رہے ہین خواجہ عمرو کا بھی دماغ تر ہی تحصیل پر آمادہ ہین تمام اہالیان لشکر ظفر اثر مشتاق دیدار فرحت آثار اسد نامدار ہین مگر خواجہ بھی فرماتے ہین کہ آج کوئی متنفس لشکر مین باقی نہ رہے کبھی خوش کرنے کو سردارون کے گنگنا کے یہ چند اشعار گاتے ہین اہالیان محفل کو لبھاتے ہین اشعار

بوسہ لون چشم مست کا وقت خمار ہی	ساغر چڑھاؤن لبِ کا اُتار ہی
پستان یار کا بھی قیامت ابھار ہی	گویا نشان تمہ ثمرِ میوہ دار ہے

دل اپنا بلبلِ چمنِ روے یار ہی
سرسبز خط سے کیا چمن روے یار ہی
جلتے ہین بعد مرگ بھی عشاق کے قبر کو
ای گریہ چشم تر کی حفاظت ضرور ہی
نیرنگ دہر سے نہین حیرت زدون کو ڈر
نیرنگِ عشق دل مین کھلاتا ہی گل نئے

یہ باغ وہ ہی جسمین ہمیشہ بہار ہی
ہی طرفہ ماجرا کہ خزان مین بہار ہی
ہم خاک مین ملے انھین ابتک غبار ہی
یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہے
تصویر کے چمن مین ہمیشہ بہار ہے
اپنے چمن مین سیر طلسم بہار ہے

اسوقت محفل مین عجب فرحت وانبساط ہی جلسۂ عیش ونشاط ہی مگر انقلاب فلک کجرفتار گردون غدار مشہور ہی ایک دم مین رنگ تازہ دکھلاتا ہی ہنستے کو رُولاتا ہی شب کو جو گل کھلا صبح کو جھونکے سے ہواے گرم کے مرجھایا اس دار ناپائدار مین کبر ونخوت بیجا ہی انسان ضعیف البنیان خاک کا پتلہ ہی جہان فانی کیا لائق سکونت ہی حقیقت مین مقام عبرت ہی جمشید نے جام بنایا انجام کیا ہوا سکندر کا بھی حال پُرملال آئینہ ہی تمام حیرت کہان صاحب آئینہ ہی دو دن کیواسطے تاج وتخت ہی شاہ وگدا کو درپیش منزل سخت ہی ہر دم دم کا شمار ہی رنج وراحت بالکل بیکار ہی صاحبان جاہ وحشم کہان ہین ملول وغمگین ہین وہ خاک مین پنہان ہین یہ فلک شعبدہ پرداز اژدہا ہر گردش مین ہی جسکو عیش مین دیکھون اسکو رنج دون یہی کوشش ہی گردش فلکی تخم مصیبت بوتی ہی گل ہنستے مین شبنم آنکے حال پر روتی ہی لالے نے رنگ یاقوتی پایا فوراً داغ کا دھبا لگا عندلیبان خوش نوا فصل بہار کے مشتاق رہتے ہین پھول کر شاخ گل پر بیٹھنا نصیب ہوا چشم زدن مین مصیبت باد خزان سہتے ہین شب کو معشوق گلرخسار سے وصلت سحر کو صدمۂ فرقت ہر ساعت دنیا مین رنج والم شادی وغم توام ہین دیکھین انجام کیا ہوگا خوب ثابت ہی جو ذیحیات ہی ضرور فنا ہوگا اشعار

ہر شخص کو ایک دن ہی مرنا
مٹنے کو بنی ہین صورتین سب
کیا عذر امانتِ خدا مین
ہشیار ہو خواب ہی یہ دنیا
ٹھیر رُک نسکا وہ جسکی آئی

بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا
جانے کے لیے ہی سبکا آنا
کیا دخل مشیتِ خدا مین
فرصت نہین منہ سے بولنے کی
بیٹا ہو باپ ہو کہ بھائی

مٹی مین ملین گی صورتین سب
گذرا یون مین اسقدر زمانا
اک نقش برآب ہی یہ دنیا
مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
بندہ بندہ خدا خدا ہی

جو حکم وہ دے وہی بجا ہے — بد ہو یا نیک نحس یا سعد — پہلے کوئی جائیگا کوئی بعد
نابود اور لفظ بود ہے ایک — سبکا عدم و وجود ہے ایک — جو ماں کی کنار مین رہا ہے
آغوش لحد مین اسکی جا ہے — ہو زیست اگر بصورت نوح — اک دن نکلیگی جسم سے روح
سب کے لیے اک یہی سبق ہے — مرنا برحق ہے موت حق ہے — یہ بات مگر سمجھنے کی ہے
اچھون کو قضا بھی چاہتی ہے — وعدہ جب ہو گیا برابر — گھر ہو کہ سفر ہو بحر یا بر
چھٹکارا پھر نہین کہین پر — آپہونچیگی موت بس وہین پر — جس گھر مین تھے حضرت سلیمان
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا دان — پہرا دیتے تھے انس اور جن — پہونچی یہ موت وان بھی لیکن
موقوف اک آدمی پہ کیا ہے — ہر چیز کے واسطے فنا ہے — سب کے لیے یہ سفر ہے درپیش
دو روز کا ہے فقط پس و پیش — یہ جو ہے سات دن کا تختہ — سب جائینگے اسمین رفتہ رفتہ
کس کس کو موت نے نہ لوٹا — کیسا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا — رشتے ناتے کٹے ہزارون
کھد کھد کے گڑھے پٹے ہزارون — تکیہ مین بسترا ہے سب کا — گڑھون مین گھر بنا ہے سب کا
جو آیا سفر کریگا اک دن — جیتا ہے جو مریگا اک دن — آگے پیچھے یونہین لگاتار
آتے جاتے ہین سلسلے وار — اس دم کا اعتبار کیا ہے — اس سانس پہ اختیار کیا ہے
آئے تو خدا کی مہربانی — جائے تو وداع زندگانی — اس موت سے کون بچا گھر
برباد ہوئے ہزارہا گھر — کس دل کو دئے نہ داغ اسنے — گل لاکھون کیے چراغ اسنے
کس جا پہ نہین گذر ہے اسکا — داغا ہوا ہر جگر ہے اسکا — جنکے لیے یہ جہان بنا ہے
جب وہ نہ بچے تو کوئی کیا ہے — محبوب خدا بھی ہمارے — پیارے اللہ کے تھے پیارے
ڈھارس کو نہین یہ ذکر تھوڑا — انکو بھی تو موت نے نہ چھوڑا — ایک اسکی ذات کو بقا ہے
باقی ہر چیز کو فنا ہے — تلخی ہے صبر کی بہ از قند — اللہ ہے صابرون سے خورسند

جب کوئی خوشی ہو تو خوف کرے فلک کی گردش سے ڈرے کہ سامنا رنج و غم کا ہوتا ہے ہنسنے کے بعد آنسوؤن سے منہ دھوتا ہے وہ سامنا اسوقت اہل اسلام کو ہے کہ خواجہ عمرو بارگاہ مین جلوہ فرما ہین سردارون سے ہنس ہنس کر زر و جواہر لے رہے ہین دربار مین چہل پہل لشکر مین خوشی کا ہنگامہ اسد غازی و ملکہ مہ جبین ہنوز زنبیل مین نقد حیات جوانی

عمرو کی تحویل مین کر بیچا یک ایک نعرہ کوہ شگاف کی آواز آئی زمین تھرائی اہالیان لشکر نے دیکھا
کہ عین دربارگاہ مہرخ پر افراسیاب بصد قہر و غضب زمین سے پیدا ہوا پہلے پردہ اٹھا کر اندر
بارگاہ کے گیا سب کو عیش و راحت مین مصروف دیکھا للکارا او نمک حرامو او رای ساربان زادے
تین روپیہ کے پیادے بڑا صدمہ مابدولت کو دیا دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہون نمک حرامی کا آج
مزا چکھاتا ہون ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و سمار قدرت وغیرہ نے چاہا اٹھکر بھاگین
یا افراسیاب پر سحر کرین عیارون نے بھی قصد کیا کہ حلقہ ہاے کمند مارین مگر کہ نقش زمین ہین
عمرو نے بھی خنجہ پھینکا کہ جست کر کے نکلجاؤن یا گلیم اوڑھ لون مگر افراسیاب نے اس جلدی مین سحر
کیا کہ کوئی سردار ہاتھ مین حربہ سحر کا نہ اٹھا سکا پہلے تو ایک دستک دی سب سردارون کی آنکھون
مین اندھیرا آگیا سکتے ڈھل گئے معلوم ہوتا تھا کہ مردے بیٹھے ہین کسی کے قالب مین جان نہین
عمرو مع کل عیار چالاک و برق وغیرہ زمین مین پڑے ہین ہچکی لگی ہے دم توڑ رہے ہین نہ ہاتھ
پاؤن مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت افراسیاب خانہ خراب یہ حرکت کر کے بارگاہ سے بقہر
و غضب تمام باہر آیا پردہ چھوڑ دیا اہالیان لشکر کا عجیب حال چہرون پہ ہوائیان اپنے اپنے
مقام پر خاموش دریاے حیرت و غیرت کا جوش افراسیاب بارگاہ کے کل سردارون کو بیکار کر کے
باہر نکلا ہی کہ طرف سے شہزادہ پرسان کے ملکہ حیرت جادو مع اٹھارہ سو تاجدار ساحران بدکردار کے
جو قبا قب مین چہل تھی رواروی کر کے آ پہونچی سب نے دور سے دیکھا کہ افراسیاب دربارگاہ
مسلمانان پر کھڑا ہی جیسے ہی سب کو آتے دیکھا نعرہ کوہ شگاف کر کے غرق زمین ہوا شہنشاہ توسن
و شہنشاہ نیلم وغیرہ وہان سے آوازین دینے لگے کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ سب خیرخواہان دولت
آپہونچے آخر ہم کس دن کے واسطے ہین ذرا تامل فرمایئے ٹھہر جایئے دیکھے تو ہم کیا کرتے ہین افراسیاب
نے جواب بھی نہ دیا ان سبکے سامنے غرق زمین ہوا نیلم وغیرہ نے دیکھا کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ بارگاہ
مسلمانان تھرائی زمین سے چہار طرف بارگاہ کے دھوان نکلا وہ بارگاہ کہ جسکے اندر سترہ سو
سرداران نامی و نام آور جان و روح لشکر ظفر اثر جمع ہین اسکے گرد کا طبقہ بھرا یا اب بادشاہ نیلم
و توسن جادو وغیرہ حیران ہین کہ یہ کیا شعبدہ ہے دھوان کیسا چہار طرف سے بارگاہ کے
نکل رہا ہے ان باتون کو تمام نہ کرنے پاے تھے کہ اندر سے زمین کے نعرہ ہوا منم شہنشاہ

طلسم ہوش ربا اب طبقے کا طبقہ زمین کا ابھرا افراسیاب بقہر و عتاب دونوں ہاتھوں سے کل طبقے کو مع بارگاہ لیے ہوئے ابھرا مگر حال یہ ہو کہ تاج سر پر کج آنکھیں ابلی ہوئیں معلوم ہوتا ہو حدقۂ چشم سے نکل جائیں گی بند قبا ٹوٹے ہوئے زرہ کی کڑیاں شکستہ نعلین پارہ پارہ اس حال پر حال سے پر کوہ عظیم الشان اٹھائے ہوئے منہ سے کف جاری قدم کو لغزش مگر عظمت و شان دکھانے کی کوشش قدم بڑھاتا ہوا آتا ہو ہر قدم پر ٹھہرتا ہو نیلم و توسن وغیرہ و کل ناظمان و زنبد طلسم ہوش ربا کے ہوش پڑان میں غول کے غول اس تماشے کو دیکھ رہا سامری و جمشید کہتے تھے غل مچا رہے تھے افراسیاب پانچ قدم پر آکر وہ بار عظیم ہاتھوں پر لیکر ٹھہر گیا رکر آواز دی ای سرداران شعبدہ بازما و ساحران نیرنگ ساز تم میں سے کوئی ایسا ہو کہ اس بار عظیم الشانکو ہاتھوں پر اٹھائے تا بہ شہر ناپرسان پہونچائے سب نے فریاد کی کہ ای شاہنشاہ گردون بارگاہ تو شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ہو اس طلسم کی سلطنت کے تو ہی لائق ہو سحر و قوت و طاقت میں سامری و جمشید پر فائق ہو ہم میں کسی کی یہ لیاقت نہیں کہ اس بار کو سر پر اٹھائے یا تا بہ شہر ناپرسان لیجائے افراسیاب بعد پیچ و تاب اس بار کو لیے جھوم رہا ہو پھر غصہ میں آواز دی یار و دس سنبھالو تم لوگ ابد دولت پر ضحکہ کرتے تھے قوت و طاقت و اختیار ابد دولت کا دیکھو چشم زدن میں آیا بارگاہ میں بیک چشم زدن کل کو بیہوش کر دیا ہمیں سترہ سو سردار میں چھیون عیار ہیں اب ان سب کو اسی طرح تا بہ شہر ناپرسان لیجاؤنگا آج ان سرکشوں کو خاک میں ملاؤنگا کوئی سوال کا افراسیاب کے جواب نہیں دیتا تھا ہر ساحر کے جسم میں تھرتھری مگر ملکہ حیرت جادو نے جو اپنے وارث کو اس حال میں دیکھا کہ طبقے کا طبقہ ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے کھڑا ہو آنکھوں سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں استخوان لرزنے کی صدا قریب ہو کہ نیشیان شق ہو جائیں سر پیٹنے لگی چلائی ای شاہنشاہ یہ کنیز آکر شریک ہوتی ہو افراسیاب نے اشارے سے منع کیا ای خاتون محل خبردار زیر طبقۂ بارگاہ آنے کا ارادہ نہ کرنا ملکہ حیرت جادو نے آواز دی ای شہنشاہ میں کیونکر بانون سیر کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہو ایسا نہو کہ آنکھیں نکل پڑیں یا دشمنوں کے ہاتھ پاؤن بیکار ہو جائیں واسطہ سامری و جمشید کا کچھ جلد تدبیر کیجیے افراسیاب اپنا کمال دکھا رہا ہو دل میں گھبرا رہا ہو قوت سلب ہوئی جاتی ہو پسلیونکے کڑکنے کی آواز آتی ہو افراسیاب بڑا صاحب اختیار تھا

ان کلمات حیرت آیات کو سنکر دل میں سوچا کہ حقیقت میں اس بارگران کو لیکر تا بہ شہر نارسان ہرگز نجا سکونگا ایسا نہو کہ کسی طرح کی ذلت ہو بڑے بڑے ناظمان دربند موجود ہین یہ سب بڑے مردود ہین پھر مضحکہ کرینگے دم بیرنگ بازی کا بھرینگے یہ سوچکر شل ابر کے گرجا لغرہ کوہ شگاف کیا آواز دی ای غلامان سامری جلد حاضر ہو مادولت کو بڑی ضرورت ہی نیلم وغیرہ نے دیکھا کہ یہ کلمہ افراسیاب کا ہنوز ناتمام تھا کہ زمین سے دھوان نکلا شعلے بھڑکے آواز آئی ای شہنشاہ حاضر غلامان ذلیل کل امورات مین سرکار کے کفیل ہین اب سبنے دیکھا کہ چار پتلے قوی تن قوی من زنگی بچے معلوم ہوتے ہین زمین سے نکلے افراسیاب نے اشارہ کیا چارون نے چارون کونون پر اُس طبقے کے اپنے سر لگا دیے اُس بارگران کو اپنے سر پہ لیا افراسیاب نے کہا اب مادولت چھوڑتے ہین اُن جوانون نے آواز دی بحکم سامری سرکار الگ ہو جائین غلام بخوبی لیکر چلینگے مقام شرم و محجوب ہی سرکار اتنا بڑا بار اُٹھائین چار غلام اُٹھانے مین تامل کرین اب افراسیاب نے اُس بار عظیم کو انپر چھوڑا آپ جھومتا ہوا نکلا جب سرحد طبقہ سے باہر آیا حیرت لپٹ کر رونے لگی کل سردارون نے دوڑکر ہاتھ چوم لیے قدمون کو بوسے دیے کہا ای شہنشاہ گردون بارگاہ تو ہی سلطنت طلسم ہوش ربا کے لائق ہی کل شاہان ہفت اقلیم پر سحر و قوت مین فائق ہی اٹھارہ سو تاجدارون نے افراسیاب جادو کو گھیر لیا حیرت دامن سے لپٹی ہوئی ہجوم عام بجا ہی از مقام لشکر مسلمانان تا بہ شہر نارسان تل رکھنے کی جگہ نہین ہزارہا آدمیون سے معمور زمین ہی پشت پر وہ چارون غلامان سامری طبقۂ بارگاہ مسلمانان لیے ہوے آتے ہین اب یہ نقشہ نگاہ ناظرین سے

دو کلمہ داستان ندرت بیان صاحب جرأت و تدبیر شہنشاہ آسمان جاہ کوکب روشنضمیر بیان ہوتے ہین

اس شب کو یہ شہنشاہ خیر خواہ مسلمانان شب بھر صفائی قلب سے مرآت واقعہ دیکھا کیا خواجہ عمرو کا جانا اسرار جادو کا افراسیاب کو بہلانا پھر آفت گذشتہ برپا ہونا ملکا اسوقت کوکب نے قصد کیا تھا کہ جاؤن جسوقت خواجہ نے نقب مین نخل بدعت کو مارا تھا اور افراسیاب غصہ مین جھپٹا تھا مگر فوراً کوکب پر آئینہ مین آئینہ ہوا کہ خواجہ عمرو نے مہ جبین کو زنبیل مین رکھ لیا اور نقب سے نکل گئے اسوقت کوکب نے آئینہ کو ہاتھ سے

رکھا غبار دل مٹایا ہنستا ہوا قصر مرآت سے نکلا اُسوقت خورشید روشن راے نے پوچھا حضور خیر تو ہی کوکب روشنضمیر نے ہنسکر کہا میان افراسیاب کی قلعی کھل گئی کیا عمرو کی صنعت کردن ماشاءاللہ کس زور و شور سے ساتھ ماران زمین کن کے نقب کو طی کیا اسد و مہ جبین کو زنبیل مین رکھلیا ای خورشید روشن راے طائران سحر کو روانہ کرو جلد خبر منگاؤ ہم جبتک امورات دفع ضرورت مین مصروف ہوتے ہین اور ملکہ بران شمشیر زن کو باغ نگارین مین خبر دو کہ نور نظر تردد دل مین نہ کرو خوشی کا سامان مہیا ہو خواجہ عمرو نامدار نے بعہد کردن بحسن تدبیر قید سے اسد غازی کو رہا کرلیا یہان تک مین دیکھ چکا کہ خواجہ عمرو اپنے لشکر ظفر اثر مین بخیر و خوبی پہونچ گئے کوکب روشنضمیر یہ کہکر ہاتھ منھ دھونے مین مصروف ہوا خدمتگاران کارگزار حاضر ہوے خورشید روشن راے نے دو طائر بھیجے ایک سمت لشکر ظفر اثر خواجہ عمرو و دیگر بخدمت ملکہ بران اول ذکر ملکہ بران شمشیر زن واجب و لازم ہی اُنکو بھی شب بھر باغ مین تڑپتے گذری لشکر تیار خود آمادہ حرب و پیکار باغ مین ٹہل رہی ہی مگر دختر شاہزادیان صبح کو رنگ روفق چہرے سے ظاہر قلق حکم کی اپنے باپ کے منتظر ہی کہ اب وقت قتل اسد آگیا ہمکو جاکر شریک ہونا مناسب ہی افراسیاب بربادی مسلمانان کا طالب ہی یکایک آسمان سے طائر آکر پہونچا نامہ اُسکے گلے مین بندھا ہوا ملکہ بران نے نامہ لیکر مضمون پڑھا ہنس پڑی مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا لو صاحبو خواجہ نے طلسم کشا کو چھڑالیا افراسیاب خانہ خراب کو داغ دیا صد اے مبارکباد بلند ہوئی ملکہ بران نے کہا اب سب ملکر لشکر مین خواجہ عمرو کے چلینگے آج سر ریجہانبانی پر جا بس ملکہ مہجبین الماس پوش ہوگا بحر عیش و عشرت کا جوش ہوگا یہان تو یہ ذکر ملکہ بران شمشیر زن کو جلسۂ عیش مین جانے کی فکر لباس فاخرہ نکلنے لگے سب سردار کپڑے بدلنے لگے مگر وہ طائر جو براے تہنیت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری گیا تھا جو حال مصیبت مآل تحریر کرچکا ہون اُسکو دیکھکر چشم زدن مین بابا کوکب تخت پر آکر جلوہ فرما ہوا ہی جو اہرات کی کشتیان نکلوانے کا حکم دیا ہی کہ وہ طائر آکر پہونچا کہا ای شاہنشاہ غضب ہوگیا افراسیاب جادو کل سرداروں کو مع طبقۂ بارگاہ مسلمانان نحوست بیکار کرکے لیے جاتا ہی غلام نے

آنکھوں سے دیکھا اہالیان لشکر عمرو مین شور گریہ وزاری بلند ہوا بارگاہ مین سب سردار
کل عیار موجود تھے جب افراسیاب آیا جس طرح عرض کیا اٹھا کر لے گیا یہ سنکر کوکب نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہوگیا عمرو کی کل مشقت ضائع ہوئی عجب خبر وحشت اثر
شائع ہوئی مگر مین ابھی جاتا ہون اے خورشید روشن رائے تبان کو بھی فوراً لکھو کہ بی بی
لشکر کشی کرو افراسیاب خانہ خراب کل سردارونکو مع شیخ وشاب لیے جاتا ہے ہم سب کو
داغ تازہ دیے جاتا ہے خورشید روشن رائے نے فوراً ملکہ بران شمشیر زن کو خبر دی
ملکہ بران نے بھی منہ میٹ لیا یا تو خلعت نکل رہے تھے آن سب کو پھینکا اسباب سفر اٹھایا
تیاری جنگ ہونے لگی کوکب روشنضمیر بیتاب وبیقرار حال مسلمانان پر اشکبار سلاح
جنگ سے آراستہ ہوکر مرکب باد رفتار پر سوار ہوا کہ ایک طائر کاندھے پر آکر بیٹھا چہکار کر
ایک کاغذ ہاتھ مین کوکب کے دیا کوکب نے اسکو کھول کر پڑھا طرف سے برہمن وہمن تن
کے مرقوم تھا کہ اے شاہنشاہ گیتی پناہ برائے خدا کیسی ہی ضرورت ہو خبردار قصر جمشید سے
قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خدانخواستہ دشمنان شاہنشاہ کے واسطے سامنا ذلت کا ہے گردش
سیارگان سے صانع خورشید وماہ بچائے فلک نیرنگیان دکھاتا ہے صاحبان لیاقت ہی کو ستاتا
ہے یہ مضمون پڑھکر کوکب کو پسینہ آگیا قریب تھا کہ غیرت سے غش آجائے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ
اپنے کو ہلاک کرون خورشید روشن رائے نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرا تصدق
ہوا عرض کی خیر ہے چشم زدن مین کیا ہوگیا فلک نے کوئی نیرنگ دکھایا شعبدہ نو کا سامنا
ہوا کوکب نے کہا کہ مسلمانون پر تو یہ افتاد افراسیاب ستم ایجاد کی بیداد کل سردارونکو بقہر و
عتاب وہ خانہ خراب لیے جاتا ہے استاد جی نے تحریر فرمایا ہے کہ قصر جمشید سے باہر قدم نہ رکھنا
کیسی مشکل ہے عمرو کے کیا کیا مجھپر احسان ہین کہان کہان اپنے جان لڑائی جان آبرو بچائی
مین اسکی مدد کو نجاؤن منہ چھپا کر بیٹھ رہون مصرع واے بر ما وگرفتاری ما * اگر خواجہ
عمرو کو افراسیاب نے قتل کیا یا اسکا ایک موے جسم بھی کم ہوا مین دنیا مین منہ دکھانے
کے قابل نہ رہونگا صاحبان جرأت کیا کہین گے ہر محفل مین یہی ذکر ہوگا کوکب روشنضمیر
قابو پرست ہے خواجہ عمرو سے بھائی چارہ کیا وقت پر اسکا ساتھ نہ دیا خورشید روشن رائے

نے کہا ای شاہنشاہ تقدیر الٰہی سے آپ مجبور ہین برہمن روئین تن نے بتاکید لکھا ہی دشمنون
کو ذلت کا سامنا ہی مردان عالم کی جان جانے بخت بد روز سیہ نہ دکھائے خورشید نہاد
خیر خواہ ہی حسن تدبیر سے کوکب روشنضمیر کو روکا اور باتون مین اُلجھایا فوراً معرفت طائران
سحر بران کو بھی آگاہ کیا صرف اتنا مضمون لکھدیا کہ برہمن کی تاکید ہی خبردار باغ نگارین
سے قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خرابی ہوگی یہ خبر وحشت اثر سنکر بران نے بھی رونا شروع کیا
دو تبر پٹنے لگا ہر ایک کا یہی قول تھا یار و یہ کیسا غضب ہی مہرخ و بہار وغیرہ قتل ہون
ہم برائے امداد نجا سکین بران کہ رہی ہی کہ صاحبو باپ کے حکم سے گردن تابی ناممکن ہی مگر
یہ بھی واضح رہے کہ بعد خواجہ عمرو اگر سر ٹکرا کر جان نہ دی تو نام اپنا ملکہ بران شمشیر زن
نہ رکھا اُلٹ بجر ٹکرا افراسیاب سے مرجاؤنگی کسکو روے سیاہ دکھاؤنگی ابھی دو دن گذرے
ہین صمصام بدانجام باغی ہوکر افراسیاب کا شریک ہوا قتل پر میرے آمادہ تھا شاہنشاہ
اقلیم عیاری و تاجدار ممالک خنجر گذاری نے کس حسن تدبیر سے مجکو بچایا صمصام کو میرے ہاتھ
سے قتل کرایا آج اُنپر یہ آفت اور ہم شراکت نہ کرین دنیا کے لوگ کیا کہینگے ہر محفل مین
طعن و تشنیع کرینگے ایسی زندگی سے موت بہتر ہی ہمارا دل کا ہیکو ہی پتھر ہی نہ حیا نہ حجاب نہ خوف
خدا نہ شرم اہالیان دنیا ان باتون پر ملکہ بران شمشیر زن کے تمام شاہزادیان نامہربان دربند
پریشان و درد مند آنکھین پر آب دل مین حجاب زلفون کو پیچ و تاب عجب ہنگامۂ محشر انگیز
برپا ہی بران نے کہا یہ بیٹیا رونا بیکار ہی براے خدا آپ لوگ اتنا احسان کرین کہ والد نامدار
سے ذکر نہ کیجیے گا مین جاتی ہون جس طرح بنتا ہی ان سبھون کو چھڑاتی ہون یا قضا لیے جاتی
ہی عقل میری جادۂ عدم دکھاتی ہی آبرو تو رہ جائیگی ملکہ شگوفہ نے دامن تھام لیا کہا اے گل رعنا
شہریاری وای بلبل حدیقۂ تاجداری آپ کے والد نامدار کسی مقام پر افراسیاب بدکردار سے
رکے یا کسی فن مین سہمے ملک و مال کا پاس ہوا کسی جنگ مین ہراس ہوا ہمیشہ شیرانہ سینہ
سپر کیے رہے آج قصر کے باہر قدم نہ رکھنا گردش ستیارگان کا سبب ہی اسمین بھی کچھ مطلب
ہی حضور جان کا خوف نہین آبرو کا پاس ہی ساعت نحس شومی بخت بری چیز ہی حضور آبرو اس
بحر جہان مین سب کو عزیز ہی بھیچون مین ذلیل ہوکر جیا تو کیا زندہ ہی تو ناکام مرگیا تو بدنام موت

زیست دونون خراب حضور کو کب کیا نادان ہین عمرو کے احسان نورافشان پر بڑے بڑے
احسان ہین کیا وہ احسان فراموش ہین نام خدا صاحب عقل و ہوش ہین ملکہ بران شمشیرزن
ان باتون کو سنکر بے اختیار زار زار رو رہی ہے اشک گلرنگ چہرہ زیبا پر جاری حالت غشی
کی طاری ہوچلی گلی ہوئی ہے بات منھ سے نہین نکلتی ہے مثل شمع دل ہی دل مین جلتی ہے مثل تصویر حیرت
خاموش کھڑی ہے یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوانمرد کو دیکھا تخت زرین پر سوار قوی تن قوی
تن سونلی صورت صاحب شوکت و جلالت تاج زرین بر سر خلعت فاخرہ در بر آسمان سے
آکر اُترا سب حیران دیکھنے لگے کہ یہ جوان تاجدار کون ہے وہ نوجوان تخت سے اُتر کر
قریب ملکہ بران کے آیا بران نے اُس پریشانی مین سلام بھی نہ کیا نگاہ حیرت سے دیکھنے
لگی اُس نوجوان نے سرسینے سے بران کا لگا کر فرمایا ای نور نظر ای چراغ طلسم نورافشان
ای نیر تابان کوکب عالیشان یہ کیا حال ہے مجکو نہین پہچانا مین ہون ملک احول مربع نشین
شاگرد رشید شاہنشاہ نورافشان پیر بھائی تمھارے والد نامدار کا مین نے خبر سنی کہ افراسیاب
جادو ہمارے بھائی کا دشمن ہوا ہے معرکہ عظیم پڑا ہوا ہے برائے جان نثاری حاضر ہوا بھائی صاحب
کہان ہین میری جان بازبان آپنے عیان ہین ملک احول نے یہ جو فرمایا تیا نشان اپنا سمجھایا
بران شمشیرزن عم نامدار کو لپٹ گئی بے اختیار رونے لگی کہا ای عم نامدار غضب ہوگیا
افراسیاب بدانجام کل سرداران اہل اسلام کو برائے قتل سمت شہر نا پرسان لیے جاتا
ہے والد نامدار پر ساعت سخت ہے مجھے اُستاد بہمن کی تاکید ہے کہ جادۂ اعتدال سے قدم
نہ بڑھاؤ مقابلہ مین اُس بیحیا کے نجاؤ پس کیا مقام غیرت ہے جائے جرأت ہے ایسے
سرداران جلیل خواجہ الیاس عقیل جسنے ہر مرتبہ ہماری جان و آبرو بچائی وہ یون بذلت
قتل ہوجائے افسوس ہمسے کچھ نہو سکے یہ سنکر احول مربع نشین نے کہا بیٹیا پروردگار
چاہتا ہے تو ابھی جا کے سرداران اسلام کو لاتا ہون افراسیاب ناکام بدانجام کے منہ نا لگتا ہون
تم تامل کرو کیون بیقرار ہوتی ہو بلا سبب کے روتی ہو افراسیاب خانہ خراب کی مجال ہے کہ
جو میری زندگی مین قتل کر سکے اگر موت ہی دامنگیر ہے شعر سر نے ہیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ
آید بر سر من یا نصیب + اگر اس ہنگامہ مین مارے گئے نام ہوا نیک انجام ہوا اتنے

بڑے بادشاہ گمراہ سے لڑے ہر مقام پہ ذکر ہوگا کہ احول مربع نشین مسلمانون پہ نثار ہوا نام مردانگی کا روشن کر گیا اے نور نظر جسکا نام باقی ہے وہ زندہ ہے ایکدن مرنا ضرور ہے اسوقت تامل کرنا سراسر قصور ہے اشعار

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند — کز ہستیش بروے زمین یک نشان نماند
آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک — خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند
زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل — گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند
خیرے کن اے فلان و غنیمت شمار عمر — زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

مگر اے بران خبردار تم میرے تعاقب مین نہ آنا ورنہ انتہا کا ملال ہوگا تمھارے والد نامدار کے بار احسان سے سر اٹھا نہین سکتا ہمارے آنکے عاشق و معشوق کا باہم راز و نیاز ہے افراسیاب جادو بڑا جعلساز ہے ہمارا وہ بے نیاز کارساز ہے یہ کہکر ملک احول مربع نشین نے ایک ناند سحر سے بنائی قدرے آسمین پانی سیاہ رول ہاتھ مین مثل تخت اُس ناند مین یہ جوان رستم شوکت صاحب جلالت سوار ہوا کچھ اشارہ کیا وہ ناند چرخ مارتی ہوئی چلی چشم زدن مین آنکھون سے ملکہ بران شمشیر زن کے غائب ہوگئی بران اس حال پر ملال کو دیکھکر حیران و پریشان دعا مین مصروف ہوئی کہ اے خالق کونین میرے عم نامدار کو افراسیاب بدکردار پر مظفر کرنا جاکر افراسیاب کے سحر کو مٹائین سرداران اسلام کو چھڑائین فوراً ایک طائر سحر کو واسطے خبرگیری کے روانہ کیا مگر احول مربع نشین جلالت آئین ناند سحر غائب کیے ہوئے اپنےکو نظر سے مثل مردم دیدہ چھپائے ہوئے کوہ و دشت و بیابان کو طے کرتا ہوا دم سحر و افسونگری کا بھرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہان کا حال تحریر کرچکا ہون تحریر نقشہ بارگاہ خواجہ عمر و فوج افراسیاب سامنے آنکھون کے معلوم ہوتا ہے ناظرین والا تبار پر بالتصریح مفہوم ہو کہ افراسیاب آگے آگے مجمع مین وہ اٹھارہ سو تاجدارون کے بہ کبر و نخوت ہوتجیون پر تاؤ بھرتا ہوا اپنے سحر پر نازان دمبدم کہتا چلا آتا ہے کیون اے شاہنشاہ تیلم و اے شاہنشاہ توسن آج اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے بدولت کے سحر کی داد دیتے دعواے خدائی سے باز آتے خداوند بھی سر سجود جھکاتے ایسا بار کون اٹھا سکتا ہے مین خداوند طلسم ہوش ربا ہون سحر و

ساحری قوت و شجاعت مین بیمثل دیکھتا ہون اگر دعواے خدائی کرون زیبندہ و سزاوار ہی شوکت و جلالت آشکار ہی سب تاجدارون نے دست بستہ عرض کی جو ارشاد فیض بنیاد ہی بجا ہی کسی کی کیا مجال کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کا نام لے آپ کا دامن دولت تھام لے حضور صاحب تاج و تخت ہین بیمثل و بے نظیر خوش رو خوش تدبیر زور و ہمت سخاوت و جلالت ریاست و امارت سب آپ کے بندۂ درگاہ ہین آپ ہفت اقلیم کے شاہنشاہ ہین آپ کے اوصاف مین یہ اشعار صادق آتے ہین شاعران شیرین سخن فرماتے ہین نظم

گر طواف آستان مین ہو توقف اکدم	نکہت گل یہ پڑین موج صبا کی قمچیان
بیضۂ فولاد سے نکلے صداے عندلیبان	گلشن عارض کو ہو گر شعبدے کا امتحان
رعب شوکت سے گلستان مین زبان جدا	غنچۂ سربستہ کہہ سکتا نہین راز نہان
اسقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکی شرم سے	پھینکدے دامن سے الماس کواکب آسمان
قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے	صبح دم دیکھے اگر لطف بہار بوستان
نام سے ہر سینۂ صد چاک ہوتا ہی رفو	زخم بھر دیتے ہین شانو نکے یہ گیسوے بتان

ایسے اشعار آبدار کو سنکر افراسیاب پر کبر و نخوت جھومنے لگا کہا بجائی شہنشاہ تیلم اس سے بڑھکے ماید دولت کی صفت ہی ہمکو تُسے کمال محبت ہی افراسیاب اس کبر و غرور مین تاجداران ہمراہی سے ہنس ہنس کے باتین کرتا ہوا چار کوس راستہ طی کر چکا ہی مگر احول مربع نشین سحر غائب کرکے چلا تھا اس مقام پر پہونچا ایک نخل کی آڑ کرکے مانند کو تون مین نخل کے چھپا یا جس بارگاہ کو پتلے اٹھائے ہوے ہین سحر غائب کرکے احول قریب پردے کے آیا پردہ اٹھایا اندر بارگاہ کے آکر دیکھا سترہ سو سردار و جابجا عیار سحر سے افراسیاب کے صورت تصویر بنے ہوے بیٹھے ہین نہ ہاتھ پانؤن مین حس و حرکت نہ آنکھون مین بصارت آنکھین پتھرائی ہوئین سرنگون ملول و محزون احول کے دل پر چوٹ بڑی کلیجہ یہ سانحہ دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ضبط نہ کر سکا بیقرار ہوکے رو یا خیال مین آیا کہ ان سب سردارون کا لیجانا تو آسان ہی مگر علم نیرنج و شعبدے کا بھی امتحان ہی افراسیاب خانہ خراب دلمین یہ تو کہیگا کہ غلامان کو کب ایسے ایسے صاحبان لیاقت موجود ہین تاجداران ہوش ربا سب مردود ہین اب پتلے اسی طرح راہ طی کر رہے ہین احول

اندر بارگاہ کے اِن تدبیرون مین مصروف ہو دل سے کہتا ہو افراسیاب بڑا بیوقوف ہو دل
سے یہ باتین کر کے بہت ساماش کا آٹا اُس دانا ے روزگار نے جھولی سے نکالا تپلے شبیہ
سردارون کے بنا ے مہرخ کو تخت سے اُٹھایا تخت پر مہرخ نقلی کو بٹھا دیا اسی طرح ہر سردار کے
مقام پر تصویرین بنا بنا کے بٹھا دین اور فولادی پنجے بنا کے ایک ایک سردار کی کمر مین پنجہ
ڈال کر بیرون کو حکم دیا کہ فلان مقام پر درہ کوہ ہو انھین لیجا کر جمع کرو فوراً پنجے فولادی نکال
نکال کر لیجاتے ہین اُس درہ کوہ مین جمع کرتے جاتے ہین یہ بھی واضح ہے کہ سب سرداران مہرخ
ابھی سحر مین افراسیاب کے مبتلا ہین ورنہ خود گرفتار کیا جاتے جلد ہی مین احول ان پر سے سحر بھی نہین
اُتار سکا اِس خیال سے کہ شہر ناپرسان کے قریب پہونچ چکے تھے اتنے عرصے مین احول نے
سترہ سو سردارون کو مع عیارون کے بارگاہ سے نکالا درہ کوہ مین اُسکے بیرون نے پہونچایا جب
کل کو نکال چکا اور دروازہ شہر ناپرسان کا دکھلائی دیا تب خود سحر غائب کر کے نکل گیا اپنی کارگزاری
پر آپ نازان چہرے سے بشاشت عیان شادان و فرحان چلا اب ذکر اسکا وقت پر آئے گا
افراسیاب اُسی طرح نشہ غرور مین جھومتا ہوا قبضہ شمشیر کو چومتا ہوا گرد اگرد جسباب جا دُسب کو
اشتیاق ہی کہ دیکھو صاحب جو یا تو صرف اسد غازی قتل ہوتا اب جملہ سردار و عیار قتل ہوونگے ایک
زندہ نہ بچیگا آج سے لڑائی کا جھگڑا مٹ جائیگا مہرخ و بہار خوب لڑین باغون نے خوب سر
اُٹھایا شاہنشاہ کو ستایا یہ نہ سمجھے کہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی سحر و ساحری مین بھی یکتا ہی
دیکھو کیا کار نمایان کیا اٹھارہ سو نامکان در بند پر اپنی شوکت سحر کو عیان کیا تماشا دیکھنے والونکا
ہنگامہ شہر ناپرسان کے گلی کوچے معمور ہزارہا آدمی کوٹھون پر مشتاق قتل اسد نامور ہوا ہین
بارگاہ پر کسی کی زبان پر صدا ے واہ کوئی آہ کرتا ہی اِس باغ پر بہار کے قلم ہونے کا غم بہار کی
گرفتاری کا الم کوئی نام باغبان کا لیتا ہی کوئی گلچین کا پتا دیتا ہی کوئی مثال شبنم گریان کوئی
مانند گل خندان تیلیون نے اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو مع طبقہ زمین بیچ شہر ناپرسان
مین نصب کیا چارون بیتلے نکلکر سامنے افراسیاب کے آئے آداب و تسلیم بجا لائے افراسیاب
نے چارون کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا ای غلامان ساحری کیا کہنا تمھارے اوصاف شاہان طلسم باطن
کو لکھکر آگاہ کرونگا اپنے ہمچشمون مین آبرو باؤگے افسر غلامان ساحری مشہور ہو جاؤگے وہ چارون

رخصت ہوئے اہالیان شہر محو حیرت ہوئے ملازمان افراسیاب نے بڑھکر پردہ بارگاہ ملکہ مہرخ اٹھایا
دیکھا سب خاموش منکے ڈھلے ہوئے آنکھیں پتھرائی ہوئی ہین سرنگون بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے جو
بہار کو اس حال حیرت مآل سے دیکھا ہاتھ پھیلا پھیلا کے کوسنا شروع کیا کہا کیون لوا بہار اب
تمھارے حمایتی کہان ہین نگوڑا ساربان زادہ بھی تو پردہ اُٹھکر عیاری نہین کرتا باغبان بھی
نگوڑا اچکا بیٹھا ہو جبڑا و اُٹر بٹر دیکھ رہا ہی گویا منھ مین زبان نہین بی مہرخ صاحبہ بڑی صاحب شوکت
وجلالت مین مالک سریر سلطنت ہین چار دن کو تخت پر بیٹھین چوتڑون کے دلدر جھڑ گئے
تمام ہوشربا مین جھنڈے گڑ گئے یہ کہکر بہار کو کوستی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی کنیزون نے
روکا حیرت نے کہا مین نہ مانونگی بہار کو اپنے ہاتھ سے سزا دونگی چوٹی پکڑ کر دو چار جوتیان
انکے سر پر مارونگی افراسیاب نے بھی ہان ہان کہا سرما داریق سے اشارہ کیا کہ کسی تدبیر سے
بہار و مخمور کو الگ کرو سمجھا کے قصور معاف کر دونگا دامن بہار گل مراد سے بھر دونگا مخمور کو منتظم
جلسۂ عیش کرنا ہی انچہ گذشت گذشت یہ دونون منظور نظر ہین دل سے انکی محبت نہین نکلتی پھر سرفراز
کرونگا سرما نے چاہا ملکہ حیرت کو بڑھ کر روکے حیرت نے کہا او وزیر اعظم مین اپنا سر
پیٹ لونگی کنوین مین گر کے جان دونگی میرے قریب نہ آؤ میرے معاملہ مین کوئی صاحب دخل
نہ دین شہنشاہ اپنا چونچلا اٹھا رکھین ابھی تک دل سے محبت نہین گئی بی بہار و مخمور کا بڑا اپایا
ہی انکی اذیت ناگوار ہی مجھ سے کوئی نہ بولے مین اپنے ملک کی بادشاہ ہون سزا جزا کا مجھکو
اختیار ہی خوشی سے چہرہ سرخ بکتی جھکتی اندر بارگاہ کے گھس آئی ملکہ بہار کے جھونٹے پکڑ کے
کھینچے بالون کے ساتھ سر بھی دھڑ سے گر پڑا حیرت پیٹنے لگی ہی ہی شاہنشاہ نے کیا سحر کیا میری بہن
گل گئی یہ کہکر ہاتھ پکڑا ہاتھ بھی ہاتھ مین آگیا موم کا ہاتھ ہوا سب اعضا الگ الگ ہو گئے حیرت
غل مچانے لگی ای شاہنشاہ دوڑو میری بہن کے اعضا کو کیا ہو گیا برکہ ملا کر سحر کیا تھا سب اعضا
گل گئے اجاڑ بن گیا اتنے مین کنیزین ملکہ حیرت کے سنبھالنے کو دوڑین اندر بارگاہ کے گھس آئین یہ
کہتی ہوئی مارو نگوڑے باغیون کو جب ہماری بی بی کی بہن ملکہ بہار گل گئین یہ بھی سب سڑ گئے ہونگے
جس نے جسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گویا دستگیر ہوئی ہاتھ پکڑنے کی لاج نہ کی ہاتھون کا عجیب حال پایا
اب تو کنیزون کا جسم تھرتھرایا ہنگامہ ہوا کہا ای شہنشاہ آپ خود اندر تشریف لائیے گنہگارون کا عال

تو ملاحظہ فرمائیے اب تو کل سردار مع شاہنشاہ اندر بارگاہ کے آئے بغور جو دیکھا سب ماش کے
آٹے کے پتلے تھے اس حال حیرت مآل کو دیکھکر افراسیاب جادو کو سناٹا آگیا توسن و نیلم
نہایت مقرب میں قریب کھڑے تھے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہے کیا مسلمان جو فروش گندم نما میں ماش
کے آٹے کا خرمن جمع ہو گیا مگر شاہنشاہ یہ کسی بدمعاش کا کام ہے بڑی دانائی کر گیا نہ خود ظاہر ہوا نہ
دل پر دھر گیا نہیں معلوم جن تھا یا انس تھا ہمارا آپ کا ہمجلس تھا علی آدمی کا یہ کام نہیں ہے ایسی
باتیں کر کے پھر اسی طرح مضحکہ کیا جیسا بروقت رہائی اسد غازی مسکرائے تھے کلمات طعن آمیز
زبان پر لائے تھے افراسیاب جھلاتا ہوا بیرون بارگاہ آیا کتاب سامری دیکھی غصہ میں آیا آنکھیں
چڑھائیں تھرتھر کانپنا قبضہ پر ہاتھ ڈالا دوڑکر حیرت لپٹ گئی کہا شاہنشاہ کچھ حال تو ظاہر کیجیے کیا
معرکہ ہے یہ کیسے شعبدہ کیا ہے کسکی موت آئی ہے افراسیاب نے کہا صاحب میں تمہارے کہنے سے
طبقہ کو تیلوں کے سپرد کر کے سرداروں سے باتیں کرتا آگے بڑھ آیا تھا میاں احول آکر اپنا
شعبدہ دکھا گئے سرداروں کو لے گئے ابھی تک فلاں درۂ کوہ پر نہیں پہونچے سرداروں کو درۂ کوہ
میں رکھا ہے سحر میرا نہیں اتارا ہے اسوقت تمنے پریشان ہو کر یہ جھگڑا ڈالا اگر ما بدولت کے دوش پر
ہوتا ایک مگس اگر بیٹھتی مجھکو دریافت ہو جاتا آنکھیں پھیر کر پھینکدیتا اتنے عرصہ تک وہ بارگاہ میں
رہا اپنا کام کر لیگیا خیر سمجھا جائیگا مصرع صیدرا چون اجل آید سوئے صیاد رود + یہ سنکر تمام
تاجداروں میں غل واہ واہ کا بلند ہوا افراسیاب دردمند ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا
قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پر پرواز پیدا کروں خاراب ظلمانی ملازم ماہیان زمرد پوش کا برابر
کھڑا تھا قدموں سے لپٹ گیا کہا شاہنشاہ آپ کا جانا مناسب نہیں ہے اگر کوکب ہوتا البتہ
ہم آپ کو جانے دیتے یہ کہکر پر پرواز پیدا کر کے بجوش و خروش روانہ ہوا افراسیاب غصہ میں
شامل رہا ہے میدان خونی درہم و برہم کوئی کہیں گیا کوئی گوشہ گیر ہوا کوئی حیرت سے دام غم والم میں
اسیر تھا دارین سرنگوں جادوں کا غم سے کلیجہ خون خراج گزار بھی روانہ ہونے لگے دوکانیں
تباہ اسباب جا بجا پڑے رہ گئے شیرینی فروشوں کی بھٹیاں ٹوٹی پڑی ہیں ہر طرف سناٹا لوگ
آپسمیں باتیں کرتے چلے جاتے ہیں قہقہے لگاتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یارو جو ہوتا تھا ہوا اب
ناحق کدو کاوش ہے افراسیاب کی بیکار کوشش ہے عمرو بڑا عاقل ہے فن عیاری میں کامل ہے کسکا مقدور

بالائے گنبد نور پہونچا اسد و مہ جبین کو لیگیا ایک دن اسیطرح لوح حاصل ہو جائیگی در بند تباہ
ممالک ویران رعایا حیران و پریشان ہو گی جتنے ساحران عمدہ ہین عمرو کے شریک ہوئے طلسم کشا
بھی اب سامان سلطنت درست کریگا اب تک چرخ و بہار کو یہ ملال تھا ہر دم اسکا خیال تھا کہ
افسر سر پر نہین لوح کسکے لیے تلاش کرین وہ سب طلسم کے رازدار ساحران نامدار ہین نشان لوح
کے دریافت کر کے طلسم کشا کو لیجائینگے دیکھنا اسدن بھی شہنشاہ سر پیٹتے ہوئے آئینگے بعض کہتے
ہین بھائی جو مسلمان ہو گیا اچھا رہا ہمکو خوف افراسیاب نے تباہ کیا بیکار کے گمان ہین کہ شہنشاہ زندہ
نہ چھوڑینگے اورون کا کیا کیا ہم تم بھائی خوف مین خاموش رہے اب واجب و لازم ہے دل اپنا اپنے
فعل پر نادم ہے افراسیاب نے سرما سے کہا سلیکو جا سردار و نکو روکو ہر بھائی سیر کیا ہے سب کو لیکر
آتا ہے آج ہی کل کو قتل کرونگا اب کیا مسلمانون کو زندہ چھوڑونگا سرما ہر چند روکتا ہے کوئی نہین مانتا
وہ جو عیارون نے سرما و ابریق مصور وغیرہ کے سحر صرف کیے تھے اسمین لاکھون جہنم واصل ہوئے
روکنے پر وزیر اعظم کو باقی ماندہ جواب دیتے ہین ای وزیر اعظم مال لٹا ساتھ والے قتل ہوئے میلے مین
آکر بٹا لنغ ہوا اب کیا منظور ہے ٹھہرنا کیا ضرور ہے سرما سر جھکا لیتا ہے کبھی غصہ مین جواب دیتا ہے یارو
ابھی سب مسلمان گرفتار ہو کر آئینگے اسی میدان خونی مین مارے جائینگے وہ جواب دیتے ہین اب حضور
قتل کرین اب اور لوگ جلسے مین آئینگے ہم تو صورت بھی نہ دکھائینگے شہر نا پرسان کا تو یہ حال ہے ہر کس
ناکس کے دل پر ہجوم غم و ملال ہے مگر احول مربع نشین جلالت آئین قریب کوہ کے آیا اندر سے
نکلا قصد ہوا اندر درہ کوہ کے جاؤن مسلمانون پر سے سحر اتارون قریب درہ کوہ کے نہ پہونچنے پایا تھا
کہ آسمان پرستے نعرہ ہوا منم داراب ظلماتی احول نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام لٹکتا ہوا اتنی جلدی
اترا کہ احول درہ کوہ تک نہ پہنچ سکا داراب کو دیکھکر پلٹا مس سنگدل نے اترتے اترتے احول
پر گولہ مارا احول نے رول جو ہاتھ مین تھا گولے پر لگایا گولہ اُلٹا پلٹ کر سر داراب کے مچا شعلہ ہے
آتش نے ناری کو گھیر لیا ملک احول جھپٹا کہ جا کر اسکی مشکین باندھون یا سر کاٹون داراب شعلہ ہائے
آتشین مین شل ہی لیے آب تریا باران سحر برساتا ہوا اندر سے آگ کے نکلا مگر آبلے تمام جسم پر چھپا کیے
جلے گئے آبلون سے وہ شکل خوشہ انگور آبلون مین جلن سارا بانکپن بگڑا جسم پر تازہ گل پھولا
اس گرمی مین سیاہ رو بقہر و غضب تمام تیغ کھینچکر احول پر جا پڑا اسنے آگ بھڑکائی تھی یہ جسکا پڑا

کئی ہاتھ تیغۂ سحر کے لگائے احول مرد سپاہی پھنکمیت ہر سب جو ٹھن خالی دین مثل شیر غضبناک نعرہ کیا او ہچیا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن + نظم مصنف

ذرا ضرب مردان عالم نورد کی
منم صف شکن پہلوان شیر مرد
منم افتخار یل پیلتن
من آئینم سرکوب افراسیاب
نہ جان اپنی او ہچیا مفت دے
جہنم مین جائیگا تو بیدریغ

سپاہی کو او ہچیا یون نہ ٹوک
منم ناصر مہرخ ذی حشم
ہزبر دمان رستم صف شکن
قضا گے تو بخہ مین اب آگیا
مسلمان ہو جا گیر اسلام لے

منم فارس عرصہ گاہ نبرد
منم قاتل کافر بدشیم
یہ مین ضربت تیغ پر آب و تاب
ترے دل پہ ابر الم چھا گیا
نہین تو تا سر کا اور میری تیغ

نعرہ شیرانہ کرکے تیغۂ سحر اثر کاف نیام انتقام سے کھینچا اُسکا وار روک کر داہنا قدم آگے بڑھایا پتیرے سے کمر کو تا کر سر پر اُس خودسر کے ہاتھ مارا رد سیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا معلوم ہوتا تھا بخت سیاہ کا سامنا ہوا یا نیل کا ٹیکا ماتھے پر چڑھا آئینہ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دیکھا تیغۂ قضا تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے خود سر کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مرتے ہی داراب ظلماتی کے اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آئین ہیرون نے لاکھ تدبیرین کین کچھ بن نہ پڑا آنا نانا کی لشتی مرا نام من داراب ظلماتی بود ادھر تو لاشۂ داراب زمین پر گرا سرشق ہوا ایک طائر سیاہ رنگ مثل زاغ پیدا ہوا ازفلین مارتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا یہان احول اسکو قتل کرکے نہر پہ آیا تیغہ پاک کرکے کمر سے لگایا چھینٹین خون کی جو زرہ پر پڑی تھین اُنکو دھونے لگا یہان افراسیاب سناٹے مین کھڑا دیکھ رہا ہی تاجدار سوار ہو ہو کے چلے جاتے ہین میلے والے سرکشی دکھاتے ہین افراسیاب نے غصہ مین کہا اے وزیر اعظم ندر دو سب کو جانے دو پہر بھر مین سب ہالیان در بند کو بلوا لونگا جشن عام کرونگا یہ کلام ناتمام تھا کہ آسمان سے طائر سیاہ نمایان ہوا حیرت نے گھبرا کر کہا شہنشاہ دیکھیے یہ طائر کیسا آتا ہی صورت رنج و الم کی دکھاتا ہی وہ طائر بہ تعجیل زفیل مار کر کاندھے پر افراسیاب کے آ بیٹھا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا اے طائر صحرائی میرے پیر بھائی پر کیا گذری طائر نے ایک چیخ ماری پرون سے سر پیٹتا زمین پر گرا طائر روح اُسکا قفس جسم سے پرواز کر گیا خبر وحشت اثر نہ سہ سکا افراسیاب نے کہا داراب پر کوئی افتاد پڑی بیشک کوئی خرابی ہوئی یہ کہکر کتاب سامری اُٹھا لی

مضمون پڑھکر کچھ تبسم سے نہ کہا پر پرواز پیدا کر کے چلا حیرت نے آواز دی شہنشاہ مین بھی ہمراہ چلون دشمن کا کام تمام کرون افراسیاب نے کہا خبردار جو میرے تعاقب مین آئیگا سزاے معقول پائیگا یہ کہکر غائب ہوا دنیاے ناپائدار کا عجب عالم ہی کبھی عیش کبھی غم ہی دنیا کیا کسی کی جاگیر ہی موت ہر وقت دامنگیر ہی بچشم خیال اگر دیکھا جاوے تو قضا خود ہر شخص کی نگہبان ہی جب محافظ حفاظت سے ہاتھ اُٹھا لے نگہبان ہی دشمن ہو جاے انسان ضعیف البنیان کیونکر بچے موت سے کسکو چارہ ہی اسکے خوف سے دل پارہ پارہ ہی ملک الموت کا قاطع لذات نام ہی جمع کا متفرق کرنا اسکا کام ہی سہاگن عورتونکو بیوہ کیا بھائی سے بھائی بھی جدا ہوا ضعیف باپ نوجوان فرزند کی لاش پر روتا ہی رونے پیٹنے سے کیا ہوتا ہی جس معشوق کو پہلو مین سلاتے ہین اُسکو مکان تنگ و تاریک مین بند کر کے چلے آتے ہین نظم

ناسازی زمانہ سے کیسے کہان کہان تک	بیزار ہوگئی ہی جسم حزین سے جان تک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہان تک

اب ان فقرات عبرت آمیز سے مصنف کی مراد ظاہر ہوگی کہ وہان افراسیاب کی آواز آئی زمین مثل گہوارے کے کانپی طائر گھبرا کر اپنے اپنے آشیانون سے اُڑے اژدرون نے مسکن چھوڑے چیتون نے محبت شجر سے منہ موڑے پہاڑون سے پتھر گرنے لگے کل صحرا مین تلاطم شیران دشت کے ہوش و حواس گم اس زور شور سے افراسیاب جادو پہونچا اخول مربع نشین قدم نہ بڑھا سکا افراسیاب نے پکارا کیون اخول میرا حال نہ معلوم تھا شعبدہ کر کے میرے گنہگارونکو نکال لایا اگر جان کی خیر چاہتا ہی میرے قیدیون کو حوالے کر دیکھ اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر اخول نے جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہی مردان عالم مرنے سے کیا ڈرتے ہین جو کچھ کرتے ہین سمجھ کے کرتے ہین افراسیاب جادو نے سنگریزہ اُٹھا کر مارا اخول پر پتھر برسنے لگے اُس فلک شکوہ نے پتھرون سے اپنے کو بچایا ایک پتھر نامد پر پڑا اسکے ٹکڑے اُڑ گئے ایک پتھر سینہ پر افراسیاب کے پڑا ضرب سے اسکی چوتڑون کے بل زمین پر دھم سے گرا اخول نے قہقہہ مارا کہا او نمک حرام بد انجام سنبھل مین آپہونچا یہ کہکر جھپٹا جب تک افراسیاب جادو خاک سے اُٹھے ایک رول افراسیاب پر مارا سر پر افراسیاب کے چٹاکے کی آواز آئی افراسیاب

کو تیورا گیا مگر یہ تو ملعون وہ سخت جان ہے کہ اسکا مرنا دشوار ساحر غدار جبتک لوح طلسم کشا کو
نہ ملے مرنا اسکا مشکل ہے سحر و علم نیرنگ چین بھی کامل ہے حکمایان اشراقین کا یادگار ساحر کامل
اٹھارہ سو ملک کا سردار رول کھا کر بقہر و غضب تمام اٹھا تیغہ برق مثال کمر سے کھینچا اژدہا غار
سے بل کر کے نکلا ابھی ذلت اٹھائی سر مین چوٹ کھائی بموجب مثل خوب سر کوبی ہوئی اب سر کی
کھا کر خیرہ سر سنبھلا سودا سے غرور سر سے نہ نکلا افراسیاب خانہ خراب تیغہ سحر کھینچکر چلا نعرہ

کوہ شگاف کیا نعرۂ افراسیاب مرا نام ہے شاہ افراسیاب دلیروں کو ہے مجھ سے شرم و حجاب
بلا سے جہان سحر مین بے عدیل مرے آگے قطرہ ہے اک رود نیل زمانے کا مین اپنے جمشید ہون
کہ مین چرخ افسون کا خورشید ہون نہین کوئی عالم مین میرا نظیر مری اوج سے پست ہے چرخ پیر
اگر سحر پڑھ کر اشارہ کرون فلک کو زمین پر ابھی کھینچ لون بکبر و نخوت تمام کلمات غرور زبان پر

قریب احول کے پہونچا ہاتھ تیغ کا مارا اسوقت بھی احول نے خوب خوب حربے افراسیاب پر آگ
برسائی مگر موت دامنگیر تھی تیغہ سحر افراسیاب پڑا اُس بہادر بے نظیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا زمین
سے خاک اڑی صاف ظاہر تھا کہ زمین احول کے غم مین خاک اڑاتی ہے کوہ و دشت سے رونے
کی صدا آتی ہے پتھر آپس مین سر ٹکرانے لگے سوز غم مین پتھر کے کلیجے سے چنگاریان نکلتی تھین گھاٹیان
جلتی تھین نخل دشت شاخ سے سر پیٹنے لگے پتون نے کف افسوس ملے ہر شے کی حالت تباہ
ہر شجر بشکل آہ ہنگامہ گریہ و زاری بلند طائران صحرا اور وحوش اس بہادر کا لاشہ زمین پر گر کر تڑپا ملحوظ خاطر
سامعین رہے جو ساحر کے مرنے کی صدا آتی ہے کہ کشتی مرا نام من فلان بود یہ آواز نہین آئی انجام
اس آوازہ آنے کا انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا ناظرین حظ اٹھائینگے بہت پسند فرمائینگے
مگر افراسیاب خانہ خراب جوش قہر و غضب مین تاج کو سنبھالتا ہوا تلاش مین مہرخ وغیرہ کی درہ
کوہ مین آیا انتہا کا وہان اندھیرا پایا افراسیاب جادو کو حیرانی نے گھیرا مشعل سحر کو روشن کر کے
وہ تیرہ بخت دیکھنے لگا کسی سردار کو اس درہ کوہ مین نہ پایا مثل غول صحرائی بڑی سختی اٹھائی پہاڑ
کے اندر دوڑتا پھرتا ہے کبھی ٹھوکر کھا کر گرتا ہے جب سردارون کو کسی مقام پر نہ پایا زمین مین
ٹٹولنے لگا حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا گنہگار میرے کیا ہوئے آخر بدحواس ہو کر بیرون
درہ کوہ آیا ران پر ہاتھ رگڑ کے دیکھا معلوم ہوا کہ بران شمشیر زن دختر کوکب نکالے لگے

لیگئی اور حقیقت مین معرکہ یہ ہوا کہ جب افراسیاب جادو احول سے لڑائی مین معروف ہوا
اتنے عرصے مین ملکہ بران شمشیر زن سحر تو جلدی مین نہ اتار سکی مگر سردارون کو تخت پر ڈال کر
باغ نگارین مین لیگئی افراسیاب کو جو یہ معلوم ہوا قہر و غضب مین یہ کہتا ہوا چلا کہ آج دختر کوکب
کا ستارہ گردش مین آیا میرے ہاتھ سے قضا تھی میرے گنہگارونکو لیگئی مجکو داغ دے گئی غصے
مین چلا یہان ملکہ بران شمشیر زن سردارون کو لیکر باغ نگارین مین پہونچی وسط باغ مین چبوترے
پر لا کر اتارا قصد ہوا سب کا سحر اتارون مگر دیکھا سب کے منکے ڈھلے ہوے آنکھین بند بیہوش
کلام کرنے سے معذور نہ عقل نہ شعور سب سے زیادہ عیارونکو بلا مین مبتلا دیکھا خواجہ عمرو کا لباس
پارہ پارہ جسم پر آبلے اول ملکہ بران قریب خواجہ عمرو کے آکر بیٹھی سحر کرنا شروع کیا مگر سحر افراسیاب
خانہ خراب کا بھی دفع ہونا دشوار ہے بران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا
وہ خون اختر پر ڈالا مروارید کو لعل بے بہا بنایا حوض مین سے پانی لیکر ایک کاسے مین چند غوطے
اختر مروارید کو دیے آبروے مروارید پانی مین شریک ہوئی اُس پانی سے منھ خواجہ عمرو کا دھلایا
کلمہ پڑھکر خواجہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے بران شمشیر زن کو دیکھا پوچھا اے نور نظر کیا مقام ہے ہم یہان
کیونکر پہونچے بران نے کہا خواجہ خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا افراسیاب آپ سب
صاحبون کو گرفتار کرکے لیجاتا تھا عم نامدار احول مربع نشین ذی وقار نے آپ سب صاحبون
پر جان اپنی نثار کی لونڈی آپ سب صاحبون کو اٹھا کر اپنے باغ مین لائی مگر ٹھکانا ہے جو جیے
افراسیاب آیا چاہتا ہے صرف عیارون کا سحر ملکہ بران شمشیر زن اتار نے پائی تھی اب طرف
سردارون کے متوجہ ہوئی کسی قدر اتارا ہے کسی قدر باقی ہے کہ آسمان پر سے افراسیاب جادو کا
نعرہ ہوا پکارتا ہوا کہ او چھوکری کیون قضا دامنگیر ہوئی ہے آج تیرے قتل کی تدبیر ہوئی ہے میرے
گنہگارون پر دست انداز ہوئی تمھارے چچا جان کو تو مار ڈالا لاشہ اسکا پڑا پھڑکتا ہے جلکے انکے
دفن و کفن کی تدبیر کرو یہ کہتا ہوا کف منھ سے جاری زمین پر آیا بران نے بڑھکر مقابلہ کیا سرداران
بیہوش کو پشت پر لیا ملکہ مہرخ و بہار ہوشیار ہو چلی ہین دیکھ رہی ہین کہ بران و افراسیاب سے سحر
چلنے لگا بران نے تجربات تمام سینہ اپنا سپر کر دیا ہے جانتی ہے مین قتل ہو جاؤن مگر ان سبکو بچاؤن افراسیاب
کے سحر الامان الامان زمین تھرائی آسمان سے آگ برسنے لگی باغ نگارین کیسا پر بہار تھا نرگس سنے

گھبرا کر آنکھین بند کرلین کہ بربادی باغ نہ دیکھون سنبل لبصد پریشانی بالون کو کھوئے مصروف دعا طفلان غنچہ کو بیکلی کہ ایسے باغ پربہار مین یکایک باد خزان چلی سرو کھڑا کانپ رہا ہی باغ سے نکلجانے کی فکر بعذر لنگ سے پابگل قمری کا طوق گلوگیر عوض کوکو کے آہ وزاری کی تدبیر سوسن کی زبان مین کانٹے پڑے خار پھولون سے اُلجھنے لگے بلبل کو شغل آہ وزاری طائر مصروف بیقراری رنگ باغ دگرگون بید مجنون کو جنون عشق پیچان کو پیچ اُلجھن مین خاطر مشوش بران باران سحر برساتی ہی باغ کو صرصر گرم سے بچاتی ہی مگر جھونکون سے ہوا کے آواز گریہ وزاری آتی ہی عندلیب خوش نوا بصد رنج والم یہ غزل گاتی ہی غزل

رنج والم یہ غزل گاتی ہی غزل	نبانے سے یہ مطلب ہمنے پایا	مٹانے کے لیے ہمکو بنایا
بشکل اشک ہون ناقدر وبیقدر	وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا	نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام
عجب ہی تیرے لب پر کیونکر آیا	سر شک چشم کوئی آبلہ تھا	جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
وہ مشتاق شہادت ہی دم ذبح	گلے سے مجکو خنجر نے لگایا	نہ اُٹھا گر کے آنسو کی طرح سے
عدم کا لطف ہنسنے نے دکھایا	ہوا سر مہ بھی شاہد حسن اغیار	جو ایسا تیری آنکھون مین سمایا
مزا جوش محبت نے یہ بخشا	گلہ بھی شکر ہو کر لب پر آیا	ہوئی جھوٹی قسم کھانی جو منظور
خوشا قسمت مین اُنکو یاد آیا	مگر واعظ بھی کوئی دردِ دل ہی	کہ میٹھا آپ اور مجکو اُٹھایا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس مرگ	ہمین یارون نے مٹی مین ملایا	ملکہ مہرخ وبہار یہ حال پر ملال

دیکھکر چاہتی ہین اپنے مقام سے اُٹھین بران کے ساتھ جنگ مین شریک ہون مگر دست و پا بیکار زبان کو لکنت صاف ذہن تنگ پر تھر خاموشی ہوشیاری پر غالب بیہوشی اُٹھنے کا قصد کرتی ہین دل بیٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہی ضعف کو قوت ناطاقتی کو طاقت آئینہ رخسار پر حیرت چہرے سے ظاہر لقاہت زدہ تین سحر ملکہ بران شمشیر زن نے افراسیاب کے دفع کیے قہر و غضب کے تیر سینہ پر لیے بارہ سو کنیزین افراسیاب پر سحر کررہی ہین آنکھون کے اشارے سے افراسیاب ہر ایک کے سحر کو ٹالتا غصہ سے آنکھین نکالتا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ سامنے سے ہٹو گنہگارون کو قتل کرنے دو مگر سب نے چہار طرف سے گھیرا ہی کئی سو نے اپنی جان دی لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین گویا تارے خاک پر پڑے ہین افراسیاب نے پیچھے ہٹ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا یا سامری کہکے نعرہ کیا ملکہ بران شمشیر زن مع اپنی بارہ سو کنیزون کے

زمین پر گری زبانین بند جھوٹیان سحر کی جل گئین افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا کہ ان سب کو قتل کرے ایک کو زندہ نہ چھوڑون کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیباک کہان تا ہی مین آپہونچا نظم

ہنم ماہ افلاک حسلم و ہنر	ہنر بر دمان کوکب نامور	منم قاتل کافران جہان
یل صف شکن صاحب تیغ و سنان	دلیر و عدو کش شہ بے نظیر	لقب یافتم خاص روشن ضمیر
خبردار سازم کہ ہشیار باش	ازین خواب خرگوش بیدار باش	افراسیاب نے دیکھا کوکب

بسطوت و صولت تیغہ برق مثال ہاتھ مین سامنے افراسیاب کے آیا بران و مہرخ وغیرہ جو زمین پر تڑپ رہی تھین انگو پشت پر لیا افراسیاب نے بڑھکر وار کیا کوکب نے تلوار کو تلوار پہ لگا نکھا شعلہ ہاے آتش دونون کے سر سے اڑنے لگے کبھی کوکب برج آتش مین چھپ گیا باران سحر برسا کے نکلا کبھی افراسیاب برج خاکی مین مخفی ہوا دوچار سحر آپسمین چلے تھے کہ افراسیاب نے نعرہ کیا ارے کوئی حاضر ہے ہرچند کہ افراسیاب سرحد غیر مین آیا ہے مگر طلسم ہوش ربا حقیقت مین مقام ہوش ربا ہے نعرہ کرتے ہی افراسیاب کے ایک پریزاد نہایت حسین شمشاد قد خورشید خد کشتی ہاتھ مین چشم زدن مین سامنے افراسیاب کے آئی اسمین ایک تاج سکلل بجواہر رکھا تھا فوراً افراسیاب کے سر پر رکھدیا اور خود غائب ہوئی اب تو چہرہ افراسیاب کا سرخ ہوگیا چہرے پر جرات کے آثار ہویدا شجاعت و شوکت ناصیہ سے پیدا تلوار ہلا کے کوکب پر جا پڑا کوکب نے چاہا تلوار پر تلوار کو روکون عکس تاج کا پڑا آنکھین جھپک گئین تلوار سر پر کوکب کے پڑی سر زخمی ہوا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب نے کوکب کو سایہ مین تلوار کے لیا چاہتا ہے کہ ہاتھ مارے کوکب جب افسون کرتا ہے ایک شعلہ بھڑک کر سامنے افراسیاب کے آتا ہے افراسیاب کچھ پڑھکر اُسے بجھاتا ہے پھر بڑھتا ہے مگر کوکب پر وقت تنگ تاج کے عکس سے کوکب کو پریشان کیا ہے یکایک ایک نخل بلند سے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کرتا ہے سایہ سامری و جمشید کا رہے دشمن تیرا جفاے شکست سے ہنم ملکہ حیرت جادو افراسیاب نے دیکھا صاف نظام ہوتا ہے کہ حیرت آسمان سے اتری شاخ نخل بلند پر ٹھہری ہے وہ پٹہ سنبھالتی جاتی ہے ہاتھ مین اسباب سحر شاخ نخل سے کودی افراسیاب نے کہا ملکہ قریب نہ آنا کوکب سحر کرتا جاتا ہے مین نے زخمی کر کے نیم بسمل کیا ہے حیرت نے کہا اے شہنشاہ ع دو دل یک شود بشکند کوہ را + یہ کہتی ہوئی قریب پہونچی ذرا ایک

افراسیاب کی چھپکلی تھی نعرہ کرکے حلقہ ہائے کمند مارے آواز دی تم ہیر بدشت طراری نہنگ بحر عیاری طرار خنجر گزار خواجہ عمرو نامدار چودہ حلقے کمند کے گردن مین افراسیاب کی پڑے ارسے کہکر شاباعمرو نے جواب بیہوشی منھ پر مارا افراسیاب چرخ کھا کر زمین پر گرا عمرو نے آواز دی ای شہنشاہ لینا کوکب تلوار لیے ہوے جھپٹا یکایک زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش سحر کرتی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے نکلتے ہاتھ مین وانے ماش کے تھے کوکب پر پھینک مارے کئی خنجر ٹوٹے پیکان تیر ٹکڑے جسم پر کوکب کے پڑے کوکب اونکے دفع کرنے مین مصروف ہوا ماہیان نے بیچ مین افراسیاب کو دبایا دونون پانون مار کر غرق زمین ہوئی صاف مثل برق تڑپ کر نکلگئی ماہیان کے آنے سے عمرو گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا تھا گلیم اتار کر اپنے کو ظاہر کیا کوکب دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ عیاران عالم ای محترم و محتشم ماشاءاللہ کیا اسوقت کا نمایان کیا اسوقت افراسیاب نے خاتمہ کردیا تھا سر پر آسکے تاج طلسمی پر پڑا در گئی تھی ای خواجہ افراسیاب نہایت صاحب اختیار ہی عکس سے تاج کے آنکھون مین اندھیرا آنے لگا بڑی قباحت تھی جان بچنے کی اور کون صورت تھی خوب آپہونچے خواجہ سے شہنشاہ کوکب بغلگیر ہوے باتھونکے بوسے لیے سب سردار مع ملکہ بہاران بیہوش پڑے تھے خواجہ نے کہا ای شہنشاہ انہر سے سحر اتار لیے ہوشیار کیجیے کوکب نے کہا خواجہ اتنا تو مژدہ سنادو کہ اسد و مہ جبین قبضہ مین آگئے عمرو نے کہا ای برادر بجان برابر یہ شب شب قیامت ہر یاران کے ساتھ نقب سے راستہ جابجا اسد و منتظم موجود افراسیاب نے جو کام کیا ساتھ پختگی و مضبوطی کے محال تھی کہ اس راہ پر خوف کو کوئی طرح تار سبا اکنے پہونچایا شکر ہی کہ شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و ملکہ مہ جبین کو چھڑا لایا کوکب روشنضمیر کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا بلٹ کے حکم دیا کہ قصر جمشید سے فلان صندوق مین شیشہ آب دمیدہ سحر موجود ہی اسکو بہت جلد لاؤ ملازمان باآبرو و خیر خواہان خوش رو فوراً شیشہ آب نایاب کو لائے کوکب نے اسی پانی سے منھ مہرخ وغیرہ کے دھلائے چہرے سردارونکے مثل ماہتاب روشن ہوگئے گویا آب حیات تھا فوراً اٹھ بیٹھے سب سردارونکے بعد کوکب نے اپنے گوہر بے بہا کا منھ دھلایا بہاران بھی اٹھین ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل جادو و رعد و برق و ملکہ سرخ موے کا کلکشا و خورشید زرین تحرو باغبان قدرت و معمار قدرت وغیرہ اٹھے آپسمین گلے ملنے لگے دہی باغ نگارین جو ابھی محل رنج و الم تھا اب قدرت سے

باغبان قضا و قدر کی پربہار ہوا شاخین جھومین درختون نے سرکشی کی غنچے مسکرائے پھول رنگ لائے نرگس کی انکھڑیان نشیلی ہر شاخ نخل رنگیلی سنبل کی زلفین لہرائین سوسن نے ہولیان گائین بلبلونکے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے سوسن کی زبان درازی دیکھکر طائران خوش الحان کو تاب نہ آئی یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار بہاریہ بطور مخمسہ

کچھ خبر دیتی ہی فریاد عنادل باغ مین
کوئی پھولیگا شگوفہ آج ای دل باغ مین
موت کا سامان ہی یہ رنگ محفل باغ مین
زعفرانی پہنے ہی جوڑا وہ قاتل باغ مین
ہنس رہے ہین گل برنگ زخم بسمل باغ مین

دیکھ الفت کے اثر چل تو بھی ای دل باغ مین
یہ تماشا یاد رکھنے کے ہی قابل باغ مین
نام عاشق اُس سے ہوتا تھا جو حاصل باغ مین
آکے فرماتا ہی وہ لیلی شمائل باغ مین
بید مجنون کے تلے ٹھہرا او محمل باغ مین

خوب گلگشتین ہوئین جام ہو آسمہ پیے
تا زبان ہوش تھی جو کچھ ارادے تھے کیے
ای صبا خود رفتگی مین روے گل کیا دیکھیے
چاہیے سیر چمن رنگین مزاجون کے لیے
ہم سے دیوانے ہین کب جانے کے قابل باغ مین

کچھ دنون ہی سربلندی پھر وہی افتادگی
اپنے اپنے وقت پر ہر شی کو ہوتا ہی یہی
نخل عریان منتشر ہی پھول کی ہر پنکھڑی
آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تھی
شور تخت بلبلی آہ عنادل باغ مین

کیا خداوند ازل نے حسن کو بخشا فروغ
جلوہ ہوتے ہی روش کے شمع کا گل تھا فروغ
خودنمائی پہ جو آیا روے روشن کا فروغ
پرتو رخسار جانان سے بڑھا ایسا فروغ
چاندنی کو ڈھونڈھتا ہی ماہ کامل باغ مین

اسقدر طوفان اٹھا سب شناور ڈر گیے
باغبان صیاد گلچین غرق ہو ہو مر گیے
حوصلے دریا دلی کے قہر برپا کر گیے
بحر اشک بلبل گریان سے جل تھل بھر گیے
خاک دیکھین شاہد گل لطف ساحل باغ مین

لاکھ پھولون سے زیادہ ہین ہمارے دل کے داغ
دیکھتا ہی جب کبھی ہوتا وہ گل باغ باغ

میری باعث منت گلچین سے ہے اسکو فراغ | سیر گلشن سے شگفتہ ہوگیا یہ خوش دماغ

بوے گل ہے مثل دود شمع محفل باغ مین

تب سرداران نامی و ساحران گرامی مثل گل شگفتہ و خندان شکریۂ باغبان قضا و قدر بر زبان آپس مین ایک سے ایک بغلگیر کوکب سے خواجہ نے کہا اب ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جاتے ہین کوکب نے کہا ہم عقب مین آتے ہین دیدار فرحت آثار طلسم کشا سے فیضیاب ہون دشمنون کے دل جلکر کباب ہون ملکہ مہرخ و بہار و جملہ سردار تخت سحر کے تیار ہوے خوشی خوشی سوار ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے کوکب و بران و ملکہ اختر بن سہیلان و ملکہ مجلس جادو و ملکہ شگوفہ سحر سار خوشرو وغیرہ قصر جمشیدی مین آئے باور جہار وست و خورشید روشن راے کو کوکب نے حکم دیا کہ کشتیان جواہرات کی براے نذر طلسم کشا و پیشکش ملکہ مہ جبین حور لقا آراستہ کرو باہے لشکر وردیان عمدہ تقسیم ہون کہ جنکی آب و تاب سے فلک اطلس شرمائے ہر ملازم خوشی سے پیرہن مین نہ سمائے ہمارا اور خواجہ عمرو کا چولی دامن کا ساتھ ہے دشمن کا گریبان ہے اور ہمارا ہاتھ ہے کارگزاران شہنشاہی تیاری مین مصروف ہوے ساقی نامہ در جشن رہائی اسد وجبین

ساقی ہین یہ روز ہاے گلگشت

ہے غیرت باغ ہر بر و دشت | پھر لب سے سبو آ کے لگا دے | ساغر کی مئے متصل پلا دے
اب دور فلک سے دل ہوا شاد | ہے نام محل کا مہر آباد | ہین جلوۂ نوبہار کے دن
بدمستی بادہ خوار کے دن | تزئین چمن کے ہین یہ ایام | گلگشت چمن کے ہین یہ ایام
کیا رنگ چمن بہار پر ہے | عالم گل و لالہ زار پر ہے | آتا ہے نظر جو سرو بستان
شمشاد دکھڑا ہے سخت حیران | اور دیکھے جلوہ ہاے شمشاد | پابند طرب ہے سرو آزاد
ہے وجہ فزا نواے بلبل | قربان ترانہ ہاے بلبل | دلکش ہے غضب صداے قمری
کیا چیز ہے ہاے ہاے قمری | باندھے ہے ہوا نسیم کیتی | ہے روح فزا نسیم کیتی
کیا کیا ہے مچا رہا ہے دھوم ابر | آتا ہے سدا م جھوم جھوم ابر | چل سوے چمن بہار دیکھین
سیر گل و لالہ زار دیکھین | اٹھین لب آبجو پہ یکدم | پی جائین سبو سبو یہ یکدم
شاید اسی طرح چین آئے | جی ٹھہرے کچھ اضطراب جائے | پائے دل بیقرار تسکین
مسرور ذرا ہو جان غمگین | ہو چارہ پذیر درد الفت | اٹھ جاے جہان سے گرد کلفت

پامال کرے نہ یون غم عشق
اس حال خراب سے چھٹین ہم
جینے دے عذاب ہمدم عشق
خونناب کھا نمک پئے دل
اس رنج عذاب سے چھٹین ہم
تڑپے ہی شراب کے لیے دل

نغمہ سنجان شاخسار ریاض خوش بیانی و زمزمہ پردازان حدیقۂ سخندانی گلچینان دوحۂ تحریر
و تقریر و ہمہ صفیران گلشن تسطیر دلپذیر غنچۂ انجمن مشتاقان مین یون چہچہے کرتے ہین شعر مرتب کن جشن
این داستان چنین مے نگارند با عز و شان شہنشاہ نخجر گزاران دمر بندۂ جادوگران باج ستانندۂ
ارشیون کافران افسر عیاران صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو نامدار مع مہرخ و بہار وغیرہ آکر داخل
بارگاہ آسمان جاہ ہوئے حکم قضا شیم صادر ہوا کہ واسطے ملکہ مہ جبین تکلف تمام تخت طاؤسی
آراستہ ہو و واسطے نبرد بیشۂ جرأت نہنگ بحر جلادت سرخیل پہلوانان آفاق اسد غازی ذنگل جواہر نگار
پیراستہ ہو کارگزاران لشکر ظفر اثر و جان نثاران نامور کمر ہمت باندھکر بعجلت تر آمادہ ہوئے بارگاہ
گردون اشتباہ زرنگار آراستہ ہوئی کہ شبہ پر نور جسکا خورشید درخشان سے ہمسری کرتا تھا طنابین
زلف حور کی استادے الماس نگار ستون مرصع کار تنابین پردہ پوش ماجهان عفت پردہ پردہ دار
حجلہ نشینان عصمت حمام کے گرم کرنے مین صناعان چابکدست سرگرم ہوئے نازنینان دریادل جوانان
آبرو دار دو جانب حاضر ہین ایک سمت اسد شیردل ایک جانب ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لاکر
داخل کیا حوض نایاب پر از آب صاف و شفاف جسکے سامنے گوہر نے آبرو مہر و ماہ فلک کو آئین
غوطے لگانے کی جستجو اسد نامدار غسل کرکے جامہ خانہ مین آئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ وہ ماہ تابان
برج آبی سے برآمد ہوا کنیزان ذیہوش ملکہ مہ جبین الماس پوش کی خدمتگزاری مین مصروف ہین
ملکہ مہرخ و بہار و جملہ تاجداران عالی وقار شاہزادیان حورنژاد دونون کے استقبال کو بارادۂ
تمام استادہ ہوئین سب کو قاعدے پیشوائی کے بخوبی یاد ہین سب گوش بر آواز ہین اپنے تیر اقبال پر
نازکنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہین ملکۂ عالم قصر حمام سے برآمد ہوا چاہتی ہین لباس زیب جسم
فرما رہی ہین کوئی تاجدار ہنستا ہوا بڑھکر آتا ہے اسد غازی کی تشریف آوری کی خبر سناتا ہے کہ لباس جسم
اقدس پر آراستہ کر چکے سلاح خانہ مین تشریف لیگئے ہین مسلح ہوکر برآمد ہونگے آنکھین مشتاقان دیدار
کی نرگس وار کھلی ہین تخت طاؤسی آراستہ و ذنگل جواہر نگار پایہ چہارم تخت پر بعجلت کرو فر بچھایا گیا یکایک
صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلند ہوئی روح سامری و جمشید دردمند ہوئی سب نے نگاہ اٹھا کر دیکھ

ایک جانب ملکہ مہ جبین سمبر غنچہ دہن گلبدن قد دلجو رشک سرو لب جو چہرہ ماہ تابان جبین اکو زہرہ خورشید
درخشان ابروے خمدار کو کس سے مثال دون ہلال فلک کینہ گر کہون یہ ابروین یکتا ہلال انگشت نما
خنجر ہین یلمو ایمن قدرت پروردگار ہین عارض بدر آسمان کمال ہین گل تر گلشنا ناقص مثال ہو
لب جان بخش عیسی مریضان محبت غنچۂ دہن تنگ اسرار الفت دندان موتیون کی لڑیان جب ل
بےمثال حیرت افزا سانچہ مین ڈھلا ہوا سراپا ایک جانب سے اسد نامدار لعبد شوکت و فر …
سلاح ذات پرّا نشہ رستم شوکت فریدون جلالت چہرہ پیرا آفتاب ماہتاب شہریار … پیشانی
کوکب شش جہت افروز جہانداری دہن کی صفت مین فکر جو کی ظاہر ہوا کہ ایک بات ہے لبون سے پیدا
اعجاز کرامات ہے شیر صولت رستم ہیبت صاحب علم و نشان روح روان حمزۂ صاحبقران کے بیٹے
سرداران صف شکن تیغ زن فنون جرأت سے ماہر غیر ساحر ساحر مین تلوارون کے شاہزادہ والا قدر
کو لیے ہوئے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے خلعت ہاے فاخرہ سرداران ہی کے زیب جسم
بارہ ہزار کنیزان مرصع پوش ایک ایک حسن مین بےنظیر جیسے رشک ماہ سیر ناز و کرشمہ انداز ہمدم و ہمراز گرد
ملکہ مہ جبین ایک پہلو تخت کے ملکہ مہرخ ایک جانب معشوق گلعذار ملکہ بہار ایک پایہ صاحب سطوت
و صولت باغبان قدرت جوتے پہلو پر بیٹھ گئیں ملکہ سرخ موے کاکلکشا چالیس ہزار چالیس وزیر ملکہ
ندیمان ہمخواران قدیم بیٹھے اپنے مقام پر سرخم خاموش بحر شادی و عیش کا جوش اس کروفر جاہ و حشم سے خواجہ
عمرو مرغ زرین بنے ہوئے خلعت فاخرہ سے مخلع زرہ ہی آنکھیں چلتی ہوئین پشت پر جانبازی …
مہتر برق فرنگی عاقل و کامل مہتر ضرغام شیر دل آفتاب نام افروز مہتر جانسوز صاحب ابغدہ گران
مہتر قران عیار بیباک مہتر چالاک با لباس عیاری سے آراستہ تنطورہ ہاے زرلفتی سے پیراستہ ملکہ
مہ جبین کو تخت سلیمانی پر جلوہ فرما کرا کے اولاً اول خواجہ عمرو نے نذر دی ملکہ مہ جبین مسکرائین کہا
نو نظیر مین تو خدمتگزار ہون میری نذر نہ دیجیے ہاتھ کہے اب کل سردار نذر دینگے ہم لیتے جائینگے جمع رکھیں گے
وقت پر حساب سمجھا دینگے خواجہ عمرو یہ کہکر دامن پھیلا کر کھڑے ہوے نذرین گذرنے لگین سب سے پیشتر
ملکہ مہرخ یہ کہکر جھکین کہ داری شکر ہے جس روز سے تمہارے دشمن قید ہوے تمہاری نیابت مین عرصۂ
سلطنت پر قائم رہی آج تسکین ہوئی فی الحقیقت ایک سو ایک تختی الماس کی پیش کی خواجہ
دامن پھیلائے کھڑے ہین دامن مین نذرین لیتے جاتے ہین گلہاے نذر تختہ گلزار پر رکھکر ملکہ بہار نے

سامنے اُس سرو حدیقۂ سلطنت کے پیش کیے ساحر جمیل شاہزادہ شکیل نے تیغہ برق مثال ہاتھ مین
رکھکر واسطے نذر کے خم ہوا خواجہ عمرو نے فرمایا آج سپاہگری کا کام نہین ہے نقدی لایئے جواہرات
نذر مین دیجیے شاہنشاہ گیتی ستان کے ملبوس جان ہو تصدقات اُتار کے ہمکو دو خانہ کعبہ کو روانہ
کرین تمام سردار شاداں و فرحاں نذرین دینے مین مصروف ہین استرہ سو نقارے پر چوب پڑی
روشن چوکی بج رہی ہے غزلین بہار کباد کی شہنائی مین بجا رہے ہین تائین امرا آ رہے ہین اسد شیر دل
دنگل سپہ سالاری پر جلوہ فرما شوق حور نژاد پر نگاہ محبت پڑ رہی ہے ملکہ مہ جبین تخت طاؤسی پر بشوکت
وسطوت جلوہ فرما لعبتوں کی آمد کا ہنگامہ کئی ہزار طائفے در دولت پر حاضر ہین داروغۂ ارباب نشاط جوانان
خوشرو منتظم کارگزاران سبکے ناظر ہین ہزارہا خیمہ استادہ ہوا ہے سرداران نامی کی بارگاہین اپنے اپنے
مقام پر بازارین دلچسپ دوکانین عمدہ دوکاندار طرحدار بازار کھلے ہوے بیع و شرا پر تلے ہوے
ہر مقام پر سامان عیش وعشرت مہیا کل لشکر مین جشن کی دھوم تاجران جلیل القدر چلے آتے ہین دوکانین
لیکر اشیاے نفیس بجا رہے ہین چند عرصہ اس سامان مین گذرا تھا کہ شاہنشاہ زرین پوش آفتاب
عالمتاب سامان جشن بے نظیر دیکھ کر بنا بر تبدیل لباس قصر مغرب مین داخل ہوا اور سلطان گردون
پناہ یعنی خسرو انجم سپاہ مشیران و وزیران ثابت و سیارگان ہمراہ فرش چاندنی آراستہ کر کے براے ملاحظہ
تماشاے دلپذیر بصد توقیر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا کارگزاران شاہی سامان روشنی مین مصروف ہوے شہر جشن

ہر طرف فوج مین ہے آرائش | رہرووں کی نہین ہے گنجائش | شیشہ بازِ فلک ہے آتشباز
کہکشان سے ہوا ہوائی ساز | نہین رستون مین روشنی کے دیے | انجم ہے چشم روشنی کے لیے
شبِ شادی کی دھوم کی کیا بات | روز روشن تھی روشنی سے رات | آؤ ساقی کہ جمع ہین احباب
سب مہیا ہین عیش کے اسباب | لاؤ وہ جون آفتاب ساغر زر | آب گلرنگ سے لبالب کر
گلِ چمن زار و دشت و در کی سیر | ہین نہال آج آشنا و غیر | گل نمط دل شگفتہ سبکے کیے
خلعتِ فاخرہ سبھون کو دیے | ہر طرف رقص مین ہین دلربایان | پاے کوبان مین سلسلہ مویان
شادمانی سے ہو نوا پرداز | ہے یہ منظور سب درست ہون ساز | گل و لالہ سے چشم باز کرے
رنگ صحبت کو دیکھ ناز کرے | چھیڑ ساز طرب نوا کے تئین | باندھ آواز سے ہوا کے تئین
وجد مین لا تو مے پرستون کو | باد سے تک سرود مستون کو | آؤ ساقی کہ روشنی ہے خوب

محو آرائش آج ہیں محبوب
لالہ رنگ رخ نکویان کو
رنگ مجلس میں ڈال شیشے سے
جل گلابی کو ہاتھ میں لے لے

شیشۂ شیشہ شراب ہی درکار
مایۂ ناز خوبرویان کر
ہو کے سرمست ہو تماشائی
ایک دم جام متصل دے دے

صحبت عیش کو چھکا اکبار
اس پری کو نکال شیشے سے
حکم گشت ہی سپہر مینائی
ٹھاٹھ خم بندی جابجا ہو رہی ہی

روشنی سے چراغان کے زمین بہتر از چرخ بریں بارگاہ میں جھاڑ نایاب انتخاب کنول اُسکے روغن گل سے معمور جنکی روشنی سے عندلیبان گلشن عیش کو سرور جنیون میں تازنگاہ پریرویان یا شعاع آفتاب تابان بیاض سفیدی سحر وصل معشوقان صفا پرور کی چربی اُسکے فتیلے نازنینان حور پیکر نے اپنے ناز و کرشمہ کے سانچے میں ڈھالے الماس کی ہر ایک مرد نگ ہی آبروے گوہر بے بہا

جسکو دیکھے دنگ ہی طلسم
قِل پانی کے وہ جڑھے تھے گلاس
یا کلس چرخ کے اتارے تھے

طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
جن سے شرمائے ساغر الماس
زور دیوار گیریون پہ بہار

نو دہا ایک جا پہ تھا روشن
فلک انجمن کے تارے تھے
کیسے پستان شاہد دیوار

پردے بارگاہ زرنگی کے اُٹھے ہوے ہیں کہ آسمان سے گویا ابر مرواریدی ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بھتیجی شہنشاہ کوکب روشنضمیر کی ملکہ ختن جیلان فیل زور شمشیرزن تخت سے اتری بارہ سو نازنینان مرصع پوش ہمراہ شوکت و شان لشکر دیکھتی ہوئی خوشی سے چہرہ گلنار گلشن حسن پر بہار داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی مہ جبین واسد کو نذر دی کرسی جواہر نگار مثل محفل عرش منزل میں وہ ماہ تابان جلوہ فرما ہوئی دوسرا لاکھ یاقوت نگار زری دھوم سے اُٹھا معلوم ہوتا ہی کہ ہر روے ہوا دریا سے خونروان جوش مار رہا ہی ملکہ بران گرد پریزادان حور پیکر و پریزادیان رشک شمشاد قمر بارہ ہزار مصاحبان خاص ماہ رویان باخلاص بارگاہ میں پہونچیں نذر دی شرف خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئیں قریب تخت دنگل زرین پر بیٹھیں خواجہ عمرو نے پوچھا اے نور نظر شہنشاہ کی تشریف آوری میں کیا دیر ہی ابھی تک آنکے انتظار میں ناچ نہیں شروع ہوا ملکہ نے دست بستہ عرض کی سوار ہو چکے ہیں تشریف لایا چاہتے ہیں یکلخت یہ نام تھا کہ ابر نورانی بصد ہیبت و جلالت مثل آفتاب تابان ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے شہنشاہ کے رجلیں زرین علم صاحب جاہ حشم علمدار شہنشاہ کوکب فیل مست پر سوار ہی شعری سواری کے فیل کی وہ دھوم + جیسے ابر بہار آوے جھوم + علم زرنگار کی چھڑ الغیل میں زنبالے گے ہوے بہرہ ازنشان

پرچم گیسوے حور جنان اس شوکت و شان سے شہنشاہ برجیس فیل سے اترا پشت پر بارہ ہزار جوانان
خوبرو و خوش خو چتر کو ایک مقام پر گاڑ دیا خود منتظر آمد شہنشاہ میں صف باندھکر ٹھہرا ایک جانب سے شاہزادہ
جمشید بن کوکب مرکب باد رفتار پہ سوار بارہ سو شیر دل مصاحب کمسن سبزہ آغاز جرأت و شوکت
میں سرفراز گھوڑے سے اتر کر یہ بھی مشتاق آمد عالی مقدار ٹہلنے لگا ابھی ابر عظیم اٹھا کہ ہزار طائر
زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے رو سے ہوا پر ٹھہرے ابر تخت ہوا سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب بصد توقیر
گرد پہلوؤں میں چار دن وزیر بلور چہار دست سپہ سالار ناموس پایہ تخت پر شاہ کے ہاتھ رکھے ہوے
اس شکوہ سے آکر پہنچا تخت جواہر نگار سے اترا مع شہنشاہ برجیس زرین علم و جمشید والا حشم قریب و
وزیران خوش تدبیر داخل بارگاہ ہوے اسد نامدار براے تعظیم کوکب روشن ضمیر زنگل سے اٹھے کوکب
نے چاہا قدموں سے لپٹ جاؤں اسد نامدار نے سر سینے سے لگایا کوکب کی آنکھوں سے آنسو ٹپک
پڑے جمال بے مثال سطوت و صولت و قد و قامت کو بہ نگاہ حسرت دیکھا اسی مثل آئینہ چہرے پر حیرانی
چشمہ چشم سے اشکوں کی طغیانی عمرو نے بڑھکر رومال سے اشک کوکب پاک کیے کہا بھائی آج روز
عیش و فرحت ہے بیقراری اشکباری کیسی سجدہ شکر بے نیاز کرو اسکی رحمت پر ناز کرو کہ عنایت ہوئی
مجھ مور ضعیف مشت استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اسد شیر دل کو گنبد نور سے رہا کر کے لایا کوکب نے
جواب دیا خواجہ خوشی کی تو انتہا نہیں مگر اسوقت یہ خیال آیا کہ اس عرصہ دراز تک یہ ماہ اوج صاحبقرانی
بیچ گنبد نور میں غروب رہا کیا رنج و الم سہے شاہ جلیل پروردہ صد ناز و نعم کا یک یہ ہجوم غم و الم
اسد ان کی کسے امید تھی آج دیدہ دل زیارت آفتاب چرخ صاحبقرانی سے روشن ہوے اسی کی حسرت
ہے اسوقت دل پر ہجوم لشکر عبرت ہے کلام حسرت انجام کوکب پر گل سرداروں کے آنسو بھر آئے ہر ایک
نے اشک حسرت ٹپکائے کوکب نے دیکھا ایسا نہو محفل عیش کا رنگ دگرگوں ہو پلٹ کر تختی الماس
کی دست زبردست پر رکھکر سامنے ملکہ مہ جبین الماس پوش کے خم ہوے عمرو نے مسکرا کر کہا برادر
تمہاری نذر کی کیا ضرورت ہے اگر قبول نہوگی تم رنجیدہ ہوگے تمہارا ملال ہمکو گوارا نہیں ہے لاؤ بسم اللہ
خوشی تمہاری گلے سے اتار کر کنٹھا یاقوت احمر کا شریک کر دو کہ تمہارا نام ہو چلتے وقت پھیر لینا کوکب
نے ہنسکر چند دانے یاقوت احمر کے جیب سے نکالے نذر میں شریک کیے خواجہ نے یہ بھی مال نذر زنبیل کیا
کوکب روشن ضمیر کو زنگل یاقوتی پہلوے اسد غازی میں ملا آج پہلے پہل کوکب نے اسد نامدار کو

دیکھا جب اسد گنبد نور پر قید ہو چکے تھے تب خواجہ عمرو بعد عیاران طرف ملک کوکب کے گئے اور شراکت
کوکب ہوئی آن نگاہ جو جمال بیمثال پر پڑی ہر حیران جمال محمدی دیدار خلق سے اسد کا کلام کرنا اور فرمانا
کہ ای شہنشاہ طلسم نور افشان ہم نہایت ممنون و مشکور ہین کہ محبت اہل اسلام مین کیا کیا کام نمایان ہوئے
گنبد نور مین رہائی جادوون کے ہمکو خبرین ملتی تھین جس زمانے مین جہانگیر لے کر آفت برپا کی اور بیوح حاصل
کی سُن سُن کے دل بھر آتا تھا کلیجہ منہ کو آتا تھا کہ اگر یہ جبر رہا ہوتا تو انکو لطف ملتا آخر ثابت ہوا کہ نور نظر
ناناجان کے ہین وہ آکر زیر کر کے بیٹھے ای شہنشاہ اس رہائی کو قید سے بدتر جانتا ہون جس خواہش
مین مین آیا ہون اُسکا ابھی تک نشان بھی نہین ملا ماموں جان انجم گردہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر
پہلوانان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نہین معلوم کس مقام پر قید ہین ای شہنشاہ ہم تو آجتک
بالکل بیکار مجبور و ناچار تھے تو ناناجان کو خدا سلامت رکھے اگر انکا قدم نہوتا کون ہمکو قید سے افراسیاب
کی چھڑاتا بزرگ ہزار ہا منزل پر یہان تو دربار مین یہ باتین ہو رہی ہین مگر دو کلمہ داستان افراسیاب
خانہ خراب کے بیان ہوتے ہین بلغ ملکہ ران شمشیر زن سے ملکہ ماہیان زمرد پوش بجوش و خروش لیکر
افراسیاب کو باغ سیب مین آئی ملکہ حیرت جادو و سرمایہ برف انداز و ابریق کوہ شگاف
و مصور جادو و صورت نگار وغیرہ بھی یہان پہونچے میلا تو درہم و برہم ہوگیا سب بادشاہ اپنے
اپنے ملک کو گئے ماہیان زمرد پوش نے افراسیاب جادو کو ہوشیار کیا افراسیاب جادو
غصہ مین اُٹھا کہا کہ نانی امان تم مجکو کیون لائین ہاے اسد غازی چھوٹ گیا مین اپنی جان دونگا
حیرت رونے لگی بال کھول دیے کہا ہای میرے شہنشاہ کو کیا صدمہ پہونچا ماہیان نے کہا ای حیرت
خاموش رہو ایسا نہو کہ میرا بچہ گلا کاٹ کے مر جائے اگر اسد غازی چھوٹ گیا تو ہمارا کیا نقصان ہوا
نمکحرامون نے یہ فساد برپا کیا ماران زمین کن و سرار جادو اگر نہ شریک ہو جاتین عمر بھر اسد غازی
نہ رہا ہوتا ان نمکحرامون کی فکر واجب و لازم ہے ملکہ حیرت جادو تم سامان لشکر کشی کرو جا کر مقابلہ مین
آنکو اسکی تدبیر کیجائیگی جب ماہیان نے اسطرح کہا تو افراسیاب بھی بول اُٹھا کہ اسد غازی
کے رہا کرنے سے کیا ہوتا کہ نوح یہ طلسم کی مفقود ہی بالکل نابود ہی ماہیان زمرد پوش
نے برائے تسلیم افراسیاب خانہ خراب جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا ملکہ حیرت جادو و مصور
وصورت نگار وغیرہ کو ہمراہ لے کر اپنے لشکر مین چلی افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش نے

شراب پلاکر مطمئن کیا اس اثنا مین ملکہ صرصر و صبا رفتار وغیرہ پانچون عیارنجیان افتان وخیزان حیران و پریشان متردد و متفکر و متوحش آکر سوبخین دیکھا افراسیاب نشہ شراب سے مست بیٹھا ہوا لاف وگزاف کررہا ہی صرصر نے جھککر سلام کیا افراسیاب نے کہا اے صرصر ملکہ حیرت مع لشکر مقابلہ مسلمانان مین گئی ہین تم بھی جاؤ خبردار ابھی طبل جنگی نہ بجوانے دینا مقابلہ کا قصد نہ کرین ہم بدولت خود کدو کاوش کرینگے قتل مسلمانان مین کوشش کرینگے ہرچند کہ ناظمان دربند بھی آمادہ تھے مین مانع ہوا کہ سمجھ کے انتظام کیا جائیگا پانچون عیارنجیان بھی فوراً روانہ ہوئین یہان ملکہ حیرت جادو مع لشکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین لشکر اہل اسلام سے کوس بھر ہٹ کر بارگاہ حیرت جادو بنا رہتی ہی بموجب طریقہ قدیم بارگاہ مین آئی تخت پر بیٹھی پانچون عیارنجیان بھی آئین سب ملکہ حیرت جادو کو بہلا رہی ہین رنج رہائی اسد مین انتہا کا اٹھایا ہی سب سے زیادہ مرشدزادہ مغرور بدخو سمجھا رہا ہی کہ اے ملکہ عالم تصویرین کھینچکر دیکھیے تو مسلمانون کا کیا لقشہ کرتا ہون اگر ان سب کو دیوانہ کرکے نہ مارا تو نام اپنا بیرہ سامری بنایا ملکہ حیرت نے ملکہ صرصر سے کہا جاکر خبر لشکر باغیان لاؤ آج تو سب نگوڑے مثل گل کے پھولے بیٹھے ہونگے طلسم کشا کو چھڑا لیا اپنے نزدیک بڑا کام کیا ہوا صرصر سامری نہ کرے کہ میرے شہنشاہ کو غصہ آجاے نگوڑون کو جان بچانا مشکل ہوگا جلد لیکر آنا فوراً ملکہ صرصر شیرزن براے خبر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئی یہان بارگاہ اہل اسلام مین ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی صحبت جشن آراستہ دردیان نہی تقسیم ہوئی ہین باغ مسلمانان مین بہار ہی باغیون کو خار ہی

نظم

ہو مبارک یہ جشن خوش انجام
کچھ مزے سے بھی آشنائی کر

ساقیا دے وہ مے جو باقی ہی
دور گردون بکام عیش مدام
پڑھ غزل میر کی جو ہو یاد

شادی ایسی بھی اتفاقی ہی
اے مغنی غزل سرائی کر
انکو اس فن مین کہتے ہین استاد

غزل میر تقی میر

کب تک آئینے کا یہ حسن قبول
دیکھین ہم سب جب ایسی بو بھی ہو
سرکشی گل کی خوش نہین آتی
ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو

سوسم ابر ہو سبو بھی ہو
منہ ہزار اسطرح کبھو بھی ہو
ہی غرض عشق صرف ہی لیکن
ناز کرنے کو ویسا رو بھی ہو
دل تمنا کدا تو ہی ہر سے

گل ہو گلشن ہو اور تو بھی ہو
ہو جو تیرا سا رنگ گل کا ہے
شرط یہ ہی کہ جستجو بھی ہو
کسکو بلبل ہی دم کشی کا دماغ
ہو تو اسکی ہی آرزو بھی ہو

تمام لشکر مین چراغان ہر خیمہ مین نازنینان پریوش مجرے کر رہی ہین بارگاہ اسد نامدار تو اسوقت نمونہ بہشت عنبر سرشت ہی تمام تاجداران تخت نشین شاہزادیان گلفام گل اندام فصاحت آئین اپنے اپنے مقام پر بیچ مین اسد غازی ایسا ماہ تابان گرداگرد ہجوم سیارگان فلک سے چاند بنگاہ حسرت اس جلسہ کو تک رہا ہی ہوس ہو کہ اس محفل نورآگین مین شریک ہون بہ نگاہ آرزو اس جلسہ کی کیفیت دیکھون ایک ایک رقاصان سیمبر گل پیرہن غنچہ دہن ناز و کرشمہ مین اُستاد برائے عاشقان جلاد سازنے ہوئے کوئی ناساز نہین تانین پڑ رہی ہین لوٹی فلک وجد مین ہی ساقیان سیمین ساق جام و صراحی ہاتھ مین جا بجا حاضر ہین دور جام صہبائے گلگون کا جوش ہی صدائے نوشا نوش و نوشا نوش ہی خواجہ عمرو کسی جواہر نگار پر خلعت زرین زیب جسم الوز جلوہ فرما ہین یلچیان عیار منتظم کاروبار اُسوقت صرصر شمشیرزن بصورت مبدل اُس بارگاہ فلک اشتباہ مین آکر پہونچی سامان جشن و عیش دیکھکر محو حیرت ہوئی اُلٹے پاؤن پھری ساتھ ملکہ حیرت کے آئی مگر گھبرائی ہوئی کچھ مسکراتی ہوئی ملکہ حیرت نے پوچھا کیون صرصر خیر تو ہی اسوقت تو تم محو حیرت ہو صرصر نے کہا واری کیا عرض کرون آج لشکر مسلمانان مین ایسی صحبت عیش آراستہ ہی کہ کبھی کنیز کی نگاہ سے ایسا جلسہ فرحت افزا نہین گذرا بارہ کوس تک لشکر مین جا بجا ناچ ہو رہا ہی روشنی ایسی کہ دیدہ و دل روشن ہوتا ہی بارگاہ مین جا کر جو دیکھا ہی مہ جبین صاحب تخت طاؤسی پر طلسم کشا صاحب دنگل جواہر نگار پر شاہان ذی وقار سے تمام بارگاہ مملو ہی ایک ایک نازنین پریجبین ہی حقیقت مین اسوقت بارگاہ رشک گلشن ہی اب اسوقت تو کب روشنضمیر نے عمرو سے فرمائش کی ہی ذ نوازی کی خواہش کی ہی حضور اب بانسری عمرو کی بجے گی آج ساریان زادہ دل توڑکے نئے طور سے نی بجائیگا واقفکاران علم موسیقی کو وجد ہو جائیگا مین تو آپ کے خوف سے خبر لیکر چلی آئی روح کو اُسی جلسے مین چھوڑ آئی آنکھون کے نیچے وہ سادن پھر رہا ہی لونڈی تو جاتی ہی آج کی شب دہن ارم تکی خواجہ عمرو کی نے نوازی سونگی صرصر نے جو اس چرب زبانی سے کیفیت جشن کی بیان کی حیرت بھی نہایت مشتاق ہوئی کہا کیون صرصر ہم اس جلسہ کو کیونکر دیکھین تو نے دل بیقرار کر دیا خانہ دلکو اشتیاق سے بھر دیا صرصر نے کہا واری آج کیا مشکل ہی جلسہ عام ہی روک ٹوک کا وہان کیا کام ہی ہزار ہا طائفہ آرہا ہی اس اژدحام مین کون کسکو پہچانتا ہی مصور نے کہا ملکہ جاہے بھی دل ارلیا

بیشک آج جلسہ بڑی کیفیت کا ہوگا ایک تدبیر ہم بتائیں ہم آپ چند کس چلیں صورتیں بدل لیں
ہماری ایلچی نہ کو ناٹکہ بناؤ ہمکو اُنکا آشنا قرار دو تم اور پانچوں عیار بچیاں نوچیان بنو بہلی میں سوار
ہو کے چلو بڑی خاطریں ہونگی پلاؤ زردے بھی کھاؤ دعوت میں جلسہ بھی دیکھو یہ راے سب کو پسند
آئی صرصر تو خود بیقرار ہی اُسنے بھی کہا بہت اچھا یہ خوب بات ہے اب صرصر نے رنگ روغن عیاری
نکالکا مصور سے کہا داڑھی مونچھیں مونڈ ڈالیے مصور راضی ہوا داڑھی مونچھ کو رخصت کیا صورت
انکی صرصر نے بدلی بھاری ٹوپی گوٹے ٹچے کا لباس بہت عمدہ مشروع کا پایجامہ ٹاٹ بانی جوتا صورت نگار
اسکی جورو کو ناٹکہ بنایا اپنی بھی مع چاروں عیار بچوں کے صورت تبدیل کی مگر صرصر شعلہ جوالہ بنکر تیار ہوئی
حیرت جادو خود حسین مہ جبین تھی اُسکے جو رنگ روغن لگایا حسن چھب گیا لباس جواہر نگار زیور
مرصع کا پانچوں عیار بچیاں مصور و ملکہ صورت نگار و ملکہ حیرت ماہ رخسار دو کنیزیں واسطے خدمت
کے لیکر بہلی میں یہ سب سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئیں کنارے پر لشکر اسلام کے داروغہ
ارباب نشاط حاضر رہی جو طائفہ آتا ہی اُسکو باعزاز خیمہ میں جگہ دیتے ہیں جیسے ہی یہ پہنچیں داروغہ نے
پوچھا صاحب کہاں سے آنا ہوا میاں مصور بول اُٹھے جناب داروغہ صاحب بی نور بائی دکن سے
آئی ہیں ابھی ریل سے اُتری ہیں حال جشن طلسم کشا کا سنکر تشریف لائی ہیں داروغہ ارباب نشاط بھی
نوجوان جمال بیمثال حیرت دیکھکر بیقرار ہوگیا سینے پر ہاتھ رکھدیا کہا بی بائی صاحبہ آپ نے تمہارا احسان
کیا سرکار طلسم کشا سے بہت کچھ ملیگا خدمت کو ہم حاضر ہیں باتیں کرتے کرتے ران پر ہاتھ رکھا حیرت
نے سسکی لیکر ہاتھ ہٹادیا تیور پر بل پڑ گئے مصور کی جانب دیکھا مصور بول اُٹھا داروغہ صاحب آپ ہیں جیسے
باتیں کیجیے یہ بہت کم سخن ہیں ابھی سرفراز نہیں ہوئیں اب داروغہ کی نگاہ صرصر پر پڑی کلیجہ تھام لیا
قریب آکر پوچھا کیوں بی تمہارا کیا نام ہے صرصر طرار فرار عیارہ بلاے روزگار اُسنے مسکرا کر کہا نام اپنے
گھر میں جاکر پوچھیے ذرا اپنی صورت تو دیکھیے آئینہ تو میسر ہوا ہوگا جیتی ہیں موت کے تو دیکھا ہوگا آپ تو
تصویر کھینچنے کے لائق ہیں صورت میں لنگور پر فائق ہیں داروغہ یہ بیباکی چالاکی تقریر دلپذیر سنکر
بیقرار ہوگیا اب جو پہلے بیچ میں سے جشن رسا نوکی گذری روشنی تو ہر مقام پر بے انتہا ہی جوانوں کی
جو نگاہ پڑی آواز سے کسنے لگے کوئی پکار اُٹھا میاں جلنے والے جوانوں سے تو ذرا آنکھیں چار
کرو ایک نے کہا ہاے کیا انکھڑیاں ہیں ایک نے کہا سینے پر کیا غضب کا اُبھار ہے سناں غم کلیجے سے

بارے یہ جو آوازیں چہار طرف سے آئیں حیرت نے کہا صرصر تو نے بڑا غضب کیا پہلے یہ اعتراض ہمارے
ذہن میں نہ آیا کسی کو جو دیکھیگا آوازہ کسیگا داروغہ نگوڑے نے ران پر ہاتھ رکھدیا دل میں
یہ آیا کہ برق بہر گردن خرمن ہستی بجز دے گستاخ کی جلا دوں میاں مصور ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ
واسطہ سامری جمشید کا غصہ کو کام نہ فرمانا ورنہ غضب ہو جائیگا جان بچنا مشکل ہوگی شل چونٹیون
کے سرداران مرخ روڑ پڑینگے انہو جو کیا وہ کیا زانو پر ہاتھ رکھنے مین کیا نقصان ہوا کچھ ہو تماشا
تو دیکھینگے مگر حیرت کو بہت ناگوار ہے دل سے کہتی ہے مین نے یہ کیا کیا اب تو مین خود تماشا
بنگئی ہلی کا ٹھہرنا مشکل ہے جو ان تماش بین ہلی سے لپٹے جاتے ہین کوئی اشارون سے پوچھتا
ہے کیا خبر ہی ہے حیرت غصہ مین سرخ ہو جاتی ہے جواب نہین دیتی سر جھکا لیتی ہے کوئی میان
مصور کے قریب آن کر کہتا ہے میان صاحب آداب عرض ہے یہ جو آپ کے قریب ہین گوری بی یہ
کیا چیز ہین لینگی مصور حیران کوئی صورت نگار سے کہتا ہے بی بی صاحبہ تسلیم ایک کہتا ہے ہم تو نائکہ سے
ملاقات کرینگے خوب بالڈی ٹپا سے اللہ کی صرصر پر تو ہجوم ہے یہ تڑاق پڑاق سب کو جواب دیتی ہے
مگر اپنی حرکت ناشائستہ پر نادم دل سے کہتی ہے ای صرصر دیکھیے کیونکر آبرو بچتی ہے آغاز مین خیال انجام
نہ کیا یہ کیا کام کیا اگر عیار پہچان لین تو گرفتار ہو جائین افراسیاب ناک کاٹ ڈالیگا نہین معلوم
کیا آفت برپا کریگا سب مجھی کو بیوقوف بنائینگے صلاح بتانے والے الگ ہو جائینگے بمشکل ہلی خیمہ تک
پہنچی ہرکارے چپراسی جمع ہو گئے ہر ایک نام پوچھتا ہے مصور جلدی سے خیمہ کے اندر سب کو
لیکے داخل ہو گیا پردے چھوڑ دیے حیرت نے ایک دو ہتڑ مارا کہا مرشد زادے آپ نے غضب کیا
کسی بلا کے لائے بازاری پیشہ یہ قوم تو سب سے بیحجاب ہوتی ہے مردوے مجھپر ٹوٹے پڑتے ہین اگر سن
پائیگا امیر حمزہ مجھے کیا کہا جائیگی آپ لوگون کا کیا جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہے مصور نے کہا نہ گھبراؤ کیا کسی کے
ہاتھ لگانے سے کچھ نقصان ہوا جاتا ہے ہمارے مذہب مین ان باتون کا عیب نہین ہے جب نجاست
ہوتی ہے چودھری صاحب پکار کے کہدیتے ہین راد گلی کا معاملہ معاف ہے نہ جرمانہ نہ شکرانہ ایک دو
مرتبہ مین عورت گنہگار نہین ہوتی ہم افراسیاب کو جواب دے لینگے جس واسطے یہ جفا اٹھائی ہے
تو اپنی قوم کی صورت بنائی ہے وہ سامری ہین کچھ شرم نہ آئی تم ناحق بیقرار ہوتی ہو یہ باتین تھین کہ
داروغہ صاحب خوان کھانے کے لیکر آئے ہمراہ مزدورون کے اتروائے حیرت کے پاس

بیٹھکر کھانو جان جہان خاصہ نوش کرو حیرت نے مصور کی جانب دیکھا مصور جلدی سے بیچ مین آگیا
کہا داروغہ صاحب چھنگلی سے بات نہ کرو یہ بہت کم سخن ہے بڑکی کی طرف آؤ داروغہ صرصر کی طرف بڑھے
صرصر نے کہا موئے کلموہے تیری شامت دامنگیر ہے جا کے رنڈیون کو کہنا یہ پنجا ایک ایک پہ گرا
پڑتا ہے کچھ ہو بھی سکتا ہے کہ خالی منھ سے مزا نکالتا ہے جورو کی تو جا کے خبر لے وہ کوٹھے پر آتی ہوگی
تیرے یار کو بلاتی ہوگی یہ کہکے داروغہ صاحب کا منھ چڑھا دیا پٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا داروغہ صاحب
ہنستے ہوئے چلے مگر مصور سے پوچھا آپکا کس نام سے ذکر کرین میان مصور نے کہا طائفہ تو نہالی
کے نام سے مشہور ہے میرا شیخ ہینگا نام بتا دیجیے گا اب ہمکو جلدی طلب فرمائیے صحبت مین بلوائیے
داروغہ صاحب نے کہا ابھی جا کر بلوا آتا ہون صرصر نے داروغہ کا دامن تھامکر پوچھا ارے کلموہے
یہ تو بتلاتا جا خواجہ عمرو کی ذی نوازی مین کیا دیر ہے داروغہ صاحب نے کہا اب سامان ہو رہا ہے ابھی
تک تو طائفون کا ہنگامہ تھا کئی ہزار طائفہ ہے ملکہ مہرخ نے آج دروازہ خزانہ کا کھول دیا ہے روپیہ
لٹ رہا ہے جو اس جلسہ مین آئیگا نہال ہو کر جائیگا علاوہ زر و جواہر کے جاگیرین پائیگا سب طائفے
مشتاق خواجہ عمرو کے بیٹھے ہین بارہ بجے خواجہ شروع کرینگے یہ کہکر داروغہ رخصت ہوا میان
حیرت نے غصہ مین کہا نکھایا مصور و صورت نگار نے چلاؤ ورد سے مرغوب تھے در ہے یہ تو
بیفکرے ہین لیکن حیرت کو نہایت انتشار ہے مگر جلسے کا وہ اشتیاق ہے کہ سب کچھ گوارا ہوا ایک تھوڑے
عرصہ کے داروغہ صاحب نے آن کر کہا میان شیخ ہینگا صاحب چلیے توچیون کو اپنے ساتھ لیجیے
سرکار سے طلب ہے صرصر نے داروغہ سے کہا اتنا احسان کرنا ہم لوگ خواجہ عمرو کی ذی نوازی کے
بہت مشتاق ہین یہی زمانہ کے اتفاق ہین کہ ہم لوگون کا آنا ہوا بادشاہ دکن کے ملازم ہین کسی طرح سے
رخصت نہ ملتی تھی حیلہ کر کے آئے ہین ہمارا مجرا دن کو ہو تو بہت بہتر ہے شب کو ہنگامے مین کیا ضرور ہے
داروغہ نے کہا تمھارا ابھی مہینہ بیس دن رہنا ہوگا مجرائیون مین ملازم کرائینگے بہت کچھ دلوائین گے
مگر میان شیخ ہینگا صاحب ہمارا خیال رہے بی چھنگلی کی انکھڑیان مارے ڈالتی ہین پلکون کے تیر
چل رہے ہین حیرت سرخ ہو کے رہ گئی داروغہ نے ہنسکر سینہ پہ ہاتھ رکھ دیا مصور حیران ہین کہ ہتک
چھنگلی دون کس کس سے بچاؤن اب یہ سب داروغہ کے ساتھ چلے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے
دیکھا عجب سامان ہین شوکت پر بارگاہ کی ماہ و مہر قربان ہین سرداران ذی وقار تاجداران نامدار عیاران

غرض گروہ نازنینان پری پیکر اپنے اپنے مقام پر حیرت کی نگاہ پڑتی گل رخسار ملکہ بہار کس شان و شوکت سے جلوہ فرما ہے زیور میں چھوٹے لدی ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی برچھیان پھولونکی زیب جسم انور چھپکا موتیے کا سر پر بصد حسن و ادا و ناز و کرشمہ مثل کنیزان خدمتگار دست بستہ حاضر ہیں ایک جانب ملکہ محمودہ نقش تیلی انگھڑیان آثار جلالت چہرہ زیبا سے عیان ساغر چشم بادہ حسن سے معمور کمان خانہ ابرو میں تیر مژگان برائے دلدوزی عاشقان لیس ہیں ادا کی برچھیان نگہ کی کٹاریان چل رہی ہیں ملکہ مہرخ بصد کر و فر چہرہ مثل گل شگفتہ تمام اہالیان دربار کی خدمت میں مصروف ایک جانب بادشاہ با توقیر نوجوان جرات میں بے نظیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر حیرت جاہ و جلال دربار دیکھکر دنگ ہو گئی نظم لا اعلم

عجب بارگاہ فلک گیر و دار
عجب بارگاہ معلے اساس　　تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار
زنالین و جانہ خود سے قیاس

تخت طاؤسی پر سلیمان حشم فریدون خدم بالقیس حشم ملکہ مہ جبین تاج شہریاری زیب فرق لباس نوشہ زیور جواہر نگار صاحب جاہ و جلال اوج پر سپہر اقبال نظم

امارت عدالت کا آسمان سے رواج　　حسین مہ جبین صاحب تخت و تاج　　سپہر آسمان حشم ذی وقار
سمن بر سمن بو حسین گلعذار

رعب و جلال دیکھکر یہ سب واسطے تسلیم کے خم ہوئے گوشہ بارگاہ میں بیٹھے کوتوالی اس ہنگامہ عیش میں کسی کی نگاہ نہ پڑی برق و چالاک وغیرہ کاروبار ضروری میں مصروف خلعتہائے فاخرہ پہنے ہوئے کبھی بیرون بارگاہ جاتے ہیں کبھی اسباب ضروری لے کر اندر آتے ہیں جو حکم خواجہ عمرو نامور صاحب قران صادر ہوتا ہے یہ سامنے حاضر ہیں حکم پا کر اشارہ کرتے ہیں برق وغیرہ فوراً بجا لاتے ہیں اتنا بڑا جلسہ شور و غل کیفیت تمام دور جام مل عین گرمی صحبت میں کوکب نے کہا برادر خواجہ عمرو الکریم اذا وعدہ وفا الاشتیاق اشد الموت خواجہ چپ سے بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا ملکہ بران نے مجلس جادو سے اشارہ کیا مجلس جادو چالاک خواجہ سے بیباک گستاخ اپنی کرسی سے اٹھے خواجہ کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا نانا جان گائیے آج خوشی کا دن ہے سب کی طبیعت مطمئن ہے عمرو نے ذرا تامل کیا مجلس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا فوراً ایڑیان زمین پر رگڑنے لگی خواجہ کو کچھ بن پڑا سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آکر بیٹھے سازندوں کو اشارہ ہو ساز آپس میں ساز کرنے لگے دم سرون کا بھرنے لگے تمام اہل محفل کی نگاہیں طرف خواجہ عمرو کے ہیں صرصر بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہے حیرت جادو شرمائی بیٹھی ہے خواجہ نے جوڑی ذکی نکالی ناگنی تڑپتی ہوئی ہاتھ میں لی دھن پر رکھکر دھمہ پھونکی یہ غزل

عاشقانہ شروع کی غزل

میرے گھر کاہے کو آپ آئیے گا
ایسا جانباز کہان پائیے گا

کس طرح ہجر مین جاتی ہی جان
کہیے کچھ اور بھی فرمائیے گا

چھپ کے غیرونکو بلاتے ہین آپ
ہان بجا سچ ہی ضرور آئیے گا

روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
دو گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائیے گا

بیٹھ موڑے تو رہے گی نہ یہ آنکھ
زلف کو چھیڑ کے خطا پائیے گا

کل بھی منھ پھیر کے فرمائیے گا
خیر غیر سے ہی کو بلوائیے گا

وصل مین کہتے ہین بیٹھے بیٹھے
دیکھنے سیر چلے آئیے گا

دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہی
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا

جیتے جی ہو چکے واحد شاہد
چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا

روح قالب سے یہ کہکے نکلی
ایک کروٹ مین بدل جائیے گا

آج گھر جائیے کل آئیے گا
میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا

آپ سایہ مین لپٹ جائیے گا
سنکے حال شب فرقت ایسے

آپ تو اُٹھ کے چلے جائیے گا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین

کچھ قیامت مین نہ کام آئیے گا
بات رہجائے مریض غم کی

دل کسی اور سے بہلائیے گا
ای خلیل افعی بیجان ہی یہ

سب گانے پر عمرو کے گوش برآواز ہین یاد مین اپنی قیدکی مصیبت کے اسد و مہ جبین کی آنکھون سے اشکون کے دریا بہ رہے ہین صرصر محو حیرت حیرت غرق دریائے عبرت مصور کا یہ نقشہ ہی کہ تصویر بنگیا ہی کوکب بیتاب بیقرار سب سے زیادہ بران ہجر دیدہ آفت فراق کشیدہ اشکبار اپنی وزیرزادی شگوفہ سے کہا مین بے سبب نہین کہ سکتی تو خواجہ سے فرمائش کر کہ اشعار زیب النسا مخفی سابق مین جلد پنجم طلسم ہوش ربا مین دیکھے تھے مگر وہ ترجیع بند پورا تحریر نہین ہی لطف باقی ہی اگر یاد ہو برائے خدا ارشاد فرمایئے جسمین سوگند و قسم ردیف ہی عجب کلام لطیف ہی عمرو اشارے کو بران کے سمجھا جانتا ہی عاشق زار فراق ایرج مین سیتر اہی زبان حال سے یہ ترجیع بند شروع کی ترجیع بند مخفی لایق

ملاحظہ ناظرین والاتمکین

بسرِ عہدِ دوست قسم
بہ نگہائے تحکم سوگند
بہ نگے بر سرِ داغ بنفشان

دیگری نیست ہزار دست قسم
بہ ادا ہائے تبسم سوگند
بوئے گل بر سر باغم بنفشان

بہ سرِ نرگسِ مخمور قسم

بدل عاشق رنجور قسم

به بر و گردن عجب سوگند
کز دل از دست شده بجانم

به سر و سنبل اشہب سوگند
مده ای دوست دگر آزارم

به حنائے کف پائے تو قسم
باز گفتم به ادائے تو قسم

به گل عارض رعنا سوگند
عاشقم عاشقِ گفتار توام

به خم زلف چلیپا سوگند
عاشقِ قامت رفتار توام

بدمِ تیغ سیہ تاب قسم
بصفای دلِ بیتاب قسم

بصفِ خنجر مژگان سوگند
بنده ام بندهٔ دیرینهٔ تو

بدلِ خونِ شہیدان سوگند
بخوِ مہر و غضب و کینۂ تو

بسحِ عارضِ گلفام قسم
به بناگوشِ دل آرام قسم

بسرِ جعدِ معطر سوگند
نیست غیر از مرا اعجازے

بجفاہائے تو دلبر سوگند
تند خو سنگدلے شہبازی

اِن اشعار محبت آثار نے محفل میں سناٹا ڈالدیا سماں بندھا تھا کسی میں طاقت کلام نہ تھی ہر ایک کو عمرو کے کمال کا خیال آنکھوں لئے آنسوؤں کا تار مزاج ناساز صرصر تو آج ذبح ہوگئی ہوا ے محبت عمرو میں ہو مطلق صبا رفتار سے کہتی جاتی ہے صبا رفتار تجکو میرے سر کی قسم یہ آواز کیسی گوش زد ہوئی تھی کمال دیکھ بیشک وحید عصر ہی حیرت بھی کہہ رہی ہے اے صرصر عمرو سرگروہ کاملین ہے اب علم موسیقی میں اسکا مثل نہیں ہے صرصر نے کہا واری عیاری میں بھی عمرو کے کا کب نظیر ہے کیسا خوش تیر ہے آہ المسلمین چپکے چپکے یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ قضاے کار مثل مشہور ہے ع دل را بدل رہی است دین گنبد سپہر حقیر اس مضمون کو گوش زد ناظرین کر چکا ہے کہ چالاک حیرت پر جان دیتا ہے کام کرتے کرتے گھبرایا برق نے پوچھا کیوں مرشدزادے خیر تو ہے کہا بھائی برق کیا کہوں اسوقت کچھ خود بخود اضطراب ہے دل

محبت منزل بیتاب ہو کئی دن کا زمانہ گزرا اپنے معشوق پرچہرہ کو نہین دیکھا بڑا تعجب ہے کہ اتنا بڑا جلسہ
عیش آراستہ ہوا کہ اگر جمشید زندہ ہوتا اس باغ عیش کی گلچینی کرتا خدا کی عنایت ہے ایسی کیفیت ہے اور اندر
کے اکھاڑے کی کیا حقیقت ہے کیا کیا نازنینان خوروش جمع ہین بارگاہ مین اسوقت قیامت برپا ہے قبلہ و
کعبہ نے ایسی نئی بجائی طبیعت بھر آئی مخفی کے اشعار ایسے پڑھے کلیجے پر چھری چلنے لگی یقین ہے کہ عیار بچیان
اس جلسہ مین ضرور آئی ہون یہ بھی خیال ضرور ہے غافل رہنا سراسر قصور ہے برق نے کہا مرشد زادے
بہت بات معقول کہی دیکھ بھال ضرور چاہیے ہے استاد آج رنگ مین ہین فرمادیا ہے سب باتون کا خیال رکھنا
یہ کہکر برق و چالاک دونون کے دونون اندر آئے مصور نے ملکہ حیرت سے کہا ساقی نہچے سب طرف
شراب پلا رہے ہین ادھر نہین آتے دور مین ہم نہین پاتے حیرت نے کہا ابھی مرشد زادے چپکے بیٹھے رہو
حال نہ کھلنے پائے اسکو غنیمت جانو مگر مصور نے چالاک کو دیکھکر اشارہ کیا چالاک قریب آیا مصور نے کہا
مہتر صاحب بی نوربائی کے ساتھ والون کو شراب نہین پہنچی ہم لوگون کی شراب جنم گھٹی ہے چالاک نے
کہا ابھی حاضر کرتا ہون صرصر و صبا رفتار تو عیار بچیان ہین انھون نے چالاک کو دیکھکر منہ پھیر لیے چالاک
نے جو بغور مصور سے آنکھ ملائی بہ نگاہ اول پہچانا کہ یہ تو مصور جادو ہے اب تو بیٹا صورت نگار کو بھی پہچانا
پہلو مین صورت نگار کے بی حیرت سر جھکائے شرمائی ہوئی آنکھ نہین چار کرتین چالاک نے ہاتھ بڑھا
رکھکر کہا جانی ذرا سر تو اٹھاؤ یار دن سے نگاہ ملاؤ شراب تمھارے واسطے لاؤن اپنے ہاتھ سے تمھین
پلاؤن حیرت نے سر اٹھایا گھبرا کے کہا نہین مین شراب نہین پیونگی چالاک سے نگاہ جو چار ہوئی سنان
مژگان دل کے پار ہوئی شرمگین آنکھون نے تو قتل کیا ابرو کی جنبش سے کلیجے پر خنجر چلگیا بخوبی پہچانا
دل سے کہتا ہے یہ ظالم برباد کن صبر و طاقت ہے سامنے آنکھون کے ملکہ حیرت ہے مگر یہ بھی عیار ہے فرزند عمرو
نامدار ہے گھل مل کے باتین کرنے لگا پاس بیٹھنا غنیمت ہو گیا حیرت شرمائی جاتی ہے پیچھے ہٹتی ہے نہین نہین
کیے جاتی ہے چالاک نے ہنستے ہنستے سینہ پر ہاتھ رکھا پستان کا مزا چکھا حیرت نے الٹا ہاتھ اٹھلتے ہو
مہتر قران بھی آئے چالاک نے کہا خلیفہ صاحب ذرا یہان تشریف لائیے آپ نے کبھو یہان یہان
نہین پہنچا مین اس طائفہ کے میان شیخ مینگا صاحب مالک ہین مہتر قران بھی سمجھا کچھ دال مین کالا
ہے یہ جو آکر بیٹھے صبا رفتار پر نگاہ پڑی معشوقہ دلنواز صاحب کرشمہ ناز حیران ہو کر وہین بیٹھ گئے ران پر ہاتھ رکھکر
پوچھا بی تمھارا کیا نام ہے صبا رفتار نے سر جھکا کر کہا مجھے گلعذار کہتے ہین قران نے کہا تصدق انکے نام کے

اگر کسی بیوقوف نے نام رکھا تھا رسے عارض رنگین سے گل کوکب مثال ہی یہ عارض بدر کامل ابرو رشک ہلال ہی نام خدا کیا سراپا ہی صناع ازل نے جسم الوزکو لوز کے سانچے مین ڈھالا ہی صبارفتار نے کہا آپ کی عنایت بیحا یت ہی اتنے مین مہتر برق فرنگی بھی آیا دیکھا ایک نازنین سے میان چالاک گل گل کے باتین کر رہے ہین ایک سے خلیفہ صاحب چپکے چپکے کلام مین مصروف ہین اسنے بیٹھتے ہی شمیمہ لقب کو پہچانا عشوۂ دلفریب کو دیکھکر دل ناشکیب ہوا اٹپ کر بیٹھ گیا کہا صاحب آپ لوگونکو شراب نہین پہونچی بھائی چالاک صاحب دو چار گلابیان اٹھا لائیے آپ سب صاحبون کو پلا دیجئے آپ کے سبب صاحب جہان مین جشن مین سرفراز کیا ہم سب پر احسان ہین صرصر منھ پھیرے ہنسی ہی اسکو یہ گمان ہی کہ صورت ہر ایک کی تبدیل ہی شناخت کی کیا دلیل ہی خوبصورت رنڈیان دیکھین یہ بھی نگوڑے جوان ہین لپٹے جاتے ہین مگر اے صرصر جھانہ کیا دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام اسکا بد ہی یا سامری جمشید وقت مدد ہی یہان چالاک و برق و مہتر قران نے اب بخوبی ایک ایک کو پہچانا آپسمین اشارون مین باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہونین مگر قران نے برق کو اشارہ کیا مین انکی نگہداشت کرونگا جا کر استاد سے اطلاع کر دو دیکھو کیا حکم دیتے ہین برق یہ کہکر اٹھا میان شیخ جینگا صاحب مین آپ کے لیے شراب و کباب لاتا ہون مصور شراب کے لیے بیقرار ہی تھا کہا ہان مہتر صاحب دو چار گلابیان لائیے برق اس حیلے سے اٹھا یہان خواجہ کے گانے پر سامعین کا نیم بسمل کا حال ہی کسی کے ہوش درست نہین ہین اسوقت یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہین اشعار

ہی رخصت جان حال مین بتا نہین سکتا — رہوار بہت تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا
وہ ضعف ہی اے جان کہ کہین جا نہین سکتا — مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہی کنارہ لحد تنگ — آرام کہان پانون تو پھیلا نہین سکتا
قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر ناداں — سنتا ہی مگر یار کو سمجھا نہین سکتا
ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق — لطف چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا
پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ ترے دل کا — ڈھونڈھے اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد — دام رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہیں مرے جسم کے شعلے — پھاہا کوئی تا زخم جگر آ نہیں سکتا
تقصیر شب وصل ہے شکوہ بھی تمھارا — شرم آتی ہے تا نوک زبان آ نہیں سکتا
لاکھوں گرہیں ہیں دل عاشق کی طرح سے — شانہ شکن زلف کو سلجھا نہیں سکتا
رکتے نہیں سیاح عدم اشک کی صورت — جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہیں سکتا
رکھتے نہیں گوش شنوا عاشق جانباز — دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہیں سکتا
مشکل ہے نسیم اب کہ میسر ہوں وہ راتیں — کھوئے ہوئے آرام کو پھر پا نہیں سکتا

برق فرنگی خبر لینے آیا تھا سر پکڑ کے بیٹھ گیا تڑپنے لگا جب خواجہ ٹھہرے تب برق کے ہوش درست ہوئے جھک کر کان میں عرض کیا استاد جلد صلاح بتلائیے مصور و صورت نگار و ملکہ حیرت جادو و ملکہ صرصر و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین چنگل کشا مع دو کنیزوں کے صورتیں بدلکر آپ کے دربار میں آئی ہیں مصور صاحب قوم ساقی بنے ہوئے سبکے سردار ہیں شیخ ہینگا بھڑوے کا نام ہے اس انتظام میں کیا ارشاد ہوتا ہے عمرو گھبرا کر سوچنے لگا بعد دم بھر کے فرمایا اے برق نہیں معلوم انکو کیا منظور تھا خدا نے ابتک محفوظ رکھا مگر اے فرزند تدبیر معقول یہ ہے کہ آپ لوگ عشق و عاشقی کو کام نہ فرمائیے گا اسوقت آپ بہت گھبرائے ہوئے آئے ہیں معشوق کو دیکھا تڑپ گئے ساری عیاری بھولی اب جاکر کیفیت سے شراب پہونچا دو بیہوشی بھی سلیقہ سے ملاؤ بیہوش کر دو میں بھی آتا ہوں برق تو ادھر چلا عمرو قریب ملکہ مہرخ کے آیا کان میں کہا حیرت وغیرہ صورت بدلکر دربار میں آگئیں میں نے برق کو بھیجا ہے سب کو جاکر بیہوش کر دو اگر حیرت آگاہ ہوگئی تو قیامت برپا کرے گی یہ سنکر ملکہ مہرخ کے ہوش اڑ گئے کہا خواجہ اسکا جلد انتظام کرو عمرو پاس سے ملکہ مہرخ کے ہٹے خود بھی اسکی فکر میں چلے مگر ادھر برق فرنگی گلابیاں لیکر چلا تھا اثنائے راہ میں چالاک لاکھا کو بھائی کیا حکم ہوا برق نے کہا استاد نے ارشاد فرمایا ہے کہ خبردار بہک کر جانے نہ پائیں چالاک نے کہا بھائی برق حیرت بھی قید ہو جائیگی یہ تو مجھکو گوارا نہیں ہے میری معشوق کی زبان میں ہوزن دیا جائے میرے کلیجے میں سنان غم کی کھٹکیگی میرا دل چاہتا ہے میں جاکر اسکو آگاہ کر دوں وہ بیچاری نکل جائے برق نے کہا ایسا غضب نہ کرنا چالاک کا رنگ رو متغیر ہوا کہا بھائی بد عشق کرنے کو وہ کافر کیا کم ہیں اس بیچاری کو نہ ستائینگے تو کیا نقصان ہو گا یہ باتیں تھیں کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے دیکھا چالاک و برق تکرار کر رہے ہیں عمرو نے کہا اے برق کیوں

دیر کی برق نے سر جھکایا خواجہ سمجھے کہ چالاک سفارش حیرت کی کرتا ہوگا دو طمانچے چالاک کو مارے کہا
کیوں نالائق عرصہ کرتا ہے عیار بچیاں ساتھ میں ذرا سے اشارے کو سمجھ جائینگی خاص یہ سب فکر میں
اسد کے آئی ہیں وہ شیر سحر سے آگاہ نہیں ابھی چھپ کر ایک گولہ مار دے قیامت ہو جائے اگر ہم سبکو
مار بھی ڈالینگے تو کیا ہوگا نام اسد سنکر چالاک بھی گھبرایا کہا حضور میں دشمن کا پاس نہ کرونگا ابھی جا کر
سب کی گردن لیتا ہوں عمرو الگ ہوا برق و چالاک گلابیاں لیکر آئے میاں مصور واسطے
شراب کے تیلے ہوئے تھے گلابیاں دیکھکر ہاتھ بڑھایا کہا بہتر صاحب لائیے چالاک نے برق کو گلابیاں
دے کر ہٹ گئے گوشہ بارگاہ میں آکر ٹھہرے مصور نے سب سے پہلے شراب اپنی جورو کو پلائی صرصر نے
کہا مرشد زادے سحر بہت قریب ہے شراب موقوف رکھیے عیار گوڑے دیکھے گئے ہیں ایسا نہ ہو کوئی فتور
برپا ہو مصور نے کہا اس ہنگامہ میں کون کسی کو پہچانتا ہے عیار رنڈیاں خوبصورت دیکھکر بیٹھ گئے تھے
صرصر نے بھی مصور کے کہنے سے دھوکا کھایا جب ایک ایک جام سب پی چکے صرصر نے کہا بڑا ہی
غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ شراب میں بیہوشی تھی یہ کہکے قصد کیا کہ اٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے
گری چشم زدن میں مصور حیرت وغیرہ سب بیہوش ہوئے سحر فراموش ہوئے گوشے سے عیار نکلے چالاک
تو قریب حیرت کے آیا زبان میں سوزن دینے کے حیلے سے پیار کرنے لگا برق اپنی معشوقہ سے لپٹا
خواجہ نے سامنے آکر دو دو کوڑے سب کو مارے مصور و صورت نگار و حیرت وغیرہ کی زبان میں سوزن
دیا عیار بچوں کو کمند سے باندھا تو بڑا ہوا ملکہ مہرخ و بہار و کوکب وغیرہ خفا ہوگئے کہا خواجہ خیر تو
ہے کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا کہ خدا نے اپنا بڑا فضل کیا مصور و صورت نگار و حیرت سب مل کر
فکر میں اسد غازی کی آئے تھے برق وغیرہ نے بچاکر گرفتار کر لیا اسد غازی نے کہا نانا کسے گرفتار
کرنے کی سند نہیں ہے ان سب کو رہا کر دیجئے خواجہ عمرو ہنسے کوکب سے کہا انکی دردمندی سماعت فرمائیے
یہ جرأت و شوکت کے پابند ہیں کوکب نے کہا ہے ہزار ہیشہ کہا صاحبقران والی ننگ بجز خوش بیانی یہ مقدمہ
سحر میں سب سکا مفقود اگر عیاروں کا قدم درمیان میں ہوتا اب تک یہ لشکر مقابلہ میں افراسیاب کے
رہ سکتا تھا خواجہ عمرو نے کیا کیا کارنمایاں کیے آپ تو عرصہ دراز کے بعد چھوٹے ہو جو ہنگامہ ہوئے ہیں وقائع
نگاروں نے لکھے ہیں کبھی بوقت مہلت ملاحظہ فرمائیے گا تب خواجہ عمرو کی قدر ہوگی اسد نے کہا سچ ہے
پیرومرشد میری ترقی لیاقت کے باعث ہیں کل لشکر اسلام انکی رائے کا پابند ہوا ہے شوکت انکا آسمان سے

بلند ہی مگر جو کو شاق ہوا کہ عیاری سے گرفتار کیا عمرو نے کہا اپنے مقام پر بیٹھے رہیے آپ ہمارے قدم
مین دخل نہ دیجیے یہ طلسم ہوش ربا ہی ہر ایک مقدمہ یہانکا ہوش ربا ہی تیوا اندر باہر ہنگامہ ہوا کہ نہ وجہ
افراسیاب گرفتار ہوئی جلسہ درہم برہم تمام سردار باہر سے اندر آئے ایک سے ایک پوچھتا ہی کیونکر گرفتا
کیا یکایک سب نے دیکھا کہ مصور کی شکلین تبدیل ہوئی زبان مین سوزن پہلو مین بی صورت نگار
عیار بیچان رسن مین آفتاب اقبال حیرت گہن مین یہ بھی سر جھکائے ہوئے تیوری پر بل غصہ سے
کانپتی ہوئی مصور چونکا گھبرا کے ہر طرف دیکھتا ہی بیہوشی جو دی گئی تھی اُسکے نشکی تاثیر باقی ہی کسی قدر
ہوشیار ہوئے مگر خیال شراب و ساقی ہی لاؤ لاؤ کیے جاتے ہین زبان مین سوزن ہونے سے گھبراتے ہین بی
صورت نگار کیطرف متوجہ ہوکے فرماتے ہین کیون صاحب مین نے کیا خطا کی جو مجھے ہتکڑیان بیڑیان
پہنائی ہین مین تو تمکو کسی بات کو نہین روکتا صبح سے پہر رات گئے تک جہان جا ہو جاؤ رات کو میرے پاس
چلی آؤ بی بی تمھارے بغیر مجکو نیند نہین آتی کسی مقام پر ہاتھ رکھکر سو رہتا ہون کبھی کوئی لفظ خلاف تمکو
نہین کہتا ہون ان باتون پر مصور کی سب ہنسے مگر بہار نے حیرت ایسی گلعذار کو جو مقید دیکھا بیقرار
ہوکر اُٹھی کہا ہوا برائے خدا طلسم کشا کی اطاعت کرو تاج و تخت لو اب تو اقبالمندی طلسم کشا کی تمپر
ظاہر ہوئی ظہور قدرت پروردگار دیکھا باغبان قضا و قدر نے کیا کیا گل کھلائے باغیونکو خار دیے آج
باغ اسلام پر بہار ہی خزان کے دن گئے ہر دشمن مثل لالہ دل داغدار ہی تمھاری کیا شامت تھی کسی بکر
آئین یہ صلاح کسنے بتائین مصور تو بیغیرت ہی تمھارے حال پر حیرت ہی میرا دل ٹکڑے ہوتا ہی کوئی یون
آبرو کھوتا ہی تقدیر بگڑتی ہی تو کچھ زور نہین چلتا ہی ہر وقت آسمان رنگ بدلتا ہی ای ملکۂ عالم **نظم**

گزندے صاحب جوہر کو متفرعزت	جو عطرفرد ہی بالغرض کو کیا بے قسمت
کماضیِ چرخ جو تو ہی تو یہ کیا گر تیر سے	مثل دہقان فلک رکھتے ہون طالع کہت
دورِ گردون نہ موافق ہو تو ہو اور خفیف	جبر اثقال مین تو جتنی اٹھائے محنت
آگے برگشتگیِ بخت کے چلنے کی نہین	نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت
گو فصاحت مین تو سحبان ہی ودے بے تقدیر	حرفِ مطلب پہ زبان کو ہو تری سکنت
گو ریاضی مین ہین صنائع اگر بخت ہین بد	نقش باطل ہی تری شکل وہ صد مین صنعت

ملکہ بہار نے اِس فصاحت و بلاغت سے حیرت کو سمجھایا گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے ہر کلام

سلاسل موتیون کی لڑی معلوم ہوتا تھا عندلیب خوش نوا گلشن بیان مین نغمہ سنج ہے مگر حیرت جادو نے
بنگاہ قہر و غضب طرف بہار کے دیکھا لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا بس زیادہ اپنا عظم و شان نہ دکھا
مجھکو بیہودہ نہ سمجھا قدرت سامری کی مین تمھاری اطاعت کرون دشمنون سے محبت کرون اب تو میان
حضور کو بھی غصہ آیا ہوش درست ہوے بگڑ کر اُٹھے منم نبیرہ سامری ابھی نانا دادا سے فریاد کرونگا
آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا اپنے بھائی خداوند داؤد سے کہکر سب مسلمانون کو سنگ سیاہ
کرا دونگا بدولت کے غصہ سے ڈرو بیہودہ کلام نہ کرو بس بہتری اسی مین ہے کہ زبان سے سوزن نکال لو
ہمین اپنی بارگاہ مین جانے دو عمرو نے کہا میان شیخ بینگا شیخی نہ بگھارو آمادہ مرگ وہیاے قضا
ہوا بے حیا جورو کو ملکہ بنایا آپ قرم ساق بنکے آیا غیرت نہ آئی اب نانا دادا کو بلاؤ آج کچھ کرامت دکھاؤ
ہم بھی دیکھین کیسے نبیرہ سامری ہو یہ کہکر عمرو نے آواز دی بس بہادرو تم دخل نہ دو یہان جلاد کو بلاؤ
فوراً جلاد حاضر ہوے پردہ بارگاہ کا اُٹھایا قصد ہوا ان سب کو قتل کرین ملکہ بہار زار زار روتی ہے
عمرو کا غصہ دیکھکر بول نہین سکتی ملکہ مہ جبین کو بھی انتشار اسد نامدار کو انکا قتل ہونا ناگوار حکم سے خواجہ
کے جلادون نے چاہا انکے ہاتھ پکڑ کر کھینچین گردن پر کوئلے کے خط دین یکایک زمین تھرائی صداے
مہیب آئی قریب تھا کہ گوش گردون کر ہو تمام عالم زیر و زبر ہو زمین شق ہوئی افراسیاب غصہ مین
بھرا ہوا زمین سے نکلا نکلتے نکلتے چند سنگریزے اُٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے حیرت کی کمر مین پنجہ
دیا سب کو سحر کر کے اٹھا لیا نعرہ کیا بادشاہ مسلمانان تم سبھون کی قضا قریب ہے یہ سرکشی بدولت سے
لشکر کشی طلسم کشا کے رہا ہونے پر گھمنڈ نہ کرنا وہ بلا مین نازل کرونگا کہ خود اپنے گلے کا ہار سمجھوگے
میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤگے یہ کہتا ہوا اتنا جلد افراسیاب نکل گیا کہ کوئی زبان نہ ہلا سکا عرصہ دراز
تک اندھیرا رہا خود کوکب نے سحر دفع کیا جب روشنی ہوئی دیکھا کہ افراسیاب جا چکا دور سے نعرے کی
صدا آتی ہے کوکب نے چاہا پیچھا کرون عمرو نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہنشاہ جانے دو اپنی زوجہ کو لے گیا
ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ اب اور صلاح مین کرتا ہون یہ خوب ثابت ہے کہ افراسیاب
قتل نہین ہو سکتا بس این کدورت سے کیا فائدہ کہنے سے خواجہ کے کوکب رک گیا افراسیاب تو
جا ہی چکا تھا یہان کوکب وغیرہ سب رکے دربار مین بیٹھے جلسہ تو درہم برہم ہو گیا مگر افراسیاب حیرت
وغیرہ کو لیے ہوے باغ سیب مین پہونچا سب کو ہوشیار کیا تیج ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے افراسیاب نے

کہا مرشدزادے واہ کیا آپ نے کمال کیا اگر مین وقت پر نہ پہونچتا ساربان زادہ سب کو قتل کرتا
ہے نہ اسواسطے بھیجا تھا کہ مقابلہ مین فروکش ہو مسلمان مطمئن ہوجائین نہ کہ اس صورت سے دربار مسلمانان
مین جانا عیاران اسلام سے آپ کی آگاہی تھی اُڑتی ہوئی چڑیا کو وہ لوگ پہچانتے ہین دل کا حال
جانتے ہین سب سے زیادہ صرصر پر غصہ کیا صرصر نے کہا حضور مین تابعدار حکم سے سرتابی کر سکتی تھی فرمانے
سے مرشدزادے کے مجبور ہوگئی مین نے تو عرض کیا تھا کہ مسلمان خلق مین بے نظیر ہین خود صاحب توقیر
ہین ظاہر مین سوار ہوکر ہوادار پر چلیے مسلمان باعزاز واکرام لیجاینگے مقام صدر پر بٹھلاینگے ان سب کا
قول ہے روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی افراسیاب نے کہا نہ وہ درست تھا نہ یہ مناسب اب تم جاکر
مقابلہ مین اُترو مین وہ فکر کرتا ہون کہ ایک زندہ نہ بچے یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو سمجھا کر طرف لشکر
کے روانہ کیا آپ کتاب سامری لیکر مطالعہ کو چلا نے افراسیاب کے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج
عیاری اب زمانہ عیش و سرور کا نہین ہے فکر لوح واجب ولازم ہے یہ سنکے خواجہ کے کانین کہا ہم تو رخصت
ہوتے ہین مگر اس مقدمہ کو باغبان و مخمور سے رجوع کیجیے یہ کہکر کوکب و ملکہ بہاران وغیرہ سرداران
طلسم نورافشان بصد شوکت و شان طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوے افراسیاب باغ مین بیٹھے
بیٹھے گھبرایا سوچا کہ معلم لوح تک کون جاسکتا ہے کسکی مجال ہے یہ مابدولت ہی کا کمال ہے کہ ایسے
مقام پر لوح کو رکھا ہے کہ طائر وہم وخیال بھی نہین جاسکتا ایسے ویسے مہمات سوچ کر چونکہ عیش پسند
ہے تخت پر سوار ہوکر طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہوا یہان عمرو نے بعد برخاست جلسہ انجمن مشاورت
کو منعقد کیا شمع راے کو روشن کرکے مصروف صلاح ہوے گلہاے کلام روبروے باغبان
پیشکش کیے فرمایا اے باغبان عالیشان خدا نے تمھارے پھول کو کانٹون سے نکالا اب کیا دیر ہے
لوح کی فکر بتاؤ باغبان نے چند باتین مخفی کانون مین خواجہ عمرو کے کہین خواجہ عمرو نے اسد غازی کو
شراب پلاکر بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق اس جلسہ مین حاضر ہے خواجہ نے ایک خرما جیب سے نکالکر
کہا بیٹا برق یہ رطب تازہ خانہ کعبہ سے ہم لائے تھے تو بھی تھارا حصہ ہے برق ہاتھ جوڑنے لگا کہا استاد
مفصل فرمایئے کیا منظور ہے آخر غلام کا کیا قصور ہے عمرو نے کہا قصور کیسا ہم کوئی چیز تمھارے بغیر کھاتے
ہین بیٹے نور نظر کھالے تو بڑھاپا بھی چکھے برق کہتا ہے کہ اے استاد خدا کیواسطے صاف بتایئے عمرو نے
زبردستی منھ مین ٹھونس دیا یہ کہکے کہ تبرک کی چیز ضرور کھلاؤنگا حلق سے اُترتے ہی برق نے کہا استاد مجھے

رو گئے میری جان گئی ہائے مجھے بیہوشی کھلا دی عمرو نے سر کے نیچے ہاتھ دیا برق بیہوش ہوا
برق کو عمرو نے اٹھا کے تذر زنبیل کیا بعد اسکے ضرغام کو بلایا کان سے عطر کی روئی نکالی
کہا دیکھو بیٹا عطر کیسے آیا ہی کتنے تولہ کا ہی اترا نا ہمین صاف صاف بتانا ضرغام نے حیران ہو کر جھکا کر
کہا کیون قبلہ و کعبہ کیا کسی طرح کی سزا دیجیے گا بیہوش کیجیے گا میرے پاس خود بیہوشی حاضر ہی سنکھیا
بھی موجود ہی جو حکم ہو کھا لون جان قدم اقدس پر نثار کرون عمرو نے زور سے اسکا کان پکڑا کہا کیون
بے جوانانہ مرگ ہم تجھے زہر سنکھیا کھلائینگے اسی دن کے لیے پالا تھا ہمین زکام ہو گیا دماغ بند ہی ہم سونگھتے
کہ یہ نوجوان ہی قیمت بوجہ احسن بتائینگے تمھارے لیے سنکھیا زہر بگیا ان نالائقون کی حرکتون سے کلیجہ
چھن گیا یہ کہکر روئی بخوبی دماغ سے ضرغام کے لگا دی ضرغام چھینک مار کر بیہوش ہوا عمرو نے اٹھا کر
اسکو بھی تذر زنبیل کیا باغبان نے کہا ہمتو آگے بڑھتے ہین آپ مخمور کے ہمراہ تشریف لائیے انشاء اللہ
وقت پر ہم بھی ملجائینگے مقام ضرورت پر آپ کو پہونچائینگے یہ کہکر باغبان قدرت و ملکہ بہار جادو و
رعد و برق و برق لامع خواجہ کے سامنے ایک جانب روانہ ہوے بعد انکے خواجہ عمرو و ملکہ
مخمور ملکہ مہرخ سے رخصت ہونے لگے تمام سردار بیقرار ہو کر رونے لگے مہرخ نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی
کہ اے شہنشاہ اوج عیاری شعر بسفر رفتنت مبارک باد + بسلامت روی و باز آئی + اس سفر سے
پروردگارا ہمارے مالک و حاکم کو خیریت سے لانا جمال جہان آرائے طلسم کشا بخوشی و خرمی دکھانا
کل سرداریون بلک کر روئے جیسے نوجوانون کے جنازے پر شور گریہ و زاری بلند ہوتا ہی عمرو نے
ایک ایک کو چھاتی سے لگایا کہا ملکہ حقیقت مین یہ سفر آخرت ہی شریک حال اسکی عنایت ہی مین
نہین واقف کہ یہ کمبخت جادوگر مجھکو کہان لیے جاتے ہین خدا ان ساحرون کی بدعت سے بچائے ہم
تم سبھون سے ملائے یہ فرما کر چالاک کو قریب بلایا گلے سے لگایا فرمایا کہ اے نور نظر حفاظت لشکر کا خیال
رکھنا جامع المتفرقین پھر تمکو ہمسے ملائے چالاک نے عرض کی حضور کا اقبال شریک ہوگا عالم جانبازی
اور سر فروشی کو حاضر ہی مگر کیا مجال مثل حضور کے حفاظت کر سکون جان لڑا دونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر قران
نامدار درہ کوہ سے نکل آئے دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گئے کہا استاد غلام کو بھی ہمراہ لیجیے خیرخواہ کو تباہ
نہ کیجیے عمرو نے کہا اے جان بخش من میرے ساتھ چلنے سے یہان رہنا بہتر ہی ایسے مقام پر سارا لشکر ہی خدانخواستہ
اگر لشکر پڑاؤ سے ہٹ جائے تباہی آئے پڑاؤ چھوٹنا نشان شکست ہی مقدم یہی بندوبست ہی قران نے

عرض کی آپ بڑا ہمارے سر پر بار رکھتے ہین خدا اسکا انجام بخیر کرے خواجہ نے سب کو گریان و نالان چھوڑ کر
ملکہ مخمور کو ساتھ لیا مگر چالاک سے اتنا پھر کہدیا ای نور نظر ہمارا جانا ثابت نہو تمہاری صورت بناکر وزدیکیا
نیاز چیون سے اپنے کو بچانا اور ای قران باغبان و رعد و برق و برق لامع و بہار مخمور یہ چند
سردار لشکر سے نکلے ہین انکی صورت کبھی سردار بنانا فراموش نہ کرنا یہ نہ ثابت ہو کہ یہ لوگ لشکر سے نکلگئے
ہین بخوبی سب کو سمجھا بجھا کر قسطورہ زرافتی و چیتا وہ سفرلاقی و گوہین عیاری بعمہ طراری آراستہ کرکے مخمور
سے کہا بسم اللہ مخمور نے کہا مین پنجہ مین آپ کو دباکون پر پرواز پیدا کرکے لیچلون عمرو نے کہا آپ چلیے
مین آپ سکے ساتھ ہون جہان تلاش فرمائیے گا اُس جگہ پر غلام کو اپنے سایہ مین پائیے گا مخمور نے
پر پرواز پیدا کیے اُڑ کر چلی خواجہ نیچے ٹیک کر زنبل برق جہندہ سایہ مخمور مین طرف صحرا کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان شوکت بیان بہار آگین فصاحت آئین جانا خواجہ عمرو کا برائے تلاش طلسمی برہبری مخمور و باغبان وغیرہ راہ مین ملنا مرحلہ غافل و ہوشیار کا جرات خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اور پھر پہونچنا باغ باغبان قدرت مین ملاحظہ نیرنگ سحر باغبان قدرت وہان سے پہونچنا بمقام گنبد بے نور مین اور رسائی خواجہ عمرو کی تا بہ باغ سیماب جادو و داستان دیگر متعلقہ مقامات ساقی نامہ

کھولیو ساقی منھ کو سبو کے
پیتے ہین کب سے گھونٹ لہو کے
جام شراب احمر بھر دے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے
غفلت بیجا رشک پری کیون
حال سے میرے بیخبری کیون
ہوش مین آ نشہ ہی جسکو
ایسا کہان کا نشہ ہی جسکو
محو تعطل کب تک رہنا
سست تغافل کب تک رہنا
ربط لب و پیمانہ کہان تک
ہائو ہو مستانہ کہان تک
جب تو سن آواز کسی کی
آہ فلک انداز کسی کی
شور فگن ہی بانگ تظلم
صبر شکن ہی بانگ تظلم
غور سے سن فریاد ستم کش
جلد کہین دے داد ستم کش
مست شراب غم کی خبر لے
سینہ کباب غم کی خبر لے
جان شکنی پیوند گسل ہے
جوشش خمار نشہ دل ہے
ہائے وبال جان ہی مینا
جنبش دم سے ریزۂ مینا
بادہ سرشک اور چشم ہی پیالہ
ہائے وہ مستانہ ہو نالہ
نشۂ غم مین حال دگر ہی
بادۂ الفت زہر اثر ہے
یعنی تہی اب آن بنی ہے
دل شکنی بھی جان شکنی ہے

تڑپتے ہی سینہ بات کیسے ‏ درد اُٹھے ہی سانس لیسے ‏ ضعف سے کیونکر حال بیان ہو
لب جو کھلے تو بند زبان ہو ‏ چشم لشانی کوہ کنی ہی ‏ جنبش مژگان تیشہ زنی ہی
فرش زمین ہی چشم پُر تر ‏ یہ بھی گرگ نقش قدم ہی ‏ باد صبا سے حال دگرگون
گردش بالین گردش گردون ‏ جوش طپیدن حوصلہ فرسا ‏ دل کی طپش سے زلزلہ برپا
حیرت و حسرت نالہ و زاری ‏ مضطر با نہ باتین ساری ‏ گریۂ خونی غیرت جیحون
منبع قلزم دیدۂ پُرخون ‏ بسکہ سرشک خون سے بھرا ہی ‏ خون دیدۂ و دامن صحن حنا ہی
دل کی قلق سے دشت نوردی ‏ نقش قدم ہی صحرا گردی ‏ سیاحان منازل رنج و مصیبت

و دشت نوردان خارستان صعوبت جستجو کنندگان مقام حسرت انجام لوح طلسمات و طالبان مطالب کالاے دکان مصیبت آیات راہ پُرخطر ممالک صعوبت مین یون گام فرساہین شعر سخن سازیکہ معنی ساز کردہ بہ سخن را این چنین آغاز کردہ ماہ آسمان اوج عیاری و آفتاب عالمتاب فلک خنجر گذاری صاحب عقل و شعور ملکہ مخمور کے ہمراہ براے جستجوے مقام لوح طلسمی روانہ ہوے فراق خواجہ مین اہالیان لشکر ملکہ مہرخ تیر دلدوز الم کا نشانہ ہوے مگر ملکہ مخمور اڑی ہوئی جاتی ہی جب جھک کر دیکھتی ہی خواجہ عمرو کو اپنے سائے مین پاتی ہی جی مین کہتی ہی اے مخمور خواجہ عمرو بڑے طرار ہین گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین کہین صحراے خارستان و کوہستان خوفناک نہ انسان نہ حیوان مثل کف دست میدان دھوپ سے پتھر چٹک رہے ہین نخل ہواے گرم سے جلے ہوے نہ شاخ نہ پتا بالکل بے دست و پا ٹنڈ منڈ سے گرد کے پیچ و تاب کھاتے شکل دیو مہیب راحت سے دور مصیبت سے قریب دشت کا سناٹا چہار جانب ویرانہ بستی کا نام کہان مقام سکونت غولان کبھی عنایت باغبان قضا و قدر صحراے سبزہ زار ملا براے چند ساعت غنچۂ آرزو کھلا ایسا مقام فرح افزا گل گیا تو غنیمت ہوا ملکہ مخمور ہوا سے اُتر آئی ایک نخل کے سائے مین دونون مل کر بیٹھے ملکہ مخمور نے کہا خواجہ چار پہر رہروی کرتے گذرے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کھجورین شیرینی توشہ دان کر دی تھی آپ نوش فرمائیے ہمین بھی عنایت کیجیے پھر راہ رو منزل مقصود ہون خواجہ ابھی مقام دو سہ منزل کرنا سراسر قصور ہی عمرو نے کہا ملکہ تم ایسی جلدی چلین تھیلہ چھوڑ رون کا گر گیا یہان جنگل ہین

کھانا پینا کہان مگر وہ سامنے گانون معلوم ہوتا ہی لاؤ تمھارا کڑا بیچ لاؤن کچھ خرید ین تم بھی کھاؤ ہم بھی
کھائین ملکہ مخمور نے ناچار ایک فرد کڑے کی اُتار کر دی خواجہ عمرو نے لیلی گانون مین جاکر
فرد تو زنبیل مین رکھ لی رنگ روغن عیاری کا لگا کر مرچڑے کی شکل بنے گانون مین آئے دو تین
زخم اوچھے اوچھے سر پر لگائے خون بہتا ہوا پیسا دوکان تحصیل لیا دو پیسے کی جوار بھنا لی
صورت اصلی ہو کر پاس مخمور کے آئے سامنے وہ جوار ملکہ مخمور کے رکھدی کہا لو بی بی
کھاؤ رزاق مطلق کا شکر کرو اس صحرا مین یہ نعمت ملی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ کڑا کیا کیا
کہا بھڑ بھوبجے کو دیدیا اُسنے یہ جوار تو دی وزن مین ڈیڑھ سیر ہی ملکہ مخمور نے گھبرا کر کہا خواجہ
تین ہزار روپیہ کی یہ جوڑی بنوائی تھی اُس موے نے کڑا لیکر صرف جوار ہی دی خواجہ عمرو
نے کہا یہان گانون مین کون پوچھتا بھڑ بھونجا بڑا مرد آدمی تھا خانہ کعبہ کا رہنے والا ہی خوب
بزرگون کے نام بتائے تب اُسنے کڑا لیا ورنہ چور چور کرکے مجھکو لوگون نے پکڑ لیا تھا اُس بیچارے
نے قید سے چھڑایا کوتوال کو رشوت دی مین نے تمسک لکھدیا خیر ادا کرینگے اب اسکا ذکر نہ کرو
کھاؤ پیو چلو مخمور چپ ہو گئی جوار کھا کے شکر کیا پھر روانہ ہوے اسی طرح قطع منازل و طی مراحل
کرتے ہوے دم بھر کاہل کا بھرتے ہوے ایک مقام پر آکر مخمور سرخ چشم اُتری ہاتھ خواجہ کا
تھام لیا سر اُٹھا کر دیکھا ایک دیوار آہن نہایت بلند و مرتفع کھچی ہوئی ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے
کہا خواجہ سلامت اس دیوار کے اُس پار باغ غافل و ہوشیار ہی عجب مقام جانگزا مصیبت خیز
عبرت افزا ہی مین سحر کرکے دیوار مین در بناتی ہون آپ کو جست کرکے داخل ہونا چاہیے پہلے
ملاحظہ کر لیجیے مین بھی پہونچونگی عمرو نے کہا بسم اللہ در بناؤ صورت باغ حسرت دیاس دکھاؤ ملکہ
مخمور نے گنتھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا خواجہ عمرو کمر چست باندھکر کھڑے ہوے اس امید
پر کہ یہ جب دیوار مین در بنائیگی مین فوراً جست کرونگا اپنے کو اُس طرف پہونچاؤنگا ملکہ مخمور
سرخ چشم نے اسم سحر کا پڑھا دانہ یاقوت احمر بصد کروفر دیوار پہ مارا اگر لگا ہوا در اتنا بڑا بنا کہ
ایک آدمی دیوار آہن کے اُس پار بہ سختی داخل ہو سکتا ہی در بنتے ہی عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا
عجب مقام قیامت ہیبت انگیز نظر آیا تیر الم دل پر لگے سینے پر نیزے مصیبت کے پڑے
شمشیر جفا نے زخمی کیا خنجر ہلال گلے پر پھرا باغ کا یہ نقشہ ہی بجاے گل و ریحان شمشیر و سنان

مثل درختوں کے دہقان بدبخت نے بوئے ہین اُسکی سیر نے ہوش کھوئے ہین اصل بیان یہ ہی ایک چمن مین پیکان تیر ایک چمن مین سنان ہائے نیزہ ایک جانب تلوارین قبضے اُنکے نابود نیامے مثل برق چمک رہے ہین سارا باغ اسی عجائب و غرائب سے مملو ہی چند نخل بھی جا بجا مگر کہتر اُنپر ہزار در ہزار جانور عوض زمزمہ سرائی کے صدائے ہیہات وافسوس بلند کرتے ہین جیسے ہی در تیار ہوا عمرو نے بہ نگاہ حسرت دیکھا طائر مثل انسان کے غل مچانے لگے ای ساکنان باغ عبرت ہوشیار ہو جاؤ ملکہ مخمور سرخ چشم نے ساربان زادے عیار کو قریب دیوار آہن پہونچا یا سحر سے دیوار مین در بنایا عمرو یہ قیامت دیکھکر رک گیا جست نہ کر سکا چشم زدن مین وہ در بند ہو گیا ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ کیا غضب کیا آپ نے اپنے کو اس پار نہ پہونچایا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای مخمور اشیائے سلاح جنگ سے باغ مین تل رکھنے کی جگہ نہین اگر مین جست کرتا نیزہ و تیر ودم شمشیر پر گرتا کیونکر جانبر ہوتا عمداً جان کھوتا ای مخمور سرخ چشم آج مجکو ثابت ہوا تو نے دام مکر مجھ ایسے زیرک کے واسطے پھیلایا پردے مین دوستی کے دشمنی کرتی ہی کیونکر ایسے مقام پر جاؤن اگر سنان نیزہ پر گرا تمام جسم غربال ہوگا اگر تلوارون پر گرا انصاف سے بتا میرا کیا حال ہوگا کون جان بچنے کی صورت ہی تو بیشک دل سے طرفدار افراسیاب ہی مگر مین بھی لاجواب ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ عمرو قسم ہی سر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی باغ سیماب کے جانیکا یہی راستہ ہی اور بڑے بڑے مقام خوفناک ملینگے خدا آپ کی جان بچائے تا بہ مقام لوح پہونچائے میری جان حاضر ہی نثار کردن مگر اس مقام پر بالکل ناچار ہون اتنا جلہ اور عرض کرتی ہون کہ ایک مرتبہ مین نے دروازہ پیدا کیا سد باب ہوا بس ایک مرتبہ اور در بنانے کی مجاز ہون اس مقام کی صاحب راز ہون دوبارہ دروازہ بنکر جو بند ہوگا اگر تمام عالم کے ساحر آکے سحر کرینگے دیوار مین در نہ بنے گا راہ مقام لوح سے ناامید ہے گا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا آنسو آنکھون سے جاری ہوے ملکہ مخمور سرخ چشم بھی بلک کر رو دی زبان پہ یہ اشعار حسرت و یاس کے جاری ہوے اشعار

دادخواہون کے شور سے دیکھو	چونک پڑتا ہی فتنۂ محشر	آئے تھے بھی اس زمانے مین
تیغ کے سے نکالے ہین جوہر	آتش لعل سینۂ حباب لسونہ	آب نیسان ہی ایک بدگوہر
	کوئی اس دور مین جیے کیونکر	ملک الموت ہی ہر ایک بشر

جسکو دیکھو سو مایۂ بیداد
آدمی سے پری کو آئے حذر
نہ امیرون کو پاس بندی عدل
جو کرے قتل خورد سالہ پسر
ہین گدا پُر عزور شیر دیا
اک بہانہ ہی بہر قطع شجر

کیا ہوا گر نہین ہی سیمین بر
ہی پئے اشتیاق ویرانی
نہ رعایا مطیع فرمانبر
کمترین خانہ زاد طعنہ زن
بیگنہ جو کیا ہی خون پدر

ذکر انسان سے دیو مجنون ہو
شاہ فرہاد بے ستون کشور
اُسکو سُور ستم زمان کا خطاب
طرز حرف ملامت مادر
چمن آرا کو رسم پیرایش

ان اشعار عبرت آثار پر ملکہ مخمور سرخ چشم بھی بیتاب ہوگی صورت شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی آنکھون مین پھر گئی خیال ہوا ای مخموریان مقامات ہولناک سے زندہ پلٹنا دشوار ہی خیر جو مرضی پروردگار ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار فراق مین صاحبقران زمان کے خوب رو یا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم امید نہین کہ پھر زندگی مین آقاے نامدار سے قدمبوس ہون ای ملکہ مخمور جب یہ خاہر ہوا کہ سواے اس راستے کے اور کوئی راہ نہین بسم اللہ آپ در بنائیے مین اپنے کو دم شمشیر پر گراتا ہون شاید حیات مستعار باقی ہی پہنچینگے ورنہ ملک عدم مین ملینگے ملکہ مخمور سرخ چشم دانہ لیکر آمادہ ہوئی کہا خواجہ برائے خدا اب نہ رُکنا ورنہ سر تیغ تنگ سے جان دینا ہوگا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے کہا ضرور جاؤنگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے بانداے عیاری ذات پر آراستہ کیے گلیم عیاری کاندھے پر ڈالی حلقہاے کمند آصفاے باصفا باز بپیچی مشت خاک اُٹھا کر گریبان مین ڈالی لباس کو کفن تصور کیا آمادۂ مرگ دعاے قضا ہوا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم ذی شعور بسم اللہ اب دیر نہ کیجیے ملکہ مخمور نے ایکی مرتبہ دانہ کلان نکالا عرصۂ دراز تک سحر پڑھا جھپٹ کے دانہ مارا جیسے در تیار ہوا طائرون نے غل مچایا الہیار و پھر مخمور سرخ چشم نے سحر کرکے دیوار آہن مین در بنایا ہی عمرو آتا ہی دوڑو ظالم کو روکو یہ کہکر طائرون نے ندا دی کہ او عمرو اس باغ مین نہ آنا مقام عبرت ہی اس آغاز کا بد انجام ہی یہان کے حاکمون کا غافل وہ ہوشیار نام ہی اس مقام سے کسی کو راحت نہ ملی بادشاہ طلسم ہوش ربا ان مقامات پر نہین آتا خبردار اپنی جان نکھونا آبرو دے ہاتھ نہ دھو یہان کا ہر گل خار ہی ہر شاخ اصل مین کھنچی ہوئی تلوار ہی مفت مین کیون جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی ہر چند طائر چیخے پیٹے صداے حیرت خیز سے اُنکے تو ہوش اُڑے مگر کلیجے پر

پھر رکھا اور کہا ای کریم کارساز ای حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی تو بچانے والا ہی دل کو رجوع کر کے جست کی اس خیال سے کہ کسی شاخ نخل پر پاؤن جماؤنگا ملکہ مخمور نے بھی دیکھا خواجہ عمرو در سے نکلکر انتہا کا بلند ہوا جو نخل اصلی تھا اس تک تو نہ پہنچا جس چمن مین تلوارین بوئی ہوئی ہین دنبالے مثل برق کے چمکتے ہین وہ چمن انتہا کا وسیع تھا اُسی چمن پر لوٹتا ہوا گرا پانچ قدم کی بلندی باقی ہی قریب ہی کہ تلوارون پر گرے جسم پرزے پرزے ہوجاے خواجہ عمرو نے تہ دل سے دعا کی ای سامع الدعوات ای کریم کارساز ای بے نیاز حفاظت کر بچالے اس آفت ناگہانی سے نجات دے افسوس ایسے مقام پر جان گئی لاش کون اُٹھائے گا اس مقام پُر آفت مین کون کام آئے گا دفن وکفن بھی نہ ملے گا ای خالق کونین رب المشرقین و المغربین میں تیری ہی مدد کا خواستگار ہون نظم

چو عاجز رہانندہ دائم ترا　　تو گوئی بہر کس کہ در رنج و تاب　　دعائے کنندمن کنم مستجاب
بدرگاہ تو روسیاہ آمدیم　　درین عاجزی چون نخوانم ترا　　عقوبت مکن عذر خواہ آمدیم
　　سپردم بتو مایۂ خویش را　　تو دانی حساب کم و بیش را

خواجہ عمرو نے جو اس طرح پلک کر غوطہ کیا زمین کا طبقہ پھٹا بصد صولت و شوکت باغبان قدرت پیدا ہوا نعرہ کیا ای خواجہ عمرو نہ گھبرا نا غلام آپہنچا نکلتے نکلتے خواجہ کو اپنے ہاتھ پر روکا طائرون نے غل مچایا ارے یارو باغبان قدرت آپہنچا باغبان قدرت خواجہ عمرو کو لیے ہوے جست کر کے چمن سے تلوارون کے نکلا خالی زمین پر آکے قائم ہوا ... مین جتنے طائر تھے زمین پر گرے معلوم ہوا ساحر تھے گولے تیغ و تار کے باغبان قدرت پر چلنے لگے باغبان قدرت نے خواجہ عمرو کو ... سے یہ کہکر چھوڑا کہ حضور ... لگا ئین خواجہ عمرو کود کر لڑائی مین مصروف ہوے حقۂ آتش بازی نکالکر مارا ... ا جادوگر ... باغ سے نکلتا چلا آتا ہی باغبان قدرت پر باغیون نے آگ برسائی خواجہ عمرو حقہ آتشبازی مار کر کلیم اوڑھ لیتے ہین کبھی آثار کر ظاہر ہوتے ہین باغبان کی تنہائی پر ... ہین باغبان پر جلوۂ عظیم ہی جتنے طائر درختون پر تھے سب انسان بنے ہین اور صد ہا ہجوم سے چلے آتے ہین کسی نے آگ برسادی کسی نے گولہ مارا کسی نے کالا بھیرون نارسنگھ کو پکارا باغبان بیچارہ کس کس کو جواب دے زخم کاری کھائے اس ہنگامے مین عمرو دریاے سحر کو

تعجیل رہا ہی جب کسی ساحر کلان کو دیکھا کر براے قتل باغبان چلا خواجہ عمرو نے گلیم سر سے
اُتاری اُس مجمع ساحران مین بیزار بد لگر سامنے آیا للکارا ساحر پلٹا خواجہ عمرو نے تڑاق سے
حباب بہوتی منہ پر مارا جادوگر لہراے گرا گرتے گرتے عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو دم کہ کلہ از سر قیصر بربود	رنگ از رخ جنگ بد اختر ببرم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم	جادوگر زمین پر گرا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوا کبھی جست کرکے	

کسی کے کاندھے پر پہونچا لپٹ کر خنجر مارا سر اُسکا زمین پر گرا خواجہ کود کے پھر مخفی ہوے اسطرح
ہر غول مین ہر صف مین کبھی جھکر بالٹ کا ہاتھ مارا مین تیغ پاؤن اُٹھا دیے کبھی جنگی بان داغ دیا
صدہا کے منھ جھلس گئے کبھی ظاہر ہوے کسی ساحر کا سحر چل گیا زمین نے پاؤن تھام لیے تاکے
آسی کو تیر مارا وہ خطا کا مرا یہ آگے ہوے بتعجیل گلیم اوڑھلی جادوگر حیران ہین کہ اس بدمعاش پر
زور نہین چلتا برق جہندہ کا حال ہی بجلی کا روکنا ٹوکنا محال ہی اکثر زخم بھی عمرو نے کھاے ساحرون
کے تیر و تفنگ بھی چل رہے ہین ناریل اُچھل رہے ہین مگر باغبان قدرت مجمع ساحران مین
گھسا ہی نہنگانہ بلنگانہ لڑ رہا ہی یکایک بارہ دری سے دو جادوگر تاج پہنے ہوے لباس عمدہ
زیب جسم ایک نے نعرہ کیا منم غافل جادو دوسرے نے نعرہ کیا منم ہوشیار جادو غافل
نے بڑھکر باغبان قدرت پر کارد سحر لگائی شانے کو توڑ کر باغبان کے پار گذری ہوشیار
جادو نے خبر دار کہکے برق چمکائی سر باغبان زخمی ہوا باغبان نے گھٹنے ٹیک دیے
ایک ساحر مہیب الشکل عجیب قطران جادو نام اُسکو غافل و ہوشیار نے آواز دی کہ
باغبان قدرت کا سر کاٹ لے اس باغی کو جلد سزا دے وہ بیحیا سحر کرتا ہوا طرف باغبان
کے چلا ہرچند کہ باغبان قدرت نے گھٹنے ٹیک دیے مگر سنبھلکر پتھر اُٹھا کر سنگدلون پر مارتا ہی
کسی کا سر پھٹا کسی کا منھ ٹوٹا یون اپنے کو بچاتا ہی مگر قطران جادو بدخو نے جھپٹ کے
باغبان قدرت پر ماش کے دانے مارے اس جنس کے سحر کو باغبان نے روکا مگر بیدم
ہوگیا غش آنے لگا قطران تیغ کھینچکر طرف باغبان قدرت کے بڑھا عمرو نے دیکھا باغبان
قدرت قتل ہوتا ہی گلیم سر سے اُتار کے نعرہ کیا اور بیحیا کیا کرتا ہی برابر آکے کمند ماری جھٹکا دیا
وہ بیحیا منھ کے بل زمین پر آیا لپٹ کے خنجر مارا قطران کا شکم چاک قصہ پاک قطران کو

١٠

شجر نخل باغبان سے یہ ثمر حاصل ہوا فوراً جہنم واصل ہوا ہوشیار جادو نے دور سے
یہ دیکھا کہ عمرو نے بصد صولت و شوکت و جرات قطران جادو کو مارا اب عمرو نے قصد کیا
گلیم اوڑھ لوں ہوشیار نے وہیں سے گھبرا کے آواز دی عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین نے پاؤں تھام
لیا خواجہ عمرو نے حافظ حقیقی کا نام لیا کہا لو باغبان میں بھی بیکار ہوا سحر میں اس بیچارے کے
پھنسا اب باغبان نے بلک کے دعا کی عمرو نے آمین کہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا بقدرت
باغبان قضا و قدر پھولوں کی لپٹیں آئیں ہوا کے جھونکے چلے دیکھا سب نے ملکہ بہار گلعذار
گلدستہ ہاتھ میں آڑی ترچھی بدھیاں گلے میں طرہ موتیے کا آراستہ و پیراستہ رنگین مزاج حسینان
عالم کے سر کا تاج دیکھا ملکہ بہار جادو نے کہ باغبان پڑا زمین پر تڑپ رہا ہے خواجہ بیکار
ساحران غدار دونوں کو قتل کیا چاہتے ہیں بہار نے نعرہ کر کے گلدستہ مارا پھول برسے
ایک پھول عمرو پر گرا عمرو تو خوشی سے پھول گیا سرو قد میں طاقت نرگس چشم میں بصارت یہ
رنگ دیکھتے ہی اٹھکر گلیم اوڑھ لی ساحر جھومنے لگے ملکہ بہار زمین پر آئی گلشن سحر کو رونق دی
اسی طرح دو تین گلدستے مارے بہار نے باغبان کی دستگیری کی تمام ساحر مست ہوکے گلچینی
گلشن حسن بہار کرنے لگے غافل و ہوشیار نے دیکھا کہ بہار نے آتے ہی رنگ اپنا جما لیا چمن
جوہر شمشیر پر خزان آئی یعنی تلوار کے چمن نیزہ و تیر کے گلشن بہار نے آتش قہر و غضب سے
جلا دیے کئی ہزار ساحر گلے کاٹ کر مر گئے غافل و ہوشیار نے بڑھکر سحر کے گل عارض بہار
مرجھایا یعنی سر زخمی ہوا قطرے خون کے رو دے اور بہ قریب تھا کہ بہار لڑکھڑا کر گرے زمین شق ہوئی
رعد جادو نعرے کرتا ہوا نکلا کانوں پر ہاتھ رکھکر آواز دی منم رعد جادو کئی سو ساحر چرخ کھا کے
گرے سر پھٹ گئے برق چمک کر آسمان سے گری کئی ہزار کے سر اڑا دیے رعد گرجنے لگا برق
چمکی خون کی ندی بہا دی مگر غافل و ہوشیار رعد و برق پر سحر کر رہے ہیں جب دونوں بلوں
ٹھہرتے ہیں سحر پڑھتے ہیں زمین ہلا دیتے ہیں رعد و برق و باغبان قدرت پر انتہا کا
بلوہ ہے ہزاروں کو مارا مگر مجمع ساحران کم نہیں ہوتا یکایک آسمان پر برق کلان چمکی نعرہ ہوا منم
ملکہ برق لامع غافل بڑھا ہوا چاروں پر سحر کر رہا تھا برق لامع چمک کر غافل جادو پر
گری اس بیچارے کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من غافل جادو بود دیوار این باغ

کی تقریر ایمن مکان جلنے لگے ہوشیار جادو خبردار ہوا کہ بھائی مارا گیا بازو ٹوٹا بدحواس ہوکے طرف برق لامع کے چلا برق لامع چمک چمک کے گرنے لگی ہوشیار دیکھ رہا ہی کہ کسی مقام پر برق لامع جمے ذرا بھی ٹھمے تو مین سحر کرون بھائی کے غم مین رو رہا ہی برق لامع ایک ایک صف کو کاٹ کر ایک نخل کے سائے کے نیچے رکی تھی کہ ہوشیار جادو نے خبردار باش کہکے ایک ترنج سبز کھینچ مارا برق لامع نے انگلی کے اشارے سے اس تیرہ بخت کے ترنج سبز کو کاٹا ترنج کٹا اُسمین سے کارد نکلکر شانے پر پڑی برق لامع بھی زخمی ہوئی اسکے قوت بازو کو مارا اسکا شانہ بھی نشانہ ہوا کون دستگیری کرے ہیہات کہکے پھر چلی مگر جسم مین رعشہ پایا دیکھا کہ مخمور سرخ چشم بھی پہنچی شریک جنگ ہوئی ہوشیار سب کو جواب دے رہا ہی بھائی کے غم سے بدحواس چہرہ اداس لیکن زبان کا اپنی خون لیکر جسپر خون مارتا ہی قطرہ خون چنگاری بنکر جسم پر پڑتا ہی آتش سوزان کی تاثیر پیدا کرتا ہی ساتھ والون کو صدا دے رہا ہی یارو ہرچند کس مین بیکس و بےبس ہین جلوہ کرو اب امان نہ پائین برادر غافل کے غم سے بیقرار ہون نام کو ہوشیار ہون اسقدر ساحرون کا جماؤ ہی تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہی ان سرداران مذکور نے لاشون کے انبار لگا دیے کشتون کے ڈھیر کر گرے ہوشیار کے اندھیرا خواجہ عمرو کبھی ظاہر کبھی مخفی لڑائی سے منھ نہین موڑتے جس ساحر کو پا جاتے ہین تیر و تفنگ سے قتل کرتے ہین باغبان قدرت و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سرخ چشم و برق لامع و رعد و برق دریائے خون مین غرق جنگ مین مصروف ہین قریب ہی کہ بلوے مین گرفتار ہو جائین بیقرار ہو کر سب نے دعا کی ای ستار و غفار ان نابکارون کے ہاتھ سے بچالے خواجہ عمرو نے بھی تڑپ کر کہا ای

شعر

رحیم و کریم و ای سمیع و علیم
خداوندا تو میدانی کہ بد کردم نہ دانی
امید رحم تو دارم توئی ستار یا اللہ
سلطان بے وزیری خلاق بےنظیری

تنہا ز کریمی و رحیمی و غفور
ز دست مکر شیطانی مرا ہشیار یا اللہ
از دست بیقرارم فریادرس الٰہی
چون دست من بگیری فریادرس الٰہی

دست ما گیر کہ درماندہ و بیچارہ ایم
نہ طاعت کے سزاوارم نہ نیکی کردارم
جز تو کسے ندارم فریادرس الٰہی
دعائے خواجہ قبول ہوئی سعاد

حصول ہوئی آسمان پر لکہ ابر گلنار پیدا ہوا دیکھا ابر شق ہوا دل ابر سے چودھوین رات کا چاند جیسکے سامنے خورشید عالمتاب ماند چرخ مارتا ہوا ظاہر ہوا ہوشیار بیچارہ ماہر ہوا

کہ یہ کیا اسرار ہے عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ بُران ماہ رخسار ہے گرا کے کی آواز آئی چاند کے دو ٹکڑے
ہوئے زمین پر گری ساحرون کے جسم مین آگ لگ گئی نور ماہ نے ناریون کو جلایا سیہ بختون
کا تارہ گردش مین آیا نعرۂ بُران بہ افسونگری نامور ذی وقار * منم دختر کوکب نامدار *
زمین پر آتے آتے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اُس گوہر صدف دریائے خوبی نے لشکر
ہوشیار جادو پر کھینچ مارا موتی شکست ہوئے کئی ہزار ساحر زبردست پست ہوئے نیمچہ
نیام انتقام سے کھینچا وہ دریادل ساحرون پر برس پڑی جوش قہر و غضب مین کنار پر چڑھی
ندی خون کی بہی اب رعد و برق وغیرہ کو بھی مہلت ہوئی جم کر لڑنے لگے برق لامع بھی
کڑکی ملکہ بہار نے مہلت پائی سحر کے گل کھلائے ہزارہا ساحر دیوانے ہو کر سر پھوڑنے لگے
کوئی تڑپا کوئی کڑکا کسی پر مخمور جا پڑی کہین برق لامع گری خرمن ہستی کا فوران جلا کے اُٹھی
لنکے سحر کی علمداری مٹی مگر ملکہ بُران شمشیر زن صف شکن سحر و افسون مین بے نظیر حسن مین
رشک ماہ منیر نیمچہ سحر کھینچا ہوا غصے سے کف منھ مین بھرا ہوا جوہر جرأت آشکار دونون ابرو
خمدار کھنچی ہوئی تلوار اشارون کی کٹاریان مژگان کے تیر سب چمن مین چل رہے ہین کوئی
پامال کوئی غربال صفون کو درہم برہم کرکے قریب ہوشیار پہونچی آواز دی او ہوشیار جادو
ہمارے سحر سے غافل ہے علم فسونگری سے جاہل ہے آنکھ چار کر ہمیں دار کر ہوشیار جادو بلا
ملکہ بُران پر سحر کرنے لگا کئی گولے مارے بدمعاش نے ماش کے دانے پھینکے رائی کے
دانون کا کیا شمار ملکہ بُران سحر اس بے حیا کے دفع کرتی ہوئی بہ مردی و مردانگی لڑتی بھڑتی قریب
ہوشیار پہونچی اُس بے حیا نے تلوار کا وار کیا ملکہ بُران نے سپر سحر پر روکا اختر مروارید جوڑ سے
نکالا خبردار خبردار کہکے ہوشیار پر کھینچ مارا سینۂ پُرکینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا لڑکھڑا کر
زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا بعد سنگ باری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من ہوشیار
جادو بود ساحرون کے جی چھوٹ گئے چاہا فرار بر قرار کرین باغبان و بہار نے آواز
دی یہ بے حیا نکلنے نہ پائین اگر بھاگ جائینگے افراسیاب نابکار کو خبر یہان کی پہونچائینگے رعد
و برق و برق لامع و مخمور نے چہار جانب سے گھیرا جادوگرون کو نکلنا مشکل کر دیا تا بہ
شام سب ساحران بدانجام واصل جہنم ہوئے سرداران مذکور فتح کرکے بارہ دری مین آئے

خواجہ عمرو بھی ظاہر ہوے مگر سب صاحب زخمی ہین باغبان قدرت نے بارہ دری مین بیٹھنے کا سامان کیا خواجہ عمرو قصر عالی دیکھکر بچین ہوے کہا مین دیکھون کیا کیا آراستگی ہی یہ دونون ساحران جلیل تھے افراسیاب کے بڑے کفیل تھے جس مقام کو مقفل دیکھا سوہن سے قفل کاٹا اندر جاکر جال مارا مال اسباب جو پایا اُٹھا کر نذر زنبیل کیا ہنستے ہوے باہر تشریف لائے فرمایا ای باغبان قدرت یہان تو خزانے مین ایک حبہ نہین ہر کمبایہ بچیا خسیس تھا بالکل خبیث تھا سب مکانون مین ڈھونڈھا نقد کا نہ نکلا ایک مکان مین دو مٹکے مٹی کے رکھے تھے جھنجھی کوڑیون سے بھرے تھے اُنکو مین نے حوض مین پھینک دیا جھنجھی کوڑیان کیا ہوتین باغبان نے کہا غافل و ہوشیار یہان کے بادشاہ تھے اس زمانے مین بہت تباہ تھے آپ مکانون مین کیون جاتے ہین ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین خواجہ عمرو اُسی مقام پر بیٹھ گئے کہا اب مین کہین نہ جاؤنگا تمھارے پاس بیٹھا ہون باغبان قدرت نے سب کے زخمون مین ٹانکے دیے خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکالکر مرہم دیا سب کے پٹیان مرہم کی چڑھائین اب سب سردار مع ملکہ برّان نامدار و خواجہ عمرو عیار باطمینان بیٹھے باغبان قدرت نے کہا خواجہ نام طلسمات عالم نے بڑے مقام عجائب و غرائب کو اپنی قدرت سے فتح کرایا ای شہنشاہ اقلیم عیاری یہ امید نہ تھی کہ ان دونون بھیاؤن پر ہم غالب آئینگے ان ایسے ساحران نامی پر فتح پائینگے پہلے تو یہی تردد تھا کہ آپ کیونکر باغ مین ان باغیون کے ہو پہنچینگے مگر ماشاء اللہ بخدا کیا کام کیا بڑا نام کیا ابھی آپ کو بڑی مصیبتین اُٹھانی ہین فکر مین لوح کی چلتے ہین اس راہ پُر خطر مین فرشتون کے پر جلتے ہین آپ نے جو کام کیا یہ عہدۂ طلسم کشا تھا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا کہا ای باغبان قدرت اُسکی قوت و توانائی پر نازان ہون بندۂ حقیر رب دو جہان ہون اب باغبان قدرت و ملکہ مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار و ملکہ برّان شمشیرزن صلاح کرنے مین مصروف ہوے خواجہ سے کہا آپ آرام فرمائیے شب بھر ابھی باغ غافل و ہوشیار مین بسر کیجیے ناگاہ شہنشاہ فلک اول نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان حصن حصین مغرب مین جاکر روپوش ہوا اشعار در توصیف صبح لا اعلم

چو شاہنشہ روم لشکر کشید	سپہدار مغرب اگر شد بنا گل سرخ بشگفت از این سبز باغ

ز طاؤس زرین بون گشت زاغ	چو بر تخت مینا نشست آفتاب	سر نازنینان برآمد ز خواب

بوقت سحر سرداران مذکور خواب سے بیدار ہوئے کمرین باندھکر رہروی پر آمادہ ہوئے خواجہ عمرو سے باغبان قدرت نے کہا بسم اللہ پروردگار نے اس منزل پرہول سے بفتح و فیروزی نجات دی بسم اللہ تشریف لے چلیے ہر شخص الگ الگ رہروی مین مصروف ہو یہ تو بخوبی ظاہر ہی ہمارے ہاتھ سے کوئی باغی بچکر نکلنے نہین پاتا شاید افراسیاب خانہ خراب کتاب سامری دیکھے ہمارے حال سے آگاہ ہو جاے یا تعاقب کرے تو سب کو ایک مقام پر نہ پائے کئی کوس پر ایک باغ ملیگا وہین چلکر ٹھہریے ہم بھی حاضر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے باشنائے عیاری جسم پر آراستہ کیے نشان پر باغ کے چلے خواجہ عمرو کے بعد رعد و برق وغیرہ الگ الگ سب اُسی جانب روانہ ہوئے اول خواجہ عمرو بن امیہ ضمری باغ غافل و ہوشیار رہے جو نکلے صحرا دلچسپ نظر آیا ہر جانب گلہاے خودرو طائران خوش آواز چشمہاے صاف و شفاف ہوا معتدل تماشا دیکھتے ہوے جاتے ہین کسی قدر راستہ طے کیا ہی دیکھا ایک چہار دیواری سنگ مرمر سفید کی اُسپر کارگزاران چابکدست نے منبت کاری کی ہی گلشن جنت کا نمونہ دیکھنے مین حسن دوبالا پھاٹک عظیم الشان مثل دیدہ مشتاقان کھلا ہوا عمرو سوچا یقین ہی کہ باغبان قدرت نے اسی باغ کا وعدہ کیا ہو بسم اللہ کہکر اندر باغ کے قدم رکھا لپٹین پھولون کی آئین صبا نے عطر مجموعہ پیش کیا دماغ جان معطر و معنبر ہوا جوانان چمن خوش ادا ہر گل کا جوبن نرالا دایہ بہار کو طفلان غنچے کی پرورش کرنے کی تلاش زمین مشک آگین ہوا

عطرپاش ابیات قسم
کرتا ہی عجب گلریزی
جیسے کہ شجر سے پختہ ثمر
رنگ دکھلا رہی ہی طبع قمر
لفظ ہین غنچہ ہاے سربستہ
کی نظر جس طرف کو باغ مین با
جس سے ہون شاد قلب با الم

چمن تازہ مین ہی تازہ خیال
کیا چلی گئی ہی سبک خیزی
جا بجا یہ صبا پکار آئی
گل تازہ کھلے ہین کاغذ پر
اُس چمن مین ہوا ہی جو گذر
دیکھی اک شان باغبان قضا
ہی کسی جا پہ بیلا البیلا

جیسے مانی قلم برنگ نہال
حرف یون بن رہے ہین کاغذ کے
چمن نظم مین بہار آئی
حرف ہین یا کہ پھول نورستہ
جو کہ باغ ارم سے ہی بہتر
ہین شگفتہ دو رنگ رنگ کے پھول
کہین سنبل کے سر پہ ہی سیلا

کھل رہی ہی چنبیلی ایک طرف
جس سے پامال ہو دل خوشرو
کسی جا پر اکڑتا ہی شمشاد
پھرتی ہی ہر طرف کو البیلی
کیا کہون حسن سبزۂ رخسار
اس چمن مین بسی ہی کیا بو ہی
تاک انگور پر وہ طرفہ بہار
میکشون کو نوید دیتے ہین
پر ہین مشتاق سبز باغ بڑے
صورت نخل شمع خود سیراب
اک طرف کو ہی لطف ریحان پر
کہین بلبل کی لحن داؤدی
عندلیبون کا شاخ گل پہ ہجوم
چشم نرگس کو انتظار ہی آج
آئے گا کیا کوئی صنوبر قد
کسی گلرو کا انتظار ہی آج

کہین نسرین و نسترن کی صف
کہین نرگس اشارے کرتی ہی
رنج و اندوہ و غم سے ہی آزاد
گل لالہ عقیق زرد کا تھا
ہر طرف فرش مخمل زنگار
ہم بھی باشندگان گلشن ہین
جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
سرو آراستہ ہی دوش بدوش
دیکھ لو ایک پاؤن سے مین کھڑا
داغ لالے مین بسکہ پیدا ہی
سبزۂ خط یار سے بہتر
کیا گل اشرفی کا کیجے بیان
اس غزل کی پڑی ہوئی ہی دھوم
پا بہ زنجیر موج ایسی کیون
قمریون کا گرفتار رہی آج
ای قمر باغ کی صفت جو لکھی

ہی بسی جا گل حنا کی بو
شوق مین دید گل کے مرتی ہی
کر رہی ہی نسیم اٹکھیلی
عاشقون کو سبب ہو درد کا تھا
بولی سوسن جو ہین کھلی جو ہی
سب پرانا گل چمن کے ہین
خوشے جھونکے ہوا سے لیتے ہین
گل مینائے سبز پر مدہوش
نہین کوئی درخت طالب آب
حسن اور عشق سب بھیدا ہی
کہین گلشن مین نخل داؤدی
ہی لٹاتا چمن مین اشرفیان
کیا باغ مین آمد بہار ہی آج
باغ مین سرو جو نثار ہی آج
چشم نرگس جو وا ہی گلشن مین
گلشن نظم پر بہار ہی آج

خواجہ عمرو نے جو اُس باغ مین گل و لالہ پر نگاہ کی بے اختیار غنچہ دہن سے واہ کی ہوا سے باغ و داغ مین بھری بند قبا کھولدیے خرامان خرامان روش پٹری کو طی کرتے بڑھے دیکھا گوشہ باغ سے ایک باغبان بچی ماہ پارہ گلعذار سرو قد غنچہ دہن یاسمین پیکر خوش منظر جسم مین پھولونکا زیور اٹکھیلیون سے چال چلتی ہوئی ہاتھ مین سونے کا بیلچہ زربفت کا لہنگا گلنار دوپٹہ اسپر دلائی آب روان کی آستیون دار کرتی وہ کرتی بھینسی بھینسی خوبصورت نیک سیرت کبک رفتار شیرین گفتار مثل ماہ تابان سامنے سے نمایان ہوئی خواجہ عمرو کی نگاہ اُس عاشق کش کے جمال پر پڑی پھری نگاہ کی دل نخست منزل مین گڑی اُس عالمتاب سپہر حسن کو دیکھکر پسینہ آیا

کلیجہ بھر آیا دل کو اضطراب جان بیتاب آنکھیں مشتاق جمال خواہش کو آرزوے وصال بیساختہ آہ کی کلیجہ تھام لیا حافظ حقیقی کا نام لیا وہ شوخ چشم شرما کر ایک جانب چلی خواجہ عمرو دیوانہ وار مضطرب بیقرار سایہ سان اُسکے ساتھ ایک نخل کے سایے مین جا کر وہ شمشاد قد ٹھہری خواجہ بھی تڑپتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نگاہ حسرت سے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے وہ غنچہ دہن مسکرا کر روش پٹری درست کرنے لگی زرد پتے اُٹھا کر کنارے رکھتی تھی کبھی روشون پر دست نازنین سے بیلچہ کاری بعشوہ و ناز کبھی خرامان مثل طاؤس طناز جب بصورت ہمزاد اُس پریزاد کے عقب مین عرصہ دراز تک پھرے کبھی لڑکھڑا کر گرے اپنے کو عصاے آہ ٹیک کر تھاما مگر سنبھلنا دشوار دل بیقرار جب دل خانہ خراب نہ سنبھلا دریاے محبت نے جوش مارا موج بلاے غم کی طغیانی قریب تھا کشتی حیات طوفانی ہو سامنے جا کر دست بستہ کھڑے ہوے رعب حُسن و جمال سے کچھ کہہ نہ سکے اُس آئینہ رخسار نے بصفائی قلب پوچھا کیون اے شخص کیا صورت ہے کیون دمبدم ترقی حسرت ہے مجھسے کیا چاہتا ہے کون مانع ہے خواجہ عمرو نے گڑگڑا کر کہا اے سرو چمن خوبی وا اے رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی تیرے گل عارض کا بلبل ہون اب تاب صبر و ضبط باقی نہین قریب ہے کہ طائر روح قفس جسم سے پرواز کرے غزل زیب النسا مخفی

سخت دشوار است گلشن بی‌معشوق رفتنا
سیر گلشن بشگفاند خاطر آشفتہ را
عمر شد صرف شمار روز عمر اے بیخبر
گرد بد جاروب مژگان خانقاہ رفتہ را
دعائین دینگے چھٹکر قیدی زلف
نہ مجھپر رحم او جلاد کرنا
اُڑا دو خاک میری ٹھوکرون سے
بنا کر قاعدے بیداد کرنا
جنازہ اُٹھ سکے میرا تو تم بھی

سوزن الماس باید کوہ ناسفتہ را
پنجہ ہمت نگیرد دامن یاس امید
چند چون طفلان نگہداری بیانبہ را
دیگر کسی صورت تو دلکو شاد کرنا
جہانتک ہوسکے آزاد کرنا
مسیحائی دکھانا بعد مردن
اگر منظور ہے برباد کرنا
مزا تھا بے بسی کی گالیون مین
ادا رسم مبارکباد کرنا

میکند گر نالہ بلبل در چمن عیش مکن
چون زلیخا گر بچنگ آریم عمر رفتہ را
مخفیا شکے ز چشم تنگ بیحاصل بود
ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا پڑھے ہاتھ
جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
ادب سیکھے نہین ہین تو گرفتار
اُسی بھولے سبق کو یاد کرنا
اُس ناہوش نے مسکرا کر جواب

دیا اے شخص تو یہ ہم سے کیسی باتین کرتا ہے نہ جان نہ پہچان نہ دیکھا نہ بھالا مسافرانہ تو یہان آیا

اپنا عشق جتاتا ہی ہر چند کہ طریقہ دنیا کا یہی ہی خلاق زمین و زمان نے مرد واسطے عورت کے
مقرر فرمایا ہی عقد و مناکحت کی تاکید کی ہی مگر عقل سے بعید ہی غیر کفو سے اتفاق نہین ہوتا
میرا پیشہ بخوبی ظاہر ہوا کہ مین باغبان بچی ہون تو قوم شریف سے معلوم ہوتا ہی بس ہمارے
اہل برادری مان باپ کیونکر قبول کرینگے لیکن تیری بیقراری نے ہوش اُڑا دیے باغبان ازل
سے خوف آتا ہی قلب تھراتا ہی ایسا نہو کہ گلشن حُسن مین خزان آجائے مخالفت برباد کرے
اگر اپنے کو قوم باغبان سے قرار دے نے کمال کو اس پیشے کے حاصل کر کیا عجب ہی کہ اہالیان
برادری قبول کرین خواجہ عمرو گھبرا کر قدمون پر گر پڑا رونے لگا کہا مجھے نقش پا تیرا تاج شاہی سے
بہتر ہی غلامی مین فخر سراسر ہی جس خدمت کو حکم ہو آنکھون سے بجا لاؤن اگر چھری گلے پر پھیرے
گردن نہ ہلاؤن اُسنے کھرپی عمرو کے ہاتھ مین دی کہ ای شخص کاروبار مین مصروف ہو جب اور
باغبان آئین قوم پوچھین اپنے کو باغبان بتانا شرافت و نجابت کو چھپانا جب چندون مین
بخوبی سب اہالیان برادری تیرے حال سے ماہر ہونگے اُسوقت ہمارے والدین سے
شادی کی خواہش کرنا مگر درخت مین پیوند لگانا روش بڑی درست کرنا حاصل کر چودھری
بروقت نسبت امتحان لینگے اگر امتحان مین خام رہے چودھری قبول نہ کرے گا آیندہ ای شخص
تجھے اختیار ہی تیرے عجز و انکسار پر رحم آتا ہی خواجہ عمرو نے کہا ای گل گلشن مہر و وفا ای رنگ
و بوے چمن حلم و حیا مین بہت جلد ان کمالات کو حاصل کرونگا وہ باغبان بچی تعلیم کر رہی ہی
خواجہ عمرو کھرپی لیے ہاتھ مین سایہ سان اُسکے ساتھ پھر رہے ہین لباس پر گرد و غبار پڑا ہوا
کبھی زمین کھودتے ہین شاخین تراش کر پیوند لگاتے ہین کبھی فرماتے ہین دیکھو صاحب
یہ پیوند لائق ملاحظہ ہین وہ مسکرا کر جواب دیتی ہی ای شخص بہ علم دریا ہی خواجہ اس حال مین ہین
مگر رعد جادو جو باغ غافل و ہوشیار سے چلا تھا وہ بھی اسی باغ مین مثل بو کے داخل ہوا
سیر گل و لالہ دیکھتا ہوا ایک نخل کے سایے مین وہ نہال حدیقۂ افسونگری ٹھہرا کہ ایک گوشے
سے معشوقہ سہی قد ماہ رخسار سیمین عذار گل پیرہن نازک بدن غنچہ دہن رشک گلشن خرامان
خرامان مثل خورشید درخشان نمایان ہوئی رعد کی نگاہ اُس مایہ حسن و ناز پر پڑی آنکھ سے
آنکھ لڑی ہوش باختہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ رنگ رو متغیر بیتاب و مضطر ہو کلیجہ تھام لیا

رعب حسن و جمال سے تھرایا لڑکھڑایا بے اختیار پکار اٹھا مطلع نکالون کس طرح سینے سے اپنے
تیر جانان کو ٭ نہ پیکان دل کو چھوڑے ہی نہ دل چھوڑے ہی پیکان کو ٭ مطلع پھرا دیا جلوے نے
ترے چشم صنم کو ٭ چکرا دیا غمزے نے ترے طوف حرم کو ٭ غزل زیب النسا بیگم مخفی

بخت بر خاک ذلت سبکہ ابنے ہے ما
چین پیشانی نہ بیند گوشہ ابروے ما
از براے خاطر آثار فلک تاکی توان
آخرش ای ماہ تو یکرہ نظر کن سوے ما
دگر یتو کا شر ہے دل دوستدار ہو جائے
شریک حال دل بیقرار ہو جائے
ابھی اٹھاتے ہین سر جنازہ کیون جلد
کسیکا تو دل بے اعتبار ہو جائے

آبروے خود نباید رنگ بر روے ما
پنجۂ غم سالہا شد پنجۂ صبرم شتاب
اینقدر سرگشتہ در عالم عجب مجنوے ما
دل ضعیف و غم قوی تنہا درین عشرت سرا
مری طرف مرا پروردگار ہو جائے
نہان تو دل مین ہی کسیکی حسرت ہے
وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے
کمال عاشق کا دل یہی کہ ملتے ہی آنکھ

گر بفرق ما نہند صد کوہ محنت روزگار
رستم وقت خود است این قوت بازوے ما
بھر بوے پیرہن چشم تمنا شد سفید
واے گر مخفی نبودے ہم نشین بوے ما
ابھی جگر کو ابھی ای درد عشق دو فق لے
جو آنکھ نے کہین آشکار ہو جائے
بغل مین میری تو یا اسی کے پہلو مین
جلال وہ بت بیگانہ یار ہو جائے

رعد جادو نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے تاب نہ آئی غش کھا کے زمین پر گرا مثل مرغ بسمل
تڑپا اُس آفت جان شہنشاہ خوبان نے جو اس شیر بیشۂ جرات کو زمین پر تڑپتے دیکھا غربت پر
اُسکی رحم آیا فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھا بوے زلف معنبر دماغ مین پہونچائی عاشق زار
کی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی آنکھ کھولدی گھبرا کے اٹھ بیٹھا بحسرت و یاس سراپا کو
دیکھنے لگا مگر آنکھون سے آنسو جاری منھ سے کچھ نہین بولتا اب اُس آفت روزگار نے غنچۂ دہن
وا کیا کلام رنگین منھ سے نکالا پوچھا کیون ای جوان تجکو یکایک کیا ہوا کیون غش کھا کے گرا رعد
جادو اور زیادہ تڑپا بے اختیار ہو گیا کچھ کہہ نہ سکتا تھا آئینۂ رخسار پر نگاہ تھی مثل تصویر سکتا تھا
دو پٹے سے اُسنے اشک پاک کیے کلمات تسکین زبان معجز بیان سے کہے تب رعد نے دست بستہ
کہا کہ تیرا عاشق زار ہون نرگس بیمار کا بیمار ہون ای مسیحاے زمان مسیحائی فرمایئے اب زندگی دشوار
ہے دل تردد منزل بیقرار ہے یہ سنکر وہ شہنشاہ حسن و ناز بصد غمزہ و انداز مسکرائی کہا ای نامدار دلاور
قدر ای افسر افسران ای پہلوان دوران ابھی تو سمجھا مین کون غریب باغبان بچی ہون ای شخص
تو شاہزادہ کامگار جلیل ہین قوم کی باغبان بچی ذلیل بھلا یہ ہو ممکن ہے میرے لیے لیاقت تری

حقارت اپنے دل کو سنبھال آبروریزی کے کلمات اپنی زبان سے نہ نکال اپنے دوست احباب کی
نظر سے گرجائیگا بہادر جری صاحبان سطوت ولیاقت تجکو کیا کہینگے مین اپنی برادری مین بدنام
تیرا بدانجام رعد نے کہا تیرا نقش قدم تاج شاہان ہفت اقلیم سے بہتر یہ ذلت عزت ہی اس نامردی
مین شوکت ہی دل پر اختیار نہین کسی کا تابعدار نہین جو ذلیل سمجھے گا نہ ملے گا یہ سنکر اُس نازنین نے
سر جھکا لیا کہا ای شخص یہ بڑی مشکل ہی علاوہ لیاقت کے نوجوان رعنا زیبا چہرے سے جرأت
پیدا تیری نسبت میرے واسطے فخر و افتخار ہی مگر والدین کی بدنامی برادری والے حقہ پانی بند کر
شادی غمی موقوف والدین کو داغ ہوگا عمر بھر ہمکو غم سے نہ فراغ ہوگا کیسا غضب ہی باغبان بچی
کوئی نہ کہیگا شاہزادی کہنے والے کہینگے ہم جواب حجاب سے نہ دینگے پس دلکو اپنے سمجھا کر گھر کا رستہ
لے ہمکو بھی تیری یاد رہیگی شب ہجر ستائیگی یہ خوش شادمنت تیری یاد آئیگی ایک البتہ صورت ہی ہمیشہ
باغبانی اختیار کر جو پوچھے اُسکو جواب دے غریب الوطن حیران و پریشان ہون قوم کا باغبان ہون
رعد نے کہا مجکو سب کچھ منظور ہی یہ پیشہ سلطنت سے بہتر ہی اُس باغبان بچی نے رعد کے ہاتھ مین
بیلچہ دیا کہا یہ اسباب جہالت دور کیجیے خود و زرہ اُتار کے ایک گوشے مین رکھدیجیے رعد باغ
باغ ہوگیا مثل گل کے شگفتہ ہوا سلطنت کونین ہاتھ آئی کہا ای جان جہان کیا تدبیر معقول بتائی خود
خود و زرہ اُتار کنج نخل پر رکھدیا بیلچہ ہاتھ مین لیا گلکاری مین بنحاکساری مصروف ہوا اسی
باغبان بچی کے ساتھ پھرنے لگا مگر ملکہ بُرّان شمشیرزن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر سیر اکو طے
کر کے مثل بہار اس باغ جنت نظیر مین تشریف لائین گلگشت مین مصروف ہوئین سامنے ایک
باغبان بچی نہایت حسین بھولی بھولی صورت کمسن عمدہ لہنگا دوپٹہ زعفرانی خرامان خرامان سامنے
آئی ملکہ بُرّان شمشیرزن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو سلام کیا ملکہ بُرّان شمشیرزن
نے مسکرا کر کہا بوا کیون کیا نام ہی اُسنے شرما کے سر جھکا کے جواب دیا لونڈی کو گل پیرہن کہتے
ہین اسی باغ ہمیشہ بہار مین ہم بھی رہتے ہین ملکہ بُرّان شمشیرزن نے کہا بوا ہمین تم سے قلبی
محبت ہوئی جی چاہتا ہی تم سے بہناپا کرین دوپٹہ بدلین اُسنے دست بستہ عرض کی مین باغبان بچی
آپ شاہزادی میری مجال ہی کہ آپ سے دوپٹہ بدلون لونڈی ہوکر آپ کو بہن کہون ملکہ بُرّان
نے کہا ہماری یہی خوشی ہی تمکو منظور ہولی بہن بنائین تخت پر اپنے برابر بٹھائین اُسنے کہا حضور یہ

ناممکن ہی ہم برادری کو نہین چھوڑ سکتے اگر ہم سے محبت ہی تو ہمارے پیشے کو اختیار کیجیے یہ سونٹی کھرپی ہاتھ مین لیجیے ملکہ برّان شمشیر زن نے کہا ہمین بدل و جان منظور ہی یہ کہکر اپنا دوپٹہ اُسکو اُڑھادیا اُسکا دوپٹہ آپ اُوڑھا کھرپی ہاتھ مین لیکر اُسکے ساتھ پھرنے لگین اسی طرح ملکہ بہار جادو بھی آئین یہی سانحہ ملکہ بہار گلعذار پر بھی گذرا برق لامع و برق اسی طرح اس باغ مین آئین بلامین چنین ملکہ مخمور سرخ چشم بھی آکر اس باغ مین گھین ہوئین بعد سب کے باغبان قدرت اس باغ جنت نظیر مین آیا خواجہ عمرو ایسا عیار ایک باغبان بچی کے عشق مین مبتلا ایک پر رعد ایسا جوان شیدا ایک کی محبت مین ملکہ برّان مبہوت بہار و مخمور و برق و برق لامع نے باغبان بچیون سے بہناپا کیے دوپٹے بدلے ہین ساتھ ساتھ اُنکے اس رنگ سے پھرتی ہین یہ حال دیکھکر عرصہ دراز تک ہنسا پھر مثل برق تڑپا باغ کو بہ نگاہ حسرت دیکھا ایک ایک نخل سے لپٹ لپٹ کر رویا اشک حسرت پاک کرکے خواجہ عمرو کو آواز دی ای شہنشاہ عیاران میرے پاس تشریف لائیے کچھ عرض کرنا ہی کہا معشوقہ گل رخسار کے ساتھ ہین اس صنوبر قد کے دم پر احسان ہین ہم تو قوم کے باغبان ہین باغبان نے کہا مین اس سہی قد کے ساتھ آپکی شادی کرونگا ای رعد تم اُو تمھاری بھی خانہ آبادی کرونگا یہ سنکر عمرو رعد وغیرہ قریب باغبان آئے گروہ باغبان بچیان حیران و پریشان چہرون پر ہوائیان لرزان ترسان ہاتھ باندھے ہوے سامنے باغبان کے آئین کہا ای شہنشاہ کس حسن سے ہمنے اپنا کام کیا حضور کو کچھ پسند آیا کیسا تمام کیا دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر عمرو ایسا عیار صاحب تقریر و تدبیر ارسطو فطرت لقمان حکمت مرو زیرک جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسا دانا دام مین پھنسا ہی مبہوت ہو رہا ہی ان سبکا یہی حال ہی اب قتل کرنا بہت آسان ہی اگر جان بخشی کیجیے آپ کا احسان ہی باغبان نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا تمھارا کیا کہنا تم لوگ ایسے ہی کامل ہو مگر دنیا مقام عبرت ہی ہر شی کے لیے فنا ہی باغبان قضا و قدر کو بقا ہی گل و گلشن کی بھی بے ثباتی عیان ہی آج بہار کل خزان ہو

دو بادام اگر شرم و حجابے دارد　فندک از ابر بر خسار نقابے دارد
بخت سیراب نگابان مے خوابے دارد　آنکہ از سنبل او عالیہ تابے دارد
باز با دل شدگان ناز و عتابے دارد

ہر بلا ہی سر عشاق پر آوردۂ زلف
روز کس کس کی یہ یقین آہ سیہ کردۂ زلف
ظلمت شب جسے کہتے ہین سو پروردۂ زلف
ماہ و خورشید نمایش زپس پردۂ زلف
آفتابیست کہ در پیش سحابے دارد

گرچہ ہر بوسے پہ ہم کرتے ہین سو جان نثار
جان لیجاوے اجل تو بھی ہی مرنا دشوار
پر ہمین زندگی تازہ ملی ہی ہر بار
آب حیوان اگر آنست کہ دارد لب یار
روشن است اینکہ خضر نیز سرابے دارد

جستجو مین تری ہر سو ہی روان سیل سرشک
تو جہان جاے ہی پہونچے ہی وہان سیل سرشک
دیکھتی ہی ترے پانون کے نشان سیل سرشک
چشم من گرد بہر گوشہ روان سیل سرشک
تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد

زندگانی سے ہون بیزار جدائی مین اشد
ہون تو مجرم پہ تقدیر سے خوش ہون بیحد
شاد ہوتا ہون جب احوال نظر آتے ہین بد
غمزۂ شوخ تو خونم بخطائے ریزد
فرصتش باد کہ خوش فکر صوابے دارد

سینہ آتش کدہ ہی آہ سے جھڑتے ہین شرر
ابتک اس خام کو ہی حاجت صد داغ جگر
اس تپ و تاب مین آتا ہی دل افسردہ نظر
چشم خونریز تو دارد زدلم قصد دگر
ترک مست است مگر میل کبابے دارد

لب ہلانے کا بھی باقی نہ رہا ضعف سے حال
دل کی دل ہی مین رہی عرض تمنا ہی محال
کیا کہون سینے مین کیسا ہی بھرا شوق وصال
جان بیمار مرا نیست ز روے تو سوال
اے خوش آن خستہ کہ از دوست جوابے دارد

ایک دشمن ہی یہ مومن کو خدا افضل کرے
اس سے کہتا ہی کہ خاموش رہیا آہ بھرے
سخت بدخواہ عزیزان ہی کہین جلد مرے
کی کند سوے دل خستہ حافظ نظرے
چشم مستت کہ بہر گوشہ خرابے دارد

دیگر

قدمون سے ہم لگے ہوے تھے تا جدا ہوے
لو جی گئے جو آگئے کہا تم نے مر کہین
مہندی تھے انکے پانون کی اب نقش پا ہوے
اچھی گھڑی سے کوسنے ہم کو دعا ہوے

شاکی ہی اک زمانہ کہ ملتے نہین کہین
پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا
مدت سے دیکھتا نہین غیرون کے ساتھ بھی
کیا خاک مین ملائیگی ارمان یاس وصل
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا
افسوس دل لگاتے ہی لیلی قضا نے جان
اپنا ہی جانتا ہی تعین گرہو کر شیخ
کچھ شعر اب سُناؤ اس انداز کے جلال

تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوئے
رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوئے
جو رے نکلتے تھے ادھر اُنکو وہ کیا ہوئے
گم ہوگیا جو ایک کبھی دس سوا ہوئے
اہل وفا تھے چند کہ وہ بیوفا ہوئے
تیری ادا اُن کے بھی نہ حق سے ادا ہوئے
بُت بنگئے کسی کے کسی کے خدا ہوئے
انداز قافیہ ہو ردیف اُن مین کیا ہوئے

ان اشعار کو پڑھکر باغبان عرصہ دراز تک رویا ہر نخل وچمن کو بہ نگاہ حسرت ویاس دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا کبھی اشک حسرت بہے کبھی کلمات عبرت زبان سے کہے آخر چٹکی خاک کی اُٹھاکر سر پر معشوقہ عمرو کے ڈالدی وہ آہ کرکے چیخی دہن سے شعلہ ہاے آتش نکلے شل چراغ جلنے لگی عمرو نے کھینچکر باغبان قدرت پر جا پڑا کہا او باغی یہ تو نے کیا گرمی مجکو دکھائی باغبان پیچھے ہٹ گیا عمرو کانپکے زمین پڑا ہاے کہکے بیہوش ہوا اب باغبان نے اُسی طرح پر معشوقہ ماہ رخسار کو خاکساری دکھائی یعنی چٹکی خاک کی ہر ایک کے سر پر ڈالی جسوقت رعد جادو کی معشوقہ جلی رعد گرجا ہاے جان جہان کہکر چاہتا تھا کہ لپٹ جاؤن مین بھی اسکے ساتھ ستی ہون مگر گرکر بیہوش ہوگیا یہی حال سب شاہزادیون کا ہوگیا کہ جلنے سے اُن باغبان بچیون کے بیہوش ہوگئین بعد عرصہ دراز سب ہوشیار ہوے خواجہ عمرو نے کہا ای باغبان یہ کیا قیامت تھی کہ ابتک قلب پر صدمہ عظیم ہی باغبان نے کہا ای خواجہ اسد نامدار بیشک ناسم کشا ہین اقبال مندی مین بھی یکتا ہین یہ باغ آپکے غلام کا ہی مقام لوح کا یہی راستہ ہی یہان کی ہوا کی تاثیر دیکھئے کیا قلب کا آپکے حال تھا اگر سامری جمشید اس راستے سے قصد کرتے تو یہ نہین دیوانہ کرکے مار ڈالتا کیا مجال تھی جو آگے قدم بڑھاتے پہلا مرحلہ غافل وہوشیار دہ سری منزل کا منتظم آپ کا تابعدار ملکہ بُران دہار نے باغبان کی بڑی تعریف کی بُران نے کہا ای باغبان حقیقت مین آتے ہی ہوا لگی طبیعت نے اور کیفیت

پیدا کی تھی باغبان نے کہا حضور یہ مقام ہمارے بڑے بزرگون نے بڑی شفقت سے بنائے تھے تلاش لوح مین ایسی ایسی سختیان ہین جب تو افراسیاب کو اطمینان ہو جاتا ہی کہ اس راہ پُرخطر سے گذرنا ناممکن ہی مگر اقبال مندے کے لیے سب آسان ہی اگر مین شریک ہوتا جن نازنینان مہ جبین نے آپ کو مبہوت کیا تھا اُنھین مین سے ایک مجکو خبر بیوہ پچاتی مین آکر گرفتار کرتا بڑے بڑے اولوالعزم صاحبان افسون و نیرنگ اس مقام پر آکے ناچار ہوے آپکے نیازمندکے ہاتھ سے گرفتار ہوے یہ کہکر باغبان نے ماش کے دانے ہاتھ مین لیے نخلستان پر پھینکنا شروع کیے نخل جلنے لگے ہر پھول سے شعلے نکلنے لگے تمام باغ آتش بہار ہو گیا ہر غنچہ چنگاری ہر پھول انگارا ہر نخل شجرآہ اُس باغ پُر بہار کا حال تباہ طائران نغمہ سرا کا آہ آہ کرکے اُڑنا لہرا کے آگ مین گرنا عوض زمزمہ سرائی کے پرون سے سر پیٹتے تھے باغ سے نکا ناد شوار آگ کے قصر شعلون کی دیوار ہر کنج باغ سے شورش آشکارا ہنگامۂ آتش زنی گرم تھا کہین زمین سے دھوان نکلا بعد عرصۂ دراز تمام چمن و نخل و گلشن و غنچہ و گل و در و دیوار و طاؤس و بلبل سب جلکر خاک ہوے ہو کا مقام معلوم ہوتا تھا باغبان اپنی گرم مزاجی پر روتا تھا کہا خواجہ آپ کی محبت مین اس مرحلۂ پُر بہار کو غلام نے مٹایا آج اسم باسمّی ہوا گلچین و باغبان ہمیشہ سے غنچہ و گل کے دشمن ہین صیاد اق دام بر دوش عندلیب خوش نوا کے رہزن ہین آج شبکو اسی مقام ویران مین آرام فرمائیے صبح کو منزل مقصد کا راستہ لیجیے بہار کو بھی اس باغ کے جلنے کا نہایت ملال ہوا اب باغبان سب کو ساتھ لیکر ایک قصر کہنہ مین آیا کچھ فرش قلیل اپنے ہاتھ سے بچھایا سب صاحب بیٹھے مگر بہ نگاہ حسرت اُس مقام ویران کو دیکھ رہے ہین چشم زدن مین یہ رنگ ہوا بقول جناب میر حسن صاحب مرحوم و مغفور شعر جہان رقص کرتے تھے طاؤس باغ ❊ لگے بولنے اُن منڈیرون پہ زاغ ❊ باغبان نے دستک دیکر آواز دی ایک غلام زنگی سامنے آیا باغبان نے کہا یہ سب صاحب آج تمھارے مہمان عزیز ہین کچھ سامان آب و خورش ممکن کرو غلام زنگی گیا تھوڑی دیر مین ایک خوان کسا ہوا سر پہ رکھکر لایا باغبان نے اُسکو کھولا اُسمین سب طرح کا عمدہ کھانا چند گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی باغبان نے سب صاحبون کی خدمت مین حاضر کیا سب نے خاطر سے باغبان نے

لی کھا باسب کے دل غم سے بھرے ہوئے تھے ایسے مقام پُر فضا کا برباد ہونا باغبان کا دمبدم رونا تڑپ تڑپ کے وہ شب بسر کی مسافر منازل آسمان سرائے مغرب مین داخل ہوا شہنشاہ روز تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا سب صاحبون نے کمر ہمت چست باندھی اُس مقام ویران سے مضطر و پریشان آگے بڑھے صحرائے پُر فضا ملا غنچہ آرزو کھلا دشت کی کیفیت ہوا کی برودت طائرون کی زمزمہ سرائی شاہدان گل خودرو کی زیبائی جابجا گل ہزار رنگ کے بلبلون کے چہچے کبک خوش رفتار کے قہقہے زیر نخل جابجا پھلون کے انبار ہر مقام پہ نئے طور کی بہار بقول سعدی

روضۂ ماءِ نہرہا سلسال	دوحۂ سجع طیرہا موزون
آن پُر از لالہ ہای رنگارنگ	این پُر از میوہ ہای گوناگون
باد در سایۂ درختانش	گسترانیدہ فرش بوقلمون

عمرو آگے عقب مین باغبان و ملکہ مخمور رعد و برق و برق لامع و ملکہ بہار و ملکہ بران صحرائے پُر فضا ملاحظہ کرتے ہوئے چلے آتے ہین کنارے ایک نہر کے اگر براے تفریح ٹھہرے دیکھا ہزارہا ساحر و غیر ساحر کوئی مرکب پر کوئی پیادہ کسی جانب تاجر جمگڑ و بنزا اسباب لدا ہوا گماشتے ہمراہ چلے جاتے ہین کسی جانب سے اہالیان قریہ آگے آگے زمیندار صاحب ٹٹوے پر سوار سپر تلوار باندھے ڈھال ٹھیکا درست سفر پر چست پشت پر ہزارہا گنوار دل گاڑھے کی دوہری کمر تین بندھے ہوئے مرزائی اُتار کے کمر مین لپیٹ لی ہے گلے مین مالا ایک دانہ دراج کا ایک سونے کا اسی واسطے مرزائی اُتار ڈالی کہ دیکھنے والے مالا کو نگر دیکھین کاندھون پہ لٹھ بقول شخصے گنوار کے لٹھ گھنٹہ منھ پھٹ تنے ہوئے چلے جاتے ہین ایک جانب ہزارہا اسی ننگے پیر جٹا بنائے ستہ ہنر کمنڈل ہاتھ مین ایک جانب کانوار رتی ہزار در ہزار کانور کاندھون پہ بم بم کی آوازین ایک سے ایک پوچھتا ہوا بھائی انند ہزارہا برہمن ماتھون پر تلک لگائے ہوئے تہہ بند ہوتا بغل مین دبائے پوتھیان ساعت بچارون کہتے ہوئے جو ر دھے جو تے کی تین ڈوبے ہوئے اُسپر گرد جمی ہوئی غول کے غول غٹ کے غٹ ڈھرو بجتے ہوئے کسی جانب ہزارہا چاربان گنگام کے لہنگے گاڑھے کی چدریان گاڑھے کی کرتیان نیلی رنگی ہوئی تول کی گوٹ ٹھسی کرتی سینے پر چھاتیون کی پرٹ ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوئے مستانیان گاتی ہوئی چلی جاتی ہین زمیندارون

کی عورتین گنوارنیان لہنگے گلبدن کے جھوٹا گوٹا چوڑا چوڑا اینٹھو کی دولائیان اوٹ بچھے
پانؤن مین جابجا درختون کی چھانؤن مین کنوین پر برہمن لوہے کا ڈول بریجی لوٹیا گول گول
بیٹھا ہوا آرا ندے رہا ہے بھائی مسافر وجل پیو ٹھنڈھا لوہے کے گڑے سے ڈول بج رہا ہے
بھجن گا رہے ہین مسافرون کو لبھا رہے ہین کسی جانب دیہات کے جوان شوقین گلنار پگڑیان
رنگین لباس خوش مزاج وضعدار طرحدار بڑے گلے مین دبے ہوے چالیس چالیس پچاس
پچاس جوان ساتھ ہنستے ہوے ایک کے گلے مین ڈھول اس غزل کی تانین اڑتی ہوئی
خوشی خوشی گاتے ہوے چلے جاتے ہین غزل

غیروں پہ کھل نہ جائے کہین راز دیکھنا
میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
اڑتے ہی رنگ رخ ترا نظرون سے تھا نہان
اس مرغ پرشکستہ کی پرواز دیکھنا
دشنام یار طبع حزین پر گران نہین
اے ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا
دیکھ اپنا حال زار منجم ہوا رقیب
تھا سازگار طالع ناساز دیکھنا
بدکام کا مآل برا ہے جزا کے روز
حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا
مت رکھیو گرد ناز کو عشاق پر قدم
پامال ہو نہ جاے سر افراز دیکھنا
کشتہ ہون اسکی چشم فسونگر کا اے مسیح
کرنا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا
میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہے غیر کو
بیطاقتی سے رزش ناز دیکھنا
ترک صنم بھی کم نہین سوز جحیم سے
مومن غم مآل کا آغاز دیکھنا

خواجہ عمرو نے باغبان سے
پوچھا اے رہبر کامل عاقل جاہل مجکو لگا کے اب کہان لیے جاتا ہے یہ سب کہان جاتے ہین کیا کہین
میلا ہے اے ظالم اب کوئی کوئی جھمیلا ہے مین خوب جانتا ہون جادوگرون کو اچھی طرح سے پہچانتا ہون
تم سب ملازم افراسیاب ہو میرے پھنسانے کے لیے بیتاب ہو مین اکیلا تمھارے ساتھ ہون
لگے وقت کا بھولا آدمی سنکھیا کھلا کے مارو سوتے مین گلا گھونٹ دو آخر کہان لیے جاتے ہو
اتنا بخوبی جانتا ہون کہ ملازمان افراسیاب آپسمین ایک ہو صاحب تدبیر بڑے نیک ہو
لیکہ تیر ان کی وجہ سے خائف و ترسان ہو خدا اسکو سلامت رکھے اگر میری جان لوگے
ابھی سب کو ٹکڑے ٹکڑے مارینگی ایک ایک کو للکارینگی بھاگتے پھروگے اسکی وجہ سے
میری جان بچی ہے ورنہ تم سب صاحبون نے ملکر مار لیا ہوتا مگر اتنا سمجھ لو کہ مرنیکے بعد ہم رکس
ہونگا ... سب کے سرون پر آکر کھیلونگا گھر سب کے خاک سیاہ کردونگا اب صاف صاف
بتاؤ باغبان نے گلے مین خواجہ کے ہاتھ ڈالدیے کہا اے محسن ساحران شہنشاہ خنجر گزاران لوائے

شوکت صاحبقران باج ستانندۂ ریش کافران ہماری جان آپ پر نثار ہی اس راہ مین مجبور
وناچار ہین تلاش لوح مین خدا آپ کی جان بچاے منزل مقصد پر پہونچاے خدا ہمارے باطن
سے ماہر ہی حضور پر بھی ہماری جانبازی ظاہر ہی ملکہ مخمور و ملکہ بہار بھی رازدار ہین یہ منزلین
بڑی دشوار ہین سواے اس راہ سخت وصعب کے اور کوئی راستہ نہین قلب کانپ رہے
ہین کہ خدا خیر و عافیت سے ان منزلون کو طی کراے افراسیاب غافل رہے اصل کیفیت
یہ ہی کہ یہ سب گنوارون کا میلہ جاتا ہی اس سرحد کو صحراے مصر کہتے ہین متعلقہ طبقہ یونان
بڑے بڑے حکیمان ذیشعور گذرے ہین جنھون نے اپنے دور علم پر دعوی خدائی کیا علم نیرنج
وشعبدے کو رواج دیا یہان سے بارہ کوس پر دریاے قمار وزخار ہی بعد سال بھر کے کنارے
دریا کے میلہ ہوتا ہی ہزارہا زیر خیمہ ہین یہ سب میلے والے اُسی مقام پر جاتے ہین آج سے کل تک
اجماع عالم انبوہ خلایق ہوگا بوقت سحر نیر اعظم بوجہ احسن برآمد ہوگا اُس دریاے بیکنار سے
ایک گنبد زبرجدی بصد رعنائی ظاہر ہوکر پانی پر قرار پکڑتا ہی اُسوقت لاکھون آدمی اُس پار
کنارے پر جمع ہوتے ہین صدائین یا سامری جمشید کی بلند ہو جے باٹ کا غل ہو چند ساعت
وہ گنبد تاباب برسر آب دریا ٹھہرتا ہی شیشے پر اُس گنبد کے ایک پتلی سونے کی مگر حسین جمیل
فہیم وعقیل خوش بیان حکما نے اپنے علم وحکمت سے شیشے پر قائم کی ہی چند ساعت مین وہ پتلی
حالات آیندہ وگذشتہ بیان کرکے ایک آواز دیتی ہی کہ زمین کو زلزلہ ہو جاے دریا کو جوش
وخروش ہو طوفان نوح ظاہر ہوتا ہی اُسکے بیان پر کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہی کسی کو عبرت کسی کو
حیرت کوئی غرق دریاے عجائب کوئی غوطہ زن بحر فکر غرائب بعد چند ساعت وہ گنبد اُسی طرح
دریا مین غائب ہو جاتا ہی بس میلہ درہم وبرہم کسی کو شادی کسی کو غم اُس گنبد کو گنبد بے نور کہتے ہین
بیچ مین اُس گنبد کے حکما نے اپنی صنعت سے ایک دریچہ بنایا ہی وہی باغ سیماب کا راستہ ہی
حضور کو وہی منزل گنبد عجائب درپیش ہی غلام کو سب سے زیادہ پس وپیش ہی خواجہ عمرو نے
سرجھکا لیا بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا کہا اي باغبان تم بھی تو ساتھ چلوگے اس راہ خوفناک مین
ساتھ دوگے باغبان نے کہا خواجہ یہی تو دشوار ہی غلام اس مقدمے مین مجبور وناچار ہی گویا یہ
منزل عدم ہی دوست وعزیز ساتھ نہین دے سکتا یار وفادار کا کام نہین جسقدر معلوم تھا عرض کیا

یہ بھی عرض کیے دیتا ہوں اگر آپ رک گئے اور داخل گنبد نہوئے پھر سال بھر کامل انتظار میں
گذریگا درمیان سال میں وہ گنبد کہاں اس حوالی میں ٹھہرنا دشوار ہوگا کہیں مقام قیام نہیں ہے جبکہ
کہ جب خدا آپ کو منزل مقصد پر پہونچا یگا یقین ہی کہ ہم بھی راہ دور و دراز طی کرکے حاضر ہوں
آیندہ جو منظور پروردگار خواجہ خاموش ہو گئے باتیں کرتے ہوے اُس مقام سے اُٹھے ساتھ
اُسی مجمع عام کے چلے مگر عمرو غرق دریاے تحیر غواص بحر تفکر سوچ رہا ہی کہ ای عمرو کیا ہوگا ایسے
مقام عبرت خیز پر کیونکر جانا ہوگا دل سے یہ باتیں کر رہے ہیں اپنے جلنے کے الم میں ٹھنڈی
سانسیں بھر رہے ہیں بعد قطع منازل وطی مراحل بوقت شام یہ سب ناکام راہ کو طی کرکے قریب
دریاے قہار و زخار پہونچے عمرو نے دیکھا کنارے اُس دریاے زخار کے ریتی کا میدان وسیع
سبزا بیاشوالہ بنا ہوا شوالوں میں سونے چاندی کے بت تختہاے زرین پر آراستہ گھنٹے نواز
ناقوس نواز ہزار در ہزار دوکانیں بیشمار میلہ جما ہوا بارگاہیں خیمے سراپردے استاد رئیس وامیر
بارگاہوں میں داخل ہیں سامان عیش و نشاط جا بجا مہیا بازار کھلی ہوئی روشنی بحساب خریدار
نایاب ایک گوشے میں آکر باغبان وغیرہ ٹھہرے باغبان نے کہا خواجہ اگر خدا نے فضل
کیا اور اس راہ پر خطر کو آپ طی کر گئے باغ سیماب میں پہونچے کرور در کرور روپیہ کا اُس باغ میں جواہر
ہی زبانی افراسیاب کی سنا ہی کہ ساٹھ طاؤس یاقوت احمر کے خزانے میں سیماب کے ہیں اگر
سیماب جادو مارا گیا یا گرہ تیغ شرربار طلسم کشا سے اُڑ گیا وہ سب طاؤس آپ کو ملینگے اب
اسوقت فرش نکالیے عمرو نے کہا آپ ہی وہاں جائیے جواہرات کی فکر میں نقد جان گنوائیے
فرش تو میرے پاس نہیں ہی مگر کہیں سے کرایہ کا لاؤں باغبان نے کہا جیسا مناسب ہو عمرو نے
کہا کرایہ دلوائیے باغبان نے کہا یہاں تو ہمارے پاس حاضر نہیں ہی لشکر میں چلکر دینگے عمرو نے کہا
تمسک لکھیے باغبان نے کہا یہاں قلم دوات کہاں خواجہ عمرو نے کہا سب حاضر ہی دو دو ہزار
کے رقعے سب کے سامنے پیش کیے سب نے مُہریں کردیں خواجہ نے رقعے زنبیل میں رکھے
اُٹھکر ایک جانب گئے بعد تھوڑی دیر کے ہنستے ہوے آئے کہا چلو دیکھو روپیہ بھی کیا چیز ہی
جنگل میں منگل ہی باغبان وغیرہ خواجہ کے ساتھ ہوے تھوڑی دور پر جاکے دیکھا سامنے میں
نخلستان کے ایک خیمہ استاد سراپردے اُٹھا کر اندر آئے دیکھا وہ خیمہ مثل عروس شب اول

آراستہ بیچ مین ایک مسند فرش معقول گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کل سامان عیش ونشاط مہیا ہی سب نے خواجہ عمرو کے ہاتھ چوم لیے بہار نے کہا خواجہ بخدا آپ کا عدیل ونظیر نہین کوئی ایسا دنیا مین صاحب تدبیر نہین خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھولا پاکر تم صاحبون نے خوشامد کرکے بنالیا ہی مین کمبخت اگلے وقت کا آدمی خوشامد پر پھول جاتا ہون اب ملکہ بران شمشیر زن کو مسند پر جگہ دی سب آکر بیٹھے پردہ خیمے کا اُٹھا دیا میلے کو ملاحظہ کررہے ہین ہرست گانے کی آوازین آتی ہین شباشب میلے والے چلے آتے ہین وہ رات دن سے بہتر ہی شوالون کے دروازے کھلے ہوے پوجے پاٹ کا ہنگامہ ملکہ بُران نے ملکہ بہار سے اشارہ کیا کہ خواجہ سے کچھ گواؤ منظور نظر بادشاہ اسلام ہو تمھارا کہنا ضرور مانینگے ملکہ بہار نے کہا ملکہ مخمور تم زیادہ گستاخ ہو خواجہ عمرو سے کہو آپسمین کھسر پھسر جو ہوئی خواجہ نے کہا کیا ماجرا ہی کچھ ہم سے تو بیان کرو مخمور نے کہا حضور آفت مین تو مبتلا ہر دم موت کا سامنا جو گھڑی ہی غنیمت ہی اسوقت سب صاحبون کی یہی خواہش ہی کچھ گائیے کسی طرح یہ رات بسر ہو خواجہ نے منھ پھلا کر کہا صاحب مین کوئی گویا نہین ہون ہزارون طائفے میلے مین موجود ہین روپیہ دیجیے مین بلا لاؤن مخمور نے دو انگوٹھیان یاقوت احمر کی اُتار کر سامنے خواجہ کے پیش کین کہا حضور یہ انگوٹھیان آپ کے لائق ہین خواجہ عمرو نے کہا بیٹا خوشی تمھاری ای مخمور تیرا ملال مجکو بہت ناگوار ہی چند اشعار تمھاری خوشی سے گاتا ہون یہ فرما کر خواجہ گنگنائے اور یہ غزل عبرت آمیز شروع کی غزل نسیم

ہوئین جب بند آنکھین خوف پرسش کا یقین آیا — ہوے بیدار جب ہم وقت خواب واپسین آیا
اُٹھے شعلے درون سینے سے تعظیم مین میرے — سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا
تڑپ کر رات کاٹی بھی مگر افسوس وہ ظالم — نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا
وہ تھا محروم راحت مین وہ مقتول جفا تھا مین — کہ ایذا ڈھونڈھنے کو جو کوئی آیا یہین آیا
نپایا کوئی مجھسا بے زبان شاید زمانے مین — کہ ناصح سرزنش کرنے کو جب آیا یہین آیا
وہان تم گھر مین بیٹھے ہم نے توبہ کی محبت سے — یقین عصمت کا دھیان آیا ہمین بھی پاس تک
ملا اعلی سے اعلی پست پستی سے ہوا باہم — فلک پر روح آپہونچی بدن زیر زمین آیا
نہ ڈالی آنکھ مین نے اسقدر تیرا تصور تھا — فرشتہ موت کا سو سو طرح بنکر حسین آیا

کہاں تک شکر ہو او صید افگن تیرے احسان کا ۔ کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا
ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا ۔ بہار اپنی دکھانے کو نسا خلوت نشین آیا
نہیں ای جائے آبادی یہ ویرانہ ہے او غافل ۔ ہوا کم زور راہی اس مکان مین جب مکین آیا
خدا کی یاد تحفہ ہے جہان سے جانے والونکو ۔ وہی کچھ لے گیا دولت جسے کچھ پاس دین آیا
ادب او نالۂ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا ۔ ٹھہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا
خبر اپنی نہ رکھی اور کا کیا حال بتلاتا ۔ ہدف ہو کر گیا اس کوچے مین جب شانہ بین آیا
غرض کیا تشنۂ دیدار کو ہے اس سے ای ساقی ۔ اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا
اذیت دوست ہے ہر چند لیکن دل بہلتا ہے ۔ سبب کیا ہے ابھی تک ناصح مشفق نہیں آیا
پھر آئی فصل گل اٹھکیلیان کرتے ہیں دیوانے ۔ ترقی پر ترا سودا ے زلف عنبرین آیا
کلام معترض کی جا سخن مین ہم نہیں رکھتے ۔ گیا محروم ہو کر جب کوئی یان نکتہ چین آیا
نسیم اک اور بھی رنگین غزل اسطرح مین پڑھیے ۔ کہ اب تک جوش مضمون کا طبیعت مین نہین آیا

ملکہ ہجران تو چوٹ کھائی ہوئی ہیں خیال وصل سے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے نا امیدی کی امید ہجران دیدۂ جاوید ضعف کو قوت زورون پر نقاہت ہر روز ہجر کی شب کا سامنا امید و بیم کا معاملہ اس مقدمۂ خاص مین نہ مونس نہ ہمدم زار و نزار دل زدہ و منزل سے ہر وقت تکرار کہتی ہین او خانہ خراب یہ کیا کیا ہمین آفت مین مبتلا کیا یہ اشعار عاشقانہ جو سُنے دل بھر آیا آنکھون سے دریا ے اشک جاری ہوا اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی دل بیتاب کی طپش بڑھی آہ نے سر کھینچا نالۂ دل فلک پر چلا ملکہ محمودہ و ملکہ بہار ایک اشکبار ایک بیقرار باغبان قدرت مبہوت مثل تصویر سکوت وہ رات اسی حال مین گذری ناخدا ے کشتی روز یعنی مہر گیتی افروز دریا ے نیلگون سپہر بوقلمون سے شناوری کرکے تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا۔

اشعار در صفت صبح

سیاہی شب بیرنگ چون شد از نظر غائب ۔ غبار رنگ ظلمت محو شد از عرصۂ غبرا
سحر کہ جانب مشرق برآمد از ید بیضا ۔ فروغ برق رنگین شاہ شام شد پیدا
فرو شد لشکر انجم درین سیماب گون دریا ۔ جہانگیر از تجلی جمال خویش نورانی

خواجہ نے وضو کرکے نماز ادا کی بخضوع و خشوع ہاتھ اٹھا کے دعا کی ای ستار العیوب و ای دافع البلیات کیا کیا تیری بندہ نوازیان کارسازیان بندون پر ہیں

صرف ہوتی ہین ہاتھ پانون چشم و گوش عطا فرمائے کاروبار دنیا مین کامل ہوئے کیا کیا شرف حاصل ہوئے نظم

کیا پایۂ منت سلیمان
افسون شہنشہی سکھایا
ذی عقل بسیط اسکا پرتو
عالم ترا عجز نے دکھایا
یان عقل ہی گم کہ بس تجھی کو
یعقوب کو مدتون رلایا
یان شعلے کو سرکشی کی کیا تاب
کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا

اک بات مین تخت پر بٹھایا
اب بھی نظر اس مجاز مین ہی
ذی نور مجرد اسکا سایا
ہر جا پہ ہی تیرا جلوہ لیکن
پایا ہر شی مین پر نہ پایا
یوسف سے عزیز کو کئی سال
ابلیس کو خاک مین ملایا

کیون شکر کرین نہ آل داود
کیون مہر نگاہ مین سمایا
سبحانک یا الٰہ عالم
دیکھا تو کہین نظر نہ آیا
اللہ ری تیری بے نیازی
زندان عزیز مین پھنسایا
تجکو ہی سزا ہی کبریائی

ای رہبر خضر و الیاس ای قابل شکر و سپاس بخیر و عافیت منزل

مقصود پر پہونچانا جادہ گمراہی نہ دکھانا اسد غازی منصور و مظفر ہو یہ مرحلہ سخت و صعب سر ہو ملکہ بران وغیرہ دیکھ رہی ہین کہ اس مکاری غداری پر کسقدر خواجہ کا قلب صاف ہی مقام انصاف ہی ادھر ہاتھ بلند کیے آنسو چشم حق بین سے بہنے لگے نماز سے فراغت کر کے خواجہ اٹھے با بہانے عیاری سے چست و چالاک ہوئے خیمے سے باہر نکلے سب سردار ساتھ ہین باغبان قدرت خواجہ کے پہلو پر بیٹھا تھا ہوا کہ خواجہ تامل نہ فرمائیے گا گنبد بے نور مین فوتا جائیے گا اب وقت بہت قریب ہی لائق ملاحظہ یہ معاملہ عجیب و غریب ہی کنارے دریا کے اسوقت ہنگامہ عظیم برپا ہی غریب و امیر و فقیر و وضیع و شریف شہری و بازاری سب طرح کے لوگ جمع ہین دریا پر سب کی نگاہ ہی سوا پہر دن نہ آنے پایا تھا کہ دریا مین تلاطم ہوا معلوم ہوتا تھا کہ طوفان نوح کا ظہور ہونے کو ہی ہر گرداب چشم خونخوار ہوجائے دریا تیغ ابدا لاکھون مچھلیان تڑپ مین نہنگ نکلے مگر گھبرائے ہوئے گھڑیال گھڑی گھڑی ابھرتے تھے مردمان آبی فریاد کرتے بعد تلاطم امواج دریا ساکت ہوا وسط دریا مین چمک ہوئی اول ایک تجلی ظاہر ہوئی بعد تجلی کے شمسہ مثل آفتاب چمکتا ہوا ظاہر ہوا گنبد زبرجدی دریا سے ابھرا چشم زدن مین پانی پر قائم ہوا ضیائے گنبد زبرجدی پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی ہر خرد و بزرگ و ادنیٰ و اعلیٰ پیر و جوان صدائے یا سامری یا سامری دینے لگے پھول دریا مین پھینک رہے ہین

کوئی دوڑ کر سبز پتے لایا کسی نے مٹھی بند کر کے دریا مین کچھ چھوڑا بڑا کار ثواب کیا گپت دان دیا پتلی نے آواز دی ای بندگان سامری و جمشید ای پرستاران ماہ و خورشید ای مطیعان لات و جبل ای پیروان ملت و مذہب جہل آگاہ ہو گوش ہوش سے سُنو یہ سال انقلاب ہی سامری پرستون کو اضطراب ہی اس ممالک مین اور مذہب شائع ہو گا تمھارا ریاض مدتون کا ضائع ہو گا آب و ہوائے طلسم ہوشربا خلاف ہی مزاجون مین سامری پرستون کے اختلاف ہی خرابی بربادی قریب ہی معاملہ عجیب و غریب ہی خواجہ دیکھ رہے ہین کہ بیچ مین گنبد کے ایک دریچہ ہی مثل چشم مارے کھلا ہی پتلی کی جانب سب دل و جان سے متوجہ ہین اُسی سمت دیکھ رہے ہین پتلی پکار رہی ہی ایہا الحاضرین ای مشاقین و ناظرین افراسیاب بادشاہ تمھارا مغرور ہوا پابند عیش و سرور ہوا رعایا کی فکر نہین عدالت کا ذکر نہین رعیت برباد حاکم مثل جلاد چور ٹھگون کا زور بدمعاشون کا زمانہ کوتوالی کو رشوت کھانے کا بہانہ جب کسی غریب کے یہان چوری ہوئی کوتوال صاحب برائے تحقیقات آتے ہین جسکے یہان چوری ہوئی اُسی کے عزیزون کو دھمکاتے ہین کسی بیچارے غریب کو پکڑ لیا کہا یہ بدمعاش ہی کسی طرح چار پیسے لینے ہی کی تلاش ہی حاکم لوگ رشوت کھاتے ہین چور اُچکے مزے اڑاتے ہین کچہریون مین ہر بونگ پڑے ہین نامنصفون کی ناانصافی کے جھنڈے گڑے ہین آشنا ناآشنا نام دوست مثل کیمیا زر قلب کا چلن ہر شخص مہوس ہمہ تن بھائی کا بھائی دشمن ہی باپ کا بیٹا رہزن ہی رنگ باغ عالم دگرگون بدعت و جور باغبان سے گلون کا کلیجہ خون جانور بیچارے پتون مین چھپتے ہین چڑیمار لاسا ٹکی لیے پھرتے ہین ای سامری پرستو آج کا میلہ آخری ہی آنکھین کھولکر دیکھو ہم آج سے اس جلسے مین نہ آئینگے غرق دریائے فنا ہو جائینگے آج اس جلسے مین وہ شخص آیا ہی کہ جسکے نام سے ساحرون کو تپ چڑھتی ہی اسکے ہاتھ سے ملک سامری پرستان برباد و تباہ ہوے کیسے کیسے ساحران جلیل مارے گئے جو کچھ سامری و جمشید لکھ گئے ہین اُسکا اثر ظاہر ہوا اس جلسے مین سر بریدہ جادوگران وریش تراشیدہ کافران آ گیا نام و مقام سنو آنکھین کھولکر دیکھو سامنے لباس سبز پہنے کھڑا ہی کون پہچان سکتا ہی ساحر کشی اُسکا کام صاف صاف یہ ہی کہ عمرو عیار اُسکا نام ہی تمام اہالیان

جلسہ اس کلام حسرت انجام پر گھبرا گئے چہار جانب دیکھنے لگے **باغبان** نے کہا خواجہ بسم اللہ اب اپنے کو جست کرکے کھڑکی میں پہونچایئے اب تامل نہ فرمایئے دیکھیے گنبد لہرایا وقت اُسکے غرق ہونے کا قریب آیا مثل مشہور ہی قطرے کا چوکا گھڑے ڈھلکا سے تو کیا ہوتا ہی اور تیلی نے بھی آپ کا نام صاف صاف لیا سارا میلہ آپ کا جویا اگر دیکھ لینگے زندہ نہ چھوڑینگے ہم لوگ آپکے تابعدار مشہور ہین اس راہ مین ہم نہایت مجبور رہین جہان موقع ہوگا اپنے کو آپ کی خدمت مین پہونچائینگے جان نثار کرنے ضرور آئینگے خواجہ **عمرو** نے دیکھا حقیقت مین تیلی کے ساکت ہوتے ہی گنبد زبرجدی مین جنبش ہی غرق ہونے کی کوشش ہی بس **عمرو** نے مرنے پر کمر چست باندھی ہتھوہتو کہکر نعرہ کیا ای ساحران غدار وای کافران نابہنجار منم نہنگ بحر عیاری دُرِ بے بہاے صدف قلزم طراری قاتل کافران سرکوب ساحران جہان فاتح ملک خلقی آباد و برباد کن ملک زبرجد نگار دافع بدعت وناموس و شمشمش منہدم کن بناے قصور ظالمان سرکش نامی دنامدار **عمرو** عیار حمزہ ذی وقار ای ساحران تیرہ درون دیکھ لو پھوٹی آنکھون سے کہ گنبد بے نور مین جاتا ہون اور طلسم کشا ساتھ ہی یہ بھی آگاہ ہوجاؤ انشاءاللہ جاکر لوح لیتا ہون **افراسیاب** نابہنجار کو شکست دیتا ہون اس آواز کو سُنکر تمام ساحرون نے اس جانب دیکھا ایک شخص دُبلا پتلا ناٹا کلاہ نمدے کی سر پر نمدے ہی کا کرتہ زیب جسم ازار ایک جانگھیا کھاروے کی پہنے ہوے اسمین رنگ لگے ہوے ناریل سا سر کلّے سے گال زیرہ سی آنکھین مروارید سے دانت طباق سا پیٹ تاگا سی گردن رسی سے ہاتھ پانون جھینگر کے دھڑ تلے کا تین گز کا اور سر کا منڈلا نوگز کا پیادہ مگر شطرنج کا پیادہ ہی بادشاہ کو دور کرتا ہی اس صورت زیبا طلعت جہان آرا کو دیکھکر تمام ساحران بدسیر گھبرا گئے پیشانیون پہ پسیاؤن کے موت کے پسینے آگئے اپنے خداوندون کو پکارنے لگے یا لات اعلی منات معی تیتہ مینے دُم خبیثہ سر گاے کا بچھڑا لوٹک لوٹا کھوٹک جھوٹا ارل خرل خیرا ڈُباای پونے دوسو خداوند مدد کو دوڑو دیکھو یہ ساربان زادہ گنبد بے نور مین جاتا ہی روح کو تمہاری ستاتا ہی اس ظالم کو رو کو لوح کی تلاش ہی بڑا بدمعاش ہی قتل کی آپکے بندون کی فکر ہی سرگلی کو۔ مین ہی ذکر ہی زمانہ انقلاب کا آیا کاہنون کا قول

کرسی نشین ہوا یہ سب غل مچاتے رہ گئے مگر یہ ہزبر بیشۂ جرأت صاحب سطوت و لیاقت جانباز
سرفروش بحر عیاری کا جوش کسی جانب متوجہ ہوا نام خدا الٹی کا پچکا جست کی جیسے طائر اڑتا
ہوا جاتا ہو تاک کر اسی کھڑکی میں داخل ہوا عمرو تو گنبد بے نور میں گرا مگر باغبان قدرت وغیرہ
کی جانب سب ساحر و غیر ساحر بلوہ کر کے چلے نام لیلے کے پکارتے تھے نعرے مارتے تھے
یار و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و دختر کوکب
روشن ضمیر ملکہ برّان شمشیر زن یہ سب موجود ہیں راہبری کر کے لائے نہیں معلوم باغ غافل
و ہوشیار سے کیونکر گذر رہے ان سب کو مار لو زندہ نہ جانے پائیں عمر بھر یاد کریں یہ کہتے
ہوئے طرف باغبان وغیرہ کے چلے باغبان قدرت سب کو سمجھا چکا ہو کہ یہ مقام
لڑنے کا نہیں ہی نکل چلنا مناسب ہو فوراً اب نے سحر کیے زمین کے طبقے پھٹے چشم زدن
میں سب کی نگاہوں سے مخفی ہو گئے سب بیچارے سر پیٹتے خاک اڑاتے طرف اپنے
اپنے مسکن کے روانہ ہوئے تودۂ دل تیر غم و الم کے نشانہ ہوئے ہر ایک ذکر کرتا تھا
کہ یارو کیا بلا کا عیار ہی بڑا طرار و فرار ہی کس دھوم سے داخل گنبد بے نور ہوا سب کو
رنج و ملال میں دیکھا اب آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اب یہ میلہ عمر بھر ہوگا روح سامری کو صدمہ
دیا عیش میں ہم سبھوں کے خلل پڑا غور سے افراسیاب کے یہ روز سیہ دکھایا کہ عمرو
کو گنبد بے نور کا پتا ملا ہم لوگ جانتے تھے مسلمان عمر بھر لڑینگے مقام و نشان لوح نہ پائینگے
یہ تو سب اس طور سے شکایت سامری و جمشید و افراسیاب کرتے ہوئے جاتے ہیں

اب حال خواجہ سے نظم درین پردہ آواز نالم جو نی	سخنی فغانی کہ آمد بجان باحوال جم یا باحوال کی	درین زیر نہ پردۂ آسمان کوکب درخشان بیج نظر

نیر تابان فلک ہمت آفتاب عالمتاب چرخ متانت ماہ شب افروز آسمان جرأت یعنی
خواجہ عمرو جب گنبد بے نور میں داخل ہوئے یہ معلوم ہوا کہ میں کسی بلندی پر سے کودا
اندھیرا انتہا کا بعد عرصۂ دراز پاؤں زمین پر قائم ہوئے نگاہ اٹھا کے دیکھا نہ نشان
دریائے قہار معلوم ہوتا ہی گنبد بھی معدوم ایک صحرائے ہول خیز وحشت انگیز ریتی کا جنگل
کہیں نشان انسان و حیوان نہیں درخت بے برگ و شاخ صحرائے ریگستان وسیع و فراخ

جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی دشت ہولناک بے خس وخاشاک ہوائے گرم کے جھونکے
چل رہے ہین تمام دشت کرۂ آہنگران ہر شجر خوف ہوائے گرم سے مثل بید لرزان اس
مرز وبوم شوم مین صدائے بوم نہین ہر ذرہ مثل شعلۂ جوالہ چمک رہا ہی اگر جسم پر پڑگیا قلب
تھرایا سوزش جہنم کا ذکر آیا خواجہ عمرو کو پیاس نے بیقرار کیا جستجوے آب مین چہار جانب
دوڑنے لگا آب اس دشت آتش بہار مین نایاب چشمۂ آفتاب پر نگاہ پڑتی ہی اُس سے
سیرابی غیر ممکن اس دھوپ مین ہر ایک سمت براے آب دوڑ دھوپ کرتا ہی پیاس
کی شدت مین نہ جیتا ہی نہ مرتا ہی طپش قلب ترقی پر ہونٹھون پر جان مضطر کئی کوس کا میدان
طی کیا مگر پانی دستیاب نہوا جاتا ہی کوئی مقام سایے کا ملے لمحہ بھر آرام لون اس سوزش حرارت

نظم
ت جان بچاؤن سایہ غیر ممکن | دشت پرہول ہر طرف سنسان | مسکن خوف وبیم ہو کا مکان
بونڈے گردباد کے ہر جا | کرۂ نار دھوپ سے صحرا | تابش آفتاب ذرون پر
ذرے اسپند دشت سب مجمر | خواجہ اس قدر اس دھوپ مین گھبرائے کہ پیاس سے

لبون پر دم آیا سوزش وحرارت سے قلب تھرایا دن سارا اسی دوا دوش مین گذرا تمام
تیرہ روزگار کا اسی دشت ہولناک مین سامنا ہوا سمجھے تھے کہ اب آرام ملیگا ایک مقام پر
عمرو ریتی مین بیٹھ گیا جھونکے ہوائے گرم کے پہلے موقوف ہوے یہ پھُکا جاتا ہی شب کو اوس
زیادہ مصیبت کا سامنا ہوا اندھیرے سے دل گھبرایا کالی بلا سے پالا پڑا روشنی کا کہین
نام نہین غولان بیابانی دوڑتے پھرتے ہین آنکھین اُنکی مثل مشعل کے روشن براے مسافران
رہزن کہین مار سیاہ گھبرائے بانبی سے نکلا ہی اوس جانے کی فکر کر رہا ہی اُس وادی جنم مین
اوس کمان مار سیاہ کے کلیجے مین چھری غم کی گڑی اسپر بھی اوس پڑی کہین اژدر آتش فشان
ریتی مین لوٹتا ہی اپنی آگ مین آپ جلا جاتا ہی آسمان پر بھی اندھیرا چہار طرف سے غم والم نے
گھیرا تڑپ تڑپ کے وہ رات عمرو نے بسر کی جگنو ٹھیرا نیر اعظم کے نکلتے ہی ہوائے گرم
چلنے لگی خواجہ عمرو کا جب بھوک پیاس سے [illegible] حال ہوا انتہا کا غصہ آیا خیال مین گذرا
ہم تو آٹھ پہر سے بھوکے پیاسے مر رہے ہین [illegible] وضع تمام نعمت خوری زنبیل مین
کر رہے ہین ہم پر یہ مصیبت آپڑی [illegible] ہوتے ہوے [illegible] آکھے ہونگے

ای خواجہ جو ہم سوچے تھے وہی ہوا ملازمان **افراسیاب** پردے مین دوستی کے دشمنی
کر گئے اس صحراے آفت خیز مین پھنسا دیا اب **افراسیاب** سے جا کر کہینگے **عمرو** کو ہم نے
مارا آگ لگے گنبد بے نور کو عمر بھر عیاری کی ہم بیچارے بھولے آدمی مکر کو مکارون کے نہ سمجھے
گنبد بے نور مین چل دیے کود پڑے وہ بیچاری تپلی خیر خواہ تھی اُسنے نیک و بد سُنا دیا ہمارے
قیاس مین نہ آیا خیر خدا اُن کمبختون سے سمجھے گا ایک دن مکار جہنم مین جائینگے مجھ غریب کو مار کر
کیا پائینگے ایسے ایسے خیال کر کے بیچ جنگل مین کھڑے ہین پانون مین آبلے پڑ گئے ہین زنبیل سے
برق و **ضرغام** کو نکالا جیسے ہی وہ زنبیل سے نکلے دشت ویران کو دیکھکے گھبرا گئے ضرغام
تو چپکا کھڑا ہی مگر **برق** تو بڑا تیز ہی پوچھا اُستاد یہ کیا مقام ہی کیا اسی دشت کا وادی جہنم نام ہی
عمرو نے کہا میری پاپوش جلنے گنبد بے نور مین کودا تھا اس ریگستان مین آ کر نکلا **باغبان**
وغیرہ پھنسا گئے جعلسازون نے دام تزویر بچھایا مجھ بیچارے بھولے غریب سے کہدیا صاحب
یہی لوح ملنے کا راستہ ہی مین اُنکے دام مکر مین پھنس گیا بے سمجھے بوجھے پھاند پڑا آج تین دن
گذرے کہ آب و دانے کا نام نہین گرمی سے یہان کی کلیجہ بھن گیا مین تو اب نوبت بجان
وکارد باستخوان ہون آپ دونون صاحبون کو اسواسطے نکالا ہی کہ میرے پاس سے جائیے
برق نے کہا اُستاد نہ گھبرائیے ہم جانبازی کو حاضر ہین رزاق مطلق آب و طعام بھی پہونچائیگا
رہبر کامل منزل مقصد کا چہرۂ زیبا دکھائیگا علام جستجو کرینگے آپ کے تعلیم کردہ ہین کسی مقام پر
رہ نہ جائینگے اگر اصل مین **باغبان** وغیرہ نے ایسا ہی کیا تو انشاء اللہ اُنسے بدلہ لینگے اُنکو
بھی کسی مصیبت مین پھنسائینگے اب گھبرانے سے کیا فائدہ آپ نے بہت خوب کیا
ہمکو نکال لیا اصلاح کر کے کوشش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے باغبان قضا و قدر
پھر نہال کریگا نخل تمنا ہوے لے پھلیگا خواجہ نے کہا بس بس زیادہ نہ باتین بناؤ میرے سامنے
سے دفعان ہو اب اُن پھنسانے والون کو ہم کہان پائینگے جو سزا دینگے آپ بڑے قانع
ہین بے صبر ہونے سے مجکو مانع ہین مجکو زبان درازی زیادہ نہین پسند آتی ہی بھوک پیاس
سے میری جان جاتی ہی بڑے شاگرد رشید ہو فرزند سعید ہو لاؤ کھانا کھلاؤ پانی پلاؤ **برق** نے
کہا اُستاد ہمارے جدا ہونے سے آپ کو کیا حاصل ہوگا یہ فعل سراسر لاطائل ہوگا حضور بقول شاعر

شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ✤ پراگندگی آرد انبوہ را ✤ مصرع صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد ✤ عمرو نے کہا بڑے صابر و جابر ہو میرے سامنے سے جاؤ بھر صبر و جبر کرو میں اپنی جان سے بیزار ہوں بھوک پیاس سے بیقرار ہوں جسپر تین دن گذر رہے ہوں اُسکے دل سے پوچھیے تم زنبیل میں تھے اُستاد کے شاگرد بنکر خوب مزے اُڑاتے ہونگے آب سرد پیا ہوگا میوے تر و خشک کھائے ہونگے چبا چبا کے باتیں کرتے ہو مجھے چرب زبانی سے نفرت ہی اپنے حال مصیبت مآل پر بڑی حیرت ہی ہائے میں نے اُن نالائقوں کا کیوں کہنا مانا اپنے کو اس مصیبت میں پھنسایا برق تو منت کر رہا ہی مگر ضرغام نہایت آتش خو شعلہ مزاج ہی کہا بہت اچھا واللہ نامدار ہم جاتے ہیں آپ کاہیکو خفا ہوتے ہیں پروردگار ہمکو اس کرۂ جہنم سے نکالیگا بعد مصیبت کے راحت ہوگی کھانے کی فکر پانی کی جستجو کرینگے رزاق مطلق رحم کرے گا خواجہ عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے مارے کہا کیوں بے نالائق جوانا مرگ ہم اپنی مصیبت میں ہیں ہم سے زبان لڑاتا ہی اس گرمی میں شعلہ مزاجی دکھاتا ہی پال پوس کر جوان کرو یا جاؤ کما دکھاؤ کبھی کوئی ٹکڑا باپ کو بھی دینا نصیب ہوا میرے ٹکڑے کھا کھا کے پلے ہو ضرغام نے کہا ہر مہینے کی تنخواہ آپ لیلیتے ہیں کبھی تنخواہ میں کوئی لگا دیتے ہیں ہم اپنی لوٹ مار میں بسر کرتے ہیں ناحق کا ہمپر غصہ ہی ہم کیا کریں کیوں آپ مصیبت میں پھنسے کچھ ہمنے اس مصیبت میں پھنسایا ہی اُسکا غصہ آپ ہمپر اُتارتے ہیں ناحق ہم کو مارتے ہیں عمرو نے کہا ابے تنخواہ کیسی ملکہ مہرخ پر چڑھتی ہی اُنسے کیوں نہیں مانگتے ہماری جاکے طلب کرو تنخواہ کی پیکر باندھو عرضی لکھواؤ منصفی میں جاؤ وکیل کرو محکمۂ اول میں جاؤ اپیل کرو بقول شاعر شعر نہ بلبل ڈگری گل بے دلیل است ✤ وکیل نالہ در فکر اپیل ست ✤ ہم جانتے ہیں تم سب کچھ کرو گے ہمارے مُنھ پر کہہ بیٹھے تنخواہ ہماری یہ نوکری کے لائق ہیں کچھ عیاری بھی آپ کو آتی ہی عیاری کس جانور کا نام ہی عمر بھر کبھی تجکو نہ آئیگا ہمیشہ جوتیاں کھائیگا ضرغام تو یہ سُنکر کنارے ہوا کہا حضور بس گڑے ہوئے مردے نہ اُکھیڑیے ہم ابھی جاتے ہیں ایسا نہو کچھ ہمارے مُنھ سے نکل جائے جہنم کا سامنا ہو آپ کی پرورش تو ظاہر ہی کہیں سے لوٹ مار کر لاتے ہیں وہ بھی تو آپ چھین لیتے ہیں ہم ایسے سعادتمند ہیں کہ دیدیتے ہیں

عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے اور مارے ضرغام بلک گیا روتا ہوا پیچھے ہٹا ہی کوڑا لیکر برق پر چلے برق بھی تڑپ کر بھاگا کہا اُستاد لیجیے جانتے ہیں کوڑے کھانے کی طاقت نہیں یہ کہکر دور کھڑا ہوا اور رو کر کہنے لگا اُستاد اب آپ کو منھ نہ دکھائینگے اس دشت ویران میں بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے ایک دن کے کھانے کو تو ہمکو دیدیجیے عمرو نے کہا اے نالایق میں آپ بھوکون مرتا ہون میرے پاس کیا رکھا ہی برق نے کہا حضرت خضر کا مشکیزہ اور کلچہ آپ کے پاس ہی وہ کیون نہین نکالتے آپ بھی کھائیے ہمین بھی کھلوائیے عمرو نے کہا وہ تو مجھسے چھین لیگئے بزرگان دین کسی کا پاس کرتے ہین اور اگر ہوتا بھی تو مین نہ دیتا اسمین حکم ہی جب آدمی چالیس روز بھوکا پیاسا رہے تب اُس کلچے کو کھائے مشکیزے کا پانی پیے برق نے کہا اُستاد خدا سے ڈریے چالیس دن مین آدمی زندہ کاہیکو رہے گا عمرو نے کہا ہماری پاپوش جانے چاہے کوئی مرے چاہے کوئی جیے لیجیے آپ دونون کے حال پر رحم کرتا ہون ایک سوکھی روٹی خمیری پڑی ہوئی ہی لو آدھی آدھی بانٹ لو برق نے کہا اُستاد ہم دونون جوان ہین آدھی روٹی مین کیا ہوگا ڈاڑھ بھی تو گرم نہوگی عمرو نے آدھی آدھی دونون کے آگے پھینک دی کہا چاہو کھاؤ چاہو مرو یہ کہکر اُسی صحرائے ریگستان مین خواجہ ایک جانب چلے ضرغام نے کہا ای برادر برق قبلہ وکعبہ نے تو چشم مروت پر ٹھیکری رکھ لی نگاہ پھیری اب اپنے مسبب الاسباب کو یاد کرو جستجو مین مصروف ہو مگر نہین معلوم یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی ساتھ رہنا مناسب نہین نام ہمارے اور تمھارے مشہور ہین کل ساحران طلسم ہوش ربا پہچانتے ہین اگر ایک گرفتار ہو دوسرا محفوظ رہے برق کو یہ راے پسند آئی کہا ہان بھائی سچ کہتے ہو یہ صلاح کرکے دونون الگ الگ چلے انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری نے غصے مین یہ کام کیا برق و ضرغام کو اپنے پاس سے نکال دیا اُسی صحرائے پُر ہول مین ایک مقام پر جا کے ٹھہرے سوزش و حرارت دمبدم صحرا کی بڑھتی جاتی ہی طبیعت تسکین نہین پاتی ہی اب سوچے کہ ای عمرو یہ تمنے کیا حرکت کی ایسے عیار خنجر گزار طرار فرار مکار غدار مصیبت جھیلنے والے جان پر کھیلنے والے

اگر ساتھ رہتے قوت بازو زینت پہلو خیر خواہ جان نثار ہزار طرح کا مطلب نکلتا غصے کا کام
خراب ہی ترقی پر اضطراب ہی لاحول پڑھکر رونے لگے پھر جو کچھ خیال آیا پکارتے ہوئے دوڑے
بیٹا برق وضرغام کہاں گئے آؤ میرے پاس چلے آؤ ملول نہو وہ دور نکل جا چکے تھے
اگر سنا بھی تو تساہل کیا اب خواجہ زیادہ بدحواس ہوئے اپنی حرکت پر نفرین کرتے ہیں آخر
مجبور و ناچار مضطر و بیقرار اپنی حرکت ناشایستہ پر منفعل ایک جانب روانہ ہوئے تھوڑی
دور راستہ طی کرکے اُسی صحراے بے آب وگیاہ میں ایک مقام پر عمرو ٹھہرا تین شبانہ روز
عمرو کو گذرے ابھی تک کوئی ساحر و غیر ساحر عمرو کو نہیں ملا اس وجہ سے زیادہ انتشار ہی
دل سے کہتا ہی کہ اے عمرو کاشکے کسی راہگیر سے ملاقات ہوتی تو دریافت کروں کہ کیا مقام ہی
اس بیابان آتش خوار کا کیا نام ہی اب تو جیسی پڑے جھیلنا چاہیے مگر برق وضرغام کا
جدا کرنا بڑی حماقت ہوئی وہ اگر ساتھ ہوتے خبر لاتے اُن کمبختوں سے صلاح کرتے اب وہ
بیچارے بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجاینگے اے عمرو عقل پر بھی زوال ہی اب فرزند
و شاگرد کے واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اس غربت میں آخر کیا گذرے گی اس سوچ
میں خواجہ کھڑے تھے کہ دور سے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گھبرایا ہوا چلا آتا ہی مگر بدحواس
مثل صید خائف چوکنا ہر ایک جانب گھبرا کر دیکھتا ہوا صاف ظاہر ہی کہ پانی کی جستجو اُس
بے آبرو کو ہی وہ ساحر قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے آواز دی ابے او ساحر کہاں جاتا ہی ادھر آ
ہمیں کچھ تجھسے پوچھنا ہی وہ قریب آیا کہا بھائی صاحب آپ کیا شیرین زبان ہیں ابے تبے
کیسی کسی مرد آدمی کو یونہیں پکارتے ہیں عمرو نے کہا ہماری یہی زبان ہی تیرے باوا کا اجارہ
ہی ہم سے باتیں نہ بنا جلد بتلا یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی کون یہاں کا حاکم ہی کون
یہاں ناظم ہی اُسنے کہا صاحب ذرا زبان سنبھالیے بیہودہ کلمے مُنھ سے نہ نکالیے اس سرزمین کو
سرحد سیمابیہ کہتے ہیں ہمارے حاکم کا سیماب جادو نام ہی شہنشاہ افراسیاب کا قوت بازو
ساحر خوش خو و نیک خو لوح طلسم ہوش ربا کا حاکم اس ملک کا ناظم آپ کون صاحب ہیں کیا
کسی بڑے بادشاہ کے مصاحب ہیں جو چبا چبا کر باتیں کرتے ہیں دم یکتائی کا بھرتے ہیں
عمرو کو دل لگی سوجھی کہا کیوں جی تم مجکو دیکھ رہے ہو میرا چہرہ کیسا ہی قد و قامت کتنا بڑا ہی

اسنے کہا صاحب آدمی معلوم ہوتے ہو عمرو نے کہا او ناری تو نے مجکو نگاہ بھر کے دیکھا جلکے
خاک کیون نہوا بدولت کا نام قہر و غضب سامری ہی رگ رگ مین آگ بھری ہی مگر دیکھو اب
تجکو جلاتا ہون اور ابھی تجکو خاک مین ملاتا ہون یہ کہکر آنکھین نکالین سرخاب جادو گھبرا کر
بھاگا عمرو پکارتا ہوا پیچھے دوڑا لے او سرخاب ٹھہر جا ایک بات سُن لے تجکو آدھا جلاؤنگا
نصف ٹھنڈا رہیگا سرخاب جادو پر پروانہ پیدا کرکے اُڑ گیا نظرون سے مخفی ہوا عمرو نے
پھر اپنے فعل پر نفرین کی دل سے کہتا ہی کہ ای عمرو تجکو کیا ہو گیا ہی عقل پر بالکل پتھر پڑے عیاری
مکاری سب بھول گئے اتنا بڑا انشان پایا مناسب تھا اُسکو گرفتار کرتے اُسکی صورت بن کے
باغ سیماب مین جاتے افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا غضب ہوا مین بالکل بیوقوف ہوگیا
عمرو دل سے باتین کرتا ہوا پلٹا مگر حال اس سرحد کا سماعت فرمائیے سرخاب جادو جو عمرو
سے خائف ہو کر بھاگا باغ سیماب مین آیا واضح ہو کہ سیماب باغ سیماب کا حاکم ہی وسط باغ
مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت تکلف سے آراستہ اُسپر سات گلدستے جسمین گلہائے
عجائب و غرائب پتیان سر سبز نہایت نیرنگ سازی گلگون طرازی سے درست کرکے رکھے
ہین اُن گلدستون پر افراسیاب خانہ خراب نے ایک ابر سیمابی درست کیا ہی تاثیر اُسکی
یہ ہی کہ افراسیاب نے سیماب جادو سے کہدیا ہی کہ جب عمرو مع اسد غازی سرحد
باغ سیماب مین پہونچے گا ابر کو جنبش ہوگی اور جب خاص اندر باغ کے وہ باغی داخل ہوجائیگا
ابر سیمابی رنگ تازہ دکھائیگا یعنی چرخ ماریگا یہ علامت قرار پاچکی ہی سیماب جادو بارہ دری
مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ باغیون نے بہت سر اُٹھایا ہی طلسم کشا کو رہا کر لیا سیماب اپنے
رفقا کو جواب دیتا ہی رہا ہونا اسد کا بیکار ہی لوح نہین دستیاب ہوسکتی کون مرحلہ غافل و
ہوشیار فتح کرے گا باغ باغبان سے کیونکر گذریگا دیوانہ شری بنکر ٹکرائیگا بو سے پھولون کی
مست ہوجائے گا اگر باغبان قدرت نے اپنے باغ کو خود مٹایا گنبد بے نور مین داخلہ مشکل
ہی کون ایسا مرد کامل ہی اگر ایسا بھی ہوا صحرائے سیمابیہ مین گرمی سے مرجائیگا تشنگی نہ سہہ سکیگا
بعض کہتے ہین حضور عمرو بڑا عیار ہی نہایت مکار و غدار ہی شہنشاہ عیاران قاتل ساحران
لقب ہی بڑا بیڈھب ہی ملکہ مخمور صاحب مسلمان ہوچکی ہین اس مقام کی رازدار ہین بڑی

ہوشیار ہین ملکہ بہار جادو بھی ایک بغاوت دکھا چکین سیر گلشن اسلام مین مصروف ہین انکی
ذات پر بڑے بڑے کام موقوف ہین باغبان قدرت قوت بازوے افراسیاب بھی
شریک ہوا ہی بہار و باغبان کا ساتھ ٹھیک ہوا افراسیاب ایسا غافل ہو ان تینون
کے قتل واجب و لازم تھے سیماب نے کہا افراسیاب بڑا ساحر نامی شہنشاہ گرامی ہی جسمین
چاہے گا لڑائی کو فتح کریگا لاشون سے میدان بھر دیگا اپنی اپنی عقل کے موافق ہر ایک کا کلام ہی
سیماب نے کہا یار وہم تک نہین کوئی آسکتا اور مین کسی سے پایہ کم کا نہین رکھتا باغبان مجذوب
و بہار کیا چیز ہین افراسیاب کو غرض ہی مین گلشن بہار کا گلچین نہین ہون کہ مین اُنکی صورت
زیبا دیکھکر اشعار رنگین پڑھون میان باغبان کا پاس کرون بی مخمور کی نشیلی آنکھین دیکھکر
مست ہو جاؤن محبت سے نگاہ ملاؤن اگر آنکھ غضب کی ڈالون بی مخمور کی آنکھین پھرا جائین
نرگس شہلاے باغ سے آنکھ ملانا بھول جائین یہ کلام حسرت انجام در پیش مصاحبان سیماب
گو پس و پیش کہ سرخاب گھبرایا ہوا آیا پسینے پسینے کانپتا ہوا ہانپتا ہوا سامنے سیماب کے گر پڑا
سیماب نے پوچھا خیر تو ہی سرخاب جادو کی زبان بند دل دردمند مُنھ سے بات نہین نکلتی
حضور حضور رکتا ہی کبھی اپنے جسم پر ہاتھ پھیرتا ہی سیماب جادو نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا برادر
ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو بیان تو کرو کیا کوئی بلاے تازہ نازل ہوئی سرخاب نے گھبرا کر کہا
پہلے تھوڑا پانی پلائیے غلام کی آبرو بچائیے آبدار نے لاکر جام آب دیا سرخاب نے جب پانی
پیا ہوش و حواس درست ہوے کہا اے شہنشاہ آپ کا نام سیماب ہی غلام حضور کے واسطے
بہت بیتاب ہی شعلۂ آتش قہر سامری کا اس حوالی باغ مین آگیا مین تو بچا مگر حضور سیماب ہین
اُڑ جائینگے ہم لوگ کیونکر پتا پائینگے مسلمان آپ کا کشتہ بنائینگے حضور ہمارے نزدیک کیمیا ہو جائینگے
یہ قہر سامری بڑا مہوس ہی جنگل مین بوٹیان پتیان ڈھونڈھتا پھرتا ہی کانٹون مین اُلجھکر نہین
گرتا ہی جلدی تدبیر کیجیے سیماب جادو یہ حال حسرت مآل سُنکر تڑپ گیا کہا اے سرخاب مین
اس پہیلی کو اچھی طرح نہین سمجھا ہوش مین آ با تفصیل سمجھا کہا حضور غلام راہ مین آتا تھا قہر سامری
سے ملاقات ہوئی اُنھون نے فرمایا مین شعلۂ آتش قہر سامری ہون تو نے مجھپر نگاہ ڈالی کیون
نہ جل گیا حضور یہ کڑی گرمی سُنکر مین بھاگا وہ پکارتا ہوا میرے پیچھے دوڑا حضور سحر نے آبرو بچائی

پر پرواز پیدا کر کے اُڑا مشکل یہانتک پہونچا سیماب جادو ہنسا کہا ای سرخاب کیسا قہر سامری کیسے جلا ئینگے کیسی افسونگری بالکل مہمل باتین کرتا ہی تجکو کوئی جادوگر ملا تھا تیرا شناسا یا غیر شناسا تھا کہا حضور آدمی بھی عجیب الخلقت مہیب صورت مین سنے کبھی اس وضع کا آدمی نہین دیکھا مصور خیال تصویر نہین کھینچ سکتا مانی و بہزاد ہوتے تو آہ کھینچتے ہاتھ بصد کراہ کھینچتے سیماب یہ حال مصیبت مآل سنکر متردد و متوحش ہوا بارہ دری سے باہر نکل آیا سیماب کے دل پر غم و الم چھایا طرف ابر سیمابی کے دیکھا ابر مین جنبش ہی کہا لو یارو غضب ہوا عمرو عیار مع اسد نامدار حوالی باغ سیماب مین آگیا ای سرخاب جلد جا جس شخص کو تونے دیکھا تھا اسکو پکڑ لا خبردار تامل نہ کرنا وہ ساحر نہین ہی ہرگز نہ ڈرنا اگر اسکو گرفتار کر کے لائیگا نہال ہوجائیگا سرخاب جھپٹا صحرا مین آکر چار جانب مثل غول بیابانی دوڑنے لگا دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ وہی ساحر پھر آیا یہ تو کنارے ہوے کہین جا کر چھپے مگر سرخاب بیقرار بیتاب انعام و اکرام کی خواہش عمرو کے ملنے کی کاہش ہر ایک جانب جاتا ہی ہک خیال کو دوڑاتا ہی ہوا ے گرم چل رہی ہی بونڈلے گرد کے چار جانب سنسان اُس ویرانے مین دیکھا ایک سیٹھنی بریچی تھالی ہاتھ مین اُسمین کچھ پھول گرم گرم موہن بھوگ ایک گلابی شراب کی گوری گوری صورت نشیلی انکھڑیان اٹھکیلی کی چال زیور سے زینت جسم دوڑی ہوئی جاتی ہی سرخاب چال ڈھال دیکھکر مرگیا کلیجے پر خنجر ابرو پکارتا ہوا دوڑا کہ جانے والی ذرا ٹھہر جا اس دھوپ مین کہان جاتی ہی جفا گری کی ٹھانی ہی اُسنے پھر کر دیکھا ہنسکر کہا کیون رے کیا تو کوئی قزاق ہی جو عورت کو اکیلا پا کر راہ مین گھیرتا ہی تجھسے کیا بتا ئین کہان جاتے ہین ہمارا سیٹھ بیمار ہی ٹھاکر کی پوجا کرنے جاتے ہین سرخاب قریب آگیا اب تو نگاہ لڑی کلیجے مین چھری مژگان کی گڑی بھولی بھولی باتین محبت کی گھاتین یاد ابروے خمدار خنجر خونخوار خود جلاد سرخاب نے کلیجہ تھام لیا بدحواس ہو کر سامری کا نام لیا نشۂ محبت سے لڑکھڑایا بمشکل اپنے کو سنبھالا گڑگڑانے لگا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا کبھی جی دیا کیجیے ذرا دیر ٹھہر جائیے مین تمھارے سیٹھ کے لیے دوا بتاؤن تمھارا بھی علاج کرون مسکرا کر اُسنے جواب دیا کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا تو کوئی بڑا بید ہی یا حکیم ہی ہم کاہیکو ٹھہرین کیا ہمارا جان پہچان قدیم ہی مہاجنون مین بدنام ہوجائینگے ساکھ جاتی

رہیگی ہمارے سیٹھ کی ہنڈوی نہ ٹہیگی سرخاب نے کہا مین بھی کہاتہ دیکھ لونگا ورگنی کا سود
لگا دونگا دو باتین سن لو پھر چلی جاؤ سیٹھنی درہ کوہ مین بیٹھ گئی کہا بتلا کیا کہتا ہی کونسی دوا بتلاتا ہی
سرخاب نے کہا یہ بوتل مین کیا ہی اُسنے کہا ٹھاکرجی کے بھوگ لگانے کی شراب ہی کہا پرشاد
ہمین بھی دو اُسنے بوتل آگے بڑھا دی کہا لے یہ پرشاد ہی مگر تیری جان کو جلاد ہی او بھروسے چور
ٹھگ اسمین زہر ملا ہی سمجھ کے پینا کلیجہ کٹ جائیگا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا سرخاب بیقرار
ہی اس دھمکانے ڈرانے کو کب مانتا ہی بوتل اُٹھا کر مُنھ سے لگالی پیتے ہی گھبرا گیا پیشانی پر موتی
کا پسینہ آگیا اُف اُف کہتا ہوا اُٹھا کبھی پوچھتا ہی اس شراب مین کیا ملا تھا؟ سیٹھنی نے کہا جو مین نے
کہا دی تھا زہر قاتل سودہ الماس کٹ مار سب کچھ اُسمین ملا تھا نالائق تو کیون پی گیا ہمین نہین
پہچانتا دیکھ قہر سامری بات بات مین افسونگری قاتل ساحران سرکوب کافران ماہ آسمان
وقار خواجہ عمرو عیار سرخاب ہائے کہکے دوڑا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا عمرو نے
بہ تعجیل سرخاب کو اپنی صورت بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر لگایا
طرف باغ سیماب کے چلے یہان سیماب جادو نے ورق سامری مین دیکھا بیقرار ہوکر کہا
ارے عقاب جادو جلدی جا عمرو نے تیرے بھائی کو پکڑ لیا جلد جاکر عمرو کو مار عقاب
چلا صحرا مین آکر ڈھونڈھنے لگا دور سے دیکھا سرخاب پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر پوچھا بھائی
خیر تو ہی عمرو نے جواب دیا بھائی مین نے ساربان زادے کو پکڑا مگر بڑا تھلیا ہی خوب تلوار
چلی ساحر بھی ہی بڑے بڑے ظالم نے سحر کیے مگر مین آپ کا تعلیم کردہ ہون بڑے زور و شور سے
گرفتار کیا لو بھائی اسکو قتل کرو سر کاٹ کے سیماب جادو کے پاس لیچلو انعام و اکرام ملےگا
جاگیر لینگے تعلقدار بنکے بیٹھینگے عقاب خوشی خوشی قریب آیا عمرو نے سامنے اُسکے سرخاب
کو بشکل عمرو عیار ڈالا کہا بھائی تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو تم جانتے ہو میرا خون بہت ہلکا ہی
کسی کی فصد کھلتی ہی تو مجکو غش آجاتا ہی عقاب جادو تیغہ کھینچکر دوڑا سرخاب کے
گلے مین گیند ٹھنسا ہوا ہی غین غین کرتا ہی اشارون سے یہ مطلب ہی کہ مین تیرا بھائی ہون
خبردار قتل نہ کرنا عمرو نے کہا دیکھو بھائی یہ مکار کیا اشارے کرتا ہی جلد ہاتھ لگاؤ ایسا نہو کوئی
اسکا مددگار آجائے پھر قتل کرنا دشوار ہو میری محنت بیکار ہو عقاب جادو نے ہاتھ تلوار

کا مارا سرخاب جادو کا سر کٹ کے گرا آواز آئی کشتی مرا نام مین سرخاب جادو بود عقاب
نے کہا بھائی یہ کیا ہوا عمرو تو بشکل سرخاب انکے پہلو مین کھڑے تھے لپٹ کے خنجر مارا
کہا دیکھو یہ ہوا سنم مہر سپہر عیاری عقاب کا بھی طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر اُڑ گیا وہان
سیماب نے اوراق سامری مین دیکھا تو پر ہاتھ مارا کہا لو یار و عقاب نے سرخاب
کو مارا عقاب کو عمرو نے قتل کیا کہا لینا جانے نہ پائے کئی ساحران غدار چلے یہان عمرو
دونون کے کپڑے اُتار رہا ہی کہ سامنے آکر ساحرون نے آواز دی کہ او مکار کیا کرتا ہی تم آپہنچے
عمرو نے پلٹ کر دیکھا ساحر قریب آچکے ہین سحر کیا چاہتے ہین عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا کسیکا
ہاتھ جلا کسی کا مُنھ پھکائی ناری واصل جہنم ہوے دس پانچ اُسمین گم ہوے اُنکے غول مین
سے عمرو جست کرکے بھاگا ساحرون نے پیچھا کیا جب وہ قریب آجاتے ہین عمرو نعرہ کرکے
جا پڑتا ہی ساحرون سے بعیاری لڑتا ہی کسی کو حلقۂ کمند مارا کسی پر حباب بیہوشی لگایا ساحر کے
مُنھ پر پڑا وہ بیہوش ہوکے گرا عمرو نے خنجر مارا کسی کو تلوار سے کسی کو تیر سے کسی کو عقل و
فطرت و تدبیر سے ننگانہ رستانہ لڑتا ہوا صحرا مین جاتا ہی ساحر پیچھا نہین چھوڑتے مگر عمرو اس
تیزی سے لڑ رہا ہی ساحرون کو ہونٹھ ہلانا دشوار ہوا ساحر نے مُنھ کھولا چاہا سحر پڑھون
عمرو پر ماش کے دانے ماروں خواجہ نے بتعجیل تمام تیر کیفے مین رکھکر مارا حلق مین پڑا گدی
کو توڑکے پار گذرا ساحر گرا اندھیرا ہوا عمرو پھر بھاگا جب کئی ساحر مارے گئے دس بیس جو باقی
رہے وہ بھاگے عمرو تو دور نکل گیا گلیم اوڑھکر غائب ہوا مگر وہ ساحر بھیے خاک اُڑاتے سامنے
سیماب جادو کے آئے کہا ای شہنشاہ کون کمبخت کہتا ہی کہ عمرو ساحر نہین ہی علم افسونگری
سے ماہر نہین ہی بہت بڑا جادوگر ہی صاحب فضل و ہنر ہی دم لینا مشکل کر دیا لاشون سے
میدان بھر دیا پھر سحر کرکے غائب ہو گیا اسکو ڈھونڈھین کہان تلاش کرین اب سیماب
کے ہوش و حواس باختہ ہوے ابر سیمابی کی جنبش مین ترقی ہی زیر ابر گلدستے بھی شگفتہ
ہین جیسے آمد بہار مین پھول کھلتے ہین طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہین صفت باغبان
قضا و قدر مین بولا چاہتے ہین سبز پتیون پر زمرد ریحانی کا عالم شاخین دست تمنا رنگ و بو
امین بھی ترقی ہی قریب گلدستون کے ہواے سرد چل رہی ہی سیماب جادو نے کہا یا ردوہ

باغی سرحد باغ سیماب مین موجود تہا بدولت جاکر سامنے ابر سیمابی کے جلوہ فرما ہوتے ہین ابر
پرنگاہ ہے دروازہ باغ کا بند کرو آمد و رفت موقوف ہو کوئی پکارے خبردار دروازہ باغ کا
نہ کھولنا آج باغ مین انقلاب ہی دیکھو تو سنبل کو پیچ و تاب ہی نرگس کی آنکھین پتھرائی ہین سوسن
خاموش دریاے حیرت کا جوش سب شجر نخل ماتم ہو رہے ہین پتے خنجر بُران نہرین مثل آئینہ
حیران جابجا خاک اُڑ رہی ہی باغ سنسان معلوم ہوتا ہی قلب پر ہجوم غم و الم ہی خوف سے لبون پر
دم ہی دیکھیے خداوند لقا کیا تقدیر کرتے ہین یہ خداوند جالق جوت کا جسدن اسے حوالی طلسم ہوشربا
مین آیا ہر روز نیا انقلاب ہی ہزارون دوست دشمن ہوے راہبر رہزن ہوے طلسم کشا کا پیدا
ہونا گنبد نور سے چھوٹنا مقام تعجب ہی ایسے مقام محفوظ پر جب ساربان زادہ پہونچ گیا تو یہان آنا
کیا مشکل ہی نہین معلوم کون کون راہبر ہین ہمراہ کتنے ساحر ہین باغبان نگوام مخمور دشمن جان
فی بہار وغدار بھی سب ساتھ آئی ہونگی ساربان زادے کو ہمراہ لائی ہونگی انکی سحر و ساحری
افسونگری چستی و چالاکی ساربان زادے کی مہیا کی سب طرح کے سامان مسلمانون کو مہیا ہو گئے
بہ باعث افراسیاب صاحب عیش مین مصروف ہین وزرا امرا انکے سب بیوقوف ہین آجتک
کوئی تدبیر نہوئی ہمکو بھی اطلاع نہ کی دعوے کلکے لکھنا محال تھا کیا بڑا کمال تھا اپنے بادہ غرور مین مست ہی
آٹھ پہر شراب و کباب مین صرف ہی صد ہا شاہزادیان واسطے خدمتگاری کے ہر مقام پر حاضر
ہین آٹھ پہر انکے جمال کی ناظر ہین زمان سلطنت لاچین مین بڑے بڑے کام کیے سلطنت کو
اپنے مالک کی مٹا دیا کیا خوب نام کیا سلطنت لیتے ہی آپ سے باہر ہوے اب غفلت کے
انجام ظاہر ہوے سر کوب آپہونچا عمر طلسم تمام ہوئی افراسیاب وہ شخص ہی اب بھی اگر
سنبھل جائے ہوش مین آئے تمام ساحران عالم ایک طرف ہون یہ اکیلا تمام دنیا کو درہم برہم
کرے خیر اب ہم خود انتظام کرتے ہین اس باغ مین وہ نیرنگ باز عیار شعبدہ ساز کیونکر آتا ہی
جاؤ دروازہ بند کردو بند و بست کرو اب جبتک ہم نہ حکم دین دروازہ نہ کھلے ملازمون نے
دروازے کا انتظام کیا سیماب جادو اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے ابر کے کرسی پر
میٹھا گرد اگرد ہزارہا ساحران مکار و غدار حربہ ہا سے سحر لیے ہوے آمادہ حرب و پیکار اب احوال
خواجہ عمرو تحریر ہوتا ہی کہ ساحران فرستادہ سیماب جادو سے لڑ بھڑ کر ایک جانب نکل گئے

ایک درۂ کوہ مین جاکر ٹھہرے اپنی حماقت پر نفرین کر رہا ہی کہ ای عمرو تمام عمر عیاری کی مگر خاک کچھ
نہ آیا ناحق کو سرخاب و عقاب کو مارکر اپنی جان پر آفت لی اب رسائی باغ سیماب مین
ناممکن اسی صحرا مین بھڑک پھڑک کر مرے نکلنا بھی اس سرحد سے دشوار ہی عمرو اس سوچ مین
کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر اڑتا ہوا اسی جانب چلا آتا ہی عمرو ساحر کو دیکھکر گوشے مین آیا رنگ
روغن عیاری کا لگاکر ساحر مہیب کی صورت بنا وہ ساحر جستجوے آب مین اسی مقام پر آیا
طرف چشمے کے چلا چاہتا تھا پانی پیے عمرو نے آواز دی او بدخوے آبرو ناہنجار بدکردار پانی سے
لب تر نہ کرنا آبرو نہ کھونا اپنے کو چاہ ضلالت مین نہ ڈبونا اُس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا بھائی
صاحب آپ تو بڑے بدزبان ہین زبان سنبھالیے اپنے ہوش مین آیئے کلمات بیہودہ نہ فرمایے
عمرو نے کہا زبان کے ساتھ اب جوتا سنبھالینگے تو نے کیا سمجھ کے پانی کی چاہ کی ابے تو کون ہی
تیرا کیا نام ہی کہان سے آتا ہی کہان جاتا ہی کیا کسی کا نامہ دار ہی یا چور اُچکا مکار ہی ہم خاص طرف
سے سامری و جمشید کے اس مقام پر مقرر ہین بندگان سامری کی جان بچاتے ہین بھائی اب
صاف صاف مضمون تمکو بتاتے ہین اس چشمے مین اگر اژدہا پانی پیتا ہی یہ پانی نہین کفن ہی ہر ایک
موجہ اسکا تیغۂ آبدار ہی حباب اسکے بس کی گانٹھ ہین گرداب آب محیط بلا نام اسکا چشمۂ فنا خانہ خو
اسواسطے ایسے کلمات ناشائستہ کہے کہ جسمین تمکو غصہ آئے پانی نہ پیو اب ہم تمکو پانی پلاینگے
ٹھنڈک مین بٹھاینگے اُس ساحر نے خواجہ کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان یہ گالیان
مصری کی ڈلیان ہین اگر پانی پیتا ہڈیان تک پانی ہوکے بہ جاتین ای برادر اب میرا حال
سُنو مین قاصد ہون خداوند داؤد کا احمر جادو میرا نام ہی خداوند کو اپنی کرامت سے معلوم
ہوا کہ ساربان زادہ حوالی باغ سیماب مین آگیا ہی پس نامہ ہمکو دیا کہ جاکر سیماب جادو
کو دینا کہ آگاہ ہوجائے عمرو باغ مین نہ آنے پائے عمرو نے سُنکر کہا بھائی تمنے بڑا کمال کیا
اب ہم تمھارے حال سے ماہر ہوے پانی پیو کھانا کھاؤ یہ کہکر ایک جانب دو ٹھے چھاگل
مین پانی چھلکاتے ہوے لائے دو ڈلیان برفی کی جیب سے نکالین کہا لو بھائی نوش بھی کرو
پانی بھی پیو خالی پیٹ مین پانی پینا مناسب نہین ہی کلیجے مین پانی مثل تیر کے لگتا ہی آدمی دھوکا
کھاتا ہی ساحر نے خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا برفی کھائی عمرو نے ہنسکر کہا لو بھائی تمھاری موت

آئی اُسنے ہنسکر پانی بھی پیا کہا آپ کے مزاج مین بڑی ظرافت ہی پانی پیتے ہی گھبرا کر اُٹھا کہا بھائی اس پانی مین کیا شریک تھا عمرو نے کہا سم قاتل تھا ہم دو چلے ہی کہ چلے تھے کہ تمکو موت لیکر آئی ہی بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے قتل نہ کیا کہ شاید جسکا نامہ دار ہی اُسکو ظاہر ہوجاے پٹی بیہوشی کی دماغ پر اُسکے چڑھا دی نامہ اُسکی جھولی سے لیا اُسکی شکل بنکر تیار ہوے طرف باغ سیماب کے چلے

پہونچنا خواجہ عمرو کا باغ سیماب مین اور لڑنا اسد غازی کا اور جنگ مغلوبہ ہونا ساحرون سے ساقی نامہ مصنف

ای ساقی گلرخ و گل اندام
ساغر وہ پلا کہ مست کر دے
ہون تنگ تری رکھائیون سے
منہ شیشۂ مے کا کھول ساقی
دیدے کہین کم ہو یاسوای
جیسی مین پیا بنا ہون ویسی
نوشین جان بخش روح پرور
خوشبو مین گلاب رنگ مین جون
دیدے کہ یہ روز وقت ہی سعد
لے اور بھی بادہ خوار آئے
اڑتے ہین یہ چھینٹین مارتے ہین
شاید کہ چھپنا کوئی مہذب
ملا کو بلا نہ لائے ہون یہ
اگلون سے جو ہی سنی سنائی
مے لیتے ہین قرض و دام لیکے
ہین ظلم کے میگسار تیرے

دے جھول کا آج پھر کوئی جام
بے قلقل و شیشہ اپنا ہی قل
دم ناک مین ہی جمائیون سے
ہونٹین آکل سے جام بھر دے
پیمانے کی احتیاج کیا ہی
رنگین خوشبو کہن خریدار
بیغش روشن صفا معطر
آئینہ مثال پاک شفاف
مانگی ہی پھر آج سال بھر بعد
مدہوش خبر بھی کچھ ہی گھر کی
چپکے چپکے پکارتے ہین
زاہد پہ نہ آفت آگئی ہو
قاضی کو اٹھا نہ لائے ہون یہ
ان مفتیون کا یہ مسئلہ ہی
دینا انکو تو دام دے کے
باتین جو کرین تو دل لبھائین

ہان زور خمار پست کر دے
اب نشے کا ہی اُتار بالکل
بیتاب ہون کچھ تو بول ساقی
کانٹے مین نظر کے تول کر دے
ہر بار نہ پوچھ یہ کہ ساقی
شیرین سرخوش ہو تند گلنار
روح افزا و نیم رس شفق گون
قلب صوفی کی طرح سے صاف
سُن گر تجھے اعتبار آئے
زنجیر ہلا رہے ہین در کی
عادت انکی بھلا یہ تھی کب
واعظ کی نہ شامت آگئی ہو
ہان خوب یہ بات یاد آئی
مے مفت کی ہو اگر روا ہی
آفت کے ہین بادہ خوار تیرے
چپکے چھینٹین تو قہر ڈھائین

گویا خاموش دو نون آفت
شعلے مین مزاج آگ کا ہی
دیگر ساقی و ریا دلی عیان کر
صافی صفت سحاب دکھلاے
بادل کی گرج ثنا مین میخوار
کشتی شراب کا بندھے پل
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو
طاؤس بط شراب بنجاے
مہتاب مینر جام بنجاے
ساغر بنے چاند چودھوین کا

بیہوشی و ہوش دونون آفت
آنکھون مین نشا ہمین سر مین آتش
کشتی می ناب کی روان کر
ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق
واعظ پہ ہون بھبتیون کی بوچھار
کیفیت سحر اباغ دکھلاے
شیشے کو کدو سے ہمسری ہو
صہبا مین قمر کی روشنی ہو
پیمانہ مہ تمام بنجاے

غصہ انکا ستم بلا ہی
پتھر کی طرح جگر مین آتش
بجلی کی چمک شراب دکھلاے
قلقل کی صدا ہو خندۂ برق
ہو جوش پہ بحر ساغر گل
نشہ مجھے سبز باغ دکھلاے
طوطی مرغ کباب بنجاے
صافی شراب چاندنی ہو
ہو دور جو آب آتشین کا

شعر جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان پُر رنگ بحر
عیاری نامور و نامدار صاحب جاہ و وقار افسر سرہنگان باجگیر اقلیم مکاری کشندۂ ساحران
جہان قوت بازوے صاحبقران نامی و نامدار خواجہ عمرو عیار بشکل ناصر دار خداوند
داؤد طرف باغ سیماب کے روانہ ہوے قنطورۂ زریفتی پتیا یہ سقرلاطی سے آراستہ
جست و خیز کرتے ہوئے نہایت خوش و خرم کہ اب تو ایسے معزز و مکرم کی شکل پر جاتا ہون
کہ سیماب تڑپ جائیگا بخواہش تمام اندر باغ کے بلائیگا انشاء اللہ باغ مین رنگ جمائینگے
اسد غازی کو گلدستہ ہائے لوح تک پہونچائینگے آج ضرور لوح حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی
یہ نہین معلوم کہ در باغ بند ہی ہمارے آنے سے وہ واقف ہوچکا ہی انتظام کر رہا ہی حقیقت
مین اُس ابر سیمابی کی یہ کیفیت ہی جسقدر خواجہ قریب باغ سے ہوجاتے ہین قدم بڑھاتے
ہین جنبش ابر ترقی پر ہی سیماب بیقرار و مضطر ہی ساحرون کا جماؤ اسکے قریب بڑھتا جاتا
ہی کہتا ہی دیکھو یارو وہ ظالم اسی جانب آتا ہی کیا سوچا ہی بڑا حوصلہ ہی مگر قضا دامنگیر ہی بڑا
عیار با تدبیر ہی یہ بیان کر رہا ہی سننے والے کانون پر ہاتھ رکھتے ہین حضور طائر وہم و خیال
کے پر جلتے ہین اس صحراے آتش خیز کے ذکر سے زبان پر شعلے نکلتے ہین کیونکر اس صحرا
مین بسر کی کیونکر شب ہوئی کیونکر سحر کی صاحبو طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہی روشن ہی کہ

اوج پر اسکا نیر اجلال ہی ایسی قید شدید سے رہا ہونا عرصہ دراز تک زندہ رہنا جانے
قید شدید سہنا اسی شیر کا کام ہی بڑا صاحب جرأت ولیاقت ہی وقائع مین تحریر ہی مورخین
کی صاف صاف تقریر ہی کہ آٹھ برس کے سن مین اس ہنگ بجر جلالت نے خروج کیا اولان
اول دربند ہوشنگیہ پر پہونچا اسی کمسنی مین اٹھارہ امیرزادے ساتھ تھے ہوشنگ شاہ
کو زیر کرلیا اس دربند پر قبضہ ہوا لقا کے صدہا گانؤن لوٹ لیے زمیندار نام سے اس
جوان کے تھراتے تھے جس مقام پر یہ فوجکش ہوتا تھا نذرانہ لیکر آتے تھے لشکر خداوند لقا
بجدو بے انتہا مثل مور و ملخ کے ساتھ اس کمسنی مین خالوے قدرت خداوند سے اُبھرا
بڑا ہو کر پڑتا جس فوج پر بدیع الزمان اور قاسم جاتے تھے اس سے یہ آنکھ ملاتے تھے
دس ہزار اُنھون نے مارے دو ہزار اسنے بھی قتل کیے دس برس لشکر خداوند سے
یہ جوان لڑا قیطولات پر قید بھی ہوا وہان سے بھی رہائی پائی سند جرأت ہاتھ آئی اب کہ
ہوش ربا مین قدم رکھا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی باغ سیماب مین تو یہ ذکر ہی دروازہ بند ابر کو
دمبدم جنبش سیماب اسباب سحر سے ہوشیار مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بشکل قاصد
خداوند داؤد راہ کو طی کرکے قریب باغ سیماب پہونچے دروازے پر آئے روزن سے
جھانک کر دیکھا باغ مین ہزارہا جادوگر بھر رہے ہین عمرو نے پکار کر آواز دی شہنشاہ سیماب
سے خبر کرو کہ احمر جادو شہردار اُودیہ سے فرمان خداوند داؤد لیکر آیا ہی اندر طلب کرین
فرمان پڑھکر جواب دین عمرو نے دیکھا ساحر سنتے ہوئے چلے جاتے ہین کوئی جواب بھی
نہین دیتا جب عمرو بہت چیخا ایک ساحر نے بڑھکر کہا ای برادر اسوقت چلے جاؤ دروازے
بند ہی شہنشاہ سیماب کا حکم نہین ہی سیماب خود تڑپ رہے ہین یہان ساربان نژاد
کی آمد ہی اسواسطے بند دست کر رہے ہین اور وقت آتا کیون غل مچاتے ہو سر کھانے چلے آئے
خود بھی خداوند داؤد آئینگے تو دروازہ نہ کھلے گا یہ کہکر وہ ساحر چلا گیا اب عمرو حیران ہوا کہ
یہ بڑا غضب ہی ہماری آمد کا یہ انتظام ہمین اپنی قدر نہین شہرون مین جابجا نام ہی شعر
ذکر میرا مجھسے بہتر ہی کہ اس محفل مین ہی ٭ رتبہ دیکھو میرے کینے کا کہ اسکے دل مین ہی ٭
عمرو ہرچند پکارتا ہی ایک کو للکارتا ہی کوئی قریب دروازے کے نہین آتا اب

عمرو نے ڈرانا شروع کیا کہ یارو جا کر خداوند داؤد سے کہدونگا سب کو سنگ سیاہ کر دینگے
شامت آجائیگی زمین باغ سیاہ ہو جائیگی ایک مخمل اژدہا بنکر سب کو کھا جائیگا ہر ایک شاخ
مار سیاہ بنکر ڈسیگی پتے بچھو ہر سرو خرس بد خو تیرہ زمین سے پیدا ہونگے چیر پھاڑ کر سبکو پھینک دینگے
لاکھ عمرو نے رنگ جمایا کسی باغی نے جواب نہ دیا اب عمرو حیران ہوا کہ مین کیا کرون کیونکر
اندر باغ کے جاؤن کہانتک غل مچاؤن کوئی بھیا نہین سنتا جب عرصہ دراز گذرا عمرو نے
دیکھا ایک باغبان بچہ نوجوان سبزہ آغاز لال پگڑی سر پر وہ ہری مرزائی مین سلکوی دھوتی
نری کا جوتا گیندے کا ہار گلے مین چاندی کے موٹے موٹے کڑے ہاتھ مین ٹہل رہا ہے عمرو نے
اسکو تاکا پکارا کہ بھائی باغبان ہم خداوند داؤد کے پاس سے نامہ مع تحفہ جات لیکر آئے
ہین ذرا دروازہ کھول دو اُسنے بھی یہی جواب دیا کہ میاں اُنہی نقل کی تو میرے پاس ہے گشتنامہ
کی ممانعت ہے باغ مین آنے کی کونسی صورت ہے اسوقت چلے جاؤ کل آنا عمرو عیار بڑا قزاق ہے
لٹیرا قاتل ساحران سردار مکاران اس سرحد مین آیا ہوا ہے سرناب وعقاب کو مار گیا
سنو ساحرون سے صحیح و سلامت نکل گیا اسوقت سے دروازہ بند ہے کہ وہ باغ مین نہ گھس آوے
سب کو لوٹ لے باغ کے ساحر مال اسباب چھپائے پھرتے ہین بھائی مین نے بھی تھالی لٹیا
چمن مین دفن کر دی جو کچھ نقدی ہے اپنی مینڈ مین سی یا وقت بیوقت بکار پڑے کام پیسہ
پاس رہے عمرو نے کہا بھائی دروازے کے قریب آؤ دروازہ نہ کھولو دو تین باتین کر کے
چلے جاؤ باغبان بچہ قریب آیا عمرو نے کہا بھائی دروازہ کھول دو خداوند کا نام لیکر باغبان
نے کہا نہین صاحب ہماری نوکری جاتی رہیگی ہم دروازہ نہین کھولینگے یہ کہکر منھ پھیر کر چلا
عمرو نے کہا بھائی جاؤ نہین نہ کھولو ایک بات اور سن لو وہ پھر آیا عمرو نے کہا ہم خداوند کے
نامہ دار ہین اگر ہمین اندر آنے دوگے قدرت سے کہکر تمہین بادشاہ کر دینگے ایک شہر دلوادینگے
مزے سے سلطنت کیا کرنا نوکر رکھنا سیکڑون خدمتگار مصاحب چوبدار رئیس و امیر
و وزیر ہاتھ باندھے کھڑے رہینگے تاج جواہر کا تمہارے سر پر ہوگا تخت زبرجدی پر بیٹھوگے
میان سیماب بھی تمہین سلام کرنے آئینگے ایسے ایسے بادشاہ تمہارے دربار مین بار نہ پائینگے
گر بھائی ہمکو وزیر کرنا روپیہ تحصیلا کرینگے ہر وقت خزانے مین تمہارے دو چار کروڑ جمع رہینگے

دیکھو بھائی روپیہ کو عزیز کرنا برادری والون سے نہ ملنا میان چودھری تمھارے جو حقہ پانی بند
کرتے ہین وہ تم سے کی علت مین پکڑوا الیوا؟ اُسنے کہا رکی چورو گھر مین بھائی ہی سب کا دم
ناس کرتا ہی کہار کا بچہ پینے والون کا پاس کرتا ہی اب تو باغبان بچے نے ان باتون کو خوب گوش
ہوش سے سُنا جواب دیا بھائی تمھاری مہربانی ورنہ کیا تمکو اپنا ناک بنا نینگے چودھری حرامزادے
کی ناک کٹوا نینگے مگر دروازہ کھولنا مشکل ہی ہم شہنشاہ سیماب سے پوچھ آئین تم کھڑے رہو
عمرو نے کہا ابے تو بڑا گدھا ہی ہماری بات تیری سمجھ مین نہین آئی دمسبدہ سیماب کا نام لیتا
ہی پارے کی کیا حقیقت ہی دو انگاریان رکھدینگے اُڑ جائیگا خیر اب کام کرو قفل کھولو
ہمین اندر نہ آنے دو جو مال خداوند نے بھیجا ہی وہ تو لیلو باغ مین لاکھون جادوگر ہین عمرو
سے بیخوف ہی ایسا نہو کہ راہ مین اس مال کو ہم سے چھین لے ہم تو اکیلے ہین اب باغبان بچہ
قریب آیا کہا مال کیا ہی عمرو نے کہا کچھ اشرفیان کچھ جواہرات ہی اسکا لینا کیا بڑی بات ہی باغبان
بچے نے کہا ہم دیکھین عمرو نے اشرفیان زرد زرد ہاتھ پر رکھکر دکھائین باغبان بچہ چمن زعفران زار
کو دیکھکر ہنسا دل مین سوچا یہ لات و منات کی عنایت ہی مفت مین مال ملتا ہی اس غدر
مین کون پوچھیگا بعد دو چار دن کے تحقیقات ہوگی پہچان بھی نہ سکیگا ایسا مال پاکے ہم نوکری
کا ہیکو کرینگے کانون مین جا کر بھاگ جائینگے جہان جی چاہیگا رہینگے یہ سوچکر کہا لاؤ جی مال اور نام کسکو
دیدو تم ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ عمرو نے کہا اچھا بھائی کھولو مال لیلو میرے بوجھ اُتر جائے
مفلس کو کون پوچھیگا غم جان تو بچ جائیگی باغبان نے جنیوے سے کنجی کھولی قفل کھولکر زمین پر
رکھا زنجیر کھول کے دروازے مین ٹھٹنا اُڑا دیا دراسے ہاتھ باہر نکالا کہا لاؤ بھائی کہین تمھاری
مشکل آسان ہو سویرے سے اپنے گھر پہونچو جیسے ہی اُسنے ہاتھ نکالا چاندی کا کڑا ہاتھ مین دیکھا
عمرو کے منہ مین پانی بھر آیا عمرو نے خنجر نکالکر باغبان کا کھٹ سے ہاتھ کاٹ ڈالا باغبان بچے
نے ہائے کا نعرہ کیا چیختا ہوا بھاگا عمرو نے دھکا دیا دروازہ کھل گیا عمرو اندر آیا دیکھا باغبان بچہ
ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا روتا پیٹتا بھاگا جاتا ہی عمرو نے آواز دی ابے مال تو لیتا جا
دوسرا کڑا مجھے دے دے وہ تو جا کر کسی چمن مین بیہوش ہو کر گر پڑا عمرو جھپٹ کر ایک گوشے مین آیا
اسد غازی کو زنبیل سے نکالا ناظرین پر واضح ہو کہ جلد اول مین ارماس بن طرماس

براے مقابلہ لشکر مرغ آیا تھا اُسکے پاس چادر جمشیدی تھی مہتر قران نے اُسکو قتل کیا تھا
وہ چادر لیکر مہتر برق بھاگا تھا اُس چادر پر سحر تاثیر نہین کرتا عمرو نے وہ چادر زنبیل مین رکھ
لی تھی اسوقت نکالی اسد غازی کو اُڑھائی سلاح جنگ بتجمل جسم پر اُس شیر بیشۂ جرأت کے
آراستہ کیے کہا اے نور نظر اُٹھ قدم بڑھتے تمکو باغ سیماب مین لیکر آئے ہین لاکھون ساحرون سے
مقابلہ ہی اب وقت جرأت ہی انجم کر اپنے کو گلدستہ ہاے لوح تک پہونچا دو مالک طلسم عالم فضل
اپنا شریک کرے لی طلسم ہوشربا دستیاب ہو مگر آج امتحان زور صاحبقرانی ہی دریاے
آتش کا جھیلنا جان پر کھیلنا مین براے جان نثاری حاضر ہون اسد غازی نے فرط محبت
سے ہاتھون کو خواجہ کے بوسہ دیا کہا حضور آپ کے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا یہ کہکر
اسد غازی آگے بڑھا ایک ہاتھ مین تیغ بیدریغ ایک مین سپر فولادی فراخ دامن اس
صولت سے یہ دلیر صف شکن بڑھا عمرو دشت پرشل ہمزاد ہمراہ ہوا ایمان سیماب جادو
کرسی پر بیٹھا تھا یا تو ابر مین جنبش تھی یا ابر نے چرخ مارا ابر سیابی پھٹا سیماب گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا
کہا لو یارو عمرو عیار مع طلسم کشا ضرور بالضرور اندر باغ کے آگیا افراسیاب نے علامت
بتادی تھی وہ ظاہر ہوئی دیکھو ابر سیابی کو اضطراب ہی مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی
ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ پشت سے شیر کے نعرے کی آواز آئی زمین باغ کی تھرائی نخل کانپے
طائر درختون سے بدحواس ہوکر بھاگے رنگ باغ دگرگون نوجوانان باغ کا کلیجہ خون نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ | شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران | باشید ای کفاران بیحیا و ای نابکاران مجرد غا شیر بیشہ مین آگیا

بدون شکار کب پلٹتا ہی سیماب نے دیکھا چمنستان سے یون اسد غازی برآمد ہوا جیسے
دہقان کے کھیت سے ظہور نیر اعظم چہرہ آفتاب عالمتاب رعب و جلالت و داب پیشکار
تہور و شرافت ناصیہ سے آشکار قد سرو باغ صولت آنکھین رشک چشمان غزال صحراے
ہیبت تیغ برق مثال دست زبردست مین شیرانہ ساحران غدار پر آکر گرا سیماب نے
آواز دی خبردار جانے نپائے ہان یارو مار لو طلسم کشا کو چار جانب سے گھیر لو خواجہ عمرو
پہلو پر اسد غازی کے مگر اس کیفیت سے کہ گلیم کاندھے پر خنجر برہنہ ہاتھ مین جادوگر دنگا

جو جلوہ ہوا عمرو تو گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا اگر اسد شیر دل پر ساحرون نے جلوہ کیا چار جانب سے
حربہ ہاے سحر پڑنے لگے بسبب چادر جمشیدی کے سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا اسد نے جسپر ہاتھ مارا
دو ٹکڑے کیے کسی پر اوجھڑ سپر کی لگائی خود سر کا سر پھٹ گیا ہاے کہکر زمین پر گرا کسیکی کمر مین ہاتھ
ڈالکر اٹھایا گرد سر کے پیچ دیا زمین پر مارا سر غرق زمین ہوا ٹانگین کترا مین روح نجس نے جسم
سے راستہ پایا کل گئی جب عمرو دیکھتا ہی کہ اسد غازی پر زیادہ جلوہ ہی اپنے کو ظاہر کرکے
لڑائی مین مصروف ہوتا ہی مگر دل سے دعا ہی کہ خداوندا اسقدر فوج کا کیونکر خاتمہ ہوگا تا بگلدستہ
لوح رسائی نہایت دشوار ہی بیحساب فوج کفار حقیقت مین سیماب نے گرد اُس چبوترے کے
صفین باندھین ہین لوہے کی دیوارین معلوم ہوتی ہین دریاے فوج ساحران کا جوش گیرو
بزن کا خروش

نظم مصنف

ہوا گرم ہنگامۂ گیرودار
کہ باشید ای کافران بیحیا
منم رہرو جادۂ صفدری
نظر کردہ شاہ عالی جناب
عمرو بھی بمردی و قہر و عتاب
یہ مکر کا دمبدم جوش تھا
کبھی جوش مین آکے مارا جاب
بقہر و غضب کافرون سے لڑا
لڑائی مین مصروف بخوف و بیم

اسد شیر دل تھا جو مصروف جنگ
زمین باغ کی ہنگئی لالہ زار
منم شیر صولت یل ذی وقار
کہ باطل کنم مذہب سامری
چو تیغ یلی بر کشم از غلاف
لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب
کبھی حقۂ لفظون سے چلا
گرا دھم سے ساحر بصد اضطراب
قمر مہر خالق سے وہ شیر نر
وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم

ہر اک کافر و سیہ تھا بہ تنگ
وہ نعرے اسد کے بوقت وغا
منم صفدر و صف شکن نامدار
من آنم سر کوب افراسیاب
تزلزل فگند از میان مصاف
کبھی حملہ ور گاہ روپوش تھا
لگی آگ منھ ناریون کا جلا
کبھی پنجہ کھینچکر جب پڑا
مہ اوج اقبال و فضل و ہنر
مگر سیماب خانہ خراب نے

دیکھا کہ صدہا ساحران نامی کو اسد غازی نے قتل کیا کس زور و شور سے یہ بیحیا سحر کر رہا ہی
دم افسونگری کا بھر رہا ہی مگر اسد پر تاثیر نہین ہوتی سیماب گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی سحر جواب
دے رہا ہی اور اسد نے تاک تاک کر افسرون کو قتل کیا غصے مین تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا اسد
شیر دل پر تلوار کا وار کیا شعلے گرے مگر اسد کے جسم پر نہ پڑے اسد نے قدم مردی بڑھا کر
تیغہ سحر کو سپر فولادی پر گاتھا نعرہ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا سیماب نے تڑپکر سپر سحر کو چہرے کی

پناہ کیا مگر نہیب تیغ اسد سے ٹھہر گیا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا تیغہ برق شعار
تڑپ بلکہ گری سپر کو کاٹ کر تاج سر کو کاٹا سر پر گری اوچھا سا زخم آیا تھا سیماب نے اپنے کو یا سامری
کہکر زمین پر گرا دیا سیماب تھا تڑپکر نکل گیا اسد جھپٹا بیچ مین ہزارون ساحر آگئے لڑائی ہونے
لگی سیماب جھاڑ پونچھکر اٹھا اب نہایت تردد ہوا دل سے کہتا ہی بادولت کے سحر نے تاثیر
نہ کی اب فتح سے دل نا امید ہی ای سیماب اسمین کچھ بھید ہی سیماب نہایت ساحر زبردست
و چست و چالاک سحر و ساحری مین بیباک تمام باغ اشیاے سحر سے مملو قریب ایک نخل کے
آیا پیشانی پر نشتر مارا قطرہ اپنے خون کا لیکر بیخ نخل پر مل دیا آواز دی ای سحر سامری یہ کیا
شاخسانہ ہی ساحرون کی تباہی کا بہانہ ہی آج باغ مین نیا گل پھولا رنگ سحر کا طلسم کشا پر نہین جمتا
غنچۂ خاطر پژمردہ نہین کھلتا ہزارہا سرو قد قتل ہو گئے ثمر نخل سحر سے نہین حاصل ہوتا طلسم کشا
باغ باغ جھونکے باد خزان کے باغ امید سامری پرستان پر چل رہے ہین ای سرسبز کن شاخ نخل
امید مدد کیجیے آپ کے بندون کے دم نکل رہے ہین بیخ نخل سے ایک برق چمکی آواز آئی ای
سیماب بدون تدبیر اگر طلسم کشا سے مقابلہ کرے گا کشتہ ہو کر خاک ہو گا ہاتھ سے طلسم کشا
ہلاک ہو گا چادر جمشیدی طلسم کشا اوڑھے ہین جبتک وہ جسم سے جدا نہو گی سحر تاثیر نکریگا
جمشید نے برسون خاک چھانی نانا بچاری کی خوبروئی سے سوت کاتا گڑیان بنا مین روئی
دھنکی تانا بانا چڑھایا یہ چادر تیار ہوئی تھان کے ٹرے تھے چادر مین تاثیر بھر گئی کیون کوئی بر
قریب جاے کیونکر کوئی شیطان ہو نحوڑ بلاے جلد تدبیر کر زیادہ نہ تقریر کر یہ سنکر سیماب گھبرایا
غصے سے پسینہ آیا گوشۂ باغ مین آکر دستک دی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اژدر دم
کندۂ جہنم تیغ و سپر ہاتھ مین لیے زنجیر آہنی کمر سے باندھے جھومتا ہوا سامنے سیماب کے آیا
کہا ای شہنشاہ کیا حکم ہی آج کیون غلام کو تکلیف دی کیا سرکار پر مصیبت پڑی سیماب نے کہا
ای اہرمن طلسمی طلسم کشا باغ سیماب مین آگیا جرأت اسکی جوش پر چادر جمشیدی دوش پر
جلد جا شعبدۂ طلسمی دکھا چادر چھین لے ورنہ آج باغ سیماب کا خاتمہ ہی لڑتا بھڑتا وہ جوان
قریب چبوترے کے پہونچ چکا ہی اگر لوح پا گیا زندگی سامری پرستون کی دشوار وہ جوان جالبوتا
رستمانہ جنگ مین مصروف ہی یہ سنکر وہ اہرمن چلتن تیغہ تولتا ہوا سامنے اسد نامدار کے

آیا آواز دی او طلسم کشا کیا ساحروں پر وار کر رہا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آ ہمپر وار کر
اسد غازی شیر دلیر یہ کہتے ہی جا پڑا اہرمن نے ہاتھ مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر لگا نٹھا
ہزاروں ساحر نیزہ و شمشیر کے وار کر رہے ہیں اسد کی ذرا جو پلک جھپکی اس زنگی سیاہ رونے
ہاتھ بڑھا کر چادر دوش سے اسد کے کھینچ لی چادر زمین پر گری اسد نے چاہا جھککر اٹھاؤں
سیماب دیکھ رہا تھا ایک گولہ مارا وہ اہرمن ہائے کہکر منہ کے بل زمین پر گرا جسم
ناری سے آگ نکلی چادر جمشیدی جلنے لگی اہرمن نے ایک چیخ ماری او سیماب خانہ
خراب میرے ساتھ دغا کی مگر او پاجی ہمارا جلانا کیا خالی جائیگا تھوڑی ہی دیر میں منہ کی کھائیگا
کتے کی موت مارا جائیگا چشم زدن میں چادر جمشیدی اور وہ زنگی جلکر خاک کا ڈھیر ہوگئے
اسد غازی غصے میں بڑھے تھے سیماب نے صرف آنکھ سے اشارہ کیا غضب کا اشارہ
تھا اسد لڑکھڑا کر زمین پر گرا زمین نے پاؤں تھام لیے ہاتھ بھی بے حس و حرکت ہوئے چہار
جانب سے ساحر اسد پر بلوہ کر کے چلے عمرو گلیم اوڑھے ایک گوشے سے یہ معرکہ حیرت افزا
دیکھ رہا تھا اسد کے گرتے ہی کلیجہ پھٹ گیا گلیم اتار کر نعرہ کیا حقہ آتشبازی مار دیا حقہ روغن
نفط بھی پھینکا کئی سو ساحر واصل جہنم ہوے پرے کے پرے درہم برہم ہوے عمرو جست کرکے
برابر اسد کے آیا مثل پروانے کے گرد پھرنے لگا کبھی گلیم اوڑھ لی کبھی بیقرار ہو کر ظاہر ہوا
مثل برق جہندہ عرصۂ دراز تک لڑا ایک ساحر نے چاہا اسد پر نیزہ مارے عمرو نے
گلیم اتار کر اسپر ہاتھ بچے کا مارا سیماب نے فوراً گھبرا کے آواز دی عمرو بھی برابر اسد کے
گرا سیماب جادو نے آواز دی او نامردو دونوں کے سر کاٹ لو خواجہ عمرو بیقرار ہوے
ہاتھ واسطے دعا کے بلند کیے پکار اٹھے **نظم دعائیہ**

		ای کشانندہ خزانہ جود
نقش پیوند کارگاہ وجود	کوکب آرای آسمان بلند	ہم زمین ساز وہم زمین پیوند
بودنی را ہمیشہ بود از تو	بودنا بود را وجود از تو	آفرینش رقم کشیدۂ تست
ہر چہ چیزیست آفریدۂ تست	در بنائے بہ فہم عالمیان	در نگنجد بود ہم آدمیان
آدمی کیست خاک بے پروا	گو بداند خدای را چو خدا	سخن آنجا کہ از خدا دانیست
لاف دانش دلیل نادانیست	مور کا قند میان دریا بار	کی سد از شناوری بکنار

عقل گو صد ہزار رنگ آمیخت
ہمہ دانندگان تو دانی و بس
طمع نیست از گشت بیجا صلم
ز طاعت مکدر ز عصیان ملول
ندارم بجز عجز چیزے بکف
من و دست و دامان بیچارگی
نگیری چسان دست افتادہ
گداے درت ہستم کیستم
در افتادگی از کہ خواہم مدد
کہ نیست غیر از تو فریاد رس
بہر حاجتم از تو امیدوار

از خجالت بپاے بس بگریخت
دیگر خدایا بجاہ خداوندیت
بخشنودیت کار دارد دلم
کہ نیک و بدم ہر دو بنود روا
شد از کف مرا نقد فرصت تلف
بدرگاہت آوردہ ام عجز خویش
کہ خود از کرم ہستیش دادہ
اگر ہست بما در دیگرم
مدد از کہ افتادگان را رسد
ز خاک قفس ارمغان بہار
کہ ہم فیض بخشی ہم آمرزگار

ہر چہ اندر جہان بداند کس
کہ بخشی مقام رضامندیت
بسے شرمسارم ز نفس فضول
چو عصیان بود طاعتم نا سزا
ببخشید سوے جگر خوارگی
سر از شرم بے برگی افگندہ پیش
بیک عمر در نعمت زیستم
دگر نہ بحرمان مراں زیں درم
خروشاں خراشم جگر در قفس
فرستم صفیر دل سوگوار

عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا آسمان سے نعرہ ہوا منم باغبان قدرت منم صاحب عقل وشعور ملکہ مخمور منم مسخر کن غرب و شرق یعنی رعد و برق منم سیف قاطع یعنی برق لامع منم گل حدیقہ جاہ و وقار یعنی ملکہ بہار منم صف شکن ملکہ بران شمشیر زن یہ ساحران نامی جان نثاران گرامی کوئی زمین سے نکلا کوئی آسمان سے مثل برق گرا سحر کرتے ہوئے قریب اسد و عمرو پہونچے پہلے عمرو پر سے سحر اُتارا عمرو اُٹھتے ہی گلیم اوڑھکر مخفی ہوا اسد شیر دل نے تلوار کھینچکر نعرہ کیا سب سے پیشتر ملکہ بہار نے آتے ہی گلدستہ مارا پھول کھلے ہوا نے اپنا رنگ باندھا گل سحر شگفتہ ہوے گل حیات کناراں مرجھاے طفلان غنچے کو اضطراب شاخوں کو پیچ و تاب جوانان چمن اکڑنا بھولے شمشاد سیدھے ہو سکے نرگس شہلا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے سنبل نے بال نوچے سوسن گونگی بہری نہروں سے طوفان اُٹھا جوش ہوا کہ کافروں کو ڈوبوں لب نہر سے صدا آئی بھاگ جاؤ آبرو بچاؤ گل سمن و یاسمن پر تازہ بہار لالے کی نگاہ قہر آگیں خونخوار طائروں نے غل مچائے باغیوں کے ہوش اُڑائے غل ہوا آمد فصل بہار ہے جدھر دیکھو دیوانوں کی قطار ہے کئی ہزار ساحر دیوار و در سے سر ٹکرانے لگے سرکشوں کو غش آنے لگے مخمور نے دانہ یاقوت احمر

کانکا لگر مارا کئی سو کے سر بچے مثل آنکھوں پر ہزاروں کے گلے کٹے باغبان نے پھولونکا گیند
مارا شرر ہائے آتش نکلے ناری جل بھن کے خاک ہوئے رعد نے چیخ ماری کئی سو لڑکھڑا کے
گرے جو مغرور تھے اُنکے سر پھٹے برق تڑپ کر گری کئی سو کو کاٹ کر نکل گئی برق لامع نے
قیامت برپا کی زلف شبگون ہلا دی اندھیرے مین سیہ رو گھبراتے تھے درختون سے ٹکرا کے
گرتے تھے بُرّان کا اختر مروارید چلا جس بدبخت پر اختر مروارید مارا ستارہ اُس منحوس کا گردش مین
آیا کچھ تدبیر نہ بن پڑی بد اختر نے سر پٹک کے جان دی سیماب نے دیکھا کہ ان ساحران نامی
نے ہنگامہ برپا کیا زمین ہلا دی چشم زدن مین ہزارون مارے گئے باغ مین لاکھون کا
کھیت ہوا دریا سے خون جاری ہوا اسد کو ان سبھون نے بیچ مین لے لیا سحر سے ساحرون
کے بچاتے جاتے ہین اپنا سینہ سپر کرتے ہین خواجہ کلیم اوڑھے کنارے کھڑے دیکھ رہے ہین
الامان الامان کر رہے ہین خداوندا سب کو بچانا مگر سیماب جادو کسی کے سحر کو نہین مانتا
سب کو جواب دے رہا ہی سردارون کو تو اپنے نہین بچا سکتا اُنہران سبھون نے قیامت برپا
کر دی باغ لاشون سے بھر دیا ہزار ہا زنان فاحشہ ہوش ربا کو بیوہ کر دیا باغبان قدرت
پر سیماب جادو غصے مین جا پٹا اسم سحر پڑھکر گولا مارا باغبان نے اُس گولے کو کاٹا
اُسمین سے برق چمک کر باغبان پر گری ہر چند روکا نہ رک سکی سر زخمی ہوا اور روئے زیبا
باغبان گلگون ہوگیا بہار نے بڑھکر مقابلہ کیا کئی گلدستے مارے اُس بیحیا نے آتش سحر سے
جلا دیے آتش بہار پر بھی زوال آیا پھول سا چہرہ کمہلایا برق ورعد کو بھی زخمی کیا برق لامع
خوب لڑی ندی خون کی بہا دی ہزارون کو جلا دیا صدہا کو خاک مین ملا دیا آخر سیماب نے کارد
پھینکی برق لامع کا شانہ نشانہ ہوا بُرّان نے بڑھکر آواز دی او بیحیا خبردار یہ سرداران
نامی رونق لشکر اسلام ہین طلسم ہوشربا کی زینت صاحبان جرأت وجلالت بے ادبی نہ کرنا انکے
خون سے ہاتھ نہ بھرنا غرضکہ دراز تک سیماب وملکہ بُرّان سے سحر چلا مگر یہ بیحیا بالائے رنگ
ہی بانیان طلسم نے محافظ لوح قرار دیا ہی ہر طرح کے سحر کو دفع کرتا ہی پہلو نشین سامری رگ
وریشے مین افسونگری افراسیاب کا قوت بازو وزینت پہلو بد سرشت بدخو آخر سر بران کا
برق سحر سیماب سے زخمی ہوا اپنے ساحرون کو للکار رہا ہی ایک ایک کا نام لیکر پکار رہا ہی

ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید بیت روز جنگ ست جنگ باید کرد • کوشش نام و ننگ باید کرد • ایک جانب نقیب کڑکیت صدائین دے رہے ہین ای بندگان سامری روز جو انمردی ہی باغیون کا ہنگامہ ہی نام کرو دشمنان افراسیاب کو گھیر لو جانے نپائین سرکشی سے باز آئین سرکار شہنشاہ سے جاگیر پاؤگے سرفروش کہلاؤگے افراسیاب ایک ایک کو نہال کریگا سپرین تمھاری زر سرخ و سفید سے بھرویگا ان صداؤن کو سنکر ملادمان سیماب آمادۂ سرفروشی لب پر مُہر خموشی بہار جادو نے کنارے آکر زخم سر کو باندھا دور سے دیکھا بُران پر بلوہ ہی چہار جانب سے ساحران ناہنجار نے گھیرا ہی گلدستہ لیکر بڑھی آمادۂ مرگ دشمنان قضا ہوئی جو الفاظ رنگین غنچہ دہن سے نکلا کھلکر پھول ہوا گلدستے کو پانی کے چھینٹے دیکر شگفتہ کیا آواز دی ای نکہت دگل اندام جلد آ و غنچۂ خاطر شگفتہ کرو کافرون پر بلا نازل ہوے یہ کہکر گلدستہ مارا رنگ بہار دوبارہ جما غزل

غنچے نے تاج گل نے کیا پیرہن درست
مرکر ہوئی ہی نرگس بیمار تندرست
گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہی
کرتا ہی چرخ پیر ردائے کہن درست
کرتی ہی جمع باد صبا خاک منتشر
کہتا ہی ناز سے وہ بت سیمتن درست
کس رشک گلکی شہرت نظارگی ہی آج
رہتا ہی اپنا گوشۂ بیت الحزن درست
جاتا ہی ایک عمر لعاب زبان تیغ
ہوا ور طرح زلف عروس سخن درست

شادی بہار کی ہی ہوا ہی چمن درست
رکھا وہان تنگ مضطرب کو ناتمام
کر باغبان نشیب و فراز چمن درست
دست جنون نے قید تعلق سے دی نجات
ہوتا ہی پھر نشان مزار کہن درست
ساقی بھلا ہو خیر سبو کو کی جام و
کرتے ہین غنچہائے چمن پیرہن درست
بیفائدہ ہین چارہ گرو نکی مشقتین
زخمون کے منہ تو ہین ہوئے ہین دہن درست

پیغام رستخیز ہی آمد بہار کی
نکلا تمھارے منھ سے نکوئی سخن درست
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب
ہو سکا نہ ایک تار بگلو پیرہن درست
ہوتی ہین جوش عشق مین جب جو نکلکے
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست
رنگ و فی سے آئنۂ دل ہی پاک و صاف
ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست
بدلو ردیف اور کہ جی بھر گیا نسیم

اس سحر مین بھی بہار نے ہزار ہا کو پامال کیا صدہا مثل برگ خزان دیدہ زرد رو زمین پر گرے ٹھوکرون مین فوج کی پامال ہوے اب کی سیماب نے قہر و غضب مین ایک ترنج سبز جیب سے نکالا اپنے خون سے اُسکو سرخ کیا اسم سحر کا پڑھکر ان سب پر پھینک مارا ترنج سبز پھٹا معلوم ہوا صور اسرافیل پھنکا قریب تھا کہ محمود وغیرہ کے کان کے پردے شق ہون ہر چند

اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکیں لہرا لہرا کے زمین پر گرین زبانین بند سحر فراموش بیہوشی کا ہوش
ایک سمت اسد نامدار بھی گر کر بیہوش ہوے سیماب تیغہ کھینچ کے چلا کہ جا کر سبکو قتل کر دون
عمرو کا کلیجہ منھ کو آگیا بیقرار ہو کر رو یا خالق بے نیاز کو پکارا خداوندا ان سردارونکو بچا لے
بدعت سے اس جلاد کے نجات دے کہ آسمان سے نعرہ ہوا او سیماب خانہ خراب
دست خود را نگہدار اینک رسیدیم منم صاحب چتر و شان سرکوب کافران برہم زنندۂ فوج
ساحران غلام جدید صاحبقران شہنشاہ طلسم نور افشان رستم نظیر منم کوکب روشنضمیر
عمرو نے دیکھا کہ کس زور و شور سے کوکب آیا تیغہ برق نظیر دست زبردست مین کھنچا ہوا
تاج زبرجدی بر سر زرہ یاقوتی زیب جسم انور جوان رعنا جرأت و شوکت مین یکتا ہو پہنچتے ہی
سحر کیا بران و باغبان و مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار کو ہوش آیا اسد
تیغہ ٹیک کر سنبھلا کوکب نے دیکھا یہ سب انتہا کے زخمدار ہین کثرت جراحت سے بیتاب
و بیقرار ہین کہا تم لوگ سحر کرکے نکل جاؤ مین سمجھ لونگا یہ تو سب پر پرواز پیدا کرکے نکل گئے
کوکب روشنضمیر اسد نامدار کی پشت پر آیا عرض کی ای شیر بیشۂ صاحبقرانی بسم اللہ
بڑھیے غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہی یہ کہکر کوکب نے چند سنگریزے زمین سے
اٹھائے طرف آسمان کے پھینکے بت پرستون پر پتھر برسنے لگے ہزارہا سنگدل واصل جہنم ہوے
سیماب کو للکارا او بیحیا دیکھ یہ طلسم کشا ہی جستجوے لوح مین یہانتک آیا صاحب جرأت
و اقبال ماہ آسمان جاہ و جلال ہژبر دشت جرأت فریدون فر سکندر حشمت آکر اسکے قدمونکو
بوسہ دے اطاعت اسلام قبول کر دولت کونین حصول ہو انشاء اللہ عنقر طلسم تمام ہوگی جابجا
ڈنکا اسلام کا بجیگا کفر کا نام نہ باقی رہیگا ستارہ سامری پرستان گردش مین آگیا جو اس
با اقبال کے شریک ہو جائیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا ہو کر جہنم واصل ہوگا
شجر بغض و عداوت سے یہ ثمر حاصل ہوگا سیماب کوکب کو دیکھکر بیقرار تو ہوا مگر بموجب
مصرع تربیت نااہل را چون گردکان بر گنبد است یہ چکنا گھڑا تھا آب نصیحت نے تاثیر
نہ کی جواب دیا ای کوکب تم نے غضب کیا دین جد و آبا چھوڑا کیا باپ دادا بیوقوف تھے
کہ انکو ان امورات کے نہ وقوف تھے تیرا قتل واجب و لازم ہی شہنشاہ طلسم ہوشربا سے تو

دشمنی پیدا کی وہ بادشاہ عالیجاہ طلسم نور افشان مین آگ لگادیگا سر کو بیان کرچکا جہانگیر بن
صاحبقران کو لایا ابھی چند دن کا ذکر ہی سوسرخ مور و مار تلاش کرتے تھے چھپنے کو جگہ
نہ ملتی تھی اب کی مرتبہ بے قتل کیے نہ چھوڑیگا طلسم نور افشان کو مٹادیگا بھاگنے کو راستہ نہ ملیگا
جس ہوس مین ہو وہ نہ پوری ہوگی لوح طلسم ہوشربا نہ ملیگی آگ لگادونگا پانی برساؤنگا میرے
سحر قہر خداوند سامری ہین رگ وریشے مین شعبدہ بازی بھری ہی مین کیا دین جدو آبا
سے پھرونگا جس خدا کو دیکھا نہ بھالا اُسکو سجدہ کرونگا یہ کلمات مہملات سُنکر کوکب روشن ضمیر
کی ابروون پر بل آیا قبضہ شمشیر برق مثال پر ہاتھ ڈالا جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ بکتا
ہی افراسیاب نے کد و کاوش کی طلسم نور افشان کے مٹانے مین بڑی کوشش کی مراکچھ
نہ کرسکے جہانگیر بن صاحبقران کو لاکر مُنھ کی کھائی وہ شیر دلیر ہمارے آقاے نامور کا
نور نظر تھا شیر بیشۂ فتح و ظفر تھا آخر حق بہ حقدار رسید اپنے قبلہ و کعبہ سے ملے غنچۂ آرزو
کھلے باغیون کو داغ ہوا ہمین غم سے فراغ ہوا اب انشاء اللہ وقت قتل افراسیاب
قریب آیا ٹھوکرین کھائیگا ذلیل و رسوا ہوکر مارا جائیگا غافل مغرور نشہ بادۂ نخوت مین چور
تو اپنا زور بازو دکھلا اُس نامرد کے نام سے نہ ڈرا سیماب یہ سُنکر آگے بڑھا سحر کرنے لگا
گولے ترنج و نارنج سب اسباب جھولی کا صرف کیا کوکب نے سب سحر دفع کردیے چمن ہا
طولانی لاشہاے ساحران سے بھردیے سیماب سحر کرتا ہوا قریب آیا تیغہ سحر کمر سے نکالکر
کوکب پر برس پڑا پینترے بدل بدل کے کئی ہاتھ لگائے کوکب نے خالی دیکر بصد شجاعت
ہاتھ بڑھایا کلائی پکڑ لی اس زور سے تھامی یقین ہوا شیر کا پنجہ کلائی پر پڑا استخوان توڑکر انگلیان
نکل جائینگی کوکب نے جھٹکا مارا سیماب تڑپا کہ ہاتھ چھڑاؤن نکل جاؤن سحر کرون مگر وہ دست
زبردست پنجہ اجل تھا کسی پیر نے بچایا کی دستگیری نہ کی ہیہات ہیہات کی صدا اٹھی کوکب نے
بقہر و غضب تمام ایک طمانچہ مارا سر اُس خودسر کا چنبر گردن سے اُڑگیا لاشہ زمین پر گرا سیماب
کشتہ ہوا طمانچہ مارنا اکسیر ہوگیا پھر ہوس غل مچانے لگے کوئی تدبیر نہ بن پڑی تاریکی چھاگئی سارا
باغ نمونۂ پردۂ ظلمات تھا شور رہا ہو بلند سنگباری برف باری کرکے پھر بھی ٹھنڈے ہوے بعد
عرصۂ دراز بصد سوز گداز آواز آئی کشتی مرا نام من سیماب جادو بود اب باغ مین روشنی

ہوئی تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری کوکب کے ہاتھ چوم لیے کہ برادر بجان برابر۔ ایسے وقت پر تم آئے لڑائی کو فتح کیا سیماب ساحر بہ روست تھا چادر جمشید میں اسد کو اُٹھا کر اُڑ دیا مگر اُس بے حیا نے سحر کر کے چادر جمشید کو جلا دیا اتنا بڑا تحفہ خاک میں ملا دیا برجیس وغیرہ سب مجبور ہو چکی تھیں کسی کا سحر اُس پر غالب ہوا خدا نے فضل اپنا شریک کیا برّان وغیرہ سب زخمدار ہو گئیں خدا سب کو بخیر و خوبی لشکر میں پہونچا دے کوکب نے کہا خواجہ اب رنج و غم کا ذکر نہ کرو حمد الٰہی میں مصروف ہو دیکھو سیماب مرا بر سیماب گون مثالہ وہ سامنے چبوترے پر گلدستے رکھے ہیں اے اسد نامدار بسم اللہ کہکر قدم مردی بڑھائیے چبوترے پر جائیے یہی طلسم کشا کی شناخت ہے بسم اللہ کہکر گلدستون پہ ہاتھ ڈالیے جس گلدستے میں لوح ہے بحکم قضا و قدر اُسی گلدستے پر آپکا ہاتھ پڑیگا لوح دستیاب ہوگی اے شہریار مقام عیش و فرحت ہے اشعار مخفی

تا باد صبا را بگلستان گذری ہست
ہر شاخ گل آئینہ بے آن سحری ہست
گر شربت وصلت بہ لب تشنہ نداوند
در کوے تو از باد صبا باخبری ہست

مرغان چمن را بہ گل نظری ہست
بنشین نفس بلبل شوریدہ کہ امروز
با غم عشق ترا چشم تری ہست
بیداد من این ہمہ با بدل مخفی

نومید نباید شدن از گردش ایام
با نالۂ زار دل من ہم اثری ہست
چشم بره قافلۂ بوے وصالت
اندیشۂ ما غیر تو ہم دادگری ہست

آج رب اکبر نے یہ روز سعید دکھایا سامنے گلدستہ لوح کے پہونچایا اسد غازی اس مژدۂ فرح افزا سے مثل گل شگفتہ ہوا ہرچند کہ زخمدار ہے گل زخم نخل جسم پہ کھلے ہیں بدھیان پڑی ہیں مگر یقین ہے کہ نخل مراد بار لائے گلشن پژمردۂ خاطر میں بہار آئے بلبل دل نغمہ سرا ہے غنچۂ آرزو دکھلا ہے طرف گلدستون کے جاتے ہیں تماہر انجت رسا یاوری پہ درخشان اقبال کا اختر خواجہ عمرو ایک نخل کے سایہ میں کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں کوکب مثل نرگس نگران اسد تلوار ٹیک کر سنگ مرمر کے چبوترے پر آیا دس بیس قدم گلدستون سے مفاصلہ ہے رنگ گلدستون کا سرسبز و شاداب طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہیں آغوش تمنا سے طلسم کشا کے مشتاق پھولون کو جدائی دم بھر کی شاق شاخیں ہاتھ بڑھا رہی ہیں پتیان لہرا رہی ہیں نقش پاے اسد شیر دل سے چبوترے کے پتھرون کو شرف حاصل کوکب کہ رہا ہے اے سرو باغ صاحبقران والا نژاد بو کہ گل حدیقۂ شوکت و شان قدم مردی بڑھائیے جلد گلدستون کے پاس جائیے عمرو بھی پھولا ہوا دیکھ رہا ہے صدمہ زخمونکا بھول

شکست
گیا ہی دہن زخم سے صداے مبارکباد بلند ہی اعضا شگفتگی مین کون دردمند ہی مگر قضاے کار اتفاقا
روزگار سفاک ناہنجار بدکردار شعبدہ باز نیرنگساز نے بیرحمی پیکر باندھی اپنی عادت قدیم پر آمادہ ہوا
لحہ بھر کی بھی خوشی ناگوار ہوئی ساری شفقت بیکار ہوئی افراسیاب باغ سیب مین سریر حکومت
پر بیٹھا ہی سامان عیش و عشرت مہیا ہی سرماوا برق بڑے بڑے شاہان طلسم بصد فر و شوکت
ذکر رہائی اسد مین مصروف ہین افراسیاب کہتا ہی اگر اسد رہا ہوا تو کیا کر سکتا ہی واسطے لوح کے عمر بھر
سرگردانیگا نشان مقام نپائیگا کسکی لیاقت ہی جو مرحلہ ہوشیار و غافل کو طے کرے یا گنبد بے نور مین
کودے اگر رستم بھی صحراے سیماب مین پہونچے جل کر خاک ہو چشم زدن مین قصہ پاک ہو سیماب
جو حاکم باغ سیماب ہی بادولت کا قوت بازو زینت پہلو ابدولت کا تعلیم کردہ یگانا نابرد اُس سے
کون مقابلہ کر سکتا ہی اور علاوہ ازین باغ سیماب مین کیا رکھا ہی وہ بھی ایک راستہ ہی لوح میرے طلسم
کی کہان ہی جب مین نے **قہقہہ فیلسوف** کو مارا انتقال لوح اُسکے پاس سے لی اُسیوقت توڑ کر پھینکدی
سب کہتے تھے ای شہنشاہ یہ آپنے بڑا کام کیا آغاز مین انجام کا خیال ہوا سلطنت طلسم ہوش ربا
انکے واسطے زیبندہ و سزاوار ہی آپ کے دم سے سحر و ساحری کو رونق سامری و جمشید کا مذہب
برحق کہانتک اپنے بندون کو لقا ستائیگا آخر کبھی رحم بھی آئیگا خداوند لقا دیر گیر ہی مگر سخت گیر ہی
اُسکا شیطان بڑا بے پیر ہی قدرت کی تقدیر اس بیچارے کی تدبیر جب سے آئے ہو شہر امین شور بپا
دم بھر چین نہ ملا اب تو ای شہنشاہ سامان لشکرکشی کیجیے شاہان دربند کو حکم دیجیے مسلمانون کو پامال
کرین اسد پہلوان یگانہ ہی لڑائی مین ضرور شریک ہوگا عین گرمی جنگ مین اُسی پر جا پڑینگے اب
آپکے غلام بڑے زور و شور سے لڑینگے مسلمانون کے ٹکڑے اُڑا دینگے مہرخ و بہار و بخرزو کی مشکیں
باندھ لائینگے ایک جنگ تو ایسی ہو کہ بادشاہ طلسم نورافشان کے بھی دانت کھٹے ہو جائین بلکہ
بُران کے قتل کی تدبیر کیجیے آٹھو پہر یہی تقریر کیجیے یکایک بیٹھے بیٹھے افراسیاب خانہ خراب
خود گھبرایا پیشانی پر عرق آیا ہابار بارہ دری کے باہر نکلا اسوقت طبیعت کا عجب عالم ہی قلب
پر ہجوم غم و الم ہی ایک ہفتے سے جنگ نہین کی شاید طلسم پر کچھ افتاد پڑی کوئی حیرت کی خبر لائے
شاید مہرخ و بہار نے اسکو گھیرا کمبخت سخن ناشنو ہی ایسا نہو اُسے طبل جنگی بجوادیا ہو شاید عیارون کے
دام تزویر مین پھنس گئی ہو چند سردار آمادہ ہوئے کہا حضور ہم ابھی جاکر خبر لاتے ہین اگر لڑائی

ہو رہی ہوگی ہم شریک ہونگے ابھی ساحر روانہ ہوے تھے کہ صرصر آگر پہونچی افراسیاب نے
کہا کیون صرصر مزاج حیرت کا کیسا ہی طبل جنگی تو نہین بجوایا پھر تو کبھی بنگے تماشا نہین دیکھتے نہین
صرصر نے کہا حضور طبل جنگی وغیرہ تو نہین بجا مگر آج مین لشکر مسلمانان مین گئی تھی عیارون مین حضرت
چالاک و قران و جانسوز بن قران بن عمرو و برق و ضرغام کا بالکل نشان نہین تابعہ ہونا
اور سردارون مین بہار و مخمور و باغبان و رعد و برق و برق لامع و اسد نامدار نہین ہین
چالاک نے مکر کیا ہی عمرو بنا پھر رہا ہی لونڈی غلامون کو بشکل بہار و باغبان وغیرہ بنایا ہی مگر نیز نے
پہچان لیا حضور وہ سفتے سے یہ سب نہین ہین یہ بھی آج ثابت ہوا کہ تلاش لوح مین یہ سب گئے
ہین یہ سنکر افراسیاب نے کہا کتاب لاؤ فوراً کتاب اُٹھائی کتاب دیکھتے ہی افراسیاب نے
سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا اسد غازی تو باغ سیماب مین گھڑا ہی لوح لیا چاہتا ہی یہ کہکر مثل
برق چمکا بصورت رعد گرجا پرواز پیدا کرکے آسمان مین دو با ساحرون نے چاہا ساتھ دین
افراسیاب مانع ہوا کہا یارو کسی کا کام نہین ہی مقدمہ لوح تو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا
ہی یہ کہکر غائب ہوا ایہان اسد شیر دل قریب گلدستہ ہاے لوح پہونچ چکا ہی مگر گردش فلکی ہمراہ ہی
پاے جستجو کوتاہ ہی فلک بر سر گردش بیکار کوشش بخت رسا کی نارسائی زمانہ ناموافق کی کج ادائی
طالع کی نحوست وقت بد کی بدعت آفتاب اقبال کو زوال ماہ شوکت و جلالت بصورت ہلال
گل عیش پژمردہ غنچہ خاطر ناشگفتہ گلشن عیش سے رخصت بہار شکل آمد باد خزان آشکار قریب
گلدستون کے اسد پہونچا ہاتھ بڑھانا تھا کہ آسمان سے آواز مہیب آئی زمین باغ سیماب تھرائی
افراسیاب کا آسمان سے نعرہ ہوا باش او طلسم کشا خبردار گلدستے کو ہاتھ نہ لگانا اب قدم
نہ بڑھانا افراسیاب نے جو اسد کو قریب گلدستے کے پایا گھبرا گیا یہ بھی نہ دیکھا کہ سیماب کیا ہو
لاکھون کا کشت و خون کیون ہوا اسد پہ مثل برق جندہ گرا اسد کے پاس کوئی تحفہ تو موجود
نہین ہی کہ سحر افراسیاب سے محفوظ رہین افراسیاب نے منھ سے ان کی مثل تنکے کے
اسد چبوترے سے نیچے گرے افراسیاب نے گرتے گرتے لوح کو گلدستے سے لیا تڑپ کر
بلند ہوا کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اُڑ گئے روح پہ صدمہ ہوا زمین سے نعرہ کیا کہ او
افراسیاب خبردار کہان جاتا ہی ہاے لوح لیجلا یہ کہکر کوکب برابر افراسیاب سے پہونچا

انگلی سے اُتار کر انگشتری کھینچ ماری پیشانی پر افراسیاب کے پڑی افراسیاب نے تین چرخ کھا کر اور زیادہ بلند ہو گیا افراسیاب تتنا اونچا ہوا مثل ستارہ کے معلوم ہوتا ہی مگر کوکب تعاقب نہین چھوڑتا یہان اسد غازی بعد بلند ہونے افراسیاب و کوکب کے مایوس و مجبور فرش خاک سے اُٹھا عمرو بھی حیران کھڑا دیکھ رہا ہی قریب ہی کہ روح قالب سے نکل جاے مثل تصویر تصور کے عمرو خاموش بحر حیرت کا جوش آنکھین عمرو کی بحر اشکین رنگ روے اسد متغیر عمرو بیخبر اسد حیران عمرو پریشان اسد کو غم عمرو کو الم اسد کو رنج عمرو کو تشویش و پیچ اسد دیوانہ وار عمرو اشکبار و بیقرار تردد مین اسد نامدار عمرو کو فکر و انتشار وہان آسمان پر کوکب و افراسیاب سے مقابلہ ہو رہا ہی کوکب جان توڑ توڑ کے افراسیاب پر سحر کر رہا ہی افراسیاب پر حیرت طاری ہی چاہتا ہی مقابلہ نہ کرون ایسا نہو کہ کسی بلا مین پھنس جاؤن لوح میرے پاس ہی طلسم کشا سامنے موجود ہی ساربان زادہ بھی دیکھ رہا ہی جب کوکب سحر کرتا ہوا قریب افراسیاب پہونچا جوش جرات مین چاہا لپٹ جاؤن لوح چھین لون افراسیاب اسقدر بد حواس ہی سواے دفع سحر کے کوکب پر اب تک کوئی سحر نہین کیا ہی فکر ہی کہ نکل جاؤن جب کوکب نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مار لینے کا قصد کیا افراسیاب کو اور کچھ بن پڑا لوح طلسمی ہاتھ مین تھی چمکا دی کوکب کو غش آگیا آدھر کے اُلٹتا پلٹتا چلا اگر افراسیاب قصد کرتا کوکب کو مار لیتا مگر سحر کر کے نکل گیا سوار زرین پوش پیدا ہوا اُسنے کوکب کو گود مین لیا طرف طلسم نور افشان کے لے گیا اب عمرو و اسد اُس باغ ویران مین حیران و پریشان کھڑے ہین جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہی عمرو نے نگاہ اُٹھائی اسد کو زخمدار بیقرار اپنے قریب پایا غصے مین کانپنے لگا ہوش نہ باقی رہا اسد کی طرف متوجہ ہوا کہا او بد اقبال تیرے برابر کوئی بدنصیب نہوگا کس دریاے مصیبت و آفت کو جھیل کر جان پر کھیل کر یہانتک پہونچے عین وقت پر تیرے بخت واژگون طالع نگون نے نارسائی کی لوح نہ اُٹھا سکا ہاتھ پانؤن مین جان نہ تھی دو قدم آگے نہ جا سکا بس تیرے ستارے کی گردش سے خوب ثابت ہوا کہ تو طلسم کشا نہین ہی خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کی عقل نے کی کی اصل مقدمہ پر اُنکی بھی نگاہ نہ پہونچی زبردستی کہدیا دیوانہ مجہول طلسم کشا ہی سب کوشش بیجا ہی ہاے تیری محبت مین جن اپنے آقا سے چھوٹا بدنصیب ہوا زندگی سے دور موت سے قریب ہوا اب

مجھسے کچھ کام نہو سکیگا جہان جی چاہے جاؤن مین اپنے آقا کی خدمت مین جاؤنگا علاوہ اسکے طلسم
فتح کرنے میرے بلبوتے پر آئے تھے مفت اُٹھا دیا چل نکلے یہ نہ سمجھے کہ سفر دور و دراز ہے نجومی پنڈت
رمال جمع ہوئے مقدمۂ خاص مین حکم لگاتے مثل جانورون کے گنبد نور مین قید ہوکر بیٹھ رہے مین نے
اپنی جان آبرو مشاق تا بہ گنبد نور پہونچا لاکھون روپیہ کا میرا نقصان ہوا مہاجن مجھے کھا جائینگے
میرے بال بچے چھوٹے آپ سے کیا فائدہ اب چپکے خاموش کھڑے ہو بتاؤ دیوانے مین کیا
کرون اسد زار زار مثل ابر نوبہار رویا جواب دیا کہ نانا جان میری کیا خطا ہے سحر پر میرا کیا زور
تھا اگر پہلوان ہوتا مین لپٹ پڑتا عمرو نے کہا تمھارے نانا کو موت آئے خدا تم ایسے بدنصیب
کی صورت نہ دکھائے اب یہ دلیل تقریر بیکار ہے میرے سامنے سے جاؤ ورنہ مارے کوڑون کے
کھال گرا دونگا اپنے گلے پر خنجر پھیر لونگا اس طرح طعن و تشنیع دے کر جو عمرو نے کہا اسد دریائے
شرم و حجاب مین غرق ہو گیا کہا نانا جان بیشک مین بد اقبال ہون بیشک آپ میرے واسطے
تباہ ہوئے حضور طرف کوہ عقیق لشکر سلیمانی کے جائیں مین کوہ و دشت و بیابان مین ٹکرا کے
جان دونگا اپنا خون اپنی گردن پر لونگا نانا جان سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجیے گا والدہ
ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر سے بعد تسلیم کے عرض کیجیے گا مادر مہربان غلام کو حق شیر بحل کیجیے اب ہم
حضور کو زندہ نہ ملینگے قبلۂ و کعبۂ دین ستون اسلام کرب عالیمقام انکو پیغام پہونچا دیجیے گا کہ غلام
آپکا طلسم ہوشربا مین بیکس و بے بس ہوکر ہاتھ سے ساحران غدار کے سیار گلشن جنان ہوا
فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا اگر ہو سکے تو ساحران طلسم ہوشربا سے معاوضہ لیجیے گا یہ تو یقین
کامل ہے کہ نانا جان ضرور آئینگے ساحران ہوشربا پر دست انداز ہونگے افراسیاب ضرور
مارا جائیگا ہاتھ سے ہمارے عزیزون کے مہلت نہ پائیگا بھائی نور الدہر جانبازی کرینگے
ایرج نوجوان بہ ملغز آئیگا سب مجھ نالائق بدنصیب کو آنکھ کی پتلی جانتے ہین ہر فرد بشر کو غم و الم
ہوگا ضرور ہوشربا مین ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا سب صاحب اس بیکس کو یاد کرینگے سورۂ حمد سے
روح کو شاد کرینگے عمرو نے کہا پیغام کسی قاصد نامہ دار کے ہاتھ بھیجیے مین آپکے نانا جان کا غلام
نہین ہون کہ گھر گھر پیغام سلام کہتا پھرون یہ کہکر عمرو بڑبڑاتا ہوا ایک جانب چلا اسد نے جو یہ
بے اعتنائی خواجہ عمرو کی دیکھی زخمداری مین کانٹون کے جنگل مین گھس گیا دل مین مصمم سوچ لیا

کہ چلکر اپنے کو کسی غار وغیرہ مین گرادون یا گلا کاٹ کے مرجاؤن اس بیکسی مین تمام کرجاؤن اب کیا
کسی کو روے سیاہ دکھاؤنگے زندہ اپنے لشکر مین جاؤنگے حقیقت مین ناناجان نے بہت بجا ارشاد
فرمایا مین بداقبال و بدنصیب ہون واے برحال اُنکے کہ جانبازی کرکے تا بہ باغ سیماب پہونچے
ہم بدنصیب محروم رہے گوہر مراد دستیاب ہوا اب سواے جان دینے کے کیا چارہ ہی دل سے باتین
کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا آمادۂ مرگ وہیاے قضا زخمدار بیدست وپا آنکھون مین اشک
حسرت چہرے پر گرد کلفت تمام جسم زخم نیزہ و تیر و تبر سے نگار نہ کوئی مونس نہ غمگسار نامرادی دامنگیر
جان دینے کی تدبیر زبان صرف شکایت فلک کجرفتار حکایت بیوفائی گردون غدار دل مین حسرت
وارمان کا ہجوم نشان راہ نامعلوم ایک نخلستان کی آڑ پکڑ کے اُفتان وخیزان حیران وپریشان ایک
جانب چل نکلا عمرو زیر دیوار باغ سیماب بصورت آئینہ حیران شکل گیسو پریشان خاموش کھڑا ہوا سوچتا
ہی کہ اب کیا کرون غضب ہوا لوح قبضے مین آکر نکل گئی کلیجے پر چھری چل گئی یہ عمرو کو یقین نہین ہی
کہ اسد کہین چلا جائیگا اسقدر متردد و متوحش ہی دل مین خیال ہی کہ اسد میرے پہلو مین کھڑا ہی
اب جو سر اُٹھایا اسد کو قریب نہ پایا ہوش اُڑ گئے چار جانب دیکھنے لگا اسد کہتا ہوا دوڑا ابھی
پکارتا ہی اے نور نظر اُسوقت مین ہوش مین نہ تھا جو کلمات مین نے کہے اُنکو معاف کرو ہمارا وقت
ضعیفی ہی ہوش وحواس مین فرق آگیا نہین معلوم انتشار مین کیا کہا ملول نہو میرے پاس آؤ ملکر
صلاح کرین جستجوے گوہر مراد مین مصروف ہون ہرچند عمرو چیخا اسد نے سُنا مگر جواب نہ دیا خیال
مین آیا اب جواب دینا بیکار ہی عمر بھر ناناجان کو داغ رہے یہ کلمات ہمارے سُننے کے لائق تھے
بس اب نکل جانے و طرف صحراے ہولناک کے نکل چلو یہ سوچکر اسد نے اپنے کو ایک غار مین
مخفی کیا عمرو جنگل مین دوڑتا دوڑا پھر رہا ہی اسد دیکھتا ہی مگر فرط غیرت سے جواب نہ دے سکا
سامنا بھی نہ کیا عمرو دوڑ دھوپ کرکے ناچار ہوا اپنی بیوقوفی پر خوب چیخین مار کر رویا اپنی حسرت
ومصیبت و بیوقوفی پر طعن کرتا ہی کہ اے عمرو دو حماقتین ایسی ہوئین کہ عمر بھر یاد رہینگی اول وہ
کہ برق و ضرغام کو اپنے سے جدا کیا نہین معلوم کہ وہ کمبخت مرے کہ زندہ رہے ناحق کا غصہ
اُنپر اُتارا آج تو زرکن لشکر صاحبقرانی گرا دیا اُس بیچارے اسد کا کیا اختیار تھا افراسیاب
آگیا لوح سے بھاگا ہاے اے عمرو یہ صاحب غیرت اپنی جان دیدیگا ایسے کلمات سخت کہے ذرا

غلامون نے کبھی نہ سُنے ہونگے کیونکہ اُسکو جائز رکھتا عرصہ دراز تک عمرو اُس صحرا مین اسد کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین نشان نہ پایا بدحواس عالم یاس ایک جانب چل نکلا اسد غازی غار سے دیکھ رہے ہین جب عمرو نظرون سے مخفی ہوا اسد غار سے نکلا جان دینے پر آمادہ ہو کر ایک طرف چلا یہی جستجو ہے دل مین یہی آرزو ہے یا تو کسی پہاڑ پر سے اپنے کو گرا دیجیے یا گلا کاٹ کے مرجایئے یا کسی کنوین مین گر پڑیے ہر طرح اپنی جان دیجیے کسی کو مُنھ نہ دکھلایئے اب یہ مقام ملحوظ خاطر ناظرین وشایقین رہے برق وضرغام آوارہ ہو کر ایک جانب گئے افراسیاب لوح لیے جاتا ہے کوکب زخمدار ہو کر قصر جمشیدی مین گیا اسد جان دینے پر آمادہ عمرو بدحواس عالم یاس مین ایک جانب روتے پیٹتے جاتے ہین ان سب کا حال خیریت مآل داستان رنگین فصاحت آئین وقت پر تحریر ہوگی

داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان ومسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان ونقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان کہ طلسم جمشیدیہ فتح کر کے دونون شاہزادے طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوے وذکر لقا ولشکر اسلام

ساقی نامۂ مصنف

تندخوئی باعث آزار ہے
بے نمک ہے سر کہ پیشانی تری
کام کیا اب ساغر سرشار سے
ہوگیا دل گرمیون سے جی کباب
چشم تر لبریز خون پیمانہ ہے
کیا کرون بھتا نہین دل کیا کرون
پھر سرشک لالہ گون غماز ہے
پھر پھرے دن نالۂ شبگیر کے
بادۂ جرأت پلادے ساقیا

ساقیا اب نازبیجا کس لیے
زہر قاتل تلخی گفتار ہے
اے تنک ظرف اسقدر بدخو نہو
بادہ کش ہون جام چشم یار سے
جلوۂ مو نے پلایا خون مجھے
جون صراحی گریۂ مستانہ ہے
نازبیجا اور مین کم حوصلہ
رنگ رو پھر مائل پرواز ہے
ساقیا امداد کا ہنگام ہے
جنگ کا سامان دکھادے ساقیا

چین ابرو بے محابا کس لیے
بے مزہ ہے شکر افشانی تری
دل ہوا کھٹا ترش ابرو نہو
مجلس غم ہے مجھے بزم شراب
آگئی یاد لب میگون مجھے
ماجرے سخت مشکل کیا کہون
کیا اُٹھے ہے ولولہ سا ولولہ
پھر ہین کیا کیا ولولے تاثیر کے
دور دور گردش ایام ہے
چہرۂ غازیان دیندار ومجاہدان

تہور شعار محرران سحر بیان افسونگری وکاتبان اخبار نیرنگ جمشید وسامری کلک شعبدہ اپنی سحر طرازی پر یون ناز کرتا ہی حال جنگ جادات وسحر آغاز کرتا ہی شعر مسحور کن ملک تحریر سحر رقم کرتے ہین رنگ تقریر سحر سابق مین تحریر کیا ہی کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان طلسم جمشید کو فتح کرکے بصد صولت وشوکت طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران کے روانہ ہوے تھے قطع منازل وطے مراحل کرتے ہوے آتے ہین مگر زمرد شاہ باختری نے بعد قتل ہونے عقرب نیشزن جادو کے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد روانہ کرو افراسیاب نے تیمور سحر طراز کو مع بارہ ہزار ساحران غدار برائے مدد زمرد نابکار روانہ کیا پہچا تخت پر سوار مع ہمراہیان بدکردار طرف کوہ عقیق کے جاتا ہی بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان برائے نور الدہر وایرج نہایت پریشان ہوے کہ ان شیرون کا عرصہ دراز سے نشان نہین معلوم جواہر سے ارشاد ہوا کہ ای جواہر ایرج نامدار ہاتھ سے ارکان کوہی کے زخمی ہوکر نکل گیا تھا آجتک کچھ احوال نہ معلوم ہوا نور الدہر بن بدیع الزمان کو کوئی ساحرہ اٹھا لیگئی تھی اسکی خبر واسطے تمکو جانا واجب وہ لازم ہی اسی وقت جواہر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر مع چالیس عیاران نامی کے برائے تلاش نور الدہر وایرج پاے شاطری مارتا ہوا چلا مگر نور الدہر وایرج قطع منازل وطے مراحل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایک روز ایک صحراے سبزہ زار نواح دلکشا مین گذر ہوا طہماس بن عنقویل دیوپرور نے بارگاہ زربفتی استادکرائی بازارین آراستہ ہوئین لشکر اترا دونون شیر یعنی ایرج و نور الدہر آکر داخل بارگاہ ہوے پردے بارگاہ کے اٹھے نظارہ گل و ریاحین مین مصروف ہین کہ یکایک صحراے گرد اٹھی دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھ فوج کا بڑے بڑے قد کے جوان زبردست پہلوان دور کا بے مرکبون پر سوار سامنے سے گذرے ایک جوان کوہی بہیئت افسری کرگدن مست پر سوار لاکھ سوار وپیدل فوج کے دل کے دل زرہ پوش چار آئینہ بند آکر اسی دشت پُر فضا مین اُترے جن مین بارگاہین استادہ ہوئین اُس جوان کی نگاہ لشکر شاہزادگان پر پڑی شاطر تیز رو کو حکم ہوا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہی کون لوگ ہین کہان سے آئے ہین کہان جاتے ہین یہان ایرج و نور الدہر نے شاپور روشن رنگ سے فرمایا جلد خبر لاؤ اُسکا شاطر دریافت کر گیا شاپور نے فوراً خبر دی حضور بدمست کوہی برائے مدد لقا جاتا ہی اپنی زور وقوت پر اسکو

بڑا غرہ ہے ادھر شاطر نے بدمست سے عرض کی نور الدہر و ایرج فرزندان صاحبقران طلسم جمشید
فتح کرکے چلے ہین مال طلسم مذکور لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین بدمست کو ہی کا یہ
حال سنکر نشہ اوتر گیا غصے مین کم ظرف مثل جام شراب کے ابلا شاطر سے کہا ابھی جاؤ فرزندان حمزہ
سے کہو کہ اس طلسم کا ہمارے بزرگون نے اکثر قصد کیا مگر موقع فتح کرنے کا نہ ہاتھ آیا لیکن تم نے
بڑی بے ادبی کی کہ طلسم جمشید کو فتح کیا اب بہتر یہ ہے کہ مال طلسمی لیکر خدمت ما بدولت مین حاضر ہو
خداوند کو سجدہ کرو ہم براے خدمتگزاری خداوند جاتے ہین قدمون پر خداوند کے گرا دینگے بہ ہی
عجز و معروض سے دریاے رحمت خداوندی جوش مین آئیگا عمر بھر کا گناہ ایک نظر رحمت خداوند
سے معاف ہوجائیگا اگر خلاف کیا تو بہت بری طرح پر پیش آونگا ابھی تلوار کھینچکر لشکر مین گھس آونگا
بڑی ذلت سے قتل کراونگا مال طلسم مذکور چھین لونگا عیار نے کہا حضور ایک نامہ تحریر فرمایے
کسی پہلوان کو دیجیے وہ جاکر سمجھائیگا نمانینگے تو کان پکڑ کر ساتھ لیتا آئیگا بدمست نشے و نخوت
مین چور اپنے زور پر مغرور یہی مضمون مذکور اور بہت کچھ فرخرفات کلمات مہملات نامے مین درج
کراے ملفوف کرکے آواز دی ای پہلوانان کوہی تم مین سے ایک جوان فرمان ما بدولت کا لیکر
بارگاہ مین فتاح طلسم جمشید کے جاے باشتی سمجھا کر مع مال طلسم دونون کو خدمت مین ما بدولت
کے لاے سرشار کوہی سپہ سالار لشکر ہجوم کر اپنے دنگل سے اوٹھا کہا ای پہلوان دوران وای
گرسا شب جہان یہ میرا کام ہے ابھی مع مال دونون کو لاتا ہون یہ کہکر نامہ سر سے باندھا گینڈے پر
سوار ہوا چار ہزار کوہیون کو ساتھ لیکر طرف لشکر شاہزادگان والا قدر کے چلا شاہزادہ نور الدہر کو
شبرنگ نے خبر پہونچائی کہ حضور بدمست نے ایلچی روانہ کیا ہے بڑے کروفر سے آتا ہے نور الدہر نے
فرمایا کیا مضائقہ ہے ایلچی را زوال نیست لشکر مین خبر کردو منادی ندا کرے ہر ایک بہادر آگاہ ہو جا
کہ بدمست کا ایلچی آتا ہے کسی بدعت بیجا کی کوئی صاحب خیال نکرین فورا حکم شہنشاہی تمام لشکر مین
پہونچ گیا مگر سرشار مغرور و متکبر بصد نخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جا بجا جوانان صف شکن پہلوانان تیغ
تیغزن اپنے اپنے مقام پر جلوہ افگن ہین کئی خیمون کی طنابین اوس چھیانے پکڑ کر کھینچ لین خیمے گر گئے
بندگان خدا دب گئے ہاتھ منہ ٹوٹا مگر کوئی اوس چھیاسے نہ الجھا موچھون پر تاؤ پھیر کر یہی جواب دیا
اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان ایسون سے تو ہم صطبل کا کام لیتے ہین مگر سوا اے صبر جبر کی

کوئی چارہ نہین بچائیگا اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار مین سمجھ لینگے خدا چاہیگا تو کوئی پچھڑ دن سے
سر ٹکرا ٹکرا کے مرینگے نہیب شمشیر سے جوانون کے بت بنجائینگے اسوقت سنگدلی دکھانے جو چاہے
بدعت کرے مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان والاجاہ پہونچا دربان سالار کو حکم ہو چکا تھا
اُسنے پردہ اُٹھا دیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سرداروں کا دور بندھا ہوا
ہی اپنے اپنے مقام پر ہر شیر جلوہ فرما ہی مقام صدر پر نور الدہر و ایرج دریاے سلاح مین غوطہ
مارے ہوے پشت پر ہر بیشہ گلگان صاحب سطوت گران صف شکن و صفدر طہماس بن
عنقویل دلیر پرورش فیل مست بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی سرشار کو یہ دربار دیکھکر دنگ ہو گیا مغرور
نے صاحب سلامت بھی نہکی نور الدہر نے اشارہ کیا ملازمان جان نثار نے ذنگل آہنی بچھا دیا
سرشار بیٹھا جوانون سے آنکھین لڑانے لگا اپنا رعب و دبدبہ دکھلانے لگا نور الدہر نے ہر ایک
کو اشارے سے منع کیا ساقی بچے کو اشارہ ہوا ساقی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشہ انجام
پی گیا دو جام پر دو پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا تبلا کر بکا اُٹھا تم نامہ دو۔ نور الدہر نے کہا
یہ کسکا نامہ ہی اسنے جواب دیا ملک پہلوان پُرزور و زبردست شاہزادہ بدمست کا نور الدہر نے کہا
نامہ لائیے اُس بیحیا نے نامہ سر سے کھولکر نور الدہر کے ہاتھ مین دیا نور الدہر نے میر منشی سے فرمایا اس
نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کر چکا ہون نور الدہر نے سنکر سر جھکا لیا مگر ایرج نوجوان نے قبضۂ تیغۂ
دودم سکندری پر ہاتھ ڈالا غصے مین کف منھ مین بھر آیا کہا بیحیا نے کیا لکھا ہی ان افعال کی بیحیا کو سزا دون
نور الدہر نے اشارہ کیا برادر ہمارے سر کی قسم اسمین بدنامی ہی ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے
ہین میدان مین سمجھا جائیگا نور الدہر نے میر منشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا ای سرشار ہمنے جواب نامہ
جنگ لکھدیا مال طلسم کا دینا ہمکو منظور نہین یہ سنکر وہ بیحیا بگڑا کہا ای جوان کیا مین خالی پیغامبر ہون
ابھی مال طلسمی منگوا دے مین مال طلسمی بھی لونگا اور نقد جان پر بھی دست انداز ہونگا کان پکڑ کر
تم دونون کو لیجاؤنگا نور الدہر نے کہا ای سرشار یہان بدمستی نکرو میدان جنگ مین سمجھ لینا
مگر یہ بیحیا کب مانتا ہی رستم و اسفندیار سے اپنے کو بہتر جانتا ہی قبضے پر ہاتھ ڈال کے کہا چلو اُٹھو
ما بدولت کی رکاب تھامو طہماس نوجوان نور الدہر خاموش ہی ہونٹھ کاٹ رہا ہی منھ سے نہین
بول سکتا مگر ایرج کو نہ تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس بیہودہ سے کلام کرتے ہین وہ ملعون درہم

اپنے حمایتی سے جاکر اطلاع کراور نامہ ہاتھ سے نورالدہر کے ایرج نے لیکر پھاڑ ڈالا اور سامنے سرشار کے پھینکدیا کہا جاکے اسکی بتی بناکے بدمست کی اسمین چلادے سرشار ابلا ہوا بیٹھا تھا بقہر و غضب تمام اپنے مقام سے اٹھا تیغہ نیام سے کھینچا خبردار کہکے ایرج پر وار کیا ایرج نے ڈنگل پر بیٹھے بیٹھے چٹکی ماری تلوار اسکی پٹ پڑی گویا قسمت الٹ گئی نورالدہر ہان ہان کرتے ہین کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہوگا یہ ایلچی ہے ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی پکڑ کے جھٹکا مارا سرشار کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا سر چرخ گردون سے اڑجاتا صرف دو انگلیان پڑین تڑاقے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھاکے زمین پر گرا ایڑیان رگڑنے لگا ایرج نے اٹھکر چاہا ٹھوکر مارون کہ سر مغرور خود سر کا پھٹ جاے رشتۂ حیات کٹ جاے نورالدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے مین رک گیا سرشار بارگاہ مین آنکھین بند کیے پڑا ہے کبھی آنکھ کھولتا ہے ایرج کو قریب دیکھکر پھر بند کرلیتا ہے نورالدہر نے جو یہ دیکھا قریب آکر فرمایا اے سرشار خوف نہ کر چلا جا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھکر اٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام کرنے لگا نورالدہر نے کہا اے سرشار جاؤ اسنے جھک کر پرزے نامے کے اٹھا لیے گھبرایا ہوا باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا ساتھ والون سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دو ایک نے پوچھا حضور عارض پر کیا عارضہ ہوا کہا چلو بتا دینگے تمکو سمجھا دینگے ہر بات کا موقع محل ہے بقول سعدی شعر

ہر جاے مرکب توان تاختن • کہ جاہا سپر باید انداختن • ساتھ والے خاموش سرشار نے گینڈے کو بگٹٹ بڑھایا گھبرایا ہوا بارگاہ مین بدمست کی آیا گال سوجا ہوا بدمست نے پوچھا کیون برادر خیر تو ہے بال طلسی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہین جیسے ہی مین بارگاہ سلمان مین پہونچا ایک سو جوان مجکو لپٹ گئے اسپر بھی مین نے دس بیس کو مارا مگر ایک ہاتھ مین دس بیس لپٹے ہوے تھے نامہ چھین لیا دیکھیے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال مین بڑی چوٹ لگی بمشکل بھاگتا آیا یہ سنکر بدمست مثل رعد کے گرجا کہا ان دونون جوانون کی شامتین آئی ہین قضا انکی دامنگیر ہے کیا معقول تدبیر تھی مین براے ملاقات قدرت جاتا تھا کوئی شی بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی انھین دونون کے سر جاکر نذر دونگا طرہ سیمبری پاؤنگا یہ کہتا ہوا اٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار عرض کرنے لگا حضور اسوقت تامل فرمایئے جو کچھ مجھپر گذری وہ گذری صلاح کرکے سمجھا جائیگا بدمست

تمام لشکر مین قرنا ہوئی لاکھ سوار و پیدل تیار ہوے مجبور سرشار بھی عقب مین چلا مگر بدمست بقہر
وغضب اُڑاتے ہوے گینڈے کو جاتا ہی یہان بعد جانے سرشار کے نورالدہر نے دیکھا ایرج
کا غصہ کم نہین ہوتا مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی نورالدہر سمجھاتے ہین ای برادر غصہ نکرو اگر جد عالی تبار
کو خبر پہونچے گی اُنکے مزاج سے خلاف ہوگا لقا پرستون کی کیا کیا بدعت اُٹھاتے ہین اپنی بارگاہ
مین طرح دیتے ہین ایرج کہتے ہین بھائی صاحب مین آپکا سا مزاج کہان سے لاؤن آپکو کلمات
سخت سننے کی عادت ہی مین ابھی بارگاہ بدمست مین جاتا ہون انشاءاللہ ملعون کو سزاے
معقول دونگا سب سردار ایرج کو سمجھا رہے ہین شیر کو بہلا رہے ہین کہ نوبت نقارے کی کان مین
آواز آئی صداے باہوے زین معزائی ایرج نے کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہی کہ شاپور
و شبرنگ دوڑے ہوے آئے عرض کیا ای شہریار بدمست کوہی سوار ہوا مع فوج آپہونچا
یہ سنتے ہی ایرج و نورالدہر و شیر ببر اپنے مقام سے اُٹھے طہماس نے قبضۂ ساطور پر ہاتھ ڈالکر
کہا ای شہریار آپ تکلیف نہ فرمائین غلام جاکر اُن بیحیاؤن کو سمجھا دیگا مگر یکایک غلغلہ ہوا شبرنگ
نے کہا حضور کوہی لشکر مین گھس آئے تلوار چلنے لگی نورالدہر و ایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا
کوہیون نے ہنگامہ برپا کر دیا پامالیان فوج نورالدہر و ایرج غفلت مین اپنے اپنے مقام پر تھے وہ
بیحیا آپڑے کئی ہزار جوان زخمی ہوے کئی سو سیار گلشن جنان ہوے نورالدہر بتعجیل پشت اسپ
بریوش پر سوار ہوے نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نبیرۂ حمزہ صاحبقران گیتی ستم واقعہ شہ ستارہ حشم شاہزادہ
نورالدہر و ایرج نوجوان بصد شوکت و شان گردن اشقر پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ ایرج
ملک ایرج آن آفتاب منیر و کہ صاحبقران ہم و آفاق گیر ہ بہادر سے صدا بلند ہوئی منم ہژبر بیشۂ
گلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقول دلاور وراب سرداران
ایرج و نورالدہر بھی سنبھلے کوہیون پر جا پڑے بگڑ کر تلوار چلی کیا عجب تھا کہ نوک مژگان سے بھی
کارزار ہو دلال ازل درکار ملک الموت بیکار ایک کی روح قبض نہین کرنے پایا دو ہزار مر کر
گرے ملک الموت کو خواہش ہی اس جنگ مین بڑی کاہش ہی کہ براے قبض روح گماشتے
قرار دون مگر ایرج نہنگانہ لنگانہ اُڑتا ہوا جاتا تھا بدمست سے جو آنکھ چار ہوئی بدمست نے
للکارا کیون او فرزند حمزہ میرے ایلچی کے ساتھ بُرا کیا ہزارون ملک لپٹ گئے وہ جبر نامہ چھین کے

چاک کیا ایرج نے جواب دیا او بیحیا مردان عالم کا یہ دستور نہیں کہ ایک پر دو دست انداز ہون
نہ کہ سو دو سو دو جہوٹا دغا بازی بدمست نے طرف سرشار کے دیکھا کہ ہان ای سرشار بس جوانکی
زبان تو کھینچ لے ایرج نے جو سرشار کو دیکھا آواز دی کیون او بیحیا سواے میرے اور کون شخص
دست انداز ہوا تھا اب تو سامنے آ سرشار بدمست کے بھروسے پر نعرہ کرکے جا پڑا ہاتھ تلوار کا
لگایا ایرج کو انتہا کا غصہ تھا بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا
پہاڑ کو دست حق پرست پر بلند کیا اسی غصے مین طرف آسمان کے پھینکا اترتے اترتے ہاتھ تلوار کا
مارا چورنگ ہوا کیا شاپور نے آواز دی ای شہریار سبحان اللہ ماشاء اللہ دوست و دشمن کی زبان سے
صداے آفرین بلند ہوئی مگر بدمست کہ یہ رنگ دیکھکر طرف ایرج نوجوان کے چلا للکارتا ہوا
کہ او نبیرہ حمزہ تو نے میرے قوت بازو کو مارا میرے لشکر مین اسکا نظیر نہ تھا میرے ہاتھ سے بچ کر
کہان جائیگا اس زبردستی کی سزا پائیگا ایرج قریب بدمست کے پہونچا جلدی کرکے بدمست نے
ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ لنگر دار جوان زبردست ایرج نے جلدی مین سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار
بدمست کی جو پڑی گوشہ سپر کو کاٹ کے سر پر گری زخم کاری سر مین ایرج کے آیا ایرج نے دستانہ
مارا تیغہ جھنا کر نکلا مگر چادر خون چہرۂ بے نظیر پر آئی جی داری کرکے ایرج نے ہاتھ مارا اسنے گینڈے
کو ہٹالیا ہاتھ ایرج کا خالی گیا لکان سے زیادہ صدمہ پہونچا بدمست نے چاہا سر کاٹ لون نور الدہر
ایک غول مین مصروف جنگ تھے دور سے جو یہ معاملہ جانگداز دیکھا کلیجہ ہاتھ سے تھام لیا نعرہ کیا
او کوہی خبردار دست خودرا نگہدار نعرہ کرتے ہوے برابر بدمست کے پہونچے بیچ مین گھوڑا ڈالا
بدمست کا سامنا ہوا بدمست نے وہی تیغہ خون آلود بر سر شاہزادہ نور الدہر لگایا نور الدہر
نے تیغہ خارا شگاف پر گا تھا آواز دی او بدمست شعر تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ
شادی از دل فراموش کن ٭ دیگر دو مجنون گذشت نوبت ماست ٭ ہر کسی پنج روزہ نوبت اوست ٭
یہ کہنا خبردار نہ کیا او بدمست نشہ بادۂ نخوت سے ہوشیار ہو خواب خرگوش سے بیدار ہو نعرہ شیرانہ
کرکے ہاتھ مارا اس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا دل سے کہتا تھا کہ نام تو اسکا سہ بھی اگر ایک
بھی پڑتا بس زمین ہوتا تو اٹھ جاتا اور نہ روکتا مگر تیغہ برق مثال تڑپکر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے خود و جبہ
سوق چیر کر کاٹکر [illegible] زخم کاری سر پر آیا اسنے دستانہ مارا تیغہ سر سے اسکے نکلا چادر خون سر سے

بیجیاکے جاری ہوئی نورالدہر نے چاہا سر اُسکا کاٹ لون ہزار ہا کوہی آپڑے ایک طرف سے طہماس بھی جنگ کرتا ہوا آیا وہان خوب تلوار چلی دریاے خون بہ گیا ایک جانب سے نقد روح رودان قاسم عالیشان ایرج نوجوان زخم سر باندھکر آیا جنگ مین مصروف ہوا اشعار

خروشے برآمد بگیر اگیر سر
نیستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار
ہوا سامنا تیر سب چلنے لگے
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
سر و حلق گردان جنگ آزما
سر پہلوانان تھے مثل حباب
پیا پے تھی یون ضرب گرز گران
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر

سب کے خود و نیزہ یک خود و تیر دو گز ۔ ہزارون زرہ پوش خنجر گزار
وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے ۔ وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
نیامون سے خنجر نکلنے لگے ۔ ہوے کشتہ پیدا ہمین ہنگام جنگ
کرون کیا بیان ماجراے ستیز ۔ کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
نثار دم خنجر و تیغ تھا ۔ روان خون تھا مانند دریاے آب
یہ کیونکر کہون مین کہ پیکار تھی ۔ قیامت وہان اک نمودار تھی
کہ جسطرح سے پتک آہنگران ۔ زد و گشت اُسدم ہوئی اسقدر
ای مردان دشت نبرد رستم و اسفندیار کے یادگار ہو شیر بیشہ کارزار

ہو شعر سپاہ لیجاؤ و دس سوت کرو دو طلاق اس زندگی کی سوت کو وہ ہر ایک جانب ہنگامہ گیر و دار بلندی لشکر کوہیان دردمند بہت بڑے قد بھاگتے پھرتے ہین نہیب شمشیر مسلمانان سے مُنہ کے بھل گرتے ہین بھاگ کر کوہی پڑاو پر آئے ایرج و نورالدہر وہان بھی آپڑے پڑاو کوہیون کا لٹنے لگا بارگاہون پر کوہیون کی مسلمانون نے قبضہ کیا بدمست زخمدار بیقرار مثل صیاد خائف بھاگا بھاگا پھرتا ہی اہالیان فوج مثل موج پراگندہ غم و الم کی طغیانی کشتی حیات کا ذن طوفان دریاے خون مین غوطے کھا رہے ہین کنارے تک پہونچنا دشوار جوش پر بحر تیغ آبدار مسلمانان نہنگان شناور دریاے جرأت و ہمت جنگ مین مصروف بحر دریاے لشکر کوہیان کو جھیل رہے ہین جان پر کھیل رہے ہین اہل اسلام نے لشکر بدمست کو گھیرا ہی ناظرین پر واضح ہی کہ ایرج و نورالدہر مین آپسمین چشمک ہی اگر ایرج نے بجرأت و شوکت بڑھکر میدان کو مارا نورالدہر نے بصد صولت و لیاقت رسالدار کو للکارا غول کے غول پراگندہ بدحواس کوہیان بدمعاش کو میدان جنگ سے بھاگ جانیکی تلاش دریاے نامردی کا جوش پراگندہ لشکر عقل و ہوش علمہاے لشکر سرنگون زمین پر یون پڑے ہین جیسے مردے کفن مین بھاگو بھاگو کی

صدا مین گھوڑے کوتل پھر رہے ہین ہتھیار کوہیون کے کمل کے گر پڑے گرز سرکوبی بھولے
تیر گوشون مین چھپتے ہین کمانون مین مثل کمر پیر خم تلوارین بیدم نیزے مثل جسم مدقوق نحیف و زار
سنانین بنامین بالکل بیکار خنجرون مین نہ دم نہ خم اسکا کیا علاج تیر مثل تیر ایک نقطہ کے محتاج
سپرون کو دوران سر دامن چاک پھول مرجھائے ہوئے اپنی سیہ بختی پر غیرت سے کبھی کبھی کمانین
کو دفترِ فنا سے تنخواہ بیباقی ملتی ہی چہرے نامردون کے نظری نہ دفتر نہ دفتری قریب ہی کہ کوئی فرار
پر قرار کرین مگر قضا سے کا ملکہ ترنج جادو بدمست کی آشنا ہی جب یہ چلا تھا اُس سے کہکر آیا
تھا کہ مین واسطے مقابلہ مسلمانان کے جاتا ہون ملکہ ترنج نے منع کیا تھا کہ ای یار صادق و ای محب
وافق مسلمانون سے بگڑی بنانا اچھا نہین جو تمھارا بھائی بند گیا وہان سے زندہ پلٹ کے نہ آیا
لہذا وہان نہ جاؤ بدمست کو اپنے زور کا نہایت غرور تھا اسلیے نہ مانا اور آیا جو کچھ گذرا وہ ناظرین
پر واضح ہی ملکہ ترنج بعد جانے بدمست کے گھبرائی چار سو جادوگرنیون کو ساتھ لیکر جوش محبت
مین چلی اسوقت آکر پہونچی آسمان سے دیکھا بدمست زخمدار کوہیون کی فوج کا ستھراؤ مسلمانون
نے قیامتین برپا کی ہین دریاے خون بہ رہا ہی بارگاہین خیمے سرنگون بازارین ویران محلے فوج
کے لٹے ہوئے دوکانین برباد جھنڈے بازارون کے گرے ہوئے منھ کوہیون کے لڑائی سے
پھرے ہوئے دو جوانان صف شکن نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین ایک جانب ایک جوان مثل
فیل مست ساطور بدست فوجون کو درہم و برہم کر رہا ہی دم جرأت کا بھر رہا ہی پہلوان یگانہ رستم
خصال عفریت مثال کوئی کوہی اُسکے منھ پر چڑھ نہین سکتا کسی پہلوان کا قدم بڑھ نہین سکتا
یہ معرکہ قیامت خیز جو آسمان سے ملکہ ترنج نے دیکھا اپنے دھگڑے کا سر زخمی پایا بدحواس ہوگئی
وہین سے نعرہ کیا باشیدای مسلمانان ستم ملکہ ترنج جادو یہ کہکر زمین پر آئی ایک سحر مین قیامت
برپا کردی کوئی گھوڑے سے گرا کوئی زمین پر تڑپا چار سو جادوگرنیان اُسکی گولے ترنج و نارنج
مارنے لگین شاپور و شبرنگ عیاران طرار حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین ساحرون کو
للکار رہے ہین کئی جادوگرنیان کندون سے حباب ہاے بیہوشی سے قتل ہوئین ہرچند
شاپور نے کہا ای برادر شبرنگ جادوگرنیون سے سامنا نہ کر چلو جان بچا کر چلو شبگو آکر
عیاری کرینگے شبرنگ و شاپور نے قصد کیا مگر جادوگرنیون کے سحر سے زمین ہلنے لگی قدم اُٹھنا اُنکی

دشوار ہی زمین و آسمان شعلہ بار ہی کہین پانی برس رہا ہی کہین نہر آب جاری ہی کہین تخل بھرا گر گر
گھوڑے مطلق العنان کوندل پھر رہے ہین جا بجا منھ کے بل گر رہے ہین شبرنگ و شاپور نے ہر چند
چاہا کہ جست و خیز کر کے نکلیں مگر ترنج تمام عیاروں کے فن چکی تھی کہ فرزندان خواجہ عمرو و شاگردان
عمرو کے افسرہین دکھاوے پیٹے تاختے تصویر عمرو کی دیکھ چکی ہی ترنج اُسی طرف پلٹی ان دونوں کو
دیکھا کسی پر کمند لگائی کسی پر خنجر مارا کبھی حقہ آتشبازی مارا دس پانچ کے منھ جھلس گئے کبھی جنگی بان
داغا اُن شعلوں سے دو چار جلے ایک ساحرہ گلبدن نام وزیرزادی ملکہ ترنج کی مصاحب
خاص ہمدم با اخلاص ساحرہ شعبدے باز شاپور پر جا پڑی ماش کا دانہ مارا شاپور کے پاؤن
زمین نے تھامے مگر ہاتھ سحر سے بری رہے گلبدن بڑھی کہ نیچے سے سر کاٹ لون جیسے ہی وہ
قریب آئی شاپور نے کمند ماری وہ منھ کے بل زمین پر گری شاپور نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک
نعرہ کیا منم شاپور شیر دل ترنج نے یہ معرکہ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب بھرایا اپنی مصاحب
خاص کو تڑپتے پھڑکتے دیکھا یہ بھی دیکھا کہ ایک عیار تا گر سحر سے کسی کے مقابلہ کرتا ہی دوسرے نے
لپٹ کر خنجر مار دیا جادوگرنی مری پھر دونوں نے قیامت برپا کر دی الگ الگ لڑنے لگے ایک
کی ایک مدد کرتا ہی یہ شعر زبان پر جاری ہی ہان بھائی شاپور شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را ۔ یہ سب حرکتین اُن عیاروں کی ترنج جادو نے دیکھین دور سے للکارا ای
عیاران غضب کیا میری وزیرزادی کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاؤ گے عیاروں نے
پلٹ کر دیکھا چاہا جست و خیز کر کے نکل جائیں مگر ملک الموت کے سامنے سے ٹلنا دشوار تھا ملکہ
ترنج نے ایک نارنج پھینک مارا دونوں عیار لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے ملکہ ترنج نے جادوگرون
کو اشارہ کیا کہ پہلے ان نگوڑوں کو گرفتار کرو ان مکاروں نے بڑے داغ دیے نور الدہر سراج
و طہماس وغیرہ سب ایک مقام پر پابہ گل ہر چند کہ آسمان جرأت کے ماہ کامل ہین مگر ہاتھ
دستگیری نہین کرتا ثابت قدمی نے جدائی کی ہوش و حواس نے کج ادائی کی گھوڑوں سے گر کے
بیہوش ہوئے ہوش و حواس روپوش ہوئے بدمست رنجیدہ کبیدہ زخمدار بیقرار سامنے
اپنی معشوقہ کے آیا کہا جان جہان مین لٹ گیا اپنے رفقا سے چھٹ گیا کیسے کیسے صف شکن سلمان
ہاتھ سے مارے گئے ملکہ ترنج نے کہا ای بدمست ہمنے تمکو پہلے ہی ہوشیار کر دیا تھا تمنے ہمارا کہنا

نانا اسم بامسمی ہو بدمستی کے نشے کا یہی کام ہے ذلیل و رسوا ہونا اگر دیکھو نا یہ کہ اگر حکم دیا ان سب کو
گرفتار کر لاؤ طوق زنجیر پہناؤ دربار ان سب کا مجھو سوال جمشید پرستی کرو اگر قبول کریں اپنا رفیق بناؤ
ورنہ فوراً قتل کرو بدمست نے بلا کر آہنگروں کو حکم دیا سرداران نامی پہلوانان گرامی کو مسلسل و
مطوق کیا اسوقت چونکہ بدمست زخمدار تھا سب کو قید خانے میں بھیجا از سر نو بارگاہ میں استاد
کرامین ملکہ ترنج کا ہاتھ تھامے ہوئے بارگاہ میں آیا سب رفیق و امیر و وزیر ہمراہ ملازمان شہزادہ
ایرج و نورالدہر جو گرفتار ہوئے بعض بھاگ کر درہ ہائے کوہ میں چھپے بدمست کی زخمدوزی
کی ملکہ ترنج آکر تخت پر بیٹھی بدمست و گل زرین پر تمام خزانہ طلسم جمشیدی قبضے میں بدمست
کے آیا صدہا چھکڑے اشرفی صندوق ہائے کلان تحمل کاشانی کے غلاف قفل ہائے رومی ترنج
نے چاہا مال اتروا کر ملاحظہ کرے بدمست نے کہا ای جان جہان اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ
ہوتا ہی گانا سنیں شراب پئیں ہم تم لیٹ رہیں ملکہ ترنج نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی بیہودہ باتیں
کرتا ہی دیکھ میرے ہاتھ پاؤن میں درد ہی رنگ چہرے کا زرد ہی اب یہ بتلا کہ ان سرداروں کے
مقدمے میں کیا منظور ہی بدمست نے کہا میں ان سب سے سوال سامری پرستی کرونگا پیران
حمزہ مذہب لات و منات کبھی نہ قبول کرینگے سنا ہی اکثر قید ہوتے تلوارین گلوں پر رکھی گئی ہیں مگر
اپنی کہے گئے ملکہ ترنج نے کہا سامنے تو بلوا دیکھو تو اب کیا کہتے ہیں کچھ جواب سخت دیتے ہیں یا خاموش
رہتے ہیں بدمست نے داروغۂ زندان خانے کو حکم دیا نورالدہر و ایرج و طہماس کو سامنے
بادولت کے لاؤ ملکہ ترنج نے سحر اتار لیا ہی قید آہن میں سب گرفتار ہیں داروغہ قید خانے میں
گیا نورالدہر و ایرج و طہماس کو سر زنجیر تھام کر سر دربار لایا ہر چند کہ تینوں سردار انتہا کے زخمی
ہیں مگر شیران دشت نبرد جیسے ہی بارگاہ میں آئے پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس
و در ہیچ ماوا بر کسی باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکے است و پیغمبر او برحق وہ بے نیاز کارساز خالق
مطلق ہی بدمست بگڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ دیکھو تم نے غضب کیا مسلمانوں کو بارگاہ میں ناحق
بلایا ہمارے پونے دو سو خداوندوں کو برا کہتے ہیں بڑے یہ لوگ سرکش ہیں مگر ترنج کی نگاہ جو
جمال بمثال نورالدہر و ایرج پر پڑی چہرے آفتاب عالمتاب قد سرو باغ مراد آنکھوں میں
خنجر کے نیچے جلوہ گر ہیں چینوں میں رستمی مزاجوں میں بہی ایک جانب طہماس ایسا جوان

قد و قامت میں دیو جرأت میں آن بان میں یکتا پہلوان صاحب شوکت و شان تینوں پسائل ہوئی حیران جمال و محو دیدار کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا چہرہ اعضا پھڑکنے لگے گھبرا کر بدمست سے کہا صاحب ذرا الگ بیٹھو اسوقت مجھسے نہ بولو یہ بیچارے غربت کے مارے ناحق مصیبت میں پھنسے ہیں شاہزادے صاحبان لیاقت زنجیر پہنے کھڑے ہیں انپر رحم لازم ہے ان لوگوں سے نام جرأت قائم ہے اگر یہ نہ ہوتے خداوند لقا کا ہے کو زندہ چھوڑتے کیا قدرت کو اختیار نہ تھا جب چاہتے مٹا دیتے سنگ سیاہ بناتے قہر و غضب قدرت دکھاتے کوئی بات توامین اچھی ہے کتابیں اٹھا کر دیکھو قدرت نے انکے دادا جان کی خاطر سے ملک موروثی باختر ایسا شہر ترک کیا خفا ہو کر چلے آئے مگر انکو نہ مٹایا اور یہ بھی کتاب خداوندی میں مرقوم ہے کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوند لقا ہے دن بھر خدا کو بُرا کہتا ہے رات کو ایک خیمے میں اُلٹا لٹکتا ہے توبہ توبہ کرتا ہے دم قدرت کی محبت کا بھرتا ہے قدرت دن بھر کے گناہ معاف فرماتے ہیں میرا جی چاہتا ہے ان بندگان خاص خداوند کو قید سے رہا کر دوں محفل عیش میں شریک ہوں قدرت کو برا کہینگے آپ آفت سہیں گے بدمست نے کہا اے ملکہ عالم یہ شیر زنجیروں میں گرفتار دست و پا انکے بیکار ہیں رہا ہوتے ہی آفت برپا کرینگے ابھی خون کے دریا بہا دینگے انکو کون روک سکیگا میں نے جنگ ان ظالموں کی دیکھی جرأت میں بے نظیر صاحبان توقیر میرے کوہی کتنے کی موت مارے گئے کوئی مُنھ نہ چڑھ سکتا تھا کون آگے بڑھ سکتا تھا بدولت بھی زخمی ہوئے اگر ملکہ عالم تم نہ آجاتیں لحہ بھر میں لشکر کا خاتمہ تھا ان لوگوں پر رحم کرنا بیجا ہے وہ جوان جسنے سرشار کو مارا خداوند لقا کا نواسا ہے مگر قدرت سے برگشتہ ہے فولاد فولاد شکن کوہی ارژنگ کوہستان اسی جوان کے ہاتھ سے قتل ہوا اُسکی دختر بلند اختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو نکال لیگیا بھائی فولاد نے بڑی کوشش کی کچھ نہوا آخر لڑ بھڑ کے اُس صاحب غیرت نے جان دی ہے ابھی انکو قتل کرونگا ملکہ عالم تھا را کہنا نمانونگا یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ ابھی ان جوانوں کو مع دونوں عیاروں کے قتل کرو ملکہ مریخ عاشق ہو چکی ہے چاہتی ہے انکو کسی حیلے سے بچاؤں معشوق ان پریچہرہ کو پہلو میں بٹھاؤں صف شکن تیغزن صاحب صولت و جرأت شمع افروز انجمن عشرت جیسے ہی جلاد سامنے آیا بدمست نے کہا نورالدہر و ایرج و طہماس و شبرنگ و شاپور کو قتل کر اب ہم سے حکم نہ پوچھنا جلاد تیغ کھینچ کر اول سر نورالدہر پہ آیا گردن پر کرنے کا حکم نہ پایا

نے آواز دی او بیحیا یہ میرا آقاے نامدار ہی پہلے مجکو قتل کرین اپنے آقاے نامدار کا ملال دیکھون
جان اپنی اُسکے قدمون پر نثار کرون جلاد اُدھر بلٹا طہماس نے سر جھکا دیا اب تو ملکہ ترنج کو نہایت
غصہ آیا اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیون او بیحیا بہاڑی ہمارے حکم مین رخنہ انداز ہوتا ہی تیری کیا حقیقت
ہی کوئی تجکو جانتا پہچانتا تھا ہمنے خاک سے پاک کیا کوہستان مین تیرا نام ہوا پہلوانون کو ہمنے سحر کر
زیر کرا دیا او احسان فراموش آج بھی اگر ہم نہ آتے تو کتے کی موت مارا جاتا او روباہ خصال ان
شیرون کے ہاتھ سے امان پاتا بدمست نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی او مکارہ ہمین اختیار ہی
ہمارے دشمن ہین ہم خود قتل کرینگے اگر تو بولے گی ہمارے حکم مین دخل دیگی تو تجھے بھی قتل کرونگا
کمبخت حلقہ بگوشون کو دیکھکے عاشق ہوئی جب سے یہ بارگاہ مین آئے اُسی جانب دیکھ رہی ہی ملکہ ترنج
ہنسی کہا نگوڑے قتل کرنے والے کو بھاڑ مین ڈالون اپنے ہوتے سوتون کو مار بیشک یہ جوان
جری بہادر اسی لائق ہین سر پر مکان بنا دے اُسمین انکو جگہ دے دو محبوب مطلوب قیصر ابڑے
قد کا پہلوان اپنی جان نثار کرونگی تجکو آتش رشک مین جلاؤنگی بدمست تیغہ کھینچ کے جھپٹا کہا
حرامزادی تجکو قتل کرتا ہون ملکہ ترنج پیچھے ہٹی ایک دانا شکا مارا تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے
زمین پر گرا اُسی مقام پر پاگل ہوا تجربہ بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا بدمست کا نشہ اُترا لگا غل
مچانے ای ملکہ ترنج تمھاری مجھے تجھسے بڑی محبت تھی مین تجھپر جان دیتا تھا تو مجھپر شیدا تھی یاد
کر تیری خدمتگزاری سے کبھی منہ نہین موڑا اگلی باتین سب بھول گئی ان گلعذارون کو دیکھکر اسی
بھول گئی ملکہ ترنج کب مانتی ہی آتش عشق نورالدہر و ایرج و طہماس شعلہ ور ہی گرمی محبت سے
استخوان جل رہے ہین قلب ناصبور سے شعلے نکل رہے ہین وہی تیغہ بدمست کا اُٹھا کر دوڑی
ہر چند بدمست چیخا پیٹا اگلے پچھلے ذکر کھولے کچھ اثر نہوا ملکہ ترنج نے قریب آکر ہاتھ مارا بدمست
کے دو ٹکڑے ہوئے ہاتھ ہلاکر برق چمکائی جلاد کا سر اُڑ گیا اُسی غصے مین طرف کوہیون کے پلٹی کہا
نگوڑو تم کیا کہتے ہو یہی شرط ہی سب کو پھونک دون آتش قہر و غضب مین جلاؤن سب کوہی
گھبرا گئے منتین کرنے لگے کہ ملکہ ترنج ہم تابعدار ہین میان بدمست صاحب کے مزاج مین بڑا
غرور آگیا تھا آپ نے خوب کیا وہ اسی لائق تھے آپکے بھروسے پر بڑے بڑے ظلم کیے ملکہ ترنج
نے کہا اسکا لاشہ پھینک دو خدمت مین با دولت کی حاضر رہو کوہیون نے ٹانگ پکڑ کر لاشہ بدمست

کا مزہ بلا پر چھینک دیا ملکہ ترنج بہ تعجیل بناؤ کرکے مسی کا جل لگا کے تخت پر بیٹھی نور الدہر و ایرج و طہماس یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہے ہیں ملکہ ترنج نے کہا ان تینون جوانون کی قید کاٹ دو آہنگرون نے فوراً قید سے رہا کیا ملکہ ترنج نے کہا ای شہزادو آؤ ڈنگل پر بیٹھو تمھارے واسطے اپنے بڑے آشنا کو مارڈالا مگر ان عیارون کو نہ چھوڑونگی نور الدہر و ایرج و طہماس خاموش ڈنگلون پر بیٹھے سر جھکائے ہوئے شبرنگ و شاپور نے فریاد کی ملکہ عالم ہم بھی تابعدار ہین جو ارشاد ہوگا فوراً بجا لائینگے ہم تو نمک صحبت ہین گا مینگے بجا مینگے آپ کو خوب راضی کرینگے ملکہ ترنج نے کہا میرے بزرگون نے مجھسے کہدیا ہی کہ عمرو و دوز ندان عمرو سے ڈرنا چاہیے بڑے مکار و غدار ہوتے ہین ہر چند دونون نے کہا ملکہ ترنج نے ان دونون کو رہا نہ کیا حکم کیا قید خانے مین لیجاؤ داروغہ زندان خانہ دونون کو کشان کشان لے گیا اب ملکہ ترنج نے جلسہ آراستہ کیا ساقی بیچ حاضر ہوے اول طرف نور الدہر کے متوجہ ہوئی کہا کیون جان جہان و آرام دل مشتاقان خاموش بیٹھے ہو کچھ تو بولو مین تم تینون صاحبون سے باہر نہین ہون اور سب دنیا کے مرد آج سے مجھپر حرام ہوے تمھارے لیے سحر سے خود و زرہ تیار کردونگی کوئی دنیا مین تم سے مقابلہ نہ کرسکیگا ایرج نے نور الدہر کے چٹکی لی کہا او بھائی صاحب تیر بہت مہربان ہی بھلا اب ہم تمسے کا ہیکو بخشی کرسکینگے کیا مجال ہی کہ ڈنگل رستم کا نام لین نور الدہر نے غصے مین جواب دیا ای ملکہ ترنج کیا بیہودہ بکتی ہی ملکہ ترنج مسکرا کر طرف طہماس کے متوجہ ہوئی کہا او جوان تو تو مجکو ننگا ہون مین کھائے جاتا ہی ذرا مجھ ہاتھ نہ لگانا مین ابھی کھینچی ہون ابیات

لینا نہ کبھی ابروے خمدار کا بوسہ	نادان کوئی لیتا ہی تلوار کا بوسہ	تا حشر نہ ہوش آئے مجھے نشے سے اسکے
لیلون مین اگر اُس بت میخوار کا بوسہ	آتا ہی مجھے رشک سیہ بختی پہ اپنی	جب زلف تری لیتی ہی رخسار کا بوسہ
ہوتی جو تری تیغ کا بنا نا ہمین السہ	تو لیتے کبھی لب کبھی رخسار کا بوسہ	نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم یہ

تمھارے ہی لائق ہین جوان اور خوبصورت ہین ایرج نے کہا کہ ادنی سی بات ہی ستر و سومن کا ساطور باندھتے ہین بڑے شقی جری بہادر ہین ملکہ ترنج نے کہا کیا مین اُنسے باہر ہون لے ای جوان شراب پی لے مین بہت خوش ہوئی یہ دونون شاہزادے بڑی تیری تعریف کرتے ہین طہماس نے اُٹھا ہاتھ مارا جام زمین پر جا کر گرا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملکہ ترنج نے کہا ای جوان تو بڑا بدمزاج ہی عاشق و معشوق کا تنہائی مین ناز و نیاز بہتر ہی مین الگ اُٹھ چلون کچھ تنہائی مین کہے گا ابھی دن ہی رات ہونے دے

ایرج و نور الدہر نے قہقہہ مارا طہماس نے کہا شاہزادو ہنس ہنس کے میری جان لوگے اس کم بخت کی شامتین آئی ہین ملکہ ترنج نے کہا کیون رے ملقدے مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی جو تو کہیگا مجھے بدل و جان منظور ہے بیوجہ غصہ کرنا تیری عقل کا قصور ہے میرے مزاج سے تو آگاہ ہے ذراسی بات پر مین نے بدست کو مارا ابٹیرا بناکر کھونٹے مین باندھ دونگی وہ دونون بیچارے بیچاے ہین آپ بھولے جاتے ہین انسانیت سے باہر بس چل اُٹھ دیر نکراسی مین تیری خیر ہے اب تو طہماس گالیان دینے لگا کہا کم بخت یہ دونون جوان دل لگی باز نہین یہ میان ایرج صاحب جو بیٹھے ہین بڑے عاشق مزاج ہین ہم نوکر چاکر بیچارے غریب محتاج ہین خواجہ عمرو کے فرزند ہین ہم سردار ہم عیار نامی و نامدار اُن سے ضرور آشنائی کرو میرا قد و قامت دیکھنے ہی کا ہے حسین خوب رو پہلوان بھلیت بکیت البتہ قابل دوستی ہین جب تمھارے پاس بیٹھینگے لوگ حیرت سے آتش حسرت پر جلینگے ملکہ ترنج نے کہا اچھا مین اُنکے خوش کرنے کو حاضر ہون لو پیارے یہ جام تمھین پیو اب میان ایرج گھبرائے ملکہ ترنج نے جام شراب کا ایرج کے مُنھ سے لگادیا کہا لے پی نخرا نکر بڑا بحیت ہے تیری پیتی دیکھونگی ایرج نے مُنھ پھیر لیا ترنج نے کہا پہلا جام اگر تو نہین پیتا تو مین پیے لیتی ہون یہ کہکے جام شراب خود پی گئی گنگنائی ایرج کے رجھانیکو یہ غزل گائی غزل قبول

سوز دروں کی اے دل اُسکو خبر نہین ہے	آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہے
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہے خشک دامن	مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہے
شعرون مین کسکو باندھون دیوانہ مین لاؤن کسکو	اک وہم سا ہے سب کو اُسکے کمر نہین ہے
اُسکی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی	روح الامین کا بھی اُسجا گذر نہین ہے
اے شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو	اب نذر کو تمھاری خون جگر نہین ہے
تن پہ سے سر جو اُترا بس سر کا درد اُترا	تن پر جو سر نہین ہے بس درد سر نہین ہے
اہل ہنر کے آگے بڑھ اے قبول اشعار	کیا بادشاہی کا تجکو ہنر نہین ہے

یہ غزل گاکے نشہ کے جوش مین ایرج کو لپٹنے لگی ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر سحر کرکے اپنے تئین ملکہ ترنج نہ بچاتی تو سر اُڑجاتا ایرج و نور الدہر و طہماس اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہیون سنتے ہو وہ کیا دو چار کو طہماس نے مارا چند کو نور الدہر نے کسی کو ایرج نے بس ملکہ ترنج جادو

غصے مین اُٹھی دیکھا زمین پر دریاے خون بہ گیا غصے مین ایک دوہتڑ مارا تینون سردار زمین پر
گرے سحر مین تینون کو مبتلا کیا کہا اے جوانو میرا کہنا مانو بڑا مجکو قلق ہے انصاف کرو تمپر میرا حق ہے تمھارے
واسطے مین نے اپنے آشنا کو مار ڈالا کیسے نا انصاف ہو مجھے خود رہ رہکے افسوس آتا ہے اگر میرا
کہنا مانوگے تو وہی حال تمھارا ابھی ہوگا ایرج و نور الدہر و طہماس گالیان دینے لگے کہ کمبخت
کیا بیہودہ ارادہ کرتی ہے ہم لوگ اس فن کے نہین ہین ملکہ ترنج نے کہا بلاؤ جلادون کو ابھی ان کو
قتل کرونگی مین سلامت رہون ان ایسے ہزارون پیدا کرلونگی مجھے کیا پروا ہے اپنے نصیبون کو
جھیکین مجھ ایسی چاہنے والی انکو نہ ملیگی سب طرح حاضر ہون نگوڑے ایسے ٹھنڈے ہین کسی طرح
نہین گرماتے ان جوانون نے کچھ جواب نہ دیا جلاد خنجر کھینچکر قریب آئے اب ایرج و نور الدہر
کو زندگی سے یاس ہوئی اپنے معبود حقیقی سے التجا کرنے لگے دعا مین مصروف ہوے ملکہ ترنج
غصہ مین کانپ رہی ہے کہ یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی اے ملکہ عالم
جبرئیل قدرت خداوند باختری یعنی ملک یاقوت شاہ تشریف لاتے ہین شاید واسطے شکار کے
صحرا مین تشریف لائے تھے آپکی خبر سنکے پلٹ پڑے ملکہ ترنج اُٹھی بارگاہ سے آئی دیکھا کہ
ملک یاقوت شاہ ہوادار پر سوار تاج شہریاری برسر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے
کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو چالیس جوانان خوشرو سپاہی چوبدار ہٹو بچو کرتے ہوے چلے آتے
ہین ملکہ ترنج نے آگے بڑھکے سلام کیا پائے ہوادار کے ہاتھ رکھا پوچھا اے جبرئیل قدرت
یہان کیونکر آپکا اتفاق ہوا یاقوت شاہ نے کہا بدولت واسطے شکار کے آئے تھے زبانی
ہرکارون کی معلوم ہوا کہ بندی خاص خداوند لقا نے مسلمانون کو گرفتار کیا ہے اور قدرت نے
بھی فرمایا تھا کہ جب شکار مین جاؤگے شکار بزرگ دستیاب ہوگا دشمنون کو اضطراب ہوگا
مین مطلب اصلی کو نہ سمجھا اب جو ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سنائی کرامت ارشاد
خداوندی یاد آئی ملکہ ترنج بہ اعزاز و اکرام یاقوت شاہ کو لیکے بارگاہ مین آئی ساتھ والون سے
کہتی ہے صاحبو دیکھو مین نے یہان مسلمانون کو گرفتار کیا قدرت کو وہان معلوم ہوگیا جاگتی جوت کا
خداوند ہے لات و منات سے انکا مرتبہ بلند ہے اسمین بھی کچھ شبہ ہے قدرت کی رحمت ہے کہ
ان سرکشون کو نہین مٹاتے ہین دنیا کے عجائب و غرائب دکھاتے ہین جس دن دریاے تمھاری جو

آئیگا ایک ایک مسلمان مثل حباب بحر عالم سے مٹ جائیگا اب مجکو یقین ہی طرۂ پیغمبری ملے گا غنچہ آرزو کھلیگا سب کو ہی عرض کرتے ہین آمنا و صدقنا ترنج نے یاقوت شاہ کو لاکر تخت پر متمکن کیا حکم ہوا جلد ساقیان پری رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہون جبرئیل قدرت نے ملکہ ترنج کے چٹکی لی مسکراکے کہا صاحب تمھارے بڑے مرتبے ہین خداوند ہمسے فرماچکے ہین اپنے پرانے آشنا بدمست کو قتل کیا قدرت کی تقدیر کا ظہور ہوا اب جانی تمھاری شادی ہمارے ساتھ ہوگی ہم تم مزے اٹھاینگے اپنے پہلو مین تجھ ایسی حسینہ کو سلائینگے مگر یہ تو بتلاو کوئی خیمہ ایسا بھی ہی کہ جہان تخلیہ ہو راز و نیاز کے کلام ہون شکار سے تھکے ہوے آئے ہین آرام پائین نور قدرت تمھارے پیٹ مین اتارین یہ سنکر ملکہ ترنج پھول گئی سر جھکالیا شرما گئی گھونگھٹ نکالکر کہا ای جبرئیل قدرت حکم خداوندی مین کون دخل دے سکتا ہی مگر کنیز کو خوف سے سکتا ہی چلیے تشریف لیچلیے چھپر کھٹ درست ہی مگر لونڈی کی طبیعت سست ہی یاقوت ہاتھ تھام کے ترنج کا اٹھا ساتھ والون سے کہا ہم ملکہ ترنج سے تنہائی مین کچھ باتین کرینگے تم سب صاحب بارگاہ مین باطمینان بیٹھو چرچا شراب و کباب کا کرو ملکہ ترنج کو ساتھ لیکر بخدمت خداوند چلینگے سب کو ہی و کنیزان ملکہ ترنج نے ان سب کی شراب و کباب مین شرکت کی مگر ملکہ ترنج دلمین باغ باغ کہ اب قدرت کی ہو کہلاونگی یہ جبرئیل قدرت ہی تجھسے قلبی محبت ہی ای ترنج اپنے کو روکنا چاہیے جب تخلیہ مین آئی مسند پر یاقوت آکر بیٹھا ملکہ ترنج شرمائی ہوئی ہٹی جاتی ہین ناز معشوقانہ دکھاتی ہین یاقوت نے کہا جان جہان قریب آو تنہائی مین نہ شرماو ملکہ ترنج نے کہا ای جبرئیل قدرت دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگانا مین لوٹ جاونگی تمسے روٹھ جاونگی اور کسی بات کا ارادہ نہ کرنا دیکھو سینے پر میرے ہاتھ رکھو کلیجہ دھڑک رہا ہی دل خوف سے مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی میرا دم نکل جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا یاقوت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کیون پیاری کیا ہمین ترساوگی شربت وصل نہ پلاوگی تشنۂ جام وصال ہین تاب ناصبوری سے ہجوم غم و ملال ہین اشعار

زخم تیغ ابروے خمدار سے پایا ہم نے
خوب پانی تری تلوار سے پایا ہم نے
سبزہ آغاز ہی ہوتے ہمین تو دیتا ہی دکھا

داغ اس چاند سے رخسار سے پایا ہم نے
اور ہم ہوگئے رونے مین کئی عمر تمام
گل رخسار ترا خار سے پایا ہمنے

تشنۂ بوسۂ چاہ ذقن ای یار رہے ہم
یہ مرض نرگس بیمار سے پایا ہم نے
داغ بڑھتے گئے لیکن نہ وہ منہ دکھلا

نہ تو دم ہم سے نہ دیدار سے پایا ہم نے
ایسا صدمہ کوئی اغیار سے ہمکو نہ ملا
جو مزہ سایۂ دیوار سے پایا ہم نے

ترے زخمی کو ترا سبزۂ خط یاد آیا
جسقدر رنج والم یار سے پایا ہم نے
دل دانا کے لیے ہوتا ہی رشتۂ زنار

درد و غم ہم نے زنگار سے پایا ہم نے
لطف یہ سایۂ طوبیٰ میں نہ ہوگا یارب
صاف تسبیح کو زنار سے پایا ہم نے

کیون ای جان جہان ہم تو بیقراری مین حکم سے خداوند کے آئے تمکو ہم سے انکار ہی ملکہ ترنج نے کہا نہین
ای جبرئیل قدرت آپسے انکار کیا آپ خداوندزادے نورچکیدۂ خالص قدرت ہین مگر مین دل کو کیا
کرون گھبراتا ہی کہ تم کیا کروگے میرے کلیجے پر خنجر پھیروگے لیکن ناچار سنگ آمد وسخت آمد مگر ایک
وعدہ مجھسے کرلو اور کسی عورت سے کبھی کلام نہ کرنا قدرت کے جاہ وجلال کی قسم کھاؤ تب مجھے
ہاتھ لگاؤ نہین تو مین چیخونگی سارا خیمہ سر پہ اُٹھالونگی یاقوت شاہ نے کلائی تھام کر کھینچا کہا جانی
جاہے جتنی قسمین لیلو نوشتہ لکھدونگا قول واقرار کا پابند رہونگا شعر قول کا ہو نہ یقین ہم سے
نوشتہ لے لو وہ ضامن انسان کے عوض چاہے فرشتہ لیلو ہا خداوند لقا کی قسم لقا کے باپ کی
قسم تمکو راضی رکھونگا کبھی لونڈا رنڈی نہ کرونگا دس ہزار کنیزین واسطے خدمتگزاری کے پانچ ہزار
روپیہ صرف پاندان دو ہزار روپیہ برائے میوہ خوری اسمین کا ہے کی چوری اب تو بی ملکہ
ترنج پھسل گئین ٹھٹھا مار کے ہنسین کہا مردوے کیون اتنی قسمین کھاتا ہی باتین بناتا ہی مین نے
بھی دنیا کو دیکھا ہی اسوقت شیطان سر پر چڑھا ہی یہ وہی کھیل رہا ہی جب اپنا مطلب نکل جاویگا
پھر بات بھی نہ پوچھوگے یہی حکم دوگے تنخواہ لو کھاؤ محل مین پڑی رہو یاقوت نے کہا بس اب
زیادہ نہ بگھارو لو جام شراب کا پیو جلدی فیصلہ ہو جام بھر کے لبون سے ملکہ ترنج کے لگا ہی دیا ملکہ
ترنج نہین نہین کرکے پی گئی پیتے ہی گھبرا کے کہا ای جبرئیل قدرت میرے کلیجے مین آگ بھر گئی ہڈی
ہڈی جلنے لگی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی یاقوت نے کہا اری شراب نوکشیدہ ہی گرمی کی ہو تو کیا بعید ہی
ملکہ ترنج گھبرا کر اُٹھی بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے گری یاقوت نے نعرہ کیا منم جرار بن عمرو
ساتھ والون نے باہر کنیزون کو بیہوش کیا جرار نے ایک خنجر مارا ملکہ ترنج کا شکم چاک قصہ پاک
ہوا صدمہ مین سبب آمین آندھی سیاہ اُٹھی ابوالفتح وغیرہ ساتھ تھے اُنھون نے بارگاہ کو مزبلہ
قصابان بنادیا کنیزان ملکہ ترنج کو قتل کیا ایرج و نور الدہر و طہماس و شبرنگ و نیشاپور
قید سے چھوٹے لشکر جو بھاگ کر دہ ہا سے کوہ مین چھپا تھا حالات عشرت آیات سنکر آئے نور الدہر

نے جواہر کو گلے سے لگا لیا پوچھا ای برادر تمہارا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا جواہر نے کہا جب آپکو
عرصہ دراز گذرا صاحبقران بیقرار ہوئے مجھے حکم ہوا جا کر شاہزادون کو تلاش کرو راہ مین
غلام نے حضور کی گرفتاری کی خبر پائی شکر ہی خدا نے وقت پر پہونچایا اب آپ بتعجیل تمام لشکر
مین آئیے آپ کے جد عالی تبار آٹھ پہر یاد کرتے ہین ہم آگے بڑھکر خبر پہونچاینگے آپ مع لشکر
منزل بمنزل آئینگے نورالدہر و ایرج نے جواہر بن عمرو کو بڑا بھاری خلعت دیا چالیسون
عیارون کو بھی مخلع کیا جواہر بن عمرو مع عیارون کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا بعد
کو ایرج و نورالدہر نے لشکر آراستہ کیا مال طلسمی لدوایا بشوکت تمام بکیفیت مالا کلام بسمت
لشکر ظفر اثر صاحبقران چلے دو کلمہ داستان صاحبقران و زمرد بے ایمان سنیے کہ زمرد شاہ
باختری اپنی بارگاہ جہان نما مین داخل ہی سلیمان عنبرین مو سے کہتا ہی عرض کرتا ہی یا خداوند میرے
کلیجے پر صد ہا داغ ہین کیسے کیسے جانی بھتیجے جری بہادر ممالک کوہستان سے آئے ہاتھ سے
سرداران اسلام کے مارے گئے ملک جی ہمیشہ مانع ہوتے ہین یا بدولت کو نہین لڑنے دیتے
جسدن تلوار نیام انتقام سے کھینچونگا ملیتے زمین کے ہلا دونگا بختیارک نے کہا ای پہلوان
نوردان تمکو کیونکر لڑنے دین اندھے کی ایک لاٹھی بڑا بھروسا طلسم ہوش ربا کا وہ مدد و عدم
مدد انکی رائے پر موقوف ہی عرصہ سے کوئی ساحر نہین آیا ای رستم زمان ساحر کے آنے سے
بڑی چل پہل ہو جاتی ہی آپ تامل فرمائیے یقین ہی کوئی نہ کوئی ساحر آتا ہوگا مسلمانون کا
بیشدستی کا طریقہ نہین ہی یہ بڑی خیر ہی نہین تو تمہارا قدم کا جمنا دشوار ہوتا سلیمان نے کہا
ملک جی تمہارے دل مین مسلمانون کی طرف سے خوف سما گیا ہی بختیارک نے کہا حضور
بچپن سے حال مسلمانان دیکھتا ہون کیسے کیسے پہلوان بڑے بڑے ساحر مسلمانون سے
لڑے آخر مین جہنم واصل ہوئے یہ باتین ہو رہی تھین کہ طرف سے طلسم ہوشربا کے ابر تیرہ و
تار اُٹھا اُسمین رعد کی گرج برق کی چمک لقا پکارا تھا ای بندگان من چہ تقدیر یکدم دیدی
قدرت مرا بندۂ خاص الخاص نے کسی بندۂ معقول کو بھیجا ابر آ کر شق ہوا دیکھا ایک جادوگر تاج
سر پر ساٹھ ہزار ساحران عدا پشت پر بعد گرد و فر آ کے اُترا بارگاہ لقا مین آیا داسطے سجدے
جھکا لقا نے کہا ای بندۂ سرکش سر خود از سجدہ بردار لعنت بر تو غضب کردم ساحر نے عرض کی

افراسیاب کی بخشش کی بختیارک نے اُسکو پڑھا طرف سے افراسیاب کے آستین لگی
تھا یا خداوند تیمور سحر طراز ساحر سرفراز خدمت فیض درجت مین حاضر ہوتا ہی کُل مسلمانون کو
قتل کرکے آپ کو بالا سے فیطول پہونچائیگا تیمور کو دنگل زرین بیٹھنے کو ملا بختیارک نے پوچھا
کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو تیمور نے کلاہ زمین پر دے ماری کہا کیا عرض کرون ساربان زادے
نے غضب کیا طلسم کشا کو گنبد نور سے جاکر ہار لیا بختیارک ناچنے لگا کہا مبارک باشد ایکدن
ہمارے پیرو مرشد افراسیاب کو قتل کرینگے تیمور نے کہا ملا جی یہ ناممکن ہی لوح طلسم ہوشربا معدوم
ہی جسدن افراسیاب بگڑے گا لونڈی غلامون کو قتل کر ڈالیگا حضور غلام کے نام طبل جنگی بجا بین
دیکھیے کل ہی کیا قیامتین برپا کرتا ہون بختیارک نے خوش ہوکے حکم دیا نقارہ رزمی گرد گردایا مگر
تامیان خبری و تومیان خبیری و سرہنگ کی والبوطاہر خونریز جاسوسان لشکر اسلام ہر وقت
برائے خبر لشکر لقا مین حاضر رہتے ہین خبرین لیکر بھاگے یہان بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ جمجاہ تخت
سلیمانی پر و دنگل آصفی پر زندقات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مرتع دربار تصویر سرداران
سے معمور کہ چارون ہرکارے حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ

کہ تا سبزہ بر رُسیدہ باشد ببلغ | گل سُرخ تا بد چو روشن چراغ
ہمہ کار عالم بہ کام تو باد | نگین سعادت بنام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز رہے تیمور سحر طراز طرف سے افراسیاب
کے آیا ہی اُسنے طبل جنگی بجوایا ہی دوسرا مژدہ فتح بخش غلامون نے پایا ہی کہ جس سے روح راحت
قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہمارے اُستاد صاحب نے جانبازی کرکے اپنے کو گنبد نور مین پہونچایا
اسد کو بڑے کروفر سے قید افراسیاب سے چھڑایا مگر اب طلسم ہوش ربا مین ہنگامہ ہائے عظیم
برپا ہین مشہور ہی کہ طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہی افراسیاب مشہور کرتا ہی کہ میرے طلسم کی لوح نہین
ہی مگر رازداران طلسم ملکہ مخمور و بہار و باغبان نگر حصول لوح مین مصروف ہو رہے ہین کیا
تعجب ہی کہ انشاء اللہ طلسم ہوشربا بہت جلد فتح ہو مگر سنا ہی کہ ابھی تک بدیع الزمان کی قید کا پتا
نہین لا خواجہ عمرو کو اس مقدمے مین بڑی کوشش کی طلسم انتہا کا وسیع ہی آج یہ بھی سنا ہی کہ
افراسیاب بڑی بڑی قیامتین برپا کریگا ناظمان دربند کو تحریر کیا ہی اٹھارہ سو ملک کا بادشاہ
تلوار اُسکی بیٹے پناہ خدا ہمارے اُستاد کی جان و آبرو بچائے خیر و عافیت سے لاکر حضور سے ملائے

صاحبقران نے فرمایا عمرو ایسا ہی طرار عیار ہے تم سب کا حقیقت مین سردار ہے ایسے مقام پر بیچارہ اسد کیا طلسم کشائی کریگا اگر لاکھون پہلوان ہوتے صفون کو پامال کرتا شیر کے گلے چیرتا ساحرون سے کیا کریگا خدا اسکو مظفر و منصور کرے ایسا طلسم وسیع کبھی ہماری نگاہ سے بھی نہین گذرا سب مین بڑا طلسم ہزار اسپ تھا ایک سال کامل مین اسمین لڑا عمرو ایسا عیار تھا اہالیان طلسم ظاہر مسلمان تھے خواہش رکھتے تھے طلسم جلد فتح ہو جاے دختر لہنماخر حکیم اشراق روشن ضمیر حسین بن شاب ماہ منیر آفتاب عالمتاب آسمان عزوشان ملکہ رضیہ سلطان مجہ پر مائل ہو چکی تھی درویش ذاکر و مذکر و ظفران زاہد و مہر نوش سبز پوش یہ سب کامل و اکمل عالم و فاضل عامل عاقل رازداران طلسم میرے شریک تھے مگر کسی کا کچھ زور نہ چلا ایسی ایسی بلاؤن مین پھنسا کہ نوبت بجان و کار دیر استخوان پہونچا مین صاحب اسم اعظم تھا صاحب حرز ہیکل فوج کے دل کے دل یہ تمام سامان تھا مگر طلسم عجائب و غرائب مین مجبور تھا آٹھ پہر ملول و رنجور تھا بڑی بڑی مشقتون سے طلسم فتح ہوا حقیقت مین طلسم ہوش ربا ہوشربا ہی معین و کفیل عمرو و اسد کا خدا ہی ایسے کلمات حسرت انجام زبان سے فرما کر ارشاد ہوا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے قلاچہ چینی و کبابہ چینی داروغہ نقارخانہ کو حکم پہونچا طبل جنگی پر چوب پڑی

قطعہ

زناہید مریخ کرد این سوال
بگفتا کہ نا طبل اسکندر است
جہان را مگر روز آخر رسید
کہ آواز او گوش گردون کر است
چو بر طبل اسکندر آمد دوال
سرافیل صور قیامت دمید

صداے طبل جنگی اہالیان لشکر نے سنی سب پر ظاہر ہوا ہر سردار اس حال سے ماہر ہوا کہ کل لشکر کفار سے مقابلہ ہے ایک ساحر زبردست ہوشربا آتا ہی سردارون نے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈال دیا حسرت و یاس سے کہا افسوس صد ہزار افسوس کس ملک مین آئے شمشیر زنی کا نام بھول گئے یہان چھو چھکے کا کام ہے سحر و شعبدہ مین بڑا نام ہے کس سے لڑینگے مجبور ساحرون کے سامنے سر جھکا دینگے وہ بدمعاش ایک ماش کا دانہ پھینک دیتے ہین ساری جی داری فراموش پراگندہ ہوش ہاتھ پانون بیکار سپاہی سردار مجبور و ناچار اسکی قدرت سے لڑائی فتح ہو جاتی ہی ورنہ سحر سے ساحرون کے زمین تھراتی ہی لشکر اسلام مین چہار جانب ہنگامہ وضح راے عالی رہے کہ جواہر بن عمرو ترنج کو پاکر ایرج و نورالدہر سے رخصت ہو کر چل نکلا مگر ابھی لشکر ظفر اثر مین نہین پہونچا ایرج و نورالدہر بھی ابھی راہ مین ہین مگر جب

لشکر صاحبقران مین طبل جنگی بجا سردارون مین بھی چرچا ہوا کہ دیکھیے کل ساحرون سے کیونکر جان
بچتی ہی شعبان خنجر گزار روح روان عمرو نامدار بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر اُٹھا بیرون
بارگاہ آیا مہتر برق خطائی نے پوچھا مرشد زادے کیا قصد ہی کہان جاتے ہو شعبان نے جواب دیا
آپ سب صاحبون نے سنا ساحر زبردست طلسم ہوشربا سے براے مدد لقا آیا کبر و نخوت طبل جنگی بجوایا
جملہ سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن پریشان ہین انکا تردد بجا ہی سحر و ساحری مین کسکا زور
چلتا ہی ارادہ ہی کہ جا کر اُس مردود کو بارون آتش سحر کو نہ بھڑکنے دون برق نے کہا مین بھی ہمراہ چلون
شعبان نے کہا آپ سب صاحب حفاظت لشکر مین مصروف رہین پروردگار معین و مددگار رہی
برق پلٹا شعبان طرف لشکر لقا کے چلا یہان بارگاہ لقا مین تیمور سحر طراز جب طبل جنگی بجوا چکا
لقا نے دربار برخاست کیا تیمور طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک نے کہا میان تیمور صاحب ذرا
عیارون کا خیال رکھیے گا آپنے آتے ہی طبل جنگی بجوایا ہی دل مسلمانونکا دکھایا ہی میرے پیر و مرشد کے
تہ نظر شاگرد ان نامور ضرور آپکی فکر مین آئینگے ذرا غفلت ہوئی مشکین باندھکے لیجائینگے تیمور نے کہا
ملک جی آپ کی مہربانی کوئی عیار صاحب مجھپر عنایت نہ فرمائینگے عیاری کرنے نہ آئینگے بختیارک
نے کہا ہمنے براہ خیر خواہی واقف کیا آگے اختیار ہی سمجھا دینا ہمارا کام ہی غرور کا یہ انجام ہی تیمور نے
کچھ جواب نہ دیا ہنستا ہوا چلا چند رفقا ساتھ فربدار مرد تماش بین نشے باز ہین رنڈی کو ساتھ لائے
ہین منزلون مین مزے اُڑاتے ہوے آئے ہین اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا چوبدارون سے کہا ملکہ گلنوش
کو جلد بلاؤ ایک غزل سنکر آرام فرمائینگے صبحکو میدان کارزار مین جائینگے چوبدار چلا شعبان قبل ساحر
لشکر مین آیا ہی فکر تیمور مین پھر رہا ہی دور سے اُسنے دیکھا اُسی بارگاہ سے ایک چوبدار نکلا ہی بتعجیل کہین
جاتا ہی شعبان جھپٹ کر چوبدار کے قریب آیا کہا مردے صاحب آداب و تسلیمات قبول ہو چوبدار
نے پلٹ کر ایک ساحر کو دیکھا جواب دیا بھیا اچھے رہے کیون کیا مطلب ہی شعبان نے کہا آپ
کہان جاتے ہین چوبدار نے کہا بھائی ساحر صاحب دن بھر جا بجا حکم پہونچاتے ہین رات کو بھی
فرصت نہین ملتی اب میان تیمور صاحب کی رنڈی کو بلانے جاتے ہین شعبان باتین کرتا ہوا
مردے صاحب کے ساتھ ہو لیا باتون باتون مین نام و نشان پوچھا یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اپنے ساتھ
لائے ہین پُرانی آشنا ہی ایک مقام تنہائی پا کر شعبان نے چوبدار پر حلقے کمند کے مارے بیہوشی

کر کے کنارے ڈالدیا لباس اُنکا اُتار لیا صورت تبدیل کی عصا ہاتھ مین لیکر بڑبڑاتے ہوے چلے راہ مین اکثر جو ساتھ والے ملے پوچھا میان مردے صاحب خیر تو ہی کس پر غصہ کرتے ہو شعبان نے کہا بھائی اس زمانے کی نوکری کو آگ لگے کٹنا پن کرنا پڑا ہی رنڈی کو بلانے جاتے ہین لوگون سے باتین کرتا ہوا خیمے مین گلنوش کے آیا دیکھا ایک کسبی خوبصورت لباس و زیور سے آراستہ سازندے موجود انتظار مین بیٹھی ہی شعبان کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کہیے مردے صاحب کیا حکم لائے شعبان نے کہا چلیے آپ کو یاد فرمایا ہی سازندے بھی اُٹھے جب ڈولی لاکر رکھی گئی شعبان نے کہا بی گلنوش صاحب مجھے کچھ تنہائی مین کہنا ہی مین آپ کو سمجھا دون یہ مقام لشکر خداوندی ہی ذرا سی بے ادبی ہوجائیگی گدھی بنجاؤگی دھوبی پکڑ کے لیجائیگا کھونٹے سے باندھ دیگا لدھے سواریان گانٹھینگے کہین چین نہ ملیگا مثل مشہور ہی کہ دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا بیچاری کسبی ڈر گئی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا میان مردے صاحب نواسطہ سامری کا سب نشیب و فراز سمجھا دو یہانکے حالات بتادو ہی جو مین گدھی بنگی تڑپ تڑپ کے مرونگی ایسے خداوند کی خدائی مین آگ لگے مین ایسی نوکری سے باز آئی مردے نے کہا گھبراؤ نہین ہم سب ترکیبین بتلاوینگے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا پھر خیمے مین لے گھسا اور تنہائی مین پایا کہا بی گلنوش یہ گلوری کھالو پیک نگل جاؤ ہمیشہ سرخ رو رہو گی ہم تمھاری حفاظت کا بیڑا اُٹھاتے ہین گلنوش نے مُنھ کھولا شعبان نے گلوری مُنھ مین دی گلنوش جلدی جلدی چبا کر کھا گئی پیک حلق سے اُترتے ہی بیہوش ہوئی شعبان نے لباس اُتار لیا گلنوش کو ایک گوشے مین چھپا دیا اُسی کی شکل بنکر مسکراتے ہوئے باہر آئے ڈولی مین پانوٗن پھیلا کے بیٹھے سازندون کو ساتھ لیا کہارون سے کہا مہا ذرا جلدی جلدی چلو یہان تیمور ٹہل رہا ہی کہ شعبان بشکل گلنوش اُترے تیمور دیکھکر باغ باغ ہوگیا کہا کیون ملکہ گلنوش ہم تو مسلمانون سے لڑنے کو آئے ہین تمنے دن بھر ہمارا خیال نہ کیا اور ہماری یاد نہ آئی شعبان نے بڑے کڑکے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے دیوانے سفر کے تھکے ماندے آئے نہ نہائے نہ دھوئے نہ کپڑے بدلے تمھارا سونٹے والا پہونچ گیا لے مین آئی کیا کہا جائیگا صبحکو مسلمانون کے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری خونخوار صورت سے دل کانپتا ہی بھڑوے جلادو کا سامنا ہی سامری جمشید میری جان بچائین تیمور نے کہا اے جان جان مسلمان بیچارون کی کیا حقیقت ہی کل سب کو قتل کرونگا قدرت کو بالاے قیطول پہونچاؤنگا شیر قدرت لقب پاؤنگا

شعبان نے کہا یہ دن کبھی نصیب ہوگا مجھے تو دن بھر گذرا یہی سنتے سنتے کان بھر گئے کہ ہزاروں ساحر
یہاں آئے عیاروں نے ماردیا قدرت کے مزاج کا ٹھکانا نہیں دم بھر میں تولہ دم بھر میں ماشہ جو چاہا
تقدیر کردی تیمور نے کہا میرے بارے میں تقدیر معقول فرما چکے ہیں کہتے ہیں تجکو دوبارہ پیغمبری دونگا
صاحب کتاب کرونگا ملکہ گلنوش نے کہا کہ بھڑوے اب تیری زندگی پر حرف آیا رشتہ حیات
قطع ہوا املا غلط انشا غلط تیمور نے ملکہ گلنوش سے کہا دو ایک چیزیں گاؤ بجاؤ باتیں نہ بناؤ
شعبان سامنے بیٹھا ساز درست ہوئے شعبان نے غزل مصنف کی شروع کی غزل مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں — گل لالہ میں مسکن ہے مہ کامل میں رہتے ہیں
عدم سے شوق سے آئے چلے دنیا سے حسرت میں — نہ اُس عالم میں مسکن تھا نہ اس منزل میں رہتے ہیں

تیمور تڑپنے لگا کہا جان جہاں اب آج شب کو یہیں رہو سازندوں سے اشارہ کیا باہر جاؤ ہم گلنوش
سے کچھ باتیں کرینگے سازندے باہر گئے تیمور لپٹنے لگا شعبان نے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے
بھوت پریت بنگیا لپٹا جاتا ہے ارے شراب تو پی لے نشے میں مزہ بنکر پڑ رہیں اپنے خیمے میں جاکے
آرام کروں تیمور نے گلابی کھینچی جام بھر کر سامنے کیا شعبان نے لیا منہ لگا کے تھو تھو کرنا شروع
کیا کہا کہ کیا ہے اسمیں گوہ ملا ہے تم ہی پی تیمور اُٹھا کر پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ملکہ گلنوش میرے
کلیجے میں آگ جلتی ہے تمام جسم میں آگ پڑ گئی شعبان نے کہا اسمیں سنکھیا ملی تھی گھبرا کر تیمور
اُٹھا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی گرتے ہی بیہوش ہوا شعبان نے چاہا قتل کروں پھر خیال آیا اگر دو تو ہزاروں
جادوگر ہیں مجکو نکلنا مشکل کردینگے یہ سوچکر جلدی میں زبان میں سوزن دینا بھول گیا پشتارہ باندھا
سراچہ چاک کرکے بھاگا شعبان تیمور کو لیے جاتا ہے مگر صابر نمدپوش عیار فرامرزین
نوشیروان بختیارک نے اُس سے کہا تھا کہ اے صابر تم اب ایسے ٹھنڈے ہوگئے کیسے ساحر
یہاں آئے ہیں کبھی نہیں گرائے زمانے میں نوشیروان کے ہمنے بڑی بڑی عیاریاں سنیں عمرو کا مقابلہ
کیا ہر بات میں جواب دیتے تھے اب تمسے کچھ نہیں ہوسکتا تیمور بڑا ساحر زبردست آیا ہے اگر تم
کسی طرح حمزہ عرب کو پکڑ لاؤ تو کل ہی اُسکے ہاتھ سے سرداران اسلام کا خاتمہ کرا دوں صابر
اُدھر سے روانہ ہوا جب کنارے پر لشکر کے پہنچا نخل کی آڑ پکڑے کھڑا تھا شعبان کو نکلتے دیکھا
سمجھا کہ میرے لشکر میں جاتا ہے ضرور تیمور کی فکر کیگا بہ تعجیل شعبان کی شکل بنکر لشکر اسلام میں داخل ہوا

دربارگاہ حشامی پر آیا فرامرز عاد مغربی کا پہرا تھا اُسنے شعبان کو آتے ہوئے دیکھا کہا ای فرزند مہتر بہتران کہان سے آتے ہو صابر بولا تا عیار ایک ایک کو پہچانتا ہی کہا ای رستم سرزمین مغرب آوقت مین نے خبر پائی ہی کہ عیاران لقا بجستجوے صاحبقران مین آئے ہین ایسا نہو کہ دست برد کرین مین اندر جاکے حفاظت کرون فرامرز نے کہا بہت مناسب ہی صابر اندر آیا دیکھا کہ صاحبقران آرام کر رہے ہین چار خدمتگار ذی جی ہو رہین صابر نے خدمتگارون سے کہا جاؤ ہم حفاظت کرینگے خدمتگار نیند مین جھوم رہے تھے انکو غنیمت ہوا گوشہ بارگاہ مین جاکر سو رہے صابر برابر چھپر کھٹ کے آیا کنجے مین داروے بیہوشی رکھکر دماغ سے صاحبقران کے لگایا صاحبقران چھینک مارکر بیہوش ہوے صابر نے پشتارہ باندھا سراچہ چاک کر کے نکلا یہان فرامرز نے دیکھا عرصہ ہوا شعبان باہر نہین آیا پردہ اُٹھا کر جو دیکھا صاحبقران کو فرش خواب پر نہ پایا دیکھا سراچہ چاک فرامرز بدحواس باہر آیا مہتر برق خطائی کو آواز دی ای برق بڑا غضب ہوا کوئی امیر یاقتہ کو چرا لے گیا شعبان بنکر آیا تھا نہین معلوم کون عیار پہونچا ابھی ابھی لیکر نکل گیا ہی ہاے کیا غضب ہی خواجہ عمرو و چالاک بن عمرو طلسم ہوشربا کو گئے جواہر بن عمرو براے تلاش نورالدہر و اموج نکل گیا کوئی بچا بشکل شعبان آیا ہمارے لیے صورت شعبان مین رمضان کا ہوا برق پیقرار ہوکر وزرا سات کم رکھی تھی فرامرز عاد مغربی بھی مع اپنی فوج ظفر موج تلاش مین مکار عیار کے چل نکلا اب لشکر مین بلڑ ہوا فیروزہ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر بادشاہ کو پہونچائی گھبراکر باہر نکل آئے دیکھا سرداران تہمتن مثل جمہور و بہرام وغیرہ چلے جاتے ہین غلغلہ ہی کوئی عیار امیر کو چرا لیگیا اہل اسلام کو داغ دے گیا بادشاہ نے فیروزہ سے کہا سردارون کو روکو تم شاگردان عمرو کو لیکر خود بڑھو سائیس سے ارشاد ہوا کہ جلد مرکب خنگ سیہ قیطاس کو تیار کرو یہان تو یہ ہنگامہ ہی کل سردارون کو خبر ہوگئی لندھور و مالک ہتھیار لگائے ہوے بارگاہون سے نکل آئے سنا کہ بادشاہ برآمد ہوے ہین خراماں خراماں اسی جانب چلے مگر عرض کر چکا ہون شعبان خنجر گذار نورنگاہ عمرو بن امیہ نامدار تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اودھر سے صابر نمد پوش بصد جوش و خروش پشتارہ صاحبقران بردوش لشکر اسلام سے نکل چکا ہی راہ صحرا کو طے کر رہا ہی نہایت خوش بشاش دل سے کہتا ہی کہ لاکھون روپیہ انعام مین خداوند لقا سے پاؤنگا یہ سوچتا ہوا

جاتا تھا کہ کان مین آواز زنگ کی آئی سمجھا میرے شاگرد تعاقب مین چلے ہونگے اسنے آواز دی کون
آتا ہی یہ شعبان تیمور کو لیے ہوئے آتا ہی اُسنے آواز صابر کی پہچانی اپنا نام نہ بتلایا جواب دیا ای
شخص تو کون ہی صابر نے خوشی مین کہا منم صابر عیار شہنشاہ ہفت کشور حمزہ نامور کو گرفتار کرکے
لایا ہون شعبان کے ہوش اُڑ گیے جی مین کہتا تھا ای شعبان سہ ماہی کے روزے واجب ہوے
پشتارہ تیمور کا زمین پر رکھا نیچہ کھینچکر ٹھہرا جب صابر قریب آیا ستارہ سحری چمک چکا ہی اُسنے دیکھا
ایک پشتارہ تختہ سنگ مرمر پر رکھا ہی بیٹا عمرو کا راہ روکے کھڑا ہی صابر نے کہا او چھوکرے تو کسکو
گرفتار کرکے لایا شعبان نے کہا تمھارے باپ تیمور سحر طراز کو باندھ لایا اب بہتر یہی
ہی کہ پشتارہ صاحبقران زمان کا رکھدے اپنے لشکر کا راستہ لے صابر نمدپوش
نے پشتارہ زمین پر رکھا کہا او چھوکرے مین ہمیشہ برابر تیرے باپ سے لڑا ہون اپنی جان بچا تیمور
کو چھوڑ کر نکل جا ورنہ تیرا ابھی سر لیتا جاؤنگا شعبان جھٹک کر جا پڑا نیچہ چلنے لگا صابر نمدپوش
عیار قدیم نوشیروان کا نیم شعبان سے برابر لڑ رہا ہی ان دونون مین تلوار چل رہی ہی یہان
بختیارک کو رات بھر نیند نہین آئی دو گھڑی رات رہے سے رفیدہ سنبھال کر اپنے خیمے سے
نکلا دربارگاہ تیمور سحر طراز پر آیا دیکھا جا بجا ساحر وغیر ساحر آنکھین ملتے ہوئے اُٹھے ہین کوئی
لوٹا لیکر طرف صحرا کے جاتا ہی کوئی حقہ بھر رہا ہی نشے باز لوگ اُٹھتے ہی گانجہ ملنے لگے کشتی بوتل
شراب کی سامنے رکھی ہی رات کے بچے ہوے کابلی مٹر وہ سامنے مٹی کی سکوریان بھر کے رکھے ہین
بعض چرس کی چلم جا رہے ہین ساتھ والون سے کہتے ہین بھائی ٹرے پر ساجہان کے دم لگاؤ
ہماری ساقن پیاری کو دعا دو بختیارک یہ تماشے دیکھتا ہوا قریب بارگاہ تیمور آیا جادوگرون
سے پوچھا تمھارے افسر صاحب اُٹھے خدمتگارون نے اشارون سے منع کیا میان شیطان
چپ رہو رات سے بی جی صاحب آئی ہوئی ہین رات بھر جاگے ہونگے ابھی آنکھ لگی ہی بختیارک
گالیان دینے لگا کہا ذرا پردہ تو اُٹھاؤ خواب مرگ مین نہ مبتلا ہون بی جی کون اُنھون نے کہا
صاحب ہمارے مالک کی پرانی آشنا ہین بختیارک نے بڑھ کے پردہ اُٹھا دیا دیکھا بھیرون
ناچ رہا ہی بختیارک نے کہا لو نہ بی جی صاحب نہ میان جی اُسی کسبی کی شکل بنکر کوئی عیار
چلا آیا ہوگا مشکین باندھکر لیگیا ای کمبختو جلدی جاکر خبر لو شاید راہ مین ملجائے ابھی نہ قتل کیا ہوگا

اب تو ساحر و غیر ساحر دوڑے بختیارک نے بڑھ کے ضیغم خون آشام سے کہا آپ جلد جائیے
اے خاوند قدرت آپنے سنا تیمور سحر طراز کو عیاران اسلام گرفتار کر کے لیگئے آپ جلد بڑھکر خبر لیجیے
ضیغم دوڑ کر مرکب پر سوار ہوا مثل باد صرصر چلا عقب مین اسکے ہزارہا لقا پرست جیسے بیابان شعبان
و صابر نمد پوش لڑ رہے ہین دن نکل آیا ہے شعبان نے صابر نمد پوش کو زخمی کیا ہر مرتبہ قصد گرفتاری
کرتا ہے پر قبضہ کرون صابر نمد پوش جان دیے ہوے لڑ رہا ہے کہ طرف سے لشکر لقا کے گرد
اڑی ضیغم خون آشام بد انجام مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے ظاہر ہوا صابر نمد پوش نے آواز دی ای
خاوند قدرت جلد آئیے اس چھوکرے نے عمرو کے بہت پریشان کیا ہے دین حمزہ کو گرفتار کر لایا ہون
ضیغم نے یہ سنکر گھوڑا دوڑایا شعبان نے صابر نمد پوش کے منہ پر تھوک دیا کہ ابھی منہ پر دعوے
عیاری کرتا ہے مگر گھبرا گیا سوار پیدل چہار جانب سے نیزے اٹھا اٹھا کے شعبان پر چلے شعبان
نے نکال کر حقہ آتشبازی مارا دو چار کے ہاتھ منہ جلے ناری مثل ہیمہ خشک چھپکے قریب تھا کہ نوک نیزہ
پر نیزہ دار شعبان خنجر گزار کو اٹھالین اس عیار طرار کو ہلاک کرین کہ دیکھا طرف سے لشکر اسلام کے رستم
سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی مع دو ہزار مغربیون کے پہونچا شعبان کو بلاسے مین کافرون کے دیکھ
لشکر ضیغم خون آشام پر تلوار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی شعبان خنجر گزار نے جو اتنی مہلت پائی صابر نمد پوش
کو خنجر مارا شانہ اس بیحیا کا نشانہ ہوا پشتارے پر صاحبقران کے شعبان نے قبضہ کیا کمندین کاٹ دین
منہ پر حباب دافع داروے بیہوشی مارا صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا ہنگامہ گیرودار بلند ہے شعبان خنجر گزار
ورینے سے خون مین نہایا ہوا عرض کر رہا ہے ای شہریار آٹھیے ادھر تیمور سحر طراز کی زبان مین شعبان خنجر گزار
نے جلدی مین سوزن نہ دیا تھا پسینہ جو آیا بیہوشی اتر گئی سحر کر کے پشتارے سے نکلا دیکھا تو ہنگامہ گیرودار
بلند ہے تلوار چل رہی ہے دریا خون کے جاری ہے اٹھتے اس بیحیا نے گرز مارا کئی سوار منہ کے بل زمین
پر گرے گھوڑے بدلگامی کرنے لگے ادھر نقارے پر چوب پڑی رعد وش شاہ باختری سوار ہوا اسوقت آگے پہنچا
اور حقیقیل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار خبر سنکر مع بارہ ہزار تیر انداز کے پہونچا صاحبقران
کو تعجیل پشت اشقر پر سوار کیا امیر نے دیکھا فرامرز عاد مغربی عجب مصیبت مین مبتلا ہے تالیان فوج حیران

شعلہ ہاے آتش کر رہے ہین امیر نے نعرہ کیا نعرہ امیر
امیر عرب ضیغم روزگار
بحکم خدا الیہ شمشیر جار
لیے تیغ صمصام و قمقام نام
لیے تیغ مغرب لیے ذو الحجام

تیغ تعقرب سلیمانی کھینچ کر کفار پر	سر سرکشان جلاد رخاک کرو	بن کافران ز جہان پاک کرو

جا پڑے جلدی میں خود جو زندہ دلاوری زیب جسم نہیں کرنے پائے ادھر انالیان فوج نے فرامرز
کو اس تباہی میں دیکھا کہ بے بسی سے قتل ہو رہے ہیں ملازمان لقا سنجانی باخبری تمثیری حصاری
ہمیشہ نام سے اہل اسلام سے بھاگتے اسوقت جو سحر میں مبتلا پایا قتل کرنا شروع کیا صاحبقران
اسم اعظم پڑھنے لگے ہمراہیان فرامرز کو بچاتے پھرتے ہیں یکایک طبل سکندری چوب پڑی شاہزادہ سعد
بن قباد چراغ لشکر اسلام مع سرداران نامی و تاجداران گرامی آکر پہونچے ایک جانب سے لندھور
بن سعدان نے نعرہ کیا نعرہ لندھور جزیرہ ما سعد یار اگر قیم تا بہ ہندستان ÷ اگر نام نہی دانم منم لندھور بن سعدان
دوسرے پہلو سے آواز آئی منم مالک اژدر صاحب نیزہ دو سرہ غلام نبی و چاکر حیدر
منم مالک اژدر خشم کین ٭ سپہدار و رشک اہل دین ٭ تلوار کھینچ کر کفار پر گرے تلوار
چلنے لگی ملازمان لقا گھبرائے بختیارک نے ساحروں کو آواز دی ای نالائقو نامردو سحر کرو تم طلب
سے اپنی جان بچاؤ وہ صاحب شوکت و حشم مالک اسم اعظم جو ہر سمت اسم اعظم پڑھ کے دم کرتے
ہیں سرداروں کو بچاتے ہیں اس آمد و رفت میں کئی زخم کھائے سر امیر زخمی ہوا لشکر کفار نے
بسبب ساحروں کے دباؤ کیا تیمور سحر طراز نے جدھر بڑھ کر گولا مارا دود دھواں بہوت ہوگئے کسی ابر
نے پانی برسایا تمام جرأت ڈوبا کسی ناری نے آگ برسائی کہیں برف گری کئی ہزار ٹھنڈے ہوئے
ایک مقام پر صاحبقران کھڑے لڑ رہے ہیں ضیغم خون آشام نے روباہ صفت اس شیر بیشہ جرأت
کی پشت پر جھپٹ کر ایک تلوار کا مارا امیر با توقیر چمک سے تلوار کے پلٹے مغفر سر اقدس پر بڑا زخم کاری
کھایا پلٹ کر ایک تلوار کا مارا آدھے گینڈے کا سر کٹ گیا تنہ کے بل زمین پر گرا تمام کفار ٹوٹ پڑے
ضیغم کو اٹھا لے گئے صاحبقران نے زخم سر باندھا لڑائی میں مصروف ہوئے مگر غش چلا آتا ہے جب
بڑھ کر وار کرتے ہیں زخم سر کھل جاتا ہے پھر کنارے آتے ہیں زخم سر باندھ کر پہلوانوں پر جا پڑتے ہیں تیمور
سحر طراز سحر کرتا ہوا صفوں کو درہم برہم کر رہا ہے یہ ناری نے ہزاروں کو جلا دیا ہر چند کہ صاحبقران زخم
سے نہایت بیقرار ہیں مگر تیمور سحر طراز کو جو اسطرح سے لڑتے ہوئے سحر کرتے ہوئے دیکھا فرمکر کے
جا پڑے اسنے بڑھ کے گولا مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولا پھٹ کے گر گیا ساحر بال بال بچا
دل میں سمجھا یہ بھی کوئی بڑا ساحر ہے علم افسون گری سے ماہر یا غش کے داغے چھینکے وہ بھی نہ صاحبقران پر

صدقہ ہو کر گر پڑے تیمور سحر طراز نے کیسے کیسے سحر کیے زمین ہلادی آگ برسائی مگر صاحبقران
پر کچھ تاثیر نہ ہوئی تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا امیر پر ہاتھ لگایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغ عقرب پر روکا
شعلہ ہائے آتش گرے وہ بھی بیکار ہوئے امیر نے خنجر وار کھینچکر ہاتھ مارا تیمور سحر طراز نے سپر سحر کو
چہرے کی پناہ کی تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑ گئے سر پر خود سحر کے برق شمشیر
گری کشت حیات کو جلادیا ناری کو خاک مین ملادیا مع مرکب چار ٹکڑے آندھی سیاہ اٹھی صدائے
گیرو دار بلند ہوئی مگر صاحبقران نے اس زور شور سے ہاتھ مارا کہ زخم کے نکان سے مر زیادہ
کھل گیا غش آنے لگا گھبرا کر تیغہ نیام مین رکھا ہاتھ گردن مرکب مین حمائل کیے بیہوش ہو گئے
مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا طرف صحرا کے لے بھاگا مگر بیزبان ہی تھا پر نہ جانیگا
جدھر منہ اٹھا چل نکلا یہان ہمراہیان تیمور سحر طراز مرنے سے اپنے مالک کے بدحواس ہوئے
لاشہ تیمور سحر طراز اٹھا کے طرف طلسم ہوشربا کے بھاگے بعد نکلنے ساحرون کے اہل اسلام
نے لشکر لقا پر قیامت برپا کی قریب ہی کہ لقا شکست کھا کے بھاگے صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شعر
از دامن دشت و کوہ ہاور نگ + گردے برخاست توتیا رنگ + بختیارک نے دیکھا آگے آگے
دس علم نشان لشکر دو لاکھ سوار ہر ایک علم کے پھریرے پر تحریف زمرد شاہ باختری مرقوم
آمد فوج کی دھوم ایک پہلوان کوہ پیکر گردن مست پر سوار مغرور متکبر زیر سایہ علم خرس پیکر
پشت پر دو لاکھ کوہی بڑے بڑے قد کے جوان دور کابے مرکبون پر نخوت چہرون سے آشکار
بختیارک نے فوراً ہرکارون کو دوڑایا کہ دیکھو تو یہ کون جوان ہی کس ملک کا پہلوان ہی خناس دوڑ
گئے چشم زدن مین پلٹے عرض کی ازرنگ کوہی چچازاد بھائی سلیمان عنبرین مو کا براے مدد قدرت
آیا ہی بختیارک نے کہا جلد خبر کرو کہ خداوند جنگ مغلوبہ مین معروف مین مسلمان آمادہ بے ادبی
مین آکر شریک ہو وسواس وغیرہ ہرکارے قریب ازرنگ کوہی پہونچے تمام کیفیت بیان کی
ازرنگ کوہی جام شراب نخوت سے چور انتہا کا مغرور یہ سنتے ہی قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈال کہا
صدقے خداوند کے تقدیر کرینگے کیا اچھے وقت پر پہونچا ہون آج ہی مسلمانون کا خاتمہ کرتا ہون
یہ لوگ بڑے سرکش ہین ہم خود گرم مزاج شعلہ آتش ہین دیو ہو تو اسکو بھگادین شیر کے کلے چیرین
اگر دریا دلی دکھائین نہنگان خونخوار کا خون بہائین سپر گرداب چیر ڈالین دریا مین جوش و خروش

ہون مرد میدان آبی رو پوش ہون میدان رزم کو صحبت بزم جانتا ہون رستم و زال کو کب مانتا ہون
لاف و گزاف کرتا ہوا گینڈے کو بڑھایا مثل اژدر بل کھاکے نعرہ کیا یا شیدای مسلمانان منم پہلوان
جہان رستم زمان چل وہان از رنگ کوہی بس اسی مین خیر ہو کہ ہٹ جاؤ یا خداوند لقا کو سجدہ کرو
سپاہ گری سے ہاتھ اٹھاؤ جان بچاکر بھاگ جاؤ تمھاری قضا ساسنگیر ہو تیغہ مہر ابرق نظیر کو بلبلاتا ہوا
فوج ظفر موج اہل اسلام پر گرا تمام فوج اسکی تازہ دم اہل اسلام کو غم و الم گھیرتے لڑتے سارا دن گذر
چکا ہی تہ و لد سحر طرازنے ہیونہ کر دیا تھا تمام میدان لاشون سے بھر دیا تھا چند ساعت گذری کہ سحر و
فسون سے نہاست پانی تیز اب جو پھیلا دو لاکھ کو ہیون سے لشکر اسلام پر گرا افسر فرج صاحبقران
نامدار زخمی ہوکر نکل چکے مین قریب تھا کہ پانون اٹھ جائین شکست فاش کھائین اہل اسلام مصروف
دعا ہوئے فوراً تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا القدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از پردہ بیابان گرد
برخاست سب نے دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان بن صاحبقران و نور الدہر بن بدیع الزمان
مع سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن اسوقت آکر پہونچے ہنگامۂ قیامت برپا کیا
شاہپور شبرنگ نے بڑھکر خبر دی کہ ای شہریار لشکر اسلام پر عجب آفت برپا ہی اول کوئی ساحر آیا
تھا وہ واصل جہنم ہوا اسکے مرنے سے کچھ غم کم ہوا اب ازرنگ کوہی دو لاکھ فوج سے آیا ہی وقت
قیامت میں مثل دیو جرأت مین گیو آپ کے دادا جان کے بھی نعرے کی آواز نہین آتی لندھور
و مالک زخمی ہو چکے شیران دشت نبرد حیران و پریشان ہین سراسر شکست کے سامان ہین
یہ سنکر دونون شیرون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آتے ہی نعرہ کیا لڑنے لگے پرے کے پرے کوہیون کے
درہم برہم کردیئے تھا نام سے ایرج و نور الدہر کے کانپتا ہی باختری سب لڑتے بھڑتے صورتین
دلیران دشت نبرد کی دیکھکر آمادۂ فرار ہوے ان دونون جوانون کے ہاتھ سے شکستین کھائین
ذلتین فاش اٹھائین مگر ہمراہیان ازرنگ کوہی لڑائی مین مصروف ازرنگ کوہی نے دیکھا
خداوند لقا تخت اپنا ہٹا کر دور جا کر ٹھہرے ہین وہین سے تقدیرین بگھار رہے ہین بندون کو
اپنے للکار رہے ہین ازرنگ کوہی نے آواز دی یا خداوند ہاتھی بڑھائیے مین مسلمانون کو ابھی
شکست دیتا ہون پر اوجھین لیتا ہون بختیارک نے آواز دی قدرت یہین سے تقدیر
کررہے ہین سب مسلمانون کا خون تمھاری تلوار کے سپرد کردیا ہی لڑتے جاؤ مسلمانون کو سامنے سے

ہٹاو قدرت کے بندۂ خاص طاعت گزار با اخلاص ہو جب بارگاہ مسلمانان پر قبضہ کر دے گے تو قدرت
چلے آئینگے تمکو دنگل پر صاحبقران کے بٹھائینگے سپہ سالار قدرت بنائینگے تمہارے ساتھ ملک موروثی
پر جائینگے یہ سنکر ازرنگ کوہی اور زیادہ مغرور ہوا نشۂ بادہ حماقت سے چور ہوا جھک جھک کے
لڑنے لگا ادھر سے نور الدہر بن بدیع الزمان ایک جانب ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتے
ہوئے آتے ہین ایک جانب ہر ہمیشہ کلنگان طماس بن طوقول دیو پیر و مثل شیر نہ تھمتا
ہوا قبضۂ ساطور پر ہاتھ جس غول پر جا پڑا اوس کو درہم برہم کر دیا اب کوہی گھبرانے ملازمان لقا تو دوسر
دراز سے دور کھڑے ہین یہ وہی لوگ ہین کہ تنہا لشکر کا اور بندہ سرکا جتنک ساحر موجود رہے جنگ
کیا کیے اب سامنا تلوار و تیر کا ہو دور سے لینا لینا کرتے ہین قریب کسی مسلمان کے نہین آتے
مگر ملازمان ازرنگ کوہی جانبازی مین مصروف ہین خوب بھر کر تلوار چلی ہے تیروبلی کی نوبت
آگئی ہے دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات طوفانی گھٹا ڈھالون کی چھائی ہے سر مثل اولون کے گر
رہے ہین سرہاے کفاران مثل حباب دریاے خون مین پیر رہے ہین شاہزادہ ایرج و نور الدہر
بن بدیع الزمان بحر زخار فوج مین شناور ہین حال کافرون کے ابتر ہین اولا ان اول ایرج نوجوان
نے بڑھ کر علم لشکر ازرنگ کوہی سرنگون کیا سب سے آگے بڑھ کر علمدار کو مارا موتیون پر تاویز کر
ایرج نے نعرہ کیا کہ یون فوج کفار کو شکست دیتے ہین نور الدہر بن بدیع الزمان پر نگاہ ڈالی مسکرا کر
کہا بھائی صاحب وہ علم فوج کفار سرنگون ہوا آپ تامل فرمایئے مین ازرنگ کوہی کو بیتا ہون
نور الدہر بن بدیع الزمان کو ناگوار ہوا گھوڑے کو کوڑا لیا ازرنگ کوہی کو للکارا او نامرد و زنی کیا تیغ
کے سپاہیون کو قتل کرتا ہے ادھر آ مردون سے آنکھ ملا ازرنگ کوہی مغرور و متکبر تو تھے ہی جلدی سے
آواز دی اور تیرہ حمزہ مین آیا یہ کہکے گھینڈا بڑھایا نور الدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پر جوش پر
کوڑا کیا دوڑے ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے ازرنگ کوہی کو ٹوکا
غصہ سے چہرہ لال ہوا نہایت ملال ہوا ہنسے سردارون سے فرمایا کہ سنئی لیزادہ اپنی جرأت پر
ناز کرتا ہے ہر چند کہ کچھ ہو نہین سکتا علم فتح تو ظاہر ہونے سے لشکر کفار پر شکست فاش نامردون کو ہوا
کی تلاش ہے اب یہ جیسے پر جاتے ہین شوکت دکھاتے ہین مین کب مانتا ہون ازرنگ ایسے
پہلوان کوہی کو پشہ سے کم جانتا ہون تیغ و دشنہ سکندری کو جلوہ دیا گرہ بن اشتقہ کی پشت پر ہاتھ

رکھا فرمایا ای مرکب اصیل باد رفتاری دکھا دے دم شمشیر پہ ہاتھ رکھ کے فرمایا ای تیغہ برق مثال
طبقے زمین کے ہلا دے نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے ازرنگ کوہی کے پہونچے اُسنے ہاتھ
تلوار کا لگایا شاہزادہ نور الدہر نے تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پر کاٹا تھا اور اُسکا روک کے نعرہ خسروانہ
کیا ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ خاراشگاف مثل برق چمک کر گرا سپر ازرنگ کوہی کے دو ٹکڑے ہوئے یا
تو قبہ سپر پہ چلی تھی تا بہ جگرگاہ پہونچی دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا دلمیں کہا غضب ہوا کشتی گیر
زادے نے ازرنگ کوہی کی تصویر کو مٹایا تختہ مشق مردان عالم تھا گھوڑے کو کڑا کیا اسوقت تک یہ
پہنچے شمشیر بے نظیر نور الدہر کی جگرگاہ تک اتر چکی تھی ایرج نوجوان نے برابر آکر کمر پہ ہاتھ مارا
مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے جھوم کر نعرہ کیا منم ہژبر دشت جرأت نہنگ دریاے شوکت
نور الدہر بن بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا سبحان اللہ مردہ کشی نہیں جاتی شرم نہیں آتی
ایرج نے کہا میں نہ آجاتا تو آپ کا کام تمام ہوتا اُسنے کمر سے خنجر نکالا تھا کوکھ پر مار دیتا آنتیں ڈھیر
ہو جاتیں جان بخشی کی آپ لوگ احسان فراموش ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا
مردہ کیا خنجر مارتا ایرج نوجوان نے کہا بس سامنے سے ہٹ جاؤ زیادہ جرأت نہ دکھاؤ نور الدہر
بن بدیع الزمان نے کہا آپ کیا کرینگے جو کچھ حوصلہ ہو آیئے ایرج نوجوان آتش تند مزاج
افسران لشکر کے سر کا تاج ان کلمات کی کب برداشت ہو سکا او کشتی گیرزادے لے یہ کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا اگر نور الدہر بن بدیع الزمان سپر کو چہرے کی پناہ نہ کریں دو پر کالے ہوں نور الدہر
نے سپر اٹھادی مگر تیغہ ایرج نوجوان نے گوشہ سپر کو کاٹا زخم سر پہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے
آیا دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا چادر خون روے انور پر آب نور الدہر کو تاب نہ رہی کہا او
کرباس فروش بازاری آج دعوی جرأت سب نکلجائیگا یہ کہکر ہاتھ نور الدہر بن بدیع الزمان نے
بھی تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کا مارا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال کب
رکتا تھا سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو ایرج خوشخو پہونچا ایرج نوجوان نے بہ تعجیل دستانہ مارا تیغہ سر سے
نکلگیا مگر چادر خون منہ پر میعاد عادر شک دراز گردن سردار ایرج نوجوان نے جو یہ سیر دیکھا للکارا
ای شاہزادہ نور الدہر بس ایسا نہو کہ مجھکو بھی غصہ آجاے یہ سنکر طہماس نے ساطور کے قبضہ پہ ہاتھ
ڈالا آواز دی او عادی بچے شاہزادگان والا قدر کا نام بے ادبی سے لیتا ہی میعاد طرف طہماس کے

پلٹا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر روکا میعاد کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے پہلی شکست یہی
ہوئی طہماس نے ہاتھ تلوار کا مار دیا یہ حربہ تو قیامت کا ہی زخم کاری کھایا قریب تھا میعاد مارا جائے
سرداران ایرج نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان میں تلوار چلنے لگی دور سے بادشاہ جمجاہ نے
دیکھا سرداران ایرج و نورالدہر زخمی ہوئے ہیں کسی کا شانہ جھولا کسی کا سر زخمی ہوا نورالدہر
بجوم کر زخداری میں لڑنے پر آمادہ ہیں بادشاہ ہاں ہاں کہکر بیچ میں آپڑے نورالدہر و ایرج کو
الگ کیا سرداروں کو آواز دی کہ آپ سب صاحب اسی کے منتظر تھے سب علحدہ ہوئے غصہ
میں دونوں جوان زخم باندھکر فوج کو میدان پر چھا پڑے ازرنگ کو بھی مارا جا چکا تھا سب کو بھی
لاشہ لیکر بھاگے لقا نے طبل بازگشت بجوا دیا بادشاہ جمجاہ سرداران تمتن کو لے کر چلے جواہر بن عمرو
بھی آکر پہونچا جب کنارے پر لشکر کے آئے ٹھہر کر کہا بیدعالی تبار کہاں ہیں شعبان خنجر گزار نے
عرض کی صاحبقران زمان انتہا کے زخمی ہوئے تھے خدانخواستہ گرفتار نہ ہو گئے ہوں عیاران
اسلام یہ کہکر دوڑے ہم ابھی خبر لاتے ہیں لشکر لقا میں اپنے کو پہونچاتے ہیں چشم زدن میں گئے
فوراً واپس آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان غلاموں نے لاشوں میں تلاش کیا لشکر لقا کو
چھان ڈالا کہیں نشان نہ ملا ناسیان خبری و تومیان خیبری و سرہنگ گئی ذابوطاہر خونریز
سامنے حاضر تھے عرض کی خوب تلاش کی نہایت ہی زخداری میں آقا ے نامدار کو گھوڑا اٹھالیگیا
بادشاہ نہایت پریشان خاطر ہوئے سرداروں کی زخم دری کرائی نورالدہر بن بدیع الزمان جو مال
طلسم جمشید یہ لیکر آئے ہیں اسکو خزانے میں جمع کرایا جواہر بن عمرو نے عرض کی غلام برائے تلاش
صاحبقران جاتا ہے بادشاہ نے کہا ای برادر ای عیار نامور بہت جلد خبر لانا لشکر میں واپس آنا اب
بجائے خواجہ عمرو کے تم ہو چند ساعت تمہارا ہونا شاق ہوتا ہے یہ لشکر کفار نہیں ملتی جواہر بن عمرو نے
کہا انشاء اللہ باقبال شہنشاہی غلام بہت جلد بلیگا میری کیا مجال ہے کہ عہدے کو تیار و کعبہ کے سنبھال
سکوں بادشاہ نے کہا ای جواہر بعد چالاک بن عمرو کے تمنے بڑے لطف سے افسری کا کام کیا
ماشاءاللہ اس سفر میں بھی جاکر ساحرہ کو مارا خوب نام کیا جواہر بن عمرو نے دعا ے جان و درازی
بانہما ے عیاری ذات پر آراستہ کرکے برائے تلاش ذلزلہ قاف ثانی سلیمان روانہ ہوا یہاں
لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا کہ تیمور سحر طراز کو جنگ بہشت میں بھیجا جلد کسی ساحر کو روانہ کرو ورنہ تقدیر

کر کے نیزے طلسم کو ہاتھ سے عمرو عیار کے دم بدم گراتو گنا مارا اسطرف جاتا ہی جواہر بن عمرو برائے
تلاش صاحبقران روانہ ہوا ہی انکو راہ مین چھوڑو

داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کو زخم کاری مین گھوڑا نکال لے گیا ہو ساقی نامہ تصنیف قمر

ساقی پھر وہ زہن ہو چلا کند
رکھا ہی کدھر کو ساغرِ مل
پھر آب آتشین پلا دے
جنگل مین اور رہ گل کھلا ہی
ہن سا نشہ چڑھا ہوا ہی
اک دیو سیہ کو مارتا ہی
اُس شیر جری کا اب بیان ہو
جرأت رگ و ریشہ مین بھری ہی
اب ختم یہ سلسلہ اگلی ہی
اس سبب ان کو دین دعائین

ظرف تنگ نکال بادۂ تند
آنکھون مین ہی خمار ساقی
اس دل کی آگ کو بجھا دے
بدمست جو بزم پاک مین ہی
حد سے اپنی بڑھا ہوا ہی
ہر صفحہ بنے گا رزم نامہ
جو صاحب تیغ سر فشان ہی
آن قاتل کافران بدخو
حسرت دل مین یہی بھری ہی
اے مہر سخن عروج دکھلا

شیشہ کی سن رہا ہون قلقل
نشہ کا ہی آثار ساقی
دشمن مرے دوست سے ملا ہی
یہ بنت عنب کی تاک مین ہی
اک سر سے بہت اتارتا ہی
چمکے گی دم بن سیف فاس
نامی و گرامی و جری ہی
بر باد کن یلان بدخو
شائق ناظر بھی حظ اٹھائین
ہو طبع قمر کی جلوہ آرا

چہرۂ داستان مصنف قمر سیاحان دشت معانی و طی کنندگان جادۂ سخندانی شائقین کو رسم و راہ شہر
داستان شوکت بیان سے یون آگاہ کرتے ہین شعر قمر سخن سنج و دانائے شیرین بیان +
رقم کرتے ہین اسطرح داستان + کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان
میدان جنگ سے زخمی ہو کر بیہوش ہوئے اشقر دیو زاد مرکب امیر دالا نژاد کو لے نکلا مگر
بے زبان تھا ان پر نہ جانے کا جدھر منہ اٹھا ادھر چلا آ ہوئے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی رات بھر
چلا آیا وقت سحر ایک صحرائے سبزہ زار مین قریب جھیل کے ٹھہرا پانی پر منہ ڈالا جسم کو جنبش دی صاحبقران
زمان پشت اشقر سے زمین پر گرے اشقر نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چاٹنے لگا حیران تھا
کیونکر اٹھاؤن جب صاحبقران ہوشیار نہوئے ناچار چرتا ہوا صحرا مین پھرنے لگا جب اپنے آقا
کی یاد آتی ہے پھر قریب آتا ہی مجبور پلٹ جاتا ہی مگر اس حوالی مین ایک قلعہ ہی نام اسکا حصار ہوشنگیہ ہی
ہوشنگ دزد جری بہادر اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہی بارہ ہزار قزاق ہمراہ رکھتا ہی جو کاروان اس حوالی

مین آتا ہی جا کر لوٹ لیتا ہو اکثر بادشاہون کے خزانے تاراج کیے بڑے بڑے پہلوان اس جوان کے
ہاتھ سے قتل ہوئے اسوقت برائے سیر صحرا مین آیا ہے پانچ جوان ہتھیار بند ساتھ ہین کسی کی
نگاہ دستفر دیوزاد پہ پڑی کہ ایک مرکب کوہ پیکر کوتل باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرنے
مین معروف ہے ساتھ والون نے ہوشنگ کو آگاہ کیا کہ حضور ایک مرکب صبا رفتار کوتل پھر رہا ہے
ہوشنگ نے پلٹ کے دیکھا گھوڑے کو دیکھ کے عاشق ہوگیا ساتھ والون سے کہا یہ تو مرکب
سب نکلے تو اسکو کمند سے گرفتار کرو ہمارے قلعہ مین لے چلو آگے ساتھ کے قزاق دوڑے دستفر گھوڑا
چرنے مین معروف تھا اسنے ہاتھ ڈالدیا دستفر نے سر اٹھا کے دیکھا منہ کھول کر سر چبا گیا لاشہ
اسکا زمین پر گرا اب تو دس بارہ جوان کمندین رسیان لیکر دوڑے دستفر نے کسی کو ٹینگ ماری
کسی کو دولتی لگائی کہین نعلہاے سم سے تیغ چل گئے کئی جوان کچل گئے چند جوانون کو مار کر [illegible]
کھینچتا ہوا طرف اپنے آقا کے بھاگا قریب آکر گرد پھرنے لگا اب تو ہوشنگ دزد نے اپنا [illegible]
پر سے کمندین کھولین ٹھو ٹھو کہکر بڑھا جب قریب پہونچا دیکھا ایک جوان خوش رو رشک یوسف
کنعان چہرے سے فر و شوکت نمایان انتہا کا زخمدار زیر نخل بیہوش پڑا ہے حیران جمال محو دیدار ہو کر
ساتھ والون کو آواز دی یارو جسکی قضا تھی وہ اس حیلے سے مارا گیا مرکب کا را اب بھی موجود ہے کسی
بادولت کے بیشہ مین شکار کیا اس جوان شیر دل کے لوٹنے کا قصد کیا مگر سبحان اللہ کیا خوب لڑا ہے
مال اپنا نہین لینے دیا نقد جان دے کر مال کو بچایا اس مقدمہ مین کد و کوشش کرنا واجب و لازم ہے
نہین معلوم مردہ ہے یا صحیح و سالم ہے چارپائی لاؤ اٹھا کر لے چلین یہ کہکر مرکب کو چمکایا قریب صاحبقران
آکر سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس پائی دیکھا قبضۂ شمشیر برق مثال دست زبردست سے چھینا چاہا
وجد کرتا ہے یہ زخم ہولناک دیکھکر ہوش اڑ گئے ہین کہتا ہے دیکھو یارو ایسے جوانان شیر دل بھی ہر روز [illegible]
سر چین تیز سے تیز سے اڑ گیا مگر مال نہین دیا مگر وہ کون صاحب تھے کہ ہمارے حوالی مین آکر جرأت
دکھائی صاف تو یہ ہے کہ بڑے نامرد تھے قصد کیا اور مال نہ لے سکے [illegible] مال [illegible]
پہچانا چھوڑنا کیسے کیسے بادشاہون کے خزانے لوٹے اکثر گھر بھی گئے سب صاحب آگاہ ہین سبے
مال لیے نہ ٹلے ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جوان انتہا کا بیکس ہے مرکب اسکا اور زیر ران دو دو ہاتھ مار کے
گئے زخمی کرکے نامرد بھاگ نکلے اپنے ساتھ والون کے لاشے لے گئے یہ [illegible] انتہا کا زخمی ہے

بیہوش ہوگئے گر پڑا اُس قلعہ سے چارپائی آئی چارپانچ جوانون نے ملکر اُٹھائی اشقر دیوزاد ان
سب پر آنکھین نکال کر چلا ہوشنگ نے بڑھکر چمکارا کہا اے مرکب وفادار تیرے آقاے نامدار
کو برائے علاج لیے جاتے ہین تیرے آقا کے دشمن نہین ہین اشقر مثل انسان کے سب کچھ
سمجھتا ہے سر جھکا کر چارپائی کے ساتھ ہولیا ہوشنگ صاحبقران کو لیکر اپنے قلعہ مین آیا قصر
عالی تعمیر باغ جنت نظیر ایک بارہ دری مین لاکر اُتارا جراحان چابک دست حاضر تھے اول
شراب سے زخم کو دھویا ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین مگر ہوشنگ کو عشق دلی ہے طبیعت
گھبرا رہی ہے کہ یہ جوان بیدار ہو تو سب حال اسکا دریافت کرون حسب و نسب پوچھون رومال ہاتھ
مین لیکر مگس پرانی کر رہا ہے بعد عرصہ دراز صاحبقران زمان کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قصر عالی مین
چھپر کھٹ پر پایا مکان کو چھت پردے سے آراستہ دیکھا پروردگار کا شکر کیا دوسری جانب ایک
جوان رستم خصال تہمتن مثال بیٹھا ہوا خدمت مین مصروف ہے ہوشنگ کی بھی نگاہ پڑی کہ زخمی نے
آنکھ کھولی اشارے سے حال پوچھا امیر نے فرمایا بہت اچھا ہون مگر اے محسن یہ کیا مقام ہے تمھارا کیا نام
ہے تو نے اس عالم غربت مین جان بخشی کی پہلے اشقر کو پوچھا کہ ہمارا مرکب کہان ہے ہوشنگ نے کہا
سپر شمشیر زرہ کمان کیانی چار آئینے وغیرہ سب موجود ہین مرکب آپ کا تھان پر بندھا ہے اس قلعہ کو
ہوشنگیہ کہتے ہین یہان سب لٹیرے قزاق رہتے ہین یہ حقیر ان سب کا افسر ہے آپ کو صحرا مین
بیہوش پایا بہ محبت اُٹھا لایا مردان عالم کا ہمیشہ سے خدمت گزار ہون آپ کا نام و نسب سے آگاہ
ہونے کا امیدوار ہون یہ بھی فرمائیے کہان لڑائی ہوئی کس سے تلوار چلی کیونکر زخمی ہوئے مگر واہ کیا کمال
کیا خوب نامردون سے اپنے کو بچایا صاحبقران اُٹھ بیٹھے فرمایا مین ایک بادشاہ کا نوکر تھا آپسمین کچھ
فساد ہوا مین اپنے مالک کے ساتھ زخمی ہوا گھوڑا اسطرف نکال لایا سہیل یکتا اس حقیر کا نام ہے
سپاہگری کا پیشہ قدردانون کی ملازمت ہوشنگ نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمائیے خانہ بے تکلف ہے
مین بھی مرد سپاہی ہون مردان شمشیر زن کا بندہ ہون لات و منات کی عنایت سے صحت پاکر چند
کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائیے بدل و جان خدمت گزاری کرونگا صاحبقران نے
فرمایا کہ تقاضائے آب و دانہ یہان لایا ہے یقین ہے عمر بھر ساتھ رہے احسان فراموش نہین ہین
ایسے وقت بد مین تو نے دستگیری کی اور جان بچائی ہوشنگ خود عذر کرنے لگا ایسے کلمات نہ فرمائیے

مین محجوب ہوتا ہون غرضکہ ہوشنگ مع قزاقون کے خدمت گزاری مین صاحبقران کی مصروف
رہا بعد ایک ہفتہ کے امیر نے غسل صحت فرمایا ہوشنگ نے طائفے بلوائے سامان جشن مہیا کیا
صحبت عیش آراستہ ہوئی صاحبقران زمان غسل کرکے سلاح جنگ سے آراستہ ہوئے خود وزرہ چار آئینہ
سونے ورلے کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان کا برج قوس مین مسکن ہی ہزار
تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر مثال آسکی یہ ہی کہ پہلوے ماہ مین ستارہ دنبالہ دار چہرے
سے تہور وجلالت آشکار آنکھین رشک غزال صحراے ہمت وسخاوت زلفین خلیل تا بہ دوش شیرون
کے تیور صف شکن صفدر بہادرون کے افسر صاحب جوہر شمشیر دو سر ہوشنگ وزرد جمال بے مثال
دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا جوش محبت مین گلے سے لپٹ گیا دل سے کہتا ہی کہ یہ جوان اگر میرے ساتھ رہے
برابر کا حصہ دون اپنا قوت بازو سمجھون اسوقت جمال ماہ تمثال سے میر اقصر چرخ اسد سے بہتر ہی ہر در و
دیوار روشن ومنور ہی لاکر امیر با توقیر کو مقام صدر پر بٹھایا گرد افسران فوج آکر تمکن ہوے شیرون سے
بیشۂ صحبت معمور ہر ایک جوان کی کمر مین تیغۂ برق تاب سپر پشت پر رشک قرص آفتاب ہوشنگ
پروانۂ جمال صاحبقران ہی آئینہ رخسار دیکھکر مثل آئینہ حیران ہی بوے زلف عنبرین سے سارا مکان
بسا ہوا ہی شمشیر زنی کا چرچا ہی ہوشنگ وزرد نے اشارہ کیا ایک معشوقۂ پریوش سامنے آکر کھڑی ہوئی
گت شروع کی سارنگی ہی گلے کٹنے لگے سازندے آپسمین ساز کیے ہوے نازنین خوش آواز گانے مین سوز و
گداز اہالیان محفل متوجہ مگر وہ مہ جبین کشتہ تیغ ابروے صاحبقران اسیر دام گیسوے عنبر فشان ہر پھر کر
سامنے صاحبقران کے آکر بیٹھ جاتی ہی مسکرا مسکرا کر بتاتی ہی پردے مین اپنا حال دل سناتی ہی یہ غزل

عاشقانہ بسوز وگداز گاتی ہی غزل عاشقانہ

ستم قاتل سے اسیر درد وغم ہمین رہے
آسکی زلفون کا الجھی پیچ وخم ہمین رہے
ایسی ہمت ہی کہ کہتا ہون بجیلان کو بھی شاد
تیغ قاتل ہاتھ مین یا رب علم ہمین رہے
بو الہوس ہون ثواب وجرم کچھ کرتا نہین
ہاتھ جنبش مین جو سرگردان قلم ہمین رہے

قید غم سے چھوٹ گئے اغیار ہم پھنستے رہے
شکوہ بے اتفاقی ہی عبث اس شوخ سے
خوش فلک اسمین ہی تو جبکہ الم ہمین رہے
مین جو پہونچا مضطرب زندہ مین ہی زلزلہ
ہاتھ مین دونون فرشتون کے قلم ہمین رہے
تم کہتے ہو بھلا کیون قتل کرسکو مرے

آوارہ اس پھندے سے چھوٹ کالم وزن قدم
یہ غنیمت ہی دوجہت وار ستم ہمین رہے
حسن غصہ مین ہی وہ اب رخ کرلی ہی دعا
حشر تک اب ساکن ملک عدم ہمین رہے
جبتک ای دل وہ نہ لکھ بھیجے جواب خط شوق
دیکھا یا پایا اگر سینہ مین دم ہمین رہے

گو نہ دیکھا زندگی میں [illegible] مرتب
یہ ہوا کہ بات سب توانی [illegible]
ہر جگہ سے دل میں [illegible]
کیون نہ آنکھوں سے [illegible] پر چشم
[illegible]
[illegible] ہم سورت عشق [illegible]
دیکھ کر [illegible] طلب [illegible] دیدار کرتے
وصل کی شب بھی کلنا نہ گوارا کرتے
ہم تو جب اس دل بیتاب کو تھے نادان
تم نہ آئینہ میں کاش اپنا نظارا کرتے
حیف وہ سر جسے رکھ لیتے تھے تم زانو پر
جائے سجدہ میں جو ہم ذکر تمھارا کرتے
دیکھتا شیخ تو آفت کوئی عاشق پہ بلا

وہ دہن گو ہر تحقیق بعدم [illegible] ہے
عارض [illegible] دکھلا دو اگر دونوں ہم
[illegible]
[illegible] دونوں جہت میں گئیں
[illegible] مضمون ہے
[illegible]
شکستانہ تمھیں [illegible] آسے پیار کرتے
[illegible] نشان [illegible]
دیکھتا نہ اے ہم جو اشارہ کرتے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں اب تیری
پاؤں پر غیر کے جو ہم یہ گوارا کرتے
تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی میں
آنکھ ملتے ہی جو وہ بار اتارا کرتے

وعدہ [illegible] وصلت کرکے [illegible] ہم ہیں
[illegible] رہے
کوسے جاناں کی فضا سے حسرت [illegible]
[illegible]
کوچہ جاناں میں بیٹھ سکتے نہیں [illegible]
[illegible] ہم یون رہے
تیرے ارمان لو یون عشق میں پیدا کرتے
ہم تماشا ہیں تم نام تمھارا کرتے
[illegible] تجھے دیکھنا اب [illegible]
جی ہی تو پاس نہیں ہے جسے پیارا کرتے
جھوٹے حضرت زاہد بھی یہ اللہ اللہ
ہم اسی کو ترے دھوکے میں پکارا کرتے
جو تشنگ [illegible] بالا [illegible]

میں صاحبقران کے بٹھانے دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ہے اپنے سرداران نامی سے چپکے چپکے کہہ رہا ہے آج تو میں مثل بادشاہ ہفت کشور ہوں سکندر و دارا سے اقبال میں بہتر ہوں ایسا جوان شیر صولت رستم ہیبت میرے گھر میں مہمان آیا ہے مجھے سرفراز کیا ہے مگر یارو یہ جوان اصلی حال اپنا چھپاتا ہے نام بھی اسکا کچھ اور ہی بتاتا ہے غور کیجئے جائے تو ہے تیغہ برق تاب سپر رشک گردہ آفتاب کمان کیانی تیر ہلال ترکش میں تیر دلدوز سنان نیزہ پر بہیرے کی کنیان نثار چار آئینہ وہ اگر اسکندر و ارسطو ہوتے حیران ہوکر اپنی جان کھوتے ایک ایک شے نایاب جمال جہان آرا یوسف مصری کا نقشہ پس کیونکر کہوں کہ یہ بادشاہ جلیل نہیں ہے بلکہ فخر شاہان عراق و چین ہے میں اسکو رخصت نہیں کرونگا خلق میں یکتا جب آئے نہیں ہٹیگا صاف صاف کہدیگا اپنا بادشاہ بناؤں قزاقی ترک کروں ملک گیری پر قدم ماروں ایسے جوان نہیں میری نگاہ سے نہیں گذرے سب رفقا جواب دیتے ہیں حضور حقیقت میں آپ کا خیال بہت بجا ہے ہم لوگوں کا بھی قول ہے اگر یہ جوان آپ کی شراکت کرے ابھی ملک بادشاہوں سے چلکر چھین لیں اگر تم

ہو تو اسکو شکست دین فوج افسر کے بھروسے پر لڑتی ہی یہ جوان یقین ہی تم سب سے سو قدم آگے بڑھکے
رہیگا تیغ و تیر کا جوہر دکھائیگا فتوحات سے جرأت آشکار ہی بیشک کوئی نامی ہونہار ہی بعد برخاست جلسہ
بوقت سحر تم پوچھ لینگے ایک ایک سے محبت و خلق کی باتین رہتی ہین یہ ہمنے امتحان کیا نوشیروان کی
لڑائیان ملک سنجان کے ذکر اس جوان کو اسطرح یاد ہین صاف معلوم ہوتا ہی نوشیروان کے سامنے
سے تا بہ باختر و ملک فرعونیہ وغیرہ سب جگہ لڑائیون مین شریک رہا باتون مین سب کچھ بیان کیا
جب یہ پوچھا گیا آپ شریک رہے یا نوشیروان یا خداوند لقا کے ملازم تھے تامل کر کچھ اور نہ کر شروع
کر دیا صاف صاف ثابت ہوا اب ہم پوچھ لینگے جھوٹ بولنے کی بھی عادت نہین ہی سب کیفیت
ظاہر ہو جائیگی انھین باتون مین وہ جلسۂ شب تمام ہوا ایک رقاص آفتاب مع ساز و سامان
ضیا و شعاع محفل چرخ زبرجدی مین مصروف رقص و سرود ہوا اس محفل خلد منزل مین بھیرو دھن
اڑ رہی ہی طائفون کو بھی خوب انعام ملا ہی سب کا غنچۂ آرزو کھلا ہی ہر کہ و مہ باغ باغ غم سے فارغ ہوشنگ
کا قصہ ہوا کہ صاحبقران زمان سے حال پوچھون قریب آیا دست بستہ ہو کر کہا آپ کے نیاز مند
کو بڑی حیرت ہی یہ امر لائق سماعت ہی آپ نے اپنا نام نامی اسم گرامی سہیل یکہ تاز بتلایا ہی لفظ
یکہ تاز پر مجکو ناز ہوا مگر سہیل آپ ایسے آفتاب عالمتاب کا کیسے نام رکھا آپ رشک آفتاب و
ماہتاب ہین حسن مین یوسف کے جواب ہین آپ صاف صاف فرمایئے کہ نام نامی اسم گرامی
کیا ہی کیا افتاد پڑی کہ آپ ایسا رستم خصال زخمی ہوا مرکب بادرفتار اسطرف نکال لایا مرکب آپ کا
سیہ چشمی آنکھون مین جسکی تصویر پھرتی ہی تو اسپ رخش رخشان کہ مرکب رستم نوجوان تھا مرکب آپکا
بے نظیر جمال آپ کا رشک مہر منیر صاحبقران نے سر جھکا لیا کہا تم خود بہادر لاجواب فخر نریمان سہلیا
ہو جو تمنے کہا وہی مفصل ہی اگر تمھارے نزدیک ہمارا یہ نام نہین ہی شاید یہی ہوگا اصلیت بھی کھل جائیگی
تمھاری طبیعت تسکین پائیگی کیا جلدی ہی ابھی تو ہم تمھارے مکان مین تمھارے مہر پڑے بڑے احسان
ہین ہنوز کلام معجز نظام صاحبقران زمان ناتمام تھا ہوشنگ درد اٹھ کھڑا ہوا ہاتھ اٹھا کر طائفے
کو منع کیا ناچ موقوف ہوا گھبرا کر کبھی جاتا ہی پھر اندر آتا ہی رنگ رو متغیر متردد متحیر کبھی اپنے سردارون سے
سرگوشی کرتا ہی کبھی تیغ و سپر اٹھاتا ہی کبھی بھالا سنبھالا کبھی تیر کمان پہ ہاتھ ڈالا آخر سردارون کو ساتھ لیا ایک
گوشہ مین جا کر بیٹھا کچھ صلاح کی پھر گھبرایا ہوا قریب صاحبقران زمان کے آیا کہا اسوقت میری گستاخی

معاف فرمائیے شکر ہے خداوند لات وجبل کا میری مراد دلی حاصل ہوئی آپ نے صحت کامل پائی نشان
اپنا ہمکو لکھوا دیجیے مین دو سو سوار ہمراہ کرتا ہون آپ اسوقت روانہ ہو جائیے اگر زندہ رہینگے ہم خود آپکے
پاس آئینگے یا آپ خود سرفراز فرمائینگے بشرط حیات ملاقات ضرور ہوگی صاحبقران نے فرمایا کیون برادر
تیرے تردد ہے اسے تو ظاہر کرو تمھارے رنج و راحت کے شریک ہین اسوقت تمکو بہت پریشان دیکھتا ہون ہوشنگ
کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا آپ ایسے ہی شیر ہین مگر مہمان کا بچانا ضرور ہے کسی آفت مین غیر کو
پھنسانا عقل کا قصور ہے امیر نے فرمایا اے برادر ہم ہرگز کہین نجائینگے معلوم ہوتا ہے کسی زبردست سے لڑائی
درپیش ہے صاف کہو پس و پیش ہے ہم سمجھ گئے اب نہ چھپاؤ ہوشنگ نے کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ یہان
سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہے اُس قلعہ کو آہن حصار کہتے ہین بڑے بڑے بہادر اُس قلعہ مین رہتے ہین
بادشاہ وہان کا رستم وقت ہلال زرین علم صاحب جاہ و حشم اُسکا خزانہ لازم سے کہ میری سرحد سے گذرے
مین جا کر لڑا ہمراہیان خزانہ کو مارا مال تمام لوٹ لایا اب اُسکو کسی نے خبر مفصل سنائی کہ ہوشنگ
قزاق کا یہ کام ہے اُسنے قنطور آہن کلاہ اپنے پہلوان زبردست کو مع ساٹھ ہزار فوج کے روانہ کیا
اُسنے آکر قلعہ کو گھیر لیا ہے سرہنگ عیار نے ابھی یہ آکر مجکو خبر سنائی اب قلعہ سے نکلنا دشوار ہے یہ تو آپکو
ظاہر ہوا کہ مین قزاق ہون صرف بارہ ہزار جوان ملازم ہین اتنے بڑے بادشاہ سے کب لڑ سکتا ہون
آب و آذوقہ اتنا قلعہ مین نہین ہے کہ برس چھ مہینے بیٹھ کر لڑون آخر کیا کرون یہ صلاح ہوئی کہ یکایک
کھولکر بارہ ہزار جوان فوج قنطور پر جا پڑین لڑ بھڑ کر نکل جائین کسی صحرا مین جا کر چھپ رہین قلعہ کو وہ
لے لین جب کبھی موقع پائینگے پھر قلعہ پر قبضہ کرینگے ورنہ قزاقون کا کوہ و دشت مقام ہے لوٹ مار کا یہی
انجام ہے صاحبقران زمان نے سر ہوشنگ دزد کا سینہ سے لگایا فرمایا اے بہادر نہ گھبرا جلد لشکر
تیار کر اس بہیا سے ہم مقابلہ کرینگے تا بآہن حصار لڑتے بھڑتے چلینگے آہن حصار کا تمکو بادشاہ
کرینگے اگر ہم قنطور کے ہاتھ سے مارے جائین اُسوقت تمکو اختیار ہے خواہ لڑنا یا جان بچانا ہوشنگ
نے کہا اے جوان مین تیرا مشکور و ممنون ہون دس ہزار سوار سے اتنے بڑے بادشاہ کا مقابلہ کرنا ناممکن
بس اب آپ اسمین کد نفرمائین جلد قلعہ سے نکل جائین صاحبقران نے خود سر انور پر کلاہ زرہ چینی
گھوڑے پر کاٹھی ڈالی کہا بھائی تم ہمارے ساتھ آؤ تردد و انتشار کو راہ نہ دو دیکھو تو کیا ہوتا ہے ہر چند
ہوشنگ نے کہا صاحبقران نے نہ مانا پشت اشقر پر سوار ہوئے ہوشنگ مردانہ وار مع بارہ ہزار

جوانان جرار ہمراہ ہو اساتھ والون سے کہتا ہی مین اس جوان کو لڑنے نہ دونگا پہلوانون مین بدنام ہوجاؤنگا
بہادر ضعیف بھی کہینگے مہمان کو اپنے گھر مین بلاکر قتل کرادیا مگر اسکی صولت وشوکت مین فرق نہین
سربازی کرنے کو موجود ہی غرض بیرون قلعہ آئے ہوشنگ نے بارگاہ استادہ کرائی خیمے استادہ ہوئے
چند ساعت دن باقی ہی کہ صحرا سے گرد اڑی قنطور آہن کلاہ مع ساٹھہ ہزار فوج کے آکر پہونچا اسکو خبر ملی
کہ ہوشنگ وزرد واسطے مقابلہ کے آیا ہی موجود ہی تاؤ پیچ کہا واہ قدرت خداوند تعالی قزاقون کو بھی
یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے مقابلے مین آیا ہی لشکر لیکر اترا ہی قضا دامنگیر ہی ایسے کلمات لاف وگزاف کہتا ہوا
دنگل آہنی پر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا نقارہ رزمی بجے بموجب
حکم طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے ہوشنگ کے موجود تھے خبرین لے کر چلے یہان صاحبقران
دنگل پر جلوہ فرما ہوشنگ وزرد سرنگون نہایت پریشان برمرتبہ صاحبقران سے کہتا ہی ای جوان بلند اختر
اقبال سے مین نے بڑی مہلت پائی قنطور آہن کلاہ آکر اترا ہی مجکو یقین تھا کہ یلغار کرکے آئیگا اب مین نے
رات بھر کی مہلت پائی مین مرد قزاق ہون ہزارہا کوس نکلجاؤنگا کیا مجکو پاسکتا ہی پالون کو اگر وہ شبخون
مارونگا کہ ان بیچارون سے جی چھڑوادونگا ہم سر کچھ نہین لڑسکتے ہم لوگون کا یہی کام ہی قلعہ آہن حصار
کو جاکر تہ وبالا کردونگا سلطنت مین خلل ڈالونگا اسیر فرماتے ہین ای برادر نہ گھبراؤ یا تو طبل جنگی بجوادیگا
یا یلغار آئیگا جواب دیا جائیگا شمہ کی کہا جائیگا آہن حصار کی بھی تدبیر ہوجائیگی تم اس مقدمے کیجانب سے
بےفکر رہو جب ہم قتل ہوجائین پھر تمکو اختیار ہی ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہوشنگ
کو دعاے جان دراز دیکے عرض کی کہ قنطور آہن کلاہ نے طبل جنگی بجوایا ہی کل صبح کو میدان
کارزار مین مقابلہ کریگا مگر حضور نہایت مغرور ہی جام بادۂ نخوت سے چور ہی ہوشنگ چاہتا
تھا کچھ جواب دے کہ صاحبقران نے فرمایا ای برادر ہوشنگ اپنے لشکر مین بھی نوازش
طبل کا حکم دو متردد نہو ہم اس سے مقابلہ کرینگے ہوشنگ نے مجبور ناچار حکم دیا لشکر قزاقان
مین بھی طبل جنگی بجا تیاری ہونے لگی ہوشنگ کو نہایت تردد کہتا ہی قنطور آہن کلاہ نہایت
زبردست ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی اس جوان نے غیرت دلاکر سب کی جان لی یہ تو ہماری غیرت
کا فسانہ کرگی مفت مین ایک مرد سپاہی مارا جاے ہم کھڑے دیکھا کرین مقام غیرت ہی جان
دینے مین سپاہی کی عزت ہی قزاق جواب دیتے ہین حضور جوان تو وہ منچلا ہی مگر ہم اسکا کہنا [illegible]

نہ کرینگے خود لڑینگے ہم مرنے والے ہین کہنے سے آسی جوان کے قلعہ سے نکل آئے ورنہ ہمارا کام یہ ہی کہ دہوکے سے رات کو ٹرین غفلت مین جا پڑین شہ ہلاکر کے قافلہ لوٹ لیتے ہین اپنی تدبیر سے دشمن کو شکست دیتے ہین اُدہر قنطور آہن کلاہ جب طبل جنگی بجوا چکا دربار برخاست کیا تخلیہ مین آکر بیٹھا ہر کارون سے پوچھا ہوشنگ وزروکس بھروسے پر قلعہ سے باہر نکل آیا ہی کیا اپنے دل مین سمجھا ہی ہرکارون نے عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ہم جو بارگاہ مین ہوشنگ کی گئے دربار مین آسکے ایک جوان فخر رستم وسام و نریمان مقام صدر پر بیٹھا تھا ہوشنگ حضور کے نام سے کانپتا تھا اُس شیر صولت نے ہوشنگ کو مطمئن کیا کہا کہ میدان مین ہم مقابلہ کرینگے تم کیون گھبراتے ہو مگر وہ جوان رعنا حسن و جرات مین یکتا ہی ہمنے اس حوالی مین اُسکو کبھی نہین دیکھا قنطور آہن کلاہ نے پوچھا آخر اُسکا نام کیا ہی وہ بھی کوئی بڑا یادنی چور ہی یا کوئی شہزور ہی کہا نہین حضور اُسکے چہرے سے آثار سروری و سالاری نمودار ہی ماہ اوج عزت و وقار ہی قنطور آہن کلاہ نے کہا تم لوگ کیا جری بہادر کو پہچانتے ہو صبح کو بادولت قاحہ مین چاشت کھائینگے جوان بڈھے سب کو دیکھ لینگے دونون لشکرون مین تیاریان مگر فکر اور پریشان حال جانبین مین طلایہ پھر رہا ہی صداے خبردار باش ناظر باش بلند ہی رات رہے سے

نقیبون نے جوانان شیردل کو جگانا شروع کیا نظم

نقیبان سو لب گشتہ خروشان

کہ دنیاے بے ثبات و بے قرار است
جوانان دل قوی دارید امشب
کہ فردا روزگار کارزار ست

جوانو جو انمرد ہشیار ہو
سلاحون سے اپنے خبردار ہو
کہ یک ستارہ سحری آسمان پر چمکا ہے

علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا

رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار
مہ انجم سپاہ روبہ فرار

شہنشاہ زرین علم بعد شوکت و حشم تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا قنطور آہن کلاہ بعد شوکت و جاہ کرگدن مست پر سوار ہو کر مع فوج وارد میدان کارزار ہوا ادہر ہوشنگ بارہ ہزار قزاق آراستہ کیے صاحبقران اپنے خیمہ سے باہر تشریف لاے ہوشنگ وزرو سے صاحب سلامت ہوئی اشقر کو آگے بڑھایا ہوشنگ وزرو کو مع فوج پشت پر لیا بعد کروفر میدان جنگ مین آکر پہونچے جانبین مین صفین جنگ کی درست ہوئین نقباے بلند آواز

سنہ صدا دی ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہے نام اپنے بزرگون کا روشن کرو نام رستم و اسفندیار صفحۂ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دو جاہ و جلال دنیا پر مغرور نہ ہو معشوقان پریچہرہ کو دیکھکر مسرور نہو حسینان یوسف جمال کیا ہوے بعد مرنے کے چہرے چاند سے گرد و غبار مین اٹ گئے تنہائی مین قبر کی کون کسکا ساتھ دیتا ہے ہر ایک کو ملک عدم کا سامنا ہے زوال کی فکر کرو نظم

چار دن دیکھ لے تو لطف گلستان جہان — پھر نواسنجی مرغان خوش آہنگ کہان
یاد کر جب سے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا — کیسے کیسے گل خندان ہوے آنکھون سے نہان
جنسے اک دم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین — ایسے بچھڑے کہ نہین صفحۂ ہستی پہ نشان
فلک تفرقہ پرداز کی کج بازی سے — وہ جدا ہو گئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان
سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین — رات دن پیش نظر ہین وہ لب و چشم و دہان
حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی — مسکراہٹ کا اب آثار نہین اُنسے عیان
وہ رخسار مکدر ہین تن آغشتہ بخاک — نہ وہ ہے ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان
نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز — نہ وہ ہنسنا نہ کسی کے لیے فریاد و فغان
کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے — ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان
نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا — نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان
نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک — نہ بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین — طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

صدائین نقیبون کی سنکر مردانِ عالم جھومنے لگے آنکھون مین نشے جرأت کے آ گئے دل مین ٹھان کر لڑین بھڑین مر جائین نام کر جائین قنطورا آہن کلاہ نے اس لڑائی کو مفت جانکر ساتھ والون کو روکا اپنا گینڈا بڑھاکر میدان کارزار مین آیا آواز دی ای قزاقان سرکش کچھ تمکو خوف نہ آیا مال سرکار کا لوٹ لیا بادشاہ عالی جاہ کہ جسکی ہیبت شمشیر سے مردانِ عالم تھرّاتے ہین شیران دشت نبرد اس صحرا سے منھ چھپاتے ہین شہنشاہ زرین علم محترم و محتشم بندۂ مقبول خداوند لقا زور مین پہلوان یکتا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے مگر ای ہوشنگ وزیر تیری جان بخشی کرتا ہون رومال

سے ہاتھ باندھ کے چلا آخطا تیری شاہ سے معاف کرا دونگا صاحبقران نے مرکب
صف سے بڑھایا ہوشنگ وزیر گھوڑے سے کود کر رکابون سے لپٹ گیا کہا ای
صف شکن قنطور آہن کلاہ بر سر رحم ہے مین جاکر اصلاح کرتا ہون مال شہنشاہ کا
ابھی اپنے ذمہ کرلونگا کسی طور سے ادا کر دونگا صاحبقران زمان نے فرمایا ہم تم سے
کوچلے بعد ہمارے تمہین اختیار ہے بس اجازت میدان دو تکرار نہ کرو ہوشنگ وزیر
نے سر جھکایا صاحبقران نے مرکب بڑھایا قنطور آہن کلاہ پر نگاہ پڑی ایک جوان
شیر صولت حسین وجمیل صف سے قزاقون کی نکلا مرکب باد رفتار زیر ران کلانیان
مارتا ہوا دم سے جنور کرتا ہوا انکھو تھنی مثل غنچہ گل زلف حور کاکل چالاک وچست اعضا

نظم

سب درست عیوب سے پاک | اگر وصف توسن رقم کیا کرون | کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہے
ملا ہو عجب رنگ مشکین ہے | اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہے | تڑپتا ہو میدان مین سیماب وار
صبا نام رکھون تو بے ننگ ہے | ہر اک نعل ہے جیسے مثال کی | قدم با قدم مائل جنگ ہے
قدم کی روانی کو دریا کہون | وہ کوہ گران ہے یہ پاسنگ ہے | نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے

قنطور آہن کلاہ حیران جمال وفریفتہ دیدار ہوکر سراپا کو صاحبقران
زمان کے دیکھ رہا ہے بارادہ تلوار بڑھا امیر نے آو جھر سیر کی لگائی کر پانچ قدم گنبد ا
قنطور کا دو قدم مرکب صاحبقران ایسے سور کا ہٹا قنطور نے چہرہ زیبا کو بخوبی دیکھا
شیر خشمناک فن جنگ مین بے باک مثل آئینہ حیران ہوکر سراپا کو دیکھا واضح رہا سے
ناظرین ہوکہ ہوشنگ وزیر بھی صف سے نکل آیا ای محبت مین صاحبقران کی ہمراہ
چونکہ صاحب جرأت ولیاقت ہے اپنے مہمان کا قتل ہونا شاق ہے خود جان دینے کا شتاق
ہے قنطور آہن کلاہ نے پوچھا ای جوان تو بھی قزاق ہے فن جنگ مین بڑا مشاق ہے بالبدیہت
کے مقابلہ مین آیا کچھ خوف نکیا اپنے نام سے آگاہ کر قریب قنطور آہن کلاہ ایک عیار کھڑا
تھا اسنے کہا ای پہلوان جہان مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون قنطور آہن کلاہ نے سر جھکایا
عیار و سردار سے آپس مین سرگوشی ہوئی قنطور کلام عیار سنتا ہے کبھی سر دھنتا ہے کبھی حیران ہوکر
جمال صاحبقران پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ بعد عرصہ دراز سر اٹھایا کہا ای جوان تو ہی صاحبقران

داماد نوشیروان ہزاران قزاقون سے کیونکر ملا ایسے شیر ببر کا اس بیشۂ ویران مین کیونکر گذر
ہوا صاحبقران نے فرمایا صاحبقران کون ہین تو ہوشنگ وزرو کا نوکر ہون بدلے
اپنے مالک کے جنگ کو حاضر ہون قنطور آہن کلاہ نے کہا اب نہ چھپایئے مفصل
سبب آنے کا بتایئے ہر شخص آپکو جانتا ہی ایک ایک سنگریزہ پہچانتا ہی صاحبقران
زمان نے فرمایا جو آپ کا گمان ہو شاید سچ ہو اب تو یہ میدان کارزار ہی ایسی باتون
کا ذکر بیکار ہی قنطور آہن کلاہ نے کہا یا صاحبقران زمان مین تو مدت مدید سے آپ
کے مقابلے کا مشتاق تھا میرا بادشاہ شہنشاہ زرین علم اکثر خواہان ہوا کہ ہر مسلمانان
لشکر کشی ہو مگر ہر امر ساعت پر موقوف ہی آپ خداوند لقا کے دشمن ہین لقا پرستون
کے رہزن ہین آیئے یہ میدان کارزار ہی ہوشنگ وزرو نے بھی سنا پیچھے ہٹا اپنے
قزاقون سے کہا لو صاحبو یہ جوان امیر عالیشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران
زمان داماد نوشیروان ہی یہان صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چلنے لگا
ہوشنگ و ہمراہیان ہوشنگ وزرو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین حریف مین مصروف
ہین کبھی کہتے ہین ای افسر آپ بڑے نبض شناس جرأت اساس ہین روز اول سے آپ
فرماتے تھے یہ جوان کوئی بڑا صاحب شوکت و شان ہی یہ نہ جانتے تھے کہ صاحبقران
ہی اب حضور کیا ہوگا ہوشنگ وزرو کہتا ہی کہ مین صاحبقران کا ساتھ دونگا میرے
واسطے آمادۂ حرب و پیکار ہوا اتنا بڑا شہنشاہ عالی وقار ہی جسکا لوا سے شوکت از ہر دو دنیا
تا بہ قاف سرفراز ہی بلند ہو ایسا بادشاہ آسکی ذات سے ممتاز ہی میری کیا حقیقت ہی
مجھ ایسے ہزار ہا چاکران کترین اسکی خدمت مین حاضر رہتے ہین خداوند لقا کا ہم جبروت
ایسے جوان کی شبیہ شمشیر سے رنگ آفتاب تا مہتاب زرد ہی یہان تو یہ صفت و ثنا
ہو رہی ہی صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چل رہا ہی چند عرصہ مین صاحبقران
نے قنطور آہن کلاہ کا نیزہ نکالا قنطور آہن کلاہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قہر و غضب
مین تلوار کھینچی ہاتھ مارا صاحبقران زمان نے بازو کو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد
کیا تلوار چھین لون قنطور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشتی ہونے لگی زور ہونے لگے گیشا مرکب

تاب نہ لاسکے پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان کو وے آپس مین کشتی ہونے لگی
ہوشنگ وزرد و کمزاد دیکھ رہا ہے دونون لشکرون مین صدائے تحسین و آفرین بلند ہے قنطور
آہن کلاہ تین پہر کامل صاحبقران زمان سے لڑا پہر دن رہے صاحبقران زمان
نے قنطور آہن کلاہ کو زیر کیا فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے قنطور آہن کلاہ
سوچا اب اگر کچھ خلاف کہونگا جان جائیگی طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا صاحبقران
زمان نے چھوڑ دیا قنطور آہن کلاہ نے اہالیان فوج کو بھی آواز دی صاحبو مین نے
صاحبقران زمان کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ میرے
پاس سے چلا جائے سب افسران لشکر اشارے کو قنطور آہن کلاہ کے سمجھ گئے جواب
دیا ہم حضور کے ساتھ ہین جسکی آپ نے اطاعت کی ہم بھی اُسکے غلام حلقہ بگوش ہین اب
صاحبقران زمان طرف ہوشنگ وزرد کے پلٹے فرمایا ای ہوشنگ وزرد تم ہمارے
محسن ہو مفصل حال کے مشتاق تھے اب حالات ظاہر ہوے ہمارے حسب ونسب سے
ماہر ہوئے ہوشنگ وزرد دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ جان میری ناخن پا پہ
حضور کے نثار ہے آج دولت کونین حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مع بارہ ہزار قزاق کے کلمہ
طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق مسلمان ہوا مگر قنطور آہن کلاہ نے دست بستہ عرض کی
کلاہ فخر غلام کی پایہ عرش اعلی پر پہونچایئے آج لشکر مین غلام کے دعوت نوش فرمایئے ہوشنگ
وزرد بھی شریک جلسہ ہون کل جیسا ارشاد ہوگا بجا لاینگے تاحیات قدم اقدس کو نہ چھوڑینگے
صاحبقران زمان نے فرمایا ای برادر یہان ایک ایک دم مجکو زیر دم شمشیر گذرتا ہے لقا سے
مقابلہ ہوا تھا جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا چاہتا ہون کہ اسی وقت اپنے
لشکر مین پہونچاؤن ایک لحہ تامل نکرون اور ای برادر یہ بھی سب صاحبونکو معلوم ہو کہ کوئی ہوشنگ کو ہوشنگ وزرد
نہ کہے بلکہ ہوشنگ نوجوان خطاب دیا قنطور آہن کلاہ نے عرض کی بدل وجان قبول کرینگے مگر آج کی شب
غلام کو خدمتگذاری سے محروم نہ فرمایئے صاحبقران خلق مجسم ہین سر جھکا لیا کہا جو تمہاری خوشی کل صبح کو
کوچ کرینگے یہ فرما کر قنطور آہن کلاہ کے ساتھ ہوئے بارگاہ مین آئے قنطور آہن کلاہ نے بظاہر صاحبقران
زمان کو لاکر مقام صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا پہلو مین صاحبقران زمان کے ہوشنگ نوجوان کو بھی بٹھایا

شروع ہوا ایک نازنین پری پیکر باشارۂ قنطور سامنے صاحبقران کے آکر رقص کرنے لگی غزل

اُس لب پہ الٰہی مرے مرنے کی دعا ہو
مین سُنکے کہون کو سُننے والے کا بھلا ہو

جس منہ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو
شکوہ وہ کرے پھر تو نہین اُس سے گلا ہو

احسان ہے اسکا ترے در پر جو گرا دے
ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو

سینہ مین فقط یار کا دم بھرتی رہے سانس
تار ایک ہی بس ایک ہی سی اسمین صدا ہو

خلوت مین جو آتے ہو کوئی اور نہو ساتھ
دل ہی مین رکاوٹ ہو نہ آنکھون مین حیا ہو

آتی ہے پری بنکے مرے گھر شب فرقت
آفت ہو تو ٹالے کوئی رد ہو جو بلا ہو

دل مانگتے ہو منہ سے مگر کچھ نہین کہتے
انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو

مین ناز ہون تم چاند مگر دلمین جو ہے فرق
آغوش مین ہو وصل کی شب اور جدا ہو

کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی
اندیشہ ہے کچھ یار کو جا کر نہ بھرا ہو

رہ سکتے نہین غیر کے دل مین بھی وہ چھپکر
دنیا ہو فلک اور مری آہ رسا ہو

قاصد کو اُدھر بھیج کے آیا ہے جو کچھ یاد
کرتے ہین دعا یار کا گھر بھول گیا ہو

کیا جانے کہان تجھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم
کہدینگے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو

جو خاک مری خاک یہ ڈالے رہے آباد
آندھی ہو بگولا ہو کہ صرصر ہو صبا ہو

بیباک ہی ہو نا نگہ یار کا اچھا
ملتی ہے جلال آنکھ وہ کب جسمین حیا ہو

عین محفل عیش و نشاط مین قنطور آہن کلاہ نے اپنے سردارون سے صلاح کی کہا بھائیو مین نے حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچائی اب چاہتا ہون کہ ہوشنگ وزد و حجم کو گرفتار کرون خدمت مین اپنے بادشاہ کی لیجاؤن تمھارے نزدیک کیا مناسب ہے سب نے کہا حضور یہ مرد مسلمان ہے اسکا قتل کرنا خداوند لقا پر احسان ہے قدرت کو بڑے بڑے صدمے دیئے ہین بچارے خداوند ملک ملک بھاگتے پھرتے ہین اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین آئے ہین سلیمان عنبر مو نے کوہی نے دامن پناہ دیا ہے عرصہ دراز سے ٹہرا ہے اگر آپ اسکو خدمت مین خداوند کی لیجایئے گا طرۂ پیغمبری ملیگا ہم لوگ عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز ہونگے قدرت کو ہماری خیر خواہی پر ناز ہوگے ہوشنگ وزد بھی دل سے

مطلع ہوا ہی ظاہر مین خاطر کیجیے بیہوشی پلا کے پکڑ لیجیے قنطور کو یہ راے پسند آئی فوراً شراب
مین بیہوشی ملائی عین گرمی صحبت مین اُس مست بادۂ جرأت و شجاعت و سرشار ساغر حشمت
و شوکت کو جام شراب اُس بدمست مے مکر و نخوت پیر مغان خمخانۂ تزویر و دولت نے پیشکش
کیا اُس ساقی میکدۂ سخاوت کو کچھ انکار نہوا نوش فرمایا ہوشنگ وزروے نے بھی پیا صاحبقران
زمان کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قنطور آہن کلاہ ملعون سے فرمایا کہ یہ شراب کیسی خراب
تھی دل کو بیچین کر دیا جام قلب کو غم و الم سے بھر دیا قنطور آہن کلاہ نے کہا باش او
حمزہ تو نے بڑے بڑے ملک تباہ کیے سیکڑون بیخطا قتل ہوے یہان تمھاری قضا
لیکر آئی تھی صاحبقران زمان تلوار ٹیک کر جا بجے مین آنکھین بیہوشی نے اپنا کام کیا
اُس آغاز بد کا یہ انجام ہوا ڈگمگا کر گرے بیہوش ہوے ہوشنگ نوجوان گھبرا کے
اُٹھا اُسکو بھی بدمستی کا جوش ہوا آخر یہ بھی گر کے بیہوش ہوا چار سو سرداران ہوشنگ
اُٹھے امیر بلا زمان قنطور آہن کلاہ جا بڑے ایک کو دس نے ملکر گرفتار کیا فوج بیخبر شبخون
مارا قزاق تاب نہ لاے آخر بھاگ نکلے اُس بیحیا نے مال خزانہ سب لوٹ لیا خیمے بارگاہین
قبضہ مین کین رات ہی کو صاحبقران و ہوشنگ نوجوان کو ایک ارابے پر لاد کر
طرف آہن حصار کے روانہ ہوا جب نیر اعظم بصد درد و الم محبس مشرق سے زنجیر لیے
شعاع مین جکڑا ہوا قلعۂ نیلی حصار پر پابند گشت ہوا روشن و منور ہر ایک کوہ و دشت
ہوا تکان سے ارابے کی اول ہوشنگ کی آنکھ کھلی دیکھا اپنا گھر چھوٹا یہ کیا سلسلہ ہی کہ
خانۂ زنجیر مین مسکن ہی طوق و زنجیر کے پابند ساتھ والون کو دردمند پایا قریب اپنے امیر
باتوقیر کو مسلسل و مطوق دیکھ کر بہت گھبرایا آواز دی اے آقاے نامدار آنکھین کھولیے دیکھیے
یہ کیا غضب ہوا امیر بیدار ہوے ہوشنگ کے پکارنے سے ہوشیار ہوے فرمایا اے برادر
کیون گھبراتے ہو جو مشیت پروردگار ہو ظاہر ہوا کہ اُس نامرد نے حماقت کی دوستی مین
عداوت کی ایسے ایسے شعبدے بہت پیش آکے ہین وہ مالک ہی اگر حیات باقی ہی رہا
ہو جاینگے متردد نہو مصرعہ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ✦ اے برادر
تحمل سو دازمانے کو ہر دم کامل و اکمل کے ستانے کی کوشش ہی فلک کجرفتار گردون غدار

کو ہر وقت گردش ہی نظم سودا

سواے خاک نہ کھینچو نگاہ منت دستار
کہ سرنوشت لکھی ہی مری بخط غبار

چمن زمانے کا شبنم سے بھی رہے محروم
اگر نہ رو دے مرے روزگار پر شب تار

کرون ہون تیز مین دندان اشتہا پر صبح
زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہی بہار

عجب نہین ہی کہ جاتی رہی ہو دنیا سے
ترا بس خوشی نے مرے دل سے اب کیا ہی کنار

شراب خون جگر ہی مجھے گزک دل خویش
صداے نالۂ دل ہی مجھے ترانۂ یار

رہی نہ شیشۂ صحبت کی ہیچ کیفیت
نت آنکھ کے سنگ سے اس سر کا توڑتا ہی خمار

زمانہ دل کو مرے اور عہد یار کو اب
شکست سے نہین دیتا ہی ایک آن قرار

زبسکہ دل ہی مکدر مرا زمانے سے
بجاے اشک مین آنکھو نسے پونچھتا ہون غبار

کہان تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ
کہ جسکے بخت کی سوگند کھاے ہی ادبار

ای ہوشنگ نوجوان وقت رنج و ملال ہی اسکا کیا خیال پروردگار کا شکر کرو وہ حافظ و نگہبان ہی اس قید و بند مین بھی اسکا احسان ہی نامردون نے بہ مکر گرفتار کیا ہی مردی و جرأت مین فرق نہین آیا مگر قنطور آہن کلاہ جب قریب آہن حصار پہونچا پانچ کوس کا فاصلہ باقی رہا قنطور آہن کلاہ نے اپنے بادشاہ کو عرضی لکھی بعد القاب شاہانہ لکھا ای شہنشاہ باقبال صاحب جاہ و جلال آپکا ہی اقبال اوج پر ہی غلام ادہر سے چلا ادہر سے ہوشنگیہ لشکر کشی کرکے گیا ہوشنگ قزاق بہ صد طمطراق حمزۂ عرب کو ساتھ لے کر مقابلے مین آیا مین نے حمزہ کو بہ فن کشتی زیر کیا ہوشنگ وزوکی بھی مشکین باندھ لین قلعہ مین آپ کا سکہ جاری کیا قید صاحبقران لے کر حاضر ہوا ہون پانچ کوس قلعہ سے ہٹ کر اترا ہون جسطرح حکم ہو قید دشمن خداوند لقا کو لیکر قلعہ مین آؤن معاوضہ مین جرأت و لیاقت کے خلعت و جاگیر پاؤن عیار نے عرضی دی اسنے خدمت مین شہنشاہ زرین علم کے پیش کی شہنشاہ نے پڑھ کر تاج کو کج کیا نخوت سے موچھون پر تاؤ پھیرا کہا یارو قنطور آہن کلاہ نے وہ کام کیا جو بہرام فلک سے نہ ہو سکتا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کرکے لاتا ہی جواب لکھو کہ کل بوقت سحر قیدی اس سرکش کی لے کر داخل قلعہ ہو شہر تمام

آئینہ بند کیا جائے دوکاندار و اہالیان شہر کو بھی خبر ہو اشتہار دیا جائے ڈھنڈورا پٹے
کہ کل دشمن خداوند لقا کی قید شہر مین آئیگی سب اپنے اپنے مقام پر خوشی کرین بوقت سحر
آمد قید کا تماشا دیکھین قنطورا آہن کلاہ نے پہر رات رہے سے لشکر تیار کیا گنہگارون کو
ارابے پر سوار کیا طرف شہر کے لیکر چلا یہان صبح سے بازار مین ہنگامہ ہی تمام دوکانین
تماشا بینون سے معمور کرون پر کسبیان بناؤ کرکے بیٹھی ہین ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہی
ساجو کیا ہمارا بادشاہ صاحب اقبال ہی جسنے سلطنت نوشیروان کو مٹایا گنجاب ایسے
سرکش کو مارا ملک باختر پر لشکر کشی کرکے آیا ملک قرنا کو کہ عقرب چشم زحل پیشانی شیر سیلان
نامدار مثل رستم و اسفندیار اپنے سامنے فیل مست کی حقیقت سمجھتا تھا حمزہ سے اگر ہم نبرد ہوا
اسکی نہیب شمشیر سے وہ بھی گرد برد ہوا آج قید ہوکر آیا ہی یہ روز سعید خداوند لقا نے دکھایا ہی
تمام امرا و روسا جیسے مہاجن مرد و عورت ادنی اعلی خرد و کلان پیر و جوان قید کا تماشا دیکھنے
کے مشتاق مین ناگاہ ظاہر ہوا اہالیان شہر نے دیکھا ایک جوان رشک نور نگاہ پیر کنعان صاحب
شوکت و شان چہرہ ماہ تابان جلالت و لیاقت چہرۂ نورانی سے عیان قید آہن مین گرفتار
ارابے پر سوار پہلو مین ایک شیر نر رستم و اسفندیار سے بہتر سلاسل و مطوق عقب
مین چار سو سردار نامی نامدار قنطورا آہن کلاہ آگے آگے اہتمام کرتا ہوا پشت پر سائے ہزار
سوار جوانان نیزہ دار ان قیدیون کو گھیرے ہوئے چلے آتے ہین جس کسی کی نگاہ جمال
بے مثال صاحبقران زمان پر پڑی کوئی یہ کہکر ہنسا کہ یارو آج روز عید ہی زمانہ سعید ہی
یہ وہ شخص ہی جسکی نہیب شمشیر سے بہرام فلک کانپتا ہی سلطنتین مٹا دین چند خداوندون
کو قتل کیا تمام آیات و حسنات مٹاتا ہی بجائے دیر مسجد بناتا ہی شکر خداوند لات و منات یہ ذلیل
و حقیر ہوا قنطورا آہن کلاہ نے ذکر کیا اب اسکو قتل کرینگے جو اسکے قتل مین شریک ہوگا خداوند
لقا اسپر جنت واجب کرینگے دوسرا اہل دل اسکے برابر کھڑا تھا اسنے اسکے منہ پر ہاتھ رکھدیا کہا ای
بھائی توبہ کر و گردش فلک سے ہر شخص ناچار ہی دنیا مقام عبرت ہی نہ جائے عشرت نظم سودا

مین سخت تنگ ہون زمانہ سے دلمین حیران ہون — کہ مہر سنگ دلان کیونکر بان گئی ہی سما
گداز عشق ہی اتنا کہ چند قطرہ اشک — مثال شمع ہی ہر بند استخوان میرا

گذر ہوا طرف میکدہ مرا اک دن	بتون کی چشم مین جون آسے شیشۂ صہبا
وے نگاہ جو کرتا ہون میکدے کی طرف	گئے حواس مرے مجھ سے دیکھتا ہون کیا
کہ مست چاک گریبان دجام چشم پُرآب	ہی آہ ونالہ مین نی گریہ ور گلو مینا
یہ حال دیکھ کے وانکا خرد سے پوچھا مین	جگہ طرب کی مین آیا ہون یا کہ جاے عزا
دیا جواب خرد نے مجھے کہ ای نادان	مقام رنج ومصیبت ہی صاف یہ دنیا

ای برادر خوف کرنا چاہیے ہمکو یا تمکو بھی فلک گردش نہ دکھلا کے خوشی مبدل بہ مصیبت
ہو جائے گرآرا بہ صاحبقران زمان کا بیچ چوک مین پہونچا کوٹھون پر ہنگامہ ہی کسبیان
پکارتی ہین کہ کیا حسین ہی ایک کہتی ہی بوا ظالم کی آنکھین تو دیکھ دیدۂ غزال کو شرماتی ہین پلکین
چھریان یا تیر جان ستان ابرو شمشیر اصفہان عارض رشک ماہ تابان ہونٹون سے
مسیحائی عیان سفید دانت موتی کی لڑیان سینہ صفحۂ بلور شکم تختی نور پانون ستون قصر
جرأت وہمت اور ہاتھ دستگیر جود وسخاوت سراپا سانچے مین ڈھلا ہی ای بوا یہ جوان
تو نور کا پتلا ہی کوئی چاہتی ہی اپنے کوٹھے سے گرا دون کسی کا قصد ہی کہ جان ومال نثار کرون
ایک کیلی کھائی کہتی ہی اس جوان کو پاؤن تو کلیجہ مین چھپا لون قنطور آہن کلاہ کا سوار مغرور
خرس پیکر صاحبقران زمان کے آرابے کے قریب ہی امیر نے فرمایا ای پہلوان دوران ذرا
حکم دو چند ساعت کو آرابہ ٹھہر جائے ہم بھی تمہارے شہر کی کیفیت دیکھ لین اتفاق سے بیتھ
ہو کر گذر ہوا بہت آباد مقام ہی ملک زرریز زمین حسن خیز نازنینان سیمین کا جا و پریون
کا اکھاڑا حورون کا جمگھٹا ہم بھی سب کو دیکھین آنکھین سینکین بقول شاعر مطلع غیر آنکھین سینکین اور
اپنا دل مضطر جلے ٭ دے بے دردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے ٭ مغرور نے کہا بادشاہ کا حکم
آچکا ہی آرابہ نہ ٹھہریگا امیر نے فرمایا او بیحیا ہمنے تجھ سے بعجز کہا تو نے جواب بہ نخوت دیا ہم چند ساعت
یہان ضرور ٹھہرینگے مغرور نے کہا قیدی کا کیا اختیار مسلسل مطوق مجبور ناچار امیر نے فرمایا
مجبور ناچار تو ہوگا کلام سخت کریگا تو بے آبرو ہوگا یہ فرما کر دونون ہاتھ شیرانہ آرابے پر جمائے بقوت
تمام لنگر مارا آرابہ چلتے چلتے رک گیا بیل وبیل بنگلے رسیون کے سہارے کے پڑ رہے ہین قدم نہین
اٹھا سکتے تک تک کی صدائین بلند گاڑیبان دردمند غل شور تو بارد و قیدی بگڑ گیا آرابہ نہین

بڑھتا مغرور نے اشارہ کیا نیزہ دارون نے سنا سنا سے نیزہ جسم سے صاحبقران کے
ملا دین جسم اطہر چھن گیا تمام بدن فوارہ بن گیا فرماتے ہین او نامرد وسنان نیزہ سے کیا
ڈراتے ہو سر بھی کاٹ لو تو اپنی ہی کرین ثابت قدمان کوے جرات ہین لاش بھی اسی مقام
پر دفن ہو گی اب امیر چہار جانب سر اٹھا اٹھا کر زیب و زینت شہر کو ملاحظہ فرما رہے ہین
عمارتین قطع دار سجا سجایا بازار ہر سمت یہی پکار ہو گیا صاحب ہمت و لیاقت ہی تاجران عالم
اسوقت جمع ہین خواجہ خورشید بازرگان جہان گشت ہین ہر ایک اقلیم مین جاتا ہی
تلوارین سپرین نیزہ و تیر و کمان شاہان و پہلوان اسی تاجر سے خریدتے ہین اسنے دیکھا
کہ صاحبقران زمان نے لنگر مارا اور مغرور خرس پیکر تیغہ کھینچکر چلا کہتا ہوا کہ ابھی اِس
قیدی کا سر کاٹے لیتا ہون ابھی اس سرکشی کی سزا دیتا ہون خواجہ خورشید نے دامن مغرور
خرس پیکر تھام لیا کہا ای پہلوان دوران اگر اسوقت اس شیر بیشہ یکتائی کا سر کاٹ لوگے
خوب سمجھ لو اسکے فرزندان ارجمند سرداران جرات پسند قیامت برپا کرینگے قلعۂ آہن حصار
مین آگ لگا دینگے ای رستم خصال مین ہر سال اسکے لشکر مین جاتا ہون نفع کثیر پاتا ہون خداوند
فرعون شاہ پر جب سامان لشکر کشی ہوئے ہفت در بند فرونیہ کے تمام عالم مین جا بجا ال
مشہور ہین مشیر خدائی ساحر ششمش تھا ایک پہلوان بادشاہ سرکش تھا در بند اول
سیلیہ سہیل چرم پوش نوجوان خوشرو کئی مہینے آپ کے لشکر سے لڑا آخر زیر ہوا دیگر در بند
نقرہ کوہ بادشاہ سکندر شاہ نقرہ کوہی ایسا صاحب شعبدہ تھا کہ لشکر خداوند لقا سامنے
سے لشکر اسلام کے غائب ہو گیا جرات اسکا نام ہو کہ یہی شیر دلیر آمادہ ہوا کہ تلوار کھینچکر دریا
مین کود پڑو نگا اندر قلعہ کے جا کر خداوند لقا کو گرفتار کر دونگا پھر نقابدار سیاہ پوش سے لڑائیان
اِسکے ہاتھ سے سرداروں کی صفائیان کیسے کیسے ساحر و پہلوان مارے زمین تھراتی تھی زبان
دشمن سے تحسین و آفرین کی صدا آتی تھی جانشین انکا دارا ے ہند رستم زمان لندھور بن
سعدان اٹھارہ سو من کا گرز کاندھے پر رکھ کر میدان مین آتا ہی جسکی ہیبت و سطوت سے
چرخ چنبری تھرتا ہی اُس لیے رشک رستم کو ابر جوان دلکش نے بارہ برس کے سن مین
جا کر زیر کیا اسکا فرزند دلبند انجم گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان

گرد لشکر شکن ملک سنجان میں یکہ و تنہا پہونچا دختر گنجاب ملکہ گوہر ملک معشوقہ فرزند جادو
لقا پر عاشق ہوا چہار باغ ملک حریان سے اسقدر شبخون لشکر گنجاب پر مارے کہ کئی سو افسر
نامی و نامور قتل کیے فوج کا کیا شمار آخر گنجاب کے ممالک قبضے میں گئے جنگ ہفت صف
میں ساتون صفیں توڑیں کمربند گنجاب میں ہاتھ ڈال دیا تمام عالم نے دیکھا کہ دست حق پرست
پر بلند کیا ای پہلوان ایسے شیر دلیر کو اس خطا پر قتل کرتا ہی اسکے فرزندان و برادر و پہلوانان عالی
وقار سے نہیں ڈرتا ہی میں جا کر بہ لطف عرض کرتا ہوں و ملکر اپنا آٹھا لینگے مغرور خرس پیکر
یہ حالات جلالت آیات سنکر ٹھہرا یا رک گیا مگر خواجہ خورشید بازرگان قریب صاحبقران
زمان کے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور بہ کشادہ پیشانی فرمایا ای خواجہ خورشید
اس شہر میں کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی خبر سنکر زیارت حضور کا مشتاق ہوا اسوقت
سنان نیزہ سے جسم حضور کا فگار ہی جرأت آپ کی مثل آفتاب عالمتاب روشن و آشکار ہی
وہان دربار میں بادشاہ کے سر دار جمع ہیں چلکر وہان شیرانہ کلام کیجیے ای شہریار حفاظت
جان بھی واجب و لازم ہی آپ کی شمشیر زنی سے ستون قصر جرأت قائم ہی صاحبقران نے
فرمایا ای خورشید لیسے ایسے معرکے بہت گذرے نامردون نے مجھے سالہا سال قید کیا
جفائیں آٹھائیں اس زنہاری کا کیا افسوس ہی یہ فرما کر امیر نے دست حق پرست آٹھانے
ارابہ سبک ہو گیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ صاحبقران زمان کی قید کے آنے سے ایک دن
پیشتر مشہور ہوا تھا کہ داماد نوشیروان سرکوب کفاران زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ
صاحبقران کو قید کر کے قنطور آہن کلاہ لاتا ہی وزراء و امراء و اہالیان شہر تماشا دیکھیں خیر
محل میں شہنشاہ زرین علم کے ناظرون نے پہونچائی شاہ مذکور کا شانۂ عفت میں ایک گوہر
بے بہا رکھتا ہی ایک دختر بلند اختر ماہ جبین حسین نیکو سرشت رشک حور بہشت شیرین
کلام ماہ عالم افروز نام کنیزون نے آکر کہا حضور آپ کے والد نامدار بڑے صاحب اقبال ہیں
کہ داماد نوشیروان قید ہو کر آتا ہی تمام شہر آئینہ بند ہی تمام اہالیان شہر واسطے تماشا کے
جمع ہیں آپ بھی چلکر ملاحظہ فرمائیے مقام عیش و فرحت ہی ملکہ ماہ عالم افروز نے پوچھا
کہ یہ تو اکثر سنا ہی وہ نوجوان بڑا زبردست ہی مگر لفظ نوشیروان سنکر یہ خیال آیا ہی کہ کونسی

دختر بلند اختر شہنشاہ بلند اقبال کی اُس جوان کو منسوب ہی ملکہ پروین وزیرزادی نے
دست بستہ عرض کی حضور یہ قصہ طول وطویل ہی داماد ہونے کی یہ دلیل ہی دختر شہنشاہ
ہفت کشور ملکہ مہر نگار سمن عذار سہی قد ماہ پیکر نازنینان جہان کی افسر شہرۂ حسن وجمال
انکا ہفت اقلیم مین تھا یہ جوان قید ہوکر جو آیا ہی یہ بھی آفتاب عالمتاب عربستان شیر جو ہر
قاتل پہلوانان نامی بلاد دشمن شہنشاہ حشام بن علقمہ خیبری کہ جسکا نوے ارنج کا قد و قامت
تھا جسکی ہیبت سے فیل مست صحرا سے نہ نکلتے شیر دم دباکر بھاگتے تھے تاج وتخت
نوشیروان چھین لیا تھا اس جوان نے اُس کوہ تمثال کو یک ضرب شمشیر دو ٹکڑا
کیا شاہ کا تاج وتخت لاکر دیا ملکہ مہر نگار ایسی گلعذار کو اس ماہ اوج اقبال سے منسوب کیا
اسوجہ سے داماد نوشیروان مشہور ہوا آخر مین فساد برپا ہوے نوشیروان نے بڑی
بڑی شکستین کھائین ذلتین اُٹھائین علاوہ ملکہ مہر نگار دوسری دختر نوشیروان فخر حسینان
جہان ملکہ گوہر تاجدار تھی اس جوان کے عقد مین آئی پس حضور یہ شیر بیشۂ عربستان ہاتھ
ہو ثانی سلیمان حسن وجمال مین یکتا ہی انتہا سے رستمی یہ ہی کہ خداوند لقا سے لڑ رہا ہی شہرون
شہرون بھگاتا پھرتا ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ قنطور آہن کلاہ اس صاحب حشمت
وجاہ کو قید کرکے لایا ہی ملکہ عالم افروز یہ قصۂ جانسوز سنکر دل وجان سے دیدار فرحت آثار
اسیر باتوقیر کی مشتاق ہوئی سر بازار چوک مین ایک قصر شاہی تعمیر ہی اسمین ملکہ مع
پروین وزیرزادی وچند انیسان خاص ہمدم با اخلاص جلوہ فرما ہی جسوقت یہ ہنگامہ ہوا
یعنی صاحبقران زمان نے لنگر مارا بگڑ ہوا قتل کر وقتل کر وقیدی بگڑ گیا ملکہ ماہ عالم افروز
سے پروین وزیرزادی نے کہا حضور دیکھیے قید مین وہ جوان بگڑ گیا ہی بگڑ ہو رہا ہی ایسا
زبردست ہی ارادہ نہین بڑھتا ہی ملکہ ماہ عالم افروز بصد ناز وادا مسند ناز سے اُٹھی قریب
چلمن آئی جھک کر دیکھا جمال خورشید مثال صاحبقران زمان پر نگاہ پڑی دیکھا سر سے
سے فر وشوکت آشکار چہرے سے جلالت وشوکت نمودار شیر خشم رستم حشم یوسف جمال
آسمان لیاقت کا ماہ کمال پاے اقدس سے ثابت قدمی پائی جاتی ہی دست وبازو قوی تر ہو
پر ہر ہی نظم جلال

ہر پا کو ندتی ہی وہ بجلی نگاہ میں
چھپ دل میں ہم وہ لیکے چلے چھپ نگاہ میں
دل سے لبوں تک آنے کا بھی حوصلہ نہیں
تارے گنا کیا ہوں میں روز سیاہ میں

کھلتی نہیں ہی آنکھ تری جلوہ گاہ میں
کچھ ٹھنڈی گرمیاں سی ہیں تجھیں مری آہ میں
کہتا ہی نالہ یاس بجھاوینگی راہ میں
لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سحاب

حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ میں
وہ بھی تو دیکھتا ہوں انھیں کی نگاہ میں
اللہ ری تیرگی کہ ہر اک شب فراق
یوسف کو بھائیوں نے کیا غرق چاہ میں

ملکہ ماہ عالم افروز نے بے اختیار آہ کی کبھی واہ کی زبان سے نکلا ابیات

آنکھوں میں ہو کے دل میں قدم رنجہ کیجیے
تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہی راہ میں

چمکا ہی صبح تک مرے سینہ کا داغ بھی
چشمک چلی ہی رات کو کیا مہر و ماہ میں

کیا مجھ سے بچتی پھرتی ہی قاتل مری قضا
آکر چھپی ہی تیغ ادا کی پناہ میں

آہوں کے جوش نے تہ و بالا کیا ہی دل
آندھی اٹھی ہی میرے جہاز تباہ میں

یوں آہوان دشت کی آنکھیں کھب گئیں
سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ میں

شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ
کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ میں

بے یار صبح و شام ہی آنکھوں میں ایک سی
ہمکو نہیں تمیز سفید و سیاہ میں

کیا اُنکے آگے شیشے میں عاشق ڈرے بچے
آواز تک نہیں ہی غریبوں کی آہ میں

جاگا کوئی تو صبح کو ہمسر کریگا حشر
فتنے بھی سو رہے ہیں تری خوابگاہ میں

پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم ای ملک
بیٹھی نہ خاک اٹھ گئی دیوار راہ میں

میں نالے کرنے کو قیامت میں رہگیا
چھپکی وہ لی کسی نے دل داد خواہ میں

اب کیوں ڈریں گناہ کریں شوق سے جلال
لکھنے ہی کی جگہ نہیں فرد گناہ میں

دیگر

رکتا ہی دم نفاق عجب جسم و جان کے ہیں
کیوں ای فراق دوست یہ جھگڑے کہاں کے ہیں

چھپتے نہیں گواہ یہ سوز نہان کے ہیں
چند اشک گرم میں کئی چھالے زبان کے ہیں

ای آہ اُنسے پہلے سمجھ بوجھ یار میں
آزار دیتے ہیں جو شریک آسمان کے ہیں

کسطرح نالے کرتے ہیں میں بھول ہی گیا
احسان مجھ غریب پہ ضبط فغان کے ہیں

فریاد ہم کریں بھی خدا سے تو کیا کریں
مارے ہوئے تغافل جور بتان کے ہیں

منزل میں تھکے بیٹھ گیا ہی ہجوم یاس
تھکتے نہ ہم ٹھکانے جو ہوتے آسمان کے ہیں

اپنا غمِ فراق نے دونون کو کر لیا
عاشق تری گلی سے نجائینگے بے مٹے
نقشِ قدم پکارتے ہین راہ عشق مین
ست ہی بسملون کو بھی دم توڑتے تو یون
زیر مژہ ٹھہر گئے عارض پہ رہ گئے
دل دیکھنے کو تکتے تھے دل پھیر لیجیے
رحمت کچھ آگے بڑھ کے انھین لیگی اے جلال

اب دل جگر ہمارے سینہ مہمان کے ہین
نقش زمین ہین داغ دلِ آسمان کے ہین
مٹ جائے جو خط جیسے نام و نشان کے ہین
انداز جان کنی وہ ترے نیم جان کے ہین
رنگ آنسوؤن کے پال مین پہنانے کے ہین
پہلو نئے تمھین یاد امتحان کے ہین
جو تجھے پیچھے حشر مین ہیر زمان کے ہین

یہ اشعار آبدار حسرت خیز وحشت انگیز زبان پر جاری ہو تو اس تجلی ہولی سراپا کو دیکھ ربی دیر مبہوت عشق مین دل مین جوشِ محبت آنکھون مین نشہ بادۂ عشق کی کیفیت پیشانی پسینہ آلود فوج رنج و مصیبت سامنے موجود و سیت حق پرست صاحبقران نے ابرو سے اٹھائے خون چشم سے بہتا ہوا نگاہین خشم آلود پلکون سے سرکشی آشکار تیر مژگان کلیجہ مین ملکہ ماہ عالم افروز کے گڑ گئے قلب و جگر مین ناسور پڑ گئے ہائے کہکر سینے پر ہاتھ مارا اب اختیاری مین کیا ہائے ستم

نظم

ہمیشہ مستعد کارزار ہین پلکین
فراقِ یار مین یون اشکبار ہین پلکین
وہ آنکھ جس سے پھری ہاں تمھین سے بجی
سنبھالیں تیرے اگر تیز وار ہین پلکین
جگر کی پھانس ہو مژگان یار کی الفت
کر جگو ہوکے خود بیقرار ہین پلکین
نہ لگ چلے بہت آہوئے چشم یار سے دل
دراز دست تری گو ہزار ہین پلکین
جلال اشارون مین کیا کچھ نہین سکھاتے

ابھی خبر کبھی تیرے گناہ ہین پلکین
یہان گذری ہی آنکھون مین رات وعدہ کی
شریک گردش لیل و نہار ہین پلکین
یہ کاوش مژہ بجا ہے کہ نگہین بس مرگ
جو دیکھین چھپ کے نکلین وہ خار ہین پلکین
جھپک گئی تھین شب ہجر مین کہین ایلا
کہ تیر افگن صیدِ شکار ہین پلکین
رو لا رہی ہے لہو یاد حق جو آنکھون مین
زبان چشم سخنگوے یار ہین پلکین

سنیہ کھاتی ہین برچھی مین جیسے بارش مین
اگر ہوا شب شمار ہین پلکین
گھڑی جو سینون کو تاکے وہ سمٹ جان
کر اپنے کام مین برقرار ہین پلکین
غضب ہے ترچھی نگاہی تمہاری آنکھون کی
تمام تر آنکھون کی تیغ مسا ہین پلکین
پہنچی سکین نکہ جان میتک شب ہجر
جگر کے ٹکڑے ہین منصور دار ہین پلکین

ان اشعار نے اور زیادہ آگ بھڑکائی کشاکش سے جان لب پر آئی اس کوچہ سے ناآشنا ضبط نہ ہو سکا دامن صبر دست استقلال سے

چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا آہ دل پر درد سے کھینچی مثل شمع سحری لہرائی
زمین پر گرکے بیہوش ہوئی کنیزین گھبرائین پروین وزیرزادی بیچ و تاب کھاکے دوڑی
سر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصۂ دراز ملکہ نے آنکھ کھولی پروین نے
پوچھا حضور خیر تو ہے مزاج اقدس کیسا ہی فرط نزاکت سے غش آگیا اسطرح کبھی کسی قیدی کو
کاہے کو دیکھا تھا بیچارہ مصیبت کا مارا ہاتھون مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق
گران نگوڑے نیزہ دار گھیرے ہوئے آپ رحم دل آخر نہ دیکھا گیا یہ انجام ہوا ملکہ عالم افروز
نے پروین کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر اٹھ کر دوڑی اس اشتیاق مین قریب چلمن کے آئی کہ اس
ماہ اوج دلبری کو اور ایک نظر دیکھ لون دل ناصبور کو تسکین دون جو آکر دیکھا تو صاحبقران
کی جا چکی تھی بازار مین سناٹا گویا کوئی شہر کو لوٹ لے گیا دوکانین ویران بازار سنسان وہ
صورت زیبا نظر نہ آئی زبان سے کچھ کہہ نہ سکی مگر مثل تصویر تصور خاموش ہو رہی ہر چند
پروین نے پوچھا کچھ جواب نہ دیا اشارہ کیا سواری لاؤ محافہ آیا اسیطرح خاموش باغین
آتش گل لالہ دیکھ کر اور دلکو داغ ہوا بارہ دری مین آکر بیٹھی پروین حیران کہ کیسا ہمارا ستارہ
گردش مین آیا یہ ماہ آسمان خوبی کلام نہین کرتی سر جھکائے ہوئے مثل تصویر خاموش بیٹھی ہے
مگر حال صاحبقران سنیے کہ قنطور آہن کلاہ و مغرور خرس پیکر قید کو صاحبقران کی
لیے ہوئے جب شہنشاہ زرین علم کے پہونچے تمام فوج کے سپہ سالار سرکش دربار مین جمع
ہین مغرور خرس پیکر سر زنجیر تھامے ہوئے اندر دربار کے لایا صاحبقران کی جو نگاہ اس
بارگاہ کفر و ضلالت پر پڑی موافق طریقۂ اسلام کے سلام کیا قنطور آہن کلاہ قریب شاہنشاہ
زرین علم کے دنگل پر جاکے بیٹھا پہلے شاہنشاہ نے قنطور آہن کلاہ سے پوچھا تو نے قلعۂ
ہوشنگ پر اسیر کو کیونکر پایا عرض کی چند عرصے سے زخمی ہوکر آئے تھے ہوشنگ نے
علاج کیا بروقت میرے پہونچنے کے موجود تھے جب مین نے طبل جنگی بجوایا میرے مقابلے مین
نکلا مین نے دوپہر کی کشتی مین زیر کیا فوج ہوشنگ پر جا پڑا اسکی کیا حقیقت تھی کہ مین ہاتھ
ڈالتا فاش زمین سے اکھیڑ لیا شاہنشاہ زرین علم یہ حال سن چکا تھا کہ صاحبقران نے بطور
اسلام سلام علیک کی شاہنشاہ زرین علم نے کہا کیون حمزہ دیکھ خداوند لقا نے تجھکو کیسا

ذلیل کیا ابھی سرکشی باقی ہی صاحبقران نے فرمایا او نامرد ازلی و ابدی سرکشی کو ہماری کس نے
مٹایا اگر تجھ ایسے نامرد کے سامنے قید ہو کر آیا تو کیا خوف ہی تیرے دربار مین کوئی ایسا ہی کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکالدے اور پھر اسیطرح پابند کرے شاہنشاہ نے کہا کہ میرے سردار
نے تجھکو بمردی و مردانگی سر میدان زیر کیا نہین شرماتا یہ وہی مثل ہی کہ رسی جلگئی مگر بل
نہین جلا صاحبقران کو نہایت غصہ آیا فرمایا اِس نامرد سے دریافت کر میدان کارزار
مین مین نے اِسکی مشکین باندھین اس ملعون عہدشکن نے تقا پر لعنت کی مسلمان ہوا
اطاعت کا عہد و پیمان ہوا دعوت مین بہانے عداوت کی بیہوشی دیکر مجھکو اور ہوشنگ کو
گرفتار کیا اب بتلا نامردی کا کسکی اظہار ہوا شاہنشاہ زرین علم نے قنطور سے کہا حمزہ کیا
کہتا ہی تو نے اسے مکر سے گرفتار کیا صاف صاف بتلا کیا معرکہ گذرا قنطور کھسیا شرمایا بادشاہ
سے کہا ای شاہنشاہ حمزہ جھوٹا ہی آپ کے سامنے مکرتا ہی اِسکے قول کا کیا اعتبار قول سعدی غم
باطل است انچہ مدعی گوید یہ بادشاہ سے یہ کہکر طرف صاحبقران کے متوجہ ہوا کہا کیون حمزہ
کب میدان مین مجھکو زیر کیا منزور خرس پیکر زنجیر تھامے کھڑا تھا آواز دی کہ او مغرور
اس دشمن خداوند کا سر کاٹ لے یہ مغضوب بارگاہ خداوندی بڑا زبان دراز ہی اپنی جرات
پہ نہایت نازاں ہی پس مغرور نے سر زنجیر کو جھکا دیا کہا او حمزہ خاموش نہین رہتا یہ کہکر تلوار کا ہاتھ
مارا امیر نے ہاتھ اُٹھا دیا سلسلہ جنبانی طرف سے کارساز مطلق معبود برحق کے ہوئی تلوار اُس
نامرد کی ہتکڑی پر پڑی وہی تلوار باعث دستگیری ہوئی یعنے ہتکڑی کٹی پس امیر نے غصہ
مین قید آہن پر ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر بلند کیا شعر خلیل اللہ بسم اللہ برگفت * بہ نعرہ اولین این قید بشکست
قید کو توڑکر مثل تار عنکبوت پھینکدا ہتکڑی مغرور خرس پیکر پر کھینچ ماری مغرور خود سر کا سر پھٹا
چرخ کھاکر زمین پر گرا ضرب دست صاحبقران سے ملعون کو سرسام ہوگیا تڑپ کر داخل جہنم
ہوا اُسی کی تلوار صاحبقران نے اُٹھالی ہوشنگ وزرد مع چارسو سردارون کے قید آہن مین
بتلا تھا امیر نے نعرہ کیا نعرہ صاحبقران اشعار مصنف

منم اختر برج عز و جلال
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ

منم آفتاب سپہر کمال
ہمین قاف از کفر شد پاک و صاف

سمت دیو بہ پیشم فراری شدہ
سلیمان کوچک لقب شد بقاف

بجسے شہر آباد اسلام شد کہ صاحبقران در جہان نام شد۔ بارگاہ شاہنشاہ زرین علم
میں لڑنے لگے کئی زخم کھائے مگر ہوشنگ نوجوان کو بھی قید سے چھڑایا چارسو جوان چھوٹے
مثل شیر خشمناک مصروف جنگ ہوئے قنطور آہن کلاہ نے آواز دی او حمزہ میں آپہونچا
دیکھ پھر گرفتار کرتا ہوں مگر افسران فوج کو آواز دے رہا ہے ہاں یارو بلوہ کر کے ان جوانوں
کو گرفتار کرو ہوشنگ دزد کو بھی پکڑ لو کفار نے بلوہ کیا صاحبقران ہرچند چاہتے ہیں اپنے
کو قریب قنطور پہونچاؤں مگر یہ بیچارہ ہمراہیان ہوشنگ پر جا پڑا دو چار کو قتل بھی کیا مگر
قریب صاحبقران کے بھی نہیں آتا الگ لڑ رہا ہے شاہنشاہ زرین علم نے بھی حکم
دیا ہزارہا کفار اندر بارگاہ کے آگئے مگر صاحبقران شیرانہ پلنگانہ رستمانہ لڑ رہے ہیں
کیا عجب ہے کہ زبان تیر و کماں ہو سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو کمانیں بازوے تہمتنی پر قربان
تیر سیدھے ہوئے ترکشوں میں طائر پر بند دیدہ جوہر تیغہ خونخوار اسرار نظر بند مگر حال سنئے یعنی وہ گرفتار
دام عشق و محبت اسیر زندان الفت صاحب محنت و غم اندوز یعنی ملکہ ماہ عالم افروز
اپنے باغمیں یاد گل رخسار محبوب و خیال سرو قد مطلوب مشتاق دیدار فرحت آثار
صاحبقران مضطر و دلریش پریشان مثل تصویر تصور دل ہی دل میں پیچ و تاب کھاتی ہے
زلف مسلسل اسیر بلا توقید بڑ آفت ہے پریشانی بڑھتی جاتی ہے رخصت عقل و ہوش دریاے
محبت کا جوش عالم اضطرار آتش الفت شعلہ بار پروین وزیرزادی دم بدم پوچھتی ہے حضور
کلام کیجیے خاموش نہ بیٹھیے کیا حضور سوچتی ہیں کچھ مجھے تو فرمائیے لونڈی سے نہ چھپائیے ملکہ نے
سر اٹھا کر دیکھا آنکھوں سے آنسو نکل آئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا گویا رمز شعر مفہوم ہے بالکل
معدوم کلام کرے تو دہن ثابت ہو جائے چپکے سننے میں وہ لذت مل رہی ہے کہ زبان سے بیان
نہیں کر سکتی دل سے کہتی ہے انسان عشق معیوب ہے خاموش رہنا خوب ہے کہ سامنے سے یکایک
ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری یہ نگوڑا موا موذی کا ناقیدی دربار شاہنشاہی میں جا کر
بگڑ گیا قید توڑ ڈالی دربار میں کس زور و شور سے لڑ رہا ہے سرکش کے ہاتھ کتیں دیکھے ہیں تین
سیکڑوں ملازم شاہنشاہ کے مار ڈالے میں نے محل کے کوٹھے سے دیکھا سپاہی ادھر رہ گئے جو
ٹھرے میں بس یہ زبان درازی اس کنیز بے تمیز کی سنکر ملکہ جھلا کر بولی اٹھی او حرامزادی بد زبان

کبھی شریف جری بہادر صف شکن تیغ زن کو کلمات لاطائل کہنا کسنے سکھایا ہی خوف نہین
آتا ہی ہمارے دربار مین یہ طریقہ نہین یہ کہکر آواز دی سنبل پانچ کوڑے حرامزادی کو لگا دے
نرگس آنکھین نکال لے اسکو تو کنیزون نے کھینچا شمشاد بڑھی کہ واری اسکو دار پر چڑھا دون نگوڑی کو
سرکشی کی سزا دون ملکہ نے منھ پھیر لیا اسکو تو جواب نہ دیا مگر پروین سے کہا ہوا چلو کوٹھے پر سے
دیکھین بڑا غضب ہوا افسوس اس جوان نے اپنی جان کا پاس نہ کیا کیون پروین ماشاءاللہ
بڑا صاحب طاقت ہی قید آہن کو توڑ ڈالا اتنی بات ہی انکا خدائے نادیدہ انکو بچائے پروین یہ دعا کر
کہ اس غربت مین خدانخواستہ سر کٹ جائے مگر آبرو مین فرق نہ آئے اتنا تو دریافت کر کس بات
پر بگڑے کیون قید توڑی پروین نے اس خواص کو بلایا جست پوچھا مجھکو کچھ معلوم ہی اس گنہگار نے
قید کیون توڑی کیا سبب ہوا زنجیر آہن جسکے ہاتھ مین ہتھکڑیان ہون کس سلسلے سے توڑی تقریر
مسلسل ملکہ عالم کے سامنے بیان کر کنیز نے دست بستہ عرض کی حضور یہ نوجوان جب دربار مین
پہونچا قنطور آہن کلاہ سے کچھ تکرار ہوئی قنطور نے بادشاہ سے کہا مین نے بہ جرأت زیر کیا یہ سراسر
خلاف تھا بیہوش کرکے لایا بہ مکر بگڑا ہی مغرور رخرس پیکر نے بموجب حکم قنطور ہاتھ تلوار کا مارا قیدی
کا بڑا خدا زبردست ہی ہتھکڑیان کٹین ہاتھ الجھن سے چھوٹے بس حضور اسنے قید کو توڑ ڈالا خانہ زنجیر
مین غل ہوا لڑائی پڑی ہی ابتک اس پر کوئی دست انداز ہوسکا زخم دار ہی مگر بلائے روزگار ہی
ہوشنگ وزرد کو بھی چھڑا لیا اب حضور بارگاہ مین تلوار چل رہی ہی یہ شیر خشمناک شمشیرزنی مین
بیباک لڑ رہین خبیث و چالاک یقین ہی سبکو قتل کرکے شہر مین اپنا دخل کرلے گا تعریف صاحبقران
عالیشان سنکر ملکہ مسکرائی سر جھکا لیا چپکے سے کہا ہوا تیرے منھ مین گھی شکر اب ملکہ برسر بام آئی
جھروکون سے آکر دیکھا قیامت برپا ہی مگر صاحبقران لعبد شوکت و شان شیرانہ رنگ سفندان مین
شمشیرزنی کر رہے ہین اس کیفیت سے لڑ رہے ہین کہ شعر

ترک خنجر وار گردون بردم از چرخ بریں	زرم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین

جب کوئی ہاتھ صاحبقران پر ہاتا ہی ملکہ گھبرا جاتی ہی الامان کی آواز زبان سے نکلجاتی ہی جسطرح
کوئی سپر سر پہ لاتا ہی یون ہاتھ اٹھا دیتی ہی کبھی کلیجے پر ہاتھ کبھی منھ ہیٹ لیتی ہی کبھی ہاتھ اٹھا کر
دعائین دیتی ہی ای تیرے خدائے نادیدہ اگر تو برحق ہی اپنے بندہ خاص کو بچالے غربت مین مصیبت

ستہ اداں دے یہ دشمن سب اندھے ہو جائین یہ بیچارے غریب الوطن لڑ بھڑ کر نکل جائین
اب ملکہ نے دیکھا دن بہت قلیل باقی ہی امیر لڑتے بھڑتے قریب قنطور آہن کلاہ پہونچے
للکارا او قنطور تو نے مجھکو دو پہر مین زیر کیا تھا اب مین آیا تلوار کا وار کر شیرون سے آنکھ
چار کر ہوشنگ نوجوان بھی لڑتا بھڑتا اُسی مقام پر پہونچا جب قنطور تلوار کھینچکر بڑھا ملکہ بہت
گھبرائی کہا لو پروین غضب ہوا وہ بنڈیلا اُس شیر کے مقابلے مین جاتا ہی دیکھ پروین مقام
انصاف ہی قنطور کے ساتھ بڑے بڑے سردار یہ بیچارے غربت مین گرفتار نہ مونس نہ
غمگسار اُنکا اعتقاد اُنکو بچائیگا خداے نادیدہ اگر یہ حق ہی یہ زبان دراز منہ کی کھائیگا ای پروین
اسوقت قنطور کے ہاتھ سے اگر یہ شیر بچگیا مین خداے نادیدہ کی معتقد ہو جاؤنگی بیشک
خداوند لقا پر لعنت کرونگی ای بوا پروین تم خفا نہو نا میرے اسوقت حواس درست نہین
ہین اس شیر کی غربت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہی دیکھ بنڈا پھیکا ہو گیا سر مین خلل پیدا ہوا مین نے ایک
کتاب مین لکھا دیکھا یہ جو ڈربے مین انکے مولوی کی کہی ہوئی تھی آسنے یہ مضمون تحریر کیا عجب
تقریر دلپذیر تھی کہ ہونے دو سو خدا کیسے دو بادشاہ تو ایک ملک مین سلطنت کر نہین سکتے
اتنے خدا کیونکر ہوے سراسر خلاف اعتقاد صاف یہ ہی کہ خدا وحدہ لاشریک ہی کیون پروین
یہ بات عقل سے نزدیک ہی اسدن سے میرے دل مین کھلبلی ہی لو اب امتحان بھی ہوا جاتا ہی
یہی مذہب حق ہے امتحان کی فال ہی ناحق دلکو ملال ہی اگر صاحبقران زمان غالب آنکے انکا
دین سچا ہی وحدہٗ لاشریک یکتا ہی پروین نے کہا واری ہین نہ لقا سے مطلب نہ خداے نادیدہ
سے کام آپ ہماری خداوند ہین اس جوان کے واسطے دردمند ہین ہم بھی دعا کرتے ہین قنطور
بھڑوے کے ہاتھ ٹوٹین آنکھین پھوٹین کتے کی موت مارا جائے بیان تو یہ باتین مگر قنطور مغرور
تیغہ کھینچے ہوے کف منہ سے جاری قریب صاحبقران پہونچا تلوار کا وار کیا اسوقت اُس مقام
پر نہایت ہنگامہ ہی زور و شور سے تلوار چل رہی ہی ہوشنگ نوجوان بصد شوکت و شان پشتیبانی
مین صاحبقران کی جان لڑا رہا ہی جیسے ہی قنطور آہن کلاہ نے تیغہ کا وار کیا صاحبقران نے
ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قنطور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی اب ملکہ زیادہ بیقرار ہوئی کہا پروین
یہ نگوڑا مشٹنڈا قصائی کا کتا بیچارے غریب کا ہاتھ مروڑے ڈالتا ہی پروین نے کہا حضور دیکھیے تو

اُس روبہ خصال کو یہ شیر غضبناک کس زور شور سے ریلے پہ ریلے جاتا ہے ایک بات اور ملاحظہ کیجیے
یہ رفتار ہین مگر یا حواس اُسکے چہرے سے حسرت و یاس عیاں ہے دیکھیے بجڑوا ہانپتا کانپتا ہے دانت
نکالے ہوئے گھبرا رہا ہے ملکہ نے جھک کے دیکھا قنطور نے ٹکر ماری ملکہ نے اپنا سر پکڑ لیا امیر
کے ماتھے سے قطرے خون کے ٹپکے ملکہ نے کہا پروین اب اس بدنہاد غدار نے سرکشی کی کھائی
ٹکر کیون لگائی پروین نے کہا ملاحظہ تو کیجیے وہ تو اسیطرح شیرانہ ڈٹے ہوئے ہین وہ ملعون
آنکھین بند کیے جھوم رہا ہے صاف روشن ہے کہ آنکھون مین اندھیرا آگیا ہے میدان وغا مین ابر تیغ
برس رہا ہے سر مثل اولون کے گر رہے ہین مگر قزاق گرد صاحبقران سپر رہے ہین تیسرے
ریلے پر صاحبقران ریل کے لے دوڑے اب قنطور پیچھے ہٹتا جاتا ہے دونون مونڈھے پکڑ کے صاحبقران
نے جھکا مارا دونون گھٹنے اُس بدنہاد کے زمین سے آشنا ہوئے جاتا لنگر قائم کرے صاحبقران نے
دست حق پرست اُس بدمست کی کمر مین ڈالا نعرہ تکبیر بلند کیا شعر سکے نعرہ زد میر منزل مصاف
کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف اُس دیو خصال عفریت مثال کو سر سے بلند کیا ملکہ ماہ عالم افروز
نے کہا ای وزیر زادی دیکھ کیا زور بازو ہے پہاڑ کو ہاتھ پر اُٹھا لیا اب تو یقین کامل ہوا خدائے
نادیدہ برحق ہے پروین نے کہا واری ابھی تو قنطور زندہ ہے امیر نے چرخ دیکر قنطور کو زمین پر مارا
اُس ہنگامہ مین کہ پلک جھپکنا دشوار ہے چہار جانب سے نیزون کی بوچھار ہے مگر بموجب قاعدہ مدعی
گشتہ اُس بے ادب کے سینہ پر رکھ کے فرمایا حالا ورشناختی پروردگار چہ میگوئی اُس سنگدل
نے جواب سخت دیا یہ شیر حیدر سینہ سے اُٹھا ایک پاؤن قنطور کا زیر پا دوسرے کو دست زبردست
سے تھام کر بعد کر دو فقرے جھٹکا مارا قنطور کو مثل کرباس کہنہ چیر کر پھینک دیا ملکہ واسطے سجدے کے جھک
پڑی پکار اُٹھی ای خدائے نادیدہ تیرے صدقے کیون بوا پروین اب تو لقابہ دوسرے پر لعنت کرو
پروین نے کہا واری مجھے بھی بیشک اعتقاد ہوا مگر صاحبقران قنطور کو مار کر طرف ہوشنگ
نوجوان کے پلٹے فرمایا ای برادر شاہنشاہ زرین علم جھکا اب لڑتے بھڑتے باہر نکلو ہوشنگ
نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہین آرزو ہے کہ مرین تو سر حضور کے قدم پر ہو آغاز سے
انجام بہتر ہو واضح ہو کہ سب سرداران ہوشنگ کام آئے مع ہوشنگ دس جوان باقی ہین
صاحبقران لڑتے ہوئے تا بہ جلوخانہ پہنچے تھے کہ تیر اعظم نہیب شمشیر صاحبقران سے

لرزان و ترسان چہرہ زرد حصار مغرب مین جا کر محصور ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان
تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا تاریکی سے صاحبقران گھبرائے جسم اطہر پر زخمون کی بھی کثرت
ہی ضعف و نقاہت سے عجیب کیفیت ہی بمشکل اٹھکر بیرون بارگاہ آئے دیکھا شاہنشاہ
زرین علم تخت پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ہوشنگ کا
بھی حال ابتر ہی منظور ہوا کسیطرح ان جوانون کو بچاؤن بیرون قلعہ نکلجاؤن ایک سوار نے نیزہ
مارا امیر نے اپنے کو بچایا سوار کو مارا مرکب پر آسکے سوار ہوے فرمایا ای ہوشنگ عقب مین
میرے چلے آؤ مگر فوج کے بلوے مین گھوڑا کڑکڑا کے سوار آتے ہین اب ملکہ کی نگاہون سے
صاحبقران چھپ گئے اتنی خبر ملی کہ لڑتے ہوے بازار شہر مین پہونچے ملکہ نے بدحواس ہوکر
کہا ای پروین اب شبکو اس ماہ آسمان جرات کا بچنا محال ہی دیکھا تھا کہ زخمون سے بھی چور حال
ہوا ای پروین مین تو نقاب ڈالکر نکلتی ہون صبر ناممکن ہی پروین نے کہا لونڈی حاضر ہی ملکہ نے
نقاب چہرے پر ڈال بارہ کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا شب تیرہ و تار مین یہ نیر برج حسن و جمال
بیقرار و اشکبار برج قصر سے نکلی خنجر ہاتھ مین نکلتے ہی سنا ہر کوو برزن مین ہنگامہ ہی ہر گھر مین یہی
ذکر ہی کہ صاحبقران نے قیامت برپا کی ہی ہزارون مارے گئے کسی گھر سے رونیکی صدا کہ میرا
شوہر نگوڑے حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا مین بیوہ ہوگئی کوئی فرزند کا نام لیتا ہی صدائے نالہ آتی ہی
ہائے کوکہ آخر گئی ملکہ ایک گوشہ مین آکر ٹھہری سمن بر کنیز سے کہا میری اچھی بوا جا کر خبر تو لا
کہ اب کیا کیفیت ہی خدا کے نام دیا اسکو بچائے سمن بر واسطے خبر دریافت کرنے کے چلی
یہان صاحبقران لڑتے ہوئے تا بہ چوک پہونچے ہین شہنشاہ زرین علم نے جو کلمات
سخت سرداران فوج کو کہے غیرت مین آکر نامرد ٹوٹ پڑے ہوشنگ مع ساتھ والون کے
گرفتار ہوا وہ بیچارا سمجھے کہ بیٹے صاحبقران کو بھی پکڑ لیا امیر بھی انتہا کے زخمدار مین ایک کوچہ
تنگ کی جانب مرکب بڑھایا ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہین پشت مرکب پر سنبھلا نہین جاتا
رکابون سے پاؤن نکلے جاتے ہین مگر بقدرت پروردگار جب کوچے مین صاحبقران
آئے کوئی اس رسم و راہ سے آگاہ نہوا کسی نے پہچانا نہ کیا صاحبقران اسی حال پر ملال
مین تلوار کھینچے ہوئے جاتے ہین مقام استقامت کی تلاش ہی تمام جسم زخمی و سر سے پاش پاش ہی

نخش طاری عالم بیقراری شب تیرہ وتار چہار سمت اندھیرا گلی کوچون مین سناٹا دور سے
ایک دیوار معلوم ہوئی قریب دیوار کے آئے گھوڑے سے اترے دیوار سے پُشت لگا کر بیٹھے
جانا شاہ تحت الحنک سے زخم سر باندھون ہاتھ کانپا غش آگیا زیر دیوار گر پڑے گھوڑا استادہ
یہان سردارون نے شاہنشاہ زرین علم سے عرض کی حضور سبکو گرفتار کر لیا حکم ہوا سبکو
قید خانہ مین لیجاؤ مسلسل و مطوق کر دو صبح کو سمجھا جائیگا شاہنشاہ زرین علم پلٹا سمن برنے یہ
سب حال پُر ملال دریافت کیا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ کے آئی عرض کی حضور سب گرفتار
ہوگئے فلان قصر مین حکم سے آپکے والد نامدار کے قید ہوے ملکہ رو نیلگی کہا لو پروین غضب ہوا
اب صبح کو سب قتل ہون گے رات ہی کو کچھ تدبیر کرو اگر خدانخواستہ یہ شیر قتل ہوا ہے صد مہ ہجر
نہ اٹھا کالی راتین ہجر کی کیونکر کاٹینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے پروین نے عرض کی باغ
مین اپنے چلیے صلاح کر کے رات ہی کو قید خانے پر چلین گے حضور اس اندھیرے مین جان
نہ لائینگے ملکہ اسیطرح بیدل طرف باغ دلکشا کے چلی مگر حال ابتر آنکھون سے اشک حسرت
جاری وصل دلبر سے مایوس ہوش وحواس پراگندہ اشعار

دل شکن حرف نادرست درست	طرز عبرت فزا درست درست	رائے سالم بلا بلا انگیز
سخن لطف ہم جفا آمیز	طعنہ حرف نصیحت آلودہ	طرز تفہیم وحشت آلودہ

کبھی دل سے گتی ہوکہ اشعار

سمجھا نادان عشق کیا جانے	شوق زلف سیہ بلا جانے	تپش دل کی حد تین کیسی
مجھ سی نازک یہ شستش کیسی	محشر آباد یاس و حرمان دل	خانہ زاد جنون پنہان دل
خار غم تیز سینہ کاوی ہین	مژہ سرگرم خون تراوی ہین	شوق نظارہ سے نگہ بیتاب
نجم سیارہ دیدۂ بیتاب	جان مصیبت کش تمنا ہر دم	خواب و خور صورت شراب حرام
گرم بازار گریہ ہمہ جوش	دیدہ نم دکان شیشہ فروش	دل تنگ ہجوم درد و محن
زخم نو بخشین داغ کہن	نفس گرم و شعلہ افشانی	سوز تقریر دوزخ ثانی
جھڑے پھولنے جدائی تجھ سے شرار	رشک گلزار آہ آتش بار	شعلہ آہ سے فلک بیتاب
حسرت ہم داغ ماہی بے آب	بیخودی مین نہ بات کا سر پاؤن	اٹھ گئے ہوش رکھ کے سر پاؤن

چاک دل کشتِ زعفران دیدہ	اشکِ گلگون گلِ خزان دیدہ	بیتاب و بیقرار دل کو تڑپن [illegible]

ہین بھڑکتی آہین گرم منھ سے نکل رہی ہین ہڈیان سوزشِ عشق سے جل رہی ہین مست جامِ محبت چہرہ صاف پر گردِ کلفت آنکھین مشتاقِ دیدار دلکو جستجو سے یار ہاتھ کرتے ہین گریبان چاک کرو پانون دوڑتے ہین کہ بیابان نجد مین چلو مجنون سوختہ بخت سے ملاقات ہوگی وہ فن عشق کے اُستاد ہین انکو سبق کتاب مکتب عشق خوب یاد ہین اشعار

جان کو درد یہ فسانہ ہی	جسم کیا ہی کہ قید خانہ ہی
پڑ گئی سر پہ اب بلائے فراق	ہوگئے آہ مبتلائے فراق

اِس رنگ سے وہ گلعذار قریب در باغ پہونچی قصد تھا کہ داخل باغ ہون بخت نارسانے رسائی کی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز کان مین آئی پروین نے کہا حضور وہ دیکھیے سامنے زیر دیوار باغ ایک گھوڑا کھڑا ہی مگر زین ڈھلکا ہوا ہی شاید اپنے سوار کو گرا کر آیا ہی ایک نے کہا باگین بھی کٹی ہین ایک نے کہا تھوتھنی خون سے لال ہی خون سے رنگین بال ہی ملکہ دوڑی دیکھا ایک جوان دریاے خون مین نہایا ہوا زیر دیوار باغ بیہوش پڑا ہی مگر قبضۂ شمشیر ہاتھ سے نہین چھوٹا کنیزون نے کہا حضور سوار یہی پڑا ہی مگر کسی نے مار ڈالا ہی کوئی کنیز ڈر کے قریب نہین جاتی مگر کشش عشق ملکہ کو کھینچتی ہی جب ملکہ بڑھتی ہی کنیزین مانع ہوتی ہین کہ واری مُردے کے قریب نہ جائیے ملکہ نے کہا او نالائقو نفس کی صدا بلند ہی مُردہ یا زندہ کسیکو کہا جائیگا پروین سے کہا واری روشنی منگاتے ہین مگر جانے سے اور دیکھنے سے مُراد کیا ہی ملکہ نے کہا ای پروین کسی غریب کی خدمت کرین دل اُسکا راضی ہو اِسی وجہ سے اُس مسافر کی جان بچے زندان رنج مصیبت چھٹے شمع رخسار کو اشارہ ہوا جلد روشنی لا احوال روشن ہو یہ کون غریب ہی زیر سایۂ دیوار باغ پناہ لی ہی رحم کا مقام ہی نہین معلوم کون گمنام ہی ان باتون کو سنکر شمع رخسار جل گئی بڑبڑاتی ہوئی جلی روشنی لائی اب جو نگاہ ملکہ کی پڑی جسکے تیغ ابروے خمدار سے خود زخمی ہوئی ہی اُسی جوان کو خمدار پایا بہ نگاہ اول ہی پہچان لیا کہا ای پروین خدا جھوٹ نہ بلوائے یہ تو وہی داماد نوشیروان شوہر ملکہ مہرنگار ہی کسقدر زخمدار ہی یہ کہکے فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزین ہان ہان کرکے دوڑین دیکھیے واری کپڑون مین خون بھر جائیگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خون زخمون کا اپنے دوپٹے سے پاک کرنیلگی اب تو مجبور کنیزین بھی قریب آئین بیقرار ہوکر کہا صاحبو اُٹھا لو چلو ہاتھون ہاتھ [illegible]

کو لیکر باغ مین آئین مسند پر لا کر لٹایا طشت و آفتابہ منگایا زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا چونکہ فنون
سپاہ گری کا ذوق ہی ٹانکے زخمون مین اپنے ہاتھ سے دیئے مگر روتی جاتی ہے سب زخمون مین امیر
کے ٹانکے دیکر پٹیان مرہم کی چڑھائین ناگاہ رستم زرنگار ماہ تابان شفاخانۂ شفق مغرب مین برائے
علاج داخل ہوا و سہراب زرین پوش بصد جوش و خروش پشت اشہب فلک پر سوار ہو کر
وعدہ گاہ عالم مین گرم عنان ہوا شعاع نورانی چہرۂ انور سے پر نور جہان ہوا شعر صبح

صبح کہ قندیل زر آفتاب یافت ز انوار فلک انقلاب	شعلہ زد از گنبد نیلی قباب جوہری چرخ جواہر فروش	چہرۂ مہر از دل صندوق چرخ کرد عیان دانۂ در خوش آب

چھپر کھٹ پر صاحبقران کو لٹایا آپ کرسی پر رومال ہاتھ مین مگس رانی کر رہی ہے گلچینی گلشن
جمال مین مصروف ہے کہ صاحبقران زمان نے آنکھ کھولی دیکھا سامنے کرسی پر ایک ماہ جبین
گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار سمن بو خوش خو سنبل پیچان گیسو خنجر خونریز ابرو چشم جادو خال ہندو شعر
سہر خندہ کز لب برانگیختے + نمک بر دل خستگان ریختے دگر زلف عنبر بر مہ رویت تیرہ شب
است و وادی موسا + جاہ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا + ایک جانب
باغ جنت آئین پر نگاہ پڑی نہایت سرسبز و شاداب گلہائے رنگا رنگ سے معمور چمن ہائے
طولانی ہر نخل لاثانی طائران خوش الحان مصروف ثنائے باغبان کن فکان نہرین آب صاف
و شفاف سے مملو نخل شمشاد لب جو انبہ قمریان معروف حق سرہ فاختہ کی صدائے کوکو صاحبقران
نے حیران حیران باغ اور جمال اس حور پیکر کا دیکھکر دل سے کہا شکر پروردگار عالم شعر بعد الحمد ہر آن چیز
کہ خاطر میخواست + بارآمد ز پس پردۂ تقدیر پدید + چونکہ راہ مین پروردگار کی جہاد کیا اسکی رحیمی
و کریمی سے یہ باغ بہشت عنبر سرشت واسطے رہنے کے ملا یہ حور بہ مقصود سراپا نور رب غفور
برائے خدمتگزاری مرحمت فرمائی ملکہ نے جو صاحبقران کو عالم حیرت مین دیکھا شرما کے سر جھکا لیا
پریزین کو اشارہ کیا وہ قریب آئی کہا کیون شہریار مزاج کیسا ہے شربت انار مین حاضر ہے نوش
فرمائیے اب امیر نے اپنے دست و پا کو دیکھا پٹیان مرہم کی زخمون پر اب سوچے کہ مین زندہ
ہون فرمایا کیون صاحب یہ کیا مقام ہے اس ماہ پیکر حور سرشت کا کیا نام ہے پریزین نے کہا اے شہریار
آپ جنگ سے زخمی ہو کر زیر دیوار جاری ملکہ عالم کے باغ کے گر پڑے حضور کو ہم اٹھا لائے مین علاج کیا

وقعہ ہو کہ آپکو صحت حاصل ہو ایک بندۂ خدا کی جان بچے اسواسطے یہ اہتمام ہو صاحبقران
اٹھ بیٹھے کنیزون نے شربت انار وغیرہ پیش کیا امیر نے فرمایا چونکہ ہم مہمان ہین وہ مرحمت فرمائیے
تو جب میں اگر زخمی کو اٹھالائین تو مسیحائی فرمائی ملکہ نے شربت اپنے ہاتھ مین لیا کہا وعدہ ہے
بہبود صلاح نشد بلا شد ہم غریب الوطن جانکر اٹھالائے زخم دوزی کی اسپر یہ نخرہ ہو امیر نے ہاتھ
تھام کر کہا اے شاہنشاہ خوبی وائے رنگ وبوئے گل حدیقۂ محبوبی بار احسان سے تمہارے سر جھکا ہے
مگر اس شربت کے پینے مین عذر اہم ہو ہمارا مذہب کیا ہے یہ روین قہقہ مار کر ہنسی ملکہ نے بھی
دوپٹے سے منھ چھپا لیا امیر نے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ ملا امیر نے جام شربت ہاتھ سے رکھدیا
کہا صاحب جبتک اسکی شرح نہو گی تمہارے ہاتھ کا کھانا پینا حرام ہو خاص مقدمۂ مذہب مین کلام
ہو ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا صاحب کوئی ناز اٹھاتا ہو کسی سے لڑنا پڑیگا فرمایئے تو کیا کرنا چاہئے
مہمان کا ہر نوع پاس لازم ہو صاحبقران نے کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہا دل
ست وحدانیت کا اعتقاد کرو دم اسکی یکتائی کا بھرو پیغمبر پر درود گاسکے بھیجے ہوئے ہین حق ہین لقائیت
وسامری پرست کافر ان مطلق ہین پیدا کرنیوالے سے محبت دشمنون پر لعنت یہی
مذہب حق کا اعتقاد ہو ملکہ نے طرف پروین کے دیکھا مسکرا کر کہا اس عبارت کا یاد ہونا دشوار ہو
مگر مہمان کی دلشکنی مناسب نہین تھا اتنکالے کو عرصۂ دراز مین الفاظ کلمۂ طیبہ اد اکیے پروین
وزہرہ ماری نے بھی مع کنیزون کے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوئی اب صحبت عیش و
نشاط آراستہ ہوئی جام مئے ارغوانی گردش مین آیا ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین صاحبقران
کے بیٹھی دلنواز گان سامنے آئی تسلیم کی بیٹھی ملکہ نے اشارہ کیا ساز درست ہوئے دلنواز
نے بصد سوز و گداز یہ غزل شروع کی غزل جلال

کردے خبر آس خانہ بر انداز سے کوئی	روتا ہو کہین درد کی آواز سے کوئی
کہتی ہو شب وصل کہ تجھسا بھی نہو گا	غافل فلک تفرقہ پرداز سے کوئی
اللہ رے غمزے ترے اے موت شب ہجر	معشوق بھی آتا نہین اس ناز سے کوئی
کچھ تجھے دم عیسی جو ترے طرز سخن سے	زندہ نہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی
جو دلمین ہو اس سے نہوئی آنکھ بھی محرم	یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی

کچھ اپنی خبر رکھتے نہیں نخچیر عشق — انجام سے واقف ہی نہ آغاز سے کوئی
کی یاد دہشت صیاد ہی مرغان چمن کو — روتا نہین شبنم صفت آواز سے کوئی
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے — ڈرتا نہین یون عشق مین غماز سے کوئی
دیتا نہ جواب ارنی یار سر طور — پہچان نہ جائے تجھے آواز سے کوئی
کانٹا ہی پرون کو مرے صیاد نے کیونکر — پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی
بیچا ہی جو قاتل سے کرے خون کا دعوے — کشتہ کوئی شوخی سے ہوا ناز سے کوئی
رکھتے ہین جلال ایک روش مضطرب شوق — تھکتا نہین منزل مین تگ و تاز سے کوئی

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہر دماغ ہر خیال خیر و شر دور قلب عاشق و معشوق مسرور ساری رات فرحت و انبساط مین گذری بوقت سحر شمع ہائے مومی و کافوری لہرائین نازنینان ماہ رخسار کے چہرون پر اداسیان چھائین باغ رنگ بہار سے مملو درختون پر طائران زمزمہ سرا فرش مین جا بجا شکن پروانون کے جلنے سے محجوب شمع لگن باسی ہارون کا جا بجا انبار پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آب شبنم سے چہرون کو دھویا فلک اس محفل عاشق و معشوق کو دیکھکر شبنم کے اشکون سے رویا ملکہ ماہ عالم افروز کی انکھڑیون مین جاگنے کا خمار متوالی دمک ماہ رخسار

دو کلمہ داستان شاہنشاہ زرین علم کے بیان ہوتے ہین

یہ لڑائی کا تھکا ماندا شکو آکر خواب خرگوش مین مبتلا ہوا بوقت سحر لباس سرخ پہنا خونخوار بنا تخت پر آکر بیٹھا تمام اہالیان دربار جمع ہوئے مگر کل افسر حیران و پریشان کوئی عرض کرتا ہی میرا بازو ٹوٹ گیا برابر کا بھائی قتل ہوا ایک کہتا ہی آنکھون کا نور جاتا رہا جوان بیٹا مارا گیا شاہنشاہ زرین علم ایک ایک کو تسکین دیتا ہی کہ یارو نہ گھبراؤ یہ لوگ محبت خداوند لقا مین قتل ہوئے ہین بڑا شرف یہ ہوا دشمن اعلی خداوند کا پکڑا گیا اسکا سر لوگ نیزہ پر رکھکر چلین گے نام آور شن کے ملکو قدرت سے کہکر سبکو زندہ کرائینگے باغی کے قتل کے عوض مین ہم طرۂ پیغمبری پائینگے یہ مژدہ جان بخش سنکر سردارون کو تسکین ہوئی عرض کی حضور جلد قیدیان بلا کو طلب کرین سر سبکے لیکر خدمت مین خداوند کے چلین زرین علم نے فوراً حکم دیا حمزہ عرب کو مع ہوشنگ و نزد جلد لاؤ دربار مین حاضر کرو دفع حجت ضروری ہی شاید مجبور ہوکر خداوند لقا

کو سجدہ کرے یہ بھی مشہور ہی کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوندی قدرت کو جل سے
آنکی سرکشی پسند ہی داروغہ جیل خانے کا گیا قیدیون کو نکالا ہوشنگ نوجوان آگے
دس جوان اپشت پر پریشان و مضطر طوق و زنجیر مین مسلسل اس طور سے دربار کفر اشار شاہنشاہ
زرین علم مین آئے ہوشنگ نوجوان نے پکار کر مثل اہل اسلام سلام کیا دس جوانون کے
نوبت سے بارگاہ تھرائی لوگون نے دیکھا کہ صاحبقران زمان ان قیدیون مین نہین ہین
شہنشاہ زرین علم نے گھبرا کر داروغہ زندان خانہ سے پوچھا حمزہ کو سب کیا ہوا داروغہ نے
عرض کی دس جوان جھوٹے سلسل کرکے مین نے قید کیا پچاس جوانون سے شب بھر پہرا دیا
غلام خود جاگا کیا قید خانے سے تو کوئی قیدی نہین بھاگا بادشاہ نے ہوشنگ سے پوچھا آقا
کہان ہی ہوشنگ نے کہا وہ شیر بیشہ جرات لڑتا بھڑتا نکل گیا ہوگا اس ورطے سے یہ روباہ
خصال کیا ہاتھ ڈالتے مین زخمی ہوکر رہگیا اسوجہ سے گرفتار ہوا اب تو شاہنشاہ زرین علم
گھبرایا نگہبانان در قلعہ کو بلایا انسے پوچھا شب کو بعد اختتام جنگ کوئی زخمدار لڑتا ہوا بیرون قلعہ
نکل گیا انھون نے عرض کی جب لڑائی شروع ہوئی تھی ہمنے دروازے بند کرکے قفل ڈال دیا تھا
شب بھر دروازہ نہین کھلا اسوقت تک وہی بند و بست ہی کون عالم مین ایسا زبردست ہی
کہ ہماری آنکھون مین خاک ڈالکر چلا جاتا اب شاہنشاہ نے وزرا سے صلاح کی کیون یارو
تمھارے نزدیک حمزہ نے کیا معرکہ کیا سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہماری راے مین یہی
کرتا تو اس شہر مین اسکا کوئی دوست تھا وہان جا کر مخفی ہوا یا کسی کوچے مین گرا ہرکارون کو حکم ہو
تلاش کرین گے ان سبکو قتل کیجیے بادشاہ نے کہا جلاد کو بلاؤ اسی وزیر نے دست بستہ عرض کی
حضور ایسے سرکش کو اسطرح مخفی قتل کرنا مناسب وقت نہین ہی آج انکا اشتہار دیجیے کل بوقت سحر
بیرون قلعہ تمام اہالیان شہر جمع ہون مجمع عام مین قتل ہون دیکھنے والون کو عبرت دوستون
کو عشرت بدخواہ ملول خیر خواہون کو فرحت حصول بادشاہ نے اس راے کو پسند کیا نمونہ قدرت
خدا ظاہر ہوا بموجب مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + بادشاہ نے حکم دیا قیدیون کو
بیجا ڈھنڈورا پٹے اشتہار چسپان ہون منادی یہ بھی ندا کرے کہ حمزہ صاحبقران زخمی ہوکر
غائب ہوگئے جو اپنے گھر مین جگہ دیگا مغضوب درگاہ خداوندی ہوگا اور جو اسکو گرفتار کرکے

لائیگا یا خبر مفصل بتائیگا خلعت و انعام و جاگیر پائیگا تمام شہر مین یہ امر کہ مشہور ہوا کہ ہوشنگ فرزند
کل وقت سحر دار پر کھینچا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا مگر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران
زمان باغ مین ملکہ ماہ عالم افروز جلوہ فرما ہین دن بھر یہی فرمایا کیے ملکہ بس اب مجکو جانے دو
مین دربار مین تمھارے باپ کے جاؤن بیجا نامرد کو سزا دون نہین معلوم میرے ہوشنگ
نوجوان پر کیا گذری گرفتار ہوا یا علف شمشیر آبدار ہوا ملکہ انجام نہ سمجھی کہا حضور دربار مین نہ جائین
خبر منگائے دیتی ہون ابھی تو حضور کے جسم پر زخم بے انتہا ہین اس مصیبت مین مبتلا ہین یہ کہکر
شمشاد کو حکم دیا دریافت تو کر شہر مین کیا غلغلہ ہی ہوشنگ نام لیکر پوچھنا یہ شخص بچ گیا یا کہین
نکل گیا لفظاً لفظاً دریافت کر کے آنا شمشاد اکڑتی ہوئی مردانہ لباس پہنکر واسطے خبر کے نکلی اب
وقت شب ہی ملکہ نے صحن باغ مین فرش بچھوایا چاندنی دیکھنے کا سامان کیا امیر مسند پر پہلو مین یہ
ماہ پیکر انیسین جلیسین سامنے حاضر ہین قریب ہی کہ صحبت رقص و سرود شروع ہو آفتاب عیش
طلوع ہو کہ سامنے سے شمشاد تھر تھر کانپتی ہوئی ہوا سی مین ہانپتی ہوئی آ کے تھم کے بیٹھ گئی ملکہ
نے کہا خیر تو ہی عرض کی واری کل شب کو ہوشنگ مع دس جوانون کے پکڑ لیا گیا سبھون نے جانا
صاحبقران کو بھی گرفتار کر لیا صبح گذشتہ نے دربار مین بلایا حضور کو نہ پایا ہرکارے کوہ و دمن
مین پھر رہے ہین ہمارے حضور کی بڑی تلاش ہی ہوشنگ کے واسطے قتل کا حکم ہوا ہی صبح
کو بیچارہ مارا جائیگا مہجور آہن کلاہ بھائی قنطور گمراہ کا مع پچاس جوانون کے زندان خانہ کا
نگہبان ہو کر نکل پڑا ہی جاگ رہا ہی حکم ہی اس طرف سے کوئی راستہ بھی نہ چلے لونڈی اپنی آنکھون
سے دیکھکر آئی سارے شہر مین ہنگامہ ہی اس بیچارے کی جوانی پر لوگ روتے ہین یہ خبر وحشت اثر
سنتے ہی صاحبقران قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا اس مردود کی کیا مجال ہی کہ جو میری زندگی مین
میرے دوست کو قتل کرے خود سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی ملکہ گھبرائی دامن سے لپٹ گئی
کہا کیون شہریار کیا قصد ہی امیر نے فرمایا اب جا کر مین دوست صادق محبت واثق کو رہا کرونگا
یا اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا اے شہریار مہجور آہن کلاہ بڑا زبردست ہی اپنے بھائی قنطور سے
زیادہ مغرور صاحب کبر و نخوت آتش خو شعلہ مزاج وہ وہان نگہبان ہی پچاس افسر اسکے ہمراہ ہین
آپ زخمدار یکہ و تنہا وہان نجائیے کنیز کی جان بچائیے اگر دشمنون پر کوئی افتاد پڑی مین بیدست و پا

کیا کرونگی کنج باغ میں ترتیب سے مروں گی میری کنیزیں گھوڑے پر سوار ہو نا خوب جانتی ہیں ایک کو نامہ لکھکر دیجیے طرف اپنے لشکر کے روانہ کیجیے فوج ظفر موج طلب فرمائیے جب فوج قریب آجائے یہاں سے نکل جائیے فوج ساتھ لیکر مقابلہ کیجیے میں تنہا نجانے دونگی صاحبقران زمانہ نے کہا ملکہ تم اس مقدمے میں نہ دخل دو ورنہ ہماری تمہاری محبت نوبت کی بڑے شرم کی بات ہے کہ ہمارا سردار قتل ہو جائے ہم محفل عیش و نشاط میں بیٹھے رہیں مردان عالم کیا کہیں گے بہجت صاحبان سپہ و شمشیر میں بیٹھنے کے لائق نہ رہینگے یہ کہکر فوراً صاحبقران یکہ و تنہا اٹھے غصہ میں جو امیر نے یہ کلمات فرمائے ملکہ ڈر گئی رونے لگی جواب نہ دے سکی صاحبقران نے سپاہ دو شبانہ کا جُھرمٹ ارا تیغۂ برق نظیر کمر سے لگایا ملکہ نے پلٹ کر پریوں سے کہا کیوں ہوا یہ بڑے تو نکیلے ہیں اسوقت تھوڑی ہی اور پی ہے جام صہبائے یونانی سے دو بہیں ای پریو ہیں انکھوں کو دیکھکر میں ڈر گئی دونوں ابروے خمدار غصہ میں بل پڑے ہیں گویا دو تلواریں چل رہی ہیں گیسوں کو غصہ میں پیچ و تاب ہے کہ ناگنیا اُچھل رہی ہیں جبین پر شکن موجۂ دریائے قہر ہے عکس زلف عنبریں آئینہ رخسار پر یا سیاہ کی لہر ہے قطعہ جلال

دیکھیں آئینے میں وہ اپنی خدا چین جبین	کبھی آنہ بھی تو آئینہ ہو آئین جبین
مانگ ہے آرہ کشِ دل نہیں سرِ پا لگے	تیغ کھینچے ہوئے ابرو بھی ہیں پائین جبین
خوف اسکا ہے کہیں صبح نکر دے شبِ وصل	خندہ زن ہوکے تمہاری گلِ نسرین جبین
چاند کو دبدبہ اُس رُخ کا دبا لیتا ہے	روکشِ عرش ہے اللہ ری تمکین جبین
چہرۂ یار کی تصویر جو ہے پیشِ نظر	مانگ کی مدح کبھی ہے کبھی تحسین جبین
خانہ زادوں میں تری چشم کے ہیں خشم و غضب	ہے اگر چین جبین بندۂ دیرین جبین
مشورہ کرتی ہے کیا جانے مرے قتل میں کیا	شکن ابروئے تیر خم سے تری چین جبین
عرش میں جھوٹتی ہے یار کی تلوار جلال	اُس ستمگار کے ابرو نہیں پائین جبین

رعب و ہیبت صاحبقران دیکھکر ملکہ ماہ عالم افروز با جگر پر سوز عقب میں صاحبقران کے پریشان حال قلب پر ہجوم غم و ملال چلی آتی ہے آنکھوں سے آنسو جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا آئینہ رخسار پر حیرانی زلف شبگوں سے روشن پریشانی کبھی جھپٹ کر صاحبقران کا

دامن تھامنا عرض کی ای شہریار مجسے صدمۂ فراق نہ اٹھیگا ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے ہماری
مشکل آسان کیجیے اگر آپ کے دشمن کسی آفت مین پھنسے آپ رستم وقت مین شاید
لڑ بھڑ کر نکل گئے یہ خبر مخفی نہ رہیگی باپ کو ضرور پہونچے گی یہی کہین مین جاکر سب حال کہین گی
یہ شفقتین خاموش نہ رہینگی فرمائیے وہ ہمارے ساتھ کیا کریگا نہین معلوم کیا ذلت و رسوائی
ہو ایک اور راز کی بات ہے وہ آپ سے کیونکر چھپاؤن چند دن گذرے کہ مجھ سوختہ بخت
کی تصویر کسی تاجر نے یاقوت شاہ جبرئیل قدرت لقا کو پہونچائی اُس بیحیا نے بہت
پسند کی فرمان بنام والد نامدار آیا کہ اپنی دختر کو بطور ڈولے کے سوار کر کے روانہ کرو یہان
بہت خوشیان ہوئین مجھکو خود بخود ملال تھا باپ نے چھ مہینے کا وعدہ کیا تھا وہ زمانہ گذر
چکا ہے سامان جہیز تیار اقرار مدار ہو چکا ہے یہ لقا بیحیا سُنیگا انصاف فرمائیے کہ میرے لیے
کیا قیامت ہوگی صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای ملکۂ عالم مرد سپاہی واسطے ناموس
کے سب کچھ کرتے ہین جان دینے پر آمادہ ہوتے ہین اب تم ہمارا ناموس ہو ممکن ہے کوئی
خدا نخواستہ تمپر دست انداز ہو حکم قضا و قدر مین کسکا اختیار ہے بندہ ہر وقت مجبور و ناچار ہے
اگر شاید قضا ہمکو لیے جاتی ہے قتل ہو جائین کوہ عقیق گلزار سلیمانی مقام ہے تم فوراً اپنے کو
وہان لشکر مین پہونچانا میرے سرداران نامدار و فرزندان عالیوقار تمکو باعزاز و اکرام لیجائینگے
ہرواسے چشم مین جگہ دینگے اور بایجول قوت الہی جو میری نیت مین ہے وہین جاکر مچھو آہن کلاہ
کو قتل کیا ہوشنگ کو چھڑا لیا تو مین یہین باغ مین آتا ہون ملکہ نے بہ نگاہ یاس چہرۂ بے نظیر
دیکھا اسقدر روئی کہ دامن و گریبان تر کر دیا شدت گریہ سے منہ سے نکلگیا شعر گئے تم اودھر اور ہوئے
ہم یقین ہے + کوئی دم جیتے تو دم واپسین ہے + وہ دن اور وہ وقت ای شہریار خداوند کھلائے
کہ بدون آپ کے لشکر اسلام مین جاؤن آپ کے محلات متعلقات مجھ بد نصیب کو کیا کہین گے
کون صورت دیکھنے کا کوئی سبز قدمی کوئی جھنڈ پیری کہیگا صاحبقران نے آنسو دامن سے
ملکہ ماہ عالم افروز کے پاک کیے فرمایا ہمارے لشکر مین یہ طریقہ نہین کیا مجال جو تمکو کوئی
ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے انشاء اللہ ہم خود تمکو اپنے ساتھ لیجائینگے ملکہ رونے کے بدلے دعا کرو ہمارے
دل کو صدمہ ہوتا ہے تمہارے خیال سے جنگ و جدل مین فرق آئیگا عین وقت پہ دل گھبرائیگا

ملکہ ناچار ہوئی صاحبقران یکہ و تنہا سیاہ دوشالہ اوڑھے ہوئے تیغۂ عقرب سلیمانی بغل
مین رہروی کرتے ہوئے چلے شب تیرہ و تار مین ملکہ چٹ پر دروازے کے ہاتھ رکھے
بحسرت دیکھ رہی ہی صاحبقران آنکھون سے مخفی ہوئے آہ کرکے بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے
مردنی چہرے پر ہاتھ پانون بیحس و حرکت پروین نے ملکہ کو اٹھایا کنیزین روتی ہوئی ساتھ
کہتی ہوئی کہ ہائے اس ماہ فلک حسن کو تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا عیش و راحت مین
ہم سب کی فرق آیا ملکہ پر گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصۂ دراز آنکھ کھولی پوچھا کیون
پروین صاحبقران آئے عرض کی واری ابھی تو پہونچے بھی نہون گے گھبرا کر اٹھ بیٹھی کہا
صاحبو برائے خدا ہم پر احسان کرو تم سب صاحب مجھکو اپنی لونڈی جانو ذرا جاکر خبر تو لاؤ اگر
انکے دشمنو پر نوع دگر ہو تو مین بھی اپنی جان دون دام ذلت مین نہ پھنسون غنچہ دہن بول اٹھی
واری مین جاتی ہون بہت اچھی خبر لاتی ہون ملکہ نے کہا غنچہ دہن تیرا منھ موتیون سے بھر دونگی
نہال کر دونگی غنچہ دہن مردانے کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی ملکہ صحن باغ مین آکر کھڑی ہوئی
موے مشکین پریشان کیے طرف آسمان کے ہاتھ اٹھائے پکاری ای آسمان کے خداے نادیدہ
میرے وارث کو مجھسے زندہ ملانا مجھ سوختہ بخت کو روز تاریک شب سیاہ نہ دکھانا دشمن
سب اندھے ہو جائین وہ بے تکلف اپنے رفیق کو چھڑا لائین ایک کنیز نے کہا واری مجھکو
ایک ٹوٹکا یاد ہے دیوالی کی کلھیا مین چولھے کی راکھ بھر کر دیوار مین گاڑ دیجائے سب دشمنون کا منھ
بند ہو جائیگا پھر دیدار کا کونڈا مانیے بی ترت پھرت کی پڑیا لی ٹیک کی سپیاری پر پلٹو
کر جوتیان یہ سب ٹوٹکے آزمائے ہوئے ہین ملکہ نے کہا مذرین مانو مین نقد جان دینے کو حاضر ہون
تم کو اختیار ہے میرا مالک پروردگار ہے مین اپنے وارث کو اسی سے لونگی رتجگا کرونگی یہان
باغ مین یہ حال ہے کہ ملکہ ماہ عالم افروز دعا مین مصروف ہے مگر صاحبقران گلی کوچے کو طے
کرکے سامنے قید خانے کے پہونچے دو پہر سے شب گذر چکی ہے زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی ہے
ہر کوچے مین سناٹا صاحبقران نے دور سے دیکھا ہجوم آہن کلاہ سلاح جنگ سے آراستہ
پچاس جوان گرد شتر انجواری کر رہے ہین اس مکان کا دروازہ کھلا ہے جس مین ہوشنگ مع
دس جوانون کے قید ہے مجبور و مغرور شراب پیتا ہے ذرہ قیدیون پہ پھینکتا ہے زبان تیغ کھول

رہا ہے کہتا ہے او ہوشنگ اب صبح کو قتل کیا جائیگا اپنی سرکشی کی سزا کامل پائیگا ہوشنگ جوانمرد کہتا ہے او بچیا اگر نامردون کے ہاتھ سے قضا آئی کیا خوف شکر ہے خدا کا کہ راہ ضلالت سے نکلا آب چشمۂ ہدایت سے سیراب ہوا میرا آقا زندہ نکلگیا میرے خون کا بدلا لیگا تم ایسے نامردون کو کتے کی طرح قتل کریگا جب یہ ہوشنگ نے کہا مہجور بچیا غصہ مین آٹھا یہ کہتا ہوا ہم کو کتا بناتا ہے ابھی سر کاٹ لونگا یہ جو حال پُر ملال صاحبقران نے دیکھا کہ مہجور قتل کرنے کو ہوشنگ کے جاتا ہے تاب نہ آئی قبضے پر تیغۂ سلیمانی کے ہاتھ ڈالا نعرہ کیا

نعرۂ صاحبقران عالیشان

امیر عرب ضیغم روزگار
بکف تیغ عقرب یکے ذوالجام

بحکم خدا بستہ شمشیر جار
بن کافران از جہان پاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرۂ صاحبقران سنتے ہی کانپی مہجور مغرور پلٹا دیکھا کہ صاحبقران تلوار کھینچے ہوئے قریب آ گئے پلٹ پڑا ہوشنگ نوجوان نے جو اپنے آقائے نامدار کو دیکھا روح کو راحت قلب مین قوت آگئی جسطرح بنا قید کو توڑ ڈالا آواز دی آقا غلام بھی آیا مہجور نے دیکھا ادھر سے صاحبقران شیرانہ ادھر سے ہوشنگ نوجوان یگانہ بپھرے چلے آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو آواز دی یارو لینا قیدی بگڑ گیا حمزہ کہان سے آیا جلد دونون کو قتل کرو پچاس جوان تلوارین کھینچ کے آٹھے ہوشنگ پہلوان زبردست پیشۂ قزاقی جس سپاہی کے لپٹ گیا دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر کھینچ لیا کسیکو چیر کر پھینک دیا کسیکی تلوار آٹھالی اپنے ساتھ والون کی قید کاٹی زخم کھائے مگر رفیقون کو چھڑا لیا صاحبقران زمان لڑتے ہوئے برابر مہجور بے ایمان کے پہونچے للکارا او بچیا مردان عالم پر یہ بدعت اسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تیغۂ عقرب سلیمانی پر گا تھا وار کو اسکے روکیا خبردار کہکے برق شمشیر چمکائی سر پر آس خود سر کے ضرب تیغ بہیبت نگاہی آئینۂ شمشیر مین آس نامرد کو جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار مثل برق گری سپر کٹی یا تو گنبد سپر پر چمکی تھی یا تلوار آبدار نے زمین پر بوسہ دیا مہجور دو ٹکڑے ہوا اوس دیا پانچ جوان ہوشنگ نے مارے باقی بھاگنے لگے امیر نے فرمایا ای برادر ہوشنگ خبردار ایک بھی کوئی بچکے نجانے پائے ورنہ وقت شب ہی ہنگامۂ قیامت برپا ہوگا اتنے میں ہوشنگ نے

گھیر کر نامردون کو مارا بھاگ کر ایک نہ جانے پایا رات بہت قلیل باقی ہی کہ صاحبقران نے
قتل سے اُن تیرہ بختون کے نجات پائی مظفر و منصور ہوے ہوشنگ دوڑ کر قدمون سے
لپٹ گیا ساتھ والے گرد پھرنے لگے ہوشنگ نے پوچھا حضور کیونکر پہنچے اس شہر نامردان
مین کہان رہے امیر نے فرمایا اب ساتھ آؤ سب احوال معلوم ہو جائیگا مین نے تمھاری خبر
قتل سُنی شکر ہی کہ وقت پر پہونچا مطلب دل حاصل ہوا اِن دس جوانون کو ساتھ لیکر طرف
باغ ملکہ کے چلے مگر دریاے خون مین نہائے ہوے یہان باغ مین ملکہ ماہ عالم افروز مصروف
دعا تھین دوڑ دوڑ کر جاتی ہین بیرون باغ اندھیرا دیکھکر پلٹ آتی ہین ملکہ ایک ایک سے
پوچھتی ہی کیون صاحبو کیا دیکھا ہائے افسوس وہ اکیلے وہان نامردون کے ریلے خدا انکو بچا کے
لائے کہ سامنے سے شمشاد دوڑی ہوئی آئی کہا واری کچھ لوگ آتے ہین مگر سبکے لال لال کپڑے
ہین ڈر کے مارے آگے نہین گئی تلوارین بھی چمکتی ہوئی ہاتھ مین ہین ملکہ دوڑی افتان خیزان
در باغ سے باہر نکلی اب جو دیکھا آگے آگے صاحبقران عقب مین دس نوجوان امیر کی
کہنی سے خون ٹپکتا ہوا تیغہ کھینچا ہوا ملکہ نے بنگاہ اول صاحبقران کو پہچان لیا دوڑ کر لپٹ گئی
دوپٹے سے خون زرہ کا پونچھنے لگی کہا کیون شہریار کوئی زخم تو نہین کھایا میری دعا نے آپکو یہان تک
پہونچایا یہ پشت پر لوگ کون ہین امیر نے کہا ہمارا رفیق ہوشنگ نوجوان ہی عنایت سے
پروردگار کی مجبور کا مشوقہ مرگ سے وصال ہوا نگہبانون کو بھی واصل جہنم کیا اب چلکر ایک قصر
معقول ہمارے رفقا کے واسطے خالی کرادو تو ملکہ خوشی خوشی اندر باغ کے آئی پکارنے لگی اری پروین
تو تمھاری دعا کی تاثیر سے صاحبقران زمان اپنے رفیقون کو چھڑا لائے بڑا کمرہ خالی کرو فرش و
فروش سے آراستہ ہو شراب و کباب بھی پہونچاؤ وہ بھی تمھارے مہمان ہین تم سب صاحبون
کے ہمیر احسان ہین پروین نے کہا واری خدا نے بڑا فضل شریک حال کیا قصر آراستہ ہین
پردہ کرین ہم ہٹ جائین پھر مردانہ ہو ملکہ نے کہا پروین اُنکے رفیقون سے کیا پردہ ہی وہ سب
تمھارے تابعدار ہین یہ باتین تھین کہ صاحبقران مع ہوشنگ نوجوان اندر باغ کے تشریف
لائے ملکہ نے اشارہ کیا صاحبقران نے قصر مین لاکر ہوشنگ کو مع دسون جوانون کے بٹھایا
کنیزون کو حکم دیا طشت و آفتابہ آیا اپنے دست حق پرست سے سبکے زخم دھوئے ٹانکے دیے

ہوشنگ کی نگاہ اُس اختر برج خوبی حسین و مہ جبین وزیرزادی ملکہ پروین پر پڑی شمع جمال کا پروانہ ہوا پروین نے بھی بہ نگاہ محبت اُسکو دیکھا اشارون سے صاحبقران کو بھی ثابت ہوا کہ ہوشنگ و پروین مین باہم اشارے ہوئے مسکرا کر فرمایا کہ بی پروین اندر آؤ یہ بادشاہزادہ ہوشنگ ہمارا رفیق و شفیق جان بخش و محسن ہی پروین نے شرما کر سر جھکا لیا کنیزین اور خوش رو نوجوان امیر نے خدمت مین اُن سردارون کی چھوڑین پروین کو پہلو مین ہوشنگ کے جگہ دی امیر بارہ دری مین تشریف لائے ملکہ سے احوال پروین بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئی کہا اے شہریار ہوشنگ و پروین کو بھی اسی جلسے مین طلب کیجیے صحبت مین جگہ دیجیے اب ایک مقام پر جلسہ قرار پایا ہوشنگ و پروین ہر ایک جوان کے پہلو مین ایک ایک مہ جبین مسند پر صاحبقران و ملکہ ماہ عالم افروز جلسہ عیش آراستہ جام مے ارغوانی گردش مین آیا یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ مگر شاہنشاہ زرین علم بوقت سحر آمادۂ قتل ہوشنگ تخت پر سوار ہو کر بارگاہ سے نکلا اُمرا رفقا حاضر ہوئے حکم ہوا گنہگارون کو لاؤ مہتر باد رفتار عیار شاہنشاہ کا دوڑا ہوا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا دروازہ کھلا ہی پچاس لاشے پڑے ہوئے نگہبان مُردہ قیدی ندارد سناٹا پڑا ہی باد رفتار گھبرا گیا حیران کر کس سے حال پوچھون کون ہی جس سے دریافت کرون مُردے کیا جواب دینگے آخر پلٹا سامنے شاہنشاہ کے روتا ہوا آیا عرض کی حضور عجب طرح کا سانحہ درپیش ہی کہ سمجھ مین نہین آتا نگہبان سب مرے پڑے ہین رات کو کوئی اُن سبکو قتل کر کے قیدیون کو لیگیا ایک بھی نہین بچا جس سے حال شب کا دریافت کرون اندر شہر کے یہ غدر کہ سرکاری قیدی قید خانے سے نکل جائین نگہبان بیچارے سزا پائین شاہنشاہ زرین علم بہت گھبرایا خود ٹہلتا ہوا در زندان پر آیا دیکھا حقیقت مین جو باد رفتار نے کہا وہی صورت ہی سردارون نے کہا حضور مقام عبرت ہی کوئی مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا اتنا بڑا کام کر گیا باد رفتار نے کہا حضور یقین کامل ہی کہ ابھی کل گنہگار شہر ہین مین در قلعہ پر خوب انتظام ہی بادشاہ نے کہا اے باد رفتار ہر گھر کی تلاشی لو کوتوال کو حکم دو جلد اسکی فکر کرے باد رفتار نے کہا غلام آج ہی اسکی فکر کرتا ہی تمام شہر کو چھان ڈالونگا حضور بارگاہ مین چلین بادشاہ رنجیدہ کبیدہ پشت دست کاٹتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا باد رفتار بامنلے

تیاری سے آراستہ ہوکر برلے تلاش نکلا اُستادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ تین دن کے عرصے
مین باور فتار نے سارا شہر چھانا ایک ایک مکان کی خبر دریافت کی کہین پتا نہ ملا تیسرے
دن قریب شام تھکا ماندا سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شاہنشاہ کہین گنہگارون کا پتا نہین
ملتا غلام ناچار ہی بادشاہ غصے مین تھرایا کہا او بھیا مین تجھکو قتل کرونگا صرف آج کی شب کی مہلت
ہی کل صبح کو تیرے واسطے سحر قیامت ہی یہ تیرا ہی قول ہی کہ در قلعہ پر بخوبی انتظام ہی پھر یہ بے ادبی
کسکا کام ہی باور فتار کے ہوش اُڑ گئے سمجھا کہ ہوا بگڑی کانپتا تھرّاتا تھّارتا ہوا باہر آیا شاگردون
نے پوچھا اُستاد خیر تو ہی باور فتار نے کہا بھائیو کیا کہون بموجب مثل دھوبی سے نجیتین گدھے
کے کان امیٹھین وہ ہمارے بادشاہ کا حال ہی کوئی سرکش چوٹا لگ گیا غصہ مین ہمپر فرماتے ہین
کل صبحکو تجھکو قتل کرونگا مین سارا شہر چھان چکا کوئی گھر باقی نہین رہا اب مین کہان جاؤن
صرف باغ مین دختر شاہ ماہ عالم افروز کے نہین جانیکا اتفاق ہوا شاگردون نے کہا اُستاد
شاید ملکہ کے باغ مین وہ باغی ہو باور فتار نے کہا ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو وہ صاحب عصمت و
عفت ہی اپنے باغ مین مردانہ پھول نہین رکھتی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اُسکے نام پر مائل ہین
آئے شادی نہین قبول کی اُسکو مسلمانون سے کیا کام شاگردون نے کہا ہم ملکہ عالم کو نہین کہتے ہین
شاید کوئی کنیز یا وزیرزادی نوجوان نے ایسا کام کیا ہو دشمنون کو چھپا رکھا ہو اُستاد جایئے دیکھ کر
چلے آیئے باور فتار نے کہا ہماری قضا ہی آپہونچی حکم شاہنشاہ سے کیا چارہ تم سبھون کے کہنے سے
جاتا ہون دیکھ آتا ہون یہ کہکر مہتر باور فتار افتان و خیزان حیران و پریشان طرف باغ ملکہ
ماہ عالم افروز کے چلا میان جس روز سے صاحبقران تشریف لائے ہین دروازہ باغ کا بند
رہتا ہی خوف ہی کہ کوئی دراندازی نہ کرے قریب پہر رات کے گذر چلی ہی کہ مہتر قریب دیوار
باغ ملکہ پہونچا دیکھا دروازہ بند ہی اندر سے گانے کی آواز آتی ہی سمجھا کہ ملکہ کو ہمیشہ سے ناچ گانے کا
شوق ہی صحبت عیش آراستہ ہوگی پھر کچھ سوچکر پشت باغ پر جاکر کمند باری جست کرکے برسر دیوار
آیا دیکھا صحن باغ مین شامیانہ باسلک تاسے مروارید استادہ چوبین الماس نگار گلدستے چنے ہوے
مسند ناز پر ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران
زمان ایک سمت ہوشنگ نوجوان آسکے پہلو مین ملکہ پری تن مثل ماہ درخشان وش جوان

شیر صولت آنکے پہلو مین خواصان خاص انیسان با اخلاص دور جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہی فلک کجرفتار رشک سے جل رہا ہی مہجور آہن کلاہ کا حال صاحبقران سامنے ملکہ کے بیان کر رہے ہین اور فرماتے ہین ای ملکہ عالم ہمکو کئی دنکا زمانہ گذرا نہین معلوم لشکر کا کیا حال ہی ہر وقت یہی خیال ہی لقا ایسا دشمن موجود ہی ساحران غدار طرف سے افراسیاب ناہنجار کے چلے آتے ہین افسونگری کے کمال دکھاتے ہین بادشاہ جہاہ سعد بن قباد شکن ہو گئے کل بوقت سحر بعنایت رب اکبر دربار مین تمہارے باپکے جاؤنگا اگر مسلمان ہوا تو فبہا ورنہ سکاری کی سزا دونگا کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لونگا ملکہ دامن تھامے رو رہی ہی کہ ای شہریار برائے خدا یہ ارادہ نہ کیجیئے ابھی تک کسیکو خبر نہین ہی طرف اپنے لشکر کے نکل چلیے اگر آپکو منظور ہوگا کہ تسخیر قلعہ آہن حصار کرون اپنے سردارون کو ساتھ لیکر آئیے گا میرے باپ کے پاس فوج بے انتہا ہی وہ خود بھی زور و طاقت و شجاعت مین یکتا ہی ان چندکس سے کیا ہوگا ایسا نہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑے میرے لیے بڑی خرابی ہوگی اگر یہی قصد کامل ہی تو مجھے بیا ایک ہاتھ لگائیے جگر اچکائیے صاحبقران فرماتے ہین ملکہ ان مقدمات مین دخل نہ دو کل صبح کو ہم ضرور جائینگے مہتر باد رفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا ارادہ ہوا نعرہ کرون نیچہ کھینچکر جا پڑون پھر خیال کیا کہ یہ جوان تمام قنطور آہن کلاہ ہی مہجور کو قید خانے پر جاکر مارا پچاس جوانون کو اکیلے نے للکارا مین کیا کر سکونگا یہ سوچکر دیوار سے اتر آیا دل سے کہتا ہوا کہ بادشاہ سے جاکر عرض کرون فوج لیکر آؤن مگر وہ تو جوان خود قصد کر رہا ہی کہ دربار شاہنشاہی مین جلون آسکے تیور سے ظاہر ہی جو کہتا ہی وہی کریگا یہ سوچتا ہوا دربار شاہنشاہی پر آیا ستارۂ سحری چمک چکا ہی باغبان تیر اعظم گلچینی گلہائے ثابت و سیارگان کر کے گلدستہ شعاع ہاتھ مین لیے بصد فرحت وانبساط لنگارۂ باغ عالم مین مصروف ہوا شاہنشاہ زرین علم چہرہ پر چھایا ہوا فکر و تردد مین گھبرایا محل سے باہر آیا دیکھا کہ باد رفتار عیار خاموش کھڑا ہی بادشاہ نے کہا کہو مہتر صاحب کچھ باغی کا پتا ملا مہتر باد رفتار تو جلا ہوا تھا کہا حضور ان باغی باغ مین بہ گلچینی جمال گلعذاران کی کر رہا ہی بادشاہ نے کہا مین یہ پہیلی نہ سمجھا کیسا باغ گلچینی کسے کہتے ہین گلعذار کیا چیز تو بادشاہ کے سامنے بے ادبی کی باتین کرتا ہی بڑا بد تمیز ہی بڑا شاعر ہی استعارے سے بھی ماہر ہی باد رفتار

نے کہا حضور کیا عرض کرون آپ صاف صاف پوچھتے ہین صاحبقران زمان مع ہوشنگ
نوجوان آپ کی صاحبزادی کے باغ مین موجود ہین تھوڑے عرصے مین ہنگامہ برپا ہوا چاہتا ہی
وہ شیر دلیر بارگاہ شاہنشاہی مین گھس آئیگا قیامت ڈھائیگا صاحبزادی حضور کی منع کر رہی
ہین ورنہ ابتک آچکا ہوتا صاحبزادی حضور کی پہلو مین لیے بیٹھی ہین بارے نخرے کر رہی ہین کہ رہی ہین
کہ مجھے اپنے لشکر مین لیچلو وہان سے فوج گران لیکر آؤ وہ شیر کہتا ہی ہم بیٹھے ہین آنے بدون شکار
واپس ہونگے یہ روباہ خصال کیا کر سکینگے اگر وہ جوان دلیر ثابت قدم کوے جرأت ہوتا تو
شاہزادی صاحب اسکو لیکر نکل گئی ہوتین یہ الفاظ کلمات صاف صاف منہ بنا کر جو بادرفتار
نے سامنے شاہنشاہ زرین علم کے کہے بادشاہ عرق خجالت مین غرق ہو گیا غصہ مین کانپا
تلوار کھینچ کر کہا او بادرفتار مجمع عام مین ہماری بیٹی کا نام لیتا ہی وہ کم بخت ان باتون کو کیا جانے کسی
لونڈی باندی نے چھپایا ہوگا بادرفتار سامنے سے رو بفرار لایا بادشاہ اسی قہر و غضب مین
پشت مرکب پر سوار ہوا افسرون کو حکم دیا جلد فوج تیار ہو اگر جھوٹ نکلا تو اس ملعون کو دار پر
کھینچوا دونگا یہ کہکر جوش جرأت مین گھوڑے کو بڑھایا عقب مین سردار و سوار و پیدل چلے مگر ملکہ
صحن باغ سے اٹھکر ہاتھ صاحبقران کا تھامے ہوئے جاتی ہی کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی دائی
غضب ہوا در و دیوار کا کسیکو خیال نہ رہا مہتر بادرفتار بوقت شب اس جلسے کو آکر دیکھ گیا
بادشاہ کو خبر کی وہ مع فوج آتا ہی ملکہ تو گھبرا گئی مگر صاحبقران نے فرمایا دیکھو ملکہ ہمارا کہنا نہ مانا مگر خیر
وہ ہمارا بزرگ ہی ہم بڑھکر استقبال کرینگے ہوشنگ سے پلٹ کر فرمایا جلد گھوڑے تیار کرو تیار
نکار ملکہ نے کہا آپکا کیا ارادہ ہی امیر نے فرمایا اب بھی قصد پوچھتی ہو وہ نامرد مع فوج آتا ہی نامحرم
مین گھس آئے ہم بیٹھے دیکھا کرین یہ فرما کر ملکہ کا ہاتھ چھوڑ دیا گھوڑون پر کاٹھیان پڑگئین امیر نے
قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا پشت مرکب پر سوار ہو گئے ہوشنگ بھی مع اپنے سردارون کے ہمراہ رکاب
سعادت انتساب ہو لیا امیر با توقیر نے فرمایا اے برادر ہوشنگ ہم آگے بڑھکے مقابلہ کرینگے
تم در باغ پر ٹھہرو ناموس کی حفاظت کرو اگر پیچھے کوئی افتاد پڑے ملکہ کو قتل کر ڈالنا باغ مین تہلکہ
کنیزین ہوا سی جاتی ہین بھاگ کر نکل جائین ملکہ مثل تصویر تصور خاموش زیر بلخی پر بیٹھی ہی
اسمین اکثر بہی دعائین مانگنے لگی مگر صاحبقران گھوڑے کو چمکا کر بیرون باغ آئے ہوشنگ

مسلح ہوکر مع اپنے سرداروں کے ہمراہ ہوا امیر نے کہا برادر جو تمنے کہا ہے وہ کرو در باغ پر ٹھہرو ہوشنگ نے کہا غلام اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑیگا کیا مجال کیسکی جو میری زندگی مین باغ کی جانب نگاہ کج سے دیکھ سکے غلام بخوبی خیال رکھیگا ملکہ عالم سے بہین اچھی طرح اطمینان ہے وہ عاشق ثابت قدم ہین صاحب جاہ وحشم ہین جسوقت دشمنان حضور پر کوئی افتاد پڑیگی وہ فوراً جان دے دینگی فرماتی تھین کہ بھیا کیا مین خدانخواستہ گرفتار ہوکر جاؤنگی قید صیبت کی اٹھاؤنگی اپنے وارث کے ساتھ جان دونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی صاحبقران کہہ کر بڑھا کر سو قدم باغ سے آگے ٹھہرے مرکب کو بڑھا کر نیزہ گاڑ دیا انتظار آمد فوج شہنشاہ زرین علم کر رہے ہین یہان جب شاہ مذکور مغرور تھوڑا سا راستہ طے کر چکا ساتھ والون نے عرض کی عیار تو بھاگ گیا حضور ایک سوار کو روانہ کریں وہ دیکھے تو باغ کا کیا رنگ ہے اول تو سر امیر خلاف معلوم ہوتا ہے اگر شاید کسی لونڈی باندی نے ایسا کام کیا بھاگنے کی تدبیر ہو رہی ہوگی حمزہ سے کوئی دس ہاتھ پاؤن ہین اُس روز کی مغلوبہ کا کیا ذکر بلا وجہ لڑائی ہوئی ہم دیکھتے تھے حضور نے صلح دی تھی وہ باغی آپ سے کیا لڑ سکتا ہے بادشاہ کو یہ رائے پسند آئی ایک سوار کو فوراً روانہ کیا سوار نے آکر دیکھا صاحبقران زمان سو قدم آگے بڑھے ہوئے انتظار مین فوج کے کھڑے ہین ور دور پر باغ کے ہوشنگ نوجوان مثل فیل مست جھوم رہا ہے سوار بھاگا سامنے شاہ کے آیا عرض کی اے شہنشاہ وہ جوان نامدار آمد فوج کے انتظار مین باغ سے باہر کھڑا ہے بھاگنا کیسا یہ حال سنکر سرداروں کے ہوش اُڑ گئے بادشاہ نے کہا مردون قتل اُس سرکش کے واپس نہ ہونگا یہ کہکر گھوڑا بڑھایا صاحبقران نے جو دیکھا کہ گرد بلند ہوئی علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے پھریرون پر تعریف لقائے بیحیا مرقوم ہے صاحبقران کو قتل کرو گرفتار کرو ہر طرف یہی دھوم ہے بس صاحبقران نے مرکب بڑھایا نعرہ کر کے دریائے فوج مین شناگانہ غوطہ مارا تلوار چلنے لگی ہوشنگ اپنے ساتھ والون کو لیکر شریک جنگ ہوا صاحبقران کو دیکھا پشت و پہلو سے ہوشیار چہرے سے جلالت آشکار غول مین کافرون کے لڑ رہے ہین مگر بادشاہ پر نگاہ ہے بیچ فوج مین بڑھکر علمدار کو مارا علم فوج قلم کیا نشان شکست ظاہر ہوا ہوشنگ تعریفین کر رہا ہے کہ اے شہر یار ماشاءاللہ کیا جرأت ہے اس جنگ کے نثار لڑائی مین کون آپکا ساتھ دے سکتا ہے صاحبقران

فرماتے ہین ای برادر اپنے کو بچا کر لڑو میرے قریب نہ آؤ یہ فرماتے ہوئے قریب شاہنشاہ
زرین علم بصد شوکت و حشم پہونچے للکارا شہنشاہ پلٹ پڑا امیر نے جھک کے سلام کیا کہا
کیون حضور مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی حضرت کے قتل کرنے مین کیون کد ہوئی کیا نان و نفقہ نہین پہونچا
اگر داماد کو قتل کیجیے گا جوان بیٹی کو بیوہ بنا کر بٹھایئے گا آپ کیسے جلاد ہین قول شاعرون بے
سنین یاد ہین یہ ہندی کی مثل ہے بیٹی دیکر داماد کو مارے وکوئی خطا تو ثابت کیجیے اپنے داماد
کا خون نہ سر پہ لیجیے شاہنشاہ زرین علم غصے مین کانپا کہا حمزہ یہ کیا بیہودہ بکتا ہے کیسی بیٹی
کہاں کا داماد قبضہ پر ہاتھ رکھکر صاحبقران زمان نے فرمایا ہم صاحب تہذیب ہین بزرگ پر ہاتھ
نہ اٹھاینگے جب آپکی بدعت سے مجبور ہو جاینگے اسوقت سمجھا جائیگا غصے مین شاہنشاہ
زرین علم صاحبقران زمان پر تلوار کھینچکر جا پڑا امیر نے گرد اسپ کا اٹھایا مگر خیال ہے کہ اسکو
زندہ گرفتار کرون بازو بچا کر قبضہ پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کے پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ تکبیر
کیا قاش زین سے اٹھا لیا ہوشنگ قریب آیا گرد سپر کے لڑنے لگا صاحبقران نے
آواز دی شاہنشاہ اب کیا قصد ہے کہا اٹھا اے شہریار الامان امیر نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا
شاہنشاہ قدمون سے لپٹ گیا امیر نے کلمہ زبان سے فرمایا شاہنشاہ زرین علم بصدق
دل مسلمان ہوا تمام افسران فوج حاضر خدمت ہوئے شرف اسلام سے مشرف ہوئے
نوبت و نقارے بجاتا ہوا شاہنشاہ صاحبقران کو لیکر بارگاہ مین آیا وزیر اعلم سے اشارہ
کیا اسنے ترنج خوشبو سینہ پر صاحبقران کے لگایا عرض کی اپنی دختر بلند اختر کو شاہنشاہ نے
حضور سے منسوب کیا یہ کنیز واسطے ہاتھ دھلانے کے منظور ہو روح کو راحت قلب کو سرور
ہوا امیر نے سر جھکا لیا صاحبقران کے عقد کی تیاری ہونیلگی شہر کو آئینہ بند کرایا سامان خاصے
آراستہ ہوئے منزلون شہرے ہوگئے کہ صاحبقران زمان کا عقد شاہنشاہ زرین علم
کی دختر ملکہ ماہ عالم افروز کے ساتھ ہوتا ہے امیر دربار مین جلوہ فرما ہین اسباب عیش و نشاط
مہیا ساقی بچے حاضر ہین کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک عیار طرار خنجر گذار شعبان
بن عمرو اپنا نام بتاتا ہے امیدوار باریابی ہے نام شعبان سنکر صاحبقران بیقرار ہوگئے لشکر ظفر اثر
کا خیال آیا فرمایا جلد بلاؤ شعبان خنجر گذار سامنے صاحبقران نامدار کے آیا دعا ے ترقی عمر و دولت

بجالایا صاحبقران نے فرمایا اے شعبان حال لشکر ظفر اثر و فرزندان نامور و خیریت بادشاہ جمجاہ جلد بیان کرو عرض کی کہ غلام دو ہفتہ سے لشکر سے جدا ہوا جب حضور زخمی ہو کر نکل آئے بادشاہ و تمام سرداران گھبرا گئے میں برائے تلاش سرکار دولتمدار نکلا قلعہ ہوشنگ پر پتا ملا لشکر میں غلام نے حضور کی خیر و عافیت دیکھا خیریت لشکر کا حال رائے عالی پر بخوبی روشن ہے مقابلہ میں لقا الیاد دشمن ہے عدم موجودگی حضور میں نہیں معلوم کیا فساد برپا کیا ہو گا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے ضرور آتا ہو گا صاحبقران گھبرا گئے کرسی جواہر نگار پر شعبان کو جگہ دی اسی شب کو ساتھ ملکہ کے عقد کیا گوہر مراد حاصل ہوا ہوشنگ نوجوان کی شادی ساتھ پریزین وزیرزادی کے کی بوقت سحر دربار میں شاہنشاہ کے تشریف لائے فرمایا اب مجکو رخصت کیجئے حالات لشکر آپ نے سنے دشمن بزرگ سے مقابلہ ہے اب عرصہ ہونا بہت ناگوار ہے بہت جلد اپنے کو لشکر میں پہونچاؤں دو منزل سے منزل کر کے جاؤں عرض کی غلام ساتھ چلیگا تا بقید حیات دامن دولت نہ چھوٹیگا ہوشنگ نے بھی یہی عرض کی قلعہ آہن حصار و قلعہ ہوشنگ پر ناظم مقرر کئے گئے گو رسکہ تمام سعد بن قباد جاری ہوا صاحبقران نے شاہنشاہ کو تخت پر سوار کیا ہوشنگ نوجوان کو عہدہ سپہ سالاری ملا صاحبقران محل میں تشریف لے گئے ملکہ ماہ عالم افروز سے رخصت ہوئے ملکہ نے دامن صاحبقران تھام لیا عرض کی کنیز کو بھی ہمراہ لیجئے صاحبقران نے دامن سے اشک پاک کئے فرمایا اے ملکہ عالم انشاء اللہ جنگ طلسم ہوش ربا سے جب مہلت پائینگے تمکو ضرور بلوائینگے آخر ملکہ نے بہ جبر صبر کیا صاحبقران آنکھوں میں آنسو بھرے باہر تشریف لائے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے مع پچاس ہزار فوج جرار طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے کوچ کیا طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے آتے ہیں دیکھئے کس وقت اپنے لشکر ظفر اثر میں پہونچیں یہ حقیر سراپا تقصیر اول کونین بے ہنر منشی احمد حسین متخلص بہ قمر اس حصہ جلد پنجم طلسم ہوش ربا کو اس مقام پر ختم کرتا ہے کہ بہ تعجیل تمام طبع ہو کر بملاحظہ ناظرین والا تمکین و شائقین خوش آئین گزرے ان داستانہاے رنگین کو بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائیں عیب کو اس ہیچمدان کے چھپائیں اشعار التماس مصنف قمر

دل مضطرب اب نہیں مطمئن
ولیکن ہے روشن کہ ہوں بے ہنر
خطاکار ہوں میں سیہ کار ہوں
کہ آلودہ ہوں سہو میں راتدن
نظر غور سے جب کریں نکتہ بین
بدام جہالت گرفتار ہوں
تخلص اس عاصی کا گو ہے قمر
یقین ہے کہیں آفریں آفریں

چھپائین کوئی عیب دیکھین اگر / قمر پر کرین مہر کی سب نظر
نویسم دگر قصہ دلفریب / بگیرم ز عشاق صبر و شکیب

واضح ہو کہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی باغ سیماب سے
طلسم نشین خواجہ عمرو بن امیہ سنکر اس حسرت مین یکجانب چلا ہی کہ کسی مقام پر جاکر
بجان و دل اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لون بعد مخفی ہونے شاہزادہ اسد کے خواجہ عمرو
منفعل ہو کر تلاش اسد نامدار چلے ہین صحراے ہول خیز و وحشت انگیز حوالی باغ سیماب
مین برق و ضرغام کو زنبیل سے نکالکر غصہ مین حکم دیا کہ میرے پاس سے جاؤ یہ دونون
بیچارے آفت کے مارے الگ الگ روانہ ہوے ہین طیور سحر طراز بریدے مدلقا
کیا خا و اصل جہنم ہوا اب نامۂ لقا پاس افراسیاب جادو کے بھیجا ہی جو ساحر آئیگا
اسکا نام وقت پر لکھا جائیگا افراسیاب جادو باغ سیماب سے بیچ طلسم لیکر طرف
کوہ بلور کے جاتا ہی یہ حال بھی نادرۂ تحریر و تقریر مین آئیگا ملکہ مہرخ وغیرہ اپنے لشکر مین
ہین مگر فراق اسد و عمرو مین بیقرار اشکبار ہین ملکہ حیرت جادو و مصور صورت نگار عجب
مین افراسیاب بدکردار کے طرف کوہ بلور کے جاتے ہین اِن سبکے حالات انشاءاللہ بحول
قوت الٰہی حصۂ دوم جلد پنجم طلسم ہوشربا مین بہ تصریح و تشریح گزارش خدمت والا ہون گے

قطعات تاریخ طبع اول

تاریخ در سن عیسوی مصنف جلد ہذا ناظم و نثار بندۂ حقیر پروردگار مصاحب خوان
شہسوار روش رسول الثقلین منشی میرزا احمد حسین رونق کن بیاض سحر
متخلص بہ قمر قطعہ تاریخ

لکھی یہ جلد پانچوین مین نے بصد نیاز / مدت سے شائقین کو تھا جسکا انتظار
کیونکر نہ کھلے غنچۂ خاطر شگفتہ ہو / بلبل ہزار جان سے فدا جسپہ بار بار
لڑیان ہین موتیون کی عبارت کا سلسلہ / کیا موج زن ہی طبع کا دریاے بیکنار
مضمون دلفریب ہین یا گل کھلے ہوے / باغ طلسم ہوشربا کیا ہی لالہ زار
ہو وجد بلبلون کو سنین گر یہ داستان / ہو طوطیان باغ فصاحت کو انتشار

شاخون پہ طائران خوش الحان کرین سکوت
تاریخ عیسوی کی اگر فکر ہو قمر

سُن سُن کے جھومنے لگین اشجار باردار
لکھدے دکھائی باغ فصاحت کی کیا بہار

قطعہ تاریخ شاعر شیرین سخن خوشہ چین باغ پنجتن محب آل رسول الثقلین میر شوکت حسین صاحب فضل و ہنر تخلص بہ سحر لکھنوی شاگرد جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس تاریخ ہذا در حروف منقوط مصرعۂ آخر

نگاہ غور سے دیکھا جو یک بیک مین نے
ہزار شکر چھپے جلد پنجمی و فتر
وہ چست فقرے وہ ہر جا عبارت رنگین
شگفتہ غنچۂ خاطر ہوش لیقینون کا
ہی خار باغیون کے دل کو رشک سے ہردم
سحر نے لکھ کے یہ تاریخ کی جو گل چینی
ندا فلک سے یہ الّف کی دبدم آئی

نظر پڑی مجھے ہر اک طرف قمر کی ضیا
کہ جسکا چار طرف شور و غلغلہ ہی بپا
وہ بند و لبست مضامین نو بہ نو زیبا
نگہ سے دیکھ لے باغ طلسم کی جو فضا
مثال بلبل شیدا ہی مدح خوان دنیا
حروف ہوگئے منقوط شکل گل پیدا
کہ اب کھلا گل باغ بہار ہوشربا

قطعہ تاریخ دیگر میر شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

ضیائے طبع قمر سے بفضل رب انام
عبارت اسکی ہر اک عیب سے مبرا ہی
وہ بیبدل ہین یہ منشی کہ عدیم ہر اُنکی
غضب کی سحر بیانی ستم کی ہی تحریر
ندا فلک نے یہ دی بہر سال سن سے سحر

بہ طرز نو ہوئی یہ جلد پانچوین ترتیب
کہ جس مین آنے نپائی کسی جگہ تعقب
وہ کون ہی جو نہین جانتا بعید و قریب
یہ رنگ یہ ڈھنگ تو بلبل کو بھی نہین ہی نصیب
طلسم ہوشربا کی یہ جو داستان ہی عجیب

قطعہ تاریخ جناب فلک اساس میر ذاکر حسین صاحب تخلص بہ یاس لکھنوی شاگرد رشید جناب جلال

ہی ہوشربا طلسم جو ایک
لکھی گئی اسکی پانچوین جلد
کی صرف قمر نے وہ لیاقت

شہرا جسکا کہ جابجا ہی
مضمون ہی یا چمن کھلا ہی
ہر اک کی زبان پہ مرحبا ہی

شستہ ایسی لکھی عبارت ۔۔۔ دریا گویا کہ بہہ رہا ہے
منظور ہے یاس حسن جو اسکا ۔۔۔ لکھو طبع قمر کی کیا ضیا ہے ۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ ایضاً

ناظم و ناثر ہے ایسا قمر ۔۔۔ داستان گوئی میں ہے جو لاجواب
ہے ہر اک جملہ بیان کا بے نظیر ۔۔۔ اُسکے معنی اور بھی ہیں انتخاب
پانچویں یہ جلد ہے یا ہے طلسم ۔۔۔ ہوش جسکے سُنتے سے جائیں شتاب
داستان گو کتنے ہی نہ جائینگے ۔۔۔ سیر سے اسکی جو ہونگے فیضیاب
یاس نے لکھا یہ اسکا سال طبع ۔۔۔ واہ یہ بے مثل و نادر ہے کتاب

قطعہ تاریخ جناب حکیم سید ضامن علی صاحب فضل و کمال شاعر نازک خیال متخلص بہ جلال لکھنوی

نام اسکا ہے عجب ہوش ربا ۔۔۔ ہوش ہوتے ہیں جسے دیکھ کے گم
طبع کا سال ہے کیا خوب جلال ۔۔۔ دفتر ہوش ربا ہے پنجم

قطعہ تاریخ جناب میر محمد حسین صاحب رضوی متخلص بہ متین شاگرد جناب سید محمد جعفر صاحب اسید مرحوم و مغفور لکھنوی

بنا یہ اسکی ہے جو خود بھی وحید یکتا ہے ۔۔۔ مثال بحر طبیعت کو میری کیوں نہو جوش
انھیں کا نام ہے احمد حسین بھی مشہور ۔۔۔ انھیں کی نظم سے آتا ہے غافلوں کو بھی ہوش
بنا دیا ہے تحیّر نے آئینہ سبکو ۔۔۔ لکھی وہ نثر کہ ہیں اہل نظم بھی خاموش
قمر کلام میں تیرے ہے تازگی کیسی ۔۔۔ اڑے ہیں رنگ کی صورت چمن میں پھولوں کے ہوش
غرض یہ دیکھ کے حسن عبارت دلکش ۔۔۔ متین فکر میں تاریخ کے ہوا جو خموش
ندا یہ غیب سے آئی کہ لکھدے بے سر حل ۔۔۔ کہ جلد ہوش ربا ہے ربا ہے عقل و ہوش

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بے نظیر خوش تقریر سعید کونین جناب مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش

منشی احمد حسین صاحب قمر ۔۔۔ قدر دان مجد و علا

زود تر داستان مرتب کرد	کہ صحیح است و نادر و زیبا
چو بجدمت نیاز دار ز ہوش	بہر تاریخ طبع شد ایما
بہ سر آرزو نوشتم سال	بحر حیرت فزاست ہوش ربا ۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ ایضاً

اب تو دکھلا رہا ہی نام خدا	طرفہ حالت طلسم ہوش ربا
سال تاریخ طبع لکھ دی ہوش	جلد حیرت طلسم ہوش ربا ۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ ایضاً

جب تو تحفہ نثر قمر روشن طبع	ارمغانیست برای عقلای عالم
ہوش این مصرعہ تاریخ نوشت از پی نذر	طبع این قصہ شد ہوش ربای عالم ۱۳۰۱ھ

قطعہ تاریخ ایضاً

قمر با مر خدا وہ داستان گوہر لکھے ہین	کہ جنکی طبع مین دریاے جیجون کی روانی ہی
لکھی ہی ہوش یہ تاریخ انکی نثر کی مین نے	عجب یہ داستان اردو تحریر کی نشانی ہی

اصحاب رنگین طبع کی راے انور پر ظاہر ہو کہ یہ تاریخون کی بوچھار صرف دلچسپی کی نظر سے ہی ورنہ ابھی کتاب کا خاتمہ ہنوز دہلی دور اور اسیقدر ترجمہ اس دوسرے حصے کا بھی ہی بلکہ جلد پنجم کا یہ پہلا حصہ بعجلت نذر ناظرین ہوا ہی چونکہ جلد اول و دوم و سوم و چہارم کا ترجمہ و تدوین منشی محمد حسین جاہ صاحب نے مطبع کے واسطے کیا تھا پھر بعض اتفاقات سے جاہ صاحب کا تعلق مطبع سے منقطع ہوا اور چونکہ اس حقیر ہیچمدان کی نثر خوانی و داستان سرائی تمام شہر مین زبان زد خاص و عام ہو رہی ہی اور تمام رئیسان عظام و شاہزادگان والا مقام بعنایت رب الانام بہ تعرف تمام واقف و ماہر ہین بلکہ ہر شہر و دیار مین بفضل معبود نیاز مند کے بہت شاگرد موجود ہین پس بذریعہ احباب کے میری رسائی مطبع تک بآسانی ہوئی مالک مطبع قدر شناس جناب ذی خطاب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے کمال ذرہ نوازی فرمائی اور حقیر کی قدر بڑھائی اور اس کتاب داستان امیر حمزہ کی چار جلدون مذکورہ کے بعد باقی ہر سہ جلد پنجم و ششم و ہفتم تک کہ جہان کتاب پوری ہوئی ہی پورا ترجمہ و تکملہ کرنے کی خدمت

مجھ خادم کے سپرد فرمائی اس ہیچمیرز نے بعنایت رب اکبر بہت خوب دلچسپ عبارات میں پوری انشاپردازی سے ہر ایک موقع پر دلاویز اشعار کے ساتھ لکھنا شروع کیا اور یہ خبر فاش ہوئی ہر ایک کی چشم انتظار نے اسطرف ٹکٹکی لگائی کہ دیکھیے کب تک جلد پنجم کا پورا ترجمہ ہو اور کب تک چھپکر نصیب ہو لہذا یہ راے نہایت مناسب قرار پائی کہ جلد پنجم کے دو حصہ کردیے جاوین کہ جب تک دوسرا حصہ تیار ہو ناظرین پہلے حصہ سے دل بہلائین اور اب تو بفضلہ تعالی کل جلدین بہ حسن انتظام مرتب ہو کر مدت سے منظور ناظرین ہورہی ہین اور کمال قدردانی حضرات شائقین سے یہ جلدین مکرر طبع ہوگئین

فہرست داستانہاے جلد پنجم حصہ دوم

مژدہ اے دل کہ گرباد صبا مے آید ... بد بد خوش خبر از شہر سبا مے آید

اشعار مصنف قمر

ہے شوق ماہرو کو ہمارے ستار کا ... تار شعاع مہر نمونہ ہے تار کا

ساقی پلادے جام مئے خوشگوار کا ... آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا

دل سے حضور کے نہین جاتین کدورتین ... اس آئینہ مین زنگ ہے سیرے غبار کا

برگشتہ قسمتون کی نہین خاک کو بھی چین ... کھاتا ہے پیچ وتاب بگولہ غبار کا

دل کی تڑپ سے برق خجل ہوگئی قمر ... ادنے نمونہ ہے یہ مرے اضطرار کا

حصہ دوم جلد پنجم طلسم ہوشربا کا آغاز کیا گیا ہے جسکا خلاصہ مضمون حسب ذیل ہے

یہ حصہ دوم اس مقام سے شروع ہوا کہ اسد بن کرب باغ سیماب سے آوارہ ہوکے پہنچنا شہر داؤدیہ مین دعشق ملکہ لالان خون قبا دختر خداوند داؤد سے عیاری خواجہ عمرو یعنی خداوند مذکور کی صورت بنکر لوح لینا افراسیاب جادو سے عیاری کرنا ملکہ صورت نگار زوجہ مصور نبیرہ سامری کا شاہزادہ اسد غازی پر اور گرفتار کرنا خواجہ عمرو کا زن وشوہر کو بھگانا افراسیاب جادو کا اور مقابلہ افراسیاب دکوکب عیاری ملکہ صرصر شمشیر زن لینا لوح کا بشکل ملکہ حیرت جبین پھر افراسیاب کا گرفتار کرنا شاہزادہ اسد وغیرہ کو سحر ملکہ بران عیاری خواجہ عمرو چالاک براے تلاش لوح جانا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا طلسم صندل پر فتح طلسم مذکور

تابہ دربند مہروماہ جادو و حالات حصول لوح از شکم گاو آتش بار جادو وادروم دیگر شاہزادہ اسد
کو لوح لیجانا اسکا رجادو کا ہنگامۂ عظیم ہونا باغ مین ملکہ زیور المحل نشین کے دعیدی خواجہ عمرو بشکل
شاہنشاہ جنات اور لوح کا جانا شکم زمہریر جادو مین کر جو دریاے نیل مین رہتا ہر وہ داستانہاے
حجرہ ہفت بلا و دیگر داستانہاے متعلق جلد ہذا شائقین والا تمکین ان داستانہاے رنگین سے
حظ کامل اٹھائینگے

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ خالق ارض و سما کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی ہر داستان ایک دریاے
ناپیدا کنار ہر اور جسکے آٹھ دفتر ہین اور ہر دفتر کئی کئی جلدون مین ختم ہوا اور بعض جلد کے بھی بوجہ ضخامت
بسیار کئی حصہ ہین اتنی بڑی داستان عظیم الشان کے ترجمہ و طبع کا بار مالک مطبع ہذا نے اپنے ذمہ لے لیا اور
ہر شخص کم مایہ کو بھی کوڑیون کے مول مین اس گلستان ہمیشہ بہار کی سیر سے محظوظ کر دیا دفتر اول نوشیروان نامہ
کی ہر دو جلد اور دفتر دوم کوچک باختر اور دفتر سوم بالا باختر اور دفتر چہارم ایرج نامہ کی ہر دو جلد کا
ترجمہ ماہر شیرین زبان منشی شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے بطرز دلکش طبع کیا اور یہ جلدین
طبع بھی ہوگئین۔ دفتر پنجم طلسم ہوشربا جو کل داستان امیر حمزہ کی جان ہر اور جسکی سات جلدین ہین اسکی
اول چار جلدون کا ترجمہ شاعر بے بدل منشی محمد حسین صاحب جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلدون کا ترجمہ
استاد مسلم الثبوت منشی احمد حسین صاحب قمر سلمہ نے فرمایا ان ساتون جلد طلسم ہوشربا کا ترجمان دونون
عالیشان مترجمون نے بعبارت رنگین مشکل عبارت فسانہ عجائب کیا ہر فصاحت و بلاغت کا دریا بہا دیا ہر
جو ملاحظہ سے متعلق ہر۔ اسی طلسم ہوش ربا کی جلد پنجم اسقدر طولانی ہر جسکے دو حصہ مجبوری کرنا پڑے
چونکہ حضرات شائقین کی قدردانی سے یہ جلدین ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئین لہذا نوبت طبع مکرر کی آئی چنانچہ
بفضلہ تعالی طلسم ہوش ربا کی جلد پنجم کا پہلا حصہ بماہ دسمبر ۱۹۰۲ء مطبع نامی منشی نول کشور صاحب سی آئی
ای۔ واقع لکھنؤ مین بار دوم طبع ہوکر سرور افزاے دلہاے مشتاقان ہوئی۔ باقی تین دفتر صندلی نامہ
تورج نامہ۔ لعل نامہ کا بھی انصرام طبع ہو رہا ہی۔